﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ ٱللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾

سیرت

سیدالامم ﷺ

ماخذ

قرآنِ مجید، کتبِ احادیث، فقہ وتاریخ

جلد ۱۲

مولوی محمد اصغر ہاشمی

صفحہ نمبر	فہرست مضامین
	۷ ہجری
۶۴۷۲	مضامین سورۃ المائدہ ۱ تا ۱۲۰
۶۴۷۶	عروہ بن مسعود ثقفی رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام
۶۴۸۴	استخارہ
۶۵۰۵	بغیر وضو نماز قبول نہیں ہوتی
۶۵۰۶	کھانے پینے سے وضو خراب نہیں ہوتا
۶۵۰۶	ان چیزوں سے وضو ٹوٹ جاتا ہے
۶۵۱۱	وضو کے فوائد
۶۵۱۵	وضو اور اس کے اذکار کی بدعات
۶۵۲۰	گردن کا مسح کرنا
۶۵۳۲	پھٹی ہوئی جراب یا موزے پر مسح نہ کرنا
۶۵۴۳	تیمم اور اس کے مسائل
۶۵۸۴	فساد اور قتل وغارت
۶۵۹۳	قطع ید کے مسائل
۶۶۵۶	قسموں کے مسائل
۶۷۰۳	شاہ فارس خسرو پرویز کے نام خط
۶۷۰۹	قیصر روم ہرقل کے نام خط
۶۷۱۹	شاہ بحرین منذر بن ساویٰ کو دعوت اسلام
۶۷۲۰	

رسول اللہ ﷺ کا شاہ بحرین منذر بن ساویٰ کو جواب	۶۲۱
رئیس یمامہ ہوذہ بن علی کو دعوت اسلام	۶۲۱
رئیس یمامہ ہوذہ بن علی کا جواب	۶۲۱
حاکم دمشق حارث بن ابی شمر غسانی کو دعوت اسلام	۶۲۳
شاہ عمان جیفر و عبد کو دعوت اسلام	۶۲۵
شاہ روم یا حاکم بصریٰ کی طرف نامہ مبارک	۶۳۰
حمیر کے حارث، مسروح، نعیم بن عبد کلال کو خط	۶۳۱
بنو حمیر کو جزیہ و زکوٰۃ کے سلسلے میں خط	۶۳۲
سلاطین و امراء کو نامہائے مبارک بھیجنے کا نتیجہ	۶۳۴
صلح حدیبیہ کے بعد کی فوجی سرگرمیاں	۶۳۶
سعید رضی اللہ عنہ بن عامر کا قبول اسلام	۶۴۳
بنی جذام سے رفاعہ رضی اللہ عنہ بن زید کا قبول اسلام	۶۴۶
غزوہ خیبر	۶۴۷
سریہ ابان رضی اللہ عنہ بن سعید	۶۵۴
خیبر کی طرف روانگی	۶۵۴
جاسوس کی گرفتاری	۶۵۶
غطفان کا اپنے علاقہ کی طرف فرار	۶۶۰
فوجی نظم وضبط	۶۶۲
یہود کی میٹنگ	۶۶۴
لشکر کا نگہبان دستہ	۶۶۸

قلعہ ناعم کی فتح	۶۷۶۹
جنگ کے آداب	۶۷۷۱
نظم وضبط	۶۷۷۱
مبارزت	۶۷۷۲
صحابہ کا بیمار پڑنا	۶۷۷۷
قلعہ الصعب بن معاذ کی فتح	۶۷۷۷
رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا دعا کرنا	۶۷۷۸
گدھوں کے گوشت کی مناہی	۶۷۸۰
قلعہ الزبیر کی فتح	۶۷۸۵
قلعہ ابی کی فتح	۶۷۸۶
قلعہ النزار کی فتح	۶۷۸۸
قلعہ القموس کی فتح	۶۷۹۲
یہود کی بد دیانتی	۶۷۹۴
فریقین کے مقتولین	۶۷۹۵
مہاجرین شہداء	۶۷۹۶
اموال غنیمت	۶۷۹۸
اموال غنیمت کی تقسیم	۶۷۹۸
زینب بنت حیی	۶۸۰۰
حبشہ سے جعفر رضی اللہ عنہ بن ابی طالب اور قبیلہ اشعر کے لوگوں کی آمد	۶۸۰۱
اشعریوں کا ذوق عبادت، شوق جہاد	۶۸۰۴
ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام	۶۸۰۷
ابوہریرہ کی ہجرت	۶۸۰۹

والدہ کا قبول اسلام	۶۸۱۱
غطفان کا غنیمت سے حصہ طلب کرنا	۶۸۱۹
یہود کی درخواست	۶۸۲۰
رسول اللہ ﷺ کو قتل کرنے کی سازش	۶۸۲۲
اہل فدک کی سپردگی	۶۸۲۴
وادی القریٰ کی فتح	۶۸۲۶
اہل تیماء کی مصالحت	۶۸۲۸
تربیت	۶۸۳۸
ام المومنین زینب رضی اللہ عنہا بنت حیی بن اخطب سے شادی	۶۸۳۹
ام المومنین صفیہ رضی اللہ عنہا کا ولیمہ	۶۸۴۱
یزدگرد کی تین بیٹیوں پر تبصرہ، ایک ضعیف روایت	۶۸۴۲
نماز فجر کا فوت ہو جانا	۶۸۴۴
مدینہ منورہ کے قریب تشریف آوری	۶۸۴۸
انصار کو باغات کی واپسی	۶۸۴۹
حبشہ سے دوسرا وفد	۶۸۵۰
فتح خیبر کے بعد مسجد نبوی کی دوسری مرتبہ تعمیر	۶۸۵۱
منبر رسول	۶۸۵۵
منبر کا طول و عرض	۶۸۵۷
منبر رسول بنانے والے کا نام	۶۸۶۰
کھجور کے خشک تنا کا رونا	۶۸۶۱
رسول اللہ ﷺ کے بعد منبر کی مختصر تاریخ	۶۸۶۳
غزوہ ذات الرقاع	۶۸۶۴

صلاۃ خوف	۶۸۷۰
سریہ غالب رضی اللہ عنہ بن عبد اللہ کلبی (وادی نخل کی طرف)	۶۸۷۳
سریہ زید رضی اللہ عنہ بن حارثہ (حسمٰی کی طرف)	۶۸۷۴
سریہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب (تربہ کی طرف)	۶۸۷۵
سریہ بشیر رضی اللہ عنہ بن سعد انصاری (فدک کی طرف)	۶۸۷۵
سریہ غالب رضی اللہ عنہ بن عبد اللہ لیثی (وادی نخل کی طرف)	۶۸۷۶
سریہ نجد	۶۸۷۸
سریہ عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن حذافہ سہمی	۶۸۷۸
سریہ عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن رواحہ (خیبر کی طرف)	۶۸۷۹
سریہ بشیر بن سعد انصاری رضی اللہ عنہ (یمن وجبار کی طرف)	۶۸۸۰
سریہ ابوحدرد رضی اللہ عنہ (غابہ کی طرف)	۶۸۸۱
وفد طارق رضی اللہ عنہ بن عبد اللہ محاربی	۶۸۸۳
معاویہ رضی اللہ عنہ بن حیدت قشیری کا قبول اسلام	۶۸۸۵
ربیعہ رضی اللہ عنہ بن رواء کا اسلام قبول کرنا	۶۸۸۶
عمرۃ القضائ، عمرۃ القصاص	۶۸۸۷
عبد اللہ بن عامر رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام	۶۸۹۲
ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا بنت حارث کے ساتھ شادی	۶۸۹۶
سریہ اخرم بن ابی العوجا آسلمی رضی اللہ عنہ (بنوسلیم کی طرف)	۶۸۹۸
شان نزول سورۃ التحریم	۶۸۹۹
مضامین سورۃ التحریم	۶۹۰۳

۸ ہجری	
خالد بن ولید رضی اللہ عنہ، عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ اور عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام	۶۹۱۸
سریہ غالب رضی اللہ عنہ بن عبد اللہ (کدید اور فدک کی طرف)	۶۹۲۴
سریہ شجاع رضی اللہ عنہ بن وہب اسدی (السیی کی طرف)	۶۹۲۵
سریہ کعب رضی اللہ عنہ بن عمیر غفاری (ذات اطلاح کی طرف)	۶۹۲۶
غزوہ موتہ (غزوہ جیش الامرائ)	۶۹۲۷
فریقین کے مقتولین	۶۹۴۲
غزوہ موتہ کے اثرات	۶۹۴۲
فروہ رضی اللہ عنہ بن عمرو الجذامی کی شہادت	۶۹۴۳
سریہ عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص (ذات السلاسل کی طرف)	۶۹۴۴
سریہ حارث رضی اللہ عنہ بن ربعی انصاری (ابو قتادہ) رضی اللہ عنہ (خضرہ کی طرف)	۶۹۴۸
فتح مکہ (تاریخ اسلام کا عظیم واقعہ)	۶۹۴۹
غزوہ کا سبب	۶۹۴۹
قریش کا ابوسفیان کو مدینہ بھیجنا	۶۹۵۴
غزوہ کی تیاری	۶۹۵۸
سریہ حارث ابن ربعی انصاری رضی اللہ عنہ (ابو قتادہ رضی اللہ عنہ) (بطن اضم)	۶۹۵۹
حاطب رضی اللہ عنہ بن ابی بلتعہ کا واقعہ	۶۹۶۱
مضامین سورۃ الممتحنہ	۶۹۶۴
بنو سلیم سے عباس رضی اللہ عنہ بن مرداس کا قبول اسلام	۶۹۸۱
مدینہ منورہ سے روانگی	۶۹۸۲
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو رمضان میں افطار کی اجازت دینا	۶۹۸۳
ابوسفیان رضی اللہ عنہ بن حارث بن عبد المطلب کا قبول اسلام	۶۹۸۵

عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن بدیل خزاعی کا قبول اسلام	۶۹۸۷
بنی سلیم کے ایک وفد کی آمد	۶۹۸۹
چھوٹے بڑے جھنڈوں کی تیاری	۶۹۹۰
لشکر کا آگ روش کرنا	۶۹۹۰
ابو سفیان رضی اللہ عنہ بن حرب کا اسلام قبول کرنا	۶۹۹۳
لشکر کی ترتیب و تقسیم	۶۹۹۹
مسجد الحرام میں داخلہ	۷۰۰۵
بیت اللہ کی چابی حاصل کرنا	۷۰۰۷
بیت اللہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز	۷۰۰۹
بیت اللہ میں نماز کے بعد خطبہ	۷۰۱۰
عفو عام کے بعد چند خاص مجرموں کے بارے میں حکم	۷۰۱۱
عبد اللہ بن ابی سرح بن حارث عامری	۷۰۱۲
عبد اللہ بن خطل	۷۰۱۴
عکرمہ رضی اللہ عنہ بن ابی جہل	۷۰۱۵
حویرث بن نفیل	۷۰۱۸
مقیس بن صبابہ	۷۰۱۹
ہبار رضی اللہ عنہ بن اسود بن مطلب	۷۰۱۹
حارث بن ہشام مخزومی (ابو جہل کے حقیقی بھائی)	۷۰۲۰
حارث رضی اللہ عنہ بن ہشام اور زبیر بن ابی امیہ	۷۰۲۰
صفوان بن امیہ بن خلف	۷۰۲۱
وحشی رضی اللہ عنہ بن حرب (حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبد المطلب کا قاتل)	۷۰۲۳
ہند رضی اللہ عنہا بن عتبہ (ابو سفیان کی بیوی اور کاتب وحی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی والدہ)	۷۰۲۴

بنومطلب بن عبدمناف کی باندی	۲۰۲۴ء
عبد العزیٰ (ابی لہب) کے بیٹے عتبہ رضی اللہ عنہ اور معتب رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام	۲۰۲۵ء
سہیل رضی اللہ عنہ بن عمرو کا قبول اسلام	۲۰۲۵ء
زہیر بن امیہ مخزومی (ام سلمہ کا بھائی)	۲۰۲۷ء
حویطب رضی اللہ عنہ بن عبد العزیٰ کا قبول اسلام	۲۰۲۸ء
بیت اللہ کی کنجی حقدار کو عطا کیا جانا	۲۰۳۲ء
بلال رضی اللہ عنہ کا بیت اللہ کی چھت پر چڑھ کر اذان کہنا	۲۰۳۴ء
ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کا اسلام لانا	۲۰۳۵ء
بیعت کے لئے لوگوں کا اجتماع	۲۰۳۷ء
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فتح مکہ کے دوسرے روز ایک خطبہ	۲۰۴۵ء
ام ہانی رضی اللہ عنہا کی پناہ قبول کرنا	۲۰۴۶ء
ایک مقدمہ	۲۰۴۶ء
عثمان بن عامر تمیمی (ابی قحافہ رضی اللہ عنہ) کا قبول اسلام	۲۰۴۷ء
شراب وغیرہ کی بیع کی حرمت کا اعلان	۲۰۴۸ء
فضالہ رضی اللہ عنہ بن عمیر بن ملوح کا اسلام قبول کرنا	۲۰۴۹ء
حدود کا نفاذ	۲۰۴۹ء
حدود حرم کی نشان دہی	۲۰۵۱ء
گھروں میں رکھے بتوں کا صفایا	۲۰۵۱ء
فتح مکہ کے نتائج	۲۰۵۲ء
مہاجرین کے متروکہ مکانات کا مسئلہ	۲۰۵۲ء
فتح مکہ کے بعد سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب کا ابوجہل کی بیٹی کو نکاح کا پیغام دینا	۲۰۵۳ء
سریہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ (نخلہ کی طرف)	۲۰۵۴ء

سریہ سعد بن زید اشہلی رضی اللہ عنہ (مشلل کی طرف)	۲۰۵۶
سریہ عمرو رضی اللہ عنہ بن عاص (بنو ہذیل کی طرف)	۲۰۵۶
سریہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ (بنو جذیمہ کی طرف)	۲۰۵۷
ام حبیبہ رضی اللہ عنہ سے نکاح اور معاویہ رضی اللہ عنہ کو کاتب مقرر فرمانا	۲۰۶۰
ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہ کی دعا	۲۰۶۱
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مکہ میں قیام	۲۰۶۱
فتح مکہ کے سیاسی اثرات	۲۰۶۲
غزوہ حنین (غزوہ ہوازن، غزوہ اوطاس)	۲۰۶۳
ہوزان کے جاسوس	۲۰۶۶
مسلمانوں کا تحقیق و تفشیش کرنا	۲۰۶۶
مکہ مکرمہ سے روانگی	۲۰۶۸
صفوف کی ترتیب اور جھنڈوں کی تقسیم	۲۰۷۲
آغاز جنگ	۲۰۷۳
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ثابت قدمی	۲۰۷۴
مکہ معظّمہ کے نومسلموں کے خیالات	۲۰۷۵
دشمن کا جاسوس	۲۰۸۶
غزوہ حنین کے شہدا	۲۰۸۷
اموال غنیمت	۲۰۸۷
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حلم	۲۰۸۹
وفد بنی ربیعہ	۲۰۹۰
جنگ اوطاس	۲۰۹۱

فرار ہونے والوں کا تعاقب	۱۰۹۱
سریہ طفیل بن عمرو دوسی رضی اللہ عنہ (ذوالکفین کی طرف)	۱۰۹۵
غزوہ طائف	۱۰۹۸
غزوہ طائف میں شہید اسلام	۱۱۰۴
مال غنیمت کی تقسیم	۱۱۰۵
اموال غنیمت کی تقسیم	۱۱۰۶
اموال غنیمت اور انصار	۱۱۱۳
اسیروں کی واپسی	۱۱۱۵
سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب کی نذر	۱۱۲۱
بلال رضی اللہ عنہ اور ابوموسیٰ اشعری کو بشارت	۱۱۲۱
عمرہ کے متعلق ایک سوال	۱۱۲۲
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ منورہ واپسی	۱۱۲۳
سریہ خالد رضی اللہ عنہ بن ولید (یمن کی طرف)	۱۱۲۴
عروہ بن مسعود ثقفی رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام	۱۱۲۴

۷ ہجری

مضامین سورۃ المائدہ: یہ سورۃ تین بڑے مضامین پر مشتمل ہے۔

○ حج کے تفصیلی احکامات ابھی تک نازل نہیں ہوئے تھے، اس سورہ میں حج کے احکامات، شعائر اسلامی، زائرین کعبہ کے احترام، کھانے پینے کی چیزوں میں حلال وحرام کی قطعی حدود اور دور جاہلیت کے خود ساختہ رسم ورواج کے خاتمہ کے واضح ہدایات دی گئیں، اہل کتاب عورتوں سے نکاح کی اجازت اور جوا، شراب، چوری وڈاکہ زنی، قسم توڑنے کا کفارہ اور شہادت کے بارے میں مزید چند دفعات کا اضافہ کیا گیا، عبادات کے سلسلہ میں وضو، تیمم، غسل اور نشے کی حالت میں نماز کے احکام کی تصریح کی گئی۔

○ مسلمانوں کو گذشتہ اقوام کے احوال کا ذکر کر کے تنبیہ کی گئی کہ وہ اقتدار کے نشہ میں مست نہ ہو جائیں ہر حالت میں اللہ کے قانون کی پیروی کریں اور عدل وانصاف کا دامن تھامے رہیں، اپنے جملہ معاملات کے فیصلوں میں کتاب الٰہی کے پابند رہیں اور منافقت کی روش سے اجتناب کریں ورنہ ان کا انجام سابقہ امتوں سے مختلف نہیں ہوگا۔

○ یہود ونصاریٰ، اصنام پرست اور مجوسیوں کو ان کے عقائد ونظریات کی غلطیاں بیان کر کے دعوت اسلام دی گئی۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَوۡفُوۡا بِالۡعُقُوۡدِ ۬ؕ اُحِلَّتۡ لَکُمۡ بَہِیۡمَۃُ الۡاَنۡعَامِ

اے ایمان والو! عہد وپیمان پورے کرو، تمہارے لیے مویشی چوپائے حلال کئے گئے ہیں بجز ان کے جن کے نام پڑھ کر

اِلَّا مَا یُتۡلٰی عَلَیۡکُمۡ غَیۡرَ مُحِلِّی الصَّیۡدِ وَ اَنۡتُمۡ حُرُمٌ ؕ اِنَّ اللّٰہَ یَحۡکُمُ مَا یُرِیۡدُ ﴿۱﴾

سنا دیئے جائیں گے مگر حالت احرام میں شکار کو حلال جاننے والے نہ بننا، یقیناً اللہ تعالیٰ جو چاہے حکم کرتا ہے،

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تُحِلُّوۡا شَعَآئِرَ اللّٰہِ وَ لَا الشَّہۡرَ الۡحَرَامَ وَ لَا الۡہَدۡیَ

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کے شعائر کی بے حرمتی نہ کرو، نہ ادب والے مہینوں کی، نہ حرم میں قربان ہونے والے

وَ لَا الۡقَلَآئِدَ وَ لَاۤ آٰمِّیۡنَ الۡبَیۡتَ الۡحَرَامَ یَبۡتَغُوۡنَ فَضۡلًا مِّنۡ رَّبِّہِمۡ

اور پٹے پہنائے گئے جانوروں کی جو کعبہ کو جا رہے ہوں، اور نہ ان لوگوں کی جو بیت اللہ کے قصد سے اپنے رب تعالیٰ کے

وَ رِضْوَانًا ؕ وَ اِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا ؕ وَ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ اَنْ صَدُّوْكُمْ

فضل اور اس کی رضاجوئی کی نیت سے جارہے ہوں، ہاں جب تم احرام اتار ڈالو تو شکار کھیل سکتے ہو، جن لوگوں نے تمہیں

عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَنْ تَعْتَدُوْا ۘ وَ تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَ التَّقْوٰى ۪

مسجد احرام سے روکا تھا ان کی دشمنی تمہیں اس بات پر امادہ نہ کرے کہ تم حد سے گزر جاؤ، نیکی اور پرہیزگاری میں ایک دوسرے

وَ لَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَ الْعُدْوَانِ ۪ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝۲ (المائدۃ ۲:۵)

کی امداد کرتے رہو اور گناہ ظلم زیادتی میں مدد نہ کرو، اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو، بیشک اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والا ہے۔

اہل ایمان کو مخاطب کر کے فرمایا اے مومنو! اور یہ بہت خاص لفظ ہے چنانچہ جب اللہ تعالیٰ یہ لفظ استعمال کریں تو اس کی طرف توجہ کرنی چاہیے،

أَنَّ رَجُلًا أَتَى عَبْدَ اللهِ بْنَ مَسْعُودٍ [رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَقَالَ: اعْهَدْ إِلَيَّ، فَقَالَ: إِذَا سَمِعْتَ اللهَ يَقُولُ: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا، فَارْعِهَا سَمْعَكَ، فَإِنَّهُ خَيْرٌ يَأْمُرُ بِهِ، أَوْ شَرٌّ يَنْهَى عَنْهُ

ایک شخص عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کے پاس آیا کہا مجھے خاص نصیحت فرمائیں، عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب تو قرآن میں لفظ ''اے لوگو! جو ایمان لائے ہو۔'' سنے تو فوراً کان لگا کر دل کی انتہائی گہرائیوں سے اس کی طرف متوجہ ہوجا، کیونکہ اس کے بعد کسی نہ کسی بھلائی کا حکم ہوگا یا کسی نہ کسی برائی سے ممانعت ہوگی۔ (۱)

عَنْ خَيْثَمَةَ، قَالَ: مَا تَقْرَءُونَ فِي الْقُرْآنِ {يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا} فَإِنَّ مَوْضِعَهُ فِي التَّوْرَاةِ: يَا أَيُّهَا الْمَسَاكِينُ

اور خیثمہ سے مروی ہے ہر وہ چیز جسے قرآن کریم میں اے ایمان والو! کے خطاب سے بیان کیا گیا ہے اسے تورات میں اے مسکینو! کے خطاب سے بیان کیا گیا ہے۔ (۲)

عہد و پیمان کی اہمیت کے پیش نظر سورۂ کے آغاز میں وعدے کے ایفاء کا حکم دیا گیا جو بندے اور اس کے رب کے درمیان ہیں جیسے اس کی عبودیت کا التزام، اسے پوری طرح قائم رکھنا اور اس کے حقوق میں کچھ کمی نہ کرنا، جو بندے اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مابین اتباع اور اطاعت کے بارے میں ہیں، اور وہ معاہدے جو بندے اور اس کے والدین، عزیز و اقارب کے درمیان ان کے ساتھ حسن سلوک، صلہ رحمی اور عدم قطع رحمی کے بارے میں ہیں، اور وہ معاملات مثلاً خرید و فروخت اور اجارہ وغیرہ کے ضمن میں بندے اور لوگوں کے درمیان ہیں، اور مسلمانوں کے حقوق کی ادائیگی وغیرہ بھی شامل ہے، جیسے فرمایا فرمایا

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ ... ۝۱۰ (۳)

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم ۱۹۶، ۱۰۳۷/۱

(۲) مصنف ابن ابی شیبہ ۳۵۰۲۴

(۳) الحجرات ۱۰

ترجمہ: تمام مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں۔

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ , عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ , قَوْلُهُ: {أَوْفُوا بِالْعُقُودِ} يَعْنِي: مَا أُحِلَّ , وَمَا حُرِّمَ، وَمَا فُرِضَ , وَمَا حُدَّ فِي الْقُرْآنِ كُلِّهِ ، فَلَا تَغْدِرُوا وَلَا تَنْكُثُوا ثُمَّ شَدَّدَ ذَلِكَ فَقَالَ: {وَالَّذِينَ يَنْقُضُونَ عَهْدَ اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مِيثَاقِهِ وَيَقْطَعُونَ مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ أَنْ يُوصَلَ}[۱] إِلَى قَوْلِهِ: {سُوءُ الدَّارِ}[۲]

علی بن ابوطلحہ نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت کریمہ ''اے ایمان والو! وعدے پورے کرو۔'' کے بارے میں روایت کیا ہے معاہدوں کو پورا کرنے سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو حلال اور حرام قرار دیا ہے اور جو فرائض وحدود قرآن میں مقرر کیے ہیں ان کی پابندی کرو اور انہیں نہ توڑو، انہیں توڑنے والوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے بہت سخت حکم بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے ''اور جو لوگ اللہ سے عہد واثق کر کے اس کو توڑ ڈالتے اور جن (رشتہ ہائے قرابت) کے جوڑے رکھنے کا اللہ نے حکم دیا ہے ان کو قطع کر دیتے ہیں اور زمین میں فساد کرتے ہیں انہی لوگوں کے لیے لعنت ہے اور ان کے لیے (آخرت کا) گھر بھی بہت برا ہے۔[۳]

وَقَالَ الضَّحَّاكُ: أَوْفُوا بِالْعُقُودِ قَالَ: مَا أَحَلَّ اللهُ وَمَا حَرَّمَ، وَمَا أَخَذَ اللهُ مِنَ الْمِيثَاقِ عَلَى مَنْ أَقَرَّ بِالْإِيمَانِ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْكِتَابِ أَنْ يُوفُوا بِمَا أَخَذَ اللهُ عَلَيْهِمْ مِنَ الْفَرَائِضِ مِنَ الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ

اور ضحاک رحمہ اللہ فرماتے ہیں ''اے ایمان والو! وعدے پورے کرو۔'' معاہدوں کو پورا کرنے سے مراد یہ ہے اللہ تعالیٰ نے جن چیزوں کو حلال وحرام قرار دیا ہے، نبی اور کتاب کے ساتھ ایمان لانے والوں سے جو عہد و پیمان لیا ہے اور اپنے بندوں پر حلال اور حرام میں سے جن چیزوں کو فرض قرار دیا ہے ان سب کے بارے میں حکم ہے کہ ان کی پابندی کی جائے۔[۴]

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: مَا خَطَبَنَا نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا قَالَ: لَا إِيمَانَ لِمَنْ لَا أَمَانَةَ لَهُ، وَلَا دِينَ لِمَنْ لَا عَهْدَ لَهُ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں کوئی خطبہ ایسا نہیں دیا جس میں یہ نہ فرمایا ہو کہ اس شخص کا ایمان نہیں جس کے پاس امانت داری نہ ہو اور اس شخص کا دین نہیں جس کے پاس وعدہ کی پاسداری نہ ہو۔[۵]

ایک حدیث میں عہد شکنی کو منافقت کی علامت قرار دیا گیا۔

اور ان حدود اور قیود کی سختی سے پابندی کرو جن کا اللہ نے انسانوں کو مکلف ٹھیرایا ہے، خواہ تمہیں ان کی مصلحت سمجھ میں آئے یا نہیں، پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر اپنے احسان کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا تمہارے لئے وہ تمام چرند چوپائے حلال کیے گئے ہیں جو نباتی غذا کھاتے

[۱] الرعد: 25

[۲] الرعد: 25

[۳] تفسیرطبری ۹/۴۵۲

[۴] تفسیرابن کثیر ۲/۷

[۵] مسند أحمد ۱۲۳۸۳، مسند البزار ۷۱۹۶، صحیح ابن حبان ۱۹۴

ہیں، جیسے اونٹ، گائے، بکری اور بھیڑ، یہ نر اور مادہ مل کر آٹھ قسمیں ہیں اور ان کے علاوہ ہرن، نیل گائے وغیرہ جن کا عموماً شکار کیا جاتا ہے بھی حلال ہیں یعنی وہ چوپائے (درندے) جو مویشیوں کے برعکس کچلیاں رکھتے ہوں جیسے شیر، چیتا، کتا اور بھیڑیا وغیرہ اور کچلی کے دانت سے دوسرے جانوروں کو پکڑتا اور چیرتا ہو حلال نہیں ہیں، رسول اللہ ﷺ نے واضح کر کے حدیث میں صاف حکم دے دیا کہ درندے حرام ہیں اسی طرح آپ ﷺ نے ان پرندوں (جیسے شکرہ، باز، شاہین عقاب وغیرہ) کو بھی حرام قرار دیا جن کے پنجے ہوتے ہیں جن سے وہ دوسرے جانوروں کا شکار کر کے کھاتے ہیں یا مردار خور ہوتے ہیں،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ:نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَكْلِ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ، وَعَنْ أَكْلِ كُلِّ ذِي مِخْلَبٍ مِنَ الطَّيْرِ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے ہر پھاڑ کر کھانے والے درندوں کا اور پنجوں (ناخنوں) سے شکار کرنے والے پرندوں کا گوشت کھانے سے منع کیا ہے۔[1]

لیکن احرام کی حالت میں جس طرح حجامت، خوشبو کا استعمال، ہر قسم کی زینت و آرائش اور قضاء شہوت حرام ہیں اسی طرح کسی جنگلی جانور کا شکار بھی حرام ہے، یہ حاکم مطلق کا حکم ہے وہ اپنی حکمت کے تحت جو چاہئے حکم فرما سکتا ہے، ہر مذہب کے کچھ شعار (نشانیاں) ہوتی ہیں جس طرح گرجا، قربان گاہ اور صلیب مسیحت کے شعائر ہیں، مندر، چوٹی اور زنار برہمنیت کے شعائر ہیں، کیس، کڑا اور کرپان وغیرہ سکھ مذہب کے شعائر ہیں، ہتھوڑا اور درانتی اشتراکیت کا شعار ہے، سواستیکا آریہ نسل پرستی کا شعار ہے، اور سب اپنے اپنے شعائر کا احترام کرتے ہیں، بیت اللہ اور نذر کے جانور کیونکہ حرمات اللہ ہیں جن کی تعظیم و حرمت اللہ نے مقرر فرمائی ہے اور یہ مسلمانوں اور مشرکین کے درمیان موافقت ہے اس لئے مسلمانوں کو ان حرمات کے احترام کا حکم فرمایا گیا کہ جب یہ مشرکین حج کے دنوں میں اللہ کے گھر کی طرف جا رہے ہوں تو انہیں نہ چھیڑو اور نہ قربانی اور نذر کے جانور پر ہاتھ ڈالو جن کے گلے میں نذر کی علامت کے طور پر قلائد پڑے ہوئے ہوں،

عَنْ مُجَاهِدٍ , فِي قَوْلِ اللهِ:شَعَائِرَ اللهِ،الصَّفَا وَالْمَرْوَةُ , وَالْهَدْيُ وَالْبُدْنُ

مجاہد رحمہ اللہ کا آیت کریمہ ''اللہ کی نشانیوں۔'' کے بارے میں قول ہے صفا، مروہ، ہدی اور اونٹ شعائر اللہ میں سے ہیں۔[2]

اور تاقیامت مناسک حج، صفا و مروہ، قربانی کے جانور، اللہ کی حرام کردہ ہر چیز اور حرمت والے چاروں مہینوں رجب، ذوالقعدہ، ذوالحجہ اور محرم کی حرمت برقرار رکھو اور ان میں جدال و قتال مت کرو، جیسے فرمایا

اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مِنْهَآ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ

[1] مصنف عبدالرزاق ۸۷۰۷،مصنف ابن ابی شیبة ۱۹۸۶۸،مسنداحمد ۲۱۹۲،سنن الدارمی ۲۰۲۵،صحیح بخاری کتاب الذبائع والصیدبَابُ أَكْلِ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ ۵۵۳۰ ، صحیح مسلم کتاب بَابُ إِذَا غَابَ عَنْهُ الصَّيْدُ ثُمَّ وَجَدَهُ ۴۹۹۶،سنن ابن ماجه کتاب الصیدبَابُ أَكْلِ، كُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ ۳۲۳۴

[2] تفسیرطبری ۹؍۴۶۳

ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ۬ۙ فَلَا تَظْلِمُوْا فِيْهِنَّ اَنْفُسَكُمْ ﴿٣٦﴾ [1]

ترجمہ: بے شک اللہ کے نزدیک اس کتاب میں مہینے گنتی میں بارہ ہیں اس روز سے کہ اس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا، ان میں چار مہینے حرمت کے ہیں، یہی مضبوط دین ہے، تم ان مہینوں میں (ناحق لڑائی کر کے) اپنے آپ پر ظلم نہ کرو۔

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيْهِ ؕ قُلْ قِتَالٌ فِيْهِ كَبِيْرٌ... ﴿٢١٧﴾ [2]

ترجمہ: لوگ پوچھتے ہیں ماہ حرام میں لڑنا کیسا ہے؟ کہو اس میں لڑنا بہت بڑا (گناہ) ہے۔

عروہ بن مسعود ثقفی رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام

عَنْ أَبِي بَكْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ الزَّمَانَ قَدِ اسْتَدَارَ كَهَيْئَتِهِ يَوْمَ خَلَقَ اللهُ السَّمٰوَاتِ وَالأَرْضَ، السَّنَةُ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ، ثَلَاثٌ مُتَوَالِيَاتٌ: ذُو القَعْدَةِ، وَذُو الحِجَّةِ، وَالمُحَرَّمُ، وَرَجَبُ، مُضَرَ الَّذِي بَيْنَ جُمَادَى، وَشَعْبَانَ

ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کے دن ہمارے سامنے خطبہ ارشاد کرتے ہوئے فرمایا لوگو! یعنی سال کی گردش پوری ہو گئی اپنی اس وضع کے موافق جس پر کہ وہ اس روز تھا جس روز اللہ تعالیٰ نے آسمان وزمین کو پیدا کیا تھا (یعنی سال اپنی وضع کے مطابق بارہ مہینے کا پورا ہو گیا ہے) سال بارہ مہینے کا ہوتا ہے جس میں سے چار مہینے باحرمت ہیں، تین تو مسلسل ہیں یعنی ذی قعدہ، ذی الحجہ، محرم، اور چھوتھا مضر کا رجب جو جمادی الثانی اور شعبان کے درمیان ہے۔ [3]

اور اللہ کی رضا کا قصد رکھنے والے سے تعرض کرنے کی ممانعت فرمائی کہ ان لوگوں پر ہاتھ نہ ڈالو جو تجارت و کاروبار کی تلاش یا حج، عمرہ، طواف بیت اللہ، نماز اور مختلف انواح کی دیگر عبادات کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کا ارادہ رکھتے ہوں، جیسے فرمایا

...وَمَنْ يُّرِدْ فِيْهِ بِاِلْحَادٍۭ بِظُلْمٍ نُّذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿٢٥﴾ [4]

ترجمہ: اور جو کوئی اس میں ظلم سے کج روی کرنا چاہئے ہم اسے دردناک عذاب کا مزا چکھائیں گے۔

چونکہ اللہ نے حالت احرام میں شکار کرنے سے منع کیا ہے اس لئے فرمایا جب تم احرام کھول دو تو اب اس کی تحریم ختم ہوگئی، اب جس طرح تم حجامت بنوا سکتے ہو، خوشبو کا استعمال کر سکتے، ہر قسم کی زینت و آرائش کر سکتے ہو اسی طرح تمہیں شکار کرنے کا بھی اختیار ہے، مگر اللہ تعالیٰ

---

[1] التوبة ٣٦

[2] البقرة ٢١٧

[3] صحیح بخاری كِتَابُ تَفْسِيرِ القُرْآنِ بَابُ قَوْلِهِ إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِنْدَ اللهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِي كِتَابِ اللهِ، يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَالأَرْضَ مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ذَلِكَ الدِّينُ ۴۶۶۲، صحیح مسلم كِتَابُ الْقَسَامَةِ وَالْمُحَارِبِينَ وَالْقِصَاصِ وَالدِّيَاتِ بَابُ تَغْلِيظِ تَحْرِيمِ الدِّمَاءِ وَالْأَعْرَاضِ وَالْأَمْوَالِ ۴۳۸۳

[4] الحج ٢٥

نے اہل ایمان کو اس ارادہ سے روکا اور حلم وعفو کا حکم فرمایا کہ جس طرح مشرکین نے تمہیں زیارت بیت اللہ سے روک کر ظلم وتعدی کی ہے اس طرح تم بھی بغض وعداوت میں بیت اللہ کی طرف جاتے ہوئے قافلوں پر چھاپے مار کر ناروا زیادتیاں نہ کرنے لگو،

عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحُدَيْبِيَةِ ، وَأَصْحَابُهُ حِينَ صَدَّهُمُ الْمُشْرِكُونَ عَنِ الْبَيْتِ، وَقَدِ اشْتَدَّ ذَلِكَ عَلَيْهِمْ، فَمَرَّ بِهِمْ أُنَاسٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ مِنْ أَهْلِ الْمَشْرِقِ يُرِيدُونَ الْعُمْرَةَ، فَقَالَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: نَصُدُّ هَؤُلَاءِ كَمَا صَدَّنَا أَصْحَابُهُمْ، فَأَنْزَلَ اللهُ هَذِهِ الْآيَةَ

زید بن اسلم سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حدیبیہ میں تھے اور جب مشرکوں نے انہیں بیت اللہ جانے سے روک دیا تھا اور یہ بات ان پر بہت گراں گزری تھی، اور اسی دوران میں جب مشرق کے کچھ مشرک وہاں سے گزر رہے تھے اور ان کا عمرہ کرنے کا ارادہ تھا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا کہ ہم بھی ان کی راہ میں رکاوٹ پیدا کریں گے جیسا کہ ان کے ساتھیوں نے ہماری راہ روکی تھی، تو اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔[1]

ایک نہایت اہم اصول بیان فرمایا جو ایک مسلمان کے لئے قدم قدم پر رہنمائی مہیا کرسکتا ہے کہ اس کے برعکس تمہارا رویہ یہ ہونا چاہیے کہ نیکی، پرہیز گاری اور حقوق اللہ وحقوق العباد کے کاموں میں سب سے تعاون کرو اور جو گناہ اور زیادتی کے کام ہیں ان میں تعاون نہ کرو، اللہ سے ڈرتے رہو، اگر تم محارم کے ارتکاب کی جسارت کروگے تو دنیاوی یا اخروی سزا کے مستحق بن جاؤ گے، اللہ کی گرفت اور سزا بڑی سخت ہے،

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:انْصُرْ أَخَاكَ ظَالِمًا أَوْ مَظْلُومًا ، فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَنْصُرُهُ إِذَا كَانَ مَظْلُومًا، أَفَرَأَيْتَ إِذَا كَانَ ظَالِمًا كَيْفَ أَنْصُرُهُ؟ قَالَ:تَحْجُزُهُ، أَوْ تَمْنَعُهُ، مِنَ الظُّلْمِ فَإِنَّ ذَلِكَ نَصْرُهُ

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنے بھائی کی مدد کرو خواہ وہ ظالم ہو خواہ مظلوم، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! مظلوم ہونے کی صورت میں مدد کرنا ٹھیک ہے لیکن ظالم ہونے کی صورت میں کیسے مدد کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا اسے ظلم نہ کرنے دو، ظلم سے روک لو یہی اس وقت اس کی مدد ہے۔[2]

عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - قَالَ: أَظُنُّهُ ابْنَ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:الْمُؤْمِنُ الَّذِي يُخَالِطُ النَّاسَ وَيَصْبِرُ عَلَى أَذَاهُمْ، أَعْظَمُ أَجْرًا مِنَ الَّذِي لَا يُخَالِطُ النَّاسَ وَلَا يَصْبِرُ عَلَى أَذَاهُمْ

نبی کریم ﷺ کے ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا وہ مومن جو لوگوں سے مل جل کر رہتا اور ان کی تکلیفوں

---

[1] الدر المنثور ۹/ ۳

[2] صحیح بخاری کتاب الاکرہ باب يَمِينِ الرَّجُلِ لِصَاحِبِهِ إِنَّهُ أَخُوهُ ، إِذَا خَافَ عَلَيْهِ الْقَتْلَ أَوْ نَحْوَهُ ۶۹۵۲، مسند احمد ۱۱۹۴۹

پر صبر کرتا ہے اسے اس سے زیادہ اجر وثواب ملے گا جو لوگوں سے مل جل کر نہیں رہتا اور ان کی تکلیفوں پر صبر نہیں کرتا۔ [۱]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: مَنْ دَعَا إِلَى هُدًى كَانَ لَهُ مِنَ الْأَجْرِ مِثْلُ أُجُورِ مَنْ تَبِعَهُ لَا يَنْقُصُ ذَلِكَ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْئًا، وَمَنْ دَعَا إِلَى ضَلَالَةٍ كَانَ عَلَيْهِ مِنَ الْإِثْمِ مِثْلُ آثَامِ مَنْ تَبِعَهُ لَا يَنْقُصُ ذَلِكَ مِنْ آثَامِهِمْ شَيْئًا

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہدایت کی دعوت دے تو اسے ان تمام لوگوں کے اجر وثواب کے مطابق اجر وثواب ملے گا جو اس کے مطابق عمل کریں گے اور اس سے عمل کرنے والوں کے اجر وثواب میں بھی کوئی کمی نہیں ہوگی، اور جو شخص گمراہی وضلالت کی دعوت دے تو اسے ان تمام لوگوں کے گناہوں کے برابر گناہ ہوگا جو اس کے مطابق عمل کریں گے اور اس سے عمل کرنے والوں کے گناہوں میں بھی کوئی کمی نہیں ہوگی۔ [۲]

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَ الدَّمُ وَ لَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَ مَآ أُهِلَّ لِغَيْرِ اللهِ بِهٖ

تم پر حرام کیا گیا مردار اور خون اور خنزیر کا گوشت اور جس پر اللہ کے سوا دوسرے کا نام پکارا گیا ہو،

وَ الْمُنْخَنِقَةُ وَ الْمَوْقُوْذَةُ وَ الْمُتَرَدِّيَةُ وَ النَّطِيْحَةُ وَ مَآ أَكَلَ السَّبُعُ إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ قف

اور جو گلا گھٹنے سے مرا ہو اور جو کسی ضرب سے مر گیا ہو، جو اونچی جگہ سے گر کر مرا ہو جو کسی کے سینگ مارنے سے مرا ہو

وَ مَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَ أَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْأَزْلَامِ ط

اور جسے درندوں نے پھاڑ کھایا ہو لیکن اسے تم ذبح کر ڈالو تو حرام نہیں، اور جو آستانوں پر ذبح کیا گیا ہو،

ذٰلِكُمْ فِسْقٌ ط اَلْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ دِيْنِكُمْ فَلَا

اور یہ بھی کہ قرعہ کے تیروں کے ذریعے فال گیری کرو یہ سب بدترین گناہ ہیں، آج کفار دین سے ناامید ہو گئے، خبردار

تَخْشَوْهُمْ وَ اخْشَوْنِ ط اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ أَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ

!تم ان سے نہ ڈرنا اور مجھ سے ڈرتے رہنا، آج میں نے تمہارے لیے دین کو کامل کر دیا اور تم پر اپنا انعام بھرپور کر دیا

[۱] مسند احمد ۲۳۰۹۸، جامع ترمذی أَبْوَابُ صِفَةِ الْقِيَامَةِ وَالرَّقَائِقِ وَالْوَرَعِ باب ۲۵۰۷، سنن ابن ماجہ كِتَابُ الْفِتَنِ بَابُ الصَّبْرِ عَلَى الْبَلَاءِ ۴۰۳۲

[۲] صحیح مسلم كتاب الْعِلْمِ بَابُ مَنْ سَنَّ سُنَّةً حَسَنَةً أَوْ سَيِّئَةً وَمَنْ دَعَا إِلَى هُدًى أَوْ ضَلَالَةٍ ۶۸۰۴، سنن ابوداود كِتَاب السُّنَّةِ بَابُ لُزُومِ السُّنَّةِ ۴۶۰۹، جامع ترمذی أَبْوَابُ الْعِلْمِ بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ دَعَا إِلَى هُدًى فَاتُّبِعَ أَوْ إِلَى ضَلَالَةٍ ۲۶۷۴

وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ؕ فَمَنِ اضْطُرَّ فِيْ مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ

اور تمہارے لیے اسلام کے دین ہونے پر رضامند ہو گیا، پس جو شخص شدت کی بھوک میں نے قرار ہو جائے بشرطیکہ کسی

لِّاِثْمٍ ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ③ (المائدة ٣)

گناہ کی طرف اس کا میلان نہ ہو تو یقیناً اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا ہے اور بہت بڑا مہربان ہے۔

حلال وحرام کی وضاحتیں: سورۂ کے آغاز میں جن محرمات کا ذکر شروع کیا گیا اس کے بارے میں فرمایا کہ تم پر وہ جانور حرام کیا گیا ہے جو طبعی موت مر گیا ہو مگر اس میں مچھلی شامل نہیں،

أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ:سَأَلَ رَجُلٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّا نَرْكَبُ الْبَحْرَ، وَنَحْمِلُ مَعَنَا الْقَلِيلَ مِنَ الْمَاءِ، فَإِنْ تَوَضَّأْنَا بِهِ عَطِشْنَا، أَفَنَتَوَضَّأُ بِمَاءِ الْبَحْرِ؟فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:هُوَ الطَّهُورُ مَاؤُهُ وَالْحِلُّ مَيْتَتُهُ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہم سمندر میں سفر کرتے ہیں اور اپنے ساتھ (پینے کے لئے) تھوڑا سا پانی لے جاتے ہیں اگر ہم اس سے وضو کرنے لگیں تو پیاسے رہ جائیں تو کیا ہم سمندر کے پانی سے وضو کر لیا کریں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سمندر کا پانی پاک ہے اور اس کا مردہ حلال ہے۔[1]

وہ خون جو جانور کو ذبح کرتے وقت بہا ہوا، جیسے فرمایا

...اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا... ١٤٥ [2]

ترجمہ: یا بہایا ہوا خون ہو۔

یا جانور کی رگ کاٹ کر خون پیا جائے،

عَنْ عِكْرِمَةَ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ، فَقَالَ: آكُلُ الطُّحَالَ؟قَالَ: نَعَمْ،قَالَ: إِنَّ عَامَّتَهَا دَمٌ؟قَالَ: إِنَّمَا حَرَّمَ اللهُ الدَّمَ الْمَسْفُوحَ

عکرمہ رحمہ اللہ کہتے ہیں ایک شخص عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور پوچھا کیا ہم کلیجی کھا سکتے ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ ہاں اسے کھا سکتے ہو، اس نے کہا کہ وہ تو خون ہے؟ انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے بہتے ہوئے خون کو حرام کیا ہے۔[3]

---

[1] سنن ابوداود کتاب الطهارة بَابُ الْوُضُوءِ بِمَاءِ الْبَحْرِ ٨٣، جامع ترمذی ابواب الطهارة بَابُ مَا جَاءَ فِي مَاءِ الْبَحْرِ أَنَّهُ طَهُورٌ ٦٩، سنن ابن ماجه کتاب الطهارة بَابُ الْوُضُوءِ بِمَاءِ الْبَحْرِ ٣٨٦، موطا امام مالک کتاب الطهارة باب الطَّهُورُ لِلْوَضُوءِ ١٢، مسند احمد ٨٧٣٥، سنن الکبری للنسائی ٥٨، صحیح ابن حبان ١٢٤٣، صحیح ابن خُزَيْمة ١١٢

[2] الانعام ١٤٥

[3] تفسیر ابن ابی حاتم ١٤٠٦/ ٥

اور سور کا گوشت اور چربی وغیرہ چاہئے وہ جنگی ہو یا پالتو حرام ہے،

عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَنْ لَعِبَ بِالنَّرْدَشِيرِ، فَكَأَنَّمَا غَمَسَ يَدَهُ فِي لَحْمِ خِنْزِيرٍ وَدَمِهِ

ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص چوسر کھیلا وہ گویا اپنے ہاتھ سور کے گوشت وخون میں رنگنے والا ہے۔ (۱)

یعنی ایسے کھیل جو وقت اور سرمائے کے ضیاع کا باعث ہوں قطعاً ناجائز ہیں، ایسے کھیل کھیلنا اور اس کی حوصلہ افزائی کرنا تو دور کی بات ہے رحمٰن کے بندوں کی تو یہ شان بیان کی گئی ہے

...وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا ﴿۷۲﴾ (۲)

ترجمہ:اور کسی لغو چیز پر ان کا گزر ہو جائے تو شریف آدمیوں کی طرح گزر جاتے ہیں۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَنَّهُ: سَمِعَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ عَامَ الفَتْحِ وَهُوَ بِمَكَّةَ: إِنَّ اللهَ وَرَسُولَهُ حَرَّمَ بَيْعَ الخَمْرِ، وَالمَيْتَةِ وَالخِنْزِيرِ وَالأَصْنَامِ، فَقِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَرَأَيْتَ شُحُومَ المَيْتَةِ، فَإِنَّهَا يُطْلَى بِهَا السُّفُنُ، وَيُدْهَنُ بِهَا الجُلُودُ، وَيَسْتَصْبِحُ بِهَا النَّاسُ؟فَقَالَ:لاَ، هُوَ حَرَامٌ، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ ذَلِكَ:قَاتَلَ اللهُ اليَهُودَ إِنَّ اللهَ لَمَّا حَرَّمَ شُحُومَهَا جَمَلُوهُ، ثُمَّ بَاعُوهُ، فَأَكَلُوا ثَمَنَهُ

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے فتح مکہ کے سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور آپ کا قیام ابھی مکہ مکرمہ ہی میں تھا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے شراب، مردار، خنزیر اور بتوں کی تجارت کو حرام قرار دے دیا ہے،صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم!مردار کی چربی کشتیوں پر چڑھائی جاتی ہے، کھالوں پر لگائی جاتی ہے اور چراغ جلانے کے کام بھی آتی ہے،اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں نہیں!وہ حرام ہے، اسی موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ یہودیوں کو برباد کرے،اللہ تعالیٰ نے جب چربی ان پر حرام کی تو ان لوگوں نے (شرعی حیلہ کیا اور) اسے پگھلا کر بیچنا شروع کر دیا اور اس کی قیمت کھانے لگے۔ (۳)

یعنی وہ اشیاء جن کا استعمال جائز نہ ہو اس کی تجارت بھی جائز نہیں ہے۔

اور وہ جانور جس کو ذبح کرتے وقت اللہ کے سوا کسی اور کا نام لیا گیا ہو اور وہ جس کا گلا کوئی شخص گھونٹ سے یا کھونٹے میں پھنس کر خود گلا گھٹ

---

(۱) صحیح مسلم كتاب الشعربَابُ تَحْرِيمِ اللعِبِ بِالنَّرْدَ شِير۵۸۹۶،سنن ابن ماجہ كتاب الادب بَابُ اللعِبِ بِالنَّرْدِ ۳۷۶۳،سنن ابوداودكتاب الادب بَابٌ فِي النَّهْيِ عَنِ اللعِبِ بِالنَّرْدِ ۴۹۳۹، مسنداحمد۲۲۹۷۹

(۲) الفرقان۷۲

(۳) صحیح بخاری كتاب البيوع بَابُ بَيْعِ المَيْتَةِ وَالأَصْنَامِ ۲۲۳۶،صحیح مسلم كتاب المساقاة بَابُ تَحْرِيمِ بَيْعِ الْخَمْرِ، وَالْمَيْتَةِ، وَالْخِنْزِيرِ، وَالْأَصْنَامِ ۴۰۴۸، سنن ابوداودكتاب الاجارة بَابٌ فِي ثَمَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْتَةِ ۳۴۸۶،سنن ابن ماجہ كتاب التجارات بَابُ مَا لَا يَحِلُّ بَيْعُهُ ۲۱۶۷،مسنداحمد۱۴۴۹۵،السنن الكبرى للنسائی۶۲۲۰

جائے یا وہ جانور جس کو کسی نے پتھر، لاٹھی یا اور کوئی چیز (دھاری دار نہیں) ماری جس سے وہ بغیر ذبح مر گیا ہو وہ بھی حرام ہے،

وَقَالَ قَتَادَةُ: كَانَ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ يَضْرِبُونَهَا بِالْعَصَى حَتَّى إِذَا مَاتَتْ أَكَلُوهَا

قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت کے لوگ جانوروں کو لاٹھیوں سے مارتے تھے اور جب وہ مر جاتے تو پھر انہیں کھا لیتے تھے۔[1]

عَدِيَّ بْنَ حَاتِمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمِعْرَاضِ، فَقَالَ: إِذَا أَصَبْتَ بِحَدِّهِ فَكُلْ، فَإِذَا أَصَابَ بِعَرْضِهِ فَقَتَلَ فَإِنَّهُ وَقِيذٌ فَلاَ تَأْكُلْ

عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھالے سے شکار کے بارے میں دریافت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر وہ دھار کی طرف سے لگا ہو تو اسے کھالو لیکن اگر وہ موٹائی کی طرف سے لگے اور وہ اس سے مر جائے تو وہ چوٹ زدہ ہے اسے نہ کھاؤ[2]

یا وہ جانور جو چاہئے خود پہاڑ وغیرہ سے گرا ہو یا کسی نے دھکا دے کر گرا دیا ہو یا کنوئیں میں گر کر مرا ہو،

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ , عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: وَالْمُتَرَدِّيَةُ، قَالَ: الَّتِي تَتَرَدَّى مِنَ الْجَبَلِ

علی بن ابوطلحہ نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے "بلندی سے گر کر مرا ہو۔" سے مراد وہ جانور ہے جو پہاڑ سے گر کر مر جائے۔[3]

عَنْ قَتَادَةَ: وَالْمُتَرَدِّيَةُ، قَالَ: الَّتِي تَرَدَّتْ فِي الْبِئْرِ

قتادہ رحمہ اللہ کہتے ہیں "بلندی سے گر کر مرا ہو۔" سے مراد وہ جانور ہے جو کنوئیں میں گر کر مر جائے۔[4]

عَنِ السُّدِّيِّ , فِي قَوْلِهِ: وَالْمُتَرَدِّيَةُ، قَالَ: هِيَ الَّتِي تَرَدَّى مِنَ الْجَبَلِ أَوْ فِي الْبِئْرِ

اور سدی کا قول ہے "بلندی سے گر کر مرا ہو۔" سے مراد وہ جانور ہے جو پہاڑ سے گر کر یا کنوئیں میں گر کر مر جائے۔[5]

یا دوسرے جانور کی سینگ یا کسی اور چیز سے ٹکر کھا کر بغیر ذبح مرا ہو یا اسے کسی کچلیوں سے شکار کرنے والے درندے نے پھاڑ دیا ہو اور وہ مر گیا ہو،

وَقَدْ كَانَ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ يَأْكُلُونَ مَا أَفْضَلَ السَّبُعُ مِنَ الشَّاةِ أَوِ الْبَعِيرِ أَوِ الْبَقَرَةِ وَنَحْوِ ذَلِكَ

زمانہ جاہلیت میں لوگ اس بکری، گائے اور اونٹ وغیرہ کو کھا لیا کرتے تھے جسے درندوں نے پھاڑ کھایا ہوتا تھا۔[6]

سوائے اس کے کہ اس میں زندگی کے آثار پا کر اللہ کا نام لے کر (یعنی شرعی طریقہ سے) ذبح کر لیا ہو تو یہ حلال ہے،

---

[1] تفسیر طبری ۹،۴۹۶

[2] صحیح بخاری کتاب الذبائع بَابُ صَيْدِ المِعْرَاضِ ۵۴۷۶، صحیح مسلم کتاب الصید بَابُ الصَّيْدِ بِالْكِلَابِ الْمُعَلَّمَةِ ۴۹۷۴، سنن ابوداود کتاب الصید بَابٌ فِي الصَّيْدِ ۲۸۵۴، مسند احمد ۱۹۳۷۷، سنن الدارمی ۲۰۵۲

[3] تفسیر طبری ۹،۴۹۸

[4] تفسیر طبری ۹،۴۹۸

[5] تفسیر طبری ۹،۴۹۸

[6] تفسیر ابن کثیر ۳،۲۲

قَالَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَلْحَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ: {إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ} يَقُولُ: إِلَّا مَا ذَبَحْتُمْ مِنْ هَؤُلَاءِ وَفِيهِ رُوحٌ، فَكُلُوهُ،فَهُوَ ذَكِيٌّ

علی بن ابوطلحہ نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت کریمہ ’’سوائے اس کے جسے تم نے زندہ پا کر ذبح کر لیا۔‘‘ کے بارے میں روایت کیا ہے اس سے مراد یہ ہے کہ ان جانوروں میں سے جن میں ابھی روح موجود ہو اور تم ان کو ذبح کر لو تو انہیں کھالو وہ حلال ہیں۔[1]

عَنْ عَلِيٍّ , قَالَ: إِذَا أَدْرَكْتَ ذَكَاةَ الْمَوْقُوذَةِ وَالْمُتَرَدِّيَةِ وَالنَّطِيحَةِ، وَهِيَ تُحَرِّكُ يَدًا أَوْ رِجْلًا فَكُلْهَا

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اگر تم چوٹ لگنے، گرنے والے اور سینگ لگنے والے جانور کو اس طرح پا لو کہ وہ ہاتھ پاؤں ہلا رہا ہو تو اسے کھالیا کرو۔[2]

رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّا لَاقُو العَدُوِّ غَدًا وَلَيْسَتْ مَعَنَا مُدًى أَفَنَذْبَحُ بِالْقَصَبِ؟ قَالَ: أَعْجِلْ أَوْ أَرِنْ، مَا أَنْهَرَ الدَّمَ، وَذُكِرَ اسْمُ اللهِ عَلَيْهِ فَكُلْ، لَيْسَ السِّنَّ وَالظُّفُرَ وَسَأُحَدِّثُكُمْ عَنْ ذَلِكَ، أَمَّا السِّنُّ فَعَظْمٌ ، وَأَمَّا الظُّفُرُ، فَمُدَى الْحَبَشَةِ

رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے عرض کی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کل دشمن سے ہماری مڈبھیڑ ہو گی اور ہمارے پاس چھری موجود نہیں ہے تو کیا ہم سرکنڈے سے ذبح کر لیں؟ جو چیز بھی خوب بہادے اور اس پر اللہ کا نام لیا جائے تو اسے کھالو لیکن اسے دانت اور ناخن سے ذبح نہ کرو اور ابھی میں اس کی وجہ بیان کرتا ہوں، اور وہ یہ ہے کہ دانت ہڈی ہے اور ناخن حبشیوں کی چھری ہے۔[3]

اور وہ جو کسی غیر اللہ کے تھان، آستانہ، درگاہ، مقبرہ وغیرہ پر ان کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے ذبح کیا جائے، جیسے فرمایا

اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ... ﴿١٧٣﴾[4]

ترجمہ: تم پر مردہ اور (بہاہوا) خون اور سور کا گوشت اور ہر وہ چیز جس پر اللہ کے سوا دوسروں کا نام پکارا گیا ہو حرام ہے۔

قَالَ مُجَاهِدٌ وَابْنُ جُرَيْجٍ كَانَتِ النُّصُبُ حِجَارَةً حَوْلَ الْكَعْبَةِ،قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: وَهِيَ ثَلَاثُمِائَةٍ وَسِتُّونَ نُصُبًا كَانَ الْعَرَبُ فِي جَاهِلِيَّتِهَا يَذْبَحُونَ عِنْدَهَا وَيَنْضَحُونَ مَا أَقْبَلَ مِنْهَا إِلَى الْبَيْتِ بِدِمَاءِ تِلْكَ الذَّبَائِحِ، وَيُشَرِّحُونَ اللحْمَ وَيَضَعُونَهُ عَلَى النُّصُبِ

مجاہد رحمہ اللہ اور ابن جریج رحمہ اللہ کہتے ہیں ’’ اور وہ جو کسی آستانے پر ذبح کیا گیا ہو۔‘‘ نصب سے مراد وہ پتھر ہیں جو کعبے کے ارد گرد رکھے

---

[1] تفسیرابن کثیر ۳؍۲۲

[2] تفسیرطبری ۹؍۵۰۳

[3] صحیح بخاری کِتَاب الشَّرِكَةِ بَابُ قِسْمَةِ الغَنَمِ ۲۴۸۸، وكِتَابُ الذَّبَائِحِ وَالصَّيْدِ بَابُ مَا نَدَّ مِنَ البَهَائِمِ فَهُوَ بِمَنْزِلَةِ الوَحْشِ ۵۵۰۹،صحیح مسلم کتاب الأَضَاحِيِّ بَابُ جَوَازِ الذَّبْحِ بِكُلِّ مَا أَنْهَرَ الدَّمَ، إِلَّا السِّنَّ، وَالظُّفُرَ، وَسَائِرَ الْعِظَامِ ۵۰۹۲، مسند احمد ۱۷۲۶۳

[4] البقرة ۱۷۳

ہوئے تھے،ابن جریج کہتے ہیں کہ یہ تین سو ساٹھ بت تھے اور زمانہ جاہلیت میں لوگ ان کے پاس جانور ذبح کیا کرتے تھے اور ان کے خون بیت اللہ کے اگلے حصے پر مل دیتے تھے اور گوشت ٹکڑے ٹکڑے کر کے بتوں کے آگے رکھ دیتے تھے۔ [۱]

عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ قَالَ: نَزَلَ آدَمُ بِتَحْرِيمِ أَرْبَعٍ: الْمَيْتَةِ، وَالدَّمِ، وَلَحْمِ الْخِنْزِيرِ، وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ، وَإِنَّ هَذِهِ الْأَرْبَعَةَ الْأَشْيَاءِ لَمْ تَحِلَّ قَطُّ،

ابوالطفیل رحمہ اللہ کہتے ہیں آدم علیہ السلام کے وقت سے لے کر آج تک یہ چاروں چیزیں حرام رہیں مردار اور خون اور سور کا گوشت اور اللہ کے سوا دوسرے کے نام کی چیز، یہ چاروں چیزیں کسی وقت بھی حلال نہیں ہوئیں۔ [۲]

پھر جو مجبور ہو جائے اور وہ حد سے بڑھنے والا اور زیادتی کرنے والا نہ ہو اس پر ان کے کھانے میں کوئی گناہ نہیں، اللہ تعالیٰ بخشش کرنے والا مہربان ہے۔

اہل عرب نے فال گیری کے لئے ہبل دیوتا کے استھان پر سات تیر رکھے ہوئے تھے جن پر مختلف الفاظ اور فقرے کندہ تھے، کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کا سوال ہو، کھوئی ہوئی چیز کا پتہ پوچھنا ہو، خون کے مقدمہ کا فیصلہ مطلوب ہو الغرض کوئی بھی کام ہو اس کے لئے ہبل کے پانسہ دار(صاحب القداح) کے پاس پہنچ جاتے، اس کا نذرانہ پیش کرتے اور ہبل سے دعا مانگتے کہ ہمارے اس معاملہ کا فیصلہ کر دے ،پھر پانسہ دار ان تیروں کے ذریعہ سے فال نکالتا اور جو تیر بھی فال میں نکل آتا اس پر لکھے ہوئے لفظ کو ہبل کا فیصلہ سمجھا جاتا تھا۔

ایک روایت کہ انہوں نے تین تیر ہبل کے آستانہ پر رکھے ہوئے تھے، ایک پر لکھا ہوا تھا أَفْعَلْ یعنی کرلو، دوسرے پر لکھا ہوا تھا لَا تَفْعَلْ یعنی نہ کرو اور تیسرا تیر خالی تھا جب انہیں کوئی کام کرنے میں تردد ہوتا تو وہ ان تیروں کو کسی ڈونگی وغیرہ میں رکھ کر گھماتے، پھر ان میں سے ایک تیر نکالتے، اگر أَفْعَلْ نکلتا تو اس کام کو کرتے اگر لَا تَفْعَلْ کا تیر نکلتا تو وہ کام نہ کرتے، اگر خالی تیر نکلتا تو نئے سرے سے قرعہ اندازی کرتے، یہاں تک کہ لکھا ہوا تیر نکل آتا،

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ قَالَ: مَكْتُوبٌ عَلَى الْوَاحِدِ:أَمَرَنِي رَبِّي، وَعَلَى الْآخَرِ: نَهَانِي رَبِّي، وَالثَّالِثُ غُفْلٌ لَيْسَ عَلَيْهِ شَيْءٌ ، فَإِذَا أَجَالَهَا فَطَلَعَ السَّهْمُ الْآمِرُ فَعَلَهُ ، أَوِ النَّاهِي تَرَكَهُ،وَإِنْ طَلَعَ الْفَارِغُ أَعَادَ

بعض لوگوں نے کہا ہے کہ ایک تیر پر یہ لکھا ہوتا تھا میرے رب نے مجھے یہ حکم دیا ہے، دوسرے پر لکھا ہوا ہوتا تھا میرے رب نے مجھے منع فرمایا ہے اور تیسرا خالی ہوتا اور اس پر کچھ نہیں لکھا ہوتا تھا، اور جب وہ انہیں فضا میں اچھالتے اور وہ تیر اوپر آجاتا جس پر کام کرنے کا لکھا ہوتا تو وہ اس کام کو کر لیتے اور نہ کرنے والا اوپر آجاتا تو وہ اسے نہ کرتے، اور اگر خالی تیر اوپر آجاتا تو وہ اس عمل کو دوبارہ کرتے۔ [۳]

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ , قَوْلُهُ:وَأَنْ تَسْتَقْسِمُوا بِالْأَزْلَامِ،يَعْنِي: الْقِدَحَ , كَانُوا يَسْتَقْسِمُونَ بِهَا فِي الْأُمُورِ

---

[۱] تفسیرابن کثیر ۳؍۲۳

[۲] تفسیرابن کثیر ۳؍۱۷

[۳] تفسیرابن کثیر ۳؍۲۴

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما آیت کریمہ ” نیز یہ بھی تمہارے لیے ناجائز ہے کہ پانسوں کے ذریعہ سے اپنی قسمت معلوم کرو۔“ کے بارے میں فرماتے ہیں یعنی تیر، لوگ ان تیروں سے اپنے امور و معاملات کے انجام معلوم کیا کرتے تھے۔ ⁽¹⁾

وَذَكَرَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ وَغَيْرُهُ: أَنَّ أَعْظَمَ أَصْنَامِ قُرَيْشٍ صَنَمٌ كَانَ يُقَالُ لَهُ: هُبَل، وَكَانَ دَاخِلَ الْكَعْبَةِ، مَنْصُوبٌ عَلَى بِئْرٍ فِيهَا تُوضَعُ الْهَدَايَا وَأَمْوَالُ الْكَعْبَةِ فِيهِ، كَانَ عِنْدَهُ سَبْعَةُ أَزْلَامٍ، مَكْتُوبٌ فِيهَا مَا يَتَحَاكَمُونَ فِيهِ، مِمَّا أُشْكِلَ عَلَيْهِمْ، فَمَا خَرَجَ لَهُمْ مِنْهَا رَجَعُوا إِلَيْهِ وَلَمْ يَعْدِلُوا عَنْهُ

محمد بن اسحاق وغیرہ نے ذکر کیا ہے کہ قریش کے سب سے بڑے بت کا نام ہبل تھا جو کعبے کے اندر ایک کنوئیں پر نصب کیا گیا تھا جس میں تحائف اور کعبے کے اموال ڈالے جاتے تھے، یہاں سات تیر رکھے ہوئے تھے اور ان پر ان کے مشکل کاموں کے فیصلے لکھے ہوتے تھے، قسمت آزمائی کے وقت ان میں سے جو تیر نکل آتا اس کے مطابق عمل کرتے اور اس سے انحراف نہیں کرتے تھے۔ ⁽²⁾

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا قَدِمَ أَبَى أَنْ يَدْخُلَ البَيْتَ وَفِيهِ الآلِهَةُ، فَأَمَرَ بِهَا فَأُخْرِجَتْ، فَأَخْرَجُوا صُورَةَ إِبْرَاهِيمَ، وَإِسْمَاعِيلَ فِي أَيْدِيهِمَا الأَزْلَامُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:قَاتَلَهُمُ اللَّهُ، أَمَا وَاللَّهِ لَقَدْ عَلِمُوا أَنَّهُمَا لَمْ يَسْتَقْسِمَا بِهَا قَطُّ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب (فتح مکہ کے موقع پر مکہ مکرمہ) تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبے میں داخل ہونے سے انکار کر دیا اس میں جھوٹے معبود تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں نکالنے کا حکم دیا، انہوں نے ابراہیم اور اسماعیل علیہ السلام کے بت نکالے ان دونوں کے ہاتھوں میں تیر تھے، تو (یہ دیکھ کر) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو تباہ و برباد کرے اللہ کی قسم ! کیا انہیں معلوم نہیں تھا کہ ابراہیم اور اسماعیل علیہ السلام نے تیروں کے ساتھ کبھی قسمت آزمائی نہیں کی تھی۔ ⁽³⁾

چنانچہ اس عبث کام کو روکنے کے لئے فرمایا دیوی یا دیوتا سے قسمت کا حال پوچھنے، غیب کی خبر دریافت کرنے، باہمی نزاعات کا تصفیہ کرنے کے لئے فال گیری، رمل، نجوم، جفر، مختلف قسم کے شگون اور نچھتر وغیرہ اور جوئے کی قسم کے سارے کھیل بھی فسق، جہالت اور حرام ہیں۔

استخارہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فال گیری، رمل، نجوم، جفر، مختلف قسم کے شگون اور نچھتر وغیرہ کے بجائے استخارہ کرنے کی تعلیم دی۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُنَا الِاسْتِخَارَةَ فِي الأُمُورِ كُلِّهَا، كَالسُّورَةِ مِنَ القُرْآنِ، إِذَا هَمَّ بِالأَمْرِ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ يَقُولُ:اللهُمَّ إِنِّي أَسْتَخِيرُكَ بِعِلْمِكَ، وَأَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ،وَأَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ العَظِيمِ،فَإِنَّكَ تَقْدِرُ وَلاَ أَقْدِرُ، وَتَعْلَمُ وَلاَ أَعْلَمُ، وَأَنْتَ عَلَّامُ الغُيُوبِ،اللهُمَّ إِنْ كُنْتَ

⁽¹⁾ تفسیر طبری ۹؍۵۱۴

⁽²⁾ تفسیرابن کثیر ۳؍۲۴

⁽³⁾ صحیح بخاری كِتَابُ الحَجِّ بَابُ مَنْ كَبَّرَ فِي نَوَاحِي الكَعْبَةِ ۱۶۰۱

تَعْلَمُ أَنَّ هَذَا الأَمْرَ خَيْرٌ لِي فِي دِينِي وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةِ أَمْرِي فَاقْدُرْهُ لِي وَيَسِّرْهُ لِي، ثُمَّ بَارِكْ لِي فِيهِ، اللهُمَّ وَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّهُ شَرٌّ لِي فِي دِينِي وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةِ أَمْرِي فَاصْرِفْهُ عَنِّي وَاصْرِفْنِي عَنْهُ، وَاقْدُرْ لِي الخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ، ثُمَّ رَضِّنِي بِهِ

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح ہمیں قرآن کی سورتیں سکھاتے تھے اسی طرح ہمارے کاموں میں استخارہ کرنا بھی تعلیم فرماتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے تھے کہ جب تم میں سے کسی کو کوئی اہم (اور جائز) کام آپڑے (اور وہ اس میں متردد ہو کہ اسے کروں یا نہ کروں) تو اسے چاہیے کہ وہ (خشوع وخضوع سے) دو رکعت نماز نفل پڑھ کر یہ دعا پڑھے "اے اللہ! یقیناً میں (اس کام میں) تجھ سے تیرے علم کی مدد سے خیر مانگتا ہوں اور (حصول خیر کے لئے) تجھ سے تیری قدرت کے ذریعے استطاعت مانگتا ہوں اور میں تجھ سے تیرا فضل عظیم مانگتا ہوں، بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے اور میں کسی چیز پر قادر نہیں، تو (ہر کام کا انجام) جانتا ہے اور میں (کچھ) نہیں جانتا اور تو تمام غیبوں کا جاننے والا ہے، الٰہی! اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام (جس کا میں ارادہ رکھتا ہوں) میرے لئے میرے دین، میری زندگی اور میرے انجام کار کے لحاظ سے بہتر ہے تو اسے میرے لئے مقدر کر اور آسان کر پھر اس میں میرے لئے برکت پیدا فرما، اور اگر تیرے علم میں یہ کام میرے لئے میرے دین، میری زندگی اور میرے انجام کار کے لحاظ سے برا ہے تو اس (کام) کو مجھ سے اور مجھے اس سے پھیر دے اور میرے لئے بھلائی مہیا کر جہاں (کہیں بھی) ہو پھر مجھے اس کے ساتھ راضی کر دے۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ هَذَا الأَمْرَ کی جگہ اپنی حاجت کا نام لو، مثلاً نکاح ہو تو ھٰذا النکاح، سفر میں ہو تو ھٰذا السفر، بیوپار میں ہو تو ھٰذہ التجارۃ وغیرہ۔[1]

وَالْحَدِيثُ يَدُلُّ عَلَى مَشْرُوعِيَّةِ صَلَاةِ الِاسْتِخَارَةِ وَالدُّعَاءِ عَقِيبَهَا وَلَا أَعْلَمُ فِي ذَلِكَ خِلَافًا

امام شوکانی رحمہ اللہ کہتے ہیں نماز استخارہ اور اس کے بعد کی دعا کی مشروعیت میں کوئی اختلاف میرے علم میں نہیں۔[2]

يَنْبَغِي أَنْ يَفْعَلَ بَعْدَ الِاسْتِخَارَةِ مَا يَنْشَرِحُ لَهُ

امام نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں جب کوئی شخص استخارہ کرے تو اس کے بعد اس کام کو اپنا لے جس پر اسے انشراح صدر ہو جائے۔[3]

○ استخارہ صرف بعض اولیاء کے لئے خاص نہیں۔

أنّ الاستخارة لا تكون معتبرةً إلا إذا دعا بها بعضُ النّاس، وأنّه لابدّ فيها من الرؤيا المنامية، فهذا غلوٌ وجمود لم يأمر به الله، ولا هدت إليه سنّةُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وإنما نشأ عن التكلّف الذي لا ينبغي للمسلمين فعله، حتى جرّهم ذلك إلى أن عطّلوا سنّةً عظيمةً من سنن النّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وحرموا أنفسهم مثوبة هذه السنّة وبركاتها، والتعرّض لنفحاتها

یہ گمان رکھنا کہ استخارہ صرف وہی سود مند ہوتا ہے جو لوگوں میں سے بعض بزرگ شخصیات سے کروایا جائے اور یہ خیال کرنا کہ استخارے

[1] صحیح بخاری کتاب التهجد بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّطَوُّعِ مَثْنَى مَثْنَى ۱۱۶۲، و کتاب الدعوات بَابُ الدُّعَاءِ عِنْدَ الِاسْتِخَارَةِ ۶۳۸۲، مسند احمد ۱۴۷۰۷

[2] نیل الاوطار ۸۹/۳

[3] الاذکار للنووی ۲۳۱

کے لئے دوران نیند خواب آنا ضروری ہے محض (دین میں) ایسا غلو وجمود ہے جس کا نہ تو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اور نہ ہی رسول اللہ ﷺ کی سنت اس کی رہنمائی کرتی ہے، اس لئے مسلمانوں کو چاہیے کہ اپنے تمام معاملات میں پروردگار سے خود استخارہ کرے یقیناً وہ ضرور اسے ہدایت بخشے گا اور دور حاضر کے لوگوں نے جس تشدد کو اور محض دوسروں (یعنی اولیاء وبزرگوں) پر ہی اعتماد کر لینا عادت ورواج بنا لیا ہے اس کی طرف یکسر توجہ نہ کرے۔ (۱)

○ اگر استخارے کے بعد مطلوبہ کام کرنے یا نہ کرنے کے متعلق شرح صدر نہ ہو تو کیا وہ شخص دوبارہ استخارہ کرے گا؟

امام شوکانی نے مستحب ہونے کی دلائل کو ضعیف قرار دیا ہے اور ان کا خلاصۂ کلام یہ ہے کہ دوبارہ استخارہ کرنے کے متعلق کوئی بھی مرفوع حدیث ثابت نہیں ہے۔ (۲)

عمل استخارہ کو پیشہ بنالینا بھی کسی طور پر درست نہیں کیونکہ اسے ہر انسان کی اپنی ذات کے لئے مشروع کیا گیا ہے۔

کیونکہ اب اسلامی نظام حکومت تکمیل کے مراحل طے کر چکا ہے، اس وقت دنیا میں کوئی نظریہ حیات، کوئی دین اور کوئی مذہب نہیں جو بحیثیت ایک نظریہ کے گردن تان کے اسلام کے سامنے کھڑا ہو سکے اس لئے آج کافروں کی یہ امیدیں خاک میں مل گئی ہیں کہ وہ آئندہ تمہارے دین کو مٹا سکیں گے یا اس میں کچھ تبدیلی یا تحریف کر سکیں گے، اس کی حفاظت اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لے لی ہے، جیسے فرمایا

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ﴿٩﴾ (۳)

ترجمہ: ہم ہی نے قرآن مجید کو نازل کیا اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: قَوْلُهُ: {الْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِن دِينِكُمْ} يَعْنِي: أَنْ تَرْجِعُوا إِلَى دِينِهِمْ أَبَدًا

علی بن ابوطلحہ نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اس آیت کریمہ "آج کافروں کو تمہارے دین کی طرف سے پوری مایوسی ہو چکی ہے۔" کے معنی یہ ہیں کہ اب کفار مایوس ہو گئے ہیں کہ مسلمان اب کبھی بھی ان کے دین کی طرف رجوع نہیں کریں گے۔ (۴)

عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: إِنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ أَيِسَ أَنْ يَعْبُدَهُ الْمُصَلُّونَ فِي جَزِيرَةِ الْعَرَبِ، وَلَكِنْ فِي التَّحْرِيشِ بَيْنَهُمْ

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے شیطان اس سے تو مایوس ہو چکا ہے کہ نمازی مسلمان جزیرۃ عرب میں اس کی پرستش کریں ہاں وہ اس کوشش میں رہے گا کہ مسلمانوں کو آپس میں ایک دوسرے کے خلاف بھڑکائے۔ (۵)

(۱) القول المبین فی اخطاء المصلین ۳۹۴، المدخل ۳/۹۰، الدین الخالص ۵/۲۴۵

(۲) نیل الاوطار ۳/۸۹

(۳) الحجر ۹

(۴) تفسیر طبری ۹/۵۱۶، الدر المنثور ۳/۱۶

(۵) صحیح مسلم کتاب صفات المنافقین بَابُ تَحْرِيشِ الشَّيْطَانِ وَبَعْثِهِ سَرَايَاهُ لِفِتْنَةِ النَّاسِ وَأَنَّ مَعَ كُلِّ إِنْسَانٍ قَرِينًا ۷۱۰۳، مسند احمد ۱۴۳۶۶

عَنْ هَارُونَ بْنِ أَبِي وَكِيعٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ {الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ} وَذَلِكَ يَوْمَ الْحَجِّ الْأَكْبَرِ، بَكَى عُمَرُ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا يُبْكِيكَ؟ قَالَ: أَبْكَانِي أَنَّا كُنَّا فِي زِيَادَةٍ مِنْ دِينِنَافَأَمَا إِذْ أُكْمِلَ فَإِنَّهُ لَمْ يَكْمُلْ شَيْءٌ إِلَّا نَقُصَ، فَقَالَ: صَدَقْتَ

ہارون بن عنترہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں جب حج اکبر کے دن یہ آیت کریمہ ''آج میں نے تمہارے لیے دیم کو کامل کر دیا۔'' نازل ہوئی تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ رونے لگ گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیوں روتے ہو؟ انہوں نے عرض کی مجھے یہ بات رلا رہی ہے کہ پہلے ہمارے دین میں اضافہ ہو رہا تھا اور جب کوئی چیز مکمل ہو جائے تو پھر اس میں کمی شروع ہو جاتی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سچ کہتے ہو۔ (۱)

یہ حدیث بھی اس کی تائید کرتی ہے،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:إِنَّ الْإِسْلَامَ بَدَأَ غَرِيبًا وَسَيَعُودُ غَرِيبًا كَمَا بَدَأَ (فَطُوبَى لِلْغُرَبَاءِ)

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اسلام کا آغاز اجنبیت میں ہوا اور حالت اجنبیت ہی کی طرف یہ عنقریب لوٹ آئے گا جیسے اس کا آغاز ہوا تو ان اجنبیوں کے لیے خوش خبری ہے۔ (۲)

خط کشیدہ الفاظ صحیح مسلم میں ہیں۔

عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْيَهُودِ إِلَى عُمَرَ فَقَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، إِنَّكُمْ تَقْرَءُونَ آيَةً فِي كِتَابِكُمْ، لَوْ عَلَيْنَا مَعْشَرَ الْيَهُودِ نَزَلَتْ، لاتَّخَذْنَا ذَلِكَ الْيَوْمَ عِيدًا، قَالَ: وَأَيُّ آيَةٍ هِيَ؟ قَالَ: قَوْلُهُ عَزَّ وَجَلَّ: {الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي} (۳) قَالَ: فَقَالَ عُمَرُ وَاللَّهِ إِنِّي لَأَعْلَمُ الْيَوْمَ الَّذِي نَزَلَتْ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالسَّاعَةَ الَّتِي نَزَلَتْ فِيهَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، عَشِيَّةَ عَرَفَةَ فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ

طارق بن شہاب سے مروی ہے ایک یہودی نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی اے امیر المومنین! آپ اپنی کتاب میں ایک ایسی آیت پڑھتے ہیں کہ اگر ہم یہودیوں کی کتاب میں یہ آیت نازل ہوئی ہوتی تو ہم اس کے نزول کے دن کو عید کا دن بنا لیتے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کون سی آیت؟ اس نے جواب دیا'' آج میں نے تمہارے دین کو تمہارے لئے مکمل کر دیا ہے اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی ہے۔'' یہ سن کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کی قسم! میں اس دن کو جانتا ہوں جس میں یہ آیت کریمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی تھی اور میں اس وقت کو بھی جانتا ہوں جب یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی تھی، وقت عرفہ کی شام کا تھا اور دن جمعۃ المبارک

(۱) تفسیرطبری ۹/۵۱۹، مصنف لابن ابی شیبۃ ۳۴۴۰۸

(۲) صحیح مسلم كِتَابُ الْإِيمَانَ بَابُ بَيَانِ أَنَّ الْإِسْلَامَ بَدَأَ غَرِيبًا وَسَيَعُودُ غَرِيبًا، وَأَنَّهُ يَأْرِزُ بَيْنَ الْمَسْجِدَيْنِ ۲۷۳

(۳) [المائدة:3]

تھا(یعنی ہماری تو اس دن دو عیدیں تھیں)۔ [1]

لہذا کفار کی طاقت ومخالفت سے ڈرنے کے بجائے ثابت قدم رہو، تقویٰ اختیار کرو اور میری اطاعت میں جھک جاؤ، آج اللہ نے دین اسلام کو چاہئے سیاسی نظام ہو، معاشی نظام ہو، عدالتی نظام ہو یا معاشرتی نظام ہو تمہارے لئے پورا کر کے اس (ظاہری وباطنی) نعمت ہدایت کی ہر حیثیت سے تکمیل کر دی ہے (اگر تکلف کا شکار کوئی شخص یہ دعویٰ کرتا ہے کہ لوگ عقائد اور احکام دین کی معرفت کے لئے کتاب وسنت کے علم کے علاوہ دیگر علوم مثلاً علم کلام وغیرہ کے محتاج ہیں تو وہ جاہل اور اپنے دعوی میں جھوٹا ہے گویا وہ اس زعم میں مبتلا ہے کہ دین کی تکمیل اس کے اقوال اور ان نظریات کے ذریعے سے ہوئی ہے) اور دین اسلام کو ایک مستقل نظام فکر وعمل اور ایک ایسا مکمل نظام تہذیب وتمدن بنا دیا ہے اور اسلام کو تمہارے لئے دین کے طور پر اور تمہیں اسلام کے لئے چن لیا ہے لہذا اب اپنے رب کی شکر گزاری کے لئے میرے قانون کی حدود پر قائم رہنے میں تمہاری طرف سے بھی کوئی کوتاہی نہیں ہونی چاہیے، البتہ کوئی شخص اگر وہ گناہ کی طرف مائل نہ ہو بلکہ بھوک کی اضطراری کیفیت میں جان بچانے کے لئے ان میں سے کوئی چیز تھوڑی سے کھالے تو اللہ معاف کرنے اور بے پایاں رحمت کا مالک ہے، جیسے فرمایا

...فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۱۷۳ [2]

ترجمہ: ہاں جو شخص مجبوری کی حالت میں ہو اور وہ ان میں سے کوئی چیز کھالے بغیر اس کے کہ وہ قانون شکنی کا ارادہ رکھتا ہو، یا ضرورت کی حد سے تجاوز کرے، تو اس پر کچھ گناہ نہیں، اللہ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِنَّ اللهَ يُحِبُّ أَنْ تُؤْتَى رُخَصُهُ كَمَا يَكْرَهُ أَنْ تُؤْتَى مَعْصِيَتُهُ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند فرماتا ہے کہ اس کی عطا کردہ رخصتوں کو قبول کر لیا جائے جیسا کہ وہ اس بات کو ناپسند فرماتا ہے کہ اس کی معصیت کا ارتکاب کیا جائے۔ [3]

اللہ تعالیٰ کی مردار کھانے کی رخصت میں تین دن کی کوئی شرط نہیں ہے، بلکہ جب بھی کوئی مجبور ہو جائے تو اس کے لیے کھانا جائز ہو جاتا ہے،

عَنْ أَبِي وَاقِدٍ اللَّيْثِيِّ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّا بِأَرْضٍ تُصِيبُنَا بِهَا مَخْمَصَةٌ، فَمَا يَحِلُّ لَنَا مِنَ الْمَيْتَةِ؟ قَالَ:إِذَا لَمْ تَصْطَبِحُوا، وَلَمْ تَغْتَبِقُوا، وَلَمْ تَحْتَفِئُوا بَقْلًا، فَشَأْنُكُمْ بِهَا

ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے لوگوں نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہم ایک ایسے علاقے میں ہیں جہاں ہم بھوک سے ناچار ہو جاتے ہیں تو ہمارے لیے مردار کھانا کب حلال ہوتا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تمہیں صبح کا کھانا نہ ملے اور جب شام کا کھانا نہ ملے اور تمہیں

[1] مسند احمد ۱۸۸، صحیح بخاری كِتَابُ الإِيمَانِ بَابُ زِيَادَةِ الإِيمَانِ وَنُقْصَانِهِ ۴۵، صحیح مسلم كِتَابُ الْإِيمَانَ، جامع ترمذی أَبْوَابُ تَفْسِيرِ الْقُرْآنِ بَابٌ وَمِنْ سُورَةِ الْمَائِدَةِ ۳۰۴۳، سنن نسائی كِتَابُ الْإِيمَانِ وَشَرَائِعِهِ باب زِيَادَةُ الْإِيمَانِ ۵۰۱۲

[2] البقرة ۱۷۳

[3] صحیح ابن حبان ۲۷۴۲

کوئی سبزی ترکاری وغیرہ بھی نہ ملے تو اسے کھالو۔ [1]

يَسْـَٔلُوْنَكَ مَا ذَآ اُحِلَّ لَهُمْ ؕ قُلْ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ۙ

آپ سے دریافت کرتے ہیں ان کے لیے کیا کچھ حلال ہے؟ آپ کہہ دیجئے کہ تمام پاک چیزیں تمہارے لیے حلال کی

وَ مَا عَلَّمْتُمْ مِّنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِيْنَ تُعَلِّمُوْنَهُنَّ

گئیں ہیں، اور جن شکار کھیلنے والے جانوروں کو تم نے سدھار کھا ہے، یعنی جنہیں تم تھوڑا بہت وہ سکھاتے ہو جس کی تعلیم

مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ ؗ فَكُلُوْا مِمَّآ اَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ

اللہ تعالیٰ نے تمہیں دے رکھی ہے پس جس شکار کو وہ تمہارے لیے پکڑ کر روک رکھیں تو تم اس سے کھالو اور اس پر

وَ اذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ ۪ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝۴ اَلْيَوْمَ اُحِلَّ لَكُمُ

اللہ تعالیٰ کا ذکر کرلیا کرو، اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو، یقیناً اللہ تعالیٰ جلد حساب لینے والا ہے، کل پاکیزہ چیزیں

الطَّيِّبٰتُ ؕ وَ طَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ ۪ وَ طَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ ؗ

آج تمہارے لیے حلال کی گئیں اور اہل کتاب کا ذبیحہ تمہارے لیے حلال ہے اور تمہارا ذبیحہ ان کے لیے حلال ہے

وَ الْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ وَ الْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ

،اور پاک دامن مسلمان عورتیں اور جو لوگ تم سے پہلے کتاب دیئے گئے ہیں ان کی پاک دامن عورتیں بھی حلال ہیں

اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ مُحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ وَ لَا مُتَّخِذِيْۤ اَخْدَانٍ ؕ وَ مَنْ يَّكْفُرْ

جب کہ تم ان کے مہر ادا کرو، اس طرح کہ تم ان سے باقاعدہ نکاح کرو یہ نہیں کہ اعلانیہ زنا کرو یا پوشیدہ بدکاری کرو، منکرین

بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ ؗ وَ هُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝۵ ع (المائدۃ ۵، ۴)

ایمان کے اعمال ضائع اور اکارت ہیں اور آخرت میں وہ ہارنے والوں میں سے ہیں۔

قدیم نظریہ یہ تھا کہ سب کچھ حرام ہے، بجز اس کے جسے حلال ٹھیرایا جائے، قرآن مجید نے اس کے برعکس یہ اصول مقرر کیا کہ سب کچھ حلال ہے بجز اس کے جس کی حرمت کی تصریح کر دی جائے۔

عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ، وَزَيْدِ بْنِ المُهَلْهِلِ الطَّائِيَّيْنِ سَأَلَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،

[1] مسند احمد ۲۱۸۹۸

فَقَالَا يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَدْ حَرَّمَ اللَّهُ الْمَيْتَةَ، فَمَاذَا يَحِلُّ لَنَا مِنْهَا؟ فَنَزَلَتْ: {يَسْأَلُونَكَ مَاذَا أُحِلَّ لَهُمْ قُلْ أُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبَاتُ}

سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے مروی ہے عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ اور زید بن مہلهل رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم !اللہ تعالیٰ نے مردہ جانور کو حرام قرار دیا ہے ہمارے لیے اب حلال کیا ہے؟اس پر یہ آیت نازل ہوئی ’’’ لوگ پوچھتے ہیں کہ ان کے لئے کیا حلال کیا گیا ہے، جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا آپ کہہ دیں تمہارے لئے(جن چیزوں سے ذوق سلیم کراہت کرے یا جنہیں مہذب انسان نے بالعموم اپنے فطری احساس نظافت کے خلاف پایا ہو کے سوا) ساری پاک چیزیں حلال کر دی گئی ہیں۔‘‘[1]

جیسے فرمایا

... وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰۗىِٕثَ ... ۱۵۷[2]

ترجمہ:وہ پاک چیزوں کو ان کے لئے حلال کرتا ہے اور ناپاک چیزوں کو ان کے لئے حرام ٹھیراتا ہے۔

عَنْ مُقَاتِلِ بْنِ حَيَّانَ قَوْلُهُ:الطَّيِّبَاتِ،قَالَ: الطَّيِّبَاتُ:ما أحل لَهُمْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ أَنْ يُصِيبُوهُ وَهُوَ الْحَلالُ مِنَ الرِّزْقِ

مقاتل بن حیان رحمہ اللہ آیت کریمہ ’’ساری پاک چیزیں۔‘‘ کے بارے میں فرماتے ہیں ہر وہ چیز جس کے کھانے کی اجازت دی گئی ہے وہ حلال رزق ہے۔[3]

سدھائے ہوئے جانور کی خصوصیت یہ ہوتی ہے کہ وہ جس کا شکار کرتا ہے اسے عام درندوں کی طرح پھاڑ نہیں کھاتا بلکہ اپنے مالک کے لئے پکڑ رکھتا ہے اسی وجہ سے فرمایا کہ جن شکاری جانوروں مثلاً کتے، چیتے، باز، شکرے اور تمام وہ درندے اور پرندے جن سے انسان شکار کی خدمت لیتا ہے،

عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَلْحَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ:وَمَا عَلَّمْتُمْ مِنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِينَ، وَهُنَّ الْكِلَابُ الْمُعَلَّمَةُ وَالْبَازِي، وَكُلُّ طَيْرٍ يُعَلَّمُ لِلصَّيْدِ وَالْجَوَارِحُ: يَعْنِي الْكِلَابَ الضَّوَارِي وَالْفُهُودَ وَالصُّقُورَ وَأَشْبَاهَهَا

علی بن ابوطلحہ نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت کریمہ ’’اور جن شکاری جانوروں کو تم نے سدھایا ہو۔‘‘ کے بارے میں روایت کیا ہے شکاری جانوروں سے مراد سدھائے ہوئے کتے، باز اور ہر وہ پرندہ ہے جو شکار کرنا جانتا ہے اور ’’جوارح۔‘‘ سے مراد شکاری کتے، چیتے اور شکرے وغیرہ۔[4]

اگر وہ اس جانور کو پکڑ رکھیں جس کا تم نے شکار کیا ہے تو اسے بھی کھا سکتے ہو،

عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ:وَسَأَلْتُهُ عَنْ صَيْدِ الْكَلْبِ،فَقَالَ:مَا أَمْسَكَ عَلَيْكَ فَكُلْ، فَإِنَّ أَخْذَ الْكَلْبِ

[1] تفسیرابن کثیر ۳۲/۳

[2] الاعراف ۱۵۷

[3] تفسیرابن ابی حاتم ۱۹۸۵/۶

[4] تفسیرطبری ۵۴۸/۹،الدر المنثور ۲۲/۳،السنن الکبری للبیہقی ۱۸۸۶۸

ذَكَاةٌ،وَإِنْ وَجَدْتَ مَعَ كَلْبِكَ أَوْ كِلاَبِكَ كَلْبًا غَيْرَهُ، فَخَشِيتَ أَنْ يَكُونَ أَخَذَهُ مَعَهُ، وَقَدْ قَتَلَهُ فَلاَ تَأْكُلْ، فَإِنَّمَا ذَكَرْتَ اسْمَ اللهِ عَلَى كَلْبِكَ وَلَمْ تَذْكُرْهُ عَلَى غَيْرِهِ

عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے آپ ﷺ سے کتے کے شکار کے بارے میں پوچھا،آپ ﷺ نے فرمایا جسے وہ تمہارے لئے رکھے (یعنی خود نہ کھائے) تو اسے کھالو کیونکہ کتے کا شکار کو پکڑ لینا ہے یہ بھی ذبح کرنا ہے اور اگر تم اپنے کتے یا کتوں کے ساتھ کوئی دوسرا کتا بھی پاؤ اور تمہیں اندیشہ ہو کہ تمہارے کتے نے شکار اس دوسرے کے ساتھ پکڑا ہو گا اور کتا شکار کو مار چکا ہو تو ایسا شکار نہ کھاؤ کیونکہ تم نے اللہ کا نام (بسم اللہ) اپنے کتے پر لیا تھا دوسرے کتے پر نہیں لیا تھا۔[1]

عَنِ ابْنِ عُمَرَ , قَالَ: أَمَّا مَا صَادَ مِنَ الطَّيْرِ الْبُزاة وَغَيْرُهَا مِنَ الطَّيْرِ فَمَا أدركتَ فَهُوَ لَكَ، وَإِلَّا فَلَا تَطْعَمْهُ

اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے پرندوں میں سے باز وغیرہ جو شکار کریں تو اس شکار کو تم پالو تو وہ تمہارا ہے اور اگر اس نے خود کھالیا ہو تو پھر تم اسے نہ کھاؤ۔[2]

اللہ تعالیٰ نے جو قانون حرام وحلال مقرر فرما دیئے ہیں اس کی سختی سے پابندی کرو ورنہ اللہ کو حساب لیتے کچھ دیر نہیں لگتی،آج تمہارے لئے ساری پاک چیزیں حلال کر دی گئی ہیں،اگر یہود ونصاریٰ (باقی کفار کے ذبیحے نہیں) پاکی وطہارت کے ان قوانین کی پابندی کریں جو شریعت کے نقطہ نظر سے ضروری ہیں،اور ان کے کھانے میں حرام چیزیں (سور،شراب وغیرہ) شامل نہ ہوں،اور جانور پر اللہ کا نام لے کر ذبح کریں (مشینی ذبیحہ نہیں) تو ان کا کھانا اور ذبیحہ تمہارے لئے حلال ہے،

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ , عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: وَطَعَامُ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حِلٌّ لَكُمْ, قَالَ: ذَبَائِحُهُمْ

علی بن ابوطلحہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے ’’اور اہل کتاب کا کھانا بھی تمہارے لیے حلال ہے۔‘‘ کھانے سے مراد اہل کتاب کے ذبیحے ہیں۔[3]

اور تمہارا کھانا یعنی تمہارے ذبیحے ان کے لئے حلال ہیں،اور یہود ونصاریٰ کی آزاد،پاک دامن،عصمت آب عورتیں بھی تمہارے لئے حلال ہیں بشرطیکہ تم آزاد شہوت رانی یا چوری چھپے آشنائیاں (زمانہ جاہلیت میں زناکاروں کی دواقسام تھیں، کسی بھی عورت کے ساتھ زنا کرنے والے کو مُسٰفِحِيْنَ کہا جاتا ہے اور صرف اپنی محبوبہ کے ساتھ زنا کرنے والے اَخْدَانٍ ہیں) کرنے کے بجائے ان کا حق المہر ادا کر کے ان کے محافظ بنو،جیسے فرمایا

... مُحْصَنٰتٍ غَيْرَ مُسٰفِحٰتٍ وَّلَا مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ ... ﴿٢٥﴾[4]

[1] صحیح بخاری کتاب الذبائع والصیدبَابُ التَّسْمِيَةِ عَلَى الصَّيْدِ ۵۴۷۵،صحیح مسلم کتاب الصیدبَابُ الصَّيْدِ بِالْكِلَابِ الْمُعَلَّمَةِ ۴۹۷۷،مسنداحمد۱۹۳۹۰

[2] تفسیر طبری ۹؍۵۴۹

[3] تفسیر طبری ۹؍۵۷۸

[4] النساء۲۵

ترجمہ: عفیفہ ہوں نہ ایسی کہ آزاد شہوت رانی نہ کرتی پھریں اور نہ چوری چھپے آشنائیاں کریں۔

أَنَّ ابْنَ عُمَرَ، كَانَ إِذَا سُئِلَ عَنْ نِكَاحِ النَّصْرَانِيَّةِ وَالْيَهُودِيَّةِ، قَالَ: إِنَّ اللهَ حَرَّمَ الْمُشْرِكَاتِ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ، وَلاَ أَعْلَمُ مِنَ الإِشْرَاكِ شَيْئًا أَكْبَرَ مِنْ أَنْ تَقُولَ الْمَرْأَةُ: رَبُّهَا عِيسَى، وَهُوَ عَبْدٌ مِنْ عِبَادِ اللهِ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے عیسائی اور یہودی عورتوں سے نکاح کے بارے میں دریافت کیا گیا کہ عیسائی عورت سے نکاح کرنا جائز نہیں ہے، انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مشرک عورتیں مسلمانوں پر حرام کی ہیں اس سے بڑھ کر اور زیادہ شرک کیا ہوسکتا ہے کہ عیسائی عورت یہ کہتی ہے کہ اس کا رب عیسیٰ ہے، اور وہ اللہ کے بندوں میں سے ایک بندے ہیں۔[1]

اور تنبیہ کے طور پر فرمایا اگر ایسی عورت سے نکاح کرنے سے تمہارے عقائد اور اعمال متاثر ہوں اور تم اخلاق و معاشرت میں ایسی روش پر چل پڑو کہ اپنے ایمان سے ہاتھ نہ دھو بیٹھو تو قیامت کے روز اپنی جان، مال اور اپنے اہل وعیال کے بارے میں سخت خسارے میں ہو گے اور ابدی بدبختی تمہارا نصیب بنے گی، جیسے فرمایا

...وَمَنْ يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَاُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۱۷﴾[2]

ترجمہ: (اور یہ خوب سمجھ لو کہ) تم میں سے جو کوئی اپنے دین سے پھرے گا اور کفر کی حالت میں جان دے گا اس کے اعمال دنیا اور آخرت دونوں میں ضائع ہو جائیں گے ایسے سب لوگ جہنمی ہیں اور ہمیشہ جہنم ہی میں رہیں گے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَ اَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ

اے ایمان والو! جب تم نماز کے لیے اٹھو تو اپنے منہ کو اور اپنے ہاتھوں کہنیوں سمیت دھو لو،

وَ امْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَ اَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ ؕ وَ اِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا ؕ

اپنے سروں کا مسح کرو اور اپنے پاؤں کو ٹخنوں سمیت دھو لو، اور اگر تم جنابت کی حالت میں ہو تو غسل کرلو،

وَ اِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ

ہاں اگر تم بیمار ہو یا سفر کی حالت میں ہو یا تم سے کوئی حاجت ضروری فارغ ہو کر آیا ہو، یا تم عورتوں سے ملے ہو

تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَ اَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ ؕ

اور تمہیں پانی نہ ملے تو پاک مٹی سے تیمم کرلو، اسے اپنے چہروں پر اور ہاتھوں پر مل لو،

[1] صحیح بخاری كِتَابُ الطَّلاَقِ بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى وَلاَ تَنْكِحُوا المُشْرِكَاتِ حَتَّى يُؤْمِنَّ، وَلَأَمَةٌ مُؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِنْ مُشْرِكَةٍ وَلَوْ أَعْجَبَتْكُمْ ۵۲۸۵

[2] البقرة ۲۱۷

مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّ لٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَ لِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ

اللہ تعالیٰ تم پر کسی قسم کی تنگی ڈالنا نہیں چاہتا بلکہ اس کا ارادہ تمہیں پاک کرنے کا اور تمہیں اپنی بھرپور نعمت دینے کا ہے

عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ (المائدۃ ٦)

تاکہ تم شکر ادا کرتے رہو۔

عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّهَا قَالَتْ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ، حَتَّى إِذَا كُنَّا بِالْبَيْدَاءِ أَوْ بِذَاتِ الْجَيْشِ انْقَطَعَ عِقْدٌ لِي،فَأَقَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْتِمَاسِهِ، وَأَقَامَ النَّاسُ مَعَهُ، وَلَيْسُوا عَلَى مَاءٍ، وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ،فَأَتَى النَّاسُ إِلَى أَبِي بَكْرٍ فَقَالُوا: أَلَا تَرَى إِلَى مَا صَنَعَتْ عَائِشَةُ؟أَقَامَتْ بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِالنَّاسِ مَعَهُ، وَلَيْسُوا عَلَى مَاءٍ، وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ،

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی سفر میں نکلے جب بیداء یا ذات الجیش (مقام) پر پہنچے تو میرا ہار ٹوٹ کر گر پڑا (بیداء اور ذات الجیش یہ دونوں مقام خیبر کے درمیان میں ہیں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسے تلاش کرنے کے لئے ٹھیر گئے اور لوگ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ٹھیر گئے، لیکن وہاں پانی نہ تھا اور نہ ہی لوگوں کے پاس پانی تھا، لوگ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آکر (انہیں) کہنے لگے کیا آپ کو معلوم ہے کہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کیا کیا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور لوگوں کے ساتھ آپ کو بھی ایسے مقام پر ٹھیرا دیا ہے جہاں پانی نہیں ہے اور نہ ہی لوگوں کے پاس پانی ہے

فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ ، وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاضِعٌ رَأْسَهُ عَلَى فَخِذِي قَدْ نَامَ، فَقَالَ: حَبَسْتِ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسَ وَلَيْسُوا عَلَى مَاءٍ، وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ،قَالَتْ فَعَاتَبَنِي أَبُو بَكْرٍ، وَقَالَ مَا شَاءَ اللهُ أَنْ يَقُولَ، وَجَعَلَ يَطْعُنُ بِيَدِهِ فِي خَاصِرَتِي، فَلَا يَمْنَعُنِي مِنَ التَّحَرُّكِ إِلَّا مَكَانُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى فَخِذِي، فَنَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى أَصْبَحَ عَلَى غَيْرِ مَاءٍ،فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَصَلَّوْا بِغَيْرِ وُضُوءٍ

یہ سن کر سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میرے پاس تشریف لائے اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری ران پر سر رکھ کر سو رہے تھے، انہوں نے کہا تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور لوگوں کو ایسے مقام پر روک دیا ہے جہاں پانی نہیں ہے اور نہ ہی ان کے پاس پانی ہے، اور مجھ سے ناراض ہوئے اور جو اللہ نے چاہا وہ کہہ ڈالا اور میری کوکھ پر ہاتھ سے کچوکے دینے لگے جس سے مجھے تکلیف ہوئی لیکن میں نے ہلچل نہیں کی صرف اس وجہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر میری ران پر تھا (آپ صلی اللہ علیہ وسلم سوئے رہے) جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کو جاگے تو پانی نہ تھا، بعض صحابہ نے بغیر وضو کے ہی نماز پڑھ لی۔ [1]

فَأَنْزَلَ اللهُ آيَةَ التَّيَمُّمِ فَتَيَمَّمُوا فَقَالَ أُسَيْدُ بْنُ الْحُضَيْرِ: وَهُوَ أَحَدُ النُّقَبَاءِ مَا هِيَ بِأَوَّلِ بَرَكَتِكُمْ يَا آلَ أَبِي بَكْرٍفَقَالَتْ عَائِشَةُ:فَبَعَثْنَا الْبَعِيرَ الَّذِي كُنْتُ عَلَيْهِ فَوَجَدْنَا الْعِقْدَ تَحْتَهُ

[1] سنن ابوداود کتاب الطهارة باب التيمم ٣١٧

تب اللہ تعالیٰ نے تیمم کی آیت نازل فرمادی، اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کہنے لگے اور وہ نقیبوں میں سے تھے، اے ابو بکر کے گھر والو! یہ تمہاری پہلی برکت نہیں ہے (یعنی تمہاری وجہ سے بہت سی برکتیں اور راحتیں مسلمانوں کو نصیب ہوئی ہیں) عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ پھر ہم نے اپنا اونٹ اٹھایا جس پر میں سوار تھی تو میرا ہار بھی اس کے نیچے سے بر آمد ہو گیا۔ [1]

اسی مضمون کو ایک اور مقام پر فرمایا

وَإِنْ كُنْتُمْ مَّرْضَىٰ أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَائِطِ أَوْ لَامَسْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوا بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُورًا ﴿٤٣﴾ [2]

ترجمہ: اور اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی قضائے حاجت سے آیا ہو یا تم نے عورتوں سے مباشرت کی ہو اور تمہیں پانی نہ ملے تو پاک مٹی کا قصد کرو اور اپنے منہ (اس سے منہ اور ناک کے اندر مٹی داخل کرنا اور بالوں کی جڑوں تک مسح کرنا متشنیٰ ہے) اور اپنے ہاتھ مل لو، بے شک اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا بخشنے والا ہے۔

فرمایا اے ایمان والو! اپنے ایمان کے تقاضوں کے مطابق ان امور پر عمل کرو جو ہم نے تمہارے لئے مشروع کیے ہیں۔

ہر قسم کی نماز کی صحت کے لئے طہارت شرط ہے اس لئے فرمایا جب تم نماز فرض، نفل، فرض کفایہ اور نماز جنازہ پڑھنے کی نیت اور ارادہ کرو تو وضو کر لو۔

عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ: دَخَلَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ عَلَى ابْنِ عَامِرٍ يَعُودُهُ وَهُوَ مَرِيضٌ فَقَالَ: أَلَا تَدْعُو اللهَ لِي يَا ابْنَ عُمَرَ؟ قَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لَا تُقْبَلُ صَلَاةٌ بِغَيْرِ طُهُورٍ

مصعب بن سعد رحمہ اللہ سے مروی ہے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ابن عامر کی عیادت کے لیے آئے، انہوں نے کہا اے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ تم میرے لیے دعا نہیں کرتے، انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا اللہ تعالیٰ بغیر طہارت کے نماز کو قبول نہیں کرتا۔ [3]

طریقۂ وضو

وضو کے لغوی معنی صفائی ستھرائی اور روشنی کے ہیں، شرعی اصطلاح میں وضو طریقہ مقررہ کے ساتھ صفائی کرنا ہے جس کی برکت سے قیامت کے دن اعضائے وضو کو نور حاصل ہو گا، وہ سفید اور روشن ہوں گے، کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم (ابوہریرہ رضی اللہ عنہ وغیرہ) چمک بڑھانے کے لئے بعض مرتبہ ہاتھوں کو مونڈھوں تک اور پاؤں کو گھٹنے تک دھو لیتے تھے۔

[1] صحیح بخاری کتاب التفسیرسورۃ المائدہ باب قَوْلِهِ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا ٤٦٠٨، صحیح مسلم کتاب الحیض بَابُ التَّيَمُّمِ ٨١٦، السنن الکبری للنسائی ٢٩٥، مسند احمد ٢٥٤٥٥، صحیح ابن حبان ١٣٠٠

[2] النساء ٤٣

[3] صحیح مسلم کتاب الطهارة بَابُ وُجُوبِ الطَّهَارَةِ لِلصَّلَاةِ ٥٣٥

عبادت کے لئے وضو کا عمل ان خصوصیات اسلام سے ہے جس کی نظیر مذاہب عالم میں نہیں ملتی۔

○جب کوئی شخص نیند سے جاگے اور وضو کرنا چاہئے تو اسے چاہیے کہ سب سے پہلے اپنے ہاتھ پاک کرے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:وَإِذَا اسْتَيْقَظَ أَحَدُكُمْ مِنْ نَوْمِهِ فَلْيَغْسِلْ يَدَهُ قَبْلَ أَنْ يُدْخِلَهَا فِي وَضُوئِهِ، فَإِنَّ أَحَدَكُمْ لاَ يَدْرِي أَيْنَ بَاتَتْ يَدُهُ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور جب تم میں سے کوئی سو کر اٹھے تو وضو کے پانی میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے اسے دھولے کیونکہ تم میں سے کوئی نہیں جانتا کہ رات کو اس کا ہاتھ کہاں رہا ہے (یعنی شرمگاہ پر لگ کر ناپاک ہو گئے ہوں)۔[1]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:إِذَا اسْتَيْقَظَ أَحَدُكُمْ مِنْ نَوْمِهِ، فَلَا يَغْمِسْ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ حَتَّى يَغْسِلَهَا ثَلَاثًا، فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي أَيْنَ بَاتَتْ يَدُهُ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی سو کر اٹھے تو اپنا ہاتھ برتن میں نہ ڈالے جب تک اس کو تین بار نہ دھولے۔[2]

○رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت الخلاء میں داخل ہوتے تو شیطانوں، پلیدی یا نجاستوں یا شیاطین اور معاصی سے اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگتے۔

أَنَسًا، يَقُولُ:كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ الخَلَاءَ قَالَ: اللهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الخُبُثِ وَالخَبَائِثِ

انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت الخلاء میں داخل ہوتے تو کہتے " اے اللہ میں پناہ مانگتا ہوں تیری ناپاک شیطانوں اور شیطانیوں سے یا پلیدی یا نجاستوں سے یا شیاطین اور معاصی سے۔"[3]

○رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشاب کے چھینٹوں سے بچنے کا حکم فرمایا۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ بَعْضِ حِيطَانِ المَدِينَةِ، فَسَمِعَ صَوْتَ إِنْسَانَيْنِ يُعَذَّبَانِ فِي قُبُورِهِمَا فَقَالَ: يُعَذَّبَانِ، وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ، وَإِنَّهُ لَكَبِيرٌ، كَانَ أَحَدُهُمَا لاَ يَسْتَتِرُ مِنَ البَوْلِ، وَكَانَ الآخَرُ يَمْشِي بِالنَّمِيمَةِ،ثُمَّ دَعَا بِجَرِيدَةٍ فَكَسَرَهَا بِكِسْرَتَيْنِ أَوْ ثِنْتَيْنِ، فَجَعَلَ كِسْرَةً فِي قَبْرِ هَذَا، وَكِسْرَةً فِي قَبْرِ هَذَا، فَقَالَ: لَعَلَّهُ يُخَفَّفُ عَنْهُمَا مَا لَمْ يَيْبَسَا

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ کے کسی باغ سے تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو (مردہ) انسانوں کی آواز سنی جنہیں ان کی قبروں میں عذاب دیا جا رہا تھا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان دونوں قبر والوں پر عذاب ہو رہا ہے اور کچھ بڑے

[1] صحیح بخاری کتاب الوضوئ بَابُ الِاسْتِجْمَارِ وِتْرًا ۱۶۲

[2] صحیح مسلم کتاب الطھارۃ بَابُ كَرَاهَةِ غَمْسِ الْمُتَوَضِّئِ وَغَيْرِهِ يَدَهُ الْمَشْكُوكَ فِي نَجَاسَتِهَا فِي الْإِنَاءِ قَبْلَ غَسْلِهَا ثَلَاثًا ۶۴۳،مسنداحمد ۷۲۸۲،سنن الدارمی ۷۹۳

[3] صحیح بخاری كِتَابُ الوُضُوءِ بَابُ مَا يَقُولُ عِنْدَ الخَلاَءِ ۱۴۲،مسنداحمد ۱۱۹۸۳،سنن الدارمی ۶۹۶،السنن الکبری للنسائی ۱۹،صحیح ابن حبان ۱۴۰۷

گناہ پر عذاب نہیں ہو رہا ہے، ان میں سے ایک تو اپنے پیشاب کے چھینٹوں سے بچنے میں احتیاط نہ کرتا تھا اور دوسرا چغل خور تھا (یعنی لڑائی کروانے کے لئے ایک کی بات دوسرے سے کرتا تھا) پھر رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ نے کھجور کی ہری ٹہنی منگوائی اور اس کو چیر کر دو کر لیا اور ہر ایک قبر پر ایک ٹہنی گاڑ دی اور فرمایا کہ شاید جب تک یہ ٹہنیاں نہ سوکھیں اس وقت تک ان کا عذاب ہلکا ہو جائے۔ [1]

○ ہاتھ پاک کرنے کے بعد وضو کرنے سے پہلے ناک میں پانی چڑھا کر تین بار جھاڑیں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِذَا اسْتَيْقَظَ أَحَدُكُمْ مِنْ مَنَامِهِ فَتَوَضَّأَ فَلْيَسْتَنْثِرْ ثَلاَثًا، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَبِيتُ عَلَى خَيْشُومِهِ

ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے مروی ہے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ نے فرمایا جب تم نیند سے بیدار ہو اور پھر وضو کا ارادہ کرو تو تین بار ناک جھاڑو کیونکہ شیطان ناک کے بانسے میں رات گزارتا ہے (جس سے آدمی پر سستی غالب آجاتی ہے، پس ناک جھاڑنے سے وہ سستی دور ہو جاتی ہے)۔ [2]

○ وضو سے پہلے نیت فرض ہے۔

عَلْقَمَةَ بْنَ وَقَّاصٍ اللَّيْثِيَّ، يَقُولُ: سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَلَى المِنْبَرِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّمَا الأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ، وَإِنَّمَا لِكُلِّ امْرِئٍ مَا نَوَى

علقمہ بن وقاص لیثی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے مروی ہے میں نے سیدنا عمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کو مسجد نبوی میں منبر پر فرماتے ہوئے سنا وہ فرما رہے تھے کہ میں نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ سے سنا آپ نے فرمایا اعمال کا دارومدار نیت پر ہے اور ہر عمل کا نتیجہ ہر انسان کو اس کی نیت کے مطابق ہی ملے گا۔ [3]

○ وضو سے پہلے بسم اللہ پڑھنی بھی ضروری ہے۔

○ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: تَوَضَّئُوا بِسْمِ اللهِ

انس رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے مروی ہے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ نے صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ اجمعین سے فرمایا وضو شروع کرنے سے پہلے بسم اللہ پڑھیں۔ [4]

پوری بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنا سنت سے ثابت نہیں ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَا وُضُوءَ لَهُ

---

[1] صحیح بخاری کتاب الادب بَابُ النَّمِيمَةُ مِنَ الكَبَائِرِ ٦٠٥٥، صحیح مسلم کتاب الطھارۃ بَابُ الدَّلِيلِ عَلَى نَجَاسَةِ الْبَوْلِ وَوُجُوبِ الِاسْتِبْرَاءِ مِنْهُ ٦٧٧، مسند احمد ١٩٨٠، سنن الدارمی ٧٦٦

[2] صحیح بخاری کتاب بدئ الخلق بَابُ صِفَةِ إِبْلِيسَ وَجُنُودِهِ ٣٢٩٥، صحیح مسلم کتاب الطھارۃ بَابُ الْإِيتَارِ فِي الِاسْتِنْثَارِ وَالِاسْتِجْمَارِ ٥٦٤، سنن الکبری للنسائی ٩٦

[3] صحیح بخاری کتاب بَدْءُ الوحی كَيْفَ كَانَ بَدْءُ الوَحْيِ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ ١، صحیح مسلم کتاب الامارۃ بَابُ قَوْلِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّةِ ٤٩٢٧، سنن ابوداود کتاب الطلاق بَابٌ فِيمَا عُنِيَ بِهِ الطَّلَاقُ وَالنِّيَّاتُ ٢٢٠١، مسند احمد ١٦٨، صحیح ابن حبان ٣٨٩

[4] صحیح ابن خزیمۃ ١٤٤

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کا وضو نہیں اس کی نماز نہیں۔ (١)

عَنْ أَبِي الْمَلِيحِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا يَقْبَلُ اللهُ صَلَاةً بِغَيْرِ طُهُورٍ

ابوالملیح اپنے والد سے روایت کرتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ بے وضو کی نماز قبول نہیں فرماتا۔ (٢)

○ کیونکہ جو شخص وضو شروع کرتے ہوئے بسم اللہ نہیں پڑھتا اس کا وضو نہیں ہوتا۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَلَا وُضُوءَ لِمَنْ لَمْ يَذْكُرِ اسْمَ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور جو شخص وضو کے شروع میں اللہ کا نام نہ لے یعنی بسم اللہ نہ کہے اس کا وضو نہیں۔ (٣)

○ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا ہر کام داہنے ہاتھ کی طرف سے شروع کرنا پسند فرماتے تھے۔

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْجِبُهُ التَّيَمُّنُ، فِي تَنَعُّلِهِ، وَتَرَجُّلِهِ، وَطُهُورِهِ، وَفِي شَأْنِهِ كُلِّهِ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جوتا پہننے، کنگھی کرنے، وضو کرنے اور اپنے ہر کام میں داہنی طرف سے کام کی ابتدا کرنے کو پسند فرمایا کرتے تھے۔ (۴)

○ وضو کرنے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دونوں ہاتھوں کو پہنچوں تک دھوتے۔

أَنَّ حُمْرَانَ مَوْلَى عُثْمَانَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ، رَأَى عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ دَعَا بِإِنَاءٍ، فَأَفْرَغَ عَلَى كَفَّيْهِ ثَلَاثَ مِرَارٍ، فَغَسَلَهُمَا

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے مولیٰ سے حمران رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو دیکھا انہوں نے (حمران سے) پانی مانگا (اور پانی لیکر پہلے) اپنی ہتھیلیوں پر تین مرتبہ پانی ڈالا پھر انہیں دھویا۔ (۵)

○ جب وضو کے لئے پہنچوں تک ہاتھ دھوئیں تو انگلیوں کے درمیان خلال بھی کریں۔

(١) سنن ابوداودکتاب الطهارةبَابٌ فِي التَّسْمِيَةِ عَلَى الْوُضُوءِ ١٠١،سنن ابن ماجه كتاب الطهارة بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّسْمِيَةِ فِي الْوُضُوءِ ٣٩٩،مسنداحمد٩٤١٨،سنن الدارقطنی ٢٥٦، مستدرک حاکم ٥١٨

(٢) صحيح مسلم كتاب الطهارة بَابُ وُجُوبِ الطَّهَارَةِ لِلصَّلَاةِ ٥٣٥، سنن نسائی كتاب الطهارة بَابُ فَرْضِ الْوُضُوءِ١٣٩، سنن ابن ماجه كتاب الطهارة بَابُ لَا يَقْبَلُ اللهُ صَلَاةً بِغَيْرِ طُهُورٍ٢٧١،سنن ابوداود كتاب الطهارة بَابُ فَرْضِ الْوُضُوءِ٥٩،مسنداحمد٤٧٠٠،سنن الدارمی ٧١٣

(٣) سنن ابوداودکتاب الطهارةبَابٌ فِي التَّسْمِيَةِ عَلَى الْوُضُوءِ ١٠١

(۴) صحيح بخاری كتاب الوضوئ بَابُ التَّيَمُّنِ فِي الْوُضُوءِ وَالْغَسْلِ ١٦٨،صحيح مسلم كتاب الطهارة بَابُ التَّيَمُّنِ فِي الطُّهُورِ وَغَيْرِهِ ٦١٦،سنن ابوداودكتاب اللباس بَابٌ فِي الِانْتِعَالِ ۴١۴٠،سنن ابن ماجه كتاب الطهارة بَابُ التَّيَمُّنِ فِي الْوُضُوءِ۴٠١،جامع ترمذی ابواب السفر بَابُ مَا يُسْتَحَبُّ مِنَ التَّيَمُّنِ فِي الطُّهُورِ٦٠٨، مسند احمد ٢۴٦٢٧،شرح السنة للبغوی٢١٦

(۵) صحيح بخاری كتاب الوضوئ بَابُ الْوُضُوءُ ثَلَاثًا ثَلَاثًا ١٥٩،صحيح مسلم كتاب الطهارة بَابُ صِفَةِ الْوُضُوءِ وَكَمَالِهِ ٥٣٨،مصنف عبدالرزاق١٣٩، مسند احمد ۴٢١

لَقِيطِ بْنِ صَبْرَةَ، قَالَ:فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَخْبِرْنِي، عَنِ الْوُضُوءِ، قَالَ:أَسْبِغِ الْوُضُوءَ، وَخَلِّلْ بَيْنَ الْأَصَابِعِ

لقیط بن صبرہ رضی اللہ عنہ کی ایک لمبی روایت کے آخر میں ہے میں نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے وضو کا طریقہ بتلائیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وضو کو مکمل کرو اور انگلیوں میں خلال کرو۔ ①

○ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پانی کا ایک چلو لے کر آدھے پانی سے کلی فرماتے اور آدھے پانی کو ناک میں ڈال کر ناک کو جھاڑتے، یہ عمل تین مرتبہ کرتے۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ،أَنَّهُ أَفْرَغَ مِنَ الإِنَاءِ عَلَى يَدَيْهِ فَغَسَلَهُمَا، ثُمَّ غَسَلَ - أَوْ مَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ - مِنْ كَفَّةٍ وَاحِدَةٍ، فَفَعَلَ ذَلِكَ ثَلَاثًا

عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے (وضو کرتے وقت) انہوں نے برتن سے (پہلے) اپنے دونوں ہاتھوں پر پانی ڈالا، پھر انہیں دھویا (یا یوں کہا کہ) کلی کی اور ناک میں ایک چلو سے پانی ڈالا اور تین مرتبہ اسی طرح کیا۔ ②

عَمْرُو بْنُ يَحْيَى، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: كَانَ عَمِّي يُكْثِرُ مِنَ الوُضُوءِ، قَالَ لِعَبْدِ اللهِ بْنِ زَيْدٍ: أَخْبِرْنِيا كَيْفَ رَأَيْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ؟فَدَعَا بِتَوْرٍ مِنْ مَاءٍ، فَكَفَأَ عَلَى يَدَيْهِ، فَغَسَلَهُمَا ثَلَاثَ مِرَارٍثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ فِي التَّوْرِ، فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْثَرَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ مِنْ غَرْفَةٍ وَاحِدَةٍ

عمرو بن یحییٰ سے مروی ہے میرے چچا بہت زیادہ وضو کیا کرتے تھے (یا یہ کہ وضو میں بہت پانی بہاتے تھے) ایک دن انہوں نے عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے کہا کہ مجھے بتلائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح وضو کیا کرتے تھے؟ انہوں نے پانی کا ایک طشت منگوایا، اس کو (پہلے) اپنے ہاتھوں پر جھکایا، پھر دونوں ہاتھ تین بار دھوئے، پھر اپنا ہاتھ طشت میں ڈال کر (پانی لیا اور) ایک چلو سے کلی کی اور تین مرتبہ ناک صاف کی۔ ③

أَنَّ حُمْرَانَ، مَوْلَى عُثْمَانَ، أَخْبَرَهُ أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ:دَعَا بِوَضُوءٍ فَتَوَضَّأَ فَغَسَلَ كَفَّيْهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ مَضْمَضَ وَاسْتَنْثَرَ

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے مولیٰ (آزاد کردہ غلام) حمران رضی اللہ عنہ سے مروی ہے سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے وضو کا پانی طلب فرمایا اور وضو کیا پس اپنی دونوں ہتھیلیوں کو تین بار دھویا پھر کلی کی اور ناک صاف کیا۔ ④

عَنْ طَلْحَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: دخَلْتُ يَعْنِي عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَتَوَضَّأُ، وَالْمَاءُ يَسِيلُ مِنْ

① سنن ابوداود کتاب الطهارة بَابٌ فِي الِاسْتِنْثَارِ ١٤٢، جامع ترمذی ابواب الطهارة بَابٌ فِي تَخْلِيلِ الأَصَابِعِ ٣٨، مسند احمد ١٦٣٨١، مستدرک حاکم ٦٤٧

② صحیح بخاری کتاب الوضوء بَابُ مَنْ مَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ مِنْ غَرْفَةٍ وَاحِدَةٍ ١٩١، شرح السنة للبغوی ٢٢٤

③ صحیح بخاری کتاب الوضوء بَابُ الْوُضُوءِ مِنَ التَّوْرِ ١٩٩

④ صحیح مسلم کتاب الطهارة بَابُ صِفَةِ الْوُضُوءِ وَكَمَالِهِ ٥٣٨

وَجْهِهِ وَلِحْيَتِهِ عَلَى صَدْرِهِ، فَرَأَيْتُهُ يَفْصِلُ بَيْنَ الْمَضْمَضَةِ وَالِاسْتِنْشَاقِ

طلحہ اپنے والد سے، وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں میں نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہوا جب کہ آپ وضو فرما رہے تھے اور پانی آپ کے چہرے اور ڈاڑھی سے سینے پر گر رہا تھا میں نے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو دیکھا کہ آپ کلی کرنے اور ناک میں پانی لینے میں فرق کرتے تھے (یعنی کلی کے لئے علیحدہ اور ناک کے لئے علیحدہ پانی لیتے تھے)۔ (۱)

حكم الألباني : ضعيف

شیخ البانی نے اسے ضعیف کہا ہے۔

اللَّيْثُ بْنُ أَبِي سُلَيْمٍ ضَعِيفٌ

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس روایت میں لیث بن ابی سلیم ضعیف ہے، امام نووی اور حافظ ابن حجر نے بھی ضعیف کہا ہے،

امام نووی اور امام ابن قیم کہتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا وضو کا طریقہ چلو سے آدھا پانی منہ میں اور آدھا ناک میں ڈالنا ہے۔

○ اس کے بعد رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم تین بار منہ مبارک دھوتے۔

ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ فَغَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا

عمرو بن حسن نے عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے وضو کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے بیان کیا۔۔۔ پھر اپنا ہاتھ طشت میں ڈالا اور تین مرتبہ منہ دھویا۔ (۲)

○ پھر رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ڈاڑھی کا خلال فرماتے۔

عَنْ حَسَّانَ بْنِ بِلَالٍ، قَالَ: رَأَيْتُ عَمَّارَ بْنَ يَاسِرٍ تَوَضَّأَ فَخَلَّلَ لِحْيَتَهُ، فَقِيلَ لَهُ:، أَوْ قَالَ: فَقُلْتُ لَهُ:، أَتُخَلِّلُ لِحْيَتَكَ؟، قَالَ: وَمَا يَمْنَعُنِي؟ وَلَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخَلِّلُ لِحْيَتَهُ

حسان بن بلال سے مروی ہے میں نے عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو داڑھی کا خلال کرتے ہوئے دیکھا تو عرض کیا آپ داڑھی کا خلال کرتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا کون سی چیز میرے لیے مانع ہے جبکہ میں نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو (اس کے بعد پانی کا ایک چلو لیکر اسے داڑھی کے نیچے داخل فرما کر) اپنی ڈاڑھی کا خلال کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ (۳)

عَنْ أَنَسٍ يَعْنِي ابْنَ مَالِكٍ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا تَوَضَّأَ، أَخَذَ كَفًّا مِنْ مَاءٍ فَأَدْخَلَهُ تَحْتَ حَنَكِهِ فَخَلَّلَ بِهِ لِحْيَتَهُ وَقَالَ: هَكَذَا أَمَرَنِي رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم جب وضو کرتے تو ایک چلو پانی لیکر اس کو تھوڑی کے نیچے لے جاتے اور داڑھی کا خلال

---

(۱) سنن ابوداودکتاب الطهارةبَابٌ فِي الْفَرْقِ بَيْنَ الْمَضْمَضَةِ وَالِاسْتِنْشَاقِ١٣٩، السنن الكبرى للبيهقي ٢٣٤

(۲) صحيح بخاری كتاب الوضوء بَابُ مَسْحِ الرَّأْسِ كُلِّهِ ١٨٥، ١٩٢، ١٨٦

(۳) جامع ترمذی ابواب الطهارة بَابُ مَا جَاءَ فِي تَخْلِيلِ اللِّحْيَةِ ٣٠، ٢٩

کرتے اور فرماتے مجھے اللہ عزوجل نے ایسا ہی حکم دیا ہے[1]

پھر رسول اللہ ﷺ تین مرتبہ اپنا دایاں اور بایاں ہاتھ کہنی تک دھوتے۔

أَنَّ حُمْرَانَ مَوْلَى عُثْمَانَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ،وَيَدَيْهِ إِلَى المِرْفَقَيْنِ ثَلاَثَ مِرَارٍ

حمران رضی اللہ عنہ کہتے ہیں پھر کہنیوں تک تین بار دونوں ہاتھ دھوئے۔[2]

عَنْ حُمْرَانَ بْنِ أَبَانَ،ثُمَّ غَسَلَ يَدَهُ الْيُمْنَى إِلَى الْمِرْفَقِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ غَسَلَ يَدَهُ الْيُسْرَى مِثْلَ ذَلِكَ

حمران رضی اللہ عنہ کہتے ہیں پھر اپنے دائیں ہاتھ کو تین بار کہنی تک دھویا، پھر بائیں ہاتھ کو کہنی تک تین بار دھویا۔[3]

پھر رسول اللہ ﷺ اپنے سر مبارک کا ایک مرتبہ مسح فرماتے۔

قَالَ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ،ثُمَّ مَسَحَ رَأْسَهُ بِيَدَيْهِ، فَأَقْبَلَ بِهِمَا وَأَدْبَرَ، بَدَأَ بِمُقَدَّمِ رَأْسِهِ حَتَّى ذَهَبَ بِهِمَا إِلَى قَفَاهُ، ثُمَّ رَدَّهُمَا إِلَى المَكَانِ الَّذِي بَدَأَ مِنْهُ

عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔۔۔ پھر اپنے دونوں ہاتھوں سے اپنے سر کا مسح کیا، اس طور پر اپنے ہاتھ (پہلے) آگے لائے، پھر پیچھے لے گئے (مسح) سر کے ابتدائی حصے سے شروع کیا، پھر دونوں ہاتھ گدی تک لے جا کر وہیں واپس لائے جہاں سے (مسح) شروع کیا تھا۔[4]

ثُمَّ مَسَحَ بِرَأْسِهِ

پھر اپنے سر کا مسح کیا۔[5]

عَبْدَ اللَّهِ بْنَ زَيْدٍ، ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ فَمَسَحَ رَأْسَهُ، فَأَقْبَلَ بِهِمَا وَأَدْبَرَ مَرَّةً وَاحِدَةً

عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔۔۔ پھر اپنا ہاتھ طشت میں ڈالا اور سر کا مسح کیا (پہلے آگے لائے پھر پیچھے لے گئے، ایک بار۔[6]

پھر رسول اللہ ﷺ کانوں کا مسح فرماتے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَسَحَ بِرَأْسِهِ وَأُذُنَيْهِ، ظَاهِرِهِمَا وَبَاطِنِهِمَا

---

[1] ۔سنن ابوداود کتاب الطهارة بَابُ تَخْلِيلِ اللِّحْيَةِ۱۴۵

[2] صحیح بخاری کتاب الوضوئ بَابُ الْوُضُوءُ ثَلَاثًا ثَلَاثًا ۱۵۹

[3] صحیح مسلم کتاب الطهارة بَابُ صِفَةِ الْوُضُوءِ وَكَمَالِهِ ۵۳۸،سنن ابوداودکتاب الطهارة بَابُ صِفَةِ وُضُوءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۱۰۶

[4] صحیح بخاری کتاب الوضوئ بَابُ مَسْحِ الرَّأْسِ كُلِّهِ ۱۹۲،۱۸۵،صحیح مسلم کتاب الطهارة بَابٌ فِي وُضُوءِ النَّبِيِّ صَلَّى الله عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۵۵۵،سنن ابوداودکتاب الطهارة بَابُ صِفَةِ وُضُوءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۱۱۸،مسنداحمد۱۶۴۳۱

[5] صحیح مسلم کتاب الطهارة بَابُ صِفَةِ الْوُضُوءِ وَكَمَالِهِ۵۳۸

[6] صحیح بخاری کتاب الوضوئ بَابُ غَسْلِ الرِّجْلَيْنِ إِلَى الكَعْبَيْنِ ۱۸۶

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر کا اور کانوں کے اوپر کا اور اندر کا مسح کیا۔ (١)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ ,أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:الْأُذُنَانِ مِنَ الرَّأْسِ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کانوں کا تعلق سر سے ہے۔ (٢)

اسے ابن جوزی وغیرہ نے صحیح کہا ہے،اس کا مطلب یہ ہے کہ کانوں کے مسح کے لئے نئے پانی کی ضرورت نہیں، کانوں کے مسح کے لئے نئے پانی لینے والی روایت کو حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے شاذ کہا ہے۔

حافظ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ گدی کے نیچے گردن کے الگ مسح کے بارے میں قطعاً کوئی صحیح حدیث نہیں ہے۔

گردن کے مسح کی روایت کے متعلق امام نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں یہ حدیث بالاتفاق ضعیف ہے۔

○رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کانوں کا مسح اس طرح فرماتے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ,أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَسَحَ أُذُنَيْهِ دَاخِلَهُمَا بِالسَّبَّابَتَيْنِ، وَخَالَفَ إِبْهَامَيْهِ إِلَى ظَاهِرِ أُذُنَيْهِ، فَمَسَحَ ظَاهِرَهُمَا وَبَاطِنَهُمَا

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انگشت شہادت کو کانوں کے اندر کیا اور انگوٹھوں سے ان کے ظاہر کا مسح کیا،غرض مسح کیا کانوں کے اوپر اور اندر۔ (٣)

○پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے اپنا دایاں اور پھر بایاں پاؤں ٹخنوں تک تین بار دھوتے۔

أَنَّ حُمْرَانَ مَوْلَى عُثْمَانَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ، ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ ثَلَاثَ مِرَارٍ إِلَى الكَعْبَيْنِ

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے مولیٰ حمران سے مروی ہے۔۔۔اور تین مرتبہ داہنا پاؤں دھویا، پھر تین مرتبہ بایاں پاؤں دھویا۔ (٤)

عَبْدَ اللَّهِ بْنَ زَيْدٍ، ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ إِلَى الكَعْبَيْنِ

عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔۔۔پھر ٹخنوں تک اپنے دونوں پاؤں دھوئے۔ (٥)

أَنَّ حُمْرَانَ، مَوْلَى عُثْمَانَ،ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَهُ الْيُمْنَى إِلَى الْكَعْبَيْنِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ غَسَلَ الْيُسْرَى مِثْلَ ذَلِكَ

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے مولیٰ حمران سے مروی ہے۔۔۔پھر اپنے دائیں پاؤں کو ٹخنوں تک تین بار دھویا پھر اسی طرح بائیں پاؤں

---

(١) جامع ترمذیأَبْوَابُ الطَّهَارَةِ بَابُ مَسْحِ الأُذُنَيْنِ ظَاهِرِهِمَا وَبَاطِنِهِمَا ٣٦، سنن ابن ماجه كِتَابُ الطَّهَارَةِ وَسُنَنِهَابَابُ مَا جَاءَ فِي مَسْحِ الْأُذُنَيْنِ٤٣٩

(٢) سنن الدارقطنی٣٢١،مسنداحمد ٢٢٢٨٢،سنن ابن ماجه كِتَابُ الطَّهَارَةِ وَسُنَنِهَابَابُ الْأُذُنَانِ مِنَ الرَّأْسِ ٤٤٣

(٣) سنن ابن ماجه كتاب الطهارة وسنتهابَابُ مَا جَاءَ فِي مَسْحِ الْأُذُنَيْنِ٤٣٩ ،سنن ابوداودكتاب الطهارة بَابُ الْوُضُوءِ ثَلَاثًا ثَلَاثًا ١٣٥

(٤) صحیح بخاری كتاب الوضوءِ بَابُ الوُضُوءُ ثَلاَثًا ثَلاَثًا ١٥٩

(٥) صحیح بخاری كتاب الوضوءِ بَابُ غَسْلِ الرِّجْلَيْنِ إِلَى الكَعْبَيْنِ ١٨٦

کو دھویا۔ [۱]

○پھر رسول اللہ پاؤں دھونے کے بعد پاؤں کی انگلیوں میں چھنگلی (چھوٹی انگلی) سے خلال فرماتے تھے۔

عَنِ الْمُسْتَوْرِدِ بْنِ شَدَّادٍ، قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تَوَضَّأَ يَدْلُكُ أَصَابِعَ رِجْلَيْهِ بِخِنْصَرِهِ

مستور بن شداد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جب وضو کرتے تھے تو اپنے پاؤں کی انگلیوں کو چھنگلیا سے ملتے تھے۔ [۲]

○رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں پر وعید فرمائی جو لاپروائی یا جلد بازی میں پاؤں صحیح طرح نہیں دھوتے۔

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: رَجَعْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَكَّةَ إِلَى الْمَدِينَةِ حَتَّى إِذَا كُنَّا بِمَاءٍ بِالطَّرِيقِ تَعَجَّلَ قَوْمٌ عِنْدَ الْعَصْرِ، فَتَوَضَّئُوا وَهُمْ عِجَالٌ فَانْتَهَيْنَا إِلَيْهِمْ وَأَعْقَابُهُمْ تَلُوحُ لَمْ يَمَسَّهَا الْمَاءُ

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ کی طرف لوٹے، جب ہم راستہ میں موجود ایک پانی پر پہنچے تو لوگوں نے عصر کی نماز کے وقت جلدی وضو کیا اور وہ جلد باز تھے، ہم جب پہنچے تو ان کی ایڑیاں چمک رہی تھیں، ان کو پانی چھوا تک نہ تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ایڑیوں کے لئے آگ سے خرابی اور عذاب ہے اچھی طرح وضو کیا کرو۔ [۳]

عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ تُوُفِّيَ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ فَدَخَلَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ فَتَوَضَّأَ عِنْدَهَا فَقَالَتْ: يَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ أَسْبِغِ الْوُضُوءَ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: وَيْلٌ لِلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے جس دن سعد بن ابو وقاص فوت ہوئے اس دن ان کے پاس (ان کے بھائی) عبد الرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ آئے اور ان کے ہاں وضو کیا تو ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اے عبد الرحمٰن وضو پورا اور مکمل طور پر کرو کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے (خشک) ایڑیوں کے لئے آگ سے ویل (یعنی عذاب) ہے۔ [۴]

أَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، أَنَّ رَجُلًا تَوَضَّأَ فَتَرَكَ مَوْضِعَ ظُفُرٍ عَلَى قَدَمِهِ ، فَأَبْصَرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ارْجِعْ فَأَحْسِنْ وُضُوءَكَ، فَرَجَعَ، ثُمَّ صَلَّى

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب سے مروی ہے ایک آدمی نے وضو کیا اور اس کے پاؤں پر ایک ناخن کے برابر جگہ خشک رہ گئی، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دیکھا تو ارشاد فرمایا کہ واپس جاؤ پس اپنا وضو اچھی طرح کرو پس وہ لوٹ گیا (اور دوبارہ وضو کر کے) پھر نماز پڑھی۔ [۵]

○رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وضو مکمل فرما کر کلمہ شہادت پڑھتے تھے۔

(۱) صحيح مسلم كتاب الطهارة بَابُ صِفَةِ الْوُضُوءِ وَكَمَالِهِ ۵۳۸

(۲) سنن ابوداود كتاب الطهاة بَابُ غَسْلِ الرِّجْلَيْنِ ۱۴۸، جامع ترمذی كتاب الطهارة بَابٌ فِي تَخْلِيلِ الأَصَابِعِ ۳۸

(۳) صحيح مسلم كتاب الطهارة بَابُ وُجُوبِ غَسْلِ الرِّجْلَيْنِ بِكَمَالِهِمَا ۵۷۰

(۴) صحيح مسلم كتاب الطهارة بَابُ وُجُوبِ غَسْلِ الرِّجْلَيْنِ بِكَمَالِهِمَا ۵۶۶

(۵) صحيح مسلم كتاب الطهارة بَابُ وُجُوبِ اسْتِيعَابِ جَمِيعِ أَجْزَاءِ مَحَلِّ الطَّهَارَةِ ۵۷۶

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ. قَالَ: مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ يَتَوَضَّأُ فَيُبْلِغُ أَوْ فَيُسْبِغُ الْوَضُوءَ ثُمَّ يَقُولُ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُ اللهِ وَرَسُولُهُ إِلَّا فُتِحَتْ لَهُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ الثَّمَانِيَةُ يَدْخُلُ مِنْ أَيِّهَا شَاءَ

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔۔۔ سید نا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص وضو کرے اور کامل وضو کرے پھر کہے "اشھد ان لاالہ الااللہ واشھد ان محمد عبدہ ورسولہ۔" تو اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھل جاتے ہیں ان میں سے جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے۔[۱]

ایک روایت ہے کہ وضو کے بعد منہ آسمان کی طرف کر کے کلمہ شہادت پڑھے۔

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ،قَالَ: عِنْدَ قَوْلِهِ:فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ، ثُمَّ رَفَعَ بَصَرَهُ إِلَى السَّمَاءِ،فَقَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ. وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ ،فُتِحَتْ لَهُ ثَمَانِيَةُ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ يَدْخُلُ مِنْ أَيِّهِنَّ شَاءَ

عقبہ بن عامر جہنی سے روایت ہے۔۔۔ اچھی طرح وضو کرے پھر اپنی آنکھ آسمان کی طرف اٹھادے اور کہے "میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی ساجھی نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اس کے بندے اور رسول ہیں۔" تو اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھل جاتے ہیں ان میں سے جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے[۲]

اس روایت میں ابو عقیل کا چچا زاد بھائی مجہول ہے، اس لئے یہ روایت ضعیف ہے اس لئے وضو کے بعد دعا پڑھتے ہوئے آسمان کی طرف نظر اٹھانا یا انگلی اٹھانا صحیح نہیں ہے۔

○بعض مرتبہ ایسا بھی ہوتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاؤں دھونے کے بجائے اپنے موزوں پر مسح فرمالیتے تھے۔

عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الْمُغِيرَةِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ، فَأَهْوَيْتُ لِأَنْزِعَ خُفَّيْهِ، فَقَالَ:دَعْهُمَا، فَإِنِّي أَدْخَلْتُهُمَا طَاهِرَتَيْنِ،فَمَسَحَ عَلَيْهِمَا

مغیرہ رضی اللہ عنہ بن شعبہ سے مروی ہے میں ایک سفر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا تو میں نے چاہا (کہ وضو کرتے وقت) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے موزے اتار ڈالوں، آپ نے فرمایا کہ انہیں رہنے دو چونکہ جب میں نے انہیں پہنا تھا تو میرے پاؤں پاک تھے (یعنی میں وضو سے تھا) پس آپ نے ان پر مسح کیا۔[۳]

موزوں پر مسح کرنے کی روایت کم از کم ستر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی ہے اور یہ خیال قطعاً غلط ہے کہ سورہ المائدۃ کی آیت سے یہ منسوخ ہو چکا ہے کیونکہ مغیرہ بن شعبہ نے یہ روایت غزوہ تبوک کے موقعہ پر بیان کی ہے اور سورت المائدہ اس سے قبل نازل ہو چکی تھی۔

○رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے موزوں پر مسح کرنے کی مدت مقیم کے لئے ایک دن رات اور مسافر کے لئے تین دن رات مقرر فرمائی۔

---

[۱] صحیح مسلم کتاب الطھارۃ بَابُ الذِّكْرِ الْمُسْتَحَبِّ عَقِبَ الْوُضُوءِ ۵۵۴،۵۵۳،مسند احمد ۱۷۳۹۳

[۲] سنن ابوداود کتاب الطھارۃ بَابُ مَا يَقُولُ الرَّجُلُ إِذَا تَوَضَّأَ ۱۷۰

[۳] صحیح بخاری کتاب الوضوئ بَابُ إِذَا أَدْخَلَ رِجْلَيْهِ وَهُمَا طَاهِرَتَانِ ۲۰۶،صحیح مسلم کتاب الطھارۃ بَابُ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ ۶۳۲،سنن الدارمی ۷۴۰، مسند احمد ۱۸۱۹۶

عَنْ شُرَيْحِ بْنِ هَانِئٍ، قَالَ: أَتَيْتُ عَائِشَةَ أَسْأَلُهَا عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ،فَقَالَتْ: عَلَيْكَ بِابْنِ أَبِي طَالِبٍ، فَسَلْهُ فَإِنَّهُ كَانَ يُسَافِرُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَسَأَلْنَاهُ،فَقَالَ:جَعَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَيَالِيَهُنَّ لِلْمُسَافِرِ، وَيَوْمًا وَلَيْلَةً لِلْمُقِيمِ

مشریح بن ہانی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے یں موزوں کا مسئلہ پوچھنے کے لئے کے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا انہوں نے فرمایا کہ تم ابوطالب کے بیٹے (یعنی سیدنا علی رضی اللہ عنہ) سے پوچھو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر کیا کرتے تھے، ہم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے اس کا سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسافر کے لئے تین دن اور تین راتیں اور مقیم کے لئے ایک دن اور رات مدت مقرر فرمائی۔ [1]

عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ، قَالَ:كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُنَا إِذَا كُنَّا سَفَرًا أَنْ لاَ نَنْزِعَ خِفَافَنَا ثَلاَثَةَ أَيَّامٍ وَلَيَالِيهِنَّ

صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو جب ہم سفر میں ہوں اپنے موزے نہ اتارنے کی تین دن تین رات تک رخصت دی۔ [2]

○اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پگڑی پر بھی مسح فرمالیا کرتے تھے۔

عَمْرِو بْنِ أُمَيَّةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُ عَلَى عِمَامَتِهِ وَخُفَّيْهِ

عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے عمامے اور موزوں پر مسح کرتے دیکھا۔ [3]

عَنْ بِلَالٍ:مَسَحَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْخُفَّيْنِ وَالْخِمَارِ

بلال رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے موزوں اور عمامہ پر مسح فرمایا۔ [4]

○رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وضو کے اعضا کا تین تین بار دھونا معمول تھا، مگر امت کی آسانی کے لئے کبھی کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان اعضا کو ایک ایک بار اور دو دو بار بھی دھویا ہےفَمَنْ زَادَ عَلَى هَذَا أَوْ نَقَصَ فَقَدْ أَسَاءَ وَظَلَمَ - أَوْ ظَلَمَ وَأَسَاءَ

اگر کوئی شخص تین مرتبہ سے زیادہ دھوئے گا وہ حد سے تجاوز کرے گا۔ [5]

○رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک وضو سے کئی نمازیں ادا فرمائیں۔

---

[1] صحیح مسلم کتاب الطھارۃ بَابُ التَّوْقِيتِ فِي الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ ۶۳۹،مسنداحمد۱۱۱۹،سنن الدارمی۷۴۱

[2] جامع ترمذی ابواب الطھارۃ بَابُ الْمَسْحِ عَلَى الخُفَّيْنِ لِلْمُسَافِرِ وَالمُقِيمِ ۹۶،سنن نسائی کتاب الطھارۃ بَابُ التَّوْقِيتِ فِي الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ لِلْمُسَافِرِ۱۲۸

[3] صحیح بخاری کتاب الوضوءِ بَابُ المَسْحِ عَلَى الخُفَّيْنِ ۲۰۵

[4] صحیح مسلم کتاب الطھارۃ بَابُ الْمَسْحِ عَلَى النَّاصِيَةِ وَالْعِمَامَةِ ۶۳۷،مسنداحمد۲۳۸۸۴

[5] سنن ابوداودکتاب الطھارۃ بَابُ الْوُضُوءِ ثَلَاثًا ثَلَاثًا ۱۳۵،سنن ابن ماجہ کتاب الطھارۃبَابُ مَا جَاءَ فِي الْقَصْدِ فِي الْوُضُوءِ وَكَرَاهِيَةِ التَّعَدِّي فِيهِ ۴۲۲،سنن نسائی کتاب الطھارۃ الِاعْتِدَاءُ فِي الْوُضُوءِ ۱۴۰

عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:صَلَّى الصَّلَوَاتِ يَوْمَ الْفَتْحِ بِوُضُوءٍ وَاحِدٍ، وَمَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ، فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: لَقَدْ صَنَعْتَ الْيَوْمَ شَيْئًا لَمْ تَكُنْ تَصْنَعُهُ، قَالَ:عَمْدًا صَنَعْتُهُ يَا عُمَرُ

بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن ایک وضو کے ساتھ کئی نمازیں ادا فرمائیں اور موزوں پر مسح کیا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا بلاشبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آج وہ عمل فرمایا ہے جو اس سے قبل نہیں فرمایا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمر رضی اللہ عنہ! میں نے جان بوجھ کر ایسا کیا ہے (تاکہ امت کو یہ مسئلہ معلوم ہو جائے کہ ایک وضو سے کئی اوقات کی نمازیں پڑھی جاسکتی ہیں)۔[۱]

بغیر وضو نماز قبول نہیں ہوتی

○ نماز دین اسلام کا بنیادی فریضہ ہے، نماز کو قائم کرنے کے لئے طہارت شرط ہے، طہارت کے بغیر خواہ وہ طہارت بالماء ہو یا بالتراب نماز قبول نہیں ہوتی، خواہ وہ فرض نماز ہو یا نفل، سجدۂ تلاوت ہو یا سجدہ شکر یا نماز جنازہ وغیرہ۔

عَنْ أَبِي الْمَلِيحِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:لَا يَقْبَلُ اللهُ صَلَاةً بِغَيْرِ طُهُورٍ

ابو الملیح اپنے والد سے روایت کرتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ نماز بغیر طہارت کے قبول نہیں ہوتی۔[۲]

عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ: دَخَلَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ عَلَى ابْنِ عَامِرٍ يَعُودُهُ وَهُوَ مَرِيضٌ فَقَالَ: أَلَا تَدْعُو اللهَ لِي يَا ابْنَ عُمَرَ؟قَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:لَا تُقْبَلُ صَلَاةٌ بِغَيْرِ طُهُورٍ وَلَا صَدَقَةٌ مِنْ غُلُولٍ، وَكُنْتَ عَلَى الْبَصْرَةِ

مصعب بن سعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ابن عامر کے پاس عیادت کو آئے (کیونکہ ابن عامر رضی اللہ عنہ بیمار تھے) ابن عامر رضی اللہ عنہ نے کہا اے ابن عمر رضی اللہ عنہ! تم میرے لیئے دعا نہیں کرتے؟ انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بغیر طہارت کے نماز کو قبول نہیں کرتا اور اس مال غنیمت میں سے دیئے گئے صدقے کو بھی قبول نہیں کرتا جو تقسیم سے پہلے اڑا لیا جائے اور تم تو بصرہ کے حاکم رہ چکے ہو۔[۳]

---

[۱] صحیح مسلم کتاب الطھارۃ بَابُ جَوَازِ الصَّلَوَاتِ كُلِّهَا بِوُضُوءٍ وَاحِدٍ ۶۴۲،سنن ابوداودکتاب الطھارۃ بَابُ الرَّجُلِ يُصَلِّ الصَّلَوَاتِ بِوُضُوءٍ وَاحِدٍ ۱۷۲،مسنداحمد۲۲۹۶۶

[۲] سنن ابوداود کتاب الطھارۃ بَابُ فَرْضِ الْوُضُوءِ۵۹، صحیح مسلم کتاب الطھارۃ بَابُ وُجُوبِ الطَّهَارَةِ لِلصَّلَاةِ ۵۳۵، سنن نسائی کتاب الطھارۃ بَابُ فَرْضِ الْوُضُوءِ۱۴۱، سنن ابن ماجہ کتاب الطھارۃ بَابُ لَا يَقْبَلُ اللهُ صَلَاةً بِغَيْرِ طُهُورٍ۲۷۱،مسنداحمد۴۷۰۰،سنن الدارمی۷۱۳

[۳] صحیح مسلم کتاب الطھارۃ بَابُ وُجُوبِ الطَّهَارَةِ لِلصَّلَاةِ ۵۳۵

کھانے پینے سے وضو خراب نہیں ہوتا

○دودھ پینے، گوشت کھانے یا کھانا وغیرہ کھانے سے وضو ختم نہیں ہو جاتا۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ،أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَرِبَ لَبَنًا فَمَضْمَضَ، وَقَالَ:إِنَّ لَهُ دَسَمًا

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ پیا پھر کلی کی اور فرمایا اس میں چکنائی ہوتی ہے۔ [1]

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكَلَ كَتِفَ شَاةٍ، ثُمَّ صَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بکری کا شانہ کھایا پھر نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔ [2]

سُوَيْدَ بْنَ النُّعْمَانِ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ خَرَجَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ خَيْبَرَ، حَتَّى إِذَا كَانُوا بِالصَّهْبَاءِ، وَهِيَ أَدْنَى خَيْبَرَ، فَصَلَّى العَصْرَ، ثُمَّ دَعَا بِالأَزْوَادِ، فَلَمْ يُؤْتَ إِلَّا بِالسَّوِيقِ، فَأَمَرَ بِهِ فَثُرِّيَ، فَأَكَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَكَلْنَا، ثُمَّ قَامَ إِلَى المَغْرِبِ ، فَمَضْمَضَ وَمَضْمَضْنَا، ثُمَّ صَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ

سوید بن نعمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فتح خیبر والے سال وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صہبا کی طرف جو خیبر کے قریب ایک جگہ ہے پہنچے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی نماز پڑھی، پھر ناشتہ منگوایا گیا تو سوائے ستو کے اور کچھ نہیں لایا گیا، پھر آپ نے حکم دیا تو وہ بھگو دیا گیا پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھایا اور ہم نے بھی کھایا، پھر مغرب (کی نماز) کے لئے کھڑے ہو گئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کلی کی اور ہم نے (بھی) پھر آپ نے نماز پڑھی اور نیا وضو نہیں کیا [3]

ان چیزوں سے وضو ٹوٹ جاتا ہے

○اگر کوئی شخص حدث کرے، شرمگاہ کو ہاتھ لگائے، مذی خارج ہو جائے، سو جائے تو وضو ٹوٹ جائے گا، جب تک وہ نیا وضو نہ کرے اس وقت تک اس کی نماز قبول نہیں ہوتی۔

أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:لاَ تُقْبَلُ صَلاَةُ مَنْ أَحْدَثَ حَتَّى يَتَوَضَّأَ قَالَ رَجُلٌ مِنْ

---

[1] صحیح بخاری کتاب الوضوء بَابٌ هَلْ يُمَضْمِضُ مِنَ اللَّبَنِ؟ ۲۱۱،صحیح مسلم کتاب بَابُ نَسْخِ الْوُضُوءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ ۷۹۸،سنن ابوداودکتاب الطهارة بَابٌ فِي الْوُضُوءِ مِنَ اللَّبَنِ ۱۹۶،سنن ابن ماجه كتاب الطهارة بَابُ الْمَضْمَضَةِ مِنْ شُرْبِ اللَّبَنِ ۴۹۸،مسند احمد۱۹۰۵

[2] صحیح بخاری کتاب الوضوء بَابُ مَنْ لَمْ يَتَوَضَّأْ مِنْ لَحْمِ الشَّاةِ وَالسَّوِيقِ ۲۰۷

[3] صحیح بخاری کتاب الوضوء بَابُ مَنْ مَضْمَضَ مِنَ السَّوِيقِ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ ۲۰۹،سنن ابن ماجه كتاب الطهارة بَابُ الرُّخْصَةِ فِي ذَلِكَ ۴۹۲،مصنف ابن ابی شیبة۵۲۷

حَضْرَمَوْتَ: مَا الحَدَثُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ؟، قَالَ: فُسَاءٌ أَوْ ضُرَاطٌ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص حدث کرے اس کی نماز قبول نہیں ہوتی جب تک کہ وہ (دوبارہ) وضو نہ کر لے، حضرموت کے ایک شخص نے پوچھا اے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حدث ہونا کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ (پاخانہ کے مقام سے نکلنے والی) آواز والی یا بے آواز ہوا۔[1]

بُسْرَةُ بِنْتُ صَفْوَانَ، أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:إِذَا مَسَّ أَحَدُكُمْ ذَكَرَهُ فَلْيَتَوَضَّأْ

بسرہ بنت صفوان رضی اللہ عنہا سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا جب تم میں سے کوئی اپنے ذکر کو (بغیر کسی حائل کے) چھوئے تو وضو کرے۔[2]

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، قَالَ: كُنْتُ رَجُلًا مَذَّاءً فَأَمَرْتُ المِقْدَادَ بْنَ الأَسْوَدِ أَنْ يَسْأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُ، فَقَالَ:فِيهِ الوُضُوءُ

سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں ایسا شخص تھا جسے جریان مذی کی شکایت تھی تو میں نے (اپنے شاگرد) مقداد کو حکم دیا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کریں تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ مذی خارج ہونے سے غسل واجب ہوتا ہے یا نہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس مرض میں غسل نہیں ہے (ہاں) وضو فرض ہے۔[3]

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: كُنْتُ رَجُلًا مَذَّاءً وَكُنْتُ أَسْتَحْيِي أَنْ أَسْأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَكَانِ ابْنَتِهِ،فَأَمَرْتُ الْمِقْدَادَ بْنَ الْأَسْوَدِ فَسَأَلَهُ فَقَالَ:يَغْسِلُ ذَكَرَهُ وَيَتَوَضَّأُ

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے مجھے کثرت سے مذی آتی تھی اور میں آپ کی صاحبزادی کے میرے نکاح میں ہونے کی وجہ سے حیاء کرتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں سوال کروں، تو میں نے مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ کو حکم دیا انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ اپنا آلہ تناسل کو دھولے اور وضو کرے۔[4]

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:وِكَاءُ السَّهِ الْعَيْنَانِ، فَمَنْ نَامَ فَلْيَتَوَضَّأْ

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مقعد کا ڈاٹ گویا آنکھیں ہیں (جب تک آدمی جاگتا رہتا ہے تو خبردار رہتا ہے

---

[1] صحیح بخاری کتاب الوضوءَ بَابٌ لاَ تُقْبَلُ صَلاَةٌ بِغَيْرِ طُهُورٍ ١٣٥،صحیح مسلم بَابُ فَضْلِ الْوُضُوءِ بَابُ وُجُوبِ الطَّهَارَةِ لِلصَّلَاةِ ٥٣٧،سنن ابوداودکتَاب الطَّهَارَةِ بَابُ فَرْضِ الْوُضُوءِ ٦٠،مصنف عبدالرزاق ٥٣٠،مسنداحمد٨٠٧٨،السنن الکبری للبیہقی٥٦٩

[2] موطاامام مالک کتاب الطهارة الْوُضُوءُ مِنْ مَسِّ الْفَرْجِ ٥٨

[3] صحیح بخاری کتاب العلم بَابُ مَنِ اسْتَحْيَا فَأَمَرَ غَيْرَهُ بِالسُّؤَالِ ١٣٢

[4] صحیح مسلم کتاب الحیض بَابُ الْمَذْيِ ٦٩٥،مسنداحمد٦٠٦،السنن الصغیرللبیہقی٢٥

اورمقعد اپنے اختیار میں رکھتا ہے) جو شخص سوجائے وہ وضو کرے۔ [1]

○ کسی شخص کو جب تک یہ یقین نہ ہوجائے کہ اسکی ہوا خارج ہوئی ہے یا وہ بو محسوس کرے اسے نئے وضو کی ضرورت نہیں۔

عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ، عَنْ عَمِّهِ، أَنَّهُ شَكَا إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّجُلُ الَّذِي يُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهُ يَجِدُ الشَّيْءَ فِي الصَّلَاةِ؟ فَقَالَ: لَا يَنْفَتِلْ أَوْ لَا يَنْصَرِفْ حَتَّى يَسْمَعَ صَوْتًا أَوْ يَجِدَ رِيحًا

عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کہ ایک شخص ہے جسے یہ خیال ہوتا ہے کہ نماز میں کوئی چیز (یعنی ہوا نکلتی) معلوم ہوئی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (نماز سے) نہ پھرے یا نہ مڑے جب تک آواز نہ سنے یا بو نہ پائے۔ [2]

بعض روایت میں ہے قے یا نکسیر سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا; أَنَّ رَسُولَ اَللَّهِ صَلَّى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ أَصَابَهُ قَيْءٌ أَوْ رُعَافٌ, أَوْ قَلَسٌ, أَوْ مَذْيٌ فَلْيَنْصَرِفْ فَلْيَتَوَضَّأْ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کو قے یا نکسیر آئے یا پیٹ سے کچھ کھانا منہ کو آئے یا مذی نکلے تو وہ وضو کرے۔ [3]

امام احمد رحمہ اللہ اور دیگر محدثین نے اس سلسلے کی تمام روایات کو سخت ضعیف قرار دیا ہے، اگر خون نکلنے سے وضو فاسد ہوجاتا تو غزوہ ذات الرقاع میں زخمی ہونے والے صحابی اپنی نماز ترک کر دیتے مگر انہوں نے اپنی نماز پوری ادا فرمائی۔

عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْنِي فِي غَزْوَةِ ذَاتِ الرِّقَاعِ، فَأَصَابَ رَجُلٌ امْرَأَةَ رَجُلٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ، فَحَلَفَ أَنْ لَا أَنْتَهِي حَتَّى أُهَرِيقَ دَمًا فِي أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ، فَخَرَجَ يَتْبَعُ أَثَرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَنَزَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْزِلًا، فَقَالَ: مَنْ رَجُلٌ يَكْلَؤُنَا؟ فَانْتَدَبَ رَجُلٌ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَرَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ، فَقَالَ: كُونَا بِفَمِ الشِّعْبِ، قَالَ: فَلَمَّا خَرَجَ الرَّجُلَانِ إِلَى فَمِ الشِّعْبِ اضْطَجَعَ الْمُهَاجِرِيُّ، وَقَامَ الْأَنْصَارِيُّ يُصَلِّ

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم غزوہ ذات الرقاع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں نکلے، کسی مسلمان نے مشرکین میں سے کسی کی بیوی کو قتل کر دیا اس مشرک نے قسم کھائی میں اصحاب محمد میں خون بہا کر رہوں گا، چنانچہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں کے نشانات کی پیروی

[1] سنن ابوداودکتاب الطهارة بَابٌ فِي الْوُضُوءِ مِنَ النَّوْمِ ۲۰۳، شرح السنة للبغوى ۱۶۲

[2] صحيح بخارى كتاب الوضوئ بَابُ مَنْ لاَ يَتَوَضَّأُ مِنَ الشَّكِّ حَتَّى يَسْتَيْقِنَ ۱۳۷، صحيح مسلم كتاب الحيض بَابُ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ مَنْ تَيَقَّنَ الطَّهَارَةَ، ثُمَّ شَكَّ فِي الْحَدَثِ فَلَهُ أَنْ يُصَلِّيَ بِطَهَارَتِهِ تِلْكَ ۸۰۴، سنن ابوداودكتاب الطهارةبَابٌ إِذَا شَكَّ فِي الْحَدَثِ ۱۷۶، سنن ابن ماجه كتاب الطهارة بَابُ لَا وُضُوءَ إِلَّا مِنْ حَدَثٍ ۵۱۳

[3] بلوغ المرام كتاب الطهارة بَابُ نَوَاقِضِ اَلْوُضُوءِ ۷۴، سنن ابن ماجه كتاب اقامة الصلوة بَابُ مَا جَاءَ فِي الْبِنَاءِ عَلَى الصَّلَاةِ ۱۲۲۱

کرنے لگا، ادھر نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ایک منزل پر پڑاؤ کیا اور فرمایا کون ہماری حفاظت کرے گا؟ اس کام کے لئے ایک مہاجر اور ایک انصاری مستعد ہوئے، آپ نے ان سے فرمایا تم دونوں گھاٹی کے دھانے پر کھڑے رہو، جب وہ دونوں گھاٹی کے سرے پر پہنچے (تو انہوں نے طے کیا کہ باری باری پہرہ دیں گے) چنانچہ مہاجر لیٹ گیا اور انصاری کھڑا ہو کر نماز پڑھنے لگا (اور پہرہ بھی دیتا رہا)

وَأَتَى الرَّجُلُ فَلَمَّا رَأَى شَخْصَهُ عَرَفَ أَنَّهُ رَبِيئَةٌ لِلْقَوْمِ، فَرَمَاهُ بِسَهْمٍ فَوَضَعَهُ فِيهِ فَنَزَعَهُ، حَتَّى رَمَاهُ بِثَلَاثَةِ أَسْهُمٍ، ثُمَّ رَكَعَ وَسَجَدَ، ثُمَّ انْتَبَهَ صَاحِبُهُ،فَلَمَّا عَرَفَ أَنَّهُمْ قَدْ نَذِرُوا بِهِ هَرَبَ،وَلَمَّا رَأَى الْمُهَاجِرِيُّ مَا بِالْأَنْصَارِيِّ مِنَ الدَّمِ، قَالَ: سُبْحَانَ اللهِ أَلَا أَنْبَهْتَنِي أَوَّلَ مَا رَمَى،قَالَ: كُنْتَ فِي سُورَةٍ أَقْرَؤُهَا فَلَمْ أُحِبَّ أَنْ أَقْطَعَهَا

ادھر سے وہ مشرک بھی آ گیا جب اس نے ان کا سراپا دیکھا تو سمجھ گیا کہ یہ اس قوم کا محافظ ہے، چنانچہ اس نے ایک تیر مارا اور اس کے اندر تول دیا اس (انصاری) نے وہ تیر (اپنے جسم سے) نکال دیا (اور نماز میں مشغول رہا) حتیٰ کہ اس نے تین تیر مارے، پھر اس نے رکوع اور سجدہ کیا ادھر وہ (مہاجر) ساتھی بھی جاگ گیا، اس (مشرک) کو جب محسوس ہوا کہ یہ لوگ ہوشیار ہو گئے ہیں تو بھاگ نکلا، مہاجر نے جب انصاری کو دیکھا کہ وہ لہولہان ہو رہا ہے تو اس نے کہا سبحان اللہ! تم نے مجھے پہلے تیر ہی پر کیوں نہ جگا دیا، انصاری نے جواب دیا میں ایک سورت پڑھ رہا تھا میرا جی نہ چاہا کہ اسے ادھوری چھوڑ دوں۔ [1]

أَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ، أَخْبَرَهُ، أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ مِنَ اللَّيْلَةِ الَّتِي طُعِنَ فِيهَا. فَأَيْقَظَ عُمَرَ لِصَلَاةِ الصُّبْحِ. فَقَالَ عُمَرُ: نَعَمْ. وَلاَ حَظَّ فِي الْإِسْلَامِ لِمَنْ تَرَكَ الصَّلَاةَ. فَصَلَّى عُمَرُ، وَجُرْحُهُ يَثْعَبُ دَماً

اسی طرح مسور بن مخرمہ سے مروی ہے جس رات کو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ زخمی ہوئے تھے میں ان کے پاس گیا، امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو نماز فجر کے لئے جگایا گیا پس فرمایا کہ ہاں اس شخص کا اسلام میں اچھا حصہ نہیں جو نماز کو ترک کرے، تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھی اور زخم سے ان کا خون بہہ رہا تھا۔ [2]

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمنِ بْنِ حَرْمَلَةَ الْأَسْلَمِيِّ، أَنَّهُ قَالَ: رَأَيْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَرْعُفُ، فَيَخْرُجُ مِنْهُ الدَّمُ، حَتَّى تَخْتَضِبَ أَصَابِعُهُ مِنَ الدَّمِ الَّذِي يَخْرُجُ مِنَ أَنْفِهِ، ثُمَّ يُصَلِّي، وَلاَ يَتَوَضَأُ

عبد الرحمٰن سے مروی ہے میں نے سعید بن المسیب کو دیکھا کہ ان کی نکسیر پھوٹتی اور خون نکلتا یہاں تک کہ اس خون سے ان کی انگلیاں رنگین ہو جاتیں مگر وہ نماز پڑھتے اور وضو نہیں کرتے تھے۔ [3]

○ قہقہہ سے وضو نہیں ٹوٹتا:

اس کی کوئی واضح دلیل موجود نہیں ہے اور جس روایت سے استدلال کیا جاتا ہے وہ ضعیف ہے۔

---

[1] سنن ابوداودکتاب الطهارة بَابُ الْوُضُوءِ مِنَ الدَّمِ ۱۹۸

[2] موطاامام مالک كتاب الطهارة الْعَمَلُ فِي مَنْ غَلَبَهُ الدَّمُ مِنْ جُرْحٍ أَوْ رُعَافٍ ۵۲

[3] موطاامام مالک كتاب الطهارة باب الْعَمَلُ فِي الرُّعَافِ ۵۰

عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ: بَيْنَمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي بِالنَّاسِ إِذْ دَخَلَ رَجُلٌ، فَتَرَدَّى فِي حُفْرَةٍ كَانَتْ فِي الْمَسْجِدِ وَكَانَ فِي بَصَرِهِ ضَرَرٌ فَضَحِكَ كَثِيرٌ مِنَ الْقَوْمِ وَهُمْ فِي الصَّلَاةِ، فَأَمَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ ضَحِكَ أَنْ يُعِيدَ الْوُضُوءَ وَيُعِيدَ الصَّلَاةَ

ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے کہ ایک آدمی جس کی آنکھوں میں کچھ تکلیف تھی مسجد میں داخل ہوتے وقت گڑھے میں گر گیا، (یہ دیکھ کر) حالت نماز میں بہت زیادہ لوگ ہنسنے لگے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم ارشاد فرمایا جو ہنسے ہیں وہ وضو اور نماز دہرائیں۔ (۱)

رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْكَبِيرِ وَرِجَالُهُ مُوَثَّقُونَ وَفِي بَعْضِهِمْ خِلَافٌ

امام طبرانیؒ نے الکبیر میں لکھا کہ اس میں سچے راوی ہیں اور بعض نہیں بھی۔

وفي إسناده محمد بن عبد الملك بن مروان بن الحكم أبو جعفر الواسطي الدقيقي قد اختلف فيه

اس کے علاوہ اس کی سند میں محمد بن عبد الملک بن مروان بن حکم ابو جعفر واسطی دقیقی راوی مختلف فیہ ہے۔ (۲)

○شلوار ٹخنوں سے نیچے لٹکانے سے وضو نہیں ٹوٹتا:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا أَسْفَلَ مِنَ الكَعْبَيْنِ مِنَ الإِزَارِ فَفِي النَّارِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تہبند کا جو حصہ ٹخنوں سے نیچے لٹکا ہو وہ جہنم میں ہوگا۔ (۳)

ٹخنوں سے نیچے ازار لٹکانے کی جو سزا مقرر ہے وہ تو ازار لٹکانے والے شخص کو لازماً مل کر رہے گی، مگر کسی بھی محدث وفقیہ نے کتب حدیث وفقہ کے تراجم وابواب میں اسے نواقض وضو میں شمار نہیں کیا، اس ضمن میں جو روایت پیش کی جاتی ہے وہ ضعیف ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: بَيْنَمَا رَجُلٌ يُصَلِّي مُسْبِلًا إِزَارَهُ إِذْ قَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اذْهَبْ فَتَوَضَّأْ فَذَهَبَ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ جَاءَ، ثُمَّ قَالَ: اذْهَبْ فَتَوَضَّأْ فَذَهَبَ فَتَوَضَّأَ، ثُمَّ جَاءَ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللهِ مَا لَكَ أَمَرْتَهُ أَنْ يَتَوَضَّأَ ثُمَّ سَكَتَّ عَنْهُ، فَقَالَ: إِنَّهُ كَانَ يُصَلِّي وَهُوَ مُسْبِلٌ إِزَارَهُ وَإِنَّ اللهَ تَعَالَى لَا يَقْبَلُ صَلَاةَ رَجُلٍ مُسْبِلٍ إِزَارَهُ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک دفعہ ایک آدمی نماز پڑھ رہا تھا اور وہ اپنا تہ بند ٹخنوں سے نیچے لٹکائے ہوئے تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (دیکھا تو) اسے فرمایا جاؤ اور وضو کر کے آؤ، چنانچہ وہ گیا اور وضو کر کے آیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دوبارہ فرمایا جاؤ اور وضو کر کے آؤ، چنانچہ وہ گیا اور وضو کر کے آیا، تو ایک آدمی نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کس وجہ سے آپ نے اسے وضو کرنے کا حکم دیا پھر آپ اس سے خاموش ہو رہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ شخص اپنا تہ بند لٹکا کر نماز پڑھ رہا تھا اور اللہ تعالیٰ ایسے بندے کی نماز قبول نہیں کرتا جو اپنا تہ

(۱) مجمع الزوائد ۱۲۷۸،۲۴۴۳

(۲) التعليق على السيل الجرار ۱/۶۴

(۳) صحيح بخارى كتاب اللباس بَابُ مَا أَسْفَلَ مِنَ الكَعْبَيْنِ فَهُوَ فِي النَّارِ ۵۷۸۷، مسند احمد ۹۹۳۴

بند لٹکا کر نماز پڑھ رہا ہو[1]

حکم الألباني: ضعیف
شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے ضعیف کہا ہے۔

وَفِي إِسْنَادِهِ أَبُو جَعْفَرٍ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ لَا يُعْرَفُ اسْمُهُ
اس روایت کی سند میں ابو جعفر راوی مجہول ہے جیسا کہ امام منذری رحمہ اللہ اور امام شوکانی رحمہ اللہ نے اسے غیر معروف قرار دیا ہے۔[2]

وضو کے فوائد

○ جنت میں مومن کا نور وہاں تک ہو گا جہاں تک وضو کا اثر پہنچے گا۔

عَنْ أَبِي حَازِمٍ، قَالَ: كُنْتُ خَلْفَ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَهُوَ يَتَوَضَّأُ لِلصَّلَاةِ فَكَانَ يَمُدُّ يَدَهُ حَتَّى تَبْلُغَ إِبْطَهُ،فَقُلْتُ لَهُ: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ مَا هَذَا الْوُضُوءُ؟ فَقَالَ: يَا بَنِي فَرُّوخَ أَنْتُمْ هَاهُنَا؟ لَوْ عَلِمْتُ أَنَّكُمْ هَاهُنَا مَا تَوَضَّأْتُ هَذَا الْوُضُوءَ،سَمِعْتُ خَلِيلِي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:تَبْلُغُ الْحِلْيَةُ مِنَ الْمُؤْمِنِ، حَيْثُ يَبْلُغُ الْوَضُوءُ

ابو حازم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے کھڑا تھا اور وہ نماز کے لئے وضو کر رہے تھے وہ اپنے ہاتھ دھونے کو بڑھاتے تھے یہاں تک کہ بغل تک دھویا، میں نے عرض کی اے ابو ہریرہ! یہ کیسا وضو ہے؟ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے بنی فروخ! یعنی اے عجمی تم یہاں ہو؟ اگر مجھے معلوم ہوتا تم یہاں ہو تو میں اس طرح وضو نہ کرتا، میں نے اپنے خلیل صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے، قیامت کے دن (جنت میں) مومن کا زیور (نور) وہاں تک پہنچے گا جہاں تک وضو کا اثر پہنچے گا[3]

عَنْ نُعَيْمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ،أَنَّهُ رَأَى أَبَا هُرَيْرَةَ يَتَوَضَّأُ فَغَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ حَتَّى كَادَ يَبْلُغُ الْمَنْكِبَيْنِ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ حَتَّى رَفَعَ إِلَى السَّاقَيْنِ،ثُمَّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:إِنَّ أُمَّتِي يَأْتُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ غُرًّا مُحَجَّلِينَ مِنْ أَثَرِ الْوُضُوءِ، فَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يُطِيلَ غُرَّتَهُ فَلْيَفْعَلْ

نعیم بن عبد اللہ مجمر سے مروی ہے میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وضو کرتے ہوئے انہوں نے منہ دھویا تو اس کو پورا دھویا، پھر داہنا ہاتھ دھویا یہاں تک کہ بازو کا ایک حصہ بھی دھویا، پھر سر کا مسح کیا، پھر سیدھا پاؤں دھویا تو پنڈلی کا بھی ایک حصہ دھویا، پھر بایاں پاؤں دھویا یہاں تک کہ پنڈلی کا بھی ایک حصہ دھویا پھر کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا ہی وضو کرتے ہوئے دیکھا ہے اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن پورا وضو کرنے کی وجہ سے تمہاری پیشانیاں اور ہاتھ پاؤں سفید (نورانی) ہوں گے تو جو کوئی تم میں سے اپنی چمک

---

[1] سنن ابوداودکتاب الصلاة بَابُ الْإِسْبَالِ فِي الصَّلَاةِ ۶۳۸
[2] نیل الاوطار ۲/۱۳۴
[3] صحیح مسلم کتاب الطهارة بَابُ تَبْلُغُ الْحِلْيَةُ حَيْثُ يَبْلُغُ الْوُضُوءُ ۵۸۶

کو بڑھانا چاہے تو بڑھالے (یعنی اپنے اعضاء کو آگے تک دھوئے)۔[1]

○ روز قیامت مسلمانوں کے ہاتھ پاؤں اور چہرے وضو کرنے کی وجہ سے چمک رہے ہوں گے اور اسی وجہ سے پہچانے جائیں گے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَى الْمَقْبُرَةَ، فَقَالَ:السَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ، وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللهُ بِكُمْ لَاحِقُونَ ، وَدِدْتُ أَنَّا قَدْ رَأَيْنَا إِخْوَانَنَا،قَالُوا: أَوَلَسْنَا إِخْوَانَكَ؟ يَا رَسُولَ اللهِ؟قَالَ:أَنْتُمْ أَصْحَابِي وَإِخْوَانُنَا الَّذِينَ لَمْ يَأْتُوا بَعْدُ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبرستان تشریف لائے تو فرمایا سلام ہے تم پر، یہ گھر ہے مسلمانوں کا اور اللہ نے چاہا تو ہم بھی تم سے ملنے والے ہیں، میری آرزو ہے کہ ہم اپنے بھائیوں کو دیکھیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیا ہم آپ کے بھائی نہیں ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم تو میرے اصحاب ہو اور بھائی ہمارے وہ لوگ ہیں جو ابھی دنیا میں نہیں آئے،

فَقَالُوا: كَيْفَ تَعْرِفُ مَنْ لَمْ يَأْتِ بَعْدُ مِنْ أُمَّتِكَ؟ يَا رَسُولَ اللهِ، فَقَالَ:أَرَأَيْتَ لَوْ أَنَّ رَجُلًا لَهُ خَيْلٌ غُرٌّ مُحَجَّلَةٌ بَيْنَ ظَهْرَيْ خَيْلٍ دُهْمٍ بُهْمٍ أَلَا يَعْرِفُ خَيْلَهُ؟قَالُوا: بَلَى يَا رَسُولَ اللهِ،قَالَ: فَإِنَّهُمْ يَأْتُونَ غُرًّا مُحَجَّلِينَ مِنَ الْوُضُوءِ، وَأَنَا فَرَطُهُمْ عَلَى الْحَوْضِ،أَلَا لَيُذَادَنَّ رِجَالٌ عَنْ حَوْضِي كَمَا يُذَادُ الْبَعِيرُ الضَّالُّ أُنَادِيهِمْ أَلَا هَلُمَّ، فَيُقَالُ: إِنَّهُمْ قَدْ بَدَّلُوا بَعْدَكَ،فَأَقُولُ سُحْقًا سُحْقًا

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ اپنی امت کے ان لوگوں کو کیسے پہچانیں گے جن کو آپ نے دیکھا ہی نہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بھلا تم دیکھو اگر ایک سفید پیشانی، سفید ہاتھ پاؤں والے گھوڑے سیاہ مشکی گھوڑوں میں مل جائیں تو وہ اپنے گھوڑے نہیں پہچانے گا؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! بیشک وہ تو پہچان لے گا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن وضو کی وجہ سے میری امت کے لوگ سفید منہ اور سفید ہاتھ پاؤں رکھتے ہوں گے اور حوض کوثر پر میں ان کا پیش خیمہ ہوں گا، خبردار رہو کہ بعض لوگ میرے حوض پر سے ہٹائے جائیں گے جیسے بھٹکا ہوا اونٹ ہنکایا جاتا ہے میں ان کو پکاروں گا آو، آو، اس وقت کہا جائے گا کہ ان لوگوں نے اپنا دین بدل دیا تھا اور کافر ہو گئے تھے یا ان کی حالت بدل گئی تھی، بدعت اور ظلم میں گرفتار ہو گئے تھے، تب میں کہوں گا دور ہو جاؤ، جاؤ دور ہو جاؤ۔[2]

○ سختی اور تکلیف میں کامل وضو کرنے سے گناہ مٹ جاتے ہیں اور درجات بلند ہوتے ہیں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:أَلَا أَدُلُّكُمْ عَلَى مَا يَمْحُو اللهُ بِهِ الْخَطَايَا، وَيَرْفَعُ بِهِ الدَّرَجَاتِ؟ قَالُوا بَلَى يَا رَسُولَ اللهِ،قَالَ:إِسْبَاغُ الْوُضُوءِ عَلَى الْمَكَارِهِ، وَكَثْرَةُ الْخُطَا إِلَى الْمَسَاجِدِ وَانْتِظَارُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ ، فَذَلِكُمُ الرِّبَاطُ

[1] صحیح مسلم کتاب الطهارة بَابُ اسْتِحْبَابِ إِطَالَةِ الْغُرَّةِ وَالتَّحْجِيلِ فِي الْوُضُوءِ ۵۸۰

[2] صحیح مسلم کتاب الطهارة بَابُ اسْتِحْبَابِ إِطَالَةِ الْغُرَّةِ وَالتَّحْجِيلِ فِي الْوُضُوءِ ۵۸۴

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کیا میں تم کو ایسی بات نہ بتلاؤں جس سے گناہ مٹ جاتے ہیں اور اس سے درجات بلند ہوتے ہیں؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کیوں نہیں اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سختی اور تکلیف میں وضو کامل طور پر کرنا اور مسجد کی طرف زیادہ قدم چل کر جانا اور نماز کے بعد نماز کا انتظار کرنا (بلند درجات کا ذریعہ ہیں) پس تمہارے لئے یہی رباط ہے [1]

○ وضو کے ساتھ گناہ نکل جاتے ہیں اور آدمی گناہوں سے پاک وصاف ہو جاتا ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا تَوَضَّأَ الْعَبْدُ الْمُسْلِمُ - أَوِ الْمُؤْمِنُ - فَغَسَلَ وَجْهَهُ خَرَجَ مِنْ وَجْهِهِ كُلُّ خَطِيئَةٍ نَظَرَ إِلَيْهَا بِعَيْنَيْهِ مَعَ الْمَاءِ - أَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ ، فَإِذَا غَسَلَ يَدَيْهِ خَرَجَ مِنْ يَدَيْهِ كُلُّ خَطِيئَةٍ كَانَ بَطَشَتْهَا يَدَاهُ مَعَ الْمَاءِ أَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ، فَإِذَا غَسَلَ رِجْلَيْهِ خَرَجَتْ كُلُّ خَطِيئَةٍ مَشَتْهَا رِجْلَاهُ مَعَ الْمَاءِ أَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ، حَتَّى يَخْرُجَ نَقِيًّا مِنَ الذُّنُوبِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب بندہ مسلمان یا مومن (راوی کا شک ہے) وضو کرتا ہے اور منہ دھوتا ہے تو اس کے منہ سے وہ سب گناہ (صغیرہ) نکل جاتے ہیں جو اس نے آنکھوں سے کیے (پانی کے ساتھ یا آخری قطرہ کے ساتھ جو منہ سے کرتا ہے ،یہ بھی راوی کا شک ہے) پھر جب ہاتھ دھوتا ہے تو اس کے ہاتھوں میں سے ہر ایک گناہ جو ہاتھ سے کیا تھا، پانی کے ساتھ یا آخری قطرہ کے ساتھ نکل جاتا ہے، پھر جب پاؤں دھوتا ہے تو ہر ایک گناہ جس کو اس نے پاؤں سے چل کر کیا تھا پانی کے ساتھ یا آخری قطرہ کے ساتھ نکل جاتا ہے یہاں تک کہ سب گناہوں سے پاک صاف ہو کر نکلتا ہے۔ [2]

حُمْرَانَ بْنَ أَبَانَ، أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ أَتَمَّ الْوُضُوءَ كَمَا أَمَرَهُ اللهُ تَعَالَى فَالصَّلَوَاتُ الْمَكْتُوبَاتُ كَفَّارَاتٌ لِمَا بَيْنَهُنَّ

حمران رضی اللہ عنہ سے مروی ہے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے مکمل وضو کیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے حکم دیا ہے تو فرض نمازیں اس کے ان تمام گناہوں کا کفارہ بن جائیں گی جو ان نمازوں کے درمیان ہوں گے۔ [3]

عَنْ حُمْرَانَ أَنَّهُ قَالَ: فَلَمَّا تَوَضَّأَ عُثْمَانُ قَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لَا يَتَوَضَّأُ رَجُلٌ فَيُحْسِنُ وُضُوءَهُ ثُمَّ يُصَلِّي الصَّلَاةَ إِلَّا غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الصَّلَاةِ الَّتِي تَلِيهَا

حمران رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے وضو کیا تو انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا جو شخص نماز کے لئے پورا وضو کرے پھر فرض نماز کے لئے (مسجد کو) چلے اور لوگوں کے ساتھ باجماعت سے یا مسجد میں نماز پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ

---

[1] صحیح مسلم كتاب الطهارة بَابُ فَضْلِ إِسْبَاغِ الْوُضُوءِ عَلَى الْمَكَارِهِ ۵۸۷

[2] صحیح مسلم كتاب الطهارة بَابُ خُرُوجِ الْخَطَايَا مَعَ مَاءِ الْوُضُوءِ ۵۷۷

[3] صحیح مسلم كتاب الطهارة بَابُ فَضْلِ الْوُضُوءِ وَالصَّلَاةِ عَقِبَهُ ۵۴۷

بخش دے گا جو اس نماز کے بعد سے دوسری نماز تک ہوں گے۔ (۱)

○ رسول اللہ ﷺ نے طہارت کو آدھے ایمان کے برابر فرمایا۔

عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْعَرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:الطُّهُورُ شَطْرُ الْإِيمَانِ ،وَالْحَمْدُ لِلَّهِ تَمْلَأُ الْمِيزَانَ ، وَسُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ تَمْلَآنِ أَوْ تَمْلَأُ مَا بَيْنَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ،وَالصَّلَاةُ نُورٌوَالصَّدَقَةُ بُرْهَانٌ ،وَالصَّبْرُ ضِيَاءٌ،وَالْقُرْآنُ حُجَّةٌ لَكَ أَوْ عَلَيْكَ،كُلُّ النَّاسِ يَغْدُو فَبَايِعٌ نَفْسَهُ فَمُعْتِقُهَا أَوْ مُوبِقُهَا

ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا طہارت آدھے ایمان کے برابر ہے، اور الحمد للہ ترازو کو بھر دے گا (یعنی اس قدر اس کا ثواب عظیم ہے کہ روز جزا اعمال تولنے کا ترازو اس کے اجر سے بھر جائے گا) اور سبحان اللہ اور الحمد للہ دونوں آسمانوں اور زمین کے بیچ کی جگہ کو بھر دیں گے (اگر ان کا ثواب ایک جسم کی شکل میں فرض کیا جائے) اور نماز نور ہے اور صدقہ دلیل ہے اور صبر روشنی ہے اور قرآن تیرے لئے دلیل ہوگا یا تیرے خلاف دلیل ہوگا (اگر قرآن پر عمل ہوگا تو دلیل بن جائے گا ورنہ وبال بن جائے گا) ہر ایک آدمی (بھلا ہو یا برا) صبح کو اٹھتا ہے یا پھر اپنے آپ کو (نیک کام کر کے اللہ کے عذاب سے) آزاد کرتا ہے یا (برے کام کر کے) اپنے آپ کو تباہ کرتا ہے۔ (۲)

○ طہارت کی حالت میں سونے والے کے لیے فرشتے استغفار کرتے ہیں۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: طَهِّرُوا هَذِهِ الْأَجْسَادَ طَهَّرَكُمُ اللَّهُ فَإِنَّهُ لَيْسَ مَنْ عَبْدٍ يَبِيتُ طَاهِرًا إِلَّا بَاتَ مَعَهُ فِي شِعَارِهِ مَلَكٌ لَا يَنْقَلِبُ سَاعَةً مِنَ اللَّيْلِ إِلَّا قَالَ: اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِعَبْدِكَ ; فَإِنَّهُ بَاتَ طَاهِرًا

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان جسموں کو پاک کرو اللہ تعالیٰ تمہیں پاکیزگی عطا فرمائے، جو بندہ بھی طہارت کی حالت میں سوئے یقیناً ایک فرشتہ اس کے ساتھ رات بسر کرتا ہے، جب بھی وہ شخص رات کے کسی وقت کروٹ بدلتا ہے تو وہ فرشتہ (دعا کرتے ہوئے) کہتا ہے اے اللہ! اپنے بندے کو معاف فرما یقیناً وہ حالت طہارت میں سویا تھا۔ (۳)

○ جب ایسا شخص بیدار ہوتا ہے تب بھی وہی فرشتہ اس کے لیے اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتا ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَنْ بَاتَ طَاهِرًا بَاتَ فِي شِعَارِهِ مَلَكٌ ، فَلَمْ يَسْتَيْقِظْ إِلَّا ، قَالَ الْمَلَكُ اللهُمَّ اغْفِرْ لِعَبْدِكَ فُلَانٍ فَإِنَّهُ بَاتَ طَاهِرًا

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص حالت طہارت میں سوئے تو اس کے ہمراہ ایک فرشتہ ہوتا ہے، جب بھی وہ بیدار ہوتا ہے تو فرشتہ کہتا ہے اے اللہ! اپنے فلاں بندے کو معاف فرما یقیناً وہ طہارت کی حالت میں سویا تھا۔ (۴)

---

(۱) صحیح مسلم کتاب الطهارة بَابُ فَضْلِ الْوُضُوءِ وَالصَّلَاةِ عَقِبَهُ ۵۴۲

(۲) صحیح مسلم کتاب الطهارة بَابُ فَضْلِ الْوُضُوءِ ۵۳۴

(۳) الترغيب والترهيب ۸۷۹

(۴) صحیح ابن حبان ۱۰۵۱

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ،عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَبِيتُ عَلَى ذِكْرٍ طَاهِرًا فَيَتَعَارُّ مِنَ اللَّيْلِ فَيَسْأَلُ اللهَ خَيْرًا مِنَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ذکر کرتے ہوئے حالت طہارت میں سونے والا مسلمان رات کو بیدار ہونے پر دنیا و آخرت کی جو بھلائی اللہ تعالیٰ سے طلب کرتا ہے وہ اس کو عطا فرماتا ہے۔ (۱)

وضو اور اس کے اذکار کی بدعات

زبان کے ساتھ وضو کی نیت: تمام لوگوں کا اس پر اجماع ہے کہ نیت کا مقام دل ہے زبان نہیں، کسی چیز کے بارے میں ارادہ کو نیت کہتے ہیں جس کے لئے زبان کے ساتھ

نیت کے تکلف کی ضرورت نہیں اور نہ ہی ایسے الفاظ کہنے کی ضرورت ہے جو عمل کو واضح کریں، مگر کئی لوگ ایسے بھی ہیں جو کتاب وسنت سے اس کی کوئی دلیل نہ ہوتے ہوئے بھی محض وسوسہ کی بنا پر غسل کرتے اور وضو کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ میں فلاں نماز کے لئے وضو کی یا غسل کی نیت کرتا ہوں۔

عَنْ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:الأَعْمَالُ بِالنِّيَّةِ،وَلِكُلِّ امْرِئٍ مَا نَوَى، فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى اللهِ وَرَسُولِهِ فَهِجْرَتُهُ إِلَى اللهِ وَرَسُولِهِ ، وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ لِدُنْيَا يُصِيبُهَا، أَوِ امْرَأَةٍ يَتَزَوَّجُهَا، فَهِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ

سید نا عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے، اور ہر آدمی کو (مثلاً ثواب وعذاب) اس کی نیت کے مطابق ہی ملے گا پس جس نے اللہ اور اس کے رسول کے لئے ہجرت کی تو اس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کے لئے ہی ہو گی، اور جس نے دنیا حاصل کرنے یا کسی عورت سے نکاح کرنے کے لئے ہجرت کی تو اس کی ہجرت اسی مقصد کے لئے ہو گی (نہ کہ اللہ و رسول کے لئے)۔ (۲)

یعنی اعمال وہی معتبر ہیں جن کی دل میں نیت اور عمل کے ساتھ تصدیق کی جائے، کسی شخص نے بھی یہ بات نہیں کہی کہ جو شخص نکاح یا حصول دنیا مثلاً خرید و فروخت یا تجارت کے لئے اپنا گھر بار چھوڑے تو اس پر زبان سے نیت کرنا لازم ہے بلکہ ایسے شخص کی نیت اس کے طرز عمل سے معلوم ہوتی ہے۔

عبادات میں اصل حرمت ہے یعنی کوئی عبادت بغیر شرعی دلیل کے جائز نہیں بلکہ حرام ہے۔

كَانَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ قَالَ، اللهُ أَكْبَرُ ، وَلَمْ يَقُلْ شَيْئًا قَبْلَهَا، وَلَا تَلَفَّظَ بِالنِّيَّةِ الْبَتَّةَ، وَلَا قَالَ أُصَلِّي لِلَّهِ صَلَاةَ كَذَا مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ إِمَامًا أَوْ مَأْمُومًا، وَلَا قَالَ أَدَاءً وَلَا قَضَاءً وَلَا فَرْضَ الْوَقْتِ، وَهَذِهِ عَشْرُ بِدَعٍ لَمْ يَنْقُلْ عَنْهُ أَحَدٌ قَطُّ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ وَلَا ضَعِيفٍ، وَلَا مُسْنَدٍ وَلَا مُرْسَلٍ لَفْظَةً وَاحِدَةً مِنْهَا الْبَتَّةَ،

---

(۱) مسند احمد ۲۲۰۴۸، سنن ابوداود کتاب النَّوْمِ بَابٌ فِي النَّوْمِ عَلَى طَهَارَةٍ ۵۰۴۲

(۲) صحیح بخاری کتاب الایمان بَابٌ مَا جَاءَ إِنَّ الأَعْمَالَ بِالنِّيَّةِ وَالحِسْبَةِ، وَلِكُلِّ امْرِئٍ مَا نَوَى ۵۴ ،صحیح مسلم کتاب الامارة بَابُ قَوْلِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا الأَعْمَالُ بِالنِّيَّةِ ۴۹۲۷، مسند احمد ۱۶۸

بَلْ وَلَا عَنْ أَحَدٍ مِنْ أَصْحَابِهِ، وَلَا اسْتَحْسَنَهُ أَحَدٌ مِنَ التَّابِعِينَ وَلَا الْأَئِمَّةِ الْأَرْبَعَةِ

امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو اللہ اکبر فرماتے اس سے پہلے کچھ نہ کہتے حتی کہ زبان سے نیت بھی نہ کرتے، نہ یہ فرماتے کہ میں چار رکعت نماز کی نیت کعبہ کی طرف رخ کر کے امام یا مقتدی بن کر آ تا ہوں، نہ ادا اور قضا کا لفظ استعمال فرماتے، نہ وقت کا نام لیتے یہ ساری باتیں بدعت ہیں، اس سلسلے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ بھی مروی نہیں ہے نہ احادیث صحیحہ سے نہ ضعیف حدیثوں سے، نہ مسند سے نہ مرسل سے نہ کسی صحابی سے، تابعین میں سے کسی نے ان باتوں کو پسند نہیں کیا اور نہ ائمہ اربعہ نے۔ [1]

أَنَّ النِّيَّةَ مَعَ الْعِلْمِ فِي غَايَةِ الْيُسْرِ لَا تَحْتَاجُ إِلَى وَسْوَسَةٍ وَآصَارٍ وَأَغْلَالٍ؛ وَلِهَذَا قَالَ بَعْضُ الْعُلَمَاءِ: الْوَسْوَسَةُ إِنَّمَا تَحْصُلُ لِعَبْدٍ مِنْ جَهْلٍ بِالشَّرْعِ أَوْ خَبَلٍ فِي الْعَقْلِ، وَقَدْ تَنَازَعَ النَّاسُ: هَلْ يُسْتَحَبُّ التَّلَفُّظُ بِالنِّيَّةِ؟فَقَالَتْ طَائِفَةٌ مِنْ أَصْحَابِ أَبِي حَنِيفَةَ وَالشَّافِعِيِّ وَأَحْمَد: يُسْتَحَبُّ لِيَكُونَ أَبْلَغَ،وَقَالَتْ طَائِفَةٌ مِنْ أَصْحَابِ مَالِكٍ وَأَحْمَد: لَا يُسْتَحَبُّ بَلْ التَّلَفُّظُ بِهَا بِدْعَةٌ؛ فَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابَهُ وَالتَّابِعِينَ لَمْ يُنْقَلْ عَنْ وَاحِدٍ مِنْهُمْ أَنَّهُ تَكَلَّمَ بِلَفْظِ النِّيَّةِ لَا فِي صَلَاةٍ وَلَا طَهَارَةٍ وَلَا صِيَامٍ، قَالُوا: لِأَنَّهَا تَحْصُلُ مَعَ الْعِلْمِ بِالْفِعْلِ ضَرُورَةً فَالتَّكَلُّمُ بِهَا نَوْعُ هَوَسٍ وَعَبَثٍ وَهَذَيَانٍ وَالنِّيَّةُ تَكُونُ فِي قَلْبِ الْإِنْسَانِ وَيَعْتَقِدُ أَنَّهَا لَيْسَتْ فِي قَلْبِهِ فَيُرِيدُ تَحْصِيلَهَا بِلِسَانِهِ وَتَحْصِيلُ الْحَاصِلِ مُحَالٌ فَلِذَلِكَ يَقَعُ كَثِيرٌ مِنْ النَّاسِ فِي أَنْوَاعٍ مِنْ الْوَسْوَاسِ

اس بارے میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے علماء کے اقوال تفصیل سے ذکر کیے ہیں علم کے ساتھ نیت انتہائی آسان ہے یہ وسوسوں، خود ساختہ بندشوں اور نام نہاد زنجیروں کی محتاج نہیں ہے اور اسی لئے بعض علماء کہتے ہیں کہ آدمی کو وسوسہ اس وقت ہوتا ہے جب وہ فاتر العقل یا شریعت کے بارے میں جاہل ہوتا ہے۔ لوگوں نے اس بات کے بارے میں اختلاف کیا ہے کہ کیا زبان سے نیت کرنا مستحب ہے؟ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ امام شافعی رحمہ اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ کے ساتھیوں میں سے بعض یہ کہتے ہیں کہ ایسا کرنا مستحب ہے کیونکہ اس طرح بات زیادہ واضح ہو جاتی ہے، امام مالک رحمہ اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ کے ساتھیوں میں سے ایک گروہ کا یہ کہنا ہے کہ ایسا کرنا مستحب نہیں بلکہ نیت کے لئے زبان سے الفاظ ادا کرنا بدعت ہے کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے صحابہ کرام اور تابعین سے نماز، وضو یا روزوں میں یہ چیز قطعاً ثابت نہیں ہے، علماء یہ کہتے ہیں کہ کسی فعل کے بارے میں علم کے ساتھ ہی نیت حاصل ہو جاتی ہے لہذا زبان کے ساتھ رٹے رٹائے الفاظ پڑھنا ہوس پرستی، فضول اور ہذیان ہے، نیت انسان کے دل میں ہوتی ہے اور زبان کے ساتھ نیت کرنے والا یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ نیت کا تعلق دل سے نہیں، اسی لئے وہ اپنی زبان سے نیت حاصل کرنا چاہتا ہے اور ظاہر ہے کہ حاصل شدہ چیز کے حصول کی ہوس تحصیل حاصل کے زمرہ میں آتی ہے، اس مذکورہ غلط عقیدہ کی وجہ سے بہت سے لوگ ان وسوسوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ [2]

وَلَا يُعْلَمُ فِي هَذِهِ الْمَسَائِلِ نَقْلٌ خَاصٌّ عَنِ السَّلَفِ، وَلَا عَنِ الْأَئِمَّةِ

(1) زاد المعاد ۱/۱۹۴

(2) مجموع الفتاویٰ ۲۶۳، ۱۸/۲۶۴

امام ابن رجب الحنبلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ان مسائل میں کوئی خاص حوالہ ہم نہ سلف صالحین سے پاتے ہیں اور نہ کسی اور امام سے۔ (١)

قَالَتْ: قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ذَاتَ يَوْمٍ يَا عَائِشَةُ، هَلْ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ؟قَالَتْ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، مَا عِنْدَنَا شَيْءٌ، قَالَ:فَإِنِّي صَائِمٌ

اردن کے ایک سردار سقاف ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی اس حدیث سے نیت کے تلفظ پر استدلال کرتا ہے جس میں آیا ہے فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن پوچھا اے عائشہ رضی اللہ عنہا! کیا گھر میں کھانے کو کچھ موجود ہے؟ فرماتی ہیں میں نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میرے گھر میں کھانا موجود نہیں ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سنکر فرمایا میں روزہ رکھتا ہوں۔ (٢)

یہ شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایام حج میں اس قول سے بھی استدلال کیا ہے۔

قَالَ أَنَسٌ:سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:لَبَّيْكَ بِعُمْرَةٍ وَحَجٍّ

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا اے اللہ! میں حج اور عمرہ کے ساتھ لبیک کہہ رہا ہوں۔ (٣)

حالانکہ اس کا یہ استدلال مکڑی کے جالے سے بھی زیادہ کمزور ہے اور ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے نیت کے تلفظ پر استدلال غلط ہے کیونکہ اس حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حال اور کیفیت کی خبر دی ہے نہ کہ نیت کی، اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم لفظی نیت کرتے تو اس طرح کہتے کہ میں روزے کی نیت کرتا ہوں یا اس کے مشابہ کوئی بات فرماتے،

فِي تَلْبِيَتِهِ، فَيَقُولُ: لَبَّيْكَ عُمْرَةً وَحَجًّا وَإِنَّمَا كَلَامُنَا فِي أَنَّهُ يَقُولُ عِنْدَ إِرَادَةِ عَقْدِ الْإِحْرَامِ: اللهُمَّ إِنِّي أُرِيدُ الْحَجَّ أَوِ الْعُمْرَةَ

تلبیہ کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حج عمرہ کے لئے لبیک کہنا بھی لفظی نیت سے کوئی تعلق نہیں رکھتا اور نہ آپ یوں کہتے کہ میں عمرہ اور حج کا ارادہ کرتا ہوں یا میں حج وعمرہ کی نیت کرتا ہوں، ان الفاظ کا تعلق اس سنت نبوی سے ہے جو تلبیہ (لبیک کہنے) سے ہے نہ کہ لفظی نیت سے۔

حج اور عمرہ میں لفظی نیت کے بری اور مذموم بدعت ہونے پر دلیل حافظ ابن رجب رحمہ اللہ کا وہ قول بھی ہے جو انہوں نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے صحیح سند سے ثابت ہے

أَنَّهُ سَمِعَ رَجُلًا عِنْدَ إِحْرَامِهِ يَقُولُ: اللهُمَّ إِنِّي أُرِيدُ الْحَجَّ أَوِ الْعُمْرَةَ، فَقَالَ لَهُ: أَتُعْلِمُ النَّاسَ؟ أَوَ لَيْسَ اللهُ يَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِكَ؟

انہوں نے ایک آدمی کو احرام کے وقت یہ کہتے سنا کہ میں حج اور عمرہ کا ارادہ کرتا ہوں، تو انہوں نے (ناراض ہو کر) اسے کہا کیا تو لوگوں

---

(١) جامع العلوم ١/٩٢

(٢) صحيح مسلم كتاب الصيام بَابُ جَوَازِ صَوْمِ النَّافِلَةِ بِنِيَّةٍ مِنَ النَّهَارِ قَبْلَ الزَّوَالِ، وَجَوَازِ فِطْرِ الصَّائِمِ نَفْلًا مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ ٢٧١٤

(٣) صحيح مسلم كتاب الحج بَابُ إِهْلَالِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهَدْيِهِ ٣٠٢٩

کو (اپنی نیت وارادہ کے بارے میں) بتانا چاہتا ہے (کہ تو نیکی کا بڑا کام کر رہا ہے)؟ کیا اللہ تعالیٰ تیرے دل کے بھیدوں سے (بھی) واقف نہیں ہے؟۔[1]

تو عبد اللہ بن عمر یہ قول اس بات کی دلیل ہے کہ زبان کے ساتھ نیت کرنا مطلقاً مستحب نہیں ہے بلکہ یہ اصلاً جائز بھی نہیں ہے۔

دوران وضو لمبی لمبی دعائیں پڑھنا: بعض لوگ ایک من گھڑت روایت کا سہارا لے کر ہر عضو کے دھونے پر لمبی لمبی دعائیں پڑھتے ہیں، وہ روایت کچھ یوں ہے۔

وَعَن أنس رَضِي دَخَلْتُ عَلَى رَسُول الله وَبَيْنَ يَدَيْهِ إِنَاءٌ مِنْ مَاءٍ،فقال لی:يَا أَنَسُ ادْنُ مِنِي أُعَلِّمْكَ مَقَادِيرَ الْوُضُوءِ،فَدَنَوْتُ مِنْهُ، فَلَمَّا أَنْ غَسَلَ يَدَيْهِ قَالَ: بِسْمِ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلا حَوْلَ وَلا قُوَّةَ إِلا بِاللهِ، فَلَمَّا اسْتَنْجَى قَالَ: اللهُمَّ حَصِّنْ فَرْجِي وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي، فَلَمَّا تَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ قَالَ: اللهُمَّ لَقِّنِي حُجَّتِي وَلا تَحْرِمْنِي رَائِحَةَ الْجَنَّةِ، فَلَمَّا أَنْ غَسَلَ وَجْهَهُ قَالَ: اللهُمَّ بَيِّضْ وَجْهِي يَوْمَ تَبْيَضُّ الْوُجُوهُ، فَلَمَّا أَنْ غَسَلَ ذِرَاعَيْهِ قَالَ: اللهُمَّ أَعْطِنِي كِتَابِي بِيَمِينِي،فَلَمَّا مَسَحَ يَدَهُ عَلَى رَأْسِهِ قَالَ اللهُمَّ تَغَشَّنَا بِرَحْمَتِكَ وَجَنِّبْنَا عَذَابَكَ،فَلَمَّا غَسَلَ قَدَمَيْهِ قَالَ اللهُمَّ ثَبِّتْ قَدَمَيَّ يَوْمَ تَزِلُّ فِيهِ الأَقْدَامُ،ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي بَعَثَنِي بِالْحَقِّ يَا أَنَسُ مَا مِنْ عبد قالها ثم وُضُوئِهِ لَمْ يَقْطُرْ مِنْ خَلَلِ أَصَابِعِهِ قَطْرَةٌ إِلا خَلَقَ اللهُ مِنْهَا مَلَكًا يُسَبِّحُ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ سَبْعِينَ لِسَانًا يَكُونُ ثَوَابُ ذَلِكَ التَّسْبِيحِ لَهُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پانی کا برتن تھا، تو آپ نے فرمایا اے انس! میرے قریب ہو جاؤ میں تمہیں وضو کی دعائیں سکھاؤں، میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہو گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ہاتھ دھوئے فرمایا شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے، ہر طرح کی حمد وثنا اللہ ہی کے لئے ہے اور نہ کوئی گھیرنے کی اور نہ کوئی روکنے کی طاقت رکھتا ہے مگر اللہ، جب استنجا کیا فرمایا اے اللہ! میری شرم گاہ کی حفاظت کرنا اور میرا کام کو آسان فرمانا، جب کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا تو کہا اے اللہ! میرے لئے اس کو حجت بنا دے اور مجھے جنت کی خوشبو سے محروم نہ رکھنا، جب اپنا چہرہ دھویا تو فرمایا اے اللہ! میرا چہرہ روشن کر دے جس روز چہرے سفید ہوں گے، جب کہنیوں تک ہاتھ دھو لئے تو کہا اے اللہ! میرا نامہ اعمال میرے دائیں ہاتھ میں دینا، جب سر کا مسح کیا تو فرمایا اے اللہ! مجھے اپنی رحمت میں ڈھانپ لے اور عذاب سے بچا لے، جب دونوں پاؤں دھوئے تو کہا اے اللہ! اس روز میرے قدموں کو جما دینا جس دن لوگ کے پاؤں متزلزل ہو جائیں گے، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے انس رضی اللہ عنہ! اس ذات کی قسم ہے جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا ہے اے انس رضی اللہ عنہ! جو آدمی بھی وضو کے دوران یہ دعائیں پڑھتا ہے تو اس کے ہاتھ پاؤں کی انگلیوں سے جتنے قطرے گرتے ہیں ان کے بدلے اللہ تعالیٰ اتنے فرشتے پیدا کر دیتا ہے کہ ہر فرشتہ ستر زبانوں کے ساتھ اللہ کی تسبیح بیان کرتا رہتا ہے اور اسے اس بے

---

[1] جامع العلوم ۱/۹۲

شمار تسبیح کا ثواب قیامت کے دن ملے گا۔ ①

اس من گھڑت روایت کو فن حدیث کے ماہر علماء نے رد کر دیا ہے۔

فِيهِ عبَادَة بن صُهَيْب مِنْهُم وَقَالَ البُخَارِيّ وَالنَّسَائِيّ. مَتْرُوك

اس روایت میں عبادہ بن صہیب ہے، امام بخاری اور امام نسائی کہتے ہیں متروک ہے۔ ②

وَقَالَ ابْنُ الصَّلَاحِ لَمْ يَصِحَّ فِيهِ حَدِيثٌ

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے امام ابن الصلاح رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ اس بارے میں کوئی حدیث بھی ثابت نہیں ہے۔ ③

النَّوَوِيّ على بُطْلَانه وَأَنه لَا أصل لَهُ

امام نووی رحمہ اللہ نے کہا اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔ ④

وأما الدعاء على أعضاء الوضوء، فلم يجئ فيه شئ عن النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اپنی دوسری کتاب میں فرمایا اعضائے وضو پر دعا کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی (باسند) حدیث نہیں آئی ہے۔ ⑤

قَالَ النَّوَوِيُّ فِي الرَّوْضَةِ: هَذَا الدُّعَاءُ لَا أَصْلَ لَهُ وَلَمْ يَذْكُرْهُ الشَّافِعِيُّ وَالْجُمْهُورُ

امام نووی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب الروضہ میں لکھا ہے اس دعا کی کوئی اصل نہیں ہے امام شافعی اور جمہور نے اس کا کوئی ذکر نہیں کیا۔ ⑥

وَأَمَّا الْحَدِيثُ الْمَوْضُوعُ فِي الذِّكْرُ عَلَى كُلِّ عُضْوٍ فَبَاطِلٌ

شیخ الاسلام ابن قیم رحمہ اللہ نے اپنی کتاب میں کہا اعضائے وضو پر ذکر (اور دعاؤں) والی تمام احادیث باطل ہیں، ان میں سے کوئی چیز بھی ثابت نہیں ہے۔ ⑦

وَكُلُّ حَدِيثٍ فِي أَذْكَارِ الْوُضُوءِ الَّذِي يُقَالُ عَلَيْهِ فَكَذِبٌ مُخْتَلَقٌ لَمْ يَقُلْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا مِنْهُ، وَلَا عَلَّمَهُ لِأُمَّتِهِ

اور مزید کہا وضو کے دوران اذکار (اور دعاؤں) والی ہر حدیث جھوٹی اور من گھڑت ہے ان میں سے کوئی بات بھی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے

① تحفة المحتاج ١٩٣، ١/٨٩، الفواک المجموعة ١٣، ١/٣٣، روضة المحدثين ٦٢، ١١/٥٠٦٢، العلل المتناهية فی حديث الواهية ٥٥٤، ١/٣٣٩

② السنن والمبتدعات ١/٣٠

③ التلخيص الحبير ١/٢٩٧

④ السنن والمبتدعات ١/٣٠

⑤ الاذکار ١/٢٩

⑥ التلخيص الحبير ١/٢٩٧

⑦ المنار المنيف ١/١٢٠

نہیں فرمائی اور نہ اپنی امت کو اس کی تعلیم دی ہے۔ (۱)

جبکہ وضو کے بارے میں سنت یہ ہے کہ شروع میں بسم اللہ پڑھی جائے۔

عَنْ أَنَسٍ قَالَ: ثُمَّ قَالَ: تَوَضَّئُوا بِسْمِ اللهِ

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے فرمایا وضو شروع کرنے سے پہلے بسم اللہ پڑھیں۔ (۲)

اور اس کے اختتام پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت شدہ ذکر پڑھیں۔

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، قَالَ: قَالَ: مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ يَتَوَضَّأُ فَيُبْلِغُ - أَوْ فَيُسْبِغُ الْوَضُوءَ ثُمَّ يَقُولُ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُ اللهِ وَرَسُولُهُ

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی تم میں سے وضو کرے اچھی طرح پورا وضو پھر کہے "میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔" (۳)

گردن کا مسح کرنا: بہت سے لوگ گردن کا مسح فرض یا سنت موکدہ سمجھتے ہیں حالانکہ یہ صرف ایک خود ساختہ بدعت ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے وضو میں گردن کا الٹے ہاتھوں سے مسح قطعاً ثابت نہیں ہے اور نہ آپ کے کسی صحابی سے یہ عمل ثابت ہے اور نہ کسی قابل اعتماد عالم سے یہ بات ثابت ہے۔

لَمْ يَصِحَّ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ مَسَحَ عَلَى عُنُقِهِ فِي الْوُضُوءِ، بَلْ وَلَا رُوِيَ عَنْهُ ذَلِكَ فِي حَدِيثٍ صَحِيحٍ، بَلْ الْأَحَادِيثُ الصَّحِيحَةُ الَّتِي فِيهَا صِفَةُ وُضُوءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ يَمْسَحُ عَلَى عُنُقِهِ، وَلِهَذَا لَمْ يَسْتَحِبَّ ذَلِكَ جُمْهُورُ الْعُلَمَاءِ: كَمَالِكٍ، وَالشَّافِعِيِّ، وَأَحْمَدَ فِي ظَاهِرِ مَذْهَبِهِمَا، وَمَنْ اسْتَحَبَّهُ فَاعْتَمَدَ عَلَى أَثَرٍ يُرْوَى عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَوْ حَدِيثٍ يَضْعُفُ نَقْلُهُ أَنَّهُ مَسَحَ رَأْسَهُ حَتَّى بَلَغَ الْقَذَالَ، وَمِثْلُ ذَلِكَ لَا يَصْلُحُ عُمْدَةً، وَلَا يُعَارِضُ مَا دَلَّ عَلَيْهِ الْأَحَادِيثُ، وَمَنْ تَرَكَ مَسْحَ الْعُنُقِ فَوُضُوءُهُ صَحِيحٌ بِاتِّفَاقِ الْعُلَمَاءِ

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے وضو میں گردن کا مسح ثابت نہیں ہے اور نہ اس بارے میں کوئی صحیح حدیث مروی ہے بلکہ وضو کی صحیح احادیث میں گردن کے مسح کا کوئی ذکر نہیں، اسی لئے جمہور علماء نے مثلاً امام مالک رحمہ اللہ، شافعی رحمہ اللہ اور احمد رحمہ اللہ نے اپنے ظاہر مذہب میں مستحب نہیں کہا ہے اور جس نے اسے مستحب کہا ہے اس کی دلیل وہ اثر ہے جو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے یا وہ ضعیف حدیث ہے جس میں سر کے مسح کے ساتھ گردن تک کے مسح کا ذکر ہے تو ایسی روایات پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا کیونکہ جو عمل احادیث سے ثابت ہے اس کا معارضہ ایسی روایات سے کرنا صحیح نہیں ہے اور علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ جس نے وضو میں گردن کا مسح نہ کیا تو اس کا وضو بالاتفاق

---

(۱) زاد المعاد ۱۸۸/۱

(۲) صحيح ابن خزيمة ۱۴۴

(۳) صحيح مسلم كتاب الطهارة بَابُ الذِّكْرِ الْمُسْتَحَبِّ عَقِبَ الْوُضُوءِ ۵۳۵

صحیح ہے۔ [1]

وَلَمْ يَصِحَّ عَنْهُ فِي مَسْحِ الْعُنُقِ

ابن القیم رحمہ اللہ لکھتے ہیں گردن کے مسح کے بارے میں کوئی حدیث ثابت نہیں۔ [2]

مَسْحُ الرَّقَبَةِ(الْعُنُقِ) فِي الْوُضُوءِ بَاطِلٌ

اور دوسری کتاب میں فرماتے ہیں اور اسی طرح دوران وضو گردن کے مسح کی حدیث باطل ہے۔ [3]

امام نووی وغیرہ نے گردن کے مسح کو بدعت اور مسح والی حدیث کو موضوع قرار دیا ہے۔

جولوگ گردن کے مسح کے جواز کے قائل ہیں ان کا اعتماد اس حدیث پر ہے۔

ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ إِذَا تَوَضَّأَ مَسَحَ عُنُقَهُ وَيَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : مَنْ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عُنُقَهُ لَمْ يُغَلَّ بِالْأَغْلَالِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے وضو کے دوران گردن پر مسح کیا اور کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے وضو کیا اور گردن کا مسح کیا اسے قیامت کے دن طوق نہیں پہنایا جائے گا۔ [4]

اس روایت کو ابو نعیم نے اپنی کتاب میں اس سند کے ساتھ روایت کیا ہے

حد ثنامحمد بن احمد بن محمد حدثنا عبدالرحمٰن بن داود، حدثنا عثمان بن خرازادحدثناعمروبن محمد بن الحسن المکتب حدثنامحمد بن عمروبن عبیدالانصاری عن انس بن سیرین عن ابن عمر به۔ [5]

قَالَ الْحَافِظ الْعِرَاقِيّ وَفِيه أَبُو بكر الْمُفِيد شيخ أبي نعيم، قَالَ الْحَافِظ الْعِرَاقِيّ وَهُوَ آفته

ابن عراق نے اپنی کتاب میں کہا ہے کہ اس حدیث کا ایک راوی ابو نعیم کا استاد ابو بکر المفید ہے اور اس کا وجود ہی اس روایت کے مردود ہونے کے لئے کافی ہے۔ [6]

ابو بکر المفید وضع حدیث کے ساتھ متہم بھی ہے جیسا کہ میزان الاعتدال لذھبی ۳/۴۶۱،۴۶۰ اور لسان المیزان لابن حجر ۵/۵۳ میں لکھا ہوا ہے۔

اس روایت کا دوسرا راوی محمد بن عمرو بن عبید الانصاری ہے

---

[1] الفتاوی الکبریٰ ۱/۴۱۸

[2] زادالمعاد ۱/۱۸۸

[3] المنارالمنیف ۱۲۰

[4] اخباراصبھان ۲/۷۸

[5] اخبار اصبھان ۲/۱۱۵

[6] تنزیه الشریعة ۲/۷۵

ضعفه يحيى القطان، وابن معين، وقال محمد بن عبد الله بن نمير: ليس يساوی شيئا

یحی القطان رحمہ اللہ اور ابن معین رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ سخت ضعیف ہے، ابن نمیر نے کہا ہے وہ کسی چیز کے برابر نہیں ہے۔ [1]

قَالَ لنا الدارقطني: عمرو بْن مُحَمَّد الأعسم منكر الحديثاورالمكتب

(جو اعسم سے مشہور) غالباً وہ راوی ہے جس کے بارے میں امام دار قطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں منکر الحدیث یعنی وہ منکر احادیث بیان کرتا تھا۔ [2]

قَالَ الْحَافِظُ: عَنْ فُلَيْحِ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَر أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:مَنْ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ بِيَدَيْهِ عَلَى عُنُقِهِ وُقِيَ الْغُلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

حافظ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس روایت کی ایک دوسری سند فلیح بن سلیمان عن نافع عن عبد اللہ بن عمر مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے وضو کیا اور اپنے دونوں ہاتھوں سے اپنی گردن کا مسح کیا تو قیامت کے دن طوق (اور زنجیریں) پہنائے جانے سے بچ جائے گا۔

اسے الرویانی نے البحر میں ذکر کیا ہے جیسا کہ التلخيص الحبير ۱/۲۸۸ میں لکھا ہوا ہے، الرویانی نے ابو الحسین بن فارس کے (منسوب) جزء میں پڑھا ہے اور ابن فارس نے اپنی (نامعلوم سند سے یہ حدیث فلیح سے بیان کی ہے (راجح یہی ہے کہ فلیح بن سلیمان حسن الحدیث ہے اور وہ روایت مذکورہ سے بری الذمہ ہے)

قُلْتُ: بَيْنَ ابْنِ فَارِسٍ وَفُلَيْحٍ مَفَازَةٌ فَيُنْظَرُ فِيهَا

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا ابن فارس اور فلیح کے درمیان سند موجود نہیں ہے جس کی تحقیق کی جائے یعنی یہ روایت بلاسند ہے لہذا مردود ہے۔

وَهُوَ فِي كُتُبِ أَئِمَّةِ الْعِتْرَةِ فِي أَمَالِي أَحْمَدَ بْنِ عِيسَى، وَشَرْحِ التَّجْرِيدِ بِإِسْنَادٍ مُتَّصِلٍ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَكِنْ فِيهِ الْحُسَيْنُ بْنُ عَلْوَانَ عَنْ أَبِي خَالِدٍ الْوَاسِطِيِّ بِلَفْظِ:مَنْ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ سَالِفَتَيْهِ وَقَفَاهُ أَمِنَ مِنْ الْغُلِّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

اس روایت کو شوکانی احمد بن عیسی کی امالی اور شرح التجرید سے منسوب کیا ہے لیکن ان کی سند کا دارومدار الحسین بن علوان عن ابی خالد الواسطی پر ہے اور اس روایت کے الفاظ یوں ہیں جس نے وضو کیا اور اپنی گردن کے دونوں طرف اور گدی کا مسح کیا تو وہ قیامت کے دن طوق سے بچ جائے گا۔ [3]

اس روایت کا راوی الْحُسَيْنُ بْنُ عَلْوَانَ کذاب اور احادیث گھڑنے والا ہے۔

قال يحيى: كذاب. وقال على: ضعيف جدا.وقال أبو حاتم والنسائي والدارقطني: متروك الحديث، وقال ابن حبان: كان يضع الحديث على هشام وغيره وضعا

---

[1] ميزان الاعتدال ٣/٢٦٨

[2] تاريخ بغداد للخطيب ١٤/١١٢

[3] نيل الاوطار ١/٢٠٧

یحییٰ فرماتے ہیں کہ وہ جھوٹا تھا۔ اور علی فرماتے ہیں کہ وہ بہت ہی زیادہ ضعیف ہے۔ امام ابوحاتم رحمہ اللہ، امام نسائی رحمہ اللہ اور امام دارقطنی رحمہ اللہ کا فرمانا ہے کہ وہ متروک الحدیث ہے۔ اور امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ وہ ہشام وغیرہ پر حدیثیں وضع کیا کرتا تھا۔ [۱]

صالح جزرہ رحمہ اللہ نے کہا وہ حدیثیں گھڑتا تھا۔

اس روایت کا ایک راوی أَبِي خَالِدٍ الْوَاسِطِيِّ بن خالد القرشی ہے،

قال الدارقطني :كذاب،عن أحمد بن حنبل، قال: عمرو بن خالد الواسطي كذاب، وقال النسائي :روى عن حبيب بن أبي ثابت ،كوفي ليس بثقة،قالت وكيع: كان في جوارنا، يضع الحديث

امام دارقطنی رحمہ اللہ نے اسے کذاب کہا ہے۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے عمرو بن خالد الواسطی کو کذاب ٹھیرایا ہے۔ اور امام نسائی رحمہ اللہ حبیب بن ابی ثابت سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ الواسطی کوفی ہے اور ربا اعتماد راوی نہیں۔ امام وکیع رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہمارے قرب وجوار میں رہ کر بھی حدیثیں وضع کیا کرتا تھا۔ [۲]

اس کے بارے میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ یہ متروک ہے۔

مَسْحُ الرَّقَبَةِ أَمَانٌ مِنْ الْغُلِّ

ایک اور روایت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے گردن کا مسح طوق سے امان ہے۔

هَذَا مَوْضُوعٌ لَيْسَ مِنْ كَلَامِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

امام نووی رحمہ اللہ نے کہا یہ موضوع ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام نہیں ہے۔ [۳]

أَنَّ قَوْلَ النَّوَوِيِّ مَسْحُ الرَّقَبَةِ بِدْعَةٌ ، وَأَنَّ حَدِيثَهُ مَوْضُوعٌ مُجَازَفَةٌ ، وَأَعْجَبُ مِنْ هَذَا قَوْلُهُ: وَلَمْ يَذْكُرْهُ الشَّافِعِيُّ وَلَا جُمْهُورُ الْأَصْحَابِ

امام نووی رحمہ اللہ نے کہا گردن کا مسح کرنا بدعت ہے اور یہ حدیث من گھڑت ہے اور ممکن ہے یہ اس کا قول ہو اس کا تذکرہ شافعی رحمہ اللہ اور اصحاب جمہور نے نہیں کیا۔ [۴]

هَذَا الْحَدِيثُ أَوْرَدَهُ أَبُو مُحَمَّدٍ الْجُوَيْنِيُّ وَقَالَ: لَمْ يَرْتَضِ أَئِمَّةُ الْحَدِيثِ إِسْنَادَهُ فَحَصَلَ التَّرَدُّدُ فِي أَنَّ هَذَا الْفِعْلَ هُوَ سُنَّةٌ أَوْ أَدَبٌ ، وَتَعَقَّبَهُ الْإِمَامُ بِمَا حَاصِلُهُ أَنَّهُ لَمْ يَجْرِ لِلْأَصْحَابِ تَرَدُّدٌ فِي حُكْمٍ مَعَ تَضْعِيفِ الْحَدِيثِ الَّذِي يَدُلُّ عَلَيْهِ

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں اس حدیث کو ابو محمد الجوینی (امام الحرمین) نے ذکر کر کے کہا ہے کہ محدثین کرام اس روایت کی سند سے راضی نہیں ہیں لہٰذا اس فعل کے بارے میں تردد ہے کہ یہ سنت ہے یا ادب؟ اس بات پر تعاقب کرتے ہوئے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا اس روایت

[۱] میزان الاعتدال ۱٫۵۴۲

[۲] میزان الاعتدال ۳٫۲۵۷

[۳] المجموع شرح المهذب ۱٫۴۶۵

[۴] نیل الاوطار ۱٫۲۰۷

کے بارے میں کوئی تردد نہیں کہ یہ ضعیف ہے۔

وَقَالَ الْقَاضِي أَبُو الطَّيِّبِ: لَمْ تَرِدْ فِيهِ سُنَّةٌ ثَابِتَةٌ، وَقَالَ الْقَاضِي حُسَيْنٌ: لَمْ تَرِدْ فِيهِ سُنَّةٌ وَقَالَ الْفُورَانِيُّ لَمْ يَرِدْ فِيهِ خَبَرٌ، وَأَوْرَدَهُ الْغَزَالِيُّ فِي الْوَسِيطِ وَتَعَقَّبَهُ ابْنُ الصَّلَاحِ فَقَالَ هَذَا الْحَدِيثُ غَيْرُ مَعْرُوفٍ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مِنْ قَوْلِ بَعْضِ السَّلَفِ،وَكَلَامُ بَعْضِ السَّلَفِ الَّذِي ذَكَرَهُ ابْنُ الصَّلَاحِ يَحْتَمِلُ أَنْ يُرِيدَ بِهِ مَا رَوَاهُ أَبُو عُبَيْدٍ فِي كِتَابِ الطُّهُورِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مَهْدِيٍّ عَنْ الْمَسْعُودِيِّ عَنْ الْقَاسِمِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ قَالَ: مَنْ مَسَحَ قَفَاهُ مَعَ رَأْسِهِ وُقِيَ الْغُلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، قُلْتُ: فَيَحْتَمِلُ أَنْ يُقَالَ هَذَا وَإِنْ كَانَ مَوْقُوفًا فَلَهُ حُكْمُ الرَّفْعِ لِأَنَّ هَذَا لَا يُقَالُ مِنْ قِبَلِ الرَّأْيِ فَهُوَ عَلَى هَذَا مُرْسَلٌ

قاضی ابو الطیب رحمہ اللہ نے کہا اس بارے میں کوئی سنت ثابت نہیں، اور تقریباً یہی بات قاضی حسین اور الفورانی نے کہی ہے، اور جب یہ حدیث غزالی نے الوسیط میں ذکر کی تو ابن الصلاح نے رد کرتے ہوئے کہا کہ یہ حدیث نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے (باسند صحیح یا حسن) معلوم نہیں ہے بلکہ بعض علمائے سلف کا قول ہے، بعض علمائے سلف کے قول سے ابن الصلاح کی مراد غالباً اس روایت سے ہے جسے ابو عبید القاسم بن سلام نے عبد الرحمٰن بن مہدی عن المسودی عن القاسم بن عبد الرحمٰن عن موسیٰ بن طلحہ سے روایت کیا ہے، جس نے سر کے ساتھ اپنی گدی کا مسح کیا تو وہ قیامت کے دن طوق پہنائے جانے سے بچ جائے گا، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا کہ اس بات کا احتمال ہے کہ اگرچہ یہ موقوف (بلکہ مقطوع) ہے لیکن اس کا حکم مرفوع حدیث کا حکم ہے کیونکہ ایسی بات کا تعلق رائے سے نہیں ہے لہذا یہ روایت مرسل ہے۔ [1]

قَالَ:مَنْ مَسَحَ قَفَاهُ مَعَ رَأْسِهِ وُقِيَ الْغُلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَإِسْنَادُهُ ضَعِيفٌ،قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو عُبَيْدٍ قَالَ: ثنا حَجَّاجٌ، عَنِ الْمَسْعُودِيِّ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، أَنَّهُ قَالَ مِثْلَ ذَلِكَ , قَالَ حَجَّاجٌ: وَلَا أَحْفَظُ عَنْهُ مُوسَى بْنَ طَلْحَةَ

اور یہ روایت جسے ابو عبید نے (الطہور ۳۷۳ ۱/۳۶۸) سے نقل کی ہے اس کی سند بھی ضعیف ہے کیونکہ المسودی کا حافظہ آخری عمر میں خراب ہو گیا تھا، ابن مہدی کا اس سے سماع آخری زمانے کا ہے اور اس روایت میں اضطراب بھی ہے، ابو عبید نے حجاج سے اس نے مسعودی سے اس نے قاسم بن عبد الرحمٰن سے اس کا قول بیان کیا ہے کہ حجاج نے کہا مجھے اس روایت میں موسیٰ بن طلحہ کا نام یاد نہیں ہے لہذا اس قول کی سلف صالحین سے نسبت صحیح نہیں ہے۔ [2]

ثنا أَبُو إِسْرَائِيلَ، عَنْ فُضَيْلِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ إِذَا مَسَحَ رَأْسَهُ مَسَحَ قَفَاهُ مَعَ رَأْسِهِ . هَذَا مَوْقُوفٌ وَالْمُسْنَدُ فِي إِسْنَادِهِ ضَعْفٌ

امام بیہقی رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے جو روایت ابو اسرائیل عن فضیل بن عمرو عن مجاہد عن ابن عمر کی سند سے ہے کہ عبد اللہ بن عمر سر کے مسح کے ساتھ

---

[1] التلخيص الحبير ۱/۲۸۶

[2] الطهور ۳۷۳، ۱/۳۶۹

گدی کا مسح بھی کرتے تھے وہ ثابت نہیں ہے اور اس کی سند ضعیف ہے۔ (۱)

اس کا راوی ابو اسرائیل اسماعیل بن خلیفہ الملائی ضعیف الحدیث ہے

وقال البُخاريُّ: تركه ابن مهدي، وكانَ يشتم عثمان

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ابن مہدی نے اسے چھوڑا کیونکہ یہ سید نا عثمان رضی اللہ عنہ کو گالیاں دیتا تھا۔ (اور اللہ تعالیٰ اس شخص کو رسوا کرے جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو گالیاں دیتا ہے)

وَتَعَقَّبَهُ ابْنُ الرِّفْعَةِ بِأَنَّ الْبَغَوِيَّ مِنْ أَئِمَّةِ الْحَدِيثِ وَقَدْ قَالَ بِاسْتِحْبَابِهِ وَلَا مَأْخَذَ لِاسْتِحْبَابِهِ إِلَّا خَبَرٌ أَوْ أَثَرٌ لِأَنَّ هَذَا لَا مَجَالَ لِلْقِيَاسِ فِيهِ انْتَهَى كَلَامُهُ وَلَعَلَّ مُسْتَنَدَ الْبَغَوِيِّ فِي اسْتِحْبَابِ مَسْحِ الْقَفَا

امام بغوی رحمہ اللہ کا خیال ہے کہ وضو میں گردن کا مسح مستحب ہے لیکن ابن الرفعہ کہتے ہیں کہ ان کے پاس اس کے مستحب ہونے پر کوئی حدیث یا کسی صحابی کا قول تک بھی نہیں ہے اور یہ ایسی بات ہے کہ جس میں قیاس کا کوئی عمل دخل نہیں ہے۔

ابن الرافعتہ پر تعاقب کرتے ہوئے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہوسکتا ہے گردن کے مستحب کہنے میں بغوی کی دلیل وہ حدیث ہو جسے احمد بن حنبل رحمہ اللہ اور ابو داود رحمہ اللہ نے

عَنْ لَيْثٍ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ:رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُ رَأْسَهُ مَرَّةً وَاحِدَةً حَتَّى بَلَغَ الْقَذَالَ

عن لیث بن ابن سلیم، عن طلحہ بن مصرف عن ابیہ عن جدہ کی سند سے روایت کیا ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ نے سر کا مسح کیا حتی کہ آپ گدی اور گردن تک جا پہنچے۔ (۲)

حكم الألباني: ضعيف

شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ ضعیف روایت ہے۔

قَالَ مُسَدَّدٌ: فَحَدَّثْتُ بِهِ يَحْيَى فَأَنْكَرَهُ

امام ابو داود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ مسدد نے کہا میں نے یہ روایت یحییٰ (بن سعید القطان) کو بیان کی تو انہوں نے اس کو منکر کہا۔ (۳)

مصرف ابن عمرو ابن كعب أو ابن كعب ابن عمرو اليامي الكوفي روى عنه طلحة ابن مصرف مجهول

اس روایت کی سند ضعیف ہے اس کا راوی مصرف بن کعب بن عمرو جو کہ ابن عمرو بن کعب کے نام سے پہچانا جاتا ہے وہ مجہول ہے۔ (۴)

وعنه ليث ابن أبي سليم مجهول

(۱) السنن الکبریٰ للبیہقی ۱،۲۷،۹۹

(۲) سنن ابوداود کتاب الطہارة بَابُ صِفَةِ وُضُوءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۱۳۲، مسند احمد ۱۵۹۵۱، تلخیص الحبیر ۱،۲۸۷

(۳) سنن ابوداود کتاب الطہارة بَابُ صِفَةِ وُضُوءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۱۳۲

(۴) تقریب التہذیب ۱،۶۶۸۵،۵۳۳

اور لیث بن ابی سلیم ضعیف ہے۔ (1)

مَنْ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ سَالِفَتَيْهِ وَقَفَاهُ أَمِنَ مِنَ الْغُلِّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ شوکانی رحمہ اللہ کا یہ قول جس نے وضو کیا اور اپنی گردن کے دونوں طرف اور گدی کا مسح کیا تو وہ قیامت کے دن طوق سے بچ جائے گا۔ (2)

بدعت ہے اور اس کی حدیث موضوع اور باطل ہے۔

یہ قول بذات خود باطل ہے کیونکہ اس سلسلہ کی تمام روایات جو کہ ذکر کی جاچکی ہیں وہ باطل یا مردود ہیں۔

یاد رہے کہ ان ضعیف روایات کا تعلق سر اور کانوں کے مسح کے ساتھ گردن پر مسح کرنے سے ہے، رہا بعض لوگوں کا سر اور کانوں کے مسح کے بعد الٹے ہاتھوں سے گردن کا مسح کرنا، تو اس پر کوئی ضعیف روایت بھی موجود نہیں ہے۔

جرابوں پر مسح میں تنگی: بہت سے لوگ طہارت اور وضو کے بعد پہنی ہوئی جرابوں پر مسح کرنے میں سخت حرج محسوس کرتے ہیں، جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی صحیح حدیث کی مخالفت ہوتی ہے۔ موزوں پر مسح کرنے کی روایت کم از کم ستر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی ہے اور یہ خیال قطعاً غلط ہے کہ سورہ المائدۃ کی آیت سے یہ منسوخ ہو چکا ہے کیونکہ مغیرہ بن شعبہ نے یہ روایت غزوہ تبوک کے موقعہ پر بیان کی ہے اور سورت المائدۃ اس سے قبل نازل ہو چکی تھی۔

عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ، وَالنَّعْلَيْنِ

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے صحیح ثابت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا اور جرابوں اور جوتوں پر مسح کیا۔ (3)

وَمَسَحَ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ وَالنَّعْلَيْنِ

حافظ ابن قیم رحمہ اللہ نے کہا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جرابوں اور جوتوں پر مسح کیا ہے۔ (4)

یہ قول اس کی دلیل ہے کہ ان کے نزدیک مغیرہ بن شعبہ کی حدیث صحیح ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اس مسئلہ میں بے شمار آثار ہیں، ابن المنذر النیسابوری نے امام احمد رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے

قَدْ فَعَلَهُ سَبْعَةٌ أَوْ ثَمَانِيَةٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

سات یا آٹھ صحابہ کرام نے جرابوں پر مسح کیا ہے۔ (5)

---

(1) تقریب التهذيب ١/٣٧٥

(2) نيل الاوطار ١/٢٠٧

(3) صحيح ابوداودكتاب الطهارة بَابُ الْمَسْحِ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ ١٥٩

(4) زادالمعاد ١/١٩٢

(5) الأوسط في السنن والإجماع والاختلاف ١/٤٦٣

عَنِ الْحَسَنِ أَنَّهُ قَالَ: حَدَّثَنِي سَبْعُونَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ مَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ

حسن بصری رحمہ اللہ نے کہا مجھ سے ستر صحابیوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موزوں پر مسح کرتے تھے۔ (1)

ان میں بعض یہ ہیں

مَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ، وَأَمَرَ بِالْمَسْحِ عَلَيْهِمَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، وَعَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ، وَسَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ، وَعَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُودٍ، وَعَبْدُ اللهِ بْنُ عَبَّاسٍ، وَجَرِيرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، وَأَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، وَعَمْرُو بْنُ الْعَاصِ، وَأَبُو أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيُّ، وَأَبُو أُمَامَةَ الْبَاهِلِيُّ، وَسَهْلُ بْنُ سَعْدٍ، وَقَيْسُ بْنُ سَعْدٍ، وَأَبُو مُوسَى الْأَشْعَرِيُّ، وَعَبْدُ اللهِ بْنُ الْحَارِثِ بْنِ جَزْءٍ الزُّبَيْدِيُّ، وَجَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، وَأَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ، وَعَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ، وَأَبُو زَيْدٍ الْأَنْصَارِيُّ، وَجَابِرُ بْنُ سَمُرَةَ، وَأَبُو مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيُّ، وَحُذَيْفَةُ بْنُ الْيَمَانِ، وَالْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ، وَالْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ وَرُوِيَ ذَلِكَ عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ، وَخَارِجَةَ بْنِ حُذَافَةَ، وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو، وَبِلَالٍ۔ (2)

ان جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے بعض کی روایات درج ذیل ہیں۔

ا۔ ابن ابی شیبہ اور ابن المنذر نے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے

عَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ، قَالَ: رَأَيْتُ عَلِيًّا بَالَ، ثُمَّ تَوَضَّأَ، وَمَسَحَ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ

عمرو بن حریث نے کہا میں نے دیکھا سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے پیشاب کیا پھر وضو کیا اور جرابوں پر مسح کیا۔ (3)

عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ رَجَاءٍ عَنْ أَبِيهِ(رجاء بن ربيعه الزبيدى)قَالَ: رَأَيْتُ الْبَرَاءَ، تَوَضَّأَ فَمَسَحَ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ

عن الاعمش عن اسماعیل بن رجاء عن ابیہ کی سند سے مروی ہے میں (رجاء) نے دیکھا براء رضی اللہ عنہ (البراء بن عازب رضی اللہ عنہ) نے وضو کیا اور جرابوں پر مسح کیا۔ (4)

اس کی سند حسن ہے۔

عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ، أَنَّهُ كَانَ يَمْسَحُ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ

قتادہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ بیشک انس بن مالک جرابوں پر مسح کرتے تھے۔ (5)

---

(1) الأوسط في السنن والإجماع والاختلاف ٤٣٨

(2) الاوسط فى السنن والاجماع واختلاف ٤٢٦،٤٣٨/١

(3) مصنف ابن ابى شيبة ١٩٨٥، الاوسط فى السنن والاجماع واختلاف ٤٦٢،٤٧٩/١

(4) مصنف عبدالرزاق ٧٧٨،مصنف ابن ابى شيبة ١٩٨٤،الاوسط فى السنن والاجماع واختلاف ٤٨٣، ٤٦٣/١،المحلى بالآثار ٣٢٣/١

(5) مصنف ابن ابى شيبة ١٩٧٨،المعجم الكبير للطبرانى ٦٨٦

اس کی سند صحیح ہے قتادہ رحمہ اللہ مدلس ہیں اور عن سے روایت کر رہے ہیں۔

عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ أَنَّهُ:كَانَ يَمْسَحُ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ

عبد الرزاق اور ابن المنذر نے عن الاعمش عن ابراہیم عن ہمام بن الحارث عن عبد اللہ بن مسعود کی سند سے روایت کیا ہے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما جرابوں پر مسح کرتے تھے۔ (١)

اس کی سند صحیح ہے۔

عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي غَالِبٍ قَالَ: رَأَيْتُ أَبَا أُمَامَةَ، يَمْسَحُ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ

ابن ابی شیبہ اور ابن المنذر نے عن حماد بن سلمہ عن اباغالب والی حسن سند کے ساتھ نقل کیا ہے میں (اباغالب) نے ابو امامہ کو جرابوں پر مسح کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ (٢)

ابن ابی شیبہ نے حسن سند کے ساتھ فافع مولیٰ عبد اللہ بن عمر سے اور صحیح سند کے ساتھ ابراہیم النخعی سے نقل کیا ہے کہ جرابیں موزوں کے حکم میں ہیں اور یہی قول احمد ابن حنبل رحمہ اللہ کا مذہب ہے اور اسے ہی ابن المنذر نے عطاء، سعید بن المسیب، ابراہیم نخعی، سعید بن جبیر، الاعمش، سفیان ثوری، حسن بن صالح، ابن المبارک، زفر بن الھذیل اور اسحٰق بن راہویہ سے نقل کیا ہے۔

جرابوں کے اوپر اور نیچے سے مسح کرنا: بعض لوگ جرابوں پر صرف اوپر سے مسح کرنے کے بجائے اوپر اور نیچے سے مسح کرتے ہیں جو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے خلاف ہے،

وَكَانَ يَمْسَحُ ظَاهِرَ الْخُفَّيْنِ، وَلَمْ يَصِحَّ عَنْهُ مَسْحُ أَسْفَلِهِمَا إِلَّا فِي حَدِيثٍ مُنْقَطِعٍ. وَالْأَحَادِيثُ الصَّحِيحَةُ عَلَى خِلَافِهِ

حافظ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم موزوں کے اوپر مسح کرتے تھے، آپ سے صحیح سند کے ساتھ موزوں کے نیچے مسح کرنا ثابت نہیں ہے، اس بارے میں جو حدیث آئی ہے اس کی سند منقطع ہے اور یہ روایت صحیح احادیث کے مخالف بھی ہے (٣)

یہی بات مغیرہ کی جرابوں پر مسح والی حدیث میں آئی ہے۔

عَنْ هَمَّامِ بْنِ الْحَارِثِ، قَالَ: رَأَيْتُ جَرِيرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ بَالَ، ثُمَّ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ، ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى،فَسُئِلَ، فَقَالَ:رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَنَعَ مِثْلَ هَذَا

ہمام بن حارث سے مروی ہے میں نے جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا انہوں نے پیشاب کیا پھر وضو کیا اور موزوں کے اوپر مسح کیا پھر کھڑے ہوئے اور (موزوں سمیت) نماز پڑھائی، آپ سے جب اس کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا ہی کرتے دیکھا ہے۔ (٤)

---

(١) مصنف عبدالرزاق٧٧٧، الاوسط فی السنن والاجماع واختلاف ٤٦٢، ١/٤٨٠، المعجم الکبیر للطبرانی ٩٢٣٩

(٢) مصنف ابن ابی شیبة١٩٧٩، الاوسط فی السنن والاجماع واختلاف ٤٦٣، ١/٤٨٥

(٣) ۔ زادالمعاد ١/١٩٢

(٤) صحیح بخاری کتاب الصلوة بَابُ الصَّلَاةِ فِي الخِفَافِ ٣٨٧، صحیح مسلم کتاب الطہارة بَابُ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ ٦٢٢

علیٰ کا ظاہر مفہوم اوپر ہے لہذا اس حدیث سے جراب یا موزہ کے اوپر مسح کرنے کا ثبوت واضح ہوتا ہے۔

نَافِعٌ: رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ يَمْسَحُ عَلَيْهِمَا، يَعْنِي مَسْحَةً وَاحِدَةً بِيَدَيْهِ كِلْتَيْهِمَا بُطُونَهُمَا وَظُهُورَهُمَا

نافع رحمہ اللہ کہتے ہیں میں نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو اپنے موزوں یا جرابوں پر اپنے دونوں ہاتھوں کے ساتھ اوپر نیچے صرف ایک دفعہ مسح کرتے ہوئے دیکھا۔ [1]

اس کی سند صحیح ہے۔

یہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا اجتہاد ہے جو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح و ثابت سنت کے مخالف ہے اور غالباً یہ اسی پر ہی محمول ہے کہ انہیں درج بالا احادیث نہیں پہنچی تھی اور یہ مسئلہ عام لوگوں کو بھی معلوم ہے کہ بعض ایسی احادیث ہیں جو بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اگر معلوم تھیں تو دوسروں کو ان کا علم ہی نہیں تھا، اس لئے اس بات کو اچھی طرح ذہن نشین کر لینا چاہیے۔

بعض روایات میں یہ صراحت بھی آئی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم موزوں پر نیچے کے بجائے صرف اوپر ہی مسح کرتے تھے لیکن یہ تمام روایات بلحاظ سند ضعیف ہیں۔

موزوں پر مسح کی احادیث بلحاظ مسح عام ہے، نیچے یا اوپر مسح کی صراحت کے ساتھ صرف تین احادیث مروی ہیں۔

۱۔ثنا الْفَضْلُ بْنُ مُبَشِّرٍ، قَالَ: رَأَيْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَتَوَضَّأُ وَيَمْسَحُ عَلَى خُفَّيْهِ عَلَى ظُهُورِهِمَا مَسْحَةً وَاحِدَةً إِلَى فَوْقُ، ثُمَّ يُصَلِّي الصَّلَوَاتِ كُلَّهَا قَالَ: وَرَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُهُ، فَأَنَا أَصْنَعُ كَمَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

الفضل بن مبشر نے کہا میں نے دیکھا کہ جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ نے وضو کیا آپ نے صرف ایک دفعہ ہی موزوں کے اوپر مسح کیا پھر اس وضو کی حالت میں جتنی نمازیں آئیں ساری نمازیں نئے وضو کے بغیر پڑھیں، اور فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا کرتے دیکھا ہے اور میں اسی طرح کر رہا ہوں جیسا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تھا۔ [2]

یہ روایت مسح کے ذکر کے بغیر سنن ابن ماجه كتاب الطهارة بَابُ الْوُضُوءِ لِكُلِّ صَلَاةٍ وَالصَّلَوَاتِ كُلِّهَا بِوُضُوءٍ وَاحِدٍ ۵۱۱ میں بھی موجود ہے۔ اس روایت کا راوی فضل بن مبشر محدثین کے نزدیک ضعیف ہے۔

۲۔حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ عَلَى ظَاهِرِهِمَا

عبد الرحمٰن بن ابی الزناد نے اپنے والد سے، اس نے عروہ بن الزبیر سے اور اس نے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے میں نے دیکھا نبی

---

[1] الأوسط في السنن والإجماع والاختلاف ۴۷۰، ۱/۴۵۲

[2] الاوسط فی السنن والاجماع واختلاف ۱/۴۵۴،۴۷۶

اکرم صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ موزوں کے ظاہر پر (اوپر) مسح کر رہے تھے۔ (١)

وَلاَ نَعْلَمُ أَحَدًا يَذْكُرُ

امام ترمذی رحمہ اللہ نے کہا یہ روایت عبدالرحمٰن کے علاوہ کسی اور نے بیان نہیں کی ہے۔ (٢)

یعنی اس کلام سے امام ترمذی رحمہ اللہ نے عبدالرحمٰن کی زیادت کے منکر ہونے کی طرف اشارہ کیا ہے، بات وہی ہے جو امام ترمذی رحمہ اللہ نے کہی ہے کیونکہ ابن ابی الزناد کے حافظہ میں (محدثین کا) کلام ہے، لہذا ایسے راوی کی زیادت مذکورہ کو قبول نہیں کیا جائے گا، محفوظ یہی ہے کہ مغیرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ظاہر اور اوپر کے الفاظ نہیں ہیں۔

٣۔عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ خَيْرٍ، عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ:رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُ عَلَى ظَاهِرِ خُفَّيْهِ

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ کو دیکھا آپ اپنے موزوں کے اوپر ہی مسح کیا کرتے تھے۔ (٣)

اس روایت کا راوی ابو اسحاق السبیعی مدلس ہے اور عن سے روایت کر رہا ہے۔

عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، قَالَ:وَضَّأْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ، مَسَحَ أَعْلَى الْخُفَّيْنِ وَأَسْفَلَهُمَا

اور مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے میں نے سفر تبوک میں نبی کریم صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ کو وضو کروایا آپ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ نے (اس موقع پر) موزوں کے اوپر اور نیچے (دونوں جگہوں پر) مسح کیا ہے۔ (٤)

حکم الألبانی: ضعیف

وَهَذَا حَدِيثٌ مَعْلُولٌ، لَمْ يُسْنِدْهُ عَنْ ثَوْرِ بْنِ يَزِيدَ غَيْرُ الوَلِيدِ بْنِ مُسْلِمٍ

امام ترمذی رحمہ اللہ نے کہا یہ حدیث معلول (ضعیف) ہے، اسے ولید بن مسلم کے علاوہ کسی دوسرے نے ثور بن یزید سے سندا روایت نہیں کیا۔ (٥)

ابوزرعہ رحمہ اللہ اور امام بخاری رحمہ اللہ دونوں کہتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے کیونکہ یہی روایت عبداللہ بن المبارک نے ثور عن رجاء بن حیوۃ قال حدثت عن کاتب المغیرۃ مرسلا بیان کی ہے اور اس میں مغیرہ کا ذکر نہیں ہے۔

---

(١) جامع ترمذی ابواب الطهارة بَابٌ فِي الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ ظَاهِرِهِمَا ٩٨

(٢) جامع ترمذی ابواب الطهارة بَابٌ فِي الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ ظَاهِرِهِمَا ٩٨

(٣) سنن ابی داودکتاب الطهارةبَابُ كَيْفَ الْمَسْحُ ١٦٤،١٦٢، سنن الدارقطنی ١٦٢

(٤) سنن ابی داودکتاب الطهارة بَابُ كَيْفَ الْمَسْحُ ١٦٥،جامع ترمذی ابواب الطهارة بَابٌ فِي الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ أَعْلاَهُ وَأَسْفَلِهِ ٩٧،سنن ابن ماجه كتاب الطهارة بَابُ مَا جَاءَ فِي مَسْحِ أَعْلَى الْخُفِّ وَأَسْفَلِهِ ٥٥٠،الاوسط فی السنن والاجماع واختلاف ٤٥٣،٤٤٧،١

(٥) جامع ترمذی ابواب الطهارة بَابٌ فِي الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ أَعْلاَهُ وَأَسْفَلِهِ ٩٧

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَبَلَغَنِي أَنَّهُ لَمْ يَسْمَعْ ثَوْرٌ هَذَا الْحَدِيثَ مِنْ رَجَاءٍ

امام داود رحمہ اللہ نے اس حدیث کے ضعیف ہونے کی ایک اور علت (دلیل) بھی بیان کی ہے مجھے معلوم ہوا ہے کہ ثور نے یہ روایت رجاء بن حیوۃ سے نہیں سنی تھی۔[1]

ابن المنذر نے امام احمد ابن حنبل رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ وہ اس حدیث کو ضعیف قرار دیتے تھے۔

موزوں یا جرابوں پر ایک سے زیادہ بار مسح کرنا: مسنون یہی ہے کہ موزوں پر ایک ہی دفعہ مسح کیا جائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک سے زیادہ مرتبہ مسح کرنا ثابت نہیں ہے۔ جیسا کہ گزر چکا ہے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے یہ ثابت ہے کہ وہ ایک دفعہ ہی مسح کرتے تھے۔

موزے یا جرابیں اتار کر (خواہ مخواہ) پاؤں کا دھونا: بعض لوگ اپنے آپ کو خود ساختہ مشقت میں مبتلا کر کے جہل مرکب کے مرتکب بن جاتے ہیں حالانکہ اس سلسلہ میں صحیح حدیث ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: إِنَّ اللهَ يُحِبُّ أَنْ تُقْبَلَ رُخَصُهُ ، كَمَا يُحِبُّ أَنْ تُؤْتَى عَزَائِمُهُ

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ یہ (اسی طرح) پسند کرتا ہے کہ اس کی رخصتوں پر عمل کیا جائے جس طرح کہ وہ پسند کرتا ہے کہ عزیمت والے امور پر عمل کیا جائے۔[2]

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، أَنَّهَا قَالَتْ: مَا خُيِّرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَمْرَيْنِ إِلَّا أَخَذَ أَيْسَرَهُمَا، مَا لَمْ يَكُنْ إِثْمًا

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جب بھی دو چیزوں میں سے کسی ایک کے اختیار کرنے کے لئے کہا گیا تو آپ نے ہمیشہ اسی کو اختیار فرمایا جس میں آپ کو زیادہ آسانی معلوم ہوئی بشرطیکہ اس میں کوئی گناہ نہ ہو۔[3]

چنانچہ وہ عبادت جس میں دونوں صورتیں جائز ہوں ان میں بے جا تکلفات سے منع کیا گیا ہے۔

عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: كُنَّا عِنْدَ عُمَرَ فَقَالَ: نُهِينَا عَنِ التَّكَلُّفِ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ہم سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس تھے آپ نے فرمایا ہمیں تکلف اختیار کرنے سے منع کیا گیا ہے۔[4]

وَلَمْ يَكُنْ يَتَكَلَّفُ ضِدَّ حَالِهِ الَّتِي عَلَيْهَا قَدَمَاهُ، بَلْ إِنْ كَانَتَا فِي الْخُفِّ مَسَحَ عَلَيْهِمَا وَلَمْ يَنْزِعْهُمَا، وَإِنْ كَانَتَا مَكْشُوفَتَيْنِ غَسَلَ الْقَدَمَيْنِ وَلَمْ يَلْبَسِ الْخُفَّ لِيَمْسَحَ عَلَيْهِ ، وَهَذَا أَعْدَلُ الْأَقْوَالِ فِي مَسْأَلَةِ الْأَفْضَلِ مِنَ الْمَسْحِ وَالْغَسْلِ

[1] سنن ابی داودکتاب الطهارة بَابُ كَيْفَ الْمَسْحُ ۱۶۵

[2] مصنف ابن ابی شیبة۲۶۴۷۱، المعجم الكبير للطبرانی ۱۰۰۳۰

[3] صحیح بخاری کتاب المناقب بَابُ صِفَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۳۵۶۰، مسند احمد ۲۴۸۳۰، الادب المفرد ۲۷۴، موطا امام مالک کتاب الجماع بَابُ مَا جَاءَ فِي حُسْنِ الْخُلُقِ ۴۰

[4] صحیح بخاری کتاب الاعتصام بالکتاب والسنة بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنْ كَثْرَةِ السُّؤَالِ وَتَكَلُّفِ مَا لاَ يَعْنِيهِ ۷۲۹۳

امام ابن قیم رحمہ اللہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (جرابوں اور موزوں وغیرہ میں) اپنے حال کے خلاف بے جا تکلف نہیں کرتے تھے بلکہ اگر آپ کے پاؤں میں موزے ہوتے تو اتارنے کے بغیر ہی ان پر مسح کر لیتے تھے اور اگر آپ کے پاؤں ننگے ہوتے تو انہیں دھو لیتے تھے، اس مسئلہ میں کہ مسح افضل ہے یا دھونا؟ تو اس میں یہی قول سب سے زیادہ راجح ہے کہ اگر پاؤں ننگے ہوں تو دھو لے اور اگر موزے یا جرابیں ہوں تو مسح کر لے۔ (۱)

پھٹی ہوئی جراب یا موزے پر مسح نہ کرنا:

لوگوں کا طرز عمل سلف صالحین اور محقق علماء کے خلاف ہے۔

قَالَ الثَّوْرِيُّ امْسَحْ عَلَيْهَا مَا تَعَلَّقَتْ بِهِ رِجْلُكَ، وَهَلْ كَانَتْ خِفَافُ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ إِلَّا مُخَرَّقَةً مُشَقَّقَةً مُرَقَّعَةً

سفیان ثوری فرماتے ہیں اس وقت تک مسح کرتے رہو جب تک وہ (موزے) تیرے پاؤں سے لٹکے رہیں، کیا تجھے معلوم نہیں کہ مہاجرین اور انصار کے موزے پھٹے ہوئے ہوتے تھے۔ (۲)

اس کی سند صحیح ہے۔

وَيَجُوزُ الْمَسْحُ عَلَى اللفَائِفِ فِي أَحَدِ الْوَجْهَيْنِ، حَكَاهُ ابْنُ تَمِيمٍ وَغَيْرُهُ، وَعَلَى الْخُفِّ الْمُخَرَّقِ مَا دَامَ اسْمُهُ بَاقِيًا، وَالْمَشْيُ فِيهِ مُمْكِنٌ ، وَهُوَ قَدِيمُ الشَّافِعِيِّ، وَاخْتِيَارُ أَبِي الْبَرَكَاتِ وَغَيْرِهِ مِنْ الْعُلَمَاءِ

اسی بات کو شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اختیار کیا ہے وہ فرماتے ہیں دو اقوال میں سے ایک قول یہ ہے کہ لفافوں پر مسح جائز ہے، اسے ابن تیم رحمہ اللہ وغیرہ نے ذکر کیا ہے اور پھٹے ہوئے موزے پر اس وقت تک مسح جائز ہے جب تک اسے موزہ کہا جائے اور اس میں چلنا ممکن ہو، امام شافعی رحمہ اللہ کا یہی قدیم فتویٰ ہے اور ابو البرکات رحمہ اللہ وغیرہ علماء نے بھی اسے ہی اختیار کیا ہے۔ (۳)

وضو کے بعد اعضائے وضو کو خشک نہ کرنا: کچھ لوگ وضو کرنے کے بعد اعضائے وضو کو خشک نہیں کرتے اور اس سلسلہ میں ابن قیم رحمہ اللہ کے قول کو بطور دلیل پیش کرتے ہیں

وَلَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْتَادُ تَنْشِيفَ أَعْضَائِهِ بَعْدَ الْوُضُوءِ ,وَلَا صَحَّ عَنْهُ فِي ذَلِكَ حَدِيثٌ الْبَتَّةَ، بَلِ الَّذِي صَحَّ عَنْهُ خِلَافُهُ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وضو کے بعد اپنے اعضائے وضو کو خشک نہیں کرتے تھے حالانکہ اس بارے میں کوئی حدیث بھی صحیح نہیں ہے بلکہ اس کے خلاف سنت ہے۔ (۴)

---

(۱) زاد المعاد ۱/۱۹۲

(۲) مصنف عبدالرزاق ۷۵۳

(۳) الفتاوی الکبری لابن تیمیة ۵/۳۰۴

(۴) زاد المعاد ۱/۱۸۶

یہ تسلیم ہے کہ امام ابن قیم رحمہ اللہ بہت بڑے محقق امام تھے لیکن اصول یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا ہر شخص کی بات قبول یا رد ہو سکتی ہے اور محققین کے نزدیک حافظ ابن قیم رحمہ اللہ کے مذکورہ قول میں نظر ہے، اس لئے سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے اس فعل کا جواز مروی ہے جسے ابن ماجہ نے محفوظ بن علقمہ عن سلمان الفارسی رضی اللہ عنہ کی سند سے روایت کیا ہے

عَنْ مَحْفُوظِ بْنِ عَلْقَمَةَ، عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ، فَقَلَبَ جُبَّةَ صُوفٍ كَانَتْ عَلَيْهِ، فَمَسَحَ بِهَا وَجْهَهُ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا، آپ نے اپنا اونی جبہ الٹا کیا پھر اس کے ساتھ اپنا منہ مبارک صاف کیا۔ [1]

رہا ابن قیم رحمہ اللہ کا یہ قول کہ بلکہ اس کے خلاف ثابت ہے تو اس کا اشارہ اس حدیث کی طرف ہے،

قَالَتْ مَيْمُونَةُ: وَضَعْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُسْلًا، فَسَتَرْتُهُ بِثَوْبٍ، وَصَبَّ عَلَى يَدَيْهِ

ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا وضو کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رومال لایا گیا تو آپ نے اسے ہاتھ نہیں لگایا اور اپنے ہاتھوں سے وضو کا پانی جھاڑتے رہے۔ [2]

حالانکہ اس حدیث کا تعلق غسل کے ساتھ ہے وضو کے ساتھ نہیں اور اگر وضو سے بھی ہوتا تو یہ ممانعت کی دلیل نہیں ہے،

قَالَ أَبُو بَكْرٍ:وَهَذَا الْخَبَرُ لَا يُوجِبُ حَظْرَ ذَلِكَ وَلَا الْمَنْعَ مِنْهُ لِأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَنْهَ عَنْهُ مَعَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ كَانَ يَدَعُ الشَّيْءَ الْمُبَاحَ لِئَلَّا يَشُقَّ عَلَى أُمَّتِهِ

کیونکہ اس کے بارے میں حافظ ابن المنذر فرماتے ہیں یہ حدیث ممانعت کی دلیل نہیں ہے کیونکہ آپ نے کسی کپڑے سے اعضائے وضو صاف کرنے سے منع نہیں کیا اور آپ بسا اوقات ایسے مباح کام چھوڑ دیتے تھے جن سے امت کی مشقت کا ڈر ہوتا۔ [3]

ابن المنذر کا یہ کتنا بہترین کلام ہے تقریباً اسی کلام جیسا کلام امام احمد رحمہ اللہ سے بھی ثابت ہے،

سَمِعت أَبِي سُئِلَ عَن مسح الْوَجْه بالمنديل بعد الْوضُوء،قَالَ أَرْجُو أَن لَا يكون بِهِ بَأْس، قيل لأبي حَدِيث كريب عَن ابْن عَبَّاس عَن مَيْمُونَة،قَالَ لَيْسَ ذَلِك بَين إِنَّمَا، رَأَيْت أبي غير مرّة ينشف بمنديل بعد الْوضُوء

عبد اللہ بن احمد ابن حنبل رحمہ اللہ کہتے ہیں میں نے اپنے ابا سے پوچھا کہ کیا وضو کے بعد رومال (اور تولیہ وغیرہ) استعمال کر سکتے ہیں؟ فرمایا جی ہاں! اس میں کوئی حرج نہیں ہے، میں نے میمونہ رضی اللہ عنہا والی حدیث (کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے)؟ تو فرمایا کہ یہ روایت (ممانعت پر) واضح (دلیل) نہیں ہے، عبد اللہ کہتے ہیں میں نے کئی دفعہ دیکھا ہے کہ میرے ابا جان (امام احمد ابن حنبل رحمہ اللہ) وضو کے بعد رومال

---

[1] سنن ابن ماجه كتاب الطهارة بَابُ الْمِنْدِيلِ بَعْدَ الْوُضُوءِ، وَبَعْدَ الْغُسْلِ ۴۶۸، وكتاب اللباس بَابُ لُبْسِ الصُّوفِ ۳۵۶۴

[2] صحيح بخارى كتاب الغسل بَابُ نَفْضِ الْيَدَيْنِ مِنَ الْغُسْلِ عَنِ الْجَنَابَةِ ۲۷۶ ،صحيح مسلم كتاب الحيض بَابُ صِفَةِ غُسْلِ الْجَنَابَةِ ۳۲۷

[3] الاوسط فى السنن والاجماع واختلاف ۱/۴۱۹

یا کپڑے سے اپنے اعضاء خشک کرتے تھے۔ (۱)

بعض علماء نے اسے جو مکروہ کہا ہے تو اس پر ان کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے جبکہ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث اور انس رضی اللہ عنہ کا عمل اس کے جواز کی دلیل ہے۔

وضو کے پانی میں اسراف: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وضو کے پانی میں مکمل کفایت شعاری سے کام لیتے تھے اور ایک مد یا اس سے کچھ کم سے وضو فرماتے تھے۔

عَنْ سَفِينَةَ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُغَسِّلُهُ الصَّاعُ مِنَ الْمَاءِ مِنَ الْجَنَابَةِ، وَيُوَضِّئُهُ الْمُدُّ

سفینہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک صاع (تقریباً ڈھائی کلو پانی) کے ساتھ غسل جنابت اور ایک مد (تقریباً چوتھائی صاع) سے وضو کرتے تھے۔ (۲)

أُمُّ عُمَارَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ فَأُتِيَ بِإِنَاءٍ فِيهِ مَاءٌ قَدْرُ ثُلُثَيِ الْمُدِّ

ام عمارہ انصاریہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا آپ کے پاس پانی کا جو برتن تھا اس میں تقریباً دو تہائی مد پانی تھا۔ (۳)
سند صحیح۔

مد اتنا ہوتا ہے کہ اس سے آدمی کی دونوں ہتھیلیاں بھر جائیں۔

وَكَانَ مِنْ أَيْسَرِ النَّاسِ صَبًّا لِمَاءِ الْوُضُوءِ، وَكَانَ يُحَذِّرُ أُمَّتَهُ مِنَ الْإِسْرَافِ فِيهِ، وَأَخْبَرَ أَنَّهُ يَكُونُ فِي أُمَّتِهِ مَنْ يَعْتَدِي فِي الطُّهُورِ وَقَالَ: إِنَّ لِلْوَضُوءِ شَيْطَانًا يُقَالُ لَهُ الْوَلْهَانُ فَاتَّقُوا وَسْوَاسَ الْمَاءِ، وَمَرَّ عَلَى سعد وَهُوَ يَتَوَضَّأُ فَقَالَ لَهُ: لَا تُسْرِفْ فِي الْمَاءِ، فَقَالَ: وَهَلْ فِي الْمَاءِ مِنْ إِسْرَافٍ؟ قَالَ: نَعَمْ، وَإِنْ كُنْتَ عَلَى نَهْرٍ جَارٍ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وضو میں پانی اچھی طرح استعمال فرماتے تھے لیکن پھر بھی امت کو پانی کے استعمال میں اسراف سے پرہیز کی تلقین فرماتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں وہ لوگ بھی ہوں گے جو وضو میں اسراف کریں گے، نیز فرمایا کہ وضو کے وقت بھی ایک شیطان ہوتا ہے جسے ولہان کہتے ہیں، اس لیے وضو کے وقت وسوسوں سے بچو، ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سعد رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے وہ اس وقت وضو کر رہے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانی میں اسراف نہ کرنا، انہوں نے عرض کیا کیا پانی میں بھی اسراف ہوتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

---

(۱) مسائل الامام احمد روایة ابنه عبدالله ۱۰۶، ۱۰۵

(۲) صحیح مسلم کتاب الطهارة بَابُ الْقَدْرِ الْمُسْتَحَبِّ مِنَ الْمَاءِ فِي غُسْلِ الْجَنَابَةِ ۷۳۸، صحیح بخاری کتاب الوضوء بَابُ الْوُضُوءِ بِالْمُدِّ ۲۰۱، جامع ترمذی ابواب الطهارة بَابُ الْوُضُوءِ بِالْمُدِّ ۵۶، سنن ابن ماجه کتاب الطهارة بَابُ مَا جَاءَ فِي مِقْدَارِ الْمَاءِ لِلْوُضُوءِ وَالْغُسْلِ مِنَ الْجَنَابَةِ ۲۶۷

(۳) سنن ابوداود کتاب الطهارة بَابُ مَا يُجْزِئُ مِنَ الْمَاءِ فِي الْوُضُوءِ ۹۴، سنن نسائی کتاب بَابُ الْقَدْرِ الَّذِي يَكْتَفِي بِهِ الرَّجُلُ مِنَ الْمَاءِ لِلْوُضُوءِ ۷۴

فرمایاہاں اگرچہ تم کسی بہتے ہوئے دریا کے کنارے کیوں نہ ہو۔ ①

وقال الإمام أحمد:كان يقال: من قلة فقه الرجل ولعه بالماء،وقال الميمونى :كنت أتوضأ بماء كثير: فقال لى أحمد: يا أبا الحسن، أترضى أن تكون كذا؟ فتركته

امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں انسان کے کم عقل ہونے کی یہ دلیل ہے کہ وہ وضو میں بہت زیادہ پانی استعمال کرتا ہے،امام احمد رحمہ اللہ کے شاگرد المیمونی نے کہا کہ میں وضو میں بہت زیادہ پانی استعمال کرتا تھا توامام احمد نے مجھے بطور انکار کہا اے ابوالحسن! کیا تو ایسا طرز عمل روا رکھتا ہے؟یعنی وسوسوں میں مبتلا ہے؟ تو میں نے یہ طرز عمل چھوڑ دیا۔ ②

وضو پر وضو کرنا:اس عمل کے مستحب ہونے کے بارے میں بعض لوگ ایسی حدیث سے استدلال کرتے ہیں جس کی کوئی اصل نہیں ہے،

الْوُضُوءُ عَلَى الْوُضُوءِ نُورٌ عَلَى نُورٍ

حدیث ہے وضو پر وضو کرنا نور پر نور ہے۔

ذكره الغزالي في الإحياء، فقال مخرجه: لم أقف عليه، وسبقه لذلك المنذري ، إنه حديث ضعيف، رواه رزين في مسنده

محدث عراقی کہتے ہیں مجھے اس روایت کی اصل نہیں ملی،ان سے پہلے یہی بات امام منذری رحمہ اللہ نے کہی ہے،حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا اس کی سند ضعیف ہے مگر اس کی کوئی سند بیان نہیں کی۔رزین نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے۔ ③

بعض لوگوں کی دلیل ایک دوسری حدیث ہے

عَنْ أَبِي غُطَيْفٍ الْهُذَلِيِّ، قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، فَلَمَّا نُودِيَ بِالظُّهْرِ تَوَضَّأَ فَصَلَّى، فَلَمَّا نُودِيَ بِالْعَصْرِ تَوَضَّأَ، فَقُلْتُ لَهُ، فَقَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:مَنْ تَوَضَّأَ عَلَى طُهْرٍ كَتَبَ اللهُ لَهُ عَشْرَ حَسَنَاتٍ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص وضو ہوتے ہوئے وضو کرے اس کے لئے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ ④

یہ حدیث ضعیف و منکر ہے اس سے دلیل پکڑنا غلط ہے اس کا کوئی تابع بھی نہیں ہے اور فضائل اعمال میں بھی اس پر عمل کرنا جائز نہیں ہے

هذااسنادفيه عبدالرحمٰن بن زياد (الافريقى)وهوضعيف ومع ضعفه كان يدلس

---

① مسنداحمد۷۰۶۵،زادالمعاد ۱۸۴/۱،اغاثة اللهفان من مصايد الشيطان۱۴۰/۱

② اغاثة اللهفان من مصايد الشيطان۱۴۰/۱

③ المقاصد الحسنة للسخاوى ۱۲۶۴

④ سنن ابى داودكتاب الطهارة بَابُ الرَّجُلِ يُجَدِّدُ الْوُضُوءَ مِنْ غَيْرِ حَدَثٍ۶۲،جامع ترمذى أَبْوَابُ الطَّهَارَةِ بَابُ الْوُضُوءِ لِكُلِّ صَلَاةٍ ۵۹، سنن ابن ماجه كِتَابُ الطَّهَارَةِ وَسُنَنِهَا بَابُ الْوُضُوءِ عَلَى الطَّهَارَةِ۵۱۲

کیونکہ اس کادار و مدار عبد الرحمٰن بن زیاد بن انعم الافریقی پر ہے جو حدیث میں ضعیف ہے اور منکر روایات بیان کرتا تھا اور یہ روایت بھی ان منکر روایات میں سے ہے۔

وَرَوَى هَذَا الحَدِيثَ الْإِفْرِيقِيُّ، عَنْ أَبِي غُطَيْفٍ، وَهُوَ إِسْنَادٌ ضَعِيفٌ

اس کا دوسرا راوی ابو غطیف الہذلی مجہول الحال ہے، امام ترمذی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ضعیف کہا ہے۔

عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَوَضَّأُ لِكُلِّ صَلاَةٍ طَاهِرًا أَوْ غَيْرَ طَاهِرٍقَالَ: قُلْتُ لأَنَسٍ: فَكَيْفَ كُنْتُمْ تَصْنَعُونَ أَنْتُمْ؟ قَالَ: كُنَّا نَتَوَضَّأُ وُضُوءًا وَاحِدًا

انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے لئے وضو کرتے تھے، چاہے آپ کا پہلے سے وضو ہو یا نہ ہو، حمید الطویل کہتے ہیں میں نے انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح وضو کرتے تھے؟ فرمایا ہم ایک وضو کے ساتھ وضو نہ ٹوٹنے سے پہلے پہلے ساری نمازیں پڑھ لیتے تھے۔ [1]

حكم الألباني: ضعيف

شیخ البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں ضعیف روایت ہے۔

حَدِيثُ أَنَسٍ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الوَجْهِ

امام ترمذی نے انس رضی اللہ عنہ کی روایت کو حسن غریب کہا ہے لیکن اس کی سند ضعیف و منکر ہے۔ [2]

محمد بن اسحاق بن یسار مدلس ہے اور عَنْ سے روایت کر رہا ہے، امام ترمذی رحمہ اللہ کا اس روایت میں استاد محمد بن حمید الرازی ضعیف ہے بلکہ بعض علماء نے اسے جھوٹا بھی قرار دیا ہے، یہ روایت اس صحیح روایت کے خلاف ہے

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ عِنْدَ كُلِّ صَلاَةٍ،قُلْتُ: كَيْفَ كُنْتُمْ تَصْنَعُونَ؟قَالَ: يُجْزِئُ أَحَدَنَا الوُضُوءُ مَا لَمْ يُحْدِثْ

جس میں انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے لئے وضو کرتے تھے، عمرو بن عامر الانصاری نے کہا میں نے پوچھا آپ یعنی انس رضی اللہ عنہ کیا کرتے تھے؟ انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم ساری نمازیں وضو ٹوٹنے سے پہلے ایک وضو کے ساتھ پڑھتے تھے۔ [3]

یہ اس بات کی دلیل ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام وضو پر وضو کرنے کی تکلیف نہیں کرتے تھے بلکہ اگر وضو ٹوٹ جاتا تو پھر وضو کرتے تھے اور رہا یہ مسئلہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر نماز کے لئے وضو کیا تو یہ عمومی عمل ہے،

سُوَيْدُ بْنُ النُّعْمَانِ، قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ خَيْبَرَ، حَتَّى إِذَا كُنَّا بِالصَّهْبَاءِ،صَلَّى لَنَا

---

[1] جامع ترمذی ابواب الطهارة بَابُ الوُضُوءِ لِكُلِّ صَلاَةٍ ٥٨

[2] جامع ترمذی ابواب الطهارة بَابُ الوُضُوءِ لِكُلِّ صَلاَةٍ ٥٨

[3] صحيح بخاری كتاب الوضوبَابُ الوُضُوءِ مِنْ غَيْرِ حَدَثٍ ٢١٤

رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ العَصْرَ فَلَمَّا صَلَّى دَعَا بِالأَطْعِمَةِ، فَلَمْ يُؤْتَ إِلَّا بِالسَّوِيقِ، فَأَكَلْنَا وَشَرِبْنَا ثُمَّ قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى المَغْرِبِ، فَمَضْمَضَ، ثُمَّ صَلَّى لَنَا المَغْرِبَ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ

سوید بن نعمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ہم غزوہ خیبر والے سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جب صہباء میں پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں عصر کی نماز پڑھائی، جب نماز پڑھ چکے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانے منگوائے مگر (کھانے میں) صرف ستو ہی لایا گیا سو ہم نے (اس کو) کھایا اور پیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مغرب کی نماز کے لئے کھڑے ہو گئے تو آپ نے کلی کی پھر ہمیں مغرب کی نماز پڑھائی اور (نیا) وضو نہیں کیا (یعنی عصر اور مغرب کی نماز ایک ہی وضو سے پڑھائی)۔ [1]

اعضائے وضو کا نامکمل دھونا: بعض لوگ جلد بازی یا لاپروائی یا سستی کی وجہ سے اپنے پیر صحیح نہیں دھوتے اور ٹخنوں یا ایڑیوں پر خشک جگہ چھوڑ جاتے ہے حالانکہ وہ جانتے ہیں کہ اگر وضو کے اعضا پورے پورے نہ دھوئے جائیں تو وضو نہیں ہوتا جس کے نتیجے میں نماز باطل ہو جاتی ہے۔

عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لَا تُقْبَلُ صَلَاةٌ بِغَيْرِ طُهُورٍ

مصعب بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا آپ فرماتے تھے بغیر طہارت کے نماز قبول نہیں ہوتی۔ [2]

اور جس نے جان بوجھ کر بغیر وضو نماز پڑھی اس نے بہت بڑا گناہ کیا۔

مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ، وَكَانَ يَمُرُّ بِنَا وَالنَّاسُ يَتَوَضَّئُونَ مِنَ المِطْهَرَةِ، قَالَ: أَسْبِغُوا الوُضُوءَ، فَإِنَّ أَبَا القَاسِمِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: وَيْلٌ لِلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ

محمد بن زیاد نے بیان کیا کہتے ہیں میں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا وہ ہمارے پاس سے گزرے اور لوگ وضو کر رہے تھے آپ نے کہا پورا پورا وضو کرو کیونکہ میں نے ابو القاسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ وضو میں جو ایڑیاں خشک رہ جائیں گی ان کے لئے ہلاکت ہے، آگ کے عذاب کی۔ [3]

یا عورتیں تنگ آستینوں کی وجہ سے اعضائے وضو کو مکمل طریقے سے نہیں دھوتیں جس کی وجہ سے صحیح وضو نہیں ہوتا۔

الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: تَخَلَّفَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَخَلَّفْتُ مَعَهُ، فَلَمَّا قَضَى حَاجَتَهُ قَالَ: أَمَعَكَ مَاءٌ؟ فَأَتَيْتُهُ بِمِطْهَرَةٍ، فَغَسَلَ كَفَّيْهِ وَوَجْهَهُ، ثُمَّ ذَهَبَ يَحْسِرُ عَنْ ذِرَاعَيْهِ فَضَاقَ كُمُّ الْجُبَّةِ، فَأَخْرَجَ يَدَهُ مِنْ

---

[1] ۔صحیح بخاری کتاب الوضوء بَابُ الوُضُوءِ مِنْ غَيْرِ حَدَثٍ ۲۱۵

[2] صحیح مسلم کتاب الطہارۃ بَابُ وُجُوبِ الطَّهَارَةِ لِلصَّلَاةِ ۵۳۵،سنن ابن ماجہ کتاب الطہارۃ بَابُ لَا يَقْبَلُ اللهُ صَلَاةً بِغَيْرِ طُهُورٍ ۲۷۳

[3] صحیح بخاری کتاب الوضوباب غَسْلِ الأَعْقَابِ ۱۶۵،صحیح مسلم کتاب الطہارۃ بَابُ وُجُوبِ غَسْلِ الرِّجْلَيْنِ بِكَمَالِهِمَا ۵۷۴

تَحْتِ الْجُبَّةِ، وَأَلْقَى الْجُبَّةَ عَلَى مَنْكِبَيْهِ، وَغَسَلَ ذِرَاعَيْهِ

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں پیچھے رہ گئے میں بھی آپ کے ساتھ پیچھے رہ گیا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم حاجت سے فارغ ہوئے تو فرمایا تمہارے پاس پانی ہے؟ میں پانی کی ایک چھاگل لے آیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھ دھوئے اور منہ دھویا پھر بازو آستینوں میں سے نکالنا چاہیں تو تنگ ہوئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نیچے سے ہاتھ کو نکالا اور جبہ کو اپنے مونڈھوں پر ڈال دیا اور دونوں ہاتھ دھوئے۔ [1]

ایک ایک، دو دو یا تین تین مرتبہ، دونوں ہتھیلیاں دھونے، کلی کرنے، ناک میں پانی ڈال کر جھاڑنے کے بعد جیسا کہ حدیث سے ثابت ہے،

أَبَا هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: مَنْ تَوَضَّأَ فَلْيَسْتَنْثِرْ، وَمَنِ اسْتَجْمَرَ فَلْيُوتِرْ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو وضو کرے اسے چاہیے کہ وہ ناک صاف کرے اور جو پتھر سے استنجا کرے اسے چاہیے کہ طاق عدد (یعنی ایک، تین، پانچ) سے کرے۔ [2]

منہ دھونے کے بعد ہاتھوں کو کہنیوں سمت دھویا کرو، اور ایک مرتبہ پورے سر کا مسح کیا کرو، یعنی اپنے ہاتھ آگے سے پیچھے گدی تک لے جائیں اور پھر وہاں سے آگے کو لائیں جہاں سے شروع کیا تھا، اسی کے ساتھ کانوں کا مسح کر لیں۔

عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّهُ تَوَضَّأَ فَغَسَلَ وَجْهَهُ، أَخَذَ غَرْفَةً مِنْ مَاءٍ، فَمَضْمَضَ بِهَا وَاسْتَنْشَقَ، ثُمَّ أَخَذَ غَرْفَةً مِنْ مَاءٍ، فَجَعَلَ بِهَا هَكَذَا، أَضَافَهَا إِلَى يَدِهِ الأُخْرَى، فَغَسَلَ بِهِمَا وَجْهَهُ، ثُمَّ أَخَذَ غَرْفَةً مِنْ مَاءٍ، فَغَسَلَ بِهَا يَدَهُ اليُمْنَى، ثُمَّ أَخَذَ غَرْفَةً مِنْ مَاءٍ، فَغَسَلَ بِهَا يَدَهُ اليُسْرَى، ثُمَّ مَسَحَ بِرَأْسِهِ، ثُمَّ أَخَذَ غَرْفَةً مِنْ مَاءٍ، فَرَشَّ عَلَى رِجْلِهِ اليُمْنَى حَتَّى غَسَلَهَا، ثُمَّ أَخَذَ غَرْفَةً أُخْرَى، فَغَسَلَ بِهَا رِجْلَهُ، يَعْنِي اليُسْرَى ثُمَّ قَالَ: هَكَذَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ

عطاء بن یسار کہتے ہیں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما وضو کرنے بیٹھتے تو منہ دھویا (اس طرح کہ پہلے) ایک چلو پانی کا لے کر کلی کی اور ناک کو صاف کیا پھر پانی کا ایک اور چلو لیا پھر اس کو اس طرح کیا (یعنی) دوسرے ہاتھ کو ملایا پھر اس سے اپنا چہرہ دھویا پھر پانی کا دوسرا چلو لیا اور اس سے اپنا داہنا ہاتھ دھویا پھر پانی کا ایک اور چلو لے کر اس سے اپنا بایاں ہاتھ دھویا اس کے بعد اپنے سر کا مسح کیا پھر پانی کا ایک چلو لے کر اپنے داہنے پاؤں پر ڈال کر اسے دھویا پھر دوسرے چلو سے اپنا بایاں پاؤں دھویا پھر فرمایا میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح وضو کرتے

---

[1] صحیح مسلم کتاب الطهارة بَابُ الْمَسْحِ عَلَى النَّاصِيَةِ وَالْعِمَامَةِ ۶۳۳، سنن نسائی کتاب الطهارة بَابُ الْمَسْحِ عَلَى الْعِمَامَةِ مَعَ النَّاصِيَةِ ۱۰۹،۱۲۴

[2] صحیح بخاری کتاب الوضوء بَابُ الِاسْتِنْثَارِ فِي الوُضُوءِ ۱۶۱، صحیح مسلم کتاب الطهارة بَابُ الْإِيتَارِ فِي الِاسْتِنْثَارِ وَالِاسْتِجْمَارِ ۵۶۲، سنن نسائی کتاب الطهارة باب الْأَمْرُ بِالِاسْتِنْثَارِ ۸۹، سنن ابن ماجه کتاب الطهارة باب الْمُبَالَغَةُ فِي الِاسْتِنْشَاقِ وَالِاسْتِنْثَارِ ۴۰۹، مسند احمد ۷۲۲۱

دیکھا ہے۔ (۱)

أَنَّ رَجُلًا، قَالَ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ، وَهُوَ جَدُّ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى أَتَسْتَطِيعُ أَنْ تُرِيَنِي، كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ؟ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ زَيْدٍ: نَعَمْ، فَدَعَا بِمَاءٍ، فَأَفْرَغَ عَلَى يَدَيْهِ فَغَسَلَ مَرَّتَيْنِ، ثُمَّ مَضْمَضَ وَاسْتَنْثَرَ ثَلَاثًا، ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا، ثُمَّ غَسَلَ يَدَيْهِ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ إِلَى المِرْفَقَيْنِ، ثُمَّ مَسَحَ رَأْسَهُ بِيَدَيْهِ، فَأَقْبَلَ بِهِمَا وَأَدْبَرَ، بَدَأَ بِمُقَدَّمِ رَأْسِهِ حَتَّى ذَهَبَ بِهِمَا إِلَى قَفَاهُ، ثُمَّ رَدَّهُمَا إِلَى المَكَانِ الَّذِي بَدَأَ مِنْهُ، ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ أَتَسْتَطِيعُ أَنْ تُرِيَنِي، كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ؟ فَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ زَيْدٍ: نَعَمْ،فَدَعَا بِمَاءٍ،فَأَفْرَغَ عَلَى يَدَيْهِ فَغَسَلَ مَرَّتَيْنِ، ثُمَّ مَضْمَضَ وَاسْتَنْثَرَ ثَلَاثًا ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًاثُمَّ غَسَلَ يَدَيْهِ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ إِلَى المِرْفَقَيْنِ،ثُمَّ مَسَحَ رَأْسَهُ بِيَدَيْهِ فَأَقْبَلَ بِهِمَا وَأَدْبَرَ، بَدَأَ بِمُقَدَّمِ رَأْسِهِ حَتَّى ذَهَبَ بِهِمَا إِلَى قَفَاهُ، ثُمَّ رَدَّهُمَا إِلَى المَكَانِ الَّذِي بَدَأَ مِنْهُ ، ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ

عبداللہ بن زید بن عاصم رضی اللہ عنہ سے ایک شخص نے کہا کیا آپ مجھے دکھا سکتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کس طرح وضو کیا ہے؟عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے کہاہاں! پھر انہوں نے پانی کا برتن منگوایا، پہلے پانی اپنے ہاتھوں پر ڈالااور دو دو مرتبہ دھوئے، پھر تین بار کلی کی اور تین بار ناک صاف کی، پھر تین دفعہ اپنا چہرہ دھویا، پھر کہنیوں تک اپنے دونوں ہاتھ دو دو مرتبہ دھوئے پھر اپنے دونوں ہاتھوں سے اپنے سر کا مسح کیا، اس طور پر اپنے ہاتھ (پہلے) آگے لائے پھر پیچھے لے گئے (مسح) سر کے ابتدائی حصے سے شروع کیا پھر دونوں ہاتھ گدی تک لے جاکر وہیں واپس لائے جہاں سے (مسح) شروع کیا تھا (ایک ہی مرتبہ) پھر اپنے دونوں پیر دھوئے۔ (۲)

اگر سر پر پگڑی یا عمامہ ہو تو حدیث کی رو سے موزوں کی طرح اس پر بھی مسح جائز ہے۔

وَمَسَحَ بِنَاصِيَتِهِ وَعَلَى الْعِمَامَةِ وَعَلَى خُفَّيْهِ

اور پیشانی پر اور عمامہ پر اور موزوں پر مسح کیا۔ (۳)

گردن کا مسح ثابت نہیں۔

پھر اپنے پیروں کو ٹخنوں تک دھوئیں اور اگر موزے یا جرابیں پہنی ہوئی ہیں (بشرطیکہ وضو کے حالت میں پہنی ہوں) تو حدیث کی رو سے پیروں کو دھونے کے بجائے جرابوں پر مسح بھی جائز ہے۔

○ اگر پہلے سے باوضو ہو تو نیا وضو ضروری نہیں تاہم ہر نماز کے لئے تازہ وضو بہتر ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے لئے تازہ وضو فرمایا کرتے تھے۔

---

(۱) صحیح بخاری کتاب الوضوء بَابُ غَسْلِ الوَجْهِ بِاليَدَيْنِ مِنْ غَرْفَةٍ وَاحِدَةٍ ۱۴۱ ،مسند احمد ۲۴۱۶

(۲) صحیح بخاری کتاب الوضوء بَابُ مَسْحِ الرَّأْسِ كُلِّهِ ۱۸۵،صحیح مسلم کتاب الطھارۃ بَابٌ فِي وُضُوءِ النَّبِيِّ صَلَّى الله عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۵۵۵،سنن ابوداودکتاب الطھارۃ بَابُ صِفَةِ وُضُوءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۱۱۸،مسنداحمد ۱۶۴۴۵

(۳) صحیح مسلم کتاب الطھارۃ بَابُ الْمَسْحِ عَلَى النَّاصِيَةِ وَالْعِمَامَةِ ۶۳۳

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:صَلَّى الصَّلَوَاتِ يَوْمَ الْفَتْحِ بِوُضُوءٍ وَاحِدٍ، وَمَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ،فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: لَقَدْ صَنَعْتَ الْيَوْمَ شَيْئًا لَمْ تَكُنْ تَصْنَعُهُ،قَالَ:عَمْدًا صَنَعْتُهُ يَا عُمَرُ

فتح مکہ والے دن نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے وضو کیا اور جرابوں پر مسح کیا اور اسی ایک وضو سے کئی نمازیں ادا فرمائیں، یہ دیکھ کر سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! آج آپ نے وہ کام کیا ہے جو آج سے پہلے نہیں کرتے تھے، آپ نے فرمایا ہاں اے عمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ! میں نے بھول کر ایسا نہیں کیا بلکہ جان بوجھ کر قصداً یہ کیا ہے۔ [1]

الْفَضْلُ بْنُ مُبَشِّرٍ قَالَ: رَأَيْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يُصَلِّي الصَّلَوَاتِ بِوُضُوءٍ وَاحِدٍفَقُلْتُ مَا هَذَا؟فَقَالَ:رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ هَذَا، فَأَنَا أَصْنَعُ كَمَا صَنَعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فضل بن مبشر کے صاحبزادے نے کہا میں نے جابر بن عبد اللہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کو دیکھا کہ انہوں نے ایک وضو سے کئی نمازیں پڑھیں تو میں نے کہا کیا آپ اسے اپنی رائے سے کرتے ہیں؟ انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو ایسا کرتے دیکھا تو میں بھی ویسا ہی کرتا ہوں جیسے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کرتے تھے [2]

○ داڑھی گھنی ہو تو اس کا خلال کیا جائے۔

عَنْ أَنَسٍ يَعْنِي ابْنَ مَالِكٍ،أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا تَوَضَّأَ، أَخَذَ كَفًّا مِنْ مَاءٍ فَأَدْخَلَهُ تَحْتَ حَنَكِهِ فَخَلَّلَ بِهِ لِحْيَتَهُ ، وَقَالَ: هَكَذَا أَمَرَنِي رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ

انس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے مروی ہے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم وضو کرتے وقت ایک چلو پانی لے کر اپنی تھوڑی تلے ڈال کر اپنی داڑھی مبارک کا خلال کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ مجھے میرے رب عزوجل نے اسی طرح حکم فرمایا ہے۔ [3]

عَنْ حَسَّانَ بْنِ بِلَالٍ، قَالَ:رَأَيْتُ عَمَّارَ بْنَ يَاسِرٍ تَوَضَّأَ فَخَلَّلَ لِحْيَتَهُ،فَقِيلَ لَهُ:، أَوْ قَالَ: فَقُلْتُ لَهُ:، أَتُخَلِّلُ لِحْيَتَكَ؟قَالَ: وَمَا يَمْنَعُنِي؟وَلَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخَلِّلُ لِحْيَتَهُ

حسان بن بلال سے روایت ہے میں نے عمار بن یاسر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کو دیکھا کہ انہوں نے وضو کیا اور داڑھی میں خلال کیا، پس حسان نے ان سے کہا کیا آپ اپنی داڑھی میں خلال کرتے ہیں؟ عمار رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے کہا مجھے داڑھی میں خلال کرنے سے کون روک سکتا ہے؟ میں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو اپنی داڑھی میں خلال کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ [4]

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تَوَضَّأَ خَلَّلَ لِحْيَتَهُ بِالْمَاءِ

[1] صحیح مسلم کتاب الطهارة بَابُ جَوَازِ الصَّلَوَاتِ كُلِّهَا بِوُضُوءٍ وَاحِدٍ ۶۴۲، مسند احمد ۲۲۹۷۳

[2] سنن ابن ماجه كتاب الطهارة بَابُ الْوُضُوءِ لِكُلِّ صَلَاةٍ وَالصَّلَوَاتِ كُلِّهَا بِوُضُوءٍ وَاحِدٍ ۵۱۱

[3] سنن ابوداود كتاب الطهارة بَابُ تَخْلِيلِ اللِّحْيَةِ ۱۴۵

[4] جامع ترمذی ابواب الطهارة بَابُ مَا جَاءَ فِي تَخْلِيلِ اللِّحْيَةِ ۲۹،۳۰، سنن ابن ماجه كتاب الطهارة بَابُ مَا جَاءَ فِي تَخْلِيلِ اللِّحْيَةِ ۴۲۹

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب وضو فرماتے تو پانی کے ساتھ داڑھی میں خلال فرماتے تھے۔ [١]

○ اعضاء کو ترتیب وار دھویا جائے۔

اس آیت سے جمہور نے وضو کی ترتیب کے وجوب پر استدلال کیا ہے، صرف ابو حنیفہ رحمہ اللہ اس کے خلاف ہیں وہ وضو میں ترتیب کو شرط نہیں جانتے، ان کے نزدیک اگر کوئی شخص پہلے پیروں کو دھوئے، پھر سر کا مسح کرے، پھر ہاتھ دھوئے پھر منہ دھوئے جب بھی جائز ہے اس لئے کہ آیت نے ان اعضاء کے دھونے کا حکم دیا ہے۔

○ ان کے درمیان فاصلہ نہ کیا جائے یعنی ایک عضو دھونے کے بعد دوسرے عضو کے دھونے میں دیر نہ کی جائے بلکہ سب اعضاء تسلسل کے ساتھ یکے بعد دیگرے دھوئے جائیں۔

○ اعضائے وضو میں سے کسی بھی عضو کا کوئی حصہ خشک نہ رہے ورنہ وضو نہیں ہو گا۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: تَخَلَّفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنَّا فِي سَفْرَةٍ سَافَرْنَاهَا، فَأَدْرَكَنَا وَقَدْ أَرْهَقْنَا العَصْرَ فَجَعَلْنَا نَتَوَضَّأُ وَنَمْسَحُ عَلَى أَرْجُلِنَا فَنَادَى بِأَعْلَى صَوْتِهِ:وَيْلٌ لِلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا

عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں (ایک مرتبہ) ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے پیچھے رہ گئے تھے، پھر (تھوڑی دیر بعد) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں پالیا اور عصر کا وقت آپہنچا تھا، ہم وضو کرنے لگے اور (اچھی طرح پاؤں دھونے کے بجائے جلدی میں) ہم پاؤں پر مسح کرنے لگے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلند آواز سے فرمایا ایڑیوں کے لئے آگ کا عذاب ہے دو مرتبہ یا تین مرتبہ فرمایا۔ [٢]

اس میں روافض کا رد ہے جو قدموں پر بلا موزوں کے مسح کے قائل ہیں۔

عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ الزُّبَيْدِيِّ، أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ:وَيْلٌ لِلْأَعْقَابِ، وَبُطُونِ الْأَقْدَامِ مِنَ النَّارِ

عبد اللہ بن حارث الزبیدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرما رہے تھے ہے ویل ہے ایڑیوں کے لئے اور تلوں کے لئے آگ ہے۔ [٣]

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:وَيْلٌ لِلْعَرَاقِيبِ مِنَ النَّار

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا آپ فرما رہے تھے ٹخنوں کو ویل ہے آگ سے۔ [٤]

عَنْ جَابِرٍ، أَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ،أَنَّ رَجُلًا تَوَضَّأَ فَتَرَكَ مَوْضِعَ ظُفُرٍ عَلَى قَدَمِهِ ، فَأَبْصَرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

---

[١] مسند احمد ٢٥٩٧١

[٢] صحیح بخاری کتاب الوضوء بَابُ غَسْلِ الرِّجْلَيْنِ، وَلاَ يَمْسَحُ عَلَى القَدَمَيْنِ ١٦٣،صحیح مسلم کتاب الطھارۃ باب وجوب غسل الرجلین بکما لھما ٢٤١

[٣] السنن الصغیر للبیھقی ١٠٤ ،السنن الکبری للبیھقی ٣٢٦، مستدرک حاکم ٥٨٠

[٤] سنن ابن ماجہ کتاب الطھارۃ بَابُ غَسْلِ الْعَرَاقِيبِ ٤٥٤،مسند احمد ٦٨٨٣

فَقَالَ: ارْجِعْ فَأَحْسِنْ وُضُوءَكَ، فَرَجَعَ، ثُمَّ صَلَّى

جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک شخص نے وضو کیا اور اس کا پیر کسی جگہ سے ناخن کے برابر خشک رہ گیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دیکھا تو فرمایا لوٹ جاؤ اور اچھی طرح وضو کر کے آو، وہ لوٹ گیا (اور اچھی طرح وضو کیا) پھر آ کر نماز پڑھی۔[1]

یعنی اگر کوئی شخص وضو میں ایک ذرہ سا مقام بھی جس کا دھونا واجب ہے سوکھا چھوڑ دے تو وضو درست نہ ہوگا اس پر سب کا اتفاق ہے۔

○ کوئی عضو تین مرتبہ سے زیادہ نہ دھویا جائے ایسا کرنا خلاف سنت ہے۔

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْأَلُهُ عَنِ الْوُضُوءِ؟ فَأَرَاهُ ثَلَاثًا، ثَلَاثًا قَالَ: هَذَا الْوُضُوءُ فَمَنْ زَادَ عَلَى هَذَا فَقَدْ أَسَاءَ، وَتَعَدَّى، وَظَلَمَ

عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک دیہاتی نے وضو کے متعلق پوچھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے تین تین مرتبہ اعضاء دھو کر دکھائے اور فرمایا یہ ہے وضو جو شخص اس میں اضافہ کرے وہ برا کرتا ہے اور حد سے تجاوز کر کے ظلم کرتا ہے۔[2]

عَنْ عُثْمَانَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تَوَضَّأَ ثَلَاثًا ثَلَاثًا

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین تین مرتبہ اعضاء وضو دھویا کر۔[3]

شریعت کے پانچ مقاصد ہیں، انسانی جان، عزت و آبرو، مال و اسباب، عقل اور دین کی حفاظت، چنانچہ فرمایا اگر تم جنابت کی حالت میں ہو یعنی احتلام یا مباشرت وغیرہ کی وجہ سے ناپاکی ہوگئی ہے، یہ حکم حیض اور نفاس کی حالت کے لئے بھی ہے کہ جب حیض و نفاس کا خون بند ہو جائے تو طہارت حاصل کرنے کے لئے غسل کر لیا کرو، اللہ تعالیٰ نے طہارت کی حس اور نماز کا احترام قائم رکھنے کے لئے فرمایا البتہ اگر تم بیمار ہو اور پانی استعمال کرنا مضر ہو یا سفر کی حالت میں ہو یا قضائے حاجت سے فارغ ہو کر آئے ہو اور قریب پانی ممکن نہ ہو یا عورتوں سے ہم بستری کی ہو اور تلاش کرنے کے باوجود تمہیں پانی میسر نہ ہو تو نیت کر کے پاک مٹی سے تیمم کر لیا کرو۔ اللہ نے جو شریعت نازل فرمائی ہے اس کا مقصد تم پر تنگی نافذ کرنا نہیں بلکہ یہ تو تمہاری زندگی کو مزید آسان اور حسین بنانے کے لئے نافذ کی جارہی ہے، اس لئے تمہیں وضو یا غسل کی چھوٹ دی گئی ہے، اور اللہ کی چاہت یہ ہے کہ وہ تمہیں پاک کر دے اور تمہیں اپنی پوری پوری نعمتیں عطا فرمائے، تاکہ تم اللہ کی اس طرح کی رخصتوں اور عنایات پر شکر گزار بندے بنو۔

---

[1] صحیح مسلم کتاب الطهارة بَابُ وُجُوبِ اسْتِيعَابِ جَمِيعِ أَجْزَاءِ مَحَلِّ الطَّهَارَةِ ۲۴۳، سنن ابن ماجہ کتاب الطهارة بَابُ مَنْ تَوَضَّأَ فَتَرَكَ مَوْضِعًا لَمْ يُصِبْهُ الْمَاءُ ۶۶۶

[2] مسند احمد ۶۶۸۴ ، السنن الکبری للنسائی ۸۹

[3] صحیح مسلم کتاب الطهارة بَابُ فَضْلِ الْوُضُوءِ وَالصَّلَاةِ عَقِبَهُ ۵۴۵

تیمم

وَشَرْعًا ،مَسحُ الْوَجْهِ وَالْيَدَيْنِ بِتُرَابٍ طَهُورٍ عَلَى وَجْهٍ مَخْصُوصٍ

تیمم کی شرعی تعریف یہ ہے کہ مخصوص طریقے سے پاک مٹی کے ساتھ چہرے اور دونوں ہاتھوں کا مسح کرنا۔ (١)

عَنْ حُذَيْفَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فُضِّلْنَا عَلَى النَّاسِ بِثَلَاثٍ، جُعِلَتْ صُفُوفُنَا كَصُفُوفِ الْمَلَائِكَةِ، وَجُعِلَتْ لَنَا الْأَرْضُ كُلُّهَا مَسْجِدًاوَجُعِلَتْ تُرْبَتُهَا لَنَا طَهُورًا، إِذَا لَمْ نَجِدِ الْمَاءَ

حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم لوگوں کو دوسرے لوگوں پر تین باتوں کی وجہ سے فضیلت ملی،ہماری صفیں فرشتوں کی صفوں کی طرح کی گئیں،اور ہمارے لئے ساری زمین نماز کی جگہ ہے،اور زمین کی مٹی ہمارے لئے پاکیزگی کا ذریعہ بنادی گئی ہے جب پانی نہ ملے۔ (٢)

...فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا... ﴿٤٣﴾ (٣)

ترجمہ:تم پانی نہ پاؤ تو تیمم کرلو۔

... فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا... ﴿٦﴾ (٤)

ترجمہ:تم پانی نہ پاؤ تو تیمم کرلو۔

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: خَرَجَ رَجُلَانِ فِي سَفَرٍ، فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ وَلَيْسَ مَعَهُمَا مَاءٌ ،فَتَيَمَّمَا صَعِيدًا طَيِّبًا فَصَلَّيَا ثُمَّ وَجَدَا الْمَاءَ فِي الْوَقْتِ، فَأَعَادَ أَحَدُهُمَا الصَّلَاةَ وَالْوُضُوءَ وَلَمْ يُعِدِ الْآخَرُ،ثُمَّ أَتَيَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَا ذَلِكَ لَهُ ،فَقَالَ لِلَّذِي لَمْ يُعِدْ:أَصَبْتَ السُّنَّةَ، وَأَجْزَأَتْكَ صَلَاتُكَ، وَقَالَ لِلَّذِي تَوَضَّأَ وَأَعَادَ:لَكَ الْأَجْرُ مَرَّتَيْنِ

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے دو شخص سفر میں نکلے نماز کا وقت آ گیا لیکن دونوں کے پاس پانی نہ تھا ان دونوں نے پاک مٹی کے ساتھ تیمم کر کے نماز پڑھ لی، مگر ابھی نماز کا وقت باقی تھا کہ پانی مل گیا تو ان میں سے ایک شخص نے وضوء کر کے نماز دہرالی جبکہ دوسرے نے نماز نہ دہرائی،اس کے بعد دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور اپنا واقعہ بتایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص سے کہا جس نے نماز نہیں دہرائی تھی تو نے سنت کی موافقت کی ہے اور تیری نماز تیرے لئے کافی ہوگئی ہے،اور جس نے وضوء کر کے دوبارہ نماز ادا کی تھی اس سے فرمایا تجھے دوگنا ثواب ہے۔ (٥)

(١) كشاف القناع١٦٠/١،المغنى لابن قدامة١٧٢/١

(٢) صحيح مسلم كِتَابُ الْمَسَاجِدِ وَمَوَاضِعِ الصَّلَاةِ١١٦٥،سنن الدارقطنى ٦٦٩ ،مسنداحمد ٢٣٢٥١،السنن الكبرى للبيهقى ١٠٢٢

(٣) النساء٤٣

(٤) المائدة ٦

(٥) سنن ابوداودكتاب الطهارة بَابٌ فِي الْمُتَيَمِّمِ يَجِدُ الْمَاءَ بَعْدَ مَا يُصَلِّ فِي الْوَقْتِ٣٣٨،سنن الدارمى٧٧١،مستدرک حاکم ٦٣٢ ،سنن الدارقطنى ٧٢٧،السنن الكبرى للبيهقى ١٠٩٤

○... اَوۡ لٰمَسۡتُمُ النِّسَآءَ فَلَمۡ تَجِدُوۡا مَآءً فَتَيَمَّمُوۡا ... ۞ [١]

ترجمہ: یا تم نے عورتوں کو ہاتھ لگایا ہو اور پانی نہ ملے تو پاک مٹی سے کام لو (یعنی تیمم کرلو)

عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ الْخُزَاعِيُّ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَجُلًا مُعْتَزِلًا لَمْ يُصَلِّ فِي الْقَوْمِ، فَقَالَ: يَا فُلَانُ مَا مَنَعَكَ أَنْ تُصَلِّيَ فِي الْقَوْمِ؟ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ: أَصَابَتْنِي جَنَابَةٌ وَلاَ مَاءَ، قَالَ: عَلَيْكَ بِالصَّعِيدِ فَإِنَّهُ يَكْفِيكَ

عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو نماز پڑھائی تو ایک آدمی (جماعت سے) الگ تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اسے) کہا تمہیں کس چیز نے نماز سے روکے رکھا؟ اس نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے حالت جنابت لاحق ہے اور مزید یہ کہ پانی بھی میسر نہیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم مٹی کو لازم پکڑو (یعنی تیمم کرلو) بلاشبہ یہ تمہیں کفایت کرجائے گا۔ [٢]

○ وَاِنۡ كُنۡتُمۡ مَّرۡضٰۤى ۞ [٣]

ترجمہ: اور اگر تم حالت مرض میں ہو۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ: خَرَجْنَا فِي سَفَرٍ فَأَصَابَ رَجُلًا مِنَّا حَجَرٌ فَشَجَّهُ فِي رَأْسِهِ ، ثُمَّ احْتَلَمَ، فَسَأَلَ أَصْحَابَهُ فَقَالَ: هَلْ تَجِدُونَ لِي رُخْصَةً فِي التَّيَمُّمِ؟ فَقَالُوا: مَا نَجِدُ لَكَ رُخْصَةً وَأَنْتَ تَقْدِرُ عَلَى الْمَاءِ فَاغْتَسَلَ فَمَاتَ، فَلَمَّا قَدِمْنَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُخْبِرَ بِذَلِكَ، فَقَالَ: قَتَلُوهُ قَتَلَهُمُ اللهُ أَلَا سَأَلُوا إِذْ لَمْ يَعْلَمُوا فَإِنَّمَا شِفَاءُ الْعِيِّ السُّؤَالُ، إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيهِ أَنْ يَتَيَمَّمَ وَيَعْصِرَ أَوْ يَعْصِبَ شَكَّ مُوسَى - عَلَى جُرْحِهِ خِرْقَةً، ثُمَّ يَمْسَحَ عَلَيْهَا وَيَغْسِلَ سَائِرَ جَسَدِهِ

جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ہم ایک سفر میں نکلے تو ہم میں سے ایک شخص کے سر پر پتھر لگ گیا جس سے اس کا سر زخمی ہوگیا (اسی رات) اسے احتلام ہوگیا، اس نے اپنے ساتھیوں سے دریافت کیا کہ کیا تم سمجھتے ہو کہ میرے لئے تیمم کی اجازت ہے؟ انہوں نے جواب دیا ہم تیرے لئے کوئی رخصت نہیں پاتے کیونکہ تم پانی (کے استعمال) پر قادر ہو لہٰذا اس نے غسل کیا اور وہ فوت ہوگیا، پھر جب ہم (واپس) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس واقعہ کی اطلاع دی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انہوں نے اسے قتل کر دیا اللہ تعالیٰ انہیں قتل کرے، انہوں نے علم نہ ہونے پر سوال کیوں نہ کیا کیونکہ جہالت کا علاج سوال ہی تو ہے، اس روایت میں مزید یہ الفاظ بھی ہیں، اس شخص کے لیے یہی کافی تھا کہ تیمم کر لیتا اور اپنے زخم پر پٹی باندھے رہتا، موسیٰ کو شک ہوا کہ یَعْصِرَ کا لفظ بولا یا یَعْصِبَ کا (معنیٰ دونوں کا پٹی باندھنا ہے) پھر اس پر مسح کرتا اور باقی سارا جسم دھولیتا۔ [٤]

---

[١] المائدة٦

[٢] صحيح بخارى كتاب التيمم بَابٌ التَّيَمُّمُ ضَرْبَةٌ ٣٤٨

[٣] المائده ٦

[٤] سنن ابوداودكتاب الطهارة بَابٌ فِي الْمَجْرُوحِ يَتَيَمَّمُ٣٣٦،سنن الدارقطنى ٧٢٩،السنن الكبرى للبيهقى١٠٧٥

لیکن وہ ضعیف ہیں۔

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ جُبَيْرٍ الْمِصْرِيِّ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ: احْتَلَمْتُ فِي لَيْلَةٍ بَارِدَةٍ فِي غَزْوَةِ ذَاتِ السُّلَاسِلِ فَأَشْفَقْتُ إِنِ اغْتَسَلْتُ أَنْ أَهْلِكَ، فَتَيَمَّمْتُ ، ثُمَّ صَلَّيْتُ بِأَصْحَابِي الصُّبْحَ، فَذَكَرُوا ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا عَمْرُو صَلَّيْتَ بِأَصْحَابِكَ وَأَنْتَ جُنُبٌ؟فَأَخْبَرْتُهُ بِالَّذِي مَنَعَنِي مِنَ الِاغْتِسَالِ وَقُلْتُ إِنِّي سَمِعْتُ اللهَ يَقُولُ: وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ إِنَّ اللهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا،فَضَحِكَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَقُلْ شَيْئًا

عبدالرحمٰن بن جبیر، عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو جب غزوہ ذات السلاسل میں بھیجا گیا تو کہتے ہیں کہ ایک سخت سرد رات کو مجھے احتلام ہو گیا مجھے ڈر تھا کہ اگر میں نے غسل کیا تو کہیں ہلاک نہ ہو جاؤں، لہذا میں نے تیمم کر لیا پھر اپنے ساتھیوں کے ساتھ صبح کی نماز پڑھ لی، جب ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو لوگوں نے اس بات کا ذکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمرو رضی اللہ عنہ! تم نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ حالت جنابت میں نماز ادا کر لی؟ میں نے کہا مجھے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان یاد آ گیا ''اور تم اپنے نفسوں کو قتل مت کرو بلاشبہ اللہ تعالیٰ تم پر نہایت مہربان ہیں۔'' اس لئے میں نے تیمم کیا اور پھر نماز پڑھ لی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے اور کچھ نہ کہا۔ [1]

وَالْحَدِيثُ يَدُلُّ عَلَى جَوَازِ الْعُدُولِ إِلَى التَّيَمُّمِ لِخَشْيَةِ الضَّرَرِ

امام مالک رحمہ اللہ، امام شافعی رحمہ اللہ اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کہتے ہیں مذکورہ بالا حدیث اس چیز پر دال ہے کہ اگر پانی کے استعمال سے کسی قسم کے نقصان کا اندیشہ ہو تو تیمم درست ہے۔

وَذَهَبَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَالشَّافِعِيُّ فِي أَحَدِ قَوْلَيْهِ إِلَى عَدَمِ جَوَازِ التَّيَمُّمِ لِخَشْيَةِ الضَّرَرِ، قَالُوا:؛ لِأَنَّهُ وَاجِدٌ.

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کہتے ہیں ایسی صورت میں تیمم درست نہیں کیونکہ ایسے شخص کو پانی میسر ہے۔ ایک قول کے مطابق امام شافعی رحمہ اللہ کا بھی یہی مذہب ہے۔

وَالْحَدِيثُ وَقَوْله تَعَالَى: {وَإِنْ كُنْتُمْ مَرْضَى} [2] الْآيَةَ يَرُدَّانِ عَلَيْهِمَا.

امام شوکانی رحمہ اللہ کہتے ہیں گزشتہ حدیث اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ''اور اگر تم بیمار ہو۔'' امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے موقف کا رد کرتے ہیں۔ [3]

وَقَدْ اسْتَدَلَّ بِهَذَا الْحَدِيثِ الثَّوْرِيُّ وَمَالِكٌ وَأَبُو حَنِيفَةَ وَابْنُ الْمُنْذِرِ أَنَّ مَنْ تَيَمَّمَ لِشِدَّةِ الْبَرْدِ وَصَلَّى لَا تَجِبُ عَلَيْهِ الْإِعَادَةُ؛ لِأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - لَمْ يَأْمُرْهُ بِالْإِعَادَةِ

امام مالک رحمہ اللہ، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ، امام ثوری اور ابن منذر اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ سخت سردی کی وجہ سے

---

[1] سنن ابوداود کتاب الطهارة بَابُ إِذَا خَافَ الْجُنُبُ الْبَرْدَ أَيَتَيَمَّمُ ۳۳۴، صحیح ابن حبان ۱۳۱۵، مسند احمد ۱۷۸۱۲، مستدرک حاکم ۶۲۹، السنن الکبری للبیہقی ۱۰۷۰، سنن الدارقطنی ۶۸۱

[2] المائدة: 6

[3] نیل الاوطار ۱/۳۲۱

اگر کوئی شخص تیمم کر کے نماز پڑھ لے تو اس پر نماز دہرانا واجب نہیں ہے کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے صحابی (عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ) کو اس کا حکم نہیں دیا۔ (۱)

وَقَالَ عَطَاءٌ، وَالحَسَنُ: يَغْتَسِلُ، وَإِنْ مَاتَ

حسن رحمہ اللہ اور عطاء رحمہ اللہ کہتے ہیں جس پر غسل واجب ہے وہ غسل ہی کرے گا خواہ فوت ہو جائے۔ (۲)

توسعت في ذلك السنة المطهرة فأجازته لمرض أو برد شديد

شیخ البانی رحمہ اللہ کا کہنا ہے سنت نبوی نے مسئلہ تیمم میں وسعت کرتے ہوئے کسی مرض یا سخت سردی کی وجہ سے اسے جائز قرار دیا ہے۔ (۳)

قَالَ ابْنُ رَسْلَانَ: لَا يَتَيَمَّمُ لِشِدَّةِ الْبَرْدِ مَنْ أَمْكَنَهُ أَنْ يُسَخِّنَ الْمَاءَ

ابن ارسلان رحمہ اللہ کا موقف ہے کہ سخت سردی میں ایسے شخص کے لئے تیمم کرنا درست نہیں جو پانی کو گرم کر کے استعمال کرنے کی طاقت رکھتا ہو۔ (۴)

يُستباح به ما يُستباح بالوضوء والغسل لمن لا يجد الماء

راجع قول یہ ہے کہ کسی بھی عذر کی وجہ سے اگر انسان وضو یا غسل نہ کر سکتا ہو تو اسے تیمم کفایت کر جائے گا یہی جمہور علماء کا موقف ہے۔ (۵)

عمر وَابْن مَسْعُود فِي تيمّم الْجنب اضمحل عِنْدهم

البتہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما حالت جنابت میں پانی نہ ملنے پر تیمم درست نہیں سمجھتے تھے۔ (۶)

○ اس کے ارکان چہرہ اور دونوں ہاتھ ہیں وہ شخص ان پر ہاتھ پھیر لے،

فَقَالَ: إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيكَ هَكَذَا. وَمَسَحَ وَجْهَهُ وَكَفَّيْهِ وَاحِدَةً

رسول اللہ ﷺ نے عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو فرمایا تمہیں صرف اتنا ہی کافی تھا اور اپنے چہرے اور ہتھیلیوں کا ایک ہی مرتبہ مسح کیا۔ (۷)

عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ قَالَ: سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ التَّيَمُّمِ فَأَمَرَنِي ضَرْبَةً وَاحِدَةً لِلْوَجْهِ وَالْكَفَّيْنِ

---

(۱) نيل الاوطار ۱/۳۲۲

(۲) المغنى لابن قدامة ۱/۱۹۲

(۳) تمام المنة ۱/۱۳۱

(۴) نيل الاطار ۱/۳۲۲

(۵) الروضة الندية ۱/۲۰۴، السيل الجرار ۱/۳۹

(۶) حجة الله البالغة ۱/۲۴۷

(۷) صحيح بخارى كتاب التيمم بَابٌ إِذَا خَافَ الجُنُبُ عَلَى نَفْسِهِ المَرَضَ أَوِ المَوْتَ، أَوْ خَافَ العَطَشَ، تَيَمَّمَ ۳۴۶، وبَابٌ التَّيَمُّمُ ضَرْبَةٌ ۳۴۷، سنن ابوداود كتاب الطهارة بَابُ التَّيَمُّمِ ۳۲۴، سنن الدارقطنى ۷۰۰، السنن الكبرى للبيهقى ۱۰۱۳

عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں چہرے اور دونوں ہاتھوں کے تیمم کا حکم دیا۔ [1]

عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبْزَى، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى عُمَرَ بْنِ الخَطَّابِ، فَقَالَ: إِنِّي أَجْنَبْتُ فَلَمْ أُصِبِ المَاءَ ،فَقَالَ عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ لِعُمَرَ بْنِ الخَطَّابِ: أَمَا تَذْكُرُ أَنَّا كُنَّا فِي سَفَرٍ أَنَا وَأَنْتَ، فَأَمَّا أَنْتَ فَلَمْ تُصَلِّ، وَأَمَّا أَنَا فَتَمَعَّكْتُ فَصَلَّيْتُ، فَذَكَرْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيكَ هَكَذَا،فَضَرَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَفَّيْهِ الأَرْضَ، وَنَفَخَ فِيهِمَا، ثُمَّ مَسَحَ بِهِمَا وَجْهَهُ وَكَفَّيْهِ

سعید بن عبد الرحمٰن بن ابزی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں ایک شخص سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہنے لگا میں جنبی ہو گیا اور مجھے پانی نہ مل سکا، عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب سے کہا کہ آپ کو یاد ہو گا کہ میں اور آپ سفر میں تھے (ہم دونوں جنبی ہو گئے) آپ نے تو نماز ادا نہ کی لیکن میں مٹی میں لیٹ گیا اور نماز ادا کر لی، پھر میں نے اس واقعہ کا ذکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہیں تو صرف اس طرح کرنا ہی کافی تھا، چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دونوں ہتھیلیوں کو زمین پر مارا اور ان میں پھونکا، پھر ان دونوں کو اپنے چہرے اور ہتھیلیوں پر پھیر لیا۔

فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيكَ أَنْ تَضْرِبَ بِيَدَيْكَ الْأَرْضَ، ثُمَّ تَنْفُخَ، ثُمَّ تَمْسَحَ بِهِمَا وَجْهَكَ ، وَكَفَّيْكَ

اور صحیح مسلم کی روایت میں یہ لفظ ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تجھے صرف اتنا ہی کافی تھا کہ تو اپنی دونوں ہتھیلیاں زمین پر مارتا پھر ان میں پھونکتا اس کے بعد ان کے ساتھ اپنے چہرے اور اپنی ہتھیلیوں کا مسح کرتا۔ [2]

إِنَّهُ يُقْتَصَرُ فِي مَسْحِ الْيَدَيْنِ عَلَى الْكَفَّيْنِ، وَإِلَيْهِ ذَهَبَ عَطَاءٌ وَمَكْحُولٌ وَالْأَوْزَاعِيُّ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ وَابْنُ الْمُنْذِرِ وَعَامَّةُ أَصْحَابِ الْحَدِيثِ، هَكَذَا فِي شَرْحِ مُسْلِمٍ

اسحاق رحمہ اللہ اور ابن منذر رحمہ اللہ، امام عطاء رحمہ اللہ، امام مکحول رحمہ اللہ اور امام اوزاعی رحمہ اللہ کا موقف ہے کہ تیمم کرتے ہوئے ہاتھوں کے مسح میں صرف ہتھیلیوں پر ہی اکتفا کیا جائے گا۔ [3]

اور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا کہنا ہے کہ صرف ایک مرتبہ مٹی پر ہاتھ مارنا کافی ہے اس مٹی کو جو ہاتھوں پر لگ گئی ہے ایک ہی مرتبہ پنے دونوں ہاتھ ایک دوسرے پر پھیر لو (کہنیوں تک ضروری نہیں) اور منہ پر بھی پھیر لو

[1] سنن ابوداودکتاب الطهارة بَابُ التَّيَمُّمِ۳۲۷،جامع ترمذی ابواب الطهارةبَابُ مَا جَاءَ فِي التَّيَمُّمِ ۱۴۴، مسند احمد۱۸۳۱۹، صحیح ابن خزیمة۲۶۶،سنن الدارقطنی۶۹۷

[2] صحیح بخاری کتاب التیمم بَابٌ المُتَيَمِّمُ هَلْ يَنْفُخُ فِيهِمَا؟۳۳۸،صحیح مسلم کتاب الحیض بَابُ التَّيَمُّمِ ۸۲۰،مسنداحمد ۱۸۳۳۲،سنن ابوداود کتاب الطهارة بَابُ التَّيَمُّمِ۳۲۲،سنن ابن ماجه کتاب الطهارة بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّيَمُّمِ ضَرْبَةً وَاحِدَةً ۵۶۹،صحیح ابن خزیمة۲۶۸،السنن الکبری للبیهقی ۱۰۰۴،سنن الدارقطنی ۶۸۴،السنن الکبری للنسائی ۲۹۹

[3] نیل الاوطار۳۲۹٫۱

قال فِي التَّيَمُّمِ ضَرْبَةٌ لِلْوَجْهِ وَالْكَفَّيْنِ

تیمم میں چہرے اور ہتھیلیوں کے لیے صرف ایک ہی مرتبہ کافی ہے [1]

امام زہری رحمہ اللہ کہتے ہیں بغلوں تک مسح کرنا واجب ہے۔

قَالَ الْخَطَّابِيّ: لَمْ يَخْتَلِفْ أَحَدٌ مِنَ الْعُلَمَاءِ فِي أَنَّهُ لَا يَلْزَمُ مَسْحُ مَا وَرَاءَ الْمِرْفَقَيْنِ

امام خطابی رحمہ اللہ کا کہنا ہے کہ علماء میں سے کسی نے بھی اس بات سے اختلاف نہیں کیا کہ کہنیوں سے آگے (مزید) مسح کرنا لازم نہیں ہے۔ [2]

راجع یہ ہے کہ صرف ہتھیلیوں پر ہی مسح کیا جائے گا جیسا کہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی حدیث میں کَفَّيْهِ کے لفظ موجود ہیں (کیونکہ ہاتھ کا اطلاق صرف گٹے تک ہے، اگر کہنیوں تک ہاتھوں پر مسح تیمم کے لئے شرط ہوتی تو اللہ تعالیٰ اس شرط سے مقید فرما دیتا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے وضو میں مقید فرمایا ہے) امام شوکانی رحمہ اللہ بھی اسی کے قائل ہیں اور عبد الرحمٰن مبارکپوری بھی اسی کو ترجیح دیتے ہیں۔

جن روایات میں إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ کہنیوں تک إِلَى الْآبَاطِ بغلوں تک، إِلَى نِصْفِ الذِّرَاعِ آدھے بازو تک ہاتھ پھیرنے کا ذکر ہے وہ تمام روایات ضعیف و ناقابل احتجاج ہیں یا صرف موقوف ہیں اور مرفوع و صحیح روایات میں صرف يَدَيْهِ دونوں ہاتھ یا كَفَّيْهِ دونوں ہتھیلیوں کا ہی ذکر ہے۔ [3]

لہذا اصولی قاعدہ کے مطابق مطلق يَدَيْهِ کے الفاظ کو مقید كَفَّيْهِ پر محمول کیا جائے گا۔

○ مٹی پر کتنی مرتبہ ہاتھ مارا جائے۔

عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ قَالَ: سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ التَّيَمُّمِ، فَأَمَرَنِي ضَرْبَةً وَاحِدَةً لِلْوَجْهِ وَالْكَفَّيْنِ

عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے تیمم کے متعلق سوال کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے چہرے اور دونوں ہاتھوں کے لئے (زمین پر) ایک مرتبہ ہاتھ مارنے کا حکم دیا۔ [4]

ثُمَّ ضَرَبَ بِيَدَيْهِ الْأَرْضَ ضَرْبَةً وَاحِدَةً

عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں یہ لفظ ہیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھوں کو ایک مرتبہ زمین پر مارا۔ [5]

جس روایت میں چہرے کے لئے الگ اور ہاتھوں کے لئے الگ زمین پر ہاتھ مارنے کا ذکر ہے وہ ضعیف ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: التَّيَمُّمُ ضَرْبَتَانِ ضَرْبَةٌ لِلْوَجْهِ، وَضَرْبَةٌ لِلْيَدَيْنِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ.

جیسا کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیمم یہ ہے کہ دو مرتبہ زمین پر ہاتھ مارا جائے، ایک مرتبہ چہرے کے

---

[1] ۔مسند احمد ۱۸۳۱۹

[2] نیل الاوطار ۱/۳۳۰، الروضة الندية ۱/۲۰۸

[3] بلوغ المرام ۱۲۹

[4] سنن ابوداود کتاب الطهارة بَابُ التَّيَمُّمِ ۳۲۷

[5] صحيح مسلم كتاب الحيض بَابُ التَّيَمُّمِ ۸۱۸

لئے اور ایک مرتبہ کہنیوں تک دونوں ہاتھوں کے لئے۔ ①

قُلت وَعَلِيُّ بْنُ ظَبْيَانَ ضَعَّفَهُ الْقَطَّانُ وَابْنُ مَعِينٍ

اس روایت کی سند میں عَلِيُّ بْنُ ظَبْيَانَ راوی ہے جسے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ، امام ابن قطان رحمہ اللہ اور امام ابن معین رحمہ اللہ وغیرہ نے ضعیف قرار دیا ہے۔ ②

راجح بات یہی ہے کہ یہ حدیث موقوف ہے۔

وَصَحَّحَ الْأَئِمَّةُ وَقْفَه

جیسا کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ رقمطراز ہیں ائمہ نے اس کے موقوف ہونے کو ہی درست کہا ہے۔ ③

مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ منهم علي عمار وبن عَبَّاسٍ وَغَيْرِ وَاحِدٍ مِنَ التَّابِعِينَ مِنْهُمُ الشَّعْبِيُّ وَعَطَاءٌ وَمَكْحُولٌ قَالُوا التَّيَمُّمُ ضَرْبَةٌ لِلْوَجْهِ وَالْكَفَّيْنِ وبه يقول أحمد وإسحاق، قال بن قُدَامَةَ فِي الْمُغْنِي الْمَسْنُونُ عِنْدَ أَحْمَدَ التَّيَمُّمُ بِضَرْبَةٍ وَاحِدَةٍ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل علم اصحاب میں جن میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب، عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ، ابن عباس رضی اللہ عنہما امام عطاء رحمہ اللہ، امام مکحول رحمہ اللہ، امام اوزاعی رحمہ اللہ ، امام شعبی رحمہ اللہ، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اور اسحاق کا موقف ہے کہ تیمم چہرے اور دونوں ہاتھوں کے لئے ایک ہی مرتبہ زمین پر ہاتھ مارنے کا نام ہے، ابن قدامہ نے مغنی میں لکھا ہے کہ احمد بن حنبل رحمہ اللہ کہتے ہیں مسنون یہ ہے کہ ایک بار زمین پر ہاتھ مارے ④

يَتَيَمَّمَ بِضَرْبَتَيْنِ: ضَرْبَةٌ لِلْوَجْهِ،وَضَرْبَةٌ لِلْيَدَيْنِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ، هذا هو الصحيح عن ابن عمر وعن جابر بن عبد الله، وهو قول أكثر الْعُلَمَاءِ الْقَائِلِينَ بذلك، وهو قول مَالِك وَأَبِي حَنِيفَةَ وَالشَّافِعِيِّ وغيرهم،وَذَهَبَ ابْنُ الْمُسَيِّبِ وَابْنُ سِيرِينَ إِلَى أَنَّ الْوَاجِبَ ثَلَاثُ ضَرَبَاتٍ: ضَرْبَةٌ لِلْوَجْهِ، وَضَرْبَةٌ لِلْكَفَّيْنِ، وَضَرْبَةٌ لِلذِّرَاعَيْنِ

جبکہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ، جابر رضی اللہ عنہ، امام ابراہیم رحمہ اللہ، امام حسن رحمہ اللہ، امام سفیان ثوری رحمہ اللہ اور امام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں تیمم یہ ہے کہ زمین پر دو مرتبہ ہاتھ مارا جائے، ایک مرتبہ چہرے کے لئے اور ایک مرتبہ کہنیوں تک دونوں ہاتھوں کے لئے، سعید بن مسیب رحمہ اللہ اور ابن سیرین رحمہ اللہ کہتے ہیں تین مرتبہ زمین پر ہاتھ مارنا واجب ہے، ایک مرتبہ چہرے کے لئے، ایک مرتبہ دونوں ہاتھوں کے لئے اور ایک مرتبہ دونوں بازوؤں کے لئے۔ ⑤

① سنن الدارقطنی ٦٨٥، مستدرک حاکم ٦٣٤، السنن الکبری للبیہقی ٩٩٧

② تلخیص الحبیر ١/٤٠٣

③ بلوغ المرام ١٣٠

④ تحفة الحوذی ١/٣٧٦

⑤ فتح الباری ٢/٢٩٣، نیل الاوطار ١/٣٢٨

جمہور کا موقف راجح ہے، امام نووی رحمہ اللہ اسی کو ترجیح دیتے ہیں۔ (۱)

فَالْحَقُّ الْوُقُوفُ عَلَى مَا ثَبَتَ فِي الصَّحِيحَيْنِ مِنْ حَدِيثِ عَمَّارٍ مِنَ الِاقْتِصَارِ عَلَى ضَرْبَةٍ وَاحِدَةٍ

امام شوکانی رحمہ اللہ کہتے ہیں حق بات یہ ہے کہ صحیحین میں موجود حدیث عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے ثابت ایک ضرب پر ہی اکتفا کیا جائے گا۔ (۲)

عبدالرحمن مبارکپوری رحمہ اللہ بھی اسی کے قائل ہیں۔ (۳)

○ اگر دوران نماز پانی مل جائے تو کیا تیمم ٹوٹ جاتا ہے یا کہ نماز مکمل کر لی جائے گی؟

حقیقت یہی ہے کہ پانی مل جانے سے تیمم ختم ہو جاتا ہے جبکہ انسان اس کے استعمال پر قادر ہو، لہذا حدث اصغر ہو تو وضوء اور اگر حدث اکبر ہو تو غسل کر کے دوبارہ نماز ادا کرنی

چاہیے اس کی دلیل یہ حدیث ہے۔

عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ الصَّعِيدَ الطَّيِّبَ طَهُورُ الْمُسْلِمِ، وَإِنْ لَمْ يَجِدِ الْمَاءَ عَشْرَ سِنِينَ، فَإِذَا وَجَدَ الْمَاءَ فَلْيُمِسَّهُ بَشَرَتَهُ، فَإِنَّ ذَلِكَ خَيْرٌ

ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پاک مٹی مسلمان کو پاک کرنے والی ہے اگرچہ دس سال اسے پانی نہ ملے، جب پانی میسر آجائے تو اسے اپنے جسم پر ملے کیونکہ بلاشبہ اسی میں خیر و بھلائی ہے۔ (۴)

وَإِذَا وَجَدَ الْمُتَيَمِّمُ الْمَاءَ، وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ، خَرَجَ فَتَوَضَّأَ، أَوْ اغْتَسَلَ إِنْ كَانَ جُنُبًا، وَاسْتَقْبَلَ الصَّلَاةَ

ابن قدامہ حنبلی رحمہ اللہ کہتے ہیں جب تیمم کرنے والے شخص کو پانی مل جائے اور وہ حالت نماز میں ہو تو وہ نماز چھوڑ کے وضوء کرے یا اگر حالت جنابت سے ہے تو غسل کرے اور پھر نماز ادا کرے۔ (۵)

وَبِهَذَا قَالَ الثَّوْرِيُّ، وَأَبُو حَنِيفَةَ

ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور امام ثوری رحمہ اللہ اسی کے قائل ہیں۔

وَقَالَ مَالِكٌ، وَالشَّافِعِيُّ، وَأَبُو ثَوْرٍ، وَابْنُ الْمُنْذِرِ: إِنْ كَانَ فِي الصَّلَاةِ، مَضَى فِيهَا

امام مالک رحمہ اللہ، امام شافعی رحمہ اللہ، ابن منذر رحمہ اللہ کا موقف ہے کہ اگر انسان نماز میں ہو تو پانی ملنے کے باوجود نماز مکمل کر لے۔ (۶)

---

(۱) المجموع شرح المهذب ۲/۲۱۱

(۲) نیل الاوطار ۱/۳۲۹

(۳) تحفة الاحوذی ۱/۳۷۹

(۴) سنن ابوداود کتاب الطَّهَارَةِ بَابُ الْجُنُبِ يَتَيَمَّمُ ۳۳۲، مسند احمد ۲۱۳۷۱، جامع ترمذی ابواب اطهارة باب التيمم للجنب اذالم يجدالماء ۱۲۴، سنن الدارقطنی ۷۲۴، مستدرک حاکم ۶۲۷، السنن الصغير للبيهقی ۲۳۳

(۵) المغنی لابن قدامة ۱/۱۹۷

(۶) المغنی لابن قدامة ۱/۱۹۷

وَإِذَا صَلَّى الْجُنُبُ بِالتَّيَمُّمِ ثُمَّ وَجَدَ الْمَاءَ وَجَبَ عَلَيْهِ الِاغْتِسَالُ بِإِجْمَاعِ الْعُلَمَاءِ

اگر کوئی جنبی تیمم کر کے نماز پڑھ رہا ہو اور پھر اسے پانی میسر ہو جائے تو اس پر واجب ہے کہ وہ غسل کرے اور پھر نماز ادا کرے، اس پر علماء کا اجماع ہے، اور یہی موقف ہی راجح ہے (کیونکہ اصل کی موجودگی سے نیابت ختم ہو جاتی ہے)۔ (1)

وَإِذَا وَجَدَ الْمَاءَ فَلْيُمِسَّهُ بَشَرَتَهُ

البتہ گزشتہ حدیث کے عموم سے ایک صورت خاص ہے وہ یہ کہ نماز سے فراغت کے بعد اگر نماز کے وقت میں ہی پانی مل جائے تو وضوء کر کے دوبارہ نماز ادا کرنا ضروری نہیں۔

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: خَرَجَ رَجُلَانِ فِي سَفَرٍ، فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ وَلَيْسَ مَعَهُمَا مَاءٌ، فَتَيَمَّمَا صَعِيدًا طَيِّبًا فَصَلَّيَا، ثُمَّ وَجَدَا الْمَاءَ فِي الْوَقْتِ ،فَأَعَادَ أَحَدُهُمَا الصَّلَاةَ وَالْوُضُوءَ وَلَمْ يُعِدِ الْآخَرُ،ثُمَّ أَتَيَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَا ذَلِكَ لَهُ،فَقَالَ لِلَّذِي لَمْ يُعِدْ:أَصَبْتَ السُّنَّةَ، وَأَجْزَأَتْكَ صَلَاتُكَ،وَقَالَ لِلَّذِي تَوَضَّأَ وَأَعَادَ:لَكَ الْأَجْرُ مَرَّتَيْنِ

جیسا کہ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے دو آدمی سفر میں نکلے اور جب نماز کا وقت ہوا تو ان کے پاس پانی نہیں تھا لہذا انہوں نے پاک مٹی سے تیمم کیا اور نماز ادا کر لی، پھر انہیں (نماز کے) وقت میں ہی پانی مل گیا، ان میں سے ایک نے تو وضو کر کے دوبارہ نماز ادا کی جبکہ دوسرے نے ایسا نہ کیا، پھر دونوں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور اس بات کا تذکرہ کیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص سے کہ جس نے نماز نہیں دہرائی تھے فرمایا تم نے سنت کو حاصل کر لیا اور تمہیں تمہاری نماز کافی ہوگئی، اور دوسرے شخص کے لئے فرمایا تمہارے لئے دوگنا اجر ہے۔ (2)

○ کیا نماز کا وقت ختم ہونے سے تیمم ٹوٹ جاتا ہے؟

وأما دعوى انتقاض التيمم بخروج الوقت فلا أصل له يرجع إليه ولا دليل يدل عليه

امام شوکانی رحمہ اللہ کہتے ہیں نماز کا وقت ختم ہو جانے سے تیمم ٹوٹ جانے کے دعوے کی کوئی اصل نہیں اور نہ ہی اس کی کوئی دلیل ہے۔ (3)

عَنْ أَحْمَدَ، أَنَّهُ قَالَ: لَا يُصَلِّي بِالتَّيَمُّمِ إِلَّا صَلَاةً وَاحِدَةً ، ثُمَّ يَتَيَمَّمُ لِلْأُخْرَى

امام احمد سے ایک قول مروی ہے کہ ایک تیمم میں صرف ایک ہی نماز ادا کر سکتے ہیں جبکہ دوسری نماز کے لیے دوسرا تیمم کرنا پڑے گا۔ (4)

○ کیا تیمم صرف مٹی سے کیا جائے گا؟

ارشاد باری تعالیٰ ہے

---

(1) نیل الاوطار ۱/۳۲۰

(2) سنن ابوداودکتاب الطهارة بَابٌ فِي الْمُتَيَمِّمِ يَجِدُ الْمَاءَ بَعْدَ مَا يُصَلِّ فِي الْوَقْتِ ۳۳۸،مستدرک حاکم۶۳۲،سنن الدارقطنی۷۲۷، السنن الکبری للبیهقی ۱۰۹۴ائمه اربعه اسی کے قائل ہیںنیل الاطار۱/۳۳۱

(3) السیل الجرار ۱/۸۹

(4) المغنی لابن قدامة ۱/۱۹۴

...فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا...[1]

پاکیزہ مٹی سے تیمم کرو۔

عَنْ حُذَيْفَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فُضِّلْنَا عَلَى النَّاسِ بِثَلَاثٍ ، جُعِلَتْ صُفُوفُنَا كَصُفُوفِ الْمَلَائِكَةِ، وَجُعِلَتْ لَنَا الْأَرْضُ كُلُّهَا مَسْجِدًا، وَجُعِلَتْ تُرْبَتُهَا لَنَا طَهُورًا إِذَا لَمْ نَجِدِ الْمَاءَ

حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمیں دیگر تمام لوگوں پر تین فضیلتیں حاصل ہیں، ہماری نماز کی صفیں فرشتوں کی صفوں کی مانند ہیں، ہمارے لئے زمین مسجد بنادی گئی ہے، اور زمین کی مٹی ہمارے لئے وضوء کے قائم مقام ہے جب ہمیں (وضوء کے لئے) پانی مہیا نہ ہو سکے۔[2]

صَعِيدًا سے مراد مٹی یا زمین کا بالائی حصہ، قبر، راستہ، زمین کا بلند حصہ، زمین کا اوپر والا حصہ ہے۔

قَالَ الْأَزْهَرِيُّ؛ وَمَذْهَبُ أَكْثَرِ الْعُلَمَاءِ أَنَّ الصَّعِيدَ فِي قَوْله تَعَالَى: صَعِيدًا طَيِّبًا، هُوَ التُّرَابُ

زہری رحمہ اللہ کہتے ہیں اکثر علماء کا یہی مذہب ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان "پاکیزہ مٹی۔" میں صَعِيدًا سے مراد مٹی ہے۔[3]

امام شافعی رحمہ اللہ، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اور امام داود رحمہ اللہ کا موقف ہے کہ تیمم صرف مٹی سے ہی کیا جائے گا

وَقَدْ ذَهَبَ إِلَى تَخْصِيصِ التَّيَمُّمِ بِالتُّرَابِ الْعِتْرَةُ وَالشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَدَاوُد؛ وَذَهَبَ مَالِكٌ وَأَبُو حَنِيفَةَ وَعَطَاءٌ وَالْأَوْزَاعِيُّ وَالثَّوْرِيُّ إِلَى أَنَّهُ يُجْزِئُ بِالْأَرْضِ وَمَا عَلَيْهَا

امام مالک رحمہ اللہ، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ، امام عطاء رحمہ اللہ، امام اوزاعی رحمہ اللہ اور امام ثوری رحمہ اللہ کہتے ہیں زمین کا بالائی حصہ کچھ بھی ہو اس سے تیمم درست ہے۔[4]

اور راجح بھی یہی ہے چونکہ لفظ صَعِيدً کا معنیٰ زمین کا بالائی وسطحی حصہ ہے جیسا کہ گزشتہ اکثر وبیشتر ائمہ لغت کے اقوال سے یہی ثابت ہوتا ہے اس لئے ہر اس چیز کے ساتھ تیمم درست ہو گا جو زمین کی سطح ہے اور حدیث میں موجود مٹی کا ذکر قرآن کے لفظ صَعِيدً کی تخصیص نہیں کرتا بلکہ اس کے ایک فرد کی وضاحت کرتا ہے یعنی جس طرح صَعِيدً میں دیگر اشیاء شامل ہیں اسی طرح مٹی بھی شامل ہے اور بالخصوص حدیث میں مٹی کا ہی لفظ اس لئے بیان کیا گیا ہے کیونکہ عموماً زمین کا بالائی حصہ یہی ہوتی ہے لہذا اسی سے تیمم کیا جائے گا لیکن جہاں ریت ہو گی وہاں ریت سے تیمم کیا جائے گا، اسی طرح جہاں زمین کی سطح کوئی اور چیز ہو گی وہاں اسی سے تیمم کیا جائے۔

○ نماز کا وقت ختم ہونے کا اندیشہ ہو تو تیمم خواہ انسان پانی کے استعمال پر قادر ہی کیوں نہ ہو کیا ایسی صورت میں تیمم کیا جائے گا یا کہ وضوء

---

[1] النساء ٤٣

[2] صحیح مسلم كِتَابُ الْمَسَاجِدِ وَمَوَاضِعِ الصَّلَاةِ١١٦٥، مصنف ابن ابی شيبة٣١٦٤٩، سنن الكبرى للنسائى٧٩٦٨، صحيح ابن خزيمة٢٦٤، سنن الدارقطنى٦٦٩، السنن الكبرى للبيهقى١٠٢٢

[3] نيل الاوطار١/٣٢٥

[4] نيل الاوطار١/٣٢٥

ہی کرنا ضروری ہے اگرچہ نماز کا وقت ختم ہو جائے۔

شافعیہ اور حنابلہ ایسی صورت میں تیمم جائز نہیں مانتے،

وَالْجَوَازُ بِالتَّيَمُّمِ مَعَ وُجُودِ الْمَاءِ لَنْ يَكُونَ إِلَّا لِخَوْفِ الْفَوْتِ أَصْلًا كَمَا فِي صَلَاةِ الْجِنَازَةِ وَالْعِيدِ وَالْكُسُوفِ وَالسُّنَنِ وَالرَّوَاتِبِ فَلَا يُشْتَرَطُ لَهَا الْعَجْزُ

نفیہ نماز جنازہ اور نماز عید کے فوت ہونے کا اندیشہ ہو تو پانی کی موجودگی میں بھی تیمم کیا جاسکتا ہے، اور اسی طرح اگر نماز کسوف اور فرائض کی سنتوں کے فوت ہونے کا خطرہ ہو تب بھی تیمم کیا جاسکتا ہے۔ [1]

شافعیہ کا موقف راجح ہے کیونکہ تیمم کی اجازت صحت و تندرستی کی حالت میں صرف اسی وقت ہے جب پانی میسر نہ ہو جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے

۔۔۔ فَلَمْ تَجِدُوا مَآءً فَتَيَمَّمُوا ۔۔۔ [2]

ترجمہ: اور پانی نہ ملے تو پاک مٹی سے کام لو۔

امام شوکانی رحمہ اللہ اور البانی رحمہ اللہ اسی کے قائل ہیں۔

○ اگر پانی میسر ہو لیکن ناکافی ہو؟

اس صورت میں اس شخص کو چاہیے کہ پہلے اپنے بدن اور کپڑوں سے نجاست دور کرے یا اس پانی کو قضائے حاجت وغیرہ میں استعمال کرے کیونکہ شریعت نے قبل از وضو انہی افعال کا ذکر کیا ہے۔

وَإِذَا أَمَرْتُكُمْ بِأَمْرٍ فَأْتُوا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ

حدیث نبوی ہے جب میں تمہیں کسی کام کا حکم دوں تو حسب استطاعت اس پر عمل کرو۔ [3]

وَقَدْ اسْتَدَلَّ بِهِ الْمُصَنِّفُ عَلَى وُجُوبِ اسْتِعْمَالِ الْمَاءِ

امام شوکانی رحمہ اللہ نے مذکورہ بالا حدیث سے استدلال کیا کہ جہاں تک ممکن ہو طہارت کے لئے پانی استعمال کرنا ضروری ہے (ایسا نہیں کرنا چاہیے کہ اگر پانی کم ہو تو اسے یکسر ترک کر کے محض تیمم ہی کر لیا جائے)۔ [4]

○ لاچار و بے بس مریض کیا کرے؟

یعنی نہ تو وہ خود حرکت کر کے پانی حاصل کر سکتا ہے اور نہ ہی کوئی ایسا شخص اس کے قریب ہے جو اسے پانی مہیا کر سکے تو ایسی صورت میں اس کے لئے تیمم کر لینا مباح و درست ہوگا کیونکہ وہ بعینہ ایسے شخص کی طرح ہے کہ جو کسی گہرے کنوئیں میں پانی دیکھتا ہے لیکن اسے حاصل کرنے

[1] الدرالمختار ۱/۲۳۲، بدائع الصنائع ۱/۸۰

[2] المائدۃ ۶

[3] صحیح بخاری كِتَابُ الِاعْتِصَامِ بِالكِتَابِ وَالسُّنَّةِ بَابُ الِاقْتِدَاءِ بِسُنَنِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۷۲۸۸، صحیح مسلم کتاب الحج بَابُ فَرْضِ الْحَجِّ مَرَّةً فِي الْعُمُرِ ۳۲۵۷، مسند احمد ۱۰۰۲۸، مسند ابی یعلی ۶۳۰۵

[4] نیل الاوطار ۱/۳۲۶

کا کوئی ذریعہ اس کے پاس نہیں۔

○الصَّلَاةِ بِغَيْرِ مَاءٍ وَلَا تُرَابٍ عِنْدَ الضَّرُورَةِ

اگر کچھ بھی میسر نہ ہو تو کیا بغیر طہارت نماز درست ہے؟

تیمم کی اجازت نازل ہونے سے پہلے جب ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ہار گم ہو گیا تھا تو کچھ آدمیوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے تلاش کرنے کے لئے بھیجا اور پھر نماز کا وقت ہو گیا لیکن اس وقت ان کے پاس پانی موجود نہیں تھا اور تیمم بھی مشروع نہیں تھا

فَصَلَّوْا بِغَيْرِ وُضُوءٍ

لہذا کچھ لوگوں نے بغیر وضوء کے ہی نماز پڑھ لی، پھر جب واپسی پر انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات کی شکایت کی تو آیت تیمم نازل ہوئی۔[1]

وَلَوْ كَانَتِ الصَّلَاةُ حِينَئِذٍ مَمْنُوعَةً لَأَنْكَرَ عَلَيْهِمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِهَذَا

اس حدیث میں محل شاہد یہ ہے کہ اگر ایسی حالت میں نماز ممنوع ہوتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی ضرور وضاحت فرماتے حالانکہ ایسا کچھ منقول نہیں ہے اور اس وقت پانی کا نہ ہونا پانی اور تیمم کے لئے مٹی وغیرہ دونوں کے نہ ہونے کے مترادف تھا کیونکہ اس وقت طہارت کا حکم صرف پانی کے ساتھ ہی خاص تھا۔

امام شافعی رحمہ اللہ، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اور جمہور محدثین نے ایسی حالت میں ادا کی ہوئی نماز کو درست قرار دیا ہے

لَكِنْ اخْتَلَفُوا فِي وُجُوبِ الْإِعَادَةِ ،عَنْ الشَّافِعِيِّ وُجُوبُهَا وَصَحَّحَهُ أَكْثَرُ أَصْحَابِهِ،وَاحْتَجُّوا بِأَنَّهُ عُذْرٌ نَادِرٌ فَلَمْ يُسْقِطْ الْإِعَادَةَ

البتہ اس مسئلے میں اختلاف کیا ہے کہ کیا دوبارہ نماز پڑھنا لازم ہے یا نہیں؟ امام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں نماز دہرانا واجب ہے اور اس مسئلہ میں جم غفیر اسی کو صحیح قرار دیتے ہیں کیونکہ یہ نادر عذر ہے چنانچہ نماز کا اعادہ کرے گا۔

وَالْمَشْهُورُ عَنْ أَحْمَدَ وَبِهِ قَالَ الْمُزَنِيِّ وَسَحْنُونٌ وَابْنُ الْمُنْذِرِ: لَا تَجِبُ، لِأَنَّهَا لَوْ كَانَتْ وَاجِبَةً لَبَيَّنَهَا لَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ امام ابن منذر رحمہ اللہ کہتے ہیں واجب نہیں ہے کیونکہ اگر واجب ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں ضرور حکم دیتے۔

وَقَالَ مَالِكٌ وَأَبُو حَنِيفَةَ فِي الْمَشْهُورِ عَنْهُمَا: لَا يُصَلِّي،لكِنْ قَالَ أَبُو حَنِيفَةَ وَأَصْحَابُهُ: يَجِبُ عَلَيْهِ الْقَضَاءُ،قَالَ الثَّوْرِيُّ وَالْأَوْزَاعِيُّ.وَقَالَ مَالِكٌ فِيمَا حَكَاهُ عَنْهُ الْمَدَنِيُّونَ: لَا يَجِبُ عَلَيْهِ الْقَضَاءُ،تُسْتَحَبُّ الصَّلَاةُ وَتَجِبُ الْإِعَادَةُ

امام مالک رحمہ اللہ اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کہتے ہیں ایسی صورت میں وہ شخص نماز ہی ادا نہیں کرے گا، البتہ احناف کے نزدیک اس پر قضاء واجب

---

[1] صحیح بخاری كِتَابُ فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم بَابُ فَضْلِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا ۳۷۷۳، سنن ابوداودکتاب الطهارة بَابُ التَّيَمُّمِ ۳۱۷ ،سنن ابن ماجه كتاب الطهارة بَابُ مَا جَاءَ فِي السَّبَبِ ۵۶۸ ،سنن الكبرى للنسائی ۳۰۸ ، مسنداحمد ۲۴۲۹۹

ہے، جبکہ امام ثوری رحمہ اللہ، امام اوزاعی اور رحمہ اللہ امام مالک رحمہ اللہ کے کہتے ہیں اس کی قضا واجب نہیں ہے، امام نووی رحمہ اللہ کا موقف ہے ایسی حالت میں نماز پڑھ لینا بہتر ہے لیکن بعد میں (وضوء یا تیمم کر کے) دوبارہ پڑھنا واجب ہے۔ [1]

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا موقف راجح ہے کہ یہ سنت کے زیادہ قریب ہے۔ فی الحقیقت ایسا بہت کم واقع ہوتا ہے لیکن بہرحال اس کا امکان تو موجود ہے مثلاً اگر کوئی مسلمان مجاہد بطور جنگی قیدی دشمنوں کے ہاتھ آجائے اور اسے اس طرح جکڑا گیا ہو کہ اسے پانی اور مٹی دونوں میسر نہ ہوں، اس کے علاوہ شدید مریض جو حرکت پر قادر نہ ہو اور نہ ہی کوئی دوسرا شخص اس کے قریب ہو جو اسے پانی یا مٹی وغیرہ فراہم کر سکتا ہے تو ایسی صورت میں انہیں کیا کرنا چاہیے؟ یقیناً حسب استطاعت عمل کا حکم ہے اس لئے بغیر وضوء و تیمم کے ہی نماز ادا کر لینی چاہیے۔

قُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ، أَخْبِرْنِي عَنِ الْوُضُوءِ، قَالَ: مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ يُقَرِّبُ وَضُوءَهُ ثُمَّ يَتَمَضْمَضُ وَيَسْتَنْشِقُ وَيَنْتَثِرُ إِلَّا خَرَّتْ خَطَايَاهُ مِنْ فِيهِ وَخَيَاشِيمِهِ مَعَ الْمَاءِ حِينَ يَنْتَثِرُ، ثُمَّ يَغْسِلُ وَجْهَهُ كَمَا أَمَرَهُ اللَّهُ تَعَالَى إِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا وَجْهِهِ مِنْ أَطْرَافِ لِحْيَتِهِ مِنَ الْمَاءِ، ثُمَّ يَغْسِلُ يَدَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ إِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا يَدَيْهِ مِنْ أَطْرَافِ أَنَامِلِهِ، ثُمَّ يَمْسَحُ رَأْسَهُ إِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا رَأْسِهِ مِنْ أَطْرَافِ شَعَرِهِ مَعَ الْمَاءِ، ثُمَّ يَغْسِلُ قَدَمَيْهِ إِلَى الْكَعْبَيْنِ كَمَا أَمَرَهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ إِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا قَدَمَيْهِ مِنْ أَطْرَافِ أَصَابِعِهِ مَعَ الْمَاءِ، ثُمَّ يَقُومُ فَيَحْمَدُ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ وَيُثْنِي عَلَيْهِ بِالَّذِي هُوَ لَهُ أَهْلٌ، ثُمَّ يَرْكَعُ رَكْعَتَيْنِ إِلَّا خَرَجَ مِنْ ذُنُوبِهِ كَهَيْئَتِهِ يَوْمَ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ

عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اے اللہ کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے وضو کی بابت خبر دیجئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص وضو کا پانی لے کر کلی کرتا ہے اور ناک میں پانی دیتا ہے، اس کے منہ سے نتھنوں سے پانی کے ساتھ ہی خطائیں جھڑ جاتی ہیں جبکہ وہ ناک جھاڑتا ہے پھر جب وہ منہ دھوتا ہے جیسا کہ اللہ کا حکم ہے تو اس کے منہ کی خطائیں داڑھی اور داڑھی کے بالوں سے پانی کے گرنے کے ساتھ ہی جھڑ جاتی ہیں، پھر وہ اپنے دونوں ہاتھ دھوتا ہے کہنیوں سمیت تو اس کے ہاتھوں کے گناہ اس کی پوریوں کی طرح جھڑ جاتے ہیں، پھر وہ مسح کرتا ہے تو اس کے سر کی خطائیں اس کے بالوں کے کناروں سے پانی کے ساتھ ہی جھڑ جاتی ہیں، پھر جب وہ اپنے پاؤں ٹخنوں سمیت حکم الٰہی کے مطابق دھوتا ہے تو انگلیوں سے پانی ٹپکنے کے ساتھ ہی اس کے پیروں کے گناہ بھی دور ہو جاتے ہیں، پھر وہ کھڑا ہو کر اللہ عزوجل کے لائق جو حمد و ثناء ہے اسے بیان کر کے دو رکعت نماز جب ادا کرتا ہے تو وہ اپنے گناہوں سے ایسا پاک صاف ہو جاتا ہے جیسے وہ تولد ہوا ہو،

قَالَ أَبُو أُمَامَةَ: يَا عَمْرُو بْنَ عَبَسَةَ، انْظُرْ مَا تَقُولُ، أَسَمِعْتَ هَذَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. أَيُعْطَى هَذَا الرَّجُلُ كُلَّهُ فِي مَقَامِهِ؟ قَالَ: فَقَالَ عَمْرُو بْنُ عَبَسَةَ: يَا أَبَا أُمَامَةَ، لَقَدْ كَبِرَتْ سِنِّي، وَرَقَّ عَظْمِي، وَاقْتَرَبَ أَجَلِي، وَمَا بِي مِنْ حَاجَةٍ أَنْ أَكْذِبَ عَلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَعَلَى رَسُولِهِ، لَوْ لَمْ أَسْمَعْهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا، لَقَدْ سَمِعْتُهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ

[1] فتح الباری ۴۴۰ر۱، نیل الاوطار ۳۳۳ر۱، المجموع شرح المهذب ۲۸۱ر۲

یہ سن کر ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے کہا خوب غور کر لیں کہ آپ کیا فرما رہے ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے اسی طرح سنا ہے؟ یہ سب کچھ ایک ہی مقام میں انسان حاصل کر لیتا ہے؟ عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ ابوامامہ میں بوڑھا ہو گیا ہوں، میری ہڈیاں ضعیف ہو چکی ہیں، میری موت قریب آپہنچی ہے مجھے کیا فائدہ جو میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بولوں، ایک دفعہ نہیں دو دفعہ نہیں تین دفعہ نہیں میں نے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی سات بار بلکہ اس سے بھی زیادہ سنا ہے۔ [۱]

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:إِذَا تَوَضَّأَ الْعَبْدُ الْمُسْلِمُ أَوِ الْمُؤْمِنُ فَغَسَلَ وَجْهَهُ خَرَجَ مِنْ وَجْهِهِ كُلُّ خَطِيئَةٍ نَظَرَ إِلَيْهَا بِعَيْنَيْهِ مَعَ الْمَاءِ أَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ،فَإِذَا غَسَلَ يَدَيْهِ خَرَجَ مِنْ يَدَيْهِ كُلُّ خَطِيئَةٍ كَانَ بَطَشَتْهَا يَدَاهُ مَعَ الْمَاءِ أَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ،فَإِذَا غَسَلَ رِجْلَيْهِ خَرَجَتْ كُلُّ خَطِيئَةٍ مَشَتْهَا رِجْلَاهُ مَعَ الْمَاءِ أَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ، حَتَّى يَخْرُجَ نَقِيًّا مِنَ الذُّنُوبِ

ایک اور روایت میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب ایمان واسلام والا وضو کرتا ہے اور منہ دھوتا ہے تو پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرے کے ساتھ اس کے منہ سے وہ سب گناہ (صغیرہ) جو اس نے آنکھوں سے کیے جھڑ جاتے ہیں، پھر جب ہاتھ دھوتا ہے تو اس کے ہاتھوں سے ہر ایک گناہ جو ہاتھ سے کیا تھا پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرہ کے ساتھ جھڑ جاتے ہیں، پھر جب پاؤں دھوتا ہے تو ہر ایک گناہ جس کو اس نے پاؤں سے چل کر کیا تھا پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرہ کے ساتھ جھڑ جاتے ہیں یہاں تک کہ وہ گناہوں سے بالکل پاک وصاف ہو جاتا ہے۔ [۲]

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، قَالَ: كَانَتْ عَلَيْنَا رِعَايَةُ الْإِبِلِ فَجَاءَتْ نَوْبَتِي فَرَوَّحْتُهَا بِعَشِيٍّ فَأَدْرَكْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمًا يُحَدِّثُ النَّاسَ فَأَدْرَكْتُ مِنْ قَوْلِهِ:مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَتَوَضَّأُ فَيُحْسِنُ وُضُوءَهُ، ثُمَّ يَقُومُ فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ، مُقْبِلٌ عَلَيْهِمَا بِقَلْبِهِ وَوَجْهِهِ إِلَّا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ، قَالَ فَقُلْتُ: مَا أَجْوَدَ هَذِهِ فَإِذَا قَائِلٌ بَيْنَ يَدَيَّ يَقُولُ: الَّتِي قَبْلَهَا أَجْوَدُ ، فَنَظَرْتُ فَإِذَا عُمَرُ قَالَ: إِنِّي قَدْ رَأَيْتُكَ جِئْتَ آنِفًا، قَالَ: مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ يَتَوَضَّأُ فَيُبْلِغُ أَوْ فَيُسْبِغُ الْوَضُوءَ ثُمَّ يَقُولُ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُ اللهِ وَرَسُولُهُ إِلَّا فُتِحَتْ لَهُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ الثَّمَانِيَةُ يَدْخُلُ مِنْ أَيِّهَا شَاءَ

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ہم لوگوں کو اونٹ چرانے کا کام تھا میری باری آئی تو میں اونٹوں کو چرا کر شام کو ان کے رہنے کی جگہ پر لے آیا تو میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے لوگوں کو کچھ فرما رہے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مسلمان اچھی طرح وضو کرے، پھر کھڑا ہو کر دل جمعی سے دو رکعت نماز ادا کرے اس کے لئے جنت واجب ہو گئی، میں نے کہا کیا عمدہ بات فرمائی (جس کا ثواب اس قدر بڑا ہے اور محنت بہت کم ہے) ایک شخص نے جو میرے آگے ہی بیٹھے تھے فرمایا اس سے پہلے جو بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے وہ

---

[۱] صحیح مسلم کتاب فضائل القرآن بَابُ إِسْلَامِ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ ۱۹۳۰،مسند احمد ۱۷۰۱۹

[۲] صحیح مسلم کتاب الطھارۃ بَابُ خُرُوجِ الْخَطَايَا مَعَ مَاءِ الْوُضُوءِ ۵۷۷،جامع ترمذی ابواب الطھارۃ بابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الطُّهُورِ ۲، مسند احمد ۸۰۲۰

اس سے بھی زیادہ بہتر تھی، میں نے جو غور سے دیکھا تو وہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ تھے آپ مجھ سے فرمانے لگے تم ابھی آئے ہو، تمہارے آنے سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص عمدگی اور اچھائی سے وضو کرے پھر کہے اشھد ان لاالٰہ الا اللہ و اشھد ان محمد عبدہ و رسولہ اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھل جاتے ہیں جس میں سے چاہے داخل ہو[1]

عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْعَرِيِّ،أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الطَّهور شَطْر الْإِيمَانِ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ تَمْلَأُ الْمِيزَانَ، وَسُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ تَمْلَآنِ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ ،وَالصَّلَاةُ نُورٌ، وَالصَّدَقَةُ بُرهان،وَالصَّبْرُ ضِيَاءٌ،وَالْقُرْآنُ حُجَّةٌ لَكَ أَوْ عَلَيْكَ، كُلُّ النَّاسِ يَغْدُو، فَبَائِعٌ نَفْسَهُ فَمُعتِقُهَا، أَوْ مُوبِقُهَا

ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا طہارت آدھے ایمان کے برابر ہے،اور الحمد للہ ترازو کو بھر دے گا (یعنی اس قدر اس کا ثواب عظیم ہے کہ اعمال تولنے کا ترازو اس کے اجر سے بھر جائے گا) اور سبحان اللہ اور الحمد للہ دونوں آسمانوں اور زمین کے درمیان کی جگہ کو بھر دیں گے (اگر ان کا ثواب اس جسم کی شکل میں فرض کیا جائے) اور نماز نور ہے اور صدقہ دلیل ہے، اور صبر روشنی ہے، اور قرآن تیری دلیل ہے دوسرے پر یا دوسرے کی تجھ پر دلیل ہے (یعنی اگر سمجھ کر پڑھے اور فائدہ اٹھائے تو تیری دلیل ہے نہیں تو دوسرے کو فائدہ ہوگا اور تو محروم رہے گا) ہر آدمی (بھلا ہو یا برا) صبح کو اٹھتا ہے یا پھر اپنے تئیں (نیک کام کر کے اللہ کے عذاب سے) آزاد کرتا ہے یا (برے کام کر کے) اپنے آپ کو تباہ و برباد کرتا ہے۔[2]

وَ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَ مِيْثَاقَهُ الَّذِيْ وَاثَقَكُمْ بِهٖۤ ۙ اِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا

تم پر اللہ کی نعمتیں نازل ہوئی ہیں انہیں یاد رکھو اور اس کے اس عہد کو بھی جس کا تم سے معاہدہ ہوا ہے جبکہ تم نے سنا

وَ اَطَعْنَا ؗ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

اور مانا اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو، یقیناً اللہ تعالیٰ دلوں کی باتوں کو جاننے والا ہے، اے ایمان والو !

كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ ؗ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ

تم اللہ کی خاطر حق پر قائم ہو جاؤ، راستی اور انصاف کے ساتھ گواہی دینے والے بن جاؤ کسی قوم کی عداوت تمہیں خلاف

عَلٰۤى اَلَّا تَعْدِلُوْا ؕ اِعْدِلُوْا ۫ هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ؗ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ

عدل پر آمادہ نہ کر دے، عدل کیا کرو جو پرہیزگاری کے زیادہ قریب ہے، اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو، یق

---

[1] صحیح مسلم کتاب الطهارة بَابُ الذِّكْرِ الْمُسْتَحَبِّ عَقِبَ الْوُضُوءِ ۲۳۴، سنن ابن ماجه کتاب الطهارة بَابُ مَا يُقَالُ بَعْدَ الْوُضُوءِ ۴۷۰،مسند احمد ۱۷۳۹۳

[2] صحیح مسلم کتاب الطهارة بَابُ فَضْلِ الْوُضُوءِ ۲۲۳، مسند احمد ۲۲۹۰۸

إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ﴿٨﴾ (المائدۃ ۸،۷)

یہ مانو کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے باخبر ہے۔

اللہ نے اپنی رحمت سے تم میں سے پیغمبر آخر الزمان ﷺ بھیجا، اس پر اپنی آخری جلیل القدر کتاب نازل فرمائی اور گھٹا گھپ اندھیروں میں شاہراہ مستقیم تمہارے لئے روشن کر دی اور دنیا کی ہدایت و رہنمائی کے منصب پر تمہیں سرفراز کیا ہے، چنانچہ اس بات کا خیال رکھو اور یہود و نصاریٰ کی طرح وعدہ خلافیاں اور دین میں نئی نئی موشگوفیاں داخل مت کرو

أَنْ بَايَعَنَا عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِي مَنْشَطِنَا وَمَكْرَهِنَا، وَعُسْرِنَا وَيُسْرِنَا، وَأَثَرَةٍ عَلَيْنَا، وَأَنْ لَا نُنَازِعَ الْأَمْرَ أَهْلَهُ

اور رسول اللہ ﷺ نے تم سے بیعت کرتے ہوئے جو پختہ عہد و پیمان لیا تھا کہ دین پر قائم رہو گے، اسے دوسروں تک پہنچاؤ گے اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرو گے، خواہ تمہارا جی چاہے خواہ نہ چاہے، خواہ دوسروں کو تم پر ترجیح دی جائے اور کسی لائق شخص سے ہم کسی کام کو نہیں چھینیں گے۔[1]

اس وقت تمہارا قول تھا ہم نے سنا اور اس کی اطاعت کی کو کبھی نہ بھولو، اللہ تمہارے وعدوں کی باز پرس کرے گا، اور اللہ سے ہر حال میں ڈرتے رہو وہ تمہارے سینوں اور دلوں میں چھپے بھیدوں کو اچھی طرح جانتا ہے، اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ تعالیٰ جو تمہارا خالق و مالک اور رازق ہے کی خاطر انصاف کے علمبردار بنو، نبی کریم ﷺ کے نزدیک عادلانہ گواہی کی کتنی اہمیت ہے اس کا اندازہ اس واقعہ سے ہوتا ہے،

النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، وَهُوَ عَلَى المِنْبَرِ يَقُولُ:أَعْطَانِي أَبِي عَطِيَّةً،فَقَالَتْ عَمْرَةُ بِنْتُ رَوَاحَةَ: لاَ أَرْضَى حَتَّى تُشْهِدَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،فَأَتَى رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: إِنِّي أَعْطَيْتُ ابْنِي مِنْ عَمْرَةَ بِنْتِ رَوَاحَةَ عَطِيَّةً، فَأَمَرَتْنِي أَنْ أُشْهِدَكَ يَا رَسُولَ اللهِ، قَالَ:أَعْطَيْتَ سَائِرَ وَلَدِكَ مِثْلَ هَذَا؟ قَالَ: لاَ،قَالَ:فَاتَّقُوا اللهَ وَاعْدِلُوا بَيْنَ أَوْلاَدِكُمْ، قَالَ: فَرَجَعَ فَرَدَّ عَطِيَّتَهُ

نعمان بن بشر رضی اللہ عنہ نے منبر پر کھڑے ہو کر فرمایا میرے باپ نے مجھے ایک عطیہ دیا لیکن میری ماں عمرو بنت رواحہ نے کہا میں تو اس وقت تک مطمئن نہیں ہونے لگی جب تک تم اس پر رسول اللہ ﷺ کو گواہ نہ بنالو، چنانچہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ عمرہ بنت رواحہ سے اپنے بیٹے کو میں نے ایک عطیہ دیا تو انہوں نے کہا کہ پہلے میں آپ کو اس پر گواہ بنالوں، آپ ﷺ نے دریافت کیا کیا تم نے اپنی تمام اولاد کو بھی ایسا ہی عطیہ دیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ نہیں، تو آپ نے فرمایا اللہ سے ڈرو، اپنی اولاد میں عدل کیا کرو میں کسی ظلم پر گواہ نہیں بنتا، چنانچہ میرے والد نے وہ عطیہ واپس لوٹا لیا۔[2]

---

[1] صحیح بخاری کتاب الفتن بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَتَرَوْنَ بَعْدِي أُمُورًا تُنْكِرُونَهَا ٧٠٥٦،صحیح مسلم کتاب الامارة بَابُ وُجُوبِ طَاعَةِ الْأُمَرَاءِ فِي غَيْرِ مَعْصِيَةٍ، وَتَحْرِيمِهَا فِي الْمَعْصِيَةِ ٤٧٧١

[2] صحیح بخاری کتاب الهبة بَابُ الإِشْهَادِ فِي الهِبَةِ ٢٥٨٧،وکتاب الشهادات بَابٌ لاَ يَشْهَدُ عَلَى شَهَادَةِ جَوْرٍ إِذَا أُشْهِدَ ٢٦٥٠، صحیح مسلم کتاب الهبات بَابُ كَرَاهَةِ تَفْضِيلِ بَعْضِ الْأَوْلَادِ فِي الْهِبَةِ ٤١٨١،سنن ابوداودکتاب الاجارة بَابٌ فِي الرَّجُلِ

اگر تمہیں کہیں گواہی دینی پڑے تو تمہاری گواہی کسی ذاتی مفاد، کسی عزیز و اقارب کی رضا، حاکم کی خوشنودی یا کسی سے بغض و دشمنی کے بجائے محض اللہ کی رضا و خوشنودی کے لئے ہونی چاہیے، جیسے تم اپنے دوست کے حق میں گواہی دیتے ہو اس کے خلاف بھی گواہی دو اور جیسے تم اپنے دشمن کے خلاف گواہی دیتے ہو تو اس کے حق میں بھی گواہی دو خواہ تمہارا دشمن کافر یا بدعتی ہی کیوں نہ ہو، اپنے اقوال و افعال سے معاشرے میں ہر حال میں عدل کو مقدم رکھو، انصاف کرو یہی تقویٰ سے زیادہ قریب ہے، اللہ سے ڈر کر کام کرتے رہو، تم دن رات میں جو بھی چھوٹے بڑے عمل کرو گے اللہ اس سے پوری طرح باخبر ہے وہ دنیا و آخرت میں ہر خیر و شر کا پورا پورا بدلہ دے گا۔

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝۹

اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے جو ایمان لائیں اور نیک کام کریں ان کے لیے وسیع مغفرت اور بہت بڑا اجر اور ثواب ہے،

وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ۝۱۰ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا

اور جن لوگوں نے کفر کیا اور ہمارے احکام کو جھٹلایا وہ دوزخی ہیں، اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ نے جو احسان تم پر کیا ہے

نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ هَمَّ قَوْمٌ اَنْ يَّبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ ۚ

اسے یاد کرو جب کہ ایک قوم نے تم پر دست درازی کرنی چاہی تو اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھوں کو تم تک پہنچنے سے روک دیا

وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ وَ عَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝۱۱ (المائدۃ۹تا۱۱)

اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور مومنوں کو اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیے۔

جو لوگ اللہ وحدہ لاشریک، اس کے رسولوں، اس کی نازل کردہ کتابوں، اس کے فرشتوں، روز قیامت اور اچھی یا بری تقدیر پر ایمان لائیں اور اعمال صالحہ اختیار کریں اللہ نے ان سے وعدہ کیا ہے کہ ان کی خطاؤں سے درگزر فرمائے گا اور انہیں بڑا اجر و ثواب عطا فرمائے گا، جیسے فرمایا

فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ ۚ جَزَاۗءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝۱۷ [1]

ترجمہ: پھر جیسا کچھ آنکھوں کی ٹھنڈک کا سامان ان کے اعمال کی جزاء میں ان کے لیے چھپا رکھا گیا ہے اس کی کسی متنفس کو خبر نہیں ہے۔

رہے وہ لوگ جو کفر کریں اور اللہ کی آیات کو جھٹلائیں تو وہ دوزخ میں جانے والے ہیں، اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کے اس احسان کو یاد کرو جو اس نے (ابھی حال میں) تم پر کیا ہے جبکہ ایک گروہ نے تم پر دست درازی کا ارادہ کر لیا تھا مگر اللہ نے ان کے ہاتھ پر اٹھنے سے روک دیے، اس سلسلہ میں کئی روایات ہیں،

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَخْبَرَهُ: أَنَّهُ غَزَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِبَلَ نَجْدٍ، فَلَمَّا قَفَلَ رَسُولُ

يُفَضِّلُ بَعْضَ وَلَدِهِ فِي النُّحْلِ ۳۵۴۲

[1] السجدة١٧

اللہِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَفَلَ مَعَهُ، فَأَدْرَكَتْهُمُ القَائِلَةُ فِي وَادٍ كَثِيرِ العِضَاهِ،فَنَزَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَفَرَّقَ النَّاسُ فِي العِضَاهِ، يَسْتَظِلُّونَ بِالشَّجَرِوَنَزَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحْتَ سَمُرَةٍ فَعَلَّقَ بِهَا سَيْفَهُ،قَالَ جَابِرٌ: فَنِمْنَا نَوْمَةً، ثُمَّ إِذَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُونَا فَجِئْنَاهُ، فَإِذَا عِنْدَهُ أَعْرَابِيٌّ جَالِسٌ،فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ هَذَا اخْتَرَطَ سَيْفِي وَأَنَا نَائِمٌ، فَاسْتَيْقَظْتُ وَهُوَ فِي يَدِهِ صَلْتًافَقَالَ لِي: مَنْ يَمْنَعُكَ مِنِّي؟قُلْتُ: اللهُ، فَهَا هُوَ ذَا جَالِسٌ،ثُمَّ لَمْ يُعَاقِبْهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ساتھ اطراف نجد میں غزوہ کے لئے گیا تھا، پھر جب رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم واپس ہوئے تو میں بھی واپس ہوا، قیلولہ کا وقت ایک وادی میں آیا جہاں کثرت سے ببول کے درخت تھے،چنانچہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم وہیں اتر گئے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم درختوں کے سائے کے لئے پوری وادی میں پھیل گئے اور رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے بھی ایک ببول کے درخت کے نیچے قیام فرمایااور اپنی تلوار اس درخت پر لٹکادی، جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ابھی تھوڑی ہی دیر ہمیں سوئے ہوئے ہوئی تھی کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ہمیں پکارا ہم جب خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو آپ کے پاس ایک بدوی بیٹھا ہوا تھا،رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا اس شخص نے میری تلوار (مجھی پر) کھینچ لی تھی میں اس وقت سویا ہوا تھا میری آنکھ کھلی تو میری ننگی تلوار اس کے ہاتھ میں تھی،اس نے مجھ سے کہا تمہیں میرے ساتھ سے آج کون بچائے گا؟ میں نے کہا اللہ!اب دیکھو یہ بیٹھا ہوا ہے،رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اسے پھر کوئی سزا نہیں دی (حدیث سے ثابت ہے وہ بدوی غورث بن الحارث تھا)۔[1]

وَذَكَرَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ بْنِ يَسَار، وَمُجَاهِدٌ وعكرِمَة، وَغَيْرُ وَاحِدٍ:أَنَّهَا نَزَلَتْ فِي شَأْنِ بَنِي النَّضِير حِينَ أَرَادُوا أَنْ يُلْقُوا عَلَى رَأْسِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرحى لَمَّا جَاءَهُمْ يَسْتَعِينُهُمْ فِي دِيَةِ العامريين، وَوَكَّلُوا عَمْرَو بْنَ جَحَّاش بْنِ كَعْبٍ بِذَلِكَ، وَأَمَرُوهُ إِنْ جلَسَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحْتَ الْجِدَارِ وَاجْتَمَعُوا عِنْدَهُ أَنْ يُلْقِيَ تِلْكَ الرَّحَى مِنْ فَوْقِهِ، فَأَطْلَعَ اللهُ رَسُولَهُ عَلَى مَا تَمَالَؤُوا عَلَيْهِ، فَرَجَعَ إِلَى الْمَدِينَةِ وَتَبِعَهُ أَصْحَابُهُ، فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى فِي ذَلِكَ: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا نِعْمَتَ اللهِ عَلَيْكُمْ إِذْ هَمَّ قَوْمٌ أَنْ يَبْسُطُوا إِلَيْكُمْ أَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَاتَّقُوا اللهَ وَعَلَى اللهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ

محمد بن اسحاق بن یسار رحمہ اللہ ،مجاہد رحمہ اللہ ، عکرمہ رحمہ اللہ اور کئی ایک دیگر ائمہ نے ذکر کیا ہے کہ یہ آیت کریمہ بنونضیر کے بارے میں نازل ہوئی تھی، جب انہوں نے یہ ارادہ کرلیا تھا کہ وہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے سرمبارک پر پتھر گرا کر آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو شہید کر دیں، جب آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ان کے پاس بنی عامر کے لوگوں کی دیت میں تعاون حاصل کرنے کے لیے تشریف لے گئے تھے، مگر ان بدبختوں نے اس ناپاک منصوبے کو عمرو بن جحاش بن کعب کے سپرد کر دیا تھا اور انہوں نے اسے یہ کہہ دیا تھا کہ جب نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم دیوار کے سائے میں بیٹھیں، اور یہ آپ

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ غَزْوَةِ ذَاتِ الرِّقَاعِ ۴۱۳۵،صحیح مسلم کتاب الفضائل بَابُ تَوَكُّلِهِ عَلَى اللهِ تَعَالَى، وَعِصْمَةِ اللهِ تَعَالَى لَهُ مِنَ النَّاسِ ۵۹۵۰،مسند احمد۱۴۳۳۵

کے ارد گرد جمع ہو جائیں تو وہ آپ کے اوپر پتھر گرا دے، مگر اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کی اس شرارت و خباثت سے آپ ﷺ کو مطلع فرما دیا اور آپ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی معیت میں مدینہ منورہ تشریف لے آئے، تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ " اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اللہ کے اس احسان کو یاد کرو جو اس نے (ابھی حال میں) تم پر کیا ہے جبکہ ایک گروہ نے تم پر دست درازی کا ارادہ کر لیا تھا مگر اللہ نے ان کے ہاتھ تم پر اٹھنے سے روک دیے، اللہ سے ڈر کر کام کرتے رہو، ایمان رکھنے والوں کو اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیے۔" نازل فرمائی۔ [1]

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ , قَوْلُهُ: {يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللهِ عَلَيْكُمْ} إِلَى قَوْلِهِ: {فَكَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ} وَذَلِكَ أَنَّ قَوْمًا مِنَ الْيَهُودِ صَنَعُوا لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابِهِ طَعَامًا لِيَقْتُلُوهُ إِذَا أَتَى الطَّعَامَ، فَأَوْحَى اللهُ إِلَيْهِ بِشَأْنِهِمْ , فَلَمْ يَأْتِ الطَّعَامَ وَأَمَرَ أَصْحَابَهُ فَأَبَوْهُ

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت کریمہ " اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اللہ کے اس احسان کو یاد کرو جو اس نے (ابھی حال میں) تم پر کیا ہے، جبکہ ایک گروہ نے تم پر دست درازی کا ارادہ کر لیا تھا مگر اللہ نے ان کے ہاتھ تم پر اٹھنے سے روک دیے۔" کے بارے میں مروی ہے یہودیوں میں سے ایک گروہ نے نبی کریم ﷺ کو اور آپ کے خاص خاص صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کھانے کی دعوت پر بلایا اور خفیہ طور پر یہ سازش تیار کی کہ وہ اچانک ان پر ٹوٹ پڑیں گے اور اس طرح اسلام کی جان نکال دیں گے، لیکن عین وقت پر اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو اس سازش کی خبر دے دیا چنانچہ آپ دعوت پر تشریف نہ لے گئے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی وہاں جانے سے منع فرما دیا۔ [2]

اور اللہ سے ڈر کر کام کرتے رہو، ایمان رکھنے والوں کو اپنی قوت اور طاقت پر نہیں بلکہ اپنے دینی اور دنیاوی مصالح کے حصول میں اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیے۔

...فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُونَ [3]

ترجمہ: اور جس کو بھی بھروسہ کرنا ہو اسی پر کرے۔

کیونکہ جو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتا ہے وہ اس کے لیے کافی ہو جاتا ہے۔

وَ لَقَدْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۚ وَ بَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيْبًا ؕ

اور اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے عہد و پیماں لیا اور انہی میں سے بارہ سردار ہم نے مقرر فرمائے

وَ قَالَ اللّٰهُ اِنِّيْ مَعَكُمْ ؕ لَئِنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ وَ اٰتَيْتُمُ الزَّكٰوةَ وَ اٰمَنْتُمْ بِرُسُلِيْ

اور اللہ تعالیٰ نے فرمادیا کہ یقیناً میں تمہارے ساتھ ہوں، اگر تم نماز قائم رکھو گے اور زکوۃ دیتے رہو گے اور میرے رسولوں

---

[1] تفسیر طبری ۱۰۱/۱۰

[2] (تفسیر طبری ۱۰۵/۱۰)

[3] یوسف ۶۷، ابراہیم ۱۲

وَ عَزَّرْتُمُوْهُمْ وَ اَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا لَّاُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ

کو مانتے رہو گے اور ان کی مدد کرتے رہو گے اور اللہ تعالیٰ کو بہتر قرض دیتے رہو گے تو یقیناً میں تمہاری برائیاں تم سے

وَ لَاُدْخِلَنَّكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ

دور رکھوں گا اور تمہیں ان جنتوں میں لے جاؤں گا جن کے نیچے چشمے بہہ رہے ہیں، اب اس عہد و پیمان کے بعد بھی تم میں

مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ﴿۱۲﴾ (المائدۃ ۱۲)

سے جو انکاری ہو جائے وہ یقیناً راہ راست سے بھٹک گیا۔

اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے پختہ عہد لیا تھا، بنی اسرائیل کے بارہ قبیلے تھے، جب موسیٰ علیہ السلام جبابرہ سے قتال کے لئے تیار ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ان میں سے ہر قبیلہ پر ایک ایک نقیب (نگرانی اور تفتیش کرنا والا) خود اسی قبیلہ سے مقرر کیا تھا تا کہ وہ انہیں جنگ کے لئے تیار و قیادت کریں،

وَقَدْ ذَكَرَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ وَغَيْرُ وَاحِدٍ أَنَّ هَذَا كَانَ لَمَّا تَوَجَّهَ مُوسَى، عَلَيْهِ السَّلَامُ، لِقِتَالِ الْجَبَابِرَةِ، فَأُمِرَ بِأَنْ يُقِيمَ النُّقَبَاءَ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، محمد بن اسحاق رحمہ اللہ اور کئی ایک ائمہ نے ذکر کیا ہے کہ یہ اس وقت کی بات ہے جب موسیٰ علیہ السلام جابر و سرکش لوگوں سے جہاد کے لیے متوجہ تھے تو آپ کو حکم دیا گیا تھا کہ آپ ہر خاندان سے ایک ایک سردار مقرر کر دیں۔[1]

اور امن کے دنوں میں انہیں بے دینی و بد اخلاقی سے بچانے کی کوشش کرتے رہیں، اسی طرح عقبہ کی رات کو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار سے بیعت لی تھی تو ان کے بھی بارہ نقیب تھے جن میں تین قبیلہ اوس کے اور نو قبیلہ خزرج میں سے تھے، اسی طرح مسلمانوں میں بھی بارہ خلیفہ ہوں گے (یہ ضروری نہیں کہ یہ سب پے در پے یکے بعد دیگرے ہی ہوں) جو حق کو قائم کریں گے اور لوگوں میں عدل کریں گے،

جَابِرَ بْنَ سَمُرَةَ، قَالَ: دَخَلْتُ مَعَ أَبِي عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ:إِنَّ هَذَا الْأَمْرَ لَا يَنْقَضِي حَتَّى يَمْضِيَ فِيهِمِ اثْنَا عَشَرَ خَلِيفَةً،قَالَ: ثُمَّ تَكَلَّمَ بِكَلَامٍ خَفِيَ عَلَيَّ،قَالَ: فَقُلْتُ لِأَبِي: مَا قَالَ؟ قَالَ :كُلُّهُمْ مِنْ قُرَيْشٍ

جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں اپنے باپ کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا میں نے سنا آپ فرماتے تھے یہ خلافت تمام نہ ہو گی جب تک کہ مسلمانوں میں بارہ خلیفہ نہ ہو لیں، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آہستہ سے کچھ فرمایا میں نے اپنے باپ سے پوچھا کیا فرمایا؟ انہوں نے جواب دیا یہ فرمایا کہ یہ سب قریش سے ہوں گے۔[2]

---

[1] تفسیر ابن کثیر ۶۴/۳

[2] صحیح مسلم کتاب الامارۃ بَابُ النَّاسُ تَبَعٌ لِقُرَيْشٍ، وَالْخِلَافَةُ فِي قُرَيْشٍ ۴۷۰۵، صحیح بخاری کتاب الاحکام بَابُ الِاسْتِخْلَافِ ۷۲۲۲، مسند احمد ۲۰۸۶۲

اور انہیں حکم دیا تھا کہ اگر تم اظہار عبدیت کے لئے نماز قائم اور اس پر دوام اختیار کروگے اور اپنے پاکیزہ مالوں سے مقرر کردہ زکواۃ مستحقین میں ادا کرتے رہوگے اور جو رسول بھی میری طرف سے آئیں (جن میں سب سے افضل اور سب سے اکمل احمد مجتبیٰ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ہیں) ان کی دعوت پر اگر تم لبیک کہوگے، تمام انبیاء ورسل کی تعظیم، احترام اور ان کی اطاعت کروگے اور حق کی حمایت میں ان کی نصرت واعانت کرتے رہوگے تو میں تمہیں اپنی تائید وحمایت سے نوازوں گا اور اللہ کی راہ میں جائز ذرائع سے کمائی ہوئی دولت اللہ کے قانون کے مطابق خلوص اور حسن نیت کے ساتھ خرچ کرتے رہے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے تمہاری لغزشیں اور گناہوں پر مواخذہ نہ فرمائے گا اور تم کو انواع واقسام کی لازوال نعمتوں سے بھرپور جنتوں میں داخل فرمائے گا جن کے نیچے طرح طرح کی پاک وشفاف نہریں بہہ رہی ہوں گی، اگر وہ اس پختہ عہد وپیان کے بعد پھر گئے اور اسے غیر معروف کر دیا تو وہ یقیناً راہ راست سے بھٹک جائیں گے اور اسی سزا کے مستحق ہوں گے جس کے مستحق گمراہ لوگ ہوتے ہیں، چنانچہ یہی ہوا یہودیوں نے ہمیشہ کی طرح بہت جلد اس پختہ میثاق توڑ ڈالا، اس طرح بالواسطہ مسلمانوں کو تنبیہ فرمائی کہ تم بھی کہیں بنی اسرائیل کی طرح عہد ومیثاق کو پامال کرنا شروع نہ کر دینا۔

فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ لَعَنّٰهُمْ وَ جَعَلْنَا قُلُوْبَهُمْ قٰسِيَةً ۚ يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ

پھر ان کی عہد شکنی کی وجہ سے ہم نے ان پر اپنی لعنت نازل فرمادی اور ان کے دل سخت کر دیئے کہ وہ کلام کو اپنی جگہ سے

عَنْ مَّوَاضِعِهٖ ۙ وَ نَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ ۚ وَ لَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلٰى خَآىِٕنَةٍ

بدل ڈالتے ہیں اور جو کچھ نصیحت انہیں کی گئی تھی اس کا بہت بڑا حصہ بھلا بیٹھے، ان کی ایک نہ ایک خیانت تجھے ملتی رہے گی

مِّنْهُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَ اصْفَحْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

ہاں تھوڑے سے ایسے نہیں بھی ہیں پس تو انہیں معاف کرتا جا، اور درگزر کرتا رہ، بیشک اللہ تعالیٰ

يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿١٣﴾ (المائدۃ ١٣)

احسان کرنے والوں سے محبت کرتا ہے

پھر جب انہوں نے اپنے عہد کو توڑ ڈالا تو اللہ نے ان کے نقص عہد کے سبب متعدد سزائیں دیں ہم نے ان پر لعنت کی، یعنی جب انہوں نے اپنے آپ پر اللہ تعالیٰ کی رحمت کے دروازے بند کر لئے تو ہم نے ان کو دھتکار کر اپنی رحمت سے دور کر دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا اور ان کے دلوں کو سخت کر دیا۔ جیسے فرمایا

ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً ؕ وَاِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْهٰرُ ؕ وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَآءُ ؕ وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا

تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۷۴﴾ [1]

ترجمہ: پھر اسکے بعد تمہارے دل سخت ہو گئے گویا کہ وہ پتھر ہیں یا ان سے بھی زیادہ سخت اور بعض پتھر تو ایسے بھی ہیں جن سے نہریں پھوٹ کر نکلتی ہیں اور بعض ایسے بھی ہیں جو پھٹتے ہیں پھر ان سے پانی نکلتا ہے اور بعض ایسے بھی ہیں جو اللہ کے ڈر سے گر پڑتے ہیں اور اللہ تمہارے کاموں سے بے خبر نہیں۔

یعنی ہم نے ان کو پتھر دل بنا دیا چنانچہ دلوں کی قساوت اور سنگینی کی وجہ سے وعظ و نصیحت ان کے کسی کام آسکتے ہیں، نہ آیات، اور نہ ہی برے انجام سے ڈرانے والے انہیں کوئی فائدہ پہنچا سکتے ہیں، کوئی شوق انہیں ترغیب دے سکتا ہے نہ کوئی خوف ان کو یہ عہد پورا کرنے کے لئے بے قرار کر سکتا ہے سوائے چند لوگوں کے (جن کی تعداد دس سے بھی کم تھی) جنہوں نے اللہ تعالیٰ سے کیے ہوئے عہد کو پورا کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کو توفیق سے نوازا اور سیدھے راستے کی طرف ان کی رہنمائی فرمائی، مگر باقی لوگوں کا حال یہ ہے کہ اللہ کے کلام میں تغیر و تبدل کے مرتکب ہوئے، کلام الٰہی میں لفظی اور معنوی دونوں طرح کی تحریف کرنے لگے، اللہ کا نام لے کر وہ مسائل بیان کرنے لگے جو اللہ کے بتائے ہوئے نہ تھے، انہیں تورات کے ذریعے سے نصیحت کی گئی تھی مگر اس پر عمل کرنے کی ان کو توفیق نہ ہوئی جس کے نتیجے میں اس نصیحت کا ایک بڑا حصہ وہ بھلا بیٹھے، دین کی اصل جب ان کے ہاتھوں سے چھوٹ گئی تو خیانت اور مکر ان کے کردار کا جزو بن گیا، ان کے مکر و فریب کے نمونے ہر وقت آپ کے سامنے آتے رہتے ہیں،

وَقَالَ مُجَاهِدٌ وَغَيْرُهُ: يَعْنِي بِذَلِكَ تَمَالُؤَهُمْ عَلَى الْفَتْكِ بِالنَّبِيِّ، صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مجاہد رحمہ اللہ وغیرہ فرماتے ہیں یہودیوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کرنے کی جو سازش کی تھی یہ اس کی طرف اشارہ ہے۔ [2]

ان کی سب سے بڑی خیانت یہ ہے کہ انہوں نے لوگوں سے حق کو چھپایا، پس جب یہ اس حال کو پہنچ چکے ہیں تو جو شرارتیں بھی یہ کریں وہ ان سے عین متوقع ہیں، کیونکہ ابھی لڑنے کی اجازت نہیں تھی بعد میں اس کی جگہ حکم دیا گیا

قَاتِلُوا الَّذِيۡنَ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ ... ﴿۲۹﴾ [3]

ترجمہ: ان لوگوں سے جنگ کرو جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان نہیں رکھتے۔

اس لئے عفو و درگزر سے کام لیں، اللہ احسان کی روش رکھنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

وَ مِنَ الَّذِيۡنَ قَالُوۡۤا اِنَّا نَصٰرٰۤى اَخَذۡنَا مِيۡثَاقَهُمۡ فَنَسُوۡا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوۡا بِهٖ

اور جو اپنے آپ کو نصرانی کہتے ہیں ہم نے ان سے بھی عہد و پیمان لیا، انہوں نے بھی اس کا بڑا حصہ فراموش کر دیا

---

[1] البقرۃ ۷۴

[2] تفسیر ابن کثیر ۶۶/۳

[3] التوبۃ ۲۹

فَاَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَ الْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ؕ

جو انہیں نصیحت کی گئی تھی، تو ہم نے بھی ان کے آپس میں بغض اور عداوت ڈال دی جو تا قیامت رہے گی، ا

وَ سَوْفَ يُنَبِّئُهُمُ اللّٰهُ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ﴿۱۴﴾ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا

ور جو کچھ یہ کرتے تھے عنقریب اللہ تعالیٰ انہیں سب بتادے گا، اے اہل کتاب! یقیناً تمہارے پاس ہمارا رسول (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)

يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيْرًا مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْكِتٰبِ وَ يَعْفُوْا عَنْ

آچکا جو تمہارے سامنے کتاب اللہ کی بکثرت ایسی باتیں ظاہر کر رہا ہے جنہیں تم چھپا رہے تھے اور بہت سی باتوں سے

كَثِيْرٍ ؕ قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۵﴾ يَّهْدِيْ بِهِ اللّٰهُ

درگزر کرتا ہے، تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور اور واضح کتاب آچکی ہے جس کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ انہیں

مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَ يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ

جو رضائے رب کے درپے ہوں سلامتی کی راہ بتلاتا ہے اور اپنی توفیق سے اندھیروں سے نکال کر نور کی طرف لاتا ہے

وَيَهْدِيْهِمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۱۶﴾ (المائدۃ ۱۴تا۱۶)

اور راہ راست کی طرف راہبری کرتا ہے۔

جب یہودیوں نے عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے اور اطاعت کرنے کے بجائے ان کے خلاف سازشیں کرنا شروع کر دیں تو اس وقت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے ماننے والوں سے پوچھا

۔۔۔قَالَ مَنْ اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ۔۔۔ ﴿۵۲﴾ [1]

ترجمہ: اللہ کی راہ میں کون میرے مددگار ہیں۔

اس سوال کے جواب میں چند مخلص پیروکاروں نے جو انبیاء و رسل ان پر نازل شدہ کتابوں پر ایمان لائے تھے نے کہا تھا

۔۔۔نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ۔۔۔ ﴿۵۲﴾ [2]

ہم اللہ کے کام میں مددگار ہیں۔

اللہ نے ان سے بھی یہودیوں کی طرح عہد لیا تھا مگر انہوں نے بھی تعلیم کا ایک بڑا حصہ فراموش کر دیا، وہ بھی نسیان علمی اور نسیان عملی

---

[1] آل عمران ۵۲

[2] آل عمران ۵۲

کاشکار ہو گئے، اللہ تعالیٰ جو وحدہ لا شریک ہے، نہ اسے جنم دیا گیا ہے، اور نہ اس نے کسی کو جنم دیا ہے اور نہ اس کا کوئی ہمسر ہے

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ① اَللّٰهُ الصَّمَدُ ② لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ③ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ④ [1]

ترجمہ: آپ کہہ دیں کہ وہ اللہ تعالیٰ ایک (ہی) ہے، اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے، نہ اس سے کوئی پیدا ہوا نہ وہ کسی سے پیدا ہوا، اور نہ کوئی اس کا ہمسر ہے۔

مگر انہوں نے اللہ پر تہمتیں لگائیں، اللہ وحدہ لا شریک پر بیوی اور اولاد والا ہونے کا بہتان باندھا اس کے نتیجے میں ان کے دل بھی اثر پذیری سے خالی اور ان کے کردار کھوکھلے ہو گئے، چنانچہ عہد الٰہی سے انحراف اور بے علمی و بے عملی کے سزا کے طور پر اللہ نے قیامت تک کے لئے ان کے دلوں میں ایک دوسرے کے خلاف بغض و عناد کا بیج بو دیا اور قیامت تک اسی طرح ایک دوسرے کے دشمن رہیں گے، چنانچہ عیسائیوں کے کئی فرقے ہیں جو ایک دوسرے سے شدید نفرت و عناد رکھتے اور ایک دوسرے کی تکفیر کرتے ہیں اور ایک دوسرے کے معبد میں عبادت نہیں کرتے، ملکیہ فرقہ یعقوبیہ فرقے کو اور یعقوبیہ ملکیہ کو کھلے بندوں کافر کہتے ہیں (یہی حال امت مسلمہ کا بھی ہے، اس امت نے بھی کلام الٰہی اور سنت نبوی کی واضح ہدایات کو من مانی تاویلات کا ذریعہ بنالیا ہے، جس کے نتیجے میں یہ امت بھی کئی فرقوں میں بٹ گئی ہے، ان کے درمیان شدید اختلافات اور نفرت و عناد کی دیواریں حائل ہیں، اللہ تعالیٰ نے اپنے اٹل قانون کے تحت ان پر بھی بغض و عناد کی سزا مسلط کر دی گئی ہے) مگر روز محشر اللہ انہیں بتائے گا کہ وہ دنیا میں کیا گل کھلاتے رہے ہیں اور انہیں ان کی کارستانیوں پر عذاب دے گا، یہود و نصاریٰ کے علماء کی یہ سب سے بڑی خیانت تھی کہ وہ دینوی فائدہ حاصل کرنے کے لئے کلام الٰہی کو لوگوں سے چھپاتے تھے، کلام کے معنوں کو بدل کر کچھ کا کچھ بنا دیتے تھے، اسی طرح کلام الٰہی میں گناہ گاروں (مثلاً رجم) کے لئے جو سزائیں مقرر تھیں وہ کمزور لوگوں پر تو نافذ کرتے مگر تحریف کرتے ہوئے امراء کو بچا لیتے تھے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے محمد صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی نبوت پر ایک قطعی دلیل کے طور پر فرمایا کہ اے اہل کتاب! تم اچھی طرح جانتے ہو محمد صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کچھ بھی لکھنا اور پڑھنا نہیں جانتے، انہوں نے نہ تو کسی مدرسہ میں داخلہ لیا ہے اور نہ کسی معلم سے تعلیم حاصل کی ہے مگر اس کے باوجود وہ موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام پر نازل شدہ کتاب تورات و انجیل سے بہت سی چوریوں اور علمی بد دیانتوں کو جنہیں تم اپنے دینوی فائدے کے لئے عام عوام سے چھپاتے تھے طشت از بام کر رہے ہیں، اور بہت سی باتوں کو جن کو بیان کرنا حکمت کے تقاضوں کے خلاف تھا یا جن کو کھولنے کی کوئی حقیقی ضرورت نہ تھی چشم پوشی کرتا ہے،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: مَنْ كَفَرَ بِالرَّجْمِ فَقَدْ كَفَرَ بِالْقُرْآنِ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ، قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ: يَا أَهْلَ الْكِتَابِ قَدْ جَاءَكُمْ رَسُولُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيرًا مِّمَّا كُنتُمْ تُخْفُونَ مِنَ الْكِتَابِ، فَكَانَ الرَّجْمُ مِمَّا أَخْفَوْا

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے جو شخص رجم کا انکار کرے تو اس نے درحقیقت قرآن کا اس انداز سے انکار کیا کہ اسے اس کا شعور بھی نہیں، اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں جو فرمایا ہے " اے اہل کتاب! ہمارا رسول تمہارے پاس آ گیا ہے جو کتاب الٰہی کی بہت سی ان باتوں کو تمہارے سامنے کھول رہا ہے جن پر تم نے پردہ ڈالا کرتے تھے، اور بہت سی باتوں سے درگزر بھی کر جاتا ہے۔" اہل کتاب نے جن باتوں

[1] الاخلاص ۱ تا ۴

کو چھپایا تھا ان میں رجم بھی ہے۔ (١)

اے اہل کتاب! اب آخری موقعہ کے طور پر اللہ نے تمام مخلوق کی طرف اپنا آخری پیغمبر مبعوث فرمایا ہے، جن کے کردار و گفتار سے تم خوب واقف ہو، اللہ نے انہیں واضح معجزے اور روشن دلیلیں عطا فرمائیں ہیں اور تمام مخلوق کی ہدایت و رہنمائی کے لئے اس پر آخری کتاب قرآن مجید نازل فرمائی ہے، اللہ تعالیٰ اس کتاب کے ذریعے سے ان لوگوں کو جو حق کے متلاشی ہیں، جو اس کی رضامندی و خوشنودی کے جویا ہیں کو جہالت کی تاریکیوں اور کفر، بدعات، معصیت اور جہالت کی غفلت کے اندھیاروں سے نکالتا ہے اور انہیں ابدی سلامتی یعنی ایمان، سنت، اطاعت، علم اور ذکر الٰہی کے راستوں کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ؕ قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا

یقیناً وہ لوگ کافر ہوگئے جنہوں نے کہا اللہ ہی مسیح ابن مریم ہے، آپ ان سے کہہ دیجئے کہ اگر اللہ تعالیٰ

اِنْ اَرَادَ اَنْ يُّهْلِكَ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَ اُمَّهٗ وَ مَنْ فِي الْاَرْضِ

مسیح ابن مریم اور اس کی والدہ اور روئے زمین کے سب لوگوں کو ہلاک کر دینا چاہیے تو کون ہے جو اللہ پر کچھ بھی اختیار

جَمِيْعًا ؕ وَ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَا بَيْنَهُمَا ؕ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ؕ

رکھتا ہو ؟ آسمانوں اور زمین دونوں کے درمیان کا کل ملک اللہ تعالیٰ ہی کا ہے، وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے

وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿١٧﴾ (المائدۃ ١٧)

اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

عیسی علیہ السلام کی معجزنہ پیدائش، ان کے اخلاقی کمالات اور محسوس معجزات کو دیکھ کر لوگ اس دھوکہ میں پڑ گئے کہ مسیح علیہ السلام ہی اللہ ہے یا تین خداؤں (اللہ، مسیح اور ان کی والدہ مریم علیہ السلام) میں سے ایک ہے، چنانچہ عیسیٰ علیہ السلام کی شخصیت کو انسانیت اور الوہیت کا مرکب قرار دے کر عیسائیوں نے جو غلطی کی تھی اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کے لئے عیسیٰ علیہ السلام کی حقیقت ایک معمہ بن کر رہ گئی، ان میں سے جن کے ذہن پر اس مرکب شخصیت کے جزو انسانی نے غلبہ کیا اس نے مسیح علیہ السلام کے اللہ کا بیٹا ہونے اور تین خداؤں میں سے ایک ہونے پر زور دیا، اور جس کے ذہن پر جزو الوہیت کا اثر زیادہ غالب ہوا اس نے مسیح علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا جسمانی ظہور قرار دے کر عین اللہ بنا دیا اور اللہ ہونے کی حیثیت ہی سے مسیح علیہ السلام کی عبادت کی، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہود و نصاریٰ کے نقض عہد کا ذکر کرنے کے بعد عیسائیوں کے اقوال قبیحہ یعنی عقیدہ الوہیت مسیح کا رد و ابطال کرتے ہوئے فرمایا کہ یقیناً انہوں نے کفر کیا جنہوں نے مسیح علیہ السلام کو بشریت و رسالت کے مقام سے اٹھا کر الوہیت کے مقام پر فائز کر دیا، اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپ ان سے کہہ دیں اگر اللہ تعالیٰ مسیح ابن مریم اور ان کی ماں کو جنہیں تم تین

(١) مستدرک حاکم ٨٠٦٩، تفسیر طبری ١٤١/١٠

میں سے دو سمجھتے ہو اور تمام زمین میں بسنے والی مخلوقات کو ہلاک کر دے تو کس کی طاقت و قوت ہے جو اللہ کے خلاف لب کشائی کر سکے یا اس سے باز پرس کر سکے یا اس کے ارادے میں حائل ہو سکے، مسیح علیہ السلام تو اللہ کے بے شمار عجائب تخلیق میں سے محض ایک نمونہ ہے جسے دیکھ کر ان ضعیف البصر لوگوں کی نگاہیں چوندھیا گئیں، کیا انہوں نے اللہ کی یہ قدرت نہیں دیکھی کہ اس نے آدم علیہ السلام کو بغیر باپ اور بغیر ماں کے پیدا کیا، اس لحاظ سے تو آدم علیہ السلام الوہیت کے سب سے زیادہ مستحق ہیں، اسی طرح حوا کو بھی بغیر عورت کے آدم علیہ السلام کی پسلی سے پیدا کیا گیا تو کیا وہ الٰہ بن گئیں، فرشتوں کو بھی بغیر ماں باپ کے پیدا فرمایا تو کیا وہ اللہ کی خدائی میں شامل ہو گئے، اگر ان کی نگاہ وسیع ہوتی تو دیکھتے کہ اللہ تعالیٰ تو اس عظیم الشان کائنات کا پیدا کرنے والا ہے، اور وہی بلا شرکت غیرے اس کا مالک اور متصرف ہے، مسیح علیہ السلام اور ان کی والدہ تو دوسری مخلوقات کی طرح اللہ کی محکوم و مقدور مخلوق ہیں اور اللہ نے کسی مخلوق کو کوئی اختیارات نہیں سونپے، پھر ان کے پاس خدائی کے اختیارات کہاں سے آ گئے اور یہ تو دوسری مخلوقات کی طرح خود اتنے بے بس و لاچار ہیں کہ اگر اللہ ان کے خلاف کوئی کاروائی کرنا چاہئے تو یہ اپنے آپ کو ہلاکت سے بچا سکتے اور نہ چھڑا سکتے ہیں۔

اللہ جو چاہتا اور جس طرح چاہتا ہے پیدا کرتا ہے، اس کی قدرتوں کی کوئی انتہاء نہیں، اس خالق کی قدرت ہر چیز پر حاوی ہے۔

وَ قَالَتِ الْيَهُوْدُ وَ النَّصٰرٰى نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَ اَحِبَّآؤُهٗ ؕ قُلْ فَلِمَ

یہود و نصاریٰ کہتے ہیں کہ ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے دوست ہیں، آپ کہہ دیجئے کہ پھر تمہیں تمہارے

يُعَذِّبُكُمْ بِذُنُوْبِكُمْ ؕ بَلْ اَنْتُمْ بَشَرٌ مِّمَّنْ خَلَقَ ؕ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ

گناہوں کے باعث اللہ کیوں سزا دیتا ہے، نہیں بلکہ تم بھی اس کی مخلوق میں سے ایک انسان ہو وہ جسے چاہتا ہے بخش دیتا ہے

وَ يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَا بَيْنَهُمَا ۫

اور جسے چاہتا ہے عذاب کرتا ہے، زمین و آسمان اور ان کے درمیان کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہے

وَ اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ۞ (المائدۃ ۱۸)

اور اسی کی طرف لوٹنا ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ , قَالَ: وَأَتَى رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُعْمَانُ بْنُ أَضَاءَ وَبَحْرِيُّ بْنُ عَمْرٍو، وَشَاسُ بْنُ عَدِيٍّ، فَكَلَّمُوهُ وَكَلَّمَهُمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدَعَاهُمْ إِلَى اللهِ وَحَذَّرَهُمْ نِقْمَتَهُ، فَقَالُوا: مَا تُخَوِّفُنَا يَا مُحَمَّدُ! نَحْنُ وَاللهِ أَبْنَاءُ اللهِ وَأَحِبَّاؤُهُ، كَقَوْلِ النَّصَارَى، فَأَنْزَلَ اللهُ جَلَّ وَعَزَّ فِيهِمْ: ﴿وَقَالَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى نَحْنُ أَبْنَاءُ اللَّهِ

وَأَحِبَّاؤُهُ﴾ ① إِلَى آخِرِ الْآيَةِ

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے نعمان بن اضاء، بحری بن عمرو، شاس بن عدی جو یہودیوں کے بڑے علماء تھے رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے آپ ﷺ نے انہیں وعظ ونصیحت کی، آخرت کے عذاب سے ڈرایا، جس پر وہ کہنے لگے آپ ہمیں آخرت کے عذاب سے ڈرا رہے ہیں ہم تو اللہ کے بیٹے اور اس کے پیارے ہیں، نصاریٰ بھی یہی کہتے تھے، جس پر یہ آیت ”یہود اور نصاریٰ کہتے ہیں کہ ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے چہیتے ہیں ان سے پوچھو پھر وہ تمہارے گناہوں پر تمہیں سزا کیوں دیتا ہے؟ درحقیقت تم بھی ویسے ہی انسان ہو جیسے اور انسان خدا نے پیدا کیے ہیں وہ جسے چاہتا ہے معاف کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے سزا دیتا ہے زمین اور آسمان اور ان کی ساری موجودات اس کی ملک ہیں اور اسی کی طرف سب کو جانا ہے۔“ نازل ہوئی۔ ②

فَإِنَّهُمْ قَالُوا: إِنَّ اللهَ أَوْحَى إِلى إسرائيل أن وَلَدَكَ بِكْرَكَ مِنَ الْوَلَدِ فَيُدْخِلُهُمُ النَّارَ فَيَكُونُونَ فِيهَا أَرْبَعِينَ لَيْلَةً حَتَّى تُطَهِّرَهُمْ وَتَأْكُلَ خَطَايَاهُمْ، ثُمَّ يُنَادِ مُنَادٍ أَنْ أَخْرِجُوا كُلَّ مَخْتُونٍ مِنْ وَلَدِ إِسْرَائِيلَ. فَأَخْرِجُوهُمْ، فَذَلِكَ قَوْلُهُمْ: ﴿لَن تَمَسَّنَا النَّارُ إِلا أَيَّامًا مَعْدُودَاتٍ﴾ ③

اس کے علاوہ یہودیوں کا یہ بھی دعویٰ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے یعقوب علیہ السلام کی طرف وحی نازل فرمائی کہ تیرا پہلوٹھا بیٹا میری اولاد میں سے ہے، اس کی اولاد چالیس دن تک جہنم میں رہے گی، اس مدت میں آگ انہیں پاک کر دے گی اور ان کی خطاؤں کو کھا جائے گی، پھر ایک فرشتہ منادی کرے گا کہ اسرائیل کی اولاد میں سے جو بھی ختنہ شدہ ہوں وہ نکل آئیں اور وہ جہنم سے نکل آئیں گے یعنی انہیں گنتی کے چند دن جہنم میں رہنا پڑے گا اور پھر وہ اس سے پاک ہو کر نکل آئیں گے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی ”وہ کہتے ہیں آتشِ دوزخ تو ہمیں مس تک نہ کرے گی اور اگر دوزخ کی سزا ہم کو ملے گی بھی تو بس چند روز۔“ ④

اس کے علاوہ یہود ونصاریٰ نے اللہ پر تہمت لگائی

وَقَالَتِ الْيَهُودُ عُزَيْرٌ ابْنُ اللّٰهِ وَقَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيحُ ابْنُ اللّٰهِ... ۝۳۰ ⑤

ترجمہ: یہودی کہتے ہیں کہ عزیر علیہ السلام اللہ کا بیٹا ہے، اور عیسائی کہتے ہیں کہ مسیح اللہ کا بیٹا ہے۔

اور انہوں نے اپنے تفاخر اور بے جا اعتماد میں خود کو ابناء اللہ (اللہ کے بیٹے) اور اس کا محبوب قرار دے لیا، اللہ تعالیٰ نے ان کے بے بنیاد دعویٰ کو واضح کر دیا کہ اگر تم واقعی اللہ کے محبوب اور چہیتے ہو تو پھر اللہ تعالیٰ تمہیں تمہارے کفر و کذب، بہتان وافترا کی پاداش میں سزا کیوں

---

① المائدۃ: 18

② تفسیر طبری ۱۵۱/۱۰، تفسیر ابن کثیر ۶۹/۳

③ آلِ عِمْرَانَ: 24

④ تفسیر ابن کثیر ۷۰/۳

⑤ التوبۃ ۳۰

دیتا رہا ہے؟یعنی اللہ کی بارگاہ میں فیصلہ دعوؤں کی بنیاد پر نہیں ہوتا اور نہ قیامت والے دن ہوگا بلکہ وہ تو ایمان و تقویٰ اور عمل دیکھتا ہے،وہ دنیا میں بھی اسی کی روشنی میں فیصلہ فرماتا ہے اور قیامت والے دن بھی اسی اصول پر فیصلہ ہوگا،اے اہل کتاب! تم بھی دوسرے انسانوں کی طرح انسان ہو، تمہیں دوسروں پر کوئی فوقیت وفضیلت نہیں،پھر تمہاری بابت فیصلہ دیگر انسانی مخلوق سے الگ مختلف کیوں کر ہوگا؟یہ اس کی مشیت وحکمت ہے کہ وہ جسے چاہئے معاف فرمادے اور جسے چاہئے سزا دے، جیسے متعدد مقامات پر فرمایا

وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ؁۱۲۹ [1]

ترجمہ:اور زمین اور آسمانوں میں جو کچھ ہے اس کا مالک اللہ ہے، جس کو چاہے بخش دے اور جس کو چاہے عذاب دے،وہ معاف کرنے والا اور رحیم ہے۔

وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ؁۱۴ [2]

ترجمہ:آسمانوں اور زمین کی بادشاہی کا مالک اللہ ہی ہے، جسے چاہے معاف کرے اور جسے چاہے سزا دے اور وہ غفور و رحیم ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ زمین وآسمان اور ان کے درمیان جو کچھ ہے سب اس کی ملکیت ہے اور وہ اس میں جس طرح چاہتا تصرف کرتا ہے اور آخر ایک روز وہ سب جن وانس کو ان کی قبروں سے زندہ کر کے اعمال کی جزا کے لئے اپنے دربار میں حاضر کرے گا اور اہل ایمان کو مغفرت وبخشش اور اہل کفر وفسق کو عذاب دے گا۔

يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَاۗءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ عَلٰي فَتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ

اے اہل کتاب !بالیقین ہمارا رسول تمہارے پاس رسولوں کی آمد کے ایک وقفے کے بعد آپہنچا ہے،جو تمہارے لیے

اَنْ تَقُوْلُوْا مَا جَاۗءَنَا مِنْۢ بَشِيْرٍ وَّلَا نَذِيْرٍ ۡ فَقَدْ جَاۗءَكُمْ بَشِيْرٌ وَّنَذِيْرٌ ۭ

صاف صاف بیان کر رہا ہے تاکہ تمہاری یہ بات نہ رہ جائے کہ ہمارے پاس تو کوئی بھلائی ، برائی سنانے والا آیا ہی نہیں

وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ؀۱۹ۧ (المائدۃ۱۹)

،پس اب تو یقیناً خوشخبری سنانے والا اور آگاہ کرنے والا آپہنچا اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب پر اپنا احسان جتلایا کہ اے اہل کتاب!ہمارا یہ رسول ایسے وقت تمہارے پاس آیا ہے اور دین کی واضح تعلیم تمہیں دے رہا ہے جبکہ نبی اسرائیل کے آخری نبی عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھائے ایک لمبا عرصہ بیت گیا تھا اور اس دوران رسولوں کی آمد کا سلسلہ بند تھا،

عَنْ سَلْمَانَ، قَالَ:فَتْرَةٌ بَيْنَ عِيسَى، وَمُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِمَا وَسَلَّمَ، سِتُّ مِائَةِ سَنَةٍ

[1] آل عمران۱۲۹

[2] الفتح۱۴

سلمان رضی اللہ عنہ فارسی جن کی کنیت ابو عبد اللہ تھی سے مروی ہے عیسیٰ علیہ السلام اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان میں فترت کا زمانہ (یعنی جس میں کوئی پیغمبر دنیا میں مبعوث نہیں ہوا) چھ سو سال سال کا عرصہ گزرا ہے۔ [1]

اس کے علاوہ اور بھی بہت سے قول ہیں۔

وَعَنْ قَتَادَةَ: خَمْسُمِائَةٍ وَسِتُّونَ سَنَةً، وَقَالَ مَعْمَر، عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِهِ: خَمْسُمِائَةٍ وَأَرْبَعُونَ سَنَةً. وَقَالَ: الضَّحَّاكُ: أَرْبَعُمِائَةٍ وَبِضْعٌ وَثَلَاثُونَ سَنَةً،أَنَّهُ قَالَ: ومنْ رَفْعِ الْمَسِيحِ إِلَى هِجْرَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِسْعُمِائَةٍ وَثَلَاثٌ وَثَلَاثُونَ سَنَةً،وَالْمَشْهُورُ هُوَ الْأَوَّلُ، وَهُوَ أَنَّهُ سِتُّمِائَةِ سَنَةٍ وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ: سِتُّمِائَةٍ وَعِشْرُونَ سَنَةً

قتادہ کہتے ہیں پانچ سو ساٹھ برس۔ معمر رحمہ اللہ کہتے ہیں پانچ سو چالیس برس۔ ضحاک رحمہ اللہ کہتے ہیں چار سو تیس سے کچھ زیادہ۔ شعبی رحمہ اللہ کہتے ہیں عیسی علیہ السلام کے آسمان کی طرف اٹھائے جانے اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہجرت کے درمیان نو سو تینتیس برس کا فاصلہ تھا لیکن مشہور پہلا ہی قول ہے یعنی چھ سو سال کا اور بعض کہتے ہیں چھ سو بیس سال کا فاصلہ تھا۔ [2]

أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ:أَنَا أَوْلَى النَّاسِ بِابْنِ مَرْيَمَ، وَالأَنْبِيَاءُ أَوْلَادُ عَلَّاتٍ، لَيْسَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ نَبِيٌّ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے کہ میں ابن مریم سے بہ نسبت اور لوگوں کے زیادہ قریب ہوں انبیاء علاتی بھائیوں کی طرح ہیں اور میرے اور عیسی علیہ السلام کے درمیان کوئی نبی نہیں ہے۔ [3]

اس فترت کے بعد جبکہ رسولوں کی تعلیم مٹ چکی ہے، دنیا سرکشی وطغیانی میں توحید الٰہی اور رسولوں کی تعلیمات کو بھلا کر اللہ کی مخلوقات کی پرستش کر رہی ہے، عدل وانصاف بلکہ انسانیت بھی فنا ہو چکی ہے، اس احتیاج کی بنا پر ہم نے اپنی رحمت سے خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ساری دنیا کی رشد وہدایت کے لئے مبعوث کیا ہے، اور وہ تمہیں نازل کردہ کتاب قرآن مجید کے مطابق واضح تعلیم دے رہے ہیں تاکہ روز قیامت تم اپنی گمراہیوں اور بداعمالیوں کا یہ عذر نہ کرسکو کہ ہمارے پاس کوئی بشارت دینے اور ڈرانے والا نہیں آیا تھا، تمہارے اس عذر لنگ کو دور کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے تمہاری طرف بشارت دینے والا اور آخرت کے عذاب سے ڈرانے والا بھیج دیا ہے، لہذا اپنا بے جا تفاخر چھوڑ کر اس پر ایمان لاؤ اور بے چوں وچرا اس کی اطاعت کرو، اگر اس نصیحت سے روگردانی کرو گے تو روز قیامت ذلیل ورسوا ہو جاؤ گے اور اس وقت سوائے پچھتاوے کے کچھ حاصل نہ ہو گا، یقیناً اللہ اپنے فرمانبرداروں کو ثواب دینے اور نافرمانوں کو عذاب دینے پر قادر ہے۔

---

[1] صحیح بخاری کتاب مناقب الانصار بَابُ إِسْلَامِ سَلْمَانَ الفَارِسِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ۳۹۴۸

[2] تفسیرابن کثیر ۷۰/۳

[3] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء بَابُ قَوْلِ اللهِ وَاذْكُرْ فِي الكِتَابِ مَرْيَمَ إِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ أَهْلِهَا ۳۴۴۲، صحیح مسلم کتاب الفضائل بَابُ فَضَائِلِ عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ ۶۱۳۰

وَ اِذۡ قَالَ مُوۡسٰی لِقَوۡمِهٖ یٰقَوۡمِ اذۡكُرُوۡا نِعۡمَةَ اللّٰهِ عَلَیۡكُمۡ اِذۡ جَعَلَ

اور یاد کرو موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنی قوم سے کہا اے میری قوم کے لوگو! اللہ تعالیٰ کے اس احسان کا ذکر کرو کہ اس نے

فِیۡكُمۡ اَنۡۢبِیَآءَ وَ جَعَلَكُمۡ مُّلُوۡكًا ۖۗ وَّ اٰتٰىكُمۡ مَّا لَمۡ یُؤۡتِ اَحَدًا مِّنَ الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۲۰﴾ یٰقَوۡمِ

تم میں سے پیغمبر بنائے اور تمہیں بادشاہ بنادیا، اور تمہیں وہ دیا جو تمام عالم میں کسی کو نہیں دیا، اے میری قوم والو!

ادۡخُلُوا الۡاَرۡضَ الۡمُقَدَّسَةَ الَّتِیۡ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمۡ وَ لَا تَرۡتَدُّوۡا عَلٰۤی اَدۡبَارِكُمۡ فَتَنۡقَلِبُوۡا

اس مقدس زمین میں داخل ہوجاؤ جو اللہ نے تمہارے نام لکھ دی ہے اور اپنی پشت کے بل روگردانی نہ کرو کہ پھر

خٰسِرِیۡنَ ﴿۲۱﴾ قَالُوۡا یٰمُوۡسٰۤی اِنَّ فِیۡهَا قَوۡمًا جَبَّارِیۡنَ ٭ۖ وَ اِنَّا لَنۡ نَّدۡخُلَهَا حَتّٰی یَخۡرُجُوۡا

نقصان میں جا پڑو، انہوں نے جواب دیا کہ اے موسیٰ! وہاں تو زور آور سرکش لوگ ہیں اور جب تک وہ وہاں سے نکل نہ

مِنۡهَا ۚ فَاِنۡ یَّخۡرُجُوۡا مِنۡهَا فَاِنَّا دٰخِلُوۡنَ ﴿۲۲﴾ (المائدة ۲۰ تا ۲۲)

جائیں ہم تو ہرگز وہاں نہ جائیں گے ہاں اگر وہ وہاں سے نکل جائیں پھر تو ہم (بخوشی) چلے جائیں گے۔

یاد کرو جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا تھا اے میری قوم! اللہ تعالیٰ کے احکامات کی نافرمانی نہ کرو بلکہ اس نے جو نعمتیں تمہیں عطا کیں ان پر اس کا شکر کرتے رہو جتنا بھی تم اس رب کا شکر ادا کرو گے وہ اتنا ہی تمہیں اور زیادہ نوازے گا اور برکت ڈالے گا جیسے فرمایا

وَاِذۡ تَاَذَّنَ رَبُّكُمۡ لَئِنۡ شَكَرۡتُمۡ لَاَزِیۡدَنَّكُمۡ ... [1]

ترجمہ: اور یاد رکھو تمہارے رب نے خبردار کر دیا تھا کہ اگر شکر گزار بنو گے تو میں تم کو اور زیادہ نوازوں گا۔

اللہ تعالیٰ نے تمہیں دنیا والوں پر فضیلت دی اور پیشوا بنایا اور ذرا اپنے ماضی کی طرف دیکھو کہ اس نعمت کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں اور کتنی بے شمار نعمتوں سے نوازا تھا اس نے ابراہیم علیہ السلام کے بعد تم میں لگاتار نبی پیدا کیے جو تمہیں توحید اور اتباع کی دعوت دیتے رہے اور تمہیں بادشاہی عطا کی (بیشتر پیغمبر اور بادشاہ بھی بنی اسرائیل سے ہی ہوئے، بعض نبیوں کو بھی جیسے سلیمان علیہ السلام کو بادشاہ بنایا)

عَنِ ابۡنِ عَبَّاسٍ، فِي قَوۡلِهِ: {وَجَعَلَكُمۡ مُلُوكًا} قَالَ: الۡخَادِمُ وَالۡمَرۡأَةُ وَالۡبَيۡتُ

امام عبدالرزاق نے اس جملے " تم کو فرماں روا بنایا۔" کی تفسیر میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ قول روایت کیا ہے کہ تم نے خدمت کے لیے خادم، عورت اور گھر کو استعمال کیا۔ [2]

---

[1] ابراہیم ۷

[2] تفسیر عبدالرزاق ۱۵/۲، تفسیر طبری ۱۶۲/۱۰

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ {وَجَعَلَكُمْ مُلُوكًا} [1] قَالَ: الْمَرْأَةُ وَالْخَادِمُ

امام حاکم رحمہ اللہ نے بھی عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا قول روایت کیا ہے ”تم کو فرماں روا بنایا۔“ اس سے مراد عورت اور خادم کو خدمت کے لیے استعمال کرنا ہے۔ [2]

وَقَالَ قَتَادَةُ: كَانُوا أَوَّلَ مَنْ مَلَكَ الْخَدَمَ

قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں بنی اسرائیل نے سب سے پہلے خادموں کو اپنی خدمت کے لیے استعمال کیا تھا۔ [3]

عُبَيْدِ اللهِ بْنِ مِحْصَنٍ الخَطْمِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ أَصْبَحَ مِنْكُمْ آمِنًا فِي سِرْبِهِ مُعَافًى فِي جَسَدِهِ عِنْدَهُ قُوتُ يَوْمِهِ فَكَأَنَّمَا حِيزَتْ لَهُ الدُّنْيَا

عبداللہ بن محصن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے جو شخص اس حال میں صبح کرے کہ اہل و مال کے اعتبار سے مطمئن ہو، جسمانی طور پر وہ صحت مند ہو اور اس دن کی خوراک اس کے پاس موجود ہو تو گویا دنیا اپنی تمام تر نعمتوں کے ساتھ مل گئی۔ [4]

فرعون جیسے ظالم و جابر بادشاہ کی غلامی سے تمہیں نجات بخشی اور تم کو من وسلویٰ دیا جو دنیا میں اور کسی کو نہیں دیا، صحرا کی تپتی چلچلاتی دھوپ میں جہاں کوئی جائے پناہ نہیں تھی تم پر بادلوں کا سایہ کیے رکھا، تمہارے بارہ قبیلوں کے لئے پانی کے بارہ چشمے جاری کیے تاکہ بغیر کسی روک ٹوک کے تم پانی حاصل کرسکو، جیسے فرمایا

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلَي الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٦﴾ [5]

ترجمہ: اِس سے پہلے بنی اسرائیل کو ہم نے کتاب اور حکم اور نبوت عطا کی تھی، ان کو ہم نے عمدہ سامانِ زیست سے نوازا، دنیا بھر کے لوگوں پر انہیں فضیلت عطا کی۔

بنو اسرائیل کے مورث اعلیٰ یعقوب علیہ السلام کا مسکن فلسطین تھا لیکن یوسف علیہ السلام کے امارت مصر میں بنی اسرائیل مع اپنے اہل وعیال بیت المقدس سے جاکر مصر میں آباد ہو گئے تھے، چنانچہ یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں اور ان کے بعد ان کو مصر میں بڑا اقتدار نصیب ہوا مگر ایک تحریک کے نتیجے میں یہ قبطی قوم کے غلام بن گئے، جب موسیٰ علیہ السلام انہیں فرعون مصر سے چھپ کر راتوں رات نکال کر لے گئے، بنی اسرائیل کے مصر میں آباد ہونے پر فلسطین پر ایک بہادر قوم عمالقہ نے قبضہ کرلیا تھا اور اب بھی انہی کی حکمرانی تھی، چنانچہ مصر سے نکلنے کے تقریباً دو سال بعد جب موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کو لے کر دشت فاران میں خیمہ زن تھے تب انہوں نے اپنی قوم کو فتح ونصرت کی بشارت دیتے ہوئے سے کہا اے برادران قوم! اس مقدس سرزمین میں داخل ہو جاؤ اور ان سے جہاد کرو، اللہ تعالیٰ نے یہ سرزمین تمہارے نام لکھ دی ہے (بنی اسرائیل

---

[1] المائدۃ:20

[2] مستدرک حاکم ٣٢١٤

[3] تفسیر عبد الرزاق ١٣/٢، تفسیرطبری ١٦٣/١٠

[4] جامع ترمذی أَبْوَابُ الزُّهْدِ باب٢٣٤٦، صحیح ابن حبان٦٧١عن ابی الدرداءؓ

[5] الجاثیۃ١٦

جب مصر سے نکل آئے تو اسی سرزمین کو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے نامزد فرمایا تھا) اس لئے فتح ونصرت تمہاری ہی ہو گی، اس فانی زندگی کی محبت میں جہاد سے منہ نہ موڑو جس میں تمہاری عزت و وقار پنہاں ہے، اگر رب کی نعمت کی ناشکری کرتے ہوئے جہاد سے منہ موڑو گے تو نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو گے، مگر بنی اسرائیل جو ایک عرصہ غلامی میں گزارنے کی وجہ سے پست ہمت ہو چکے تھے، اپنے رسول کی زبان سے فتح ونصرت کی بشارت سننے کے باوجود قوم عمالقہ کی بہادری کی شہرت سے مرعوب ہو گئے، انہوں نے نہ ہی اللہ تبارک وتعالیٰ کے وعدہ نصرت پر یقین کیا اور نہ ہی اس کے رسول کے حکم کی کوئی پرواہ نہ کی بلکہ موت کے خوف سے پہلے مرحلے میں ہی ہمت ہار کر جہاد سے دست بردار ہو گئے اور فلسطین میں داخل ہونے سے صاف انکار کر دیا اور جواب دیا اے موسیٰ! وہاں تو بڑے قوی، طاقتور اور جنگجو لوگ رہتے ہیں ہم تو ان سے مقابلہ نہیں کر سکتے جب تک وہ اس شہر میں موجود ہیں ہم اس میں داخل نہیں ہوں گے ہاں اگر وہ اس شہر سے نکل نہ جائیں تو پھر ہم اس شہر میں داخل ہو جائیں گے۔ ان کے مقابلے میں غزوہ بدر کے موقع پر دشمن کے مقابلے میں کم تعداد اور بے سروساماں صحابہ کرام کے حالات پر نظر ڈالیں، جب رسول اللہ ﷺ نے ان سے دشمن سے لڑنے کے لئے رائے طلب فرمائی تو مہاجرین کے بعد انصار کے سردار سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر جواب دیا

يَا رَسُولَ اللهِ، فَوَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِ لَوِ اسْتَعرضْتَ بِنَا هَذَا الْبَحْرَ لَخُضْتَه لخُضناه مَعَكَ، وَمَا تخلَّف مِنَّا رَجُلٌ وَاحِدٌ وَمَا نَكْرَه أَنْ تَلْقَى بِنَا عَدُوَّنَا غَدًا۔۔۔إِنَّا لصُبُر فِي الْحَرْبِ، صُدُقٌ فِي اللِّقَاءِ، لَعَلَّ اللهَ يُرِيكَ مِنَّا مَا تَقَرُّ بِهِ عَيْنُكَ

اے اللہ کے رسول ﷺ! جس نے آپ کو حق کے ساتھ نبی بنا کر بھیجا ہے اگر آپ ہمیں سمندر کے کنارے کھڑا کر کے فرمائیں کہ اس میں کود جاؤ تو بغیر کسی پس وپیش کے اس میں کود جائیں گے اور ہمارا کوئی آدمی پیچھے نہیں رہے گا ہم لڑائی میں صبر اور ثابت قدمی دکھانے والے اور اللہ کی ملاقات کو سچ جاننے والے لوگ ہیں، ہماری بہادری اور استقلال کو دیکھ کر ان شاء اللہ آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی۔[1]

ایک روایت میں ہے انصاریوں نے عرض کیا

قَالُوا: إِذًا لَا نَقُولُ لَهُ كَمَا قَالَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ لِمُوسَى :فَاذْهَبْ أَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلا إِنَّا هَاهُنَا قَاعِدُونَ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِ لَوْ ضَرَبْت أَكْبَادَهَا إِلَى بَرْك الغماد لَاتَّبَعْنَاكَ

ہم بنی اسرائیل کی طرح نہیں جو یہ کہہ دیں کہ آپ اور آپ کا اللہ جا کر لڑیں ہم یہاں بیٹھے ہیں، اللہ کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے اگر آپ ہمیں برک الغماد تک جانے کا حکم دیں گے تو ہم آپ کی اطاعت کریں گے۔[2]

فَقَالَ: وَاللهِ يَا رَسُولَ اللهِ لَا نَقُولُ كَمَا قَالَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ لِمُوسَى: فَاذْهَبْ أَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلا إِنَّا هَاهُنَا قَاعِدُونَ

---

[1] ابن ہشام۶۱۵/۱،الروض الانف ۴۷/۵، عیون الاثر۲۸۹/۱،البداية والنهاية۳۲۴/۱

[2] البداية والنهاية۳۲۴/۱، مسنداحمد ۱۲۹۵۴

وَلٰكِنَّا نُقَاتِلُ عَنْ يَمِيْنِكَ وَعَنْ يَسَارِكَ، وَمِنْ بَيْنِ يَدَيْكَ وَمِنْ خَلْفِكَ

مقداد رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی قسم! اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہم بنی اسرائیل کی طرح یہ نہیں کہیں گے کہ تم اور تمہارا خدا جا کر لڑائی کرو ہم تو یہیں بیٹھے ہیں بلکہ آپ کے آگے پیچھے، دائیں بائیں ہم ہی ہوں گے۔ [1]

قَالَ رَجُلٰنِ مِنَ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمَا ادْخُلُوْا عَلَيْهِمُ الْبَابَ

دو شخصوں نے جو خدا ترس لوگوں میں سے تھے، جن پر اللہ تعالیٰ کا فضل تھا کہا کہ تم ان کے پاس دروازے میں تو پہنچ جاؤ

فَاِذَا دَخَلْتُمُوْهُ فَاِنَّكُمْ غٰلِبُوْنَ وَ عَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۲۳﴾

دروازے پر قدم رکھتے ہی یقیناً تم غالب آ جاؤ گے، اور تم اگر مومن ہو تو تمہیں اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ رکھنا چاہیے،

قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَآ اَبَدًا مَّا دَامُوْا فِيْهَا فَاذْهَبْ اَنْتَ وَ

قوم نے جواب دیا کہ اے موسیٰ! جب تک وہ وہاں ہیں تب تک ہم ہرگز وہاں نہ جائیں گے، اس لیے تم اور تمہارا

رَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ ﴿۲۴﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ لَآ اَمْلِكُ اِلَّا نَفْسِيْ

پروردگار جا کر دونوں ہی لڑ بھڑ لو، ہم یہیں بیٹھے ہوئے ہیں، موسیٰ (علیہ السلام) کہنے لگے الٰہی! مجھے تو بجز اپنے

وَ اَخِيْ فَافْرُقْ بَيْنَنَا وَ بَيْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۲۵﴾ قَالَ

اور میرے بھائی کے کسی اور پر کوئی اختیار نہیں، پس تو ہم میں اور ان نافرمانوں میں جدائی کر دے، ارشاد ہوا کہ

فَاِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَيْهِمْ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً يَتِيْهُوْنَ فِي الْاَرْضِ

اب زمین ان پر چالیس سال تک حرام کر دی گئی ہے، یہ خانہ بدوش ادھر ادھر سرگرداں پھرتے رہیں گے

فَلَا تَاْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۲۶﴾ (المائدۃ ۲۳ تا ۲۶)

اس لیے تم ان فاسقوں کے بارے میں غمگین نہ ہونا۔

قوم موسیٰ میں صرف دو آدمی صحیح معنوں میں ایماندار نکلے (ان میں سے ایک یوشع بن نون تھے جو موسیٰ کے بعد ان کے خلیفہ ہوئے اور دوسرے کالب بن یوفنا تھے جو یوشع کے دست راست بنے، چالیس برس تک بھٹکنے کے بعد جب بنی اسرائیل فلسطین میں داخل ہوئے تو اس وقت موسیٰ کے ساتھیوں میں سے صرف یہی دو بزرگ زندہ تھے) جنہیں نصرت الٰہی پر کامل یقین تھا انہوں نے قوم سے کہا اے قوم

[1] البدایة والنہایة ۳۲۴/۱، ابن سعد ۱۲۰/۳

کے لوگو! ہمت سے کام لو اور قوم عمالقہ کی بہادری سے مرعوب نہ ہو جاو، اپنے رب کی نصرت پر کامل بھروسہ کر کے ان پر حملہ کر دو اور اپنے دلوں میں کسی خوف و خطر کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے اس شہر کے دروازے میں داخل ہو جاو، جن لوگوں کی بہادری کی شہرت سے تم خائف و لرزاں ہو وہ تمہارے مقابلہ میں کھڑے ہی نہیں ہو سکیں گے، جب تم حملہ کرو گے تو پھر دیکھو گے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں کیسے فتح و نصرت سے نوازتا ہے، لیکن اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے فتح کی کھلی بشارت اور بڑوں کے سمجھانے کے باوجود بنی اسرائیل نے بدترین بزدلی، سوء ادبی اور تمرد و سرکشی کا مظاہرہ کیا اور کہا کہ اے موسیٰ! ہم تو ان بہادر جنگجوں سے نہیں لڑ سکتے ہم تو یہاں پر بیٹھے تمہارا انتظار کرتے ہیں تم اور تیرا رب جاکر ان بہادر لوگوں سے لڑو جب وہ لوگ اس شہر سے نکل جائیں گے تو ہم پھر اندر داخل ہو گے، جہاد کے اس دوٹوک انکار پر موسیٰ سخت ناراض ہوئے اور اس سرکش قوم کے مقابلے میں اپنی بے بسی اور براءت کا اعلان کیا فرمایا اے میرے رب! مجھے بس اپنے اور اپنے بھائی کے نفس پر اختیار ہے مگر سرکش قوم کے لوگوں پر کوئی اختیار نہیں تو ہمیں ان نافرمان لوگوں سے الگ کر دے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کی نافرمانی، حکم سے انحراف اور ان کی پست ہمتی کی وجہ سے سزا کے طور پر فلسطین کی سرزمین ان پر چالیس برس کے لئے حرام کر دی اور فرمایا اے موسیٰ! اب یہ چالیس سال تک اس میدان میں بھٹکتے رہیں گے تم ان کی حالت زار پر ترس نہ کھانا چنانچہ یہ قوم میدان تیہ میں چالیس سال تک رب کی نافرمانی اور جہاد سے اعراض کی بنا پر سرگرداں رہی ۔

فَقَالَ لِقَوْمِهِ لَا يَتْبَعْنِي رَجُلٌ قَدْ مَلَکَ بُضْعَ امْرَأَةٍ وَهُوَ يُرِيدُ أَنْ يَبْنِيَ بِهَا وَلَمَّا يَبْنِ وَلَا آخَرُ قَدْ بَنَى بُنْيَانًا وَلَمَّا يَرْفَعْ سُقُفَهَا وَلَا آخَرُ قَدْ اشْتَرَى غَنَمًا أَوْ خَلِفَاتٍ وَهُوَ مُنْتَظِرٌ وِلَادَهَا قَالَ فَغَزَا فَأَدْنَى لِلْقَرْيَةِ حِينَ صَلَاةِ الْعَصْرِ أَوْ قَرِيبًا مِنْ ذَلِکَ، فَقَالَ لِلشَّمْسِ أَنْتِ مَأْمُورَةٌ وَأَنَا مَأْمُورٌ اللهُمَّ احْبِسْهَا عَلَيَّ شَيْئًا فَحُبِسَتْ عَلَيْهِ حَتَّى فَتَحَ اللهُ عَلَيْهِ

موسیٰ علیہ السلام کے بعد یوشع بن نون اللہ کے دشمنوں، مفسد انسانوں کے ظلم و جبر اور بغاوت کو مٹانے کے لیے جہاد کے لیے ان ممالک کی طرف بڑھے اور بڑھنے سے قبل اپنی قوم سے فرمایا جس آدمی نے ابھی شادی کی ہو اور اس نے ابھی تک شب زفاف نہ گزاری ہو اور وہ یہ چاہتا ہو کہ اپنی بیوی کے ساتھ رات گزارے تو وہ آدمی میرے ساتھ نہ چلے (یعنی اسے پیچھے کا کوئی خیال نہ ہو) اور نہ ہی وہ آدمی میرے ساتھ چلے کہ جس نے مکان بنایا ہو اور ابھی تک اس کی چھت نہ ڈالی ہو (یعنی ابھی ادھورا ہو) اور میرے ساتھ وہ بھی نہ جائے جس نے بکریاں اور گابھن اونٹیاں خریدی ہوں اور وہ ان کے بچہ جننے کا انتظار میں ہو (چنانچہ تابوت سکینہ کے ہمراہ اس شرط کے تحت وہ نوجوانوں کو لیکر دشت سینا سے نکل کر ارض کنعان کی طرف روانہ ہوئے) جب دونوں گروہ آمنے سامنے ہوئے اور (اریحا شہر میں) جنگ چھڑ گئی، صبح کے وقت سے جنگ کرتے کرتے وہ عصر کی نماز یا اس کے قریب وقت میں ایک گاؤں کے قریب آئے یوشع علیہ السلام کا پلڑا بھاری تھا اگر شام کے وقت جنگ رک جاتی تو امکان تھا کہ راتوں رات دشمن کسی قسم کی کوئی چال نہ چل جائے، اس لئے انہوں نے سورج کی طرف متوجہ ہو کر کہا تو بھی مامور ہے کہ اللہ کے حکم سے مشرق سے مغرب کی طرف اپنا سفر طے کرتا ہے اور میں بھی مامور ہوں کہ میں اللہ سبحان و تعالیٰ کے دشمنوں سے جہاد کروں، پھر رب کریم سے دعا فرمائی اے میرے رب! سورج کو ہمارے اوپر روک دے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا کو قبول فرمایا

اور کائنات کی تاریخ میں پہلی دفعہ اپنی قدرت کاملہ سے سورج کی گردش کو اسی جگہ روک دیا(یوشع علیہ السلام نے اسی دن لڑتے لڑتے دشمن کو شکست فاش دی اور پھر جہاد کرتے ہوئے آگے بڑھتے بڑھتے پورے ارض مقدس پر جو ان کا آبائی وطن تھا قابض ہو گئے اس طرح اللہ تعالیٰ نے انہیں فتح نصیب فرمائی)

قَالَ فَجَمَعُوا مَا غَنِمُوا فَأَقْبَلَتْ النَّارُ لِتَأْكُلَهُ فَأَبَتْ أَنْ تَطْعَمَهُ، فَقَالَ فِيكُمْ غُلُولٌ فَلْيُبَايِعْنِي مِنْ كُلِّ قَبِيلَةٍ رَجُلٌ فَبَايَعُوهُ فَلَصِقَتْ يَدُ رَجُلٍ بِيَدِهِ، فَقَالَ فِيكُمْ الْغُلُولُ فَلْتُبَايِعْنِي قَبِيلَتُکَ فَبَايَعَتْهُ قَالَ فَلَصِقَتْ بِيَدِ رَجُلَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةٍ، فَقَالَ فِيكُمْ الْغُلُولُ أَنْتُمْ غَلَلْتُمْ قَالَ فَأَخْرَجُوا لَهُ مِثْلَ رَأْسِ بَقَرَةٍ مِنْ ذَهَبٍ، قَالَ فَوَضَعُوهُ فِي الْمَالِ وَهُوَ بِالصَّعِيدِ فَأَقْبَلَتْ النَّارُ فَأَكَلَتْهُ، فَلَمْ تَحِلَّ الْغَنَائِمُ لِأَحَدٍ مِنْ قَبْلِنَا ذٰلِکَ بِأَنَّ اللهَ تَبَارَکَ وَتَعَالَى رَأَى ضَعْفَنَا وَعَجْزَنَا فَطَيَّبَهَا لَنَا

پھر سارے کیمپ سے دشمن کا مال غنیمت جمع کیا گیا اور اس ایک جگہ ڈھیر کر دیا کہ آسمان سے آگ آئے اور اسے جلا دے مگر آسمان سے آگ نہ آئی، یوشع علیہ السلام نے فرمایا تم میں سے کسی نے ضرور خیانت کی ہے اس لئے اس خائن کا تلاش کرنے کے لئے ہر قبیلہ کا ایک فرد مجھ سے آکر بیعت کرے، چنانچہ سب آکر بیعت کرنے لگے ایک شخص کا ہاتھ آپ کے ہاتھ کے ساتھ چپک گیا، یوشع علیہ السلام نے فرمایا تمہارے قبیلہ میں خیانت ہوئی ہے لہذا تمہارے قبیلہ کا ہر فرد مجھ سے بیعت کرے، سب بیعت کرنے لگے اور دو یا تین اشخاص کے ہاتھ آپ کے ہاتھ کے ساتھ چپک گئے، یوشع علیہ السلام نے فرمایا تم لوگوں نے خیانت کی ہے ان لوگوں نے اس کا اقرار کیا اور گائے کا ایک سر اٹھا لائے جو سونے کا بنا ہوا تھا، فرمایا تم اسے مال غنیمت میں اونچی جگہ میں رکھ دو اب جب تمام مال غنیمت جما ہو گیا تو آسمان سے آگ نازل ہوئی اور اس نے مال غنیمت کو جلا دیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم سے پہلے کسی کے لئے مال غنیمت حلال نہیں تھا اللہ تعالیٰ نے ہماری کمزوری اور عاجزی دیکھی تو ہماری لئے مال غنیمت کو حلال فرما دیا۔[1]

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَوْلَهُ: {فَإِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَيْهِمْ أَرْبَعِينَ سَنَةً يَتِيهُونَ فِي الْأَرْضِ} قَالَ: فَتَاهُوا أَرْبَعِينَ سَنَةً، فَهَلَكَ مُوسَى وَهَارُونُ فِي التِّيهِ وَكُلُّ مَنْ جَاوَزَ الْأَرْبَعِينَ سَنَةً، فَلَمَّا مَضَتِ الْأَرْبَعُونَ سَنَةً، نَاهَضَهُمْ يُوشَعُ بْنُ نُونٍ، وَهُوَ الَّذِي قَامَ بِالْأَمْرِ بَعْدَ مُوسَى، وَهُوَ الَّذِي افْتَتَحَهَا

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ”اللہ نے جواب دیا اچھا تو وہ ملک چالیس سال تک ان پر حرام ہے، یہ زمین میں مارے مارے پھریں گے۔“ کی تفسیر میں روایت ہے کہ وہ چالیس برس تک اس جنگل میں حیران وسرگرداں پھرتے رہے حتی کہ موسیٰ علیہ السلام وہارون علیہ السلام کا بھی اس جنگل میں انتقال ہو گیا بلکہ ہر اس شخص کا انتقال ہو گیا تھا جس کی عمر چالیس سال سے زیادہ تھی، جب چالیس سال کا یہ عرصہ گزر گیا تو موسیٰ علیہ السلام کے

---

[1] صحیح بخاری کِتَابُ فَرْضِ الخُمُسِ بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُحِلَّتْ لَكُمُ الغَنَائِمُ ۳۱۲۴،صحیح مسلم كِتَابُ الْجِهَادِ وَالسِّيَرِ بَابُ تَحْلِيلِ الْغَنَائِمِ لِهَذِهِ الْأُمَّةِ خَاصَّةً ۴۵۵۵،مسند احمد ۸۲۳۸، مسند البزار ۷۸۰۹،صحیح ابن حبان ۴۸۰۸،شرح السنة للبغوی ۲۷۱۹، مصنف عبدالرزاق ۹۴۹۲،السنن الکبری للبیہقی ۱۲۷۰۷، الجامع الصحیح للسنن والمسانید ۱۹٫۲۵۷

بعد ان کی قیادت یوشع بن نون نے کی، اور وہ انہیں لے کر بیت المقدس گئے اور انہی نے اسے فتح کیا تھا۔ (1)

جب رب کریم نے بنی اسرائیل کو دشمنوں پر فتح عطا فرمادی تو رب نے حکم فرمایا کہ شہر میں غرور میں ڈوب کر متکبرانہ انداز میں داخل نہ ہونا بلکہ رب کا شکر ادا کرنے والوں کی طرح اس کی بارگاہ میں خشوع کے ساتھ جھکتے اور استغفار کرتے ہوئے داخل ہونا کیونکہ یہ کسی مومن کی شان نہیں کہ وہ رب کی راہ میں جہاد کرے اور جب رب اسے اپنی رحمت سے دشمنوں پر کامیابی عطا فرمائے تو اس رب کے حضور سجدہ شکر ادا کرنے کے بجائے اس پر اظہار فخر و غرور کرے مگر وہ بنی اسرائیل جن کی سرشت ہی احکام الٰہی کی خلاف ورزی تھی وہ یہ حکم کیا بجالاتے وہ اس فتح پر بدمست ہوگئے اور احکام الٰہی کو پس پشت ڈال کر فتح و نصرت کے ڈنکے بجاتے فخر و غرور اور تکبر کے ساتھ شہر میں داخل ہوئے اور اپنے اعمال بد کے باعث عذاب الٰہی کے مستحق ٹھیرے، ان پر کیسا عذاب آیا اس کی تفصیل معلوم نہیں لیکن ہمیں یہ سبق ضرور مل جاتا ہے کہ جو قومیں رب کے احکامات کی خلاف ورزی کرتی ہیں اور ابلیس کے جال میں پھنس کر اپنی من مانی خواہشات کی پیروی کرتی ہیں ان پر رب کا اٹل قانون جزا و سزا کا اطلاق جلد یا بدیر ضرور ہوتا ہے اور پھر کہیں جائے پناہ نہیں ہوتی۔

وَ اتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ ابْنَيْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ ۘ اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا

آدم (علیہ السلام) کے دونوں بیٹوں کا کھرا کھرا حال بھی انہیں سنادو، ان دونوں نے ایک نذرانہ پیش کیا، ان میں سے ایک

وَ لَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ ؕ قَالَ لَاَقْتُلَنَّكَ ؕ قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ

کی نذر تو قبول ہوگئی اور دوسرے کی مقبول نہ ہوئی تو کہنے لگا کہ میں تجھے مار ہی ڈالوں گا، اس نے کہا اللہ تعالیٰ

مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ۝۲۷ لَىِٕنْۢ بَسَطْتَّ اِلَيَّ يَدَكَ لِتَقْتُلَنِيْ مَاۤ اَنَا بِبَاسِطٍ يَّدِيَ اِلَيْكَ

تقویٰ والوں کا ہی عمل قبول کرتا ہے گو تو میرے قتل کے لیے دست درازی کرے لیکن میں تیرے قتل کی طرف ہرگز اپنے

لِاَقْتُلَكَ ۚ اِنِّيْۤ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۲۸ اِنِّيْۤ اُرِيْدُ اَنْ تَبُوْٓاَ بِاِثْمِيْ وَ اِثْمِكَ

ہاتھ نہیں بڑھاؤں گا، میں تو اللہ تعالیٰ پروردگار عالم سے خوف کھاتا ہوں، میں تو چاہتا ہوں کہ تو میرا گناہ اپنے سر پر رکھ لے

فَتَكُوْنَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ ۚ وَ ذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِيْنَ ۝۲۹ۚ فَطَوَّعَتْ لَهٗ نَفْسُهٗ قَتْلَ اَخِيْهِ

اور دوزخیوں میں شامل ہوجائے ظالموں کا یہی بدلہ ہے، پس اسے اس کے نفس نے اپنے بھائی کے قتل پر آمادہ کر دیا

فَقَتَلَهٗ فَاَصْبَحَ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝۳۰ فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا يَّبْحَثُ فِي الْاَرْضِ

اس نے اسے قتل کر ڈالا، جس سے نقصان پانے والوں میں سے ہوگیا، پھر اللہ تعالیٰ نے ایک کوے کو بھیجا جو زمین کھود رہا تھا

(1) تفسیر ابن کثیر ۳/۸۰

لِيُرِيَهٗ كَيْفَ يُوَارِيْ سَوْءَةَ اَخِيْهِ ؕ قَالَ يٰوَيْلَتٰۤى اَعَجَزْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِثْلَ هٰذَا الْغُرَابِ

تا کہ اسے دکھائے کہ وہ کس طرح اپنے بھائی کی نعش کو چھپادے، وہ کہنے لگا ہائے افسوس! کیا میں ایسا کرنے سے بھی گیا

فَاُوَارِيَ سَوْءَةَ اَخِيْ ۚ فَاَصْبَحَ مِنَ النّٰدِمِيْنَ ﴿۳۱﴾ (المائدۃ ۲۷تا۳۱)

گزرا ہوگیا کہ اس کوے کی طرح اپنے بھائی کی لاش کو دفنا دیتا، پھر تو (بڑا ہی) پشیمان اور شرمندہ ہوگیا

قصہ ہابیل وقابیل: آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے کثرت سے اولاد عطافرمائی، شیطان مردود نے آدم علیہ السلام کے بعد اپنے پہلا وار آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں پر کیا،

فِي قَوْلِ الْجُمْهُورِ-وَهُمَا هَابِيلُ وَقَابِيلُ

کئی ایک ائمہ سلف وخلف کے بقول جن کے نام ہابیل اور قابیل تھے۔[1]

ابلیس نے قابیل کے دل میں کسی مسئلہ میں حسد کی آگ بھڑ کا کر جھگڑا کھڑا کر ڈالا، آدم علیہ السلام نے قابیل کو سمجھانے کی ازحد کوشش فرمائی مگر قابیل بغض وحسد میں باپ کی بات کو بھی نہ مانا اور اپنی ضد پر اڑ گیا چنانچہ آدم علیہ السلام نے فیصلہ فرمایا دونوں اللہ کی رضا معلوم کرنے کے لئے اس کے جناب میں قربانی کریں جس کی قربانی منظور ہوجائے گی وہی اپنے راہ راست پر ہوگا (اس وقت یہ دستور تھا کہ نذر وقربانی کی چیز کو ایک بلند مقام پر رکھ دیا جاتا تھا، ایک آگ آسمان سے آتی تھی جس کی قربانی رب منظور فرماتا اس کو جلا دیتی) اس دستور کے مطابق ہابیل نے حسن نیت سے اپنے ریوڑ سے ایک بہترین دنبہ اللہ تعالیٰ کے حضور نذر کیا جبکہ قابیل نے نیت بد سے اپنی کھیتی کے غلہ میں سے بہترین غلہ دینے کے بجائے ردی قسم کا غلہ قربانی کے لئے پیش کیا، حسب دستور آسمان سے آگ نمودار ہوئی اور اس نے ہابیل کی قربانی کو جلا دیا اور بارگاہ الٰہی میں قبولیت کا شرف اس کے حصہ میں آیا، رب کے فیصلے کو مان کر سر جھکانے کے بجائے قابیل نے اس کو اپنی توہین سمجھا اور غیظ وغضب سے پاگل ہو گیا اور ہابیل سے کہا کہ میں تجھے اپنی مراد کو نہیں پہنچنے دوں گا اور تجھے قتل کر ڈالوں گا، ہابیل نے اطمینان سے نصیحت کی کہ اگر تو ایسا کرے گا تو یہ تمہارا عمل ہوگا میں ایسی حرکت ہرگز ہرگز نہیں کروں گا میں اپنا ہاتھ تمہاری طرف نہیں بڑھاؤں گا میرا ایمان ویقین اس رب پر ہے اگر تو مجھے قتل کر ڈالے گا تو میرے گناہ تیری گردن پر ہوں گے اور میں پاک وصاف ہوجاؤں گا اور تو جہنمی بن کر رہے گا اور جہنم کے ناقابل برداشت عذاب سہتے ہوئے ہمیشہ موت کی تمنا کرتا رہے گا، ظالموں کے ظلم کا یہی ٹھیک بدلہ ہے،

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو , أَنَّهُ قَالَ:وَايْمُ اللهِ , إِنْ كَانَ الْمَقْتُولُ لَأَشَدَّ الرَّجُلَيْنِ , وَلَكِنْ مَنَعَهُ التَّحَرُّجُ أَنْ يَبْسُطَ إِلَى أَخِيهِ

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ اللہ کی قسم! یہ شخص دونوں میں سے زیادہ بہادر اور طاقت ور تھا مگر تقویٰ کی وجہ سے اس نے اپنے بھائی کی طرف ہاتھ نہ بڑھایا۔[2]

عَنِ الْأَحْنَفِ بْنِ قَيْسٍ، قَالَ: فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:إِذَا(تَوَاجَهَ) الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفَيْهِمَا

[1] تفسیرابن کثیر ۸۱/۳

[2] تفسیر طبری ۲۱۳/۱۰

فَالقَاتِلُ وَالمَقْتُولُ فِي النَّارِقَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ، هَذَا الْقَاتِلُ فَمَا بَالُ الْمَقْتُولِ؟قَالَ:إِنَّهُ كَانَ حَرِيصًا عَلَى قَتْلِ صَاحِبِهِ

الاحنف بن قیس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے جب دو مسلمان اپنی تلواروں کے ساتھ ایک دوسرے کا مقابلہ کرتے ہیں تو قاتل ومقتول دونوں جہنم رسید ہوں گے، میں نے عرض کی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! یہ تو قاتل ہے مگر مقتول کا کیا قصور ہے؟(کہ وہ بھی جہنم میں جائے گا) فرمایا اس لیے کہ وہ بھی اپنے ساتھی کو قتل کرنے پر حریص تھا۔ ﴿۱﴾

أَنَّ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ، قَالَ عِنْدَ فِتْنَةِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ: أَشْهَدُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:إِنَّهَا سَتَكُونُ فِتْنَةٌ الْقَاعِدُ فِيهَا خَيْرٌ مِنَ القَائِمِ،وَالْقَائِمُ خَيْرٌ مِنَ المَاشِي ، وَالْمَاشِي، خَيْرٌ مِنَ السَّاعِي، قَالَ: أَفَرَأَيْت إِنْ دَخَلَ عَلَيَّ بَيْتِي، فَبَسَطَ يَدَهُ إِلَيَّ لِيَقْتُلَنِي؟ قَالَ:كُنْ كَابْنِ آدَمَ

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے دور فتنے کے موقع پر کہا تھا میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا بلاشک عنقریب ایک فتنہ رونما ہوگا کہ جس میں بیٹھنے والا کھڑے ہونے والے سے بہتر ہوگا اور کھڑا ہونے والا چلنے والے سے بہتر ہوگا اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا،عرض کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر وہ میرے گھر میں داخل ہو کر میری طرف اپنا ہاتھ دراز کرے تاکہ مجھے قتل کر دے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس صورت میں ابن آدم کی طرح ہو جاؤ(جس نے قتل ہونا گوارا کر لیا تھا)۔ ﴿۲﴾

میری قربانی اس قادر مطلق نے قبول فرمائی ہے جہاں غم وغصہ،دھمکی،رشوت کچھ کام نہیں آسکتا اور یہ بھی ذہن نشین کر لے کہ وہ صرف نیک نیت لوگوں ہی کی قربانی اور نذر ونیاز قبول کرتا ہے اس لئے اپنے اعمال ٹھیک کر اور اللہ تعالیٰ کے فیصلے اور اپنے والد محترم کے حکم کو بغیر چوں چرا مان لے،

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ: لَأَنْ أَسْتَيْقِنَ أَنَّ اللهَ قَدْ تَقَبَّلَ مِنِّي صَلَاةً وَاحِدَةً أَحَبُّ إِلَيَّ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا، إِنَّ اللهَ يَقُولُ: ﴿إِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللَّهُ مِنَ الْمُتَّقِينَ﴾

ابو الدرداء کا قول ہے اگر مجھے یہ یقین ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ نے میری ایک نماز قبول فرمالی ہے تو یہ بات مجھے دنیا اور دنیا کی ساری دولتوں سے زیادہ عزیز ہوگی،اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے"اللہ تو متقیوں ہی کی نذریں قبول کرتا ہے۔" ﴿۳﴾

قابیل پر اس نصیحت نے الٹا اثر کیا اور اس نے غصہ میں پاگل ہو کر ہابیل کو قتل کر دیا،

فَأَتَى فَجَعَلَ لَا يَدْرِي كَيْفَ يَقْتُلُهُ , فَلَوَى بِرَقَبَتِهِ وَأَخَذَ بِرَأْسِهِ،فَنَزَلَ إِبْلِيسُ , وَأَخَذَ دَابَّةً أَوْ طَيْرًا فَوَضَعَ رَأْسَهُ عَلَى

﴿۱﴾ صحیح بخاری كِتَابُ الإِيمَانِ بَابُ وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ المُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا۳۱،صحیح مسلم كتاب الْفِتَنِ وَأَشْرَاطِ السَّاعَةِ بَابُ إِذَا تَوَاجَهَ الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفَيْهِمَا ۷۲۵۲،سنن ابوداودكِتَاب الْفِتَنِ وَالْمَلَاحِمِ بَابٌ فِي النَّهْيِ عَنِ الْقِتَالِ فِي الْفِتْنَةِ۴۲۶۸،سنن نسائی كِتَابُ تَحْرِيمِ الدَّمِ باب تَحْرِيمُ الْقَتْلِ۴۱۲۲

﴿۲﴾ مسند احمد۱۶۰۹،جامع ترمذی أَبْوَابُ الْفِتَنِ بَابُ مَا جَاءَ أَنَّهُ تَكُونُ فِتْنَةٌ القَاعِدُ فِيهَا خَيْرٌ مِنَ القَائِمِ۲۱۹۴،سنن ابوداودكِتَاب الْفِتَنِ وَالْمَلَاحِمِ بَابٌ فِي النَّهْيِ عَنِ السَّعْيِ فِي الْفِتْنَةِ۴۲۵۷

﴿۳﴾ الدر المنثور۳؍۵۶

بِحَجَرٍ ثُمَّ أَخَذَ حَجَرًا آخَرَ فَرَضَخَ بِهِ رَأْسَهُ، وَابْنُ آدَمَ الْقَاتِلُ يَنْظُرُ فَأَخَذَ أَخَاهُ , فَوَضَعَ رَأْسَهُ عَلَى حَجَرٍ وَأَخَذَ حَجَرًا آخَرَ فَرَضَخَ بِهِ رَأْسَهُ

جب اس نے قتل کا ارادہ کیا تو اپنے بھائی کی گردن کو مروڑنا شروع کر دیا مگر اسے سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ وہ اسے کس طرح قتل کرے، ابلیس ظاہر ہوا اور ایک جانور یا ایک پرندے کو پکڑ کر لے آیا اور اس نے اس کے سر کو ایک پتھر پر رکھ دیا اور ایک دوسرے پتھر سے مار مار کر اس کے سر کو کچل کر اسے قتل کر دیا، آدم علیہ السلام کا بیٹا یہ منظر دیکھ رہا تھا تو اس نے بھی اپنے بھائی کا سر پتھر پر رکھا اور دوسرا پتھر اٹھا کر بھائی کے سر پر مار مار کر کچل دیا۔ (۱)

اور وہ ان لوگوں میں شامل ہو گیا جو نقصان اٹھانے والے ہیں،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: نُهِيَ أَنْ تَنْكِحَ الْمَرْأَةُ أَخَاهَا تَوْأَمَهَا وَأُمِرَ أَنْ يَنْكِحَهَا غَيْرُهُ مِنْ إِخْوَتِهَا وَكَانَ يُولَدُ لَهُ فِي كُلِّ بَطْنٍ رَجُلٌ وَامْرَأَةٌ ، فَبَيْنَمَا هُمْ كَذَلِكَ وُلِدَ لَهُ امْرَأَةٌ وَضِيئَةٌ، وَوُلِدَ لَهُ أُخْرَى قَبِيحَةٌ دَمِيمَةٌ، فَقَالَ أَخُو الدَّمِيمَةِ: أَنْكِحْنِي أُخْتَكَ وَأُنْكِحُكَ أُخْتِي، قَالَ: لَا أَنَا أَحَقُّ بِأُخْتِي ، فَقَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مَنْ صَاحِبِ الْكَبْشِ،وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنْ صَاحِبِ الزَّرْعِ فَقَتَلَهُ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اس وقت اس بات سے منع کر دیا گیا تھا کہ لڑکی کی اس کے جڑواں بھائی سے شادی کی جائے، بلکہ اس کی شادی دیگر بھائیوں میں سے کسی کے ساتھ کی جاتی تھی، اور ہر دفعہ ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہوتے تھے اسی طرح معاملہ رہا ایک مرتبہ ایک لڑکے کے ساتھ پیدا ہونے والی لڑکی بدصورت اور دوسرے کے ساتھ پیدا ہونے والی لڑکی خوبصورت تھی، تو بدصورت لڑکی کے بھائی نے کہا کہ تو اپنی بہن میرے نکاح میں دے دے اور میں اپنی بہن تیرے نکاح میں دے دیتا ہوں مگر اس نے انکار کرتے ہوئے کہا کہ نہیں اپنی بہن سے شادی کرنے کا میں خود زیادہ حقدار ہوں اور اس کے لیے دونوں نے قربانی بھی کی، اور اس طرح بکری والے کی قربانی تو قبول ہو گئی مگر کھیتی والے کی قربانی قبول نہ ہوئی، تو اس نے اپنے ہی بھائی کو قتل کر دیا۔ (۲)

مگر ہابیل کی لاش اس کے لئے ایک مسئلہ بن گئی کہ وہ اس لاش کا کیا کرے کیونکہ اس سے بیشتر کوئی شخص روئے زمین پر فوت یا قتل نہ ہوا تھا اس لئے کوئی بھی نہ جانتا تھا کہ مرنے کے بعد لاش کا کیا کرے، آدم علیہ السلام نے بھی مردے کے بارے میں کوئی حکم الٰہی نہیں سنایا تھا، قابیل اپنے بھائی کی لاش کو اٹھائے وہاں سے بھاگ کھڑا ہوا، ہابیل اللہ تعالیٰ کا مقبول بندہ تھا اللہ تعالیٰ نے اسکی لاش کی بے حرمتی نہ ہونے دی اور نسل انسانی کی تدفین کا طریقہ بھی سمجھا دیا، اللہ تعالیٰ نے ایک کوا بھیجا جو عیاری و مکاری میں ضرب المثل ہے اور اسکو قابیل کا رہنما بنا دیا جو اپنی چونچ سے ایک گڑھا کھودنے لگا اور پھر اس میں اس نے دوسرے کوے کو دبا دیا، کوے کے اس طریقہ کو دیکھ کر قابیل نے اپنے بھائی کو دفن کرنے کے لئے گڑھا کھودا اور اپنے بھائی کو دفن کر دیا اور اسے خود اپنی نااہلی پر کہ وہ اس کوے سے بھی گیا گزرا ہے، عقل کی روشنی سے کورا ہے افسوس ہوا، اور ندامت سے اسکا سر جھک گیا۔

(۱) تفسیرطبری ۱۰/۲۲۲

(۲) تفسیرابن کثیر ۳/۸۳

انسان پر یہ حقیقت روشن رہنی چاہیے کہ وہ اپنی زندگی میں ہرگز ہرگز کسی گناہ یا بدعت کی ایجاد نہ کرے، اس کی بنیاد نہ رکھے تاکہ وہ آنے والے لوگوں کے لئے کوئی حربہ نہ بن سکے اور آنے والا شخص اگر وہ کام کرے گا تو اس کا گناہ میں وہ بنیاد رکھنے والا برابر کا شریک رہے گا اور اس کی موت کے بعد بھی اس کے نامہ اعمال میں گناہ لکھے جاتے رہیں گے، اور وہ ابدی ذلت کا مستحق ٹھیرے گا۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تُقْتَلُ نَفْسٌ ظُلْمًا، إِلَّا كَانَ عَلَى ابْنِ آدَمَ الْأَوَّلِ كِفْلٌ مِنْ دَمِهَا، لِأَنَّهُ كَانَ أَوَّلَ مَنْ سَنَّ الْقَتْلَ

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے اللہ کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا میں جب بھی کوئی ظلم سے قتل ہوتا ہے تو اس کا گناہ آدم علیہ السلام کے پہلے بیٹے (قابیل) کی گردن پر ضرور ہوتا ہے اس لئے کہ وہ پہلا شخص ہے جس نے ظالمانہ قتل کی ابتدا کی۔ [1]

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: إِنَّ أَشْقَى أَهْلِ النَّارِ رَجُلًا ابْنُ آدَمَ الَّذِي قَتَلَ أَخَاهُ، مَا سُفِكَ دَمٌ فِي الْأَرْضِ مُنْذُ قَتَلَ أَخَاهُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، إِلَّا لَحِقَ بِهِ مِنْهُ شَرٌّ وَذَلِكَ أَنَّهُ أَوَّلُ مَنْ سَنّ الْقَتْلَ

عبد اللہ بن عمرو سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں تمام انسانوں میں سے سب سے زیادہ بدبخت آدم علیہ السلام کا وہ بیٹا ہے جس نے اپنے بھائی کو قتل کر دیا تھا اس وقت سے لے کر قیامت تک زمین پر جس قدر بھی خون بہایا جائے گا اسے اس کا گناہ ملے گا کیونکہ یہ سب سے پہلا شخص تھا جس نے قتل کو ایجاد کیا تھا۔ [2]

مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ ۛ كَتَبْنَا عَلٰى بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًۢا بِغَیْرِ نَفْسٍ

اسی وجہ سے ہم نے بنی اسرائیل پر یہ لکھ دیا کہ جو شخص کسی کو بغیر اس کے کہ وہ کسی کا قاتل ہو

اَوْ فَسَادٍ فِی الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِیْعًا ؕ وَ مَنْ اَحْیَاهَا

یا زمین میں فساد مچانے والا ہو، قتل کر ڈالے تو گویا اس نے تمام لوگوں کو قتل کر دیا اور جو شخص کسی ایک کی جان بچائے

فَكَاَنَّمَاۤ اَحْیَا النَّاسَ جَمِیْعًا ؕ وَ لَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا بِالْبَیِّنٰتِ ٞ ثُمَّ

اس نے گویا تمام لوگوں کو زندہ کر دیا، اور ان کے پاس ہمارے بہت سے رسول ظاہر دلیلیں لے کر آئے لیکن پھر اس کے

اِنَّ كَثِیْرًا مِّنْهُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ فِی الْاَرْضِ لَمُسْرِفُوْنَ ﴿۳۲﴾ (المائدۃ ۳۲)

بعد بھی ان میں اکثر لوگ زمین میں ظلم و زیادتی اور زبردستی کرنے والے ہی رہے۔

ایک بے گناہ کا شخص کا قتل تمام انسانیت کا قتل: چونکہ بنی اسرائیل کے اندر انہی صفات یعنی حسد و بغض کے آثار پائے جاتے تھے جن

---

[1] مسند احمد ۳۶۳۰

[2] تفسیر طبری ۲۱۹، ۱۰

کا اظہار آدم علیہ السلام کے ظالم بیٹے قابیل نے کیا تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے انسانی جان کی قدر و قیمت، اہمیت و تکریم کو واضح کرنے کے لئے ان کو قتل نفس سے باز رہنے کی سخت تاکید کی تھی اور اپنے فرمان میں یہ الفاظ لکھے تھے کہ جس نے کسی انسان کو خون کے بدلے یا زمین میں فساد پھیلانے کے سوا کسی اور وجہ سے قتل کیا اس نے گویا تمام انسانوں کو قتل کر دیا اور جس نے کسی کی جان بچائی اس نے گویا تمام انسانوں کو زندگی بخش دی،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى عُثْمَانَ يَوْمَ الدَّارِ فَقُلْتُ: جِئْتُ لِأَنْصُرَكَ،فَقَالَ: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ، أَيَسُرُّكَ أَنْ تَقْتُلَ النَّاسَ جَمِيعًا وَإِيَّايَ مَعَهُمْ؟ قُلْتُ: لَا، قَالَ فَإِنَّكَ إِنْ قَتَلْتَ رَجُلًا وَاحِدًا فَكَأَنَّمَا قَتَلْتَ النَّاسَ جَمِيعًا فَانْصَرِفْ مَأْذُونًا لَكَ، مَأْجُورًا غَيْرَ مَأْزُورٍقَالَ: فَانْصَرَفْتُ وَلَمْ أُقَاتِلْ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب خلیفہ سوم سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو باغیوں نے گھیر لیا تو میں ان کے پاس گیا اور کہا اے امیر المومنین! میں آپ کی طرف داری میں آپ کے مخالفین سے لڑنے کے لئے آیا ہوں، یہ سن کر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ! کیا تم اس بات پر آمادہ ہو کہ سب لوگوں کو قتل کر دو جن میں ایک میں بھی ہوں؟ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا نہیں، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا سنو ایک انسان کو قتل کرنا ایسا برا ہے جیسے پوری انسانیت کو قتل کرنا، واپس لوٹ جاؤ، میری یہی خواہش ہے اللہ تمہیں اجر دے اور گناہ نہ دے، یہ سن کر میں واپس چلا آیا اور باغیوں سے لڑائی نہ کی۔ [1]

اور اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جان بوجھ کر قتل کرنے کی سزا بیان فرمائی۔

وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاۗؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا ۝۹۳ [2]

ترجمہ: رہا وہ شخص جو کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کرے تو اس کی سزا جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا اس پر اللہ کا غضب اور اس کی لعنت ہے اور اللہ نے اس کے لیے سخت عذاب مہیا کر رکھا ہے۔

احترام و بقاانسانیت کا یہ اصول صرف بنی اسرائیل ہی کے لئے نہیں تھا اسلام کی تعلیمات کے مطابق بھی یہ اصول ہمیشہ کے لئے ہے،

عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ عَلِيٍّ الرِّبْعِي قَالَ: قُلْتُ لِلْحَسَنِ: هَذِهِ الْآيَةُ لَنَا يَا أَبَا سَعِيدٍ، كَمَا كَانَتْ لِبَنِي إِسْرَائِيلَ؟ فَقَالَ: إِي وَالَّذِي لَا إِلَهَ غَيْرُهُ، كَمَا كَانَتْ لِبَنِي إِسْرَائِيلَ. وَمَا جُعِلَ دِمَاءُ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَكْرَمَ عَلَى اللهِ مِنْ دِمَائِنَا

سلیمان بن ربعی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے حسن بصری رحمہ اللہ سے پوچھا اے ابوسعید! کیا یہ آیت ہمارے لئے بھی ہے جس طرح بنو اسرائیل کے لئے تھی؟ انہوں نے فرمایا ہاں قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں! بنو اسرائیل کے خون اللہ کے ہاں ہمارے خونوں سے زیادہ قابل احترام نہیں تھے۔ [3]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ان میں واضح دلائل و براہین اور کھلے معجزات کے ساتھ پے در پے رسول بھیجے، داود علیہ السلام

---

[1] تفسیرابن کثیر ۹۲؍۳

[2] النساء ۹۳

[3] تفسیرابن کثیر ۹۲؍۳،تفسیرطبری ۲۳۹؍۱۰

پر زبور، موسیٰ علیہ السلام پر تورات اور عیسیٰ علیہ السلام پر انجیل نازل فرمائیں جن میں احترام انسانیت، زندگی کو امن وسکون سے گزارنے اور آخرت میں کامیابی کے لئے واضح ہدایات موجود تھیں، ان دلائل نے کسی کے پاس کوئی حجت باقی نہیں رہنے دی مگر بنی اسرائیل کا رویہ ہمیشہ حد اعتدال سے تجاوز کرنے والا ہی رہا، وہ اللہ کے احکامات اور رسولوں کی پاکیزہ سنت پر عمل کرنے کے بجائے اللہ کی زمین پر فتنہ وفساد کا بازار گرم کرتے رہے، ہزاروں، لاکھوں انسان ان کی فتنہ پردازیوں اور مکروفریب کی بھینٹ چڑھ گئے اس لئے یہ آپ کے قتل کرنے اور نقصان پہنچانے کی جو سازشیں کرتے رہتے ہیں یہ کوئی نئی بات نہیں ہے، ان کی ساری تاریخ ہی مکر وفساد سے بھری ہوئی ہے، آپ بہرحال اللہ پر بھروسہ رکھیں جو خیر الماکرین ہے تمام سازشوں سے بہتر تدبیر کرنے والا ہے۔

اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِیۡنَ یُحَارِبُوۡنَ اللّٰہَ وَ رَسُوۡلَہٗ وَ یَسۡعَوۡنَ فِی الۡاَرۡضِ فَسَادًا اَنۡ یُّقَتَّلُوۡۤا

جو اللہ تعالیٰ سے اور اس کے رسول سے لڑیں اور زمین میں فساد کرتے پھریں ان کی سزا یہی ہے کہ وہ قتل کر دیے جائیں

اَوۡ یُصَلَّبُوۡۤا اَوۡ تُقَطَّعَ اَیۡدِیۡہِمۡ وَ اَرۡجُلُہُمۡ مِّنۡ خِلَافٍ اَوۡ یُنۡفَوۡا مِنَ الۡاَرۡضِ ؕ

یا سولی چڑھا دیے جائیں یا مخالف جانب سے ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے جائیں، یا انہیں جلا وطن کر دیا جائے،

ذٰلِکَ لَہُمۡ خِزۡیٌ فِی الدُّنۡیَا وَ لَہُمۡ فِی الۡاٰخِرَۃِ عَذَابٌ عَظِیۡمٌ ﴿ۙ۳۳﴾ اِلَّا الَّذِیۡنَ تَابُوۡا

یہ تو ہوئی ان کی دنیاوی ذلت اور خواری، اور آخرت میں ان کے لیے بڑا بھاری عذاب ہے، ہاں جو لوگ اس سے پہلے توبہ

مِنۡ قَبۡلِ اَنۡ تَقۡدِرُوۡا عَلَیۡہِمۡ ۚ فَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰہَ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ ﴿٪۳۴﴾ (المائدۃ ۳۴،۳۳)

کر لیں کہ تم ان پر قابو پالو تو یقین مانو کہ اللہ تعالیٰ بہت بڑی بخشش اور رحم وکرم والا ہے۔

فساد اور قتل وغارت:

أَنَّ أَنَسًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، حَدَّثَهُمْ: أَنَّ رَهْطًا مِنْ عُكْلٍ، ثَمَانِيَةً، قَدِمُوا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَايَعُوهُ عَلَى الْإِسْلَامِ ،فَاسْتَوْخَمُوا الْأَرْضَ، وَسَقِمَتْ أَجْسَامُهُمْ،فَشَكَوْا ذَلِكَ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،قَالَ:مَا أَجِدُ لَكُمْ إِلَّا أَنْ تَلْحَقُوا بِالذَّوْدِ،فَانْطَلَقُوا، فَشَرِبُوا مِنْ أَبْوَالِهَا وَأَلْبَانِهَا، حَتَّى صَحُّوا وَسَمِنُوا وَقَتَلُوا الرَّاعِيَ وَاسْتَاقُوا الذَّوْدَ وَكَفَرُوا بَعْدَ إِسْلَامِهِم، فَأَتَى الصَّرِيخُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَبَعَثَ الطَّلَبَ، فَمَا تَرَجَّلَ النَّهَارُ حَتَّى أُتِيَ بِهِمْ،حتى أدركناهم بعد ما أَشْرَفُوا عَلَى بِلَادِ قَوْمِهِمْ، فَقَدِمْنَا بِهِمْ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،فَقَطَّعَ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ، ثُمَّ أَمَرَ بِمَسَامِيرَ فَأُحْمِيَتْ فَكَحَلَهُمْ بِهَا، وَطَرَحَهُمْ بِالْحَرَّةِ، يَسْتَسْقُونَ فَمَا يُسْقَوْنَ، حَتَّى مَاتُوا

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے قبیلہ عکل کے آٹھ آدمی کی جماعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئی اور اسلام پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے

بیعت کی، مدینے کی آب وہوا انہیں موافق نہیں آئی اور ان کے بدن بیمار ہو گئے، انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے آب وہوا کی ناموافقت کی شکایت کی، آپ ﷺ نے ان سے فرمایا اگر پسند کرو تو تم (صدقہ کے) اونٹوں میں چلے جاؤ اور ان کا دودھ اور پیشاب پیو تا کہ تمہاری صحت ٹھیک ہو جائے، چنانچہ وہ لوگ چراگاہ میں چلے گئے اور ان کا دودھ اور پیشاب پی کر تندرست ہو گئے تو انہوں نے بغیر کسی وجہ کے چرواہوں کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھیریں اور پھر انہیں مار ڈالا اور اونٹوں کو اپنے ساتھ لے کر چلتے بنے اور اسلام لانے کے بعد کفر کیا، ایک شخص نے اس واقعہ کی خبر نبی کریم ﷺ کو دی، تو آپ ﷺ نے جریر رضی اللہ عنہ کے زیر کمان بیس گھوڑوں پر سوار انصاریوں کو ان کے تعاقب میں روانہ کیا اور دوپہر سے پہلے ہی مجاہدین نے انہیں گرفتار کر لیا، وہ اس وقت گرفتار ہوئے جب وہ اپنی قوم میں پہنچنے ہی والے تھے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے انہیں گھیر لیا اور اونٹوں سمیت مدینہ لا کر رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کر دیا، چنانچہ رسول اللہ ﷺ کے حکم سے قصاص میں ان کو عبرتناک سزائیں دی گئیں، ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے گئے، ان کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھیری گئیں، اور انہیں حرہ (مدینہ منورہ کی پتھریلی زمین) میں ڈال دیا گیا، وہ پانی مانگتے تھے لیکن انہیں نہیں دیا گیا یہاں تک کہ وہ سب تڑپ تڑپ کر ہلاک ہو گئے۔ [1]

قَالَ أَنَسٌ: فَلَقَدْ رَأَيْتُ أَحَدَهُمْ يَكْدِمُ الْأَرْضَ بِفِيهِ عَطَشًا حَتَّى مَاتُوا

انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے ان میں سے ایک کو دیکھا کہ وہ پیاس کے مارے زمین چاٹ رہا تھا حتی کہ وہ (اسی حالت میں) مر گئے (ان لوگوں نے چوری بھی کی، چرواہوں کا قتل بھی کیا اور ایمان لانے کے بعد کفر بھی کیا، ایسے مجرموں کو اذیت ناک طریقے سے مارنا ہوتا ہے اور یہ کسی ترس اور رحم کے حق دار نہیں رہتے)۔ [2]

وَأَنَّ أَرْبَعَةً مِنْهُمْ كَانُوا مِنْ عُكْلٍ وَثَلَاثَةً مِنْ عُرَيْنَةَ

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں چار شخص تو قبیلہ عکل کے تھے اور تین عرینہ کے تھے۔ [3]

انہی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قُطَّاعِ الطَّرِيقِ، إِذَا قَتَلُوا وَأَخَذُوا الْمَالَ، قُتِلُوا وَصُلِبُوا وَإِذَا قَتَلُوا وَلَمْ يَأْخُذُوا الْمَالَ ، قُتِلُوا وَلَمْ يُصْلَبُوا وَإِذَا أَخَذُوا الْمَالَ وَلَمْ يَقْتُلُواقُطِعَتْ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ مِنْ خلاف، وإذا أخافوا السبيل ولم يأخذوا المال نُفُوا مِنَ الْأَرْضِ

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے فرمایا جو لوگ راستوں کو منقطع کر دیتے ہیں، اللہ کی زمین میں قتل اور لوٹ مار کا ارتکاب کرتے ہیں، تو ان

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ قِصَّةِ عُكْلٍ وَعُرَيْنَةَ ۴۱۹۲،وکِتَابُ الجِهَادِ وَالسِّيَرِبَابٌ إِذَا حَرَّقَ المُشْرِكُ المُسْلِمَ هَلْ يُحَرَّقُ ۳۰۱۸،صحیح مسلم کتاب القسامة بَابُ حُكْمِ الْمُحَارِبِينَ وَالْمُرْتَدِينَ ۴۳۵۴

[2] سنن ابوداودکتاب الحدودبَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُحَارَبَةِ۴۳۶۷

[3] فتح الباری ۱۴۱؍۱۰

کی جزا بھی یہ ہے کہ انہیں کھلے عام قتل کیا جائے یا سولی پر چڑھایا جائے تا کہ دوسرے لوگ لوٹ مار اور رہزنی سے باز آجائیں، اگر وہ لوگوں کو قتل کریں اور مال نہ لوٹیں تو ان کو صرف قتل کیا جائے سولی پر نہ چڑھا جائے، اگر وہ صرف مال لوٹیں اور قتل کرنے سے باز رہیں تو مخالف سمت سے ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے جائیں، اگر صرف لوگوں کو خوفزدہ کرنے اور دہشت پھیلانے کے مرتکب ہوئے ہوں اور انہوں نے کسی کا مال لوٹا ہو نہ کسی کو قتل کیا ہو تو ان کو جلاوطن کیا جائے گا اور ان کو کسی شہر میں پناہ نہیں لینے دی جائے گی۔ [1]

یہ اسلامی معاشرے میں اس صالح نظام کو سبوتاژ کرنے کی دنیا میں ذلت و رسوائی کی سزا ہے جبکہ آخرت میں ان کے لئے اس سے بڑا سزا ہو گی۔

اس مقام پر یہ سزا اور قرآن مجید میں مختلف مقامات پر جن تعزیرات وحدود کا ذکر ہے، یہ سب اجمالی ہیں، حالات کی مناسبت اور جرم کی نوعیت کے مطابق قاضی یا امام وقت اپنے اجتہاد سے ہر مجرم کو ان حدود سے زائد سزا دے سکتا ہے تا کہ جرائم کا استیصال کر کے پر امن اور صالح معاشرہ تشکیل دیا جا سکے، اسی لئے قرآن مجید نے اس کے فوری بعد تائب ہو جانے والے مجرموں کے لئے فرمایا اور اگر تمہارے قابو میں آنے سے پیشتر وہ توبہ کر کے اسلامی حکومت کی اطاعت کا اعلان کر دیں تو اس سے جرم اور گناہ ساقط ہو جائے گا یعنی سعی فساد سے باز آ گئے ہوں اور ان کا طرز عمل ثابت کر رہا ہو کہ وہ امن پسند، مطیع قانون اور نیک چلن انسان بن چکے ہیں اور اس کے بعد ان کے سابق جرائم کا پتہ چلے تو ان سزاؤں میں سے کوئی سزا ان کو نہ دی جائے گی، البتہ آدمیوں کے حقوق پر اگر دست درازی انہوں نے کی تھی تو اس کی ذمہ داری ان پر ساقط نہ ہو گی مثلاً اگر کسی انسان کو انہوں نے قتل کیا تھا یا کسی کا مال لیا تھا یا کوئی اور جرم انسانی جان و مال کے خلاف کیا تھا تو اسی جرم کے بارے میں فوجداری مقدمہ ان پر قائم کیا جائے گا لیکن بغاوت اور غداری اور اللہ اور اس کے رسول کے خلاف محاربہ کا کوئی مقدمہ نہ چلایا جائے گا،

عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ: كَانَ حَارِثَةُ بْنُ بَدْرٍ التَّمِيمِيُّ مِنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ، وَكَانَ قَدْ أَفْسَدَ فِي الْأَرْضِ وَحَارَبَ، فَكَلَّمَ رِجَالًا مِنْ قُرَيْشٍ مِنْهُمْ: الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، وَابْنُ عَبَّاسٍ، وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَعْفَرٍ، فَكَلَّمُوا عَلِيًّا، فَلَمْ يُؤَمِّنْهُ. فَأَتَى سَعِيدُ بْنُ قَيْسٍ الْهَمْدَانِيُّ فَخَلَّفَهُ فِي دَارِهِ، ثُمَّ أَتَى عَلِيًّا فَقَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، أَرَأَيْتَ مَنْ حَارَبَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَسَعَى فِي الْأَرْضِ فَسَادًا، فَقَرَأَ حَتَّى بَلَغَ: {إِلا الَّذِينَ تَابُوا مِنْ قَبْلِ أَنْ تَقْدِرُوا عَلَيْهِمْ} قَالَ: فَكَتَبَ لَهُ أَمَانًا. قَالَ سَعِيدُ بْنُ قَيْسٍ: فَإِنَّهُ حَارِثَةُ بْنُ بَدْرٍ.

جیسے شعبی کی یہ روایت ہے کہ ایک شخص حارثہ بن بدر تمیمی اہل بصرہ میں سے تھا اس نے فتنہ وفساد اور جنگ برپا کی، لیکن پھر اس نے قریش کے کئی لوگوں سے اس سلسلے میں معذرت کی جن میں حسین بن علی رضی اللہ عنہ، عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ بھی تھے انہوں نے اس کے بارے میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے بات کی تو آپ نے اس میں معذرت کو قبول نہ کیا تو یہ شخص سعید بن قیس ہمدانی کے پاس آ گیا جس نے اسے اپنے گھر میں چھپا دیا پھر وہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور عرض کی اے امیر المومنین! جو شخص اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کرے اور زمین میں فتنہ وفساد برپا کرے تو اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا ہے اس نے یہ کہہ کر ان آیات کو پڑھنا شروع کر دیا حتی کہ یہاں تک پہنچ گیا' مگر جو لوگ توبہ کر لیں قبل اس کے کہ تم ان پر قابو پاؤ، تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ معاف کرنے والا

[1] تفسیر ابن کثیر ۳/۹۱

اور رحم فرمانے والا ہے۔" تو یہ ارشاد باری تعالیٰ سن کر سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے بھی اس کے لیے امان لکھ دی، سعید بن قیس کہتے ہیں کہ اس شخص کا نام حارثہ بن بدر تھا۔ (1)

عَنْ عَامِرٍ الشَّعْبِيِّ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ مِنْ مُرَادٍ إِلَى أَبِي مُوسَى وَهُوَ عَلَى الْكُوفَةِ فِي إِمْرَةِ عُثْمَانَ بَعْدَ مَا صَلَّى الْمَكْتُوبَةَ , فَقَالَ: يَا أَبَا مُوسَى هَذَا مَقَامُ الْعَائِذِ بِكَ , أَنَا فُلَانٌ ابْنُ فُلَانٍ الْمُرَادِيُّ , كُنْتُ حَارَبْتُ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَسَعَيْتُ فِي الْأَرْضِ , وَإِنِّي تُبْتُ مِنْ قَبْلِ أَنْ يُقْدَرَ عَلَيَّ. فَقَامَ أَبُو مُوسَى فَقَالَ: هَذَا فُلَانٌ ابْنُ فُلَانٍ , وَإِنَّهُ كَانَ حَارَبَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَسَعَى فِي الْأَرْضِ فَسَادًا , وَإِنَّهُ تَابَ قَبْلَ أَنْ يُقْدَرَ عَلَيْهِ , فَمَنْ لَقِيَهُ فَلَا يَعْرِضْ لَهُ إِلَّا بِخَيْرٍ. فَأَقَامَ الرَّجُلُ مَا شَاءَ اللَّهُ , ثُمَّ إِنَّهُ خَرَجَ , فَأَدْرَكَهُ اللَّهُ بِذُنُوبِهِ فَقَتَلَهُ

عامر شعبی کی روایت ہے خاندان مراد کا ایک شخص ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس اس وقت آیا جب وہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں کوفے کے گورنر تھے، ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ فرض نماز سے فارغ ہوئے ہی تھے وہ کہنے لگا اے ابوموسیٰ! میں فلاں بن فلاں مرادی ہوں اور میں آپ سے پناہ چاہتا ہوں کیونکہ میں نے اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کی، اور زمین میں فتنہ وفساد برپا کیا ہے اور میں تمہارے قابو میں آنے سے پہلے ہی توبہ کر رہا ہوں، یہ سن کر ابوموسیٰ کھڑے ہوئے اور کہا یہ شخص فلاں بن فلاں ہے اس نے اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کی، اور زمین میں فتنہ وفساد برپا کیا اور ہمارے قابو میں آنے سے پہلے ہی اس نے توبہ کر لی ہے لہذا جو شخص بھی اس سے ملے تو اس سے اچھا سلوک کرے، اگر یہ سچا ہوا تو اچھے راستے پر چلتا رہے گا اور اگر جھوٹا ہوا تو خود ہی اپنے گناہوں کی لپیٹ میں آجائے گا، تو یہ شخص کچھ عرصے تک تو پرسکون رہا مگر اس نے پھر بغاوت شروع کر دی تو اللہ تعالیٰ نے اسے اس کے گناہوں کی سزا یہ دی کہ یہ قتل ہو گیا۔ (2)

لیکن گرفتاری کے بعد توبہ سے جرائم معاف نہیں ہوں گے بلکہ مستحق سزا ہوں گے تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ معاف کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے، جیسے فرمایا

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝۵۳ (3)

ترجمہ: اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! کہہ دو کہ اے میرے بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو جاؤ یقیناً اللہ سارے گناہ معاف کر دیتا ہے وہ تو غفور رحیم ہے۔

اس ساری بات سے یہ حقیقت کھل کر سامنے آ گئی کہ اسلامی حدود کا اصل مقصد صالح معاشرے کی تشکیل ہے، دور حاضر میں ان سزاؤں کو وحشیانہ کہنے والوں کو یہ دیکھنا چاہیے کہ معاشرے میں چند اوباش اور بدقماش لوگ کس طرح سارے نظام اور معاشرے کا سکون غارت

(1) تفسیر ابن کثیر ۳/۱۰۲، تفسیر طبری ۱۰/۲۸۰

(2) تفسیر طبری ۱۰/۲۸۲

(3) الزمر ۵۳

کرتے ہیں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ ابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ وَ جَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِهٖ

مسلمانوں! اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور اس کا قرب تلاش کرو اور اس کی راہ میں جہاد کرو تاکہ تمہارا بھلا ہو،

لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝۳۵ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا

یقین مانو کہ کافروں کے لیے اگر وہ سب کچھ ہو جو ساری زمین میں ہے بلکہ اس کی مثل اور بھی ہو

وَّ مِثْلَهٗ مَعَهٗ لِيَفْتَدُوْا بِهٖ مِنْ عَذَابِ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَا تُقُبِّلَ مِنْهُمْ ۚ

اور وہ اس سب کو قیامت کے دن کے عذاب کے بدلے فدیہ میں دینا چاہیں تو بھی ناممکن ہے کہ ان کا فدیہ قبول کرلیا

وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝۳۶ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنَ النَّارِ وَ مَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ

جائے، ان کے لیے دردناک عذاب ہی ہے، یہ چاہیں گے کہ دوزخ میں سے نکل جائیں لیکن یہ ہرگز اس میں سے نہیں نکل

مِنْهَا ۫ وَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ۝۳۷ (المائدۃ ۳۵ تا ۳۷)

سکیں گے، ان کے لیے دوامی عذاب ہیں۔

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! ہر حال میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے زندگی گزارو اور ایسے اعمال صالحہ اختیار کرو جس سے تم اللہ کی رضا اور اس کا تقرب حاصل کرسکو، مثلاً محبت الٰہی اور اس کا خوف، اور فرائض میں نماز، اللہ کا ذکر، کثرت سے تلاوت قرآن، فرض اور نفلی زکوۃ اور حج اور لوگوں سے اپنے اخلاق، مال، علم، جاہ اور بدن کے ذریعے سے بھلائی سے پیش آنا وغیرہ، یہ تمام اعمال تقرب الٰہی کا ذریعہ ہیں،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِنَّ اللَّهَ قَالَ: مَنْ عَادَى لِي وَلِيًّا فَقَدْ آذَنْتُهُ بِالحَرْبِ، وَمَا تَقَرَّبَ إِلَيَّ عَبْدِي بِشَيْءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَيْهِ، وَمَا يَزَالُ عَبْدِي يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتَّى أُحِبَّهُ، فَإِذَا أَحْبَبْتُهُ: كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ، وَبَصَرَهُ الَّذِي يُبْصِرُ بِهِ، وَيَدَهُ الَّتِي يَبْطِشُ بِهَا، وَرِجْلَهُ الَّتِي يَمْشِي بِهَا، وَإِنْ سَأَلَنِي لَأُعْطِيَنَّهُ، وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِي لَأُعِيذَنَّهُ، وَمَا تَرَدَّدْتُ عَنْ شَيْءٍ أَنَا فَاعِلُهُ تَرَدُّدِي عَنْ نَفْسِ المُؤْمِنِ، يَكْرَهُ المَوْتَ وَأَنَا أَكْرَهُ مَسَاءَتَهُ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے فرمایا جس شخص نے میرے کسی دوست سے دشمنی کی میرا اس سے اعلان جنگ ہے، میں نے بندے پر جو چیزیں فرض کی ہیں ان سے زیادہ مجھے کوئی چیز محبوب نہیں جس سے وہ میرا قرب حاصل کرے (یعنی فرائض کے ذریعے سے میرا قرب حاصل کرنا مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے) اور بندہ نوافل کے ذریعے سے (بھی) میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے

حتی کہ میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں، اور جب میں اس سے (اس کے ذوق عبادت، فرائض کی ادائیگی اور نوافل کے اہتمام کی وجہ سے) محبت کرتا ہوں تو (اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ) میں اس کا کان بن جاتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے، اس کی وہ آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، اس کا وہ ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے، اور اس کا وہ پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے (یعنی بندے کے حواس ظاہری و باطنی سب شریعت کے تابع ہو جاتے ہیں اور وہ ہاتھ پاؤں کان آنکھ سے صرف وہی کام لیتا ہے جس میں میری مرضی ہے، اس سے کوئی خلاف شریعت کام سرزد نہیں ہوتا) اور اگر وہ مجھ سے کسی چیز کا سوال کرے تو میں اسے وہ ضرور عطا کرتا ہوں، اور اگر وہ کسی دشمن یا شیطان سے میری پناہ کا طالب ہوتا ہے تو میں اسے محفوظ رکھتا ہوں، اور میں جو کام کرنا چاہتا ہوں اس میں مجھے اتنا تردد نہیں ہوتا جتنا کہ مجھے اپنے مومن بندے کی جان نکالنے میں ہوتا ہے وہ تو موت کو بوجہ تکلیف جسمانی کے پسند نہیں کرتا اور مجھے بھی اسے تکلیف دینا برا لگتا ہے۔ [1]

عَنْ قَتَادَةَ , قَوْلُهُ: وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ، أَيْ تَقَرَّبُوا إِلَيْهِ بِطَاعَتِهِ وَالْعَمَلِ بِمَا يُرْضِيهِ

قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں" اور اس کی جناب میں باریابی کا ذریعہ تلاش کرو۔" کے معنی یہ ہیں اس کی اطاعت بجالا کر اور اس کی خوشنودی کے عمل سرانجام دے کر اس کا قرب حاصل کرو۔ [2]

أَنَّ الْوَسِيلَةَ الَّتِي هِيَ الْقُرْبَةُ تَصْدُقُ عَلَى التَّقْوَى وَعَلَى غَيْرِهَا مِنْ خِصَالِ الْخَيْرِ الَّتِي يَتَقَرَّبُ الْعِبَادُ بِهَا إِلَى رَبِّهِمْ

امام شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں وسیلہ جو قربت کے معنی میں ہے تقویٰ اور دیگر خصال خیر پر صادق آتا ہے جن کے ذریعے سے بندے اپنے رب کا قرب حاصل کرتے ہیں اسی طرح منہیات و محرمات کے اجتناب سے بھی اللہ کا قرب حاصل ہوتا ہے اس لئے منہیات و محرمات کا ترک بھی قرب الٰہی کا وسیلہ ہے۔ [3]

لیکن جاہلوں نے اس حقیقی وسیلے کو چھوڑ کر قبروں میں مدفون لوگوں کو اپنا وسیلہ سمجھ لیا ہے جس کی شریعت میں کوئی بنیاد نہیں ہے البتہ حدیث میں اس مقام محمود کو بھی وسیلہ کہا گیا ہے جو جنت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمایا جائے گا،

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ قَالَ حِينَ يَسْمَعُ النِّدَاءَ ،اللهُمَّ رَبَّ هَذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ، وَالصَّلَاةِ الْقَائِمَةِ، آتِ مُحَمَّدًا الْوَسِيلَةَ وَالْفَضِيلَةَ، وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَحْمُودًا الَّذِي وَعَدْتَهُ، حَلَّتْ لَهُ شَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اذان سن کر یہ کہے "اے میرے اللہ جو اس ساری پکار کا رب ہے اور قائم رہنے والی نماز کا بھی رب ہے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت کے دن وسیلہ نصیب فرمانا اور بڑے مرتبہ اور مقام محمود پر ان کا قیام فرمانا جس

---

[1] صحیح بخاری کتاب الرقاق بَابُ التَّوَاضُعِ ۶۵۰۲ ،مشکاۃ المصابیح کتاب الدعوات بَابُ ذِكْرِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ وَالتَّقَرُّبِ إِلَيْهِ ۲۲۶۶،ریاض الصالحین ۹۵

[2] تفسیر طبری ۱۰،۲۹۱

[3] فتح القدیر ۲،۴۵

کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہوا ہے۔" اسے قیامت کے دن میری شفاعت ملے گی۔ (۱)

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ، فَقُولُوا مِثْلَ مَا يَقُولُ ثُمَّ صَلُّوا عَلَيَّ، فَإِنَّهُ مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلَاةً صَلَّى الله عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا ثُمَّ سَلُوا اللهَ لِيَ الْوَسِيلَةَ، فَإِنَّهَا مَنْزِلَةٌ فِي الْجَنَّةِ لَا تَنْبَغِي إِلَّا لِعَبْدٍ مِنْ عِبَادِ اللهِ وَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ أَنَا هُوَ فَمَنْ سَأَلَ لِي الْوَسِيلَةَ حَلَّتْ لَهُ الشَّفَاعَةُ

عبداللہ رضی اللہ عنہ بن عمرو بن عاص سے مروی ہے میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے جب تم موذن کی اذان سنو تو تم وہی کہو جو موذن کہہ رہا ہو، پھر مجھ پر درود بھیجو کیونکہ جو کوئی مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر اپنی دس رحمتیں نازل فرماتا ہے اس کے بعد اللہ تعالیٰ سے میرے لئے وسیلہ طلب کرو، وسیلہ دراصل جنت میں ایک مقام ہے جو اللہ کے بندوں میں سے ایک بندہ کو دیا جائے گا اور مجھے امید ہے کہ وہ بندہ میں ہی ہوں گا، اور جو کوئی میرے لئے وسیلہ (مقام محمود) طلب کرے گا اس کے لئے میری شفاعت واجب ہو جائے گی۔ (۲)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا صَلَّيْتُمْ عَلَيَّ، فَاسْأَلُوا اللهَ لِي الْوَسِيلَةَ، قِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ، وَمَا الْوَسِيلَةُ؟ قَالَ: أَعْلَى دَرَجَةٍ فِي الْجَنَّةِ، لَا يَنَالُهَا إِلَّا رَجُلٌ وَاحِدٌ، وَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ أَنَا هُوَ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم مجھ پر درود پڑھو تو میرے لئے وسیلہ مانگو پوچھا گیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! وسیلہ کیا ہے؟ فرمایا جنت کا سب سے بلند درجہ جسے صرف ایک ہی شخص پائے گا اور مجھے امید ہے کہ وہ شخص میں ہوں۔ (۳)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: سَلُوا اللهَ لِي الْوَسِيلَةَ، فَإِنَّهُ لَمْ يَسْأَلْهَا لِي عَبْدٌ فِي الدُّنْيَا إِلَّا كُنْتُ لَهُ شَهِيدًا أَوْ شَفِيعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اللہ سے دعا کرو کہ اللہ مجھے وسیلہ (مقام محمود) عطا فرمائے جو شخص دنیا میں میرے لئے یہ دعا کرے گا قیامت کے دن میں اس پر گواہ یا اس کا سفارشی بن جاؤں گا۔ (۴)

اور جو قوتیں اللہ کی راہ میں مزاحم ہیں، جو تم کو اللہ کی مرضی کے مطابق چلنے سے روکتی اور اس کی راہ سے ہٹانے کی کوشش کرتی ہیں، جو تم کو پوری طرح اللہ کا بندہ بن کر نہیں رہنے دیتیں اور تمہیں اپنا یا کسی غیر اللہ کا بندہ بننے پر مجبور کرتی ہیں ان کے خلاف اپنی تمام امکانی طاقتوں سے کشمکش اور جدوجہد کرو، اسی جدوجہد پر تمہاری فلاح و کامیابی کا اور اللہ سے تمہارے تقرب کا انحصار ہے اور اچھی طرح سمجھ لو جن لوگوں نے اپنے نسلی

(۱) صحیح بخاری کتاب الاذان بَابُ الدُّعَاءِ عِنْدَ النِّدَاءِ ۶۱۴، مسند احمد ۱۴۸۱۷، السنن الکبری للنسائی ۱۶۵۶، صحیح ابن حبان ۱۶۸۹

(۲) صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ بَابُ الْقَوْلِ مِثْلَ قَوْلِ الْمُؤَذِّنِ لِمَنْ سَمِعَهُ، ثُمَّ يُصَلِّي عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ يَسْأَلُ لَهُ الْوَسِيلَةَ ۸۴۹، صحیح ابن خزیمۃ ۴۱۸، مسند احمد ۶۵۶۸

(۳) مسند احمد ۷۵۹۸، جامع ترمذی ابواب المناقب بَابٌ فِي فَضْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۳۶۱۲

(۴) المعجم الاوسط ۶۳۳

غرور، اعلیٰ حیثیت اور مال و دولت کی بنا پر اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کے بجائے انکار اور مخالفت کا رویہ اختیار کیا ہے ان کا جرم اتنا بڑا ہے کہ روز قیامت اگر ان کے قبضہ میں ساری زمین کی دولت ہو اور اتنی ہی اور ان کو دے دی جائے اور وہ اسے بطور فدیہ دے کر گلو خلاصی چاہیں تو تب بھی ان کا فدیہ قبول نہیں کیا جائے گا اور انہیں جہنم کی دردناک سزا ملکر رہے گی،

كُلَّمَا رَفَعَهُمُ اللهَبُ فَصَارُوا فِي أَعَالِي جَهَنَّم، ضَرَبَتْهُمُ الزَّبَانِيَةُ بِالْمَقَامِعِ الْحَدِيدِ، فَيَرُدُّونَهُمْ إِلَى أَسْفَلِهَا

جہنمیوں کی ہر طرح کوشش ہوگی کہ کسی طرح دوزخ کی آگ سے باہر نکل جائیں مگر یہ ان کے لئے ممکن نہ ہوگا، داروغہ جہنم انہیں لوہے کے ہتھوڑے مار مار کر پھر جہنم کے نچلے طبقے میں گرا دیں گے جس میں یہ ہمیشہ ہمیشہ اسی میں جلتے رہیں گے۔ جیسے فرمایا

كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا مِنْ غَمٍّ اُعِيْدُوْا فِيْهَا ۗ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ؀۲۲ [1]

ترجمہ: جب کبھی وہ گھبرا کر جہنم سے نکلنے کی کوشش کریں گے پھر اسی میں دھکیل دیے جائیں گے کہ چکھو اب جلنے کی سزا کا مزہ۔

حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:يُقَالُ لِلْكَافِرِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: أَرَأَيْتَ لَوْ كَانَ لَكَ مِلْءُ الْأَرْضِ ذَهَبًا، أَكُنْتَ تَفْتَدِي بِهِ؟ فَيَقُولُ: نَعَمْ، فَيُقَالُ لَهُ: قَدْ سُئِلْتَ أَيْسَرَ مِنْ ذَلِكَ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ایک جہنمی کو جہنم سے نکال کر اللہ کی بارگاہ میں پیش کیا جائے گا، اللہ تعالیٰ اس سے پوچھے گا تو نے اپنی آرام گاہ کیسی پائی؟ وہ کہے گا بدترین آرام گاہ، اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تو زمین بھر سونا فدیہ دے کر اس سے چھٹکارہ حاصل کرنا پسند کرے گا؟ وہ اثبات میں جواب دے گا، اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا میں نے تو دنیا میں اس سے بھی بہت کم کا تجھ سے مطالبہ کیا تھا تو نے وہاں اس کی پرواہ نہیں کی اور اسے دوبارہ جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔[2]

جبکہ مومنوں کو بالآخر سزا کے بعد جہنم سے نکال لیا جائے گا جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے۔

وَ السَّارِقُ وَ السَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا جَزَآءًۢ بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ ؕ

چوری کرنے والا مرد اور عورت کے ہاتھ کاٹ دیا کرو، یہ بدلہ ہے اس کا جو انہوں نے کیا، عذاب اللہ کی طرف سے

وَ اللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ؀۳۸ فَمَنْ تَابَ مِنْۢ بَعْدِ ظُلْمِهٖ وَ اَصْلَحَ

اور اللہ تعالیٰ قوت اور حکمت والا ہے، جو شخص اپنے گناہ کے بعد توبہ کر لے اور اصلاح کر لے تو اللہ تعالیٰ رحمت کے ساتھ

فَاِنَّ اللّٰهَ يَتُوْبُ عَلَيْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ؀۳۹ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ

اس کی طرف لوٹتا ہے، یقیناً اللہ تعالیٰ معاف فرمانے والا مہربانی کرنے والا ہے، کیا تجھے معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ ہی

---

[1] الحج ۲۲

[2] صحیح مسلم کتاب صفات المنافقین بَابُ طَلَبِ الْكَافِرِ الْفِدَاءَ بِمِلْءِ الْأَرْضِ ذَهَبًا۷۰۸۳، صحیح بخاری کتاب الرقاق بَابٌ مَنْ نُوقِشَ الحِسَابَ عُذِّبَ۶۵۳۸، مسند احمد ۱۴۱۰۷

مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ یُعَذِّبُ مَنْ یَّشَآءُ وَ یَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَآءُ ؕ

اس کے لیے زمین و آسمان کی بادشاہت ہے ؟ جسے چاہے سزا دے اور جسے چاہے معاف کر دے

وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۴۰﴾ (المائدۃ ۳۸تا۴۰)

،اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔

وَقَدْ كَانَ الْقَطْعُ مَعْمُولًا بِهِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ ،وَيُقَالُ: إِنَّ أَوَّلَ مَنْ قَطَعَ الْأَيْدِيَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ قُرَيْشٌ، قَطَعُوا رَجُلًا يُقَالُ لَهُ:دُوَيْكٌ مَوْلًى لِبَنِي مُلَيحِ بْنِ عَمْرٍو مِنْ خُزَاعة، كَانَ قَدْ سَرَقَ كَنْزَ الْكَعْبَةِ، وَيُقَالُ: سَرَقَهُ قَوْمٌ فَوَضَعُوهُ عِنْدَهُ

چوری کیونکہ ایک کبیرہ گناہ ہے اس لئے دور جاہلیت میں بھی معمولی چیز پر ہاتھ کاٹا جاتا تھا،ایک قول ہے کہ سب سے پہلے دویک نامی ایک خزاعی شخص کے ہاتھ چوری کے الزام میں قریش نے کاٹے تھے جو قبیلہ خزاعہ کے ملیح بن عمرو کا مولیٰ تھا جس نے کعبے کا خزانہ چرایا تھااور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ چوروں نے اس کے پاس رکھ دیا تھا بہر حال بر آمد اسی سے ہوا تھا۔

اسی طرح قسامت،دیت فرائض کے مسائل پہلے بھی تھے لیکن غیر منظم اور ادھورے،اسلام نے انہیں باضابطہ شکل عطا کی اور معاشرے میں امن قائم کرنے کے لئے نافذ کیااور انتظام تمدن کے لئے اس کی سزا مقرر ہوئی کہ جو مرد یا عورت چوری کرے اس جرم میں ان کا ایک ہاتھ کاٹ دو یہ اللہ کی طرف سے عبرتناک سزا ہے،

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو ,قَالَ: سَرَقَتِ امْرَأَةٌ حُلِيًّا فَجَاءَ الَّذِينَ سَرَقَتْهُمْ فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ، سَرَقَتْنَا هَذِهِ الْمَرْأَةُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اقْطَعُوا يَدَهَا الْيُمْنَى، فَقَالَتِ الْمَرْأَةُ: هَلْ مِنْ تَوْبَةٍ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:أَنْتِ الْيَوْمَ مِنْ خَطِيئَتِكِ كَيَوْمِ وَلَدَتْكِ أُمُّكِ! قَالَ: فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: {فَمَنْ تَابَ مِنْۢ بَعْدِ ظُلْمِهٖ وَاَصْلَحَ فَاِنَّ اللّٰهَ يَتُوْبُ عَلَيْهِ}[١] وَقَوْلُهُ: {فَاِنَّ اللّٰهَ يَتُوْبُ عَلَيْهِ}[٢]

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک عورت نے کچھ زیور چرا لئے،ان لوگوں نے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پیش کیااور عرض کیااے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم !اس عورت نے چوری کی ہے،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ اس کا داہنا ہاتھ کاٹ دیا جائے،جب اس عورت پر حد جاری ہوگئی تو اس عورت نے کہااے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ! کیا میری توبہ بھی ہے؟رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم تو گناہ سے ایسی پاک ہوگئی ہو کہ گویا آج ہی پیدا ہوئی ہو، اس پر یہ آیت نازل ہوئی '' پھر جو ظلم کرنے کے بعد توبہ کرے اور اپنی اصلاح کرلے تو اللہ کی نظر عنایت پھر اس پر مائل ہو جائے گی،اللہ بہت درگزر کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔''[٣]

یعنی اگر چور اپنا ہاتھ کٹنے کے بعد آئندہ کے لئے چوری سے تائب ہوجائے اور اللہ کا صالح بندہ بن جائے وہ اللہ کے غضب سے بچ جائے

---

[١] المائدة: 39

[٢] المائدة: 39

[٣] تفسیرطبری ۲۹۹؍۱۰، تفسیرابن کثیر ۱۱۱؍۳،مسند احمد ۶۶۵۷

گااور اللہ اس کے دامن سے اس داغ کو دھو دے گا،لیکن اس کے معنی یہ نہیں ہیں کہ اسے سزانہیں دی جائے گی،مطلب یہ ہے کہ ان جرائم میں ہاتھ نہ کاٹا جائے گا مگر چور نے جس شخص کا حق لوٹا تھا اسے واپس کرنا پڑے گا،روایت ہے کہ ایک چور کا ہاتھ جب آپ کے حکم کے مطابق کاٹا جاچکا

ثم جيء به فقال له رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:قل أَسْتَغْفِرُ اللهَ، وَأَتُوبُ إِلَيْهِ، فقال رجل: أَسْتَغْفِرُ اللهَ، وَأَتُوبُ إِلَيْهِ، فقال النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اللهمَّ تُبْ عَلَيْهِ

توآپ نے اسے اپنے پاس بلایا رسول اللہ ﷺ نے اس سے کہا کہہ میں اللہ سے معافی چاہتا ہوں اور اس سے توبہ کرتا ہوں،اس نے آپ ﷺ کی تلقین کے مطابق یہ الفاظ کہے،اللہ!پھر نبی کریم ﷺ نے اس کے حق میں دعا فرمائی اے اللہ!اسے معاف فرما دے[1]

قطع ید کے مسائل

عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، أَنَّ رَجُلًا مِنْ مُزَيْنَةَ سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الثِّمَارِفَقَالَ:مَا أُخِذَ فِي أَكْمَامِهِ فَاحْتُمِلَ، فَثَمَنُهُ وَمِثْلُهُ مَعَهُ، وما كَانَ مِنَ الْجِرَانِ، فَفِيهِ الْقَطْعُ إِذَا بَلَغَ ذَلِكَ ثَمَنَ الْمِجَنِّ، وَإِنْ أَكَلَ وَلَمْ يَأْخُذْ، فَلَيْسَ عَلَيْهِ، قَالَ: الشَّاةُ الْحَرِيسَةُ مِنْهُنَّ يَا رَسُولَ اللهِ؟قَالَ:ثَمَنُهَا وَمِثْلُهُ مَعَهُ وَالنَّكَالُ، وَمَا كَانَ فِي الْمُرَاحِ، فَفِيهِ الْقَطْعُ، إِذَا كَانَ مَا يَأْخُذُ مِنْ ذَلِكَ ثَمَنَ الْمِجَنِّ

عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے قبیلہ مزینہ کے ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے درختوں پر لگی کھجوروں کے بارے میں پوچھا، آپ ﷺ نے فرمایا جو کوئی پھلوں کو ان کے خوشوں میں درختوں پر سے لے جائے تو اس پر دوگنی قیمت ان پر لازم ہوگی،اور جو پھل خشک کرنے کے لئے جران(کھلیان)میں ڈالے جائیں ان کے چرانے میں ہاتھ کاٹا جائے گا جب ڈھال کی قیمت(تین درہم)تک اس کی قیمت پہنچ جائے،اور اگر کوئی پھلوں میں سے کھالے لیکن اسے لے کر نہیں جائے تو اس پر کچھ نہیں ہے(نہ ہاتھ کاٹا جائے گا نہ جرمانہ دینا ہوگا) وہ شخص بولا اے اللہ کے رسول ﷺ!اگر کوئی بکری(چراگاہ میں سے)حراست میں لی،آپ ﷺ نے فرمایا دوگنی قیمت دے اور سزا بھی پائے(جو امام مناسب سمجھے)اور جو کوئی بکری تھان(جہاں رات کو جانور آرام پاتے ہیں)میں سے لے جائے تو اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا جب اس کی قیمت ڈھال کی قیمت کو پہنچ جائے۔[2]

ثابت ہوا کہ جس چیز کو حفاظت میں لیا گیا ہو اگرچہ اس کے گرد دیوار نہ ہو اسے چرانے والے کا ہاتھ کاٹا جائے گا جیسا کہ غلے کے ڈھیر اور جانوروں کے باڑوں سے چرانے والے کا ہاتھ کاٹنے کا ذکر ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ:كَانَ ثَمَنُ الْمِجَنِّ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَوَّمُ عَشَرَةَ دَرَاهِمَ

---

[1] تفسیرالخازن۴۲؍۲،تفسیرالقرآنی للقرآن۱۰۹۶؍۳

[2] سنن ابوداودکتاب الحدودبَابُ مَا لَا قَطْعَ فِيهِ۴۳۹۰،السنن الکبری للنسائی ۷۴۰۴،سنن ابن ماجہ کتاب الحدود بَابُ مَنْ سَرَقَ مِنَ الْحِرْزِ۲۵۹۶،مستدرک حاکم۸۱۵۱،مسنداحمد۶۶۸۳

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک ڈھال کی قیمت دس درہم تھی۔ ①

عَنِ ابْنِ عُمَرَأَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَطَعَ فِي مِجَنٍّ ثَمَنُهُ ثَلَاثَةُ دَرَاهِمَ

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ڈھال کی چوری میں ہاتھ کاٹا تھا جس کی قیمت تین درہم تھی۔ ②

عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ يَقُولُ:قَطَعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مِجَنٍّ قِيمَتُهُ خَمْسَةُ دَرَاهِمَ

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ڈھال کے چرانے پر ہاتھ کاٹا جس کی قیمت پانچ درہم تھی۔ ③

عَنْ أَنَسٍ قَالَ:قَطَعَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فِي مِجَنٍّ قِيمَتُهُ خَمْسَةُ دَرَاهِمَ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک ڈال کی چوری میں ہاتھ کاٹا جس کی قیمت پانچ درہم تھی۔ ④

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْطَعُ فِي رُبُعِ دِينَارٍ فَصَاعِدًا

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چوتھائی دینار یا اس سے زیادہ کی چوری میں چور کا ہاتھ کاٹا کرتے تھے۔ ⑤

ثابت ہوا کہ چور اگر کسی کے گھر کے علاوہ عام داخلے کی جگہ سے بھی چوری کرے تو اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا اس کے لئے بند دروازوں کو کھولنے کی ضرورت نہیں ہے۔

اکثر علما اس بات کے قائل ہیں کہ ہاتھ کاٹنے کے لئے مسروقہ چیز کا حفاظت میں ہونا شرط ہے تاہم امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ، امام اسحاق اور اہل ظاہر کا کہنا ہے کہ یہ شرط نہیں ہے، اس پر وہ یہ دلیل دیتے ہیں،

عَنْ صَفْوَانَ بْنِ أُمَيَّةَ، قَالَ: كُنْتُ نَائِمًا فِي الْمَسْجِدِ عَلَيَّ خَمِيصَةٌ لِي ثَمَنُ ثَلَاثِينَ دِرْهَمًا فَجَاءَ رَجُلٌ فَاخْتَلَسَهَا مِنِّي، فَأُخِذَ الرَّجُلُ،فَأُتِيَ بِهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَمَرَ بِهِ لِيُقْطَعَ، قَالَ: فَأَتَيْتُهُ، فَقُلْتُ: أَتَقْطَعُهُ مِنْ أَجْلِ ثَلَاثِينَ دِرْهَمًا، أَنَا أَبِيعُهُ وَأُنْسِئُهُ ثَمَنَهَا؟قَالَ:فَهَلَّا كَانَ هَذَا قَبْلَ أَنْ تَأْتِيَنِي بِهِ

صفوان رضی اللہ عنہ بن امیہ کہتے ہیں میں مسجد میں سویا ہوا تھا مجھ پر ایک منقش اونی چادر تھی جس کی قیمت تیس درہم تھی، ایک آدمی آیا اور اس نے چپکے سے مجھ سے بڑی جلدی سے نکال لی، پھر اس آدمی کو پکڑ لیا گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے، صفوان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ کیا بھلا صرف تیس درہم کے بدلے میں آپ اس کا ہاتھ کاٹیں گے؟ میں اسے اس کو فروخت کرتا ہوں اور قیمت کی ادائیگی ادھار کر لیتا ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے اس کو

---

① مستدرک حاکم ۸۱۴۲

② سنن ابوداودکتاب الحدودبَابُ مَا يُقْطَعُ فِيهِ السَّارِقُ ۴۳۸۵،سنن ابن ماجه كتاب الحدودبَابُ حَدِّ السَّارِقِ ۲۵۸۵

③ سنن نسائی کتاب قطع السارق باب الْقَدْرُ الَّذِي إِذَا سَرَقَهُ السَّارِقُ قُطِعَتْ يَدُهُ۴۹۱۰

④ سنن نسائی کتاب قطع السارق باب الْقَدْرُ الَّذِي إِذَا سَرَقَهُ السَّارِقُ قُطِعَتْ يَدُهُ۴۹۱۸

⑤ سنن ابوداودکتاب الحدودبَابُ مَا يُقْطَعُ فِيهِ السَّارِقُ ۴۳۸۳

میرے پاس لانے سے پہلے ایسا کیوں نہ کیا۔ [١]

وَأَمَّا جَعْلُ الْمَسْجِدِ حِرْزًا

لیکن یہ دلیل درست نہیں کیونکہ مسجد خود ایک حفاظت کی جگہ ہے۔

خَمِيصَتَهُ تَحْتَ رَأْسِهِ

اس پر مستزاد یہ کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے وہ چادر ان کے سر کے نیچے تھی۔ [٢]

یعنی چادر حفاظت میں تھی لہذا ثابت ہوا کہ ہاتھ کاٹنے کے لئے کسی بھی چیز کی حفاظت میں ہونا شرط ہے۔

أَنَّهُ لَا يَجُوزُ الْقَطْعُ فِي سَرِقَةِ الثَّمَرِ وَالْكَثَرِ وَظَاهِرُهُ سَوَاءٌ كَانَ عَلَى ظَهْرِ الْمُنْبِتِ لَهُ أَوْ قَدْ جُذَّ، لَا قَطْعَ فِي طَعَامٍ وَلَا فِيمَا أَصْلُهُ مُبَاحٌ كَالصَّيْدِ وَالْحَطَبِ وَالْحَشِيشِ وَعُمْدَتُهُ فِي مَنْعِهِ الْقَطْعَ فِي الطَّعَامِ الرَّطْبِ، وَعِنْدَ الْجُمْهُورِ أَنَّهُ يُقْطَعُ فِي كُلِّ مُحَرَّزٍ سَوَاءٌ كَانَ عَلَى أَصْلِهِ بَاقِيًا وَقَدْ جُذَّ

احناف کہتے ہیں جو پھل ابھی درخت پر ہوں اور تر ہوں وہ محفوظ جگہ میں ہوں یا غیر محفوظ جگہ میں ان کی چوری میں ہاتھ کاٹنے کی سزا نہیں ہے، پھر اسی پر قیاس کرتے ہوئے انہوں نے کہا ہے کہ گوشت، دودھ، مشروبات، روٹیاں وغیرہ جیسی کھانے کی اشیا میں بھی ہاتھ کاٹنے کی سزا نہیں ہے، جمہور علما یہ کہتے ہیں کہ ہر محفوظ کی ہوئی چیز پر ہاتھ کاٹنے کی سزا ہے خواہ اسے کاٹ لیا گیا ہو یا ابھی وہ درختوں پر ہی موجود ہو۔ [٣]

جمہور کا موقف برحق ہے کیونکہ گزشتہ تمام احادیث اس پر شاہد ہیں۔

وهذا المعنى يوجد بوجود ما يحرز الناس به أموالهم من الأبينة ونحوها على كل شيء بحسبه فحرز الثمرة ما يعتاده الناس في الجرين وحرز الماشية ما يعتاده الناس في أعطان الإبل ومرابض الغنم ونحو ذلك،وحرز النقد والعرض ما يعتاده الناس من جعلها في المنازل مع تغليق أبوابها أو مع بقاء أهلها فيها وهكذا المدافن حرز لما فيها والقبور حرز لما في داخلها إذا كانت قد أحرزت لما يعتاده الناس ولا سيما بعد ورود النص في قطع النباش وهكذا المسجد ونحوه لجري عادة الناس بأنه حرز لما يجعل فيه من فرشه

امام شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں حرز سے مراد ہر وہ چیز ہے جس میں مالک اپنی ملکیت کو محفوظ کرتا ہے یا ذخیرہ کرتا ہے اور یہ ان تمام اشیا پر صادق آئے گا جنہیں لوگ عرف عام میں مختلف اشیاء کی حفاظت کے لئے استعمال کرتے ہیں مثلاً پھلوں کے لئے جرین (یعنی وہ ڈھیر جہاں غلے کو خشک کیا جاتا ہے) مویشیوں کے لئے باڑے اور نقدی رقوم کے لئے خاص قفل لگی ہوئی جگہیں، اسی طرح دفن کرنے کی جگہیں بھی ان

---

[١] سنن ابوداودكتاب الحدودبَابُ مَنْ سَرَقَ مِنْ حِرْزٍ ٤٣٩٤ ، سنن ابن ماجه كتاب الحدود بَابُ مَنْ سَرَقَ مِنَ الْحِرْزِ ٢٥٩٦،مستدرک حاکم ٨١٤٩ ، مسند احمد ١٥٣١٠

[٢] نیل الاوطار ٧/١٥٤

[٣] سبل السلام ٢/٤٣٣،نیل الاوطار ٧/١٥٣

اشیا کے لئے حرز ہیں جو کچھ ان میں مدفون ہے، اور قبریں ان کے لئے حرز ہیں جو ان میں داخل ہیں اور اسی طرح مساجد ان میں موجود صفوں ، چٹائیوں اور مختلف آلات مسجد کے لئے حرز ہیں۔ (۱)

عَائِشَةَ، تُحَدِّثُ، أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لَا تُقْطَعُ الْيَدُ إِلَّا فِي رُبْعِ دِينَارٍ فَمَا فَوْقَهُ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ربع دینار یا اس سے زیادہ مالیت کی چیز میں ہاتھ کاٹ دیا جائے۔ (۲)

لَا تُقْطَعُ يَدُ السَّارِقِ إِلَّا فِي رُبْعِ دِينَارٍ فَصَاعِدًا

ایک روایت میں یہ لفظ ہیں چور کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا مگر صرف ربع دینار یا اس سے زیادہ (مالیت کی چیز) میں۔ (۳)

عَائِشَةَ، تَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اقْطَعُوا فِي رُبُعِ دِينَارٍ، وَلَا تَقْطَعُوا فِيمَا هُوَ أَدْنَى مِنْ ذَلِكَ وَكَانَ رُبُعُ الدِّينَارِ يَوْمَئِذٍ ثَلَاثَةَ دَرَاهِمَ، وَالدِّينَارُ اثْنَيْ عَشَرَ دِرْهَمًا

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ربع دینار میں ہاتھ کاٹ دو اس سے کم میں نہ کاٹو اور اس وقت ربع دینار تین درہم کے برابر تھا اور ایک دینار بارہ درہموں کے برابر تھا۔ (۴)

عَائِشَةَ تَقُولُ: لَا تُقْطَعُ يَدُ السَّارِقِ فِيمَا دُونَ ثَمَنِ الْمِجَنِّ ، قِيلَ لِعَائِشَةَ: مَا ثَمَنُ الْمِجَنِّ؟ قَالَتْ: رُبُعُ دِينَارٍ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ڈھال کی قیمت سے کم میں ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا، ان سے پوچھا گیا ڈھال کی قیمت کیا ہے؟ فرمایا ایک چوتھائی دینار۔ (۵)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَطَعَ سَارِقًا فِي مِجَنٍّ قِيمَتُهُ ثَلَاثَةُ دَرَاهِمَ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کا ہاتھ کاٹ دیا اس نے ایک ڈھال چرائی تھی جس کی قیمت تین درہم تھی۔ (۶)

خلفائے اربعہ اور جمہور علما کہتے ہیں تین درہم یا ربع دینار کی چوری میں ہاتھ کاٹا جائے گا۔

---

(۱) السبل الجرار ۱/۸۶۳

(۲) صحیح مسلم كِتَابُ الْحُدُودِ بَابُ حَدِّ السَّرِقَةِ وَنِصَابِهَا ۴۴۰۱، سنن الكبرى للنسائى ۷۳۸۵، مسند احمد ۲۶۱۱۶

(۳) صحیح مسلم كتاب الحدود بَابُ حَدِّ السَّرِقَةِ وَنِصَابِهَا ۴۴۰۰ ، سنن ابن ماجه كتاب الحدود بَابُ حَدِّ السَّارِقِ ۲۵۸۵، سنن الدارمى ۲۳۴۶، مسند احمد ۲۴۰۷۸

(۴) مسند احمد ۲۴۵۱۵

(۵) سنن نسائی كتاب قطع السارق باب القدر الذى اذا سرقه السارق قطعت يده ۴۹۳۹

(۶) صحیح مسلم كتاب الحدود بَابُ حَدِّ السَّرِقَةِ وَنِصَابِهَا ۴۴۰۶ ، صحیح بخاری كتاب الحدود بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا ۶۷۹۵، سنن ابوداود كتاب الحدود بَابُ مَا يُقْطَعُ فِيهِ السَّارِقُ ۴۳۸۵ ،السنن الكبرى للنسائى ۷۳۵۳، جامع ترمذى ابواب الحدود بَابُ مَا جَاءَ فِي كَمْ تُقْطَعُ يَدُ السَّارِقِ ۱۴۴۶، مسند احمد ۵۵۱۷

أَنَّ النِّصَابَ الْمُوجِبَ لِلْقَطْعِ هُوَ عَشَرَةُ دَرَاهِمَ وَلَا قَطْعَ فِي أَقَلَّ مِنْ ذَلِكَ

احناف کہتے ہیں ہاتھ کاٹنے کا نصاب دس درہم ہے اس سے کم میں ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔

اس مسئلے کے متعلق امام شوکانی رحمہ اللہ نے گیارہ مذاہب

وَقَدْ جَعَلَهَا فِي الْفَتْحِ عِشْرِينَ مَذْهَبًا

اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے بیس مذاہب نقل فرمائے ہیں۔ [1]

بلا تردد جمہور کا موقف گزشتہ صحیح احادیث کے موافق ہونے سے برحق ہے۔

سونے اور چاندی کے علاوہ دیگر اشیا کی قیمت ان دونوں میں سے کس کے ساتھ ملائی جائے گی اس میں اختلاف ہے، امام مالک رحمہ اللہ کا موقف ہے کہ درہموں کے ساتھ قیمت لگائی جائے گی، جبکہ امام شافعی رحمہ اللہ کا موقف ہے کہ قیمت لگانے میں اصل سونا ہے۔

○چور کا کون سا ہاتھ کاٹا جائے گا۔

وإنما يقطع كف اليمنى من مفصله فإن ثنى غير ما قطع به

امام شوکانی رحمہ اللہ کہتے ہیں صرف دایاں ہاتھ کاٹا جائے گا اس کے بعد دوسری مرتبہ چوری کرنے کی صورت میں نہ ہاتھ کاٹا جائے گا اور نہ پاؤں۔ [2]

اتفق أهل العلم على أن السارق إذا سرق أول مرة؛ تقطع يده اليمنى، ثم إذا سرق ثانيا تقطع رجله اليسرى، واختلفوا فيما إذا سرق ثالثا بعد قطع يده ورجله؛ فذهب أكثرهم إلى أنه تقطع يده اليسرى ، ثم إذا سرق أيضا تقطع رجله اليمنى، ثم إذا سرق أيضا يعزر ويحبس ، وقال أبو حنيفة: لا تقطع يده اليسرى ورجله اليمنى؛ ولكن يعزر ويحبس

امام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں اہل علم کا اتفاق ہے کہ جب چور پہلی مرتبہ چوری کرے تو اس کا دایاں ہاتھ کاٹا جائے گا پھر اگر دوسری مرتبہ چوری کرے تو اس کا بایاں پاؤں کاٹا جائے گا پھر اگر تیسری مرتبہ چوری کرے تو اکثر اہل علم کے نزدیک اس کا بایاں ہاتھ کاٹ دیا جائے گا پھر اسی طرح اگر وہ دوبارہ چوری کرتا ہے تو اس کا دایاں پاؤں بھی کاٹ دیا جائے گا اس کے بعد پھر اگر وہ چوری کرے تو اسے سزا دی جائے گی اور قید کر دیا جائے گا امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا موقف ہے کہ اس کا بایاں ہاتھ اور دایاں پاؤں نہیں کاٹا جائے گا لیکن اسے سزا دی جائے گی اور قید کر دیا جائے گا۔ [3]

عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وأبا بكر وعمر وعثمان كانوا يقطعون من المفصل

---

[1] نیل الاوطار ۷/۱۴۹، فتح الباری ۱۲/۱۰۷تا۱۰۳، الام للشافعی ۷/۱۵۹

[2] السبل الجرار ۱/۸۶۳

[3] الروضة الندية ۳/۲۹۸

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ چور کا ہاتھ اس کے جوڑ (کلائی) سے کاٹتے تھے۔ (۱)

عَنْ عَدِيٍّ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَطَعَ يَدَ سَارِقٍ مِنَ الْمَفْصِلِ

عدی سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چور کا ہاتھ کلائی سے کاٹا۔ (۲)

ثُمَّ أَمَرَ بِقَطْعِهِ مِنَ الْمَفْصَلِ

صفوان بن امیہ رضی اللہ عنہ کے مقدمہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ چور کا ہاتھ کلائی سے کاٹ دیا جائے۔ (۳)

عَنْ عِكْرِمَةَ: أَنَّ عُمَرَ قَطَعَ الْيَدَ مِنَ الْمَفْصِلِ

عکرمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کلائی سے ہاتھ کاٹا۔ (۴)

عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، قَالَ: كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقْطَعُ السَّارِقَ مِنَ الْمَفْصِلِ

عمرو بن دینار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب نے چور کا ہاتھ کلائی سے کاٹا۔ (۵)

○ حد نافذ کرنے کے لئے ایک مرتبہ اقرار یا دو عادل آدمیوں کی گواہی کافی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈھال چرانے والے شخص کو دوبارہ اقرار کا حکم نہیں دیا۔ (۶)

اسی طرح صفوان رضی اللہ عنہ بن امیہ کی چادر چرانے والے کو بھی ایسا کوئی حکم نہیں دیا۔ (۷)

عَنْ أَبِي أُمَيَّةَ الْمَخْزُومِيِّ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا إِخَالُكَ سَرَقْتَ، قَالَ: بَلَى، فَأَعَادَ عَلَيْهِ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا

ابی امیہ مخزومی سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چور سے کہا میں خیال نہیں کرتا کہ تم نے چوری کی، اس نے کہا کیوں نہیں، دو مرتبہ یا تین مرتبہ، یہ تکرار ہوا۔ (۸)

حكم الألباني: ضعيف

(۱) ارواءُ الغليل ۸۱، ۸/۲۴۳۰، التلخيص الحبير ۴/۱۹۶

(۲) السنن الكبرى للبيهقي ۱۷۲۴۸، مصنف ابن ابی شيبة ۲۸۵۹۹

(۳) سنن الدارقطني ۳۴۶۶

(۴) مصنف ابن ابی شيبة ۲۸۶۰۱، ارواءُ الغليل ۲۴۳۰، ۸/۸۲

(۵) السنن الكبرى للبيهقي ۱۷۲۵۱

(۶) صحيح بخاری كتاب الحدود بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا ۶۷۹۵

(۷) سنن ابوداود كتاب الحدود بَابُ مَنْ سَرَقَ مِنْ حِرْزٍ ۴۳۹۴

(۸) سنن ابوداود كتاب الحدود بَابٌ فِي التَّلْقِينِ فِي الْحَدِّ ۴۳۸۰، ارواء الغليل ۲۴۲۶

وقد ذهب إلى أنه يكفي الإقرار مرة واحدة: مالك والشافعية والحنفية وَهُوَمَرْوِيٌّ عَنْ أَبِي يُوسُفَ إِلَى أَنَّهُ يَكْفِي الْإِقْرَارُ مَرَّةً.

امام مالک رحمہ اللہ، امام شافعی رحمہ اللہ اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا موقف ہے کہ ایک مرتبہ اقرار ہی کافی ہے۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کا موقف ہے کم از کم ایک مرتبہ اقرار لازم ہے۔ (١)

والحق: هو الأول

لیکن پہلا قول راجح ہے۔ (٢)

ارشاد باری تعالیٰ ہے

...وَّاَشْهِدُوْا ذَوَيْ عَدْلٍ مِّنْكُمْ... ﴿٢﴾ (٣)

ترجمہ: دو عادل شخصوں کو گواہ بنالو۔

○سزا معاف کرنے کے مجاز شخص کی تلقین مستحب ہے۔

ادرءوا الحدود بالشبهات ما استطعتم

ایک روایت میں ہے شبہات پیدا ہو جانے کی وجہ سے حدود ہٹادو۔ (٤)

یہ روایت ضعیف ہے۔

عَنْ أَبِي أُمَيَّةَ الْمَخْزُومِيِّ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أُتِيَ بِلِصٍّ قَدِ اعْتَرَفَ اعْتِرَافًا وَلَمْ يُوجَدْ مَعَهُ مَتَاعٌ،فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا إِخَالُكَ سَرَقْتَ،قَالَ: بَلَى، فَأَعَادَ عَلَيْهِ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًافَأَمَرَ بِهِ فَقُطِعَ، وَجِيءَ بِهِ

ابو امیہ مخزومی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک چور لایا گیا اس نے اعتراف تو کر لیا لیکن اس سے کوئی سامان برآمد نہ ہوا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کہا میں خیال نہیں کرتا کہ تو نے چوری کی ہے، اس نے کہا کیوں نہیں دو یا تین مرتبہ، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس (کا ہاتھ) کاٹ دو پھر اسے لے کر آؤ۔ (٥)

قَالَ الْحَافِظُ فِي بُلُوغِ الْمَرَامِ: رِجَالُهُ ثِقَاتٌ

---

(١) نيل الاوطار ١٥٩/٧

(٢) الروضة الندية ٢٩٨/٣

(٣) الطلاق ٢

(٤) رواء الغليل ٢٣١٦

(٥) سنن ابوداودكتاب الحدود بَابٌ فِي التَّلْقِينِ فِي الْحَدِّ ٤٣٨٠ ، ارواء الغليل ٣٥٩/٧،سنن نسائی كتاب الحدودتَلْقِينُ السَّارِقِ ٤٨٨١،سنن ابن ماجه كتاب الحدودبَابُ تَلْقِينِ السَّارِقِ ٢٥٩٨، سنن الدارمی ٢٣٤٩،السنن الصغيرللبيهقی ٢٦٣٣

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں اس کے رجال ثقہ ہیں۔ (1)

عَطَاءً , يَقُولُ: كَانَ مَنْ مَضَى يُؤْتَى أَحَدُهُمْ بِالسَّارِقِ , فَيَقُولُ: أَسَرَقْتَ؟ قُلْ: لَا , أَسَرَقْتَ؟ قُلْ: لَا ,عِلْمِي أَنَّهُ سَمَّى أَبَا بَكْرٍ , وَعُمَرَ

امام عطاء رحمہ اللہ فرماتے ہیں جو لوگ گزر چکے ہیں جب ان کے پاس کوئی چور لایا جاتا تو وہ اسے کہتے تھے کیا تو نے چوری کی ہے؟ کہہ دو نہیں پھر انہوں نے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا نام لیا۔ (2)

عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ خَالِدٍ , قَالَ: أُتِيَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ بِرَجُلٍ فَسَأَلَهُ: أَسَرَقْتَ؟ قُلْ:لَا,فَقَالَ: لَا ،فَتَرَكَهُ وَلَمْ يَقْطَعْهُ

عکرمہ بن خالد کہتے ہیں سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس ایک آدمی لایا گیا تو انہوں نے اس سے کہا کیا تو نے چوری کی ہے کہہ دو کہ نہیں، اس نے کہا نہیں تو آپ رضی اللہ عنہ نے اسے چھوڑ دیا۔ (3)

أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ،أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ، أُتِيَ بِسَارِقٍ وَهُوَ يَوْمَئِذٍ أَمِيرٌ، فَقَالَ: أَسَرَقْتَ؟ أَسَرَقْتَ؟ قُلْ: لَا قُلْ: لَا مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک چور کالایا گیا اور اس دن وہ امیر تھے، آپ نے چور سے پوچھا کیا تم نے چوری کی ہے؟ کیا تم نے چوری کی ہے ؟ کہہ دو کہ نہیں، دو مرتبہ یا تین مرتبہ۔ (4)

وَفِي ذَلِكَ دَلِيلٌ عَلَى أَنَّهُ يُسْتَحَبُّ تَلْقِينُ مَا يُسْقِطُ الْحَدَّ

امام شوکانی رحمہ اللہ کہتے ہیں اس میں یہ ثبوت موجود ہے کہ ایسی تلقین کرنا جو حد کو ساقط کر دے مستحب ہے۔ (5)

○ کاٹی ہوئی جگہ کا علاج کیا جائے گا۔

فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اذْهَبُوا بِهِ فَاقْطَعُوهُ ثُمَّ احْسِمُوهُ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چور کے متعلق یہ حکم دیا اسے لے جاؤ اور اس کا ہاتھ کاٹ کر اسے داغ دو۔ (6)

ضعیف روایت ہے۔

وَصَحَّحَ ابْنُ الْقَطَّانِ

---

(1) بلوغ المرام ۱۲۳۴

(2) مصنف عبدالرزاق ۱۸۹۱۹،ارواء الخلیل ۸/۷۹،الروضة الندیة ۳۰۰ /۳

(3) مصنف عبدالرزاق ۱۸۹۲۰

(4) مصنف ابن ابی شیبة ۲۸۵۷۶،نیل اوطار ۷/۱۵۹

(5) نیل الاوطار ۱۵۹ /۷

(6) رواء الغلیل ۸/۸۳،۲۴۳۱، سنن الدارقطنی ۳۱۶۳، مستدرک حاکم ۸۱۵۰،السنن الکبری للبیہقی ۱۷۲۵۴، کشف الاستارعن زوائدالبزار ۱۵۶۰، ۲/۲۲۰

امام ابن قطان رحمہ اللہ نے اسے صحیح کہا ہے۔ [1]

اگر چہ اس روایت میں ضعف ہے لیکن اگر یہ عمل نہ کیا جائے تو چور کی جان کا خطرہ ہے جسے بچانا تمام مسلمانوں کا اولین فریضہ ہے اور یہ خیر کے کام میں تعاون بھی ہے، جیسے فرمایا

...وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى... ۝۲ [2]

ترجمہ: نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں ایک دوسرے کا تعاون کرو۔

وَأُجْرَةُ الْقَاطِعِ وَالْحَاسِمِ مِنْ بَيْتِ الْمَالِ وَقِيمَةُ الدَّوَاءِ الَّذِي يُحْسَمُ بِهِ

ہاتھ کاٹنے والے کو اجرت اور داغنے والے کو ادویہ وغیرہ کی قیمت بیت المال سے ادا کی جائے گی۔ [3]

○لوگوں کی عبرت کے لئے چور کا کاٹا ہوا ہاتھ اس کی گردن میں لٹکا دیا جائے گا۔

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مُحَيْرِيزٍ، قَالَ: سَأَلْنَا فَضَالَةَ بْنَ عُبَيْدٍ، عَنْ تَعْلِيقِ الْيَدِ فِي الْعُنُقِ لِلسَّارِقِ، أَمِنَ السُّنَّةِ هُوَ؟ قَالَ: أُتِيَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَارِقٍ، فَقُطِعَتْ يَدُهُ، ثُمَّ أَمَرَ بِهَا، فَعُلِّقَتْ فِي عُنُقِهِ

عبدالرحمٰن بن محیریز سے مروی ہے ہم نے فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا چور کا ہاتھ اس کی گردن میں لٹکا دینا سنت ہے؟ انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک چور لایا گیا تو اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ہاتھ کے متعلق حکم دیا اس کی گردن میں لٹکا دیا گیا۔ [4]

حكم الألباني: ضعيف

فِيهِ دَلِيلٌ عَلَى مَشْرُوعِيَّةِ تَعْلِيقِ يَدِ السَّارِقِ فِي عُنُقِهِ لِأَنَّ فِي ذَلِكَ مِنْ الزَّجْرِ

اس کی مشروعیت کا سبب یہ بیان کیا گیا ہے تا کہ لوگ عبرت حاصل کریں۔ [5]

عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ عَلِيًّا، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَطَعَ سَارِقًا، فَمَرُّوا بِهِ وَيَدُهُ مُعَلَّقَةٌ فِي عُنُقِهِ

قاسم بن عبدالرحمٰن کہتے ہیں سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب نے چور کا ہاتھ کاٹا پھر جب لوگ اس کے پاس سے گزرے تو اس کا ہاتھ گردن

---

(1) التلخيص الحبير ١٩٢، ٦، ١٧٧/٤

(2) المائدة ٢

(3) سبل السلام ٢، ٤٣٥، ٢، نيل الاوطار ١٦١/٧

(4) ارواء الغليل ٨٤، ٨، ٢٤٣٢، سبل السلام ٢، ٤٣٥، ٢، نيل الاوطار ٣١٣٤، سنن ابوداودكتاب الحدودبَابٌ فِي تَعْلِيقِ يَدِ السَّارِقِ فِي عُنُقِهِ ٤٤١١، جامع ترمذى ابواب الحدود بَابُ مَا جَاءَ فِي تَعْلِيقِ يَدِ السَّارِقِ ١٤٤٧، سنن ابن ماجه كتاب الحدود بَابُ تَعْلِيقِ الْيَدِ فِي الْعُنُقِ ٢٥٨٧، سنن الدارقطنى ٣٤٧٥، مسنداحمد ٢٣٩٤٦، السنن الكبرى للبيهقى ١٧٢٧٠

(5) نيل الاوطار ١٦١/٧

میں لٹکا ہوا تھا۔ (١)

○ جس کی چوری ہوئی ہے وہ اگر حاکم کے پاس پہنچنے سے پہلے چور کو معاف کر دے تو حد ساقط ہو جائے گی لیکن عدالت میں پہنچنے کے بعد نہیں ۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ،أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:تَعَافُوا الْحُدُودَ فِيمَا بَيْنَكُمْ ، فَمَا بَلَغَنِي مِنْ حَدٍّ فَقَدْ وَجَبَ

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آپس میں حدود کو معاف کر دیا کرو اور جو میرے پاس پہنچ جائے گی (سمجھ لو) کہ وہ واجب ہو گئی۔ (٢)

عَنْ صَفْوَانَ بْنِ أُمَيَّةَ، قَالَ: كُنْتُ نَائِمًا فِي الْمَسْجِدِ، وَقَالَ هَارُونُ: جَالِسًا فِي الْمَسْجِدِ عَلَى خَمِيصَةٍ ثَمَنُهَا ثَلَاثِينَ دِرْهَمًا فَجَاءَ رَجُلٌ فَاخْتَلَسَهَا مِنِّي،فَأُخِذَ الرَّجُلُ فَأُتِيَ بِهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،فَأَمَرَ بِهِ لِيُقْطَعَ،فَأَتَيْتُهُ فَقُلْتُ: أَتَقْطَعُهُ مِنْ أَجْلِ ثَلَاثِينَ دِرْهَمًا؟ أَنَا أَبِيعُهُ وَأُنْسِيهِ ثَمَنَهَا قَالَ:فَهَلَّا كَانَ قَبْلَ أَنْ تَأْتِيَنِي بِهِ

صفوان رضی اللہ عنہ بن امیہ کہتے ہیں میں مسجد میں اپنی چادر پر سویا ہوا تھا جبکہ ہارون کا کہنا ہے کہ میں مسجد میں بیٹھا تھا جس کی قیمت تیس درہم تھی ایک شخص نے اسے چوری کر لیا، پھر ہم نے اس شخص کو پکڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کر دیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دے دیا، میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ! کیا صرف ایک چادر کی وجہ سے (اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا) جس کی قیمت تیس درہم ہے، میں نے یہ چادر اسے ہبہ کر دی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے میرے پاس لانے سے پہلے ایسا کیوں نہ کیا۔ (٣)

وَرُوِيَ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ أَنَّهُ يَسْقُطُ الْقَطْعُ بِالْعَفْوِ مُطْلَقًا ، أَنَّ الْعَفْوَ بَعْدَ الرَّفْعِ إِلَى الْإِمَامِ لَا يَسْقُطُ بِهِ الْحَدُّ

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ معاف کر دینے سے حد ساقط ہو جائے گی لیکن امام شوکانی رحمہ اللہ کہتے ہیں امام کے پاس معاملہ پہنچنے کے بعد معاف کر دینے سے حد ساقط نہیں ہو گی۔ (٤)

○ پھل اور کھجور کا گودا چرانے سے ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا جب تک مالک نے توڑ کر محفوظ جگہ میں ڈھیر نہ کر لیا ہو، جب وہ اسے کھائے اور کچھ چھپا کر نہ لے جائے ورنہ چرائے ہوئے مال کی دگنی قیمت ادا کرنا ہو گی اور اسے تادیبی سزا بھی دی جائے گی۔

(١) السنن الکبری للبیہقی ١٧٢٧٣،نیل الاوطار١٦٠/٧،سبل السلام٢/٤٣٥

(٢) سنن ابوداود کتاب الحدودبَابُ الْعَفْوِ عَنِ الْحُدُودِ مَا لَمْ تَبْلُغِ السُّلْطَانَ ٤٣٧٦،سنن الکبری للنسائی٧٣٣٢،مستدرک حاکم٨١٥٦

(٣) سنن ابوداودکتاب الحدودبَابُ مَنْ سَرَقَ مِنْ حِرْزٍ ٤٣٩٤،سنن ابن ماجه کتاب الحدود بَابُ مَنْ سَرَقَ مِنَ الْحِرْزِ٢٥٩٥،سنن الکبری للنسائی ٧٣٢٨، مستدرک حاکم ٨١٤٩ ، المنتقی لابن الجارود٨٢٨، ارواۂ الغلیل٢٣١٧

(٤) نیل الاوطار١٥٥،١٥٤/٧

عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ سُئِلَ عَنِ الثَّمَرِ الْمُعَلَّقِ ، فَقَالَ:مَنْ أَصَابَ بِفِيهِ مِنْ ذِي حَاجَةٍ غَيْرَ مُتَّخِذٍ خُبْنَةً، فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ ، وَمَنْ خَرَجَ بِشَيْءٍ مِنْهُ فَعَلَيْهِ غَرَامَةُ مِثْلَيْهِ وَالْعُقُوبَةُ، وَمَنْ سَرَقَ مِنْهُ شَيْئًا بَعْدَ أَنْ يُؤْوِيَهُ الْجَرِينُ، فَبَلَغَ ثَمَنَ الْمِجَنِّ، فَعَلَيْهِ الْقَطْعُ ،وَمَنْ سَرَقَ دُونَ ذَلِكَ فَعَلَيْهِ غَرَامَةُ مِثْلَيْهِ، وَالْعُقُوبَةُ

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ درختوں پر لگی کھجوروں کا کیا حکم ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو ضرورت مند اپنے منہ سے کھالے لیکن پلو میں نہ باندھے تو اس پر کچھ (سرزنش) نہیں، اور اگر کوئی (پھلوں کو) اٹھا کر لے جائے (یعنی کپڑے وغیرہ میں باندھ کر لے جائے) اس پر دوگنی قیمت ادا کرنا لازم ہے اور عبرت کے لئے اسے سزا بھی دی جائے گی، اور اگر کوئی کھلیان میں محفوظ کر دینے کے بعد چرائے اور اس کی قیمت ایک ڈھال (تین درہم) کو پہنچے تو اس میں ہاتھ کاٹنا ہے، اور جو کوئی اس سے کم میں چرائے تو اس پر چوری شدہ کا دوگنا جرمانہ اور سزا ہے۔[1]

○خائن، ڈاکو اور غاصب کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔

قَالَ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَيْسَ عَلَى الْمُنْتَهِبِ قَطْعٌ، وَمَنِ انْتَهَبَ نُهْبَةً مَشْهُورَةً فَلَيْسَ مِنَّا، وَقَالَ: لَيْسَ عَلَى الْخَائِنِ قَطْعٌ

جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خائن (جو ظاہر اً خیر خواہ اور خفیہ مال (دھوکہ وفریب کے ذریعے) حاصل کرنے والا ہو) ڈاکو (جو زبردستی غلبہ پا کر مال چھین لے) اور غاصب (جو کسی کا مال جھپٹا مار کر سلب کر لے) کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔[2]

وَقَدْ ذَهَبَ إِلَى أَنَّهُ لَا يُقْطَعُ الْمُخْتَلِسُ وَالْمُنْتَهِبُ وَالْخَائِنُ الْعِتْرَةُ وَالشَّافِعِيَّةُ وَالْحَنَفِيَّةُ

شافعیہ اور حنفیہ اسی کے قائل ہیں کہ غاصب، ڈاکو اور خائن کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔[3]

وَذَهَبَ أَحْمَدُ إِلَى أَنَّهُ يُقْطَعُ

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا موقف ہے کہ ان سب کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔[4]

---

[1] سنن ابوداودکتاب الحدودبَابُ مَا لَا قَطْعَ فِيهِ۴۳۹۰،جامع ترمذی ابواب الحدود بَابُ مَا جَاءَ فِي الرُّخْصَةِ فِي أَكْلِ الثَّمَرَةِ لِلْمَارِّ بِهَا۱۲۸۹،سنن ابن ماجہ کتاب الحدود بَابُ مَنْ سَرَقَ مِنَ الْحِرْزِ۲۵۹۶،السنن الکبری للنسائی ۷۴۰۴،مستدرک حاکم ۸۱۵۱، مسند احمد۶۹۳۶

[2] سنن ابوداودکتاب الحدودبَابُ الْقَطْعِ فِي الْخُلْسَةِ وَالْخِيَانَةِ ۴۳۹۱ ،سنن ابن ماجہ کتاب الحدود بَابُ الْخَائِنِ وَالْمُنْتَهِبِ وَالْمُخْتَلِسِ ۲۵۹۱،صحیح ابن حبان ۴۴۵۷،السنن الکبری للبیہقی۱۷۲۹۰،سنن الدارمی ۲۳۵۶،مسنداحمد۱۵۰۷۰

[3] تحفة الاحوذی۵/۸،نیل الاوطار۱۵۶/۷

[4] نیل الاوطار۱۵۶/۷

قَالَ الْقَاضِي عِيَاضٌ رضي الله عنه صان الله تعالى الْأَمْوَالُ بِإِيجَابِ الْقَطْعِ عَلَى السَّارِقِ وَلَمْ يُجْعَلْ ذلك في غير السرقة كالاختلاس والانتهاب والغصب

امام نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں قاضی عیاض رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہاتھ کاٹنے کی سزا چور پر واجب کی ہے جبکہ اس کے علاوہ اختلاس، انتہاب اور غصب میں نہیں کی۔ (۱)

وَالرَّاجِحُ هُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيَّةِ والحنيفة

شافعیہ اور حنفیہ کا قول راجح ہے۔ (۲)

○ادھار لی ہوئی چیز کا انکار کرنے والے کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ امْرَأَةً مَخْزُومِيَّةً كَانَتْ تَسْتَعِيرُ الْمَتَاعَ فَتَجْحَدُهُ ، فَأَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَا، فَقُطِعَتْ يَدُهَا

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک مخزومی عورت (فاطمہ بنت الاسود) ادھار سامان لے کر اس کا انکار کر دیتی تھی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دے دیا۔ (۳)

أَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ وَزُفَرُ وَالْخَوَارِجُ وَبِهِ قَالَ أَهْلُ الظَّاهِرِ، وَانْتَصَرَ لَهُ ابْنُ حَزْمٍ. وَذَهَبَ الْجُمْهُورُ إِلَى عَدَمِ وُجُوبِ الْقَطْعِ لِمَنْ يجحَدَ الْعَارِيَّةَ، وَاسْتَدَلُّوا عَلَى ذَلِكَ بِأَنَّ الْقُرْآنَ وَالسُّنَّةَ أَوْجَبَا الْقَطْعَ عَلَى السَّارِقِ، وَالْجَاحِدُ لِلْوَدِيعَةِ لَيْسَ بِسَارِقٍ

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ، امام اسحاق، ابن حزم رحمہ اللہ اور اہل ظاہر کہتے ہیں ادھار لی ہوئی چیز کے انکار پر ہاتھ کاٹا جائے گا، جمہور علما کا موقف ہے کہ ہاتھ کاٹنا واجب نہیں کیونکہ قرآن میں سارق کا ہاتھ کاٹنے کا حکم ہے اور یہ لغوی اعتبار سے سارق نہیں۔ (۴)

إذا لم يكن سارقا لغة؛ فهو سارق شرعا، والشرع مقدم على اللغة

صدیق حسن خاں رحمہ اللہ کا موقف ہے اگرچہ لغوی اعتبار سے سارق نہیں لیکن شرعی اعتبار سے تو سارق ہے اور شرع کو لغت پر ترجیح حاصل ہے۔ (۵)

فَإِنَّهُ يَصْدُقُ عَلَى جَاحِدِ الْوَدِيعَةِ بِأَنَّهُ سَارِقٌ كَمَا سَلَفَ، فَالْحَقُّ قَطْعُ جَاحِدِ الْوَدِيعَةِ وَيَكُونُ ذَلِكَ مُخَصِّصًا لِلْأَدِلَّةِ الدَّالَّةِ عَلَى اعْتِبَارِ الْحِرْزِ

امام شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ حدیث امانت کا انکار کرنے والے پر بھی صادق آتی ہے کہ بلاشبہ وہ چور ہے اور برحق بات یہی ہے کہ امانت

---

(۱) شرح نووی علی مسلم ۱۱/۱۸۰

(۲) تحفة الاحوذی ۵/۸

(۳) سنن ابوداودکتاب الحدودبَابٌ فِي الْقَطْعِ فِي الْعَوَرِ إِذَا جُحِدَتْ ۴۳۹۵،السنن الكبرى للنسائى ۷۳۳۳،مسنداحمد ۶۳۸۳

(۴) نيل الاوطار ۷/۱۵۷

(۵) الروضة الندية ۳/۳۰۴

کاانکار کرنے والے کا ہاتھ کاٹا جائے گا اور یہ ان دلائل سے خاص ہو گا جن میں حرز کا اعتبار ہے۔ [1]

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ وغیرہ کا موقف ہی اقرب الی الحدیث معلوم ہوتا ہے اور وہی راجح ہے۔

يَاَيُّهَا الرَّسُوْلُ لَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ مِنَ الَّذِيْنَ

اے رسول! آپ ان لوگوں کے پیچھے نہ کڑھیے جو کفر میں سبقت کر رہے ہیں خواہ وہ ان (منافقوں) میں سے ہوں

قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِاَفْوَاهِهِمْ وَ لَمْ تُؤْمِنْ قُلُوْبُهُمْ ۛ وَ مِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا ۛ

جو زبانی تو ایمان کا دعوا کرتے ہیں لیکن حقیقتاً ان کے دل باایمان نہیں اور یہودیوں میں سے کچھ لوگ ایسے ہیں

سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ سَمّٰعُوْنَ لِقَوْمٍ اٰخَرِيْنَ ۙ لَمْ يَاْتُوْكَ ؕ يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ

جو غلط باتیں سننے کے عادی ہیں اور ان لوگوں کے جاسوس ہیں جو اب تک آپ کے پاس نہیں آئے، وہ کلمات کو اصلی موقعہ

مِنْۢ بَعْدِ مَوَاضِعِهٖ ۚ يَقُوْلُوْنَ اِنْ اُوْتِيْتُمْ هٰذَا فَخُذُوْهُ وَ اِنْ لَّمْ تُؤْتَوْهُ فَاحْذَرُوْا ؕ

کو چھوڑ کر انہیں متغیر کر دیا کرتے ہیں، کہتے ہیں کہ اگر تم یہ حکم دیئے جاؤ تو قبول کر لینا اور اگر یہ حکم نہ دیئے جاؤ تو الگ تھلگ رہنا

وَ مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ فِتْنَتَهٗ فَلَنْ تَمْلِكَ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ؕ

اور جس کا خراب کرنا اللہ کو منظور ہو تو آپ اس کے لیے خدائی ہدایت میں سے کسی چیز کے مختار نہیں، ا

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَمْ يُرِدِ اللّٰهُ اَنْ يُّطَهِّرَ قُلُوْبَهُمْ ؕ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ ۖۚ

للہ تعالیٰ کا ارادہ ان کے دلوں کو پاک کرنے کا نہیں، ان کے لیے دنیا میں بھی بڑی ذلت اور رسوائی

وَّ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۴۱﴾ (المائدۃ ۴۱)

ہے، اور آخرت میں بھی ان کے لیے بڑی سخت سزا ہے۔

کفار و مشرکین، یہود و نصاریٰ اور منافقین محض اپنی جہالت، خود غرضی و تنگ نظری کی بنا پر نظام جاہلیت کی بقا کے لئے جدو جہد کر رہے تھے، دعوت اسلام کا راستہ روکنے اور شکست دینے کے لئے تمام اخلاقی بندشوں سے آزاد ہو کر نہایت بے باکی و جسارت کے ساتھ جھوٹ، دغابازی اور مکر و فریب کے ہتھیاروں سے لیس ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مقابلہ کر رہے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مخلوق پر بے حد شفق تھے اس لئے فطری طور پر ان کی ان حرکات پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو قلق اور افسوس ہوتا تھا، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی و تشفی کے لئے فرمایا کہ اس قسم

[1] نیل الاوطار ۷/۱۵۸

کے لوگوں کی کارستانیوں پر آپ دل شکستہ نہ ہوں اور نہ ہمت ہاریں بلکہ صبر کے ساتھ اپنا کام جاری رکھیں یہ لوگ اس دعوت کا کچھ بھی نہ بگاڑ پائیں گے، چاہئے وہ منافقین ہوں جنہیں سچائی سے زیادہ جھوٹ ہی پسند ہے، یا یہودی ہوں جو آپ کی مجلسوں میں اس لئے آ کر بیٹھتے ہیں تا کہ جو باتیں سنیں ان میں غلط باتوں کی آمیزش کر کے آپ کو اور مسلمانوں کو بدنام کریں، یا اپنے سرداروں کے جاسوس بن کر آتے ہیں ، جن کا کردار یہ ہے کہ اللہ کی مخلوق کو گمراہ کرنے اور حق کو روکنے کے لئے توراۃ کے احکامات میں جان بوجھ کر ردوبدل کرتے ہیں اور الفاظ کے معنی بدل کر من مانے احکامات ان سے نکالتے ہیں، اور جاہل لوگوں سے کہتے ہیں کہ جو حکم ہم بتارہے ہیں اگر محمد ﷺ بھی یہی حکم تمہیں بتائیں تو اسے قبول کرنا ورنہ رد کر دینا، یعنی خواہشات نفس کی پیروی اور فتنہ کے سوا ان کا کوئی مقصد نہیں ہوتا، اے نبی اکرم ﷺ! ان لوگوں کے برے میلانات کے سبب اللہ تعالیٰ نے ان کو فتنہ میں ڈالنے کا ارادہ کرلیا ہے، اور انہیں اللہ کی گرفت سے بچانے کے لئے آپ کچھ بھی نہیں کرسکتے، جیسے فرمایا

اِنَّكَ لَا تَهۡدِىۡ مَنۡ اَحۡبَبۡتَ وَلٰـكِنَّ اللّٰهَ يَهۡدِىۡ مَنۡ يَّشَآءُ‌ ۚ وَهُوَ اَعۡلَمُ بِالۡمُهۡتَدِيۡنَ ۝۵۶ [1]

ترجمہ: اے نبی ﷺ! تم جسے چاہو اسے ہدایت نہیں دے سکتے مگر اللہ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور وہ ان لوگوں کو خوب جانتا ہے جو ہدایت قبول کرنے والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے انہیں نجاستوں، برائیوں اور ظلمتوں سے نکال کر سیدھی راہ پر ڈالنا چاہا مگر جب یہ خود ہی ظلمتوں سے نکل کر روشنی میں نہ آنا چاہ تو دنیا میں یہ ذلیل ورسوا ہوں گے اور آخرت میں جہنم کی دردناک سزا ہے۔

سَمّٰعُوۡنَ لِلۡكَذِبِ اَكّٰلُوۡنَ لِلسُّحۡتِ‌ ؕ فَاِنۡ جَآءُوۡكَ فَاحۡكُمۡ بَيۡنَهُمۡ

یہ کان لگا کر جھوٹ کے سننے والے اور جی بھر بھر کر حرام کے کھانے والے ہیں، اگر یہ تمہارے پاس آئیں تو تمہیں اختیار ہے

اَوۡ اَعۡرِضۡ عَنۡهُمۡ‌ ۚ وَاِنۡ تُعۡرِضۡ عَنۡهُمۡ فَلَنۡ يَّضُرُّوۡكَ شَيۡـئًا‌ ؕ

خواہ ان کے آپس کا فیصلہ کرو خواہ ان کو ٹال دو، اگر تم ان سے منہ بھی پھیرو گے تو بھی یہ تم کو ہرگز کوئی ضرر نہیں پہنچا سکتے،

وَاِنۡ حَكَمۡتَ فَاحۡكُمۡ بَيۡنَهُمۡ بِالۡقِسۡطِ‌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الۡمُقۡسِطِيۡنَ ۝۴۲

اور اگر تم فیصلہ کرو تو ان میں عدل و انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو، یقیناً عدل والوں کے ساتھ اللہ محبت رکھتا ہے،

وَكَيۡفَ يُحَكِّمُوۡنَكَ وَعِنۡدَهُمُ التَّوۡرٰىةُ فِيۡهَا حُكۡمُ اللّٰهِ

(تعجب کی بات ہے کہ) وہ کیسے اپنے پاس تورات ہوتے ہوئے جس میں احکام الٰہی ہیں تم کو منصف بناتے ہیں

---

[1] القصص ۵۶

ثُمَّ يَتَوَلَّوْنَ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ۭ وَمَآ اُولٰۗىِٕكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ؀ؔ (المائدۃ ۵:۴۳)

پھر اس کے بعد بھی پھر جاتے ہیں، دراصل یہ ایمان ویقین والے ہیں ہی نہیں۔

یہود ونصاریٰ کے مفتی اور قاضی جو تھوڑے سے دینوی فائدے اور نفس کی خواہشات کے مطابق جھوٹی شہادتیں اور جھوٹی روداد یں سن کر انصاف کے خلاف فیصلے صادر کرتے تھے، ان کے بارے میں فرمایا کہ یہ سچی شہادتیں سن کر بے لاگ انصاف کرنے والے نہیں بلکہ جھوٹی شہادتیں سن کر اور مال حرام کھا کر انصاف کا جنازہ اٹھانے والے ہیں، کیونکہ یہودی ابھی تک اسلامی ریاست کی باقاعدہ رعایا نہیں بنے تھے، اسلامی ریاست سے ان کے تعلقات ابھی تک معاہدات پر مبنی تھے، اندرونی معاملات میں آزادی حاصل ہونے کی وجہ سے وہ اپنے مقدمات کے فیصلے تورات کے قوانین کے مطابق اپنے قاضیوں سے کراتے تھے، جو جھوٹی شہادتیں لے کر اور جھوٹی روداد یں سن کر ان لوگوں کے حق میں انصاف کے خلاف فیصلے کرتے تھے جن سے انہیں رشوت پہنچ جاتی تھی یا جن کے ساتھ ان کے ناجائز مفاد وابستہ ہوتے تھے، لیکن یہ لوگ جن معاملات میں خود اپنے مذہبی قانون کے مطابق فیصلہ نہ کرنا چاہتے تھے ان کا فیصلہ کرانے کے لئے نبی اکرم ﷺ کے پاس اس امید پر آجاتے تھے کہ شاید آپ کی شریعت میں ان کے لئے کوئی دوسرا حکم ہو اور وہ اپنے مذہبی قانون کی پیروی سے بچ جائیں، اس کی شان نزول میں دو واقعات بیان کیے جاتے ہیں جن میں ایک خیبر کے معزز یہودی خاندانوں میں سے دو شادی شدہ یہودی زانیوں (مرد وعورت) کا معاملہ تھا، تورات کی رو سے ان کی سزا رجم (سنگسار) تھی اور اب بھی موجود ہے لیکن وہ چونکہ اس سزا سے بچنا چاہتے تھے اس لئے آپس میں فیصلہ کیا کہ محمد ﷺ کے پاس چلتے ہیں اگر انہوں نے ہمارے ایجاد کردہ طریقے کے مطابق کوڑے مارنے اور منہ کالا کرنے کی سزا کا فیصلہ کیا تو مان لیں گے اور اگر رجم کا فیصلہ دیا تو نہیں مانیں گے، چنانچہ یہ مقدمہ آپ ﷺ کی عدالت میں پیش کیا گیا تمام روائیداد سن کر آپ ﷺ نے رجم کا حکم فرمادیا لیکن یہودی نے اس حکم کو ماننے سے انکار کر دیا،

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَنَّهُ قَالَ: إِنَّ اليَهُودَ جَاءُوا إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَذَكَرُوا لَهُ أَنَّ رَجُلًا مِنْهُمْ وَامْرَأَةً زَنَيَا، فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَا تَجِدُونَ فِي التَّوْرَاةِ فِي شَأْنِ الرَّجْمِ؟فَقَالُوا: نَفْضَحُهُمْ وَيُجْلَدُونَ، قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ سَلَامٍ: كَذَبْتُمْ إِنَّ فِيهَا الرَّجْمَ، فَأَتَوْا بِالتَّوْرَاةِ فَنَشَرُوهَافَوَضَعَ أَحَدُهُمْ يَدَهُ عَلَى آيَةِ الرَّجْمِ، فَقَرَأَ مَا قَبْلَهَا وَمَا بَعْدَهَا، فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ سَلَامٍ: ارْفَعْ يَدَكَ فَرَفَعَ يَدَهُ فَإِذَا فِيهَا آيَةُ الرَّجْمِ، قَالُوا: صَدَقَ يَا مُحَمَّدُ فِيهَا آيَةُ الرَّجْمِ، فَأَمَرَ بِهِمَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُجِمَافَرَأَيْتُ الرَّجُلَ يَحْنِي عَلَى المَرْأَةِ، يَقِيهَا الحِجَارَةَ

چنانچہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں یہودی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا ان میں سے ایک مرد اور ایک عورت نے زنا کاری کی ہے، رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا کہ تورات میں رجم کے متعلق کیا حکم ہے؟ انہوں نے کہا ہم انہیں رسوا کرتے ہیں اور کوڑے لگاتے ہیں، عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ (جو پہلے یہودی عالم تھے) نے کہا تم جھوٹ بولتے ہو تورات میں سنگسار کا حکم موجود ہے جاؤ تورات لے آؤ، چنانچہ وہ تورات لائے اور کھولا لیکن ان میں سے ایک شخص نے اپنا ہاتھ آیت رجم پر رکھ دیا اور اس سے پہلے اور بعد کا حصہ پڑھ دیا (یہود کا اس طرح تحریف کرنا عام معمول بن گیا تھا) عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ ان کی چالاکی سمجھ گئے انہوں نے کہا ہاتھ

اٹھاؤ جب انہوں نے کتاب کی جگہ سے ہاتھ اٹھایا تو وہاں آیت رجم تھی، بالآخر انہیں اعتراف کرنا پڑا کہ محمد ﷺ سچ کہتے ہیں، تورات میں آیت رجم موجود ہے، چنانچہ دونوں زانیوں کو سنگسار کر دیا گیا، عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے دیکھا کہ وہ زانی اس عورت کو پتھروں سے بچانے کے لئے اس کے آڑے آجاتا تھا۔[1]

فَرَأَيْتُهُ يُجَانِئُ عَلَيْهَا الحِجَارَةَ

ان دونوں کے رجم کرنے والوں میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے، فرماتے ہیں میں نے دیکھا کہ مرد عورت کو پتھر سے بچانے کے لیے اس پر جھک رہا تھا۔[2]

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: أَتَى نَفَرٌ مِنْ يَهُودٍ فَدَعَوْا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْقُفِّ، فَأَتَاهُمْ فِي بَيْتِ الْمِدْرَاسِ، فَقَالُوا: يَا أَبَا الْقَاسِمِ: إِنَّ رَجُلًا مِنَّا زَنَى بِامْرَأَةٍ، فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ، فَوَضَعُوا لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وِسَادَةً فَجَلَسَ عَلَيْهَا ثُمَّ قَالَ:بِالتَّوْرَاةِ، فَأُتِيَ بِهَا فَنَزَعَ الْوِسَادَةَ مِنْ تَحْتِهِ، فَوَضَعَ التَّوْرَاةَ عَلَيْهَا ثُمَّ قَالَ:آمَنْتُ بِكِ وَبِمَنْ أَنْزَلَكِ، ثُمَّ قَالَ:ائْتُونِي بِأَعْلَمِكُمْ، فَأُتِيَ بِفَتًى شَابٍّ، ثُمَّ ذَكَرَ قِصَّةَ الرَّجْمِ

اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے یہودیوں کا ایک گروہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور انہوں نے آپ ﷺ کو مدینہ منورہ کی وادی قف میں آنے کی دعوت دی، تو آپ ﷺ ان کے بیت المدارس میں تشریف لے گئے، انہوں نے عرض کی اے ابوالقاسم! ہم میں سے ایک مرد نے ایک عورت کے ساتھ زنا کیا ہے لہذا آپ فیصلہ فرمائیں، انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے لیے ایک تکیہ بھی رکھا تھا جس پر آپ جلوہ افروز تھے، آپ ﷺ نے فرمایا میرے پاس تورات لاؤ، تورات کو لایا گیا تو آپ ﷺ نے تکیہ نکال کر اس کے اوپر تورات کو رکھ دیا آپ ﷺ نے تورات سے مخاطب ہو کر کہا میں تجھ پر ایمان لاتا ہوں اور اس ذات گرامی پر بھی جس نے تجھے نازل فرمایا ہے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا تم اپنے میں سے سب سے بڑے عالم کو لاؤ، چنانچہ ایک نوجوان (عبداللہ بن صوریا) کو بلایا گیا باقی قصہ رجم کا بیان کیا گیا ہے۔[3]

فرمایا کہ اگر یہ آپ کے پاس اپنے مقدمات لے کر آئیں تو آپ کو اختیار ہے کہ چاہیں تو ان کے مقدمے کا فیصلہ کر دیں اور نہ چاہیں تو نہ کریں، اگر آپ انکار کر دیں گے تو یہ آپ کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے لیکن اگر فیصلہ کرنا چاہیں تو پھر خواہ لوگ ظالم اور دشمن ہی کیوں نہ ہوں ان کی کتاب تورات کے مطابق انصاف کے تمام تقاضوں کو مدنظر رکھ کر فیصلہ کریں، اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو پسند کرتا ہے جو ہر طرح کے دینوی

---

[1] صحیح بخاری کتاب الحدودبَابُ أَحْكَامِ أَهْلِ الذِّمَّةِ وَإِحْصَانِهِمْ، إِذَا زَنَوْا وَرُفِعُوا إِلَى الإِمَامِ۶۸۴۱ ،صحیح مسلم کتاب الحدودبَابُ رَجْمِ الْيَهُودِ أَهْلِ الذِّمَّةِ فِي الزِّنَى۴۴۳۷،سنن ابوداودکتاب الحدود بَابٌ فِي رَجْمِ الْيَهُودِيَّيْنِ۴۴۴۶،السنن الکبری للنسائی۷۲۹۴،صحیح ابن حبان۴۴۳۴،السنن الصغیر للبیہقی۲۵۵۱،شرح السنة للبغوی۲۵۸۳

[2] صحیح بخاری کتاب التوحیدوالردعلی الجھمیةبَابُ مَا يَجُوزُ مِنْ تَفْسِيرِ التَّوْرَاةِ وَغَيْرِهَا مِنْ كُتُبِ اللهِ، بِالعَرَبِيَّةِ وَغَيْرِهَا ۷۵۴۳

[3] سنن ابوداودکِتَاب الْحُدُودِ بَابٌ فِي رَجْمِ الْيَهُودِيَّيْنِ۴۴۴۹

مفاد اور دباؤ کو خاطر میں نہ لا کر انصاف کرتے ہیں، اور یہود جنہوں نے عرب میں اپنی دینداری اور اپنے علم کا سکہ جما رکھا ہے آپ کو کیسے منصف بناتے ہیں جبکہ ان کے پاس اللہ کی کتاب تورات موجود ہے جس میں اللہ تعالیٰ کا قانون رجم واضح طور پر درج ہے اگر وہ مومن ہوتے اور ایمان کے تقاضوں اور اس کے موجبات پر عمل کرتے تو اللہ کے اس حکم سے اعراض نہ کرتے مگر یہ سزا رجم سے بچنے کے لئے اس سے اعراض کر رہے ہیں، اصل بات یہ ہے کہ یہ اپنی فطری خباثت، بد باطنی اور سرکشی میں کسی چیز پر بھی صداقت کے ساتھ ایمان نہیں رکھتے، ان کا ایمان ویقین اپنے نفس اور اس کی خواہشات پر ہے، جس کتاب (تورات) کو یہ اللہ کی طرف سے منزل مانتے ہیں، جس کی تابعداری اور حقانیت کے خود قائل ہیں اس سے اس لئے منہ موڑ رہے ہیں کہ اس کا حکم ان کے نفس کو ناگوار ہے اور جسے معاذ اللہ جھوٹا مدعی نبوت قرار دیتے ہیں اس کے پاس صرف اس امید پر جاتے ہیں کہ شاید وہاں کوئی ایسا فیصلہ ہو جائے جو ان کی خواہشات کے مطابق ہو یعنی انہوں نے اپنی خواہشات نفس کو اپنا معبود بنا لیا ہے اور احکام ایمان کو اپنی خواہشات کے تابع کر رکھا ہے، جن لوگوں کے یہ اعمال ہیں وہ مومن نہیں ہیں۔

اِنَّآ اَنۡزَلۡنَا التَّوۡرٰىةَ فِيۡهَا هُدًى وَّ نُوۡرٌ‌ۚ يَحۡكُمُ بِهَا

ہم نے تورات نازل فرمائی ہے جس میں ہدایت و نور ہے، یہودیوں میں اسی تورات کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے ماننے والے

النَّبِيُّوۡنَ الَّذِيۡنَ اَسۡلَمُوۡا لِلَّذِيۡنَ هَادُوۡا وَ الرَّبّٰنِيُّوۡنَ وَ الۡاَحۡبَارُ بِمَا اسۡتُحۡفِظُوۡا

(انبیاء علیہ السلام) اور اہل اللہ اور علماء فیصلے کرتے تھے کیونکہ انہیں اللہ کی اس کتاب کی حفاظت کا

مِنۡ كِتٰبِ اللّٰهِ وَ كَانُوۡا عَلَيۡهِ شُهَدَآءَ‌ۚ فَلَا تَخۡشَوُا النَّاسَ وَ اخۡشَوۡنِ وَ لَا تَشۡتَرُوۡا بِاٰيٰتِىۡ

حکم دیا گیا تھا اور وہ اس پر اقراری گواہ تھے، اب تمہیں چاہیے کہ لوگوں سے نہ ڈرو اور صرف میرا ڈر رکھو، میری آیتوں کو

ثَمَنًا قَلِيۡلًا‌ؕ وَ مَنۡ لَّمۡ يَحۡكُمۡ بِمَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰۤـئِكَ هُمُ الۡكٰفِرُوۡنَ ﴿۴۴﴾

تھوڑے تھوڑے سے مول پر نہ بیچو، اور جو لوگ اللہ کی اتاری ہوئی وحی کے ساتھ فیصلے نہ کریں وہ (پورے اور پختہ) کافر ہیں،

وَ كَتَبۡنَا عَلَيۡهِمۡ فِيۡهَاۤ اَنَّ النَّفۡسَ بِالنَّفۡسِ ۙ وَ الۡعَيۡنَ بِالۡعَيۡنِ

اور ہم نے یہودیوں کے ذمہ تورات میں یہ بات مقرر کر دی تھی کہ جان کے بدلے جان اور آنکھ کے بدلے آنکھ

وَ الۡاَنۡفَ بِالۡاَنۡفِ وَ الۡاُذُنَ بِالۡاُذُنِ وَ السِّنَّ بِالسِّنِّ ۙ وَ الۡجُرُوۡحَ قِصَاصٌ‌ؕ

اور ناک بدلے ناک اور کان کے بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت اور خاص زخموں کا بھی بدلہ ہے،

فَمَنۡ تَصَدَّقَ بِهٖ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهٗ ؕ وَ مَنۡ لَّمۡ يَحۡكُمۡ بِمَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ

پھر جو شخص اس کو معاف کر دے تو وہ اس کے لیے کفارہ ہے،اور جو لوگ اللہ کے نازل کئے ہوئے کے مطابق نہ کریں،

فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوۡنَ ﴿۴۵﴾ (المائدۃ۵: ۴۵)

وہی لوگ ظالم ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام پر تورات نازل فرمائی جو حق وایمان کی طرف رہنمائی کرتی اور ظلم وجہالت، شبہات وشہوات کی تاریکیوں سے نکالتی ہے، جس میں صراط مستقیم پر چلنے اور آخرت میں کامیابی کے لئے واضح ہدایات تھیں، جیسے فرمایا

وَلَقَدۡ اٰتَيۡنَا مُوۡسٰى وَهٰرُوۡنَ الۡفُرۡقَانَ وَضِيَآءً وَّذِكۡرًا لِّلۡمُتَّقِيۡنَ ﴿۴۸﴾ (۱)

ترجمہ: اور ہم نے موسیٰ اور ہارون کو حق وباطل میں فرق کرنے والی، روشنی عطا کرنے والی اور اہل تقویٰ کو نصیحت کرنے والی کتاب عطا کی۔

موسیٰ علیہ السلام کے بعد مبعوث ہونے والے تمام انبیاء ورسل اور ان سے پہلے مبعوث ہونے والے انبیاء ورسل کی طرح جو اپنی اپنی قوم میں مبعوث ہوئے اسلام ہی کے پیروکار تھے، سب کی بنیادی دعوت ایک ہی تھی یعنی توحید کہ اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک مت کرو، جیسے فرمایا

وَمَاۤ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ قَبۡلِكَ مِنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا نُوۡحِىۡۤ اِلَيۡهِ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاعۡبُدُوۡنِ ﴿۲۵﴾ (۲)

ترجمہ: ہم نے آپ سے پہلے جتنے رسول بھیجے سب کو یہی وحی کی کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں پس تم سب میری ہی عبادت کرو۔

موسیٰ علیہ السلام کے بعد ان انبیاء کو توراۃ کے احکامات وتعزیرات کے نفاذ کا ذمہ دار بنایا گیا تھا اس لئے وہ تورات کے احکامات کے مطابق ان یہودی کے جھگڑوں کا فیصلے کرتے تھے، اور اس کے گواہ تھے، ان کے بعد ان کے باعمل علماء اور فقہا کتاب الٰہی میں تبدیلی وتحریف سے بچے رہے اور انبیا کی روش پر چلتے ہوئے تورات کے مطابق فیصلے کرتے تھے، مگر ان کے بعد تم لوگوں نے کتاب میں اپنی خواہشات نفسی کے مطابق تحریفات کیں اور دینوی مفادات کے لئے غلط فیصلے کرنے لگے، تعزیرات کو صرف کمزوروں پر نافذ کرنے لگے، چنانچہ اے گروہ یہود! تم لوگوں سے ڈرنے کے بجائے اپنے خالق اور مالک یوم الدین سے قدم قدم اور لحہ لحہ خوف کھاؤ، جس کے قبضہ قدرت میں ہر چیز ہے اور اپنی خواہشات نفسی اور دنیا کی متاع قلیل کی خاطر اللہ کی کتاب میں تحریفات مت کرو، ان کے معنوں کو مت بدلو، حق کو چھپا کر باطل کا اظہار نہ کرو اور بے خوف وخطر اسی کے قانون تعزیرات کے مطابق مقدمات کے فیصلے کرو، یاد رکھو جو لوگ اپنی فاسد اغراض کی خاطر جان بوجھ کر اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلے نہ کریں بلکہ اس کے برعکس اللہ کے قانون کو بالائے طاق رکھ کر اپنے خودساختہ قانون بنائیں اور انہیں نافذ کریں وہی کافر ہیں،

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: أَنْزَلَهَا اللهُ فِي الطَّائِفَتَيْنِ مِنَ الْيَهُودِ كَانَتْ إِحْدَاهُمَا قَدْ قَهَرَتِ الْأُخْرَى فِي الْجَاهِلِيَّةِ، حَتَّى ارْتَضَوْا

(۱) الانبیاء۴۸

(۲) الانبیاء۲۵

أَوِ اصْطَلَحُوا عَلَى أَنَّ كُلَّ قَتِيلٍ قَتَلَتْهُ الْعَزِيزَةُ مِنَ الذَّلِيلَةِ فديته خمسون وَسَقا، وَكُلُّ قَتِيلٍ قَتَلَتْهُ الذَّلِيلَةُ مِنَ الْعَزِيزَةِ فَدِيَتُهُ مِائَةُ وَسْقٍ،فَكَانُوا عَلَى ذَلِكَ حَتَّى قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ، فَذَلَّتِ الطَّائِفَتَانِ كِلْتَاهُمَا، لِمَقْدِمِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَيَوْمَئِذٍ لَمْ يَظْهَرْ، وَلَمْ يُوطِّئْهُمَا عَلَيْهِ، وَهُوَ فِي الصُّلْحِ، فَقَتَلَتِ الذَّلِيلَةُ مِنَ الْعَزِيزَةِ قَتِيلًا فَأَرْسَلَتِ الْعَزِيزَةُ إِلَى الذَّلِيلَةِ: أَنِ ابْعَثُوا لَنَا بِمِائَةِ وَسْقٍ ، فَقَالَتِ الذَّلِيلَةُ: وَهَلْ كَانَ هَذَا فِي حَيَّيْنِ قَطُّ دِينُهُمَا وَاحِدٌ، وَنَسَبُهُمَا وَاحِدٌ، وَبَلَدُهُمَا وَاحِدٌ: دِيَةُ بَعْضِهِمْ نِصْفُ دِيَةِ بَعْضٍ، إِنَّمَا أَعْطَيْنَاكُمْ هَذَا ضَيْمًا مِنْكُمْ لَنَا، وَفَرَقًا مِنْكُمْ، فَأَمَّا إِذْ قَدِمَ مُحَمَّدٌ فَلَا نُعْطِيكُمْ ذَلِكَ

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں یہودیوں کے دو گروہ تھے، ایک غالب تھا اور دوسرا مغلوب، دور جاہلیت میں ان لوگوں کی آپس میں اس بات پر صلح ہوئی تھی کہ غالب، معزز و محترم گروہ (قبیلہ بنو نضیر) کا کوئی شخص اگر مغلوب گروہ (قبیلہ بنو قریظہ) کے کسی شخص کو قتل کر ڈالے گا تو پچاس وسق دیت دے گا اور مغلوب گروہ میں سے کوئی عزیز کو قتل کر ڈالے تو سو وسق دیت دے گا، ان میں دیت کا یہی رواج چلا آ رہا تھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ تشریف لانے کے بعد ایک واقعہ رونما ہوا کہ بنو قریظہ کے کسی شخص نے بنو نضیر کے کسی آدمی کو قتل کر دیا، بنو نضیر نے رواج کے مطابق بنو قریظہ سے سو وسق دیت چاہی، بنو قریظہ نے جواب دیا کہ یہ صریح ناانصافی ہے ہم دونوں ایک ہی قبیلے کے ایک ہی دین کے ایک ہی نسب کے اور ایک ہی شہر کے ہیں پھر ہماری دیت کم اور تمہاری دیت کیوں زیادہ ہے؟ چونکہ اب تک ہم تم سے دبے ہوئے تھے اور اس ناانصافی کو بادل ناخواستہ برداشت کرتے رہے ہیں لیکن اب جبکہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یہاں مدینہ منورہ میں آ گئے ہیں ہم تمہیں اتنی ہی دیت دیں گے جتنی تم ہمیں دو گے،

فَكَادَتِ الْحَرْبُ تَهِيجُ بَيْنَهُمَا ثُمَّ ارْتَضَوْا عَلَى أَنْ يَجْعَلُوارَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُمْ، ثُمَّ ذَكَرَتِ الْعَزِيزَةُ فَقَالَتْ: وَاللهِ مَا مُحَمَّدٌ بِمُعْطِيكُمْ مِنْهُمْ ضِعْفَ مَا يُعْطِيهِمْ مِنْكُمْ وَلَقَدْ صَدَقُوا، مَا أَعْطَوْنَا هَذَا إِلَّا ضَيْمًا مِنَّا وَقَهْرًا لَهُمْ، فَدَسُّوا إِلَى مُحَمَّدٍ: مَنْ يَخْبُرُ لَكُمْ رَأْيَهُ، إِنْ أَعْطَاكُمْ مَا تُرِيدُونَ حكمتموه وَإِنْ لَمْ يُعْطِكُمْ حَذِرْتم فَلَمْ تُحَكِّمُوهُ، فَدَسُّوا إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاسًا مِنَ الْمُنَافِقِينَ لِيَخْبُروا لَهُمْ رَأْيَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا جَاءُوا رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَ اللهُ رَسُولَهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَمْرِهِمْ كُلِّهِ، وَمَا أَرَادُوا، فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى :يَاأَيُّهَا الرَّسُولُ لَا يَحْزُنْكَ الَّذِينَ يُسَارِعُونَ فِي الْكُفْرِ

اس جواب پر دونوں طرف سے آستینیں چڑھ گئیں، پھر آپس میں یہ بات طے ہو گئی کہ اس جھگڑے کا فیصلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کریں گے، لیکن اونچی قوم کے لوگوں (بنو نضیر) نے آپس میں مشورہ کیا تو ان کے سمجھداروں نے کہا دیکھو اس بات سے ہاتھ دھو رکھو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی ناانصافی پر مبنی حکم کریں گے یہ تو صریح زیادتی ہے کہ ہم تو آدھی دیت دیں اور پوری دیت لیں اور فی الواقع ان لوگوں نے دب کر اس کو منظور کیا تھا تم نے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم اور ثالث مقرر کیا ہے تو یقیناً تمہارا یہ حق مارا جائے گا، کسی نے رائے دی کہ یوں کرو کہ کسی کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چپکے سے بھیج دو اور وہ معلوم کرے کہ آپ کیا فیصلہ فرمائیں گے؟ اگر ہماری حمایت میں ہوا تب تو بہت اچھا ہے

اور تم چل کر ان سے اپنا حق حاصل کر کے آؤ اور اگر فیصلہ ہمارے خلاف ہوا تو پھر ہم الگ تھلگ ہی اچھے ہیں، چنانچہ مدینہ کے چند منافقوں کو انہوں نے جاسوس بنا کر آپ ﷺ کے پاس بھیجا لیکن اس سے پہلے کہ وہ یہاں پہنچیں اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرما کر رسول اللہ ﷺ کو ان دونوں گروہوں کے بد ارادوں سے مطلع فرما دیا اور سورۂ نازل فرمائی '' اے پیغمبر! تمہارے لیے باعث رنج نہ ہوں وہ لوگ جو کفر کی راہ میں بڑی تیز گامی دکھا رہے ہیں۔ ''(۱)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: {وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ} (۲) إِلَى قَوْلِهِ: {الْفَاسِقُونَ} (۳) هَؤُلَاءِ الْآيَاتِ الثَّلَاثِ نَزَلَتْ فِي الْيَهُودِ خَاصَّةً فِي قُرَيْظَةَ وَالنَّضِيرِ

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں سورہ المائدۃ کی تینوں آیات وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ ۔۔۔ الْفَاسِقُونَ یہودیوں کے قبائل بالخصوص قریظہ اور بنو نضیر کے متعلق نازل ہوئی تھیں۔ (۴)

وَقَدْ يَكُونُ اجْتَمَعَ هَذَانِ السَّبَبَانِ فِي وَقْتٍ وَاحِدٍ، فَنَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَاتُ فِي ذَلِكَ كُلِّهِ

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں بہت ممکن ہے کہ ادھر یہ واقعہ ہوا اور ادھر زنا کا قصہ واقع ہوا ہو دونوں سبب ایک ہی وقت میں جمع ہو گئے ہوں اور ان سب کے لئے ان آیات کا نزول ہوا ہو۔ (۵)

اللہ تعالیٰ نے تورات میں قصاص (یعنی فاعل کے ساتھ وہی کچھ کیا جائے جو اس نے کیا تھا) کا یہ حکم لکھ دیا تھا کہ جان کے بدلے جان، آنکھ کے بدلے آنکھ، ناک کے بدلے ناک، کان کے بدلے کان، دانت کے بدلے دانت اور اسی طرح تمام زخموں کے لئے برابر کا بدلہ ہوگا، البتہ جو شخص جان و عضاء اور زخموں کے قصاص میں صدقہ کی نیت سے قصاص معاف کر دے تو یہ نیکی اس کے بہت سے گناہوں کا کفارہ ہو جائے گی،

أَنَّ عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَا مِنْ رَجُلٍ يُجْرَحُ مِنْ جسده جراحة، فيتصدق بِهَا، إِلَّا كَفَّرَ اللهُ عَنْهُ مِثْلَ مَا تَصَدَّقَ بِهِ

عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ نے فرمایا جس کے جسم میں کوئی زخم لگایا گیا اور اس نے معاف کر دیا تو جس درجہ کی یہ معافی ہو گی اسی کے بقدر اس کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ (۶)

فَقَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصَابُ بِشَيْءٍ فِي جَسَدِهِ، فَيَتَصَدَّقُ

---

(۱) مسند احمد ۲۲۱۲

(۲) المائدۃ: 44،

(۳) المائدۃ: 47

(۴) سنن ابوداود کتاب القضاء بَابٌ فِي الْقَاضِي يُخْطِئُ ۳۵۷۶

(۵) تفسیر ابن کثیر ۱۱۹/۳

(۶)

بِهِ، إِلَّا رَفَعَهُ اللهُ بِهِ دَرَجَةً أَوْ حَطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيئَةً

ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ جس مسلمان کے جسم میں کوئی ایذا پہنچائی جائے اور وہ اس پر صبر کرے اور بدلہ نہ لے تو اللہ تعالیٰ اس کے درجات بڑھاتا ہے اور اس کی خطائیں معاف فرماتا ہے۔ (1)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: {فَمَنۡ تَصَدَّقَ بِهٖ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهٗ} قَالَ: كَفَّارَةٌ لِلْجَارِحِ، وَأَجْرُ الْمَجْرُوحِ عَلَى اللَّهِ، عَزَّ وَجَلَّ.

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا آیت کریمہ " پھر جو قصاص کا صدقہ کر دے تو وہ اس کے لیے کفّارہ ہے۔" کے بارے میں قول ہے جو شخص قصاص سے درگزر کرے اور بطور صدقے کے اپنے بدلے کو معاف کر دے تو زخمی کرنے والے کا کفارہ ہو گیا اور جو زخمی ہوا اسے ثواب ہو گا جو اللہ عزوجل کے ذمہ ہے۔ (2)

اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ قانون سے رہنمائی حاصل کرتے ہوئے لوگوں کے تنازعات میں منصفانہ وعادلانہ فیصلے نہیں کرتے وہی فاسق، کافر اور ظالم متصور ہوں گے۔

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ , عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ , قَوْلُهُ: {وَمَنۡ لَّمۡ يَحۡكُمۡ بِمَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓـئِكَ هُمُ الۡكٰفِرُوۡنَ} قَالَ: مَنْ جَحَدَ مَا أَنْزَلَ اللهُ فَقَدْ كَفَرَ وَمَنْ أَقَرَّ بِهِ وَلَمْ يَحْكُمْ فَهُوَ ظَالِمٌ فَاسِقٌ

علی بن ابوطلحہ نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت کریمہ " اور جو لوگ اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہی ظالم ہیں۔" کے بارے میں روایت کیا ہے جو شخص اللہ تعالیٰ کے نازل فرمائے ہوئے احکام کا انکار کرے تو اسی نے کفر کیا اور جو ان کا اقرار تو کرے مگر ان کے مطابق فیصلے نہ کرے تو وہ ظالم اور فاسق ہے۔ (3)

وَ قَفَّيۡنَا عَلٰٓى اٰثَارِهِمۡ بِعِيۡسَى ابۡنِ مَرۡيَمَ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيۡنَ يَدَيۡهِ مِنَ التَّوۡرٰىةِ‌

اور ہم نے ان کے پیچھے عیسیٰ بن مریم کو بھیجا جو اپنے سے پہلے کی کتاب یعنی تورات کی تصدیق کرنے والے تھے ا

وَاٰتَيۡنٰهُ الۡاِنۡجِيۡلَ فِيۡهِ هُدًى وَّنُوۡرٌ ۙ وَّمُصَدِّقًا لِّمَا بَيۡنَ يَدَيۡهِ مِنَ التَّوۡرٰىةِ وَهُدًى

ور ہم نے انہیں انجیل عطاء فرمائی جس میں نور اور ہدایت تھی اور اپنے سے پہلی کتاب تورات کی تصدیق کرتی تھی

وَّمَوۡعِظَةً لِّلۡمُتَّقِيۡنَ ؕ‏ ﴿۴۶﴾ وَلۡيَحۡكُمۡ اَهۡلُ الۡاِنۡجِيۡلِ بِمَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ فِيۡهِ‌ ؕ

اور وہ سراسر ہدایت ونصیحت تھی پارسا لوگوں کے لیے، اور انجیل والوں کو بھی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ انجیل میں نازل

(1)

(2) تفسیر طبری ۱۰٫۳۶۸

(3) تفسیر طبری ۱۰٫۳۵۷

وَ مَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝۴۷ (المائدۃ ۴۷)

فرمایا ہے اسی کے مطابق حکم کریں اور جو اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ سے ہی حکم نہ کریں وہ (بدکار) فاسق ہیں۔

موسیٰ علیہ السلام اور ان کے بعد میں مبعوث ہونے والے پیغمبروں کے بعد بنی اسرائیل کا آخری پیغمبر روح اللہ، عیسیٰ ابن مریم کو مبعوث کیا گیا، وہ اپنے سے پہلے نازل شدہ کتاب تورات کی اصل تعلیمات میں سے جو احکامات وقانون تعزیرات ان کے زمانے میں محفوظ تھے ان تمام کی حق وصداقت کے ساتھ گواہی دینے والے، ان کی دعوت کی تائید کرنے اور ان کی شریعت کے مطابق فیصلے کرنے والے اور اکثر امور شرعیہ میں موسیٰ علیہ السلام کی موافقت کرتے تھے، وہ ان پر بعض چیزوں کو جو ان پر حرام تھیں حلال کرنے والے تھے، جیسے فرمایا

۔۔۔وَلِاُحِلَّ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِيْ حُرِّمَ عَلَيْكُمْ۔۔۔ ۝۵۰ [1]

ترجمہ: اور تاکہ بعض چیزیں جو تم پر حرام تھیں ان کا حلال ٹھیراؤں۔

جو اس بات کی دلیل تھی کہ عیسیٰ علیہ السلام بھی اللہ کے سچے رسول ہیں اور اسی اللہ وحدہ لاشریک کے فرستادہ ہیں جس نے تورات موسیٰ علیہ السلام پر نازل فرمائی تھی تو اس کے باوجود بھی یہودیوں نے عیسیٰ علیہ السلام کی تکذیب کی بلکہ ان کی تکفیر اور تنقیص واہانت کی، اللہ تعالیٰ نے ان پر انجیل نازل فرمائی جو تورات کی تکمیل کرتی ہے، جو لوگوں کو صراط مستقیم کی طرف رہنمائی اور باطل سے حق کو واضح کرتی ہے، اللہ کی یہ کتاب بھی پہلی الہامی کتابوں کی تصدیق کرنے والی تھی اور متقین کے لئے سراسر ہدایت اور نصیحت تھی، دوسرے معنوں میں یوں بیان کیا جاسکتا ہے کہ جس طرح تورات اپنے وقت میں لوگوں کے لئے ہدایت کا ذریعہ تھی اسی طرح انجیل کے نزول کے بعد اب یہی حیثیت انجیل کو حاصل ہوگئی اور پھر قرآن کریم کے نزول کے بعد تورات وانجیل اور دیگر صحائف آسمانی پر عمل منسوخ ہو گیا اور رہدایت ونجات کا واحد ذریعہ قرآن کریم رہ گیا اور اسی پر اللہ تعالیٰ نے آسمانی کتابوں کا سلسلہ ختم فرمادیا، یعنی اللہ کی طرف سے جتنے انبیاء دنیا کے کسی گوشے میں بھی آئے ہیں ان میں سے کوئی بھی پچھلے انبیاء کی تعلیمات کی تردید اور اپنا نیا مذہب چلانے کے لئے نہیں آیا تھا، اسی طرح اللہ نے اپنی کوئی کتاب پچھلی الہامی کتابوں کی تردید کے لئے کبھی نازل نہیں کی بلکہ اس کی ہر کتاب پہلے آئی ہوئی کتابوں کی موید اور مصدق تھی۔ اللہ کا یہ حکم تھا کہ اللہ نے جو احکامات اور تعزیرات نازل فرمائی ہیں ان کے مطابق لوگوں کے مقدمات کا فیصلہ کریں، جو انسان (چاہئے وہ اہل کتاب میں سے ہو یا مسلمانوں میں سے) اللہ کے حکم اور اس کے نازل کردہ قانون سے منحرف ہو کر اپنا یا دوسرے کسی انسانوں کے بنائے ہوئے قوانین پر فیصلہ کرتا ہے وہ اطاعت سے خارج، حق کے تارک اور باطل کے عامل ہیں۔

وَ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ

اور ہم نے آپ کی طرف حق کے ساتھ یہ کتاب نازل فرمائی ہے جو اپنے سے اگلی کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے

---

[1] آل عمران ۵۰

وَ مُهَيْمِنًا عَلَيْهِ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَ لَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ

اور ان کی محافظ ہے، اس لیے آپ ان کے آپس کے معاملات میں اسی اللہ کی اتاری ہوئی کتاب کے مطابق حکم کیجئے،

عَمَّا جَآءَكَ مِنَ الْحَقِّ ؕ لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّ مِنْهَاجًا ؕ

اس حق سے ہٹ کر ان کی خواہشوں کے پیچھے نہ جائیے، تم میں سے ہر ایک کے لیے ہم نے ایک دستور اور راہ مقرر کر دی،

وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّ لٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ فِیْ مَآ اٰتٰىكُمْ

اگر منظور مولا ہوتا تو سب کو ایک ہی امت بنا دیتا لیکن اس کی چاہت ہے کہ جو تمہیں دیا ہے اس میں تمہیں آزمائے،

فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ؕ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ

تم نیکیوں کی طرف جلدی کرو، تم سب کا رجوع اللہ ہی کی طرف ہے، پھر وہ تمہیں ہر وہ چیز بتا دے گا جس میں تم

تَخْتَلِفُوْنَ ۙ﴿۴۸﴾ وَ اَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَ لَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ

اختلاف کرتے رہتے ہو، آپ ان کے معاملات میں خدا کی نازل کردہ وحی کے مطابق ہی حکم کیا کیجئے، ان کی خواہشوں کی

وَ احْذَرْهُمْ اَنْ يَّفْتِنُوْكَ عَنْۢ بَعْضِ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكَ ؕ

تابعداری نہ کیجئے اور ان سے ہوشیار رہیے کہ کہیں یہ آپ کو اللہ کے اتارے ہوئے کسی حکم سے ادھر ادھر نہ کریں،

فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمْ اَنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّصِيْبَهُمْ بِبَعْضِ ذُنُوْبِهِمْ ؕ

اگر یہ لوگ منہ پھیر لیں تو یقین کریں کہ اللہ کا ارادہ یہ ہے کہ انہیں ان کے بعض گناہوں کی سزا دے ہی ڈالے

وَ اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ لَفٰسِقُوْنَ ﴿۴۹﴾ اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُوْنَ ؕ وَ مَنْ اَحْسَنُ

اور اکثر لوگ نافرمان ہی ہوتے ہیں، کیا یہ لوگ پھر سے جاہلیت کا فیصلہ چاہتے ہیں یقین رکھنے والے لوگوں کے لیے

مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ﴿۵۰﴾ (المائدۃ ۴۸ تا ۵۰)

اللہ تعالیٰ سے بہتر فیصلے اور حکم کرنے والا کون ہو سکتا ہے؟۔

تورات وانجیل کی تعریف و مدحت کے بعد قرآن مجید کی بزرگی بیان فرمائی، اے محمد ﷺ! موسیٰ علیہ السلام پر تورات اور عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم پر انجیل کے بعد ہم نے آپ کی طرف یہ جلیل القدر کتاب قرآن کریم حق و صداقت کے ساتھ نازل فرمائی ہے، یہ بھی اپنے سے پہلی الہامی

کتابوں صحف ابراہیم، زبور، تورات وانجیل کی تصدیق کرتی ہے اور تمام برحق
تعلیمات کو جو پچھلی کتب آسمانی میں دی گئی تھیں اپنے اندر محفوظ کر دیا ہے، یعنی اب قرآن ایک مستقل شریعت ہے اور ان تعلیمات برحق کا کوئی حصہ اب ضائع نہ ہونے پائے گا، کیونکہ پچھلی کتابوں میں تحریف وتغیر بھی ہوئی ہے اس لئے قرآن مجید جس میں حکمت دانائی اور احکام ہیں جس کی حفاظت کا ذمہ خود اللہ نے لیا ہے سب پر حاکم اور سب پر مقدم ہے، اب اسی کا فیصلہ ناطق ہو گا جیسے فرمایا

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ﴿٩﴾ [1]

ترجمہ: رہا یہ ذکر، تو اس کو ہم نے نازل کیا ہے اور ہم خود اس کے نگہبان ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کو اختیار دیا گیا تھا

فَإِن جَاءُوكَ فَاحْكُم بَيْنَهُمْ أَوْ أَعْرِضْ عَنْهُمْ [2]

ترجمہ: اگر یہ تمہارے پاس (اپنے مقدمات لے کر) آئیں تو تمہیں اختیار دیا جاتا ہے کہ چاہو ان کا فیصلہ کرو ورنہ انکار کر دو۔

لیکن اب حکم دیا گیا کہ آپ قرآن مجید کے مطابق لوگوں کے معاملات کے فیصلے کریں اور امت کو بھی تعلیم دی گئی کہ اللہ کی نازل کردہ کتاب سے ہٹ کر لوگوں کی خواہشات اور آراء یا ان کے خود ساختہ مزعوت وافکار کے مطابق فیصلے کرنا گمراہی ہے، اللہ نے بہت سی مصلحتوں کے ساتھ بعض فروعی احکام مختلف قوموں، مختلف زمانوں اور مختلف حالات میں عبادت کی صورتوں میں، حرام وحلال کی قیود میں، قوانین تمدن ومعاشرت کے فروع میں مختلف انبیاء اور کتب آسمانی کی شریعتوں کے درمیان مختلف ضابطے مقرر فرمائے، لیکن دین سب کا ایک یعنی توحید پر مبنی تھا، اس لحاظ سے سب کی دعوت ایک ہی تھی، جیسے فرمایا

لِّكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنسَكًا هُمْ نَاسِكُوهُ فَلَا يُنَازِعُنَّكَ فِي الْأَمْرِ وَادْعُ إِلَىٰ رَبِّكَ إِنَّكَ لَعَلَىٰ هُدًى مُّسْتَقِيمٍ ﴿٦٧﴾ [3]

ترجمہ: ہر امت کے لئے ہم نے عبادت کا ایک طریقہ مقرر کر دیا ہے جسے وہ بجالانے والے ہیں، پس انہیں اس امر میں آپ سے جھگڑا نہ کرنا چاہیے، تم اپنے رب کی طرف دعوت دو یقیناً تم سیدھے راستے پر ہو۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَالْأَنْبِيَاءُ إِخْوَةٌ لِعَلَّاتٍ، أُمَّهَاتُهُمْ شَتَّى وَدِينُهُمْ وَاحِدٌ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہم سب انبیاء علاتی بھائی ہیں ہم سب کا دین ایک ہی ہے۔ [4]

---

[1] الحجر ۹

[2] المائدة ۴۲

[3] الحج ۶۷

[4] صحیح بخاری کِتَابُ أَحَادِيثِ الأَنْبِيَاءِ بَابُ قَوْلِ اللهِ وَاذْكُرْ فِي الكِتَابِ مَرْيَمَ إِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ أَهْلِهَا ۳۴۴۳، صحیح مسلم کتاب الفضائل بَابُ فَضَائِلِ عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ ۶۱۳۲

اگر اللہ چاہتا توتم سب کو ایک ہی شریعت اور دین پر کر دیتا لیکن اس طرح تمہاری آزمائش ممکن نہ ہوتی جبکہ وہ تمہاری آزمائش کرنا چاہتا ہے تا کہ تابعداروں کو جزا اور نافرمانوں کو سزا ملے لہذا زندگی کی باقی سانسوں کو غنیمت جانتے ہوئے صدقات ونیکیوں (فرائض ومستحبات، حقوق اللہ اور حقوق العباد) میں ایک دوسرے سے بڑھ جانے کی کوشش کرو، آخر ایک دن سانس کی یہ ڈور ٹوٹ جائے گی اور تم سب اللہ مالک یوم الدین کی عدالت میں اکیلے اکیلے حاضر کیے جاؤ گے جس میں کوئی شک وشبہ نہیں، اس وقت اللہ تعالیٰ جن شرائع اور اعمال کے بارے میں تمہارے درمیان اختلاف تھا بے نقاب کر دے گا اور لوگوں پر منکشف ہوجائے گا کہ جن جھگڑوں میں وہ عمریں کھپا کر دنیا سے آئے ہیں ان کی تہ میں حق کا جوہر کتنا تھا اور باطل کے حاشیے کس قدر۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ كَعْبُ بْنُ أَسَدٍ، وَابْنُ صَلُوبَا، وَعَبْدُ اللهِ بْنُ صوريا، وشاس بْنُ قَيْسٍ، بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: اذْهَبُوا بِنَا إِلَى مُحَمَّدٍ، لَعَلَّنَا نَفْتِنُهُ عَنْ دِينِهِ! فَأَتَوْهُ، فَقَالُوا: يَا مُحَمَّدُ، إِنَّكَ قَدْ عَرَفْتَ أَنَّا أَحْبَارُ يَهُودَ وَأَشْرَافُهُمْ وَسَادَاتُهُمْ،وَإِنَّا إِنِ اتَّبَعْنَاكَ اتَّبَعَنَا يَهُودُ وَلَمْ يُخَالِفُونَا وَإِنَّ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا خُصُومَةً فَنُحَاكِمُهُمْ إِلَيْكَ، فَتَقْضِي لَنَا عَلَيْهِمْ، وَنُؤْمِنُ لَكَ، وَنُصَدِّقُكَ!فَأَبَى ذَلِكَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَنْزَلَ اللهُ، عَزَّ وَجَلَّ، فِيهِمْ: {وَأَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ وَاحْذَرْهُمْ أَنْ يَفْتِنُوكَ عَنْ بَعْضِ مَا أَنزَلَ اللَّهُ إِلَيْكَ} إِلَى قَوْلِهِ: {لِقَوْمٍ يُوقِنُونَ}

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں یہودی کے چند بڑے بڑے رئیسوں اور عالموں کعب بن اسد، ابن صلوبا، شاس بن قیس نے آپس میں ایک میٹنگ کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ جانتے ہیں کہ ہم یہودیوں کے عالم اور ان کے شرفا اور ان میں رئیسوں میں سے ہیں، اگر ہم آپ کو مان لیں تو تمام یہود آپ کی نبوت کا اقرار کر لیں گے اور ہم آپ کی مخالفت ترک کر دینے کے لئے تیار ہیں اور ہم میں اور ہماری قوم میں ایک جھگڑا ہے اگر اس کا فیصلہ ہمارے مطابق کر دیں پھر ہم آپ پر ایمان لے آئیں گے اور آپ کی رسالت کی تصدیق کریں گے، مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کرنے سے انکار فرمادیا جس پر اللہ عزوجل نے یہ آیات ’’پس اے محمد! تم اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق ان لوگوں کے معاملات کا فیصلہ کرو اور ان کی خواہشات کی پیروی نہ کرو۔‘‘ نازل فرمائیں۔[1]

چنانچہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپ اللہ کی نازل کردہ پاکیزہ شریعت کے مطابق فیصلے کریں اور لوگوں کی خواہشات کی پروانہ کریں اور خبردار رہیں کہ یہ مکار اور خائن لوگ آپ کو کسی فتنہ میں مبتلا کر کے شریعت سے ذرہ برابر بھی منحرف نہ کرنے پائیں، جیسے فرمایا

وَاِنْ تُطِعْ اَكْثَرَ مَنْ فِي الْاَرْضِ يُضِلُّوْكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ ١١٦ [2]

ترجمہ:اور دنیا میں زیادہ لوگ ایسے ہیں کہ اگر آپ ان کا کہنا ماننے لگیں تو وہ آپ کو اللہ کی راہ سے بے راہ کر دیں وہ محض بے اصل خیالات پر

[1] تفسیر طبری ۳۹۳؍۱۰،تفسیرابن ابی حاتم ۱۱۵۴؍۴، تفسیرابن کثیر ۱۳۱؍۳

[2] الانعام ۱۱۶

چلتے ہیں اور بالکل قیاسی باتیں کرتے ہیں۔

اور اگر یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے عادلانہ ومنصفانہ قوانین سے انحراف کرکے قیاس، خواہش نفسانی یا لوگوں کے بنائے ہوئے قوانین کی تعبداری کریں تو آپ سمجھ جائیں کہ اللہ نے ان کے بعض گناہوں کی پاداش میں ان کو مصیبت میں مبتلا کرنے کا فیصلہ فرمالیا ہے، اس لئے توفیق خیر ان سے چھین لی گئی ہے، اگر یہ اللہ تعالیٰ کے پاکیزہ قوانین سے بے رخی اختیار کرتے ہیں، کفار سے دوستی طلب کرتے ہیں اور آپ ﷺ سے اعراض کرتے ہیں تو کیا یہ ادہام، قیاس وگمان یا اپنی خواہشات کے مطابق فیصلے چاہتے ہیں، جو جہالت، ظلم اور گمراہی پر مبنی ہیں،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:أَبْغَضُ النَّاسِ إِلَى اللهِ مُبْتَغٍ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ، وَطَالِبُ دَمِ امْرِئٍ بِغَيْرِ حَقٍّ لِيُهَرِيقَ دَمَهُ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ عزوجل کے نزدیک تمام لوگوں سے زیادہ ناپسندیدہ شخص وہ ہے جو اسلام میں جاہلیت کے طریقے کا خواہش مند ہو نیز وہ جو کسی انسان کا ناحق خون بہائے۔[1]

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: أَبْغَضُ النَّاسِ إِلَى اللَّهِ ثَلاَثَةٌ: مُلْحِدٌ فِي الحَرَمِ، وَمُبْتَغٍ فِي الإِسْلاَمِ سُنَّةَ الجَاهِلِيَّةِ، وَمُطَّلِبُ دَمِ امْرِئٍ بِغَيْرِ حَقٍّ لِيُهَرِيقَ دَمَهُ

اور ابو یمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک لوگوں میں سب سے زیادہ مبغوض تین طرح کے لوگ ہیں، حرم میں زیادتی کرنے والا اور اسلام میں جاہلیت کا طریقہ اپنانے والا اور وہ شخص جو کسی آدمی کا ناحق خون کرنے کے لیے اس کے پیچھے لگے۔[2]

حالانکہ جو لوگ صاحب ایقان ہیں اللہ وحدہ لاشریک، احکم الحاکمین پر ایمان رکھتے ہیں، اسے ہی اپنا مالک تصور کرتے ہیں، اسے ہی اپنا رزاق اور مشکل کشا جانتے ہیں، اسے ہی مالک یوم الدین سمجھتے ہیں ان کے نزدیک اللہ سے بہتر فیصلہ کرنے والا کوئی نہیں ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَ النَّصٰرٰٓى اَوْلِيَآءَ ۘ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ؕ وَ مَنْ

اے ایمان والو! تم یہود ونصاریٰ کو دوست نہ بناؤ یہ تو آپس میں ہی ایک دوسرے کے دوست ہیں، تم میں سے جو بھی

يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝۵۱ (المائدۃ ۵۱)

ان میں سے کسی سے دوستی کرے وہ بیشک انہی میں سے ہے، ظالموں کو اللہ تعالیٰ ہرگز راہ راست نہیں دکھاتا

اسلام کے دشمنوں سے دوستی منع ہے :اے لوگو جو ایمان لائے ہو! یہود ونصاریٰ اسلام اور مسلمانوں کے دشمن ہیں، ان کے دل بغض وعداوت سے بھرے ہوئے ہیں لہذا ان سے موالات ومحبت کا رشتہ قائم نہ کرو جیسے متعدد مقامات پر فرمایا

---

[1] المعجم الکبیر للطبرانی ۱۰۷۴۹

[2] صحیح بخاری كِتَابُ الدِّيَاتِ بَابُ مَنْ طَلَبَ دَمَ امْرِئٍ بِغَيْرِ حَقٍّ ۶۸۸۲

لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ... ﴿۲۸﴾ (۱)

ترجمہ: مومنوں کو چاہیئے کہ ایمان والوں کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا دوست نہ بنائیں۔

هٰٓاَنْتُمْ اُولَآءِ تُحِبُّوْنَهُمْ وَلَا يُحِبُّوْنَكُمْ وَتُؤْمِنُوْنَ بِالْكِتٰبِ كُلِّهٖ ۚ وَاِذَا لَقُوْكُمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۚ وَاِذَا خَلَوْا عَضُّوْا عَلَيْكُمُ الْاَنَامِلَ مِنَ الْغَيْظِ... ﴿۱۱۹﴾ (۲)

ترجمہ: تم ان سے محبت رکھتے ہو مگر وہ تم سے محبت نہیں رکھتے حالانکہ تم تمام کتب آسمانی کو مانتے ہو، جب وہ تم سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم نے بھی (تمہارے رسول اور تمہاری کتاب کو) مان لیا ہے مگر جب جدا ہوتے ہیں تو تمہارے خلاف ان کے غیظ وغضب کا یہ حال ہوتا ہے کہ اپنی انگلیاں چبانے لگتے ہیں۔

اِنْ تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ ۡ وَاِنْ تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ يَّفْرَحُوْا بِهَا... ﴿۱۲۰﴾ (۳)

ترجمہ: جب تمہارا بھلا ہوتا ہے تو ان کو برا معلوم ہوتا ہے اور تم پر کوئی مصیبت آتی ہے تو یہ خوش ہوتے ہیں۔

عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ انصاری اور رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی دونوں ہی عہد جاہلیت سے یہود کے حلیف چلے آ رہے تھے، جب غزوہ بدر میں مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی تو عبداللہ بن ابی نے بھی بادل نخواستہ اسلام کا اظہار کیا، ادھر بنو قینقاع کے یہودیوں نے تھوڑے ہی دنوں بعد فتنہ برپا کر دیا جس پر وہ کس لئے گئے،

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الْوَلِيدِ بْنِ عُبَادَةَ ابْنِ الصَّامِتِ، قَالَ: لَمَّا حَارَبَتْ بَنُو قَيْنُقَاعَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، تَشَبَّثَ بِأَمْرِهِمْ عَبْدُ اللهِ بْنُ أُبَيٍّ، وَقَامَ دُونَهُمْ، وَمَشَى عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،وَكَانَ أَحَدَ بَنِي عَوْفِ بْنِ الْخَزْرَجِ، لَهُ مِنْ حِلْفِهِمْ مِثْلَ الَّذِي لِعَبْدِ اللهِ بْنِ أُبَيٍّ، فَجَعَلَهُمْ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَبَرَّأَ إِلَى اللهِ وَرَسُولِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ حِلْفِهِمْ، وَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَتَبَرَّأُ إِلَى اللهِ وَإِلَى رَسُولِهِ مِنْ حِلْفِهِمْ، وَأَتَوَلَّى اللهَ وَأَتَوَلَّى اللهَ وَرَسُولَهُ وَالْمُؤْمِنِينَوَرَسُولَهُ وَالْمُؤْمِنِينَ، وَأَبْرَأُ مِنْ حِلْفِ الْكُفَّارِ وَوَلَايَتِهِمْ،فَفِيهِ وَفِي عَبْدِ اللهِ بْنِ أُبَيٍّ نَزَلَتِ الْآيَاتُ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰٓى اَوْلِيَآءَ ۘ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ

عبادہ بن صامت انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب یہودی قبیلہ بنو قینقاع نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کی اور اللہ تعالیٰ نے انہیں شکست سے دوچار کر دیا تو رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ان کی حمایت میں کھڑا ہوا، اور عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ جو بنی خزرج سے تعلق رکھتے تھے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور جیسا کہ عبداللہ بن ابی یہود کا حلیف تھا اسی طرح عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بھی یہود کے حلیف تھے، انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں سے محبت

---

(۱) آل عمران ۲۸

(۲) آل عمران ۱۱۹

(۳) آل عمران ۱۲۰

رکھتاہوں اور یہودیوں سے جو میرے حلیف تھے اس کی بریت ظاہر کرتاہوں اور ان سے بیزاری ظاہر کرتاہوں، چنانچہ عبداللہ بن ابی اورعبادہ بن صامت کے متعلق یہ آیت ''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! یہودیوں اور عیسائیوں کو اپنا رفیق نہ بناؤ یہ آپس ہی میں ایک دوسرے کے رفیق ہیں اور اگر تم میں سے کوئی ان کو اپنا رفیق بناتا ہے تو اس کا شمار بھی پھر انہی میں ہے، یقیناً اللہ ظالموں کو اپنی راہنمائی سے محروم کر دیتا ہے۔'' نازل ہوئی۔ [1]

عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، قَالَ: دَخَلْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى عَبْدِ اللهِ بْنِ أُبَيٍّ نَعُودُهُ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:قَدْ كُنْتُ أَنْهَاكَ عَنْ حُبِّ يَهُودَ فَقَالَ عَبْدُ اللهِ: فَقَدْ أَبْغَضَهُمْ أَسْعَدُ بْنُ زُرَارَةَ، فَمَاتَ

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی کی عیادت کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تجھے بار بار ان یہودیوں کی محبت سے روکا اس پر عبداللہ بن ابی کہنے لگا سعد بن زرارہ تو ان سے دشمنی رکھتا تھا وہ بھی مر گیا۔ [2]

یہود و نصاریٰ اگرچہ آپس میں عقائد کے لحاظ سے شدید اختلاف اور باہمی بغض وعناد رکھتے ہیں لیکن اس کے باوجود یہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ایک دوسرے کے معاون بازو اور محافظ ہیں، اس لئے تم میں سے جو بھی ان بدبختوں میں سے کسی سے دوستی کرے گا وہ انہی میں شمار کیا جائے گا،

أَنَّ عُمَرَ , أَمَرَ أَبَا مُوسَى الْأَشْعَرِيَّ أَنْ يَرْفَعَ , إِلَيْهِ مَا أَخَذَ وَمَا أَعْطَى فِي أَدِيمٍ وَاحِدٍ وَكَانَ لَهُ كَاتِبٌ نَصْرَانِيٌّ، فَرَفَعَ إِلَيْهِ ذَلِكَ،فَعَجِبَ عُمَرُ وَقَالَ: إِنَّ هَذَا لَحَفِيظٌ؟ فَقَالَ إِنَّهُ لَا يَسْتَطِيعُ، قَالَ عُمَرُ: أَجُنُبٌ هُوَ؟ قَالَ: لَا بَلْ نَصْرَانِيٌّ ، قَالَ: فَانْتَهَرَنِي وَضَرَبَ فَخِذِي قَالَ: أَخْرِجُوهُ، ثُمَّ قَرَأَ: {يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ أَوْلِيَاءَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ انہوں نے جو لیا ہے اور جو دیا ہے اس کا حساب پیش کریں اور انہوں نے ایک عیسائی کو کاتب رکھا ہوا تھا انہوں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حساب پیش کیا تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے تعجب کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کیا یہ محافظ ہے؟ هَلْ أَنْتَ قَارِئٌ لَنَا كِتَابًا فِي الْمَسْجِدِ جَاءَ مِنَ الشَّامِ؟ کیا یہ مسجد میں آ کر ہمیں وہ خط پڑھ کر سنا سکتا ہے جو ملک شام سے آیا ہے؟ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے عرض کی یہ مسجد میں داخل نہیں ہو سکتا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا یہ حالت جنابت میں ہے؟ انہوں نے جواب دیا نہیں بلکہ اس لیے کہ یہ نصرانی ہے، ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ نے مجھے ڈانٹا اور میری ران پر مارا اور فرمایا اسے نکال دو، پھر آپ نے یہ آیت کریمہ ''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! یہودیوں اور عیسائیوں کو اپنا رفیق نہ بناؤ یہ آپس ہی میں ایک دوسرے کے رفیق ہیں، اور اگر تم میں سے کوئی ان کو اپنا رفیق بناتا ہے تو اس کا شمار بھی پھر انہی میں ہے۔'' پڑھی [3]

---

[1] ابن ہشام ۴۹؍۲

[2] مسند احمد ۲۱۷۵۸

[3] ۔ تفسیر ابن ابی حاتم ۱۱۵۶؍۴

اللہ تعالیٰ ظالموں کو ہرگز صراط مستقیم نہیں دکھاتا۔

فَتَرَى الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ يُّسَارِعُوْنَ فِيْهِمْ يَقُوْلُوْنَ نَخْشٰٓى اَنْ تُصِيْبَنَا دَآئِرَةٌ ؕ

آپ دیکھیں گے کہ جن کے دلوں میں بیماری ہے وہ دوڑ دوڑ کر ان میں گھس رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمیں خطرہ ہے ایسا نہ

فَعَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَ بِالْفَتْحِ اَوْ اَمْرٍ مِّنْ عِنْدِهٖ فَيُصْبِحُوْا عَلٰى مَآ اَسَرُّوْا

ہو کہ کوئی حادثہ ہم پر پڑ جائے، بہت ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ فتح دے دے یا اپنے پاس سے کوئی اور چیز لائے پھر تو یہ اپنے

فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ نٰدِمِيْنَ ۝۵۲ؕ وَ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَهٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ

دلوں میں چھپائی ہوئی باتوں پر (بے طرح) نادم ہونے لگیں گے، اور ایماندار کہیں گے کیا یہی وہ لوگ ہیں

اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ ۙ اِنَّهُمْ لَمَعَكُمْ ؕ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ

جو بڑے مبالغہ سے اللہ کی قسمیں کھا کھا کر کہتے ہیں کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں، ان کے اعمال غارت ہوئے

فَاَصْبَحُوْا خٰسِرِيْنَ ۝۵۳ (المائدۃ ۵۲،۵۳)

اور یہ ناکام ہو گئے۔

فَذَكَرَ السُّدِّي أَنَّهَا نَزَلَتْ فِي رَجُلَيْنِ، قَالَ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ بَعْدَ وَقْعَةِ أُحُدٍ: أَمَّا أَنَا فَإِنِّي ذَاهِبٌ إِلَى ذَلِكَ الْيَهُودِيِّ، فَآوِي إِلَيْهِ وَأَتَهَوَّدُ مَعَهُ، لَعَلَّهُ يَنْفَعُنِي إِذَا وَقَعَ أَمْرٌ أَوْ حَدَثَ حَادِثٌ! وَقَالَ الْآخَرُ: وَأَمَّا أَنَا فَأَذْهَبُ إِلَى فُلَانٍ النَّصْرَانِيِّ بِالشَّامِ، فَآوِي إِلَيْهِ وَأَتَنَصَّرُ مَعَهُ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى أَوْلِيَاءَ﴾ الْآيَاتِ.

سدی رحمہ اللہ کہتا ہے یہ آیت دو اشخاص کے بارے میں نازل ہوئی، غزوہ احد کے بعد ایک شخص نے کہا میں اس یہودی سے دوستی کرتا ہوں تاکہ کسی پیش آمدہ موقع پر مجھے نفع پہنچے، دوسرے نے کہا میں شام میں فلاں نصرانی کے پاس جاتا ہوں اس سے دوستی کر کے اس کی مدد کروں گا، اس پر اللہ عزوجل نے یہ آیات ”اے لوگو جو ایمان لائے ہو! یہودیوں اور عیسائیوں کو اپنا رفیق نہ بناؤ یہ آپس ہی میں ایک دوسرے کے رفیق ہیں۔“ نازل فرمائیں۔[1]

عَنْ عَطِيَّةَ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: جَاءَ عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ، مِنْ بَنِي الْخَزْرَجِ، إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ لِي مَوَالِيَ مِنْ يَهُودٍ كَثِيرٌ عَدَدُهُمْ، وَإِنِّي أَبْرَأُ إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ مِنْ وَلَايَةِ يَهُودٍ، وَأَتَوَلَّى اللَّهَ وَرَسُولَهُ. فَقَالَ

[1] تفسیر ابن کثیر ۳/۱۳۳

عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أُبَيٍّ: إِنِّي رَجُلٌ أَخَافُ الدَّوَائِرَ، لَا أَبْرَأُ مِنْ وِلَايَةِ مَوَالِي. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ أُبَيٍّ:يَا أَبَا الحُبَابِ، مَا بَخِلْتَ بِهِ مِنْ وَلَايَةِ يَهُودَ عَلَى عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ فَهُوَ لَكَ دُونَهُ. قَالَ: قَدْ قَبِلْتُ! فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: {يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى أَوْلِيَاءَ [بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ]} إِلَى قَوْلِهِ: {فَتَرَى الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ}.

عطیہ بن سعد کہتے ہیں عبادہ بن صامت انصاری رضی اللہ عنہ بھی جن کا تعلق بنوعوف بن خزرج سے تھارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس سلسلے میں حاضر ہوئے (کیونکہ وہ بھی عبداللہ بن ابی کی طرح ان کے حلیف تھے مگر انہوں نے ان کے حلیف بننے کو ترک کر کے اللہ اور اس کے رسول کے دامن سے وابستگی کو اختیار کر لیا تھا) اور بارگاہ رسالت میں عرض کی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میری بہت سے یہودیوں سے دوستی ہے مگر میں ان سب کی دوستیاں توڑتا ہوں اور میں اللہ اور اس کے رسول کے پاس ان کا حلیف بننے سے اظہار برات کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ،اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنوں سے دوستی کا اقرار کرتا ہوں اور کافروں کی دوستی سے انکار کرتا ہوں،اس پر عبداللہ بن ابی نے کہا میں دوراندیش ہوں اور دور کی سوچنے کا عادی ہوں، مجھ سے یہ نہیں ہو سکے گا،نہ جانے کس وقت کیا موقعہ پڑ جائے،اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن ابی سے فرمایا اے عبداللہ! تو عبادہ رضی اللہ عنہ کے مقابلے میں بہت ہی گھاٹے میں رہا، جس پر یہ آیات ”اے لوگو جو ایمان لائے ہو! یہودیوں اور عیسائیوں کو اپنا رفیق نہ بناؤ یہ آپس ہی میں ایک دوسرے کے رفیق ہیں اور اگر تم میں سے کوئی ان کو اپنا رفیق بناتا ہے تو اس کا شمار بھی پھر انہی میں ہے،یقیناً اللہ ظالموں کو اپنی راہنمائی سے محروم کر دیتا ہے،تم دیکھتے ہو کہ جن کے دلوں میں نفاق کی بیماری ہے وہ انہی میں دوڑ دھوپ کرتے پھرتے ہیں کہتے ہیں ہمیں ڈر لگتا ہے کہ کہیں ہم کسی مصیبت کے چکّر میں نہ پھنس جائیں۔“ نازل ہوئیں۔[1]

کفرواسلام کی کشمکش کا ابھی فیصلہ نہیں ہوا تھا اگر مجاہدین اسلام نے سرفروشی کے جھنڈے گاڑ کر اپنا لوہا منوالیا تھا تو مخالف قوتیں بھی کم نہ تھیں ان کے پاس معاشی قوت تھی، سارا کاروبار انہی کے ہاتھوں میں تھا،عرب کے بہترین وشاداب خطے ان کے قبضہ میں تھے، سودخواری جال ہر طرف پھیلا ہوا تھا اس طرح پلڑا دونوں طرف برابر تھا اور بظاہر کسی وقت بھی یہود ونصاریٰ کی طرف جھک سکتا تھا ان حالات میں منافقین سیاسی اور معاشی طور پر بڑی عجیب کشمکش میں مبتلا تھے،وہ مسلمانوں سے بھی بگاڑ نہیں کرنا چاہتے تھے اور یہود ونصاریٰ سے بھی اپنے تعلقات منقطع نہیں کرنا چاہتے تھے تاکہ جس طرف فائدہ ہو اسی طرف جھک جائیں،اللہ تعالیٰ نے فرمایا منافقین جن کے دلوں میں شک، نفاق اور ضعف ایمان ہے وہ تو لپک لپک کر پوشیدہ طور پر یہود ونصاریٰ سے ساز باز اور محبت ومودت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمیں خطرہ ہے کہ کہیں گردش ایام یہود ونصاریٰ کے حق میں نہ ہو جائے اور اگر زمانے کی گردش ان کے حق میں ہو تو ہمارا ان پر یہ احسان انہیں اس بدلے میں ہمارے ساتھ اچھا سلوک کرنے پر آمادہ کرے گا،اللہ تعالیٰ نے ان کی بدظنی کا رد کرتے ہوئے فرمایا تمہارے خیالات کے برعکس ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ اسلام اور مسلمانوں کو یہود ونصاریٰ پر صاف طور پر غالب کر دے، مکہ مکرمہ جو اس وقت کفار کی ریشہ دانیوں کا مرکز بنا ہوا ہے بھی مسلمانوں کے ہاتھوں فتح ہو جائے (اور بنو قریظہ کے قتل اور ان کی اولاد کے قیدی بنانے اور بنونضیر کی جلاوطنی وغیرہ کی طرف اشارہ فرمایا کہ) یا یہود ونصاریٰ

---

[1] تفسیرابن کثیر ۱۳۲/ ۳

کو مغلوب کر کے انہیں ذلیل کر کے مسلمانوں کو ان سے جزیہ لینے کا حکم فرمادے جس سے ان لوگوں کو یقین ہو جائے کہ آخری فیصلہ اسلام ہی کے حق میں ہو گا تو پھر منافقین کے بھید عیاں ہو جائیں گے، ان کی سازشوں کے وہ تمام تانے بانے جو وہ بنا کرتے تھے اور ان کے وہ تمام ظن وگمان جو وہ اسلام کے بارے میں رکھا کرتے تھے باطل ہو جائیں گے اور ان کی سب چالیں ناکام ہو جائیں گی تو اس وقت اہل ایمان ان کی مکاریوں پر تعجب کریں گے اور کہیں گے یہی وہ لوگ ہیں جو مبالغہ سے اللہ کی قسمیں کھا کر ہمیں یقین دلاتے تھے کہ یہ ہمارے ساتھی ہیں، ان کے نفاق کے سبب ان کے تمام اعمال جیسے دکھاوے کی نمازیں، روزے، زکوٰۃ، شرکت جہاد وغیرہ ضائع ہو گئے اور انہوں نے جو نعمت اسلام پائی تھی اسے کھو دیا۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ

اے ایمان والو! تم میں سے جو شخص اپنے دین سے پھر جائے تو اللہ تعالیٰ بہت جلد ایسی قوم کو لائے گا جو اللہ کی محبوب ہو گی

وَ يُحِبُّوْنَهٗٓ ۙ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۡ يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

اور وہ بھی اللہ سے محبت رکھتی ہو گی، وہ نرم دل ہوں گے مسلمانوں پر اور سخت اور تیز ہوں گے کفار پر، اللہ کی راہ میں جہاد

وَ لَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ ؕ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ

کریں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی پرواہ بھی نہ کریں گے، یہ ہے اللہ تعالیٰ کا فضل جسے چاہے دے،

وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۵۴﴾ اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَ الَّذِيْنَ

اللہ تعالیٰ بڑی وسعت والا اور زبردست علم والا ہے، (مسلمانو) ! تمہارا دوست خود اللہ ہے اور اس کا رسول ہے

اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَ هُمْ رٰكِعُوْنَ ﴿۵۵﴾

اور ایمان والے ہیں جو نمازوں کی پابندی کرتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور رکوع (خشوع وخضوع) کرنے والے ہیں

وَ مَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ

اور جو شخص اللہ تعالیٰ سے اور اس کے رسول سے اور مسلمانوں سے دوستی کرے وہ یقین مانے کہ

حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿۵۶﴾ ع (المائدۃ ۵۴ تا ۵۶)

اللہ تعالیٰ کی جماعت ہی غالب رہے گی

اللہ نے اپنی بے نیازی کا اظہار فرمایا کہ وہ تمام جہانوں سے بے نیاز ہے، جو کوئی اس کے دین سے پھر جاتا ہے (جس کا وقوع نبی کریم ﷺ کی

وفات کے فوراً بعد کچھ قبائل میں ہوا) وہ اللہ کا کوئی نقصان نہیں کرسکتا بلکہ وہ اپنے آپ کو ہی نقصان پہنچاتا ہے، اگر تمہیں دین نہیں چاہیئے تو اپنی راہ ناپو، ہمیں اس راستہ پر مخلص لوگ درکار ہیں، پھر ہم مرتدین کے بجائے دین کی امامت ان لوگوں کو دیں گے جن میں یہ صفات ہوں گی ،اللہ ان سے محبت کرے گا،بندے کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی محبت جلیل ترین نعمت ہے جس کے ساتھ اس نے اپنے بندے کو نوازا ہے، جب اللہ اپنے بندے سے محبت کرتا ہے تو وہ اس کے لئے تمام اسباب مہیا کر دیتا ہے، ہر قسم کی مشکل اس پر آسان کر دیتا ہے، نیک کام کرنے اور برائیوں کو ترک کرنے کی توفیق عطا کرتا ہے، جیسے فرمایا

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۳۱ [۱]

ترجمہ:اے نبی! لوگوں سے کہہ دو کہ اگر تم حقیقت میں اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی اختیار کرو،اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہاری خطاؤں سے درگزر فرمائے گا وہ بڑا معاف کرنے والا اور رحیم ہے۔

اور وہ اللہ سے محبت کرنے والے ہوں گے،وہ آپس میں نرم خو ہوں گے،یعنی وہ اپنی طاقت ، ذہانت، ہوشیاری ، قابلیت ،اثر رسوخ،مال اور جسمانی زور وغیرہ الغرض کوئی بھی چیز مسلمانوں کو دبانے ، ستانے اور نقصان پہنچانے کے لئے استعمال نہیں کریں گے،ان کی قوت وبہادری کا سکہ کفار بھی محسوس کریں گے،وہ کفار پر سخت گیر ہوں گے یعنی ایمان کی پختگی، دینداری کے خلوص،اصول کی مضبوطی،سیرت کی طاقت اور ایمان کی فراست کی وجہ سے مخالفین اسلام کے مقابلہ میں پتھر کی چٹان کے مانند ہوں گے، جیسے فرمایا

...اَشِدَّاۗءُ عَلَي الْكُفَّارِ رُحَمَاۗءُ بَيْنَهُمْ ...۝۲۹ [۲]

ترجمہ:وہ کافروں کے لئے نہایت سخت اور آپس میں بہت مہربان ہیں۔

وہ زندگی اس جدوجہد میں گزاریں گے کہ اللہ کے دین کو سمجھنا اور سمجھانا ہے،اس کے دین کو نہ صرف اپنے اوپر نافذ کرنا ہے بلکہ دنیا پر بھی نافذ کرنے کی جدوجہد کرنی ہے،عزائم کی پختگی کی وجہ سے وہ کسی ملامت گر کی پرواہ نہیں کریں گے،یعنی اللہ کے دین کی پیروی، اس کے احکام پر عملدرآمد کرنے ،اور حق کو حق اور باطل کو باطل کہنے میں وہ کسی طعن وتشنیع، نکتہ چینیوں کی نکتہ چینی، کسی کی پھبتیوں اور آوازوں کی وہ کوئی پرواہ نہیں کریں گے،وہ صرف اللہ کا خوف ولحاظ اور رب کی رضا کو مقدم رکھیں گے اور وہ اسی راستے پر چلیں گے جسے وہ سچے دل سے حق جانتے ہیں،

عَنْ أَبِي ذَرٍّ، قَالَ: أَمَرَنِي خَلِيلِي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَبْعٍ: أَمَرَنِي بِحُبِّ الْمَسَاكِينِ، وَالدُّنُوِّ مِنْهُمْ، وَأَمَرَنِي أَنْ أَنْظُرَ إِلَى مَنْ هُوَ دُونِي، وَلَا أَنْظُرَ إِلَى مَنْ هُوَ فَوْقِي، وَأَمَرَنِي أَنْ أَصِلَ الرَّحِمَ وَإِنْ أَدْبَرَتْ، وَأَمَرَنِي أَنْ لَا أَسْأَلَ أَحَدًا شَيْئًا، وَأَمَرَنِي أَنْ أَقُولَ بِالْحَقِّ وَإِنْ كَانَ مُرًّا، وَأَمَرَنِي أَنْ لَا أَخَافَ فِي اللَّهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ، وَأَمَرَنِي أَنْ أُكْثِرَ مِنْ قَوْلِ: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ، فَإِنَّهُنَّ مِنْ كَنْزٍ تَحْتَ الْعَرْشِ

[۱] آل عمران ۳۱

[۲] الفتح ۲۹

ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میرے دوست نبی اکریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے سات باتوں کا حکم دیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ میں مسکینوں سے محبت کروں اوران کے قریب رہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ میں اپنے سے کم تر کی طرف دیکھوں اور اپنے سے بالاتر کی طرف نہ دیکھوں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ میں رشتے داروں سے صلہ رحمی کروں خواہ وہ مجھ سے قطع رحمی کریں، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ میں کسی سے کوئی سوال نہ کروں، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ میں حق بات کہوں خواہ وہ کڑوی ہی کیوں نہ ہو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ میں اللہ کے بارے میں کسی ملامت گر کی ملامت سے نہ ڈروں، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ میں کثرت سے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ پڑھتا رہوں کیونکہ ان کلمات کو عرش الٰہی کے خزانے سے نازل کیا گیا ہے۔ [۱]

عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:لَا يَنْبَغِي لِلْمُؤْمِنِ أَنْ يُذِلَّ نَفْسَهُ، قَالُوا: وَكَيْفَ يُذِلُّ نَفْسَهُ؟ قَالَ:يَتَعَرَّضُ مِنَ الْبَلَاءِ لِمَا لَا يُطِيقُهُ

اور حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن کوئی بات زیب نہیں دیتی کہ وہ اپنے آپ کو ذلیل کرے، انہوں نے کہا اپنے آپ کو ذلیل کیسے کرے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسی مصیبتیں اٹھالے جن کے اٹھانے کی اسے طاقت نہ ہو۔ [۲]

یہ اللہ کا وسیع فضل وکرم اور بے پایاں احسان ہے، جسے وہ چاہتا ہے عطا فرمادیتا ہے، اللہ وسیع ذرائع کا مالک اور سب کچھ جانتا ہے، تمہارے رفیق تو حقیقت میں صرف اللہ اور اللہ کا رسول اور وہ اہل ایمان ہیں جو فرض نمازوں کو باجماعت ادا کرنے کے لیے مسجدوں میں حاضر ہوتے ہیں، اپنے پاکیزہ اموال یتیموں، مسکینوں، بیواؤں، مسافروں اور ضرورت مندوں پر خرچ کرتے ہیں اور اللہ کے آگے خشوع وخضوع کرنے والے ہیں، اور اللہ کی جماعت اور اس کے غلبے کی نوید سنائی کہ جو اللہ اور اس کے رسول اور اہل ایمان کو اپنا رفیق بنالے اسے معلوم ہو کہ اللہ کی جماعت ہی غالب رہنے والی ہے۔ اور حزب اللہ وہی ہے جن کے بارے میں ایک مقام پر فرمایا

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ۭ اُولٰۗىِٕكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ۭ وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ۭ اُولٰۗىِٕكَ حِزْبُ اللّٰهِ ۭ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ۧ۲۲ [۳]

ترجمہ: تم کبھی یہ نہ پاؤ گے کہ جو لوگ اللہ اور آخرت پر ایمان رکھنے والے ہیں وہ ان لوگوں سے محبت کرتے ہوں جنوں نے اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کی ہے خواہ وہ ان کے باپ ہوں یا ان کے بیٹے یا ان کے بھائی یا ان کے اہل خاندان، یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ

---

[۱] مسنداحمد ۲۱۴۱۵،المعجم الاوسط للطبرانی ۷۷۳۹

[۲] جامع ترمذی أَبْوَابُ الْفِتَنِ باب ۲۲۵۴،سنن ابن ماجہ كِتَابُ الْفِتَنِ بَابُ قَوْلِهِ تَعَالَى يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنْفُسَكُمْ ۴۰۱۶،مسند احمد ۲۳۴۴۴

[۳] المجادلة ۲۲

نے ایمان ثبت کر دیا ہے اور اپنی طرف سے ایک روح عطا کر کے ان کو قوت بخشی ہے، وہ ان کو ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے، اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے، وہ اللہ کی پارٹی کے لوگ ہیں، خبر دار رہو اللہ کی پارٹی والے ہی فلاح پانے والے ہیں۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَكُمْ هُزُوًا وَّ لَعِبًا

مسلمانو! ان لوگوں کو دوست نہ بناؤ جو تمہارے دین کو ہنسی کھیل بنائے ہوئے ہیں (خواہ) وہ ان میں سے ہوں

مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَ الْكُفَّارَ اَوْلِيَآءَ ۚ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝٥٧

جو تم سے پہلے کتاب دیئے گئے یا کفار ہوں، اگر تم مومن ہو تو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو،

وَ اِذَا نَادَيْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ اتَّخَذُوْهَا هُزُوًا وَّ لَعِبًا ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ ۝٥٨ قُلْ

اور جب تم نماز کے لیے پکارتے ہو تو وہ اسے ہنسی کھیل ٹھیرا لیتے ہیں، یہ اس واسطے کہ بے عقل ہیں، آپ کہہ دیجئے

يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ هَلْ تَنْقِمُوْنَ مِنَّاۤ اِلَّاۤ اَنْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَ مَاۤ اُنْزِلَ

اے یہودیوں اور نصرانیوں! تم ہم میں سے صرف اس لیے دشمنیاں کر رہے ہو کہ ہم اللہ تعالیٰ پر اور جو کچھ ہماری جانب

اِلَيْنَا وَ مَاۤ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ ۙ وَ اَنَّ اَكْثَرَكُمْ فٰسِقُوْنَ ۝٥٩ قُلْ

نازل کیا گیا ہے جو کچھ اس سے پہلے اتارا گیا اس پر ایمان لائے ہیں اور اس لیے بھی کہ تم میں اکثر فاسق ہیں، کہہ دیجئے کہ

هَلْ اُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكَ مَثُوْبَةً عِنْدَ اللّٰهِ ؕ مَنْ لَّعَنَهُ اللّٰهُ

کیا میں تمہیں بتاؤں؟ کہ اس سے بھی زیادہ اجر پانے والا اللہ تعالیٰ کے نزدیک کون ہے؟ وہ جس پر اللہ تعالیٰ نے لعنت کی

وَ غَضِبَ عَلَيْهِ وَ جَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَ الْخَنَازِيْرَ وَ عَبَدَ الطَّاغُوْتَ ؕ

اور اس پر وہ غصہ ہو اور ان میں سے بعض کو بندر اور سور بنا دیا اور جنہوں نے معبودان باطل کی پرستش کی،

اُولٰٓئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّ اَضَلُّ عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ ۝٦٠ (المائدۃ ۵۷ تا ۶۰)

یہی لوگ بدتر درجے والے ہیں اور یہی راہ راست سے بہت زیادہ بھٹکنے والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اسلام اور مسلمانوں کے دشمن یہود و نصاریٰ اور مشرکین کی دوستی سے نفرت دلاتے ہوئے فرمایا اے لوگو جو ایمان لائے ہو! تمہارے پیش رو اہل کتاب میں سے جن لوگوں نے تمہارے دین و شریعت کو مذاق اور تفریح کا سامان بنالیا ہے، جو اللہ اور اس

کے رسول کے دشمن ہیں، انہیں اور دوسرے مشرکین اور کافروں کو اپنا دوست اور رفیق نہ بناؤ، اور ان کی دشمنی کی وجہ صرف یہی ہے کہ تم اللہ وحدہ لاشریک پر ایمان لائے ہو، جیسے فرمایا

وَمَا نَقَمُوْا مِنْهُمْ اِلَّآ اَنْ يُّؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۙ ﴿٨﴾ [١]

ترجمہ: اور ان اہل ایمان سے ان کی دشمنی اس کے سوا کسی وجہ سے نہ تھی کہ وہ اس اللہ پر ایمان لے آئے تھے جو زبردست اور اپنی ذات میں آپ محمود ہے۔

ایک مقام پر ان کے غصہ کی وجہ مالی فوائد فرمایا

...وَمَا نَقَمُوْٓا اِلَّآ اَنْ اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ... ﴿٧٤﴾ [٢]

ترجمہ: ان کا سارا غصہ اسی بات پر ہے نا کہ اللہ اور اس کے رسول نے اپنے فضل سے ان کو غنی کر دیا ہے۔

اس لئے فرمایا حزب شیطان کو کبھی اپنا دوست نہ سمجھو۔

لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَاۗءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ... ﴿٢٨﴾ [٣]

ترجمہ: مومنین اہل ایمان کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا رفیق اور یار و مددگار ہرگز نہ بنائیں جو ایسا کرے گا اس کا اللہ سے کوئی تعلق نہیں۔

اللہ کی گرفت سے ڈرو اگر تم مومن ہو، جب تم لوگوں کو نماز کے لئے جمع کرنے کے لئے اذان کی آواز بلند کرتے ہو تو شیطان کے ان پیروکاروں کو توحید و رسالت کی یہ خالص پکار اچھی نہیں لگتی اور وہ اس کی نقلیں اتارتے ہیں،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ:أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ أَدْبَرَ الشَّيْطَانُ، وَلَهُ ضُرَاطٌ، حَتَّى لَا يَسْمَعَ التَّأْذِينَ ،فَإِذَا قَضَى النِّدَاءَ أَقْبَلَ، حَتَّى إِذَا ثُوِّبَ بِالصَّلَاةِ أَدْبَرَ حَتَّى إِذَا قَضَى التَّثْوِيبَ أَقْبَلَ، حَتَّى يَخْطِرَ بَيْنَ الْمَرْءِ وَنَفْسِهِ، يَقُولُ: اذْكُرْ كَذَا، اذْكُرْ كَذَا، لِمَا لَمْ يَكُنْ يَذْكُرُ حَتَّى يَظَلَّ الرَّجُلُ لَا يَدْرِي كَمْ صَلَّى

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب شیطان اذان کی آواز سنتا ہے تو گوز مارتا ہوا بھاگ جاتا ہے (تاکہ اذان کی گواہی آخرت میں نہ دینی پڑے) اور وہاں جا کر ٹھیرتا ہے جہاں اذان کی آواز نہ سن پائے اور جب اذان ختم ہو جاتی ہے تو پھر آ جاتا ہے، تکبیر کے وقت پھر پیٹھ پھیر کر چل دیتا ہے اور جب تکبیر ختم ہو جاتی ہے تو پھر آ کر نمازیوں کے دلوں میں وسوسے پیدا کرتا ہے، اور نمازی کو یہ بھی خبر نہیں رہتی کہ نماز کی کتنی رکعت پڑھیں۔ [٤]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:فَإِذَا وَجَدَ أَحَدُكُمْ ذَلِكَ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ

[١] البروج ٨

[٢] التوبة ٧٤

[٣] آل عمران ٢٨

[٤] صحیح بخاری کتاب الاذان بَابُ فَضْلِ التَّأْذِينِ ٦٠٨، صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ بَابُ فَضْلِ الْأَذَانِ وَهَرَبِ الشَّيْطَانِ عِنْدَ سَمَاعِهِ ٨٥٩،سنن ابوداودکتاب الصلاۃ بَابُ رَفْعِ الصَّوْتِ بِالْأَذَانِ ٥١٦، مسند احمد ٨١٣٩،سنن الدارمی ١٥٣٥

وَهُوَ جَالِسٌ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم میں سے کوئی جب یہ کیفیت محسوس کرے تو چاہیے کہ بیٹھے ہی بیٹھے دو سجدے کر لے۔[1]

ان کی یہ حرکتیں محض بے عقلی کا نتیجہ ہیں، ورنہ مسلمانوں سے مذہبی اختلاف رکھنے کے باوجود ایسی خفیف حرکات ان سے سرزد نہ ہوتیں، ان سے کہو اے اہل کتاب تم ہم سے صرف اس وجہ سے ناراض ہو اور دشمنیاں کر رہے ہو کہ ہم اللہ وحدہ لاشریک کی ذات وصفات پر ایمان لے آئے ہیں، جیسے فرمایا

وَمَا نَقَمُوْا مِنْهُمْ اِلَّآ اَنْ يُّؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۙ ۸ [2]

ترجمہ: اور ان اہل ایمان سے ان کی دشمنی اس کے سوا کسی وجہ سے نہ تھی کہ وہ اس خدا پر ایمان لے آئے تھے جو زبردست اور اپنی ذات میں آپ محمود ہے۔

...وَمَا نَقَمُوْٓا اِلَّآ اَنْ اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ... ۷۴ [3]

ترجمہ: یہ ان کا سارا غصّہ اسی بات پر ہے تا کہ اللہ اور اس کے رسول نے اپنے فضل سے ان کو غنی کر دیا ہے!۔

اور اس کے رسول سید الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور جو جلیل القدر قرآن مجید اس پر نازل ہوئی ہے اس پر ایمان لے آئے ہیں، اور جو انبیاء بنی اسرائیل میں یا اس سے پہلے مبعوث ہوئے اور جو کتابیں وصحیفے ان پر نازل ہوئے ان پر بھی ایمان لائے ہیں، جو کوئی اس ایمان جیسا ایمان نہیں رکھتے وہ کافر اور فاسق ہیں، پھر اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! ان سے کہو کیا میں ان لوگوں کی نشان دہی کروں جو بدترین، گمراہ ترین، نفرت اور مذمت کے قابل ہیں جن کا انجام اللہ کے ہاں فاسقوں کے انجام سے بھی بدتر ہے؟ وہ لوگ جن پر اللہ نے لعنت کی یعنی اپنی رحمت سے دور کر دیا، جن پر ان کی بے حیائی، مجرمانہ بے باکی، فسق وفجور اور انتہائی اخلاقی تنزل کے سبب بار بار اللہ کا غضب ان پر ٹوٹ پڑا اور سبت کا قانون توڑنے پر قوم کے ایک بڑے گروہ کی صورتیں مسخ کر کے بندر اور سور بنائے گئے، جیسے فرمایا

وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِيْنَ اعْتَدَوْا مِنْكُمْ فِي السَّبْتِ فَقُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِـــِٕيْنَ ۶۵ [4]

ترجمہ: پھر تمہیں اپنی قوم کے ان لوگوں کا قصّہ تو معلوم ہی ہے جنہوں نے سبت کا قانون توڑا تھا ہم نے انہیں کہہ دیا کہ بندر بن جاؤ اور اس حالت میں رہو کہ ہر طرف سے تم پر دھتکار پھٹکار پڑے۔

[1] صحیح بخاری ابواب العمل فی الصلاة بَابُ إِذَا لَمْ يَدْرِ كَمْ صَلَّى ثَلاَثًا أَوْ أَرْبَعًا، سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ ۱۲۳۱، صحیح مسلم کتاب المساجدبَابُ السَّهْوِ فِي الصَّلَاةِ وَالسُّجُودِ لَهُ ۱۲۶۵، سنن ابوداودکتاب الصلاة بَابُ مَنْ قَالَ: يُتِمُّ عَلَى أَكْبَرِ ظَنِّهِ ۱۰۳۰، سنن الکبری للنسائی ۵۹۵، مسند احمد ۱۰۷۶۹، سنن الدارمی ۱۵۳۵

[2] البروج ۸

[3] التوبة ۷۴

[4] البقرة ۶۵

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: سُئِلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْقِرَدَةِ وَالْخَنَازِيرِ، أَهِيَ مِمَّا مَسَخَ اللهُ تَعَالَى ؟ فَقَالَ إِنَّ اللهَ لَمْ يُهْلِكْ قَوْمًا -أَوْ قَالَ: لَمْ يَمْسَخْ قَوْمًا-فَيَجْعَلَ لَهُمْ نَسْلاً وَلَا عَقِبًا وَإِنَّ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيرَ كانت قبل ذلك

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ کیا یہ بندر اور مسخ شدہ مخلوقات ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس قوم پر اللہ کا ایسا عذاب نازل ہوتا ہے ان کی نسل ہی ختم کر دی جاتی ہے، ان سے پہلے بھی سور اور بندر تھے۔[1]

جنہوں نے اللہ کی نازل کردہ کتابوں کے باوجود اللہ وحدہ لاشریک کی بندگی کے بجائے طاغوت کی بندگی کی (ہر وہ چیز جس کی اللہ کے سوا عبادت کی جائے وہ طاغوت ہے) اے اہل کتاب! اس آئینے میں تم اپنا چہرہ اور کردار دیکھ لو! کہ یہ کن لوگوں کی تاریخ ہے اور وہ کون لوگ ہیں؟ کیا یہ تم لوگ نہیں ہو؟ اور ان کا درجہ اور بھی زیادہ برا ہے اور وہ سیدھی راہ سے بہت دور ہیں۔

وَ اِذَا جَآءُوْكُمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَ قَدْ دَّخَلُوْا بِالْكُفْرِ وَ هُمْ قَدْ خَرَجُوْا بِهٖ ؕ

اور جب تمہارے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے حالانکہ وہ کفر لیے ہوئے ہی آئے تھے اسی کفر کے ساتھ ہی

وَ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا يَكْتُمُوْنَ ﴿۶۱﴾ وَ تَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يُسَارِعُوْنَ فِي الْاِثْمِ

گئے بھی، اور یہ جو کچھ چھپا رہے ہیں اسے اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے، آپ دیکھیں گے کہ ان میں سے اکثر گناہ کے کاموں

وَ الْعُدْوَانِ وَ اَكْلِهِمُ السُّحْتَ ؕ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۶۲﴾

کی طرف اور ظلم وزیادتی کی طرف اور مال حرام کھانے کی طرف لپک رہے ہیں جو کچھ یہ کر رہے ہیں وہ نہایت برے کام ہیں

لَوْ لَا يَنْهٰىهُمُ الرَّبّٰنِيُّوْنَ وَ الْاَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْاِثْمَ وَ اَكْلِهِمُ السُّحْتَ ؕ لَبِئْسَ

انہیں ان کے عابد و عالم جھوٹ باتوں کے کہنے اور حرام چیزوں کے کھانے سے کیوں نہیں روکتے، بیشک برا کام ہے

مَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ﴿۶۳﴾ وَ قَالَتِ الْيَهُوْدُ يَدُ اللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ ؕ غُلَّتْ اَيْدِيْهِمْ

جو یہ کر رہے ہیں، اور یہودیوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں، انہی کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں

وَ لُعِنُوْا بِمَا قَالُوْا ۘ بَلْ يَدٰهُ مَبْسُوْطَتٰنِ ۙ يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَآءُ ؕ

اور ان کے اس قول کی وجہ سے ان پر لعنت کی گئی بلکہ اللہ تعالیٰ کے دونوں ہاتھ کھلے ہوئے ہیں جس طرح چاہتا ہے

وَ لَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّ كُفْرًا ؕ

خرچ کرتا ہے، اور جو کچھ تیری طرف تیرے رب کی جانب سے اتارا جاتا ہے وہ ان میں سے اکثر کو تو سرکشی اور کفر میں

[1] تفسیر ابن کثیر ۱۴۲؍۳

وَ اَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَ الْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ؕ

اور بڑھا دیتا ہے، اور ہم نے ان میں آپس میں ہی قیامت تک کے لیے عداوت اور بغض ڈال دیا ہے،

كُلَّمَآ اَوْقَدُوْا نَارًا لِّلْحَرْبِ اَطْفَاَهَا اللّٰهُ ۙ وَ يَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ فَسَادًا ؕ

وہ جب کبھی لڑائی کی آگ کو بھڑکانا چاہتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اسے بجھا دیتا ہے، یہ ملک بھر میں شر اور فساد مچاتے پھرتے ہیں

وَ اللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿٦٤﴾ (المائدۃ ٦١ تا ٦٤)

اور اللہ تعالیٰ فسادیوں سے محبت نہیں کرتا۔

منافقین کا ذکر فرمایا کہ جب یہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ہدایت کے حصول کے لئے نہیں بلکہ دلوں میں اپنے کفر و نفاق کو چھپائے ہوئے حاضر ہوتے ہیں اور مومنوں کو دھوکا دینے کے لیے کہتے ہیں ہم ایمان لائے مگر آپ ﷺ کی پاکیزہ صحبت اور آپ کے وعظ و نصیحت کا ان پر کوئی اثر نہیں ہوتا، چنانچہ جیسی حالت میں یہ آتے ہیں اسی ہی حالت میں واپس چلے جاتے ہیں، اور یہ اپنے دلوں میں جو کچھ چھپائے ہوئے ہیں اللہ عالم الغیب والشہادۃ اس سے بخوبی واقف ہے، ان میں اکثر لوگوں کا کردار یہ ہے کہ گناہ کے کاموں، ظلم و زیادتی اور مال حرام کھانے کی طرف سبقت کرتے ہیں، جو کچھ یہ کر رہے ہیں وہ نہایت برے کام ہیں، اہل کتاب کے علماء و مشائخ کو سرزنش کرتے ہوئے فرمایا ان کے درویش، عابد و عالم اپنی ذمہ داری امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو بجالانے کے بجائے عوام کو فسق و فجور اور حرام خوری کے ارتکاب سے منع نہیں کرتے، بیشک برا کام ہے جو یہ کر رہے ہیں،

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ , عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ , قَوْلُهُ: {لَوْلَا يَنْهَاهُمُ الرَّبَّانِيُّونَ وَالْأَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْإِثْمَ وَأَكْلِهِمُ السُّحْتَ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَصْنَعُونَ}، [١] يَعْنِي الرَّبَّانِيِّينَ أَنَّهُمْ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَصْنَعُونَ

علی بن ابوطلحہ نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت کریمہ ”کیوں ان کے علماء اور مشائخ انہیں گناہ پر زبان کھولنے اور حرام کھانے سے نہیں روکتے؟ یقیناً بہت ہی برا کارنامہ زندگی ہے جو وہ تیار کر رہے ہیں۔“ کی تفسیر کے بارے میں روایت کیا ہے انہیں کاموں سے منع نہ کرنے کی وجہ سے ان کے مشائخ اور علماء بھی برا کرتے تھے۔ [٢]

عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمُرَ , قَالَ: خَطَبَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا هَلَكَ مَنْ هَلَكَ قَبْلَكُمْ بِرُكُوبِهِمُ الْمَعَاصِيَ , وَلَمْ يَنْهَهُمُ الرَّبَّانِيُّونَ وَالْأَحْبَارُ فَلَمَّا تَمَادَوْا فِي الْمَعَاصِي وَلَمْ يَنْهَهُمُ الرَّبَّانِيُّونَ وَالْأَحْبَارُ أَخَذَتْهُمُ الْعُقُوبَاتُ، فَمُرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَانْهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ، قَبْلَ أَنْ يَنْزِلَ بِكُمْ مِثْلُ الَّذِي نَزَلَ بِهِمْ، وَاعْلَمُوا أَنَّ الْأَمْرَ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيَ عَنِ الْمُنْكَرِ لَا يَقْطَعُ رِزْقًا وَلَا يُقَرِّبُ أَجَلًا

---

[١] المائدۃ: 63

[٢] تفسیر طبری ١٠/٤٥٠

یحییٰ بن یعمر کہتے ہیں سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ایک خطبہ میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کے بعد فرمایا اے لوگو! تم سے اگلے لوگ اسی بنا پر ہلاک کر دیئے گئے کہ وہ برائیاں کرتے تھے تو ان کے عالم اور اللہ والے خاموش رہتے تھے، جب ان میں یہ عادت پختہ ہوگئی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں طرح طرح کی سزائیں دیں، اس سے پہلے کہ تم پر بھی وہی عذاب آجائیں جو تم سے پہلے والوں پر آئے تمہیں چاہئے کہ نیکی کا حکم کرو اور برائی سے روکو، پس یقین رکھو کہ نیکی کا حکم کرنے اور برائی سے روکنے سے نہ تو تمہاری روزی گھٹ جائے گی اور نہ تمہاری موت قریب ہو جائے گی۔ (۱)

عَنِ الْمُنْذِرِ بْنِ جَرِيرٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَا مِنْ قَوْمٍ يَكُونُ بَيْنَ أَظْهُرِهِمْ مَنْ يَعْمَلُ بِالْمَعَاصِي هُمْ أَعَزُّ مِنْهُ وَأَمْنَعُ لَمْ يُغَيِّرُوا عَلَيْهِ، إِلَّا أَصَابَهُمُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنْهُ بِعِقَابٍ

منذر بن جریر اپنے والد سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ جس قوم میں کوئی اللہ کی نافرمانی کرے اور لوگ روکنے کی قدرت اور غلبہ رکھنے کے باوجود اسے نہ مٹائیں تو اللہ عزوجل سب پر اپنا عذاب نازل فرمائے گا۔ (۲)

عَنْ جَرِيرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:مَا مِنْ رَجُلٍ يَكُونُ فِي قَوْمٍ يُعْمَلُ فِيهِمْ بِالْمَعَاصِي، يَقْدِرُونَ عَلَى أَنْ يُغَيِّرُوا عَلَيْهِ، فَلَا يُغَيِّرُوا، إِلَّا أَصَابَهُمُ اللَّهُ بِعَذَابٍ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَمُوتُوا

جریر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا جو کوئی ایسی قوم میں ہو کہ ان میں اللہ کی نافرمانیاں کی جارہی ہوں اور وہ لوگ ان کی اصلاح اور ان کے بدلنے پر قادر ہوں اس کے باوجود وہ ان کی اصلاح نہ کریں اور انہیں نہ بدلیں تو اللہ تعالیٰ ان سب کو ان کے مرنے سے پہلے عذاب دے گا۔ (۳)

چونکہ صدیوں سے (بابل کے حکمران بخت نصر کے وقت سے جس نے ان کی سازشوں کی وجہ سے ان کی سلطنت کی اینٹ سے اینٹ بجادی تھی اور انہیں غلام بنا کر پورے ملک میں منتشر کر دیا تھا) یہودی قوم ذلت ونکبت کی حالت میں مبتلا تھی اور اس کی گزشتہ عظمت قصہ پارینہ بن چکی تھی جس کے پھر واپس آنے کا بھی کوئی امکان انہیں نظر نہیں آتا تھا، مگر اللہ کی طرف رجوع کرنے کے بجائے اپنے قومی مصائب پر ماتم کرتے ہوئے یہ بیہودہ اور گستاخانہ فقرہ کہتے کہ اللہ تعالیٰ بھلائی احسان اور نیکی سے بخیل ہے اور اس نے عطا اور بخشش سے اپنے ہاتھ روکے ہوئے ہیں،

وَقَالَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَلْحَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَوْلُهُ: {وَقَالَتِ الْيَهُودُ يَدُ اللّٰهِ مَغْلُولَةٌ} قَالَ: لَا يَعْنُونَ بِذَلِكَ أَنَّ يَدَ اللهِ مُوثَقَةٌ وَلَكِنْ يَقُولُونَ: بَخِيلٌ أَمْسَكَ مَا عِنْدَهُ، تَعَالَى اللهُ عَمَّا يَقُولُونَ عُلُوًّا كَبِيرًا

علی بن ابوطلحہ نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے ''یہودی کہتے ہیں اللہ کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں۔'' سے ان کی یہ مراد نہیں

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم ۱۱۶۶/۴

(۲) مسند احمد ۱۹۲۱۶

(۳) سنن ابوداودکتاب الملاحم بَابُ الْأَمْرِ وَالنَّهْيِ ۴۳۳۹

تھی کہ اللہ کا ہاتھ بندھا ہوا ہے بلکہ اس سے ان کی مراد یہ تھی کہ اللہ بخیل ہے اور اس کے پاس جو کچھ ہے اس کو اس نے روک رکھا ہے۔ ⁽¹⁾

یہودیوں کا یہ بھی قول تھا

لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ فَقِيْرٌ وَّنَحْنُ اَغْنِيَاۗءُ... ﴿١٨١﴾ ⁽²⁾

ترجمہ: اللہ نے ان لوگوں کا قول سنا جو کہتے ہیں کہ اللہ فقیر ہے اور ہم غنی ہیں۔

قَالَ عِكْرِمَةُ: ﴿وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ يَدُ اللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ﴾ ⁽³⁾ الْآيَةُ, نَزَلَتْ فِي فِنْحَاصٍ الْيَهُودِيِّ، عَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ

عکرمہ کہتے ہیں " یہودی کہتے ہیں اللہ کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں۔" یہ فقرے کہنے والا فخاص نامی یہودی تھا اللہ کی اس پر لعنت ہو۔ ⁽⁴⁾

اللہ تعالیٰ نے ان کے کذب وافتراء کے جواب میں فرمایا انہی کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں یعنی بخیلی تو ان کا شیوا ہے، یہ دنیا میں اپنے بخل اور تنگ دلی کے لئے ضرب المثل بن چکے ہیں، جیسے فرمایا

اَمْ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّنَ الْمُلْكِ فَاِذًا لَّا يُؤْتُوْنَ النَّاسَ نَقِيْرًا ﴿٥٣﴾ اَمْ يَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰي مَآ اٰتٰىھُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ فَقَدْ اٰتَيْنَآ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاٰتَيْنٰھُمْ مُّلْكًا عَظِيْمًا ﴿٥٤﴾ ⁽⁵⁾

ترجمہ: کیا حکومت میں ان کا کوئی حصّہ ہے؟ اگر ایسا ہوتا تو یہ دوسروں کو ایک پھوٹی کوڑی تک نہ دیتے، پھر یا یہ دوسروں سے اس لیے حسد کرتے ہیں کہ اللہ نے انہیں اپنے فضل سے نواز دیا؟ اگر یہ بات ہے تو انہیں معلوم ہو کہ ہم نے تو ابراہیم کی اولاد کو کتاب اور حکمت عطا کی اور ملک عظیم بخش دیا۔

ان کے اس طرح کے کردار وافعال کی وجہ سے یہ اللہ کی نظر عنایت سے محروم اور اس کی رحمت سے دور ہیں، جیسے فرمایا

...وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ ۚ وَبَاۗءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ... ﴿٦١﴾ ⁽⁶⁾

ترجمہ: آخر کار نوبت یہاں تک پہنچی کہ ذلّت وخواری اور پستی وبدحالی ان پر مسلط ہوگئی اور وہ اللہ کے غضب میں گھر گئے۔

بیشک زمین وآسمان کے تمام خزانے اللہ ہی کے پاس ہیں، اور وہ اپنے فضل وکرم سے اپنے بے شمار خزانوں میں سے اپنے دونوں ہاتھوں سے بندوں پر جس طرح چاہتا ہے خرچ کرتا ہے، کوئی اسے روکنے والا نہیں، اس کی عطاو بخشش ہر وقت موسلادار بارش کی مانند ہے،

حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ، قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِنَّ يَمِينَ اللهِ مَلأَى لَا يَغِيضُها نَفَقَةٌ، سَحَّاء اللَيْلِ وَالنَّهارِ، أَرَأَيْتُمْ مَا أَنْفَقَ مُنْذُ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ، فَإِنَّهُ لَمْ يَغِض مَا فِي يَمِينِهِ

⁽¹⁾ تفسیر طبری ۱۰/۴۵۲

⁽²⁾ آل عمران ۱۸۱

⁽³⁾ المائدة: 64

⁽⁴⁾ تفسیر طبری ۱۰/۴۵۳

⁽⁵⁾ النساۓ۵۴،۵۳

⁽⁶⁾ البقرة۶۱

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کا دایاں ہاتھ بھرا ہوا ہے، رات دن خرچ کرتا ہے، لیکن کوئی کمی واقع نہیں ہوتی ، ذرا دیکھو تو جب سے آسمان وزمین اس نے پیدا کیے ہیں وہ خرچ کر رہا ہے لیکن اس کے ہاتھ کے خزانے میں کمی نہیں آئی۔[1]

اللہ تعالیٰ جو کچھ تم پر نازل فرماتا ہے اس سے کوئی مفید سبق لینے، اپنی غلطیوں اور غلط کاریوں پر متنبہ ہو کر ان کی تلافی کرنے، اپنی گری ہوئی حالت کے اسباب معلوم کر کے اصلاح کی طرف متوجہ ہونے کے بجائے ان کا کفر، سرکشی اور گمراہی بڑھ جاتی ہے، اور اسی پاداش میں ہم نے یہود و نصاریٰ کے دلوں میں قیامت تک کے لئے بغض و عداوت ڈال دیا ہے، یہ لوگ جب کبھی آپ اور اسلام کے خلاف کوئی سازش کرتے یا لڑائی کے اسباب مہیا کرتے ہیں تو اللہ ان کی ہر کوشش کو باطل کر دیتا ہے، اور ان کی سازش کو انہی پر الٹا دیتا ہے، مگر یہ ان کی عادت ثانیہ بن گئی ہے کہ ہمیشہ اللہ کی زمین میں امن و آتشی قائم کرنے کے بجائے فساد پھیلانے کی مذموم کوششیں کرتے رہتے ہیں، دراں حالیکہ اللہ تعالیٰ مفسدین کو پسند نہیں کرتا۔

وَ لَوْ اَنَّ اَهْلَ الْكِتٰبِ اٰمَنُوْا وَ اتَّقَوْا لَكَفَّرْنَا عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَ لَاَدْخَلْنٰهُمْ

اور اگر یہ اہل کتاب ایمان لاتے اور تقویٰ اختیار کرتے تو ہم ان کی تمام برائیاں معاف فرما دیتے اور ضرور انہیں

جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿۶۵﴾ وَ لَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَ الْاِنْجِيْلَ وَ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ

راحت و آرام کی جنتوں میں لے جاتے، اور اگر یہ لوگ تورات و انجیل اور ان کی جانب جو کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل

مِّنْ رَّبِّهِمْ لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ ؕ مِنْهُمْ اُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ ؕ

فرمایا گیا ہے ان کے پورے پابند رہتے تو یہ لوگ اپنے اوپر سے اور نیچے سے روزیاں پاتے اور کھاتے،

وَ كَثِيْرٌ مِّنْهُمْ سَآءَ مَا يَعْمَلُوْنَ ﴿۶۶﴾ (المائدۃ ۶۵،۶۶)

ایک جماعت تو ان میں سے درمیانہ روش کی ہے، باقی ان میں سے بہت سے لوگوں کے برے اعمال ہیں

اس سرکشی کے بجائے اہل کتاب اگر پیغمبر آخر الزمان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور نازل شدہ کتاب قرآن مجید پر بھی ایمان لے آتے اور گناہوں اور حرام کاموں کے ارتکاب سے پرہیز کرتے، جس میں اہم ترین شرک ہے جس میں وہ مبتلا ہیں تو ہم ان کے تمام گناہوں کو معاف فرما دیتے اور انہیں انواع و اقسام کی لازوال نعمتوں بھری جنتوں میں داخل فرما دیتے، اگر یہ لوگ تورات، انجیل اور تمام آسمانی کتب پر ایمان لے آتے اور اس کے احکام کی پابندی کرتے، جس میں ایک آخری نبی پر ایمان لانا بھی تھا تو اللہ تعالیٰ انہیں کثرت سے انواع و اقسام کے رزق مہیا فرماتا، جیسے فرمایا

---

[1] صحیح بخاری کتاب التوحید بَابُ وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ ۷۴۱۹، وکتاب التفسیر سورۃ ھود بَابُ قَوْلِهِ وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ ۴۶۸۴، صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ بَابُ الْحَثِّ عَلَى النَّفَقَةِ وَتَبْشِيرِ الْمُنْفِقِ بِالْخَلَفِ ۲۳۰۹، مسند احمد ۱۰۵۰۰، ۸۱۴۰

وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰۤی اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَیْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ... ۝۹۶ (۱)

ترجمہ: اگر بستیوں کے لوگ ایمان لاتے اور تقویٰ کی روش اختیار کرتے تو ہم ان پر آسمان اور زمین سے برکتوں کے دروازے کھول دیتے۔

اگرچہ ان میں ایک قلیل تعداد لوگ سیدھی راہ پر گامزن ہیں، جیسے فرمایا

وَمِنْ قَوْمِ مُوْسٰۤی اُمَّةٌ یَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ یَعْدِلُوْنَ ۝۱۵۹ (۲)

ترجمہ: موسیٰ کی قوم میں ایک گروہ ایسا بھی تھا جو حق کے مطابق ہدایت کرتا اور حق ہی کے مطابق انصاف کرتا تھا۔

مگر ان کی اکثریت نے ایمان کا راستہ اختیار نہیں کیا اور وہ اپنے کفر پر مصر اور رسالت محمدی سے انکار پر اڑے ہوئے ہیں۔

یٰۤاَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ ؕ وَ اِنْ لَّمْ تَفْعَلْ

اے رسول جو کچھ بھی آپ کی طرف آپ کے رب کی جانب سے نازل کیا گیا ہے پہنچا دیجئے، اگر آپ نے ایسا نہ کیا

فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ ؕ وَ اللّٰهُ یَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

تو آپ نے اللہ کی رسالت ادا نہیں کی ، اور آپ کو اللہ تعالیٰ لوگوں سے بچا لے گا، بیشک اللہ تعالیٰ

لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْكٰفِرِیْنَ ۝۶۷ قُلْ یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لَسْتُمْ عَلٰی شَیْءٍ حَتّٰی تُقِیْمُوا التَّوْرٰىةَ

کافر لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا، آپ کہہ دیجئے کہ اے اہل کتاب! تم دراصل کسی چیز پر نہیں جب تک کہ تورات

وَ الْاِنْجِیْلَ وَ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ وَ لَیَزِیْدَنَّ كَثِیْرًا مِّنْهُمْ مَّاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكَ

وانجیل کو اور جو کچھ تمہاری طرف تمہارے رب کی طرف سے اتارا گیا قائم نہ کرو، جو کچھ آپ کی جانب آپ کے

مِنْ رَّبِّكَ طُغْیَانًا وَّ كُفْرًا ۚ فَلَا تَاْسَ عَلَی الْقَوْمِ الْكٰفِرِیْنَ ۝۶۸

رب کی طرف سے اترا ہے وہ ان میں سے بہتوں کو شرارت اور انکار میں اور بھی بڑھائے گا ہی، تو آپ ان کافروں پر غمگین نہ

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ الَّذِیْنَ هَادُوْا وَ الصّٰبِـُٔوْنَ وَ النَّصٰرٰی مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ

ہوں، مسلمان، یہودی، ستارہ پرست اور نصرانی کوئی ہو جو بھی اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان لائے

وَ عَمِلَ صَالِحًا فَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَ لَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝۶۹ (المائدۃ ۶۷تا۶۹)

اور نیک عمل کرے وہ محض بے خوف رہے گا اور بالکل بے غم ہو جائے گا۔

---

(۱) الاعراف ۹۶

(۲) الاعراف ۱۵۹

اے نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! جو کچھ آپ پر نازل کیا گیا ہے بلا کم و کاست اور بلا خوف و خطر، کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے بے خوف ہو کر آپ لوگوں تک پہنچا دیں، اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو آپ نے اللہ کے حکم کی فرمانبرداری نہیں کی چنانچہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اپنا فرض پوری طرح سرانجام دیا،

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: مَنْ حَدَّثَكَ أَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَمَ شَيْئًا مِمَّا أَنْزَلَ اللهُ عَلَيْهِ، فَقَدْ كَذَبَ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جو شخص آپ کو یہ بتائے گا کہ محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے کچھ چھپا لیا ہے اس نے یقیناً جھوٹ کہا۔ [1]

عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قُلْتُ لِعَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: هَلْ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ مِنَ الوَحْيِ إِلَّا مَا فِي كِتَابِ اللهِ؟ قَالَ: لاَ وَالَّذِي فَلَقَ الحَبَّةَ، وَبَرَأَ النَّسَمَةَ، مَا أَعْلَمُهُ إِلَّا فَهْمًا يُعْطِيهِ اللهُ رَجُلًا فِي القُرْآنِ، وَمَا فِي هَذِهِ الصَّحِيفَةِ، قُلْتُ: وَمَا فِي الصَّحِيفَةِ؟ قَالَ: العَقْلُ، وَفَكَاكُ الأَسِيرِ، وَأَنْ لاَ يُقْتَلَ مُسْلِمٌ بِكَافِرٍ

ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ تمہارے پاس قرآن کے علاوہ وحی کے ذریعے سے نازل شدہ کوئی بات ہے؟ تو انہوں نے قسم کھا کر نفی فرمائی اور فرمایا البتہ قرآن کا فہم ہے جسے اللہ تعالیٰ کسی کو بھی عطا فرما دے اور جو کچھ اس صحیفے میں ہے، اس نے پوچھا صحیفے میں کیا ہے؟ فرمایا دیت کے مسائل، قیدیوں کو چھوڑ دینے کے احکام ہیں اور یہ ہے کہ مسلمان کافر کے بدلے قصاصاً قتل نہ کیا جائے۔ [2]

عَنْ هَارُونَ بْنِ عَنْتَرَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ فَجَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ لَهُ: إِنْ نَاسًا يَأْتُونَا فَيُخْبِرُونَا أَنَّ عِنْدَكُمْ شَيْئًا لَمْ يُبْدِهِ رسولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلنَّاسِ. فَقَالَ: أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللهَ تَعَالَى قَالَ: يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ وَاللهِ مَا وَرَّثَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سوداءَ فِي بَيْضَاءَ

عنترہ کہتے ہیں کہ میں عبداللہ بن عباس کے پاس حاضر تھا کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے کسی نے کہا کہ لوگوں میں یہ چرچا ہو رہا ہے کہ تمہیں کچھ باتیں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ایسی بتائی ہیں جو اور لوگوں سے چھپائی جاتی تھیں تو آپ نے یہی آیت ''اے پیغمبر! جو کچھ تمہارے رب کی طرف سے تم پر نازل کیا گیا ہے وہ لوگوں تک پہنچا دو اگر تم نے ایسا نہ کیا تو اس کی پیغمبری کا حق ادا نہ کیا۔'' تلاوت کی اور کہا اللہ کی قسم! ہمیں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے کسی ایسی مخصوص چیز کا وارث نہیں بنایا۔ [3]

اور حجۃ الوداع کے موقع پر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایک لاکھ یا ایک لاکھ چالیس ہزار کے جم غفیر میں فرمایا

وَأَنْتُمْ تُسْأَلُونَ عَنِّي، فَمَا أَنْتُمْ قَائِلُونَ؟ قَالُوا: نَشْهَدُ أَنَّكَ قَدْ بَلَّغْتَ وَأَدَّيْتَ وَنَصَحْتَ، فَقَالَ: بِإِصْبَعِهِ السَّبَّابَةِ، يَرْفَعُهَا إِلَى

---

[1] صحیح بخاری کتاب التفسیرسورہ المائدہ بَابُ يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ ۴۶۱۲

[2] صحیح بخاری کتاب الجہادبَابُ فَكَاكِ الأَسِيرِ ۳۰۴۷، وکتاب الدیات بَابُ العَاقِلَةِ ۶۹۰۳،وکتاب الدیات بَابٌ لاَ يُقْتَلُ المُسْلِمُ بِالكَافِرِ ۶۹۱۵،مسنداحمد ۵۹۹،سنن الدارمی ۲۴۰۱

[3] تفسیرابن ابی حاتم ۶۶۱۱،۱۱۷۲/۴

السَّماءِ وَيَنْكُتُهَا إِلَى النَّاسِ اللهُمَّ، اشْهَدْ، اللهُمَّ، اشْهَدْ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ

(قیامت کے روز) تم سے سوال ہوگا اور میرا حال پوچھا جائے گا پھر تم میرے بارے میں کیا کہو گے؟ انہوں نے کہا ہم گواہی دیں گے کہ آپ نے اللہ کا پیغام پہنچا دیا اور حق تبلیغ ادا کر دیا اور خیر خواہی فرما دی، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے آسمان کی طرف انگلی کا اشارہ کرتے ہوئے تین مرتبہ فرمایا اے اللہ! میں نے تیرا پیغام پہنچا دیا تو گواہ رہ، تو گواہ رہ، تو گواہ رہ تین بار یہی فرمایا۔[1]

قَالَتْ عَائِشَةُ لَوْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَاتِمًا شَيْئًا مِمَّا أُنْزَلَ اللَّهُ عَلَيْهِ، لَكَتَمَ هَذِهِ الْآيَةَ عَلَى نَفْسِهِ {وَإِذْ تَقُولُ لِلَّذِي أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَأَنْعَمْتَ عَلَيْهِ أَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللَّهَ وَتُخْفِي فِي نَفْسِكَ مَا اللَّهُ مُبْدِيهِ وَتَخْشَى النَّاسَ وَاللَّهُ أَحَقُّ أَنْ تَخْشَاهُ}[2]

ام المومنین عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا سے مروی ہے اگر رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اللہ کے کسی فرمان کو چھپانے والے ہوتے تو اس آیت کو چھپا لیتے ”اس وقت تم اپنے دل میں وہ بات چھپائے ہوئے تھے جسے اللہ کھولنا چاہتا تھا، تم لوگوں سے ڈر رہے تھے، حالاں کہ اللہ اس کا زیادہ حقدار ہے کہ تم اس سے ڈرو۔“[3]

وَمَنْ حَدَّثَكَ أَنَّهُ كَتَمَ فَقَدْ كَذَبَ، ثُمَّ قَرَأَتْ: {يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ}[4] الآيَةَ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا سے مروی ہے تم میں سے جو شخص یہ کہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے تبلیغ دین میں کوئی بات چھپائی تھی وہ بھی جھوٹا ہے، پھر انہوں نے یہ آیت تلاوت کی ”اے رسول! پہنچا دے وہ سب کچھ جو آپ کے رب کی طرف سے آپ پر نازل کیا گیا ہے۔[5]

اے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! تمہارا حافظ و ناصر اللہ تعالیٰ ہے وہی آپ کو لوگوں کے شر سے مامون و محفوظ رکھے گا اور یقین رکھو کہ وہ کافروں کو (تمہارے مقابلہ میں) کامیابی کی راہ ہرگز نہ دکھائے گا، مدینہ منورہ میں ہر دم مشرکین کے کسی اقدام کا خطرہ منڈلاتا رہتا تھا اس لئے صحابہ کرام آپ کی حفاظت کے لئے چوکیداری کے فرائض سرانجام دیتے تھے،

أَنَّ عَائِشَةَ، قَالَتْ: سَهِرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقْدَمَهُ الْمَدِينَةَ، لَيْلَةً ، فَقَالَ:لَيْتَ رَجُلًا صَالِحًا مِنْ أَصْحَابِي يَحْرُسُنِي اللَّيْلَةَ، قَالَتْ: فَبَيْنَا نَحْنُ كَذَلِكَ سَمِعْنَا خَشْخَشَةَ سِلَاحٍ،فَقَالَ:مَنْ هَذَا؟قَالَ: سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ!فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَا جَاءَ بِكَ؟ قَالَ: وَقَعَ فِي نَفْسِي خَوْفٌ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَجِئْتُ أَحْرُسُهُ، فَدَعَا لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ نَامَ(حَتَّى سَمِعْتُ غَطِيطَهُ)

---

[1] صحیح مسلم کتاب الحج بَابُ حَجَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۲۹۵۰،سنن ابوداودکتاب المناسک بَابُ صِفَةِ حَجَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۱۹۰۵،سنن ابن ماجه کتاب المناسک بَابُ حَجَّةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۳۰۷۴

[2] الأحزاب: 37

[3] صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ مَعْنَى قَوْلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرَى ۴۴۰، مسنداحمد۲۶۰۴۱

[4] المائدة: 67

[5] صحیح بخاری کتاب التفسیرسوره النجم ۴۸۵۵

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ منورہ میں تشریف لانے کے زمانے میں ایک رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم جاگتے رہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کاش کہ میرا کوئی نیک بخت صحابی رات بھر میری حفاظت کرے، عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں یہ بات ہو ہی رہی تھی کہ میرے کانوں میں ہتھیاروں کی آواز آئی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کون ہے؟ جواب ملا سعد بن ابو وقاص رضی اللہ عنہ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کیسے آئے ہو؟ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میرے دل میں آپ کی ذات اقدس کے متعلق خوف محسوس ہوا اس لئے میں آپ کا پہرہ دینے کے لئے حاضر ہوا ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے دعا کی اور با آرام سو گئے یہاں تک کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خراٹوں کی آواز سنی۔ (۱)

خط کشیدہ الفاظ صحیح بخاری میں ہیں۔

عَنْ عِصْمَةَ بْنِ مالك الْخَطْمِي قَالَ: كُنَّا نَحْرُسُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاللَّيْلِ حَتَّى نَزَلَتْ: وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ، فَتَرَكَ الْحَرَسَ

عصمہ بن مالک الخطمی کہتے ہیں چنانچہ (دشمنوں کے ہجوم کی وجہ سے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نگہبانی کے لئے رات کو پہرہ مقرر کیا جاتا تھا یہاں تک کہ آیت ” اللہ تم کو لوگوں کے شر سے بچانے والا ہے۔“ نازل ہوئی پھر رات کی نگہبانی ترک کر دی گئی۔ (۲)

اہل کتاب کو صاف صاف کہہ دو کہ تم کسی دین اصول پر قائم نہیں ہو، تم قرآن مجید اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے ہو نہ تم نے اپنے نبی اور اپنی کتاب کی تصدیق کی ہے، تم نے حق کو تھاما ہے نہ کسی رسول پر تمہارا اعتماد ہے، جب تک تورات اور انجیل اور ان دوسری کتابوں کی پیروی نہ کرو اور نہیں اپنا دستور زندگی نہ بنا لو یعنی اپنے آپ پر اور دوسروں پر اللہ کے احکام نافذ نہ کر لو، جو تمہارے رب کی طرف سے نازل کی گئی ہیں، یہ فرمان جو تم پر نازل کیا گیا ہے اس پر ٹھنڈے دل و دماغ سے غور و فکر کرنے اور حقیقت کو سمجھنے کے بجائے وہ تمہاری اور زیادہ شدید مخالفت شروع کر دیں گے مگر تم حق کا انکار کرنے والوں کی حالت زار پر اپنی جان کو روگ نہ لگاؤ، ہدایت دینا اللہ کے اختیار میں ہے، جیسے فرمایا

لَيْسَ عَلَيْكَ هُدٰىهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ۔۔ (۳)

ترجمہ: اے نبی! لوگوں کو ہدایت بخش دینے کی ذمّے داری تم پر نہیں ہے، ہدایت تو اللہ ہی جسے چاہتا ہے بخشتا ہے۔

اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ﴿۵۶﴾ (۴)

ترجمہ: اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! تم جسے چاہو اسے ہدایت نہیں دے سکتے مگر اللہ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور وہ ان لوگوں کو خوب جانتا ہے جو

(۱) صحیح مسلم كتاب فضائل الصحابة بَابٌ فِي فَضْلِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ۶۲۳۱، صحیح بخاری کتاب الجهاد بَابُ الحِرَاسَةِ فِي الغَزْوِ فِي سَبِيلِ اللهِ ۲۸۸۵، وكتاب التمنى بَابُ قَوْلِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْتَ كَذَا وَكَذَا ۷۲۳۱

(۲) تاريخ المدينة لابن شيبة ۳۰۱/۱، تفسیرابن کثیر ۱۵۳/۳

(۳) البقرة ۲۷۲

(۴) القصص ۵۶

ہدایت قبول کرنے والے ہیں۔

یہودی کا خیال تھا کہ خواہ ان کے اعمال اور عقائد کیسے بھی ہوں نجات ان کا مقدر ہے اس لئے وہ خود کو نجات کا اجارہ دار سمجھتے تھے، ان کے اس زعم باطل کی تردید میں فرمایا کہ زبور ہو یا تورات ہو یا انجیل ہو اور قرآن جو تمام سابقہ دینی اور آسمانی کتب کا نچوڑ ہے ان سب کا ایک ہی اصول ہے کہ اللہ کے ہاں کسی کی اجارہ داری نہیں ہے، قیامت کے روز اللہ کے دربار میں تو فیصلہ صفات پر ہوگا اس لئے مسلمان ہوں یا یہودی ،صابی ہوں یا عیسائی جو بھی اللہ کی ذات وصفات، حیات بعد الموت اور روز آخر کی جزا وسزا پر ایمان لائے گا اور رسول کی اطاعت میں عمل صالحہ اختیار کرے گا تو بے شک اس کے لئے کوئی رنج وخوف نہ ہوگا، جیسے فرمایا

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا وَالنَّصَارَىٰ وَالصَّابِئِينَ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمْ أَجْرُهُمْ عِندَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿٦٢﴾ (۱)

ترجمہ: یقین جانو کہ نبی عربی کو ماننے والے ہوں یا یہودی، عیسائی ہوں یا صابی، جو بھی اللہ اور روز آخر پر ایمان لائے گا اور نیک عمل کرے گا اس کا اجر اس کے رب کے پاس ہے اور اس کے لئے کسی خوف اور رنج کا موقع نہیں ہے۔

لَقَدْ أَخَذْنَا مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَأَرْسَلْنَا إِلَيْهِمْ رُسُلًا ۖ كُلَّمَا جَاءَهُمْ رَسُولٌ

ہم نے بالیقین بنو اسرائیل سے عہد و پیمان لیا اور ان کی طرف رسولوں کو بھیجا، جب کبھی رسول ان کے پاس

بِمَا لَا تَهْوَىٰ أَنفُسُهُمْ فَرِيقًا كَذَّبُوا وَفَرِيقًا

وہ احکام لے کر آئے جو ان کی اپنی منشاء کے خلاف تھے تو انہوں نے ان کی ایک جماعت کی تکذیب کی اور ایک جماعت کو

يَقْتُلُونَ ﴿٧٠﴾ وَحَسِبُوا أَلَّا تَكُونَ فِتْنَةٌ فَعَمُوا وَصَمُّوا ثُمَّ تَابَ اللَّهُ

قتل کر دیا اور سمجھ بیٹھے کہ کوئی پکڑ نہ ہوگی پس اندھے بہرے بن بیٹھے، پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول کی،

عَلَيْهِمْ ثُمَّ عَمُوا وَصَمُّوا كَثِيرٌ مِّنْهُمْ ۚ وَاللَّهُ بَصِيرٌ بِمَا يَعْمَلُونَ ﴿٧١﴾ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ

اس کے بعد بھی ان میں سے اکثر اندھے بہرے ہو گئے، اللہ تعالیٰ ان کے اعمال کو بخوبی دیکھنے والا ہے، بیشک وہ لوگ کافر

قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ ۖ وَقَالَ الْمَسِيحُ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ اعْبُدُوا اللَّهَ

ہو گئے جن کا قول ہے کہ مسیح ابن مریم ہی اللہ ہے حالانکہ خود مسیح نے کہا تھا کہ اے بنی اسرائیل! اللہ ہی کی عبادت کرو

---

(۱) البقرة ۶۲

رَبِّیْ وَ رَبَّکُمْ ؕ اِنَّهٗ مَنْ یُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَیْهِ الْجَنَّةَ وَ مَاْوٰىهُ النَّارُ ؕ

جو میرا اور تمہارا سب کا رب ہے، یقین مانو کہ جو شخص اللہ کے ساتھ شریک کرتا ہے اللہ تعالیٰ نے اس پر جنت حرام کر دی ہے،

وَ مَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ﴿۷۲﴾ (المائدۃ ۷۰ تا ۷۲)

اس کا ٹھکانا جہنم ہی ہے اور گناہ گاروں کی مدد کرنے والا کوئی نہیں ہو گا۔

ہم نے بنی اسرائیل سے اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے اور اس کے احکام کو قائم کرنے کا پختہ عہد لیا تھا اور رہدایت و رہنمائی کے لئے ان کی طرف پے در پے رسول مبعوث کیے جو انہیں رشد و ہدایت کی طرف بلاتے تھے، مگر انہوں نے اس سے کوئی فائدہ حاصل نہ کیا بلکہ اس کے برعکس جب کبھی ان کے پاس کوئی رسول ان کی خواہشات نفس کے خلاف کچھ لے کر آیا تو انہوں نے اپنی سرکشی میں کسی کو جھٹلایا، ان کے ساتھ بدترین معاملہ کیا اور کسی کے مخالف ہو کر اسے ناحق قتل کر دیا اور اپنے نزدیک یہ سمجھے کہ ان کی نافرمانی اور تکذیب کی وجہ سے ان پر کوئی عذاب نہیں آئے گا اور نہ اللہ انہیں اس جرم عظیم پر کوئی سزا دے گا لیکن انہیں زبردست روحانی سزا دی گئی، پس وہ حق دیکھنے سے اندھے اور حق بولنے سے گونگے ہو گئے، ان کی بار بار کی نافرمانیوں، لغزشوں کے باوجود اللہ نے ان کے گناہوں سے چشم پوشی کی، مگر بجائے اس کے کہ اللہ کی رحمت کا شکر ادا کرتے اور آئندہ عمل صالحہ اختیار کرتے یہ اپنی گمراہی اور سرکشی میں اور زیادہ بھٹکتے چلے گئے، اللہ ان کے اعمال سے بے خبر نہیں ہے، وہ جانتا ہے کہ کون کس چیز کا مستحق ہے، اس سے پہلے آیت نمبر ۱۷ میں عیسائیوں کے ایک فرقہ یعقوبیہ جو عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلاَم کو اللہ کا جسمانی ظہور قرار دے کر انہیں عین اللہ مانتے اور اللہ کی حیثیت سے اس کی عبادت کرتے ہیں، ان کے اس عقیدہ الوہیت کی تردید فرمائی اور اب پھر مکرر فرمایا کہ یقیناً وہ لوگ کافر ہو گئے جنہوں نے یہ کہا کہ اللہ مسیح ابن مریم ہی ہے، حالانکہ مسیح ابن مریم نے اللہ کے حکم و مشیت سے ماں کی گود میں ہی اپنی بندگی اور رسالت کا اظہار کرتے ہوئے کہا تھا

قَالَ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ ۛ اٰتٰىنِیَ الْكِتٰبَ وَ جَعَلَنِیْ نَبِیًّا ﴿۳۰﴾ [1]

ترجمہ: میں اللہ کا بندہ ہوں اس نے مجھے کتاب دی اور نبی بنایا۔

اور عمر کہولت میں بھی انہوں نے یہی دعوت دی، اے بنی اسرائیل! اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا رب ہے، ایک مقام پر فرمایا

اِنَّ اللّٰهَ رَبِّیْ وَ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ؕ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ ﴿۵۱﴾ [2]

ترجمہ: اللہ میرا رب بھی ہے اور تمہارا رب بھی لہذا تم اسی کی بندگی اختیار کرو یہی سیدھا راستہ ہے۔

یہی بات سورہ مریم میں بھی فرمائی

---

[1] مریم ۳۰

[2] آل عمران ۵۱

وَاِنَّ اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ۭ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ۝۳۶ [1]

ترجمہ: اللہ میرا رب بھی ہے اور تمہارا رب بھی لہذا تم اسی کی بندگی اختیار کرو یہی سیدھا راستہ ہے۔

یقین مانو جو اللہ کے ساتھ شریک کرتا ہے (خواہ وہ عیسیٰ علیہ السلام ہوں یا کوئی اور) اللہ تعالیٰ نے اس پر جنت حرام کر دی ہے، اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاۗءُ ۚ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰٓى اِثْمًا عَظِيْمًا ۝۴۸ [2]

ترجمہ: اللہ بس شرک ہی کو (کبھی) معاف نہیں کرتا اس کے ماسوا دوسرے جس قدر گناہ ہیں وہ جس کے لئے چاہتا ہے معاف کر دیتا ہے، اللہ کے ساتھ جس نے کسی اور کو شریک ٹھیرایا اس نے تو بہت ہی بڑا جھوٹ تصنیف کیا اور بڑے سخت گناہ کی بات کی۔

چنانچہ جہنمی جب جنتیوں سے کھانا یا پانی مانگیں گے تو اہل جنت کا یہی جواب ہوگا کہ یہ چیزیں کفار پر حرام ہیں،

وَنَادٰٓي اَصْحٰبُ النَّارِ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ اَفِيْضُوْا عَلَيْنَا مِنَ الْمَاۗءِ اَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ ۭ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَهُمَا عَلَي الْكٰفِرِيْنَ ۝۵۰ [3]

ترجمہ: اور دوزخ کے لوگ جنت والوں کو پکاریں گے کہ کچھ تھوڑا سا پانی ہم پر ڈال دو یا جو رزق اللہ نے تمہیں دیا ہے اسی میں سے کچھ پھینک دو، وہ جواب دیں گے کہ اللہ نے یہ دونوں چیزیں ان منکرین حق پر حرام کر دی ہیں۔

عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:يَا ابْنَ الْخَطَّابِ، اذْهَبْ فَنَادِ فِي النَّاسِ، أَنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا الْمُؤْمِنُونَ ، قَالَ: فَخَرَجْتُ فَنَادَيْتُ: أَلَا إِنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا الْمُؤْمِنُونَ

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے خطاب کے بیٹے! اٹھ اور لوگوں کو پکار کر کہہ دے کہ جنت میں فقط اہل ایمان ہی داخل ہوں گے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نکلا اور میں نے مسلمانوں میں آواز لگائی کہ خبردار ہو جاؤ جنت میں فقط اہل اسلام و ایمان والے ہی داخل ہوں گے۔ [4]

مشرکوں کا ٹھکانہ جہنم ہی ہے، اور ان کا کوئی مددگار بھی نہیں ہوگا جو انہیں جہنم کے ہولناک عذاب سے نکال لائے۔

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ ۘ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّآ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۭ

وہ لوگ بھی قطعاً کافر ہو گئے جنہوں نے کہا اللہ تین میں کا تیسرا ہے، دراصل سوا اللہ تعالیٰ کے کوئی معبود نہیں،

---

[1] مریم ۳۶

[2] النساء ۴۸

[3] الاعراف ۵۰

[4] صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ غِلَظِ تَحْرِيمِ الْغُلُولِ، وَأَنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا الْمُؤْمِنُونَ ۳۰۹، وکتاب الصیام باب تحریم صوم التشریق ۲۶۷۹، جامع ترمذی ابواب السیر بَابُ مَا جَاءَ فِي الْغُلُولِ ۱۵۷۴، مسند احمد ۲۰۳، سنن الدارمی ۲۵۳۲

وَ اِنْ لَّمْ يَنْتَهُوْا عَمَّا يَقُوْلُوْنَ لَيَمَسَّنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۷۳﴾

اگر ریہ لوگ اپنے اس قول سے باز نہ رہے تو ان میں سے جو کفر پر رہیں گے انہیں المناک عذاب ضرور پہنچے گا،

اَفَلَا يَتُوْبُوْنَ اِلَى اللّٰهِ وَ يَسْتَغْفِرُوْنَهٗ ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۷۴﴾ (المائدۃ ۷۳،۷۴)

یہ لوگ کیوں اللہ تعالیٰ کی طرف نہیں جھکتے اور کیوں استغفار نہیں کرتے؟ اللہ تعالیٰ تو بہت ہی بخشنے والا اور بڑا ہی مہربان ہے۔

عیسائیوں کے دوسرے فرقے جو تین خداؤں یعنی اللہ تعالیٰ، عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ مریم کے قائل ہیں جن کو وہ اقانیم ثلاثۃ کہتے ہیں کی تردید میں فرمایا یقیناً وہ لوگ بھی کفر میں مبتلا ہو گئے جنہوں نے یہ کہا کہ اللہ تین میں کا ایک ہے، حقیقت یہ ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، جو ہر صفت کمال سے متصف اور ہر نقص سے پاک ہے، اور یہ بھی اللہ تعالیٰ نے وضاحت فرمائی کہ اس نے دنیا میں جتنے بھی رسول بھیجے وہ سب مرد ہی تھے تو عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ جو پیغمبر نہیں بلکہ مسیح علیہ السلام پر ایمان لانے والوں اور ان کی تصدیق کرنے والوں میں سے تھیں تو وہ الٰہ کیسے ہو گئیں، جیسے فرمایا

وَمَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْۤ اِلَيْهِمْ مِّنْ اَهْلِ الْقُرٰى... ﴿۱۰۹﴾ (۱)

ترجمہ: اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! تم سے پہلے ہم نے جو پیغمبر بھیجے تھے وہ سب مرد ہی تھے اور انہی بستیوں کے رہنے والوں میں سے تھے اور انہی کی طرف ہم وحی بھیجتے رہے ہیں۔

چنانچہ روز قیامت اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام سے پوچھے گا

وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَاُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا يَكُوْنُ لِيْۤ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِيْ ۗ بِحَقٍّ ؕ اِنْ كُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ ؕ تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ وَلَاۤ اَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿۱۱۶﴾ مَا قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَاۤ اَمَرْتَنِيْ بِهٖۤ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ ۚ وَ كُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ ۚ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ ؕ وَاَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ﴿۱۱۷﴾ (۲)

ترجمہ: غرض جب اللہ فرمائے گا کہ اے عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم رحمہ اللہ کیا تو نے لوگوں سے کہا تھا کہ اللہ کے سوا مجھے اور میری ماں کو بھی الٰہ بنا لو تو وہ جواب میں عرض کرے گا کہ سبحان اللہ میرا یہ کام نہ تھا کہ وہ بات کہوں جس کے کہنے کا مجھے حق نہ تھا اگر میں نے ایسی بات کہی ہوتی تو آپ کو ضرور علم ہوتا آپ جانتے ہیں جو کچھ میرے دل میں ہے اور میں نہیں جانتا جو کچھ آپ کے دل میں ہے آپ کو ساری پوشیدہ حقیقتوں کے عالم ہیں میں نے ان سے اس کے سوا کچھ نہیں کہا جس کا آپ نے حکم دیا تھا یہ کہ اللہ کی بندگی کرو جو میرا رب بھی ہے اور تمہارا رب بھی، میں اس وقت تک ان کا نگران تھا جب تک کہ میں ان کے درمیان تھا جب آپ نے مجھے واپس بلا لیا تو آپ ان پر نگران تھے اور آپ تو ساری ہی

(۱) یوسف ۱۰۹

(۲) المائدۃ ۱۱۶،۱۱۷

چیزوں پر نگران ہیں۔

اگر یہ اپنے ان باطل عقائد سے تائب نہ ہوئے اور اپنے کفر و شرک پر قائم رہے تو ان میں سے جو بھی کفر پر رہیں گے انہیں گلے میں طوق ڈال کر اور ستر ہاتھ لمبی زنجیروں میں جکڑ کر جہنم رسید کیا جائے گا، پھر اللہ تعالیٰ نے جود و کرم اور لطف و رحمت کی انتہا کرتے ہوئے انہیں اس گناہ عظیم سے توبہ کرنے کی دعوت دی کہ اس قدر سخت جرم، کذب و افترا کے باوجود اگر یہ اللہ تعالیٰ کی توحید کا اقرار اور اس حقیقت کا اعتراف کر کے کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں تسلیم کر لیں اور خلوص نیت سے اپنے گناہوں سے توبہ کر کے اپنے رب سے بخشش مانگیں تو بیشک اللہ درگزر فرمانے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ

مسیح ابن مریم سوا پیغمبر ہونے کے اور کچھ بھی نہیں، اس سے پہلے بھی بہت سے پیغمبر ہو چکے ہیں

وَ اُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ ؕ كَانَا يَاْكُلٰنِ الطَّعَامَ ؕ اُنْظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ

ان کی والدہ ایک راست باز عورت تھیں، دونوں ماں بیٹا کھانا کھایا کرتے تھے، آپ دیکھیے کہ کس طرح ہم ان کے سامنے

لَهُمُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ انْظُرْ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ۝ (المائدة ٧٥)

دلیلیں رکھتے ہیں پھر غور کیجئے کہ کس طرح وہ پھرے جاتے ہیں۔

مسیح ابن مریم اس کے سوا کچھ نہیں تھا کہ بس ایک رسول تھا، اس سے پہلے دنیا میں اور بھی بہت سے رسول گزر چکے تھے، جیسے فرمایا

اِنْ هُوَ اِلَّا عَبْدٌ اَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَجَعَلْنٰهُ مَثَلًا لِّبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ ؕ ۝ [1]

ترجمہ: ابن مریم اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ ایک بندہ تھا جس پر ہم نے انعام کیا اور بنی اسرائیل کے لئے اسے اپنی قدرت کا ایک نمونہ بنا دیا۔

انہیں کسی معاملے میں کوئی اختیار نہیں، انہیں کوئی ایسی فضیلت حاصل نہیں جو انہیں بشریت سے نکال کر ربوبیت کے مرتبے پر فائز کر دیا جائے اور اس کی ماں ایک راستباز یعنی مومنہ عورت تھی جس نے اپنی شرمگاہ کی حفاظت کی تھی اور وہ دونوں دوسرے انسانوں کی طرح کھانا کھانے کی محتاج تھے اور فضلہ خارج بھی کرتے تھے تو نصاریٰ نے کس بنا پر اللہ تعالیٰ کے ساتھ ان دونوں کو بھی الٰہ قرار دے دیا ہے، کیا یہ سوچتے نہیں کہ کیا اللہ کو خوراک کی ضرورت ہوتی ہے، کیا اسے بھی دکھ اور تکالیف پہنچتی ہیں اور کیا اسے موت بھی آتی ہے؟ الٰہ تو ان چیزوں سے ماورا بلکہ وراء الوراء ہوتا ہے، دیکھو ہم کس طرح ان کے سامنے حق کو واضح کرنے کی دلیلیں پیش کرتے ہیں پھر غور کرو کس طرح وہ الٹے پھرے جاتے ہیں، یعنی کس گمراہ مذہب کو اختیار کیے ہوئے ہیں۔

---

[1] الزخرف ٥٩

قُلْ اَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا یَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّ لَا نَفْعًا ؕ

آپ کہہ دیجئے کہ تم اللہ کے سوا ان کی عبادت کرتے ہو جو نہ تمہارے کسی نقصان کے مالک ہیں نہ کسی نفع کے،

وَ اللّٰهُ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ﴿۷۶﴾ قُلْ یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا

اللہ ہی خوب سننے اور پوری طرح جاننے والا ہے ، کہہ دیجئے اے اہل کتاب ! اپنے دین میں ناحق غلو

فِیْ دِیْنِكُمْ غَیْرَ الْحَقِّ وَ لَا تَتَّبِعُوْۤا اَهْوَآءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوْا مِنْ قَبْلُ وَ اَضَلُّوْا كَثِیْرًا

اور زیادتی نہ کرو اور ان لوگوں کی نفسانی خواہشوں کی پیروی نہ کرو جو پہلے سے بہک چکے ہیں

وَّ ضَلُّوْا عَنْ سَوَآءِ السَّبِیْلِ ﴿۷۷﴾ ع (المائدۃ ۷۷،۷۶)

اور بہتوں کو بہکا بھی چکے ہیں اور سیدھی راہ سے ہٹ گئے ہیں۔

معبودان باطل :اے نبی ﷺ! ان یہودیوں، عیسائیوں، مجوسیوں اور دنیا کے تمام مشرکین سے کہہ دیں کیا تم اللہ کو چھوڑ کر جو تمہارا خالق اور مالک ہے، جو تمہیں زمین و آسمان سے رزق بہم پہنچاتا ہے ان معبودوں کی پرستش کرتے ہو جو خود اللہ وحدہ لاشریک کی مخلوق اور اس کی رحمت کے محتاج و فقیر ہیں، جنہیں خود اپنے بارے میں کسی نفع یا نقصان کا کوئی اختیار نہیں، جنہیں نہیں معلوم کہ انہیں کب اٹھایا جائے گا، وہ تمہارے لئے نفع یا نقصان، رزق میں کمی بیشی، زندگی موت کا کیا اختیار یا قدرت رکھیں گے؟ نفع نقصان اور رزق میں کمی بیشی کا اختیار تو کجا وہ تو کسی کی پکار کو سننے اور کسی کا حال تک جاننے کی قدرت نہیں رکھتے، مشکلات اور پریشانیوں میں بندوں کی پکار کو سننا اور ان کی حاجت روائی کرنا، رزق میں میں کمی بیشی کی قدرت تو صرف اللہ وحدہ لاشریک ہی کے اندر ہے، اس لئے ہر طرف سے منہ موڑ کر صرف اس ہی کی عبادت کرو اور اپنی پریشانیوں اور مصائب میں اسی سے ہی مدد مانگو، وہی مشکل کشا ہے اور وہی حاجت روا ہے اور وہی تمہاری ضروریات کو پورا فرمائے گا، اے اہل کتاب! عقیدت اور محبت میں مبتلا ہو کر حق سے تجاوز کر کے باطل میں نہ پڑو اور ایسے لوگوں کی خواہشوں کے پیچھے نہ چلو جو ایک نبی کو الٰہ بنا کر خود بھی گمراہ ہوئے اور بہت سے لوگوں کو بھی گمراہ کیا ہے یہی لوگ ائمہ ضلالت ہیں۔

لُعِنَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْۢ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ وَ عِیْسَى ابْنِ مَرْیَمَ ؕ

بنی اسرائیل کے کافروں پر (حضرت) داؤد (علیہ السلام) اور (حضرت) عیسیٰ بن مریم (علیہ السلام) کی زبانی لعنت کی گئی،

ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّ كَانُوْا یَعْتَدُوْنَ ﴿۷۸﴾ كَانُوْا لَا یَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ

اس وجہ سے کہ وہ نافرمانیاں کرتے تھے، اور حد سے آگے بڑھ جاتے تھے، آپس میں ایک دوسرے کو برے کاموں سے

فَعَلُوْهُ ؕ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ۝٧٩ تَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِيْنَ

جو وہ کرتے تھے روکتے نہ تھے، جو کچھ بھی یہ کرتے تھے یقیناً بہت برا تھا، ان میں سے بہت سے لوگوں کو آپ دیکھیں

كَفَرُوْا ؕ لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ اَنْفُسُهُمْ اَنْ سَخِطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ

گے کہ وہ کافروں سے دوستیاں کرتے ہیں، جو کچھ انہوں نے اپنے لیے آگے بھیج رکھا ہے وہ بہت برا ہے کہ اللہ ان سے

وَ فِي الْعَذَابِ هُمْ خٰلِدُوْنَ ۝٨٠ وَ لَوْ كَانُوْا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ النَّبِيِّ وَ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ

ناراض ہوا اور وہ ہمیشہ عذاب میں رہیں گے، اگر انہیں اللہ تعالیٰ پر اور نبی پر اور جو نازل کیا گیا ہے اس پر ایمان ہوتا تو

مَا اتَّخَذُوْهُمْ اَوْلِيَآءَ وَ لٰكِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ۝٨١ (المائدة ۷۸ تا ۸۱)

وہ یہ کفار سے دوستیاں نہ کرتے، لیکن ان میں اکثر لوگ فاسق ہیں۔

بنی اسرائیل میں سے جن لوگوں نے کفر کی راہ اختیار کی ان پر داود علیہ السلام نے زبور میں اور عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم کی زبان سے انجیل میں لعنت کی گئی،

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ , قَوْلَهُ: لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ قَالَ: لُعِنُوا بِكُلِّ لِسَانٍ عَلَى عَهْدِ مُوسَى فِي التَّوْرَاةِ، وَلُعِنُوا عَلَى عَهْدِ عِيسَى فِي الْإِنْجِيلِ، وَلُعِنُوا عَلَى عَهْدِ دَاوُدَ فِي الزَّبُورِ وَلُعِنُوا عَلَى عَهْدِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْقُرْآنِ

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت کریمہ ”بنی اسرائیل میں سے جن لوگوں نے کفر کی راہ اختیار کی ان پر داود علیہ السلام اور عیسیٰ ابن مریم کی زبان سے لعنت کی گئی۔“ کی تفسیر میں روایت ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کے عہد میں ان لوگوں پر تورات میں لعنت کی گئی، اور عیسیٰ علیہ السلام کے عہد میں ان لوگوں پر انجیل میں لعنت کی گئی اور داود علیہ السلام کے عہد میں ان لوگوں پر زبور میں لعنت کی گئی، اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں قرآن مجید میں لعنت کی گئی۔ [1]

کیونکہ وہ واجبات کو ترک اور محرمات کا ارتکاب کرنے لگے تھے اور انہوں نے دین میں غلو اور بدعات ایجاد کر کے دین کا نقشہ ہی بگاڑ دیا تھا، اس کے علاوہ انہوں نے غلط کار لوگوں کو وعظ ونصیحت، برائیوں پر ملامت کرنے اور انہیں روکنے کے بجائے آزاد چھوڑ دیا تھا یہ بہت برا طرز عمل تھا جو انہوں نے اختیار کیا،

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ أَوَّلَ مَا دَخَلَ النَّقْصُ عَلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ، كَانَ الرَّجُلُ يَلْقَى الرَّجُلَ، فَيَقُولُ: يَا هَذَا، اتَّقِ اللهَ وَدَعْ مَا تَصْنَعُ، فَإِنَّهُ لَا يَحِلُّ لَكَ، ثُمَّ يَلْقَاهُ مِنَ الْغَدِ، فَلَا يَمْنَعُهُ ذَلِكَ أَنْ يَكُونَ أَكِيلَهُ وَشَرِيبَهُ وَقَعِيدَهُ، فَلَمَّا فَعَلُوا ذَلِكَ ضَرَبَ اللهُ قُلُوبَ بَعْضِهِمْ بِبَعْضٍ، ثُمَّ قَالَ: لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

[1] (تفسیر ابن ابی حاتم ۱۱۸۲/۴)

مِنۢ بَنِىٓ إِسْرَآءِيلَ عَلَىٰ لِسَانِ دَاوُۥدَ وَعِيسَى ٱبْنِ مَرْيَمَ إِلَى قَوْلِهِ فَاسِقُونَ،قَالَ: وَكَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مُتَّكِئًا فَجَلَسَ، ثُمَّ قَالَ:كَلَّا وَاللهِ لَتَأْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَلَتَنْهَوُنَّ عَنِ الْمُنْكَرِ، وَلَتَأْخُذُنَّ عَلَى يَدَيِ الظَّالِمِ، وَلَتَأْطُرُنَّهُ عَلَى الْحَقِّ أَطْرًا، وَلَتَقْصُرُنَّهُ عَلَى الْحَقِّ قَصْرًا

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا سب سے پہلا نقص اور عیب جو بنی اسرائیل میں داخل ہوا یہ تھا کہ ان میں سے کوئی دوسرے سے ملتا تو اسے کہتا تھا ارے! اللہ سے ڈرو اور جو کر رہے ہو اس سے باز آجاؤ یہ تمہارے لیے حلال نہیں، پھر اگلے دن ملتا تو اس کے لیے اس کا ہم نوالہ ہم پیالہ اور ہم مجلس ہونے میں اسے کوئی رکاوٹ نہ ہوتی (درآں حالیکہ ایمان کا تقاضا اس سے نفرت اور ترک تعلق تھا) جب ان کا یہ حال ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو ایک دوسرے پر دے مارا (ان کے اندر اختلاف، تنازع اور بغض وحسد پیدا ہو گیا اور ان میں سے اتفاق واتحاد اور الفت اٹھالی گئی) پھر فرمایا ”بنی اسرائیل میں سے جن لوگوں نے کفر کی راہ اختیار کی ان پر داؤد اور عیسیٰ ابن مریم کی زبان سے لعنت کی گئی کیونکہ وہ سرکش ہو گئے تھے اور زیادتیاں کرنے لگے تھے، انہوں نے ایک دوسرے کو برے افعال کے ارتکاب سے روکنا چھوڑ دیا تھا برا طرز عمل تھا جو انہوں نے اختیار کیا، آج تم ان میں بکثرت ایسے لوگ دیکھتے ہو جو (اہل ایمان کے مقابلہ میں) کفار کی حمایت ورفاقت کرتے ہیں یقیناً بہت برا انجام ہے جس کی تیاری ان کے نفسوں نے ان کے لیے کی ہے، اللہ ان پر غضب ناک ہو گیا ہے اور وہ دائمی عذاب میں مبتلا ہونے والے ہیں، اگر فی الواقع یہ لوگ اللہ اور پیغمبر اور اس چیز کے ماننے والے ہوتے جو پیغمبر پر نازل ہوئی تھی تو کبھی (اہل ایمان کے مقابلہ میں) کافروں کو اپنا رفیق نہ بناتے مگر ان میں سے تو بیشتر لوگ خدا کی اطاعت سے نکل چکے ہیں۔“ تک تلاوت کی، پھر رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم (تکیہ سے الگ ہو کر) سیدھے بیٹھ گئے پھر رسول اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ اللہ کی قسم! تم لوگ ضرور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے رہو گے اور تم ضرور ظالم کے دونوں ہاتھوں کو پکڑ لو گے اور اسے حق کی طرف مائل کرو گے اور تم اسے حق پر روکے رکھو گے جیسا کہ حق پر روکنے کا حق ہے (ورنہ تمہارا حال بھی یہی ہو گا)۔ [1]

مگر یہ روایت سنداً ضعیف ہے ابو عبیدہ کا اپنے والد سے سماع ثابت نہیں ہے۔

حکم الألباني: ضعيف

وَأْمُرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ

ایک روایت میں اس فریضے یعنی نیکی کا حکم کرنا اور برائی سے روکنا کے ترک پر یہ وعید سنائی گئی۔

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ:مُرُوا بِالْمَعْرُوفِ، وَانْهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ، قَبْلَ أَنْ تَدْعُوا فَلَا يُسْتَجَابَ لَكُمْ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے سنا آپ فرماتے تھے معروف یعنی اچھی باتوں کا حکم کرو اور منکر یعنی

---

[1] سنن ابوداودکتاب الملاحم بَابُ الْأَمْرِ وَالنَّهْيِ ٤٣٣٦،سنن ابن ماجه كتاب الفتن بَابُ الْأَمْرِ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ ٤٠٠٦

بری باتوں سے منع کرو اس سے پہلے کہ تم اللہ تعالیٰ سے دعا کرو اور تمہاری دعا قبول نہ کی جائے۔ ①

فَقَالَ أَبُو سَعِيدٍ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ، وَذَلِكَ أَضْعَفُ الْإِيمَانِ

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص تم میں سے منکر (خلاف شرع) کام کو دیکھے تو اسے اپنے ہاتھ سے مٹا دے، اگر اس کی طاقت نہ رکھتا ہو تو زبان سے روکے اور اگر اس کی بھی طاقت نہ رکھتا ہو تو دل سے برا جانے اور یہ بہت ہی ضعیف ایمان والا ہے۔ ②

يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وسلم يقول :إِنَّ اللهَ لَا يُعذِّب العامَّة بعَمَلِ الْخَاصَّةِ، حَتَّى يَرَوا الْمُنْكَرَ بَيْنَ ظَهْرانيهم، وَهُمْ قَادِرُونَ عَلَى أَنْ يُنْكِرُوهُ. فَلَا يُنْكِرُونَهُ فَإِذَا فَعَلُوا ذَلِكَ عَذَّبَ اللهُ الْعَامَّةَ وَالْخَاصَّةَ

عدی بن عمیرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ خاص لوگوں کے گناہوں کی وجہ سے عام لوگوں کو عذاب نہیں کرتا لیکن اس وقت کہ برائیاں ان میں پھیل جائیں اور وہ باوجود قدرت کے انکار نہ کریں اس وقت عام و خاص سب کو اللہ عذاب میں گھیر لیتا ہے۔ ③

عَنِ الْعُرْسِ ابْنِ عَمِيرَةَ الْكِنْدِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا عُمِلَتِ الْخَطِيئَةُ فِي الْأَرْضِ، كَانَ مَنْ شَهِدَهَا فَكَرِهَهَا وَقَالَ مَرَّةً:أَنْكَرَهَا كَانَ كَمَنْ غَابَ عَنْهَا وَمَنْ غَابَ عَنْهَا فَرَضِيَهَا، كَانَ كَمَنْ شَهِدَهَا

عرس بن عمیرہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب زمین میں کسی برائی کا ارتکاب کیا جائے اور جو وہاں موجود ہو وہ اسے ناپسند کرے اور ایک بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ اس کی تردید کرے تو وہ ایسے ہے جیسے اس برائی کے وقت وہ موجود ہی نہیں تھا اور جو شخص وہاں موجود تو نہ ہو مگر وہ اس برائی کو پسند کرے تو ایسے ہے جیسے خود وہاں موجود ہو۔ ④

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صلى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ خَطِيبًا، فَكَانَ فِيمَا قَالَ:أَلَا لَا يَمْنَعَنَّ رَجُلًا هَيْبَةُ النَّاسِ أَنْ يَقُولَ الْحَقَّ إِذَا عَلِمَهُ، قَالَ: فَبَكَى أَبُو سَعِيدٍ وَقَالَ: قَدْ وَاللهِ رَأَيْنَا أَشْيَاءَ، فَهِبْنَا

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ ارشاد کرنے کے لئے کھڑے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خطبہ میں فرمایا خبردار کسی

---

① سنن ابن ماجہ کتاب الفتن بَابُ الْأَمْرِ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ ٤٠٠٤،جامع ترمذی ابواب الفتن بَابُ مَا جَاءَ فِي الأَمْرِ بِالمَعْرُوفِ وَالنَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ ٢١٦٩ ، مسند احمد ٢٣٣٢٧

② صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ بَيَانِ كَوْنِ النَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ مِنَ الْإِيمَانِ ١٧٧،سنن ابن ماجہ کتاب الفتن بَابُ الْأَمْرِ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ ٤٠١٣،مسند احمد ١١٠٧٣

③ مسند احمد ١٧٧٢٠،شرح السنة للبغوی ٤١٥٥

④ سنن ابوداود كِتَاب الْمَلَاحِمِ بَابُ الْأَمْرِ وَالنَّهْيِ ٤٣٤٥

شخص کو لوگوں کی ہیبت حق بات کہنے سے نہ روک دے، اس حدیث کو بیان فرما کر ابو سعید رضی اللہ عنہ رو پڑے اور فرمایا افسوس! ہم نے ایسے موقعوں پر لوگوں کی ہیبت مان لی۔ [1]

آپ ان میں بکثرت ایسے لوگ دیکھتے ہو جو توحید اور شرک کی جنگ میں (اہل ایمان کے مقابلہ میں) کفار و مشرکین کی کھلم کھلا حمایت و رفاقت کرتے ہیں، اور بلا کسی شرم و حیا کے یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم اہل کتاب ہیں، یقیناً بہت برا انجام ہے جس کی تیاری ان کے نفسوں نے ان کے لئے کی ہے، کفار و مشرکین سے دوستی کے نتیجے میں اللہ ان پر غضب ناک ہو گیا ہے اور وہ جہنم کے دائمی عذاب میں مبتلا ہونے والے ہیں، اگر فی الواقع یہ لوگ اللہ اور پیغمبر اور اس چیز کے ماننے والے ہوتے جو پیغمبر پر نازل ہوئی تھی (یعنی صحیح معنوں میں اہل ایمان ہوتے) تو کبھی (اہل ایمان کے مقابلہ میں) کافروں کو اپنا دوست اور ہمدرد نہ بناتے مگر ان میں سے تو بیشتر لوگ اللہ کی اطاعت سے نکل چکے ہیں۔

لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوا الْیَهُوْدَ وَ الَّذِیْنَ اَشْرَكُوْا ۚ

یقیناً آپ ایمان والوں کا سب سے زیادہ دشمن یہودیوں اور مشرکوں کو پائیں گے

وَ لَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ قَالُوْۤا اِنَّا نَصٰرٰى ؕ

اور ایمان والوں سے سب سے زیادہ دوستی کے قریب آپ یقیناً انہیں پائیں گے جو اپنے آپ کو نصاریٰ کہتے ہیں،

ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّیْسِیْنَ وَ رُهْبَانًا وَّ اَنَّهُمْ لَا یَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۸۲﴾

یہ اس لیے کہ ان میں علماء اور عبادت کے لیے گوشہ نشین افراد پائے جاتے ہیں اور اس وجہ سے کہ وہ تکبر نہیں کرتے،

وَ اِذَا سَمِعُوْا مَاۤ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰۤى اَعْیُنَهُمْ تَفِیْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا

اور جب وہ رسول کی طرف نازل کردہ (کلام) کو سنتے ہیں تو آپ ان کی آنکھیں آنسو سے بہتی ہوئی دیکھتے ہیں

عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ ۚ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَاۤ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا

اس سبب سے کہ انہوں نے حق کو پہچان لیا، وہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہم ایمان لے آئے پس تو ہم کو بھی ان

مَعَ الشّٰهِدِیْنَ ﴿۸۳﴾ وَ مَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ مَا جَآءَنَا مِنَ الْحَقِّ ۙ

لوگوں کے ساتھ لکھ لے جو تصدیق کرتے ہیں، اور ہمارے پاس کونسا عذر ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ پر اور جو حق ہم پر پہنچا ہے

---

[1] جامع ترمذی ابواب الفتن بَابُ مَا جَاءَ مَا أَخْبَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصْحَابَهُ بِمَا هُوَ كَائِنٌ إِلَى يَوْمِ القِيَامَةِ ۲۱۹۱، سنن ابن ماجه کتاب الفتن بَابُ الْأَمْرِ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ ۴۰۰۷، مسند احمد ۱۱۶۷۸

وَ نَطۡمَعُ اَنۡ یُّدۡخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الۡقَوۡمِ الصّٰلِحِیۡنَ ﴿۸۴﴾

اس پر ایمان نہ لائیں اور ہم اس بات کی امید رکھتے ہیں کہ ہمارا رب ہم کو نیک لوگوں کی رفاقت میں داخل کر دے گا،

فَاَثَابَهُمُ اللّٰهُ بِمَا قَالُوۡا جَنّٰتٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ خٰلِدِیۡنَ فِیۡهَا ؕ

اس لیے ان کو اللہ تعالیٰ ان کے اس قول کی وجہ سے ایسے باغ دے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی،

وَ ذٰلِكَ جَزَآءُ الۡمُحۡسِنِیۡنَ ﴿۸۵﴾ وَ الَّذِیۡنَ كَفَرُوۡا وَ كَذَّبُوۡا بِاٰیٰتِنَاۤ

یہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے اور نیک لوگوں کا یہی بدلہ ہے، اور جن لوگوں نے کفر کیا اور ہماری آیات کو جھٹلاتے رہے

اُولٰٓئِكَ اَصۡحٰبُ الۡجَحِیۡمِ ﴿۸۶﴾ (المائدۃ ۸۲ تا ۸۶)

وہ لوگ دوزخ والے ہیں۔'

کیونکہ یہودیوں کے دلوں میں علم اور ذی علم لوگوں کی کوئی وقعت نہیں اس لئے ان میں علماء کی تعداد بہت ہی کم ہے، اس کے علاوہ یہودیوں کے اندر عناد و جحود، حق سے اعراض و استکبار اور اہل علم و ایمان کی تنقیص کا جذبہ بہت پایا جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ نبیوں کا قتل اور ان کی تکذیب ان کا شعار رہا ہے، انہوں نے محمد رسول اللہ ﷺ کو بھی کئی بار قتل کرنے کا ارادہ کیا، آپ پر جادو کیا اور زہر دیا لیکن ہر بار اللہ تعالیٰ نے آپ کی حفاظت فرمائی اور وہ ناکام و نامراد ہی رہے، اس لئے فرمایا کہ اے نبی ﷺ! تم شدید بغض و حسد اور عناد میں مسلمانوں کے خلاف یہود اور مشرکین کو پاؤ گے اور (یہود کے مقابلے میں) ایمان لانے والوں کے لئے دوستی میں قریب تر ان لوگوں کو پاؤ گے جنہوں نے کہا تھا کہ ہم نصاریٰ ہیں، کیونکہ ان میں گرجاؤں میں عبادت گزار عالم اور تارک الدنیا فقیر پائے جاتے ہیں،

عَنْ جَامِيَةَ بْنِ دِيَابٍ , قَالَ: سَمِعْتُ سَلْمَانَ , وَسُئِلَ , عَنْ قَوْلِهِ: {ذٰلِكَ بِأَنَّ مِنۡهُمۡ قِسِّيسِينَ} [المائدة:82] قَالَ: هُمُ الرُّهْبَانُ الَّذِينَ فِي الصَّوَامِعِ وَالْخِرَبِ فَدَعُوهُمْ فِيهَاقَالَ سَلْمَانُ: وَقَرَأْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: {ذٰلِكَ بِأَنَّ مِنۡهُمۡ قِسِّيسِينَ} فَأَقْرَأَنِي ذَلِكَ بِأَنَّ مِنْهُمْ صِدِّيقِينَ وَرُهْبَانًا [1]

حامیہ بن رباب سے روایت ہے میں نے سلمان سے سنا جب ان سے اس آیت "یہ اس وجہ سے کہ ان میں عبادت گزار عالم اور تارک الدّنیا فقیر پائے جاتے ہیں۔" کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ ان سے مراد وہ راہب لوگ ہیں جو صوموعوں (خانقاہوں) اور ویرانوں میں ہوتے اور ان میں عبادت کرتے رہتے ہیں، سلمان کہتے ہیں کہ میں نے اس آیت کریمہ " اس وجہ سے کہ ان میں عبادت گزار عالم پائے جاتے ہیں۔" کو نبی کریم ﷺ کے پاس پڑھا تو آپ ﷺ نے مجھے یہ آیت اس طرح پڑھائی "یہ اس وجہ سے کہ ان میں

[1] المائدة: 82

صدیق اور تاریک الدنیا فقیر پائے جاتے ہیں۔ (١)

اور ان میں اتباع حق کے بارے میں تکبر اور سرکشی نہیں پائی جاتی بلکہ تواضع، فروتنی اور عاجزی ہے، جیسے فرمایا

...وَجَعَلْنَا فِي قُلُوبِ الَّذِينَ اتَّبَعُوهُ رَأْفَةً وَرَحْمَةً... ﴿٢٧﴾ (٢)

ترجمہ: اور جن لوگوں نے اس کی پیروی اختیار کی ان کے دلوں میں ہم نے ترس اور رحم ڈال دیا۔

وَقَالَ سَعِيدُ بْنُ جُبَيرٍ والسُّدِّي وَغَيْرُهُمَا: نَزَلَتْ فِي وَفْدٍ بَعَثَهُمُ النَّجَاشِيُّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَسْمَعُوا كَلَامَهُ، وَيَرَوْا صِفَاتِهِ ، فَلَمَّا قَرَأَ عَلَيْهِمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقُرْآنَ أَسْلَمُوا وبَكَوا وخَشَعوا ثُمَّ رَجَعُوا إِلَى النَّجَاشِيِّ فَأَخْبَرُوهُ

سعید بن جبیر اور سدی وغیرہ نے کہا ہے کہ یہ آیات اس وفد کے بارے میں نازل ہوئی ہیں جسے نجاشی نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں بھیجا تھا کہ وہ آپ کے کلام کو سنے اور آپ کی صفات کو دیکھے، جب اس وفد میں شامل لوگوں نے آپ ﷺ کو دیکھا اور آپ نے انہیں قرآن سنایا تو وہ مسلمان ہو گئے، قرآن سن کر رونے لگے اور ان پر رقت طاری ہوگئی، پھر انہوں نے واپس جا کر نجاشی کو تمام حالات سے آگاہ کر دیا۔ (٣)

وَقَالَ عطاء بْنُ أَبِي رَبَاحٍ: هُمْ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْحَبَشَةِ، أَسْلَمُوا حِينَ قَدِمَ عَلَيْهِمْ مُهاجرة الْحَبَشَةِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ

اور عطاء بن ابو رباح کا قول ہے کہ ان سے مراد حبشہ کے وہ لوگ ہیں جو اس وقت مسلمان ہو گئے تھے جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہجرت کر کے ان کے پاس حبشہ میں گئے تھے۔ (٤)

علاوہ ازیں دین مسیحی میں نرمی اور عفو و درگزر کی تعلیم کو امتیازی حیثیت حاصل ہے

وَفِي كِتَابِهِمْ: مَنْ ضَرَبَكَ عَلَى خَدِّكَ الْأَيْمَنِ فَأَدِرْ لَهُ خَدَّكَ الْأَيْسَرَ

حتی کہ ان کی کتابوں میں لکھا ہے کہ کوئی تمہارے دائیں رخسار پر مارے تو بایاں رخسار بھی اس کو پیش کر دو یعنی لڑائی جھگڑا مت کرو۔

جب وہ محمد رسول اللہ ﷺ پر نازل اللہ کے کلام کو سنتے ہیں تو وہ جان جاتے ہیں کہ یہ اللہ کا کلام ہے اور اس کے وسیع مضامین اور پر اثر تعلیمات سے متاثر ہو کر ان کے دل نرم ہو جاتے اور آشکوں سے آنسوؤں بہنے لگتے ہیں اور حق کی گواہی دینے کے لئے بول اٹھتے ہیں اے ہمارے پروردگار! ہم پہلے بھی تمام انبیاء اور ان پر نازل کردہ کتابوں اور صحیفوں پر ایمان رکھتے تھے اور اب جو تم نے محمد رسول اللہ ﷺ پر نازل کیا ہے اس پر بھی ایمان لاتے ہیں، ہمارا نام اللہ تعالیٰ کی توحید، اس کے رسول کی رسالت پر اور جو کچھ یہ پیغمبر آخر الزمان ﷺ لے کر آیا ہے اس پر ایمان لانے والوں میں لکھ لے، ایک مقام پر نصاریٰ کا دوسرا وصف فرمایا

---

(١) تفسیرابن ابی حاتم ١١٨٣/٤

(٢) الحدید ٢٧

(٣) تفسیرابن کثیر ١٦٦/٣

(٤) تفسیرابن کثیر ١٦٦/٣

وَاِنَّ مِنۡ اَهۡلِ الۡكِتٰبِ لَمَنۡ يُّؤۡمِنُ بِاللّٰهِ وَمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَيۡكُمۡ وَمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَيۡهِمۡ خٰشِعِيۡنَ لِلّٰهِ... ۝١٩٩ (١)

ترجمہ: اہل کتاب میں بھی کچھ لوگ ایسے ہیں جو اللہ کو مانتے ہیں، اس کتاب پر ایمان لاتے ہیں جو تمہاری طرف بھیجی گئی ہے اور اس کتاب پر بھی ایمان رکھتے ہیں جو اس سے پہلے خود ان کی طرف بھیجی گئی تھی، اللہ کے آگے جھکے ہوئے ہیں۔

ایک مقام پر فرمایا

اَلَّذِيۡنَ اٰتَيۡنٰهُمُ الۡكِتٰبَ مِنۡ قَبۡلِهٖ هُمۡ بِهٖ يُؤۡمِنُوۡنَ ۝٥٢ وَاِذَا يُتۡلٰى عَلَيۡهِمۡ قَالُوۡۤا اٰمَنَّا بِهٖۤ اِنَّهُ الۡحَقُّ مِنۡ رَّبِّنَاۤ اِنَّا كُنَّا مِنۡ قَبۡلِهٖ مُسۡلِمِيۡنَ ۝٥٣ (٢)

ترجمہ: جن لوگوں کو اس سے پہلے ہم نے کتاب دی تھی وہ اس (قرآن) پر ایمان لاتے ہیں اور جب یہ ان کو سنایا جاتا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم اس پر ایمان لائے یہ واقعی حق ہے ہمارے رب کی طرف سے، ہم تو پہلے ہی مسلم ہیں۔

جب ان کو ایمان لانے پر ملامت کی گئی تو انہوں نے اس کے جواب میں کہا کہ آخر کیوں نہ ہم اللہ وحدہ لاشریک پر ایمان لائیں اور اللہ نے جو حق ہماری ہدایت و رہنمائی کے لئے نازل کیا ہے اسے کیوں نہ مان لیں جبکہ ہم اس بات کی خواہش مند ہیں کہ ہمارا رب ہمیں صالح لوگوں کے ساتھ انواع واقسام کی لازوال نعمتوں بھری جنتوں میں داخل کرے؟ ان کا زبان سے ایمان کا اقرار اور دل سے تصدیق کی وجہ سے اللہ تعالیٰ انہیں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے انواع واقسام کی لازوال نعمتوں بھری جنتوں میں داخل فرمائے گا جن کے نیچے انواع اقسام کی نہریں بہہ رہی ہیں ،اللہ تعالیٰ نیکی کی طرف رغبت کرنے والوں کو ایسی ہی جزا دیتے ہیں، اور جو لوگ اللہ کی آیات کو جھٹلاتے اور ایمان لانے سے انکار کرتے ہیں وہ جہنم کے حقدار ہیں جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ عذاب میں گرفتار رہیں گے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تُحَرِّمُوۡا طَيِّبٰتِ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمۡ وَلَا تَعۡتَدُوۡا ؕ

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ نے جو پاکیزہ چیزیں تمہارے واسطے حلال کی ہیں ان کو حرام مت کرو اور حد سے آگے مت نکلو،

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الۡمُعۡتَدِيۡنَ ۝٨٧ وَكُلُوۡا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ

بے شک اللہ تعالیٰ حد سے نکلنے والوں کو پسند نہیں کرتا، اور اللہ تعالیٰ نے جو چیزیں تم کو دی ہیں ان میں سے

حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِىۡۤ اَنۡتُمۡ بِهٖ مُؤۡمِنُوۡنَ ۝٨٨ (المائدۃ ٨٨،٨٧)

حلال مرغوب چیزیں کھاؤ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو جس پر تم ایمان رکھتے ہو

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ رَجُلاً أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي إِذَا أَصَبْتُ اللَّحْمَ انْتَشَرْتُ لِلنِّسَاءِ

---

(١) آل عمران ١٩٩

(٢) القصص ٥٣،٥٢

وَأَخَذَتْنِي شَهْوَتِي، فَحَرَّمْتُ عَلَيَّ اللَّحْمَ. فَأَنْزَلَ اللَّهُ {يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُحَرِّمُوا طَيِّبَاتِ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ وَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ حَلَالًا طَيِّبًا}.

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! جب میں گوشت کھاتا ہوں تو نفسانی شہوت کا غلبہ ہو جاتا ہے اور میں عورتوں کے لئے پریشان پھرتا ہوں اس لئے میں نے اپنے اوپر گوشت حرام کر لیا ہے، جس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی "اے لوگو جو ایمان لائے ہو! جو پاک چیزیں اللہ نے تمہارے لیے حلال کی ہیں انہیں حرام نہ کر لو اور حد سے تجاوز نہ کرو اللہ کو زیادتی کرنے والے سخت ناپسند ہیں، جو کچھ حلال وطیب رزق اللہ نے تم کو دیا ہے اسے کھاؤ پیو۔"[1]

اس آیت کے نزول کے بارے میں ایک روایت یوں ہے

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَلَسَ يَوْمًا فَذَكَّرَ النَّاسَ، ثُمَّ قَامَ وَلَمْ يَزِدْهُمْ عَلَى التَّخْوِيفِ، فَقَالَ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَانُوا عَشَرَةً مِنْهُمْ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ، وَعُثْمَانُ بْنُ مَظْعُونٍ: مَا خِفْنَا إِنْ لَمْ نُحْدِثْ عَمَلًا فَإِنَّ النَّصَارَى قَدْ حَرَّمُوا على أنفسهم، فنحن نحرم ،فحرم بَعْضُهُمْ أَنْ يَأْكُلَ اللحْمَ والودك، وَأَنْ يَأْكُلَ بنَهَار وَحَرَّمَ بَعْضُهُمُ النَّوْمَ، وَحَرَّمَ بَعْضُهُمُ النِّسَاءَ

ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے وعظ فرمایا جس میں خوف اور ڈر ہی کا بیان تھا اس وعظ کو سن کر دس صحابیوں نے جن میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابو طالب، عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ تھے نے آپس میں کہا کہ ہمیں تو عبادت کے کوئی بڑے بڑے طریقے اختیار کرنا چاہئیں، نصرانیوں کو دیکھو کہ انہوں نے اپنے نفس پر بہت سی چیزیں حرام کر رکھی ہیں، اس پر کسی نے گوشت اور چربی وغیرہ کھانا اپنے اوپر حرام کیا اور کسی نے دن کا کھانا بھی حرام کر لیا اور کسی نے رات کو نیند اپنے اوپر حرام کر لی، اور کسی نے عورتوں سے مباشرت حرام کر لی،

فَكَانَ عُثْمَانُ بْنُ مَظْعُونٍ مِمَّنْ حَرَمَ النِّسَاءَ وَكَانَ لَا يَدْنُو مِنْ أَهْلِهِ وَلَا تَدْنُو مِنْهُ، فَأَتَتِ امرأته عائشة، رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، وَكَانَ يُقَالُ لَهَا: الْحَوْلَاءُ، فَقَالَتْ لَهَا عَائِشَةُ وَمَنْ عِنْدَهَا مِنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا بَالُكِ يَا حَوْلَاءُ مُتَغَيِّرَةُ اللونِ، لَا تَمْتَشِطِينَ، لَا تَتَطَيَّبِينَ؟ قَالَتْ: وَكَيْفَ أَمْتَشِطُ وَأَتَطَيَّبُ وَمَا وَقَعَ عليَّ زَوْجِي وَمَا رَفَعَ عَنِّي ثَوْبًا، مُنْذُ كَذَا وَكَذَاقَالَ: فَجَعَلْنَ يَضْحَكْنَ مِنْ كَلَامِهَا

عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی سے اسی بنا پر میل جول ترک کر دیا اور میاں بیوی اپنے صحیح تعلقات سے الگ رہنے لگے، ایک دن ان کی بیوی خولہ رضی اللہ عنہا بنت حکیم، ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئیں وہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات بھی تھیں انہیں پراگندہ حالت میں دیکھ کر سب نے پوچھا کہ تم نے اپنا یہ کیا حلیہ بنا رکھا ہے؟ نہ کنگھی نہ چوٹی کی خبر ہے، نہ لباس ٹھیک ہے اور نہ صفائی اور خوبصورتی کا خیال ہے؟ خولہ رضی اللہ عنہا نے کہا مجھے اب بناؤ سنگھار کی ضرورت ہی کیا رہی ہے؟ اتنی مدت ہوئی جو میرے میاں مجھ سے ملے ہی نہیں اور نہ کبھی انہوں نے میرا کپڑا ہٹایا ہے، یہ سن کر بیویاں ہنسنے لگیں،

---

[1] جامع ترمذی کتاب تفسیر القرآن بَابٌ وَمِنْ سُورَةِ الْمَائِدَةِ ٣٠٤٨

فَدَخَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُنَّ يَضْحَكْنَ، فَقَالَ:مَا يُضْحِكُكُنَّ؟ قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّ الْحَوْلَاءَ سَأَلْتُهَا عَنْ أَمْرِهَا، فَقَالَتْ: مَا رَفَعَ عَنِّي زَوْجِي ثَوْبًا مُنْذُ كَذَا وَكَذَا، فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ فَدَعَاهُ، فَقَالَ:مَا لَكَ يَا عُثْمَانُ؟ قَالَ: إِنِّي تَرَكْتُهُ لِلَّهِ، لِكَيْ أَتَخَلَّى لِلْعِبَادَةِ، وَقَصَّ عَلَيْهِ أَمْرَهُ، وَكَانَ عُثْمَانُ قَدْ أَرَادَ أَنْ يَجُبَّ نَفْسَهُ

اتنے میں رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور وہ ہنس رہی تھیں تو آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ یہ ہنسی کیسی ہے؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! اور پھر خولہ رضی اللہ عنہا کا سارا واقعہ بیان کیا، آپ ﷺ نے اسی وقت آدمی بھیج کر عثمان رضی اللہ عنہ کو بلوایا اور فرمایا اے عثمان رضی اللہ عنہ! یہ کیا قصہ ہے؟ عثمان رضی اللہ عنہ نے سارا واقعہ بیان کر کے عرض کیا کہ میں نے اسے اس لئے چھوڑ رکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت دلچسپی اور فارغ البالی سے کرسکوں بلکہ میرا ارادہ ہے کہ میں خصی ہو جاؤں تا کہ عورتوں کے قابل ہی نہ رہوں،

فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:أَقْسَمْتُ عَلَيْكَ إِلَّا رَجَعْتَ فَوَاقَعْتَ أَهْلَكَ ،فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنِّي صَائِمٌ ، فَقَالَ: أَفْطِرْ فَأَفْطَرَ، وَأَتَى أَهْلَهُ،فَرَجَعَتِ الْحَوْلَاءُ إِلَى عَائِشَةَ [زَوْجِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ] وَقَدِ امْتَشَطَتْ وَاكْتَحَلَتْ وَتَطَيَّبَتْ، فَضَحِكَتْ عَائِشَةُ وَقَالَتْ: مَا لَكِ يَا حَوْلَاءُ؟ فَقَالَتْ: إِنَّهُ أَتَاهَا أَمْسُ، وَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَا بَالُ أَقْوَامٍ حَرَّمُوا النِّسَاءَ وَالطَّعَامَ وَالنَّوْمَ؟ أَلَا إِنِّي أَنَامُ وَأَقُومُ، وَأُفْطِرُ وَأَصُومُ، وَأَنْكِحُ النِّسَاءَ، فَمَنْ رَغِبَ عَنِّي فَلَيْسَ مِنِّي،فَنَزَلَتْ:يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں تجھے قسم دیتا ہوں کہ جا اور اپنی بیوی سے میل کر لے اور اس سے بات چیت کر ،انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! میں روزے سے ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا روزہ توڑ دے، انہوں نے حکم برداری کی، روزہ توڑ دیا اور بیوی سے بھی ملے، پھر خولہ رضی اللہ عنہا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئیں تو کنگھی چوٹی کی ہوئی تھی، لباس بھی ٹھیک تھا اور نہائی دھوئی ہوئی تھیں، ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ہنس کر پوچھا کہا اے خولہ رضی اللہ عنہا اب کیا حال ہے؟ انہوں نے کہا اب عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنا عہد توڑ دیا ہے اور کل وہ مجھ سے ملے بھی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لوگو! یہ تمہارا کیا حال ہے کہ کوئی بیوی حرام کر رہا ہے، کوئی کھانا کوئی سونا تم نہیں دیکھتے کہ میں سوتا بھی ہوں اور قیام بھی کرتا ہوں، افطار بھی کرتا ہوں اور روزے سے بھی رہتا ہوں، عورتوں سے ملتا بھی ہوں نکاح بھی کر رکھے ہیں سنو جو میری سنت سے بے رغبتی کرے وہ مجھ سے نہیں، اس پر یہ آیت ''اے لوگو جو ایمان لائے ہو، جو پاک چیزیں اللہ نے تمہارے لیے حلال کی ہیں انہیں حرام نہ کرلو اور حد سے تجاوز نہ کرو۔'' نازل ہوئی۔ [1]

اس سے پہلے سورۃ البقرۃ میں قسموں کے بارے میں فرمایا گیا تھا

وَلَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً لِّاَيْمَانِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْا وَتَتَّقُوْا وَتُصْلِحُوْا بَيْنَ النَّاسِ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿٢٢٤﴾ لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ قُلُوْبُكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿٢٢٥﴾ [2]

---

[1] تفسیرطبری ۷،۵۱۷، ۱۲۳۴۵، ۱۰/ الدر المنثور فی تفسیر بالماثور ۱۴۱/ ۳، تفسیرالمنار ۲۱/ ۷

[2] البقرۃ ۲۲۵،۲۲۴

ترجمہ :اللہ کے نام کو ایسی قسمیں کھانے کے لئے استعمال نہ کرو جن سے مقصود نیکی اور تقویٰ اور اللہ کے بندوں کی بھلائی کے کاموں سے باز رہنا ہو،اللہ تمہاری ساری باتیں سن رہا ہے اور سب کچھ جانتا ہے،جو بے معنی قسمیں تم بلا ارادہ کھالیا کرتے ہو ان پر اللہ گرفت نہیں کرتا مگر جو قسمیں تم تاکید اور پختگی کے لئے کھاتے ہو ان کی باز پرس وہ ضرور کرے گا،اللہ بہت درگزر کرنے والا اور بردبار ہے۔

مگر اس میں معصیت میں کھائی قسموں کو توڑنے اور کفارے کا کوئی ذکر نہیں فرمایا گیا تھا اب قسموں کے توڑنے اور کفارے کا قانون فرمایا اے لوگو جو ایمان لائے ہو!جو پاک چیزیں اللہ نے تمہارے لئے حلال کی ہیں انہیں خود پر حرام نہ کرلو،یعنی کسی چیز کو حلال یا حرام کرنا اللہ کا اختیار ہے،اگر کوئی شخص خود ہی اللہ کی کسی نعمت کو اپنے پر حرام کرلے تو یہ کفران نعمت اور اللہ تعالیٰ پر افترا ہے،

أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، يَقُولُ: جَاءَ ثَلاَثَةُ رَهْطٍ إِلَى بُيُوتِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَسْأَلُونَ عَنْ عِبَادَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا أُخْبِرُوا كَأَنَّهُمْ تَقَالُّوهَا، فَقَالُوا: وَأَيْنَ نَحْنُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَدْ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ، قَالَ أَحَدُهُمْ: أَمَّا أَنَا فَإِنِّي أُصَلِّي اللَّيْلَ أَبَدًا، وَقَالَ آخَرُ: أَنَا أَصُومُ الدَّهْرَ وَلاَ أُفْطِرُ، وَقَالَ آخَرُ: أَنَا أَعْتَزِلُ النِّسَاءَ فَلاَ أَتَزَوَّجُ أَبَدًا، فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهِمْ، فَقَالَ:أَنْتُمُ الَّذِينَ قُلْتُمْ كَذَا وَكَذَا، أَمَا وَاللَّهِ إِنِّي لَأَخْشَاكُمْ لِلَّهِ وَأَتْقَاكُمْ لَهُ، لَكِنِّي أَصُومُ وَأُفْطِرُ، وَأُصَلِّي وَأَرْقُدُ، وَأَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ، فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے تین اصحاب (سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب،عبداللہ رضی اللہ عنہ بن عمرو بن عاص اور عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کے گھروں کی طرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کے متعلق پوچھنے آئے،جب انہیں سید الامم صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل بتایا گیا تو انہوں نے اسے کم سمجھا اور کہا کہ ہمارا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا مقابلہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تو تمام اگلی پچھلی لغزشیں معاف کردی گئی ہیں،ان میں سے ایک نے کہا کہ آج سے میں ہمیشہ رات بھر نماز پڑھا کروں گا،دوسرے نے کہا کہ میں ہمیشہ روزے سے رہوں گا اور کبھی ناغہ نہیں ہونے دوں گا اور تیسرے نے کہا کہ میں عورتوں سے جدائی اختیار کرلوں گا اور کبھی بھی نکاح نہیں کروں گا،پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور ان سے پوچھا کیا تم نے ہی یہ باتیں کہیں ہیں؟سن لو اللہ کی قسم!اللہ رب العالمین سے میں تم سب سے زیادہ ڈرنے والا ہوں اور میں تم سب سے زیادہ پرہیز گار ہوں لیکن میں اگر روزے رکھتا ہوں تو افطار بھی کرتا ہوں اور (رات میں) نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور میں عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں،جس نے میرے طریقے سے بے رغبتی کی وہ مجھ سے نہیں ہے۔[1]

عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ: جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى عُمَرَ، فَقَالَتْ: زَوْجِي خَيْرُ النَّاسِ يَقُومُ اللَّيْلَ، وَيَصُومُ النَّهَارَ، فَقَالَ عُمَرُ:لَقَدْ أَحْسَنْتِ الثَّنَاءَ عَلَى زَوْجِكَ. فَقَالَ كَعْبُ بْنُ سُورٍ لَقَدِ اشْتَكَتْ فَأَعْرَضَتِ الشَّكِيَّةَ. فَقَالَ عُمَرُ:اخْرُجْ مِمَّا قُلْتَ. قَالَ: أَرَى أَنْ تُنْزِلَهُ بِمَنْزِلَةِ رَجُلٍ لَهُ أَرْبَعُ نِسْوَةٍ لَهُ ثَلاَثَةُ أَيَّامٍ وَلَيَالِيهِنَّ، وَلَهَا يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ

[1] صحیح بخاری کتاب النکاح بَابُ التَّرْغِيبِ فِي النِّكَاحِ ۵۰۶۳،صحیح مسلم کتاب النکاح بَابُ اسْتِحْبَابِ النِّكَاحِ لِمَنْ تَاقَتْ نَفْسُهُ إِلَيْهِ ۳۴۰۳

شعبی رحمہ اللہ کہتے ہیں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ایک خاتون نے شکایت پیش کی کہ میرے شوہر دن بھر روزہ رکھتے ہیں اور رات بھر عبادت کرتے ہیں اور مجھ سے کوئی تعلق واسطہ نہیں رکھتے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا تونے اپنے خاوند کی اچھی تعریف بیان کی ہے، سیدنا کعب بن سور فرماتے ہیں کہ اس عورت نے تو اپنی شکایت پیش کی ہے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کعب رضی اللہ عنہ بن سور الازدی کو ان کے مقدمہ کی سماعت کے لئے مقرر کیا، انہوں نے فیصلہ دیا کہ اس خاتون کے شوہر کو تین راتوں کے لئے اختیار ہے کہ جتنی چاہے عبادت کرے مگر چوتھی رات لازماً ان کی بیوی کا حق ہے لیکن اگر عورت عبادت کرنا چاہے تو اسے ایک دن کی اجازت کا حق ہے۔ [1]

اور حلال کو حرام یا حرام کو حلال، حلال کی حدود سے باہر نکل کر حرام کی حدود میں قدم رکھنا اور طیب چیزوں کے استعمال میں افراط و تفریط مت کرو اللہ کو یہ تینوں باتیں سخت ناپسند ہیں، جیسے فرمایا

...وَّكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا ۚ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ؀۳۱ [2]

ترجمہ: اور کھاؤ پیو اور حد سے تجاوز نہ کرو اللہ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا ؀۶۷ [3]

ترجمہ: جو خرچ کرتے ہیں تو نہ فضول خرچی کرتے ہیں نہ بخل، بلکہ ان کا خرچ دونوں انتہاؤں کے درمیان اعتدال پر قائم رہتا ہے۔

جو کچھ حلال و طیب رزق اللہ نے تم کو دیا ہے اسے کھاؤ پیو اور تمام امور میں اس اللہ کی نافرمانی سے بچتے رہو جس پر تم ایمان لائے ہو۔

لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ ۚ

اللہ تعالیٰ تمہاری قسموں میں لغو قسم پر تم سے مواخذہ نہیں فرماتا لیکن مواخذہ اس پر فرماتا ہے کہ تم جن قسموں کو مضبوط کر دو،

فَكَفَّارَتُهٗٓ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ

اس کا کفارہ دس محتاجوں کو کھانا دینا ہے اوسط درجے کا جو اپنے گھر والوں کو کھلاتے ہو یا ان کو کپڑے دینا یا ایک غلام

اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ ۭ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ ۭ ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ

یا لونڈی کو آزاد کرنا ہے، اور جس کو مقدور نہ ہو تو تین دن روزے ہیں یہ تمہاری قسموں کا کفارہ ہے

اِذَا حَلَفْتُمْ ۭ وَاحْفَظُوْٓا اَيْمَانَكُمْ ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ

جب کہ تم قسم کھالو اور اپنی قسموں کا خیال رکھو! اسی طرح اللہ تعالیٰ تمہارے واسطے اپنے احکام بیان فرماتا ہے

---

[1] مصنف عبدالرزاق ۱۲۵۸۶

[2] الاعراف ۳۱

[3] الفرقان ۶۷

لَعَلَّكُمۡ تَشۡكُرُوۡنَ ﴿۸۹﴾ (المائدۃ ۸۹)

تا کہ تم شکر کرو

چونکہ بعض لوگوں نے حلال چیزوں کو اپنے اوپر حرام کر لینے کی قسم کھا رکھی تھی اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کسی شخص کی زبان سے بغیر کسی نیت اور ارادے کے قسم کا لفظ نکل گیا ہے تو ایسی قسم پر کوئی مواخذہ نہیں ہے،

عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ؛ أَنَّهَا كَانَتْ تَقُولُ: لَغْوُ الْيَمِينِ، قَوْلُ الْإِنْسَانِ: لاَ، وَاللهِ. لاَ، وَاللهِ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں لغو قسم وہ ہے جو آدمی باتوں میں کہتا ہے نہیں واللہ، ہاں واللہ (یعنی عادت کے طور پر تکیہ کلام ہو جاتا ہے)۔ [1]

قال مالك: وعقد اليمين: أن يحلف الرجل أن لا يبيع ثوبه بعشرة دنانير، ثم يبيعه بذلك، أو يحلف ليضربن غلامه، ثم لا يضربه، ونحو هذا؛ فهذا الذي يكفر صاحبه عن يمينه، وليس في اللغو كفارة.وأما الذي يحلف على الشيء - وهو يعلم أنه آثم،ويحلف على الكذب وهو يعلم ؛ ليرضي به أحدا، أو ليعتذر به إلى معتذر له، أو ليقطع به مالا؛ فهذا أعظم من أن يكون فيه كفارة .

امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایک قسم یہ ہے جو آئندہ کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے پر کھائے مثلاً یوں کہے اللہ کی قسم! میں اپنا کپڑا دس دینار کو نہ بیچوں گا پھر بیچ ڈالے، یا اللہ کی قسم! میں اس کے غلام کو ماروں گا پھر اس کو نہ مارے اس قسم پر کفارہ لازم آتا ہے، ایک لغو قسم وہ ہے کہ آدمی ایک بات کو سچ جان کر اس پر قسم کھائے پھر اس کے خلاف نکلے اس قسم میں کفارہ نہیں ہوتا اور تیسری قسم غموس ہے کہ آدمی ایک کام کو جانتا ہے کہ ایسا نہیں ہوا باوجود اس کے قصداً جھوٹی قسم کھائے کہ ایسا ہوا کسی کے خوش کرنے یا عذر قبول کرانے کے لئے یا کسی کا مال مارنے کے لئے اس قسم میں اتنا بڑا گناہ ہے کہ اس کا کفارہ دنیا میں نہیں ہو سکتا۔ [2]

البتہ کوئی شخص تاکید اور پختگی کے لئے ارادۃً قسم کھائے تو اس پر تمہارا مواخذہ ہوگا، اس لئے قسم کھانے والا اپنی قسم توڑ دے اور کفارہ ادا کرے، کیونکہ جس نے معصیت کی قسم کھائی ہو اسے اپنی قسم پر قائم نہ رہنا چاہیے (ایسی قسم توڑنے کا) کفارہ یہ ہے کہ دس مسکینوں کو وہ اوسط درجہ کا کھانا کھلاؤ جو تم اپنے بال بچوں کو کھلاتے ہو یا انہیں مناسب حال کپڑے پہناؤ یا ایک مسلمان غلام آزاد کرو،

عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ الْحَكَمِ السُّلَمِيِّ، قَالَ: وَكَانَتْ لِي جَارِيَةٌ تَرْعَى غَنَمًا لِي قِبَلَ أُحُدٍ وَالْجَوَّانِيَّةِ، فَاطَّلَعْتُ ذَاتَ يَوْمٍ فَإِذَا الذِّيبُ قَدْ ذَهَبَ بِشَاةٍ مِنْ غَنَمِهَا وَأَنَا رَجُلٌ مِنْ بَنِي آدَمَ، آسَفُ كَمَا يَأْسَفُونَ، لَكِنِّي صَكَكْتُهَا صَكَّةً،فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَظَّمَ ذَلِكَ عَلَيَّ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ أَفَلَا أُعْتِقُهَا؟ قَالَ: ائْتِنِي بِهَا فَأَتَيْتُهُ بِهَا فَقَالَ لَهَا:أَيْنَ اللهُ؟قَالَتْ: فِي السَّمَاءِ، قَالَ: مَنْ أَنَا؟ قَالَتْ: أَنْتَ رَسُولُ اللهِ، قَالَ:أَعْتِقْهَا، فَإِنَّهَا مُؤْمِنَةٌ

---

[1] موطاامام مالک کتاب النذوراللغْوُ فِي الْيَمِينِ١٦

[2] الروضة الندية٥٤٩/٢

معاویہ بن حکم سلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میری ایک لونڈی تھی جو احد اور جوانیہ کے علاقوں میں میری بکریاں چرایا کرتی تھی، ایک دن میں وہاں گیا تو دیکھا کہ ایک بھیڑیا میری ایک بکری کو اٹھا کر لے گیا ہے آخر میں بھی بنی آدم سے ہوں مجھے بھی غصہ آتا ہے جس طرح کہ دوسرے لوگوں کو غصہ آجاتا ہے میں نے اسے ایک تھپڑ مار دیا، پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا مجھ پر یہ بڑا گراں گزرا اور میں نے عرض کیا کیا میں اس لونڈی کو آزاد نہ کر دوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے میرے پاس لاؤ، میں اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا کہ اللہ کہاں ہے؟ اس لونڈی نے کہا آسمان میں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا میں کون ہوں؟ اس لونڈی نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لونڈی کے مالک سے فرمایا اسے آزاد کر دے کیونکہ یہ لونڈی مومنہ ہے۔[1]

اور جو اس کی استطاعت نہ رکھتا ہو وہ تین دن کے متواتر روزے رکھے، یہ تمہاری قسموں کا کفارہ ہے جبکہ تم قسم کھا کر توڑ دو، اپنی قسموں کی حفاظت کیا کرو، اس طرح اللہ اپنے احکام تمہارے لئے واضح کرتا ہے شاید کہ تم شکر ادا کرو۔

قسموں کے مسائل

جب اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے جنت وجہنم کو پیدا فرمایا تو اس وقت جبرائیل علیہ السلام نے قسم اٹھائی تھی، ابراہیم علیہ السلام نے بھی اپنی قوم کے سامنے قسم اٹھائی تھی، اللہ تبارک وتعالیٰ کی ہر بات سچ ہے اسے قسم اٹھانے کی ضرورت نہیں ہے مگر انسانوں کو یقین دلانے کے لئے اس نے اپنی آخری کتاب قرآن مجید میں کئی مقامات پر خود قسم اٹھائی، تین مقامات پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو قسم اٹھانے کا حکم فرمایا اور مشرکین بھی قیامت کے روز قسمیں کھائیں گے،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَمَّا خَلَقَ اللهُ الْجَنَّةَ قَالَ لِجِبْرِيلَ: اذْهَبْ فَانْظُرْ إِلَيْهَا، فَذَهَبَ فَنَظَرَ إِلَيْهَا، ثُمَّ جَاءَ، فَقَالَ: أَيْ رَبِّ وَعِزَّتِكَ لَا يَسْمَعُ بِهَا أَحَدٌ إِلَّا دَخَلَهَاثُمَّ حَفَّهَا بِالْمَكَارِهِ،ثُمَّ قَالَ : يَا جِبْرِيلُ اذْهَبْ فَانْظُرْ إِلَيْهَا، فَذَهَبَ فَنَظَرَ إِلَيْهَا، ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ: أَيْ رَبِّ وَعِزَّتِكَ لَقَدْ خَشِيتُ أَنْ لَا يَدْخُلَهَا أَحَدٌ، قَالَ: فَلَمَّا خَلَقَ اللهُ النَّارَ قَالَ: يَا جِبْرِيلُ اذْهَبْ فَانْظُرْ إِلَيْهَا، فَذَهَبَ فَنَظَرَ إِلَيْهَا، ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ: أَيْ رَبِّ وَعِزَّتِكَ لَا يَسْمَعُ بِهَا أَحَدٌ فَيَدْخُلُهَا فَحَفَّهَا بِالشَّهَوَاتِ ثُمَّ قَالَ: يَا جِبْرِيلُ اذْهَبْ فَانْظُرْ إِلَيْهَا، فَذَهَبَ فَنَظَرَ إِلَيْهَا، ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ: أَيْ رَبِّ وَعِزَّتِكَ لَقَدْ خَشِيتُ أَنْ لَا يَبْقَى أَحَدٌ إِلَّا دَخَلَهَا

جیسے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے جنت اور جہنم کو پیدا فرمایا تو جبرئیل علیہ السلام کو جنت کی طرف روانہ فرمایا اور کہا جنت اور اس میں رہنے والوں کے لئے جو میں نے تیار کیا ہے اسے دیکھو، جبرئیل علیہ السلام دیکھ کر واپس لوٹے تو انہوں نے کہا اے میرے رب! تیری عزت کی قسم! جو بھی اس کے متعلق سن لے گا وہ تو اس میں داخل ہونا چاہے گا، پھر اللہ تعالیٰ نے اس کو مکروہات کے گھیرے میں دے دیا (اس میں آنے والوں کو جو عمل کرنے ہوں گے اور جن شرعی پابندیوں کو قبول کرنا ہوگا، عمومی طور پر ان کی طرف

[1] صحیح مسلم کِتَابُ الْمَسَاجِدِ وَمَوَاضِعِ الصَّلَاةَ بَابُ تَحْرِيمِ الْكَلَامِ فِي الصَّلَاةِ، وَنَسْخِ مَا كَانَ مِنْ إِبَاحَتِهِ١١٩٩

طبیعت مائل نہیں ہوتی یا حق کی راہ پر جمے رہنے کی وجہ سے تکلیفیں اٹھانی ہوں گی) پھر فرمایا جبریل علیہ السلام! جاؤ اور اسے دیکھ کر آؤ، پس وہ گئے اور اس کو دیکھا پھر آئے اور کہا اے میرے رب! تیری عزت کی قسم! مجھے اندیشہ ہے کہ اس میں کوئی داخل نہیں ہو سکے گا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر جب دوزخ کو پیدا کیا تو جبریل علیہ السلام سے کہا جاؤ اور دوزخ کو دیکھ کر آؤ وہ گئے اور دیکھ کر آئے، واپس آ کر کہا اے میرے رب! تیری عزت کی قسم! کوئی نہیں جو اس کے متعلق سنے اور پھر اس میں داخل ہو، پھر اللہ تعالیٰ نے اس کو نفسانی خواہشات اور مرغوبات کے گھیرے میں دے دیا پھر فرمایا اے جبریل علیہ السلام! جاؤ اور اسے دیکھ کر آؤ وہ گئے اور اسے دیکھا پھر آئے اور کہا اے میرے رب! تیری عزت اور تیرے جلال کی قسم! مجھے اندیشہ ہے کہ اس میں داخل ہونے سے کوئی بھی نہیں بچ سکے گا۔ [1]

(جنت اور اس کی نعمتیں، دوزخ اور اس کا عذاب فی الواقع پیدا کیے جا چکے ہیں، جنت کا داخلہ شرعی پابندیوں پر عمل کرنے سے ہی ممکن ہے اور ان کے بالمقابل نفسانی خواہشات کی پیروی اور شرعی پابندیوں سے آزادی جہنم میں جانے کا باعث ہیں لہذا ضروری ہے کہ انسان نفسانی خواہشات کی پیروی سے دور رہے)

ابراہیم علیہ السلام نے ان الفاظ میں قسم اٹھائی تھی

وَتَاللّٰهِ لَاَكِيْدَنَّ اَصْنَامَكُمْ بَعْدَ اَنْ تُوَلُّوْا مُدْبِرِيْنَ ﴿٥٧﴾ [2]

ترجمہ: اور اللہ کی قسم! میں تمہارے ان معبودوں کے ساتھ جب تم علیحدہ پیٹھ پھیر کر چل دو گے ایک چال چلوں گا۔

اللہ تعالیٰ نے یہ قسمیں اٹھائیں

وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى ﴿١﴾ [3]

ترجمہ: رات کی قسم جب وہ ڈھانپ لے۔

وَالشَّمْسِ وَضُحٰىهَا ﴿١﴾ [4]

ترجمہ: قسم ہے سورج کی اور اس کی دھوپ کی۔

وَالْفَجْرِ ﴿١﴾ وَلَيَالٍ عَشْرٍ ﴿٢﴾ [5]

ترجمہ: قسم ہے فجر کی اور دس راتوں کی۔

---

[1] سنن نسائی کتاب الایمان والنذورباب الحلف بعزة الله ٣٧٩٤،سنن ابوداود کتاب السنة بَابٌ فِي خَلْقِ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ ٤٧٤٤ ،جامع ترمذی ابواب الجنة بَابُ مَا جَاءَ حُفَّتِ الجَنَّةُ بِالمَكَارِهِ وَحُفَّتِ النَّارُ بِالشَّهَوَاتِ٢٥٦٠،مستدرک حاکم٢٧، مسند احمد ٨٣٩٨

[2] الانبیاء ٥٧

[3] اللیل١

[4] الشمس١

[5] الفجر١،٢

وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ ① [1]

ترجمہ: قسم ہے انجیر اور زیتون کی۔

وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا [2]

ترجمہ: ڈوب کر سختی سے کھینچنے والوں کی قسم۔

...قُلْ اِیْ وَرَبِّیْٓ اِنَّهٗ لَحَقٌّ ۚ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِیْنَ ۵۳ [3]

ترجمہ: آپ فرما دیجئے کہ ہاں قسم ہے میرے رب کی وہ واقعی سچ ہے اور تم کسی طرح اللہ کو عاجز نہیں کر سکتے۔

قُلْ بَلٰى وَرَبِّیْ لَتَاْتِیَنَّكُمْ... ۳ [4]

ترجمہ: آپ کہہ دیجئے کہ مجھے میرے رب کی قسم وہ یقیناً تم پر آئے گی۔

...قُلْ بَلٰى وَرَبِّیْ لَتُبْعَثُنَّ... ۷ [5]

ترجمہ: آپ کہہ دیجئے کہ کیوں نہیں اللہ کی قسم! تم ضرور دوبارہ اٹھائے جاؤ گے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: كَانَتْ يَمِينُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لاَ وَمُقَلِّبِ القُلُوبِ

اس کے علاوہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم بس اتنی تھی کہ نہیں، قسم ہے اس ذات کی جو دلوں کا پھیرنے والا ہے۔ [6]

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف مواقع پر یوں قسم اٹھائی۔

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، قَالَ:قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ

اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ [7]

اور روز قیامت مشرکین رب کے حضور یوں قسمیں کھائیں گے۔

[1] التین ۲،۱

[2] النازعات۱

[3] یونس ۵۳

[4] سبا۳

[5] التغابن ۷

[6] صحیح بخاری کتاب الایمان والنذور بَابٌ كَيْفَ كَانَتْ يَمِينُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۶۶۲۸، سنن ابوداودکتاب الایمان والنذور بَابُ مَا جَاءَ فِي يَمِينِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا كَانَتْ ۳۲۶۳،جامع ترمذی ابواب النذوروالایمان بَابُ مَا جَاءَ كَيْفَ كَانَ يَمِينُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۱۵۴۰، سنن الدارمی ۲۳۹۵،شرح السنۃ للبغوی۸۶

[7] صحیح مسلم كِتَابُ الْإِيمَانَ بَابُ قَوْلِهِ يَقُولُ اللهُ لِآدَمَ أَخْرِجْ بَعْثَ النَّارِ مِنْ كُلِّ أَلْفٍ تِسْعَمِائَةٍ وَتِسْعَةٍ وَتِسْعِينَ،صحیح بخاری کتاب الایمان والنذور بَابٌ كَيْفَ كَانَتْ يَمِينُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۶۶۲۹

...وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ ﴿٢٣﴾ (۱)

ترجمہ: قسم اللہ کی اپنے پروردگار کی! ہم مشرک نہیں تھے۔

وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ ... ﴿٤٢﴾ (۲)

ترجمہ: اور ان کفار نے اللہ تعالیٰ کی بڑی زوردار قسم اٹھائی تھی۔

یعنی اللہ کی ذات وصاف کی قسم اٹھائی جاسکتی ہے اس کے علاوہ کسی کی قسم اٹھانا حرام ہے۔

فإن أهل الجاهلية كانوا يعتقدون

دور جاہلیت میں مشرکین اپنے شرکاء ومعبودان باطلہ کی قسمیں کھاتے تھے۔ (۳)

اسلام نے غیراللہ کی قسمیں اٹھانے سے روک دیا۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَنَّهُ أَدْرَكَ عُمَرَ بْنَ الخَطَّابِ فِي رَكْبٍ وَهُوَ يَحْلِفُ بِأَبِيهِ ، فَنَادَاهُمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَلاَ، إِنَّ اللهَ يَنْهَاكُمْ أَنْ تَحْلِفُوا بِآبَائِكُمْ، فَمَنْ كَانَ حَالِفًا فَلْيَحْلِفْ بِاللهِ، وَإِلَّا فَلْيَصْمُتْ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب کے پاس پہنچے جو چند سواروں کے ساتھ تھے اور اس وقت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اپنے والد کی قسم کھا رہے تھے، اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں پکار کر کہا آگاہ ہو جاؤ! یقیناً اللہ تعالیٰ تمہیں اپنے آباء واجداد کی قسم کھانے سے منع فرمایا ہے پس اگر کسی کو قسم ہی کھانی ہو تو وہ اللہ کی قسم کھائے ورنہ خاموش رہے۔ (۴)

ایک روایت میں ہے جس نے اللہ کے سوا کسی چیز کی قسم اٹھائی اس نے شرک کیا۔

عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ، قَالَ: سَمِعَ ابْنُ عُمَرَ، رَجُلًا يَحْلِفُ: لَا وَالْكَعْبَةِ، فَقَالَ لَهُ ابْنُ عُمَرَ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللهِ فَقَدْ أَشْرَكَ

سعد بن عبیدہ سے مروی ہے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کسی کو سنا کہ وہ کعبہ کی قسم کھا رہا تھا تو انہوں نے اس سے کہا بے شک میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا جس نے اللہ کے علاوہ کسی اور کی قسم اٹھائی اس نے شرک کیا۔ (۵)

---

(۱) الانعام ۲۳

(۲) فاطر ۴۲

(۳) الروضة الندية ۲٫۵۴۱

(۴) صحیح بخاری کتاب الادب بَابُ مَنْ لَمْ يَرَ إِكْفَارَ مَنْ قَالَ ذَلِكَ مُتَأَوِّلًا أَوْ جَاهِلًا ۶۱۰۸، صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْحَلِفِ بِغَيْرِ اللهِ تَعَالَى ۴۲۵۷ ، سنن ابوداودکتاب الایمان والنذور بَابٌ فِي كَرَاهِيَةِ الْحَلْفِ بِالْآبَاءِ ۳۲۴۹، جامع ترمذی ابواب النذور بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الحَلِفِ بِغَيْرِ اللهِ ۱۵۳۴، موطاامام مالک کتاب النذورباب جامع الایمان، سنن الدارمی ۲۳۸۶، السنن الکبری للبیہقی ۱۹۸۲۳، مسنداحمد ۶۲۸۸، شرح السنة للبغوی ۲۴۳۱

(۵) سنن ابوداودکتاب الایمان والنذور بَابٌ فِي كَرَاهِيَةِ الْحَلْفِ بِالْآبَاءِ ۳۲۵۱

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَ عُمَرُ يَحْلِفُ: وَأَبِي، فَنَهَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:مَنْ حَلَفَ بِشَيْءٍ دُونَ اللهِ تَعَالَى فَقَدْ أَشْرَكَ، وَقَالَ الْآخَرُ:فَهُوَ شِرْكٌ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ کی قسم کھائی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پکار کر فرمایا جس نے اللہ کے علاوہ کسی اور کی قسم اٹھائی اس نے شرک کیا اور بعد میں فرمایا یہ شرک ہے۔(۱)

ایک روایت میں ہے اس نے کفر کیا۔

عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ، أَنَّ ابْنَ عُمَرَ سَمِعَ رَجُلاً يَقُولُ: لاَ وَالكَعْبَةِ، فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: لاَ يُحْلَفُ بِغَيْرِ اللهِ، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللهِ فَقَدْ كَفَرَ أَوْ أَشْرَكَ

سعد بن عبیدہ سے مروی ہے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کسی کو سنا کہ وہ کعبہ کی قسم کھار ہاتھا تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا اللہ کے سوا قسم نہیں کھانا چاہیے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جس نے اللہ کے علاوہ کسی اور کی قسم اٹھائی اس نے کفر کیا یا شرک کیا۔(۲)

غیر اللہ کی قسم کھانا خواہ وہ کعبہ کی ہو یا فرشتے یا انبیاء یا اولیاء صالحین یا آباء واجداد وغیرہ کی اسے گویا اللہ کے ہم پلہ ٹھیرانا ہے یا اس کی سی صفات سے موصوف سمجھنا ہے جو کہ واضح شرک ہے، جس سے ایسا ہو جائے اسے چاہیے کہ وہ ایمان کی تجدید کرے اور لا الٰہ الا اللہ پڑھے۔

بعض حضرات نے یہ اشکال پیدا کیا ہے کہ ایک طرف تو غیر اللہ کی قسم اٹھانے کی ممانعت ہے اور دوسری طرف اللہ تعالیٰ نے خود غیر اللہ یعنی مخلوقات وغیرہ کی قسم اٹھائی ہے، جیسے اوپر سورہ الشمس میں گزر چکا ہے۔

طلحہ رضی اللہ عنہ بن عبید اللہ سے مروی ہے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں ایک شخص نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز، روزہ، زکوٰۃ وغیرہ کے بارے میں دریافت کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے جواب دیا

قَالَ: فَأَدْبَرَ الرَّجُلُ، وَهُوَ يَقُولُ: وَاللهِ، لَا أَزِيدُ عَلَى هَذَا، وَلَا أَنْقُصُ مِنْهُ،فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَفْلَحَ إِنْ صَدَقَ

جب وہ شخص پیٹھ موڑ کر چلا تو کہتا جاتا تھا اللہ کی قسم! میں نہ ان میں سے زیادتی کروں گا اور نہ ان میں کمی کروں گا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس نے فلاح پائی اگر اس نے سچ کہا ہے۔(۳)

انہی سے ایک دوسری روایت میں یہ الفاظ ہیں

قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:أَفْلَحَ، وَأَبِيهِ إِنْ صَدَقَ، أَوْ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَأَبِيهِ إِنْ صَدَقَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیہاتی کے متعلق کہا اس کے باپ کی قسم! وہ کامیاب ہو گیا اگر اس نے سچ کہا ہے یا اس کے باپ کی قسم! جنت میں جائے

---

(۱) مسند احمد ۴۹۰۴

(۲) جامع ترمذی ابواب النذور بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الحَلِفِ بِغَيْرِ اللهِ ۱۵۳۴

(۳) صحيح مسلم كتاب الايمان بَابُ بَيَانِ الصَّلَوَاتِ الَّتِي هِيَ أَحَدُ أَرْكَانِ الْإِسْلَامِ ۱۰۰

گا اگر اس نے سچ کہا ہے۔ (۱)

اس کا جواب یوں دیا گیا ہے اس جیسی قسموں میں رب کا لفظ مضمر ہے جیسے وَرَبِّ الشَّمْسُ اور وَرَبِّ أَبِيهِ وغیرہ، ایسی قسمیں صرف اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہیں أَفْلَحَ، وَأَبِيهِ کے الفاظ ثابت ہی نہیں بلکہ یہ لفظ ثابت ہیں فَلَحَ واللهِ إِنْ صَدَقَ جیسا کہ امام ابن عبد البر رحمہ اللہ نے یہ وضاحت کی ہے۔

ممانعت ایسی قسم سے ہے جسے غیر اللہ کی تعظیم کی غرض سے اٹھایا جائے جب کہ وہ قسم ممنوع نہیں ہے جسے عرب لوگ کلام میں تاکید پیدا کرنے کے لئے اٹھایا کرتے تھے تاہم یہ مکروہ ضرور ہے کیونکہ غیر اللہ کی قسم سے ممانعت صحیح دلائل سے ثابت ہے اور یہی قول راجح ہے۔

○ کیا قرآن مجید کی قسم اٹھائی جا سکتی ہے۔

لِأَنَّ الْحَالِفَ بِالْمُصْحَفِ إِنَّمَا قَصَدَ الْحَلِفَ بِالْمَكْتُوبِ فِيهِ، وَهُوَ الْقُرْآنُ، فَإِنَّهُ بَيْنَ دَفَّتَيِ الْمُصْحَفِ بِإِجْمَاعِ الْمُسْلِمِينَ

قرآن مجید کی قسم اٹھانا جائز ہے کیونکہ یہ اللہ کی صفت کلام ہے، اکثر و بیشتر فقہاء نے اسی کے مطابق فتوی دیا ہے۔ (۲)

أُقْسِمُ عِنْدَ قِرَانِ النِّيَّةِ بِالْقَسَمِ كَذَا؛ لِأَنَّ أَصْلَهُ الْحَالُ فِي اسْتِعْمَالِ الْفُقَهَاءِ

میں قسم اٹھاتے وقت قسم کو کسی نیت سے جوڑتا ہوں کیونکہ فقہاء کے نزدیک قسم کا استعمال صورتحال کے مطابق ہے۔ (فتح القدیر ۵/۷۴)

○ جس شخص نے قسم کے وقت ان شاء اللہ کہا تو اس نے استثناء کر دیا اب اس کی قسم کسی صورت نہیں ٹوٹے گی۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ، فَقَالَ: إِنْ شَاءَ اللهُ لَمْ يَحْنَثْ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے قسم اٹھاتے وقت ان شاء اللہ کہہ دیا اس پر قسم توڑنے کا کفارہ نہیں۔ (۳)

عَنْ عِكْرِمَةَ، يَرْفَعُهُ، قَالَ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: وَاللهِ لَأَغْزُوَنَّ قُرَيْشًا، لَأَغْزُوَنَّ قُرَيْشًا، ثُمَّ سَكَتَ سَاعَةً، ثُمَّ قَالَ: إِنْ شَاءَ اللهُ، قَالَ: ثُمَّ لَمْ يَغْزُهُمْ

عکرمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ قسم اٹھا کر کہا اللہ کی قسم میں ضرور قریش سے جنگ کروں گا، پھر آخر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا اگر اللہ نے چاہا اور پھر آپ نے ان سے غزوہ نہ کیا۔ (۴)

حکم الألباني: ضعیف

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: قَالَ: سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ لَأَطُوفَنَّ اللَّيْلَةَ عَلَى سَبْعِينَ امْرَأَةً، تَحْمِلُ

---

(۱) صحيح مسلم كتاب الايمان بَابُ بَيَانِ الصَّلَوَاتِ الَّتِي هِيَ أَحَدُ أَرْكَانِ الْإِسْلَامِ ۱۰۱

(۲) المغني لابن قدامة ۹/۵۰۵، الشرح الكبير على متن المقنع ۱۱/۱۷۱، بدائع الصنائع ۳/۸، الدرالمختار ۳/۳۱۳

(۳) جامع ترمذی کتاب النذوروالایمان بَابُ مَا جَاءَ فِي الِاسْتِثْنَاءِ فِي اليَمِينِ ۱۵۳۲، سنن ابن ماجه كِتَابُ الْكَفَّارَاتِ بَابُ الِاسْتِثْنَاءِ فِي الْيَمِينِ عن ابن عمر ۲۱۰۶، سنن نسائی کتاب الایمان والنذورباب مَنْ حَلَفَ فَاسْتَثْنَى عن ابن عمر ۳۷۹۳، تلخيص الحبير ۲۰۳۹، ۴/۴۰۷، مسنداحمد ۸۰۸۸

(۴) صحیح ابوداودکتاب الایمان والنذوربَابُ الِاسْتِثْنَاءِ فِي الْيَمِينِ بَعْدَ السُّكُوتِ ۳۲۸۶، السنن الصغير للبيهقی ۳۱۶۵

كُلُّ امْرَأَةٍ فَارِسًا يُجَاهِدُ فِي سَبِيلِ اللهِ،فَقَالَ لَهُ صَاحِبُهُ: إِنْ شَاءَ اللهُ، فَلَمْ يَقُلْ ،وَلَمْ تَحْمِلْ شَيْئًا إِلَّا وَاحِدًا، سَاقِطًا أَحَدُ شِقَّيْهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَوْ قَالَهَا لَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللهِ،قَالَ شُعَيْبٌ وَابْنُ أَبِي الزِّنَادِ: تِسْعِينَ وَهُوَ أَصَحُّ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سلیمان بن داود علیہ السلام نے کہا میں آج رات میں اپنی ستر بیویوں کے پاس جاؤں گا اور ہر بیوی ایک شہسوار جنے گی جو اللہ کے راستے میں جہاد کرے گا،ان کے ساتھی نے کہا ان شاء اللہ لیکن انہوں نے نہیں کہا چنانچہ کسی بیوی کے یہاں بھی بچہ پیدا نہیں ہوا صرف ایک کے یہاں ہوا اور اس کی بھی ایک جانب بیکار تھی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر سلیمان ان شاء اللہ کہہ دیتے(توسب کے یہاں بچے پیدا ہوتے) اور اللہ کے راستے میں جہاد کرتے،شعیب اور ابن ابی الزناد نے (بجائے ستر کے) نوے کہا ہے اور یہی بیان زیادہ صحیح ہے۔ [1]

الإجماع على ذلك

اس مسئلہ پر مسلمانوں کا اجماع ہے۔ [2]

○جس شخص نے کسی چیز کی قسم اٹھائی پھر اسے بہتر کام نظر آیا تو وہ کیا کرے۔

عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ سَمُرَةَ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:يَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ سَمُرَةَ، لاَ تَسْأَلِ الإِمَارَةَ، فَإِنَّكَ إِنْ أُوتِيتَهَا عَنْ مَسْأَلَةٍ وُكِلْتَ إِلَيْهَا، وَإِنْ أُوتِيتَهَا مِنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ أُعِنْتَ عَلَيْهَا، وَإِذَا حَلَفْتَ عَلَى يَمِينٍ، فَرَأَيْتَ غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا، فَكَفِّرْ عَنْ يَمِينِكَ وَأْتِ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ

عبدالرحمن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عبدالرحمن بن سمرہ رضی اللہ عنہ امارت طلب نہ کر اس لئے اگر تمہیں طلب کرنے کے بعد امارت دیدی گئی تو تم اس کے حوالے کر دیئے جاؤ گے اور اگر بغیر مانگے تمہیں مل جائے تو تمہاری مدد کی جائے گی،اور جب تم کسی کام پر قسم کھاؤ اور اس کے مخالف کام کو بہتر سمجھو تو بہتر کام کرلو اور قسم کا کفارہ ادا کر دو،اور ایک روایت میں یہ لفظ ہیں کہ قسم کا کفارہ ادا کر دو اور بہتر کام کرلو۔ [3]

---

[1] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى وَوَهَبْنَا لِدَاوُدَ سُلَيْمَانَ نِعْمَ العَبْدُ إِنَّهُ أَوَّابٌ ٣٤٢٤،وکتاب الایمان والنذور بَابٌ كَيْفَ كَانَتْ يَمِينُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ٦٦٣٩،صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ الِاسْتِثْنَاءِ ٤٢٨٥،السنن الکبری للبیہقی ١٩٩٠٩، مسنداحمد ٧٧١٥،مسندابی یعلی ٦٢٤٤

[2] تحفة الاحوذی ٥/١٠٩

[3] صحیح بخاری کتاب الایمان والنذور باب قول الله تعالیٰ لایواخذکم الله باللغو فی ایمانکم ٦٦٢٢،صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ نَدْبِ مَنْ حَلَفَ يَمِينًا فَرَأَى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا، أَنْ يَأْتِيَ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ، وَيُكَفِّرُ عَنْ يَمِينِهِ ٤٢٨١، سنن ابوداودکتاب الایمان والنذوربَابُ الرَّجُلِ يُكَفِّرُ قَبْلَ أَنْ يَحْنَثَ ٣٢٧٨،سنن نسائی کتاب الایمان والنذورباب الْكَفَّارَةُ قَبْلَ الْحِنْثِ،سنن الدارمی ٢٣٩١،السنن الصغیرللبیہقی ٣١٦٨، مسند احمد ٢٠٦٢٧

فقال أبو حنيفة:لا يجوز تقديم الكفارة على الحنث،وقال الشافعي: يجوز تقديمها على الحنث

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا موقف ہے یہ جائز نہیں ہے کہ قسم توڑنے سے پہلے کفارہ ادا کر دیا جائے۔ امام شافعی رحمہ اللہ کا موقف ہے کہ ایسا کرنا بھی جائز ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ کا موقف راجح ہے جیسا کہ گزشتہ حدیث میں دونوں صورتوں کا ذکر ہے اور امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ باب قائم کیا ہے،

بَابُ الكَفَّارَةِ قَبْلَ الحِنْثِ وَبَعْدَهُ

قسم کا کفارہ، قسم توڑنے سے پہلے اور اس کے بعد دونوں طرح دے سکتا ہے۔

○ جسے قسم اٹھانے پر مجبور کیا جائے تو قسم اس پر لازم نہیں ہوگی اور اسے توڑنے سے وہ گناہ گار بھی نہیں ہوگا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا

مَنْ كَفَرَ بِاللَّهِ مِنْ بَعْدِ إِيمَانِهِ إِلَّا مَنْ أُكْرِهَ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمَانِ وَلَٰكِنْ مَنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِنَ اللَّهِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ [1]

ترجمہ: جو شخص اپنے ایمان کے بعد اللہ سے کفر کرے بجز اس کے جسے مجبور کیا گیا ہو اور اس کا دل ایمان پر برقرار ہو مگر جو کھلے دل سے کفر کریں تو ان پر اللہ کا غضب ہے اور انہی کے لئے بہت بڑا عذاب ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے صحیح بخاری میں یہ باب قائم کیا ہے

كَيْفَ كَانَ بَدْءُ الوَحْيِ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟

اور اس کے تحت یہ روایت نقل کی ہے

إِنَّمَا الأَعْمَالُ بِالنِّيَّات

عملوں کا دارومدار صرف نیتوں پر ہے۔ [2]

اور باب قائم کیا

بَابُ النِّيَّةِ فِي الأَيْمَانِ

باب قسموں میں نیت کا اعتبار ہوگا۔ [3]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِنَّ اللهَ قَدْ تَجَاوَزَ عَنْ أُمَّتِي الْخَطَأَ، وَالنِّسْيَانَ، وَمَا اسْتُكْرِهُوا عَلَيْهِ

---

[1] النحل ١٠٦

[2] صحیح بخاری کتاب الوحیکَیْفَ کَانَ بَدْءُ الوَحْيِ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟١

[3] کتاب الایمان والنذوربَابُ النِّيَّةِ فِي الأَيْمَانِ

ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت سے خطا، نسیان اور جس کام پر مجبور کیا گیا ہو اس کا گناہ مٹا دیا گیا ہے۔ (۱)

ان دلائل سے معلوم ہوا کہ قصداً اگر کسی کام پر قسم اٹھائی جائے تب ہی اسے پورا کرنا لازم ہو گا اور اسے توڑنے کی صورت میں کفارہ ادا کرنا پڑے گا بصورت دیگر ایسا کچھ ضروری نہیں ہے، نیز فقہا نے بھی اسی بات کو ترجیح دی ہے کہ قسم میں شرط ہے کہ انسان کو مجبور نہ کیا گیا ہو۔ (۲)

○ لغو (بے مقصد) قسموں پر کوئی مواخذہ نہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا

وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اَيْمَانَكُمْ دَخَلًاۢ بَيْنَكُمْ فَتَزِلَّ قَدَمٌۢ بَعْدَ ثُبُوْتِهَا وَتَذُوْقُوا السُّوْٓءَ بِمَا صَدَدْتُّمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ وَلَكُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿٩٤﴾ (۳)

ترجمہ: اور اے مسلمانو! تم اپنی قسموں کو آپس میں ایک دوسرے کو دھوکا دینے کا ذریعہ نہ بنالینا، کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی قدم جمنے کے بعد اکھڑ جائے اور تم اس جرم کی پاداش میں کہ تم نے لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکا برا نتیجہ دیکھو اور سزا بھگتو۔

یعنی ایسا نہ ہو کہ کوئی شخص اسلام کی صداقت کا قائل ہو جانے کے بعد محض تمہاری بد اخلاقی دیکھ کر اس دین سے برگشتہ ہو جائے اور اس وجہ سے وہ اہل ایمان کے گروہ میں شامل ہونے سے رک جائے کہ اس گروہ کے جن لوگوں سے اس کو سابقہ پیش آیا ہو ان کو اخلاق اور معاملات میں اس نے کفار سے کچھ بھی مختلف نہ پایا ہو۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الكَبَائِرُ: الإِشْرَاكُ بِاللهِ، وَعُقُوقُ الوَالِدَيْنِ، وَقَتْلُ النَّفْسِ، وَاليَمِينُ الغَمُوسُ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کبیرہ گناہ یہ ہیں، اللہ کے ساتھ شرک کرنا اور والدین کی نافرمانی کرنا اور کسی جان کو (ناحق) قتل کرنا اور قصداً جھوٹی قسم کھانا۔ (۴)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، مَا

(۱) سنن ابن ماجہ کتاب الطلاق بَابُ طَلَاقِ الْمُكْرَهِ وَالنَّاسِي ۲۰۴۴، معرفة السنن والاثار ۱۴۸۱۱، السنن الکبری للبیہقی ۱۵۰۹۴، سنن الدارقطنی ۴۳۵۱، مستدرک حاکم ۲۸۰۱، المعجم الکبیر للطبرانی ۱۴۳۰، مصنف ابن ابی شیبة ۱۹۰۵۱، صحیح ابن حبان ۷۲۱۹

(۲) فقه السنة ۳۰/۳، السیل الجرار ۶۰۵/۱

(۳) النحل ۹۴

(۴) صحیح بخاری کتاب الایمان والنذور بَابُ اليَمِينِ الغَمُوسِ ۶۶۷۵، صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ بَيَانِ الْكَبَائِرِ وَأَكْبَرِهَا ۲۵۹، مسند احمد ۶۸۸۴

الكَبَائِرُ؟ قَالَ:الإِشْرَاكُ بِاللهِ، قَالَ: ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ:ثُمَّ عُقُوقُ الوَالِدَيْنِ، قَالَ: ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ:اليَمِينُ الغَمُوسُ،قُلْتُ: وَمَا اليَمِينُ الغَمُوسُ؟ قَالَ:الَّذِي يَقْتَطِعُ مَالَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ، هُوَ فِيهَا كَاذِبٌ

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک بدوی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! بڑے بڑے گناہ کون سے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کے ساتھ شرک کرنا،اس نے پوچھا پھر کونسا گناہ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ماں باپ کوستانا،اس نے پوچھا پھر کونسا گناہ ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غموس قسم کھانا،عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! غموس قسم کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جان بوجھ کر کسی مسلمان کا مال مار لینے کے لیے جھوٹی قسم کھانا۔[1]

واليمين الغموس هي التي يعلم الحالف كذبها

اکثر فقہا کی رائے یہ ہے کہ یمین غموس وہ ہے جس کا بطلان قسم اٹھانے والے کے علم میں ہو۔[2]

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا

لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ...[3]

ترجمہ: تم لوگ جو مہمل قسمیں کھا لیتے ہو ان پر اللہ گرفت نہیں کرتا مگر جو قسمیں تم جان بوجھ کر کھاتے ہو ان پر وہ ضرور تم سے مواخذہ کرے گا۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا :أُنْزِلَتْ هَذِهِ الآيَةُ:لاَ يُؤَاخِذُكُمُ اللهُ بِاللغْوِ فِي أَيْمَانِكُمْ،قَوْلِ الرَّجُلِ: لاَ وَاللهِ وَبَلَى وَاللهِ

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں مذکورہ آیت کا مصداق ایسے شخص کو ٹھیراتی ہیں جو اس طرح بار بار قسمیں کھائے، نہیں اللہ کی قسم، ہاں اللہ کی قسم۔[4]

قسم کی اقسام:

قسم کی تین اقسام ہیں:لغو، غموس اور معقد۔

وَإِنَّهُ قَوْلُ الرَّجُلِ فِي الْكَلَامِ مِنْ غَيْرِ قَصْدٍ: لَا وَاللهِ، بَلَى وَاللهِ

لغو قسم وہ ہے جو انسان بات بات میں عادتاً بغیر ارادے اور نیت کے کھاتا رہتا ہے اس پر کوئی مواخذہ نہیں۔

غموس وہ جھوٹی قسم ہے جو انسان دھوکہ اور فریب دینے کے لئے کھائے یہ گناہ کبیرہ ہے لیکن اس پر کوئی کفارہ نہیں۔

---

[1] صحیح بخاری كِتَابُ اسْتِتَابَةِ المُرْتَدِّينَ وَالمُعَانِدِينَ وَقِتَالِهِمْ بَابُ إِثْمِ مَنْ أَشْرَكَ بِاللهِ، وَعُقُوبَتِهِ فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ ٦٩٢٠،صحیح ابن حبان٥٥٦٢،شعب الایمان٤٥٠٠،السنن الکبری للبیہقی١٩٨٦٨

[2] موطاامام مالک كِتَابُ النُّذُورِباب اللغْوُ فِي الْيَمِينِ،الروضة الندية ٢٫٥٤١

[3] المائدة ٨٩

[4]

تؤکد به کلامها معقدوہ قسم ہے جو انسان اپنی بات میں تاکید اور پختگی کے لئے ارادۃ اور نیۃ کھائے،ایسی قسم اگر توڑے گا تو اس کا کفارہ ادا کرنا پڑے گا[1]

أن اللغو حلف الإنسان على الشيء يستيقن أنه كذلك، ثم يوجد على غير ذلك؛ فهو اللغو

امام مالک رحمہ اللہ اور احناف کے نزدیک کسی چیز کو سچا گمان کرتے ہوئے اس پر قسم اٹھانا لغو قسم ہے۔

وَهِيَ أَنْ يُخْبِرَ عَنْ الْمَاضِي أَوْ عَنْ الْحَالِ عَلَى الظَّنِّ أَنَّ الْمخْبَرَ بِهِ

جمہور کے نزدیک لغو قسم یہ ہے کہ کوئی شخص گزشتہ واقعہ کی خبر دیتے ہوئے کہے کہ اللہ کی قسم میں نے ایسے نہیں کیا۔[2]

فاللغو: هي ما لم يقصد؛ كقول الرجل: لا والله، وبلى والله؛ في محاوراته من غير قصد لليمين؛ سواء كان في حال اليمين أم لا .فلو لم يرد في اللغو إلا وقوعها في القرآن مقابلة للمعقودة

راجح یہ ہے کہ لغو یمین وہ ہے جو غیر ارادی طور پر اٹھائی جائے کیونکہ قرآن میں لغو یمین کو ارادی قسم کے مقابلے میں بیان کیا گیا ہے۔[3]

فَيَنْقَسِمُ بِحَسَبِهِ إلَى أَقْسَامٍ خَمْسَةٍ إمَّا أَنْ يَكُونَ مَعْلُومَ الصِّدْقِ أَوْ مَعْلُومَ الْكَذِبِ أَوْ مَظْنُونَ الصِّدْقِ أَوْ مَظْنُونَ الْكَذِبِ أَوْ مَشْكُوكًا فِيهِ

بعض حضرات معقدہ قسم کی پانچ قسمیں کرتے ہیں۔ سچی قسم اور یہ جائز ہے۔ جھوٹی قسم جس کا جھوٹ واضح ہو اور وہ حرام ہے۔ جس کی سچائی کا گمان ہو یہ ناجائز ہے۔ جس کے جھوٹ کا گمان ہو یہ حرام ہے۔ جس کے سچ اور جھوٹ میں شک ہو یہ بھی حرام ہے۔[4]

أَنَّ اللغْوَ مِنْ الْأَيْمَانِ مَا لَا يَكُونُ عَنْ قَصْدِ الْحَلِفِ وَإِنَّمَا جَرَى عَلَى اللِّسَانِ مِنْ غَيْرِ إرَادَةِ الْحَلِفِ

اور جو قسم قلبی ارادے کے بغیر ہو بلکہ عادتاً زبان سے نکل جائے تو اسی کو اللغو الْیمین کہتے ہیں۔[5]

لَا فَرْقَ بَيْنَ تَحْلِيلِ الْحَرَامِ وَتَحْرِيمِ الْحَلَالِ فَلَمَّا كَانَ الْأَوَّلُ بَاطِلًا فَلْيَكُنْ الثَّانِي بَاطِلًا. ثُمَّ قَوْلُهُ هِيَ حَرَامٌ إنْ أَرَادَ بِهِ الْإِنْشَاءَ، فَإِنْشَاءُ التَّحْرِيمِ لَيْسَ إلَيْهِ، وَإِنْ أَرَادَ بِهِ الْإِخْبَارَ، فَهُوَ كَذِبٌ

حرام کو حلال قرار دینا اور حلال کو حرام کہنے میں کوئی فرق نہیں اگر پہلی چیز غلط ہے تو پھر دوسری چیز (حلال کو حرام کہنا) بھی غلط ہے پھر ان کا یہ کہنا کہ وہ حرام ہے اگر اس سے مراد انشائیہ کلام ہے تو انشائے حرمت کی مرجع وہ نہیں اور اگر ان کی مراد خبر دینا ہے تو یہ کذب بیانی ہے۔[6]

صحیح بخاری کتاب الایمان والنذور بَابُ قَوْلِهِ لاَ يُؤَاخِذُكُمُ اللهُ بِاللغْوِ فِي أَيْمَانِكُمْ ٤٦١٣

[1] تفسیراحسن البیان ٣٢٥

[2] بدائع الصنائع ٣٫٣

[3] الروضة الندية ٢٫٥٥٢

[4] سبل السلام ٢٫٥٥١

[5] سبل السلام ٢٫٥٥٣

[6] سبل السلام ٢٫٢٦٠

○ مسلمان کا دوسرے مسلمان پر یہ حق ہے کہ اگر وہ اس پر کوئی قسم ڈالے تو وہ اسے پورا کرے۔

الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: وَأَمَرَنَا بِسَبْعٍ،وَ إِبْرَارِ الْمُقْسِمِ

براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سات چیزوں کا حکم دیا (ان میں سے ایک یہ ہے کہ) (کسی بات پر) قسم کھا لینے والے کی قسم پوری کرانا۔[1]

○ قسم توڑنے کا کفارہ وہی ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنی مقدس کتاب میں بیان کیا ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّهَا قَالَتْ: أَهْدَتْ إِلَيْهَا امْرَأَةٌ تَمْرًا فِي طَبَقٍ، فَأَكَلَتْ بَعْضًا وَبَقِيَ بَعْضٌ ، فَقَالَتْ: أَقْسَمْتُ عَلَيْكِ إِلَّا أَكَلْتِ بَقِيَّتَهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:أَبِرِّيهَا، فَإِنَّ الْإِثْمَ عَلَى الْمُحَنِّثِ

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے ایک عورت نے انہیں کھجور کا ہدیہ دیا میں نے اس کا کچھ حصہ کھا لیا اور کچھ چھوڑ دیا، اس نے کہا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قسم ڈالتی ہوں کہ آپ اس کا باقی حصہ بھی کھا لیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے پورا کرو کیونکہ قسم توڑنے والے پر ہی گناہ ہے[2]

○ کسی عذر کی وجہ سے قسم پوری نہ کر سکے تو۔

اس پر کوئی گناہ نہیں جیسا کہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے یہ بات ثابت ہے۔

أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، كَانَ يُحَدِّثُ:أَنَّ رَجُلًا أَتَى رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: إِنِّي رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ فِي الْمَنَامِ ظُلَّةً تَنْطُفُ السَّمْنَ وَالعَسَلَ، فَأَرَى النَّاسَ يَتَكَفَّفُونَ مِنْهَا، فَالْمُسْتَكْثِرُ وَالْمُسْتَقِلُّ، وَإِذَا سَبَبٌ وَاصِلٌ مِنَ الأَرْضِ إِلَى السَّمَاءِ، فَأَرَاكَ أَخَذْتَ بِهِ فَعَلَوْتَ،ثُمَّ أَخَذَ بِهِ رَجُلٌ آخَرُ فَعَلاَ بِهِ، ثُمَّ أَخَذَ بِهِ رَجُلٌ آخَرُ فَعَلاَ بِهِ، ثُمَّ أَخَذَ بِهِ رَجُلٌ آخَرُ فَانْقَطَعَ ثُمَّ وُصِلَ،

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے خواب میں ایک چھتری دیکھی ہے جس سے گھی اور شہد ٹپک رہے ہیں اور لوگ اس سے سمیٹ رہے ہیں کوئی زیادہ لے رہا ہے اور کوئی کم، اور ایک رسی میں نے آسمان سے زمین تک لٹکی ہوئی دیکھی میں نے دیکھا کہ آپ نے اس کو پکڑا اور چڑھ گئے، پھر آپ کے بعد ایک دوسرے شخص نے پکڑا اور وہ بھی چڑھ گیا، پھر اس کے بعد تیسرے شخص نے پکڑا اور وہ بھی چڑھ گیا، پھر اس کو اور شخص نے پکڑا تو وہ رسی ٹوٹ گئی اور پھر جڑ گئی،

فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: يَا رَسُولَ اللهِ، بِأَبِي أَنْتَ، وَاللهِ لَتَدَعَنِّي فَأَعْبُرَهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اعْبُرْهَا، قَالَ: أَمَّا الظُّلَّةُ فَالإِسْلاَمُ، وَأَمَّا الَّذِي يَنْطُفُ مِنَ العَسَلِ وَالسَّمْنِ فَالقُرْآنُ، حَلاَوَتُهُ تَنْطُفُ، فَالْمُسْتَكْثِرُ مِنَ القُرْآنِ وَالْمُسْتَقِلُّ، وَأَمَّا السَّبَبُ الوَاصِلُ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الأَرْضِ فَالحَقُّ الَّذِي أَنْتَ عَلَيْهِ، تَأْخُذُ بِهِ فَيُعْلِيكَ اللهُ، ثُمَّ يَأْخُذُ

[1] صحیح بخاری کتاب اللباس بَابُ خَوَاتِيمِ الذَّهَبِ ۵۸۶۳،جامع ترمذی ابواب الادب بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ لُبْسِ الْمُعَصْفَرِ لِلرَّجُلِ وَالقَسِّيِّ ۲۸۰۹،سنن الکبری للنسائی ۲۰۷۷،مسند احمد ۱۸۶۴۹

[2] مسند احمد ۲۴۸۳۵

بِهِ رَجُلٌ مِنْ بَعْدِكَ فَيَعْلُو بِهِ، ثُمَّ يَأْخُذُ بِهِ رَجُلٌ آخَرُ فَيَعْلُو بِهِ، ثُمَّ يَأْخُذُهُ رَجُلٌ آخَرُ فَيَنْقَطِعُ بِهِ، ثُمَّ يُوَصَّلُ لَهُ فَيَعْلُو بِهِ، فَأَخْبِرْنِي يَا رَسُولَ اللهِ، بِأَبِي أَنْتَ، أَصَبْتُ أَمْ أَخْطَأْتُ؟ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:أَصَبْتَ بَعْضًا وَأَخْطَأْتَ بَعْضًا، قَالَ: فَوَاللهِ يَا رَسُولَ اللهِ لَتُحَدِّثَنِّي بِالَّذِي أَخْطَأْتُ، قَالَ:لاَ تُقْسِمْ

سیدنا ابو بکر نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھے اجازت دیں میں اس کی تعبیر بیان کروں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا بیان کرو، انہوں نے کہا کہ چھتری تو اسلام ہے اور گھی شہد جو اس سے ٹپک رہے ہیں وہ قرآن کی تلاوت ہے جو اس سے ٹپک رہی ہے اور اس سے لوگ کم وبیش لے رہے ہیں، اور وہ رسی جو آسمان سے زمین تک لٹکی ہوئی ہے وہ حق ہے جس پر آپ ہیں، آپ کے بعد اس کو پکڑیں گے جس سے اللہ آپ کو اوپر چڑھائے گا، پھر آپ کے بعد اس کو دوسرا پکڑے گا اور چڑھے گا، پھر اس کے بعد تیسرا پکڑے گا اور چڑھے گا پھر اس کو ایک شخص پکڑے گا اور وہ رسی ٹوٹ جائے گی پھر اس کو جوڑا جائے گا اور وہ اس کے ذریعے چڑھے گا، اے اللہ کے رسول ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان کیا میں نے صحیح کہا یا غلط؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ کچھ صحیح کہا اور کچھ غلط، انہوں نے کہا کہ اللہ کی قسم آپ مجھے بتلا دیں کہ میں نے کیا غلطی کی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ قسم مت دو۔ [1]

ارشاد باری تعالیٰ ہے

...فَكَفَّارَتُهٗۤ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ ؕ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ... ﴿۸۹﴾ [2]

ترجمہ: (ایسی قسم توڑنے کا) کفارہ یہ ہے کہ دس مسکینوں کو وہ اوسط درجہ کا کھانا کھلاؤ جو تم اپنے بال بچوں کو کھلاتے ہو یا انہیں کپڑے پہناؤ یا ایک غلام آزاد کرو اور جو اس کی استطاعت نہ رکھتا ہو وہ تین دن کے روزے رکھے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَ الْمَيْسِرُ وَ الْاَنْصَابُ وَ الْاَزْلَامُ رِجْسٌ

اے ایمان والو! بات یہی ہے کہ شراب اور جوا اور تھان اور فال نکالنے کے پانسے سب گندی باتیں،

مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۹۰﴾ اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ

شیطانی کام ہیں ان سے بالکل الگ رہو تا کہ تم فلاح یاب ہو، شیطان تو یوں چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعے سے

اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَ الْبَغْضَآءَ فِي الْخَمْرِ وَ الْمَيْسِرِ وَ يَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ

تمہارے آپس میں عداوت اور بغض واقع کرا دے اور اللہ تعالیٰ کی یاد سے اور نماز سے تمہیں باز رکھے سو اب

---

[1] صحیح بخاری کتاب التعبیر بَابُ مَنْ لَمْ يَرَ الرُّؤْيَا لِأَوَّلِ عَابِرٍ إِذَا لَمْ يُصِبْ ٧٠٤٦

[2] المائدة ٨٩

وَ عَنِ الصَّلٰوةِ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ﴿۹۱﴾ وَ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ احْذَرُوْا ۚ

بھی باز آجاؤ، اور تم اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے رہو اور رسول کی اطاعت کرتے رہو اور احتیاط رکھو، اگر اعراض کرو گے تو

فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْۤا اَنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۹۲﴾ لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

یہ جان رکھو کہ ہمارے رسول کے ذمہ صاف صاف پہنچا دینا ہے، ایسے لوگوں پر جو ایمان رکھتے ہوں

وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْۤا اِذَا مَا اتَّقَوْا

اور نیک کام کرتے ہوں اس چیز میں کوئی گناہ نہیں جس کو وہ کھاتے پیتے ہوں جب کہ وہ لوگ تقویٰ رکھتے ہوں

وَّ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَّ اٰمَنُوْا ثُمَّ اتَّقَوْا وَّ اَحْسَنُوْا ؕ

اور ایمان رکھتے ہوں اور نیک کام کرتے ہوں پھر پرہیز گاری کرتے ہوں اور خوب نیک عمل کرتے ہوں،

وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۹۳﴾ ؑ (المائدۃ ۹۰ تا ۹۳)

اللہ ایسے نیکو کاروں سے محبت رکھتا ہے۔

حرمت پانسہ بازی، قمار بازی اور شراب :شراب اور جوئے کے متعلق پہلے فرمایا گیا تھا

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ ؕ قُلْ فِيْهِمَاۤ اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ ۫ وَاِثْمُهُمَاۤ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا ... ﴿۲۱۹﴾ (۱)

ترجمہ: پوچھتے ہیں شراب اور جوئے کا کیا حکم ہے؟ کہو ان دونوں چیزوں میں بڑی خرابی ہے، اگرچہ ان میں لوگوں کے لئے کچھ منافع بھی ہیں مگر ان کا گناہ ان کے فائدے سے بہت زیادہ ہے۔

کیونکہ ممانعت نہیں تھی اس لئے لوگ اس سے لطف اندوز ہوتے رہے، ایک مرتبہ عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ بن عوف نے کچھ لوگوں کو اپنے یہاں بلایا، وہاں انہوں نے شراب پی اور مدہوش ہو گئے، اسی میں ایک مہاجر صحابی جو مغرب کی نماز پڑھنے کھڑا ہوا تھا اس نے نشے کی حالت میں یوں پڑھ دیا

قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ۙ﴿۱﴾ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ﴿۲﴾

اس پر بہ نسبت پہلے حکم کے زیادہ سخت دوسرا حکم نازل ہوا

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ ... ﴿۴۳﴾ (۲)

ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو! جب تم نشے کی حالت میں ہو تو نماز کے قریب نہ جاؤ، نماز اس وقت پڑھنی چاہیے جب تم جانو کہ کیا کہہ

---

(۱) البقرۃ ۲۱۹

(۲) النساء ۴۳

رہے ہو۔

اب لوگوں نے نمازوں کے وقت شراب چھوڑ دی لیکن شغل برابر جاری رہا، لیکن یہاں ام الخبائث اور اس کے ساتھ قمار بازی اور وہ مقامات جو اللہ کے سوا کسی دوسرے کی عبادت کرنے یا اللہ کے سوا کسی اور کے نام پر قربانی اور نذرونیاز چڑھانے کے لئے مخصوص کیے گئے ہوں پرستش گاہوں یا تھانوں اور فال کے تیروں کو شیطانی کام قرار دے کر صاف لفظوں میں ان سے اجتناب کا حکم دیا فرمایا اے لوگو جو ایمان لائے ہو! شراب اور جوا اور یہ آستانے اور پانسے یہ سب گندے شیطانی کام ہیں،

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: الشِّطْرَنْجُ مِنَ الْمَيْسِرِ

سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابوطالب سے مروی ہے کہ شطرنج بھی جوا ہے۔ (١)

قَالَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَلْحَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَيْ سَخَط مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ

علی بن ابوطلحہ نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ یہ اعمال شیطان اللہ کو ناراض کرنے والے ہیں۔ (٢)

وَقَالَ زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ: أَيْ شَرٌّ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ

زید بن اسلم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ شیطان کے اعمال میں سے بدترین ہیں۔ (٣)

ان سے پرہیز کرو امید ہے کہ تمہیں فلاح نصیب ہوگی، ان چیزوں کے معاشرتی اور دینی نقصانات بیان فرمائے کہ شیطان تو یہ چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعہ سے تمہارے درمیان عداوت اور بغض ڈال دے اور تمہیں اللہ کے یاد سے اور نماز سے روک دے پھر کیا تم ان شیطانی کاموں سے باز رہو گے؟ اللہ اور اس کے رسول کی بات مانو اور باز آجاؤ، جو اہل ایمان تھے وہ منشائے الٰہی کو سمجھ گئے اور کہا

فَقَالُوا: انْتَهَيْنَا رَبَّنَا

اے رب ہم باز آ گئے۔ (٤)

قَالَ: فَقَالَ عُمَرُ انْتَهَيْنَا انْتَهَيْنَا

ایک روایت میں ہے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ہم باز آ گئے ہم باز آ گئے۔ (٥)

لیکن اگر تم نے حکم عدولی کی تو جان لو کہ ہمارے رسول پر بس صاف صاف حکم پہنچا دینے کی ذمہ داری تھی، چنانچہ اس واضح حکم کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان کرایا کہ اب جن کے پاس شراب ہے وہ نہ اسے پی سکتے ہیں نہ بیچ سکتے ہیں بلکہ وہ اسے ضائع کر دیں،

---

(١) تفسیرابن ابی حاتم ١٢٩١/٢

(٢) تفسیرابن کثیر ١٧٩/٣

(٣) تفسیرابن ابی حاتم ١١٩٩/٤

(٤) مسند احمد ٨٦٢٠

(٥) مسنداحمد ٣٧٨

عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كُنْتُ أَسْقِي أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ، وَأُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ، وَسُهَيْلَ ابْنَ بَيْضَاءَ وَنَفَرًا مِنْ أَصْحَابِهِ عِنْدَ أَبِي طَلْحَةَ، وَأَنَا أَسْقِيهِمْ، حَتَّى كَادَ الشَّرَابُ أَنْ يَأْخُذَ فِيهِمْ، فَأَتَى آتٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ، فَقَالَ: أَوَمَا شَعَرْتُمْ أَنَّ الْخَمْرَ قَدْ حُرِّمَتْ، فَمَا قَالُوا: حَتَّى نَنْظُرَ وَ نَسْأَلَ ، فَقَالُوا: يَا أَنَسُ، أَكْفِئْ مَا بَقِيَ فِي إِنَائِكَ،قَالَ:فَوَاللهِ مَا عَادُوا فِيهَا وَمَا هِيَ إِلَّا التَّمْرُ وَالْبُسْرُ، وَهِيَ خَمْرُهُمْ يَوْمَئِذٍ

انس رضی اللہ عنہ بن مالک سے مروی ہے میں ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ،ابی بن کعب، سہل بن بیضاہ اور صحابہ کرام کی ایک جماعت کو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے ہاں شراب پلا رہا تھا، دور چل رہا تھا سب لذت اندوز ہو رہے تھے قریب تھا کہ نشے کا پارہ بڑھ جائے، اتنے میں کسی صحابی نے آ کر خبر دی کہ کیا تمہیں علم نہیں شراب تو حرام ہوگئی؟ انہوں نے یہ نہیں کہا کہ ہم اس مسئلے کے متعلق تحقیق کریں گے بلکہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے فوراً کہا اے انس رضی اللہ عنہ! بس کرو تمہارے برتن میں جو باقی بچی شراب ہے اسے انڈیل دو، اللہ کی قسم! اس کے بعد ایک قطرہ بھی ان میں سے کسی کے حلق میں نہیں گیا، یہ پکی اور کچی کھجوروں کی شراب تھی اور عموماً اسی کی شراب بنا کرتی تھی (۱)

مُنَادِيًا يُنَادِى أَلاَ إِنَّ الْخَمْرَ قَدْ حُرِّمَتْ..... فَجَرَتْ فِى سِكَكِ الْمَدِينَةِ

اس اعلان کے ساتھ ہی لوگوں نے مدینہ منورہ کی گلیوں میں شراب بہادی۔ (۲)

بعض لوگوں نے دریافت کیا کہ ہم یہودیوں کو یہ تحفتاً کیوں نہ دے دیں؟ فرمایا جس نے یہ چیز حرام کی ہے اس نے اسے تحفتاً دینے سے بھی منع فرمادیا ہے۔

فَقَالَ: أَجْعَلُهُ خَلًّا؟ قَالَ: لَا،قَالَ: فَأَهْرَاقَهُ

ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا ہم شراب کو سرکے میں کیوں نہ تبدیل کر دیں؟ آپ نے اس سے بھی منع فرمایا اور حکم دیا کہ نہیں اسے ضائع کر دو۔ (۳)

أَنَّ طَارِقَ بْنَ سُوَيْدٍ الْجُعْفِيَّ سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْخَمْرِ فَنَهَاهُ أَوْ كَرِهَ لَهُ أَنْ يَصْنَعَهَا فَقَالَ إِنَّمَا نَصْنَعُهَا لِلدَّوَاءِ فَقَالَ إِنَّهُ لَيْسَ بِدَوَاءٍ وَلَكِنَّهُ دَاءٌ

طارق بن سوید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے بارگاہ نبوت میں عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہم لوگ انگوروں کے علاقے میں رہتے ہیں کیا ہم انہیں نچوڑ کر (ان کی شراب) پی سکتے ہیں؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں میں نے اپنی بات کی تکرار کی، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا نہیں، میں نے عرض کیا کہ ہم مریض کو علاج کے طور پر پلا سکتے ہیں؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس میں شفاء نہیں بلکہ یہ تو نری بیماری ہے۔ (۴)

---

(۱) ۔مسند احمد۱۲۸۶۹، صحیح بخاری کتاب الاشربۃ بَابُ نَزَلَ تَحْرِيمُ الخَمْرِ وَهِيَ مِنَ البُسْرِ وَالتَّمْرِ۵۵۸۲،صحیح مسلم کتاب الاشربۃ بَابُ تَحْرِيمِ الْخَمْرِ۵۱۳۸

(۲) فیض الباری علی صحیح البخاری ۳؍۶۱۳

(۳) مسند احمد۱۳۷۳۲، صحیح مسلم کتاب الاشربۃ بَابُ تَحْرِيمِ تَخْلِيلِ الْخَمْرِ۵۱۴۰،سنن ابوداودکتاب الاشربۃبَابُ مَا جَاءَ فِي الْخَمْرِ تُخَلَّلُ ۳۶۷۵،جامع ترمذی ابواب البیوع بَابُ النَّهْيِ أَنْ يُتَّخَذَ الخَمْرُ خَلًّا۱۲۹۴

(۴)مسنداحمد۱۸۸۶۲،صحیح مسلم کتاب الاشربۃ بَابُ تَحْرِيمِ التَّدَاوِي بِالْخَمْرِ۵۱۴۱

وَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ، فِي السَّكَرِ: إِنَّ اللهَ لَمْ يَجْعَلْ شِفَاءَكُمْ فِيمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما نے نشہ آور چیز کے بارے میں کہا اللہ تعالیٰ نے اس چیز میں شفا نہیں رکھی جو تم پر حرام کر دی گئی ہے۔[1]

عَنْ دَيْلَمٍ الْحِمْيَرِيِّ، قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّا بِأَرْضٍ بَارِدَةٍ نُعَالِجُ فِيهَا عَمَلًا شَدِيدًا وَإِنَّا نَتَّخِذُ شَرَابًا مِنْ هَذَا الْقَمْحِ نَتَقَوَّى بِهِ عَلَى أَعْمَالِنَا وَعَلَى بَرْدِ بِلَادِنَا، قَالَ:هَلْ يُسْكِرُ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: فَاجْتَنِبُوهُ،قَالَ: قُلْتُ: فَإِنَّ النَّاسَ غَيْرُ تَارِكِيهِ، قَالَ:فَإِنْ لَمْ يَتْرُكُوهُ فَقَاتِلُوهُمْ

دیلم حمیری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا اور کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہم ایک ایسے علاقے کے رہنے والے ہیں جو نہایت سرد ہے اور ہمیں پر مشقت کام کرنا پڑتا ہے، ہم اس گندم سے ایک مشروب بناتے ہیں جس سے اپنے کام میں طاقت حاصل کرتے اور سردی سے دفاع کرتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کیا یہ مشروب نشہ دیتا ہے؟ میں نے عرض کیا ہاں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو اس سے پرہیز کرو، میں نے عرض کیا مگر ہمارے علاقے کے لوگ تو اسے نہیں چھوڑیں گے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا اگر وہ نہ چھوڑیں تو ان سے قتال کرو۔[2]

ابْنَ عُمَرَ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:لَعَنَ اللهُ الْخَمْرَ، وَشَارِبَهَا، وَسَاقِيَهَا، وَبَائِعَهَا، وَمُبْتَاعَهَا، وَعَاصِرَهَا، وَمُعْتَصِرَهَا، وَحَامِلَهَا ، وَالْمَحْمُولَةَ إِلَيْهِ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی ہے شراب پر اور اس کے پینے والے پر اور پلانے والے پر اور بیچنے والے پر اور خریدنے والے پر اور کشید کرنے والے پر اور کشید کرانے والے پر اور ڈھو کر لے جانے والے پر اور اس شخص پر جس کے لئے وہ ڈھو کر لے جائی گئی ہو[3]

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو ,قَالَ: إِنَّ هَذِهِ الْآيَةَ الَّتِي فِي الْقُرْآنِ: {يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ}[4] قَالَ: هِيَ فِي التَّوْرَاةِ: إِنَّ اللَّهَ أَنْزَلَ الْحَقَّ لِيُذْهِبَ بِهِ وَيُبْطِلَ بِهِ اللَّعِبَ وَالْمَزَامِيرَ وَالزَّفْنَ وَالْكِنَّانَاتِ يَعْنِي الْبَرَابِطَ , وَالزَّمَّارَاتِ يَعْنِي بِهِ الدُّفَّ وَالْقَنَابِيرَ وَالشِّعْرَ وَالْخَمْرَ لِمَنْ طَعِمَهَا , أَقْسَمَ اللَّهُ بِيَمِينِهِ وَعِزَّهِ مَنْ شَرِبَهَا بَعْدَ مَا حُرِّمَتْ لَأُعَطِّشَنَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ , وَمَنْ تَرَكَهَا بَعْدَ مَا حَرَّمْتُهَا لَأَسْقِيَنَّهُ إِيَّاهَا فِي حَظِيرَةِ الْقُدُسِ

---

[1] مصنف عبدالرزاق۱۷۰۹۷،مصنف ابن ابی شیبۃ۲۳۸۳۲،صحیح بخاری کتاب الاشربۃ بَابُ شَرَابِ الحَلْوَاءِ وَالعَسَلِ ،السنن الصغیر للبیہقی ۳۱۲۵

[2] مسنداحمد۱۸۰۳۵،سنن ابوداودکتاب الاشربۃ بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْمُسْكِرِ ۳۶۸۳

[3] ۔سنن ابوداودکتاب الاشربۃ بَابُ الْعِنَبِ يُعْصَرُ لِلْخَمْرِ ۳۶۷۴،سنن ابن ماجہ کتاب الاشربۃ بَابُ لُعِنَتِ الْخَمْرُ عَلَى عَشَرَةِ أَوْجُهٍ ۳۳۸۰ ،مسند احمد۵۷۱۶

[4] المائدۃ: 90

عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ قرآن مجید کی یہ آیت ''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! شراب اور جوا اور یہ آستانے اور پانسے یہ سب گندے شیطانی کام ہیں ان سے پرہیز کرو امید ہے کہ تمہیں فلاح نصیب ہو گی۔''تورات میں بھی ہے، اللہ تعالیٰ نے حق کو نازل فرمایا ہے تا کہ اس کے ساتھ باطل کو ختم کر دے، اور اس کے ساتھ کھیل کود، آلات موسیقی بانسری، بربط، دف، طنبورے، غلط اشعار اور شراب کو حرام قرار دے دیا ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنی عزت وجلال کی قسم کھا کر فرمایا ہے کہ میرے حرام قرار دینے کے بعد اگر کوئی شراب پیئے گا تو میں اسے قیامت کے روز ضرور پیاسا رکھوں گا اور میرے حرام قرار دینے کے بعد جس نے اسے ترک کر دیا اسے میں ضرور جنت الفردوس سے پلاؤں گا۔ (١)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فِي الدُّنْيَا، ثُمَّ لَمْ يَتُبْ مِنْهَا حُرِمها فِي الْآخِرَةِ

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص دنیا میں شراب پیئے پھر اس سے توبہ نہ کرے تو وہ آخرت میں اس سے محروم رہے گا۔ (٢)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:كُلُّ مُسْكِرٍ خَمْرٌ وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ، وَمَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فِي الدُّنْيَا فَمَاتَ وَهُوَ يُدْمِنُهَا لَمْ يَتُبْ، لَمْ يَشْرَبْهَا فِي الْآخِرَةِ

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نشہ آور چیز شراب ہے، اور ہر نشہ آور حرام ہے، جو شخص (دنیا میں) ہمیشہ شراب پیتے ہوئے مر گیا اور اس نے اس سے توبہ نہ کی، تو وہ اسے آخرت میں نہیں پیئے گا۔ (٣)

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ، وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يَجْلِسْ عَلَى مَائِدَةٍ يُدَارُ عَلَيْهَا الْخَمْرُ

اور جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ ایسے دستر خوان پر نہ بیٹھے جہاں شراب پی جاتی ہو۔ (٤)

ابتدا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان برتنوں تک کے استعمال کو منع فرمادیا تھا جن میں شراب بنائی اور پی جاتی تھی، بعد میں جب شراب کی حرمت کا حکم پوری طرح نافذ ہو گیا تب آپ نے برتنوں پر سے یہ قید اٹھا دی، خمر کا لفظ عرب میں انگوری شراب کے لئے استعمال ہوتا تھا

(١) تفسیرابن ابی حاتم١١٩٦/٤

(٢) مسندشافعی باب وَمِنْ كِتَابِ الْأَشْرِبَةِ، صحیح بخاری كِتَابُ الْأَشْرِبَةِ باب ٥٥٧٥، صحیح مسلم کتاب الْأَشْرِبَةِ بَابُ عُقُوبَةِ مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ إِذَا لَمْ يَتُبْ مِنْهَا بِمَنْعِهِ إِيَّاهَا فِي الْآخِرَةِ٥٢٢٣

(٣) صحیح مسلم کتاب الْأَشْرِبَةِ بَابُ بَيَانِ أَنَّ كُلَّ مُسْكِرٍ خَمْرٌ وَأَنَّ كُلَّ خَمْرٍ حَرَامٌ٥٢١٨

(٤) السنن الكبرى للنسائی ٦٧٠٨

اور مجازاً گیہوں، جو، کشمش، کھجور اور شہد کی شرابوں کے لئے بھی یہ لفظ بولتے تھے مگر نبی اکرم ﷺ نے حرمت کے اس حکم کو تمام ان چیزوں پر عام قرار دیا جو نشہ پیدا کرنے والی ہوں،

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: كُلُّ مُسْكِرٍ خَمْرٌ، وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر نشہ آور چیز خمر ہے اور ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔ (١)

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: سُئِلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْبِتْعِ ، فَقَالَ: كُلُّ شَرَابٍ أَسْكَرَ فَهُوَ حَرَامٌ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ سے شہد کی شراب کے بارے میں پوچھا گیا، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہر وہ مشروب جو نشہ پیدا کرے حرام ہے۔ (٢)

اور آپ ﷺ نے ایک اصول بیان فرمایا۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا أَسْكَرَ كَثِيرُهُ، فَقَلِيلُهُ حَرَامٌ

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس چیز کی کثیر مقدار نشہ پیدا کرے اس کی قلیل مقدار بھی حرام ہے۔ (٣)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ، وَمَا أَسْكَرَ مِنْهُ الْفَرْقُ فَمِلْءُ الْكَفِّ مِنْهُ حَرَامٌ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرماتے تھے ہر نشہ آور چیز حرام ہے جس کا بڑا پیالہ نشہ آور ہو تو اس کا ایک چلو بھی حرام ہے۔ (٤)

یعنی صراحت کر دی گئی کہ ہر نشہ آور چیز اس کی نوعیت خواہ کچھ ہو، وہ مقدار میں تھوڑی ہو یا زیادہ حرام ہی ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَمَّا حُرِّمَتِ الْخَمْرُ قَالَ أُنَاسٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَصْحَابُنَا الَّذِينَ مَاتُوا وَهُمْ يَشْرَبُونَهَا؟ فَأَنْزَلَ اللَّهُ: {لَيْسَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِيمَا طَعِمُوا} الْآيَةَ.

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے جب حرمت شراب کا حکم نازل ہوا تو بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی اے اللہ کے رسول ﷺ! ہمارے کئی ساتھی (جنگوں میں شہید ہو گئے ہیں) یا فوت ہو گئے جبکہ وہ شراب پیتے رہے ہیں ان کے بارے میں کیا حکم ہے؟ چنانچہ اس

---

(١) صحیح مسلم کتاب الاشربة بَابُ بَيَانِ أَنَّ كُلَّ مُسْكِرٍ خَمْرٌ وَأَنَّ كُلَّ خَمْرٍ حَرَامٌ ٥٢٢١

(٢) مسند احمد ٢٤٠٨٢،مصنف عبدالرزاق ١٧٠٠٢، مصنف ابن ابی شیبة ٢٣٧٣٩،سنن الدارمی ٢١٤٢،صحیح بخاری کتاب الوضو بَابُ لاَ يَجُوزُ الوُضُوءُ بِالنَّبِيذِ، وَلاَ المُسْكِرِ ٢٤٢،صحیح مسلم کتاب الاشربة بَابُ بَيَانِ أَنَّ كُلَّ مُسْكِرٍ خَمْرٌ وَأَنَّ كُلَّ خَمْرٍ حَرَامٌ ٥٢١٢

(٣) سنن ابوداودکتاب الاشربة بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْمُسْكِرِ ٣٦٨١

(٤) سنن ابوداودکتاب الاشربة بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْمُسْكِرِ ٣٦٨٦ ،جامع ترمذی ابواب الاشربة بَابُ مَا جَاءَ مَا أَسْكَرَ كَثِيرُهُ فَقَلِيلُهُ حَرَامٌ ١٨٦٦،صحیح ابن حبان ٥٣٨٣،السنن الکبری للبیہقی ١٧٣٩٧،شعب الایمان ٥١٨٦، مسند احمد ٢٤٩٩٢

آیت کریمہ میں اس شبہے کا ازالہ کر دیا گیا کہ ان کا خاتمہ ایمان و تقویٰ پر ہی ہوا ہے ان پر ان چیزوں کا کچھ گناہ نہیں اور جو اہل ایمان لوگ زندہ ہیں اور نیک عمل کرتے ہیں انہوں نے بھی تحریم سے پہلے جو کچھ پہلے کھایا پیا ہے اس پر کوئی گرفت نہ ہوگی بشرطیکہ وہ آئندہ ان چاروں چیزیں شراب، قمار بازی اور وہ مقامات جو اللہ کے سوا کسی دوسرے کی عبادت کرنے یا اللہ کے سوا کسی اور کے نام پر قربانی اور نذر و نیاز چڑھانے کے لئے مخصوص کیے گئے ہوں پرستش گاہوں یا تھانوں اور فال کے تیروں سے بچے رہیں جو حرام کی گئی ہیں اور ایمان پر ثابت قدم رہیں اور عمل صالحہ اختیار کریں، پھر جس جس چیز سے روکا جائے اس سے رکیں اور جو فرمان الٰہی ہو اسے مانیں، پھر خدا ترسی کے ساتھ نیک رویہ رکھیں، اللہ نیک کردار لوگوں کو پسند کرتا ہے۔ [١]

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَيَبْلُوَنَّكُمُ اللّٰهُ بِشَيْءٍ مِّنَ الصَّيْدِ تَنَالُهٗٓ اَيْدِيْكُمْ وَ رِمَاحُكُمْ

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ قدرے شکار سے تمہارا امتحان کرے گا جن تک تمہارے ہاتھ اور تمہارے نیزے پہنچ سکیں گے

لِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّخَافُهٗ بِالْغَيْبِ ۚ فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ

تا کہ اللہ تعالیٰ معلوم کرلے کون شخص اس سے بن دیکھے ڈرتا ہے سو جو شخص اس کے بعد حد سے نکلے گا اس کے واسطے

عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿٩٤﴾ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَ اَنْتُمْ حُرُمٌ ۭ وَ مَنْ

دردناک عذاب ہے، اے ایمان والو! (وحشی) شکار کو قتل مت کرو جب کہ تم حالت احرام میں ہو، اور جو شخص تم میں سے

قَتَلَهٗ مِنْكُمْ مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ يَحْكُمُ بِهٖ

اس کو جان بوجھ کر قتل کرے گا تو اس پر فدیہ واجب ہوگا جو کہ مساوی ہوگا اس جانور کے جس کو اس نے قتل کیا ہے

ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ هَدْيًا بٰلِغَ الْكَعْبَةِ اَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ

جس کا فیصلہ تم سے دو معتبر شخص کر دیں، خواہ وہ فدیہ خاص چوپایوں میں سے ہو جو نیاز کے طور پر کعبہ تک پہنچایا جائے

مَسٰكِيْنَ اَوْ عَدْلُ ذٰلِكَ صِيَامًا لِّيَذُوْقَ وَ بَالَ اَمْرِهٖ ۭ

اور خواہ کفارہ مساکین کو دے دیا جائے، اور خواہ اس کے برابر روزے رکھ لیے جائیں تا کہ اپنے کئے کی شامت کا مزہ چکھے،

عَفَا اللّٰهُ عَمَّا سَلَفَ ۭ وَ مَنْ عَادَ فَيَنْتَقِمُ اللّٰهُ مِنْهُ ۭ وَ اللّٰهُ عَزِيْزٌ

اللہ تعالیٰ نے گزشتہ کو معاف کر دیا اور جو شخص پھر ایسی ہی حرکت کرے گا تو اللہ انتقام لے گا اور اللہ زبردست ہے

---

[١] تفسیر ابن کثیر ۱۸۹/۳

ذُو انْتِقَامٍ ﴿٩٥﴾ اُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَ طَعَامُهٗ مَتَاعًا لَّكُمْ

انتقام لینے والا، تمہارے لیے دریا کا شکار پکڑنا اور اس کا کھانا حلال کیا گیا ہے تمہارے فائدے کے واسطے اور مسافروں

وَ لِلسَّيَّارَةِ ۚ وَ حُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا ؕ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ

کے واسطے اور خشکی کا شکار پکڑنا تمہارے لیے حرام کیا گیا ہے جب تک کہ تم حالت احرام میں رہو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو

الَّذِيْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿٩٦﴾ (المائدۃ ۹۴تا۹۶)

جس کے پاس جمع کئے جاؤ گے۔

شکار عربوں کی معاش کا ایک اہم عنصر تھا اس لئے حالت احرام میں اس کی ممانعت کر کے ان کا امتحان لیا گیا فرمایا اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ تمہیں اس شکار کے ذریعہ سے سخت آزمائش میں ڈالے گا، ان میں چھوٹے یا کمزور جانور ہوں گے جو تم ہاتھوں سے پکڑ سکو گے اور بڑے جانور بھی ہوں گے جو تمہارے تیروں اور نیزوں کی زد میں ہوں گے اور تم باآسانی انہیں شکار کر سکو گے،

عَنْ مُقَاتِلِ بْنِ حَيَّانَ , فِي قَوْلِهِ: {لَيَبْلُوَنَّكُمُ اللّٰهُ بِشَيْءٍ مِّنَ الصَّيْدِ} قَالَ: أُنْزِلَتْ فِي عُمْرَةِ الْحُدَيْبِيَةِ، فَكَانَتِ الْوَحْشُ وَالطَّيْرُ وَالصَّيْدُ يَغْشَاهُمْ فِي رِحَالِهِمْ لَمْ يَرَوْا مِثْلَهُ قَطُّ فِيمَا خَلَا , فَنَهَاهُمُ اللّٰهُ عَنْ قَتْلِهِ وَهُمْ مُحْرِمُونَ، لِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَخَافُهُ بِالْغَيْبِ

مقاتل بن حیان رحمہ اللہ کہتے ہیں یہ آیت کریمہ ’’اللہ تمہیں اس شکار کے ذریعہ سے سخت آزمائش میں ڈالے گا۔‘‘ عمرہ حدیبیہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے جبکہ جنگلی جانور، پرندے اور شکاری جانور ان کے پڑاؤ کے پاس اس طرح کثرت سے آرہے تھے کہ انہوں نے اس سے پہلے کبھی ایسا نہیں دیکھا تھا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں حالت احرام میں ان جانوروں کے شکار سے منع فرمادیا یہ دیکھنے کے لئے کہ تم میں سے کون اللہ مالک یوم الدین سے غائبانہ ڈرتا ہے۔[1]

اور جو لوگ غائبانہ اپنے رب سے ڈرتے ہیں ان کے لیے مغفرت اور بے حد وحساب اجر ہے،

اِنَّ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ كَبِيْرٌ ﴿١٢﴾ [2]

ترجمہ: جو لوگ بے دیکھے اپنے رب سے ڈرتے ہیں یقیناً ان کے لیے مغفرت اور بڑا اجر ہے۔

پھر جس نے اس تنبیہ کے بعد اللہ کی مقرر کی ہوئی حد سے تجاوز کیا اس کے لئے دردناک عذاب ہے، اے لوگو جو ایمان لائے ہو! جب تم حج اور عمرہ کا احرام باندھ لو تو اس عظیم عبادت کی تعظیم کے لئے نہ خود شکار کرو اور نہ کسی کو شکار کرنے میں مدد دو دونوں حالتوں میں منع ہے، البتہ چند چیزوں کو حالت احرام میں مارنا مستثنیٰ ہے،

---

[1] تفسیر ابن ابی حاتم ۱۲۰۴، ۴

[2] الملک ۱۲

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: خَمْسٌ فَوَاسِقُ، يُقْتَلْنَ فِي الحَرَمِ: الفَأْرَةُ، وَالعَقْرَبُ، وَالحُدَيَّا، وَالغُرَابُ، وَالكَلْبُ العَقُورُ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ موذی جانور ہیں انہیں حرم (اور حل) میں بھی مارا جاسکتا ہے چوہا، بچھو، چیل، کوا اور باولا کتا۔ (١)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: خَمْسٌ لَيْسَ عَلَى الْمُحْرِمِ فِي قَتْلِهِنَّ جُنَاحٌ ،الْغُرَابُ، وَالْحِدَأَةُ، وَالْعَقْرَبُ، وَالْفَأْرَةُ، وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ قسم کے جانور ایسے ہیں کہ انہیں قتل کرنے کی وجہ سے محرم کو کوئی گناہ نہیں ہوتا، کوا اور چیل اور بچھو اور چوہیا اور باؤلا کتا۔ (٢)

قَالَ أَيُّوبُ، قُلْتُ لِنَافِعٍ: فَالْحَيَّةُ؟ قال: الحية لا شك فِيهَا، وَلَا يُخْتَلَفُ فِي قَتْلِهَا وَمِنَ الْعُلَمَاءِ كَمَالِكٍ وَأَحْمَدَ مَنْ أَلْحَقَ بِالْكَلْبِ الْعَقُورِ الذِّئْبَ، والسَّبُعَ، والنَّمِر، والفَهْد؛ لِأَنَّهَا أَشَدُّ ضَرَرًا مِنْه

اس روایت کو سن کر ایوب نے اپنے استاد نافع سے سانپ کے بارے میں سوال کیا، انہوں نے کہا سانپ کے بارے میں تو کوئی شک اور اس کے قتل میں تو کوئی اختلاف ہی نہیں ہے، اور علماء میں سے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اور امام مالک رحمہ اللہ اور دیگر علما نے بھیڑیے، درندے، چیتے اور شیر کو کاٹنے والے کتے میں شامل کر کے حالت احرام میں ان کے قتل کی بھی اجازت دی ہے۔ (٣)

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَمَّا يَقْتُلُ الْمُحْرِمُ؟ قَالَ: الْحَيَّةُ، وَالْعَقْرَبُ، وَالْفُوَيْسِقَةُ، وَيَرْمِي الْغُرَابَ وَلَا يَقْتُلُهُ، وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ وَالْحِدَأَةُ، وَالسَّبُعُ الْعَادِي

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا محرم کون سے جانوروں کو قتل کرسکتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سانپ اور بچھو اور چوہیا اور کوئے کو کنکر مار کر اڑا دے مگر اسے قتل نہ کرے اور باؤلا کتا اور چیل، اور چیرنے پھاڑنے والا درندہ۔ (٤)

اور اگر تم میں سے کوئی جان بوجھ کر یا بھول کر ایسا کر گزرے گا تو جو جانور اس نے مارا ہو اسی کے قد و قامت میں مساوی ایک جانور اسے مویشیوں میں سے نذر دینا ہوگا، اور یہ نذر کعبہ پہنچایا جائے گا اور ان کی تقسیم حرم مکہ کی حدود میں رہنے والے مساکین پر ہوگی،

---

(١) صحيح بخارى كتاب بدء الخلق بَابٌ خَمْسٌ مِنَ الدَّوَابِّ فَوَاسِقُ، يُقْتَلْنَ فِي الحَرَمِ ٣٣١٤، صحيح مسلم كتاب الحج بَابُ مَا يَنْدُبُ لِلْمُحْرِمِ وَغَيْرِهِ قَتْلَهُ مِنَ الدَّوَابِّ فِي الْحِلِّ وَالْحَرَمِ ٢٨٦٥، سنن الدارمى ١٨٥٨، مسند احمد ٢٤٠٥٢، مصنف عبدالرزاق ٨٣٧٤، مصنف ابن ابى شيبة ١٤٨٣٧

(٢) سنن نسائى كِتَابُ المناسك باب مَا يَقْتُلُ الْمُحْرِمُ مِنَ الدَّوَابِّ ٢٨٢٨

(٣) تفسير ابن كثير ١٩٠، ١٨٩، ٣

(٤) سنن ابوداود كِتَاب الْمَنَاسِكِ بَابُ مَا يَقْتُلُ الْمُحْرِمُ مِنَ الدَّوَابِّ ١٨٤٨، جامع ترمذى أَبْوَابُ الحَجِّ بَابُ مَا يَقْتُلُ الْمُحْرِمُ مِنَ الدَّوَابِّ ٨٣٨، سنن ابن ماجه كِتَابُ الْمَنَاسِكِ بَابُ مَا يَقْتُلُ الْمُحْرِمُ ٣٠٨٩

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ , عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: هَدْيًا بَالِغَ الْكَعْبَةِ أَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسَاكِينَ أَوْ عَدْلُ ذَٰلِكَ صِيَامًا. فَإِذَا قَتَلَ الْمُحْرِمُ شَيْئًا مِنَ الصَّيْدِ حُكِمَ عَلَيْهِ فِيهِ , فَإِنْ قَتَلَ ظَبْيًا أَوْ نَحْوَهُ فَعَلَيْهِ شَاةٌ تُذْبَحُ بِمَكَّةَ، فَإِنْ لَمْ يَجِدْ فَإِطْعَامُ سِتَّةِ مَسَاكِينَ، فَإِنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ، فَإِنْ قَتَلَ إِيِلًا أَوْ نَحْوَهُ فَعَلَيْهِ بَقَرَةٌ ، فَإِنْ لَمْ يَجِدْ فَإِطْعَامُ عِشْرِينَ مِسْكِينًا فَإِنْ لَمْ يَجِدْ صَامَ عِشْرِينَ يَوْمًا،وَإِنْ قَتَلَ نَعَامَةً أَوْ حِمَارًا وَحْشِيًّا أَوْ نَحْوَهُ فَعَلَيْهِ بَدَنَةٌ مِنَ الْإِبِلِ ، فَإِنْ لَمْ يَجِدْ أَطْعَمَ ثَلَاثِينَ مِسْكِينًا فَإِنْ لَمْ يَجِدْ صَامَ ثَلَاثِينَ يَوْمًا

علی بن ابوطلحہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت کریمہ '' اور یہ نذرانہ کعبہ پہنچایا جائے گا یا نہیں تو اس گناہ کے کفارہ میں چند مسکینوں کو کھانا کھلانا ہوگا یا اس کے بقدر روزے رکھنے ہونگے۔'' کے بارے میں روایت کرتے ہیں جب کوئی محرم شکار کر لے تو اس کا فیصلہ اس طرح کیا جائے گا کہ اگر اس نے ہرن وغیرہ کا شکار کیا ہو تو اسے مکہ مکرمہ میں ایک بکری ذبح کرنی ہوگی، اور اگر اس کے پاس بکری نہ ہو تو وہ چھ مسکینوں کو کھانا کھلا دے،اور اگر اسے اس کی استطاعت نہ ہو تو تین دن کے روزے رکھ لے،اور اگر اس نے بارہ سنگا وغیرہ شکار کیا ہو تو اس کے بدلے میں وہ گائے ذبح کرے،اس کی استطاعت نہ ہو تو بیس مسکینوں کو کھانا کھلادے،اور اگر اس کی استطاعت نہ ہو تو بیس روزے رکھے،اور اگر وہ شتر مرغ یا نیل گائے وغیرہ شکار کرے تو اس کے بدلے میں اونٹ ذبح کرے،اگر اس کی استطاعت نہ ہو تو تیس مسکینوں کو کھانا کھلادے،اور اگر اس کی بھی استطاعت نہ ہو تو پھر تیس روزے رکھے۔[1]

اور اگر اس جانور کی کوئی مثال موجود نہ ہو تو کیا کیا جائے۔

عَنْ عِكْرِمَةَ , قَالَ: سَأَلَ مَرْوَانُ ابْنَ عَبَّاسٍ وَنَحْنُ بِوَادِي الْأَزْرَقِ أَرَأَيْتَ مَا أَصَبْنَا مِنَ الصَّيْدِ لَا نَجِدُ لَهُ بَدَلًا مِنَ النَّعَمِ؟قَالَ: تَنْظُرُ مَا ثَمَنُهُ فَتَصَدَّقْ بِهِ عَلَى مَسَاكِينِ أَهْلِ مَكَّةَ

عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت ہے مروان رحمہ اللہ نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا اور اس وقت ہم وادی الازرق میں قیام پذیر تھے اور اگر شکار کیے جانے والے جانور کی پالتو جانوروں میں سے کوئی مثال موجود نہ ہو،تو عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے اس کی قیمت کو دیکھو اور وہ رقم مکہ میں تقسیم کر دی جائے۔[2]

یا نہیں تو اس گناہ کے کفارہ میں دو عادل آدمی فیصلہ کریں گے کہ کس جانور کے مارنے پر آدمی کتنے مسکینوں کو کھانا کھلائے یا کتنے روزے رکھے تا کہ وہ اپنے کیے کا مزہ چکھے،اور زمانہ جاہلیت میں جو کچھ ہو چکا اسے اللہ تعالیٰ نے معاف کر دیا لیکن اب حکم شرعی پہنچنے کے بعد اگر کسی نے اس حرکت کا اعادہ کیا تو اس سے اللہ انتقام لے گا

قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، قَالَ: قُلْتُ لِعَطَاءٍ: مَا ﴿عَفَا اللَّهُ عَمَّا سَلَفَ﴾قَالَ: عَمَّا كَانَ فِي الْجَاهِلِيَّةِقَالَ: قُلْتُ: وَمَا ﴿وَمَنْ عَادَ فَيَنْتَقِمُ اللَّهُ مِنْهُ ﴾قَالَ: مَنْ عَادَ فِي الْإِسْلَامِ، فَيَنْتَقِمُ اللهُ مِنْهُ ، وَعَلَيْهِ مَعَ ذَلِكَ الْكَفَّارَةُ،قُلْتُ: هَلْ فِي الْعَوْدِ مِنْ حَدٍّ يُعْلَمُ؟قَالَ: لَا،قُلْتُ: فَتَرَى حَقًّا عَلَى الْإِمَامِ أَنْ يُعَاقِبَهُ؟قَالَ: هُوَ ذَنْبٌ أَذْنَبَهُ فِيمَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ اللهِ،

[1] تفسیرابن ابی حاتم ۱۲۲۸،۴،تفسیرطبری ۳۱،۱۰

[2] السنن الکبری للبیہقی ۹۹۰۲

وَلٰكِنْ يَفْتَدِي

ابن جریج رحمہ اللہ کہتے ہیں میں نے عطاء رحمہ اللہ سے پوچھا'' پہلے جو کچھ ہو چکا اسے اللہ نے معاف کر دیا۔'' کا کیا مطلب ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو زمانہ جاہلیت میں ہو چکا اللہ نے اسے معاف فرما دیا ہے، میں نے کہا اور '' لیکن اب اگر کسی نے اس حرکت کا اعادہ کیا تو اس سے اللہ بدلہ لے گا۔'' کا کیا مطلب ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ جو مسلمان ہونے کے بعد ایسا کام کرے گا تو اللہ اس سے انتقام لے گا اور اس کے ساتھ ساتھ اسے کفارہ بھی ادا کرنا ہو گا، میں نے کہا کہ پھر ایسا کام کرنے کی صورت میں آپ کے علم کے مطابق کوئی حد بھی ہے؟ انہوں نے فرمایا نہیں، میں نے کہا کیا امام کو چاہیے کہ اسے سزا دے؟ انہوں نے کہا نہیں، اس کا تعلق اللہ اور اس کے بندے سے ہے لیکن اسے اس کا فدیہ دینا چاہیے۔ [1]

اللہ سب پر غالب ہے اور جو اس کی معصیت اور نافرمانی کرے تو وہ سزا دینے کی طاقت رکھتا ہے، ہاں احرام کی حالت میں تمہارے لئے سمندر کا شکار اور مردہ مچھلی وغیرہ جسے سمندر یا دریا باہر پھینک دے یا پانی کے اوپر آ جائے اس کا کھانا حلال کر دیا گیا

أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: سَأَلَ رَجُلٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّا نَرْكَبُ الْبَحْرَ، وَنَحْمِلُ مَعَنَا الْقَلِيلَ مِنَ الْمَاءِ، فَإِنْ تَوَضَّأْنَا بِهِ عَطِشْنَا، أَفَنَتَوَضَّأُ بِمَاءِ الْبَحْرِ؟فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هُوَ الطَّهُورُ مَاؤُهُ الْحِلُّ مَيْتَتُهُ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک شخص نے سوال کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہم سمندر کے سفر کو جاتے ہیں، ہمارے ساتھ پانی بہت کم ہوتا ہے اگر اسی سے وضو کرتے ہیں تو پیاسے رہ جائیں تو کیا ہمیں سمندر کے پانی سے وضو کر لینے کی اجازت ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سمندر کا پانی پاک ہے اور اس کا مردہ حلال ہے۔ [2]

جہاں تم ٹھیرو وہاں بھی اسے کھا سکتے ہو اور قافلے کے لئے زاد راہ بھی بنا سکتے ہو، البتہ خشکی کا شکار جب تک تم احرام کی حالت میں ہو تم پر حرام کیا گیا ہے پس بچو اس اللہ کی نافرمانی سے جس کی بارگاہ میں تم سب کو ایک مقررہ وقت پر میدان محشر میں فرداً فرداً اعمال کی جوابدہی کے لئے حاضر کیا جائے گا۔

جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيٰمًا لِّلنَّاسِ وَ الشَّهْرَ الْحَرَامَ

اللہ نے کعبہ کو جو کہ ادب کا مکان ہے لوگوں کے قائم رہنے کا سبب قرار دے دیا اور عزت والے مہینہ کو بھی

[1] تفسیر طبری ١٠/٤٨

[2] نیل الاوطار ٢٧/١، مسند احمد ٨٧٣٥، سنن ابوداود کتاب الطھارۃ بَابُ الْوُضُوءِ بِمَاءِ الْبَحْرِ ٨٣، جامع ترمذی ابواب الطھارۃ بَابُ مَا جَاءَ فِي مَاءِ الْبَحْرِ أَنَّهُ طَهُورٌ ٦٩، السنن الکبری للنسائی ٥٨، سنن ابن ماجہ کتاب الطھارۃ بَابُ الْوُضُوءِ بِمَاءِ الْبَحْرِ ٣٨٦

وَ الْهَدْیَ وَ الْقَلَآىِٕدَ ؕ ذٰلِكَ لِتَعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ

اور حرم میں قربانی ہونے والے جانور کو بھی، اور ان جانوروں کو بھی جن کے گلے میں پٹے ہوں یہ اس لیے تا کہ تم اس بات

مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ وَ اَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ۝۹۷ اِعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ

کا یقین کرلو کہ بیشک اللہ تعالیٰ تمام آسمانوں اور زمین کے اندر کی چیزوں کا علم رکھتا ہے اور بیشک اللہ سب چیزوں کو خوب

شَدِیْدُ الْعِقَابِ وَ اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ؕ۝۹۸

جانتا ہے، تم یقین جانو کہ اللہ تعالیٰ سزا بھی سخت دینے والا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت اور بڑی رحمت والا بھی ہے،

مَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ ؕ وَ اللّٰهُ یَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَ مَا تَكْتُمُوْنَ ۝۹۹ (المائدۃ ۹۷تا۹۹)

رسول کے ذمہ تو صرف پہنچانا ہے، اور اللہ تعالیٰ سب جانتا ہے جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو اور جو کچھ پوشیدہ رکھتے ہو۔

کعبہ کی حیثیت عرب میں محض ایک مقدس عبادت گاہ کی ہی نہ تھی بلکہ اپنی مرکزیت اور اپنے تقدس کی وجہ سے وہی پورے ملک کی معاشی وتمدنی زندگی کا سہارا بنا ہوا تھا، دور دور سے مختلف رنگ ونسل کے لوگ حج وعمرہ کی سعادت حاصل کرنے کے لئے اس کی طرف کھنچے چلے آتے تھے، اس عظیم اجتماع کی بدولت مختلف علاقوں اور قبیلوں کے لوگ ایک دوسرے سے متعارف ہوتے اور دینی اور دنیاوی مفادات میں ایک دوسرے سے مدد لیتے، اس کے ساتھ تجارتی لین دین سے سارے ملک کو معاشی ضروریات پوری ہوتیں، ہر طرف پھیلی بدامنی، قتل وغارت اور لوٹ مار سے عاجز لوگوں کو حرمت والے مہینوں (رجب، ذوالقعدہ، ذوالحجہ اور محرم) میں امن وسکون نصیب ہوجاتا تھا، قربانی کے جانوروں اور قلادوں کی موجودگی سے بھی نقل وحرکت میں بڑی مدد ملتی تھی، جیسے فرمایا

لِّیَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ وَیَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِیْۤ اَیَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ عَلٰی مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِیْمَةِ الْاَنْعَامِ ۚ ۝۲۸ [1]

ترجمہ: تا کہ وہ فائدے دیکھیں جو یہاں ان کے لئے رکھے گئے ہیں اور چند مقرر دنوں میں ان جانوروں پر اللہ کا نام لیں جو اس نے انہیں بخشے ہیں۔

چنانچہ فرمایا کہ ہم نے یہ بندوبست اس لئے کیا ہے تا کہ تمہیں معلوم ہوجائے کہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کے مصالح اور ان کی ضروریات کا کیسا مکمل اور گہرا علم رکھتا ہے، اس لئے اللہ نے جو احکام تمہیں دیے ہیں ان کی پابندی میں تمہاری اپنی بھلائی ہے اور ان میں تمہارے لئے وہ وہ مصلحتیں پوشیدہ ہیں جن کو نہ تم خود سمجھ سکتے ہو اور نہ اپنی تدبیروں سے پورا کر سکتے ہو، خبردار ہوجاؤ! اللہ تعالیٰ سے تمہارے ظاہری وباطنی اعمال مخفی نہیں ہیں اور وہ نافرمانوں کو دنیا وآخرت میں سزا دینے میں سخت ہے اور اس کے ساتھ توبہ کرکے اس کی اطاعت کرنے والوں پر بہت

---

[1] الحج ۲۸

درگزر اور رحم بھی کرنے والا ہے، رسول کا کام اللہ کا پیغام تم تک پہنچا دینا ہے، اس کے سوا دیگر معاملات میں اسے کوئی اختیار نہیں ہے، تم لوگ اللہ کے اس پیغام پر خلوص نیت سے ایمان لائے ہو یا نہیں یا محض لوگوں کے دکھلاوے کے لئے قبول کرتے ہو اور اللہ کے احکام پر کتنا عمل کرتے ہو اللہ تمہارا ظاہر و باطن کے تمام حالات کا جاننے والا ہے، اسی علم کے مطابق وہ تمہیں جزا و سزا دے گا۔

قُلْ لَّا يَسْتَوِي الْخَبِيْثُ وَ الطَّيِّبُ وَ لَوْ اَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيْثِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ

آپ فرما دیجئے کہ ناپاک اور پاک برابر نہیں گو آپ کو ناپاک کی کثرت بھلی لگتی ہو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے

يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۟ع (المائدۃ ۱۰۰)

رہو اے عقلمندو! تاکہ تم کامیاب ہو۔

اے پیغمبر صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ان سے کہہ دو ایمان اور کفر، اطاعت اور معصیت، اہل جنت اور اہل جہنم، اعمال خبیثہ اور اعمال صالحہ، اور حلال و حرام کسی صورت برابر نہیں ہو سکتے، اللہ تعالیٰ نے پاک چیزوں میں منفعت اور برکت رکھی ہے جبکہ جس چیز میں ناپاکی ہو گی چاہے وہ کفر ہو، فسق و فجور ہو، اشیا و اقوال ہوں اپنی کثرت کے باوجود ان چیزوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے جن میں پاکیزگی ہو، یہ دونوں کسی صورت میں برابر نہیں ہو سکتے، یعنی کثرت اور کثرت رائے معیار حق نہیں لہذا عقل مند آدمی کو لازماً حلال پر قناعت کرنی چاہیے خواہ وہ ظاہر میں کتنا ہی حقیر و قلیل ہو اور حرام کی طرف کسی حال میں بھی ہاتھ نہ بڑھانا چاہیے خواہ وہ بظاہر کتنا ہی کثیر و شاندار ہو،

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:... مَا قَلَّ وَكَفَى خَيْرٌ مِمَّا كَثُرَ وَأَلْهَى

ابو درداء سے مروی ہے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا جو کم ہو اور کفایت کرے وہ اس زیادہ سے بہتر ہے جو غافل کر دے۔[1]

پس اے لوگو جو اللہ کی نشانیوں کو دیکھتے ہو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو، آخروی فلاح تقویٰ پر ہی موقوف ہے، اگر نافرمانی سے بچتے رہو گے تو امید ہے کہ تمہیں دنیا و آخرت میں فلاح نصیب ہو گی۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْـَٔلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ ۚ

اے ایمان والو! ایسی باتیں مت پوچھو کہ اگر تم پر ظاہر کر دی جائیں تو تمہیں ناگوار ہوں

وَ اِنْ تَسْـَٔلُوْا عَنْهَا حِيْنَ يُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ تُبْدَ لَكُمْ ؕ عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا ؕ

اور اگر تم زمانہ نزول قرآن میں ان باتوں کو پوچھو گے تو تم پر ظاہر کر دی جائیں گی، سوالات گزشتہ اللہ نے معاف کر دیئے

وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ۝۱۰۱ قَدْ سَاَلَهَا قَوْمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ

اور اللہ بڑی مغفرت والا بڑے حلم والا ہے، ایسی باتیں تم سے پہلے اور لوگوں نے بھی پوچھی تھیں

[1] مسند احمد ۲۱۷۲۱

ثُمَّ اَصۡبَحُوۡا بِهَا كٰفِرِيۡنَ ﴿١٠٢﴾ (المائدة ١٠٢،١٠١)

پھران باتوں کے منکر ہو گئے۔

اللہ تعالیٰ نے مومن بندوں کو ادب سکھایا اے لوگو جو ایمان لائے ہو! تمہیں جن چیزوں کی بابت نہیں بتایا گیا ہے تم ان کے بارے میں سوال نہ کرو اگر وہ تم پر ظاہر کر دی جائیں تو تمہیں نا گوار ہو گا،

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: خَطَبَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُطْبَةً مَا سَمِعْتُ مِثْلَهَا قَطُّ، قَالَ: لَوْ تَعْلَمُونَ مَا أَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيلًا، وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيرًا، قَالَ: فَغَطَّى أَصْحَابُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وُجُوهَهُمْ لَهُمْ خَنِينٌ، فَقَالَ رَجُلٌ: مَنْ أَبِي؟ قَالَ: فُلاَنٌ، فَنَزَلَتْ هَذِهِ الآيَةُ: {لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ إِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ} (١)

انس رضی اللہ عنہ بن مالک سے مروی ہے ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ سنایا ایسا بے مثل کہ ہم نے کبھی ایسا خطبہ نہ سنا تھا، اسی میں فرمایا کہ اگر تم وہ جانتے جو میں جانتا ہوں تو تم بہت کم ہنستے اور بہت زیادہ روتے، یہ سن کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم منہ ڈھانپ کر رونے لگے، اسی اثنا میں ایک شخص (عبد اللہ بن حذافہ) نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ میرا باپ کون ہے؟ آپ نے فرمایا فلاں (حذافہ) اس پر یہ آیت ”ایسی باتیں نہ پوچھا کرو جو تم پر ظاہر کر دی جائیں تو تمہیں نا گوار ہوں۔“ نازل ہوئی۔ (٢)

عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: سَأَلُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى أَحْفَوْهُ بِالْمَسْأَلَةِ،فَصَعِدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ الْمِنْبَرَ فَقَالَ: لاَ تَسْأَلُونِي عَنْ شَيْءٍ إِلَّا بَيَّنْتُ لَكُمْ، فَأَشْفَقَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَكُونَ بَيْنَ يَدَيْهِ أَمْرٌ قَدْ حَضَرَ فَجَعَلْتُ أَنْظُرُ يَمِينًا وَشِمَالًا، فَإِذَا كُلُّ رَجُلٍ لاَفٌّ رَأْسَهُ فِي ثَوْبِهِ يَبْكِي،فَأَنْشَأَ رَجُلٌ، كَانَ إِذَا لاَحَى يُدْعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ، فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللهِ مَنْ أَبِي؟فَقَالَ:أَبُوكَ حُذَافَةُ،ثُمَّ أَنْشَأَ عُمَرُ فَقَالَ: رَضِينَا بِاللهِ رَبًّا، وَبِالإِسْلاَمِ دِينًا، وَبِمُحَمَّدٍ رَسُولًا، نَعُوذُ بِاللهِ مِنْ سُوءِ الفِتَنِ،فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَا رَأَيْتُ فِي الخَيْرِ وَالشَّرِّ كَاليَوْمِ قَطُّ،إِنَّهُ صُوِّرَتْ لِي الجَنَّةُ وَالنَّارُ، حَتَّى رَأَيْتُهُمَا دُونَ الحَائِطِ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑی کثرت سے سوال پوچھے، تو ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور منبر پر جلوہ افروز ہو گئے اور فرمایا آج تم مجھ سے جو بھی سوال پوچھو گے تو میں تمہیں اس کا جواب دوں گا، یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ڈر گئے کہ شاید کوئی معاملہ پیش نہ آنے والا ہو، میں نے دائیں بائیں دیکھا تو محسوس ہوا کہ ہر شخص اپنے کپڑے میں سر چھپائے رو رہا ہے، ایک شخص نے عرض کی جسے اس کے غیر باپ کی طرف منسوب کیا جاتا تھا اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! میرا باپ کون ہے؟ فرمایا تمہارا باپ

---

(١) المائدة: 101

(٢) صحیح بخاری کتاب التفسیر سورة المائده بَابُ قَوْلِهِ لاَ تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ إِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ ٤٦٢١، صحیح مسلم کتاب الفضائل بَابُ تَوْقِيرِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَتَرْكِ إِكْثَارِ سُؤَالِهِ عَمَّا لَا ضَرُورَةَ إِلَيْهِ، أَوْ لَا يَتَعَلَّقُ بِهِ تَكْلِيفٌ وَمَا لَا يَقَعُ، وَنَحْوِ ذَلِكَ ٦١١٩

حذافہ ہے، پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر عرض کی ہم اللہ کے رب ہونے پر، اسلام کے دین ہونے پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونے پر راضی ہیں اور برے فتنوں سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جیسا منظر آج دیکھا ہے کبھی اس طرح کا اچھا یا برا منظر نہیں دیکھا مجھے جنت اور جہنم کا منظر دکھا دیا گیا حتی کہ میں نے انہیں دیوار سے بھی آگے دیکھا ہے۔ (١)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: كَانَ قَوْمٌ يَسْأَلُونَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتِهْزَاءً، فَيَقُولُ الرَّجُلُ: مَنْ أَبِي؟ وَيَقُولُ الرَّجُلُ تَضِلُّ نَاقَتُهُ: أَيْنَ نَاقَتِي؟ فَأَنْزَلَ اللهُ فِيهِمْ هَذِهِ الآيَةَ: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْـَٔلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے بعض لوگ از روئے مذاق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے باپ کا نام اور اپنی گمشدہ اونٹنیوں کی جگہ وغیرہ دریافت کرتے تھے، جس پر یہ آیت "اے لوگو جو ایمان لائے ہو، ایسی باتیں نہ پوچھا کرو جو تم پر ظاہر کر دی جائیں تو تمہیں ناگوار ہوں۔" نازل ہوئی۔ (٢)

لیکن اگر تم انہیں ایسے وقت پوچھو گے جب کہ قرآن نازل ہو رہا ہو تو ممکن ہے وہ تم پر فرض قرار دے دی جائیں اور آسانی سختی میں بدل جائے،

عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ: {وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا} (٣)، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَفِي كُلِّ عَامٍ؟ فَسَكَتَ، فَقَالُوا: أَفِي كُلِّ عَامٍ؟ فَسَكَتَ، قَالَ: ثُمَّ قَالُوا: أَفِي كُلِّ عَامٍ؟ فَقَالَ: لَا، وَلَوْ قُلْتُ: نَعَمْ، لَوَجَبَتْ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى: {يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ إِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ} (٤) إِلَى آخِرِ الْآيَةِ

سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابو طالب سے مروی ہے جب یہ آیت " لوگوں پر اللہ کا یہ حق ہے کہ جو اس گھر تک پہنچنے کی استطاعت رکھتا ہو وہ اس کا حج کرے اور جو کوئی اس حکم کی پیروی سے انکار کرے تو اسے معلوم ہو جانا چاہیے کہ اللہ تمام دنیا والوں سے بے نیاز ہے۔" نازل ہوئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تم پر حج فرض کیا ہے، تو ایک شخص (محصن اسدی رضی اللہ عنہ یا عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ) نے سوال کیا کیا ہر سال حج فرض کیا گیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے، اس نے دوبارہ پوچھا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیا ہر سال حج فرض کیا گیا ہے؟ آپ پھر بھی خاموش رہے، اس نے تیسری بار یہی سوال دہرایا کیا ہر سال حج فرض کیا گیا ہے؟ پھر فرمایا نہیں، اگر میری زبان سے ہاں نکل جائے تو ہر سال حج فرض قرار دے دیا جائے گا، اس پر یہ آیت "اے لوگو جو ایمان لائے ہو، ایسی باتیں نہ پوچھا کرو جو تم پر ظاہر کر دی جائیں تو تمہیں ناگوار ہوں لیکن اگر تم انہیں ایسے وقت پوچھو گے جب کہ قرآن نازل ہو رہا ہو تو وہ تم پر کھول دی جائیں گی، اب تک جو کچھ تم نے کیا اسے اللہ

---

(١) تفسیر طبری ١١/١٠٠، صحیح بخاری كِتَابُ الفِتَنِ بَابُ التَّعَرُّبِ فِي الفِتْنَةِ ٧٠٨٩، صحیح مسلم كتاب الْفَضَائِلِ بَابُ تَوْقِيرِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَتَرْكِ إِكْثَارِ سُؤَالِهِ عَمَّا لَا ضَرُورَةَ إِلَيْهِ، أَوْ لَا يَتَعَلَّقُ بِهِ تَكْلِيفٌ وَمَا لَا يَقَعُ ٦١٢٣، مسند احمد ١٣٦٦٦

(٢) صحیح بخاری كتاب التفسیر سورة المائده بَابُ قَوْلِهِ لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ إِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ ٤٦٢٢

(٣) آل عمران: 97

(٤) المائدة: 101

نے معاف کر دیا وہ درگزر کرنے والا اور بردبار ہے۔" نازل ہوئی۔[1]

اس لئے رسول اللہ ﷺ کثرت سوالات اور ہر بات کی کھوج لگانے سے منع فرماتے تھے،

عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، عَنْ أَبِيهِ،أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:إِنَّ أَعْظَمَ الْمُسْلِمِينَ جُرْمًا، مَنْ سَأَلَ عَنْ شَيْءٍ لَمْ يُحَرَّمْ، فَحُرِّمَ مِنْ أَجْلِ مَسْأَلَتِهِ

عامر بن سعد رحمہ اللہ اپنے والد (سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا مسلمانوں کے حق میں سب سے بڑا مجرم وہ شخص ہے جس نے کسی ایسی چیز کے متعلق سوال چھیڑا جو لوگوں پر حرام نہ کی گئی تھی اور پھر محض اس کے سوال چھیڑنے کی بدولت وہ چیز حرام ٹھیرائی گئی۔[2]

عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ , قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ فَرَضَ فَرَائِضَ فَلَا تُضَيِّعُوهَا وَحَرَّمَ حُرُمَاتٍ فَلَا تَنْتَهِكُوهَا وَحَدَّ حُدُودًا فَلَا تَعْتَدُوهَا وَسَكَتَ عَنْ أَشْيَاءَ مِنْ غَيْرِ نِسْيَانٍ فَلَا تَبْحَثُوا عَنْهَا

ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بلاشبہ اللہ عزوجل نے (تم پر) کچھ فرائض تم پر عائد کیے ہیں انہیں ضائع نہ کرنا اور اللہ تعالیٰ نے کچھ کاموں کو حرام قرار دیا ہے تم ان کی حرمت کو نہیں توڑنا اور اللہ تعالیٰ نے کچھ حدود مقرر کی ہیں تم ان سے تجاوز نہ کرنا اور چند چیزوں کے ذکر کو جان بوجھ کر چھوڑ دیا ہے تم ان کے بارے میں بحث نہ کرنا۔[3]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: دَعُونِي مَا تَرَكْتُكُمْ،إِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِسُؤَالِهِمْ وَاخْتِلاَفِهِمْ عَلَى أَنْبِيَائِهِمْ، فَإِذَا نَهَيْتُكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَاجْتَنِبُوهُ، وَإِذَا أَمَرْتُكُمْ بِأَمْرٍ فَأْتُوا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے اس وقت تک چھوڑے رکھو جب تک میں تمہیں چھوڑے رکھوں، کیونکہ تم سے پہلے لوگ کثرت سے سوال پوچھنے اور اپنے انبیاء سے اختلاف کرنے ہی کی وجہ سے ہلاک ہوئے، جب میں تمہیں کسی چیز سے منع کروں تو اس سے رک جاؤ اور اگر کسی چیز کے کرنے کا حکم دوں تو اپنی حسب توفیق اسے بجالاؤ۔[4]

---

[1] صحیح مسلم کتاب الحج بَابُ فَرْضِ الْحَجِّ مَرَّةً فِي الْعُمُرِ ۳۲۵۷،سنن ابن ماجہ کتاب المناسک بَابُ فَرْضِ الْحَجِّ ۲۸۸۴ ،جامع ترمذی ابواب الحج بَابُ مَا جَاءَ كَمْ فُرِضَ الْحَجُّ ۸۱۴،مسنداحمد۹۰۵،السنن الکبری للنسائی ۳۵۸۵

[2] صحیح بخاری کتاب الاعتصام بالکتاب والسنة بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنْ كَثْرَةِ السُّؤَالِ وَتَكَلُّفِ مَا لاَ يَعْنِيهِ ۷۲۸۹،صحیح مسلم کتاب الفضائل بَابُ تَوْقِيرِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَتَرْكِ إِكْثَارِ سُؤَالِهِ عَمَّا لَا ضَرُورَةَ إِلَيْهِ، أَوْ لَا يَتَعَلَّقُ بِهِ تَكْلِيفٌ وَمَا لَا يَقَعُ، وَنَحْوِ ذَلِكَ ۶۱۱۶ ،سنن ابوداودکتاب السنة بَابُ لُزُومِ السُّنَّةِ ۴۶۱۰،نیل الاوطار ۳۵۶۷، مسنداحمد ۱۵۴۵

[3] سنن الدارقطنی ۴۳۹۶، السنن الکبری للبیہقی ۱۹۷۲۵،مشکاة المصابیح کتاب الایمان باب الاعتصام بالکتاب والسنة ۱۹۷

[4] صحیح بخاری كِتَابُ الِاعْتِصَامِ بِالكِتَابِ وَالسُّنَّةِ بَابُ الِاقْتِدَاءِ بِسُنَنِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۷۲۸۸،صحیح مسلم كِتَابُ الْحَجِّ بَابُ فَرْضِ الْحَجِّ مَرَّةً فِي الْعُمُرِ ۳۲۵۷،مسنداحمد ۷۳۶۷،السنن الکبری للنسائی ۳۵۸۵،سنن الدارقطنی ۲۷۰۵

اب تک جو کچھ تم نے حماقتیں کی ہیں اسے اللہ نے معاف کر دیا، وہ در گزر کرنے والا اور بردبار ہے۔ تم سے پہلے یہودیوں بھی تلبیس کی خاطر اسی قسم کے غیر ضروری اور فضول سوالات کرتے تھے پھر عقائد اور احکام میں موشگافیاں کا جال تیار کیا، پھر خود ہی ان موشگافیوں میں الجھ کر اعتقادی گمراہیوں اور عملی نافرمانیوں میں مبتلا ہو گئے۔

مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْۢ بَحِيْرَةٍ وَّ لَا سَآىِٕبَةٍ وَّ لَا وَصِيْلَةٍ وَّ لَا حَامٍ ۙ وَّ لٰكِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

اللہ تعالیٰ نے نہ بحیرہ کو مشروع کیا ہے اور نہ سائبہ کو اور نہ وصیلہ کو اور نہ حام کو لیکن جو لوگ کافر ہیں

يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ وَ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ۝۱۰۳ وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمْ

وہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ لگاتے ہیں اور اکثر کافر عقل نہیں رکھتے، اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ

تَعَالَوْا اِلٰى مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَ اِلَى الرَّسُوْلِ قَالُوْا حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ

اللہ تعالیٰ نے جو احکام نازل فرمائے ہیں ان کی طرف اور رسول کی طرف رجوع کرو تو کہتے ہیں کہ ہم کو وہی کافی ہے

اٰبَآءَنَا ؕ اَوَ لَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ شَيْـًٔا وَّ لَا يَهْتَدُوْنَ ۝۱۰۴ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

جس پر ہم نے اپنے بڑوں کو پایا، کیا اگرچہ ان کے بڑے نہ کچھ سمجھ رکھتے ہوں اور نہ ہدایت رکھتے ہوں، اے ایمان والو!

عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ ۚ لَا يَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ ؕ

اپنی فکر کرو، جب تم راہ راست پر چل رہے ہو تو جو شخص گمراہ رہے اس سے تمہارا کوئی نقصان نہیں،

اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝۱۰۵ (المائدۃ ۱۰۳تا۱۰۵)

اللہ ہی کے پاس تم سب کو جانا ہے پھر وہ تم سب کو بتلادے گا جو کچھ تم سب کرتے تھے۔

جس طرح آج بھی معبودان باطل کے نام جانور چھوڑنے اور نذر و نیاز کا سلسلہ جاری ہے اسی طرح زمانہ جاہلیت میں اہل عرب مختلف طریقوں سے جانوروں کو پن کر کے چھوڑ دیا کرتے تھے، جن کے الگ الگ مختلف نام تھے۔

بحیرہ: اہل عرب اس اونٹنی کو کہتے تھے جو پانچ بچے دے چکی ہو اور اس نے آخری بار نر بچہ جنا ہو، اس کے بعد اس کا کان چیر کر اسے آزاد چھوڑ دیا جاتا تھا اب وہ کسی بھی کھیت یا کسی کی چراگاہ سے چر لے اور جہاں سے چاہئے پانی پی لے، اس پر اب نہ کوئی سوار ہوتا، نہ ہی کوئی اور کام لیا جاتا اور نہ ہی اس کا دودھ پیا جاتا اور نہ ہی اس کی اون کاٹی جاتی۔

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ , عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ , قَوْلَهُ: {مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْۢ بَحِيْرَةٍ وَّلَا سَآىِٕبَةٍ} فَأَمَّا الْبَحِيرَةُ فَهِيَ النَّاقَةُ إِذَا

أَنْتَجَتْ خَمْسَةَ أَبْطُنٍ نَظَرُوا إِلَى الْخَامِسِ , فَإِنْ كَانَ ذَكَرًا ذَبَحُوهُ , فَأَكَلَهُ الرِّجَالُ دُونَ النِّسَاءِ، وَإِنْ كَانَتْ أُنْثَى جَدَعُوا آذَانَهَا فَقَالُوا: هَذِهِ بَحِيرَةٌ

علی بن ابوطلحہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت کریمہ مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْ بَحِيرَةٍ وَلَا سَائِبَةٍ کے بارے میں روایت کیا ہے کہ بحیرہ سے مراد وہ اونٹنی تھی جو پانچ بچوں کو جنہم دے دیتی تھی اگر پانچواں بچہ نر ہوتا تو اسے ذبح کر کے صرف مرد کھاتے، عورتوں کو اسے کھانے کی اجازت نہ تھی، اور اگر پانچواں بچہ مادہ ہوتا تو اس کے کان کاٹ دیتے اور کہتے یہ بحیرہ ہے۔ (١)

عَنْ أَبِي رَوْقٍ , فِي قَوْلِهِ: {بَحِيرَةٍ} قَالَ: إِذَا أُنْتِجَتِ النَّاقَةُ سِتَّةَ أَبْطُنٍ إِنَاثًا كُلَّهَا شُقَّتْ آذَانُهَا وَلَا يُنْتَفَعُ مِنْهَا بِشَيْءٍ , فَمَا كَانَ مِنْهَا فَلِلْأَوْثَانِ

ابوروق ” بحیرہ۔“ کے بارے میں کہتے ہیں کہ جب کوئی شخص اپنی کسی ضرورت کے لیے گھر سے باہر جاتا اور اس کی ضرورت پوری ہو جاتی تو وہ اپنے مال میں سے اونٹنی یا کسی اور چیز کو بتوں کے نام پر وقف کر دیتا تھا اور اگر وہ کسی بچے کو جنم دیتی تو اسے بھی بتوں ہی کے نام پر وقف کر دیا جاتا تھا۔ (٢)

وصیلہ :اگر بکری کا پہلا بچہ نر پیدا ہوتا تو وہ اپنے دیوتاوں کی خوشنودی کے لئے ذبح کر دیا جاتا لیکن اگر بکری پہلا بچہ مادہ جنتی تو اسے ذبح نہ کیا جاتا، اگر بکری دو بچے ایک ساتھ دیتی جن میں ایک نر ہوتا اور ایک مادہ تو نر بچے کو دیوتاوں کے نام پر ذبح کرنے کے بجائے اسی ہی آزاد چھوڑ دیا جاتا تھا۔

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ , عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ , قَوْلَهُ:وَلَا وَصِيلَةٍ، قَالَ: وَأَمَّا الْوَصِيلَةُ فَالشَّاةُ إِذَا أَنْتَجَتْ سَبْعَةَ أَبْطُنٍ نَظَرُوا السَّابِعَ فَإِنْ كَانَ ذَكَرًا أَوْ أُنْثَى وَهُوَ مَنِ اشْتَرَكَ فِيهِ الرِّجَالُ دُونَ النِّسَاءِ، وَإِنْ كَانَتْ أُنْثَى اسْتَحْيَوْهَا وَإِنْ كَانَ ذَكَرًا وَأُنْثَى فِي بَطْنٍ اسْتَحْيَوْهَا وَقَالُوا: وَصَلَتْهُ أُخْتُهُ فَحَرَّمَتْهُ عَلَيْنَا

علی بن ابوطلحہ نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ” وصیلہ۔“ کے بارے میں روایت کیا ہے اس سے مراد وہ بکری تھی جس کے بطن سے سات بچے پیدا ہو چکے ہوتے تھے، ساتویں بچے کو دیکھتے کہ اگر وہ نر ہوتا تو اسے مرد کھاتے، عورتیں شریک نہیں ہوتی تھیں اگر وہ مادہ ہوتا تو اسے زندہ رہنے دیتے اور اگر بیک وقت نر اور مادہ دو بچے پیدا ہوتے تو انہیں بھی زندہ رہنے دیتے اور کہتے کہ اس کی بہن نے اسے اپنے ساتھ ملا کر اس کے کھانے کو ہمارے لیے حرام قرار دے دیا ہے۔ (٣)

عَنِ الزُّهْرِيِّ , عَنِ ابْنِ الْمُسَيِّبِ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى :مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْ بَحِيرَةٍ ,وَلَا سَائِبَةٍ ,وَلَا وَصِيلَةٍ وَلَا حَامٍ، وَالْوَصِيلَةُ مِنَ الْإِبِلِ مَا كَانَتِ النَّاقَةُ تَبْتَكِرُ بِأُنْثَى، ثُمَّ تُثَنِّي بِأُنْثَى فَيُسَمُّونَهَا الْوَصِيلَةَ، يَقُولُونَ وَصَلَتِ اثْنَتَيْنِ لَيْسَ

---

(١) تفسیرابن ابی حاتم ١٢٢٠/٤

(٢) تفسیرابن ابی حاتم ١٢٢١/٤

(٣) تفسیرابن ابی حاتم ١٢٢٢/٤

بَيْنَهُمَا ذَكَرٌ وَكَانُوا يَجْدَعُونَهَا لِطَوَاغِيتِهِمْ

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے معمراززہری رحمہ اللہ کی سند سے سعید بن مسیب سے آیت کریمہ ''اللہ تعالیٰ نے نہ بحیرہ کومشروع کیاہے اور نہ سائبہ کواور نہ وصلیہ کواور نہ حام کو۔'' کے بارے میں روایت کیاہے وصلہ سے مراد وہ اونٹنی تھی جو پہلی بار مادہ بچے کوجنم دیتی، اور اس کے بعد دوبارہ پھر مادہ بچے ہی کوجنم دیتی تواسے وصلہ کے نام سے موسوم کرتے اور کہتے کہ اس اونٹنی نے یکے بعد دیگرے دو مادہ بچوں کوجنم دیاہے درمیان میں کوئی نر بچہ نہیں ہے ایسی اونٹنی کے کان کاٹ کر اسے وہ بتوں کے نام پر وقف کر دیتے تھے [1]

قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ: وَالْوَصِيلَةُ مِنَ الْغَنَمِ إِذَا وَلَدَتْ عَشَرَةَ إِنَاثٍ فِي خَمْسَةِ أَبْطُنٍ تَوْءَمَيْنِ فِي كُلِّ بَطْنٍ سُمِّيَتِ الْوَصِيلَةَ وَتُرِكَتْ، فَمَا وَلَدَتْ بَعْدَ ذَلِكَ مِنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَى جُعِلَتْ لِلذُّكُورِ دُونَ الْإِنَاثِ، وَإِنْ كَانَتْ مَيْتَةً اشْتَرَكُوا فِيهَا

محمد بن اسحاق کہتے ہیں کہ وصلہ اس بکری کو کہتے تھے جس نے پانچ بار دو دو بچوں کوجنم دیاہوتاتھا اسے وہ وصلہ کانام دے کر چھوڑ دیتے تھے اور اس کے بعد جس بچے کو وہ جنم دیتی تواسے صرف مرد کھاتے عورتیں نہیں کھاسکتی تھیں، اور اگر وہ مردہ بچے کوجنم دیتی تواسے مرد عورتیں سب مل کر کھاتے۔ [2]

سائبہ: یہ وہ اونٹ یا اونٹنی ہوتی جسے کسی نے اپنی کسی بیماری سے شفامندی، کسی ضرورت کے پورا ہونے یا کسی بڑے خطرے سے نجات پانے کے بعد اپنی نذر کو پورا کرنے کے لئے شکرانے کے طور پر آزاد چھوڑ دی جاتی، اسی طرح جو اونٹنی لگاتار دس مادہ ہی جنتی اسے بھی کان چیر کر آزاد چھوڑ دیتے تھے جو اس بات کی علامت ہوتی کہ اسے آزاد کر

دیا گیاہے۔

عَنْ مُجَاهِدٍ , قَوْلُهُ: {وَلَا سَائِبَةٍ} وَالسَّائِبَةُ فِي الْغَنَمِ نَحْوُ مَا فَسَّرَ مِنَ الْبَحِيرَةِ إِلَّا أَنَّهَا مَا وَلَدَتْ مِنْ وَلَدٍ بَيْنَهَا وَبَيْنَ سِتَّةِ أَوْلَادٍ كَانَتْ عَلَى هَيْئَتِهَا وَإِذَا وَلَدَتِ السَّابِعَ ذَكَرًا أَوْ ذَكَرَيْنِ ذَبَحُوهُ وَأَكَلَهُ رِجَالُهُمْ دُونَ نِسَائِهِمْ

مجاہد رحمہ اللہ آیت '' سائبہ۔'' کے بارے میں فرماتے ہیں جس طرح اونٹوں میں سے بحیرہ تھا اسی طرح ایسی بکری کو سائبہ کہتے تھے اس فرق کے ساتھ کہ بکری نے چھ بچوں کوجنم دیاہو اور اس کے بعد اگر ساتویں بچے کو وہ نر یا مادہ یا دو نر بچے جنم دیتی، تو اسے ذبح کر دیتے اور اسے بھی صرف مرد کھاسکتے تھے عورتیں نہیں۔ [3]

قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ: وَالسَّائِبَةُ: النَّاقَةُ إِذَا وَلَدَتْ عَشَرَةَ إِنَاثٍ لَيْسَ بَيْنَهُنَّ ذَكَرٌ فَسُيِّبَتْ، فَلَمْ تُرْكَبْ، وَلَمْ يُجَزَّ وَبَرُهَا وَلَمْ يُحْلَبْ لَبَنُهَا إِلَّا لِضَيْفٍ،

محمد بن اسحاق ''سائبہ۔'' کے بارے میں کہتے ہیں کہ سائبہ سے مراد وہ اونٹنی تھی جس نے مسلسل دس مادہ بچوں کوجنم دیاہوتاتھا اور ان میں کوئی

[1] تفسیر عبدالرزاق ۲/۳۰

[2] تفسیرابن ابی حاتم ۴/۱۲۲۳

[3] تفسیرطبری، تفسیرابن ابی حاتم ۴/۱۲۲۲

نر نہ ہوتا تھا تو اسے چھوڑ دیا جاتا اس پر سواری نہ کی جاتی، اس کی اون نہ کاٹی جاتی، اور اس کے دودھ کو نہ دوہا جاتا البتہ صرف مہمان کے لیے اس کے دودھ کو دوہا جاتا تھا۔ (۱)

عَنِ السُّدِّيِّ , قَوْلَهُ:وَلَا سَائِبَةٍ، وَأَمَّا السَّائِبَةُ فَهُوَ الرَّجُلُ يُسَيِّبُ مِنْ مَالِهِ مَا شَاءَ عَلَى وَجْهِ الشُّكْرِ إِنْ كَثُرَ مَالُهُ أَوْ بَرِئَ مِنْ وَجَعٍ , أَوْ رَكِبَ نَاقَةً فَانْجَمَعَ , فَإِنَّهُ يُسَمِّي السَّائِبَةَ يُرْسِلُهَا , وَلَا يَعْرِضُ لَهَا أَحَدٌ مِنَ الْعَرَبِ إِلَّا أَصَابَتْهُ عُقُوبَةٌ فِي الدُّنْيَا

سدی آیت ''سائبہ۔'' کے بارے میں کہتے ہیں ان میں سے جب کسی شخص کی ضرورت پوری ہو جاتی یا اسے مرض سے شفا حاصل ہوتی یا اس کا مال زیادہ ہو جاتا تو وہ اپنے مال میں سے کچھ بتوں کے نام پر وقف کر دیتا تھا اور اگر کوئی اس سے تعرض کرتا تو اسے دنیا میں سزا دی جاتی تھی۔ (۲)

حام :اگر کسی اونٹ کے نطفہ سے دس بچے ہو جاتے یا کسی اونٹ کے بچے کا بچہ سواری کے قابل ہو جاتا تھا تو اسے بھی آزاد چھوڑ دیتے تھے۔

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ , عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ , قَوْلَهُ:وَلَا حَامٍ، وَأَمَّا الْحَامِي فَالْفَحْلُ مِنَ الْإِبِلِ إِذَا وُلِدَ لِوَلَدِهِ قَالُوا: حَمَى هَذَا ظَهْرَهُ، فَلَا يَحْمِلُونَ عَلَيْهِ شَيْئًا وَلَا يَجُزُّونَ لَهُ وَبَرًا , وَلَا يَمْنَعُونَهُ مِنْ حِمًى وَلَا مِنْ حَوْضٍ شَرِبَ فِيهِ وَإِنْ كَانَ الْحَوْضُ لِغَيْرِ صَاحِبِهِ

علی بن ابو طلحہ نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ''حام۔'' کے بارے میں روایت کیا ہے جب کسی اونٹ کے بچے کے ہاں بچہ پیدا ہو جاتا تو لوگ کہتے کہ اب اس نے اپنی پشت کو محفوظ کر لیا ہے لہذا وہ نہ اس پر کوئی چیز لادتے، اور نہ اس کی اون کاٹتے نہ اسے کسی چراگاہ میں چرنے سے منع کرتے اور نہ کسی حوض سے پانی پینے ہی سے منع کرتے خواہ وہ حوض کسی کا بھی ہوتا۔ (۳)

وَقَالَ ابْنُ وَهْبٍ: سَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ: أَمَّا الْحَامِ فَمِنَ الْإِبِلِ كَانَ يَضْرِبُ فِي الْإِبِلِ،فَإِذَا انْقَضَى ضِرَابُهُ ،جَعَلُوا عَلَيْهِ رِيشَ الطَّوَاوِيسِ وَسَيَّبُوهُ

ابن وہب رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے امام مالک رحمہ اللہ کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ حام وہ اونٹ تھا جسے اونٹنیوں میں چھوڑ دیا جاتا تھا اور جب اونٹنیوں کو بار آور کرنے کی تعداد مکمل ہو جاتی تو وہ اس پر مور کے پر لگا دیتے اور اسے بتوں کے نام پر وقف کر دیتے تھے۔ (۴)

اللہ تعالیٰ نے اس جھوٹی تہمت اور بہتان پر سرزنش فرمائی کہ یہ کافر اللہ پر جھوٹی تہمت لگاتے ہیں کہ بحیرہ، وصیلہ، سائبہ اور حام اللہ کا مقرر کردہ طریقہ ہیں، ہرگز نہیں، یہ نام اور چیزیں اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ نہیں اللہ کسی حلال چیز کو حرام نہیں کرتا ہے اور نہ ہی یہ طریقہ ذریعہ ثواب ہیں بلکہ ان لوگوں نے بغیر دلیل اور برہان کے اپنے آباؤ اجداد کے مشرکانہ دین کی پیروی میں حلال چیزوں کو حرام قرار دے کر اللہ کی طرف

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم ۱۲۲۲/۴

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم ۱۲۲۲/۴،تفسیر طبری ۱۳۰/۱۱

(۳) تفسیر ابن ابی حاتم ۱۲۲۳/۴

(۴) تفسیر ابن ابی حاتم ۱۲۲۴/۴

منسوب کر رکھا ہے،

وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:رَأَيْتُ عَمْرَو بْنَ عَامِرٍ الْخُزَاعِيَّ يَجُرُّ قُصْبَهُ فِي النَّارِ، كَانَ أَوَّلَ مَنْ سَيَّبَ السَّوَائِبَ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے عمرو بن عامر خزاعی کو دیکھا کہ وہ جہنم میں اپنی آنتیں گھسیٹ رہا ہے، اس نے سب سے پہلے یہ رسم ایجاد کی تھی۔ [1]

اور جب انہیں کہا جاتا ہے کہ اللہ نے تمہاری ہدایت ورہنمائی کے لئے جو کتاب نازل کی ہے اس کی طرف آؤ، رسول کی اطاعت کا حکم دیا جاتا ہے، اللہ کی بخشش ومغفرت کی دعوت دیجاتی ہے، انواع واقسام کی لازوال نعمتوں بھری جنت کی طرف بلایا جاتا ہے تو وہ اس سے روگردانی کرتے ہوئے جواب دیتے ہیں کہ ہم تو اپنے آباؤاجداد کے رسوم ورواج کی پیروی ہی کریں گے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا یہ اباؤاجداد کے رسوم ورواج کی اندھی تقلید کیے چلے جائیں گے خواہ ان میں عقل وہدایت نہ ہو اور نہ انہیں معلوم ہو کہ اللہ کی بخشش اور مغفرت کا راستہ کونسا ہے ۔اے لوگو جو ایمان لائے ہو!دوسروں کے باطل عقیدے اور بداعمالیوں کا تم پر کوئی بوجھ نہ ہوگا اور نہ ان کے بارے میں تم سے باز پرس کی جائے گی خواہ وہ اجنبی ہوں یا رشتہ دار، ہاں اپنے عقیدے، اخلاق اور اعمال کی فکر کرو کہ کہیں ان میں تو کوئی خرابی موجود نہیں، مگر اس کامقصد یہ ہرگز نہیں کہ بس اپنی ہی نجات کا سوچتے رہو اور اللہ نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا جو اہم فریضہ تم پر عائد کیا ہے اسے پورا نہ کرو،

عَنْ قَيْسٍ، قَالَ: قَامَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّكُمْ تَقْرَؤُونَ هَذِهِ الْآيَةَ {يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُم مَّن ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ} [2] ،وَإِنَّا سَمِعْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:إِنَّ النَّاسَ إِذَا رَأَوْا الْمُنْكَرَ فَلَمْ يُغَيرُوهُ أَوْشَكَ أَنْ يَعُمَّهُمُ اللَّهُ بِعِقَابِهِ

قیس(بن ابی حازم) نے بیان کیا سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے (اپنے خطبے) میں اللہ عزوجل کی حمد وثنا کے بعد فرمایا اے لوگو!تم یہ آیت کریمہ تلاوت توکرتے ہو ”اے ایمان والو!اپنی فکر کرو جب تم راہ راست پر چل رہے ہو تو جو شخص گمراہ ہو اس سے تمہارا کوئی نقصان نہیں۔“اور تم اس سے غلط استدلال کرتے ہو اور ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے بلاشبہ لوگ جب کسی کو ظلم (فسق وفجور) کرتا دیکھیں اور پھر اس کے ہاتھ نہ پکڑیں تو بعید نہیں کہ اللہ ان سب کو عذاب کی لپیٹ میں لے لے۔ [3]

عَنْ أَبِي هُرَيرة، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيه وَسَلَّم؛ أَنَّه قَالَ:لَتَأْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَلَتَنْهَوُنَّ عَنِ الْمُنْكَرِ، أَوْ لَيُسَلَّطَنَّ عَلَيْكُمْ

---

[1] صحیح بخاری کتاب التفسیرسورة المائده بَابُ مَا جَعَلَ اللهُ مِنْ بَحِيرَةٍ وَلاَ سَائِبَةٍ، وَلاَ وَصِيلَةٍ وَلاَ حَامٍ ۴۶۲۳

[2] المائدة: 105

[3] مسند احمد ۲۰۸،۱،جامع ترمذی ابواب الفتن بَابُ مَا جَاءَ فِي نُزُولِ العَذَابِ إِذَا لَمْ يُغَيَّرِ الْمُنْكَرُ ۲۱۶۸،سنن ابن ماجه كتاب الفتن بَابُ الْأَمْرِ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ ۴۰۰۵،سنن ابوداودکتاب الملاحم بَابُ الْأَمْرِ وَالنَّهْيِ ۴۳۳۸

شِرَارُكُمْ، فَيَدْعُو خِيَارُكُمْ فَلَا يُسْتَجَابُ لَكُمْ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم کو لازم ہے کہ بھلائی کا حکم دو اور برائی سے روکو ورنہ اللہ تم پر ایسے لوگوں کو مسلط کر دے گا جو تم میں سب سے بدتر ہوں گے اور وہ تم کو سخت تکلیفیں پہنچائیں گے پھر تمہارے نیک لوگ اللہ سے دعائیں مانگیں گے مگر وہ قبول نہ ہوں گی۔ [1]

اس بات کو ہمیشہ یاد رکھو کہ ایک وقت مقررہ پر تم سب نے میدان محشر میں اپنے اعمال کی جوابدہی کے لئے فرداً فرداً اللہ مالک یوم الدین کی بارگاہ میں پیش ہونا ہے اس وقت اللہ تعالیٰ تمہیں تمہارے اعمالوں کے مطابق جزا و سزا دے گا۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ حِيْنَ الْوَصِيَّةِ اثْنٰنِ

''اے ایمان والو! تمہارے آپس میں دو شخص کا گواہ ہونا مناسب ہے جبکہ تم میں سے کسی کو موت آنے لگے اور وصیت کرنے

ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ اَوْ اٰخَرٰنِ مِنْ غَيْرِكُمْ اِنْ اَنْتُمْ ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ فَاَصَابَتْكُمْ

کا وقت ہو، وہ دو شخص ایسے ہوں کہ دیندار ہوں خواہ تم سے ہوں یا غیر لوگوں میں سے دو شخص ہوں، اگر تم کہیں سفر میں گئے

مُّصِيْبَةُ الْمَوْتِ ؕ تَحْبِسُوْنَهُمَا مِنْۢ بَعْدِ الصَّلٰوةِ فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ اِنِ ارْتَبْتُمْ

ہو اور تمہیں موت آجائے اگر تم کو شبہ ہو تو ان دونوں کو بعد نماز روک لو پھر دونوں اللہ کی قسم کھائیں کہ ہم اس قسم کے عوض

لَا نَشْتَرِيْ بِهٖ ثَمَنًا وَّ لَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۙ وَ لَا نَكْتُمُ شَهَادَةَ ۙ اللّٰهِ اِنَّآ

کوئی نفع نہیں لینا چاہتے اگرچہ کوئی قرابت دار بھی ہو اور اللہ تعالیٰ کی بات کو ہم پوشیدہ نہ کریں گے ہم اس حالت میں

اِذًا لَّمِنَ الْاٰثِمِيْنَ ۝۱۰۶ فَاِنْ عُثِرَ عَلٰٓى اَنَّهُمَا اسْتَحَقَّآ اِثْمًا فَاٰخَرٰنِ يَقُوْمٰنِ

سخت گناہ گار ہوں گے، پھر اگر اس کی اطلاع ہو کہ وہ دونوں گواہ کسی گناہ کے مرتکب ہوئے ہیں تو ان لوگوں میں سے

مَقَامَهُمَا مِنَ الَّذِيْنَ اسْتَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْاَوْلَيٰنِ

جن کے مقابلہ میں گناہ کا ارتکاب ہوا تھا اور وہ شخص جو سب میں قریب تر ہیں جہاں وہ دونوں کھڑے ہوئے تھے

فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ لَشَهَادَتُنَآ اَحَقُّ مِنْ شَهَادَتِهِمَا

یہ دونوں کھڑے ہوں پھر دونوں اللہ کی قسم کھائیں کہ بالیقین ہماری یہ قسم ان دونوں کی اس قسم سے زیادہ راست ہے اور ہم

---

[1] مسند البزار ۸۵۱۰

وَ مَا اعْتَدَيْنَآ ۖ اِنَّآ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿١٠٧﴾ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِالشَّهَادَةِ عَلٰى وَجْهِهَآ

نے ذرا تجاوز نہیں کیا، ہم اس حالت میں سخت ظالم ہونگے، یہ قریب ذریعہ ہے اس امر کا کہ وہ لوگ واقعہ کو ٹھیک طور پر

اَوْ يَخَافُوْٓا اَنْ تُرَدَّ اَيْمَانٌۢ بَعْدَ اَيْمَانِهِمْ ؕ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ وَ اسْمَعُوْا ؕ

ظاہر کریں یا اس بات سے ڈر جائیں کہ ان کے قسم لینے کے بعد قسمیں الٹی پڑ جائیں گی، اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سنو!

وَ اللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿١٠٨﴾ (المائدۃ ١٠٦تا١٠٨)

اور اللہ تعالیٰ فاسق لوگوں کو ہدایت نہیں کرتا۔

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! جب تم میں سے کسی کی موت کا وقت آجائے اور وہ وصیت کر رہا ہو تو اس کے لئے شہادت کا نصاب یہ ہے کہ تمہاری جماعت میں سے دو دیندار، راست باز اور قابل اعتماد مسلمان آدمی گواہ بنائے جائیں یا اگر تم سفر کی حالت میں ہو اور وہاں شدید بیمار ہونے کے سبب زندہ بچنے کی امید نہ ہو اور کوئی مسلمان گواہ بھی میسر نہ ہو سکے تو غیر مسلموں ہی میں سے دو قابل اعتماد گواہ لے لیے جائیں، پھر اگر ورثا کو شک پڑ جائے کہ گواہوں نے مال میں خیانت یا تبدیلی کی ہے تو وہ نماز عصر کے بعد لوگوں کی موجودگی میں اللہ کی قسم کھا کر یہ الفاظ ادا کریں کہ ہم کسی دنیاوی فائدے کی خاطر جھوٹی قسم نہیں کھائیں گے اگرچہ کوئی ہمارا رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو (قرابت داری کی وجہ سے ہم اس کے ساتھ رعایت نہیں کریں گے) اور نہ اللہ واسطے کی گواہی کو ہم چھپانے والے ہیں بلکہ ہم اسی طرح شہادت کو ادا کریں گے جس طرح ہم نے سنی ہے، اگر ہم نے گواہی میں تحریف کی یا تغیر و تبدل کیا یا بالکل چھپایا تو یقیناً گناہ گاروں میں شمار ہوں گے، لیکن اگر ایسے قرائن پائے جائیں کہ ان دونوں گواہوں نے اپنے دنیاوی مفاد یا کسی دباؤ میں آکر وصیت میں تغیر و تبدلی کر کے خیانت کی ہے تو پھر ان کی جگہ میت کے دو قریبی رشتہ دار جن کی حق تلفی ہوئی ہو وہ اللہ کی قسم کھا کر کہیں کہ ہماری شہادت ان کی شہادت سے زیادہ صحیح ہے اور ہم نے اپنی گواہی میں کوئی ظلم و زیادتی نہیں کی ہے اگر ہم نے ظلم اور زیادتی کی اور ناحق گواہی دی تو ظالموں میں سے ہوں گے، اس طریقہ سے زیادہ توقع کی جاسکتی ہے کہ لوگ ٹھیک ٹھیک شہادت دیں گے یا کم از کم اس بات کا خوف کریں گے کہ ان کی قسموں کے بعد دوسری قسموں سے کہیں ان کی تردید نہ ہو جائے، یعنی انہیں خوف ہو گا کہ ان کی قسمیں قبول نہیں کی جائیں گی اور ان قسموں کو میت کے اولیاء کی طرف لوٹا دیا جائے گا، اپنے تمام امور و معاملات میں اللہ سے ڈرو اور اللہ کے حکموں کو گوش ہوش سے سنو اور اطاعت بجالاؤ، اللہ تعالیٰ نافرمانی کرنے والوں کو اپنی رہنمائی سے محروم کر دیتا ہے۔

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: خَرَجَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي سَهْمٍ مَعَ تَمِيمٍ الدَّارِيِّ، وَعَدِيِّ بْنِ بَدَّاءٍ، فَمَاتَ السَّهْمِيُّ بِأَرْضٍ لَيْسَ بِهَا مُسْلِمٌ، فَلَمَّا قَدِمَا بِتَرِكَتِهِ، فَقَدُوا جَامًا مِنْ فِضَّةٍ مُخَوَّصًا مِنْ ذَهَبٍ، فَأَحْلَفَهُمَا رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم، ثُمَّ وُجِدَ الجَامُ بِمَكَّةَ، فَقَالُوا: ابْتَعْنَاهُ مِنْ تَمِيمٍ وَعَدِيٍّ، فَقَامَ رَجُلَانِ مِنْ أَوْلِيَائِهِ، فَحَلَفَا لَشَهَادَتُنَا أَحَقُّ مِنْ شَهَادَتِهِمَا، وَإِنَّ الجَامَ لِصَاحِبِهِمْ، قَالَ: وَفِيهِمْ نَزَلَتْ هَذِهِ الآيَةُ: {يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ إِذَا حَضَرَ

أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ ﴾[1]

اس آیت کے شان نزول کے بارے میں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے بنی سہم کا ایک شخص (بدیل بن ابی مریم) تمیم داری اور عدی بن بداء (نصرانی) کے ساتھ (تجارت کی غرض سے) سفر کو نکلا وہ ایسے ملک (شام) میں جا کر مر گیا جہاں کوئی مسلمان نہ تھا، یہ دونوں شخص اس کا متروکہ مال لے کر مدینہ واپس آئے (تو اس کے وارثوں نے) اس کے اسباب میں چاندی کا پیالہ گم پایا جس میں سونے سے کھجور کے پتوں کی طرح نقش ونگار کیا ہوا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کو قسم کھانے کا حکم دیا (انہوں نے قسم کھالی) پھر ایسا ہوا کہ وہ گلاس مکہ مکرمہ میں ملا، (جن کے پاس سے ملا) انہوں نے کہا ہم نے یہ گلاس تمیم اور عدی سے خریدا ہے، اس وقت میت کے دو عزیز (عمرو بن عاص اور مطلب) کھڑے ہوئے اور انہوں نے قسم کھائی کہ یہ ہماری گواہی تمیم اور عدی کی گواہی سے زیادہ معتبر ہے یہ پیالہ میت ہی کا ہے، عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ان ہی کے بارے میں یہ آیت ''اے لوگو جو ایمان لائے ہو جب تم میں سے کسی کی موت کا وقت آ جائے۔ نازل ہوئی۔[2]

يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَيَقُوْلُ مَا ذَآ اُجِبْتُمْ ؕ قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا ؕ

جس روز اللہ تعالیٰ تمام پیغمبروں کو جمع کرے گا پھر ارشاد فرمائے گا کہ تم کو کیا جواب ملا تھا، وہ عرض کریں گے کہ ہم کو کچھ خبر نہیں

اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ۝۱۰۹ اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِيْ عَلَيْكَ

تو ہی پوشیدہ باتوں کو پورا جاننے والا ہے، جب کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا کہ اے عیسیٰ بن مریم! میرا انعام یاد کرو جو تم پر

وَ عَلٰى وَ الِدَتِكَ ۘ اِذْ اَيَّدْتُّكَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ۫ تُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ

اور تمہاری والدہ پر ہوا ہے، جب میں نے تم کو روح القدس سے تائید دی، تم لوگوں سے کلام کرتے تھے گود میں بھی

وَ كَهْلًا ۚ وَ اِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ التَّوْرٰىةَ وَ الْاِنْجِيْلَ ۚ

اور بڑی عمر میں بھی، اور جب کہ میں نے تم کو کتاب اور حکمت کی باتیں اور تورات اور انجیل کی تعلیم دی،

وَ اِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّيْنِ كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ بِاِذْنِيْ فَتَنْفُخُ فِيْهَا فَتَكُوْنُ طَيْرًۢا بِاِذْنِيْ وَ تُبْرِئُ

اور جب کہ تم میرے حکم سے گارے سے ایک شکل بناتے تھے جیسے پرندے کی شکل ہوتی ہے پھر تم اس کے اندر پھونک

---

[1] المائدۃ: 106

[2] صحیح بخاری کتاب الوصایا بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ ۲۷۸۰، سنن ابوداود کتاب القضاء بَابُ شَهَادَةِ أَهْلِ الذِّمَّةِ وَفِي الْوَصِيَّةِ فِي السَّفَرِ ۳۶۰۶، جامع ترمذی ابواب التفسیر بَابٌ وَمِنْ سُورَةِ الْمَائِدَةِ ۳۰۶۰

الْاَكْمَهَ وَ الْاَبْرَصَ بِاِذْنِيْ ۚ وَ اِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰى بِاِذْنِيْ ۚ

مادر زاد اندھے کو اور کوڑھی کو میرے حکم سے اچھا کر دیتے تھے اور تم مار دیتے تھے جس سے وہ پرندہ بن جاتا تھا میرے حکم سے

وَ اِذْ كَفَفْتُ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَنْكَ

اور جب کہ تم مردوں کو نکال کر کھڑا کر لیتے تھے میرے حکم سے اور جب کہ میں نے بنی اسرائیل کو تم سے باز رکھا

اِذْ جِئْتَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝۱۱۰

جب تم ان کے پاس دلیلیں لے کر آئے تھے، پھر ان میں جو کافر تھے انہوں نے کہا کہ بجز کھلے جادو کے یہ اور کچھ بھی نہیں،

وَ اِذْ اَوْحَيْتُ اِلَى الْحَوَارِيّٖنَ اَنْ اٰمِنُوْا بِيْ وَ بِرَسُوْلِيْ ۚ قَالُوْٓا اٰمَنَّا

اور جبکہ میں نے حواریین کو حکم دیا کہ تم مجھ پر اور میرے رسول پر ایمان لاؤ، انہوں نے کہا ہم ایمان لائے

وَ اشْهَدْ بِاَنَّنَا مُسْلِمُوْنَ ۝۱۱۱ (المائدۃ ۱۰۹تا۱۱۱)

اور آپ شاہد رہیے کہ ہم پورے فرماں بردار ہیں۔

روز قیامت انبیاء سے سوال: قبروں سے زندہ ہونے کے بعد جب لوگ میدان محشر میں اپنے اعمال کی جوابدہی کے لئے جمع ہوں گے تو اللہ مالک یوم الدین سب رسولوں کو جمع کر کے بحیثیت مجموعی پوچھے گا کہ تمہاری قوموں نے تمہاری دعوت حق کا کیا جواب دیا تھا، کیا عمل کیے تھے اور کیا کیا بدعات نکالیں تھیں؟ جیسے فرمایا

فَلَنَسْــَٔلَنَّ الَّذِيْنَ اُرْسِلَ اِلَيْهِمْ وَلَنَسْــَٔلَنَّ الْمُرْسَلِيْنَ ۝۶ (۱)

ترجمہ: ہم ان لوگوں سے باز پرس کریں جن کی طرف ہم نے پیغمبر بھیجے ہیں اور پیغمبروں سے بھی پوچھیں گے (کہ انہوں نے پیغام رسانی کا فرض کہاں تک انجام دیا اور انہیں اس کا کیا جواب ملا)

فَوَرَبِّكَ لَنَسْــَٔلَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝۹۲ (۲)

ترجمہ: قسم ہے تیرے رب کی! ہم ضرور ان سے پوچھیں گے کہ تم کیا کرتے رہو۔

محشر کی ہولناکیوں اور اللہ جل جلالہ کی ہیبت وعظمت کی وجہ سے ان سے کوئی جواب نہ بن پائے گا،

عن الجواب من هول ذلك اليوم

---

(۱) الاعراف ۶

(۲) الحجر ۹۲

مجاہد، حسن، بصری اور سدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ وہ اس دن کی ہولناکی کی وجہ سے یہ جواب دیں گے۔ (١)

عَنْ مُجَاهِدٍ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: {يَوْمَ يَجْمَعُ اللهُ الرُّسُلَ فَيَقُولُ مَاذَآ أُجِبْتُمْ} فَيَفْزَعُونَ فَيَقُولُ: مَاذَآ أُجِبْتُمْ؟فَيَقُولُونَ:لَا عِلْمَ لَنَا

مجاہد رحمہ اللہ سے روایت ہے ”جس روز اللہ سب رسولوں کو جمع کر کے پوچھے گا کہ تمہیں کیا جواب دیا گیا۔“ تو گھبراہٹ کی وجہ سے انبیاء یہ جواب دیں گے ہمیں کچھ علم نہیں۔ (٢)

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَوْلُهُ: يَوْمَ يَجْمَعُ اللهُ الرُّسُلَ فَيَقُولُ مَاذَآ أُجِبْتُمْ قَالُوا لَا عِلْمَ لَنَا، إِلَّا عِلْمٌ أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنَّا

علی بن ابوطلحہ رحمہ اللہ نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کریمہ ”جس روز اللہ سب رسولوں کو جمع کر کے پوچھے گا کہ تمہیں کیا جواب دیا گیا تو وہ عرض کریں گے کہ ہمیں کچھ علم نہیں۔“ کے بارے میں بیان کیا ہے انبیائے کرام اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کریں گے کہ ہمیں تو صرف وہی علم ہے جسے آپ ہم سے زیادہ بہتر جانتے ہیں۔ (٣)

اور تمام رسول عرض کریں گے اے ہمارے رب! ہمیں حقیقی علم نہیں، تو علام الغیوب ہے، تو ظاہر و غائب تمام امور کو جانتا ہے، ہماری دعوت کے جواب کا صحیح علم آپ کے سوا کسی کو نہیں ہو سکتا، پھر ہر رسول سے الگ الگ شہادت لی جائے گی اور اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام سے پوچھے گا اے مریم کے بیٹے عیسیٰ! یاد کرو میری اس نعمت کو جو میں نے تجھے اور تیری ماں کو عطا کی تھی، یعنی تمہیں بغیر باپ کے پیدا کر کے اپنی کمال قدرت کا نشان بنایا اور گہوارے میں تمہاری والدہ کی برات تمہاری زبان سے کرائی، میں نے وحی اور جبرائیل علیہ السلام سے تجھے تقویت دی، جیسے فرمایا۔ وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ... ﴿٨٧﴾ (٤)

ترجمہ: آخر کار عیسیٰ ابن مریم کو روشن نشانیاں دے کر بھیجا اور روح پاک سے اس کی مدد کی۔

تو شیر خوارگی میں لوگوں سے کلام کرتا تھا اور نبوت سے سرفراز ہونے کے بعد بھی دعوت و تبلیغ کرتا تھا، جیسے فرمایا

قَالَ اِنِّيْ عَبْدُ اللّٰهِ ۣ اٰتٰىنِيَ الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِيْ نَبِيًّا ﴿٣٠﴾ وَّجَعَلَنِيْ مُبٰرَكًا اَيْنَ مَا كُنْتُ ۠ وَاَوْصٰنِيْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَيًّا ﴿٣١﴾ (٥)

ترجمہ: میں اللہ کا بندہ ہوں، اس نے مجھے کتاب عطا کی اور مجھے نبی بنایا اور میں جہاں کہیں بھی ہوں مجھے بابرکت بنایا۔

میں نے تجھے کتاب، اسرار شریعت، تورات اور انجیل دونوں کی تعلیم دی، جیسے فرمایا

---

(١) تفسير الماوردي ٢/٧٨، تفسیر طبری ١١/٢١٠

(٢) تفسیر عبد الرزاق ٢/٣٨، تفسیر طبری ١١/٢١٠

(٣) تفسیر طبری ١١/٢١١

(٤) البقرة ٨٧

(٥) مریم ٣١، ٣٠

وَيُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ﴿۴۸﴾ [1]

ترجمہ: اور اللہ اسے کتاب اور حکمت کی تعلیم دے گا، تورات اور انجیل کا علم سکھائے گا۔

تو میرے حکم سے مٹی کا پتلا پرندے کی شکل کا بناتا اور اس میں پھونک مارتا تھا اور وہ میرے حکم سے پرندہ بن جاتا تھا تو مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو میرے حکم سے اچھا کرتا تھا اور میرے حکم سے مردوں کو حالت موت سے نکال کر زندگی کی حالت میں لاتا تھا یعنی یہ چاروں معجزے میرے حکم سے ہی ہوتے تھے، تمہارے اختیار و قدرت اور طاقت میں یہ نہ تھا کہ اللہ کے حکم اور مشیت کے بغیر کوئی معجزہ صادر کر کے دکھادیتا، مشرکین مکہ بھی اسلام لانے کے لئے بڑے بڑے معجزوں کا مطالبہ کرتے تھے، جیسے فرمایا

وَقَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ يَنْۢبُوْعًا ﴿۹۰﴾ اَوْ تَكُوْنَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْاَنْهٰرَ
خِلٰلَهَا تَفْجِيْرًا ﴿۹۱﴾ اَوْ تُسْقِطَ السَّمَاۗءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا اَوْ تَاْتِيَ بِاللّٰهِ وَالْمَلٰۗىِٕكَةِ قَبِيْلًا ﴿۹۲﴾ اَوْ يَكُوْنَ لَكَ
بَيْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ اَوْ تَرْقٰى فِي السَّمَاۗءِ ۭ وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ ۭ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ
كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا ﴿۹۳﴾ [2]

ترجمہ: انہوں نے کہا ہم تیری بات نہ مانیں گے جب تک کہ تو ہمارے لئے زمین کو پھاڑ کر ایک چشمہ جاری نہ کر دے یا تیرے لئے کھجوروں اور انگوروں کا ایک باغ پیدا ہو اور تو اس میں نہریں رواں کر دے یا تو آسمان کے ٹکڑے کر کے ہمارے اوپر گرا دے جیسا کہ تیرا دعویٰ ہے یا اللہ اور فرشتوں کو رو در رو ہمارے سامنے لے آئے یا تیرے لئے سونے کا ایک گھر بن جائے یا تو آسمان پر چڑھ جائے اور تیرے چڑھنے کا بھی ہم یقین نہ کریں گے جب تک کہ تو ہمارے اوپر ایک ایسی تحریر نہ اتار لائے جسے ہم پڑھیں، اے نبی! ان سے کہو پاک ہے میرا پروردگار! کیا میں ایک پیغام لانے والے انسان کے سوا اور بھی کچھ ہوں۔

یعنی یہ میرے رب کے قبضہ قدرت اور اختیار میں ہے کہ وہ اپنی مشیت و حکمت سے کوئی معجزہ دکھائے یا نہ دکھائے، میں تو صرف ایک بندہ اور اس کا رسول ہوں میرے اندر یہ معجزات دکھانے کی اپنے طور پر کوئی قدرت و طاقت نہیں ہے۔

پھر جب تو دلائل و براہین لیکر اپنی امت کے پاس پہنچا تو ان لوگوں نے جنہوں نے دعوت اسلام کو قبول کرنے سے انکار کر دیا کہا یہ نشانیاں اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ معجزات نہیں بلکہ شعبدہ بازی ہیں، اور انہوں نے اپنی سرکشی میں تمہیں سولی پر چڑھانے کی جو سازش تیار کی تھی اور اس ارادے کو عملی جامہ پہنانے کی پوری کوشش کی مگر ہم نے ان کے ہاتھ روک دیے اور ان کے شر سے بچا کر آسمان پر اٹھا لیا اور یہ بھی ہمارے فضل اور توفیق کا نتیجہ تھا کہ بنی اسرائیل کی اتنی کثیر جمعیت میں سے چند حواری (جن کی تعداد ۱۲ بیان کی جاتی ہے) مجھ پر اور تم پر ایمان لائے اور وہ تیرے مددگار اور ساتھی بن گئے اور انہوں نے کہا ہم اللہ اور اس کے رسول اور اس پر نازل شدہ کتاب پر ایمان لائے اور گواہ رہو کہ ہم فرماں بردار ہیں۔

---

[1] آل عمران ۴۸

[2] بنی اسرائیل ۹۰ تا ۹۳

اِذْ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيْعُ رَبُّكَ

وہ وقت یاد کے قابل ہے جب کہ حواریوں نے عرض کیا کہ اے عیسیٰ بن مریم! کیا آپ کا رب ایسا کرسکتا ہے کہ

اَنْ يُّنَزِّلَ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ ؕ قَالَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۲﴾

ہم پر آسمان سے ایک خوان نازل فرما دے؟ آپ نے فرمایا کہ اللہ سے ڈرو اگر تم ایمان والے ہو،

قَالُوْا نُرِيْدُ اَنْ نَّاْكُلَ مِنْهَا وَ تَطْمَئِنَّ قُلُوْبُنَا وَ نَعْلَمَ

وہ بولے کہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ اس میں سے کھائیں اور ہمارے دلوں کو پورا اطمینان ہو جائے اور ہمارا یہ یقین اور بڑھ جائے

اَنْ قَدْ صَدَقْتَنَا وَ نَكُوْنَ عَلَيْهَا مِنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۱۱۳﴾ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللّٰهُمَّ

کہ آپ نے ہم سے سچ بولا ہے اور ہم گواہی دینے والوں میں سے ہو جائیں، عیسیٰ ابن مریم نے دعا کی کہ اے اللہ اے

رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَ اٰخِرِنَا

ہمارے پروردگار! ہم پر آسمان سے کھانا نازل فرما! کہ وہ ہمارے لیے یعنی ہم میں جو اول ہیں اور جو بعد کے ہیں

وَ اٰيَةً مِّنْكَ ۚ وَ ارْزُقْنَا وَ اَنْتَ خَيْرُ

سب کے لیے ایک خوشی کی بات ہو جائے اور تیری طرف سے ایک نشانی ہو جائے اور تو ہم کو رزق عطا فرما دے

الرّٰزِقِيْنَ ﴿۱۱۴﴾ قَالَ اللّٰهُ اِنِّيْ مُنَزِّلُهَا عَلَيْكُمْ ۚ

اور تو سب عطا کرنے والوں سے اچھا ہے، حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ میں وہ کھانا تم لوگوں پر نازل کرنے والا ہوں

فَمَنْ يَّكْفُرْ بَعْدُ مِنْكُمْ فَاِنِّيْۤ اُعَذِّبُهٗ عَذَابًا لَّآ اُعَذِّبُهٗۤ

پھر جو شخص تم میں سے اس کے بعد ناحق شناسی کرے گا تو میں اس کو ایسی سزا دوں گا کہ وہ سزا

اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۱۵﴾ ع (المائدۃ ۱۱۲تا۱۱۵)

دنیا جہان والوں میں سے کسی کو نہ دوں گا۔

چونکہ حواریوں کا ذکر آ گیا تھا اس لئے سلسلہ کلام کو توڑ کر حواریوں ہی کے متعلق ایک واقعہ بیان فرمایا کہ جب حواریوں نے اپنے اطمنان قلب کے لئے خواہش ظاہر کی کہ اے عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم! کیا آپ کا رب ہم پر آسمان سے کھانے کا بھرا ہوا ایک خوان اتار سکتا ہے؟(کیا آپ کا رب، سے ثابت ہوتا ہے کہ حواری عیسیٰ علیہ السلام کو ایک انسان اور اللہ کا ایک بندہ ہی سمجھتے تھے، وہ عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ یا اللہ کا شریک

یا اللہ کی اولاد تسلیم نہیں کرتے تھے، اور عیسیٰ علیہ السلام نے بھی خود کو ایک بندہ کی حیثیت سے ہی پیش کیا تھا) تو عیسیٰ علیہ السلام نے حواریوں کو ڈرایا اور کہا اللہ تعالیٰ کو ہر طرح کی قدرت ہے وہ ایسا معجزہ کر دکھائے گا لیکن اگر تم اللہ اور اس کے رسول پر اور روز جزا پر ایمان رکھتے ہو تو یہ سوال مت کرو ممکن ہے یہ تمہاری آزمائش یا فتنہ کا سبب بن جائے اور تمہارے ایمان ڈگمگا جائیں، انہوں نے کہا ہم بس یہ چاہتے ہیں کہ اس خوان سے کھانا کھائیں اور ہمارے دل مطمئن ہوں اور جو چیز لے کر آپ مبعوث ہوئے ہیں ہم اس کی صداقت کو جان لیں اور ہم اس پر گواہ ہوں، حواریوں کے پرزور اصرار پر عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم رحمہ اللہ نے سر جھکا کر نہایت خشوع وخضوع سے عاجزانہ طور پر دعا کی اے ہمارے رب! ہم پر آسمان سے ایک خوان نازل کر تاکہ ہم اجتماعی طور پر تیرا شکر ادا کریں اور تیری تعریف، تمجید اور تکبیر وتحمید بیان کریں اور تیری طرف سے ایک نشانی ہو ہم کو رزق دے اور تو بہترین رزاق ہے، اللہ نے جواب دیا میں اس کو تم پر نازل کرنے والا ہوں، خوان اتارا گیا یا نہیں اس بارے میں اختلاف ہے، مگر اس بارے میں چند روایات ہیں،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ , قَالُوا لَهُ: ادْعُ اللهَ أَنْ يُنَزِّلَ عَلَيْنَا مَائِدَةً مِنَ السَّمَاءِ، فَنَزَّلَتِ الْمَلَائِكَةُ مَائِدَةً يَحْمِلُونَهَا عَلَيْهَا سَبْعَةُ أَحْوَاتٍ وَسَبْعَةُ أَرْغِفَةٍ، فَأَكَلَ مِنْهَا آخِرُ النَّاسِ كَمَا أَكَلَ مِنْهَا أَوَّلُهُمْ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حواریوں نے جب عیسیٰ علیہ السلام سے یہ کہا'' آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ آسمان سے ہم پر خوان نازل فرمادے۔'' تو فرشتے اس خوان کو اٹھا کر نازل ہوئے اس میں سات مچھلیاں اور سات روٹیاں تھیں، فرشتوں نے اس کھانے کو لا کر ان کے سامنے رکھ دیا تو ان سب لوگوں نے اسے کھالیا۔ [1]

عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ: أَنَّ الْمَائِدَةَ، نَزَلَتْ عَلَى عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ، عَلَيْهَا سَبْعَةُ أَرْغِفَةٍ وَسَبْعَةُ أَحْوَاتٍ، يَأْكُلُونَ مِنْهَا مَا شَاءُواقَالَ: فَسَرَقَ بَعْضُهُمْ مِنْهَا، وَقَالَ: لَعَلَّهَا لَا تَنْزِلُ غَدًا فَرُفِعَتْ

اسحاق بن عبداللہ سے روایت ہے کہ یہ خوان عیسیٰ ابن مریم پر نازل ہوا تھا اس میں سات روٹیاں اور سات مچھلیاں تھیں، اور حکم تھا کہ جس طرح چاہو اسے کھاؤ یہ کبھی ختم نہ ہو گا مگر ان میں سے بعض لوگوں نے اس خوف سے اس میں سے کھانا چوری کر لیا کہ شاید کل یہ نازل نہ ہو تو اس کے بعد اس خوان کو اٹھا لیا گیا۔ [2]

مگر اس کے بعد تمہاری امت میں سے جو کفر کرے گا اسے میں ایسی سزا دوں گا جو میں نے کسی کو نہ دی ہو گی،

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: إِنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَذَابًا ثَلَاثَةٌ: الْمُنَافِقُونَ، وَمَنْ كَفَرَ مِنْ أَصْحَابِ الْمَائِدَةِ، وَآلُ فِرْعَوْنَ

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے روز قیامت سب سے سخت عذاب میں تین قسم کے لوگ مبتلا ہوں گے منافقین، اصحاب مائدہ میں سے کفر کرنے والے اور فرعون کے ساتھی۔ [3]

---

[1] تفسیرابن ابی حاتم ۱۲۴۶؍۴

[2] تفسیرطبری ۲۲۸؍۱۱

[3] تفسیرطبری ۲۳۳؍۱۱

وَ اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ

اور وہ وقت بھی قابل ذکر ہے جب کہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے عیسیٰ بن مریم! کیا تم نے ان لوگوں سے کہہ دیا تھا کہ مجھ کو

وَ اُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا يَكُوْنُ لِيْۤ اَنْ اَقُوْلَ

اور میری ماں کو بھی علاوہ اللہ کے معبود قرار دے لو! عیسیٰ عرض کریں گے کہ میں تو تجھ کو منزہ سمجھتا ہوں

مَا لَيْسَ لِيْ ۗ بِحَقٍّ ؕ اِنْ كُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ ؕ

مجھ کو کسی طرح زیبا نہ تھا کہ میں ایسی بات کہتا جس کو کہنے کا مجھ کو کوئی حق نہیں، اگر میں نے کہا ہو گا تو تجھ کو اس کا علم ہو گا،

تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ وَ لَاۤ اَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿۱۱۶﴾

تو تو میرے دل کے اندر کی بات بھی جانتا ہے اور میں تیرے نفس میں جو کچھ ہے اس کو نہیں جانتا، تمام غیبوں کے جاننے والا

مَا قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَاۤ اَمَرْتَنِيْ بِهٖۤ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ

تو ہی ہے، میں نے تو ان سے اور کچھ نہیں کہا مگر صرف وہی جو تو نے مجھ سے کہنے کو فرمایا تھا کہ تم اللہ کی بندگی اختیار کرو

رَبِّيْ وَ رَبَّكُمْ ۚ وَ كُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ ۚ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ

جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے، میں ان پر گواہ رہا جب تک ان میں رہا، پھر جب تو نے مجھ کو اٹھا لیا تو

كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ ؕ وَ اَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ﴿۱۱۷﴾ (المائدۃ ۱۱۶،۱۱۷)

تو ہی ان پر مطلع رہا اور تو ہر چیز کی پوری خبر رکھتا ہے۔

کیونکہ نصاریٰ نے یا تو مسیح کو ہی الٰہ بنالیا ہے اور بعض فرقوں نے اللہ کے ساتھ مسیح اور ان کی والدہ کو بھی اللہ کی الوہیت میں شامل کر رکھا ہے چنانچہ میدان محشر میں تمام خلقت کے سامنے یہ احسانات یاد دلا کر اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام سے جواب طلب فرمائے گا اے عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم! کیا تو نے لوگوں سے کہا تھا کہ اللہ کے سوا مجھے اور میری ماں کو بھی معبود بنالو، عیسیٰ علیہ السلام بڑے ادب سے عرض کریں گے سبحان اللہ یعنی اے پروردگار تو اپنی ذات وصفات اور افعال میں ہر طرح کی شرک سے پاک ہے، میں تو تیرا ایک رسول تھا اور ایسی مشرکانہ بات میں کیسے کہہ سکتا تھا جس کے کہنے کا مجھے حق نہ تھا، اے میرے رب! تو علام الغیوب ہے، ظاہر و باطن کو جاننے والا ہے اگر میں نے ایسی مشرکانہ بات اپنے منہ سے نکالی ہوتی تو آپ اس سے بے خبر نہیں ہو سکتے، آپ میرے دل کے خفیہ بھیدوں کو جانتے ہیں اور میں نہیں جانتا جو کچھ آپ کے دل میں ہے یعنی میں غیب کا علم نہیں رکھتا،

قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَلَقَّاهُ اللَّهُ: {سُبْحَانَكَ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أَقُولَ مَا لَيْسَ لِي بِحَقٍّ إِنْ كُنْتُ قُلْتُهُ فَقَدْ عَلِمْتَهُ} [١] الْآيَةَ كُلَّهَا

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام کو اس سوال کا جواب بھی سکھادے گا وہ جواب میں عرض کرے گا کہ سبحان اللہ، میرا یہ کام نہ تھا کہ وہ بات کہوں جس کے کہنے کا مجھے حق نہ تھا اگر میں نے ایسی بات کہی ہوتی تو آپ کو ضرور علم ہوتا آپ جانتے ہیں جو کچھ میرے دل میں ہے اور میں نہیں جانتا جو کچھ آپ کے دل میں ہے آپ کو ساری پوشیدہ حقیتوں کے عالم ہیں۔ [٢]

یہ صفت اللہ کے سوا کسی اور کے اندر نہیں ہے جس کا علم ازل سے ابد تک پر محیط ہے،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ:أَلاَ وَإِنَّهُ يُجَاءُ بِرِجَالٍ مِنْ أُمَّتِي فَيُؤْخَذُ بِهِمْ ذَاتَ الشِّمَالِ،فَأَقُولُ: يَا رَبِّ أُصَيْحَابِي،فَيُقَالُ: إِنَّكَ لاَ تَدْرِي مَا أَحْدَثُوا بَعْدَكَ،فَأَقُولُ كَمَا قَالَ العَبْدُ الصَّالِحُ:وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَا دُمْتُ فِيهِمْ، فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتَ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ وَأَنْتَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ(فَيُقَالُ: إِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا أَحْدَثُوا بَعْدَكَ)

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے میری امت کے کچھ لوگوں کو (میدان محشر میں) لایا جائے گا اور انہیں جہنم کی بائیں طرف لے جایا جائے گا، میں عرض کروں گا میرے رب! یہ تو میرے امتی ہیں؟ مجھ سے کہا جائے گا آپ کو نہیں معلوم ہے کہ انہوں نے آپ کے بعد نئی نئی باتیں شریعت میں نکالی تھیں (انہوں نے دین میں کیا کیا بدعات ایجاد کیں تھیں) اس وقت میں وہی کہوں گا جو اللہ کے صالح بندے کا قول ہے ”میں اس وقت تک ان کا نگران تھا جب تک کہ میں ان کے درمیان تھا جب آپ نے مجھے واپس بلالیا تو آپ ان پر نگران تھے اور آپ تو ساری ہی چیزوں پر نگران ہیں۔“ پھر مجھ سے فرمایا جائے گا کہ آپ کے بعد یہ تو دین سے مرتد ہو گئے (یعنی اسلام سے پھر گئے) ۔ [٣]

خط کشیدہ الفاظ صحیح مسلم میں ہیں۔

آپ کو ساری پوشیدہ حقیقتوں کے عالم ہیں میں نے ان سے عالم شیر خوار گی میں اور نبوت سے سرفراز ہونے کے بعد بھی اس کے سوا کچھ نہیں کہا جس کا آپ نے حکم دیا تھا یہ کہ ہر طرح کے طاغوت سے انکار کر کے اللہ کی بندگی کرو جو میرا رب بھی ہے اور تمہارا رب بھی، ہر طرح کے اختیارات اسی کے قبضہ قدرت میں ہیں، میں اس وقت تک ان کا نگران تھا جب تک کہ میں ان کے درمیان تھا جب آپ نے مجھے واپس بلالیا تو آپ ان پر نگران تھے اور تو ہر چیز سے خبردار ہے،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَامَ فِينَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَوْعِظَةٍ فَقَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّكُمْ مَحْشُورُونَ إِلَى

---

[١] المائدة: 116

[٢] تفسیرابن ابی حاتم ۱۲۵۳،۴

[٣] صحیح بخاری تفسیرسورۃ المائدہ بَابُ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَا دُمْتُ فِيهِمْ، فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتَ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ، وَأَنْتَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ۴۶۲۵،صحیح مسلم الجنۃبَابُ فَنَاءِ الدُّنْيَا وَبَيَانِ الْحَشْرِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۷۲۰۱، مسنداحمد۲۲۸۱

اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا، ﴿كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُعِيدُهُ﴾[1] الْآيَةَ. وَإِنَّ أَوَّلَ الْخَلَائِقِ يُكْسَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَلَا وَإِنَّهُ يُجَاءُ بِرِجَالٍ مِنْ أُمَّتِي فَيُؤْخَذُ بِهِمْ ذَاتَ الشِّمَالِ فَأَقُولُ: أَصْحَابِي فَيُقَالُ: إِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا أَحْدَثُوا بَعْدَكَ، فَأَقُولُ كَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ: ﴿وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَا دُمْتُ فِيهِمْ﴾[2] الْآيَةَ إِلَى آخِرِهَا، فَيُقَالُ لِي: إِنَّ هَؤُلَاءِ لَمْ يَزَالُوا مُرْتَدِّينَ عَلَى أَعْقَابِهِمْ مُنْذُ فَارَقْتَهُمْ

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعظ ونصیحت کرنے کے لیے کھڑے ہوئے فرمایا اے لوگو! بے شک تم سب اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ننگے پاؤں، برہنہ جسم اور غیر مختون حالت میں اکٹھے کیے جاؤ گے، جس طرح ہم نے (کائنات کو) پہلے پیدا کیا تھا اسی طرح دوبارہ پیدا کرے گا اور بے شک روز قیامت سب سے پہلے ابراہیم علیہ السلام کو لباس پہنایا جائے گا خبردار! آگاہ رہو کہ میری امت کے کچھ آدمیوں کو لایا جائے گا تو انہیں بائیں طرف کر دیا جائے گا میں کہوں گا کہ یہ تو میرے ساتھی ہیں تو مجھے جواب دیا جائے گا کہ آپ کو معلوم نہیں کہ انہوں نے آپ کے بعد کیا کیا نئی باتوں کو ایجاد کر لیا تھا تو میں بھی اسی طرح کہوں گا جس طرح عبد صالح (عیسیٰ علیہ السلام) جواب دیں گے " میں اس وقت تک ان کا نگران تھا جب تک کہ میں ان کے درمیان تھا جب آپ نے مجھے واپس بلا لیا تو آپ ان پر نگران تھے اور آپ تو ساری ہی چیزوں پر نگران ہیں، اب اگر آپ انہیں سزا دیں تو وہ آپ کے بندے ہیں اور اگر معاف کر دیں تو آپ غالب اور دانا ہیں۔" تو مجھے جواب دیا جائے گا کہ جب سے تم نے ان کو چھوڑا ہے یہ اپنی ایڑیوں پر پیچھے ہی پلٹتے رہے۔[3]

اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَ اِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۱۱۸﴾

اگر تو ان کو سزا دے تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو معاف فرما دے تو تو زبردست ہے حکمت والا ہے،

قَالَ اللّٰهُ هٰذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ ؕ لَهُمْ جَنّٰتٌ

اللہ ارشاد فرمائے گا کہ یہ وہ دن ہے کہ جو لوگ سچے تھے ان کا سچا ہونا ان کے کام آئے گا، ان کو باغ ملیں گے

تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَاۤ اَبَدًا ؕ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ

جن کے نیچے نہریں جاری ہونگی جن میں وہ ہمیشہ ہمیشہ کو رہیں گے، اللہ تعالیٰ ان سے راضی اور خوش

وَ رَضُوْا عَنْهُ ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۱۹﴾ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَا فِيْهِنَّ ؕ

اور یہ اللہ سے راضی اور خوش ہیں، یہ بڑی بھاری کامیابی ہے، اللہ ہی کی سلطنت آسمانوں کی اور زمین کی

---

[1] الأنبياء: 104

[2] المائدة: 117

[3] سنن ابوداود طیالسی ٢٧٦٠

وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۱۲۰﴾ (المائدہ ۱۱۸ تا ۱۲۰)

اور ان چیزوں کی جو ان میں موجود ہیں، اور وہ ہر شے پر پوری قدرت رکھتا ہے۔

اور عیسیٰ علیہ السلام اپنی امت کی عفو و مغفرت کی التجا کرتے ہوئے عرض کریں گے اے میرے رب! تو قادر مطلق اور مختار کل ہے، ان کا معاملہ تیری مشیت کے سپرد ہے تو جو چاہے کرسکتا ہے، تم سے کوئی باز پرس کرنے والا نہیں ہے، جیسے فرمایا

لَا یُسْـَٔلُ عَمَّا یَفْعَلُ وَهُمْ یُسْـَٔلُوْنَ ﴿۲۳﴾ [۱]

ترجمہ: وہ اپنے کاموں کے لئے (کسی کے آگے) جواب دہ نہیں ہے اور سب جواب دہ ہیں۔

تو چاہے تو اپنے عدل و انصاف کے مطابق انہیں ان کے گناہوں کی پاداش میں دردناک عذاب میں مبتلا کر دے اور چاہے تو اپنے بے بہا رحم و کرم سے انہیں معاف فرما دے، تو تو زبردست ہے اور تیرا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں ہوتا،

عَنْ أَبِي ذَرٍّ، قَالَ: صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً فَقَرَأَ بِآيَةٍ حَتَّى أَصْبَحَ، يَرْكَعُ بِهَا وَيَسْجُدُ بِهَا: {إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ} [۲]

اس عظیم الشان آیت کی عظمت کا اظہار ابوذر رضی اللہ عنہ کی اس روایت میں ہے ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نوافل میں اس آیت کو پڑھتے ہوئے ایسی کیفیت طاری ہوئی کہ بار بار ہر رکعت میں رکوع اور سجود میں اسے ہی پڑھتے رہے حتی کہ صبح ہوگئی ''اب اگر آپ انہیں سزا دیں تو وہ آپ کے بندے ہیں اور اگر معاف کر دیں تو آپ غالب اور دانا ہیں۔'' [۳]

أَبَا ذَرٍّ، يَقُولُ: قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً مِنَ اللَّيَالِي فِي صَلَاةِ الْعِشَاءِ فَصَلَّى بِالْقَوْمِ، ثُمَّ تَخَلَّفَ أَصْحَابٌ لَهُ يُصَلُّونَ، فَلَمَّا رَأَى قِيَامَهُمْ وَتَخَلُّفَهُمْ انْصَرَفَ إِلَى رَحْلِهِ، فَلَمَّا رَأَى الْقَوْمَ قَدْ أَخْلَوُا الْمَكَانَ، رَجَعَ إِلَى مَكَانِهِ فَصَلَّى، فَجِئْتُ فَقُمْتُ خَلْفَهُ، فَأَوْمَأَ إِلَيَّ بِيَمِينِهِ فَقُمْتُ عَنْ يَمِينِهِ، ثُمَّ جَاءَ ابْنُ مَسْعُودٍ فَقَامَ خَلْفِي وَخَلْفَهُ، فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ بِشِمَالِهِ، فَقَامَ عَنْ شِمَالِهِ، فَقُمْنَا ثَلَاثَتُنَا يُصَلِّي كُلُّ رَجُلٍ مِنَّا بِنَفْسِهِ، وَيَتْلُو مِنَ الْقُرْآنِ مَا شَاءَ اللهُ أَنْ يَتْلُوَ، فَقَامَ بِآيَةٍ مِنَ الْقُرْآنِ يُرَدِّدُهَا حَتَّى صَلَّى الْغَدَاةَ

ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز پڑھائی، فرضوں کے بعد دیکھا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نماز میں مشغول ہیں تو آپ اپنے خیمے کی طرف تشریف لے گئے جب جگہ خالی ہوگئی اور صحابہ رضی اللہ عنہم چلے گئے تو آپ واپس تشریف لائے اور نماز میں کھڑے ہوگئے، میں بھی آ گیا اور آپ کے پیچھے کھڑا ہو گیا تو آپ نے اپنی دائیں طرف کھڑا ہونے کا اشارہ کیا میں دائیں جانب آ گیا، پھر ابن مسعود رضی اللہ عنہ آئے اور وہ آپ کے پیچھے کھڑے ہوئے تو آپ نے اپنی بائیں طرف کھڑے ہونے کا اشارہ کیا چنانچہ وہ آ کر بائیں جانب کھڑے

[۱] الانبیاء ۲۳

[۲] المائدة: 118

[۳] مسند احمد ۲۱۳۸۸، سنن الکبری للنسائی ۱۰۸۴

ہو گئے، اب ہم تینوں نے اپنی اپنی نماز شروع کی، الگ الگ تلاوت قرآن اپنی نماز میں کر رہے تھے اور رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک پر ایک ہی آیت تھی بار بار اسی کو پڑھ رہے تھے

فَبَعْدَ أَنْ أَصْبَحْنَا أَوْمَأْتُ إِلَى عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ: أَنْ سَلْهُ مَا أَرَادَ إِلَى مَا صَنَعَ الْبَارِحَةَ؟فَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ بِيَدِهِ: لَا أَسْأَلُهُ عَنْ شَيْءٍ حَتَّى يُحَدِّثَ إِلَيَّ،فَقُلْتُ: بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي، قُمْتَ بِآيَةٍ مِنَ الْقُرْآنِ وَمَعَكَ الْقُرْآنُ؟ لَوْ فَعَلَ هَذَا بَعْضُنَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ،قَالَ:دَعَوْتُ لِأُمَّتِي، قَالَ: فَمَاذَا أُجِبْتَ،أَوْ مَاذَا رُدَّ عَلَيْكَ؟قَالَ:أُجِبْتُ بِالَّذِي لَوْ اطَّلَعَ عَلَيْهِ كَثِيرٌ مِنْهُمْ طَلْعَةً تَرَكُوا الصَّلَاةَ،قَالَ: أَفَلَا أُبَشِّرُ النَّاسَ؟قَالَ: بَلَى، فَانْطَلَقْتُ مُعْنِقًا قَرِيبًا مِنْ قَذْفَةٍ بِحَجَرٍ، فَقَالَ عُمَرُ: يَا رَسُولَ اللهِ ، إِنَّكَ إِنْ تَبْعَثْ إِلَى النَّاسِ بِهَذَا نَكَلُوا عَنِ الْعِبَادَةِ، فَنَادَاهُ : أَنِ ارْجِعْ، فَرَجَعَ

جب صبح ہوئی تو میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے کہا آپ ﷺ سے دریافت تو کرو کہ رات کو ایک ہی آیت کے پڑھنے کی کیا وجہ تھی؟ انہوں نے کہا اگر آپ ﷺ خود کچھ فرمائیں تو اور بات ہے ورنہ میں تو کچھ بھی نہ پوچھوں گا، اب میں نے خود ہی جرات کر کے آپ سے دریافت کیا کہ آپ ﷺ پر میرے ماں باپ فدا ہوں سارا قرآن تو آپ پر اترا ہے اور آپ کے سینے میں ہے پھر آپ نے ایک ہی آیت میں ساری رات کیسے گزار دی؟ اگر کوئی اور ایسا کرتا تو ہمیں تو بہت ہی برا معلوم ہوتا، آپ ﷺ نے فرمایا اپنی امت کے لئے دعا کر رہا تھا، میں نے پوچھا پھر کیا جواب ملا؟ فرمایا اتنا اچھا کہ اگر عام لوگ سن لیں تو ڈر ہے کہ کہیں نماز بھی نہ چھوڑ بیٹھیں، میں نے کہا مجھے اجازت ہے کہ لوگوں میں یہ خوشخبری پہنچادوں؟ آپ ﷺ نے اجازت فرمادی، میں ابھی کچھ ہی دور گیا ہوں گا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! اگر یہ خبر آپ نے عام طور پر کرادی تو ڈر ہے کہ کہیں لوگ عبادت سے بے پرواہ نہ ہو جائیں، تو آپ نے آواز دی کہ لوٹ آؤ، چنانچہ میں لوٹ آیا اور وہ آیت ”اب اگر آپ انہیں سزا دیں تو وہ آپ کے بندے ہیں اور اگر معاف کر دیں تو آپ غالب اور دانا ہیں۔“ تھی۔ [1]

تب اللہ تعالیٰ فرمائے گا یہ وہ دن ہے جس میں ایمانداروں کو ان کا ایمان اور عمل صالح فائدہ دے گا یعنی مشرکین کی معافی اور مغفرت کی کوئی صورت نہیں،

عَنِ الضَّحَّاكِ , عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ , فِي قَوْلِهِ: هَٰذَا يَوْمُ يَنفَعُ الصَّٰدِقِينَ صِدْقُهُمْ، يَقُولُ هَذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الْمُوَحِّدِينَ تَوْحِيدُهُمْ

ضحاک رحمہ اللہ نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت کریمہ ”یہ وہ دن ہے جس میں سچوں کو ان کی سچائی نفع دیتی ہے۔“ کے بارے میں روایت کیا ہے آج صرف موحدین کو ان کی توحید ہی فائدہ دے گی۔ [2]

میں نے موحدین کے لئے ایسی جنتیں تیار کر رکھی ہیں جن کے نیچے انواع اقسام کی نہریں بہہ رہی ہیں جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے، اللہ ان کے غیر متزلزل ایمان اور اطاعت رسول کے مطابق عمل صالحہ سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے بے بہا انعام حاصل کر کے راضی ہو گئے، جیسے فرمایا

[1] مسند احمد ۲۱۴۹۵

[2] تفسیر ابن ابی حاتم ۱۲۵۶/۴

...وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۷۲ (۱)

ترجمہ:اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اللہ کی خوشنودی انہیں حاصل ہو گی،یہی بڑی کامیابی ہے۔

اور ایسی ہی کامیابی کے لیے کوششیں کرنی چاہیے،جیسے فرمایا

لِمِثْلِ هٰذَا فَلْيَعْمَلِ الْعٰمِلُوْنَ ۶۱ (۲)

ترجمہ:ایسی ہی کامیابی کے لیے عمل کرنے والوں کو عمل کرنا چاہیے۔

...وَفِيْ ذٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ ۲۶ۭ (۳)

ترجمہ:جولوگ دوسروں پر بازی لے جانا چاہتے ہوں وہ اس چیز کو حاصل کرنے میں بازی لے جانے کی کوشش کریں۔

اگر تم سوچو تو اللہ کی رضا ہی بڑی کامیابی ہے،اور اسی کے لئے عمل کرنے والوں کو عمل کی کوشش کرنی چاہے،زمین اور آسمانوں اور تمام موجودات کی بادشاہی اللہ وحدہ لاشریک ہی کے لئے ہے،اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور ہر چیز اس کے قبضہ قدرت میں ہے کوئی چیز اس کو عاجز نہیں کرسکتی۔

شاہ فارس خسرو پرویز کے نام خط

رسول اللہ ﷺ نے ایک خط شاہ فارس کسریٰ(خسرو پرویز بن ہرمز)کے پاس طیسفون(مدائن)میں بھیجا جس کا مضمون یہ تھا۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

مِنْ مُحَمّدٍ رَسُولِ اللهِ إِلَى كِسْرَى عَظِيمِ فَارِسَ

سلام على من اتَّبَعَ الْهُدَى، وَآمَنَ بِاللهِ وَرَسُولِهِ، وَشَهِدَ أَنْ لا إِلَهَ إِلا اللهُ وَحْدَهُ لا شَرِيكَ لَهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، وَأَدْعُوكَ بِدُعَاءِ اللهِ، فَإِنِّي أَنَا رَسُولُ اللهِ إِلَى النَّاسِ كَافَّةً لأُنْذِرَ مَنْ كَانَ حَيًّا وَيَحِقَّ الْقَوْلُ عَلَى الْكَافِرِينَ، فَأَسْلَمَ تَسْلَمْ، فَإِنْ أَبَيْتَ، فَإِنَّ إِثْمَ الْمَجُوسِ عَلَيْكَ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محمد رسول اللہ کی طرف سے کسریٰ عظیم فارس کی جانب۔

اس شخص پر سلامتی ہو جو ہدایت کی پیروی کرے اور اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے،اور گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی بندگی کے لائق نہیں،وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور محمد اس کے بندے اور رسول ہیں۔

میں تمہیں اللہ کی طرف بلاتا ہوں کیونکہ میں اللہ کی جانب سے تمام تمام انسانوں کی طرف بھیجا گیا ہوں(مستشرقین کے اس دعویٰ کی تردید ہوتی

(۱) التوبة ۷۲

(۲) الصافات ۶۱

(۳) المطففین ۲۶

ہے کہ محمد ﷺ صرف عرب کی طرف مبعوث ہوئے تھے) تا کہ جو شخص زندہ ہے اسے برے انجام سے ڈرادیا جائے اور کافروں پر حجت قائم ہو جائے، پس تم اسلام قبول کرو سلامت رہو گے اور اگر اس سے انکار کرو گے تو تمام مجوسی رعایا کا گناہ بھی تمہاری گردن پر ہوگا۔[1]

ایک روایت ہے کہ یہ خط لکھا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مِنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللهِ إِلَى كِسْرَى عَظِيمِ فَارِسَ

سَلامٌ عَلَى مَنِ اتَّبع الْهُدَى، وَآمَنَ بِاللهِ وَرَسُولِهِ، وَشَهِدَ أَنْ لا إِلَهَ إِلا اللهُ وَحْدَهُ لا شَرِيكَ لَهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، وَأَدْعُوكَ بِدُعَاءِ اللهِ، فَإِنِّي أَنَا رَسُولُ اللهِ إِلَى النَّاسِ كَافَّةً لأُنْذِرَ مَنْ كانَ حَيًّا وَيَحِقَّ الْقَوْلُ عَلَى الْكافِرِينَ، فَأَسْلَمَ تَسْلَمْ، فَإِنْ أَبَيْتَ، فَإِنَّ إِثْمَ الْمَجُوسِ عَلَيْكَ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ خط محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف سے فارس کے فرمانروا کسریٰ کے نام بھیجا جاتا ہے

اس پر سلامتی ہو جس نے راہ راست کی اتباع کی، اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لایا اور جس نے اس بات کی شہادت دی کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں وہ واحد لاشریک ہے اور محمد اس کے بندے اور رسول ہیں، میں تم کو اللہ کا پیغام پہنچاتا ہوں اور اس کے لیے دعوت دیتا ہوں کیونکہ میں تمام عالم کے لیے اللہ کا رسول ہوں تا کہ جو زندہ ہیں ان کو متنبہ کردوں اور جو اس سے انکار کریں اس کے خلاف حجت قائم ہو جائے، اسلام قبول کرلو بچ جاؤ گے اگر تم نے نہ مانا تو پھر تمہاری تمام قوم مجوس کا وبال تمہارے ذمے ہوگا۔

اور عبداللہ بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ کو جن کی وہاں بہت آمدورفت تھی یہ خط دے کر روانہ کیا، شاہ فارس خسرو پرویز بڑی شان و شوکت والا حکمران تھا، عجم میں خط لکھنے کا طریقہ یہ تھا کہ عنوان میں پہلے بادشاہ کا نام ہوتا تھا جبکہ رسول اللہ ﷺ نے عرب دستور کے مطابق پہلے اللہ کا نام اور پھر رسول اللہ ﷺ کا نام لکھا تھا، جب خسرو نے اپنے نام سے پہلے اللہ کا نام دیکھا تو اسے اپنی تحقیر سمجھا

وَقَالَ: يَكْتُبُ إِلَيَّ هَذَا وَهُوَ عَبْدِي، فَمَزَّقَ كِتَابَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ: مُزِّقَ مُلْكُهُ! حِينَ بَلَغَهُ أَنَّهُ شَقَّ كِتَابَهُ

اور بڑے غرور سے بولا میرا غلام ہو کر مجھے اس طرح لکھتا ہے (یعنی اپنی اطاعت کا کہتا ہے) پھر غیظ و غضب کی شدت میں آپ کے نامہ مبارک کو چاک کر دیا، عبداللہ بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ نے واپس آ کر رسول اللہ ﷺ کو تمام واقعہ کی خبر کی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس طرح اس نے میرے خط کو چاک کیا ہے اس طرح اللہ اس کے ملک کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا۔[2]

<u>دوسری طرف خسرو پرویز نے خط کو چاک کرنے پر اکتفا نہیں کیا</u>

[1] تاریخ طبری ٦٥٥،٦٥٤ ،٢

[2] تاریخ طبری ٦٥٤ ،٢

ثُمَّ كَتَبَ كِسْرَى إِلَى بَاذَانَ، وَهُوَ عَلَى الْيَمَنِ: أَنِ ابْعَثْ إِلَى هَذَا الرَّجُلِ الَّذِي بِالْحِجَازِ رَجُلَيْنِ مِنْ عِنْدِكَ جَلْدَيْنِ، فَلْيَأْتِيَانِي بِهِ، فَبَعَثَ بَاذَانَ قَهْرَمَانَهُ وَهُوَ بَابَوَيْهِ- وَكَانَ كَاتِبًا حَاسِبًا بِكِتَابِ فَارِسَ- وَبَعَثَ مَعَهُ رَجُلا مِنَ الْفُرْسِ يُقَالُ لَهُ خرخسرهُ، وَكَتَبَ معهما الى رسول الله يَأْمُرُهُ أَنْ يَنْصَرِفَ مَعَهُمَا إِلَى كِسْرَى، وَقَالَ لِبَابَوَيْهِ: ائْتِ بَلَدَ هَذَا الرَّجُلِ، وَكَلِّمْهُ وَأْتِنِي بِخَبَرِهِ

بلکہ گورنر یمن باذان کو فرمان بھیجا کہ دو دلاور آدمیوں کو حجاز بھیجو تا کہ وہ اس مدعی نبوت کو گرفتار کر کے میرے دربار میں پیش کرے، باذان نے تعمیل فرمان میں اپنے داروغہ بابویہ کو جو کاتب اور ایرانی طریقہ حساب کا ماہر تھا اور اس کے ساتھ ایک دوسرے ایرانی خرخسرہ کو اسلامی ریاست مدینہ منورہ روانہ کیا اور ان کے ہاتھ رسول اللہ ﷺ کو یہ خط لکھا کہ تم ان کے ساتھ کسریٰ کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ اور باذان نے بابویہ سے زبانی یہ کہا کہ تم اس شخص کے شہر میں جاؤ اور ان سے گفتگو کرو اور پھر ان کا صحیح حال مجھ سے آکر بیان کرو

فَخَرَجَا حَتَّى قَدِمَا الطَّائِفَ فَوَجَدَا رِجَالا مِنْ قُرَيْشٍ بِنَخْبٍ مِنْ أَرْضِ الطَّائِفِ فَسَأَلاهُمْ عَنْهُ، فَقَالُوا: هُوَ بِالْمَدِينَةِ، وَاسْتَبْشَرُوا بِهِمَا وَفَرِحُوا، وَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: أَبْشِرُوا فَقَدْ نَصَبَ لَهُ كِسْرَى مَلِكُ الْمُلُوكِ، كُفِيتُمُ الرَّجُلَ! فكلمه بابويه، فقال: ان شاهانشاه مَلِكَ الْمُلُوكِ كِسْرَى، قَدْ كَتَبَ إِلَى الْمَلِكِ بَاذَانَ، يَأْمُرُهُ أَنْ يَبْعَثَ إِلَيْكَ مَنْ يَأْتِيهِ بِكَ، وَقَدْ بَعَثَنِي إِلَيْكَ لِتَنْطَلِقَ مَعِي، فَإِنْ فَعَلْتَ كَتَبَ فِيكَ إِلَى مَلِكِ الْمُلُوكِ يَنْفَعُكَ وَيَكُفُّهُ عَنْكَ، وَإِنْ أَبَيْتَ فَهُوَ مَنْ قَدْ عَلِمْتَ! فَهُوَ مُهْلِكُكَ وَمُهْلِكُ قَوْمِكَ، وَمُخَرِّبُ بِلادِكَ

یہ دونوں قاصد طائف پہنچے وہاں انہوں نے طائف کی عمدہ زمین میں قریش کے چند آدمیوں کو پایا اور ان سے نبی اکرم ﷺ کے بارے میں دریافت کیا انہوں نے کہا وہ مدینہ منورہ میں ہیں، قریش کے وہ لوگ گورنر یمن کے دونوں آدمیوں سے خوش ہوئے اور ایک دوسرے کو کہنے لگے خوش ہو جاؤ اب شہنشاہ فارس کسریٰ بھی ان کا دشمن ہو گیا ہے اب وہ تمہاری طرف سے اس شخص کے لئے کافی ہو گیا ہے، اور اسی حالت میں بابویہ نے آپ ﷺ سے گفتگو کی اور کہا بادشاہوں کے بادشاہ شہنشاہ کسریٰ نے باذان کو لکھا ہے کہ تم کسی کو ان کے پاس بھیجو چنانچہ اس نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے تا کہ آپ ہمارے ہمراہ چلیں اگر آپ چلتے ہیں تو باذان ایران کے شہنشاہ کو آپ کی سفارش لکھیں گے تا کہ وہ آپ سے درگزر کر کے معافی دے دے اور اگر تم اس کے حکم کی تعمیل نہیں کرو گے تو آپ اس سے خود واقف ہیں وہ آپ کو اور آپ کی قوم کو ہلاک کر دے گا اور تمہارا ملک تباہ و برباد کر دے گا

ودخلا على رَسُولِ اللهِ وَقَدْ حَلَقَا لِحَاهُمَا، وَأَعْفَيَا شَوَارِبَهُمَا، فَكَرِهَ النَّظَرَ إليهما، ثم أَقْبَلَ عَلَيْهِمَا فَقَالَ: وَيْلَكُمَا! مَنْ أَمَرَكُمَا بِهَذَا؟ قالا: أَمَرَنَا بِهَذَا رَبُّنَا يَعْنِيَانِ كِسْرَى، فَقَالَ رَسُولِ اللهِ: لكِنَّ رَبِّي قَدْ أَمَرَنِي بِإِعْفَاءِ لِحْيَتِي وَقَصِّ شَارِبِي، ثُمَّ قَالَ لَهُمَا: ارْجِعَا حَتَّى تَأْتِيَانِي غدا واتى رَسُولِ اللهِ الْخَبَرُ مِنَ السَّمَاءِ أَنَّ اللهَ قَدْ سَلَّطَ عَلَى كِسْرَى ابْنَهُ شِيرَوَيْهِ، فَقَتَلَهُ فِي شَهْرِ كَذَا وَكَذَا لَيْلَةَ كَذَا وَكَذَا مِنَ اللَّيْلِ، بَعْدَ مَا مَضَى مِنَ اللَّيْلِ، سَلَّطَ عَلَيْهِ ابْنَهُ شِيرَوَيْهِ فَقَتَلَهُ

دونوں قاصد اس حال میں حاضر ہوئے کہ ان کی داڑھیاں منڈی ہوئی اور مونچھیں بڑھی ہوئی تھیں، آپ ﷺ نے کراہیت سے پہلے تو

ان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھنا بھی گوارا نہ کیا پھر فرمایا تم پر افسوس یہ کیا شکل ہے، کس نے تمہیں ایسا کرنے کا حکم دیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا ہمارے پروردگار! یعنی کسریٰ نے ہمیں ایسا کرنے کو کہا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لیکن میرے مالک نے مجھے داڑھی بڑھانے اور مونچھیں کترانے کا حکم فرمایا ہے،

اللہ تعالیٰ نے مرد کو داڑھی کے ساتھ پیدا فرمایا ہے اور یہ مرد کا حسن و جمال ہے اور زینت ہے، شعار دین ہے، تمام انبیائے کرام علیہم السلام کی سنت ہے، رسول اللہ ﷺ کی داڑھی تھی

جَابِرَ بْنَ سَمُرَةَ، يَقُولُ:كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ كَثِيرَ شَعْرِ اللِّحْيَةِ

جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ کی ریش مبارک میں بال کثیر و انبوہ تھے۔ (١)

هِنْدَ بْنَ أَبِي هَالَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَثَّ اللِّحْيَةِ

ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ گھنی داڑھی والے تھے۔ (٢)

عن علي بن أبي طالب قال كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَثُّ اللِّحْيَةِ

سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابو طالب فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ گھنی داڑھی والے تھے۔ (٣)

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، أَنَّهُ كَانَ إِذَا وَصَفَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: عَظِيمَ اللِّحْيَةِ

سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابو طالب نبی کریم ﷺ کے وصف میں فرمایا آپ ﷺ کی ریش مطہر بڑی تھی۔ (٤)

داڑھی مونڈھنا حرام اور اللہ کے رسول محمد ﷺ کی نافرمانی ہے،

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: انْهَكُوا الشَّوَارِبَ، وَأَعْفُوا اللِّحَى

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مونچھیں خوب کتروالیا کرو اور داڑھی کو چھوڑ دو۔ (٥)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:أَحْفُوا الشَّوَارِبَ وَأَعْفُوا اللِّحَى

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا مونچھوں کو اچھی طرح کترو اور داڑھیاں پوری رکھو۔ (صحیح مسلم كِتَابِ الطَّهَارَةِ بَابُ خِصَالِ الْفِطْرَةِ)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ:أَمَرَ بِإِحْفَاءِ الشَّوَارِبِ، وَإِعْفَاءِ اللِّحْيَةِ

---

(١) صحيح مسلم كتاب الْفَضَائِلِ بَابُ شَيْبِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(٢) شعب الايمان ١٣٦٢

(٣) تاريخ دمشق لابن ابن عساكر ٣/٢٤٧

(٤) صحيح ابن حبان ٦٣١١

(٥) صحيح بخارى كِتَابُ اللِّبَاسِ بَابُ تَقْلِيمِ الأَظْفَارِ ٥٨٩٣

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہمیں مونچھوں کو جڑ سے کاٹنے اور داڑھی کو بڑھانے کا حکم دیا گیا ہے۔ (١)

داڑھی مونڈنے والا انبیاء کے طریقہ سے اعراض اور مجوسیوں اور مشرکوں کے طریقہ کی اتباع کرتا ہے۔

أحفوا الشوارب وأعفوا اللحى ولا تشبهوا باليهود

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مونچھوں کو اچھی طرح کترو اور ڈاڑھی کو چھوڑو اور یہود کے ساتھ مشابہت نہ کرو۔ (٢)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:جُزُّوا الشَّوَارِبَ، وَأَعْفُوا اللِّحَى، وَخَالِفُوا الْمَجُوسَ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مونچھیں خوب کترواو اور داڑھی کو لٹکاؤ اور مجوسیوں کی مخالفت کرو۔ (٣)

عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَالِفُوا الْمُشْرِكِينَ وَفِّرُوا اللِّحَى وَأَحْفُوا الشَّوَارِبَ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم مشرکین کے خلاف کرو داڑھی چھوڑ دو اور مونچھیں کترواؤ۔ (٤)

دونوں قاصد آپ کے رعب وعظمت سے کانپنے لگے،بابویہ کی گفتگوسن کر آپ مسکرائے اور دونوں قاصدوں کو دعوت اسلام پیش کی،اور فرمایا اچھا آج تو جاؤ کل پھر آنا،اس کے بعد ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بذریعہ وحی آسمان سے خبر ملی کہ کسریٰ پر اس کے بیٹے شیرویہ کو مسلط کر دیا ہے اور شیرویہ نے فلاں ماہ اور فلاں شب (دس جمادی الاولیٰ سہ شنبہ کی شب نصف شب بعد) میں اپنے باپ کسریٰ پر قابو پا کر اسے قتل کر دیا ہے اور تخت پر قبضہ کرلیا ہے

فَدَعَاهُمَا فَأَخْبَرَهُمَا فَقَالا :هَلْ تَدْرِي مَا تَقُولُ!إِنَّا قَدْ نَقِمْنَا عَلَيْكَ مَا هُوَ أَيْسَرُ مِنْ هَذَا، أَفَنَكْتُبُ هَذَا عَنْكَ، وَنُخْبِرُهُ الْمَلِكَ!قَالَ: نَعَمْ، أَخْبِرَاهُ ذَلِكَ عَنِّي، وَقُولا لَهُ: إِنَّ دِينِي وَسُلْطَانِي سَيَبْلُغُ مَا بَلَغَ مُلْكُ كِسْرَى، وَيَنْتَهِي إِلَى مُنْتَهَى الْخُفِّ وَالْحَافِرِ وَقُولا لَهُ: إِنَّكَ إِنْ أَسْلَمْتَ أَعْطَيْتُكَ مَا تَحْتَ يَدَيْكَ، وَمَلَّكْتُكَ عَلَى قَوْمِكَ مِنَ الأَبْنَاءِ، ثُمَّ أَعْطَى خرخسرة مِنْطَقَةً فِيهَا ذَهَبٌ وَفِضَّةٌ، كَانَ أَهْدَاهَا لَهُ بَعْضُ الْمُلُوكِ

دوسرے روز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں ایرانیوں قاصدوں کو بلا کر اس واقعہ کی اطلاع دی،انہوں نے کہا جو کچھ آپ کہہ رہے ہیں اس کے مفہوم سے آپ واقف ہیں؟ ہم نے جو بات آپ سے کہی ہے وہ آپ کے اس دعوی کے مقابلے میں معمولی ہے کیا ہم اپنے رئیس کو یہ بات آپ کی طرف سے لکھ دیں،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں یہ اس سے کہہ دو اور یہ بھی اسے کہہ دو کہ میرا دین اور میری حکومت بہت جلد کسریٰ کی تمام سلطنت میں پھیل جائے گی اور وہاں تک پہنچے گی جہاں تک اونٹ اور گھوڑے جاتے ہیں،اور اسے کہہ دو اگر تم اسلام لے آؤ تو جو ملک تمہارے تحت ہے اور ابناء کی جو ریاست اس وقت تم کو حاصل ہے وہ بدستور تمہارے پاس رہے گی،اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خرخسرہ

---

(١) صحیح مسلم كِتَابِ الطَّهَارَةِ بَابُ خِصَالِ الْفِطْرَةِ٦٠١،سنن ابوداودكِتَاب التَّرَجُّلِ بَابٌ فِي أَخْذِ الشَّارِبِ٤١٩٩

(٢) الطحاوی

(٣) مسنداحمد٨٧٨٥

(٤) صحیح بخاری كِتَابُ اللِّبَاسِ بَابُ تَقْلِيمِ الأَظْفَارِ ٥٨٩٢،صحیح مسلم كِتَابِ الطَّهَارَةِ بَابُ خِصَالِ الْفِطْرَةِ٦٠٢

کو ایک بگلوس عطا فرمایا جس میں سونا چاندی تھا، یہ بگلوس آپ کو کسی رئیس نے تحفہ میں بھیجا تھا۔

فَخَرَجَا مِنْ عِنْدِهِ حَتَّى قَدِمَا عَلَى بَاذَانَ، قَالَ بَابُوَيْهِ لِبَاذَانَ: مَا كَلَّمْتُ رَجُلا قَطُّ أَهْيَبَ عِنْدِي مِنْهُ، فَقَالَ لَهُ بَاذَانُ: هَلْ مَعَهُ شُرَطٌ؟ قَالَ: لا، فَأَخْبَرَاهُ الْخَبَرَفَقَالَ: وَاللهِ مَا هَذَا بِكَلامِ مَلِكٍ، وَإِنِّي لأَرَى الرَّجُلَ نَبِيًّا كَمَا يَقُولُ، وَلْنَنْظُرَنَّ مَا قَدْ قَالَ، فَلَئِنْ كَانَ هَذَا حَقًّا مَا فِيهِ كَلامٌ، إِنَّهُ لَنَبِيٌّ مُرْسَلٌ، وَإِنْ لَمْ يَكُنْ فَسَنَرَى فِيهِ رَأْيَنَافَلَمْ يَنْشَبْ بَاذَانَ أَنْ قَدِمَ عَلَيْهِ كِتَابُ شِيرَوَيْهِ، أَمَّا بَعْدُ فَإِنِّي قَدْ قَتَلْتُ كِسْرَى، وَلَمْ أَقْتُلْهُ إِلا غَضَبًا لِفَارِسَ لِمَا كَانَ اسْتَحَلَّ مِنْ قَتْلِ أَشْرَافِهِمْ وَتَجْمِيرِهِمْ فِي ثُغُورِهِمْ، فَإِذَا جَاءَكَ كِتَابِي هَذَا فَخُذْ لِي الطَّاعَةَ مِمَّنْ قِبَلَكَ، وَانْظُرِ الرَّجُلَ الَّذِي كَانَ كِسْرَى كَتَبَ فِيهِ إِلَيْكَ فَلا تُهِجْهُ حَتَّى يَأْتِيَكَ أَمْرِي فِيهِ،فَلَمَّا انْتَهَى كِتَابُ شِيرَوَيْهِ إِلَى بَاذَانَ قَالَ: إِنَّ هَذَا الرَّجُلَ لَرَسُولٌ فَأَسْلَمَ وَأَسْلَمَتِ الأَبْنَاءُ مَعَهُ مِنْ فَارِسَ مَنْ كَانَ مِنْهُمْ بِالْيَمَنِ

یہ دونوں قاصد آپ ﷺ سے رخصت ہو کر باذان کے پاس پہنچے تو بابویہ نے باذان سے جس نے رسول اللہ ﷺ سے گفتگو کی تھی کہا کہ میں نے آج تک اپنی زندگی میں کبھی اس شخص سے زیادہ رعب وہیبت رکھنے والی ہستی سے گفتگو نہیں کی، باذان نے پوچھا کیا ان کے پاس پہرے دار سپاہی ہیں؟ اس نے کہا نہیں، اور پھر تمام روائداد سنائی ،باذان نے کہا اس گفتگو سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ صاحب دنیا وہ بادشاہ نہیں بلکہ نبی ہیں جیسا کہ اس کے بیان سے معلوم ہوتا ہے، جو کچھ انہوں نے کہا ہے ہم اس کے وقوع کا انتظار کرتے ہیں اگر کسریٰ کے قتل کی خبر صحیح ہے تو پھر ان کے نبی مرسل ہونے میں کچھ شبہ ہی نہیں اور اگر یہ واقعہ صحیح ثابت نہیں ہوتا تو پھر ہم ان کے متعلق کوئی رائے قائم کریں گے، اس خبر کے کچھ عرصہ بعد پھر شیرویہ کا فرمان باذان کے پاس پہنچا جس میں اس نے لکھا کہ چونکہ کسریٰ نے فارس کے معززین کا قتل عام کرایا اور ان کے ٹھکانوں کو جلا دیا اس لئے اہل فارس کو اس پر بہت غصہ تھا جس کے پیش نظر میں نے اسے قتل کر ڈالا ہے پس تم اپنے یہاں کے لوگوں سے میری اطاعت کا عہد لو اور کسریٰ نے جس شخص (محمد رسول اللہ ﷺ) کے متعلق تمہارے پاس حکم بھیجا تھا اس پر نظر رکھو اور جب تک میں تمہیں کوئی حکم دوں اس وقت تک اس کے خلاف کوئی کاروائی نہ کرو چنانچہ جب اس خبر کی تصدیق ہوگئی تو باذان جو اسلام کے قریب تھے ،اس پر پیغمبرانہ عظمتوں کی یہ تائید تجربے میں آئی تو اپنے خاندان اور رفقا کے ساتھ دائرہ اسلام میں داخل ہو گیا اور رسول اللہ ﷺ کو اس کی اطلاع پہنچائی۔ [١]

اس طرح یمن سلطنت ایران سے کٹ کر خود بخود اسلام کی سیاسی سیادت میں آ گیا، نبی اکرم ﷺ نے باذان کو ہی یمن کے علاقوں کی امارت پر برقرار رکھا اور اس کا مستقر صنعاء رکھا گیا جو پہلے سے تبابعہ کا دار الحکومت چلا آ رہا تھا، یہ اپنی وفات تک حکومت پر قائم رہے پھر اس کے بیٹے مشہر بن باذان کو صنعاء کے علاقہ کا بادشاہ مقرر فرما دیا گیا۔

[١] تاریخ طبری ٦٥٥، ٦٥٤/٢،البداية والنهاية٣٠٧/٤، السيرة النبوية لابن كثير ٥١٠/٣

قیصر روم ہرقل کے نام خط

رسول اللہ ﷺ نے یونانی النسل بادشاہ ہرقل کے نام خط لکھا جو بازنطینی رومی سلطنت میں ۶۱۰ء تا ۶۴۱ء تک برسر اقتدار رہا۔

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَتَبَ إِلَى قَيْصَرَ يَدْعُوهُ إِلَى الإِسْلَامِ، وَبَعَثَ بِكِتَابِهِ إِلَيْهِ مَعَ دِحْيَةَ الكَلْبِيِّ، وَأَمَرَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَدْفَعَهُ إِلَى عَظِيمِ بُصْرَى لِيَدْفَعَهُ إِلَى قَيْصَرَ أَنَّ هِرَقْلَ لَمَّا كَشَفَ اللهُ عَنْهُ جُنُودَ فَارِسَ مَشَى مِنْ حِمْصَ إِلَى إِيلِيَاءَ شُكْرًا لِلَّهِ،مَشَى مِنْ حِمْصَ إِلَى إِيلِيَاءَ شُكْرًا لِمَا أَبْلَاهُ اللهُ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے دحیہ بن خلیفہ کلبی رضی اللہ عنہ
جو نہایت حسین وجمیل شخص تھے

وَإِنَّهُ لَفِي صُورَةِ دِحْيَةَ الْكَلْبِيِّ

اور جبرائیل علیہ السلام نبی ﷺ کی خدمت میں ان ہی کی شکل میں حاضر ہوتے تھے۔

کو ایک تبلیغی خط دے کر حاکم بصری حارث غسانی کے پاس روانہ فرمایا اور رہدایت فرمائی کہ وہ یہ خط بصری کے حاکم تک پہنچادیں تا کہ وہ اسے قیصر تک پہنچادے،۶۱۱ء میں ایران کے ساتھ جنگ چھڑی تو ایرانیوں نے شام، فلسطین، ایشائے کوچک کے خاصے علاقےاور مصر پر قبضہ کرلیا، ۶۱۴ء میں یروشلم کو بری طرح تباہ کیا اور عیسائیوں کی مقدس صلیب اٹھاکر مدائن لے آئے،اس تمام واقعہ کے متعلق سورہ روم میں ذکر کیا گیا ہے، ۶۲۲ء کے بعد ایرانیوں کی شکستوں کا دور شروع ہوا، جب ۶۲۴ء میں رومیوں کو شام میں فتح ہوئی اس وقت مسلمان بھی مدینہ منورہ میں غزوہ بدر میں فتح کی خوشیاں منارہے تھے، قیصر نے نذر مانی ہوئی تھی کہ اگر وہ اہل فارس پر غالب آ گیا اور انہیں اپنے ملک سے نکال باہر کرنے میں کامیاب ہوگیا تو شکرانے کے طور پر پیدل چل کر بیت المقدس (یروشلم) کی زیارت کو جائے گا۔[1]

ہرقل نے ایرانیوں کو شکست دینے کے لئے بڑے زور شور سے تیاریاں کیں اللہ نے اسے فتح ونصرت سے ہمکنار فرمایا، اہل فارس نے خسرو پرویز کو قتل کرنے کے بعد رومیوں سے صلح کرلی اور ان کے علاقے انہیں واپس کر دیئے، رومیوں کی مقدس صلیب جن کے بارے میں نصاریٰ کا عقیدہ ہے کہ اسی پر عیسیٰ علیہ السلام کو پھانسی پر لٹکایا گیا تھا چنانچہ وہ صلیب کو اپنی جگہ نصب کر کے اپنی نذر پوری کرنے کے لئے ۶۲۹ء میں حمص سے پیدل چل کر ایلیاء (بیت المقدس) میں آیا ہوا تھا، دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ حاکم بصریٰ کے پاس پہنچے، اس نے عدی بن حاتم کو ان کے ساتھ کر دیا کہ وہ انہیں ہرقل کے پاس پہنچادیں چنانچہ دحیہ رضی اللہ عنہ محرم سات ہجری کو یروشلم پہنچے اور آپ کا نامہ مبارک اسے پیش کیا۔[2]

يَاقَيْصَرُ أَرْسَلَنِي إِلَيْكَ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنْكَ، وَالَّذِي أَرْسَلَهُ هُوَ خَيْرٌ مِنْهُ وَمِنْكَ، فَاسْمَعْ بِذُلٍّ ثُمَّ أَجِبْ بِنُصْحٍ فَإِنَّكَ إِنْ لَمْ تَذْلِلْ لَمْ تَفْهَمْ وَإِنْ لَمْ تَنْصَحْ لَمْ تُنْصِفْ،قَالَ هَاتِ

---

[1] فتح الباری ۳۴/۱

[2] فتح الباری ۳۸/۱

اور ایک مختصر سی تقریر کرتے ہوئے کہا اے قصر روم! مجھے جس نے آپ کی طرف سفیر بنا کر روانہ کیا ہے وہ آپ سے کہیں بہتر ہیں اور جس ذات نے ان کو پیغمبر بنا کر ہماری طرف مبعوث فرمایا ہے وہ سب سے اعلی وارفع ہے لہذا میں کچھ عرض کر رہا ہوں اسے توجہ کے ساتھ سنئے اور اخلاص کے ساتھ اس کا جواب دیں، اگر توجہ سے میری گزارش نہیں سنیں گے تو اس خط کو کماحقہ نہیں سمجھ سکیں گے اور اگر جواب میں اخلاص نہیں ہو گا تو وہ جواب عادلانہ اور منصفانہ نہ ہو گا، قیصر روم نے کہا فرمائیں میں ہمہ تن گوش ہوں۔

قَالَ هَلْ تَعْلَمُ أَكَانَ الْمَسِيحُ يُصَلِّي؟

دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ نے کہا آپ کو علم ہے کہ مسیح علیہ السلام ابن مریم اللہ کی بندگی کے لئے نماز پڑھا کرتے تھے۔

قَالَ نَعَمْ

قیصر روم: بیشک وہ اپنے خالق ومالک کی حق بندگی ادا کرنے کے لئے نماز پڑھا کرتے تھے۔

قَالَ فَإِنِّي أَدْعُوكَ إِلَى مَنْ كَانَ الْمَسِيحُ يُصَلِّي لَهُ وَأَدْعُوكَ إِلَى مَنْ دَبَّرَ خَلْقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْض، وَالْمَسِيحُ فِي بَطْنِ أُمِّهِ،وَأَدْعُوكَ إِلَى هَذَا النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ الَّذِي بَشَّرَ بِهِ مُوسَى، وَبَشَّرَ بِهِ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ، فَإِنْ أَجَبْتَ كَانَتْ لَكَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةُ وَإِلَّا ذَهَبَتْ عَنْكَ الْآخِرَةُ وَشُورِكْتَ فِي الدُّنْيَا وَاعْلَمْ أَنَّ لَكَ رَبًّا يَقْصِمُ الْجَبَابِرَةَ وَيُغَيِّرُ النِّعَمَ

دحیہ کلبی: میں آپ کو اسی ذات کی طرف دعوت دیتا ہوں جس کی بندگی اور خوشنودی کے لئے مسیح علیہ السلام نمازیں پڑھا کرتے تھے، اور اسی کی طرف دعوت دیتا ہوں جس نے ساتوں آسمانوں اور زمین کی تخلیق فرمائی اور جس نے مسیح علیہ السلام ابن مریم کو ماں کے پیٹ میں بنایا اور اس کے بعد میں آپ کو اس نبی امی کی طرف دعوت دیتا ہوں جس کی بشارت موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ ابن مریم نے دی تھی، اگر آپ اس دعوت کو قبول فرمائیں گے تو دنیا وآخرت دونوں میں آپ کے لئے بھلائی ہے اگر آپ روگردانی کرتے ہیں تو آخرت تو آپ کے ہاتھ سے نکل جائے گی اور دنیا میں دوسرے لوگ آپ کے شریک ہوں گے اور آپ یہ یقین جانیے کہ آپ کا ایک رب ہے جو منکرین حق کو تباہ وبرباد کر دیتا ہے اور اپنی نعمتوں کو بدلتا رہتا ہے۔[1]

قیصر روم نے خط کھول کر پڑھا اور کہا میں اس بارے میں سوچ کر کل آپ کو جواب دوں گا اور اپنے خدام کو حکم دیا کہ ان کی قوم کے جو لوگ ہمارے ملک میں آئے ہوئے ہوں ان کو میرے دربار میں حاضر کیا جائے تاکہ میں ان سے وہاں کے احوال معلوم کروں،

عَنْ أَبِي سُفْيَانَ قَالَ كُنَّا قَوْمًا تُجَّارًا وَكَانَتِ الْحَرْبُ قَدْ حَصَبَتْنَا فَلَمَّا كَانَتِ الْهُدْنَةُ خَرَجْتُ تَاجِرًا إِلَى الشَّامِ مَعَ رَهْطٍ مِنْ قُرَيْشٍ ، فَقَالَ لِتَرْجُمَانِهِ: سَلْهُمْ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ نَسَبًا إِلَى هَذَا الرَّجُلِ الَّذِي يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ ،قَالَ أَبُو سُفْيَانَ: فَقُلْتُ : أَنَا أَقْرَبُهُمْ إِلَيْهِ نَسَبًا،ثُمَّ قَالَ لِتَرْجُمَانِهِ: قُلْ لِأَصْحَابِهِ: إِنِّي سَائِلٌ هَذَا الرَّجُلَ عَنِ الَّذِي يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ، فَإِنْ كَذَبَ فَكَذِّبُوهُ، قَالَ أَبُو سُفْيَانَ: وَاللهِ لَوْلاَ الحَيَاءُ يَوْمَئِذٍ، مِنْ أَنْ يَأْثُرَ أَصْحَابِي عَنِّي الكَذِبَ، لَكَذَبْتُهُ حِينَ سَأَلَنِي عَنْهُ، وَلَكِنِّي اسْتَحْيَيْتُ أَنْ يَأْثُرُوا الكَذِبَ عَنِّي ،فَصَدَقْتُه

[1] الروض الانف ۳۱۵؍۷

ابوسفیان کا بیان ہے کہ قریش تجارت پیشہ لوگ تھے، مسلمانوں سے جنگوں کے نتیجے میں وہ تجارتی سرگرمیاں معطل کیے بیٹھے تھے جس کی وجہ سے ان کے سرمائے ختم ہو گئے تھے اب جب دس سال کے لئے جنگ بندی کا معاہدہ ہوا تو ابوسفیان بے فکر ہو کر تجارتی غرض سے قریش کی ایک جماعت کے ساتھ شام آیا ہوا تھا اور تجارتی منڈی غزہ میں مقیم تھا، قیصر کے خدام نے اس کو اور اس کے ساتھیوں کو غزہ سے لاکر دربار میں پیش کر دیا، قیصر نے اپنے ترجمان سے کہا کہ ان سے پوچھو کہ جنہوں نے ان کے یہاں نبوت کا دعویٰ کیا ہے نسب کے اعتبار سے اس کا سب سے قریبی عزیز رشتہ دار کون ہے؟ ابوسفیان نے کہا کہ میں نے آگے بڑھ کر کہا میں نسب کے اعتبار سے ان کا قریبی عزیز ہوں، قیصر نے اپنے ترجمان سے کہا کہ اس شخص (ابوسفیان) کے پیچھے کھڑے ہوئے ساتھیوں سے کہہ دو کہ اس سے میں ان صاحب کے بارے میں دریافت کروں گا جو نبی ہونے کے مدعی ہیں اگر یہ ان کے بارے میں کوئی جھوٹی بات کہے تو تم لوگ فوراً اس کی تردید کر دینا، ابوسفیان کہتے ہیں اللہ کی قسم ! گر اس دن اس بات کی شرم نہ ہوتی کہ کہیں میرے ساتھی میری تکذیب نہ کر بیٹھیں تو میں ان سوالات کے جواب میں ضرور جھوٹ بول جاتا جو اس نے رسول اللہ ﷺ کے بارے میں کئے تھے لیکن مجھے تو اس کا خطرہ لگا رہا کہ کہیں میرے ساتھی میری تکذیب نہ کر دیں، اس لئے میں نے جھوٹ سے اجتناب کیا۔

اور فتح الباری میں یہ لفظ ہیں

فَوَاللهِ لَوْ قَدْ كذبت مَا ردوا على وَلكِنِّي كنت امْرَءًا سَيِّدًا أَتَكَرَّمُ عَنِ الْكَذِبِ وَعَلِمْتُ أَنَّ أَيْسَرَ مَا فِي ذَلِكَ إِنْ أَنَا كَذَبْتُهُ أَنْ يَحْفَظُوا ذَلِكَ عَنِّي ثُمَّ يَتَحَدَّثُوا بِهِ فَلَمْ أكذبه

ابوسفیان کہتے ہیں اللہ کی قسم! اگر میں جھوٹ بولتا تو میرے ساتھی اس کی تردید نہ کرتے لیکن چونکہ میں سردار قوم تھا اور اپنے کو اس بات سے بلند مرتبہ سمجھتا تھا کہ جھوٹ بولوں اور یہ میرے لئے باعث شرم تھا کیونکہ میں جانتا تھا کہ اگر یہاں میں نے جھوٹ بولا تو میرے ساتھی اسے یاد رکھیں گے اور مکہ مکرمہ جا کر میرے جھوٹ کے بارے میں کہتے پھریں گے، اس لئے میں نے جھوٹ سے اجتناب کیا۔[1]

قیصر نے کہا مجھے اس شخص کے حالات بتاؤ جو تم میں نمودار ہو کر ایک نیا دعویٰ کر رہا ہے؟

قَالَ أَبُو سُفْيَانَ فَجَعَلْتُ أُزَهِّدُهُ فِي شَأْنِهِ وَأُصَغِّرُ أَمْرَهُ وَأَقُولُ إِنَّ شَأْنَهُ دُونَ مَا بَلَغَكَ فَجَعَلَ لَا يَلْتَفِتُ إِلَى ذَلِكَ قَوْلُهُ

ابوسفیان کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ کی شان کو قیصر کے سامنے حقیر اور ان کے دعویٰ کو معمولی بنا کر پیش کرنا شروع کیا لیکن قیصر ان باتوں پر دھیان نہیں دے رہا تھا، اور اس نے کہا میں جو کچھ تم سے سوال کروں صرف ان کا جواب دو، میں نے کہا میں حاضر ہوں۔

كَيْفَ نَسَبُ هَذَا الرَّجُلِ فِيكُمْ؟

قیصر: تم لوگوں میں اس شخص کا نسب کیسا سمجھا جاتا ہے؟

قُلْتُ: هُوَ فِينَا ذُو نَسَبٍ،قَالَ هُوَ فِي حَسَبِ مَا لَا يَفْضُلُ عَلَيْهِ أَحَدٌ

ابوسفیان: میں نے بتایا کہ ہم میں ان کا نسب بہت عمدہ سمجھا جاتا ہے۔ ان کے نسب سے بڑھ کر کسی کا نسب نہیں۔

[1] فتح الباری ۱/۳۳

قَالَ: فَهَلْ قَالَ هَذَا القَوْلَ مِنْكُمْ أَحَدٌ قَطُّ قَبْلَهُ؟

قیصر: کیاان کے خاندان میں کسی اور نے بھی دعویٰ نبوت کیا تھا؟

قُلْتُ: لاَ

ابوسفیان: نہیں۔

قَالَ: فَهَلْ كَانَ مِنْ آبَائِهِ مِنْ مَلِكٍ؟

قیصر: کیاان کے آباؤ اجداد میں کوئی بادشاہ بھی گزرا ہے؟

قُلْتُ: لاَ

ابوسفیان نہیں،ان کے نسب میں کوئی بادشاہ نہیں گزرا۔

قَالَ: فَهَلْ كُنْتُمْ تَتَّهِمُونَهُ بِالكَذِبِ قَبْلَ أَنْ يَقُولَ مَا

قیصر: کیاتم لوگوں نے ان کو نبوت کا دعویٰ کرنے سے پہلے کبھی جھوٹ بولتے پایا ہے؟

قَالَ؟ قُلْتُ: لاَ

ابوسفیان: نہیں، ہم نے انہیں کبھی جھوٹ بولتے نہیں سنا بلکہ ان کی راست گوئی اور امانت داری کے باعث انہیں صادق وامین کہا جاتا ہے۔

قَالَ: فَأَشْرَافُ النَّاسِ يَتَّبِعُونَهُ أَمْ ضُعَفَاؤُهُمْ؟

قیصر: ان کے متبع کون ہیں،وہ ضعفاء ہیں یا صاحب حیثیت ومرتبہ؟

فَقُلْتُ بَلْ ضُعَفَاؤُهُمْ

ابوسفیان: ان کے پیروکاروں میں اکثر ضعفاء ومساکین، نوجوان لڑکے اور عورتیں ہیں مگر ان کی قوم کے معززین اور معمر لوگوں میں سے کسی نے بھی ان کا اتباع نہیں کیا۔

قَالَ: أَيَزِيدُونَ أَمْ يَنْقُصُونَ؟

قیصر: ان کی پیروکاروں کی تعداد دن بدن بڑھتی جارہی ہے یا گھٹتی جارہی ہے؟

قُلْتُ: بَلْ يَزِيدُونَ

ابوسفیان: ان کی تعداد کم ہونے کے بجائے روز بروز بڑھتی جارہی ہے۔

قَالَ: فَهَلْ يَرْتَدُّ أَحَدٌ مِنْهُمْ سَخْطَةً لِدِينِهِ بَعْدَ أَنْ يَدْخُلَ فِيهِ؟

قیصر: جو شخص ان کی اتباع اختیار کر لیتا ہے کیا وہ ان سے محبت رکھتا اور ان سے وابستہ رہتا ہے یا انہیں چھوڑ کر علیحدگی اختیار کر لیتا ہے؟

قُلْتُ: لا

ابوسفیان: نہیں، ابھی تک کوئی مسلمان اپنے دین سے پلٹ کر اپنی پرانی ملت میں نہیں آیا ہے۔

قَالَ: فَهَلْ يَغْدِرُ؟

قیصر: کیا وہ معاہدہ شکنی و بدعہدی بھی کرتے ہیں؟

قُلْتُ: لاَ، وَنَحْنُ مِنْهُ فِي مُدَّةٍ لاَ نَدْرِي مَا هُوَ فَاعِلٌ فِيهَا

ابوسفیان: نہیں، انہوں نے اپنے عہد کی کبھی عہد شکنی نہیں کی، لیکن آج کل ہمارے اور ان کے مابین دس سال کے لئے صلح ہوئی ہے اس بارے میں وہ کیا طرز عمل اختیار کرتے ہیں اس کے بارے میں میں کچھ نہیں کہہ سکتا

قَالَ أَبُو سُفْيَانَ: وَلَمْ يُمْكِنِّي كَلِمَةٌ أُدْخِلُ فِيهَا شَيْئًا أَنْتَقِصُهُ بِهِ، لاَ أَخَافُ أَنْ تُؤْثَرَ عَنِّي غَيْرُهَا

ابوسفیان کہتے ہیں اس بات کے سوا مجھے کہیں بات لگانے کا موقعہ نہیں ملا۔

قَالَ فَوَاللهِ مَا الْتَفَتَ إِلَيْهَا مِنِّي

ابن اسحاق کی روایت کہ ابوسفیان کہتے ہیں واللہ قیصر نے میری اس بات کی طرف جو میں نے اپنی طرف سے ملائی تھی ذرہ برابر بھی التفات نہیں کیا۔

قَالَ: فَهَلْ قَاتَلْتُمُوهُ؟

قیصر: کیا تم ان سے کبھی لڑے بھی ہو؟ (کیونکہ رسول قوم سے کبھی لڑائی کی ابتدا نہیں کرتا بلکہ پہلے اللہ کی طرف دعوت دیتا ہے، اس کے جواب میں ہٹ دھرم قسم کے لوگ ان کے مقابلے پر اتر آتے ہیں، تب انبیاء ان سے جہاد کرتے ہیں)

قُلْتُ: نَعَمْ

ابوسفیان: ہاں! ہماری ان سے کئی لڑائیاں ہو چکی ہیں۔

قَالَ: فَكَيْفَ كَانَ قِتَالُكُمْ إِيَّاهُ؟

قیصر: ان لڑائیوں کا انجام کیا رہتا ہے؟

قُلْتُ: الحَرْبُ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُ سِجَالٌ، يَنَالُ مِنَّا وَنَنَالُ مِنْهُ

ابوسفیان: جنگ میں ہم برابر رہتے ہیں کبھی وہ ہم پر غالب رہے اور کبھی ہم ان پر۔

قَالَ: مَاذَا يَأْمُرُكُمْ؟

قیصر: وہ تمہیں کس چیز کا حکم دیتے ہیں۔

قُلْتُ: يَقُولُ: اعْبُدُوا اللهَ وَحْدَهُ وَلاَ تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا، وَاتْرُكُوا مَا يَقُولُ آبَاؤُكُمْ، وَيَأْمُرُنَا بِالصَّلاَةِ وَالزَّكَاةِ وَالصِّدْقِ وَالعَفَافِ وَالصِّلَةِ

ابوسفیان: وہ ہمیں اس چیز کی دعوت دیتے ہیں کہ ہم ایک اللہ کی بندگی کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھیرائیں اور کفر و شرک کے

تمام مراسم جو ہمارے آباؤ اجداد کرتے چلے آ رہے تھے انہیں ترک کر دیں، اس کے علاوہ وہ ہمیں پاکیزگی و پاک دامنی، دن میں پانچ مرتبہ نماز پڑھنے، سال میں ایک مرتبہ اپنے مالوں سے زکواۃ ادا کرنے، ہمیشہ سچ بولنے اور قطع رحمی کے بجائے صلہ رحمی کی ترغیب دیتے ہیں۔

فَقَالَ لِلتَّرْجُمَانِ: قُلْ لَهُ: سَأَلْتُكَ عَنْ نَسَبِهِ فَذَكَرْتَ أَنَّهُ فِيكُمْ ذُو نَسَبٍ، فَكَذَلِكَ الرُّسُلُ تُبْعَثُ فِي نَسَبِ قَوْمِهَا وَسَأَلْتُكَ هَلْ قَالَ أَحَدٌ مِنْكُمْ هَذَا الْقَوْلَ، فَذَكَرْتَ أَنْ لاَ فَقُلْتُ: لَوْ كَانَ أَحَدٌ قَالَ هَذَا الْقَوْلَ قَبْلَهُ، لَقُلْتُ رَجُلٌ يَأْتَسِي بِقَوْلٍ قِيلَ قَبْلَهُ،وَسَأَلْتُكَ هَلْ كَانَ مِنْ آبَائِهِ مِنْ مَلِكٍ، فَذَكَرْتَ أَنْ لاَ، قُلْتُ فَلَوْ كَانَ مِنْ آبَائِهِ مِنْ مَلِكٍ، قُلْتُ رَجُلٌ يَطْلُبُ مُلْكَ أَبِيهِ،وَسَأَلْتُكَ، هَلْ كُنْتُمْ تَتَّهِمُونَهُ بِالكَذِبِ قَبْلَ أَنْ يَقُولَ مَا قَالَ، فَذَكَرْتَ أَنْ لاَ، فَقَدْ أَعْرِفُ أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ لِيَذَرَ الكَذِبَ عَلَى النَّاسِ وَيَكْذِبَ عَلَى اللهِ

قیصر نے اپنے ترجمان سے مخاطب ہو کر کہا ان سے کہہ دو کہ میں نے سب سے پہلے ان کا نسب معلوم کیا، تم نے جواب دیا کہ وہ معزز اور شریف النسب ہیں بیشک اللہ تعالیٰ جب کسی کو نبی بناتا ہوں تو ایسے ہی لوگوں کو بناتا ہے جو اپنی قوم میں اعلی نسب رکھتے ہیں، اور پھر میں نے دریافت کیا کہ کیا ان کے خاندان میں کسی اور نے بھی دعویٰ نبوت کیا تھا تم نے کہا نہیں، اگر کسی نے پہلے یہ دعویٰ کیا ہوتا تو میں یہ سمجھتا کہ یہ پہلے قول کو دہرا رہا ہے اور میں نے دریافت کیا کہ کیا ان کے خاندان میں کوئی بادشاہ بھی گزرا ہے؟ تم نے کہا نہیں، اگر ان کے خاندان میں کوئی بادشاہ گزرا ہوتا تو میں یہ سمجھتا کہ یہ اپنے طریقہ سے اپنے آباؤ اجداد سے گیا ہوا ملک حاصل کرنا چاہتے ہیں، اور میں نے تم سے ان کی بابت دریافت کیا کہ کیا وہ کبھی جھوٹ بھی بولتے ہیں؟ تم نے اس کا انکار کیا جس سے میں یہ سمجھا کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک شخص بندوں پر جھوٹ نہ بولے وہ اللہ پر کیسے جھوٹ باندھ سکتا ہے

وَسَأَلْتُكَ أَشْرَافُ النَّاسِ اتَّبَعُوهُ أَمْ ضُعَفَاؤُهُمْ، فَذَكَرْتَ أَنَّ ضُعَفَاءَهُمُ اتَّبَعُوهُ، وَهُمْ أَتْبَاعُ الرُّسُلِ،وَسَأَلْتُكَ أَيَزِيدُونَ أَمْ يَنْقُصُونَ، فَذَكَرْتَ أَنَّهُمْ يَزِيدُونَ، وَكَذَلِكَ أَمْرُ الإِيمَانِ حَتَّى يَتِمَّ، وَسَأَلْتُكَ أَيَرْتَدُّ أَحَدٌ سَخْطَةً لِدِينِهِ بَعْدَ أَنْ يَدْخُلَ فِيهِ، فَذَكَرْتَ أَنْ لاَ، وَكَذَلِكَ الإِيمَانُ حِينَ تُخَالِطُ بَشَاشَتُهُ القُلُوبَ، وَسَأَلْتُكَ هَلْ يَغْدِرُ، فَذَكَرْتَ أَنْ لاَ، وَكَذَلِكَ الرُّسُلُ لاَ تَغْدِرُ،وَسَأَلْتُكَ: هَلْ قَاتَلْتُمُوهُ وَقَاتَلَكُمْ، فَزَعَمْتَ أَنْ قَدْ فَعَلَ، وَأَنَّ حَرْبَكُمْ وَحَرْبَهُ تَكُونُ دُوَلًا، وَيُدَالُ عَلَيْكُمُ المَرَّةَ وَتُدَالُونَ عَلَيْهِ الأُخْرَى، وَكَذَلِكَ الرُّسُلُ تُبْتَلَى وَتَكُونُ لَهَا العَاقِبَةُ

اور میں نے دریافت کیا کہ ان کے پیروکار کس قسم کے لوگ ہیں؟ تم نے کہا غربا، بیشک انبیاء کے پیروکار مال و دولت میں مغرور و متکبر لوگ نہیں بلکہ اکثر ضعفاء ہی ہوتے ہیں، اور میں نے تم سے ان کے پیروکاروں کے گھٹنے یا بڑھنے کی بابت دریافت کیا تم نے کہا وہ بڑھتے ہی جاتے ہیں، اور میں نے دریافت کیا کہ جو شخص ان کی اتباع اختیار کر لیتا ہے کیا وہ ان سے محبت رکھتا اور ان سے وابستہ رہتا ہے یا انہیں چھوڑ کر علیحدگی اختیار کر لیتا ہے تم نے کہا نہیں، واقعہ یہ ہے کہ ایمان کی شیرینی ایسی ہی ہوتی ہے کہ جب کسی دل میں اتر جاتی ہے تو پھر اس سے نہیں نکلتی، اور میں نے دریافت کیا کہ کیا وہ عہد شکنی کرتے ہیں، تم نے کہا نہیں، بیشک پیغمبروں کی یہی شان ہوتی ہے وہ کبھی بدعہدی نہیں کرتے، اور میں نے

تم سے لڑائی کے متعلق دریافت کیا تم نے جواب دیا کبھی وہ غالب رہے اور کبھی ہم، بیشک انبیاء کی کیفیت یہی ہوا کرتی ہے تا کہ ان کے پیروکاروں کے صدق واخلاص کا امتحان ہو جائے لیکن انجام کار فتح ونصرت انہیں کو حاصل ہوتا ہے

وَسَأَلْتُكَ: بِمَاذَا يَأْمُرُكُمْ، فَزَعَمْتَ أَنَّهُ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَعْبُدُوا اللهَ وَلاَ تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا، وَيَنْهَاكُمْ عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ آبَاؤُكُمْ، وَيَأْمُرُكُمْ بِالصَّلاَةِ، وَالصَّدَقَةِ، وَالعَفَافِ، وَالوَفَاءِ بِالعَهْدِ، وَأَدَاءِ الأَمَانَةِ، قَالَ: وَهَذِهِ صِفَةُ النَّبِيِّ، قَدْ كُنْتُ أَعْلَمُ أَنَّهُ خَارِجٌ، وَلَكِنْ لَمْ أَظُنَّ أَنَّهُ مِنْكُمْ، وَإِنْ يَكُ مَا قُلْتَ حَقًّا، فَيُوشِكُ أَنْ يَمْلِكَ مَوْضِعَ قَدَمَيَّ هَاتَيْنِ وَلَوْ أَرْجُو أَنْ أَخْلُصَ إِلَيْهِ، لَتَجَشَّمْتُ لُقِيَّهُ، وَلَوْ كُنْتُ عِنْدَهُ لَغَسَلْتُ قَدَمَيْهِ، قَالَ أَبُو سُفْيَانَ: ثُمَّ دَعَا بِكِتَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُرِئَ، فَإِذَا فِيهِ

اور میں نے تم سے دریافت کیا وہ تمہیں کن چیزوں کا حکم دیتے ہیں تم نے کہا اللہ عزوجل کی بندگی کا حکم دیتے ہیں، شرک اور بت پرستی سے روکتے ہیں، نماز، زکواۃ، سچائی، پاک دامنی اور صلہ رحمی کا حکم دیتے ہیں، اگر یہ تمام باتیں جو تم نے بیان کی ہیں تو بلاشبہ وہ نبی ہیں، مجھے معلوم تھا کہ ایک نبی مبعوث ہونے والے ہیں لیکن یہ گمان نہ تھا کہ وہ عربوں سے ہوں گے، جو باتیں تم نے بتائیں اگر وہ صحیح ہیں تو وہ دن دور نہیں جب وہ اس جگہ پر حکمران ہوں گے جہاں اس وقت میرے دونوں قدم موجود ہیں، اگر مجھے یقین ہوتا کہ میں اس تک پہنچ سکوں گا تو میں طویل سفر کی مشقت برداشت کر کے بھی اس کے پاس پہنچ کر اس سے ملاقات کرتا اور اگر میں اس کے پاس پہنچ سکتا تو اس کے پاؤں دھوتا، ابوسفیان نے کہا کہ اس کے بعد قیصر نے رسول اللہ ﷺ کا نامہ مبارک طلب کیا اور وہ اس کے سامنے دربار میں پڑھا گیا۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مِنْ مُحَمَّدٍ عَبْدِ اللهِ وَرَسُولِهِ، إِلَى هِرَقْلَ عَظِيمِ الرُّومِ۔

سَلاَمٌ عَلَى مَنِ اتَّبَعَ الهُدَى۔

أَمَّا بَعْدُ: فَإِنِّي أَدْعُوكَ بِدِعَايَةِ الإِسْلاَمِ، أَسْلِمْ تَسْلَمْ، وَأَسْلِمْ يُؤْتِكَ اللهُ أَجْرَكَ مَرَّتَيْنِ، فَإِنْ تَوَلَّيْتَ، فَعَلَيْكَ إِثْمُ الأَرِيسِيِّينَ وَ:يَا أَهْلَ الكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ، أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللهَ وَلاَ نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا، وَلاَ يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللهِ، فَإِنْ تَوَلَّوْا، فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محمد رسول اللہ کی طرف سے روم کے بادشاہ ہرقل کے نام

جس نے ہدایت کا اتباع کیا اس پر سلامتی ہو

امابعد! میں تمہیں اسلام کی دعوت دیتا ہوں، اسلام قبول کر لو نجات پا جاؤ گے حق تعالیٰ تمہیں دوہرا اجر عطا فرمائے گا اگر اسلام سے روگردانی کرو گے تو تمہاری رعایا کا گناہ بھی تمہاری گردن پر ہوگا، اور اے اہل کتاب آؤ ایک ایسی بات کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان

مسلّم ہے کہ سوائے اللہ کے کسی چیز کی عبادت نہ کریں اور نہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک گردانیں، اور اللہ کے سوا آپس میں ایک دوسرے کو اپنا رب اور معبود نہ بنائیں، پس اگر وہ اسلام قبول نہ کریں تو آپ کہہ دیں کہ تم گواہ رہو کہ ہم مسلمان ہو چکے ہیں۔ (۱)

قَالَ أَبُو سُفْيَانَ: فَلَمَّا أَنْ قَضَى مَقَالَتَهُ، عَلَتْ أَصْوَاتُ الَّذِينَ حَوْلَهُ مِنْ عُظَمَاءِ الرُّومِ وَكَثُرَ لَغَطُهُمْ، فَلاَ أَدْرِي مَاذَا قَالُوا وَأُمِرَ بِنَا، فَأُخْرِجْنَافَلَمَّا أَنْ خَرَجْتُ مَعَ أَصْحَابِي، وَخَلَوْتُ بِهِمْ قُلْتُ لَهُمْ: لَقَدْ أَمِرَ أَمْرُ ابْنِ أَبِي كَبْشَةَ، هَذَا مَلِكُ بَنِي الأَصْفَرِ يَخَافُهُ،قَالَ أَبُو سُفْيَانَ: وَاللهِ مَا زِلْتُ ذَلِيلًا مُسْتَيْقِنًا بِأَنَّ أَمْرَهُ سَيَظْهَرُ، حَتَّى أَدْخَلَ اللهُ قَلْبِي الإِسْلاَمَ وَأَنَا كَارِهٌ

ابوسفیان کہتے ہیں جب ہرقل اپنی بات پوری کر چکا تو روم کے سردار جو اس کے ارد گرد جمع تھے سب ایک ساتھ چیخنے لگے اور دربار میں ایک شور وغل برپا ہو گیا مجھے کچھ پتہ نہیں چلا کہ یہ لوگ کیا کہہ رہے تھے، ابوسفیان کہتے ہیں اس وقت ہمیں حکم دیا گیا اور ہم سب کو دربار سے باہر نکال دیا گیا جب میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ وہاں سے چلا آیا اور ان کے ساتھ تنہائی ہوئی تو میں نے کہا ابن ابی کبشہ (آپ ﷺ کے دادا، نانا، یا آپ ﷺ کے رضاعی والد حلیمہ سعدیہ کے شوہر کی کنیت ابوکبشہ تھی، وہ بتوں کی پرستش میں قریش کے مخالف تھے اس بنا پر رسول اللہ ﷺ کو ان سے تشبیہ دی جاتی تھی) کا معاملہ اتنی عظمت اختیار کر چکا ہے کہ بنو اصفر (یعنی روم) کا بادشاہ تک اپنی حکومت پر اس کے غلبہ کے خیال سے خائف رہنے لگے ہیں، ابوسفیان نے بیان کیا کہ اللہ کی قسم! مجھے اسی دن اپنی ذلت کا یقین ہو گیا تھا اور اس بات کا بھی مجھے یقین کامل ہو گیا کہ دین اسلام ضرور غالب ہو کر رہے گا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اسلام قبول کرنے کی توفیق بخشی حالانکہ (پہلے) میں اسلام کو برا جانتا تھا۔ (۲)

حَدَّثَنِي أسقف للنصارى أدركته فِي زمان عَبْد الملك بن مروان، انه ادرك ذلك من امر رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وأمر هرقل وعقله، قَالَ: فلما قدم عَلَيْهِ كتاب رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ دحية بْن خليفة، أخذه هرقل، فجعله بَيْنَ فخذيه وخاصرته،ثُمَّ كتب إِلَى رجل برومية كَانَ يقرأ من العبرانية مَا يقرءونه، يذكر لَهُ أمره، ويصف لَهُ شأنه، ويخبره بِمَا جاء منه،فكتب إِلَيْهِ صاحب رومية: إنه للنبي الَّذِي كُنَّا ننتظره، لا شك فِيهِ، فاتبعه وصدقه

---

(۱) صحیح بخاری کتاب الجہادباب دعائ النبی ﷺ الی الاسلام والنبوۃ۲۹۴۱،عیون الاثر۲،۳۲۶،شرح الزرقانی علی المواھب۶،۵،البدایۃ والنہایۃ ۴،۳۰۲

(۲) صحیح بخاری كِتَابُ الجِهَادِ وَالسِّيَرِبَابُ دُعَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ إِلَى الإِسْلاَمِ وَالنُّبُوَّةِ، وَأَنْ لاَ يَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللهِ ۲۹۴۱،فتح الباری ۱،۳۳،صحیح مسلم كِتَابُ الْجِهَادِ وَالسِّيَرِ بَابُ كِتَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى هِرَقْلَ يَدْعُوهُ إِلَى الْإِسْلَامِ۴۶۰۷ ،مسنداحمد۲۳۷۰،مصنف عبدالرزاق ۹۷۲۴،البدایۃ والنہایۃ ۴،۳۰۰،عیون الاثر۲،۳۲۶،تاریخ طبری ۲،۶۴۷

امام زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں عبد الملک بن مروان رحمہ اللہ کے عہد میں نصاریٰ کے ایک بڑے اسقف سے میری ملاقات ہوئی، یہ اس وقت موجود تھا جب رسول اللہ ﷺ کا خط ہرقل کے پاس پہنچا اس نے بیان کیا کہ دحیہ بن الخلیفۃ الکلبی نے وہ خط ہرقل کو لا کر دیا اس نے اسے اپنی دونوں رانوں اور کمر کے نیچے رکھ لیا، قیصر نے اس دربار کے بعد رومہ کے ایک بڑے عالم کو (جس کا نام ضغاطر رومی تھا) رسول اللہ ﷺ کے بارے میں خط لکھا، یہ پوپ عبرانی انجیل کو پڑھتا اور سمجھتا تھا، خط لکھوانے کے بعد بیت المقدس سے حمص کی جانب روانہ ہوا، بادشاہ حمص میں تھا کہ پوپ نے جواب میں لکھا کہ بے شک یہ شخص وہی نبی برحق ہیں جن کے ہم منتظر تھے ان کی نبوت میں کوئی شبہ نہیں تم ان کا اتباع کرو اور ان پر ایمان لاؤ،

فأمر هرقل ببطارقة الروم، فجمعوا لَهُ فِي دسكرة، وأمر بِهَا فأشرجت أبوابها عَلَيْهِم، ثُمَّ اطلع عَلَيْهِم من علية لَهُ، وخافهم عَلَى نَفْسه، وَقَالَ: يا معشر الروم، انى قد جمعتكم لخبر، إنه قَدْ أتاني كتاب هَذَا الرجل يدعوني إِلَى دينه، وَإِنَّهُ والله للنبي الَّذِي كُنَّا ننتظره ونجده فِي كتبنا، فهلموا فلنتبعه ونصدقه، فتسلم لنا دنيانا وآخرتنافحاصُوا حَيْصَةَ حُمُرِ الوَحْشِ إِلَى الأَبْوَابِ، فَوَجَدُوهَا قَدْ غُلِّقَتْ،فَلَمَّا رَأَى هِرَقْلُ نَفْرَتَهُمْ، وَأَيِسَ مِنَ الإِيمَانِ، قَالَ: رُدُّوهُمْ عَلَيَّ، وَقَالَ: إِنِّي قُلْتُ مَقَالَتِي آنِفًا أَخْتَبِرُ بِهَا شِدَّتَكُمْ عَلَى دِينِكُمْ، فَقَدْ رَأَيْتُ، فَسَجَدُوا لَهُ وَرَضُوا عَنْهُ

چنانچہ قیصر نے بطارقہ، قسیس اور رہبان کو جمع کیا ایک عظیم الشان دربار منعقد کیا اور تاج شاہی پہن کر تخت پر بیٹھا پھر دربار کے تمام دروازے بند کر دیئے چونکہ قیصر کو ان کی جانب سے اپنی جان کا خوف تھا اس لئے خود ایک جھروکے اور بالاخانہ میں بیٹھا اور وہاں سے تمام درباریوں کو مخاطب کر کے یہ کہا اے گروہ روم! میں نے تم کو ایک عظیم الشان خبر کے لئے جمع کیا ہے وہ یہ کہ میرے پاس ایک شخص کا خط آیا ہے جس میں اس نے مجھے اپنے دین کی دعوت دی ہے، اور اللہ کی قسم یہ وہی نبی ہیں جن کے ہم منتظر ہیں اور جن کا تذکرہ ہم اپنی کتابوں میں پاتے ہیں پس اگر تمہیں اپنی ترقی و خوشحالی اور رہدایت میں دلچسپی ہے اور تم اپنے ملک کو باقی رکھنا چاہتے ہو تو اس پیغمبر کی تصدیق اور اتباع کرو تا کہ ہماری دنیا و آخرت دونوں ہی سلامت رہیں، بادشاہ کی یہ بات سن کر تمام معززین روم چلا اٹھے اور وحشی گدھوں کی طرح غضبناک ہو کر دروازوں کی طرف بھاگے مگر دروازے بند تھے، قیصر نے ان کی نفرت کا یہ عالم دیکھا اور ان کے ایمان لانے سے مایوس ہو گیا تو حکم دیا کہ ان سب کو میرے پاس واپس لاؤ جب وہ واپس آ گئے تو انہیں تسلی دیتے ہوئے کہا میں تمہارے دین پر پابندی کی شدت کو آزمانا چاہتا تھا، مجھے تمہارے دین پر پختگی دیکھ کر مجھے خوشی ہوئی، یہ سن کر سب خوش ہو گئے اور قیصر کے سامنے سجدہ تعظیم بجالائے۔[1]

أَنَّ هِرَقْلَ قَالَ لِدِحْيَةَ بْنِ خَلِيفَةَ حين قدم عليه بكتاب رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَيْحَكَ! وَاللهِ إِنِّي لأَعْلَمُ أَنَّ صَاحِبَكَ نَبِيٌّ مُرْسَلٌ، وَإِنَّهُ الَّذِي كُنَّا نَنْتَظِرُهُ وَنَجِدُهُ فِي كِتَابِنَا وَلَكِنِّي أَخَافُ الرُّومَ عَلَى نَفْسِي، وَلَوْلا ذلك لا تبعته، فاذهب الى صغاطر الأَسْقُفِ فَاذْكُرْ لَهُ أَمْرَ صَاحِبِكُمْ، فَهُوَ وَاللهِ أَعْظَمُ فِي الرُّومِ مِنِّي، وَأَجْوَزُ قَوْلا عِنْدَهُمْ

---

[1] صحيح بخارى كتاب الايمان كَيْفَ كَانَ بَدْءُ الوَحْيِ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ ٧،تاريخ طبرى ٢،٦٤٩

منی،فانظر ما يقول لك

پھر قیصر نے دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کو تنہائی میں بلا کر کہا اللہ کی قسم میں خوب جانتا ہوں کہ تمہارے نبی ہیں برحق ہیں یہی وہ نبی ہیں جن کے ہم منتظر تھے اور جن کا ذکر ہماری مذہبی کتابوں میں موجود ہے مگر مجھے اندیشہ ہے کہ اہل روم مجھے قتل نہ کر ڈالیں،اگر مجھے یہ اندیشہ نہ ہوتا تو ضرور ان کا اتباع کرتا،اب مناسب یہ ہے کہ تم روم کے اسقف اعظم صغاطر کے پاس جاؤ اور اس سے اپنے نبی کا حال بیان کرو،تمام رومیوں میں اس کی شان اور عزت مجھ سے زیادہ ہے اور اس کی بات کا سب پر مجھ سے کہیں زیادہ اثر ہے،دیکھو وہ اس معاملے میں کیا کہتا ہے

قال: فجاءه دِحْيَةُ، فَأَخْبَرَهُ بِمَا جَاءَ بِهِ مِنْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الى هرقل، وبما يدعوه اليه ، فقال صغاطر: صَاحِبُكَ وَاللهِ نَبِيٌّ مُرْسَلٌ، نَعْرِفُهُ بِصِفَتِهِ، وَنَجِدُهُ فِي كُتُبِنَا بِاسْمِهِ، ثُمَّ دَخَلَ فَأَلْقَى ثِيَابًا كَانَتْ عَلَيْهِ سُودًا، وَلَبِسَ ثِيَابًا بِيضًا، ثُمَّ أَخَذَ عَصَاهُ، فَخَرَجَ عَلَى الرُّومِ وَهُمْ فِي الْكَنِيسَةِ، فَقَالَ: يَا مَعْشَرَ الرُّومِ، إِنَّهُ قَدْ جَاءَنَا كِتَابٌ مِنْ أَحْمَدَ، يَدْعُونَا فِيهِ إِلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَإِنِّي أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، وَأَنَّ أَحْمَدَ عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ.قَالَ: فَوَثَبُوا عَلَيْهِ وَثْبَةَ رَجُلٍ وَاحِدٍ، فَضَرَبُوهُ حَتَّى قَتَلُوهُ،فَلَمَّا رَجَعَ دِحْيَةُ إِلَى هِرَقْلَ فَأَخْبَرَهُ الْخَبَرَ قَالَ: قَدْ قلت لك: انا نخافهم على أنفسنا، فصغاطر- وَاللهِ- كَانَ أَعْظَمَ عِنْدَهُمْ وَأَجْوَزَ قَوْلا مِنِّي

بادشاہ کی ہدایت پر دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ روم کے اسقف اعظم صغاطر کے پاس پہنچے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس غرض سے اور جس دعوت کے لیے ان کو ہرقل کے پاس بھیجا تھا وہ اس سے بیان کیا، اسقف اعظم صغاطر نے کہا اللہ کی قسم! تمہارے نبی برحق ہیں،ہم ان کی صفات آسمانی کتابوں میں لکھا ہوا پاتے ہیں،یہ کہہ کر صغاطر ایک حجرہ میں گیا وہاں اس نے اپنا سیاہ لباس جو پہنے ہوئے تھا ان کو اتار کر سفید کپڑے پہن لئے اور پھر اپنا عصا ہاتھ میں لے کر رومیوں کے سامنے جو کنیسہ میں جمع تھے آیا اور سب کو مخاطب کر کے کہا اے گروہ روم!ہمارے پاس احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے ایک خط آیا ہے جس میں انہوں نے ہمیں اللہ عزوجل کی طرف دعوت دی ہے،اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں،اسقف اعظم صغاطر کی بات سن کر تمام لوگ یک جان ہو کر اس پر ٹوٹ پڑے اور وہیں صغاطر کو شہید کر دیا

دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ نے واپس آ کر قیصر کو تمام روئداد سنائی،قیصر نے کہا یہی مجھے خوف ہے کہ لوگ میرے ساتھ بھی ایسا ہی معاملہ کریں گے صغاطر کا ان پر مجھ سے کہیں زیادہ اثر تھا اور وہ اس کی مجھ سے زیادہ تعظیم کرتے تھے مگر تم نے دیکھ لیا کہ اس کے ساتھ کیا ہوا۔[1]

چنانچہ اقتدار و اختیار کی ہوس میں اس نے اسلام قبول نہیں کیا اور اپنی ہمیشہ کی زندگی کو برباد کر لیا۔

قیصر نے دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کو انعام اور کچھ پارچہ جات سے نوازا،جب وہ راستے میں تھے کہ حسمیٰ میں قبیلہ جذان کے کچھ لوگوں نے ان پر ڈاکہ ڈالا اور سب کچھ لوٹ کر فرار ہو گئے۔

---

[1] تاریخ طبری ٢،٦٤٩،البداية والنهاية٣٠٤،٤

ثُمَّ جلَسَ عَلَى بَغْلٍ لَهُ، فَانْطَلَقَ حَتَّى إِذَا أَشْرَفَ عَلَى الدَّرْبِ اسْتَقْبَلَ أَرْضَ الشَّامِ، ثُمَّ قَالَ: السَّلامُ عَلَيْكُمْ أَرْضَ سُورِيَةَ تَسْلِيمُ الْوَدَاعِ، ثُمَّ رَكَضَ حَتَّى دخل الْقُسْطَنْطِينِيَّةَ

پھر ہرقل حمص چلا گیا جب اس نے شام کی سرزمین سے قسطنطنیہ جانے کا ارادہ کیا تو وہ اپنے خچر پر بیٹھا اور سفر شروع کیا حتی کہ جب وہ شام کی سرحد پر پہنچا تو شام کی طرف منہ کر کے کہنے لگا اے سرزمین شام! تجھے ہمیشہ کے لئے الوداعی سلام پھر وہ سفر کرتا قسطنطنیہ پہنچ گیا۔[1]

لَوْ تَفَطَّنَ هِرَقْلُ لِقَوْلِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْكِتَابِ الَّذِي أَرْسَلَ إِلَيْهِ أَسْلِمْ تَسْلَمْ وَحَمَلَ الْجَزَاءَ عَلَى عُمُومِهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ لَسَلِمَ لَوْ أَسْلَمَ مِنْ كُلِّ مَا يَخَافُهُ وَلَكِنَّ التَّوْفِيقَ بِيَدِ اللهِ تَعَالَى

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فرمایا اگر ہرقل خط کے ان الفاظ مسلمان ہو جاؤ، محفوظ رہو گے کے حقیقی مفہوم کو سمجھ جاتا کہ اس سے مراد دنیا و آخرت دونوں کی سلامتی اور حفاظت ہے اور مسلمان ہو جاتا تو ہر خطرے سے محفوظ ہو جاتا لیکن ہر قسم کی توفیق اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔[2]

شاہ بحرین منذر بن ساویٰ کو دعوت اسلام

بَعَثَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَلَاءَ بْنَ الْحَضْرَمِيِّ إِلَى المنذر بن ساوى،فَقَالَ لَهُ:يَا مُنْذِرُ إِنَّكَ عَظِيمُ الْعَقْلِ فِي الدّنْيَا فَلَا تَصْغُرَنّ عَنْ الْآخِرَةِ، إنّ هَذِهِ الْمَجُوسِيّةَ شَرّ دِينٍ لَيْسَ فِيهَا تَكَرّمُ الْعَرَبِ، وَلَا عِلْمُ أَهْلِ الْكِتَابِ يَنْكِحُونَ مَا يُسْتَحْيَا مِنْ نِكَاحِهِ وَيَأْكُلُونَ مَا يُتَكَرّمُ عَلَى أَكْلِهِ،وَيَعْبُدُونَ فِي الدّنْيَا نَارًا تَأْكُلُهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

رسول اللہ ﷺ نے والی بحرین منذر بن ساویٰ کو دعوت اسلام کا خط پہنچانے کے لئے علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ کو روانہ فرمایا جب ان کی ملاقات شاہ بحرین سے ہوئی تو علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا اے منذر! اس عارضی دنیا میں تو بڑا عقلمند اور ہوشیار ہے اس لئے مرنے کے بعد ہمیشہ کی زندگی کے لئے نادان نہ بن، مظاہر الفطرت جو اللہ کی مخلوق ہیں سے مرعوب ہو کر آگ کی پرستش کرنا بدترین مذہب ہے، کیا یہ بات باعث شرم نہیں کہ اس مذہب کے پیروکار محرم عورتوں سے نکاح کرتے ہیں اور ان چیزوں کو تناول کرتے ہیں جن کے کھانے سے سلیم الفطرت لوگ نفرت کرتے ہیں اور تم آگ کو معبود مان کر اس کی پرستش کرتے ہو تا کہ تمہاری نجات ہو جائے جبکہ یہی آگ قیامت والے دن تمہیں بھون دے گی،

وَلَسْت بِعَدِيمِ عَقْلٍ وَلَا رَأْيٍ فَانْظُرْ هَلْ يَنْبَغِي لِمَنْ لَا يَكْذِبُ أَنْ لَا تُصَدّقَهُ وَلِمَنْ لَا يَخُونُ أَنْ لَا تَأْمَنَهُ وَلِمَنْ لَا يُخْلِفُ أَنْ لَا تَثِقَ بِهِ فَإِنْ كَانَ هَذَا هَكَذَا فَهُوَ هَذَا النّبِيّ الْأُمّيّ الّذِي وَاَللهِ لَا يَسْتَطِيعُ ذُو عَقْلٍ أَنْ يَقُولَ لَيْتَ مَا أَمَرَ بِهِ نَهَى عَنْهُ أَوْ مَا نَهَى عَنْهُ أَمَرَ بِهِ أَوْ لَيْتَ زَادَ فِي عَفْوِهِ أَوْ نَقَصَ مِنْ عِقَابِهِ إنْ كَانَ ذَلِكَ مِنْهُ عَلَى أُمْنِيَةِ أَهْلِ الْعَقْلِ وَفِكْرِ أَهْلِ الْبَصَرِ

اے منذر! تم بڑے عقلمند اور ہوشیار ہو، خوب غور وفکر کرلو، جو ذات کبھی جھوٹ نہیں بولتی، خیانت نہیں کرتی، جس کی کہی ہوئی بات ہو کر رہتی

[1] فتح الباری ۴۳/۱، تاریخ طبری ۶۵۱/۲، البدایۃ والنہایۃ ۳۰۵/۴

[2] فتح الباری ۳۷/۱

ہے اس کی رسالت کی تصدیق کرنے میں تمہیں کیا تردد ہے بلاشبہ وہ اللہ کے رسول ہیں اور ان کا ہر حکم حق کے مطابق ہے، صاحب فراست یہ نہیں کہہ سکتا کہ نبی امی کاش پہلے حکم سے روکے یا روکے ہوئے حکم سے رجوع کرلے یا کاش معافی میں زیادتی اور سزامیں کمی کا فیصلہ کردے اگر ایسا ہوتا تو اہل فراست وبصارت کہہ دیتے کہ یہ تو صرف پرست ہے،

فَقَالَ الْمُنْذِرُ قَدْ نَظَرْت فِي هَذِهِ الْأَمْرِ الّذِي فِي يَدِي، فَوَجَدْته لِلدّنْيَا دُونَ الْآخِرَةِ وَنَظَرْت فِي دِينِكُمْ فَوَجَدْته لِلْآخِرَةِ وَالدّنْيَا، فَمَا يَمْنَعُنِي مِنْ قَبُولِ دِينٍ فِيهِ أُمْنِيَةُ الْحَيَاةِ وَرَاحَةُ الْمَوْتِ وَلَقَدْ عَجِبْت أَمْسِ مِمّنْ يَقْبَلُهُ وَعَجِبْت الْيَوْمَ مِمّنْ يَرُدّهُ وَإِنّ مِنْ إعْظَامِ مَنْ جَاءَ بِهِ أَنْ يُعَظّمَ رَسُولُهُ وَسَأَنْظُرُ

کچھ دنوں کے غور وفکر کے بعد منذر نے جواب دیا کہ میں نے اپنے دین پر بڑا غور وفکر کیا اور میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ وہ صرف اس دنیا کی حد تک ہے جبکہ تمہارا مذہب دنیاو آخرت دونوں کی کامیابی کی ضمانت دیتا ہے اس لئے میں نے اسلام قبول کرنے کا فیصلہ کیا ہے کیونکہ اس میں فلاح دارین ہے، کل مجھے اس کو قبول کرنے والوں سے مسرت وخوشی ہورہی تھی جبکہ آج اس کو ٹھکرانے میں جو کچھ بھی محمد لائے ہیں وہ سارے کا سارا لائق تعظیم ہے لہذا اس مسئلہ میں سوچ کروں گا۔ (۱)

پھر منذر نے اہل بحرین پر جو آتش پرست اور یہودی تھے اسلام پیش کیا تو ان میں سے کچھ تو رغبت سے حلقہ بگوش اسلام ہو گئے اور کچھ اپنے آبائی دین پر قائم رہے چنانچہ اس نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے اسلام قبول کرنے کے بارے میں تحریر کیا۔

أَمّا بَعْدُ يَا رَسُولَ اللهِ:

فَإِنّي قَرَأْتُ كِتَابَكَ عَلَى أَهْلِ الْبَحْرَيْنِ، فَمِنْهُمْ مَنْ أَحَبَّ الإِسْلامَ وَأَعْجَبَهُ وَدَخَلَ فِيهِ، وَمِنْهُمْ مَنْ كَرِهَهُ، وَبِأَرْضِي مَجُوسٌ وَيَهُودُ، فَأَحْدِثْ إِلَيَّ فِي ذَلِكَ أَمْرَكَ

امابعد! اے اللہ کے رسول ﷺ! میں نے آپ کا مکتوب اہل بحرین کو پڑھ کر سنایا ان میں سے بعض نے اسلام کو پسند کیا اور اس کے حلقہ بگوش ہو گئے اور بعض نے ناپسند کیا، میرے ملک میں یہودی اور مجوسی بھی ہیں ان کے بارے میں آپ اپنا حکم صادر فرمائیں۔

اس خط کے جواب میں رسول اللہ ﷺ نے لکھا۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مِنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللهِ إِلَى المنذر بن ساوى

سَلامٌ عَلَيْكَ

فَإِنّي أَحْمَدُ إِلَيْكَ اللهَ الّذِي لا إِلَهَ إِلّا هُوَ، وَأَشْهَدُ أَنْ لا إِلَهَ إِلّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ

أَمّا بَعْدُ: فَإِنّي أُذَكّرُكَ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ فَإِنّهُ مَنْ يَنْصَحْ فَإِنّمَا يَنْصَحُ لِنَفْسِهِ، وَإِنّهُ مَنْ يُطِعْ رُسُلِي وَيَتّبِعْ أَمْرَهُمْ فَقَدْ أَطَاعَنِي، وَمَنْ نَصَحَ لَهُمْ فَقَدْ نَصَحَ لِي، وَإِنَّ رُسُلِي قَدْ أَثْنَوْا عَلَيْكَ خَيْرًا، وَإِنّي قَدْ شَفَعْتُكَ فِي قَوْمِكَ، فَاتْرُكْ

(۱) الروض الانف ۷/۵۱۵

لِلْمُسْلِمِينَ مَا أَسْلَمُوا عَلَيْهِ، وَعَفَوْتُ عَنْ أَهْلِ الذُّنُوبِ فَاقْبَلْ مِنْهُمْ، وَإِنَّكَ مَهْمَا تُصْلِحْ فَلَنْ نَعْزِلَكَ عَنْ عَمَلِكَ، وَمَنْ أَقَامَ عَلَى يَهُودِيَّةٍ أَوْ مَجُوسِيَّةٍ فَعَلَيْهِ الْجِزْيَةُ .

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ خط محمد رسول اللہ کی جانب سے منذر بن ساویٰ کے نام۔

تم پر سلامتی ہو، میں تیری طرف اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں۔

امابعد! میں تجھے اللہ عزوجل کی یاد دلاتا ہوں، یاد رکھو جو شخص اللہ کی اطاعت کرے وہ حقیقت میں اپنی ہی خیر خواہی کرتا ہے اور جس نے میرے ایلچی کی اطاعت کی، ان کے حکم کی پیروی کی اس نے میری اطاعت کی، اور جو ان کے ساتھ حسن سلوک کرے اس نے میرے ساتھ حسن سلوک کیا ، میرے قاصدوں نے تمہاری تعریف وتوصیف کی اور میں نے تمہاری قوم کے بارے میں تمہاری سفارش قبول کر لی ہے لہذا مسلمان جس حال پر اسلام لائے ہیں انہیں اس پر چھوڑ دو، چونکہ تم میں اہلیت ہے اس لئے تمہیں تمہارے منصب سے معزول نہیں کریں گے اور جو شخص یہودیت اور مجوسیت پر قائم رہے اس پر جزیہ (خراج) واجب ہوگا۔ (۱)

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے منذر بن ساویٰ کے نام ایک اور فرمان تحریر فرمایا۔

أَمَّا بَعْدُ فَإِنِّي قَدْ بَعَثْتُ إِلَيْكَ قُدَامَةَ وَأَبَا هُرَيْرَةَ فَادْفَعْ إِلَيْهِمَا مَا اجْتَمَعَ عِنْدَكَ مِنْ جِزْيَةِ أَرْضِكَ وَالسَّلَامُ.

وَكَتَبَ أُبَيٌّ

امابعد! میں نے تمہارے پاس قدامہ رضی اللہ عنہ اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو بھیجا ہے تمہارے ملک کا جو جزیہ تمہارے پاس جمع ہو وہ ان دونوں کے سپرد کر دو۔ والسلام

اس تحریر کو ابی نے لکھا۔ (۲)

رئیس یمامہ ہوذہ بن علی کو دعوت اسلام

وَكَتَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى صَاحِبِ الْيَمَامَةِ هوذة بن علي، وَأَرْسَلَ بِهِ مَعَ سليط بن عمرو العامري

نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے سلیط بن عمرو رضی اللہ عنہ کو جو پہلے اسلام لانے اور حبشہ کی ہجرت میں شامل تھے رئیس یمامہ ہوزہ بن علی کے پاس جو ایک مسیحی قبیلہ بنو حنیفہ کا سردار تھا یہ سربمہر خط لکھ کر بھیجا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مِنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللهِ إِلَى هوذة بن علي

(۱) زاد المعاد ۳،۶۰۴

(۲) ابن سعد ۱،۲۱۱

سَلَامٌ عَلَى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدَى،وَاعْلَمْ أَنَّ دِينِي سَيَظْهَرُ إِلَى مُنْتَهَى الْخُفِّ وَالْحَافِرِ، فَأَسْلِمْ تَسْلَمْ، وَأَجْعَلْ لَكَ مَا تَحْتَ يَدَيْكَ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ خط محمد رسول اللہ کی طرف سے ہوذہ بن علی کے نام

اس پر سلامتی ہو جو ہدایت کی پیروی کرے تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ میرا دین وہاں تک پہنچے گا جہاں تک اونٹ اور گھوڑے پہنچ سکتے ہیں ،لہذا اسلام قبول کرلو سلامت رہو گے اور ہم تمہیں تمہارے علاقوں پر بدستور قائم رکھیں گے۔

لَمَّا قَدِمَ سَلِيطُ بْنُ عَمْرٍو الْعَامِرِيّ عَلَى هَوْذَةَ، وَكَانَ كِسْرَى قَدْ تَوَجّهَ، قَالَ: يَا هَوْذَةُ إِنّك سَوّدَتْك أَعْظُمٌ حَائِلَةٌ، وَأَرْوَاحٌ فِي النّارِ، وَإِنّمَا السّيّدُ مَنْ مُتّعَ بِالْإِيمَانِ ثُمّ زُوّدَ التّقْوَى، وَإِنّ قَوْمًا سَعِدُوا بِرَأْيِك فَلَا تَشْقَ بِهِ، وَإِنّي آمِرُك بِخَيْرِ مَأْمُورٍ بِهِ، وَأَنْهَاك عَنْ شَرّ مَنْهِيّ عَنْهُ، آمُرُك بِعِبَادَةِ اللهِ، وَأَنْهَاك عَنْ عِبَادَةِ الشّيْطَانِ، فَإِنّ فِي عِبَادَةِ اللهِ الْجَنّةَ وَفِي عِبَادَةِ الشيطان النار، فإن قبلت نلت مارجوت، وَأَمِنْت مَا خِفْت، وَإِنْ أَبَيْت فَبَيْنَنَا وَبَيْنَك كَشْفُ الْغِطَاءِ

سلیط بن عمرو رضی اللہ عنہ نے یمامہ پہنچ کر آپ کا مکتوب مبارک ہوذہ بن علی کو پیش کیا اور کہا اے ہوذہ پرانی اور بوسیدہ ہڈیوں نے تجھے سردار بنا دیا ہے مگر حقیقت میں سردار وہ ہوتا ہے جو نیک و پاکباز ہو، میں تمہیں ایک بہترین چیز کا حکم کرتا ہوں کہ اللہ وحدہ لاشریک کی بندگی اور اطاعت کرو اور ایک بدترین چیز سے منع کرتا ہوں کہ شیطان کی بندگی سے باز آجاؤ اگر تم اس کو قبول کرلو تو دنیا و آخرت دونوں جہانوں میں کامیاب ہوجاؤ گے اور خوف سے محفوظ رہو گے ،اور اگر تم اس دعوت کو قبول نہیں کرتے تو قیامت کا ہولناک منظر ہمارے اور تمہارے درمیان سے اس پردہ کو اٹھا دے گا۔[1]

ہوذہ نے خط لے کر پڑھا اور کہا مجھے سوچنے کے لئے کچھ مہلت چاہیے ،بعد میں اس نے یہ جواب لکھوایا۔

مَا أَحْسَنَ مَا تَدْعُو إِلَيْهِ وَأَجْمَلَهُ، وَالْعَرَبُ تَهَابُ مَكَانِي، فَاجْعَلْ إِلَيّ بَعْضَ الْأَمْرِ أَتْبَعْكَ

جس چیز کی طرف آپ دعوت دیتے ہیں وہ بہت ہی بہتر ہے، میرے رعب و دبدبہ سے اہل عرب ڈرتے ہیں اگر آپ مجھے کچھ اختیاد دے دیں تو میں آپ کی اطاعت کروں گا۔

وَأَجَازَ سليطا بِجَائِزَةٍ، وَكَسَاهُ أَثْوَابًا مِنْ نَسْجِ هَجَرٍ فَقَدِمَ بِذَلِكَ كُلِّهِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَخْبَرَهُ وَقَرَأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كِتَابَهُ فَقَالَ: لَوْ سَأَلَنِي سَيَابَةً مِنَ الْأَرْضِ مَا فَعَلْتُ بَادَ وَبَادَ مَا فِي يَدَيْهِ

اور رخصت کے وقت سلیط بن عمرو رضی اللہ عنہ کو تحفہ کے طور پر ہجر کی کپاس کے بنے ہوئے کچھ پارچہ جات پیش کیے، سلیط رضی اللہ عنہ بن عمرو تمام چیزیں لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہو گئے اور ساری تفصیلات سے آگاہ کیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہوذہ کا خط پڑھ کر فرمایا اگر وہ مجھ سے ایک بالشت بھر زمین بھی مانگے تو اسے نہیں دوں گا، جو کچھ اس کے قبضہ میں ہے وہ جانے والا ہے، جانے والا ہے۔

---

[1] الروض الانف ۱۴۹؍۷، السیرة الحلبیة ۳۵۷؍۳

فَلَمَّا انْصَرَفَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْفَتْحِ، جَاءَهُ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ: بِأَنَّ هوذة قَدْ مَاتَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَمَا إِنَّ الْيَمَامَةَ سَيَخْرُجُ بِهَا كَذَّابٌ يَتَنَبَّأُ يُقْتَلُ بَعْدِي، فَقَالَ قَائِلٌ: يَا رَسُولَ اللهِ مَنْ يَقْتُلُهُ؟ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنْتَ وَأَصْحَابُكَ فَكَانَ كَذَلِكَ

رسول اللہ ﷺ جب فتح مکہ سے واپس ہوئے تو جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور آپ کو ہوزہ کے انتقال کی خبر دی، تو نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو یہ خبر سنا کر فرمایا عنقریب یمامہ میں ایک کذاب ظاہر ہوگا جو نبوت کا دعویٰ کرے گا اور میرے بعد قتل کر دیا جائے گا، ایک صحابی نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ اسے کون قتل کرے گا؟ آپ ﷺ نے اس کو فرمایا تو اور تمہارے ساتھی اسے قتل کریں گے، چنانچہ آپ کی پیشین گوئی کے مطابق ایسا ہی ہوا۔[۱]

حاکم دمشق حارث بن ابی شمر غسانی کو دعوت اسلام

وبعث رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شُجَاعَ بْنَ وَهْبٍ، أَخَا بَنِي أَسَدِ بْنِ خُزَيْمَةَ إِلَى الْمُنْذِرِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ أَبِي شِمْرٍ الْغَسَّانِيِّ، صَاحِبِ دِمَشْقَ

رسول اللہ ﷺ نے حاکم دمشق حارث بن ابی شمر کے پاس شجاع بن وہب اسدی جو قبیلہ اسد بن خزیمہ سے تعلق رکھتے تھے کو یہ خط دے کر روانہ فرمایا۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مِنْ محمد رَسُولِ اللهِ إِلَى الحارث بن أبي شمر

سَلَامٌ عَلَى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدَى وَآمَنَ بِاللهِ وَصَدَّقَ وَإِنِّي أَدْعُوكَ إِلَى أَنْ تُؤْمِنَ بِاللهِ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، يَبْقَى لَكَ مُلْكُكَ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محمد رسول اللہ کی طرف سے حارث بن ابی شمر کے نام

اس پر سلامتی ہو جس نے ہدایت کی راہ اختیار کی اور اللہ پر ایمان لایا اور تصدیق کی، پس میں تمہیں اللہ وحدہ لاشریک پر ایمان لانے کی دعوت دیتا ہوں، اگر ایمان لاؤ گے تو تمہاری سلطنت باقی رہے گی۔[۲]

قَالَ شجاع: فَانْتَهَيْتُ إِلَيْهِ وَهُوَ فِي غُوطَةِ دِمَشْقَ، وَهُوَ مَشْغُولٌ بِتَهْيِئَةِ الْأَنْزَالِ وَالْأَلْطَافِ لقيصر، وَهُوَ جَاءٍ مِنْ حِمْصَ إِلَى إِيلِيَاءَ، فَأَقَمْتُ عَلَى بَابِهِ يَوْمَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةً، فَقُلْتُ لِحَاجِبِهِ: إِنِّي رَسُولُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهِ، فَقَالَ: لَا تَصِلُ إِلَيْهِ حَتَّى يَخْرُجَ يَوْمَ كَذَا وَكَذَا، وَجَعَلَ حَاجِبُهُ وَكَانَ رُومِيًّا اسْمُهُ مري يَسْأَلُنِي عَنْ رَسُولِ

[۱] زاد المعاد ۶۰۸/۳

[۲] زاد المعاد ۶۰۸/۳

اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،وَكُنْتُ أُحَدِّثُهُ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَمَا يَدْعُو إِلَيْهِ، فَيَرِقُّ حَتَّى يَغْلِبَ عَلَيْهِ الْبُكَاءُ،وَيَقُولُ: إِنِّي قَرَأْتُ الْإِنْجِيلَ فَأَجِدُ صِفَةَ هَذَا النَّبِيِّ بِعَيْنِهِ، فَأَنَا أُؤْمِنُ بِهِ وَأُصَدِّقُهُ فَأَخَافُ مِنَ الحارث أَنْ يَقْتُلَنِي،وَكَانَ يُكْرِمُنِي وَيُحْسِنُ ضِيَافَتِي

شجاع بن وہب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب میں دمشق پہنچا تو میں نے اسے قیصر کی دعوت کی تیاری میں مشغول پایا جو لشکر فارس پر غلبہ کے بعد اللہ کا شکر ادا کرنے کے لئے حمص سے بیت المقدس پہنچا تھا، میں غسانی کے ہاں دو یا تین دن مہمان رہا، پھر میں نے اس کے دربان سے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قاصد ہوں اور بادشاہ سے ملنا چاہتا ہوں، دربان نے کہا تمہاری اس تک رسائی ممکن نہیں جب تک کہ وہ خود باہر نہ آجائیں، پھر رومی دربان جس کا نام مری تھا مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات اور آپ کی دعوت کے متعلق دریافت کرنے لگا، میں اسے بتاتا جاتا تھا اور اس پر رقت طاری ہوتی جاتی تھی یہاں تک کہ اس پر گریہ کا غلبہ ہوگیا، اور اس نے کہا میں نے انجیل میں جو کچھ پڑھا ہے اس کے مطابق میں اس نبی میں بعینہ وہی اوصاف پاتا ہوں پس میں ان پر ایمان لاتا اور ان کی تصدیق کرتا ہوں لیکن مجھے اندیشہ ہے کہ حارث بن ابی شمر مجھے اس بات پر قتل کر ڈالے گا پھر وہ دربان میرا بہت احترام اور خوب مہمان داری کرنے لگا،

وَخَرَجَ الحارث يَوْمًا فَجَلَسَ فَوَضَعَ التَّاجَ عَلَى رَأْسِهِ فَأَذِنَ لِي عَلَيْهِ، فَدَفَعْتُ إِلَيْهِ كِتَابَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَقَرَأَهُ ثُمَّ رَمَى بِهِ،قَالَ: مَنْ يَنْتَزِعُ مِنِّي مُلْكِي، وَقَالَ: أَنَا سَائِرٌ إِلَيْهِ وَلَوْ كَانَ بِالْيَمَنِ جِئْتُهُ، عَلَيَّ بِالنَّاسِ ، فَلَمْ تَزَلْ تُعْرَضُ حَتَّى قَامَ، وَأَمَرَ بِالْخُيُولِ تُنْعَلُ، ثُمَّ قَالَ: أَخْبِرْ صَاحِبَكَ بِمَا تَرَى،وَكَتَبَ إِلَى قيصر يُخْبِرُهُ خَبَرِي وَمَا عَزَمَ عَلَيْهِ، فَكَتَبَ إِلَيْهِ قيصر: أَنْ لَا تَسِرْ، وَلَا تَعْبُرْ إِلَيْهِ وَالْهُ عَنْهُ، وَوَافِنِي بِإِيلِيَاءَ

ایک روز حارث اپنے سر پر تاج رکھے باہر نکلا تو مجھے اس کے سامنے پیش کیا گیا میں نے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مکتوب مبارک پیش کیا اس نے مکتوب پڑھ کر پھینک دیا اور بڑے غرور سے کہنے لگا مجھ سے میرا ملک کون چھین سکتا ہے میں خود اس کے مقابلہ کے لئے جاؤں گا اگر وہ یمن میں ہوگا تو وہاں بھی پہنچوں گا چنانچہ اس نے لشکر تیار ہونے کا حکم دیا پھر شجاع رضی اللہ عنہ سے کہا جو کچھ تیاریاں یہاں تم دیکھ رہے ہو اس کی اطلاع جاکر اپنے صاحب کو دے دو، ادھر اس نے قیصر کو لکھ کر میرے معاملہ کی اطلاع دے دی جو اسے بیت المقدس میں ملی اس وقت دحیہ رضی اللہ عنہ اس کے پاس تھے جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیصر کے پاس بھیجا تھا جب قیصر نے حارث کا خط پڑھا تو اسے لکھا کہ ان کی طرف کوچ مت کرو اور ان کا خیال چھوڑ دو اور مجھ سے آکر بیت المقدس میں ملو،

فَلَمَّا جَاءَهُ جَوَابُ كِتَابِهِ، دَعَانِي فَقَالَ: مَتَى تُرِيدُ أَنْ تَخْرُجَ إِلَى صَاحِبِكَ؟فَقُلْتُ: غَدًافَأَمَرَ لِي بِمِائَةِ مِثْقَالٍ ذَهَبًاوَوَصَلَنِي حَاجِبُهُ بِنَفَقَةٍ وَكُسْوَةٍ وَقَالَ: اقْرَأْ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنِّي السَّلَامَ،فَقَدِمْتُ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَأَخْبَرْتُهُ، فَقَالَ: بَادَ مُلْكُهُ، وَأَقْرَأْتُهُ مِنْ حَاجِبِهِ السَّلَامَ، وَأَخْبَرْتُهُ بِمَا قَالَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: صَدَقَ

جب اس کے خط کا جواب ملا تو مجھے بلایا اور کہا کیا آپ کے ساتھی کی طرف نکلیں تو میں نے کہا چلو کل نکلیں گے، حارث نے دعوت اسلام

قبول نہیں کی مگر جب شجاع رضی اللہ عنہ روانہ ہونے لگے تو انہیں ایک سو مثقال سونا بطور ہدیہ پیش کرنے کا حکم دیا اور دربان نے بھی کچھ نذرانہ پیش کیا اور کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میرا اسلام کہنا، میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور تمام واقعہ بیان کیا تو فرمایا اس کا ملک تباہ ہو گیا اور دربان کی طرف سے سلام پیش کیا اور اس کا بیان کردہ واقعہ بھی پیش کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دربان کے بارے میں فرمایا سچ کہا۔ [1]

شاہ عمان جیفر وعبد کو دعوت اسلام

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مکتوب جلندی کے دو فرزندان جیفر اور عبد کے پاس بھیجا جو عمان پر حکومت کرتے تھے، خط کا متن یہ تھا جسے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے تحریر فرمایا تھا۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مِنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ إِلَى جيفر وعبد ابني الجلندى

سَلَامٌ عَلَى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدَى أَمَّا بَعْدُ: فَإِنِّي أَدْعُوكُمَا بِدِعَايَةِ الْإِسْلَامِ أَسْلِمَا تَسْلَمَا، فَإِنِّي رَسُولُ اللهِ إِلَى النَّاسِ كَافَّةً؛ لِأُنْذِرَ مَنْ كَانَ حَيًّا وَيَحِقَّ الْقَوْلُ عَلَى الْكَافِرِينَ، فَإِنَّكُمَا إِنْ أَقْرَرْتُمَا بِالْإِسْلَامِ وَلَّيْتُكُمَا، وَإِنْ أَبَيْتُمَا أَنْ تُقِرَّا بِالْإِسْلَامِ، فَإِنَّ مُلْكَكُمَا زَائِلٌ عَنْكُمَا، وَخَيْلِي تَحُلُّ بِسَاحَتِكُمَا، وَتَظْهَرُ نُبُوَّتِي عَلَى مُلْكِكُمَا.

وَكَتَبَ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ وَخَتَمَ الْكِتَابَ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محمد بن عبداللہ کی جانب سے جلندی کے دونوں بیٹوں جیفر اور عبد کے نام

اس شخص پر سلامتی ہو جو ہدایت کی پیروی کرے، امابعد! میں تم دونوں کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دیتا ہوں، اسلام قبول کر لو نجات پا جاؤ گے، میں تمام انسانوں کی طرف اللہ کا رسول بن کر آیا ہوں تاکہ ہر ذی حیات کو اللہ کے عذاب سے ڈراؤں اور کافروں کے بارے میں اللہ کا فیصلہ ثابت و نافذ ہو جائے، اگر تم دونوں نے اسلام کا اقرار کر لیا تو میں تمہیں بدستور حاکم رہنے دوں گا اور اگر تم نے اسلام قبول کرنے سے انکار کیا تو پھر تم دونوں کی حکومت تم سے چھن جائے گی اور میرے سوار دستے تمہارے گھر کے صحن تک پہنچیں گے اور میری نبوت و رسالت تمہارے ملک کے تمام ادیان پر چھا کر رہے گی۔

اس خط کو ابی بن کعب نے لکھا اور مکتوب پر مہر نبوی لگا دی۔ [2]

سید الامم صلی اللہ علیہ وسلم نے خط پر اپنی مہر ثبت کرنے کے بعد عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو ان کی طرف روانہ کیا

---

[1] زادالمعاد ۵۱۰؍۳، ابن سعد ۲۰۰؍۱، عیون الاثر ۳۴۰؍۲

[2] زاد المعاد ۶۰۵؍۳

قَالَ عمرو: فَخَرَجْتُ حَتَّى انْتَهَيْتُ إِلَى عُمَانَ فَلَمَّا قَدِمْتُهَا، عَمَدْتُ إِلَى عبد، وَكَانَ أَحْلَمَ الرَّجُلَيْنِ وَأَسْهَلَهُمَا خُلُقًا فَقُلْتُ: إِنِّي رَسُولُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْكَ وَإِلَى أَخِيكَ، فَقَالَ: أَخِي الْمُقَدَّمُ عَلَيَّ بِالسِّنِّ وَالْمُلْكِ، وَأَنَا أُوصِلُكَ إِلَيْهِ حَتَّى يَقْرَأَ كِتَابَكَ

عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں مدینہ منورہ سے روانہ ہوا اور عمان پہنچا اور چھوٹے بھائی عبد سے ملا جو بہت بااخلاق، نرم خو اور شائستہ مزاج تھا اور انہیں کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے قاصد بن کر تمہارے اور تمہارے بھائی کی طرف آیا ہوں، عبد نے کہا جیفر میرے بڑے بھائی ہیں اس لئے حکومت میں مجھ سے مقدم ہیں، میں آپ کو ان کے پاس لے جاؤں تا کہ آپ انہیں مرسلہ پہنچادیں۔

ثُمَّ قَالَ: وَمَا تَدْعُو إِلَيْهِ؟

پھر عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے پوچھا: تم کس چیز کی دعوت دینے آئے ہو؟

قُلْتُ: أَدْعُوكَ إِلَى اللهِ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَتَخْلَعَ مَا عُبِدَ مِنْ دُونِهِ، وَتَشْهَدُ أَنَّ محمدا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ

عمرو رضی اللہ عنہ بن عاص نے جواب دیا: ہم اللہ وحدہ لاشریک کی طرف دعوت دیتے ہیں اور اللہ کے سوا جن چیزوں کی پرستش کی جاتی ہے اس سے تائب جانے کو کہتے ہیں اور یہ گواہی دیں کہ محمد اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔

قَالَ: يَا عمرو إِنَّكَ ابْنُ سَيِّدِ قَوْمِكَ فَكَيْفَ صَنَعَ أَبُوكَ، فَإِنَّ لَنَا فِيهِ قُدْوَةً؟

عبد: اے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ! تم اپنی قوم کے سردار کے بیٹے ہو یہ بتاؤ کیا آپ کے والد نے ان کا اتباع کیا؟ ہم ان کی اقتداء کریں گے۔

قُلْتُ مَاتَ وَلَمْ يُؤْمِنْ بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَوَدِدْتُ أَنَّهُ كَانَ أَسْلَمَ وَصَدَّقَ بِهِ، وَقَدْ كُنْتُ أَنَا عَلَى مِثْلِ رَأْيِهِ حَتَّى هَدَانِي اللهُ لِلْإِسْلَامِ

عمرو رضی اللہ عنہ بن عاص: نہیں وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے بغیر فوت ہو گئے لیکن میری شدید تمنا تھی کہ وہ اسلام قبول کر لیتے اور آپ کی تصدیق کرتے، میں بھی ایک عرصہ تک اپنے آبائی دین پر تھا مگر اللہ تعالیٰ نے مجھے اس دعوت کو قبول کرنے کی ہدایت وتوفیق سے سرفراز فرمایا۔

قَالَ: فَمَتَى تَبِعْتَهُ؟

عبد: تم کب اس دین میں داخل ہوئے؟

قُلْتُ: قَرِيبًا

عمرو رضی اللہ عنہ بن عاص: مجھے اس دین میں داخل ہوئے کوئی زیادہ عرصہ نہیں گزرا۔

فَسَأَلَنِي أَيْنَ كَانَ إِسْلَامُكَ؟

عبد: تم نے کہاں پر اسلام قبول کیا؟

قُلْتُ: عِنْدَ النَّجَاشِيِّ، وَأَخْبَرْتُهُ أَنَّ النَّجَاشِيَّ قَدْ أَسْلَمَ

عمرو رضی اللہ عنہ بن عاص: میں نے حبشہ میں نجاشی کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا اور نجاشی بھی ہمارے دین میں شامل ہو چکا ہے۔

قَالَ: فَكَيْفَ صَنَعَ قَوْمُهُ بِمُلْكِهِ؟

عبد: پھر نجاشی کے اسلام لانے کے بعد قوم نے اس کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟

فَقُلْتُ: أَقَرُّوهُ وَاتَّبَعُوهُ

عمرو رضی اللہ عنہ بن عاص: اس کی قوم نے اپنے بادشاہ کی پیروی کی اور اسے بادشاہت پر قائم رکھا۔

قَالَ: وَالْأَسَاقِفَةُ وَالرُّهْبَانُ تَبِعُوهُ؟

عبد: اسقفوں اور راہبوں نے کیا معاملہ کیا؟

قُلْتُ: نَعَمْ

عمرو رضی اللہ عنہ بن عاص: جی ہاں، انہوں نے بھی بغیر چوں چرا اپنے بادشاہ کی اتباع کی۔

قَالَ: انْظُرْ يَا عمرو مَا تَقُولُ إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ خَصْلَةٍ فِي رَجُلٍ أَفْضَحَ لَهُ مِنَ الْكَذِبِ

عبد حیران ہو کر بولا: اے عمرو بن عاص! کیا کہہ رہے ہو، تمام بری خصلتوں سے بری خصلت جھوٹ ہے جو آدمی کو ذلیل و رسوا کر دیتا ہے۔

قُلْتُهُ: مَا كَذَبْتُ وَمَا نَسْتَحِلُّهُ فِي دِينِنَا

عمرو رضی اللہ عنہ بن عاص: جو حقیقت ہے میں وہ بیان کر رہا ہوں ہمارے دین اسلام میں جھوٹ بولنا حرام ہے۔

ثُمَّ قَالَ: مَا أَرَى هرقل عَلِمَ بِإِسْلَامِ النَّجَاشِيِّ

معبد: میرا خیال کہ قیصر روم ہرقل کو نجاشی کے اسلام قبول کرنے کا علم نہیں ہے۔

قُلْتُ: بَلَى

عمرو رضی اللہ عنہ بن عاص: ہرقل کو علم ہے کہ نجاشی نے اسلام قبول کر لیا ہے۔

قَالَ: بِأَيِّ شَيْءٍ عَلِمْتَ ذَلِكَ؟

عبد: تم یہ بات اتنے وثوق سے کیسے کہہ سکتے ہو؟

قُلْتُ: كَانَ النَّجَاشِيُّ يُخْرِجُ لَهُ خَرْجًا فَلَمَّا أَسْلَمَ وَصَدَّقَ بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَا وَاللهِ، لَوْ سَأَلَنِي دِرْهَمًا وَاحِدًا مَا أَعْطَيْتُهُ، فَبَلَغَ هرقل قَوْلُهُ، فَقَالَ لَهُ: يَنَّاقُ أَخُوهُ: أَتَدَعُ عَبْدَكَ لَا يُخْرِجُ لَكَ خَرْجًا وَيَدِينُ دِينًا مُحْدَثًا؟قَالَ هرقل: رَجُلٌ رَغِبَ فِي دِينٍ فَاخْتَارَهُ لِنَفْسِهِ مَا أَصْنَعُ بِهِ،وَاللهِ لَوْلَا الضَّنُّ بِمُلْكِي لَصَنَعْتُ كَمَا صَنَعَ

عمرو رضی اللہ عنہ بن عاص: نجاشی شاہ حبشہ قیصر روم ہرقل کو خراج ادا کرتا تھا لیکن جب اس نے اسلام قبول کر لیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی تو اس نے خراج دینا بند کر دیا، ہرقل کو جب اس کی خبر ملی تو اس کے بھائی نیاق نے کہا کیا تم اپنے غلام (نجاشی) سے خراج لینا بند کر دو گے؟ جس نے تمہارے دین کے بجائے ایک نیا دین اختیار کر لیا ہے، ہرقل نے کہا، نجاشی کو اختیار ہے کہ وہ جس دین کو چاہے اختیار کرے، اس کے بارے میں کیا کہا جا سکتا ہے، واللہ اگر مجھے اپنے اقتدار اور اختیار کی حرص نہ ہوتی تو میں بھی اس دعوت کو قبول کر لیتا۔

قَالَ: انْظُرْ مَا تَقُولُ يَا عمرو

عبد حیران ہو کر بولا: اے عمرو! تم ہرقل کے بارے میں ایک بڑی بات کہہ رہے ہو۔

قُلْتُ: وَاللهِ صَدَقْتُكَ

عمرو رضی اللہ عنہ بن عاص: اللہ کی قسم! میں صحیح حقیقت بیان کر رہا ہوں۔

قَالَ عبد: فَأَخْبِرْنِي مَا الَّذِي يَأْمُرُ بِهِ وَيَنْهَى عَنْهُ؟

عبد نے کہا: وہ کس بات کا حکم دیتے ہیں اور کس چیز سے منع کرتے ہیں؟

قُلْتُ: يَأْمُرُ بِطَاعَةِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ وَيَنْهَى عَنْ مَعْصِيَتِهِ، وَيَأْمُرُ بِالْبِرِّ وَصِلَةِ الرَّحِمِ، وَيَنْهَى عَنِ الظُّلْمِ وَالْعُدْوَانِ وَعَنِ الزِّنَى وَعَنِ الْخَمْرِ وَعَنْ عِبَادَةِ الْحَجَرِ وَالْوَثَنِ وَالصَّلِيبِ

عمرو رضی اللہ عنہ بن عاص: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ وحدہ لاشریک کی بندگی و اطاعت اور نیکی و صلح رحمی کا حکم دیتے ہیں اور مظاہر فطرت، بت و صلیب پرستی، ظلم و زیادتی، زنا، شراب نوشی وغیرہ سے منع فرماتے ہیں۔

قَالَ: مَا أَحْسَنَ هَذَا الَّذِي يَدْعُو إِلَيْهِ لَوْ كَانَ أَخِي يُتَابِعُنِي عَلَيْهِ لَرَكِبْنَا حَتَّى نُؤْمِنَ بِمُحَمَّدٍ وَنُصَدِّقَ بِهِ، وَلَكِنْ أَخِي أَضَنُّ بِمُلْكِهِ مِنْ أَنْ يَدَعَهُ وَيَصِيرَ ذَنَبًا

عبد متاثر ہو کر بولا: یہ تو بہت عمدہ باتیں ہیں جس کی طرف وہ دعوت دیتے ہیں، کاش میرا بھائی میرے ساتھ اتفاق کرے تو ہم دونوں ان کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کر لیتے اور ان کی رسالت کی تصدیق کرتے لیکن میرا بھائی اپنی حکومت اور اقتدار کا زیادہ حریص ہے۔

قُلْتُ: إِنَّهُ إِنْ أَسْلَمَ، مَلَّكَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى قَوْمِهِ فَأَخَذَ الصَّدَقَةَ مِنْ غَنِيِّهِمْ، فَرَدَّهَا عَلَى فَقِيرِهِمْ

عمرو رضی اللہ عنہ بن عاص: اگر آپ کا بھائی اسلام قبول کر لے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسے اپنی حکومت پر برقرار رکھیں گے اور یہ حکم دیں گے کہ یہاں کے صاحب حیثیت لوگوں سے صدقہ لے کر یہیں کے غریبوں، محتاجوں، مسکینوں، بیواؤں میں تقسیم فرما دیں گے۔

قَالَ: إِنَّ هَذَا لَخُلُقٌ حَسَنٌ وَمَا الصَّدَقَةُ؟

عبد: یہ بھی بہت عمدہ بات ہے، اچھا یہ بتاؤ صدقہ کتنا اور کس طرح وصول کیے جاتے ہیں؟

فَأَخْبَرْتُهُ بِمَا فَرَضَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الصَّدَقَاتِ فِي الْأَمْوَالِ حَتَّى انْتَهَيْتُ إِلَى الْإِبِلِ، قَالَ يَا عمرو: وَتُؤْخَذُ مِنْ سَوَائِمِ مَوَاشِينَا الَّتِي تَرْعَى الشَّجَرَ وَتَرِدُ الْمِيَاهَ؟

عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے مختلف اموال سونا، چاندی، بکریوں میں اللہ کی طرف سے مقرر شدہ صدقات کی تفصیل بیان کی، جب وہ اونٹ کے بارے میں مقررہ صدقہ بتانے لگے تو عبد بولا اے عمرو رضی اللہ عنہ! کیا درختوں سے چرنے والے جانوروں میں سے بھی صدقہ وصول کیا جائے گا؟

فَقُلْتُ: نَعَمْ

عمرو رضی اللہ عنہ بن عاص: جی ہاں! یہ تمام صدقات اللہ کی طرف سے مقرر کردہ ہیں۔

فَقَالَ: وَاللهِ مَا أُرَى قَوْمِي فِي بُعْدِ دَارِهِمْ وَكَثْرَةِ عَدَدِهِمْ يُطِيعُونَ بِهَذَا

عبد: میرا یہ گمان نہیں کہ میری قوم اپنے وسیع وعریض ملک اور کثرت تعداد کی بنا پر ان صدقات کو تسلیم کر لے گی۔

قَالَ: فَمَكَثْتُ بِبَابِهِ أَيَّامًا وَهُوَ يَصِلُ إِلَى أَخِيهِ، فَيُخْبِرُهُ كُلَّ خَبَرِي، ثُمَّ إِنَّهُ دَعَانِي يَوْمًا، فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ، فَأَخَذَ أَعْوَانُهُ بِضَبْعَيَّ، فَقَالَ: دَعُوهُ فَأُرْسِلْتُ، فَذَهَبْتُ لِأَجْلِسَ فَأَبَوْا أَنْ يَدْعُونِي أَجْلِسَ فَنَظَرْتُ إِلَيْهِ فَقَالَ: تَكَلَّمْ بِحَاجَتِكَ، فَدَفَعْتُ إِلَيْهِ الْكِتَابَ مَخْتُومًا فَفَضَّ خَاتَمَهُ وَقَرَأَ حَتَّى انْتَهَى إِلَى آخِرِهِ، ثُمَّ دَفَعَهُ إِلَى أَخِيهِ فَقَرَأَهُ مِثْلَ قِرَاءَتِهِ ، إِلَّا أَنِّي رَأَيْتُ أَخَاهُ أَرَقَّ مِنْهُ، قَالَ: أَلَا تُخْبِرُنِي عَنْ قُرَيْشٍ كَيْفَ صَنَعَتْ؟

عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں کچھ دن ان کے ہاں مہمان رہا، عبد دین اسلام کے بارے میں جو باتیں عمرو رضی اللہ عنہ بن عاص سے سنتا جا کر اپنے بھائی کو بیان کرتا رہا آخر ایک دن جیفر نے مجھے دربار میں بلایا، میں اس کے پاس گیا تو اس کے اعوان، مددگاروں نے میرا بازو پکڑ لیا، وہ کہنے لگا اسے چھوڑ دو لوگوں نے مجھے چھوڑ دیا چنانچہ میں بیٹھنے لگا انہوں نے مجھے بیٹھنے سے روک دیا میں نے اس کی جانب دیکھا تو وہ کہنے لگا کہو کیا کہنا چاہتے ہو؟ میں نے اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مہر زدہ مکتوب دیا اس نے مہر توڑی اور اس نامہ مبارک کو آخر تک پڑھا، اور پھر اپنے بھائی عبد کے حوالے کر دیا اس نے بھی اس نامہ مبارک کو اسی طرح پڑھا ہاں البتہ میں نے یہ واضح طور پر محسوس کیا کہ اس کا بھائی اس کی نسبت زیادہ رقیق القلب تھا اور کہا قریش کے بارے میں بتلاؤ ان کا ان کے ساتھ کیا رویہ ہے؟

فَقُلْتُ: تَبِعُوهُ إِمَّا رَاغِبٌ فِي الدِّينِ وَإِمَّا مَقْهُورٌ بِالسَّيْفِ، قَالَ وَمَنْ مَعَهُ؟ قُلْتُ: النَّاسُ قَدْ رَغِبُوا فِي الْإِسْلَامِ، وَاخْتَارُوهُ عَلَى غَيْرِهِ وَعَرَفُوا بِعُقُولِهِمْ مَعَ هُدَى اللهِ إِيَّاهُمْ أَنَّهُمْ كَانُوا فِي ضَلَالٍ، فَمَا أَعْلَمُ أَحَدًا بَقِيَ غَيْرَكَ فِي هَذِهِ الْحَرَجَةِ، وَأَنْتَ إِنْ لَمْ تُسْلِمِ الْيَوْمَ وَتَتْبَعْهُ يُوطِئْكَ الْخَيْلَ، وَيُبِيدُ خَضْرَاءَكَ، فَأَسْلِمْ تَسْلَمْ، وَيَسْتَعْمِلْكَ عَلَى قَوْمِكَ، وَلَا تَدْخُلُ عَلَيْكَ الْخَيْلُ وَالرِّجَالُ

میں نے کہا انہوں نے ان کا اتباع کر لیا ہے یا تو رغبت سے یا تلوار سے مغلوب ہو کر، اس نے پوچھا اس کے ساتھ کون لوگ ہیں؟ میں نے کہا لوگوں نے اسلام رغبت سے اختیار کر لیا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار کر لیا ہے اور اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ عقل وفہم کے ساتھ پہچان لیا ہے کہ (اس سے قبل) وہ گمراہی پر تھے، پس میں نہیں جانتا کہ تیرے سوا کوئی باقی رہ گیا ہو اور اگر تم آج اسلام قبول نہیں کرو گے اور ان کا اتباع نہیں کرو گے تو (اسلامی) لشکر تمہیں مغلوب کر لے گا اور تمہارے سبزہ زاروں کو پامال کر کے رکھ دے گا پس بہتر یہی ہے کہ اسلام قبول کر لو سلامتی پاؤ گے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں تمہاری قوم پر حاکم مقرر فرمادیں گے اور تم پر سوار اور پیادہ فوج کبھی حملہ بھی نہیں کرے گی،

قَالَ: دَعْنِي يَوْمِي هَذَا وَارْجِعْ إِلَيَّ غَدًا فَرَجَعْتُ إِلَى أَخِيهِ، فَقَالَ: يَا عمرو إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ يُسْلِمَ إِنْ لَمْ يَضِنَّ بِمُلْكِهِ، حَتَّى إِذَا كَانَ الْغَدُ أَتَيْتُ إِلَيْهِ، فَأَبَى أَنْ يَأْذَنَ لِي، فَانْصَرَفْتُ إِلَى أَخِيهِ، فَأَخْبَرْتُهُ أَنِّي لَمْ أَصِلْ إِلَيْهِ، فَأَوْصَلَنِي إِلَيْهِ، فَقَالَ: إِنِّي فَكَّرْتُ فِيمَا دَعَوْتَنِي إِلَيْهِ، فَإِذَا أَنَا أَضْعَفُ الْعَرَبِ إِنْ مَلَّكْتُ رَجُلًا مَا فِي يَدِي وَهُوَ لَا تَبْلُغُ خَيْلُهُ هَاهُنَا، وَإِنْ بَلَغَتْ خَيْلُهُ أَلْفَتْ قِتَالًا لَيْسَ كَقِتَالِ مَنْ لَاقَى، قُلْتُ: وَأَنَا خَارِجٌ غَدًا، فَلَمَّا أَيْقَنَ بِمَخْرَجِي، خَلَا بِهِ

أَخُوهُ، فَقَالَ: مَا نَحْنُ فِيمَا قَدْ ظَهَرَ عَلَيْهِ، وَكُلُّ مَنْ أَرْسَلَ إِلَيْهِ قَدْ أَجَابَهُ، فَأَصْبَحَ فَأَرْسَلَ إِلَيَّ فَأَجَابَ إِلَى الْإِسْلَامِ هُوَ وَأَخُوهُ جَمِيعًا وَصَدَّقَا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَخَلَّيَا بَيْنِي وَبَيْنَ الصَّدَقَةِ وَبَيْنَ الْحُكْمِ فِيمَا بَيْنَهُمْ، وَكَانَا لِي عَوْنًا عَلَى مَنْ خَالَفَنِي

وہ کہنے لگا آج مجھے سوچ لینے دو اور کل صبح میرے پاس آنا، میں اس کے بھائی کے پاس لوٹ آیا اس نے کہا اے عمرو رضی اللہ عنہ! مجھے امید ہے کہ اگر اس نے حکومت کا لالچ نہ کیا تو وہ مسلمان ہو جائے گا آخر جب صبح ہوئی تو میں اس کے پاس آیا لیکن اس نے مجھے حاضر ہونے کی اجازت نہ دی، میں دوبارہ اس کے بھائی کے پاس گیا اور اسے خبر دی کہ میں اس کے پاس نہیں پہنچ سکا اس لیے مجھے وہاں پہنچا دو، اس نے جواب دیا میں نے تمہاری دعوت پر غور کیا ہے اور میں عرب لوگوں میں سب سے زیادہ کمزور ہوں، اگر میں اپنے مقبوضہ ملک پر کسی کو نائب مقرر کردوں تو اس صلی اللہ علیہ وسلم کے لشکر مجھ تک نہیں پہنچ سکیں گے اور اگر پہنچ بھی گئے تو ایسی جنگ سے سامنا ہو گا کہ اس سے قبل ایسی لڑائی دیکھی نہ گئی ہو گی، میں نے جواب دیا اچھا میں کل واپس چلا جاؤں گا جب اسے میرے جانے کا یقین ہو گیا تو اس نے اپنے بھائی سے خلوت میں باتیں کیں اور کہنے لگے جن جن پر وہ غالب آچکے ہیں ہم ان کے برابر بھی نہیں اور جس جس کی طرف انہوں نے مکتوب مبارک بھیجے ہیں ان سب نے اتباع کرلیا ہے، آخر صبح ہوئی تو مجھے بلا بھیجا اس نے اور اس کے بھائی دونوں نے اسلام قبول کرلیا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی اور مجھے صدقہ وصول کرنے اور لوگوں کے درمیان حکم (اسلامی) قوانین نافذ کرنے کی اجازت دے دی اور جس نے بھی میری مخالفت کی ان دونوں نے اس کے خلاف مجھ سے تعاون کیا۔[1]

لوگ بادشاہوں کے مذہب پر ہوتے ہیں، جب دونوں بادشاہوں نے اسلام قبول کرلیا تو ان کی رعایا میں بہت سے لوگوں نے اسلام قبول کرلیا اور جنہوں نے اسلام قبول نہ کیا ان پر جزیہ مقرر کر دیا گیا۔[2]

شاہ روم یا حاکم بصریٰ کی طرف نامہ مبارک

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ الحارث بن عمير الأزدي أَحَدَ بَنِي لِهْبٍ بِكِتَابِهِ إِلَى الشَّامِ، إِلَى مَلِكِ الرُّومِ أَوْ بُصْرَى، فَعَرَضَ لَهُ شرحبيل بن عمرو الغساني، فَأَوْثَقَهُ رِبَاطًا، ثُمَّ قَدَّمَهُ فَضَرَبَ عُنُقَهُ، وَلَمْ يُقْتَلْ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَسُولٌ غَيْرُه

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو لہب کے ایک آدمی حارث بن عمیر ازدی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ شام کی طرف شاہ روم یا حاکم بصریٰ کی طرف ایک نامہ مبارک روانہ فرمایا، شرحبیل بن عمرو غسانی نے قاصد کو گرفتار کرلیا اور اسے باندھ دیا پھر آگے بڑھ کر اس کی گردن مار دی، اس قاصد کے سوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی قاصد قتل نہیں کیا گیا۔[3]

---

[1] زاد المعاد ۶۰۷/۳

[2] زاد المعاد ۶۰۷/۳، ابن سعد ۲۰۱/۱

[3]۔ زاد المعاد ۳۳۶/۳

بنو حمیر نے یمن پر عرصہ تک حکومت کی تھی مگر رسول اللہ ﷺ کی بعثت کے وقت خاندان حمیر کی مرکزی بادشاہت کا خاتمہ ہو چکا تھا اور ہر علاقے کے حمیری حکمران اور رؤساء وامراء نے خود مختاری کا دعویٰ کر کے اپنا اثر رسوخ قائم کر لیا تھا اس طرح وہاں طوائف الموکی کی کیفیت پیدا ہو گئی تھی، یہ لوگ برائے نام بادشاہ (ملوک) کہلاتے تھے، عربی میں ان کا لقب ذو اور قیل تھا، صلح حدیبیہ کے بعد رسول اللہ ﷺ نے جب مختلف حکمرانوں اور رئیسوں کو دعوت اسلام کے خطوط ارسال فرمائے تو ملوک حمیر کے نام بھی متعدد خطوط بھیجے، ان میں قابل ذکر ملوک اور قبائل حمیر کے نام یہ ہیں۔

حارث، مسروح، نعیم بن عبد کلال (ان تینوں کو ایک خط تحریر کیا گیا) مالک ذی یزن، عمیر ڈومران۔ زرعہ بن سیف ذی یزن۔ نعمان قیل ذی رعین۔ بنو قہد (حمیر کی ایک شاخ) بنو عمرو بن حمیر، عبدالعزیز بن سیف ذی یزن۔ عریب بن عبد کلال الحمیری، حجر ذی عین۔ ذوالکلاع بن ناکور۔ حوشب بن طنحیہ المعروف بذی ظلع۔ شرجیل بن عبد کلال۔

حمیر کے حارث، مسروح، نعیم بن عبد کلال کو خط

ان میں سے جن ملوک حمیر پر رسول اللہ ﷺ نے خصوصی توجہ فرمائی وہ حارث، مسروح، نعیم بن عبد کلال تھے (شاید آپ ﷺ کو ان کی سلامت روی پر پورا اطمینان تھا)

وَبَعَثَ عَيَّاشِ بْنِ أَبِي رَبِيعَةَ الْمَخْزُومِيِّ بِكِتَابٍ إِلَى الْحَارِثِ وَمَسْرُوحٍ وَنُعَيْمِ بِنِ عَبْدِ كُلَالٍ مِنْ حِمْيَرَ

چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے عیاش بن ابو ربیعہ مخزومی کو مکتوب مبارک دے کر حمیر کے حارث، مسروح، نعیم بن عبد کلال کی طرف روانہ فرمایا۔

آپ نے ان کو جو مکتوب مبارک بھیجا اس کا مضمون یوں تھا۔

إِلَى الْحَارِثِ وَمَسْرُوحٍ وَنُعَيْمِ بْنِ عَبْدِ كُلَالٍ مِنْ حِمْيَرَ

سَلْمٌ أَنْتُمْ مَا آمَنْتُمْ بِاللهِ وَرَسُولِهِ

وَأَنَّ اللهَ وَحْدَهُ لا شَرِيكَ لَهُ بَعَثَ مُوسَى بِآيَاتِهِ وَخَلَقَ عِيسَى بِكَلِمَاتِهِ قَالَتِ الْيَهُودُ عُزَيْرٌ ابْنُ اللهِ وَقَالَتِ النَّصَارَى اللهُ ثَالِثُ ثَلَاثَةٍ عِيسَى ابْنُ اللهِ

حمیر کے حارث، مسروح، نعیم بن عبد کلال کے نام۔

تم سلامت رہو جب تک تمہارا اللہ اور اس کے رسول پر ایمان ہو۔

اللہ وحدہ لاشریک نے موسیٰ علیہ السلام کو اپنی آیات کے ساتھ مبعوث فرمایا اور عیسیٰ علیہ السلام کو اپنے کلمہ سے پیدا فرمایا، یہود نے عزیر کو اللہ کا بیٹا بنا لیا اور نصاریٰ کہنے لگے کہ اللہ تین میں کا تیسرا ہے اور عیسیٰ اللہ کے بیٹے ہیں۔[1]

---

[1] ابن سعد ۲۱۶؍۱

ان لوگوں کو جب رسول اللہ ﷺ کا نامہ مبارک موصول ہوا تو انہوں نے فوراً اسلام قبول کرلیا اور اس سلسلے میں ایک عہد نامہ لکھوا کر مالک رضی اللہ عنہ بن مرارہ الرھادی کے ہاتھ رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں بھیجا

مَالِكُ بْنُ مُرَارَةَ الرَّهَاوِيُّ رَسُولُ مُلُوكِ حِمْيَرَ بِكِتَابِهِمْ وَإِسْلَامِهِمْ. وَذَلِكَ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ سَنَةَ تِسْعٍ. فَأَمَرَ بِلالا أَنْ يُنْزِلَهُ وَيُكْرِمَهُ وَيُضَيِّفَهُ

مالک رضی اللہ عنہ بن مرارہ ان لوگوں کے اسلام قبول کرنے کی اطلاع اور ان کا خط لے کر رمضان نو ہجری میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے، آپ ﷺ نے ان کا غایت درجہ اکرام کیا اور بلال رضی اللہ عنہ کو خصوصی طور پر ان کی ضیافت پر مامور فرمایا۔[۱]

رسول اللہ ﷺ نے جن دوسرے ملوک حمیر کو خطوط بھیجے تھے ان میں سے نعمان قیل ذی رعین، معافر ماہمدان اور زرعہ ذی یزن نے بھی اسلام قبول کرلیا اور اپنے اسلام لانے کی اطلاع مالک رضی اللہ عنہ بن مرارہ الرھادی کے ذریعے رسول اکرم ﷺ کو بھجوائی، آپ نے یہ اطلاع ملنے پر معاذ رضی اللہ عنہ بن جبل انصاری کی سرکردگی میں ایک وفد یمن روانہ کیا جس کے ہاتھ ایک مکتوب گرامی بھی بھیجا جس میں جزیہ، زکوٰۃ اور دیگر امور کے بارے میں تفصیلی احکام تھے، اس وفد کے فرائض میں بنو حمیر کو اسلام کی تعلیم دینا اور ان سے جزیہ و زکوٰۃ وصول کرنا شامل تھا، اپنے نامہ گرامی میں آپ ﷺ نے زرعہ بن سیف ذی یزن کو خاص طور پر تاکید کی تھی کہ وہ جزیہ اور زکوٰۃ کی وصولی کے سلسلے میں آپ کے سفیروں سے پورا پورا تعاون کریں۔

آپ ﷺ نے ان کو یہ خط تحریر فرمایا تھا

مِنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللهِ النَّبِيِّ، إِلَى الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ كُلَالٍ، وَإِلَى نُعَيْمِ بْنِ عَبْدِ كُلَالٍ، وَإِلَى النُّعْمَانِ، قَيْلِ ذِي رُعَيْنٍ وَمَعَافِرَ وَهَمْدَانَ.

أَمَّا بَعْدُ ذَلِكُمْ، فَإِنِّي أَحْمَدُ إِلَيْكُمُ اللهَ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ، أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّهُ قد وَقع بِنَا رَسُولُكُمْ مُنْقَلَبَنَا مِنْ أَرْضِ الرُّومِ، فَلَقِيَنَا بِالْمَدِينَةِ، فَبَلَّغَ مَا أرسلتم بِهِ، وخبّرا مَا قَبْلَكُمْ، وَأَنْبَأَنَا بِإِسْلَامِكُمْ وَقَتْلِكُمُ الْمُشْرِكِينَ، وَأَنَّ اللهَ قَدْ هَدَاكُمْ بِهُدَاهُ، إِنْ أَصْلَحْتُمْ وَأَطَعْتُمُ اللهَ وَرَسُولَهُ، وَأَقَمْتُمُ الصَّلَاةَ، وَآتَيْتُمُ الزَّكَاةَ، وَأَعْطَيْتُمْ مِنَ الْمَغَانِمِ خُمُسَ اللهِ، وَسَهْمَ الرَّسُولِ وَصَفِيَّهُ ، وَمَا كُتِبَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ مِنَ الصَّدَقَةِ مِنَ الْعَقَارِ ، عُشْرَ مَا سَقَتِ الْعَيْنُ وَسَقَتِ السَّمَاءُ، وَعَلَى مَا سَقَى الْغَرْبُ نِصْفُ الْعُشْرِ، وَأَنَّ فِي الْإِبِلِ الْأَرْبَعِينَ ابْنَةَ لَبُونٍ، وَفِي ثَلَاثِينَ مِنَ الْإِبِلِ ابْنُ لَبُونٍ ذَكَرٍ، وَفِي كُلِّ خَمْسٍ مِنَ الْإِبِلِ شَاةٌ، وَفِي كُلِّ عَشْرٍ مِنَ الْإِبِلِ شَاتَانِ، وَفِي كُلِّ أَرْبَعِينَ مِنَ الْبَقَرِ بَقَرَةٌ، وَفِي كُلِّ ثَلَاثِينَ مِنَ الْبَقَرِ تَبِيعٌ، جَذَعٌ أَوْ جَذَعَةٌ، وَفِي كُلِّ أَرْبَعِينَ مِنَ الْغَنَمِ سَائِمَةٌ وَحْدَهَا، شَاةٌ، وَأَنَّهَا فَرِيضَةُ اللهِ الَّتِي فَرَضَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ فِي الصَّدَقَةِ، فَمَنْ زَادَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَهُ، وَمَنْ أَدَّى ذَلِكَ وَأَشْهَدَ عَلَى إِسْلَامِهِ، وَظَاهَرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلَى الْمُشْرِكِينَ، فَإِنَّهُ

---

[۱] ابن سعد۲۶۷/۱

مِنَ الْمُؤْمِنِينَ، لَهُ مَا لَهُمْ، وَعَلَيْهِ مَا عَلَيْهِمْ، وَلَهُ ذِمَّةُ اللهِ وَذِمَّةُ رَسُولِهِ، وَإِنَّهُ مَنْ أَسْلَمَ مِنْ يَهُودِيٍّ أَوْ نَصْرَانِيٍّ، فَإِنَّهُ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ، لَهُ مَا لَهُمْ، وَعَلَيْهِ مَا عَلَيْهِمْ، وَمَنْ كَانَ عَلَى يَهُودِيَّتِهِ أَوْ نَصْرَانِيَّتِهِ فَإِنَّهُ لَا يُرَدُّ عَنْهَا، وَعَلَيْهِ الْجِزْيَةُ، عَلَى كُلِّ حَالٍ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَى، حُرٍّ أَوْ عَبْدٍ، دِينَارٌ وَافٍ، مِنْ قِيمَةِ الْمَعَافِرِ أَوْ عِوَضُهُ ثِيَابًا، فَمَنْ أَدَّى ذَلِكَ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّ لَهُ ذِمَّةُ اللهِ وَذِمَّةُ رَسُولِهِ، وَمَنْ مَنَعَهُ فَإِنَّهُ عَدُوٌّ لِلَّهِ وَلِرَسُولِهِ.

أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّ رَسُولَ اللهِ مُحَمَّدًا النَّبِيَّ أَرْسَلَ إِلَى زُرْعَةَ ذِي يَزَنٍ أَنْ إِذَا أَتَاكُمْ رُسُلِي فَأُوصِيكُمْ بِهِمْ خَيْرًا: مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ، وَعَبْدُ اللهِ بْنُ زَيْدٍ، وَمَالِكُ بْنُ عُبَادَةَ، وَعُقْبَةُ بْنُ نَمِرٍ، وَمَالِكُ بن مرة، وأصحابهم وَأَنْ اجْمَعُوا مَا عِنْدَكُمْ مِنَ الصَّدَقَةِ وَالْجِزْيَةِ مِنْ مَخَالِيفِكُمْ، وَأَبْلِغُوهَا رُسُلِي، وَأَنَّ أَمِيرَهُمْ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ، فَلَا يَنْقَلِبَنَّ إِلَّا رَاضِيًا، أَمَّا بَعْدُ. فَإِنَّ مُحَمَّدًا يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّهُ عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ،

ثُمَّ إِنَّ مَالِكَ بْنَ مُرَّةَ الرَّهَاوِيَّ قَدْ حَدَّثَنِي أَنَّكَ أَسْلَمْتَ مِنْ أَوَّلِ حِمْيَرَ، وَقَتَلْتَ الْمُشْرِكِينَ، فَأَبْشِرْ بِخَيْرٍ وَآمُرُكَ بِحِمْيَرَ خَيْرًا، وَلَا تَخُونُوا وَلَا تَخَاذَلُوا، فَإِنَّ رَسُولَ اللهِ هُوَ وَلِيُّ غَنِيِّكُمْ وَفَقِيرِكُمْ، وَأَنَّ الصَّدَقَةَ لَا تَحِلُّ لِمُحَمَّدٍ وَلَا لِأَهْلِ بَيْتِهِ، إِنَّمَا هِيَ زَكَاةٌ يُزَكَّى بِهَا عَلَى فُقَرَاءِ الْمُسْلِمِينَ وَابْنِ السَّبِيلِ، وَأَنَّ مَالِكًا قَدْ بَلَّغَ الْخَبَرَ، وَحَفِظَ الْغَيْبَ، وَآمُرُكُمْ بِهِ خَيْرًا، وَإِنِّي قَدْ أَرْسَلْتُ إِلَيْكُمْ مِنْ صَالِحِي أَهْلِي وَأُولِي دِينِهِمْ وَأُولِي عِلْمِهِمْ، وَآمُرُكَ بِهِمْ خَيْرًا، فَإِنَّهُمْ مَنْظُورٌ إِلَيْهِمْ، وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ.

محمد رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) کی جانب سے حارث بن عبد کلال، نعیم بن عبد کلال، نعمان قیل ذی رعین، معافر اور رہمدان کے نام

امابعد! میں اس اللہ کی حمد و ثنا کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں، پھر اس کے بعد تم کو معلوم ہو کہ تمہارا ایلچی ہمارے پاس اس وقت پہنچا جب ہم رومیوں کے علاقے (تبوک) سے واپس آئے اور مدینہ منورہ میں ہماری تمہارے ایلچی سے ملاقات ہوئی اور تمہارے ناموں کو ہم نے ملاحظہ کیا اور تمہارے اسلام قبول کرنے اور مشرکین کو قتل کرنے کی خبر معلوم ہوئی، بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے اپنی خاص ہدایت تمہارے شامل حال فرمائی۔

اب تم کو لازم ہے کہ اعمال صالحہ اختیار کرو اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت میں سرگرم رہو، نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو اور جو مال غنیمت تم کو حاصل ہو اس میں سے پانچواں حصہ اللہ اور رسول کا نکالو اور نہری اور بارانی زمینوں میں سے عشر اور چاہی میں سے نصف عشر ادا کرو اور چالیس اونٹوں میں سے ایک بنت لبون (وہ مادہ جو دو سال کی عمر پوری کر کے تیسرے سال میں داخل ہو چکی ہو کیونکہ اس کی ماں دودھ دینے لگتی ہے) اور تیس میں سے ایک ابن لبون (ایسے ہی نر کو کہتے ہیں) اور پھر ہر پانچ اونٹوں میں سے ایک بکری زکوٰۃ کی دیا کرو اور ہر دس اونٹوں میں سے دو بکریاں زکوٰۃ کی دیا کرو، اور چالیس گائیوں میں سے ایک گائے اور تیس گائیوں میں سے ایک جذعہ (وہ گائے جس کی عمر چار سال ہو چکی ہو اور پانچواں شروع ہو گیا ہو) ادا کرو اور چالیس بکریوں میں سے ایک بکری ادا کرو بشرطیکہ یہ سب جانور جنگل میں چرتے ہوں، یہ اللہ کا فریضہ ہے جو اس نے مسلمانوں پر قائم کیا ہے اور جو اس سے زیادہ دے گا وہ اس کے لیے بہتر ہے اور جو فقط اسی کو ادا کرے گا اور اسلام

پر قائم رہ کر مسلمانوں کی مشرکوں کے مقابلہ میں مدد کرے گا اس کے لئے وہی منافع ہیں جو مومنوں کے لئے ہیں اور وہی سزائیں ہیں جو ان کے لئے ہیں اور اللہ اور رسول کی اس کے لئے ذمہ داری ہے، اور جو یہودی یا نصرانی مسلمان ہوگا اس پر بھی وہی احکام جاری ہوں گے جو مسلمانوں پر جاری ہوتے ہیں اور جو یہودی یا نصرانی اپنے مذہب پر قائم رہے اس پر جزیہ ہے، ہر بالغ مرد وعورت اور آزاد وغلام پر ایک پورا دینار یا اس کی قیمت کے برابر کپڑے یا اور چیز، پس یہ جزیہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خدمت میں ادا کرے گا اس کے لئے اللہ اور رسول کا ذمہ ہے اور جو نہ دے گا وہ اللہ اور رسول کا دشمن ہے۔

اور زرعہ دویزن کو معلوم ہو کہ محمد رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے بھیجے ہوئے لوگ جب تمہارے پاس پہنچیں تو تم ان کے ساتھ اچھا سلوک کرنا، یہ لوگ معاذ بن جبل اور عبد اللہ بن زید اور مالک بن عبادہ اور عقبہ بن نمر اور مالک بن مرہ اور ان کے ساتھی ہیں اور اب سب کا امیر معاذ بن جبل ہیں، جب یہ لوگ تمہارے پاس پہنچیں تو تم زکوٰۃ اور جزیہ اپنے مخالفین سے وصول کر کے ان لوگوں کے ہاتھوں میرے پاس روانہ کر دینا اور ان لوگوں کو اپنے سے راضی رکھنا، بیشک محمد اللہ کی وحدانیت اور اپنے اللہ کے بندے اور رسول ہونے پر گواہ ہے۔

اور مالک بن مرہ رہاوی کو معلوم ہو کہ مجھ کو خبر پہنچی ہے کہ تم قوم حمیر میں سب سے پہلے مسلمان ہوئے اور تم نے مشرکین کو قتل کیا ہے پس تم کو خیر وبرکت کی بشارت ہو اور تمہاری قوم حمیر کے متعلق میں تم کو بھلائی کرنے کا حکم کرتا ہوں، اور تم آپس میں ایک دوسرے کی خیانت اور ترک مدد نہ کرنا اور اللہ کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم تمہارے غنی اور فقیر سب کے مولیٰ ہیں اور یہ جان لو کہ زکوٰۃ محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اور اہل بیت محمد کے لئے حلال نہیں ہے، یہ غریب مسلمانوں اور مسافروں کا حق ہے بیشک مالک کے پاس خبر پہنچائی اور غیب کی حفاظت اور میں تمہیں ان کے ساتھ بھلائی کا حکم دیتا ہوں، اور میں نے یہ لوگ نہایت نیک، دین دار اور اہل علم تمہارے پاس روانہ کئے ہیں تم ان کے ساتھ بھلائی اور نیکی کرنا۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ [1]

سلاطین وامراء کو نامہائے مبارک بھیجنے کا نتیجہ

صلح حدیبیہ کے بعد اور فتح مکہ سے قبل جن سلاطین وامراء کو آپ نے دعوت اسلام قبول کرنے کے مکتوب روانہ فرمائے، آپ کے اس کارنامے میں ایک عجیب قوت اور عظیم الشان بہادری کا اظہار تھا کیونکہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اہل مکہ سے صلح کر لی تھی لیکن مکہ ابھی فتح نہیں ہوا تھا اور نہ ہی دائرہ اسلام میں داخل ہوئے تھے، ان حالات میں ان خطوط کا دنیا کی ممتاز شخصیتوں خاص کر قیصر روم ہرقل، شاہ ایران کسریٰ خسرو پرویز اور شاہ مصر مقوقس کی طرف تبلیغی دعوت نامے روانہ فرمانا کی طرف بھیجنا کوئی معمولی کام نہ تھا، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے علاوہ کوئی اس کام کی ہمت پیدا نہیں کر سکتا تھا کیونکہ تمام بادشاہ اپنے اپنے ملکوں کے بہت طاقتور بادشاہ تھے اور نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا ان کی طرف اپنے قاصدوں کو بھیجنے کا واقعہ پہلا واقعہ تھا لیکن حقیقت یہ ہے کہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اپنے قاصدوں کے بھیجنے سے پہلے اپنے عزم صادق اور قلب ثابت سے اپنی رسالت کی قوت اور اللہ تعالیٰ کی مدد پر کامل اعتماد رکھتے تھے، ان خطوط سے یہ نتائج ظاہر ہوئے۔

---

[1] الروض الانف ۷/۴۸۵، عیون الاثر ۲/۳۰۳، تاریخ طبری ۳/۱۲۰، البدایۃ والنہایۃ ۵/۸۳، ابن ہشام ۲/۵۸۸

○ نبی ﷺ کو ان ملوک وامراء کی آپ کے بارے میں سیاست اور اپنی طرف توجہ کا حال معلوم ہو سکا،اس طرح گویا ان خطوط مبارک نے ان سلاطین کی اندرونی کیفیت معلوم کرنے کے لئے انکی نبضوں پر ہاتھ رکھنے کا کام دیا۔

○ شاہ حبشہ نجاشی نے اسلام قبول کرلیا اگرچہ وہ اپنی قوم کو اسلام لانے پر آمادہ نہ کرسکا۔

○ حاکم یمن باذان نے اپنے ساتھیوں سمیت اسلام قبول کرلیا۔

○ والی بحرین منذر بن ساویٰ نے اسلام قبول کرلیا۔

○ عمان کے دونوں بادشاہوں جیفر وعبد پسران جلندی اور ان کے ساتھ بہت سی رعایا نے اسلام قبول کرلیا۔

○ شاہ مصر مقوقس جو مذہباً نصرانی تھا نے اگرچہ اسلام قبول نہ کیا لیکن اس نے نبی اکرم ﷺ سے اپنے جوابی مکتوب میں نرم طرز عمل اختیار کرکے اور آپ کی خدمت میں تحائف بھیج کر آپ سے اپنی عقیدت ومحبت کا اظہار کیا۔

○ ان خطوط سے اسلام کو بہت فائدہ پہنچا اور اس کی شان بلند ہوگئی،عالمی حکومتوں میں اسلام کا دینی وسیاسی وقار بلند ہوگیا۔

○ رسول اللہ ﷺ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ آپ صرف عرب کے لئے نبی بنا کر بھیجے گئے تھے اہل کتاب (یہود ونصاریٰ) کے لئے نہیں،ان کا یہ گمان غلط ہے کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو پھر آپ کو یہود ونصاریٰ اور مجوس کو دعوت اسلام کیوں دیتے،ان پر جزیہ کیوں عائد فرماتے جیسا کہ نصاریٰ نجران پر جزیہ مقرر فرمایا،اہل یمن جو یہودی تھے کے ہر بالغ سے سالانہ ایک دینار جزیہ وصول کیا۔اور قرآن میں واضح طور پر اعلان کر دیا گیا

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا ... ﴿١٥٨﴾ [1]

ترجمہ:اے نبی ﷺ! آپ کہہ دیں کہ مجھے تمام عالم کے لئے رسول بنا کر بھیجا گیا ہے۔

اس لئے آپ ﷺ اہل کتاب کو علی الاعلان اسلام کی دعوت دیتے تھے۔

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ... ﴿٦٤﴾ [2]

ترجمہ:اے نبی ﷺ کہو! اے اہل کتاب، آؤ ایک ایسی بات کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں ہے یہ کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہ کریں،اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھیرائیں اور ہم میں سے کوئی اللہ کے سوا کسی کو اپنا رب نہ بنالے۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ صرف عرب کے لئے نہیں بلکہ تمام عالم کے لئے رسول اور رحمت العالمین بنا کر بھیجے گئے تھے۔

---

[1] الاعراف ١٥٨

[2] آل عمران ٦٤

صلح حدیبیہ کے بعد کی فوجی سرگرمیاں
غزوہ ذی قرد (الغابہ)

ربیع الاول چھ ہجری (جولائی ۶۲۷ء)

لَا يَخْتَلِفُ أَهْلُ السِّيَرِ أَنَّ غَزْوَةَ ذِي قَرَدٍ كَانَتْ قَبْلَ الْحُدَيْبِيَةِ

قرطبی رحمہ اللہ کہتے ہیں اہل سیراس پر متفق ہیں کہ غزوہ ذی قرد یا الغابہ صلح حدیبیہ سے پہلے واقع ہوا تھا۔ (۱)

قَالَ الْبُخَارِيُّ رَحِمَهُ اللهُ بَعْدَ قِصَّةِ الْحُدَيْبِيَةِ وَقَبْلَ خَيْبَرَ غَزْوَةُ ذِي قَرَدٍ وَهِيَ الْغَزْوَةُ الَّتِي أَغَارُوا عَلَى لِقَاحِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ خَيْبَرَ بِثَلَاثٍ

امام بخاری رحمہ اللہ کہتے ہیں حدیبیہ کے واقعہ کے بعد اور غزوہ خیبر سے پہلے غزوہ ذی قرد واقع ہوا، یہ وہ غزوہ ہے جو نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو غزوہ خیبر سے تین دن پہلے پیش آیا تھا۔ (۲)

قَبْلَ خَيْبَرَ بِثَلَاثٍ

اور صحیین میں ہے یہ غزوہ خیبر سے تین دن پہلے اور غزوہ حدیبیہ کے بیس دن بعد واقع ہوا تھا۔ (۳)

مَا فِي الصَّحِيحِ مِنَ التَّارِيخِ لِغَزْوَةِ ذِي قَرَدٍ أَصَحُّ مِمَّا ذَكَرَهُ أَهْلُ السِّيَرِ

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے لکھا ہے جو صحیح میں آیا ہے وہ اہل سیر کے قول سے زیادہ صحیح ہے۔ (۴)

قَالُوا: كانت لِقَاحُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ عِشْرُونَ لِقْحَةً ترعى بالغابة

اس غزوہ کا سبب یہ ہوا رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی دودھ دینے والی بیس اونٹنیاں جن کے حال ہی میں بچے پیدا ہوئے تھے احد کے اطراف غابہ (جنگل) میں چرنے کے لئے بھیج رکھے تھے۔ (۵)

تَرْعَى بِذِي قَرَدَ

جبکہ سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی دودھ دینے والی اونٹنیاں ذات القرد میں چرا کرتی تھیں۔ (۶)

---

(۱) فتح الباری ۴۶۱؍۷

(۲) البدایة والنهایة ۱۷۳؍۴

(۳) صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ غَزْوَةِ ذِي قَرَدٍ ۴۱۹۴،صحیح مسلم کتاب الجهادوالسیر باب غزوہ ذی قردوغیرہا ۴۶۷۷

(۴) فتح الباری ۴۶۱؍۷

(۵) ابن سعد ۶۱؍۲

(۶) صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ غَزْوَةِ ذِي قَرَدَ ۴۱۹۴،فتح الباری ۴۱۹۴، ۴۶۱؍۷،البدایة والنهایة ۱۷۳؍۴،دلائل النبوة للبیہقی ۱۸۰؍۴

میرے ساتھ آپ ﷺ کا غلام رباح، اونٹوں کا چرواہا بنوغفار کا ایک شخص ذر ابن ابی ذر اور اس کی بیوی لیلیٰ اور سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بھی تھے،

وَخَرَجْتُ بِفَرَسٍ لِطَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ كُنْتُ أُرِيدُ أَنْ أُنَدِّيَهُ مَعَ الإِبِلِ،فَأَغَارَ عُيَيْنَةُ بْنُ حِصْنٍ الْفَزَارِيُّ ليلة الأربعاء،فِي أَرْبَعِينَ فَارِسًا فاستاقوها، وقتلوا ابن أبي ذرواحْتَمَلُوا امْرَأَتَهُ، وَسَاقُوا لِقَاحَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں طلحہ رضی اللہ عنہ بن عبید اللہ کا گھوڑا بھی لے گیا تھا میرا ارادہ تھا کہ اسے بھی اونٹوں کے ہمراہ پانی پلاؤں گا، عیینہ بن حصن نے غطفان کے چالیس سواروں کے ساتھ صبح کے وقت اچانک چراگاہ پر چھاپا مارا اور ابن ابی ذر کو جو اونٹنیوں کی رکھوالی پر متعین تھا قتل کر ڈالا اور اس کی بیوی کو اسیر کر لیا اور رسول اللہ ﷺ کی ساری اونٹنیاں ہانک کر لے گیا۔[1]

فَقُلْتُ: يَا رَبَاحُ اقْعُدْ عَلَى هَذَا الْفَرَسِ فَأَلْحِقْهُ بِطَلْحَةَ،وَأَخْبِرْ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَدْ أُغِيرَ عَلَى سَرْحِهِ، قَالَ: وَقُمْتُ عَلَى تَلٍّ فَجَعَلْتُ وَجْهِي مِنْ قِبَلِ الْمَدِينَةِ ثُمَّ نَادَيْتُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ: يَا صَبَاحَاهُ!ثُمَّ اتَّبَعْتُ الْقَوْمَ وَمَعِي سَيْفِي وَنَبْلِي،فَجَعَلْتُ أَرْمِيهِمْ وَأَعْقِرُ بِهِمْ،وَذَلِكَ حِينَ يَكْثُرُ الشَّجَرُ فَإِذَا رَجَعَ إِلَيَّ فار جَلَسْتُ لَهُ فِي أَصْلِ شَجَرَةٍ ثُمَّ رَمَيْتُ. فَلا يُقْبِلُ عَلَيَّ فَارِسٌ إِلا عَقَرْتُ بِهِ،فَجَعَلْتُ أَرْمِيهِمْ وَأَقُولُ:

سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رباح سے کہا کہ گھوڑے پر بیٹھ کر اسے طلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچادو اور جلد از جلد اس حادثے کی خبر رسول اللہ ﷺ کو پہنچادو کہ ان کے جانور لوٹ لئے گئے ہیں، پھر میں ایک ٹیلے پر کھڑے ہو کر مدینہ طیبہ کی طرف چہرہ کر کے تین بار با آواز بلند پکارا ہائے صبح کا حملہ !اور پھر (بڑی شجاعت اور بہادری کا مظاہرہ کرتے ہوئے) تنہا حملہ آوروں فزاریوں کے تعاقب میں چل پڑا ،میرے پاس تلوار بھی تھی اور تیر بھی تھے، چنانچہ تعاقب کرتے ہوئے میں ان پر تیر برساتا اور انہیں زخمی کرتا رہا، میں ایسا اس وقت کرتا جب درختوں کی کثرت ہوتی تھی جب کوئی سوار میری طرف پلٹتا تو میں درخت کی جڑ میں بیٹھ کر اسے تیر مارتا تھا جو سوار میری طرف متوجہ ہوا اسے زخمی کر دیا میں انہیں تیر مارتا تھا اور یہ شعر پڑھتا جاتا تھا۔

أَنَا ابْنُ الأَكْوَعْ وَاليَوْمُ يَوْمُ الرُّضَّعْ

میں اکوع کا بیٹا ہوں آج معلوم ہو جائے گا کہ کس نے شریف عورت کا دودھ پیا ہے اور کون کمینہ ہے

فَإِذَا كُنْتُ فِي الشَّجَرَةِ أَحْدَقْتُهُمْ بِالنَّبْلِ. وَإِذَا تَضَايَقَتِ الثَّنَايَا عَلَوْتُ الْجَبَلَ فَرَمَيْتُهُمْ بِالْحِجَارَةِ فَمَا زَالَ ذَلِكَ شَأْنِي وَشَأْنَهُمْ أَتْبَعُهُمْ وَأَرْتَجِزُ حَتَّى مَا خَلَقَ اللهُ شَيْئًا مِنْ ظَهْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - إِلا خَلَّفْتُهُ وَرَاءَ ظَهْرِي وَاسْتَنْقَذْتُهُ مِنْ أَيْدِيهِم،ثُمَّ لَمْ أَزَلْ أَرْمِيهِمْ حَتَّى أَلْقَوْا أَكْثَرَ مِنْ ثَلَاثِينَ رُمْحًا وَأَكْثَرَ مِنْ ثَلَاثِينَ بُرْدَةً يَسْتَخِفُّونَ مِنْهَا وَلَا يُلْقُونَ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا إِلا جَعَلْتُ عَلَيْهِ حِجَارَةً وَجَمَعْتُهُ عَلَى طَرِيقِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

جب میں درخت کی آڑ میں ہوتا تو انہیں تیروں سے گھیر لیتا تھا میر ابرابر یہی حال رہا اور جب دشمن پہاڑ کے ایک تنگ راستے میں داخل

[1] ابن ہشام ۲۸۱؍۲، زادالمعاد ۲۴۸؍۳،دلائل النبوۃ للبیہقی ۱۸۶؍۴،شرح الزرقانی علی المواھب ۱۱۰؍۳

ہوئے تو میں پہاڑ کے اوپر چڑھ گیا اور وہاں سے پتھر لڑھکانے لگا اور رجز پڑھتا تھا تا آنکہ میں نبی کریم کے ان جانوروں کو جنہیں اللہ نے پیدا کیا تھا اپنی پشت پر کر لیا اور ان لوگوں کے ہاتھوں سے چھڑا لیا، مگر میں نے پھر بھی ان کا پیچھا نہ چھوڑا اور لگاتار ان پر تیراندازی کرتے رہا جس سے دشمن سراسیمہ ہو گیا اور انہوں نے اپنا بوجھ کم کر کے تیز رفتاری سے فرار ہونے کے لئے تیس سے زیادہ یمنی چادریں اور تیس سے زیادہ نیزے پھینک دیئے مگر وہ انہیں سمیٹنے کے بجائے ان پر بطور نشان پتھر رکھتا گیا تا کہ رسول اللہ ﷺ پہچان لیں کہ یہ مال غنیمت ہے،

حَتَّى إذا امْتَدَّ الضُّحى أَتاهُمْ عُيَيْنَةُ بْنُ بَدْرٍ الْفَزارِيُّ مَدَدًا لَهُمْ. وَهُمْ فِي ثَنِيَّةٍ ضَيِّقَةٍ. ثُمَّ عَلَوْتُ الْجَبَلَ فَأَنا فَوْقَهُمْ،قَالَ عُيَيْنَةُ: مَا هَذَا الَّذِي أَرَى؟قالُوا: لَقِينَا مِنْ هَذَا الْبَرْحِ مَا فَارَقْنَا بِسَحَرٍ حَتَّى الآنَ وَأَخَذَ كُلَّ شَيْءٍ فِي أَيْدِينَا وَجَعَلَهُ وَرَاءَ ظَهْرِهِ،فَقَالَ عُيَيْنَةُ: لَوْلا أَنَّ هَذَا يَرَى أَنَّ وَرَاءَهُ طَلَبًا لَقَدْ تَرَكَكُمْعيينه،ثُمَّ قَالَ: لِيَقُمْ إِلَيْهِ نَفَرٌ مِنْكُمْ،فَقَامَ إِلَيَّ نَفَرٌ مِنْهُمْ أَرْبَعَةٌ فَصَعِدُوا فِي الْجَبَلِ فَلَمَّا أَسْمَعْتُهُمُ الصَّوْتَ قُلْتُ لَهُمْ: أَتَعْرِفُونَنِي؟قالُوا: وَمَنْ أَنْتَ؟قُلْتُ: أَنَا ابْنُ الأَكْوَعِ. وَالَّذِي كَرَّمَ وَجْهَ مُحَمَّدٍلا يَطْلُبُنِي رَجُلٌ مِنْكُمْ فَيُدْرِكُنِي وَلا أَطْلُبُهُ فَيَفُوتُنِي! فَقَالَ رَجُلٌ مِنْهُمْ: إِنَّ ذَا ظَنٌّ،قَالَ: فَمَا بَرِحْتُ مَقْعَدِي ذَلِكَ حَتَّى نَظَرْتُ إِلَى فَوَارِسِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَخَلَّلُونَ الشَّجَرَ

جب صبح کی روشنی پھیل گئی تو ان کی مدد کے لئے عیینہ بن بدرالفزاری آیا وہ لوگ پہاڑ کی ایک تنگ گھاٹی میں تھے میں بھی ایک چوٹی پر چڑھ گیا اور ان لوگوں کے اوپر تھا عیینہ نے کہا یہ کیا ہے جو مجھے نظر آ رہا ہے؟انہوں نے کہا کہ اسی سے ہمیں ایذا پہنچی ہے اس نے ہمیں صبح سے اس وقت تک نہیں چھوڑا جب تک وہ سب کچھ واپس نہیں لے لیا جو ہمارے ہاتھ میں تھا اور اسے اپنے پیچھے کر لیا، عیینہ نے کہا کہ کہیں ایسا نہ ہو یہ جو دکھائی دیتا ہے اس کے پیچھے اور کوئی جستجو کرنے والا ہو جس نے تمہیں چھوڑ دیا ہو، پھر کہا تم میں سے ایک جماعت کو اس کے مقابلے کے لئے کھڑا ہونا چاہیے، چنانچہ ان میں سے چار لوگوں کی ایک جماعت میرے مقابلے کے لئے کھڑی ہوئی، وہ پہاڑ پر چڑھے، جب وہ اتنے قریب پہنچ گئے کہ بات سن سکیں تو میں نے کہا کیا تم لوگ مجھے پہچانتے ہو؟انہوں نے کہا تو کون ہے؟میں نے کہا میں سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ ہوں جس کے چہرے کو محمد ﷺ نے مکرم کیا اگر تم مجھ سے دوڑ میں مقابلہ کرنا چاہو تو نہیں کر سکتے، میں تم میں سے ہر آدمی کو بے دھڑک پکڑ لوں گا مگر تم مجھے نہیں پکڑ سکو گے، ان میں سے ایک شخص نے کہا کہ اس کا یہ گمان ہے، فرماتے ہیں اپنی نشست پر میں بیٹھنے بھی نہ پایا تھا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے بھیجے ہوئے شہسواروں کو دیکھ لیا جو درختوں کے درمیان سے چلے آ رہے تھے۔[1]

اسی دوران چرواہے کی بیوی لیلیٰ کسی طرح دشمنوں کے چنگل سے آزاد ہو کر رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی عضباء پر سوار ہو کر نکل جانے میں کامیاب ہو گئی، وہ اس کی تلاش میں نکلے مگر وہ ان کے ہاتھ نہ لگی، خطرے کے اس وقت اس عورت نے نذر مانی کہ اگر وہ دشمنوں کے ہاتھ سے بچ جانے میں کامیاب ہو گئی تو اسی اونٹنی کو ذبح کر دے گی

وَبَلَغَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صِيَاحُ ابْنِ الأَكْوَعِ، فَصَرَخَ بِالْمَدِينَةِ الْفَزَعُ الْفَزَعُ، فَتَرَامَتْ الْخُيُولُ إِلَى رَسُولِ

---

[1] ابن سعد۶۳؍۲،البداية والنهاية۱۷۳؍۴،تاريخ طبری۵۹۷؍۲،دلائل النبوة للبيهقی ۱۸۲؍۴

اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،وَكَانَ أَوَّلَ مَنْ انْتَهَى إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْفُرْسَانِ: الْمِقْدَادُ ابْنُ عَمْرٍو، وَهُوَ الَّذِي يُقَالُ لَهُ: الْمِقْدَادُ بْنُ الْأَسْوَدِ، حَلِيفُ بَنِي زُهْرَةَ،ثُمَّ كَانَ أَوَّلَ فَارِسٍ وَقَفَ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ الْمِقْدَادِ مِنَ الْأَنْصَارِ، عَبَّادُ بْنُ بِشْرِ بْنِ وَقْشِ بْنِ زُغْبَةَ بْنِ زَعُورَاءَ، أَحَدُ بَنِي عَبْدِ الْأَشْهَلِ، وَسَعْدُ ابْنُ زَيْدٍ، أَحَدُ بَنِي كَعْبِ بْنِ عَبْدِ الْأَشْهَلِ، وَأُسَيْدُ بْنُ ظُهَيْرٍ، أَخُو بَنِي حَارِثَةَ ابْنِ الْحَارِثِ، يُشَكُّ فِيهِ، وَعُكَّاشَةُ بْنُ مُحْصَنٍ، أَخُو بَنِي أَسَدِ بْنِ خُزَيْمَةَ، وَمُحْرِزُ بْنُ نَضْلَةَ، أَخُو بَنِي أَسَدِ بْنِ خُزَيْمَةَ، وَأَبُو قَتَادَةَ الْحَارِثُ بْنُ رِبْعِيٍّ، أَخُو بَنِي سَلِمَةَ، وَأَبُو عَيَّاشٍ، وَهُوَ عُبَيْدُ بْنُ زَيْدِ بْنِ الصَّامِتِ، أَخُو بَنِي زُرَيْقٍ

جب رسول اللہ ﷺ نے سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کی پکار سنی تو تمام مدینہ میں اعلان کرادیا (يَا خَيْلَ اللهِ ارْكَبُوا) اے اللہ کے گروہ! دشمن کے مقابلے کے لئے چلو فوراً سوار رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آنے شروع ہو گئے، سب سے پہلا شہسوار مقداد بن عمرو رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا انہی کو مقداد بن اسود بھی کہتے تھے جو بنو زہرہ کے حلیف تھے، پھر مقداد کے بعد عباد بن بشر جو بنی عبد الاشہل میں سے تھے، اور سعد ابن زید جو بنی کعب بن عبد الاشہل میں سے تھے، اور اسید بن حضیر جو بنو حارثہ میں سے تھے، اور عکاشہ بن محصن جو بنی اسد بن خزیمہ میں سے تھے، اور محرز بن نضلہ (جن کا لقب اخرم اسدی تھا) جو بنی اسد بن خزیمہ سے تھے اور ابو قتادہ الحارث بن ربعی جو بنو سلمہ سے تھے، اور ابو عیاش عبید بن زید بن صامت جو بنی زریق سے تھے آکر آپ ﷺ کی خدمت میں جمع ہو گئے،

فَلَمَّا اجْتَمَعُوا إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَّرَ عَلَيْهِمْ سَعْدَ بْنَ زَيْدٍ، فِيمَا بَلَغَنِي، ثُمَّ قَالَ: أُخْرُجْ فِي طَلَبِ الْقَوْمِ، حَتَّى أَلْحَقَكَ فِي النَّاسِ،وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فِيمَا بَلَغَنِي عَنْ رِجَالٍ مِنْ بَنِي زُرَيْقٍ، لِأَبِي عَيَّاشٍ: يَا أَبَا عِيَاشٍ، لَوْ أَعْطَيْتُ هَذَا الْفَرَسَ رَجُلًا، هُوَ أَفْرَسُ مِنْكَ فَلَحِقَ بِالْقَوْمِ؟قَالَ أَبُو عَيَّاشٍ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَنَا أَفْرَسُ النَّاسِ، ثُمَّ ضربت الفرس، فو الله مَا جَرَى بِي خَمْسِينَ ذِرَاعًا حَتَّى طَرَحَنِي،فَعَجِبْتُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لَوْ أَعْطَيْتَهُ أَفْرَسَ مِنْكَ، وَأَنَا أَقُولُ: أَنَا أَفْرَسُ النَّاسِ،فَزَعَمَ رِجَالٌ مِنْ بَنِي زُرَيْقٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْطَى فَرَسَ أَبِي عَيَّاشٍ مُعَاذَ بْنَ مَاعِصٍ، أَوْ عَائِذَ بْنَ مَاعِصِ بْنِ قَيْسِ بْنِ خَلَدَةَ، أَنَّ أَوَّلَ فَارِسٍ لَحِقَ بِالْقَوْمِ مُحْرِزُ بْنُ نَضْلَةَ، أَخُو بَنِي أَسَدِ بْنِ خُزَيْمَةَ وَكَانَ يُقَالُ لِمُحْرِزٍ: الْأَخْرَمُ ، وَيُقَالُ لَهُ قُمَيْرٌ

جب یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس جمع ہو گئے تو آپ ﷺ نے فوری طور پر سعید بن زید اشہلی کو ان کا سردار مقرر فرمایا اور حکم دیا کہ لٹیروں کی تلاش میں جاؤ میں بھی تم سے آملتا ہوں، رسول اللہ ﷺ نے ابو عیاش رضی اللہ عنہ سے فرمایا اگر تم اپنا گھوڑا کسی اچھے سوار کو دے دو تو بہتر ہے وہ تم سے پہلے لٹیروں سے جا ملے گا، ابو عیاش رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! میں بھی اچھا سوار ہوں، پھر میں نے گھوڑے کو ایڑ لگائی بخدا میرا گھوڑا پچاس قدم بھی نہ چلا تھا کہ اس نے مجھے پھینک دیا، تب مجھے اپنے قول پر تعجب ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ تم اپنا گھوڑا کسی اچھے سوار کو دے دو اور میں یہ کہتا ہوں کہ میں اچھا سوار ہوں، بنی رزیق میں سے بعض لوگوں کا بیان ہے کہ ابو عیاش رضی اللہ عنہ کا گھوڑا رسول اللہ ﷺ نے معاذ بن ماعص یا عائذ بن ماعص کو عنایت کیا تھا (کیونکہ شاہسواری میں یہ ان سے زیادہ

ماہر تھے) ان شہسواروں میں سب سے پہلے محرز بن نضلہ جو بنی اسد بن خزیمہ میں سے تھے پہنچے جن کو اخرم بھی کہتے ہیں اور بعض قمیر کہتے ہیں اور دشمن سے مقابلہ کے لئے بیتاب ہو گئے۔[1]

فَإِذَا أَوَّلُهُمُ الْأَخْرَمُ الْأَسَدِيُّ وَعَلَى أَثَرِهِ أَبُو قَتَادَةَ فَارِسُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَى أَثَرِ أَبِي قَتَادَةَ الْمِقْدَادُ الْكِنْدِيُّ،قَالَ: فَوَلَّى الْمُشْرِكُونَ مُدْبِرِينَ،وَأَنْزِلُ مِنَ الْجَبَلِ فَأَعْرِضُ لِلْأَخْرَمِ فَآخُذُ عِنَانَ فَرَسِهِ، قُلْتُ: يَا أَخْرَمُ، انْذَرِ الْقَوْمَ يَعْنِي احْذَرْهُمْ فَإِنِّي لَا آمَنُ أَنْ يَقْتَطِعُوكَ فَاتَّئِدْ حَتَّى تَلْحَقَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ،قَالَ: يَا سَلَمَةُ، إِنْ كُنْتَ تُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَتَعْلَمُ أَنَّ الْجَنَّةَ حَقٌّ، وَالنَّارَ حَقٌّ، فَلَا تَحُلْ بَيْنِي وَبَيْنَ الشَّهَادَةِ،قَالَ: فَخَلَّيْتُ عِنَانَ فَرَسِهِ، فَيَلْحَقُ بِعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عُيَيْنَةَ، وَيَعْطِفُ عَلَيْهِ عَبْدُ الرَّحْمَنِ فَقَتَلَهُ، وَتَحَوَّلَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ عَلَى فَرَسِ الْأَخْرَمِ فَيَلْحَقُ أَبُو قَتَادَةَ بِعَبْدِ الرَّحْمَنِ، فَاخْتَلَفَا طَعْنَتَيْنِ فَعَقَرَ بِأَبِي قَتَادَةَ وَقَتَلَهُ أَبُو قَتَادَةَ

سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں سب سے آگے محرز بن نضلہ رضی اللہ عنہ اور ان کے پیچھے ابو قتادہ رضی اللہ عنہ اور ان کے پیچھے مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ تھے جن کے ہاتھ میں جھنڈا لہرا رہا تھا، فرماتے ہیں یہ دیکھ کر مشرکین پیٹھ پھیر کر بھاگ کھڑے ہوئے، میں نے پہاڑ سے اتر کر اخرم کے آگے آ گیا اور ان کے گھوڑے کی باگ پکڑ کر کہا اے اخرم اس جماعت سے ڈرو (یعنی ان سے بچو) مجھے اندیشہ ہے کہ وہ لی اور کہا تنہا نہ جاؤ وہ کہیں تم کو قتل نہ کر ڈالیں بہتر یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب رضی اللہ عنہ کا انتظار کرو، مگر محرز بن نضلہ رضی اللہ عنہ نے کہا اے سلمہ رضی اللہ عنہ! اگر تو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے، جنت وجہنم کو حق سمجھتا ہے تو میرے اور شہادت کے درمیان حائل نہ ہو، چنانچہ میں نے گھوڑے کی لگام چھوڑ دی، محرز بن نضلہ رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور دشمن سے مقابلہ کیا اور عبدالرحمٰن کے گھوڑے کو زخمی کر دیا، عبدالرحمٰن بن عیینہ بھی ان کے گھوڑے کی طرف پلٹا اور اپنا نیزہ مار کر انہیں شہید کر دیا، اسی اثنا میں ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر عبدالرحمٰن کو ایک نیزہ مارا جس نے اس کا کام تمام کر دیا۔[2]

پھر تو مجاہدین ان پر ٹوٹ پڑے، چنانچہ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے دشمن کا مسعدۃ بن حکمہ فزاری اور عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ نے ابان بن عمر کو قتل کر ڈالا،

لَتَبِعْتُهُمْ أَعْدُو عَلَى رِجْلَيَّ حَتَّى مَا أَرَى وَرَائِي مِنْ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَا غُبَارِهِمْ شَيْئًا حَتَّى يَعْدِلُوا قَبْلَ غُرُوبِ الشَّمْسِ إِلَى شِعْبٍ فِيهِ مَاءٌ يُقَالُ لَهُ: ذُو قَرَدٍ لِيَشْرَبُوا مِنْهُ وَهُمْ عِطَاشٌ، قَالَ: فَنَظَرُوا إِلَيَّ أَعْدُو وَرَاءَهُمْ، فَخَلَّيْتُهُمْ عَنْهُ - يَعْنِي أَجْلَيْتُهُمْ عَنْهُ - فَمَا ذَاقُوا مِنْهُ قَطْرَةً

دشمن صبح سے بھاگ رہا تھا اور میں (سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ) اپنے پاؤں سے دشمن کے پیچھے ایسا دوڑ رہا تھا کہ مجھے اپنے پیچھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی صحابی نہ دکھلائی دیا اور نہ ان کا غبار، سورج غروب ہونے سے کچھ قبل دشمن نے اپنا رخ ایک گھاٹی کی طرف موڑا جس میں ذی قرد نام کا ایک چشمہ تھا دشمن کا پیاس سے برا حال تھا اور وہ اپنی پیاس بجھانا چاہتے تھے چنانچہ وہ پانی پینے کے لئے اترے، جب انہوں نے مجھے دیکھا کہ میں

[1] ابن ہشام۲۸۱؍۲، الروض الانف ۷؍۷، عیون الاثر ۱۲۱؍۲،تاریخ طبری ۶۰۲؍۲

[2] دلائل النبوۃ للبیہقی ۱۸۲؍۴،ابن سعد ۶۳؍۲

ان کے پیچھے دوڑتا چلا آرہا ہوں تو وہ پانی پر سے ہٹ گئے اور وہ پانی کا ایک قطرہ بھی حاصل نہ کر سکے۔[1]

وَاسْتَخْلَفَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمَدِينَةِ ابْنَ أُمّ مَكْتُومٍ وخلف سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ فِي ثَلَاثِمِائَةٍ مِنْ قَوْمِهِ يَحْرُسُونَ الْمَدِينَةَوكان قد عَقَدَ للمِقْدَادُ بْنُ عَمْرٍو لِوَاءً فِي رُمحِهِ

ہراول دستے کو روانہ فرما کر رسول اللہ ﷺ نے ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہا کو مدینہ میں اپنا نائب مقرر فرمایا، سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو تین سو مجاہدین کے دستہ کے ساتھ مدینہ کی حفاظت پر مامور فرمایا اور مقداد بن عمرو رضی اللہ عنہ کو پرچم عطا ہوا۔[2]

فَإِذَا نَبِيُّ اللهِ فِي خَمْسِمِائَةٍ ،فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ الْقَوْمَ عِطَاشٌ، فَلَوْ بَعَثْتَنِي فِي مِائَةِ رَجُلٍ اسْتَنْقَذْتُ مَا فِي أَيْدِيهِمْ مِنَ السَّرْحِ وَأَخَذْتُ بِأَعْنَاقِ الْقَوْمِ، فَقَالَ يَا بن الْأَكْوَعِ مَلكْتَ فَأَسْجِحْ

اور اللہ کے نبی ﷺ پانچ سو مجاہدین رضی اللہ عنہم کی ایک جمعیت کو لیکر تیزی سے مسافت طے کرتے ہوئے غروب آفتاب کے بعد سلمہ بن اکوع تک پہنچ گئے، سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ !وہ سب پیاسے ہیں اگر آپ مجھے سو آدمی دے دیں تو میں ان کے تمام گھوڑے زین سمیت چھین لوں اور ان کی گردنیں بھی پکڑ کر حاضر خدمت کر دوں، آپ ﷺ نے فرمایا اے اکوع کے لڑکے! تم ان پر قابو پا گئے اب نرمی برتو۔[3]

فَقَالَ:إِنَّهُمُ الْآنَ لَيُقْرَوْنَ فِي أَرْضِ غَطَفَانَ ، قَالَ: فَجَاءَ رَجُلٌ مِنْ غَطَفَانَ ،أَقَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بذي قَرَدٍ يَوْمًا وَلَيْلَةً

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دشمن پناہ کے لئے بنی غطفان کی سرحد میں پہنچ گئے ہیں اور اس وقت بنو غطفان ان کی مہمان نوازی کر رہے ہیں، رسول اللہ ﷺ ذی قرد پر ایک دن رات مقیم رہے۔[4]

وَإِذَا بِلَالٌ نَحَرَ نَاقَةً مِنَ الْإِبِلِ الَّذِي اسْتَنْقَذْتُ مِنَ الْقَوْمِ، وَإِذَا هُوَ يَشْوِي لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ كَبِدِهَا وَسَنَامِهَا

اور بلال رضی اللہ عنہ نے ان چھڑائے ہوئے اونٹوں میں سے جو میں نے چھینے تھے ایک اونٹ ذبح کیا اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے لئے کلیجی اور کوہان بھونا۔[5]

<u>وَأَقْبَلَتْ امْرَأَةُ الْغِفَارِيِّ</u> عَلَى نَاقَةٍ مِنْ إِبِلِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حَتَّى قَدِمَتْ عَلَيْهِ فَأَخْبَرَتْهُ الْخَبَرَ فَلَمَّا

[1] صحیح مسلم کتاب الجهادوالسیر بَابُ غَزْوَةِ ذِي قَرَدٍ وَغَيْرِهَا۴۶۷۸،فتح الباری ۴۶۲/۷،دلائل النبوۃ للبیہقی ۱۸۲/۴

[2] ابن سعد۶۲/۲،عیون الاثر ۱۲۳/۲،مغازی واقدی ۵۴۷/۲،شرح الزرقانی علی الموهب ۱۱۳/۳

[3] صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ غَزْوَةِ ذِي قَرَدَ ۴۱۹۴، زادالمعاد ۲۴۹/۳، البدایۃ والنہایۃ ۱۷۳/۴،فتح الباری ۴۶۳/۷

[4] ۔مغازی واقدی ۵۴۰/۲

[5] صحیح مسلم کتاب الجهادوالسیربَابُ غَزْوَةِ ذِي قَرَدٍ وَغَيْرِهَا ۴۶۷۸ ، ابن سعد ۶۴/۲

فَرَغَتْ، قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنِّي قَدْ نَذَرْتُ لِلَّهِ أَنْ أَنْحَرَهَا إِنْ نَجَّانِي اللهُ عَلَيْهَا قَالَ: فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ قَالَ: بِئْسَ مَا جَزَيْتِهَا أَنْ حَمَلَكَ اللهُ عَلَيْهَا وَنَجَّاكَ بِهَا ثُمَّ تَنْحَرِينَهَا! إِنَّهُ لَا نَذْرَ فِي مَعْصِيَةِ اللهِ وَلَا فِيمَا لَا تَمْلِكِينَ، إِنَّمَا هِيَ نَاقَةٌ مِنْ إِبِلِي، فَارْجِعِي إِلَى أَهْلِكَ عَلَى بَرَكَةِ اللهِ

غفاری کی بیوی رسول اللہ ﷺ کے اونٹوں میں سے ایک اونٹنی پر سوار ہو کر آپ ﷺ کی خدمت میں پہنچی اور تمام واقعہ کی خبر دی، پھر کہنے لگی اے اللہ کے رسول ﷺ! میں نے نذر مانی تھی کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھ کو اس اونٹنی پر نجات دے گا تو میں اس اونٹنی کو ذبح کر دوں گی، عورت کی اس بات پر رسول اللہ ﷺ نے تبسم فرمایا اور پھر فرمایا تم نے اس اونٹنی کو بہت برا صلہ دیا اگر اللہ تمہیں اس پر سوار کرا کر ان غاصبوں سے نجات دے دے تو تم اسے ہی ذبح کر ڈالو، یہ گناہ کی بات ہے اور گناہ میں نذر نہیں ہوتی اور نہ اس چیز میں نذر ہوتی ہے جس کی تو مالک نہ ہو، یہ اونٹنی تو میرے اونٹوں میں سے ہے تیری ملکیت نہیں، تم پر اللہ کا بڑا فضل ہوا اب تم اپنے کنبے میں واپس چلی جاؤ۔[1]

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:كَانَ خَيْرَ فُرْسَانِنَا الْيَوْمَ أَبُو قَتَادَةَ، وَخَيْرَ رَجَّالَتِنَا سَلَمَةُ ،قَالَ: ثُمَّ أَعْطَانِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَهْمَيْنِ سَهْمَ الْفَارِسِ، وَسَهْمَ الرَّاجِلِ، فَجَمَعَهُمَا لِي جَمِيعًاثُمَّ أَرْدَفَنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَاءَهُ عَلَى الْعَضْبَاءِ رَاجِعِينَ إِلَى الْمَدِينَةِ

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آج ہمارے سب سے بہترین شہسوار ابو قتادہ رضی اللہ عنہ ہیں اور سب سے بہترین پیادہ سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ ہیں، رسول اللہ ﷺ نے مال غنیمت میں سے مجھے دو حصے عنایت فرمائے ایک پیادہ کا اور ایک گھڑ سوار کا اور دونوں مجھ ہی کو دے دیئے، اور جب مدینہ منورہ واپس ہوئے تو مجھے یہ شرف بخشا کہ اپنی عضبا نامی اونٹنی پر اپنے پیچھے سوار فرما لیا۔[2]

وقد قَتَل أَبُو قَتَادَةَ مَسْعَدَةَ فَأَعْطَاهُ رَسُول اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَسَهُ وَسِلَاحَهُ

اور مقتول مسعدہ بن حکمہ فزاری کا گھوڑا اور ہتھیار ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کو عطا فرما دیئے۔[3]

وقد غَابَ خَمْسَ لَيَالٍ

اور پانچ دن کے بعد مدینہ تشریف لے آئے۔[4]

اور ذی الحجہ اور محرم کا کچھ حصہ مدینہ منورہ میں قیام پذیر رہے۔

---

[1] ابن ہشام ۲،۲۸۵، مغازی واقدی ۲،۵۴۸،الروض الانف ۷،۱۱

[2] صحیح مسلم کتاب الجہادوالسیرباَبُ غَزْوَةِ ذِي قَرَدٍ وَغَيْرِهَا ۴۶۷۸،ابن سعد ۲،۶۴

[3] ابن سعد ۲،۶۲،شرح الزرقانی علی المواہب ۳،۱۱۴

[4] شرح الزرقانی علی المواہب ۳،۱۱۹،عیون الاثر ۲،۱۲۳،ابن سعد ۲،۶۲،مغازی واقدی ۲،۵۴۷

سعید رضی اللہ عنہ بن عامر کا قبول اسلام

سید الامم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت حق کا آغاز فرمایا تو اس وقت سعید بن عامر سات آٹھ سال کے لڑکے تھے، یہ ان کے کھیل کود کے دن تھے اس لیے ابتداء اسلام کی طرف متوجہ نہ ہوئے جوان ہوئے اور حق وباطل میں تمیز کرنے کا شعور پیدا ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لے جا چکے تھے

وَأَسْلَمَ سَعِيدُ بْنُ عَامِرٍ قَبْلَ خَيْبَرَ , وَهَاجَرَ إِلَى الْمَدِينَةِ، وَشَهِدَ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ وَمَا بَعْدَ ذَلِكَ مِنَ الْمَشَاهِدِلَمَّا مَاتَ عِيَاضُ بْنُ غَنْمٍ وَلَّى عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ سَعِيدَ بْنَ عَامِرِ بْنِ حِذْيَمٍ عَمَلَهُ، وَكَتَبَ كِتَابًا يُوصِيهِ فِيهِ بِتَقْوَى اللهِ وَالجِدِّ فِي أَمْرِ اللهِ وَالْقِيَامِ بِالْحَقِّ الَّذِي يَجِبُ عَلَيْهِ، وَيَأْمُرُهُ بِوَضْعِ الْخَرَاجِ وَالرِّفْقِ بِالرَّعِيَّةِ، فَأَجَابَهُ سَعِيدُ بْنُ عَامِرٍ عَلَى نَحْوٍ مِنْ كِتَابِهِ

تاہم سعید الفطرت سعید رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے توفیق عطا فرمائی اور وہ غزوہ خیبر سے پہلے مدینہ منورہ جا کر مشرف بہ اسلام ہو گئے اور انہوں نے غزوہ خیبر اور بعد کے دوسرے غزوات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا، جب عیاض رضی اللہ عنہ بن غنم وفات پا گئے تو امیر المومنین سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب نے سعید رضی اللہ عنہ کو حمص کی امارت پر مقرر فرمایا اور انہیں ایک فرمان لکھا جس میں انہیں اللہ سے ڈرنے کی اور اللہ کے کام میں کوشش کرنے کی اور اس کے حق کے ادا کرنے کی جو ان پر واجب ہے نصیحت کی تھی اور خراج مقرر کرنے اور رعیت کے ساتھ نرمی کرنے کا حکم فرمایا تھا، سعید رضی اللہ عنہ بن عامر نے ان کے فرمان کے طریقے پر اسے قبول کیا۔[1]

أَرْسَلَ عُمَرُ إِلَى سَعِيدِ بْنِ عَامِرٍ فَقَالَ: إِنَّا مُسْتَعْمِلُوكَ عَلَى هَؤُلَاءِ تَسِيرُ بِهِمْ إِلَى أَرْضِ الْعَدُوِّ فَتُجَاهِدُ بِهِمْ ، فَقَالَ: يَا عُمَرُ، لا تَفْتِنِّي، فَقَالَ عُمَرُ: وَاللهِ لا أَدَعُكُمْ، جَعَلْتُمُوهَا فِي عُنُقِي ثُمَّ تَخَلَّيْتُمْ مِنِّي،وَكَانَ إِذَا خَرَجَ عَطَاؤُهُ نَظَرَ إِلَى قُوتِ أَهْلِهِ مِنْ طَعَامِهِمْ وَكِسْوَتِهِمْ وَمَا يُصْلِحُهُمْ فَيَعْزِلُهُ، وَيَنْظُرُ إِلَى بَقِيَّتِهِ فَيَتَصَدَّقُ بِهِ، فَيَقُولُ أَهْلُهُ: أَيْنَ بَقِيَّةُ الْمَالِ؟فَيَقُولُ: أَقْرَضْتُهُ،قَالَ: فَأَتَاهُ نَفَرٌ مِنْ قَوْمِهِ، فَقَالُوا: لَوْلا أَنَّ لأَهْلِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَإِنَّ لأَصْهَارِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَإِنَّ لِقَوْمِكَ عَلَيْكَ حَقًّافَقَالَ: مَا اسْتَأْثَرَ عَلَيْهِمْ أَنْ يَرَى لَمَعَ أَيْدِيهِمْ،فَيَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ قَبْلَ النَّاسِ بِسَبْعِينَ عَامًا

عبدالرحمٰن بن سابط کہتے ہیں امیر المومنین سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سعید رضی اللہ عنہ بن عامر کو بلا بھیجا جب وہ تشریف لائے تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے تمہیں دشمنوں کی سرزمین پر معمور کیا ہے تاکہ تم ان سے جہاد جاری رکھو، سعید رضی اللہ عنہ بن عامر نے عرض کیا نہیں نہیں امیر المومنین میں اس عہدے کے قابل نہیں مجھے اس فتنے میں نہ ڈالیئے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے تندوتیز لہجے میں فرمایا خوب! تم لوگو نے خلافت کی ذمہ داریوں کا قلادہ تو میری گردن پر ڈال رکھا ہے اور خود کسی قسم کی ذمہ داری قبول کرنے سے گریز کرتے ہو، اللہ کی قسم میں تمہیں نہیں چھوڑ سکتا تمہیں حمص کی امارت ضرور سنبھالنی ہوگی، سعید رضی اللہ عنہ نے بار بار معذرت کی مگر سید ناعمر رضی اللہ عنہ اپنی بات پر مصر رہے، آخر بڑی ردوقدح کے بعد انہوں نے

[1] ابن سعد ۲۰۳؍۴

اس عہدہ کو قبول کرلیا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے لیے جو مقرر کیا تھا (اور سیدنا عمر اپنے عمال کو نہایت معقول مشاہرے دیتے تھے) سعید رضی اللہ عنہ اس میں سے چند درہم کھانے پینے کے سامان پر صرف کرتے اور باقی رقم اللہ کی راہ میں لٹادیتے، جب بیوی پوچھتیں کہ تنخواہ کی باقی رقم کہاں ہے؟ تو کہتے قرض دے دیا ہے (قرض دینے سے ان کی مراد یہ ہوتی تھی کہ یہ رقم اللہ کی راہ میں خرچ کر ڈالی ہے کیونکہ قرآن حکیم میں اسے قرض حسنہ کا نام دیا گیا ہے) ایک دفعہ کچھ لوگ وفد کی شکل میں سعید رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور کہا اے امیر! آپ کو ہم نے ہمیشہ نادار اور مفلس پایا ہے اخر آپ کے کنبے کا بھی تو آپ پر کچھ حق ہے، آپ کے عزیزوں کا آپ پر حق ہے اور آپ کے قبیلے کا آپ پر حق ہے، آپ اپنے ہاتھ کو اتنا کشادہ نہ رکھیں اور اپنے اہل وعیال کا بھی خیال رکھا کریں، سعید رضی اللہ عنہ نے جواب دیا یہ میرے بس کی بات نہیں مجھے تو فقر وغنا ہی پسند ہے کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے فقراء مومنین دوسرے لوگوں سے ستر سال پہلے جنت میں داخل ہوجائیں گے۔ [1]

اور واقعی سعید رضی اللہ عنہ کے زہد وقناعت کی یہ شان تھی کہ عام غرباء اور مساکین اور امیر حمص کے درمیان کوئی فرق نہیں رہا تھا۔

وَعَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، قَالَ: اسْتَعْمَلَ عَلَيْنَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، بِحِمْصَ سَعِيدَ بْنَ عَامِرِ بْنِ حُذَيْمٍ الْجُمَحِيَّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، فَلَمَّا قَدِمَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ حِمْصَ، قَالَ: يَا أَهْلَ حِمْصَ، كَيْفَ وَجَدْتُمْ عَامِلَكُمْ؟ قَالَ: فَشَكَوْا أَرْبَعًا لَا يَخْرُجُ إِلَيْنَا حَتَّى يَتَعَالَى النَّهَارُقَالَ: أَعْظِمْ بِهَا، قَالَ: فَمَاذَا؟ قَالُوا: يَغْنَظُ الْغَنْظَةَ بَيْنَ الْأَيَّامِ، يَعْنِي يَأْخُذُهُ مَوْتُهُ، أَيْ: شِبْهُ الْجُنُونِ، قَالَ:فَجَمَعَ عُمَرُ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَهُ، وَقَالَ: اللهُمَّ لَا تَقْبَلْ رَأْيِي فِيهِ الْيَوْمَ، مَا تَشْكُونَ مِنْهُ؟

خالد بن معدان کہتے ہیں امیر المومنین سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب نے سعید رضی اللہ عنہ بن عامر کو حمص کا والی مقرر فرمایا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اپنے عمال حکومت پر بڑی کڑی نظر رکھتے تھے ایک بار شام کے دورے پر تشریف لے گئے حمص پہنچ کر وہاں کے سربرآوردہ لوگوں سے پوچھا اے اہل حمص! تم نے اپنے والی کو کیسا پایا ہے؟ انہوں نے کہا سعید رضی اللہ عنہ سے ہمیں چار شکایات ہیں، جب تک کافی دن نہیں نکل آتا سعید رضی اللہ عنہ گھر سے باہر نہیں نکلتے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ تو بڑی بات ہے، فرمایا اور کیا شکایت ہے؟ انہیں بعض اوقات دورے پڑتے ہیں اور ہمیں گمان ہے کہ انہیں جنون لاحق ہے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سعید رضی اللہ عنہ اور اہل حمص کو ایک جگہ بلایا اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے دعا مانگی الہٰی! سعید رضی اللہ عنہ کے بارے میں میرے نیک گمان کو غلط ثابت نہ کرنا،

قَالُوا: لَا يَخْرُجُ إِلَيْنَا حَتَّى يَتَعَالَى النَّهَارُ،قَالَ: وَاللهِ إِنْ كُنْتُ لَأَكْرَهُ ذِكْرَهُ، قَالَ: لَيْسَ لِأَهْلِي خَادِمٌ، فَأَعْجِنُ عَجِينِي، ثُمَّ أَجْلِسُ حَتَّى يَخْتَمِرَ، ثُمَّ أَخْبِزُ خُبْزِي، ثُمَّ أَتَوَضَّأُ ثُمَّ أَخْرُجُ إِلَيْهِمْ،فَقَالَ: مَا تَشْكُونَ مِنْهُ؟قَالُوا: لَا يُجِيبُ أَحَدًا بِلَيْلٍ، قَالَ: مَا يَقُولُونَ، قَالَ: إِنْ كُنْتُ لَأَكْرَهُ ذِكْرَهُ، إِنِّي جَعَلْتُ النَّهَارَ لَهُمْ وَجَعَلْتُ اللَيْلَ لِلَّهِ، قَالَ: وَمَا تَشْكُونَ مِنْهُ؟قَالُوا: إِنَّ لَهُ يَوْمًا فِي الشَّهْرِ لَا يَخْرُجُ إِلَيْنَا فِيهِ،قَالَ: مَا يَقُولُونَ،قَالَ: لَيْسَ لِي خَادِمٌ يَغْسِلُ ثِيَابِي، وَلَا لِي ثِيَابٌ

---

[1] المنتظم في تاريخ الأمم والملوك ۴/۳۰۳

أُبَدِّلَهَا، فَأَجْلِسُ حتَّى تَجِفَّ ثُمَّ أُدْلِكُهَا ثُمَّ أَخْرُجُ إِلَيْهِمْ مِنْ آخِرِ النَّهَارِ،قَالَ: مَا تَشْكُونَ مِنْهُ؟قَالُوا: يَغْنَظُ الْغَنْظَةَ بَيْنَ الْأَيَّامِ،قَالَ: مَا يَقُولُونَ؟ قَالَ: شَهِدْتُ مَصْرَعَ خُبَيْبٍ الْأَنْصَارِيِّ بِمَكَّةَ، قَدْ بَضَعَتْ قُرَيْشٌ لَحْمَهُ ثُمَّ حَمَلُوهُ عَلَى جِذْعَةٍ، فَقَالُوا: أَتُحِبُّ أَنَّ مُحَمَّدًا مَكَانَكَ؟ فَقَالَ: وَاللهِ مَا أُحِبُّ أَنِّي فِي أَهْلِي وَأَنَّ مُحَمَّدًا شِيكَ شَوْكَةً، ثُمَّ نَادَى: يَا مُحَمَّدُ، فَمَا ذَكَرْتُ ذَلِكَ الْيَوْمَ، بِتَرْكِي نُصْرَتَهُ فِي تِلْكَ الْحَالِ وَأَنَا مُشْرِكٌ لَا أُؤْمِنُ بِاللهِ الْعَظِيمِ، إِلَّا ظَنَنْتُ أَنَّ اللهَ لَا يَغْفِرُ لِي بِذَلِكَ الذَّنْبِ أَبَدًا، قَالَ: فَيُصِيبُنِي تِلْكَ الْغَنْظَةُ،فَقَالَ عُمَرُ: الْحَمْدُ للهِ الَّذِي لَمْ يَقْبَلْ فِيهِ رَأْيًا

پھر پوچھا اے سعید رضی اللہ عنہ! جب تک کافی دن نہیں نکل آتا تم گھر سے باہر نہیں نکلتے، سعید رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے امیر المومنین! اللہ کی قسم میں ان چیزوں کا ذکر کرنا پسند نہیں کرتا تھا لیکن اب آپ پوچھتے ہیں تو حقیقت حال کا اظہار کیے بغیر چارہ نہیں اس لیے عرض کرتا ہوں علی الصباح میں اس لیے باہر نہیں نکلتا کہ میرے پاس کوئی خادم نہیں ہے، اپنی اہلیہ کے ساتھ مل کر گھر کے کام سرانجام دیتا ہوں وہ دوسرے کام کرتی ہیں اور میں آٹا گوندھتا ہوں پھر خمیر اٹھنے کا انتظار کرتا ہوں اس کے بعد روٹی پکاتا ہوں اور پھر ان لوگوں کی خدمت کے لیے باہر نکل آتا ہوں، سعید رضی اللہ عنہ نے عرض کیا انہیں مجھ سے اور کیا شکایت ہے؟ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا رات کو جب کوئی آواز دیتا ہے تو تم جواب نہیں دیتے، عرض کیا رات کو اس لیے جواب نہیں دیتا کہ سارا دن مخلوق خدا کی خدمت کرنے میں گزر جاتا ہے اور اپنے رب کے حضور میں اطمینان سے حاضر ہونے کا موقع نہیں ملتا اس لیے رات کا وقت میں نے اللہ کی عبادت کے لیے وقف کر رکھا ہے، سعید رضی اللہ عنہ نے عرض کیا انہیں مجھ سے اور کیا شکایت ہے؟ فرمایا تم مہینے میں ایک دن گھر کے اندر رہتے ہو اور بالکل باہر نہیں نکلتے تم اس کے بارے میں کیا کہتے ہو، عرض کیا میں مہینے میں ایک دن اس لیے باہر نہیں نکلتا کہ میرے پاس خادم نہیں ہے، میرے پاس کپڑوں کا صرف ایک ہی جوڑا ہے جب یہ میلا ہو جاتا ہے تو اسی کو دھو کر پہنتا ہوں، مہینے میں ایک دفعہ ضرور اپنے کپڑے دھوتا ہوں جب وہ سوکھ جاتے ہیں تو انہیں پہن کر باہر نکلتا ہوں، اس وقت دن کا بڑا حصہ گزر جاتا ہے اس لیے لوگوں سے نہیں مل سکتا، سعید رضی اللہ عنہ نے عرض کیا انہیں مجھ سے اور کیا شکایت ہے؟ فرمایا تمہیں اکثر دورے پڑتے ہیں اس کے بارے میں تم کیا کہتے ہو؟ عرض کیا جب خبیب رضی اللہ عنہ بن عدی کو مصلوب کیا گیا تو میں وہاں موجود تھا جب قریش نے انہیں پھانسی کی لکڑی کے پاس کھڑا کیا تو پوچھا تھا کیا تم یہ پسند کرتے ہو کہ تمہاری جگہ یہاں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کھڑے ہوتے؟ انہوں نے کہا تھا اللہ کی قسم! میں یہ ہرگز پسند نہیں کروں گا کہ میں اپنے اہل و عیال میں بیٹھا ہوں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک کانٹا بھی چبھ جائے، پھر کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! خبیب رضی اللہ عنہ کی مظلومانہ شہادت کا احساس بعض اوقات بے چین کر دیتا ہے، اس وقت تک میں مشرک تھا اور اللہ تعالیٰ پر ایمان نہیں لایا تھا اب میں گمان کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ میرے اس گناہ کو کبھی معاف نہیں فرمائے گا اس احساس کی وجہ سے بعض اوقات میں بے چین ہو جاتا ہوں اور پھر میں بے ہوش ہو جاتا ہوں، سعید رضی اللہ عنہ کے جوابات سن کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا چہرہ خوشی سے دمک اٹھا اور انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ تمہارے متعلق میرا نیک گمان صحیح نکلا۔

عَنْ حَسَّانِ بْنِ عَطِيَّةَ، قَالَ: أَصَابَ سَعِيدُ بْنُ عَامِرٍ حَاجَةً شَدِيدَةً، فَبَلَغَ ذَلِكَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، فَبَعَثَ إِلَيْهِ بِأَلْفِ دِينَارٍ فَدَخَلَ عَلَى امْرَأَتِهِ، فَقَالَ: بَعَثَ إِلَيْنَا بِمَا تَرَيْنَ، فَقَالَتْ: لَوْ أَنَّكَ اشْتَرَيْتَ لَنَا أُدْمًا، وَطَعَامًا، وَادَّخَرْتَ

سَائِرَهَا، فَقَالَ لَهَا: أَوَلَا أَدُلُّكِ عَلَى أَفْضَلَ مِنْ ذَلِكَ؟ نُعْطِي هَذَا الْمَالَ مَنْ يَتَّجِرُ لَنَا فِيهِ، فَنَأْكُلُ مِنْ رِبْحِهِ وَضَمَانُهُ عَلَيْهِ؟ قَالَتْ: نَعَمْ

حسان بن عطیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں سعید رضی اللہ عنہ بن عامر شدید تنگدستی کا شکار ہو گئے، سید نا عمر رضی اللہ عنہ کو ان کے بارے میں خبر ہوئی تو انہیں ایک ہزار دینار روانہ کیے، وہ اس رقم کو لے کر اپنی اہلیہ کے پاس پہنچے اور کہا دنیا فتوں کو لے کر میرے گھر میں داخل ہو گئی ہے، اہلیہ نے کہا ہم اس رقم سے کھانے پینے کا سامان اور کوئی لونڈی لے لیتے ہیں، سعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا میں تمہیں اس سے بہتر مشورہ نہ دوں؟ کیوں نہ ہم اس مال کو ان لوگوں میں تقسیم کر دیں جو ہم سے زیادہ محتاج اور نادار ہیں، اہلیہ نے کہا ٹھیک ہے، چونکہ انہوں نے سارا مال مساکین اور ضرورت مندوں میں تقسیم کر دیا۔

فَبَعَثَ إِلَيْهِ أَلْفَ دِينَارٍ، وَقَالَ: اسْتَعِنْ بِهَا عَلَى أَمْرِكَ، فَقَالَتِ امْرَأَتُهُ: الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَغْنَانَا مِنْ خِدْمَتِكَ ، فَقَالَ لَهَا: فَهَلْ لَكِ فِي خَيْرٍ مِنْ ذَلِكَ؟س نَدْفَعُهَا إِلَى مَنْ يَأْتِينَا بِهَا أَحْوَجَ مَا نَكُونُ إِلَيْهَا قَالَتْ: فَنَعَمْ، فَدَعَا رَجُلًا مِنْ أَهْلِهِ يَثِقُ بِهِ فَصَرَّرَهَا صُرَرًا، ثُمَّ قَالَ: انْطَلِقْ بِهَذِهِ إِلَى أَرْمَلَةِ آلِ فُلَانٍ، وَإِلَى يَتِيمِ آلِ فُلَانٍ، وَإِلَى مِسْكِينِ آلِ فُلَانٍ، وَإِلَى مُبْتَلَى آلِ فُلَانٍ، فَبَقِيَتْ مِنْهَا ذُهَيْبَةٌ فَقَالَ: أَنْفِقِي هَذِهِ، ثُمَّ عَادَ إِلَى عَمَلِهِ، فَقَالَتْ: أَلَا تَشْتَرِي لَنَا خَادِمًا؟ مَا فَعَلَ ذَلِكَ الْمَالُ؟ قَالَ: سَيَأْتِيكِ أَحْوَجَ مَا تَكُونِينَ

ایک بار سید نا عمر رضی اللہ عنہ نے ایک ہزار دینار سعید رضی اللہ عنہ بن عامر کے پاس یہ کہہ کر بھیجے کہ انہیں ذاتی تصرف میں لاؤ، سعید رضی اللہ عنہ کی اہلیہ نے ان سے کہا ہمارے پاس کوئی خادم نہیں ہے بہتر یہ ہے کہ اس رقم سے ایک غلام خرید لیا جائے، سعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا اس سے یہ بہتر نہیں ہے کہ یہ رقم ان لوگوں میں تقسیم کر دی جائے جو ہم سے بھی زیادہ محتاج اور نادار ہیں؟ بیوی بھی نیک بخت تھی رضامند ہو گئیں، چنانچہ سعید رضی اللہ عنہ نے یہ تمام رقم بیواؤں، یتیموں، بیماروں اور مسکینوں میں تقسیم کر دی۔ (١)

بنی جذام سے رفاعہ رضی اللہ عنہ بن زید کا قبول اسلام

وقدم على رَسُولُ اللَّهِ فِي هُدْنَةِ الْحُدَيْبِيَةِ قَبْلَ خَيْبَرَ، رِفَاعَةُ بْنُ زَيْدٍ الْجُذَامِيُّ، وَأَهْدَى لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُلَامًا وَأَسْلَمَ فَحَسُنَ إِسْلَامُهُ، وَكتب له رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كِتَابًا إِلَى قَوْمِهِ

غزوہ خیبر سے پہلے بنو جذام سے رفاعہ بن زید جذامی بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور اس موقع پر انہوں نے آپ کی خدمت میں ایک غلام ہدیۃً پیش کیا اور صدق دل سے اسلام قبول کر لیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی قوم کے نام ایک مکتوب لکھا جس کا مضمون یوں تھا۔

(١) سير السلف الصالحين لإسماعيل بن محمد الأصبهاني ٤٣٣/١،المنتظم في تاريخ الأمم والملوك ٣٠٢/٤،تاريخ دمشق لابن عساكر ١٦٢/٢١،حياة الصحابة ٣٨٥/٢، دراسة نقدية في المرويات الواردة في شخصية عمر بن الخطاب وسياسته الإدارية رضي الله عنه ٧٤٣/٢

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

هَذَا كِتَابٌ مِنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللهِ، لِرِفَاعَةِ بْنِ زَيْدٍ ، إِنِّي بَعَثْتُهُ إِلَى قَوْمِهِ عَامَّةً وَمَنْ دَخَلَ فِيهِمْ، يَدْعُوهُمْ إِلَى اللهِ وَإِلَى رَسُولِهِ، فَمَنْ أَقْبَلَ مِنْهُمْ فَفِي حِزْبِ اللهِ وَحِزْبِ رَسُولِهِ، وَمَنْ أَدْبَرَ فَلَهُ أَمَانُ شَهْرَيْنِ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ مکتوب محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف سے رفاعہ بن زید کو دیا گیا ہے۔

میں نے اسے اس کی تمام قوم کی طرف بھیجا ہے تا کہ یہ ان کو اللہ اور رسول کی طرف دعوت دیں، پس جو یہ دعوت قبول کرے وہ اللہ اور اس کے رسول کے گروہ (حزب اللہ) میں داخل ہے اور جو انکار کرے گا اس کے لئے دو ماہ کی مہلت ہے۔

فَلَمَّا قَدِمَ رِفَاعَةُ عَلَى قَوْمِهِ أَجَابُوا وَأَسْلَمُوا،ثُمَّ سَارُوا إِلَى الْحَرَّةِ: حَرَّةِ الرَّجْلَاءِ، وَنَزَلُوهَا

رفاعہ رضی اللہ عنہ بن زید یہ مکتوب لے کر اپنے قبیلہ میں آئے اور انہیں دعوت اسلام پیش کی،ان کی دعوت پر تمام قبیلہ دائرہ اسلام میں داخل ہو گیا اور سب نے مقام حرۃ الرجلاء میں اپنی بود وباش اختیار کر لی۔[1]

غزوہ خیبر

محرم سات ہجری (اگست ۶۲۸ء)

بعثت رسول کے بعد وقت کے ساتھ ساتھ تین گروہ اسلام دشمنی میں پیش پیش رہے تھے،ان میں سب سے اول قریش مکہ تھے جو تجارت پیشہ تھے اور خود کو بنی اسمائیل میں شمار کرتے تھے اس بنا پر بیت اللہ کی متولی تھے، مگر ان میں کوئی اسمائیلی شعار موجود نہ رہا تھا،انہوں نے اسماعیل علیہ السلام کی دعوت توحید کو بھلا کر ۳۶۰ سے زیادہ مٹی پتھر کے بے جان بتوں کو معبودیت کے تمام اختیار سونپ رکھے تھے،جب رسول اللہ ﷺ نے اللہ کے حکم سے انہیں راہ حق بتلانے کے لئے کلمہ توحید بلند فرمایا تو وہ اس کلمہ حق کو نیچا دکھانے کے لئے اور اپنے مشرکانہ آبائی دین کی سر بلندی کے لئے پوری قوت سے آپ ﷺ اور آپ کے اصحاب پر ٹوٹ پڑے، کمزور و بے بس مسلمانوں کو دین حق سے برگشتہ کرنے کے لئے ان پر انسانیت سوز ظلم وستم کا بازار گرم کر دیا،آخر مجبور ہو کر رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب اپنے دین کی حفاظت کے لئے پہلے حبشہ اور پھر مدینہ منورہ میں ہجرت کر گئے،جہاں انصار نے انہیں اپنے کلیجوں سے لگالیا،اپنا سب کچھ اپنے مسلمان مہاجر بھائیوں پر نچھاور کرنے پر آمادہ ہو گئے،اس پر بھی قریش کی آگ ٹھنڈی نہ ہوئی تو منافقین مدینہ کو ساتھ ملا کر اللہ وحدہ لاشریک کے نام لیواؤں کو نیست ونابود کرنے کے لئے ان سے جنگیں کیں،جس میں ان کے کئی نامور شہسوار اپنے بدترین انجام کو پہنچ چکے تھے اور آخر غزوہ احزاب جس میں وہ دس ہزار کا لشکر لے کر مدینہ منورہ پر حملہ آور ہوئے تھے میں بدترین شکست کے بعد انہیں مسلمانوں کے مقابلہ میں اپنی کم مائیگی

[1] ابن ہشام ۵۹۶؍۲،الروض الانف ۴۹۵؍۷، ابن سعد۲۶۶؍۱،مغازی واقدی۵۵۷؍۲

کا احساس ہو گیا تھا، اس کے علاوہ قریش کی آمدن کا واحد ذریعہ تجارت تھا، جنگوں میں بھرپور شمولیت کی وجہ سے وہ اس طرف توجہ نہ دے سکے جس سے معاشی طور پر ان کی کمر ٹوٹ چکی تھی اس لئے انہوں نے اپنی جان بچانے اور اپنی معاشی پوزیشن کو بہتر بنانے کے لئے اپنے باقی دو فریقوں سے مشاورت کے بغیر حدیبیہ میں رسول اللہ ﷺ سے دس سال جنگ نہ کرنے کا معاہدہ کیا اور ایک طرف ہو گئے۔

دوسرا گروہ یہود مدینہ تھے، جو خود کو اہل کتاب کہتے اور لکھنا پڑھنا جانتے تھے، انہوں نے اپنی کتاب کی تعلیم کے لئے مدینہ طیبہ میں بڑے بڑے مدرسے کھول رکھے تھے، مگر انہوں نے اپنی کتاب میں اتنی تحریفات کر دیں تھیں کہ اس کتاب میں اللہ کا کلام کم اور ان کی من مانی خرافات زیادہ تھیں، اور اگر کہیں کچھ حق باقی رہ گیا تھا تو وہ اس پر عمل کرنا گوارا نہیں کرتے تھے، یہ مختلف اطراف سے پٹ کر مدینہ منورہ، خیبر، تیماء اور وادی القریٰ میں قیام پذیر ہو گئے تھے، مدینہ منورہ میں انہوں نے تجارت کو اپنایا جہاں اوس وخزرج زراعت کرتے تھے، یہودیوں نے مدینہ میں اپنے قدم جمانے کے لئے ان دونوں قبائل میں سازشوں کا جال بچھایا جس سے ان میں عرصہ دراز تک جنگیں ہوتی رہیں جس میں ان کے افراد بھی قتل ہوئے اور وہ معاشی طور پر بھی بہت کمزور ہو گئے، یہ صورت حال یہود کے حق میں تھی چنانچہ وہ دونوں طرف سود پر سرمایہ کاری کر کے خوب مال بناتے اور اپنے قدم مضبوط کرتے رہے اور اب نوبت یہاں تک پہنچ چکی تھی کہ دونوں قبائل آپس میں لڑنے کے قابل ہی نہ رہے تھے، جب رسول اللہ ﷺ ہجرت فرما کر مدینہ منورہ پہنچے تو تمام قبائل یہود سے معاہدہ امن و بھائی چارہ فرمایا، اور جس چیز میں اللہ تعالیٰ کا واضح حکم نہ ہوتا تو اہل کتاب کی پیروی کو پسند فرماتے، مگر یہود جن کی فطرت میں سازش اور عہد شکنی بسی ہوئی ہے بہت جلد معاہدہ امن و بھائی چارے کے باوجود منافقین مدینہ اور قریش مکہ اور صحرا میں خانہ بدوش بدوؤں کے ساتھ مل کر سازشوں کا جال بچھانے لگے جس کے نتیجے میں پہلے بنی نضیر، پھر بنی قینقاع کو مدینہ منورہ سے جلاوطن ہونا پڑا اور ان کے سردار خیبر کی طرف چلے گئے جہاں انہیں خیبر کا سردار تسلیم کر لیا گیا، ان یہودی سرداروں کی کوششوں سے قریش مکہ، قبائل بنو غطفان، یہود بنو قریظہ اور صحرا کے مشرک بدوؤں کو ساتھ ملا کر مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے مٹانے کے لئے دس ہزار کے لشکر کے ساتھ مدینہ منورہ کا گھیراؤ کر لیا، یہ حملہ ایک طویل سیاسی کٹھ جوڑ، مذاکرات اور سفارتی وفود کے تبادلے کا نتیجہ تھا، اس طرح خیبر نے کم از کم سیاسی طور پر ایک ایسی اہمیت اختیار کر لی جو اس سے پہلے اسے حاصل نہ تھی، مکہ مشرکین کی سیاسی سرگرمیوں اور حربی تیاریوں کا مرکز تھا تو خیبر اس کے مقابلے میں یہود کی سرگرمیوں اور تیاریوں کا مرکز بنا، مگر اتحادیوں کی حسرتیں ان کے دلوں میں رہ گئیں اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دس ہزار کا وہ گروہ ناکام و نامراد واپس پلٹ گیا، مگر اتحادیوں کی ہزیمت اور پسپائی کی وجہ سے خیبر کی یہ اہمیت کم نہ ہوئی بلکہ زیادہ ہو گئی، اب وہ ایک علیحدہ اور خود مختار اکائی تھے جسے یہود عرب کی نمائندہ حیثیت حاصل ہو گئی تھی، غزوہ بنو قریظہ کے بعد رسول اللہ ﷺ نے یہودی قبیلہ بنو قریظہ کے جنگجوؤں کو معاہدہ شکنی کے جرم میں ان کی اپنی کتاب کے فیصلے کے مطابق قتل کر دیا۔

تیسرا گروہ جزیرہ نما العرب کے وسیع وعرض صحرا میں پھیلے خانہ بدوش بدو تھے جو لوٹ مار کی کاروائیاں کرتے تھے اور ان کے سردار اپنے قبیلہ کی معاشی ضروریات کے لئے قریش مکہ اور یہودیوں کے آلہ کار بنے رہتے تھے۔

جب پہلا گروہ قریش ایک طرف ہوگیا تو چند ہی دنوں بعد آپ کو خیبر (عبرانی زبان میں خیبر کے معنی قلعہ کے ہیں) پر چڑھائی کا حکم ہوا تا کہ انہیں اپنے جرائم کی سزادی جاسکے، خیبر ایک نخلستان ہے جو سطح سمندر سے ۲۸۰۰ فٹ بلند اور مدینہ منورہ سے ۱۸۴ کلو میٹر شمال میں واقع ہے ،تقریباً ایک سو کلو میٹر تک خیبر کا راستہ تنگ اور پیچ دار دروں میں سے گزرتا ہے، خیبر کھجور کے بکثرت باغات، زراعت اور قلعوں والا علاقہ تھا،اس وقت صرف علاقہ الکتیبیہ میں کھجور کے چالیس ہزار درخت تھے، یہاں کے باشندے جنگجو تھے مگر کسی ایک جگہ اجتماعی طور پر آباد نہ تھے بلکہ آس پاس کی متعدد وادیوں میں آباد تھے اور کھجور کے باغات اور گندم کے کھیتوں کے درمیان بنے ہوئے قلعہ بند گھروں میں رہتے تھے، یہاں کی آب و ہوا قدرے غیر صحت مند ہے قزوینی نے لکھا ہے کہ یہاں کے باشندے دائمی بخار میں مبتلا رہا کرتے تھے اپنے مکروفریب اور خباثت میں مشہور تھے، لیکن انہی میں سموال بن عادیا بھی تھا جو اپنی وفاداری میں مشہور تھا۔

خیبر کے قلعے: خیبر کی آبادی دو حصوں میں تقسیم تھی،اس کے ایک حصہ میں پانچ ناقابل تسخیر مضبوط قلعے تھے، جن کے یہ نام تھے

قلعہ الناعم، قلعہ الصعب بن معاذ، قلعہ الکتیبہ اور قلعہ بقلہ۔

ان میں سے مشہور تین قلعوں پر مشتمل علاقہ نطاۃ لاتاتھا اور باقی دو قلعوں کا علاقہ شق کے نام سے مشہور تھا۔

دوسرا حصہ الکتیبہ کہلاتا تھا جس میں تین قلعے تھے، جن کے یہ نام تھے۔

قلعہ القموص جو بنو نضیر کے خاندان ابوالحقیق کا قلعہ تھا،

قلعہ الوطیح اور قلعہ سلالم۔

ان کے علاوہ چھوٹے چھوٹے اور کئی قلعے بھی تھے مگر وہ اتنے مستحکم نہ تھے۔

چنانچہ حسب فرمان آپ نے تیاریاں شروع کر دیں، عام طور پر رسول اللہ ﷺ اپنی روانگی کی خبر کو خفیہ رکھتے تھے مگر غزوہ خیبر میں آپ نے ایسا نہیں کیا کیونکہ قریش نے اپنی جان بچانے کے لئے دس سالہ معاہدہ امن کر لیا تھا اور آپ ﷺ نے پڑوسی مشرک قبائل پر تادیبی حملے کر کے ان کی شوکت کا کانٹا نکال پھینکا تھا اور مسلمان مدینہ منورہ میں کسی حملہ سے بے خوف وخطر اپنی زندگی بسر کر رہے تھے اور اب مسلمان خیبر پر حملہ کرنے کے لئے تیار ہوئے تو یہ کوئی راز نہ تھا جسے چھپایا جاتا،اس لئے رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں خیبر پر حملہ کرنے کے لئے اعلان جہاد کیا اور اعلانیہ عام تیاری فرمائی تو مسلمانوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی، مخلفین (جو قریش کے خوف سے عمرہ کے لئے آپ کے ساتھ روانہ نہیں ہوئے تھے اور مختلف عذر کر کے گھروں میں دبکے رہے تھے) نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے اپنی رغبت کا اظہار کیا کہ وہ بھی خیبر پر حملہ کرنے والے لشکر میں شامل ہو کر جہاد کا شرف حاصل کرنا چاہتے ہیں، حالانکہ حقیقت میں ان مخلفین کا مقصد شرف جہاد کا حصول نہیں بلکہ صرف ان عظیم غنائم میں شریک ہونا تھا جن کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے صلح حدیبیہ میں شریک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا تھا، دوسرے معنوں میں یہ پیشگی خبر تھی کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہن کو معرکہ خیبر میں لازماً کامیابی حاصل ہوگی اور انہیں عظیم غنائم حاصل ہوں گے، جب مخلفین کو یقین ہوگیا کہ بغیر کسی نقصان کے انہیں کثیر مال غنیمت حاصل ہوگا تو اسی مادی و دنیوی

مقاصد کے لئے ساتھ چلنے کا اظہار کیا مگر نبی اکرم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق اعلان فرمایا کہ خیبر میں یہودیوں کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے آپ کے ساتھ اصحاب شجرہ ہی شریک ہوسکیں گے جو حدیبیہ میں حاضر تھے،اور مخلفین کی آزمائش کے لئے فرمایا کہ اس کے علاوہ جو لوگ جہاد کی رغبت کے باعث ساتھ چلنا چاہتے ہیں تو چلیں مگر انہیں مال غنیمت کی تقسیم میں شامل نہیں کیا جائے گا،چنانچہ اس اعلان کا نتیجہ بھی فوراً سامنے آ گیا وہی مخلفین جو مخلصانہ طور پر جہاد کی رغبت کا نعرہ لگا کر لشکر خیبر میں شامل ہونا چاہتے تھے جب انہوں نے اس اعلان کو سنا تو کسی ایک نے بھی ساتھ چلنے کا عندیہ نہ دیا،اس لئے لشکر خیبر کی تعداد چودہ سو ہی رہی،

أَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي نِسْوَةٍ مِنْ بَنِي غِفَارٍ، فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ، قَدْ أَرَدْنَا أَنْ نَخْرُجَ مَعَكَ إِلَى وَجْهِكَ هَذَا، وَهُوَ يَسِيرُ إِلَى خَيْبَرَ، فَنُدَاوِي الْجَرْحَى، وَنُعِينُ الْمُسْلِمِينَ بِمَا اسْتَطَعْنَافقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عَلَى بَرَكَةِ اللهِ!قَالَتْ: فَخَرَجْنَا مَعَهُ

بنی غفار میں سے ایک عورت کا بیان ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے خیبر کا قصد کیا تو میں چند عورتوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ!ہم عورتیں چاہتی ہیں کہ آپ کے ساتھ جہاد میں چلیں ہم مقدور بھر زخمیوں کی تیمار داری کریں گی اور مسلمانوں کو مدد پہنچا کر ثواب کی مستحق ہوں گے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تمہارے ارادہ میں برکت دے، چنانچہ ہم آپ ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئیں۔[1]

وَخَرَجَ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمَدِينَةِ عِشْرُونَ امْرَأَةً،أُمّ سَلَمَةَ زَوْجَتُهُ، وَصَفِيّةُ بِنْتُ عَبْدِ الْمُطّلِبِ، وَأُمّ أَيْمَنَ، وَسَلْمَى امْرَأَةُ أَبِي رَافِعٍ مُوْلَاةُ النّبِيّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَامْرَأَةُ عَاصِمِ بْنِ عَدِيّ وَلَدَتْ سَهْلَةَ بِنْتَ عَاصِمٍ بِخَيْبَرَ، وَأُمّ عُمَارَةَ نَسِيبَةَ بِنْتُ كَعْبٍ، وَأُمّ مَنِيعٍ وَهِيَ أُمّ شباث، وكعيبة بنت سعد الأسلمية، وأمّ مطاع الْأَسْلَمِيّةِ، وَأُمّ سُلَيْمٍ بِنْتُ مِلْحَانَ، وَأُمّ الضّحّاكِ بنت مسعود الحارثيّة، وهند بنت عمرو ابن حِزَامٍ، وَأُمّ الْعِلَاءِ الْأَنْصَارِيّةُ، وَأُمّ عَامِرٍ الْأَشْهَلِيّةِ، وَأُمّ عَطِيّةَ الْأَنْصَارِيّةُ، وَأُمّ سَلِيطٍ

چنانچہ بیس عورتیں جو صلح حدیبیہ کے وقت موجود نہ تھیں مجاہدین کی مدد اور زخمیوں کی دیکھ بھال اور کھانا پکانے کے لئے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئیں،ان عورتوں میں ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا،صفیہ رضی اللہ عنہا بنت عبدالمطلب،اور ام ایمن رضی اللہ عنہا اور رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام ابورافع کی بیوی سلمی رضی اللہ عنہا،اور عاصم بن عدی کی بیوی،اور ام عمارہ رضی اللہ عنہا بنت کعب،اور ام منیع،اور کعیبہ بنت سعد الاسلمیہ،اور ام مطاع الاسلمیہ،اور ام سلیم بنت ملحان،اور ام الضحاک بنت مسعود الحارثیہ،اور ہند بنت عمرو بن حزام،اور ام العلائی انصاریہ،اور ام عامر الاشھلیہ ،اور ام عطیہ الصاریہ رضی اللہ عنہا اور ام سلیط شامل تھیں۔[2]

مدینہ طیبہ کے باقی صاحب ثروت یہودی جو غزوہ بنی قریظہ کے معاہدہ شکنوں میں شامل نہ تھے مسلمانوں کے تحفظ میں کامل آزادانہ

---

[1] ابن ہشام ۳۴۲،۲،الروض الانف ۱۱۵،۷،البدایة والنهایة۲۳۲،۴،ابن سعد۲۲۷،۸

[2] مغازی واقدی ۶۸۵،۲

طور پر زندگی بسر کررہے تھے، مگر جب انہیں علم ہوا کہ مسلمان خیبر سے جنگ کرنے کی تیاری کررہے ہیں تو یہ بات انہیں شاق گزری کیونکہ انہیں یقین تھا کہ خیبر پر مسلمانوں کے قابض ہوجانے کا مقصد جزیرہ العرب میں دخیل یہودیوں کے وجود کا خاتمہ ہے، اس لئے مسلمانوں کے عادلانہ سلوک کے باوجود ان کی تمام ہمدردیاں یہود خیبر کے ساتھ تھیں، یہ صاحب ثروت تھے اور اکثر مسلمان مالی لحاظ سے کمزوری کی وجہ سے ان سے قرض لیتے رہتے تھے، انہوں نے مسلمانوں کو خیبر سے جنگ کو روکنے اور یہود خیبر کے مفاد کے لئے اس بات سے فائدہ اٹھایا اور مقروض مسلمانوں سے یہ مطالبہ شروع کردیا کہ وہ اپنے قرضوں کی فوری ادائیگی کریں، ایک صحابی کا بیان ہے کہ جب ہم نے خیبر جانے کی تیاری کرلی تو مدینہ کے تمام یہودیوں نے جس جس مسلمان سے کچھ قرضہ لیناتھا اس کا مطالبہ شروع کردیا

وَكَانَ لِأَبِي الشَّحْمِ الْيَهُودِيّ عِنْدَ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي حَدْرَدٍ الْأَسْلَمِيّ خَمْسَةُ دَرَاهِمَ فِي شَعِيرٍ أَخَذَهُ لِأَهْلِهِ ، فَلَزِمَهُ، فَقَالَ: أَجّلْنِي فَإِنّي أَرْجُو أَنْ أَقْدَمَ عَلَيْك فَأَقْضِيَك حَقّك إنْ شَاءَ اللهُ، إنّ اللهَ عَزّ وَجَلّ قَدْ وَعَدَ نَبِيّهُ خَيْبَرَ أَنْ يَغْنَمَهُ إيّاهَافَقَالَ: يَا أَبَا الشّحْمِ، إنّا نَخْرُجُ إلَى رِيفِ الْحِجَازِ فِي الطّعَامِ وَالْأَمْوَالِ،وَكَانَ عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي حَدْرَدٍ مِمّنْ شَهِدَ الْحُدَيْبِيَةَ،فَقَالَ أَبُو الشّحْمِ حَسَدًا وَبَغْيًا: تَحْسِبُ أَنّ قِتَالَ خَيْبَرَ مِثْلُ مَا تَلْقَوْنَهُ مِنْ الْأَعْرَابِ؟ فِيهَا والتوراة عشرة آلاف مقاتل!قَالَ ابْنُ أَبِي حَدْرَدٍ: أَيْ عَدُوّ اللهِ! تُخَوّفُنَا بِعَدُوّنَا وَأَنْتَ فِي ذِمّتِنَا وَجِوَارِنَا؟

ایک یہودی ابو شحم نے عبداللہ بن حدرد اسلمی سے جو کے پانچ درہم لینے تھے جو اس نے اپنے گھر والوں کے لئے خریدے تھے، اس نے عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مطالبہ کیا تو اس نے جواب دیا کہ مجھے کچھ مہلت دو مجھے امید ہے کہ میں ان شاء اللہ تمہارا قرض جلد چکا دوں گا، اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی سے وعدہ فرمایا ہے کہ وہ خیبر میں انہیں کثیر مال غنیمت سے نوازے گا، اور اے ابو شحم! ہم حجاز کے سبزہ زار یعنی خیبر کے طعام اور اموال کی طرف جارہے ہیں اور عبداللہ بن حدرد غزوہ حدیبیہ میں شریک تھے، ابو شحم نے حسد اور سرکشی اختیار کرتے ہوئے کہا تمہارے خیال میں خیبر کی جنگ اس طرح ہوگی جس طرح تم اعراب کے ساتھ کرتے ہو وہاں پر دس ہزار جانباز ہیں، ابن ابی حدرد رضی اللہ عنہ نے کہا اے اللہ کے دشمن! تو ہمیں دشمن سے ڈراتا ہے حالانکہ تو ہماری پناہ اور حفاظت میں ہے؟

وَاللهِ لَأَرْفَعَنّكَ إلَى رَسُولِ اللهِ!فَقُلْت: يَا رَسُولَ اللهِ أَلَا تَسْمَعُ إلَى مَا يَقُولُ هَذَا الْيَهُودِيّ؟ وَأَخْبَرْته بِمَا قَالَ أَبُو الشّحْمِ، فَأَسْكَتَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ولم يَرْجِعْ إلَيْهِ شَيْئًا، إلّا أَنّي رَأَيْت رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَرّكَ شَفَتَيْهِ بِشَيْءٍ لَمْ أَسْمَعْهُ،فَقَالَ الْيَهُودِيّ: يَا أَبَا الْقَاسِمِ، هَذَا قَدْ ظَلَمَنِي وَحَبَسَنِي بِحَقّي وَأَخَذَ طَعَامِي!قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:أَعْطِهِ حَقّهُ،قَالَ عَبْدُ اللهِ: فَخَرَجْت فَبِعْت أَحَدَ ثَوْبَيّ بِثَلَاثَةِ دَرَاهِمَ، وَطَلَبْت بَقِيّةَ حَقّهِ فَقَضَيْته، وَلَبِسْت ثَوْبِي الْآخَرَ، وَكَانَتْ عَلَيّ عِمَامَةٌ فَاسْتَدْفَأْت بِهَا. وَأَعْطَانِي سَلَمَةُ بْنُ أَسْلَمَ ثَوْبًا آخَرَ، فَخَرَجْت فِي ثَوْبَيْنِ مَعَ الْمُسْلِمِينَ، وَنَفّلَنِي اللهُ خَيْرًا، وَغَنِمْت امْرَأَةً بَيْنَهَا وَبَيْنَ أَبِي الشّحْمِ قَرَابَةٌ فَبِعْتهَا مِنْهُ بِمَالٍ

اللہ کی قسم! میں تجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے جاؤں گا، چنانچہ پھر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جاکر کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آپ نے سنا کہ یہ یہودی کیا کہتا ہے؟ اس کے بعد میں نے آپ کو وہ بات بتائی جو ابو شحم نے کہی تھی، یہ بات سن کر رسول

اللہ ﷺ خاموش ہو گئے اور کچھ جواب نہ دیا مگر میں نے آپ کو لب ہلاتے دیکھا لیکن کوئی بات نہ سن سکا، یہودی نے آپ سے کہا اے ابو القاسم! اس شخص نے مجھ پر ظلم کیا اور میرے حق کو روکا اور میرا کھانا لے لیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کا حق اسے دے دو، عبداللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے باہر آ کر اپنا ایک کپڑا تین درہم میں فروخت کر دیا اور اس کا بقیہ حق بھی کسی سے رقم لے کر ادا کر دیا اور دوسرے کپڑے کو میں نے پہن لیا، میرے پاس ایک عمامہ تھا جس سے میں گرمی حاصل کرتا تھا، دوسرا کپڑا مجھے سلمہ بن اسلم نے دیا تو میں دو کپڑوں میں مسلمانوں کے ساتھ نکلا اور اللہ تعالیٰ نے مجھے مال غنیمت دیا، مجھے غنیمت میں ایک ایسی عورت ملی جو ابو شحم کی رشتہ دار تھی، میں نے اسے مال کے عوض اس کے پاس فروخت کر دیا (۱)

منافقین: مدینہ منورہ کے منافقین جو بظاہر مسلمان تھے مگر یہود کے پیچھے ایک خفیہ مددگار طاقت تھے، وہ یہود کو مسلمانوں پر حملہ کرنے کے لئے اکساتے اور کھلم کھلا یا خفیہ طور پر جیسے ممکن ہوتا ان کی مدد کرتے تھے، جب بنو نضیر جلاوطن ہو کر خیبر اپنے بھائی بندوں میں چلے گئے تب بھی ان کے ساتھ ان کے مضبوط تعلقات قائم رہے اور یہ مسلمانوں کی صفوں کے اندر رہ کر مسلمانوں کی جاسوسی کرنے اور ان رازوں کو خیبر منتقل کرنے لگے جن کو جاننے کے لئے یہود بے چین تھے، جب رسول اللہ ﷺ نے خیبر پر حملہ کرنے کا عزم کر لیا

أن عَبْدُ اللهِ بْنُ أُبَيِّ ابْنُ سَلُولٍ أرسل إليهم يخبرهم بأن محمدا سائر إليكم، فخذوا حذركم، وأدخلوا أموالكم حصونكم، واخرجوا إلى قتاله ولا تخافوا منه، إن عددكم كثير وقوم محمد شرذمة قليلون عزل لا سلاح معهم إلا قليل

تو رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی ابن سلول نے فوراً اشجع قبیلے کے ایک شخص کو خط لکھ کر خیبر کے یہودیوں کی طرف روانہ کیا جس میں اس نے لکھا کہ محمد (ﷺ) تمہاری طرف آنے والے ہیں اپنے بچاؤ کی تدابیر کر لو اور اپنے اموال کو اپنے قلعوں میں داخل کر لو اور آپ سے جنگ کے لئے میدان میں آ جاؤ محمد کے ساتھی بہت کم ہیں اور ان کے پاس ہتھیار بھی تھوڑے ہیں جبکہ تمہاری تعداد بہت ہے اس لئے ان سے خوفزدہ نہ ہونا۔ (۲)

اس طرح مدینہ منورہ کے اندر کی خبریں انہیں بن مانگے ہی مل جاتی تھیں۔

یہود خیبر کو غزوہ احزاب کی ناکامی کے بعد پہلے ہی توقع تھی کہ آپ ﷺ جوابی طور پر اہل خیبر سے جنگ کریں گے اس لئے وہ متوقع حملے کے پیش نظر بھرپور جنگ کی تیاری میں مصروف تھے، انہوں نے اگلے تمام مضبوط و مستحکم قلعوں کو عورتوں و بچوں سے خالی کروا کر انہیں پچھلے قلعہ کتیبہ میں بھجوا دیا، اس سے پچھلی لائن میں غذائی مواد کا بڑا ذخیرہ منتقل کر دیا تاکہ متوقع محاصرے کے وقت کام آئے اور سب سے سامنے قلعہ نطات کے میدان اور برج مسلح جوانوں سے بھرے ہوئے تھے، رسول اللہ ﷺ کی قریش مکہ سے صلح ہو جانے کے بعد یہود خیبر کو حملہ کا خطرہ اور بڑھ گیا تھا اس لئے جیش نبوی کی نقل و حرکت کی معلومات کے حصول کے لئے انہوں نے مدینہ طیبہ اور خیبر کے درمیان جاسوس بھیجے،

(۱) مغازی واقدی ۲،۶۳۴

(۲) السيرة الحلبية ۳،۴۹

أرسلوا كنانة بن أبي الحقيق وهودة بن قيس في أربعة عشر رجلا إلى غطفان ليستمدوا بهم، وشرطوا لهم نصف ثمار خيبر إن غلبوا على المسلمين، فجمعوا ثم خرجوا ليظاهروا يهود خيبر

اور اپنے قدیم دوستوں اور پڑوسی اعراب نجد سے مدد طلب کرنے میں ایک چودہ رکنی وفد روانہ کیا جس کے لیڈر خیبر کا نیا بادشاہ کنانہ بن ابی الحقیق اور یہود کا سر کردہ لیڈر قبیلہ وائل کا ھوذہ بن قیس الوائلی تھے، اس وفد نے قبیلہ غطفان، بنو اسد اور بنی مرہ کا دورہ کیا اور ان سے ایک سال کے خیبر کے پھلوں کا نصف کے وعدے پر مدد طلب کی۔ غطفان اور بنو اسد نے یہود کے مطالبہ کو قبول کرنے میں ذرا بھی تردد سے کام نہ لیا اور یہود کی مدد کے لئے عیینہ بن حصن الفزاری اور طلیحہ بن خویلد کی قیادت میں اپنے آدمیوں کے کئی دستے بھیجے اور چار ہزار جانبازوں کو تیار کر کے بھیجنے کا وعدہ بھی کیا، مگر بنو مرہ کے سردار حارث بن عوف مری نے دانشمندی سے کہا مسلمان جب بھی یہود پر حملہ کرتے ہیں انہیں فتح و نصرت نصیب ہوتی ہے اس لئے بنی مرہ کی گردنوں کو موت کے لئے پیش کرنا ایک عبث فعل ہے جس کا انجام یہود کی شکست اور مسلمانوں کی فتح ہے، اسی بات پر اس نے ایک آدمی کو بھی بھیجنے سے انکار کر دیا

جَاءَهُ الْحَارِثُ بْنُ عَوْفٍ، قَالَ: أَلَمْ أَقُلْ لَكَ إِنّكَ تُوضَعُ فِي غَيْرِ شَيْءٍ؟ وَاَللهِ لَيَظْهَرَنّ مُحَمّدٌ عَلَى مَنْ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ، الْيَهُودُ كَانُوا يُخْبِرُونَنَا هَذَاأَشْهَدُ لَسَمِعْت أَبَا رَافِعٍ سَلّامَ بْنَ أَبِي الْحُقَيْقِ يَقُولُ: إنّا نَحْسُدُ مُحَمّدًا عَلَى النّبُوّةِ حَيْثُ خَرَجَتْ مِنْ بَنِي هرون، وَهُوَ نَبِيّ مُرْسَلٌ وَالْيَهُودُ لَا تُطَاوِعُنِي عَلَى هَذَا، وَلَنَا مِنْهُ ذَبْحَانِ، وَاحِدٌ بِيَثْرِبَ وَآخَرُ بِخَيْبَرَ قَالَ الْحَارِثُ، قُلْت لِسَلّامٍ:يَمْلِكُ الْأَرْضَ جَمِيعًا؟قَالَ: نَعَمْ وَالتّوْرَاةُ الّتِي أُنْزِلَتْ عَلَى مُوسَى، وَمَا أُحِبّ أَنْ تَعْلَمَ الْيَهُودُ بِقَوْلِي فِيهِ!

اس نے اسی پر اکتفانہ کیا بلکہ خزارہ کے سردار عیینہ بن حصن کے پاس جا کر اسے مشورہ دیا کہ اے عیینہ! تو ایک عبث کام کر رہا ہے اللہ کی قسم! محمد مشرق و مغرب کے درمیان جو کچھ بھی ہے اس پر ضرور غالب آکر رہیں گے، یہ بات خود یہود ہمیں بتاتے تھے، میں شہادت دیتا ہوں کہ میں نے ابورافع سلام بن ابی الحقیق کو کہتے سنا ہے کہ محمد کی نبوت پر اس لئے حسد کرتے ہیں کہ وہ بنی ہارون سے نکل گئی ہے اور محمد نبی مرسل ہیں اور یہودی میری بات نہیں مانتے، ہماری ان سے دو جنگیں ہوں گی ایک مدینہ میں (اور وہ ہو چکی ہے) اور ایک خیبر میں، میں نے کہا اے سلام! کیا وہ زمین پر غالب آجائے گا؟ اس نے جواب دیا ہاں قسم تورات کی جو موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی لیکن میں یہ بات پسند نہیں کرتا کہ اس کے بارے میں یہود کو میرے اس قول کا علم ہو، مگر عیینہ نہ مانا اور وہ اپنے دستوں کے ساتھ روانہ ہوا۔[1]

متفقہ منصوبہ: یہود اور غطفان کا مسلمانوں کے خلاف متفقہ منصوبہ یہ تھا کہ غطفان کے قبائل مسلمانوں کے خلاف فوجی لحاظ سے اس اسکیم کے تحت یہود کی مدد کریں گے۔

- غطفانی قبائل اپنے مسلح جوانوں کا ایک دستہ یہودیوں کے ساتھ ان کے قلعوں میں رہنے کے لئے بھیجیں، چنانچہ اس شق کے مطابق ان قبائل نے عیینہ بن حصن، طلیحہ بن خویلد اور حذیفہ بن بدر الغزاری کی قیادت میں خیبر میں کئی دستے بھیجے جن کی تعداد غالباً ایک ہزار تھی تاکہ

[1] مغازی واقدی ۶۷۷/۲

جب مسلمان ان پر حملہ کریں تو وہ ان کے ساتھ شریک ہوسکیں، اس طرح قلعوں میں مسلح جانبازوں کی مجموعی تعداد گیارہ ہزار کے لگ بھگ تھی۔

○ چار ہزار غطفانی جانباز مسلمانوں پر اس وقت حملہ کریں جب وہ خیبر کے قریب پہنچ جائیں۔

سریہ ابان رضی اللہ عنہ بن سعید

دوسرے گروہ یہود خیبر کی سرکوبی کے لئے روانگی کی تیاری مکمل ہو چکی تھی مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ کے گرد مقیم تیسرے گروہ ان بدو سے غافل نہ تھے جو نجد کے وسیع وعریض صحرا میں خیمہ زن تھے اور لوٹ مار اور ڈاکہ زنی کے لئے کاروائیاں کرتے رہتے تھے اس لئے تمام مجاہدین کو خیبر کی طرف لے جانا، یہود سے نمعلوم وقت تک مقابلہ کرنا اور پھر واپس آنے کے لئے کافی عرصہ درکار تھا، ماہ حرام کے بعد ان بدوں کی طرف سے سخت خطرہ تھا کہ وہ اس زریں موقعہ سے فائدہ اٹھائیں گے، کیونکہ یہ بدو مکانات یا قلعوں میں نہیں بلکہ خیموں میں رہتے تھے اس لئے ان پر اور ان کی کاروائیوں پر مکمل طور پر قابو پالینا مشکل امر تھا اس لئے ان کے لئے صرف خوف زدہ کرنے والی تادیبی کاروائیاں ہی مفید ہوسکتی تھیں، اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سرکش بدووں کو اپنے علاقہ تک محدود رکھنے اور انہیں خوف زدہ کرنے کے لئے ابان بن سعید رضی اللہ عنہ کی کمان میں ایک دستہ نجد کی طرف روانہ فرمایا تاکہ وہ وہ ایسی تادیبی کاروائیاں کرتے رہیں جس سے دشمن خوف زدہ ہوکر اپنے علاقوں تک محدود رہیں۔

خیبر کی طرف روانگی:

أَنَّهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَعْمَلَ على الْمَدِينَة نميلَة بنُون مصغر بن عَبْدِ اللهِ اللَّيْثِيِّ وَعِنْدَ أَحْمَدَ وَالْحَاكِمِ مِنْ حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ سِبَاعُ بْنُ عُرْفُطَةَ وَهُوَ أَصَحُّ

جب تیاری مکمل ہوگئی تو حسب دستور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کی اسلامی ریاست کے انتظامی امور کے لئے ابن ہشام کے مطابق نمیلہ بنون مصغر بن عبداللہ لیثی کو اور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اور حاکم کے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے مطابق سباع بن عرفطہ الغفاری کو اپنا نائب مقرر فرمایا اور یہی صحیح ہے۔[1]

وَاسْتَخْلَفَ عَلَى الْمَدِينَةِسِبَاعَ بْنَ عُرْفُطَةَ الْغِفَارِيَّ

اور مدینہ منورہ پر سباع بن عرفطہ الغفاری رضی اللہ عنہ کو اپنا نائب مقرر فرمایا۔[2]

وَبَعَثَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وسلّم عباد بن بشر فِي فَوَارِسَ طَلِيعَةٍ،

اور راستوں کی دیکھ بھال کرنے، دشمن کی کمین گاہوں وغیرہ کی آگاہی کے لئے عباد بن بشر انصاری کی قیادت میں نوجوانوں کا ایک جاسوس

---

[1] فتح الباری ۴۶۵؍۷، السیرۃ الحلبیۃ ۴۶؍۳، شرح الزرقانی علی المواھب ۲۴۵؍۳

[2] زادالمعاد ۲۸۲؍۳، تاریخ طبری ۹؍۳، ابن سعد ۲۴۴؍۴، مغازی واقدی ۶۳۷؍۲

دستہ آگے روانہ فرمایا۔ (۱)

وَمَعَهُمْ دَلِيلَانِ مِنْ أَشْجَعَ يُقَالُ لِأَحَدِهِمَا حَسِيلُ بْنُ خَارِجَةَ، وَالْآخَرُ عَبْدُ اللهِ بْنُ نُعَيْمٍ

کیونکہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اور آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم خیبر کے راستوں سے نا آشنا تھے اس لئے نجد کے قبیلہ اشجع کے دو ماہر رہبر کی خدمات حاصل کی گئیں جس میں ایک کا نام حسیل بن خارجہ اور دوسرے کا عبد اللہ بن نعیم تھا۔ (۲)

وَقَالَ مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ لَمَّا رَجَعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وسلّم مَنْ الحديبية مكث عِشْرِينَ يَوْمًا أَوْ قَرِيبًا مِنْ ذَلِكَ،قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ.ثُمَّ أَقَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِينَةِ حِينَ رَجَعَ مِنَ الْحُدَيْبِيَةِ، ذَا الْحِجَّةِ وَبَعْضَ الْمُحَرَّمِ

موسیٰ بن عقبہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حدیبیہ سے واپسی کے بعد رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے کم وبیش بیس روز مدینے میں قیام فرمایا،اور ابن اسحاق کہتے ہیں غزوہ حدیبیہ سے واپسی کے بعد رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے مدینہ منورہ میں پورا ماہ ذی الحجہ اور ماہ محرم کا کچھ حصہ بسر فرمایا۔ (۳)

ثُمَّ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَقِيَّةِ الْمُحَرَّمِ سَنَةَ سَبْعٍ

اور پھر محرم سات ہجری کے آخری دنوں میں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے خیبر کے جہاد کا قصد فرمایا۔ (۴)

حفاظتی دستے کے پیچھے چودہ سو مجاہدین اسلام تھے،

صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ قَالَ: كَانَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ خَيْبَرَ مائتا فرس

صالح بن کیسان کہتے ہیں غزوہ خیبر کے موقعہ پر نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ساتھ دو سو گھوڑے بھی شامل تھے۔ (۵)

الرِّجَالُ أَربع عشرَة مائَة، وَالْخَيْل مِائَتَا فَارِسٍ

غزوہ خیبر میں چودہ سو آدمی تھے اور دو سو گھوڑے تھے۔ (۶)

جو مسلمانوں کی آج تک کی جنگی تاریخ کی سب سے بڑی تعداد تھی،ورنہ ماقبل غزوات میں سوار تیس سے زیادہ نہ ہو سکے تھے اور وسائل نقل وحمل کے لئے کچھ اونٹوں کے ساتھ خیبر کی طرف روانہ ہوئے۔

<u>ایک شرط:قریش مکہ (جس میں مسلمانوں کے دوست ودشمن دونوں شامل تھے)</u> کفروایمان کی جنگ کا قطعی فیصلہ کرنے والا غزوہ خیبر کے

(۱) مغازی واقدی۶۴۰/۲

(۲) مغازی واقدی۶۳۸/۲

(۳) البدایة والنھایة۲۰۶/۴

(۴) فتح الباری ۴۶۴/۷،ابن ہشام ۳۲۸/۲، الروض الانف۸۶/۷،تاریخ طبری۹/۳،البدایة والنھایة۲۰۶/۴،دلائل النبوة للبیہقی۴۶۸/۵،شرح الزرقانی علی المواھب۲۴۴/۳

(۵) ابن سعد۸۴/۲

(۶) ابن ہشام ۳۵۰/۲

نتائج پر بڑے اہتمام سے جائزہ لے رہے تھے، قریش جانتے تھے کہ اس وقت جزیرہ العرب میں یہود خیبر اور ان کے غطفانی حلیفوں سے بڑھ کر جانباز شہسواروں کی تعداد، اسلحہ جات، جنگی تیاریوں اور مضبوط و مستحکم قلعہ جات کا مقابلہ کرنے والا کوئی نہیں، اس کے علاوہ ان کے مضبوط قلعہ جات ہیں، جن میں کھانے کا وافر ذخیرہ ہے اور پینے کے چشمے ہیں جبکہ مسلمان عددی لحاظ سے بھی کمتر ہیں اور اسلحہ کے لحاظ سے بھی کمزور ہیں اور وہ قلعوں کے بجائے کھلے میدان میں ہوں گے اور ان کی رسد کا بھی کوئی بندوبست نہیں اس لئے وہ یہودیوں سے عبرت ناک شکست کھائیں گے، اس معرکہ کی اہمیت کے پیش نظر قریش کی محفلوں میں اس کے نتائج کے متعلق باتیں ہوتی رہتیں کہ اس معرکہ میں فتح ونصرت کس فریق کا مقدر بنتی ہے، اس بحث وتکرار میں دو گروپ بن جاتے، ایک گروپ جس کا سردار حویطب بن عبدالعزیٰ تھا کا خیال تھا کہ اس معرکہ میں بھی مسلمانوں کو عددی لحاظ سے کمتر ہونے، اسلحہ کے لحاظ سے کمزور ہونے، قلعوں کے بجائے کھلے میدان میں ہونے اور رسد کا کوئی بندوبست نہ ہونے کے باوجود بھی یہودیوں اور ان کے حلیفوں پر فتح ونصرت حاصل ہوگی، دوسرا فریق جس کا لیڈر صفوان بن امیہ تھا اور اس کے ساتھ عباس بن مرداس، نوفل بن معاویہ وغیرہ تھے حویطب بن عبدالعزیٰ کے برعکس قسمیں کھا کر کہتے تھے کہ اس معرکہ میں یہودی اور ان کے حلیف اسد وغطفان اپنے بہادر اور نامور شہسواروں کے ساتھ مسلمانوں کا ہمیشہ کے لئے صفایہ کر دیں گے، اس بحث وتکرار میں دونوں فریقوں میں شدید جھگڑا کھڑا ہو گیا

فَاضْطَرَبَ الصَّوْتُ، فَقَالَ أَبُو سُفْيَانَ بْنُ حَرْبٍ:خَشِيت واللّات حَيِّزَ عَبَّاسِ بْنِ مِرْدَاسٍ، فَغَضِبَ صَفْوَانُ وَقَالَ: أَدْرَكَتْك الْمُنَافِيَةُ! فَتَخَاطَرْنَا مِائَةَ بَعِيرٍوَجَاءَهُ الْخَبَرُ بِظُهُورِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخَذَ حُوَيْطِبُ وَحَيِّزُهُ الرَّهْنَ

شدید جھگڑے کی وجہ سے آواز بلند ہوئی تو ابوسفیان بن حرب نے کہالات کی قسم! مجھے عباس بن مرداس اور اس کی پارٹی کے متعلق خدشہ ہے، تو صفوان بن امیہ نے ناراض ہو کر کہا میں نے تجھے مخالف پایا ہے، بالآخر دونوں فریقوں میں سو اونٹوں کی شرط لگ گئی کہ جس فریق کی بات ثابت ہو جائے وہ ہارنے والے فریق سے سو اونٹ حاصل کر لے گا جب رسول اللہ ﷺ کی یہود اور ان کے حلیفوں پر غالب آنے کی اطلاع پہنچی تو حویطب بن عبدالعزیٰ نے شرط کے مطابق صفوان بن امیہ سے سو اونٹ حاصل کر لئے۔[1]

جاسوس کی گرفتاری:

فَأَخَذَ عَيْنًا لِلْيَهُودِ مِنْ أَشْجَعَ فَقَالَ: مَنْ أَنْتَ؟ قَالَ: بَاغٍ أَبْتَغِي أَبْعِرَةً ضَلّتْ لِي، أَنَا عَلَى أَثَرِهَا قَالَ لَهُ عَبّادٌ: أَلَك عِلْمٌ بِخَيْبَرَ؟ قَالَ:عَهْدِي بِهَا حَدِيثٌ، فِيمَ تَسْأَلُنِي عَنْهُ؟ قَالَ: عَنْ الْيَهُودِ. قَالَ: نَعَمْ، كَانَ كِنَانَةُ بْنُ أَبِي الْحُقَيْقِ وَهَوْذَةُ بْنُ قَيْسٍ سَارُوا فِي حُلَفَائِهِمْ مِنْ غَطَفَانَ، فَاسْتَنْفَرُوهُمْ وَجَعَلُوا لَهُمْ تَمْرَ خَيْبَرَ سَنَةً، فَجَاءُوا مُعَدّينَ مُؤَيّدِينَ بِالْكُرَاعِ وَالسّلَاحِ يَقُودُهُمْ عُتْبَةُ بْنُ بَدْرٍ، وَدَخَلُوا مَعَهُمْ فِي حُصُونِهِمْ، وَفِيهَا عَشَرَةُ آلَافِ مُقَاتِلٍ

[1] مغازی واقدی۷۰۱؍۲

عباد بن بشر رضی اللہ عنہ نے راستے میں قبیلہ اشجع کے ایک آدمی کو یہود کا جاسوس سمجھ کر پکڑلیا اور کہا تم کون ہو؟ اس نے کہا میں تو گمشدہ اونٹ کی تلاش میں نکلا ہوا ہوں، تو عباد نے اس سے کہا کیا تمہیں خیبر سے متعلق کوئی خبر ہے؟ تو اس نے کہا کہ میں تو یہاں نیا ہوں مجھ سے خیبر کے متعلق کیوں پوچھتے ہو پھر عباد نے یہود سے متعلق پوچھا تو اس نے اعتراف کرلیا، شروع شروع میں اس نے جاسوس ہونے سے انکار کیا مگر جب اس سے سختی سے پوچھا گیا اور اسے امان دی گئی تو اس نے اپنے اجرتی جاسوس ہونے کا اعتراف کرلیا، اور کنانہ بن ابی الحقیق اور ھوذہ بن قیس کے بارے میں بتایا کہ وہ ایک وفد کے ساتھ اپنے غطفانی حلیفوں کے پاس مدد لینے گئے ہیں اور انہوں نے انہیں خیبر کی ایک سال کی کھجوروں پر جنگ پر تیار کرلیا ہے اور وہ گھوڑوں اور اسلحہ کی مدد لے کر آئے ہیں، ان کی قیادت عتبہ بن بدر کر رہا تھا اور وہ ان کے ساتھ ان کے قلعوں میں داخل ہو گئے ہیں جہاں دس ہزار جانباز پہلے سے موجود ہیں،

وَهُمْ أَهْلُ الْحُصُونِ الَّتِي لَا تُرَامُ، وَسِلَاحٌ وَطَعَامٌ كَثِيرٌ لَوْ حُصِرُوا لِسِنِينَ لَكَفَاهُمْ، وَمَاءٌ وَاتِنٌ يَشْرَبُونَ فِي حُصُونِهِمْ، مَا أَرَى لِأَحَدٍ بِهِمْ طَاقَة، الْقَوْمُ مَرْعُوبُونَ مِنْكُمْ خَائِفُونَ وَجِلُونَ لِمَا قَدْ صَنَعْتُمْ بِمَنْ كَانَ بِيَثْرِب مِنَ الْيَهُودِ فَقَالَ لِي كِنَانَةُ: اذْهَبْ مُعْتَرِضًا للطريق فإنهم لا يستنكرون مكانك، واحزرهم لَنَا، وَادْنُ مِنْهُمْ كَالسَّائِلِ لَهُمْ مَا تَقْوَى بِهِ، ثُمَّ أَلْقِ إِلَيْهِمْ كَثْرَةَ عَدَدِنَا وَمَادَّتِنَا فَإِنَّهُمْ لَنْ يَدَعُوا سُؤَالَكَ، وَعَجِّلْ الرَّجْعَةَ إِلَيْنَا بِخَبَرِهِمْ

اور اہل قلعہ کی طرف کوئی شخص منہ نہیں کرسکتا، وہاں پر وافر مقدار میں پانی، غذائی اجناس اور اسلحہ موجود ہیں جو کئی سال کے محاصرے کے لئے کافی ہیں، میں کسی قوم میں ان کے ساتھ لڑنے کی طاقت نہیں پاتا، البتہ جو کچھ تم لوگوں نے مدینہ منورہ کے یہود کے ساتھ کیا ہے وہ اس سے مرعوب اور خوف زدہ ہیں، کنانہ بن ابی الحقیق نے مجھے کہا ہے کہ راستے میں جا کیونکہ وہ آپ کی منزلت کو مانتے ہیں اس لیے تو انہیں ہماری نسبت ڈرا اور ایک سائل کی طرح تمہیں ان کی کثرت تعداد اور قوت کے بارے میں بتلاؤں، وہ تمہارے سوال کو ہرگز نہیں چھوڑیں گے پھر ان کے حالات معلوم کر کے جلد از جلد ہمارے پاس آجاؤ،

وَإِنَّ يَهُودَ يَثْرِبَ بَعَثُوا ابْنَ عَمٍّ لِي وَجَدُوهُ بِالْمَدِينَةِ، قَدْ قَدِمَ بِسِلْعَةٍ يَبِيعُهَا، فَبَعَثُوهُ إِلَى كِنَانَةَ بْنِ أَبِي الْحُقَيْقِ يُخْبِرُونَهُ بِقِلَّتِكُمْ وَقِلَّةِ خَيْلِكُمْ وَسِلَاحِكُمْ. وَيَقُولُونَ لَهُ:فَاصْدُقُوهُمُ الضَّرْبَ يَنْصَرِفُوا عَنْكُمْ، فَإِنَّهُ لَمْ يَلْقَ قَوْمًا يُحْسِنُونَ الْقِتَالَ! وَقُرَيْشٌ وَالْعَرَبُ قَدْ سَرَوْا بِمَسِيرِهِ إِلَيْكُمْ لِمَا يَعْلَمُونَ مِنْ مَوَادِّكُمْ وَكَثْرَةِ عَدَدِكُمْ وَسِلَاحِكُمْ وَجَوْدَةِ حُصُونِكُمْ! وَقَدْ تَتَابَعَتْ قُرَيْشٌ وَغَيْرُهُمْ مِمَّنْ يَهْوَى هَوَى مُحَمَّدٍ، تَقُولُ قُرَيْشٌ: إِنَّ خَيْبَرَ تَظْهَرُ! وَيَقُولُ آخَرُونَ: يَظْهَرُ مُحَمَّدٌ، فَإِنْ ظَفَرَ مُحَمَّدٌ فَهُوَ ذُلُّ الدَّهْرِ!

اور مدینہ کے یہود نے بھی میرے عم زاد کو جو مدینہ میں پایا جو کہ سامان کی خرید وفروخت کی غرض سے آیا ہوا تھا، کنانہ ابن ابی الحقیق کی طرف تمہاری قلت تعداد، گھوڑوں اور اسلحہ کے بارے میں معلومات دے کر بھیجا ہے اور کہا ہے کہ ابھی تک مسلمانوں کو جنگ کرنے والے لوگوں سے پالا نہیں پڑا، تم انہیں خوب ضرب لگاؤ پھر یہ تمہاری طرف رخ نہیں کریں گے، قریش مکہ اور دوسرے عرب قبائل بھی اس بات پر خوش

ہیں کہ تم لوگ خیبر پر حملہ کرنے کے لئے جا رہے ہو کیونکہ تمہیں ابھی تک ان کے غذائی اجناس کے ذخیروں، قلعوں کی مضبوطی، جانباز جوانوں اور ہتھیاروں کے متعلق پتہ ہی نہیں چل سکا اور لوگ باتیں بنا رہے ہیں، قریش کہتے ہیں اہل خیبر غالب رہیں گے جبکہ دوسرے لوگ کہتے ہیں محمد غالب رہیں گے، اگر محمد غالب ہو گئے تو عمر بھر کی رسوائی ہو گی،

فَأَتَى بِهِ عَبّادٌ النّبِيّ صَلّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلّمَ فَأَخْبَرَهُ الْخَبَرَفقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطّابِ: اضْرِبْ عُنُقَهُ،قَالَ عَبّادٌ: جَعَلْت لَهُ الْأَمَانَ،فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلّمَ: أَمْسِكْهُ مَعَك يَا عَبّادُ! فَأَوْثِق رِبَاطًافَلَمّا دَخَلَ رَسُولُ اللهِ صَلّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلّمَ خَيْبَرَ عَرَضَ عَلَيْهِ الْإِسْلَامَ،فَأَسْلَمَ

تفشیش مکمل کر کے عباد بن بشر رضی اللہ عنہ نے اس جاسوس کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کر کے تمام حقیقت حال سے آگاہ کیا، سید نا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے اسے قتل کرنے دو، عباد بن بشر رضی اللہ عنہ نے کہا آپ ایسا نہیں کر سکتے میں نے اسے امان دی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے عباد رضی اللہ عنہ! اسے باندھ کر اپنے ساتھ رکھو جب رسول اللہ ﷺ خیبر میں داخل ہوئے تو اس جاسوس کو حاضر کرنے کا حکم فرمایا اور اسے دعوت اسلام پیش کی جسے اس نے قبول کر لیا۔[١]

حَتَّى إِذَا كُنَّا بِالصَّهْبَاءِ، وَهِيَ مِنْ أَدْنَى خَيْبَرَصَلَّى العَصْرَ، ثُمَّ دَعَا بِالأَزْوَادِ فَلَمْ يُؤْتَ إِلَّا بِالسَّوِيقِ، فَأَمَرَ بِهِ فَثُرِّيَ، فَأَكَلَ وَأَكَلْنَاثُمَّ قَامَ إِلَى المَغْرِبِ، فَمَضْمَضَ وَمَضْمَضْنَا، ثُمَّ صَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ

رسول اللہ ﷺ کو بنو غطفان اور یہود کے گٹھ جوڑ کی اطلاع مل چکی تھی اس لئے خیبر کی طرف جاتے ہوئے آپ ﷺ نے جبل عفر اور وادی صہبا کو جو خیبر کے نشیب میں واقع ہے عبور کر کے وادی رجیح میں پڑاؤ ڈالا (یہاں سے یہود کے حلیف بنو غطفان کی آبادی ایک دن اور ایک رات کے فاصلے پر واقع تھی تاکہ وہ مرعوب ہو کر یہود خیبر کی مدد کو نہ پہنچ سکیں) یہاں آپ ﷺ نے نماز عصر ادا فرمائی پھر کھانے کا کچھ منگوایا تو صرف ستو لایا گیا جسے آپ نے اور مجاہدین نے کھایا پھر آپ نماز مغرب کے لئے کھڑے ہوئے تو پچھلے وضو پر اکتفا کر کے صرف کلی فرمائی، صحابہ کرام نے بھی کلی ہی کی، پھر آپ ﷺ نے نماز ادا فرمائی۔[٢]

ثُمّ صَلّى الْعِشَاءَ بِالنّاسِ،ثُمّ دَعَا بِالْأَدِلّاءِ فَجَاءَ حُسَيْلُ بْنُ خَارِجَةَ الْأَشْجَعِيّ، وَعَبْدُ اللهِ بْنُ نُعَيْمٍ الْأَشْجَعِيّ. قَالَ: فقال رَسُولُ اللهِ صَلّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلّمَ لِحُسَيْلٍ: امْضِ أَمَامَنَا حَتّى تَأْخُذَنَا صُدُورُ الْأَوْدِيَةِ، حَتّى نَأْتِيَ خَيْبَرَ مِنْ بَيْنِهَا وَبَيْنَ الشّامِ، فَأَحُولُ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الشّامِ وَبَيْنَ حُلَفَائِهِمْ مِنْ غَطَفَانَ،فَقَالَ حُسَيْلٌ: أَنَا أَسْلُكُ بِك

پھر آپ ﷺ نے عشاء کی نماز ادا فرمائی، دوسری صبح روانہ ہونے سے قبل آپ نے دونوں رہبروں حسیل بن خارجہ اور عبداللہ بن نعیم کو طلب فرمایا اور رسول اللہ ﷺ نے حسیل بن خارجہ کہا کہ وہ لشکر کو خیبر میں مدینہ منورہ کے راستہ کے بجائے شام کی طرف سے داخل

---

[١] مغازی واقدی ٦٤٠؍٢

[٢] صحیح بخاری كتاب المغازی بَابُ غَزْوَةِ خَيْبَرَ ٤١٩٥،مسند احمد ١٥٨٠٠،دلائل النبوۃ للبیہقی ٢٠٠؍٤،البدایۃ والنہایۃ ٢٠٧؍٤،السیرۃ النبویۃ لابن کثیر ٣٤٦؍٣

کریں تا کہ اس حکمت عملی سے لشکر اسلام بنوغطفان اور یہود کے درمیان حائل ہو جائے اور ان کی طرف سے کسی طرح کی مدد کا امکان ختم ہو جائے اور دوسری طرف یہود کا شام کی طرف فرار ہونے کا راستہ بند کردیں، چنانچہ رہبر حسیل حسب ہدایت لشکر کو ایسے ہی راستے پر لے چلا۔[1]

فَلَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ أَرْسَلَ إِلَيْهِمْ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ وَهُمْ فِي الْحِصْنِ، فَلَمَّا انْتَهَى سَعْدٌ إِلَى الْحِصْنِ نَادَاهُمْ: إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أُكَلِّمَ عُيَيْنَةَ بْنَ حِصْنٍ. فَأَرَادَ عُيَيْنَةُ أَنْ يُدْخِلَهُ الْحِصْنَ، فَقَالَ مَرْحَبٌ: لَا تُدْخِلْهُ فَيَرَى خَلَلَ حِصْنِنَا وَيَعْرِفُ نَوَاحِيَهُ الَّتِي يُؤْتَى مِنْهَا، وَلَكِنْ تَخْرُجُ إِلَيْهِ، فَقَالَ عُيَيْنَةُ: لَقَدْ أَحْبَبْت أَنْ يَدْخُلَ فَيَرَى حَصَانَتَهُ وَيَرَى عَدَدًا كَثِيرًا فَأَبَى مَرْحَبٌ أَنْ يُدْخِلَهُ، فَخَرَجَ عُيَيْنَةُ إِلَى بَابِ الْحِصْنِ،فَقَالَ سَعْدٌ: إِنّ رَسُولَ اللهِ أَرْسَلَنِي إِلَيْك يَقُولُ: إِنّ اللهَ قَدْ وَعَدَنِي خَيْبَرَ فَارْجِعُوا وَكُفّوا، فَإِنّ ظَهَرْنَا عَلَيْهَا فَلَكُمْ تَمْرُ خَيْبَرَ سَنَةً

جب رسول اللہ ﷺ خیبر پہنچے تو اسلامی لشکر کو خطرات سے بچانے کے لئے خزرج کے سردار سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو غطفان کے سالار عیینہ بن حصن کی طرف بھیجا جو اس وقت مرحب کے قلعہ میں تھا، جب اسے رسول اللہ ﷺ کے قاصد کا علم ہوا تو اس نے انہیں قلعہ کے اندر بلانے کا ارادہ کیا، مگر مرحب نے کہا اسے قلعہ کے اندر داخل نہ کرو اس طرح وہ قلعہ میں داخل ہونے کا راستہ اور راسے اندر سے دیکھ لے گا بلکہ تم خود اس کی طرف جاؤ، عیینہ نے کہا میں چاہتا ہوں کہ اندر داخل ہو کر قلعہ کی مضبوطی اور یہاں ہماری کثرت تعداد کو اپنی آنکھوں سے دیکھ کر مرعوب ہو جائے، مگر مرحب نے یہ دلیل منظور نہیں کی اس لئے عیینہ قلعہ سے باہر نکل کر سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے ملا، سعد رضی اللہ عنہ نے اسے رسول اللہ ﷺ کا پیغام پہنچایا وہ مسلمانوں اور یہود کے درمیان عنقریب ہونیوالی جنگ میں غیر جانبدار رہیں اور انہیں یقین دلایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کے مطابق انہیں خیبر پر فتح ونصرت عطا فرمائے گا اور اللہ کا وعدہ کبھی ٹل نہیں سکتا اس کے عوض وہ انہیں خیبر کی ایک سال کی کھجوریں دینے کو تیار ہیں۔

مگر عیینہ اپنی اور اپنے حلیف یہود کی کثرت اور مسلمانوں کی قلت تعداد کو دیکھ کر غرور میں مبتلا ہو گیا اور ظاہر اًاس کا غرور بجا تھا، مادی اندازوں کے مطابق ہر چیز مسلمانوں کے خلاف اور یہود کے حق میں تھی، چودہ سو آدمیوں کی طاقت پندرہ ہزار آدمیوں کے مقابلہ میں ایسی تھی جیسے تلوار کے مقابلہ میں لاٹھی، مگر اس نے اللہ تعالیٰ کے سچے وعدے کو عبث جانا، اس نے اللہ کی بے شمار مخفی مخلوقات کی طاقت کو نہ جانا اور یہ خیال کیا کہ وہ اپنی عددی برتری کی وجہ سے مسلمانوں پر غالب ہو جائیں گے چنانچہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی اس پیشکش کو حقارت سے ٹھکرا دیا اور غیر جانبداری اختیار کرنے سے انکار کر دیا

فَقَالَ عُيَيْنَةُ: إنّا وَاللهِ مَا كُنّا لِنُسَلّمَ حُلَفَاءَنَا لِشَيْءٍ، وَإِنّا لنعلم ما لك ولمن معك بما هاهنا طَاقَةٌ، هَؤُلَاءِ قَوْمٌ أَهْلُ حُصُونٍ مَنِيعَةٍ، وَرِجَالٍ عَدَدُهُمْ كَثِيرٌ، وَسِلَاحٌ. إنْ أَقَمْت هَلَكْت وَمَنْ مَعَك، وَإِنْ أَرَدْت الْقِتَالَ عَجّلُوا عَلَيْك بِالرّجَالِ وَالسّلَاحِ،وَلَا وَاللهِ، مَا هَؤُلَاءِ كَقُرَيْشٍ، قَوْمٌ سَارُوا إلَيْك، إنْ أَصَابُوا غِرّةً مِنْك فَذَاكَ الّذِي أَرَادُوا وَإِلّا

[1] مغازی واقدی۶۳۹/۲

انْصَرَفُوا، وَهٰؤُلَاءِ يُمَاكِرُونَكَ الْحَرْبَ ويطاولونك حتى تملّهم، فَقَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ: أَشْهَدُ لَيَحْضُرَنَّكَ فِي حِصْنِك هَذَا حَتّى تَطْلُبَ الّذِي كُنّا عَرَضْنَا عَلَيْك، فَلَا نُعْطِيك إلّا السّيْفَعيينه ، فَرَجَعَ سَعْدٌ إلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ بِمَا قَالَ،وَقَالَ سَعْدٌ:يَا رَسُولَ اللهِ، إنّ اللهَ مُنْجِزٌ لَك مَا وَعَدَك وَمُظْهِرٌ دِينَهُ، فَلَا تُعْطِ هَذَا الْأَعْرَابِيّ تَمْرَةً وَاحِدَةً، يَا رَسُولَ اللهِ، لَئِنْ أَخَذَهُ السّيْفُ لَيُسَلّمُنّهُمْ وَلَيُهَرّبَنّ إلَى بِلَادِهِ كَمَا فَعَلَ ذَلِكَ قَبْلَ الْيَوْمِ فِي الْخَنْدَقِ

اور سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے کہاہمارا جواب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچادو کہ اللہ کی قسم!ہم اپنے یہودی حلیفوں کو کسی قیمت پر نہیں چھوڑیں گے ہمیں تمہاری تعداد اور طاقت کاعلم ہے جبکہ یہودیوں کے پاس مضبوط قلعہ ہیں،ان کے پاس جانبازوں اور اسلحہ کی کثرت ہے اگر تم لوگوں نے ان سے مقابلہ کیا تو ہلاک ہوجاؤ گے،اللہ کی قسم! یہ قریش کی طرح کے لوگ نہیں ہیں جنہوں نے تمہاری طرف چڑھائی کی تھی اور دھوکے سے نقصان اٹھایا تھامگر یہ لوگ ایک لمباعرصہ تک تم سے جنگ کریں گے یہاں تک کہ تم اکتاجاؤ،عیینہ کا جواب سن کرسعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے یقین کامل سے دبنگ لہجہ میں کہااے عیینہ!میں گواہی دیتاہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تیرے پاس اس قلعہ میں آئیں گے اور جو ہم نے تجھے پیش کش کی ہے اس کا تو ہم سے مطالبہ کرے گامگر اس وقت ہم تجھے تلوار کے سوا کوئی اور چیز نہ دیں گے،پھرسعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے واپس آ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عیینہ کی باتوں سے آگاہ کیااور سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کیااے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم!اللہ تعالیٰ نے آپ سے جو وعدہ کیاہے وہ اسے ہر حالت میں پوراکرے گااور اپنے دین کو غالب فرمائے گا،اس بدو کو ایک دانہ کھجور بھی نہ دیجئے گا،اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم!اگر تلواروں نے اسے آلیا تو وہ انہیں چھوڑ کر اپنے علاقہ کی طرف اس طرح بھاگے گاجیسے وہ اس سے قبل خندق کے روز بھاگ چکاہے،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسلسل خیبر کی طرف رواں دواں رہے۔[1]

غطفان کااپنے علاقہ کی طرف فرار:

انسان کچھ سوچتاہے مگر رب کی مشیت کچھ اور ہوتی ہے اور ہوتا وہی ہے جو رب چاہتاہے،معاہدہ کی دوسری شق کے مطابق غطفان کے چار ہزار جانباز مجاہدین کی واپسی کا راستہ روکنے کے لئے اسلامی لشکر کے تعاقب میں چل رہے تھے اور مسلسل ایک دن اور ایک رات چلتے رہے ،جب مسلمانوں کو اس بات کاعلم ہوا تو وہ بڑی الجھن میں پڑ گئے مگر ان کے عزم میں کوئی کمی نہ آئی اور وہ اللہ تعالیٰ کی نصرت پر کامل اعتماد،فتح کے وعدے پر یقین کے ساتھ مسلسل خیبر کی طرف رواں دواں رہے

حَتَّى إذَا سَارُوا مَنْقَلَةً سَمِعُوا خَلْفَهُمْ فِي أَمْوَالِهِمْ وَأَهْلِيهِمْ حِسًّا، ظَنُّوا أَنَّ الْقَوْمَ قَدْ خَالَفُوا إلَيْهِمْ، فَرَجَعُوا عَلَى أَعْقَابِهِمْ، فَأَقَامُوا فِي أَهْلِيهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ

اسی اثناء میں بنوغطفان کو اپنے عقب میں کچھ شوروغل سنائی دیا تو انہوں نے خیال کیا کہ مسلمانوں نے ان کے اہل وعیال پر حملہ کر دیاہے اس لئے وہ آگے بڑھنے کے بجائے پیچھے پلٹ گئے اور اپنے اہل وعیال اور اموال میں رہے۔[2]

---

[1] مغازی واقدی۶۵۰؍۲

[2] ابن ہشام۳۳۰؍۲

فَلَمَّا كَانَ بَعْدَ هَذِهِ مِنْ تِلْكَ اللَّيْلَةِ سَمِعُوا صَائِحًا يَصِيحُ، لَا يَدْرُونَ مِنَ السَّمَاءِ أَوْ مِنَ الْأَرْضِ: يَا مَعْشَرَ غَطَفَانَ، أَهْلَكُمْ أَهْلَكُمْ! الْغَوْثَ، الْغَوْثَ بِحَيْفَاءَ- صِيحَ ثَلَاثَةً- لَا تُرْبَةَ وَلَا مَالَ! قَالَ: فَخَرَجَتْ غَطَفَانُ على الصّعب والذّلول، وكان أَمْرًا صَنَعَهُ اللهُ عَزّ وَجَلّ لِنَبِيّهِ ، فَلَمّا أَصْبَحُوا أَخْبَرَ كِنَانَةَ بْنَ أَبِي الْحُقَيْقِ وَهُوَ فِي الْكَتِيبَةِ بِانْصِرَافِهِمْ، فَسَقَطَ فِي يَدَيْهِ ، وَذَلّ وَأَيْقَنَ بِالْهَلَكَةِ، وَقَالَ: كُنّا مِنْ هَؤُلَاءِ الْأَعْرَابِ فِي بَاطِلٍ، إنّا سِرْنَا فِيهِمْ فَوَعَدُونَا النّصْرَ وَغَرّونَا، وَلَعَمْرِي لَوْلَا مَا وَعَدُونَا مِنْ نَصْرِهِمْ ما نابذنا محمّدا بالحرب وَلَمْ نَحْفَظْ

کچھ دنوں بعد ایک پکارنے والے کی آواز سنائی دی لیکن وہ جان نہ سکے کہ یہ آواز آسمان سے ہے یا زمین سے کہ حیفاء میں اپنے اہل وعیال کی خبر لو نہ کہ قبرستان اور نہ مال، ایسی ہی ایک آواز ان غطفانیوں نے بھی تین مرتبہ سنی جو یہود کے ساتھ ان کے قلعوں میں رہ رہے تھے جسے سن کر وہ بھی راتوں رات یہود کو اکیلا چھوڑ کر اپنے گھروں اور اہل وعیال کی حفاظت کے لئے بھاگ کھڑے ہوئے یہ معاملہ اللہ کی طرف سے نبی اکرم ﷺ کی تائید کیلئے تھا، جب صبح ہوئی اور کنانہ بن ابی الحقیق کو الکتیبۃ کے علاقہ میں غطفانیوں کے فرار کی خبر ملی تو وہ بہت پشیمان ہوا اور اسے اپنی موت کا یقین ہوگیا اور اس نے کہا ہم ان اعراب کے بارے میں غلطی پر تھے ہم ان کے پاس گئے انہوں نے ہم سے مدد کا وعدہ کیا اور پھر عین وقت پر ہمیں دھوکا دیا، میری زندگی کی قسم! اگر یہ ہمیں اپنی مدد کا وعدہ نہ کرتے تو ہم محمد سے جنگ کی نہ ٹھانتے، ہمیں سلام بن ابی الحقیق کی بات کو مان لینا چاہیے تھا،

فَلَمّا انْتَهَى الْغَطَفَانِيّونَ إلَى أَهْلِيهِمْ بِحَيْفَاءَ وَجَدُوا أَهْلَهُمْ عَلَى حَالِهِمْ فَقَالُوا: هَلْ رَاعَكُمْ شَيْءٌ؟قَالُوا: لَا وَاللهِ. فَقَالُوا: لَقَدْ ظَنَنّا أَنّكُمْ قَدْ غَنِمْتُمْ، فَمَا نَرَى مَعَكُمْ غَنِيمَةً وَلَا خَيْرًا!فقال عيينة لأصحابه: هذا والله من مكايد مُحَمّدٍ وَأَصْحَابِهِ ، خَدَعَنَا وَاللهِ!فَقَالَ لَهُ الْحَارِثُ بْنُ عَوْفٍ: بِأَيّ شَيْءٍ؟قَالَ عُيَيْنَةُ: إنّا فِي حِصْنِ النّطَاةِ بَعْدَ هَدْأَةٍ إذْ سَمِعْنَا صَائِحًا يَصِيحُ، لَا نَدْرِي مِنَ السّمَاءِ أَوْ مِنَ الْأَرْضِ: أَهْلَكُمْ أَهْلَكُمْ بِحَيْفَاءَ- صِيحَ ثَلَاثَةً- فَلَا تُرْبَةَ وَلَا مَالٍ! قَالَ الْحَارِثُ بْنُ عَوْفٍ: يَا عُيَيْنَةُ، وَاللهِ لَقَدْ غَبَرْت إنْ انْتَفَعْت،وَاللهِ إنّ الّذِي سَمِعْت لَمِنَ السّمَاءِ! وَاللهِ لَيَظْهَرَنّ مُحَمّدٌ عَلَى مَنْ نَاوَأَهُ ، حَتّى لَوْ نَاوَأَتْهُ الْجِبَالُ لَأَدْرَكَ مِنْهَا مَا أَرَادَ فَأَقَامَ عُيَيْنَةُ أَيّامًا فِي أَهْلِهِ ثُمّ دَعَا أَصْحَابَهُ لِلْخُرُوجِ إلَى نَصْرِ الْيَهُودِ، فَجَاءَهُ الْحَارِثُ بْنُ عَوْفٍ فَقَالَ: يَا عُيَيْنَةُ أَطِعْنِي وَأَقِمْ فِي مَنْزِلِك وَدَعْ نَصْرَ الْيَهُودِ، مَعَ أَنّي لَا أَرَاك تَرْجِعُ إلَى خَيْبَرَ إلّا وَقَدْ فَتَحَهَا مُحَمّدٌ وَلَا آمَنُ عَلَيْك، فَأَبَى عُيَيْنَةُ أَنْ يَقْبَلَ قَوْلَهُ وَقَالَ: لَا أُسْلِمُ حُلَفَائِي لِشَيْءٍ

جب غطفان کے یہ لوگ جو یہودیوں کے قلعوں سے نکل گئے تھے حیفاء میں اپنے گھروں میں پہنچے تو انہوں نے اپنے اہل وعیال کو خیریت کے ساتھ پایا اور ان سے پوچھا کیا تمہیں کسی چیز نے ڈرایا تھا؟ انہوں نے کہا اللہ کی قسم! ہمیں کسی چیز نے نہیں ڈرایا اور ہمارا خیال ہے کہ تم نے غنیمت حاصل کرلی ہے مگر وہ ہم تمہارے پاس نہیں پاتے، عیینہ بن حصن نے اپنے ساتھیوں سے کہا اللہ کی قسم! یہ محمد (ﷺ) اور اس کے اصحاب کی چال ہے، اللہ کی قسم! ہم دھوکے میں آگئے، حارث بن عوف مری نے اسے کہا کس چیز کے دھوکے میں؟ تو عیینہ نے کہا میں رات کا پہلا حصہ گزارنے کے بعد قلعہ نطاۃ میں تھا کہ ہم نے ایک پکارنے والے کی آواز کو تین مرتبہ سنا، ہم نہیں جانتے کہ وہ آواز آسمان

سے آرہی تھی یا زمین سے کہ حیفاء میں اپنے اہل کی خبر لو، نہ قبرستان نہ مال، حارث بن عوف نے کہا اے عیینہ !اگر تو نے اس آواز سے فائدہ اٹھایا تو باقی رہے گا اللہ کی قسم جو آواز تو نے سنی ہے وہ آسمان سے تھی اللہ کی قسم! محمد (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) اپنے دشمنوں پر ضرور غالب آکر رہیں گے حتی کہ اگر پہاڑوں نے بھی اس سے دشمنی کی تو وہ بھی اپنے ارادوں میں کامیاب رہیں گے، یینہ نے چند روز اپنے اہل وعیال میں قیام کیا اور پھر اپنے ساتھیوں کو یہود کی مدد کے لئے خروج کرنے کو کہا، حارث بن عوف نے پھر آکر اسے کہا اے عیینہ! میری بات کو مان جا اور اپنے گھر میں رہ اور یہود کی مدد کرنا چھوڑ دے اگر تو وہاں چلا بھی گیا تو تیرے وہاں پہنچنے سے قبل محمد اسے فتح کر چکے ہوں گے اور میں تیرے بارے میں مطمئن بھی نہیں ہوں، مگر عیینہ نے اس کے دردمندانہ مشورہ کو رد کر دیا اور کہا میں اپنے حلیفوں کو کسی چیز کی خاطر نہیں چھوڑ سکتا، پھر اپنے اطاعت گزار غطفانیوں کے ساتھ یہود کی مدد کرنے کے لئے نکلا مگر ابھی خیبر نہیں پہنچا تھا کہ اسے معلوم ہو گیا کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے خیبر پر قبضہ کر لیا ہے۔[1]

فوجی نظم وضبط:

فَبَيْنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي طَرِيقِ خَيْبَرَ فِي لَيْلَةٍ مُقْمِرَةٍ إِذْ أَبْصَرَ بِرَجُلٍ يَسِيرُ أَمَامَهُ، عَلَيْهِ شَيْءٌ يَبْرُقُ فِي الْقَمَرِ كَأَنَّهُ فِي الشَّمْسِ وَعَلَيْهِ بَيْضَةٌ ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وسلّم :من هذا؟ فَقِيلَ: أَبُو عَبْسِ بْنِ جَبْرٍ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :أَدْرِكُوهُ! قَالَ: فَأَدْرَكُونِي فَحَبَسُونِي، وَأَخَذَنِي مَا تَقَدّمَ وَمَا تَأَخّرَ، وَظَنَنْت أَنّهُ قَدْ نَزَلَ فِيّ أَمْرٌ مِنْ السّمَاءِ، فَجَعَلْت أَتَذَكّرُ مَا فَعَلْت حَتّى لَحِقَنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فقال: مالك تَقْدُمُ النّاسَ لَا تَسِيرُ مَعَهُمْ؟قُلْت: يَا رَسُولَ اللهِ، إنّ نَاقَتِي نَجِيبَةٌ

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم فوجی نظم وضبط کی بڑی پابندی فرماتے تھے اور خلاف ورزی کرنے والے کو سزا دیتے تھے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ایک چاندنی رات میں خیبر کی طرف جارہے تھے کہ راستے میں آپ نے ایک آدمی کو اپنے آگے چلتے ہوئے دیکھا اس پر کوئی ایسی چیز تھی جو چاندنی میں چمکتی تھی، رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے برا مناتے ہوئے فرمایا یہ کون شخص ہے؟ کسی عرض کیا یہ ابوعبس بن جبر ہے (کیونکہ اس نے نظم وضبط کی خلاف ورزی کی تھی اس لئے) آپ نے فرمایا اسے پکڑ لو صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُم نے انہیں پکڑ کر قید کر دیا، ابوعبس بن جبر کو خوف ہوا کہ شاید ان کے بارے میں کوئی حکم نازل ہوا ہے اس لئے انہیں گرفتار کر لیا گیا ہے، پھر رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے میرے فعل پر اظہار ناراضگی کرتے ہوئے فرمایا تجھے کیا تکلیف ہے کہ تو لوگوں کے ساتھ چلنے کے بجائے ان کے آگے آگے چلتا ہے؟ میں نے جواب دیا اے اللہ کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم میری ناقہ بڑی تیز رفتار ہے تو آپ نے مجھے اس قید سے زیادہ کوئی سزا نہ دی۔[2]

اور سلمہ بن اکوع رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کہتے ہیں کہ اونٹوں کو تیز چلانے کے لئے عامر بن اکوع رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ خوش الحانی سے حدی پڑھتے ہوئے آگے آگے تھے، حدی کے اشعار تھے۔

[1] مغازی واقدی ۶۵۱،۲

[2] مغازی واقدی ۶۳۵،۲

اللهُمَّ لَوْلاَ أَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا　وَلاَ تَصَدَّقْنَا وَلاَ صَلَّيْنَا

اللہ کی قسم اگر اللہ نہ ہوتا تو ہم ہدایت نہ پاتے　نہ صدقہ دیتےاور نہ نماز پڑھتے

فَاغْفِرْ فِدَاءً لَكَ مَا أَبْقَيْنَا　وَثَبِّتِ الأَقْدَامَ إِنْ لاَقَيْنَا

ہم تجھ پر قربان جو احکام ہم بجا نہیں لائے انہیں معاف فرما　اور جب ہم مقابلہ کریں تو ہمیں ثابت قدمی عطافرما

وَأَلْقِيَنْ سَكِينَةً عَلَيْنَا　إِنَّا إِذَا صِيحَ بِنَا أَبَيْنَا

تو ہم پر سکینت وطمانیت نازل فرما　جب ہمیں جہاد کے لئے پکارا جاتا ہے ہم دوڑ کر پہنچتے ہیں

وَبِالصِّيَاحِ عَوَّلُوا عَلَيْنَا　اور پکار کر ہم سے استغاثہ کیا ہے۔[1]

بعض روایات میں یہ رجزیہ کلمات بھی ہیں۔

إِنَّ الَّذِينَ قَدْ بَغَوْا عَلَيْنَا　إِذَا أَرَادُوا فِتْنَةً أَبَيْنَا

جن لوگوں نے ہم پر ظلم وزیادتی کی ہے　جب وہ ہمیں فتنہ میں مبتلا کرنے کاارادہ کرتے ہیں تو ہم اسے قبول نہیں کرتے

وَنَحْنُ عَنْ فَضْلِكَ مَا اسْتَغْنَيْنَا　فَثَبِّتِ الْأَقْدَامَ إِنْ لاَقَيْنَا

اے اللہ ہم تیرے فضل وکرم سے بے نیاز نہیں　جب ہم مقابلہ کریں تو ہمارے قدموں کو جمادے۔[2]

فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَنْ هَذَا؟قَالَ: عَامِرٌ يَا رَسُولَ اللهِ،قَالَ:غَفَرَ لَكَ رَبُّكَ

عامر بن اکوع رضی اللہ عنہ کے توحید میں ڈوبے اشعار (حدی) سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ حدی پڑھنے والا کون ہے؟صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیااے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم!وہ عامر بن اکوع رضی اللہ عنہ ہیں،آپ نے فرمایا پروردگار اس کی مغفرت فرمائے۔[3]

يَرْحَمُهُ اللهُ، قَالَ: وَمَا اسْتَغْفَرَ لِإِنْسَانٍ قَطُّ يَخُصُّهُ إِلَّا اسْتُشْهِدَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ وَجَبَتْ يَا نَبِيَّ اللهِ لَوْلَا أَمْتَعْتَنَا بِهِ

ایک روایت میں ہے فرمایااللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے،اور ان کا(جنگ کے موقع پر) تجربہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی کو خاص کر کے دعائے مغفرت فرماتے تو وہ شخص ضرور شہید ہوجاتاتھا،ایک شخص(سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ) نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کہایااے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم!آپ نےاس کے لئے شہادت کوواجب کر دیا کاش! آپ عامر رضی اللہ عنہ کی شجاعت سے چند روزاور ہمیں متمتع فرماتے۔[4]

---

[1] صحیح بخاری کتاب الاداب باب مایجوزمن الشعروالرجزوالحداء ۶۱۴۸، فتح الباری ۴۶۶؍۷

[2] مسنداحمد۶۷؍۲۷

[3] مسنداحمد۱۶۵۳۸

[4] صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ غَزْوَةِ خَيْبَرَ۴۱۹۶،صحیح مسلم کتاب الجهادوالسیر بَابُ غَزْوَةِ ذِي قَرَدٍ وَغَيْرِهَا۴۶۷۷،فتح البـاری ۴۶۶؍۷

یہود کی میٹنگ:

قائدین یہود کو جب علم ہو گیا کہ رسول اللہ ﷺ مجاہدین اسلام کے ساتھ ان کی طرف روانہ ہو گئے ہیں تو انہوں اسلامی لشکر کے مقابلہ کے لئے بہترین منصوبوں پر تبادلہ خیال کرنے کے لئے ایک میٹنگ بلائی، بحث و مباحثہ کے دوران وہ تین گروپوں میں تقسیم ہو گئے،

وَرَأَيْتُمْ خَيْبَرَ وَحُصُونَهَا وَرِجَالَهَا لَرَجَعْتُمْ قَبْلَ أَنْ تَصِلُوا إِلَيْهِمْ، حُصُونٌ شَامِخَاتٌ فِي ذُرَى الْجِبَالِ

ایک گروپ کا خیال تھا ہمارے قلعے بہت مضبوط و مستحکم ہیں ان میں جانبازوں کی موجودگی میں مسلمان داخل نہ ہو سکیں گے اس لئے ہمیں فصیلوں کے پیچھے سے مسلمانوں کا مقابلہ کرنا چاہیے، ایک لمبے عرصہ کے بعد بالآخر مسلمان تنگ آ کر محاصرہ چھوڑ دیں گے کیونکہ بڑے بڑے قلعے اور مستحکم جو کہ پہاڑوں کی چوٹیوں پر واقع ہیں۔

فَإِنِّي قَدْ رَأَيْت مَنْ سَارَ إِلَيْهِ مِنَ الْحُصُونِ،لَمْ يَكُنْ لَهُمْ بَقَاءٌ بَعْدَ أَنْ حَاصَرَهُمْ حَتّى نَزَلُوا عَلَى حُكْمِهِ، وَمِنْهُمْ مَنْ سَبْيٍ وَمِنْهُمْ مِنْ قَتْلِ صَبْرًافَقَالَتْ الْيَهُودُ: إِنّ حُصُونَنَا هَذِهِ لَيْسَتْ مِثْلَ تِلْكَ، هَذِهِ حصون منيعة فى ذُرَى الْجِبَالِ، فَخَالَفُوهُ وَثَبَتُوا فِي حُصُونِهِمْ

دوسرا گروپ جس کا لیڈر مشہور شہسوار مرحب کا بھائی حارث تھا جس کا لقب ابوزینب تھا اور یہ دونوں قبیلہ حمیر سے تعلق رکھتے تھے کا جرات مندانہ نظریہ تھا جو لوگ محمد (ﷺ) کے مقابلہ میں قلعہ بند ہوئے وہ ان کے مقابلہ میں ٹھیر نہ سکے اور انہیں ان کا حکم ماننا پڑا جن میں سے کچھ قید ہوئے اور کچھ باندھ کر قتل کر دیئے گئے اس لئے ہمیں قلعہ بند ہو کر لڑنے کے بجائے باہر نکل کر مسلمانوں سے فیصلہ کن جنگ کرنی چاہیے مگر لیڈروں نے اس کی تجویز کو رد کر دیا اور کہا اے ابوزینب! ہمارے قلعے ان قلعوں کی طرح کمزور نہیں ہیں بلکہ یہ مضبوط و مستحکم اور پہاڑوں کی چوٹیوں پر ہیں، ان میں دس ہزار جانباز موجود ہیں، ان کی موجودگی میں انہیں سر کرنا مسلمانوں کے بس کا روگ نہیں ہے، اس لئے ہمیں قلعہ بند ہو کر فصیلوں کے پیچھے سے مسلمانوں کا مقابلہ کرنا چاہیے۔

فَزِعَتْ الْيَهُودُ إِلَى سَلّامِ بْنِ مِشْكَمٍ فَقَالُوا: فَمَا الرّأْيُ أَبَا عَمْرٍو؟وَيُقَالُ أَبَا الْحَكَمِ. قَالَ: وَمَا تَصْنَعُونَ بِرَأْيٍ لَا تَأْخُذُونَ مِنْهُ حَرْفًا؟ قَالَ كِنَانَةُ: لَيْسَ هَذَا بِحِينِ عِتَابٍ، قَدْ صَارَ الْأَمْرُ إِلَى مَا تَرَى. قَالَ: مُحَمّدٌ قَدْ فَرَغَ مِنْ يَهُودِ يَثْرِبَ، وَهُوَ سَائِرٌ إِلَيْكُمْ، فَنَازِلٌ بِسَاحَتِكُمْ، وَصَانِعٌ بِكُمْ مَا صَنَعَ بِبَنِي قُرَيْظَةَ.

تیسرا گروپ جس کا لیڈر سلام بن مشکم نضری تھا اور یہی یہودی فوج کا سالار عام تھا جسے اس دور میں یہود کا جنگ باز کہا جاتا تھا کہ حیی بن اخطب کی طرف اشارہ کر کے کہا یہ سب کاروائی ابوعمر کی ہے جس نے ہمیں سب سے پہلے منحوس بنایا اور ہماری رائے کی مخالفت کر کے ہمیں اپنے اموال اور ہمارے شرف سے محروم کیا اور ہمارے بھائیوں کا قتل کیا اور قتل سے بھی سخت تر بات یہ ہے کہ اس نے ہمارے بچوں کو قید کرایا، حجاز میں یہودی کبھی بھی کھڑے نہ ہو سکیں گے اور نہ ہی یہود کا کوئی ارادہ اور رائے ہو گی، پھر اس نے ابوزینب سے بھی بڑھ کر جرات مندانہ تجویز پیش کی کہ خیبر کے قلعوں سے باہر مسلمانوں سے جنگ کرنے کے بجائے مدینہ منورہ جا کر ان سے دو دو ہاتھ کرنے چاہئیں۔ کنانہ (ابن

ابی الحقیق) نے کہا یہ آپس کی لڑائی کا وقت نہیں ہے، بات بہت آگے نکل چکی ہے، محمد (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) یثرب کے یہود سے فارغ ہو چکے ہیں اور اب وہ گوشمالی کے لئے تمہاری طرف آ رہے ہیں اور وہ وہی کچھ کریں گے جو انہوں نے بنی قریظہ کے ساتھ کیا تھا،

قَالُوا: فَمَا الرَّأْيُ؟ قَالَ: نَسِيرُ إِلَيْهِ بِمَنْ مَعَنَا مِنْ يَهُودِ خَيْبَرَ، فَلَهُمْ عَدَدٌ، وَنَسْتَجْلِبُ يَهُودَ تَيْمَاءَ، وَفَدَكٍ، وَوَادِي الْقُرَى، ثُمّ نَسِيرُ إِلَيْهِ فِي عُقْرِ دَارِهِ فَنُقَاتِلُ عَلَى وِتْرٍ حَدِيثٍ وَقَدِيمٍ. فَقَالَتْ الْيَهُودُ: هَذَا الرّأْيُ. فَقَالَ كِنَانَةُ: إِنّي قَدْ خَبَرْت الْعَرَبَ فَرَأَيْتهمْ أَشِدّاءَ عَلَيْهِ، وَحُصُونُنَا هَذِهِ لَيْسَتْ مِثْلَ مَا هُنَاكَ، وَمُحَمّدٌ لَا يَسِيرُ إِلَيْنَا أَبَدًا لِمَا يَعْرِفُ.قَالَ سَلّامُ بْنُ مِشْكَمٍ:هَذَا رَجُلٌ لَا يُقَاتِلُ حَتّى يُؤْخَذَ بِرَقَبَتِهِ

دوسرے لیڈروں نے سلام بن مشکم سے پوچھا پھر کیا کرنا چاہیے؟ اس نے کہا ہم کسی عرب کی مدد کے بغیر اپنے بڑے لشکر کے ساتھ مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوں راستے میں تیماء، فدک اور وادی القریٰ کے یہودیوں کو بھی ساتھ لے کر ان کے صحن میں جا اتریں اور پرانے اور نئے کنبے کے ساتھ جنگ کریں، قائدین یہود کی اکثریت اس تجویز کی طرف مائل ہوگئی لیکن کنانہ بن ابی الحقیق نے سلام بن مشکم کے نظریہ کی مخالفت کی اور کہا میں نے عربوں کو محمد صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے خلاف بڑا سخت پایا ہے اور ہمارے قلعے بھی یثرب کے قلعوں کی طرح کمزور نہیں ان حالات میں میرا خیال ہے کہ محمد کبھی بھی ہماری طرف نہیں آئیں گے، اس بات پر سلام بن مشکم بگڑ گیا اور کنانہ کی طرف اشارہ کر کے کہا یہ شخص اس وقت تک نہیں لڑے گا جب تک اس کو گردن سے نہ پکڑ لیا جائے۔[1]

فَانْتَهَى بِهِ إِلَى مَوْضِعٍ لَهُ طُرُقٌ، فَقَالَ لَهُ:يَا رَسُولَ اللهِ، إنّ لَهَا طُرُقًا يُؤْتَى مِنْهَا كُلّهَا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: سَمّهَا لِي!وَكَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبّ الْفَأْلَ الْحَسَنَ وَالِاسْمَ الْحَسَنَ، وَيَكْرَهُ الطّيَرَةَ وَالِاسْمَ الْقَبِيحَ ،فَقَالَ الدّلِيلُ: لَهَا طَرِيقٌ يُقَالُ لَهَا حَزَنٌ،قَالَ: لَا تَسْلُكْهَا!قَالَ: لَهَا طَرِيقٌ يُقَالُ لَهَا شَاش، قَالَ:لَا تَسْلُكْهَا!قَالَ: لَهَا طَرِيقٌ يُقَالُ لَهَا حَاطِبٌ ،قَالَ: لَا تَسْلُكْهَا! قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: مَا رَأَيْت كَاللّيْلَةِ أَسْمَاءً أَقْبَحَ! سَمّ لِرَسُولِ اللهِ!قَالَ:لَهَا طَرِيقٌ وَاحِدَةٌ لَمْ يَبْقَ غَيْرُهَا، فَقَالَ عُمَرُ: سَمّهَاقَالَ: اسْمُهَا مَرْحَبٌ،قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: نَعَمْ اُسْلُكْهَا! قَالَ عُمَرُ: أَلّا سَمّيْت هَذَا الطّرِيقَ أَوّلَ مَرّةٍ!

رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مسافت طے کرتے ہوئے جب ایک چورستہ (چورنگی) پر پہنچے جہاں سے مختلف سمت میں راستے جاتے تھے تو دونوں رہبروں نے کہا یا رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ یہ سب راستے خیبر کی طرف جاتے ہیں، رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا ان راستوں کے نام بتلاؤ اور رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اچھی فال اور اچھے نام پسند فرماتے تھے اور بری فال اور برے نام ناپسند کرتے تھے، انہوں نے کہا اس راستے کا نام حزن (سخت اور کھردرا) ہے، آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا اس راستے پر نہ جاؤ، انہوں نے کہا یہ راستہ شاش (تفرق واضطراب والا) کہلاتا ہے، آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا اس راستے پر نہ جاؤ، انہوں نے کہا یہ راستہ حاطب (لکڑہارا) کہلاتا ہے، آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا اس راستے پر نہ جاؤ، سیدنا عمر رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بن

---

[1] مغازی واقدی ٦٣٧، ٢

خطاب نے کہا میں نے اس جیسی رات سے قبل کبھی بھی ایسے برے ناموں نہیں سنے جو رسول اللہ ﷺ کے سامنے بولے یا بتائے گئے، آپ ﷺ نے فرمایا ایک راستے کے علاوہ کوئی راستہ نہیں بچا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا آپ نام فرمائیں، آپ ﷺ نے فرمایا اس راستے کا نام مرحب ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہاں اس راستے پر چلو، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کیا اس نام پہلے نہیں گزرا؟

بہرحال آپ ﷺ نے سب راستوں کو چھوڑ کر مرحب پر جانا پسند فرمایا آپ ﷺ نے مدینہ منورہ سے خیبر تک چار دن کی مسافت یعنی ٩٦ عربی میل کا فاصلہ طے فرمایا۔

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَى خَيْبَرَ لَيْلًا

اور انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ رات کے وقت خیبر پہنچے۔[١]

اہل عرب کی عادت تھی کہ وہ دشمن قبیلے کے اطراف میں گھات لگا کر بیٹھے رہتے اور رات کے پچھلے پہر دشمن پر اچانک حملہ کر دیتے تھے مگر سوائے مجبوری کے رسول اللہ ﷺ کی حربی سیاست اس کے برعکس تھی،

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: كان رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا غَزَا قَوْمًا لَمْ يُغِرْ عَلَيْهِمْ حَتَّى يُصْبِحَ، فَإِنْ سَمِعَ أَذَانًا أَمْسَكَ، وَإِنْ لَمْ يَسْمَعْ أَذَانًا أَغَارَ، فَنَزَلْنَا خَيْبَرَ لَيْلا، فَبَاتَ رَسُول اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حَتَّى إِذَا أَصْبَحَ لَمْ يَسْمَعْ أَذَانًا

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ کی عادت مبارکہ تھی کہ رات کے وقت کسی پر حملہ نہیں کرتے تھے، بلکہ صبح کا انتظار فرماتے، اگر بستی سے اذان کی آواز سنتے تو اس پر حملہ نہ فرماتے، آواز نہ سنتے تو پھر حملہ کر دیتے تھے، آپ ﷺ رات کے وقت خیبر پہنچے، چنانچہ صبح کے وقت آپ نے آذان کی آواز نہ سنی تو حملہ کی تیاری فرمانے لگے۔[٢]

وَلَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ صَلَّى بِهَا الصُّبْحَ، وَرَكِبَ الْمُسْلِمُونَ، وَلَمّا أَشْرَفَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى خَيْبَرَ قَالَ لِأَصْحَابِهِ:قِفُوا!ثُمّ قَالَ: قُولُوا اللهمّ رَبَّ السَّمَوَاتِ وَمَا أَظْلَلْنَ وَرَبَّ الْأَرَضِينَ وَمَا أَقْلَلْنَ، وَرَبَّ الشَّيَاطِينِ وَمَا أَضْلَلْنَ، وَرَبَّ الرِّيَاحِ وَمَا أَذْرَيْنَ فَإِنَّا نَسْأَلُكَ خَيْرَ هَذِهِ الْقَرْيَةِ وَخَيْرَ أَهْلِهَا وَخَيْرَ مَا فِيهَا، وَنَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ أَهْلِهَا وَشَرِّ مَا فِيهَا، أَقْدِمُوا بِسْمِ اللهِ

جب رسول اللہ ﷺ خیبر پہنچے تو آپ نے صبح کی نماز پڑھی اور پھر آپ ﷺ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم سوار ہو کر خیبر کی طرف چل پڑے، جب رسول اللہ ﷺ خیبر کے قریب پہنچے اور اس کے در و دیوار نظر آنے لگے تو آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو فرمایا کچھ دیر ٹھیر جاؤ، پھر آپ ﷺ نے فرمایا اللہ سے دعا کرو ''اے اللہ! ساتوں آسمانوں اور ان میں جو کچھ ہے ان سب کے پروردگار، ساتوں زمینوں

[١] صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ غَزْوَةِ خَيْبَرَ ٤١٩٧، البدایة والنهایة ٢٠٩/٤

[٢] صحیح بخاری کتاب الاذان بَابُ مَا يُحْقَنُ بِالأَذَانِ مِنَ الدِّمَاءِ ٦١٠، ابن ہشام ٣٢٩/٢، الروض الانف ٩١/٧، عیون الاثر ١٧٣/٢، البدایة والنهایة ٢٠٩/٤، السیرة النبویة لابن کثیر ٣٤٨/٣

اور ان کی حقیر مخلوقات کے پروردگار، شیطانوں اور ان کی گمراہ ٹولیوں کے پروردگار، ہواؤں اور جن چیزوں کو وہ اڑا لے جاتی ہے ان سب کے پروردگار، اس بستی کی اچھی چیزوں، یہاں کے باشندوں کی اچھی باتیں اور اس بستی میں جو عمدہ چیزیں ہیں ہم تجھ سے ان سب کے طلبگار ہیں اور یہاں کی بری چیزوں، یہاں کے باشندوں کی برائیوں اور فتنہ سامانیوں اور یہاں کی تمام برائیوں سے پناہ مانگتے ہیں۔'' اے مجاہدو! اب اللہ کا نام لے کر آگے بڑھو۔[1]

وَكَانَ الْيَهُودُ يَقُومُونَ كُلَّ لَيْلَةٍ قَبْلَ الْفَجْرِ فَيَتَلَبَّسُونَ السِّلَاحَ وَيَصُفُّونَ الْكَتَائِبَ ، فَلَمَّا نَزَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَاحَتِهِمْ لَمْ يَتَحَرَّكُوا تِلْكَ اللَّيْلَةَ، وَلَمْ يَصِحْ لَهُمْ دِيكٌ حَتَّى طَلَعَتْ الشَّمْسُ، فَأَصْبَحُوا وَأَفْئِدَتُهُمْ تَخْفِقُ، وَفَتَحُوا حُصُونَهُمْ مَعَهُمْ الْمَسَاحِي وَالْكَرَازِينُ وَالْمَكَاتِلُ، قَالُوا: مُحَمَّدٌ وَاللهِ، مُحَمَّدٌ وَالْخَمِيسُ!(مَقْدَمَة، مَيْمَنَةً، مَيْسَرَةً، قَلْب،سافه)فَوَلَّوْا هَارِبِينَ حتى رجعوا إِلَى حُصُونِهِمْ

منافقین اور یہود نے مسلمانوں کی مدینہ منورہ سے روانگی کی اطلاع قبل از وقت یہود خیبر کو پہنچادی تھی اور یہودی خطرے سے نپٹنے کے لئے ساری رات صبح تک مسلح ہو کر نکلا کرتے تھے، جب رسول اللہ ﷺ وہاں پہنچے تو وہ اس رات کو ایسے غافل ہوئے کہ ان کا نہ کوئی جانور حرکت میں آیا نہ مرغ نے بانگ دی جس کی وجہ سے انہیں لشکر اسلامی کی آمد کی خبر نہ ہوئی، طلوع آفتاب کے بعد جب وہ جاگے اور بے خبری میں قلعوں کے دروازے کھول کر کھیتی کے آلات کدال، پھاوڑے اور ٹوکرے لیکر اپنے کھیتوں میں کام کرنے کے لئے نکلے اور اچانک لشکر اسلام پر ان کی نظر پڑی، تو گھبرا کر چلائے محمد (ﷺ) اللہ کی قسم! لشکر کے پانچوں حصوں (مقدمہ، میمنہ، میسرہ، قلب اور سافہ) کے ساتھ آگئے اور پھر منہ پھیر کر عجلت میں اپنے اہل وعیال کے ساتھ قلعوں میں داخل ہو گئے[2]

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ:فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اللَّهُ أَكْبَرُ، خَرِبَتْ خَيْبَرُ، إِنَّا إِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ {فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِينَ}[3]

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے مجاہدین کو فتح کی بشارت دیتے ہوئے فرمایا اللہ اکبر! خیبر اجڑ گیا، اللہ اکبر خیبر ویران ہو گیا جب ہم کسی قوم کے میدان میں اترتے ہیں تو ''باخبر کی گئی قوم کی صبح بہت بری ہوتی ہے۔''[4]

پھر آپ ﷺ نے لشکر کے پڑاؤ کے لئے ایک جگہ کا انتخاب فرمایا

---

[1] فتح الباری ۴۴۶؍۱،زادالمعاد ۲۸۴؍۳،ابن ہشام ۳۲۹؍۲،الروض الانف ۹۱؍۷، عیون الاثر ۱۷۳؍۲،البدایۃ والنہایۃ ۲۰۹؍۴،مغازی واقدی ۶۴۲؍۲،دلائل النبوۃ للبیہقی ۲۰۳؍۴

[2] ۔مغازی واقدی ۶۴۲؍۲

[3] الصافات: 177

[4] صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ غَزْوَةِ خَيْبَرَ ۴۱۹۸،فتح الباری ۲۳۱؍۵،زادالمعاد ۲۸۳؍۳،مغازی واقدی ۶۴۳؍۲،ابن ہشام ۳۳۰؍۲،دلائل النبوۃ للبیہقی ۲۰۳؍۴،الروض الانف ۹۲؍۷،عیون الاثر ۱۷۴؍۲، البدایۃ والنہایۃ ۲۱۰؍۴،ابن سعد ۸۳؍۲

فَلَمَّا أَصْبَحَ جَاءَهُ الْحُبَابُ ابن الْمُنْذِرِ بْنِ الْجَمُوحِ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْك، إِنَّك نَزَلْت مَنْزِلَك هَذَا، فَإِنْ كَانَ عَنْ أَمْرٍ أَمَرْت بِهِ فَلَا نَتَكَلَّمُ فِيهِ، وَإِنْ كَانَ الرَّأْيُ تَكَلَّمْنَا،فَقَالَ رَسُول اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بل هُوَ الرَّأْيُ، فَقَالَ:يَا رَسُولَ اللهِ، دَنَوْت مِنْ الْحِصْنِ وَنَزَلْت بَيْنَ ظُهْرَيْ النّخْلِ وَالنّزّ ، مَعَ أَنّ أَهْلَ النّطَاةِ لِي بِهِمْ مَعْرِفَةٌ، لَيْسَ قَوْمٌ أَبْعَدَ مَدَى مِنْهُمْ، وَلَا أَعْدَلَ مِنْهُمْ، وَهُمْ مُرْتَفِعُونَ عَلَيْنَا، وَهُوَ أَسْرَعُ لِانْحِطَاطِ نَبْلِهِمْ، مَعَ أَنّي لَا آمَنُ مِنْ بَيَاتِهِمْ يَدْخُلُونَ فِي خَمْرِ النّخْلِ، تَحَوّلْ يَا رَسُولَ الله إلى موضع بريء مِنْ النّزّ وَمِنْ الْوَبَاءِ، نَجْعَلْ الْحَرّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ حَتّى لَا يَنَالَنَا نَبْلُهُمْ

جب صبح ہوئی تو اس پر حباب بن منذر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے اس مقام پر پڑاؤ فرمایا ہے اگر اس مقام پر آپ نے اللہ کے حکم سے پڑاؤ فرمایا ہے تو پھر بولنے کی کوئی گنجائش نہیں اور اگر آپ نے اپنی جنگی تدبیر کے تحت پڑاؤ کیا ہے تو کچھ عرض کروں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں یہ میری اپنی جنگی تدبیر ہے، حباب بن منذر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! یہ مقام قلعہ نطاۃ سے بہت ہی قریب ہے اور خیبر کے سارے تربیت یافتہ اور جنگ آزمودہ جانباز اسی قلعہ میں ہیں، اتنی قربت کی وجہ سے انہیں ہماری ہر حرکت کا پورا پورا علم رہے گا جبکہ ہم ان کی ہر چال سے بے خبر ہوں گے، میں اہل نطات سے بخوبی واقف ہوں کوئی قوم ان سے زیادہ دیر تک مقابلہ میں ڈٹنے والی اور ان سے زیادہ تیرانداز نہیں اور وہ ہم سے بلند جگہ جمع ہیں جس سے وہ جلد از جلد ہمیں اپنے تیروں کا نشانہ بنا سکتے ہیں پھر ہم ان کے شبخون مارنے سے بھی محفوظ نہیں، اس لئے کہ وہ شبخون مار کر کھجوروں کے گھنے باغات میں چھپ سکتے ہیں، اس لئے مناسب ہوگا کہ آپ کسی ایسی جگہ پڑاؤ ڈالنے کا حکم فرمائیں جہاں لشکر محفوظ ہو،

ثُمّ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: نُقَاتِلُهُمْ هَذَا الْيَوْمَ. وَدَعَارَسُول اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحَمّدَ بْنَ مَسْلَمَةَ فَقَالَ: أُنْظُرْ لَنَا مَنْزِلًا بَعِيدًا مِنْ حُصُونِهِمْ بَرِيئًا مِنْ الْوَبَاءِ، نَأْمَنُ فِيهِ بَيَاتَهُمْ، فَطَافَ مُحَمّدٌ حَتّى انْتَهَى إلَى الرّجِيعِ ، ثُمّ رَجَعَ إلَى النّبِيّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلًا فَقَالَ: وَجَدْت لَك مَنْزِلًا

ان کا یہ مشورہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے اتفاق کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آج کے دن جنگ نہیں ہوگی اور محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا کہ اس قلعہ سے دور کوئی اور جگہ پڑاؤ کے لئے تلاش کرو تاکہ ہم ان کے حیلے بازوں سے بچ سکیں، محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے قلعہ الناعم سے کچھ دور وادی الرجیع کے زیریں حصہ میں جہاں پانی تھا ہیڈ کوارٹر بنایا اور رات کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وہاں چلے گئے اور فرمایا اس جگہ کو اپنا ہیڈ کوارٹر بنا لو۔[1]

چنانچہ یہیں سے سالار اپنے اپنے جھنڈوں تلے جنگ کے لئے روانہ ہوتے اور شام کو واپس لوٹ آتے تھے۔

لشکر کا نگہبان دستہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلامی لشکر کی نگہبانی اور رات کے وقت دشمن کے قلعوں کے گرد اگرد ان کی حرکات کا جائزہ لینے کے لئے ایک گشتی دستہ

[1] مغازی واقدی ۶۴۳،۲

تیار کیا جس میں سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے

وَيَسْتَخْلِفُ على الْعَسْكَرِ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

جبکہ لشکر کے پڑاؤ کی قیادت اور انتظامی امور سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو سونپی۔[1]

زخمیوں کی دیکھ بھال کے لئے ایک سنٹر بنایا

ثُمَّ ابْتَنَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهَا مَسْجِدًا

اور یہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مسجد تعمیر فرمائی جس میں اپنے قیام خیبر کی مدت میں نماز پڑھتے رہے۔

قلعہ ناعم کی فتح:

عَنْ سَلَمَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْأَكْوَعِ، قَالَ: بَعَثَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بِرَايَتِهِ، وَكَانَتْ بَيْضَاءَ، فِيمَا قَالَ ابْنُ هِشَامٍ، إِلَى بَعْضِ حُصُونِ خَيْبَرَ، فَقَاتَلَ، فَرَجَعَ وَلَمْ يَكُ فَتْحٌ، وَقَدْ جَهَدَ ثُمَّ بَعَثَ الْغَدَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، فَقَاتَلَ، ثُمَّ رَجَعَ وَلَمْ يَكُ فَتَحَ ، وَقَدْ جَهَدَ،فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ غَدًا رَجُلًا يُفْتَحُ عَلَى يَدَيْهِ، يُحِبُّ اللهَ وَرَسُولَهُ، وَيُحِبُّهُ اللهُ وَرَسُولُهُ،قَالَ: فَبَاتَ النَّاسُ يَدُوكُونَ لَيْلَتَهُمْ أَيُّهُمْ يُعْطَاهَافَلَمَّا أَصْبَحَ النَّاسُ غَدَوْا عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كُلُّهُمْ يَرْجُو أَنْ يُعْطَاهَا فَقَالَ:أَيْنَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ،فَقَالُوا: يَشْتَكِي عَيْنَيْهِ يَا رَسُولَ اللهِ، قَالَ:فَأَرْسِلُوا إِلَيْهِ فَأْتُونِي بِهِ، فَلَمَّا جَاءَ بَصَقَ فِي عَيْنَيْهِ وَدَعَا لَهُ، فَبَرَأَ حَتَّى كَأَنْ لَمْ يَكُنْ بِهِ وَجَعٌ،قَالَ وَدَعَا لِي فَقَالَ اللهُمَّ أَذْهِبْ عَنْهُ الْحَرَّ وَالْقَرَّ قَالَ فَمَا اشْتَكَيْتُهُمَا حَتَّى يومي هَذَا

عمرو بن اکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ابن ہشام کے مطابق: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو سفید نشان عنایت فرما کر خیبر کے ایک قلعہ کی طرف روانہ کیا، سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بڑی کوشش کی اور بہت لڑے لیکن قلعہ فتح نہ ہوا آخر واپس آ گئے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی قلعہ کی طرف یہی نشان دے کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب کو روانہ کیا انہوں نے بھی بڑی محنت اور جانفشانی کی مگر آخر فتح حاصل کئے بغیر واپس چلے آئے، سیدنا علی رضی اللہ عنہ آشوب چشم کی وجہ سے پیچھے رہ گئے تھے لیکن بعد میں انہوں نے پیچھے رہنا مناسب نہ سمجھا اور آپ سے خیبر میں آملے، اسی شب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن سعد رضی اللہ عنہ کو (از راہ قدر دانی اور حوصلہ افزائی کے لئے) فرمایا کل میں ایک ایسے شخص کے ہاتھ میں جھنڈا دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول بھی اس سے محبت کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھوں اس قلعہ کو فتح کرائے گا، رات بھر لوگ انتظار کرتے رہے کہ کل صبح جھنڈا کس خوش نصیب کو ملتا ہے، اس لئے صبح سویرے تمام صحابہ رضی اللہ عنہم اس امید کے ساتھ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے جھنڈا عطا فرمائیں گے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خدمت میں حاضر ہو گئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب کہاں ہیں؟ جاں نثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم وہ اپنے خیمہ میں ہیں اور آشوب

[1] امتاع الاسماع ۳۰۸/۱، السیرة الحلبیة ۵۱/۳

چشم میں مبتلا ہیں، حکم فرمایا ان کے یہاں کسی کو بھیج کر بلوالو، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم انہیں لانے کے لئے لپکے اور ساتھ لے کر حاضر خدمت ہو گئے، اس وقت ان کی آنکھوں پر پٹی بندھی ہوئی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آنکھوں میں اپنا لعاب دہن لگایا اور ان کے لئے دعا فرمائی، کچھ دیر میں وہ صحت مند ہو گئے گویا انہیں آنکھوں کی تکلیف ہوئی ہی نہ تھی، سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ اس دن کے بعد پھر کبھی مجھے آشوب چشم کی شکایت پیدا نہ ہوئی۔

قَالَ وَدَعَا لِي فَقَالَ اللَّهُمَّ أَذْهِبْ عَنْهُ الْحَرَّ وَالْقَرَّ قَالَ فَمَا اشْتَكَيْتُهُمَا حَتَّى يومي هَذَا

اور ان کے حق میں اللہ تعالیٰ سے یہ دعا فرمائی اے اللہ! علی رضی اللہ عنہ کو گرمی اور سردی سے محفوظ رکھنا، سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کے بعد مجھے کبھی گرمی اور سردی کا احساس نہیں ہوا۔[1]

وہ شدید گرمی میں روئی کا موٹا جبہ پہنتے تھے اور شدید سردی میں باریک کپڑے پہنتے تھے اور سردی کی پرواہ نہیں کرتے تھے

فَأَعْطَاهُ الرَّايَةَ، فَقَالَ عَلِيٌّ: يَا رَسُولَ اللهِ، أُقَاتِلُهُمْ حَتَّى يَكُونُوا مِثْلَنَا؟ فَقَالَ: انْفُذْ عَلَى رِسْلِكَ حَتَّى تَنْزِلَ بِسَاحَتِهِمْ، ثُمَّ ادْعُهُمْ إِلَى الإِسْلَامِ، وَأَخْبِرْهُمْ بِمَا يَجِبُ عَلَيْهِمْ مِنْ حَقِّ اللهِ فِيهِ، فَوَاللهِ لَأَنْ يَهْدِيَ اللهُ بِكَ رَجُلًا وَاحِدًا، خَيْرٌ لَكَ مِنْ أَنْ يَكُونَ لَكَ حُمْرُ النَّعَمِ

پھر انہیں اپنا سفید علم عطا فرمایا، جب سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے علم سنبھالا تو عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں ان سے اپنے جیسا ہونے تک جنگ کروں گا؟ (یعنی جب تک وہ اسلام قبول نہ کر لیں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے علی رضی اللہ عنہ! اپنا کام نہایت وقار و متانت سے شروع کرو، جب ان کے میدان میں پہنچ جاؤ پھر انہیں اسلام کی دعوت پیش کرو، ان کو راہ ہدایت پیش کرو (تاکہ جہاں تک ممکن ہو لڑائی کی نوبت ہی نہ آئے) اللہ کے جو حقوق ان پر فرض ہے انہیں اس سے آگاہ کرو اللہ کی قسم! اگر اللہ تعالیٰ تیرے ذریعہ ایک آدمی کو ہدایت فرمادے تو یہ تیرے لئے سرخ اونٹوں (جو بہت اعلیٰ اور قیمتی مانے جاتے ہیں) سے بہتر ہے۔[2]

تاکہ یہود اسلامی معاشرے کا ایک حصہ بن جائیں اور جنگ کی نوبت ہی نہ آئے، اور یہی طریقہ آئندہ کے لئے مسلمانوں اور اہل کتاب کے درمیان رائج ہو گیا، حسب فرمان سیدنا علی رضی اللہ عنہ مرحب کے قلعہ ناعم کے نیچے پہنچے اور نمائندہ نبوی کے طور پر جنگ سے پہلے یہود کو کفر کی ظلمتوں سے نکل کر نور توحید کی طرف دعوت پیش کی، مگر یہود کو اپنی کثرت تعداد، جنگی تیاریاں، سامان حرب، اور کافی عرصہ کے لئے ذخیرہ اجناس پر بڑا مان تھا اس پر تکیہ کر کے انہوں نے اس پاکیزہ دعوت کو قطعی طور پر مسترد کر دیا اور جنگ کرنے کا فیصلہ کر لیا، ان کے ارادے دیکھ

---

[1] فتح الباری ۷۷،۴۷

[2] صحیح بخاری کتاب الجهادبَابُ دُعَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ إِلَى الإِسْلَامِ وَالنُّبُوَّةِ، وَأَنْ لاَ يَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللهِ۲۹۴۲،وکتاب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم بَابُ فَضْلِ مَنْ أَسْلَمَ عَلَى يَدَيْهِ رَجُلٌ۳۰۰۹،وکتاب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم بَابُ مَنَاقِبِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ القُرَشِيِّ الهَاشِمِيِّ أَبِي الحَسَنِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ۳۷۰۱،وکتاب المغازی بَابُ غَزْوَةِ خَيْبَرَ۴۲۱۰،مسنداحمد۲۲۸۲۱، دلائل النبوة للبیهقی۲۰۵،۴، زادالمعاد ۲۸۴،۳،البدایة والنهایة ۲۱۱،۴

کر آپ ﷺ بھی لشکر کی ترتیب قائم کرنے اور قیادتوں کی تقسیم میں لگ گئے اور مہاجرین میں ایک جھنڈا سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ایک سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو جبکہ انصار میں

وَرَايَةً إِلَى الْحُبَابِ بْنِ الْمُنْذِرِ، وَرَايَةً إِلَى سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ

ایک جھنڈا حباب بن منذر رضی اللہ عنہ اور دوسرا سعد بن عبادہ کو عطا فرمایا۔

جنگ کے آداب:

فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لا تَمَنَّوْا لِقَاءَ الْعَدُوِّ وَاسْأَلُوا اللهَ الْعَافِيَةَ، فَإِنَّكُمْ لا تَدْرُونَ مَا تُبْتَلُونَ بِهِ مِنْهُمْ ،اللهُمَّ أَنْتَ رَبُّنَا وَرَبُّهُمْ، وَنَوَاصِينَا وَنَوَاصِيهِمْ بِيَدِكَ، وَإِنَّمَا تَقْتُلُهُمْ أَنْتَ، ثُمَّ الْزَمُوا الأَرْضَ جُلُوسًا، فَإِذَا غَشُوْكُمْ فَانْهَضُوا وَكَبِّرُوا

رسول اللہ ﷺ نے حملہ کے وقت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا دشمن سے جنگ کی تمنا نہ کرو اور اللہ تعالیٰ سے عافیت طلب کرو تمہیں معلوم نہیں کہ تم کس چیز میں مبتلا ہونے والے ہو اور جب دشمن سے مڈبھیڑ ہو تو کہو اے اللہ! تو ہمارا اور ان کا رب ہے، ہماری اور ان کی پیشانیاں تیرے ہاتھ میں ہیں صرف تو ہی انہیں قتل کرتا ہے، پھر آپ ﷺ نے مڈبھیڑ کے وقت انہیں جنگ کے بعض طریقے سکھائے اور فرمایا پھر بیٹھ کر زمین کے ساتھ لگ جاؤ، جب وہ تمہارے پاس آئیں تو کھڑے ہو جاؤ اور تکبیر کہو۔ [1]

نظم وضبط:

وَكَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ انْتَهَى إِلَى حِصْنِ نَاعِمٍ فِي النَّطَاةِ وَصَفَّ أَصْحَابَهُ نَهَى عَنْ الْقِتَالِ حَتَّى يَأْذَنَ لَهُمْ، فَعَمِدَ رَجُلٌ مِنْ أَشْجَعَ فَحَمَلَ عَلَى يَهُودِيّ، وَحَمَلَ عَلَيْهِ مَرْحَبٌ فَقَتَلَهُ، فَقَالَ النَّاسُ: يَا رَسُولَ اللهِ، أُسْتُشْهِدَ فُلَانٌ! فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَبَعْدَ مَا نَهَيْت عَنْ الْقِتَالِ؟فَقَالُوا: نَعَمْ،فَأَمَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنَادِيًا فَنَادَى: لَا تَحِلّ الْجَنّةُ لِعَاصٍ

رسول اللہ ﷺ فوجی نظم وضبط کی خلاف ورزی پسند نہیں فرماتے تھے جب رسول اللہ ﷺ النَّطَاةِ کے قلعہ نَاعِم کے قریب پہنچ گئے تو آپ ﷺ نے لشکر کو حکم دیا کہ جب تک آپ اجازت نہ دیں جنگ شروع نہ کریں، لیکن نجد کے قبیلہ اشجع کے ایک نوجوان نے ایک یہودی کو دیکھا اور اسے قتل کر دینے کے ارادہ سے اس پر حملہ کر دیا مگر مرحب نے یہودی کے درمیان حائل ہو کر اس نوجوان کو قتل کر دیا، صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ فلاں آدمی شہید ہو گیا ہے! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا وہ میرے جنگ سے منع کرنے کے بعد مارا گیا ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا ہاں! تو آپ نے منادی کو حکم دیا کہ یہ اعلان کرے کہ نافرمان کے لئے جنت میں جانا جائز نہیں۔ [2]

---

[1] عیون الاثر ۱۷۵؍۲

[2] مغازی واقدی ۶۴۸؍۲

مجاہدین اسلام تمام دن سخت گرمی کے باوجود پلٹ پلٹ کر اس قلعہ پر یلغار کرتے رہے لیکن یہودیوں کے لیڈر مرحب اور اس کے بھائی یاسر و حارث کی قیادت میں انہیں سخت مقاومت کا سامنا اور بہت نقصان اٹھانا پڑا، قلعہ کے اوپر سے بارش کی طرح برسنے والے تیروں سے پچاس مجاہدین زخمی ہو گئے جن میں سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے جبکہ مجاہدین کے تیر یہودیوں کا قلعہ کے اوپر برجوں کے پیچھے ہونے کی وجہ سے بے اثر تھے، محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کے بھائی محمود رضی اللہ عنہ بن مسلمہ بہادروں کی طرح لڑتے رہے پھر لڑائی کی شدت اور ہتھیاروں کے بوجھ سے تھک کر کچھ دیر سایہ حاصل کرنے اور رستانے کے لئے قلعہ کی دیوار کے ساتھ بیٹھ گئے،

فَدَلّى عَلَيْهِ مَرْحَبٌ رَحًى فَأَصَابَ رَأْسَهُ،فَهَشَّمَتْ الْبَيْضَةَ رَأْسَهُ حَتّى سَقَطَتْ جِلْدَةِ جَبِينِهِ عَلَى وَجْهِهِ، وَأُتِيَ بِهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،فَرَدّ الْجِلْدَةَ فَرَجَعَتْ كَمَا كَانَتْ، وَعَصَبَهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِثَوْبٍ،فَمَكَثَ ثَلَاثَةَ أَيّامٍ يَمُوتُ رَحِمَهُ اللهُ.

موقعہ دیکھ کر اوپر سے مرحب نے ان پر چکی کا پاٹ گرا دیا جو ان کے سر پر گرا اور ان کا خود ٹوٹ گیا اور ان کی پیشانی کی کھال ان کے منہ پر گر گئی،انہیں اٹھا کر رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے پاس (امدادی سنٹر پر) لایا گیا، آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے اپنے دست مبارک سے کھال کو اس کی جگہ لاکر کپڑے کی پٹی باندھ دی، محمد رضی اللہ عنہ بن مسلمہ ان کی حالت دیکھ کر سخت مغموم تھے رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ان کو تسلی دی اور فرمایا انشاء اللہ تیرے بھائی پر پتھر گرانے والا کل اپنے کیفر کردار کو پہنچ جائے گا،لسان رسالت سے نکلے ہوئے الفاظ دوسرے دن یوں پورے ہوئے کہ محمود رضی اللہ عنہ پر پتھر گرانے والا یہودی دوسرے دن مارا گیا لیکن تین دن موت وحیات کی کشمکش میں مبتلا رہنے کے بعد وہ عازم فردوس بریں ہو گئے،اللہ ان پر رحمت کی بارش برسائے۔[1]

یہودیوں نے حارث کی قیادت میں قلعے سے باہر نکل کر انصار کے ایک دستہ پر سخت حملہ کر دیا مگر زبردست جنگ کے بعد انصار نے حارث کو قلعہ کے اندر بھاگنے پر مجبور کر دیا،یہود نے تازہ دم ہو کر اسینو نامی ایک آدمی کی قیادت میں دوبارہ حملہ کر دیا اور سخت دباؤ ڈالا یہاں تک کہ انہیں بکھیر کر رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے قریب تک پہنچ گئے،رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو یہ بات بہت گراں گزری۔

قلعہ کا محاصرہ پندرہ دن جاری رہا جس میں یہود نے اپنی شدید مقاومت کو جاری رکھا اور کئی مرتبہ مسلمانوں کو اپنے ہیڈ کوارٹر تک پیچھے ہٹنے پر مجبور کر دیا، آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے دشمن کو مشتعل کرنے کے لئے تاکہ وہ قلعہ سے باہر نکل کر مقابلہ کرے علاقہ النطاۃ میں کھجوروں کے باغات کو کاٹ ڈالنے کا حکم فرمایا،صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے تعمیل حکم میں چار سو درختوں کو کاٹ کر ڈھیر کر دیا جس کا خاطر خواہ نتیجہ نکلا۔

مبارزت:

سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے سب سے پہلے یہود کا سردار مرحب جو اپنی طاقت اور حربی صلاحیت کی بنا پر ایک ہزار مردوں کے برابر تسلیم کیا جاتا تھا دو زرہیں پہنے، دو تلواریں حمائل کیے،ہاتھ میں نیزہ تھامے اور سر پر خود پہنے ہوئے غرور وتکبر کے ساتھ اٹھلاتا اور یہ

---

[1] مغازی واقدی ٦٤٥/٢،عیون الاثر ١٨٦/٢

رجز پڑھتا ہوا ایک حملہ آور سانڈ کی طرح میدان جنگ میں نمودار ہوا اور مبارزت طلب کی۔

قَدْ عَلِمَتْ خَيْبَرُ أَنِّي مَرْحَبُ　　　شَاكِي السِّلَاحِ بَطَلٌ مُجَرَّبُ

خیبر جانتا ہے کہ میں مرحب ہوں　　　بہادر، تجربہ کار اور ہتھیار پوش

إِذَا الْحُرُوبُ أَقْبَلَتْ تَلَهَّبُ

جب جنگ وجدل کا شعلہ بھڑک رہا ہو

اس کے مقابلہ میں سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کے چچا عامر بن اکوع رضی اللہ عنہ یہ رجز پڑھتے ہوئے میدان میں نکلے۔

قَدْ عَلِمَتْ خَيْبَرُ أَنِّي عَامِرُ　　　شَاكِي السِّلَاحِ بَطَلٌ مُغَامِرُ

خیبر جانتا ہے کہ میں عامر ہوں　　　شہ زور، جنگجو اور ہتھیار پوش۔[1]

فَاخْتَلَفَا ضَرْبَتَيْنِ فَوَقَعَ سَيْفُ مَرْحَبٍ فِي تُرْسِ عَامِرٍ، فَذَهَبَ عَامِرٌ يَسْفَلُ لَهُ فَرَجَعَ بِسَيْفِهِ عَلَى نَفْسِهِ، فَقَطَعَ أَكْحَلَهُ، وَكَانَتْ فِيهَا نَفْسُهُ ،قَالَ سَلَمَةُ: فَخَرَجْتُ فَإِذَا أَنْفُرٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بَطَلَ عَمَلُ عَامِرٍ، قَتَلَ نَفْسَهُ،قَالَ: فَلَمَّا قَفَلُوا قَالَ سَلَمَةُ: رَآنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ آخِذٌ بِيَدِي، قَالَ:مَا لَكَ، قُلْتُ لَهُ: فَدَاكَ أَبِي وَأُمِّي، زَعَمُوا أَنَّ عَامِرًا حَبِطَ عَمَلُهُ؟قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:كَذَبَ مَنْ قَالَهُ، إِنَّ لَهُ لَأَجْرَيْنِ - وَجَمَعَ بَيْنَ إِصْبَعَيْهِ - إِنَّهُ لَجَاهِدٌ مُجَاهِدٌ، قَلَّ عَرَبِيٌّ مَشَى بِهَا مِثْلَهُ

دونوں مدمقابل نے ایک دوسرے پر تلوار سے بھرپور وار کیا، عامر رضی اللہ عنہ نے مرحب کی تلوار کا وار اپنی ڈھال پر روکا اور مرحب پر نیچے پنڈلی پر وار کرنا چاہا لیکن ایک تو وہ قد میں چھوٹے تھے دوسرے ان کی تلوار بھی چھوٹی تھی جس کے نتیجے میں تلوار پلٹ کر خود ان کے گھٹنے کے اگلے حصہ پر آ لگی جس سے وہ زخمی ہو گئے اور انہیں میدان سے ہٹا دیا گیا اور بعد میں وہ اسی زخم سے متاثر ہو کر فوت ہو گئے، سلمہ کہتے ہیں کہ جب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں کی جماعت سے نکلا تو بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کہنے لگے اکوع رضی اللہ عنہ نے خودکشی کی ہے، اس کے اعمال رائیگاں گئے، سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیکھا اور میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کیا بات ہے؟ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں بعض لوگوں کا خیال ہے کہ عامر رضی اللہ عنہ کے اعمال رائیگاں گئے ہیں (کیونکہ خود اپنی ہی تلوار سے ان کی وفات ہوئی ہے) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جھوٹا ہے وہ شخص جو اس طرح کی باتیں کرتا ہے، انہیں تو دوہرا اجر ملے گا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دو انگلیوں کو اکٹھا کر کے فرمایا انہوں نے تکلیف اور مشقت بھی اٹھائی اور اللہ کے راستے میں جہاد بھی کیا، شاید ہی کوئی عربی ہو جس نے ان جیسی مثال قائم کی ہو، وہ بڑا جانباز مجاہد تھا، کوئی عرب کم ہی اس طرح اونٹوں کو چلا سکتا ہے[2]

---

[1] مسند احمد ۱۶۵۳۸

[2] ۔صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ غَزْوَةِ خَيْبَرَ۴۱۹۶، صحیح مسلم کتاب الجھادوالسیربَابُ غَزْوَةِ خَيْبَرَ ۴۶۶۸، وبَابُ غَزْوَةِ ذِي قَرَدٍ وَغَيْرِهَا۴۶۷۸، دلائل النبوۃ للبیھقی ۲۰۷؍۴، البدایۃ والنھایۃ۲۱۴؍۴، السیرۃ النبویۃ لابن کثیر۳۵۶؍۳

فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّهُ لَشَهِيدٌ، وَصَلَّى عَلَيْهِ، فَصَلَّى عَلَيْهِ الْمُسْلِمُونَ

اور ابن اسحاق کی روایت ہے ان کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے شک وہ شہید ہے اور پھر رسول اللہ ﷺ نے اور سب مسلمانوں نے ان کی نماز جنازہ پڑھی۔ (۱)

فِي رِوَايَة بن إِسْحَاقَ إِنَّهُ لَشَهِيدٌ وَصَلَّى عَلَيْهِ

اور فتح الباری میں ہے اور ابن اسحاق کی روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ شہید ہے اور اس کی نماز جنازہ پڑھی۔ (۲)

عامر رضی اللہ عنہ کے بعد سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن طالب یہ رجز پڑھتے ہوئے میدان میں تشریف لے گئے۔

أَنَا الَّذِي سَمَّتْنِي أُمِّي حَيْدَرَهْ　　كَلَيْثِ غَابَاتٍ كَرِيهِ الْمَنْظَرَهْ

میری والدہ نے میرا نام حیدر رکھا ہے　　جنگل کے شیر کی طرح خوفناک

أُوفِيهِمْ بِالصَّاعِ كَيْلَ السَّنْدَرَهْ

میں انہیں صاع کے بدلے نیزے کی ناپ پوری کروں گا

فَاخْتَلَفَ هُوَ وَعَلِيٌّ ضَرْبَتَيْنِ، فَضَرَبَهُ عَلِيٌّ عَلَى هَامَتِهِ، حَتَّى عَضَّ السَّيْفُ مِنْهَا بِأَضْرَاسِهِ

اب مرحب کا مقابلہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے ہوا دونوں نے ایک دوسرے پر بھرپور وار کیے، سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے مرحب کے سر پر اس زور سے تلوار ماری کہ وہ خود کو کاٹتی ہوئی مرحب کی داڑھوں تک اتر گئی اور اس کی بہادری شہ زوری اور تجربہ کاری دھری کی دھری رہ گئی اور وہ وہیں اپنے انجام کو پہنچ گیا۔ (۳)

ثُمَّ خَرَجَ بَعْدَ مَرْحَبٍ أَخُوهُ يَاسِرٌ

پھر مرحب کا بھائی یاسر جو یہود کے مشہور شہسواروں، شجاع ترین اور سخت جنگجو سرداروں میں سے تھا گھوڑے پر بیٹھا یہ کہتا ہوا قلعہ سے باہر نکلا۔

قَدْ عَلِمَتْ خَيْبَرُ أَنِّي يَاسِرُ　　شَاكِي السِّلَاحِ بَطَلٌ مُغَاوِرُ

خیبر جانتا ہے کہ میں یاسر ہوں　　میں حملہ کرنے والا، ہتھیار بند بہادر ہوں

إِذَا اللُّيُوثُ أَقْبَلَتْ تُبَادِرُ　　إِنَّ حِمَايَ فِيهِ مَوْتٌ حَاضِرُ

جب شیر حملہ کرتے ہیں　　تو میرے حملے سے جانباز ہچکچاتے ہیں / میری چراگاہ میں موت حاضر ہے

اور اپنا نیزہ گاڑ کر مبارزت طلب کی،

---

(۱) ابن ہشام ۲/۳۲۹، الروض الانف ۷/۸۹، عیون الاثر ۲/۱۷۳

(۲) فتح الباری ۴/۴۶۷

(۳) تاریخ طبری ۳/۱۲

فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:قُمْ يَا زُبَيْرُ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایااے زبیر رضی اللہ عنہ!اس کے مقابلے کے لیے کھڑے ہو،چنانچہ زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ یہ کہتے ہوئے اس کے مقابلہ کے لئے میدان میں نکلے۔

قَدْ عَلِمَتْ خَيْبَرُ أَنِّي زَبَّارْ　　قَدِمٍ لِقَوْمٍ غَيْرُ نِكْسٍ فَرَّارْ

خیبر جانتاہے کہ میں ایک بہادر آدمی ہوں　　ایک سردار کادوسرے سردار سے مقابلہ ہوگاجوفرار اختیار کرنے والانہیں

ابْنُ حُمَاةِ الْمَجْدِ وَابْنُ الْأَخْيَارْ　　يَاسِرُ لَا يَغْرُرْكَ جَمْعُ الْكُفَّارْ

میں بزرگی کی حفاظت کرنے والوں اور نیک لوگوں کا بیٹاہوں　　یاسر کفار کی جمعیت تجھے دھوکامیں نہ ڈال دے

فَجَمْعُهُمْ مِثْلُ السَّرَابِ الْجَارْ

ان کی جمعیت تو چلتے ہوئے سراب کی طرح ہے۔[1]

فَقَالَتْ صفية أُمُّهُ: يَا رَسُولَ اللهِ، يَقْتُلُ ابْنِي؟ قَالَ: بَلِ ابْنُكِ يَقْتُلُهُ إِنْ شَاءَ اللهُ،فَقَتَلَهُ الزبير

زبیر رضی اللہ عنہ لمبے قد کے تھے مگران کا قدوقامت یاسر کے مقابلے میں کچھ بھی نہ تھااور معلوم ہوتاتھا کہ وہ آج یاسر کے ہاتھ سے نہیں بچیں گے،زبیر رضی اللہ عنہ کی والدہ صفیہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کیامیرابیٹاقتل کر دیا جائے گا؟رسول اللہ ﷺ نے فرمایانہیں بلکہ ان شاء اللہ تمہارابیٹااسے قتل کر دے گا،چنانچہ زبیر رضی اللہ عنہ نے تلوار کے چند وار میں ہی اپنے مدمقابل کا کام تمام کر دیا۔[2]

فَقَالَ له رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فِدَاك عَمّ وَخَالٌ!وَقَالَ النَّبِيّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:لِكُلّ نَبِيّ حَوَارِيّ وَحَوَارِيّ الزّبَيْرُ

اس موقع پر رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایاتم پرمیرے چچااور ماموں قربان ہوں اور نبی کریم ﷺ نے فرمایاہر نبی کے کچھ معین ومددگار ہوتے ہیں اور میرامددگار زبیر رضی اللہ عنہ ہیں۔[3]

وَبَرَزَ عَامِرٌ وَكَانَ رَجُلًا طَوِيلًا جَسِيمًا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ طَلَعَ عَامِرٌ:أَتُرَوْنَهُ خَمْسَةَ أَذْرُعٍ؟ وَهُوَ يَدْعُو إلَى الْبِرَازِ، يَخْطِرُ بِسَيْفِهِ وَعَلَيْهِ دِرْعَانِ، مُقَنّعٌ فِي الْحَدِيدِ يَصِيحُ: مَنْ يُبَارِزُ؟فَبَرَزَ إلَيْهِ عَلِيّ عَلَيْهِ السّلَامُ فَضَرَبَهُ ضَرَبَاتٍ، كُلّ ذَلِكَ لَا يَصْنَعُ شَيْئًا، حَتّى ضَرَبَ سَاقَيْهِ فَبَرَكَ، ثُمّ ذَفّفَ عَلَيْهِ فَأَخَذَ سِلَاحَهُ

پھرایک طویل اور جسیم عامر نامی یہودی سالار باہر نکلا،جب عامر باہر نکلاتو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تو نے پانچ ذراع والا آدمی دیکھا

---

[1] تاریخ طبری ۱۱؍۳

[2] زادالمعاد۲۸۷؍۳،ابن ہشام۳۳۴؍۲،عیون الاثر۱۷۷؍۲،تاریخ طبری ۱۱؍۳،دلائل النبوۃ للبیہقی۲۱۷؍۴،السیرۃ النبویۃ لابن کثیر ۳۵۹؍۳

[3] مغازی واقدی۶۵۷؍۲

ہے؟اور وہ مبارزت کیلئے پکار رہا ہے دو درہیں پہنی ہوئی اور ہاتھ میں تلوار لیئے ہوئے مبارزت کیلئے چلا رہا ہے کہ کون مقابلہ کرنے کو تیار ہے؟سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب اس کے مقابلے میں نکلے، دونوں نے ایک دوسرے پر ضربات لگائیں مگر کوئی نتیجہ نہ نکلا، آخر سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اس کی پنڈلی پر وار کیا اور اسے گرا کر قتل کر دیا اور اس کا اسلحہ حاصل کر لیا۔ (۱)

پھر ایک اور یہودی مقابلے کے لئے نکلا جس کا محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے خاتمہ کر دیا پھر عام جنگ شروع ہوگئی

قَالَ فَكَانَ الزُّبَيْرُ إِذَا قِيلَ لَهُ والله إن كان سيفك يومئذ صارماً يقول: والله ما كان بصارم وَلَكِنِّي أَكْرَهْتُهُ

جب زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کو کہا جاتا کہ اس دن آپ کی تلوار کاٹنے والی تھی تو وہ کہتے تھے وہ کاٹنے والی نہ تھی لیکن میں نے اسے کاٹنے پر مجبور کر دیا تھا۔ (۲)

وَلَمَّا دَنَا علي رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مِنْ حُصُونِهِمْ اطَّلَعَ يَهُودِيٌّ مِنْ رَأْسِ الْحِصْنِ فَقَالَ: مَنْ أَنْتَ؟فَقَالَ أَنَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ،قَالَ: يَقُولُ الْيَهُودِيُّ: عَلَوْتُمْ، وَمَا أُنْزِلَ عَلَى مُوسَى

ابن اسحاق لکھتے ہیں جب سیدنا علی رضی اللہ عنہ قلعہ کے نزدیک ہوئے تو قلعہ کی چوٹی سے ایک یہودی نے جھانک کر پوچھا تم کون ہو؟ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا میں علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب ہوں، اس یہودی نے کہا توریت کی قسم! تم غالب آگئے۔ (۳)

اس روز شدید گرمی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو زرہیں ایک خود اور ٹوپی کے نیچے لوہے کی جال دار زرہ پہنی ہوئی تھی اور ظرب نامی گھوڑے پر سوار تھے، آپ کے دست مبارک میں ایک نیزہ اور ایک ڈھال تھی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کو چاروں طرف سے گھیر اکر ڈھال بنے ہوئے تھے، کیونکہ یہود کھلے میدان میں نکل کر لڑنے سے ڈرتے تھے اس لئے حسب عادت اپنے قلعے کے آس پاس ہی لڑتے رہے اگر انہیں شکست کا اندیشہ ہوتا تو فوراً قلعہ میں داخل ہو کر دروازہ بند کر دیتے،اس لئے یہود کے کئی سر برآوردہ لوگوں کے قتل ہونے کے باوجود یہ جنگ مسلسل سات دن جاری رہی جس میں مسلمانوں کو شدید مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا، مگر وہ مجاہدین کے کاری ضربوں کو روک نہ سکے بالآخر ان کی مقاومت عملاً جواب دے گئی، وہ مجاہدین کے حملے روکنے سے عاجز ہو گئے تو ان کے حوصلے پست ہو گئے اور وہ شکستہ دل ہو کر اس قلعہ سے فرار ہو کر دوسرے مضبوط و مستحکم قلعہ الصعب میں جمع ہونے لگے،

فَفُتِحَ حِصْنُ نَاعِمٍ

بالآخر ایک شدید جنگ کے بعد علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں قلعہ ناعم فتح ہوگیا۔ (۴)

---

(۱) مغازی واقدی ۲،۶۵۷

(۲) البدایة والنهایة ۴،۲۱۶

(۳) ابن ہشام ۲،۳۳۵،الروض الانف ۷،۱۰۲، عیون الاثر ۲،۱۷۷،البدایة والنهایة ۴،۲۱۲، زادالمعاد ۳،۲۸۵، دلائل النبوة للبیہقی ۴،۲۰۹،شرح الزرقانی علی المواهب ۳،۲۵۶،السیرة النبویة لابن کثیر ۳،۳۵۳

(۴) فتح الباری ۷،۴۶۶

فَكَانَ أَوَّلُ حُصُونِهِمْ اُفْتُتِحَ حِصْنُ نَاعِمٍ
چنانچہ سب سے پہلے جو قلعہ فتح ہوا اس کا نام ناعم تھا۔ (۱)
مگر مجاہدین اس قلعہ سے کوئی یہودی اسیر نہ کر سکے۔

صحابہ کا بیمار پڑنا:

وَقَدِمُوا خَيْبَرَ عَلَى ثَمَرَةٍ خَضْرَاءَ وَهِيَ وَبِئَةٌ وَخَيْمَةٌ، فَأَكَلُوا مِنْ تلك الثّمرة، وأهمدتهم الحُمّى، فَشَكَوْا ذَلِكَ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: قَرّسُواالْمَاءَ فِي الشّنَانِ، فَإِذَا كَانَ بَيْنَ الْأَذَانَيْنِ فَاحْدُرُوا الْمَاءَ عَلَيْكُمْ حَدْرًا وَاذْكُرُوا اسْمَ اللهِ،فَفَعَلُوا فَكَأَنّمَا أُنْشِطُوا مِنْ عِقَال

جب آپ خیبر تشریف لائے تو اس وقت کھجوریں سبز (یعنی خام) تھیں، اکثر صحابہ رضی اللہ عنہم نے حملہ سے قبل وہ کھائیں جس سے وہ بخار میں مبتلا ہو گئے جس سے ان کی جسمانی قوتیں متاثر ہوئیں لیکن یہ بخار ان کے عزم و حوصلوں کو نہ توڑ سکا اور بڑے صبر و بہادری کے ساتھ جہاد کو جاری رکھا، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی شکایت کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چھاگلوں میں پانی بھر کر ٹھنڈا کرو پھر فجر کی ہر دو اذانوں (تہجد اور فجر) کے درمیان اس پانی پر اللہ کا نام دم کر کے اپنے اوپر ڈال لو، چنانچہ صحابہ نے یہ عمل کیا جس سے بخار جاتا رہا۔ (۲)

قلعہ الصعب بن معاذ کی فتح:

یہودیوں کے سب سے مضبوط اور مستحکم قلعہ ناعم کی فتح سے مجاہدین کے حوصلے اور بلند ہو گئے جبکہ یہود اپنی کامیابی سے مایوس ہو چکے تھے، یہودیوں کے دوسرا دفاعی قلعہ الصّعْبِ تھا

وَإِنّ عَلَيْهِ لَخَمْسُمِائَةِ مُقَاتِلٍ
جس میں پانچ سو جنگجو اور تیر انداز موجود تھے اور ان کی قیادت الدیال اور یوشع کر رہے تھے،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حباب بن منذر انصاری رضی اللہ عنہ کو جھنڈا عطا فرمایا اور اس قلعہ پر حملہ کا حکم فرمایا انہوں تعمیل حکم میں مجاہدین کے ساتھ اس قلعہ کو گھیرے میں لے لیا

بَرَزَ رَجُلٌ مِنْ الْيَهُودِ يُقَالُ لَهُ يُوشَعُ يَدْعُو إِلَى الْبِرَازِ فَبَرَزَ إِلَيْهِ الْحُبَابُ بْنُ الْمُنْذِرِ فَاخْتَلَفَا ضَرَبَاتٌ فَقَتَلَهُ الْحُبَابُ،وَبَرَزَ آخَرُ يُقَالُ لَهُ الزّيّالُ، فَبَرَزَ لَهُ عُمَارَةُ بْنُ عُقْبَةَ الْغِفَارِيّ فَبَدَرَهُ الْغِفَارِيّ فَيَضْرِبُهُ ضَرْبَةً عَلَى هَامَتِهِ

عرب کے معروف طریقہ کے مطابق یہودی سالار یوشع قلعہ سے باہر نکلا اور مبارزت طلب کی، اس کے مقابلے میں حباب بن منذر رضی اللہ عنہ نکلے ، تلواروں کے شدید واروں کے بعد حباب بن منذر رضی اللہ عنہ نے یوشع کو قتل کر دیا جس سے یہود میں غم و غصہ پھیل گیا اور ان کا دوسرا سالار الزیال

---

(۱) ابن ہشام۳۲۹؍۲،الروض الانف ۹۳؍۷،عیون الاثر ۱۷۴؍۲،تاریخ طبری۹؍۳، البدایۃ والنہایۃ۲۱۸؍۴،السیرۃ النبویۃ لابن کثیر۳۶۳؍۳

(۲) مغازی واقدی۶۴۶؍۲

باہر نکلا اور قلعہ کے سامنے نیزہ گاڑ کر مبارزت طلب کی، اس کے مقابلہ میں عمارہ بن عقبہ غفاری رضی اللہ عنہ نکلے، سخت مقابلے کے بعد عمارہ رضی اللہ عنہ نے اس کو خاک نشین کر دیا، مبارزت کی کاروائیوں میں مسلمانوں کی فتح کے بعد مجاہدین نے قلعہ کے گرد اپنا محاصرہ سخت کر دیا اور قلعہ کا دفاع کرنے والے یہودیوں کی بدحالی کا آغاز ہو گیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دعا کرنا:

لمبے محاصرے کی وجہ سے اسلامی لشکر کے بعض دستوں کے پاس خورونوش کی کمی ہونے لگی تھی اور بھوک تک نوبت پہنچ گئی، جب تین روز گزر گئے تو

أَتَوا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالُوا: وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللهِ لَقَدْ جَهِدْنَا وَمَا بِأَيْدِينَا مِنْ شَيْءٍ، فَلَمْ يَجِدُوا عِنْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا يُعْطِيهِمْ إِيَّاهُ، فَقَالَ: اللهمّ إِنَّكَ قَدْ عَرَفْتُ حَالَهُمْ وَأَنْ لَيْسَتْ بِهِمْ قُوَّةٌ، وَأَنْ لَيْسَ بِيَدِي شَيْءٌ أُعْطِيهِمْ إِيَّاهُ، فَافْتَحْ عَلَيْهِمْ أَعْظَمَ حُصُونِهَا عَنْهُمْ غَنَاءً، وَأَكْثَرَهَا طَعَامًا وَوَدَكًا

قبیلہ اسلم کی شاخ بنوسہم کے لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا اے اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم لوگ بھوک اور کمزوری سے نڈھال ہو چکے ہیں اور ہمارے پاس کھانے کو کچھ بھی نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھی اس وقت کچھ نہ تھا جو ان کو دیتے، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خصوصی طور پر دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور رب کے حضور عرض کیا اے اللہ! تو خوب جانتا ہے جو ان لوگوں کی حالت ہے اور میرے پاس بھی کچھ نہیں جو میں انہیں دے دوں، پھر پکار کر کہا اے میرے رب! تو اپنے فضل و کرم سے سب سے بڑا قلعہ ان لوگوں کے ہاتھوں پر فتح کرا دے تا کہ ان کے مال غنیمت سے غنی ہو جائیں اور کھانے کی چیزوں کے انبار لگا دے۔[1]

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجاہدین کو اس قلعہ پر حملہ کا حکم فرمایا اس کے بعد مجاہدین نے ایک نئے جوش وولولے کے ساتھ قلعہ الصعب پر حملہ کر دیا جن میں بنو اسلم کے لوگ پیش پیش تھے، یہودیوں کے ماہر تیر اندازوں نے قلعہ کے برجوں سے مجاہدین کے ہیڈ کوارٹر کو بطور خاص نشانہ بنا کر تیروں کی بارش برسا دی

قَدْ نَزَلَ عَنْ فَرَسِهِ وَمِدْعَمٌ يُمْسِكُ فَرَسَهُ

جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھوڑے پر سوار جنگ کی نگرانی فرما رہے تھے اور مدعم نے لگام پکڑی ہوئی تھی۔

مگر مجاہدین اسلام نے اپنے آپ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد ڈھال بنا دیا، مجاہدین نے بھی قلعہ پر تیر برسائے لیکن یہودیوں کے تیروں کا جو اثر مسلمانوں پر ہو رہا تھا مسلمانوں کے تیروں کا یہودیوں پر وہ اثر نہیں ہو رہا تھا، مجاہدین نے ایک عام حملہ کر کے اس قلعہ میں داخل ہونے کی کوشش کی مگر مدافعین کی سخت مقادمت کی وجہ سے وہ کامیاب نہ ہو سکے، اس کے برعکس یہودیوں نے قلعہ سے باہر نکل کر سخت حملہ کیا کہ

---

[1] ابن ہشام ۲،۳۳۲/۲، الروض الانف ۷،۹۷/۷، عیون الاثر ۲،۱۷۶/۲، تاریخ طبری ۳،۱۰/۳، البدایۃ والنہایۃ ۴،۲۲۱/۴، شرح الزرقانی علی المواھب ۳،۲۶۴/۳، دلائل النبوۃ للبیہقی ۴،۲۲۳/۴، السیرۃ النبویۃ لابن کثیر ۳،۳۶۷/۳

سوائے مسلمانوں کے سالار حباب بن منذر رضی اللہ عنہ کے سوا مجاہدین تتر بتر ہو گئے اور یہود انہیں بھگاتے ہوئے ہیڈ کوارٹر لے گئے، قریب تھا کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ جائیں مگر آپ اپنی جگہ پر حسب عادت ثابت قدم رہے

وَندَبَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُسْلِمِينَ وَحَضَّهُمْ عَلَى الْجِهَادِ وَرَغَّبَهُمْ فِيهِ، وَأَخْبَرَهُمْ أَنَّ اللهَ قَدْ وَعَدَهُ خَيْبَرَ يُغَنِّمُهُ إِيَّاهَا فَأَقْبَلَ النَّاسُ جَمِيعًا حَتَّى عَادُوا إِلَى صَاحِبِ رَايَتِهِمْ، ثُمَّ زَحَفَ بِهِمْ الْحُبَابُ فَلَمْ يَزَلْ يَدْنُو قَلِيلًا قَلِيلًا، وَتَرْجِعُ الْيَهُودُ عَلَى أَدْبَارِهَا حَتَّى لَحَمَهَا الشَّرّ فَانْكَشَفُوا سِرَاعًا، وَدَخَلُوا الْحِصْنَ وَغَلَّقُوا عَلَيْهِمْ، وَوَافَوْا عَلَى جُدُرِهِ وَلَهُ جُدُرٌ دُونَ جُدُرٍ فَجَعَلُوا يَرْمُونَنَا بِالْجَنْدَلِ رَمْيًا كَثِيرًا، وَنَحّونَا عَنْ حِصْنِهِمْ بِوَقْعِ الْحِجَارَةِ،وَرَجَعْنَا إِلَيْهِمْ فَاقْتَتَلْنَا عَلَى بَابِ الْحِصْنِ أَشَدَّ الْقِتَال

اور اس تباہ کن حملہ کے سامنے اپنے گھوڑے سے اتر کر شکست خوردہ مسلمانوں کو بھی ثابت قدم رہنے اور جہاد کی ترغیب دیتے ہوئے پکار کر فرمایا اے مجاہدو! اللہ نے تمہیں خیبر کی غنیمت دینے کا وعدہ فرمایا ہے، یہودیوں کے سامنے ڈٹ جاؤ اور تباہ کن تیروں کے ساتھ تیر اندازی کرو، اس آواز کو سنتے ہی اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واپس پلٹ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد حلقہ قائم کر دیا اور نئے سرے سے اپنے سالار کے پیچھے جمع ہو گئے اور قلعہ میں داخل ہونے کے ارادے سے سخت حملہ کیا اور یہودیوں کو پیچھے دھکیلتے ہوئے قلعہ کی فصیلوں کے قریب پہنچ گئے، قلعہ کے اوپر سے یہود سنگباری کرنے اور تیر برسانے لگے جس سے مجاہدین پیچھے پلٹ کر پہلی جگہ پر آ گئے اور یہود اپنے کئی آدمی قتل کروانے کے بعد پسپا ہو کر اپنے قلعہ میں داخل ہو گئے، مگر جب مجاہدین پیچھے ہٹے تو یہودیوں نے قلعہ سے باہر نکل کر دوبارہ پہلے سے زیادہ سخت حملہ کر دیا قلعہ کے دروازے پر شدید جنگ ہوتی رہی اور یہود کی مسلمانوں کو پیچھے دھکیلنے کی کوئی کوشش کامیاب نہ ہوئی جس میں کئی یہودیوں قتل ہوئے

وَقُتِلَ يَوْمَئِذٍ عَلَى الْبَابِ ثَلَاثَةٌ مِنْ أصحاب رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، أبو ضيّاح، وَقَدْ شَهِدَ بَدْرًا، ضَرَبَهُ رَجُلٌ مِنْهُمْ بِالسَّيْفِ فَأَطَنّ قِحْفَ رَأْسِهِ، وَعَدِيّ بْنُ مَرّةَ بْنِ سراقة، طعنه حدهم بِالْحَرْبَةِ بَيْنَ ثَدْيِهِ فَمَاتَ، وَالثّالِثُ الْحَارِثُ بْنُ حَاطِبٍ وَقَدْ شَهِدَ بَدْرًا

اور اس دن قلعہ کے دروازے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تین صحابہ شہید ہوئے، ابوضیاح جو غزوہ بدر میں شریک تھے یہودیوں کے آدمیوں میں سے ایک شخص نے اپنی تلوار سے ان پر وار کیا جس سے ان کا سر مضمحل ہو گیا اور عدی بن مرہ بن سراقہ حربہ سے سینے پر وار کیا جس وجہ سے وہ کھب گیا اور شہید ہو گئے اور تیسرے حارث بن حاطب تھے جو غزوہ بدر میں شریک تھے۔

اور بالآخر تیسرے روز پورے دن قلعہ کے سامنے شدید جنگ کے بعد سورج غروب سے پہلے ہی یہ دوسرا مضبوط قلعہ بھی مسلمانوں کے عزم وحوصلے کے سامنے ڈھیر ہو گیا، جب مسلمان اس قلعہ میں داخل ہوئے تو یہودی خوف زدہ ہو کر ایک منتشر گروہ کی طرح بھاگے جن میں کئی قتل ہوئے اور کچھ اسیر ہو گئے اور باقی ماندہ یہاں سے فرار ہو کر تیسرے مضبوط قلعہ زبیر میں جمع ہو گئے

لَقَدْ رَأَيت فَتَيَانِ أَسْلَمَ وَغِفَارٍ فَوْقَ الحِصْنِ يُكَبِّرُونَ،فَوَجَدْنَا وَاللهِ مِنَ الْأَطْعِمَةِ مَا لَمْ نَظُنّ أَنَّهُ هُنَاكَ، مِنَ الشَّعِيرِ، وَالتَّمْرِ، وَالسّمْنِ، وَالْعَسَلِ، وَالزَّيْتِ، وَالْوَدَكِ وَأَخْرَجْنَا مِنْهُ آلَةً كَثِيرَةً لِلْحَرْبِ، وَمَنْجَنِيقًا وَدَبَابَاتٍ وَعُدّةً

بنواسلم اورغفار کے مجاہدین قلعے کی دیواروں پر چڑھ گئے اور نعرہ تکبیر بلند کیا، مجاہدین کو اس قلعہ کے تہہ خانے سے وافر مقدار میں جو، کھجور، گھی ،شہد، تیل کے علاوہ بہت سی زرہیں، تلواریں، منجنیق اور دبابے (یہ حملہ کرنے اور بچاؤ کرنے والے ہتھیار ترقی یافتہ رومی وایرانی فوجیں استعمال کرتی تھیں مگر جن کے استعمال کے متعلق کوئی عرب نہیں جانتا تھا) بھی حاصل کیے۔[1]

جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہودیوں نے ان چیزوں کو شام سے حاصل کیا ہوگا اور ان کا مدینہ طیبہ پر حملہ کرنے کا پروگرام تھا۔

قلعہ الناعم اور الصعب پر قبضہ کے بعد آپ ﷺ نے ایک چھوٹے سے دستہ کو ان قلعوں کی نگرانی کے لئے علاقہ النطاۃ میں رہنے کا حکم دیا تا کہ اگر مسلح یہودیوں میں سے کوئی ان قلعوں میں چھپے ہوئے ہوں تو ان ختم کردیں۔یہودی دفاع کے پہلے دومضبوط ومستحکم ترین قلعوں کی فتح کے بعد مسلمانوں کا پلڑا ابھاری ہوگیا جبکہ یہودیوں میں گھبراہٹ اور ناامیدی پھیل گئی،انہیں تصور بھی نہ تھا کہ وہ مشہور و معروف بہادر سالاروں دس ہزار جانبازوں کی موجودگی، مضبوط ومستحکم قلعوں، وافر مقدار میں جنگی سازوسامان اور خوراک کے باوجود مٹھی بھر مسلمانوں کے سامنے جو اپنی چھوٹی سی ریاست سے دور، بھوک سے نڈھال بغیر کسی اوٹ کے کھلے میدان میں پڑے ہوئے تھے پسپا ہوجائیں گے، لیکن جو کچھ ہوا اچانک ہی ہوا جس سے یہودی اور ان کے حمائتی حیران رہے گئے،ان قلعوں کے علاوہ چھوٹے چھوٹے اور قلعے بھی تھے مگر ان کی کوئی جنگی اہمیت نہ تھی اس لئے آپ ﷺ نے ان پر حملہ کرنے کی زحمت گوارہ نہ فرمائی اور خیبر کے نصف اول میں واقع تیسری دفاعی لائن قلعہ الزبیر کی طرف متوجہ ہوئے جس میں یہودی جمع ہوکر جنگ کی تیاریوں میں مصروف تھے۔

گدھوں کے گوشت کی مناہی:

(قَالَ: أَصَابَنَا جُوعٌ شَدِيدٌفَخَرَجَ عِشْرُونَ حِمَارًا مِنْهُ،فأخذها المسلمون فانتحروها)فَلَمَّا أَمْسَى النَّاسُ مَسَاءَ الْيَوْمِ الَّذِي فُتِحَتْ عَلَيْهِمْ، أَوْقَدُوا نِيرَانًا كَثِيرَةً، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَا هَذِهِ النِّيرَانُ عَلَى أَيِّ شَيْءٍ تُوقِدُونَ؟قَالُوا: عَلَى لَحْمٍ، قَالَ:عَلَى أَيِّ لَحْمٍ؟قَالُوا: لَحْمِ حُمُرِ الإِنْسِيَّةِ،(فَإِنَّهَا رِجس) قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:أَهْرِيقُوهَا وَاكْسِرُوهَافَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَوْ نُهَرِيقُهَا وَنَغْسِلُهَا؟قَالَ:أَوْ ذَاكَ

مجاہدین بھوک سے بے حال تھے،انہوں نے کسی قلعہ سے تیس گدھوں کو باہر نکلتے ہوئے دیکھا تو مسلمانوں نے انہیں پکڑ کر ذبح کر دیا اور ان کا گوشت پکانے کی غرض سے ہنڈیاں چولہوں پر چڑھالیں، جس دن قلعہ فتح ہونا تھا اس کی جب رات ہوئی تو لشکر میں جگہ جگہ آگ جل رہی تھی، نبی اکرم نے ہر طرف آگ جلتی دیکھی تو دریافت فرمایا یہ آگ کیسی ہے اور کس چیز کے لئے اس کو جگہ جگہ جلا رکھا ہے؟صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا لوگ گوشت پکا رہے ہیں، آپ نے دریافت فرمایا کس جانور کا گوشت پکا رہے ہیں؟صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جواب عرض کیا گیا وہ گھریلو گدھوں کا گوشت پکا رہے ہیں، آپ نے فرمایا وہ نجس ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا سب گوشت پھینک دو اور برتنوں کو توڑ دو، ایک

[1] مغازی واقدی ۶۶۴،۲

صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ایسا کیوں نہ کرلیں کہ گوشت تو پھینک دیں اور ہانڈیوں کو دھولیں، آپ نے فرمایا اچھا برتنوں کو دھولو۔ [۱]

خط کشیدہ الفاظ مغازی واقدی میں ہیں۔

فَأَمَرَ مُنَادِيًا فَنَادَى فِي النَّاسِ: إِنَّ اللهَ وَرَسُولَهُ يَنْهَيَانِكُمْ عَنْ لُحُومِ الحُمُرِ الأَهْلِيَّةِ،فَأُكْفِئَتِ القُدُورُ وَإِنَّهَا لَتَفُورُ بِاللحْمِ

اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک منادی سے اعلان کرایا کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں پالتو گدھوں کے گوشت کے کھانے سے منع کرتے ہیں، چنانچہ تمام ہانڈیاں الٹ دی گئیں حالانکہ وہ گوشت کے ساتھ جوش مار رہی تھیں۔ [۲]

اسی جنگ میں آپ نے ہر کچلی والے درندہ جانور کے کھانے، تقسیم ہونے سے پہلے غنیمت کا مال بیچنے اور استبراءرحم سے قبل لونڈی کے ساتھ ہم بستری کرنے سے منع فرمایا۔

قَامَ فِينَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: لَا يَحِلُّ لِامْرِئٍ يُؤْمِنُ بالله وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ يَسْقِيَ مَاؤُهُ زَرْعَ غَيْرِهِ، يَعْنِي إِتْيَانَ الْحَبَالَى مِنْ السَّبَايَا، وَلَا يَحِلُّ لِامْرِئٍ يُؤْمِنُ بالله وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ يُصِيبَ امْرَأَةً مِنْ السَّبْيِ حَتَّى يَسْتَبْرِئَهَا،وَلَا يَحِلُّ لِامْرِئٍ يُؤْمِنُ بالله وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ يَبِيعَ مَغْنَمًا حَتَّى يَقْسِمَ، وَلَا يَحِلُّ لِامْرِئٍ يُؤْمِنُ بالله وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ يَرْكَبَ دَابَّةً مِنْ فَيْءِ الْمُسْلِمِينَ حَتَّى إِذَا أَعْجَفَهَا رَدَّهَا فِيهِ ، وَلَا يَحِلُّ لِامْرِئٍ يُؤْمِنُ بالله وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ يَلْبَسَ ثَوْبًا مِنْ فَيْءِ الْمُسْلِمِينَ حَتَّى إِذَا أَخْلَقَهُ رَدَّهُ فِيهِ

ابن اسحاق رویفع رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے دن کھڑے ہو کر خطبہ دیا جو آدمی اللہ، اللہ کے رسول اور روز آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس کے لئے حلال نہیں کہ وہ اپنا پانی غیر کی کھیتی کو پلائے یعنی حاملہ عورت سے جو لونڈی پکڑی ہوئی آئی ہو صحبت کرے، جو آدمی اللہ، اللہ کے رسول اور روز آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس کے لئے حلال نہیں کہ وہ استبراءرحم سے قبل کسی لونڈی سے جماع کرے، جو آدمی اللہ، اللہ کے رسول اور روز آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس کے لئے حلال نہیں کہ وہ تقسیم ہونے سے پہلے غنیمت کا مال بیچے اور جو آدمی اللہ تعالیٰ، اللہ کے رسول اور روز آخرت پر ایمان لایا ہے اس کے لئے حلال نہیں کہ وہ غنیمت کے کسی جانور پر سواری کرے اور اس کو لاغر کرنے کے بعد غنیمت میں لوٹادے، اور جو آدمی اللہ تعالیٰ، اللہ کے رسول اور روز آخرت پر ایمان لایا ہے اس کے لئے حلال نہیں کہ وہ مسلمانوں کی غنیمت سے کوئی کپڑا پہنے اور اس کو بوسیدہ کرنے کے بعد اس میں جمع کردے۔ [۳]

---

[۱] صحيح بخارى كتاب المغازى بَابُ غَزْوَةِ خَيْبَرَ۴۱۹۶،زادالمعاد۲۸۲؍۳،دلائل النبوة للبيهقى۲۰۰؍۴،البداية والنهاية۲۰۸؍۴، مغازى واقدى۶۶۱؍ ۲ ،شرح الزرقانى على المواهب۲۷۴؍۳، السيرة النبوية لابن كثير۳۴۶؍۳

[۲] صحيح بخارى كتاب المغازى بَابُ غَزْوَةِ خَيْبَرَ۴۱۹۹

[۳] ابن ہشام۳۳۲؍۲،الروض الانف۹۶؍۷،عيون الاثر۱۷۶؍۲،البداية والنهاية۲۱۹؍۴،ابن سعد ۸۸؍۲، السيرة النبوية لابن كثير۳۶۵؍۳

دور جاہلیت میں اہل عرب اپنی قبیح رسم ورواج کے موافق متعہ (اجرت طے کر کے چند روز کے لئے عورت سے طالق قائم کرنا) کیا کرتے تھے (جس میں نہ ولی کی اجازت ہے، نہ شہادت ہے، نہ اعلان ہے، نہ نان ونفقہ ہے، نہ سکنی ہے، نہ طلاق ہے، نہ لعان ہے، نہ ظہار ہے، نہ ایلاء ہے، نہ عدت ہے، نہ میراث ہے اور نہ کوئی حد متعین ہے) حلال وحرام کے بہت سے احکام رفتہ رفتہ نازل ہو چکے تھے مگر متعہ اور سود کی حرمت کے بارے میں ابھی تک کوئی واضح حکم نازل نہیں ہوا تھا چنانچہ اس قبیح فعل کو روکنے کے لئے سب سے پہلے غزوہ خیبر میں رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا،

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ،أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:نَهَى عَنْ مُتْعَةِ النِّسَاءِ يَوْمَ خَيْبَرَ

سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے غزوہ خیبر میں عورتوں سے متعہ کی ممانعت کی تھی۔[1]

الرَّبِيعُ بْنُ سَبْرَةَ الْجُهَنِيُّ، عَنْ أَبِيهِ،أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْمُتْعَةِ، وَقَالَ:أَلَا إِنَّهَا حَرَامٌ مِنْ يَوْمِكُمْ هَذَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ

ربیع بن سبرہ جہنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے نکاح متعہ سے ممانعت فرمائی اور فرمایا آگاہ رہو یہ آج کے دن سے قیامت کے دن تک حرام ہے۔(صحیح مسلم كِتَابُ االنكاح بَابُ نَدْبِ مَنْ رَأَى امْرَأَةً فَوَقَعَتْ فِي نَفْسِهِ، إِلَى أَنْ يَأْتِيَ امْرَأَتَهُ أَوْ جَارِيَتَهُ فَيُوَاقِعَهَا)

وَلَمْ تُحَرَّمِ الْمُتْعَةُ يَوْمَ خَيْبَرَ، وَإِنَّمَا كَانَ تَحْرِيمُهَا عَامَ الْفَتْحِ هَذَا هُوَ الصَّوَابُ، وَقَدْ ظَنَّ طَائِفَةٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّهُ حَرَّمَهَا يَوْمَ خَيْبَرَ، وَاحْتَجُّوا بِمَا فِي الصَّحِيحَيْنِ مِنْ حَدِيثِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ مُتْعَةِ النِّسَاءِ يَوْمَ خَيْبَرَ، وَعَنْ أَكْلِ لُحُومِ الْحُمُرِ الْإِنْسِيَّةِ

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں متعہ فتح خیبر کے دن حرام نہیں کیا گیا بلکہ فتح مکہ کے موقع پر اسے حرام کیا گیا اور یہی درست تر رائے ہے، بعض اہل علم کا یہ خیال ہے کہ آپ ﷺ نے اسے فتح خیبر کے دن حرام بتایا اور انہوں نے صحیحین کی اس روایت سے دلیل لی ہے جو سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے دن عورتوں سے متعہ کرنے اور پالتو گدھوں کا گوشت کھانے سے منع فرمایا۔[2]

وَفِي الصَّحِيحَيْنِ أَيْضًا: أَن عليا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يُلَيِّنُ فِي مُتْعَةِ النِّسَاءِ، فَقَالَ: مَهْلًا يَا ابْنَ عَبَّاسٍ؛ فَإِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْهَا يَوْمَ خَيْبَرَ، وَعَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ الْإِنْسِيَّةِ

اور صحیحین میں ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو عورتوں سے متعہ کے مسئلہ میں نرمی کرتے دیکھا تو فرمایا اے عبداللہ

---

[1] صحیح بخاری كتاب المغازی بَابُ غَزْوَةِ خَيْبَرَ٤٢١٦،صحیح مسلم کتاب النكاح بَابُ نَدْبِ مَنْ رَأَى امْرَأَةً فَوَقَعَتْ فِي نَفْسِهِ، إِلَى أَنْ يَأْتِيَ امْرَأَتَهُ أَوْ جَارِيَتَهُ فَيُوَاقِعَهَا٣٤٣١

[2] زادالمعاد٣٠٤/٣،صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ غَزْوَةِ خَيْبَرَ ٤٢١٦، صحیح مسلم کتاب النكاح بَابُ نَدْبِ مَنْ رَأَى امْرَأَةً فَوَقَعَتْ فِي نَفْسِهِ، إِلَى أَنْ يَأْتِيَ امْرَأَتَهُ أَوْ جَارِيَتَهُ فَيُوَاقِعَهَا٣٤٣١

بن عباس رضی اللہ عنہما! ٹھہرو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے دن عورتوں سے متعہ کرنے اور پالتو گدھوں کا گوشت کھانے سے منع فرمایا ہے۔ [١]

وَلَمَّا رَأَى هَؤُلَاءِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَاحَهَا عَامَ الْفَتْحِ ثُمَّ حَرَّمَهَا قَالُوا: حُرِّمَتْ ثُمَّ أُبِيحَتْ ثُمَّ حُرِّمَتْ،قَالَ الشَّافِعِيُّ: لَا أَعْلَمُ شَيْئًا حُرِمَ ثُمَّ أُبِيحَ ثُمَّ حُرِمَ إِلَّا الْمُتْعَةَ، قَالُوا: نُسِخَتْ مَرَّتَيْنِ. وَخَالَفَهُمْ فِي ذَلِكَ آخَرُونَ، وَقَالُوا: لَمْ تُحَرَّمْ إِلَّا عَامَ الْفَتْحِ، وَقَبْلَ ذَلِكَ كَانَتْ مُبَاحَةً ،وَقِصَّةُ خَيْبَرَ لَمْ يَكُنْ فِيهَا الصَّحَابَةُ يَتَمَتَّعُونَ بِالْيَهُودِيَّاتِ، وَلَا اسْتَأْذَنُوا فِي ذَلِكَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَا نَقَلَهُ أَحَدٌ قَطُّ فِي هَذِهِ الْغَزْوَةِ، وَلَا كَانَ لِلْمُتْعَةِ فِيهَا ذِكْرٌ الْبَتَّةَ، لَا فِعْلًا وَلَا تَحْرِيمًا، بِخِلَافِ غَزَاةِ الْفَتْحِ؛ فَإِنَّ قِصَّةَ الْمُتْعَةِ كَانَتْ فِيهَا فِعْلًا وَتَحْرِيمًا مَشْهُورَةً، وَهَذِهِ الطَّرِيقَةُ أَصَحُّ الطَّرِيقَتَيْنِ،

اور جب لوگوں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح کے سال اسے مباح بتایا اور پھر حرام کیا تو کہنے لگے حرام ہوا، پھر مباح ہوا، پھر حرام ہوا، امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نہیں سمجھتا کہ متعہ کے سوا کوئی بات حرام کی گئی ہو، پھر مباح کی گئی ہو پھر دوبارہ حرام کی گئی ہو (مروی ہے) کہ دوبارہ یہ حکم منسوخ ہوا اور بعد والوں نے اس کی مخالفت کی ہے، وہ کہتے ہیں کہ یہ صرف فتح مکہ کے سال حرام ہوا اس سے قبل مباح تھا اور خیبر کے واقعہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یہودی عورتوں سے متعہ نہیں کرتے تھے، اور نہ انہوں نے اس سلسلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت چاہی اور اس غزوہ میں کسی نے اس قسم کی بات نقل کی اور نہ اس واقعہ میں فعلاً و قولاً اس کا ذکر ہوا بخلاف فتح مکہ کے اس میں فعلاً و قولاً متعہ کا معاملہ سامنے آیا، یہ طریقہ دونوں سے زیادہ صحیح تر ہے،

وَفِيهَا طَرِيقَةٌ ثَالِثَةٌ، وَهِيَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يُحَرِّمْهَا تَحْرِيمًا عَامًّا الْبَتَّةَ، بَلْ حَرَّمَهَا عِنْدَ الِاسْتِغْنَاءِ عَنْهَا، وَأَبَاحَهَا عِنْدَ الْحَاجَةِ إِلَيْهَا، وَهَذِهِ كَانَتْ طَرِيقَةَ ابْنِ عَبَّاسٍ حَتَّى كَانَ يُفْتِي بِهَا وَيَقُولُ: هِيَ كَالْمَيْتَةِ وَالدَّمِ وَلَحْمِ الْخِنْزِيرِ، تُبَاحُ عِنْدَ الضَّرُورَةِ وَخَشْيَةِ الْعَنَتِ، فَلَمْ يَفْهَمْ عَنْهُ أَكْثَرُ النَّاسِ ذَلِكَ وَظَنُّوا أَنَّهُ أَبَاحَهَا إِبَاحَةً مُطْلَقَةً، وَشَبَّبُوا فِي ذَلِكَ بِالْأَشْعَارِ، فَلَمَّا رَأَى ابْنُ عَبَّاسٍ ذَلِكَ رَجَعَ إِلَى الْقَوْلِ بِالتَّحْرِيمِ

نیز تیسرا طریقہ بھی مروی ہے وہ یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے مطلقاً حرام نہیں بتایا بلکہ ضرورت کے وقت جائز اور بلا ضرورت اسے حرام قرار دیا جبکہ ضرورت کے وقت جائز ہے، (مروی ہے) کہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اس کا فتوی دیا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ یہ مردار، خون اور سور کے گوشت کی طرح ہے کہ ضرورت اور شدت حاجت میں استعمال کیا جاسکتا ہے، چنانچہ اکثر لوگ اسے سمجھ نہ سکے اور سمجھا کہ انہوں نے اسے مطلقاً مباح قرار دیا ہے، عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ دیکھا تو رجوع کر لیا اور اس کے حرام ہونے کا فتوی دیا۔ [٢]

وَاخْتَلَفُوا أَيُّ وَقْتٍ أَوَّلُ مَا حُرِّمَتْ فَقِيلَ فِي خَيْبَرَ وَقِيلَ فِي عُمْرَةِ الْقَضَاءِ وَقِيلَ في عام الفتح وهذا يَظْهَرُ وَقِيلَ فِي

[١] صحیح مسلم کتاب النکاح بَابُ نِكَاحِ الْمُتْعَةِ، وَبَيَانِ أَنَّهُ أُبِيحَ، ثُمَّ نُسِخَ، ثُمَّ أُبِيحَ، ثُمَّ نُسِخَ، وَاسْتَقَرَّ تَحْرِيمُهُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ ١٤٠٧

[٢] زاد المعاد ٣٠٩/٣

أَوْطَاسٍ وَهُوَ قَرِيبٌ مِنَ الَّذِي قَبْلَهُ وَقِيلَ فِي تَبُوكَ وَقِيلَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ

علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس بات میں اختلاف ہے کہ سب سے پہلے کب متعہ کو حرام کیا گیا کہا جاتا ہے ایک تو غزوہ خیبر کے دوران دوسرے عمرۃ القضا کے موقع پر اور تیسرے فتح مکہ کے موقع پر،اور کہا جاتا ہے کہ اوطاس کے موقع پر،دوسری روایات میں ان میں سے دو مواقع غزوہ تبوک اور حجۃ الوادع بیان کیا گیا ہے۔[1]

بطل نكاح الشغاروالتحليل ونكاح المتعة والموقت

وقتی نکاح،نکاح متعہ،نکاح حلالہ اور نکاح شغار(تبادلہ یا وٹہ سٹہ)ناجائز اور باطل ہے۔[2]

عَنْ عُبَادَةَ ابْنِ الصَّامِتِ، قَالَ: نَهَانَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ أَنْ نَبِيعَ أَوْ نَبْتَاعَ تِبْرَ الذَّهَبِ بِالذَّهَبِ الْعَيْنِ، وَتِبْرَ الْفَضَّةِ بِالْوَرِقِ الْعَيْنِ،وَقَالَ: ابْتَاعُوا تِبْرَ الذَّهَبِ بِالْوَرِقِ الْعَيْنِ، وَتِبْرَ الْفِضَّةِ بِالذَّهَبِ الْعَيْنِ

اور عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ خیبر میں منع فرمایا کہ ہم کچے سونے کو پکے سونے اور کچی چاندی کو پکی چاندی کے عوض خرید وفروخت کریں،اور فرمایا کہ کچی چاندی کو پکے سونے اور کچے سونے کو پکی چاندی کے عوض خرید وفروخت کریں۔[3]

پھر اس قلعہ سے مال غنیمت کو ابو یسر کعب بن زائد انصاری نے جمع کیا اور جیش نبوی کے پڑاؤ پر منتقل کر دیا

وَنَادَى مُنَادِي رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كُلُوا وَاعْلِفُوا وَلَا تَحْتَمِلُوايَقُولُ: لَا تَخْرُجُوا بِهِ إِلَى بِلَادِكُمْ فَكَانَ الْمُسْلِمُونَ يَأْخُذُونَ مِنْ ذَلِكَ الْحِصْنِ مَقَامَهُمْ طَعَامَهُمْ وَعَلَفَ دَوَابِّهِمْ، لَا يُمْنَعُ أَحَدُ أَنْ يَأْخُذَ حَاجَتَهُ وَلَا يُخَمَّسُ الطّعَامُ

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرمایا کہ غنائم کی تقسیم سے قبل کوئی آدمی کسی چیز کو ہاتھ نہ لگائے ہاں البتہ انسانی زندگی کے لئے جو چیز ضروری ہو اسے لے سکتا ہے،چنانچہ مجاہدین ایک ماہ سے زائد تک وہاں سے اپنا کھانا،جانوروں کا چارہ لیتے رہے اور دوسری کسی چیز سے فائدہ نہ اٹھایا کھانے کا خمس بھی نہ لگایا گیا۔[4]

وَوَجَدُوا خَوَابِيَ، السّكَرِ، فَأُمِرُوا فَكَسَرُوهَا، فَكَانُوا يَكْسِرُونَهَا حَتّى سَالَ السّكَرُ فِي الْحِصْنِ، وَعَمَدَ يَوْمَئِذٍ رَجُلٌ مِنْ الْمُسْلِمِينَ فَشَرِبَ مِنْ الْخَمْرِ، فَرَفَعَ إلَى النّبِيّ صَلّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلّمَ فَكَرِهَ حِينَ رَفَعَ إلَيْهِ فَخَفَقَهُ بِنَعْلَيْهِ، وَمَنْ حَضَرَهُ، فَخَفَقُوهُ بِنِعَالِهِمْ. وَكَانَ يُقَالُ لَهُ عَبْدُ اللهِ الْخَمّارِ،وَكَانَ رَجُلًا لَا يَصْبِرُ عَنْ الشّرَابِ قَدْ ضَرَبَهُ رَسُولُ اللهِ صَلّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلّمَ مِرارًا، فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: اللهُمّ الْعَنْهُ! مَا أَكْثَرَ مَا يُضْرَبُ! فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلّى

[1] البداية والنهاية٤/٢٢٠،السيرة النبوية لابن كثير٣/٣٦٦

[2] كنزالحقائق ٦١

[3] ابن ہشام٢/٣٣٢،الروض الانف٧/٩٧،عيون الاثر٢/١٧٦

[4] مغازی واقدی ٢/٦٦٤

اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَفْعَلْ يَا عُمَرُ، فَإِنَّهُ يُحِبّ اللهَ وَرَسُولَهُ،قَالَ: ثُمّ رَاحَ عَبْدُ اللهِ فَجَلَسَ مَعَهُمْ كَأَنَّهُ أَحَدُهُمْ

جنگی ساز وسامان کے علاوہ مجاہدین نے بڑے بڑے مٹکوں اور مشکیزوں میں پرانی شراب کی ایک بڑی مقدار بھی پائی،آپ ﷺ نے شراب کو گرانے اور اس کے برتنوں کو توڑنے کا حکم فرمایا چنانچہ شراب قلعہ میں بہہ پڑی،ایک آدمی عبداللہ الحمار جو شراب نوشی سے باز نہ رہ سکتا تھا اور اس جرم میں کئی بار مار کھا چکا تھا نے اس شراب کو پی لیا اسے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا گیا آپ ﷺ نے اسے ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھا اور اسے جوتے لگائے اور مجاہدین کو بھی اسے جوتے لگانے کا حکم فرمایا،سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب نے اسے جوتے لگاتے ہوئے کہا اے اللہ!اس پر لعنت فرما کہ کتنی بار پیٹنے کے بعد بھی باز نہ آئے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے عمر رضی اللہ عنہ!ایسامت کہو یہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے، سزا ملنے کے بعد عبداللہ چلا گیا اور اپنے ساتھیوں میں جاکر بیٹھ گیا گویا وہ ان کا ایک آدمی ہے۔[۱]

وَجَدْنَا فِيهِ آنِيَةً مِنْ نُحَاسٍ وَفَخّارٍ كَانَتْ الْيَهُودُ تَأْكُلُ فِيهَا وَتَشْرَبُ، فَسَأَلْنَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،فَقَالَ: اغْسِلُوهَا وَاطْبُخُوا وَكُلُوا فِيهَا وَاشْرَبُوا، عِشْرُونَ عِكْمًا مَحْزُومَةً مِنْ غَلِيظِ مَتَاعِ الْيَمَنِ، وَأَلْفُ وَخَمْسُمِائَةِ قَطِيفَةٍ، يُقَالُ: قَدِمَ كُلّ رَجُلٍ بِقَطِيفَةٍ عَلَى أَهْلِهِ، وَوَجَدُوا عَشَرَةَ أَحْمَالِ خَشَبٍ، فَأَمَرَ بِهِ فَأُخْرِجَ مِنْ الْحِصْنِ ثم أحرق

مال غنیمت میں مجاہدین نے یہودیوں کے زیر استعمال تانبے اور مٹی کے برتن بھی پائے،صحابہ رضی اللہ عنہم نے ان کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا انہیں دھولو اور ان میں پکاؤ اور کھاؤ اور پیو،اس کے علاوہ یمن کے موٹے کپڑوں کے باندھے ہوئے بیس بنڈل،ڈیڑھ ہزار مخملی چادریں ملیں، جن کی بہت سی مقدار کو فروخت کر دیا گیا اور بہت سی لوگ اپنے گھر والوں کے لئے لے گئے اور لکڑیوں کے دس گھٹے ملے جنہیں آپ کے حکم سے جلادیا گیا اور یہ کئی دن تک جلتے رہے۔[۲]

قلعہ الزبیر کی فتح:

یہ قلعہ کیونکہ پہاڑ کی چوٹی پر واقع تھا اس لئے اس کا نام حصن قلہ تھا،فتح کے بعد جن غنائم تقسیم ہوئے تو یہ زبیر رضی اللہ عنہ بن عوام کے حصہ میں آیا اور اس کا نام قلعہ زبیر پڑ گیا،اس میں داخل ہونے کا راستہ بڑا دشوار اور مشکل تھا،اور ان راستوں پر ماہر تیرانداز دستے متعین تھے جس کی وجہ سے اس پر نہ سوار دستہ حملہ سکتا تھا اور نہ پیدل دستہ،اس لئے صورت حال کے مطابق نبی کریم ﷺ نے اس قلعہ کا محاصرہ فرمالیا مگر پہلے دو قلعوں کی طرح انہوں نے مبارزت طلب کرنے کے لئے قلعے کے دروازے نہ کھولے،انہیں یقین کامل تھا کہ ان دشوار راستوں کی وجہ سے مسلمان اسے فتح کرنے کی قدرت نہ پائیں گے، جبکہ مجاہدین کو محاصرہ لمبا کرنے میں کوئی دلچسپی نہ تھی اور وہ یہودیوں کے اس قلعہ میں محفوظ ہونے سے زچ ہو رہے تھے اور یہود خیبر کے ساتھ فیصلہ کن جنگ کرنے کے مشتاق تھے،اللہ تعالیٰ اپنی مشیت سے چاہئے تو دشمنوں سے ہی کام لے لے،

حَاصَرَهُمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، فَجَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْيَهُود يُقَال لَهُ عزال فَقَالَ: يَا أَبَا الْقَاسِمِ تُؤَمّنُنِي

---

[۱] مغازی واقدی۶۶۵؍۲

[۲] مغازی واقدی ۶۶۴؍۲

عَلَى أَنْ أُدُلَّكَ عَلَى مَا تَسْتَرِيحُ بِهِ مِنْ أَهْلِ النَّطَاةِ وَتَخْرُجَ إِلَى أَهْلِ الشِّقِّ، فَإِنَّ أَهْلَ الشِّقِّ قَدْ هَلَكُوا رُعْبًا مِنْكَ؟ قَالَ: فَأَمَّنَهُ رَسُول الله عَلَى أَهْلِهِ وَمَالِهِ، فَقَالَ لَهُ الْيَهُودِيُّ: إِنَّكَ لَوْ أَقَمْتَ شَهْرًا تُحَاصِرُهُمْ مَا بَالَوْا بِكَ، إِنَّ لَهُمْ تَحْتَ الْأَرْضِ دُبُولًا يَخْرُجُونَ بِاللَّيْلِ فيشربون مِنْهَا ثمَّ يرجعُونَ إِلَى قلعتهم فَيَمْتَنِعُونَ مِنْكَ،فَإِنْ قَطَعْتَ مَشْرَبَهُمْ عَلَيْهِمْ أَصْحَرُوا لَكَ

جب رسول اللہ ﷺ کو محاصرا کیے ہوئے تین روز گزر گئے تو حسن اتفاق سے عزال نامی ایک یہودی نے پوشیدہ طور پر آ کر عرض کیا اے ابو القاسم!اگر آپ مہینہ بھر بھی ان کا محاصرہ جاری رکھیں گے تب بھی انہیں کوئی پریشانی اور تکلیف نہیں ہو گی اگر آپ مجھے اور اولاد اور مال کی امان دیں تو میں ایک ایسا طریقہ بتلا سکتا ہوں جس سے آپ بڑی آسانی سے اس قلعہ کو فتح کر سکتے ہیں،رسول اللہ ﷺ نے اسے اس کے اہل ومال کی امان دے دی، تو اس نے کہا یہودیوں کے پاس زمین کے نیچے پانی کے چشمے ہیں یہ لوگ رات کو خاموشی سے باہر نکلتے ہیں اور چشموں سے حسب ضرورت پانی حاصل کر کے قلعے میں داخل ہو جاتے ہیں،اگر آپ ان کا پانی روک دیں تو یہ زیادہ عرصہ تک پانی کی بندش برداشت نہیں کر سکیں گے اور ہتھیار ڈال کر اطاعت اختیار کرنے پر مجبور ہو جائیں گے،

فَسَارَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى مَاءِهِمْ فَقَطَعَهُ عَلَيْهِمْ،فَقَاتَلُوا أَشَدَّ الْقِتَالِ ، وَقُتِلَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ نَفَرٌ، وَأُصِيبَ نَحْوُ الْعَشَرَةِ مِنَ الْيَهُودِوَافْتَتَحَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

پھر رسول اللہ ﷺ نے یہودیوں کے پانی کے چشموں تک مجاہدین کی رہنمائی کی اور مجاہدین نے ان پر قبضہ کر کے ان کا پانی بند کر دیا اب یہودیوں کے پاس دو ہی راستے تھے کہ یا تو وہ مسلمانوں کی اطاعت اختیار کر لیں یا پانی کے چشموں کو واپس لینے کے لئے قلعہ سے باہر نکلیں اور جنگ کریں،انہوں نے اطاعت اختیار کرنے کے بجائے جنگ کو ترجیح دی اور قلعہ کا دروازہ کھول کر مسلمانوں پر شدید حملہ کر دیا،فریقین کے درمیان بڑی گھمسان کی جنگ ہوئی لیکن مسلمان اس حملہ کے سامنے ثابت قدم رہے اور دفاع کو چھوڑ کر یک جان ہو کر ان پر جارحانہ حملہ کر دیا جس سے دس یہودی اور کئی مجاہدین شہید ہو گئے اور وہ تتر بتر ہو کر پہلے دو قلعوں کی طرح اس قلعہ میں داخل ہونے کی کوشش کرنے لگے لیکن مجاہدین نے اس کا موقعہ نہ دیا اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فتح ونصرت رسول اللہ ﷺ کے مقدر میں رکھی۔[1]

اس قلعہ سے کتنے غنائم حاصل ہوئے اس کے متعلق کچھ مواد نہیں ملتا۔

قلعہ ابی کی فتح:

قلعہ الزبیر کی شکست کے بعد یہود علاقہ الشق کے قلعہ امامی جسے قلعہ ابی کہتے تھے میں ڈیرے ڈال دیئے اور قلعہ بند ہو کر جیش نبوی سے مقابلہ کرنے کی تیاریاں کرنے لگے جو مسلسل ان پر حملے کر رہے تھے، کیونکہ خیبر کے تین مضبوط قلعے مجاہدین کے پاس تھے اور اب یہودیوں کے کھجوروں کے جھنڈ میں چھپ کر شبخون مارنے اور قلعہ کے اوپر سے تیروں کا بھی کوئی خطرہ باقی نہ رہا تھا اور قلعہ الزبیر کی فتح کے بعد لشکر نبوی پشت کی جانب سے محفوظ ہو گیا تھا اس لئے آپ ﷺ نے علاقہ الشق کے قلعوں پر حملہ کرنے کے لئے اپنا ہیڈ کوارٹر وادی الرجیع کے زیریں

[1] زاد المعاد ۲۸۸؍۳

علاقہ سے بالائی علاقہ المنزلہ کے مقام پر جسے سُمْوَانُ کہا جاتا تھا میں منتقل کر دیا، اور رسول اللہ ﷺ نے جو بنفس نفیس لشکر اسلامی کی قیادت فرما رہے تھے ابو دجانہ انصاری رضی اللہ عنہ کو ایک دستہ دے کر قلعہ ابی کا محاصرہ کرنے کا حکم فرمایا اور تعمیل حکم میں جانبازوں نے قلعہ کا محاصرہ کر لیا، اس قلعہ میں بھی دشوار گزار راستوں کی وجہ سے داخل ہونا بڑا مشکل تھا لیکن یہ علاقہ النطاۃ کے تینوں قلعوں سے زیادہ مضبوط نہ تھا جن میں مسلمان جنگ کے سخت مراحل سے گزر کر داخل ہو چکے تھے،

فَخَرَجَ مِنْهُمْ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ عَزُولٌ فَدَعَا إِلَى الْبَرَازِ فَبَرَزَ إِلَيْهِ الْحُبَابُ بْنُ الْمُنْذِرِفَقَطَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى مِنْ نِصْفِ ذِرَاعِهِ وَوَقَعَ السَّيْفُ مِنْ يَدِهِ، وَفَرَّ الْيَهُودِيُّ رَاجِعًا فَاتَّبَعَهُ الْحُبَابُ فَقَطَعَ عُرْقُوبَهُ، وَبَرَزَ مِنْهُمْ آخَرُ فَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَقَتَلَهُ الْيَهُودِيُّ، فَنَهَضَ إِلَيْهِ أَبُو دُجَانَةَ فَقَتَلَهُ وَأَخَذَ سَلَبَهُ، وَأَحْجَمُوا عَنِ الْبَرَازِ فَكَبَّرَ الْمُسْلِمُونَ، ثُمَّ تَحَامَلُوا عَلَى الْحِصْنِ فَدَخَلُوهُ وَأَمَامَهُمْ أَبُو دُجَانَةَ، فَوَجَدُوا فِيهِ أَثَاثًا وَمَتَاعًا وَغَنَمًا وَطَعَامًا، وَهَرَبَ من كَانَ فِيهِ من الْمُقَاتلَة وتقحموا الجزر كَأَنَّهُمْ الضباب حَتَّى صَارُوا إِلَى حصن البزاة بِالشِّقِّ

محاصرہ سے تنگ آ کر یہودیوں کے دو جانباز گھوڑوں پر سوار ہو کر ایک دوسرے کے پیچھے میدان میں آئے اور مبارزت طلب کی، عزول نامی جانباز کے مقابلہ کے لئے حباب بن منذر انصاری رضی اللہ عنہ میدان میں نکلے، اور تلوار کے چند ہاتھ کھیلنے کے بعد اس کا نصف دایاں ہاتھ کاٹ دیا، جس سے اس کی تلوار گر گئی اور وہ نہتا ہو گیا، وہ قلعہ کی طرف بھاگا مگر حباب رضی اللہ عنہ نے اسے بھاگنے کا موقعہ نہ دیا اور اسے قتل کر کے واپس اپنی صفوں میں آ گئے، عزول کے قتل کے بعد دوسرے یہودی نے قلعہ سے باہر نکل کر مسلمانوں کو للکار کر مبارزت طلب کی، اس کے چیلنج کو قبول کر کے مقابلے میں اسلامی لشکر کے ہراول دستوں کے سالار ابو دجانہ سماک بن خرشہ انصاری رضی اللہ عنہ سرخ پٹی باندھے میدان میں نکلے، دونوں جانباز بڑے جوش و خروش سے نبرد آزمائی کرتے رہے یہاں تک کہ ابو دجانہ سماک بن خرشہ انصاری رضی اللہ عنہ نے اس شہسوار کو قتل کر دیا اور اس کے سامان زرہ اور تلوار کو لے کر نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ ﷺ نے وہ چیزیں عطیہ کے طور پر انہیں عطا فرما دیں، دونوں جانبازوں کے قتل ہونے سے یہودیوں پر مجاہدین کا رعب چھا گیا اور وہ مبارزت طلبی سے کنارہ کشی کرنے لگے، انہوں نے قلعہ میں پناہ لینے اور اس کی دیواروں کے پیچھے سے مسلمانوں سے جنگ کرنے کے لئے قلعہ کا دروازہ بند کرنے کی کوشش کر کی مگر ابو دجانہ سماک بن خرشہ انصاری رضی اللہ عنہ نے انہیں اس کا موقعہ نہیں دیا اور انہوں نے اپنے دستے کو سرعت کے ساتھ حملہ کرنے کا حکم دیا، قلعہ کے اردگرد فریقین میں سخت معرکہ آرائی ہوئی اور یہودیوں نے اپنی جانوں پر کھیل کر اس دستہ کا شدید مقابلہ کیا مگر انجام کار انہیں شکست فاش ہوئی اور مجاہدین قلعہ میں داخل ہونے میں کامیاب ہو گئے اور یہودی اپنی جان بچانے کے لئے ہر جانب بھاگ کھڑے ہوئے، قلعہ کے اندر کچھ دیر تک زوردار جنگ ہوتی رہی مگر یہود کا مورال گر چکا تھا، ان کے کئی سر برآوردہ لوگ قتل ہو چکے تھے اس لئے شکست خوردہ مدافعین مسلمانوں سے جم کر لڑنے کے بجائے فرار ہو کر علاقہ الشق کے آخری مضبوط تر قلعہ النزار میں جمع ہونے لگے جس میں ان کے اہل و عیال جمع تھے،

مجاہدین نے قلعہ پر قابض ہو کر تمام ہتھیاروں، مویشیوں اور غلے پر قبضہ کر لیا۔[1]

قلعہ النزار کی فتح:

اب یہودیوں کی تمام امیدیں اس قلعہ سے وابستہ تھی اور انہیں یقین تھا کہ مسلمان قلعہ النزار کی مضبوطی اور بہترین جانبازوں کی وجہ سے انتہائی کوششوں کے باوجود اس قلعہ کو فتح نہیں کر سکیں گے اور طویل عرصہ کے محاصرے سے اکتا کر جس راستے سے آئے تھے اسی راستے سے لوٹ جائیں گے یا مذاکرات پر مجبور ہو جائیں گے اور چونکہ کہ بہتر پوزیشن میں ہوں گے اس لئے صلح کے وقت شرائط کو اپنے حق میں کریں گے ،قلعہ ابی پر قبضہ کرنے کے بعد مجاہدین نے رسول اللہ ﷺ کی قیادت میں اس قلعہ کا بھی سختی کے ساتھ محاصرہ کر لیا اور سختی سے دباؤ ڈالنے لگے تاکہ وہ اطاعت اختیار کر لیں ،دوسری طرف یہودی پہلے قلعوں الناعم ،الصعب ،الزبیر اور قلعہ ابی سے باہر نکل کر لڑنے کا انجام دیکھ چکے تھے اور یہ بھی جانتے تھے کہ اس قلعہ کے مسلمانوں کے ہاتھوں فتح ہو جانے سے یہودی مقاومت کا کلی طور پر خاتمہ ہو جائے گا اور وہ خیبر کے نصف ثانی کے دفاع کی قدرت نہیں رکھ سکیں گے کیونکہ وہاں کے رہنے والوں کی شجاعت وبہادری اور جنگ میں استقلال الشق اور النطاۃ کے یہودیوں جیسا نہیں ہے اس لئے وہ قلعہ سے باہر نکلنے کی جرات نہیں کر رہے تھے ،انہوں نے اس قلعہ کے برجوں اور پہرے کی جگہوں کو اپنے جانبازوں اور ماہر تیراندازوں سے بھر دیا اور مسلمانوں کو قلعہ کی فصیلوں سے دور رکھنے کے لئے چوٹیوں سے پتھر اور تیروں کی بارش برساتے رہے ان کا نشانہ خاص طور پر وہ جگہ تھی جہاں آپ ﷺ پڑاؤ کیے ہوئے تھے ،ان کے جواب میں مسلمان بھی ان کی طرف تیر چلا رہے تھے لیکن مدافعین کا بلند جگہ پر ہونے کی وجہ سے ان کے تیر بے اثر ہو رہے تھے ،قلعہ پر حملہ کرنے کے لئے گھوڑوں کے لئے کوئی راستہ نہ تھا اور مسلمانوں کے حملے صرف پیادہ لشکر پر ہی منحصر تھے اس لئے پیادہ دستوں نے کئی بار قلعہ پر حملہ کیا مگر چوکس یہودیوں نے ان تمام کوششوں کو ناکام بنا دیا ،نصف ماہ سے زیادہ عرصہ تک محاصرہ کرنے اور بار بار حملہ کرنے کے باوجود مجاہدین اسلام کی اس بلند قلعہ میں داخل ہونے کی کوئی صورت نہیں بن رہی تھی ،اس صوت حال میں مجاہدین اکتا گئے تو

فَأَمَرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَنْجَنِيقِ أَنْ تُصْلَحَ وَتُنْصَبَ عَلَى الشّقِ عَلَى حِصْنِ النّزَارِ، فَهَيّئُوا، فَمَا رَمَوْا عَلَيْهَا بِحَجَرٍ حَتّى فَتَحَ اللهُ عَلَيْهِمْ حِصْنَ النّزَارِ

نبی کریم ﷺ نے قلعہ کے برجوں اور فصیلوں کو تباہ کرنے اور بڑی بڑی چٹانوں کو راہ سے ہٹانے کے لئے قلعہ الصعب بن معاذ سے حاصل کی ہوئی کچھ طاقتور اور تباہ کن منجنیق کو نصب کرنے کا حکم فرمایا (یہ وہ واحد ہتھیار تھا جسے اس زمانے میں قلعوں کو تباہ کرنے کے لئے استعمال کیا جاتا تھا) تاکہ براہ راست حملہ کر کے قلعہ کے اندر داخل ہونے کا راستہ بنایا جائے ،جب منجنیق نصب ہو گئی تو قلعہ پر گولے پھینکے گئے جس سے قلعہ کی دیواروں میں شگاف پڑ گئے اور مجاہدین ان کے ذریعہ سے قلعہ کے اندر داخل ہونے میں کامیاب ہو گئے۔

یہود کے لئے یہ آخری پناہ گاہ تھی ،ان کی عورتیں اور بچے بھی اسی قلعہ میں تھے اس لئے انہوں نے جان کی بازی لگا کر مسلمانوں کا مقابلہ کیا مگر اللہ

---

[1] البداية والنهاية۲۲۵؍۴، السيرة النبوية لابن كثير۳۷۶؍۳

کا دستور یہی ہے کہ حق و باطل کی جنگ میں فتح و نصرت ہمیشہ حق کی ہی ہوتی ہے چنانچہ وہ مسلمانوں کی قلیل تعداد کے سامنے ٹھیر نہ سکے اور خوف زدہ ہو کر اپنی جان بچانے کے لئے اپنے اہل و عیال کی پرواہ کیے بغیر بھاگ کھڑے ہوئے اور اس قلعہ پر بھی مسلمانوں نے قبضہ کر لیا، مجاہدین نے غنیمت میں اور چیزوں کے علاوہ دوہزار سے زیادہ عورتیں اور بچے بھی اسیر بنا لئے، واقدی کے مطابق انہیں عورتوں میں بنی نضیر کے سردار حیی بن اخطب کی بیٹی اور کنانہ بن ابی الحقیق کی بیوی زینب (صفیہ رضی اللہ عنہا) کو جو بہت حسین خاتون تھیں اور جس کی حال ہی میں کنانہ بن ابی الحقیق سے شادی ہوئی تھی اور اس کی عم زاد کو اسیر کر لیا جبکہ ابن ہشام کے مطابق انہیں قلعہ القموص سے گرفتار کیا گیا تھا،

ثُمَّ الْقَمُوصُ، حِصْنُ بَنِي أَبِي الْحُقَيْقِ، وَأَصَابَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ سَبَايَا، مِنْهُنَّ صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيِّ بْنِ أَخْطَبَ، وَكَانَتْ عِنْدَ كِنَانَةَ بْنِ الرَّبِيعِ بْنِ أَبِي الْحُقَيْقِ، وَبِنْتَيْ عَمٍّ لَهَا

پھر رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے بنی ابی الحقیق کے قلعہ حصن القموص کو فتح کیا اس قلعہ سے بہت سے قیدی رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ہاتھ آئے جن میں ام المومنین صفیہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں اور پہلے یہ کنانہ بن ربیع بن ابی الحقیق کے پاس تھیں اور ان کی چچازاد بہنیں بھی ان کے پاس تھیں۔[1]

عَيْنٌ تُسَمَّى الحمّة، وهي الّتي سَمَّاهَارَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَسمةُ الْمَلَائِكَةَ، يَذْهَب ثُلُثَا مَائِهَا فِي فَلَجٍ والثُّلُث الْآخَر فِي فَلَج

یہاں الحمّة نامی ایک چشمہ ہے جسے رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے قسمة الملائكة کا نام دیا تھا اس کا دو تہائی پانی ایک نالے میں اور ایک تہائی دوسرے نالے میں جاتا ہے۔[2]

اب فرار ہونے والے یہودی دوسرے حصہ کے قلعہ جات میں جمع ہو گئے۔

وَقَدْ رَوَى مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قِصَّةَ الْعَبْدِ الْأَسْوَدِ الَّذِي رَزَقَهُ اللهُ الْإِيمَانَ وَالشَّهَادَةَ فِي سَاعَةٍ وَاحِدَةٍ، قَالَا: وَجَاءَ عَبْدٌ حَبَشِيٌّ أَسْوَدُ مِنْ أَهْلِ خَيْبَرَ كَانَ فِي غَنَمٍ لِسَيِّدِهِ، فَلَمَّا رَأَى أَهْلَ خَيْبَرَ قَدْ أَخَذُوا السِّلَاحَ سَأَلَهُمْ،قَالَ مَا تُرِيدُونَ؟قَالُوا: نُقَاتِلُ هَذَا الرَّجُلَ الَّذِي يَزْعُمُ أَنَّه نَبِيٌّ،فَوَقَعَ فِي نَفْسِهِ ذِكْرُ النَّبِيِّ فَأَقْبَلَ بِغَنَمِهِ حَتَّى عَمَدَ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِلَى مَا تَدْعُو؟قال أدعوك إلى الإسلام إلى أَنْ تَشْهَدَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَّ لَا تَعْبُدُوا إِلَّا اللهَ،

موسیٰ بن عقبہ زہری کے حوالے سے غزوہ خیبر کے واقعات کے ضمن میں کسی حبشی کا ذکر کرتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے ایمان کی دولت سے نوازا اور اسی ساعت میں اس کی شہادت ہو گئی، کہتے ہیں کہ وہ خیبر کے ایک یہودی کا نوکر تھا اور اس کی بھیڑ بکریاں چرایا کرتا تھا ایک روز جب وہ بھیڑ بکریاں لے کر جنگل کی طرف جانے لگا تو اس نے اپنے مالک سے دریافت کیا یہ لوگ جنہوں نے یہاں پڑاؤ ڈال رکھا ہے کون لوگ ہیں؟ یہودی بولا یہ لوگ اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں اور جو شخص ان کی قیادت کر رہا ہے اس کا نام محمد (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) ہے، اس کا دعویٰ ہے کہ وہ اللہ

[1] ابن ہشام ۳۳۱/۲

[2] تاریخ الخمیس ۴۸/۲، دلائل النبوة للبیہقی ۱۹۶/۴

کا نبی ہے لیکن ہم اسے نبی نہیں مانتے بلکہ اپنا اور اپنے دین کا دشمن سمجھتے ہیں، اب یہ شخص محمد (صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) اور اس کے ساتھی ہمیں اپنے دین میں شامل کرنے یا ہم پر غلبہ حاصل کرنے مدینہ طیبہ سے یہاں آئے ہیں لیکن ہمیں یقین ہے کہ ہمارا دین سچا ہے اس لیے ہم دیکھتے ہیں کہ یہ لوگ ہم پر کس طرح فتح پاتے ہیں، نبی کریم صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا ذکر اس کے دل پر نقش ہو گیا چنانچہ وہ حبشی جب اس یہودی کی بھیڑ بکریاں لے کر خیبر کی نزدیکی چراگاہ کی طرف جانے لگا تو وہ پہلے رسول اللہ صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا میں خیبر کے ایک یہودی کا چرواہا ہوں، میں نے سنا ہے کہ آپ خود کو اللہ کا نبی کہتے ہیں تو مجھے بتائیے کہ آپ کا دین کیا ہے؟ اس حبشی کے اس سوال کے جواب میں آپ صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا میں کہتا ہوں کہ اللہ ایک ہے اور میں اس کا آخری نبی ہوں لیکن عرب ہی کی بعض قومیں نہ اللہ کو مانتے ہیں اور نہ اس کے احکام پر عمل کرتے ہیں، یہ یہودی اگرچہ موسیٰ عَلَيْهِ ٱلسَّلَامُ کو زبان سے اپنا نبی کہتے ہیں لیکن ان کے اور اللہ کے احکام پر عمل نہیں کرتے بلکہ میرے خلاف اس لیے سازشیں کرتے رہتے ہیں کہ میں اللہ کے آخری نبی کی حیثیت سے انہیں اللہ کے احکام کا پابند بنانا چاہتا ہوں، میں یہاں اسی لیے آیا ہوں کہ پہلے انہیں سمجھاؤں اور اسلام میں داخل ہو کر اللہ کی اطاعت کی دعوت دوں ورنہ جیسا اللہ کا حکم ہے ان سے جنگ کروں (حدیث نبوی کا مفہومی و تشریحی ترجمہ) اس حبشی نے رسول اللہ صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی اس گفتگو سے متاثر ہو کر آپ صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے دریافت کیا اگر میں آپ کے دین میں داخل ہو جاؤں تو مجھے کیا ملے گا؟ رسول اللہ صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا زندگی میں بھی بھلائی اور آخرت میں بھی بھلائی یعنی جنت جو دنیا میں نیکی کی راہ اختیار کرنے اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرنے کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے صلہ ہو گا (حدیث نبوی کا مفہومی و تشریحی ترجمہ)

فَقَالَ الْعَبْدُ: فَمَاذَا يَكُونُ لِي أَنْ شَهِدْتُ بِذَلِكَ وَآمَنْتُ بِاللهِ،قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْجَنَّةُ إِنْ مِتَّ عَلَى ذَلِكَ،فَأَسْلَمَ الْعَبْدُ فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللهِ إِنَّ هَذِهِ الْغَنَمَ عِنْدِي أَمَانَةٌ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أخرجها من عسكرنا وارمها بالحصا فَإِنَّ اللهَ سَيُؤَدِّي عَنْكَ أَمَانَتَكَ، فَفَعَلَ فَرَجَعَتِ الْغَنَمُ إِلَى سَيِّدِهَا فَعَرَفَ الْيَهُودِيُّ أَنَّ غُلَامَهُ أَسْلَمَ،فَقَالَ: لَقَدْ حسن الله وجهك وطيب روحك وَكَثَّرَ مَالَكَ وَقَالَ: لَقَدْ رَأَيْتُ زَوْجَتَيْهِ مِنَ الحور العين يتنازعان جبته عليه يَدْخُلَانِ فِيمَا بَيْنَ جِلْدِهِ وَجُبَّتِهِ

وہ حبشی رسول اللہ صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی زبان مبارک سے یہ کلمات سنتے ہی کلمہ طیبہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا پھر بولا اے اللہ کے نبی صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ! میں آپ کی طرف سے خیبر کے یہودیوں سے جنگ کرنا چاہتا ہوں لیکن ان بھیڑ بکریوں کا کیا کروں؟ جو کہ میرے پاس امانتی ہیں، رسول اللہ صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا انہیں بستی کی طرف ہانک دو یہ خود اپنے ٹھکانے پر چلی جائیں گی، اس حبشی نے بھیڑ بکریوں کو اپنے مالک کی طرف ہانک دیا اور یہودی نے سمجھ لیا کہ اس کے غلام نے اسلام قبول کر لیا ہے، پھر جیسا کہ اس کی خواہش تھی آپ صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی طرف سے جنگ میں یہودیوں سے لڑتا ہوا شہید ہو گیا گویا اللہ تعالیٰ کی رحمت سے اسلام اور شہادت دونوں نعمتوں سے بیک وقت سرفراز ہوا، رسول اللہ صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے (اس کی لاش دیکھ کر) فرمایا اللہ تعالیٰ نے اسے سرخرو، طیب البدن اور کثیر مال بنا دیا ہے میں دیکھ رہا ہوں کہ دو حوران بہشتی جنہیں اللہ تعالیٰ نے اس کی زوجیت میں دے دیا ہے اس پر آپس میں زیادہ سے زیادہ حق جتانے کی کوشش کر رہی ہیں اور اس کے لبادے میں داخل ہونے کے لیے

ایک دوسری پر سبقت لے جانے میں مصروف ہیں۔[1]

عَنْ شَدَّادِ بْنِ الْهَادِ، أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَعْرَابِ جَاءَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَآمَنَ بِهِ وَاتَّبَعَهُ، فَقَالَ: أُهاجر مَعَكَ، فَأَوْصَى بِهِ النَّبِيّ صلّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْضَ أَصْحَابِهِ، فَلَمَّا كَانَتْ غَزْوَةُ خَيْبَرَ غَنِمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَسَمَهُ، وَقَسَمَ لَهُ فَأَعْطَى أَصْحَابَهُ مَا قَسَمَ لَهُ، وَكَانَ يَرْعَى ظَهْرَهُمْ فَلَمَّا جَاءَ دَفَعُوهُ إِلَيْهِ، فَقَالَ مَا هَذَا؟ قَالُوا: قَسْمٌ قَسَمَهُ لَكَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،فأخذه فجاء به النَّبِيّ صلّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: مَا هَذَا يا محمد؟ قال: قسم قسمته لك

امام بیہقی رحمہ اللہ نے ایک اور واقعہ بیان کیا ہے شداد ابن الہاد کہتے ہیں ایک اعرابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں اسلام میں داخل ہونا اور آپ کے ساتھ ہجرت کرنا چاہتا ہوں، چنانچہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر بیعت کر کے مسلمان ہو گیا جس کے بعد وہ ہمیشہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع دل وجان سے کوشش کرتا رہا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بارے میں اپنے بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو خصوصی ہدایات دی تھیں، پھر جب غزوہ خیبر کا موقع آیا تو اس نے اس میں شرکت کی اور جتنا مال غنیمت اس وقت تک مسلمانوں کے ہاتھ آیا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں سے اسے بھی دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے برابر حصہ دینے کی ہدایت فرمائی لیکن جب اسے اس کا حصہ دیا جانے لگا تو وہ بولا یہ کیا ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں مال غنیمت میں سے حصہ دیا ہے، اس نے وہ حصہ لیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! یہ کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ مال غنیمت میں سے تیرا حصہ ہے،

فَقَالَ: مَا عَلَى هَذَا اتَّبَعْتُكَ وَلَكِنِّي اتَّبَعْتُكَ عَلَى أَنْ أُرْمَى هَاهُنَا وَأَشَارَ إِلَى حَلْقِهِ بِسَهْمٍ فَأَمُوتَ فَأَدْخُلَ الْجَنَّةَ،فَقَالَ: إِنْ تَصْدُقِ اللهَ يَصْدُقْكَ،ثُمَّ نَهَضُوا إِلَى قِتَالِ الْعَدُوِّ فَأُتِيَ بِهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحْمَلُ وَقَدْ أَصَابَهُ سَهْمٌ حَيْثُ أَشَارَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ هُوَ؟قَالُوا: نَعَمْ،قَالَ صَدَقَ اللهَ فَصَدَقَهُ.وَكَفَّنَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جُبَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قدمه فصلى عليه وكان مِمَّا ظَهَرَ مِنْ صَلَاتِهِ: اللهُمَّ هَذَا عَبْدُكَ خرج مهاجراً في سبيلك قتل شهيداً وأنا عَلَيْهِ شَهِيدٌ

اس نے کہا میں نے اس لالچ سے آپ کی اطاعت نہیں کی بلکہ میں نے تو اس لیے آپ کی اطاعت کی ہے کہ جب اس جنگ کے دوران میں دشمن کا کوئی تیر یہاں پیوست ہو گا اور میں اس کے زخم سے فوت ہوں گا تو اس وقت میں اپنے پورے حق کا حقدار ہوں گا یعنی جنت میں جاؤں گا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم نے سچ کہا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی تصدیق کر دے گا، جب وہ دوبارہ یہودیوں کے خلاف جنگ میں شریک ہوا تو اتفاقاً کسی یہودی تیر انداز کا تیر اس کے حلقوم ہی میں آ کر پیوست ہوا اور وہ شہید ہو گیا پھر جب اس کی لاش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے

[1] البداية والنهاية ٢١٧/٤،دلائل النبوة للبيهقى ٢٢٠/٤

پیش کی گئی تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کیا یہ وہی ہے؟صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا اس نے اللہ کی تصدیق کی جس کی تصدیق آج خود اللہ تعالیٰ نے فرمادی ہے، اس ارشاد کے بعد آپ ﷺ نے اس کے حق میں دعائے خیر فرمائی اور اس کے کفن کے لیے اپنی عبا عنایت فرمائی اس کے بعد آپ ﷺ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور فرمایا اے اللہ! تیرے اس بندے نے تیری راہ میں ہجرت کی تھی اور یہاں (تیری راہ ہی میں) شہید ہوا ہے جس کی میں گواہی دیتا ہوں۔[1]

عَنْ أَبِي الْيُسْرِ كَعْبِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ:وَاللَّهِ إِنَّا لَمَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِخَيْبَرِ ذَاتُ عَشِيَّةٍ، إِذْ أَقْبَلَتْ غَنَمٌ لِرَجُلٍ مِنْ يَهُودَ تُرِيدُ حِصْنَهُمْ، وَنَحْنُ مُحَاصِرُوهُمْ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ رَجُلٌ يُطْعِمُنَا مِنْ هَذِهِ الْغَنَمِ؟ قَالَ أَبُو الْيُسْرِ: فَقُلْتُ: أَنَا يَا رَسُولَ اللهِ، قَالَ: فَافْعَلْ، قَالَ: فَخَرَجْتُ أَشْتَدُّ مِثْلَ الظَّلِيمِ، فَلَمَّا نَظَرَ إِلَيَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُوَلِّيًا قَالَ: اللهمّ أَمْتِعْنَا بِهِ،قَالَ: فَأَدْرَكْتُ الْغَنَمَ وَقَدْ دَخَلَتْ أُولَاهَا الْحِصْنَ، فَأَخَذْتُ شَاتَيْنِ مِنْ أُخْرَاهَا، فَاحْتَضَنْتُهما تَحْتَ يَدَيَّ، ثُمَّ أَقْبَلْتُ بِهِمَا أَشْتَدُّ، كَأَنَّهُ لَيْسَ مَعِي شَيْءٌ، حَتَّى أَلْقَيْتُهمَاعِنْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَذَبَحُوهُمَا فَأَكَلُوهُمَا

ابوالیسر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ہم غزوہ خیبر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے اور ہم نے ایک قلعہ کا محاصرہ کر رکھا تھا شام کو ہم نے دیکھا کہ بکریوں کا ایک ریوڑ قلعہ میں داخل ہو رہا ہے، رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مخاطب ہو کر فرمایا کوئی ایسا شخص ہے جو ہم کو ان بکریوں کا گوشت کھلائے؟ چھوٹے سے قد کے ایک صاحب (ابوالیسر رضی اللہ عنہ) نے اٹھ کر رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ کام میں کروں گا، فرمایا جاؤ یہ کام کرو، یہ کہہ کر وہ اس بات کی پرواہ کیے بغیر کہ محصور دشمن کا کوئی تیر یا پتھر ان کی جان نہ لے لے تیر کی طرح بکریوں کی طرف لپکے جب رسول اللہ ﷺ نے جب مجھے بکریوں کی طرف دوڑتے ہوئے دیکھا تو فرمایا اے اللہ! ہمیں اس کے ساتھ نفع پہنچا، ابوالیسر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں آگے کی بکریاں تو قلعہ کے اندر پہنچ گئی تھیں پچھلی بکریوں میں سے دو بکریاں میں نے پکڑ لیں اور انہیں بغل میں دبا کر بھاگا اور رسول اللہ ﷺ کے آگے لا کر ان کو چھوڑ دیا پھر لوگوں نے ان کو ذبح کر کے پکایا اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا اور خود بھی کھایا۔[2]

قلعہ القموص کی فتح:

جب پہلے حصہ کے پانچوں قلعے فتح ہو گئے تو آپ ﷺ نے خیبر کا دوسرا حصہ جو الْكُتَيْبَة کہلاتا تھا کے تین قلعوں قلعہ الْقَمُوص، قلعہ الْوَطِيح اور قلعہ سُلَالِم کا رخ کیا، ان قلعوں میں الْقَمُوص سب سے زیادہ مضبوط قلعہ تھا جو ابی الحقیق کے بیٹوں کا تھا یہودیوں کا سارا زور اب انہی قلعوں پر تھا، آپ ﷺ نے كُتَيْبَة کے باشندوں کا سختی کے ساتھ محاصرہ کر لیا جو چودہ دن جاری رہا مگر وہ اپنے قلعوں

[1] دلائل النبوة للبیہقی ۲۱۸/۴،زاد المعاد ۲۸۸/۳،البداية والنهاية ۲۱۸/۴

[2] ابن ہشام ۳۳۵/۲،الروض الانف ۱۰۲/۷، مغازی واقدی ۶۶۰/۲،تاریخ الخمیس في أحوال أنفس النفيس ۵۱/۲،سبل الهدى والرشاد، في سيرة خير العباد ۱۲۱/۵

سے باہر نہ نکلتے تھے،

حَتَّى هَمَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَنْصِبَ عَلَيْهِمُ الْمَنْجَنِيقَ،فَلَمَّا أَيْقَنُوا بِالْهَلَكَةِ وَقَدْ حَصَرَهُمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْبَعَةَ عَشَرَ يَوْمًا سَأَلُوا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصُّلْحَ

بالآخر نبی ﷺ نے منجنیق کو نصب کرنے کا حکم فرمایا تا کہ ان پر پتھر برسائے جائیں، چودہ دن کے محاصرے کے بعد جب یہود کو اپنی ہلاکت کا یقین ہوگیا کہ ان کا یہ قلعہ زیادہ دیر تک مسلمانوں کے سامنے کھڑا نہیں ہوسکے گا تو وہ صلح کی طرف مائل ہوئے، واقدی کے بیان کے مطابق یہ تینوں قلعے بات چیت کے ذریعہ حاصل ہوئے تھے، محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قلعہ النزار کی طرف دیکھ کر فرمایا یہ خیبر کا آخری قلعہ ہے جس میں لڑائی ہوئی ہے جبکہ ابن اسحاق کہتے ہیں قلعہ القموص پر فریقین میں سخت جنگ ہوئی جس میں بہت سے یہودی مارے گئے اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب نے بزور طاقت اس پر قبضہ کرلیا تھا۔

فَأَرْسَلَ كِنَانَةَ رَجُلًا مِنَ الْيَهُودِ يُقَالُ لَهُ شَمَّاخٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بہرحال یہودیوں کے سردار کنانہ بن ابی الحقیق نے صلح کی درخواست دے کر شماخ نامی شخص کو نبی کریم ﷺ کے پاس بھیجا، رسول اللہ ﷺ ساری انسانیت کے لئے امن کے پیامبر تھے اور جنگ وجدل سے نفرت کرتے تھے اس لئے جنگ کے مقابلے میں ہمیشہ ہی صلح کی طرف مائل رہتے تھے، چنانچہ یہودیوں کا صلح کی طرف ہاتھ بڑھانے پر روادارانہ سلوک فرماتے ہوئے اثبات میں جواب فرمایا،

فَنَزَلَ كِنَانَةُ فِي نَفَرٍ مِنَ الْيَهُودِ، فَصَالَحَهُ عَلَى مَا صَالَحَهُ، فَأَحْلَفَهُ عَلَى مَا أَحْلَفَهُ عَلَيْهِ

چنانچہ کنانہ ابن ابی الحقیق یہودیوں کی ایک جماعت لے کر صلح کی گفتگو کے لئے آیا۔

○ فَصَالَحَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى حَقْنِ دِمَاءِ مَنْ فِي حُصُونِهِمْ مِنَ الْمُقَاتِلَةِ

اور رسول اللہ ﷺ نے اس شرط پر صلح کی کہ قلعہ میں جو جانباز موجود ہیں ان کی جان بخشی کی جائے گی۔

○ وَتَرْكِ الذُّرِّيَّةِ لَهُمْ

قلعہ میں موجود عورتوں اور بچوں کو اسیر نہیں کیا جائے گا۔

○ وَيَخْرُجُونَ مِنْ خَيْبَرَ، وَأَرْضِهَا بِذَرَارِيِّهِمْ وَيُخَلُّونَ بَيْنَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ مَا كَانَ لَهُمْ مِنْ مَالٍ وَأَرْضٍ وَعَلَى الصَّفْرَاءِ وَالْبَيْضَاءِ وَالْكُرَاعِ وَالْحَلْقَةِ

یہود پر لازم ہوگا کہ وہ تمام قلعوں کو خالی کر کے خیبر کو چھوڑ دیں اور ان کا تمام جنگی ساز وسامان سونا چاندی وغیرہ وہیں چھوڑ دیں[1]

○ یہود پر لازم ہوگا کہ ان کے قبضہ میں جو بھی اسلحہ ہے اسے مسلمانوں کے سپرد کر دیں اور جب تک وہ خیبر میں ہیں اسلحہ لیکر نہ چلیں۔

○ فَصَالَحُوهُ عَلَى أَنْ يَجْلُوا مِنْهَا وَلَهُمْ مَا حَمَلَتْ رِكَابُهُمْ، وَلِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّفْرَاءُ وَالْبَيْضَاءُ

---

[1] ۔دلائل النبوة للبیہقی ۲۲۶،۴

وَالْحَلْقَةُ وَيَخْرُجُونَ مِنْهَا

یہود اپنے گھوڑے، اسلحہ اور سونا چاندی یہیں چھوڑ کر باقی جس قدر مال اپنی سواریاں پر لاد کر لے جاسکتے ہیں اٹھا کر یکلخت خیبر سے نکل جائیں گے۔(۱)

إِلَّا ثَوْبًا عَلَى ظَهْرِ إِنْسَانٍ

ایک روایت یہ بھی ہے صرف تن کے کپڑے پہن کر جلاوطن ہو جائیں گے۔(۲)

مگر یہ روایت رسول اللہ ﷺ کے طریق کے خلاف ہے۔

وَبَرِئَتْ مِنْكُمْ ذِمَّةُ اللهِ وَذِمَّةُ رَسُولِهِ إِنْ كَتَمْتُمُونِي شَيْئًا

اور رسول اللہ ﷺ نے انہیں تنبیہ فرمائی کہ وہ کوئی چیز چھپائیں گے نہیں اگر انہوں نے ایسی حرکت کی تو پھر اللہ اور اس کا رسول اس معاہدہ سے بری الذمہ ہوں گے(۳)

فَصَالَحُوهُ عَلَى ذَلِكَ

ابن ابی الحقیق نے یہ شرط منظور کر لی اور صلح ہوگئی۔(۴)

اس کے بعد یہود نے تینوں قلعے مسلمانوں کے حوالے کر دیئے اور تقریباً دو ماہ تک جاری رہنے والی جنگ میں کمانڈر انچیف رسول اللہ ﷺ اپنے قلیل مجاہدین اور کمتر اسلحہ کے ساتھ فاتح خیبر ٹھیرے۔

اور ابان بن سعید رضی اللہ عنہ بھی نجد میں اپنا کام خوش اسلوبی سے نمٹا کر آپ ﷺ کے پاس خیبر تشریف لے آئے، خیبر اسلامی ریاست مدینہ منورہ کا پہلا مفتوحہ علاقہ تھا اس لئے نظم ونسق کی طرف جو توجہ دی گئی اور غیر مسلم رعایا کے متعلق جو رویہ اختیار کیا گیا وہ آنے والی اسلامی سلطنتوں کے لئے مثال بنا۔

یہود کی بددیانتی:

فَغَيَّبُوا مَسْكًا فِيهِ مَالٌ وَحُلِيٌّ لحيي بن أخطب، كَانَ احْتَمَلَهُ مَعَهُ إِلَى خَيْبَرَ حِينَ أُجْلِيَتِ النَّضِيرُفَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَمِّ حيي بن أخطب: مَا فَعَلَ مَسْكُ حيي الَّذِي جَاءَ بِهِ مِنَ النَّضِيرِ؟قَالَ: أَذْهَبَتْهُ النَّفَقَاتُ وَالْحُرُوبُ،فَقَالَ: الْعَهْدُ قَرِيبٌ وَالْمَالُ أَكْثَرُ مِنْ ذَلِكَ

سچائی، ایمانداری اور معاہدے کی پابندی یہود کی فطرت کے خلاف ہے رسول اللہ ﷺ کی واضح تنبیہ کے باوجود ابو الحقیق کے دونوں بیٹوں

(۱) دلائل النبوة للبیہقی ۲۲۹؍۴

(۲) زادالمعاد ۲۸۹؍۳،دلائل النبوة للبیہقی ۲۲۶؍۴

(۳) ۔ زادالمعاد ۲۸۹؍۳،دلائل النبوة للبیہقی ۲۲۶؍۴

(۴) زادالمعاد ۲۸۹؍۳،مغازی واقدی ۶۷۱؍۲

نے بدعہدی کی اور حی بن اخطب کے زیورات سے بھرا ہوا ایک چرمی تھیلا چھپا دیا جو وہ بنونضیر کی مدینہ منورہ سے جلاوطنی کے وقت اپنے ہمراہ لایا تھا اور اسی میں سب کا زیور محفوظ رہتا تھا، رسول اللہ ﷺ نے حی بن اخطب کے چچا کو فرمایا حی جو تھیلا بنونضیر سے اٹھا کر لایا تھا وہ کہاں ہے؟ اس نے کہا وہ سب اخراجات اور لڑائیوں میں خرچ ہو گیا، آپ ﷺ نے فرمایا مال بہت زیادہ تھا اور زمانہ بھی زیادہ نہیں گزرا۔ (۱) مگر وہ اپنی بات پر اڑے رہے اور مال چھپانے کے الزام کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا، ان کے چچیرے بھائی نے رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر گواہی دی کہ میں کنانہ ابن ابی الحقیق کو ویرانے میں ایک جگہ پر روزانہ گھومتے ہوئے دیکھا ہے،

فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِكِنَانَةَ:أَرَأَيْتُ إِنْ وَجَدْنَاهُ عِنْدَكَ، أَأَقْتُلُكَ؟ قَالَ: نَعَمْ،فَأَمَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْخَرِبَةِ فَحُفِرَتْ، فَأَخْرَجَ مِنْهَا بَعْضَ كَنْزِهِمْ،ثُمَّ سَأَلَهُ عَمَّا بَقِيَ، فَأَبَى أَنْ يُؤَدِّيَهُ، فَأَمَرَ بِهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الزُّبَيْرَ بْنَ الْعَوَّامِ، فَقَالَ: عَذِّبْهُ حَتَّى تَسْتَأْصِلَ مَا عِنْدَهُ، فَكَانَ الزُّبَيْرُ يَقْدَحُ بِزَنْدٍ فِي صَدْرِهِ، حَتَّى أَشْرَفَ عَلَى نَفْسِهِ،ثُمَّ دَفَعَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى مُحَمَّدِ بْنِ مَسْلَمَةَ، فَضَرَبَ عُنُقَهُ بِأَخِيهِ مَحْمُودِ بْنِ مَسْلَمَةَ

رسول اللہ ﷺ نے کنانہ بن ابی الحقیق کو تنبیہ فرمائی کہ سچ سچ بتادو ورنہ اگر ہم نے تمہارے پاس سے خزانہ برآمد کر لیا تو پھر معاہدے کی خلاف ورزی کے جرم میں ہم تمہیں قتل کر دیں گے، اس نے جواب دیا مجھے منظور ہے، رسول اللہ ﷺ نے مجاہدین کو اس جگہ پر کھدائی کا حکم فرمایا جہاں سے کچھ خزانہ نکل آیا، پھر باقی مال کے بارے میں دوبارہ اس سے دریافت کیا گیا تو اس نے پھر بھی انکار کر دیا، رسول اللہ ﷺ نے اسے زبیر رضی اللہ عنہ بن العوام کے حوالے کر دیا اور فرمایا اسے اس وقت تک سزا دو جب تک کہ اس کے پاس جو کچھ ہے ہمیں حاصل ہو جائے، چنانچہ دوران تفتیش زبیر رضی اللہ عنہ نے اس کے سینے پر چقماق کی ضربیں لگائیں جس سے وہ ادھ موا ہو گیا اور مال کا پتہ بتلا دیا، اس خزانہ میں سونے کے کنگن، پازیبیں، پہنچیاں، بالیاں، انگوٹھیاں، جواہرات و زمرد سے جڑے ہوئے ہار اور سونے کے جڑاؤ ہار دستیاب ہوئے جن کی قیمت کا تخمینہ دس ہزار دینار لگایا گیا، پھر رسول اللہ ﷺ نے اسے محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دیا تاکہ وہ انہیں قلعہ ناعم کے نیچے اپنے بھائی محمود رضی اللہ عنہ بن مسلمہ کے قتل میں اس کی گردن مار دیں۔ (۲)

چنانچہ ان دونوں بھائیوں کو قتل کر دیا گیا۔

فریقین کے مقتولین:

اس غزوہ میں ترانوے یہودی قتل ہوئے، جن میں گیارہ نمایاں لیڈر اور سردار تھے ور اکثر خیبر کے نصف اول النطاۃ اور الشق کے معرکوں میں قتل ہوئے۔

---

(۱) زادالمعاد۲۸۹؍۳،دلائل النبوۃ للبیہقی۲۲۹؍۴،البدایۃ والنہایۃ۲۲۶؍۴

(۲) ابن ہشام ۳۳۷؍۲،تاریخ طبری ۱۴؍۳

مرحب	سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب یا محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے قلعہ الناعم میں مبارزت میں قتل کیا
الحارث ابوزینب (مرحب کا بھائی)	سیدنا علی رضی اللہ عنہ ابی طالب نے مبارزت میں قتل کیا
یاسر	زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ نے قلعہ الناعم میں مبارزت میں قتل کیا
اسیر	زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ نے قلعہ الناعم میں مبارزت میں قتل کیا
عامر	سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب نے قلعہ الناعم میں مبارزت میں قتل کیا
یوشع	حباب بن منذر رضی اللہ عنہ نے قلعہ الصعب میں مبارزت میں قتل کیا
عزول	حباب بن منذر رضی اللہ عنہ نے قلعہ ابی میں مبارزت میں قتل کیا
الدیال	عمارہ بن عقبہ غفاری رضی اللہ عنہ نے قتل کیا
سلام بن مشکم	النطاۃ میں قتل ہوا
کنانہ بن ابی الحقیق نضری	عہد شکنی اور غداری کے باعث خیبر کے نصف ثانی میں قتل کیا گیا
ربیع بن ابی الحقیق نضری	عہد شکنی اور غداری کے باعث خیبر کے نصف ثانی میں قتل کیا گیا

مسلمان شہداء کے بارے میں اختلاف ہے ایک قول ہے کہ کل پندرہ مسلمان شہید ہوئے، ایک قول ہے کہ سولہ مسلمان شہید ہوئے چار قریش سے، ایک قبیلہ اشجع سے، ایک قبیلہ اسلم سے، ایک اہل خیبر سے اور نو انصار سے۔

ایک قول ہے کہ اٹھارہ مجاہدین شہید ہوئے مگر اہل سیر کے نزدیک سولہ مجاہدین کی شہادت کی روایت زیادہ قوی ہے۔

مہاجرین شہداء:

بنی امیہ بن عبد مناف سے	
ربیعہ بن اکثم بن سنجرہ	النطاۃ میں حارث یہودی نے شہید کیا
رفاعہ بن مسروح	النطاۃ میں حارث یہودی نے شہید کیا
بنی اسد بن عبد العزی سے	
عبداللہ بن ابی امیہ بن وہب	النطاۃ میں شہید ہوئے
قبیلہ غفار میں سے	
عمارہ بن عقبہ	ایک تیر لگنے سے شہید ہوئے

قبیلہ اسلم سے	
عامر بن سنان بن الاکوع	النطاۃ میں یہودی سے مبارزت کے دوران اپنی تلوار لگنے سے شہید ہوئے
قبیلہ اشجع سے	
ایک آدمی (نام نمعلوم)	
اہل خیبر میں سے	
الاسود الراعی	جس روز اسلام قبول کیا اسی روز شہید ہو گئے
انصار کے شہدائ: قبیلہ خزرج سے	
بشر بن البراء بن معرور	
فضیل بن النعمان	
مسعود بن قیس	
قبیلہ اوس سے	
محمود بن مسلمہ	مرحب نے قلعہ الناعم کی چوٹی سے تیر چلا کر شہید کیا
ابوضیاح بن ثابت بن النعمان	
الحارث بن حاطب	
عروہ بن مرۃ بن سراقہ	
اوس بن القائد	
انیف بن حبیب	
ثابت بن اثلہ	
طلحہ بن یحییٰ بن منیل	
قبیلہ بنو زہرہ سے	
مسعود بن ربیعہ	

اموال غنیمت:

اموال غنیمت میں زمین اور باغات کے علاوہ وہاں سے چار سو تلواروں، ایک سو زرہوں، ایک ہزار نیزوں اور پانچ سو ترکش سمیت کمانوں کے علاوہ جدید ترین اور تباہ کن منجنیق بھی ملیں، اس دور کی فوجی پوزیشن کے لحاظ سے یہ بہت بڑی چیز تھی اور متعدد تورات کے نسخے حاصل بھی ہوئے جنہیں واپس لینے کے لئے یہود حاضر خدمت ہوئے تو آپ نے یہ نسخے انہیں واپس فرما دیئے۔

اموال غنیمت کی تقسیم:

عہد نبوی میں مسلمان جن جنگوں میں فاتح ٹھیرے، ان میں سے کسی جنگ میں بھی اسلامی لشکر کو اتنے غنائم نہیں ملے جس قدر غزوہ خیبر میں ملے، اللہ تعالیٰ کے وعدے کے مطابق خیبر کے مال غنیمت میں سونے اور چاندی کی بہت بڑی مقدار مسلمانوں کے ہاتھ لگی جس کے جمع کرنے میں یہود قدیم ترین زمانوں سے مشہور ہیں، اور سب سے بڑی چیز خیبر کی زرخیز زمینیں اور کھجور کے باغات تھے جو سینکڑوں مربع میل کے علاقے میں پھیلے ہوئے تھے، خیبر کے صرف ایک کھیت میں چالیس ہزار کھجور کے درخت تھے اور اس قسم کے وہاں دسیوں کھیت تھے، جب یہ زمینیں مسلمانوں کے قبضہ میں آئیں تو ان کی آمدنی میں اضافہ ہو گیا جس سے مجاہدین آسودہ حال ہو گئے اور انہیں پیٹ بھر کر کھانا نصیب ہوا اور ان کو وہ فائدہ اور خوشحالی ملی جو پہلے حاصل نہیں تھی حتی کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے

مَا شَبِعْنَا حَتَّى فَتَحْنَا خَيْبَرَ

ہمیں فتح خیبر کے بعد ہی پیٹ بھر کر کھانا میسر ہوا ہے۔[1]

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ:لَمَّا فُتِحَتْ خَيْبَرُ قُلْنَا الآنَ نَشْبَعُ مِنَ التَّمْرِ

اور ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے جب خیبر فتح ہوا تو ہم نے کہا اب ہمیں پیٹ بھر کر کھجور ملے گی۔[2]

وَأَمَّا أَرْضُهَا، فَقَسَمَهَا النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ مَنْ حَضَرَهَا مِنْ أَهْلِ الْحُدَيْبِيَةِ

خیبر کی غنیمت میں زمینوں کے علاوہ سونا، چاندی، گائے بیل اور اونٹ اور جو سامان تھا وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نص قرآنی کے مطابق غانمین پر تقسیم کر دیا اور زمینیں کو فقط اہل حدیبیہ پر تقسیم کیا۔[3]

وَقَسَمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ عَلَى سِتَّةٍ وَثَلَاثِينَ سَهْمًا جَمَعَ كُلُّ سَهْمٍ مِائَةَ سَهْمٍ،فَكَانَتْ ثَلَاثَةَ آلَافٍ وَسِتَّمِائَةِ سَهْمٍ، فَكَانَ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلِلْمُسْلِمِينَ النِّصْفُ مِنْ ذَلِكَ، وَهُوَ أَلْفٌ وَثَمَانِمِائَةِ سَهْمٍ، لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَهْمٌ كَسَهْمِ أَحَدِ الْمُسْلِمِينَ، وَعَزَلَ النِّصْفَ الْآخَرَ وَهُوَ أَلْفٌ وَثَمَانِمِائَةِ سَهْمٍ لِنَوَائِبِهِ وَمَا يَنْزِلُ بِهِ مِنْ أُمُورِ الْمُسْلِمِينَ

[1] صحیح البخاری کتاب المغازی بَابُ غَزْوَةِ خَيْبَرَ ۴۲۴۳

[2] صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ غَزْوَةِ خَيْبَرَ ۴۲۴۲

[3] الروض الانف ۱۲۷/۷

النّطَاۃِ، وَالشّقّ اور اس کی ملحقہ زمینوں کو مجاہدین میں تقسیم کرنے کے لئے رسول اللہ ﷺ نے خمس نکالنے کے بعد خیبر کی پیداوار کو چھتیس حصوں میں تقسیم کیا، ہر حصہ میں سو حصہ تھے اس طرح تین ہزار چھ سو حصے بنے، رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کے لیے اٹھارہ سو سہم ہوتے اور باقی نصف یعنی اٹھارہ سو سہم اس کے محافظین اور وہاں پر اہل اسلام کے لیے چھوڑ دیے گئے۔ (۱)

عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ، مَوْلَى الْأَنْصَارِ، عَنْ رِجَالٍ، مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا ظَهَرَ عَلَى خَيْبَرَ، قَسَمَهَا عَلَى سِتَّةٍ وَثَلَاثِينَ سَهْمًا، جَمَعَ كُلُّ سَهْمٍ مِائَةَ سَهْمٍ، فَكَانَ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلِلْمُسْلِمِينَ النِّصْفُ مِنْ ذَلِكَ، وَعَزَلَ النِّصْفَ الْبَاقِيَ لِمَنْ نَزَلَ بِهِ مِنَ الْوُفُودِ، وَالْأُمُورِ، وَنَوَائِبِ النَّاسِ

بشیر بن یسار رحمہ اللہ جو کہ انصار کے مولا تھا کئی اصحاب نبی سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے جب خیبر فتح کیا تو خیبر کی پیداوار کو چھتیس حصوں پر تقسیم کیا ہر حصہ میں سو حصہ تھے اس طرح تین ہزار چھ سو حصے بنے چنانچہ ان میں سے نصف یعنی اٹھارہ سو حصے آپ ﷺ نے غانمین میں تقسیم کر دیئے اور باقی آدھے حصے اتفاقی اخراجات کے لیے محفوظ رکھے گئے کہ آپ کے پاس وفود آتے تھے یا کوئی ہنگامی خرچ ہوتا یا مسلمانوں پر کوئی مشکل آ پڑتی تو اس مد میں میں سے لیا جاتا تھا۔ (۲)

قَسَمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ خَيْبَرَ لِلْفَرَسِ سَهْمَيْنِ وَلِلرَّاجِلِ سَهْمًا إِذَا كَانَ مَعَ الرَّجُلِ فَرَسٌ فَلَهُ ثَلَاثَةُ أَسْهُمٍ، وَإِنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ فَرَسٌ فَلَهُ سَهْمٌ

غزوہ خیبر میں رسول اللہ ﷺ نے پیادہ کے لیے ایک حصہ اور گھوڑے کو دو حصے دیے، جس کے پاس گھوڑا تھا اسے تین حصے ملے اور جس کے پاس گھوڑا نہیں تھا اسے ایک حصہ ملا۔ (۳)

وَكَانَ مَعَهُمْ مِائَتَا فَرَسٍ، لِكُلِّ فَرَسٍ سَهْمَانِ

اس غزوہ میں اہل حدیبیہ کے ساتھ دو سو گھوڑے بھی تھے اور ہر گھوڑے کے دو حصے ہوتے ہیں اور سوار کا ایک حصہ اس طرح ایک سوار کو تین حصے ملے یعنی کل دو سو گھوڑوں کو چھ سو حصے ملے تھے اور باقی بارہ سو پیادہ لشکر کو ایک ایک کے حساب سے بارہ سو حصے ملے۔ (۴)

عَنْ أَبِي بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيِّ، فَخَرَجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةٍ لَهُ. قَالَ: فَلَمَّا أَفَاءَ اللهُ عَلَيْهِ قَالَ لِأَصْحَابِهِ:هَلْ تَفْقِدُونَ مِنْ أَحَدٍ؟ قَالُوا: نَفْقِدُ فُلَانًا وَنَفْقِدُ فُلَانًا قَالَ:انْظُرُوا هَلْ تَفْقِدُونَ مِنْ أَحَدٍ؟قَالُوا: لَا، قَالَ: لَكِنِّي أَفْقِدُ جُلَيْبِيبًا؟ قَالَ:فَاطْلُبُوهُ فِي الْقَتْلَى ، قَالَ: فَطَلَبُوهُ فَوَجَدُوهُ إِلَى جَنْبِ سَبْعَةٍ قَدْ قَتَلَهُمْ، ثُمَّ قَتَلُوهُ. فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ هَا هُوَ ذَا إِلَى جَنْبِ سَبْعَةٍ قَدْ قَتَلَهُمْ، ثُمَّ قَتَلُوهُ، فَأَتَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ عَلَيْهِ فَقَالَ:قَتَلَ سَبْعَةً وَقَتَلُوهُ

---

(۱) زادالمعاد۲۹۱؍۳

(۲) سنن ابوداودكِتَاب الْخَرَاجِ وَالْإِمَارَةِ وَالْفَيْءِ بَابُ مَا جَاءَ فِي حُكْمِ أَرْضِ خَيْبَرَ ۳۰۱۲

(۳) البداية والنهاية۲۲۸؍۴،دلائل النبوة للبیهقی۲۳۸؍۴

(۴) زادالمعاد۲۹۲؍۳

هَذَا مِنِّي وَأَنَا مِنْهُ. هَذَا مِنِّي وَأَنَا مِنْهُ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا ثُمَّ وَضَعَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى سَاعِدَيْهِ وَحُفِرَ لَهُ مَا لَهُ سَرِيرٌ إِلَّا سَاعِدَا رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ وَضَعَهُ فِي قَبْرِهِ، وَلَمْ يُذْكَرْ أَنَّهُ غَسَّلَهُ

ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک غزوہ پر تشریف لے گئے (کتب سیر میں اس غزوہ کی تصریح نہیں کی گئی) جلیبیب رضی اللہ عنہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے جب اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فتح عطا فرمائی اور مال غنیمت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے پوچھا ہمارے کون کون سے آدمی لاپتہ ہیں؟ لوگوں نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! فلاں فلاں لوگ ہمیں نہیں مل رہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ یہی سوال کیا دیکھو کوئی رہ تو نہیں گیا؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا نہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لیکن مجھے جلیبیب رضی اللہ عنہ نظر نہیں آرہا؟ اسے تلاش کرو کہیں وہ قتل تو نہیں ہوگیا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے انہیں تلاش کیا تو دیکھا کہ سات مشرک مقتول پڑے ہیں اور قریب ہی جلیبیب رضی اللہ عنہ بھی خاک وخون میں آغشتہ پڑے ہیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے واپس آکر عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! جلیبیب کے گرد سات مشرک قتل ہوئے پڑے ہیں جنہیں جلیبیب رضی اللہ عنہ نے قتل کیا اور پھر خود شہید ہوئے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود وہاں تشریف لائے یہ عجیب منظر دیکھ کر طبع مبارک بہت متاثر ہوئی، جلیبیب رضی اللہ عنہ کے جسم اطہر کے پاس کھڑے ہو کر فرمایا سات آدمیوں کو قتل کر کے شہید ہوا یہ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں، یہ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں یہ جملے دو تین مرتبہ دہرائے، پھر جب اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اٹھایا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنے بازوؤں پر اٹھالیا اور تدفین تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں بازو ہی تھے جو ان کے لئے جنازے کی چارپائی تھی، راوی نے غسل کا ذکر نہیں کیا۔[1]

قَالَ: فَحُفِرَ لَهُ وَوُضِعَ فِي قَبْرِهِ، وَلَمْ يَذْكُرْ غَسْلًا

اور صحیح مسلم میں ہے اس کے بعد سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے جلیبیب رضی اللہ عنہ کے جسد اطہر کو اپنے ہاتھوں پر اٹھایا اور قبر کھدوا کر اپنے دست مبارک سے ان کی تدفین فرمائی اور غسل نہیں دیا۔[2]

زینب بنت جحش:

عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: جُمِعَ السَّبْيُ - يَعْنِي بِخَيْبَرَ - فَجَاءَ دِحْيَةُ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَعْطِنِي جَارِيَةً مِنَ السَّبْيِ،قَالَ:اذْهَبْ فَخُذْ جَارِيَةً، فَأَخَذَ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ، فَجَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللهِ، أَعْطَيْتَ دِحْيَةَ، قَالَ يَعْقُوبُ: صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ سَيِّدَةَ قُرَيْظَةَ، وَالنَّضِيرِ، ثُمَّ اتَّفَقَا مَا تَصْلُحُ إِلَّا لَكَ،قَالَ:ادْعُوهُ بِهَا فَلَمَّا نَظَرَ إِلَيْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ لَهُ:خُذْ جَارِيَةً مِنَ السَّبْيِ غَيْرَهَا

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے خیبر میں جب قیدی عورتوں کو جمع کیا گیا تو دحیہ بن خلیفہ کلبی رضی اللہ عنہ (جو ایک خوبصورت شخص تھے اور جبرائیل علیہ السلام انہی کی شکل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے) نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا اے

[1] مسند احمد ۱۹۷۸۴،الصَّحِيحُ من أحاديث السِّيرة النبوية ۳۰۳؍۱،السيرة النبوية كما جاءت في الأحاديث الصحيحة ۳۳۱؍۲

[2] صحیح مسلم كتاب الْفَضَائِلِ بَابُ مِنْ فَضَائِلِ جُلَيْبِيبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ۶۳۵۸

اللہ کے رسول ﷺ! ان قیدی عورتوں میں سے مجھے ایک کنیز عطا فرمادیں، آپ ﷺ نے فرمایا جاؤ اور ایک کنیز لے لو، انہوں نے زینب بنت حیی کو جو سترہ سال کی ایک انتہائی حسین عورت تھیں اپنے لئے منتخب کرلیا، پھر ایک صحابی رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ نے صفیہ بنت حی کو دحیہ رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دیا وہ قریظہ اور نضیر (یہودی قبیلوں) کی سردار ہے، سردار کی بیٹی ہے حالانکہ وہ آپ کے شایان شان ہے، آپ ﷺ نے فرمایا دحیہ رضی اللہ عنہ کو بلاؤ، دحیہ رضی اللہ عنہ زینب بنت حیی بن اخطب کے ہمراہ حاضر خدمت ہو گئے، نبی کریم ﷺ نے زینب کو دیکھا چونکہ زینب، ہارون رضی اللہ عنہ کی زریت، ایک سردار کی بیٹی اور ایک سردار کی بیوی تھیں اس طرح وہ بڑے اعزاز و اکرام کی حامل تھیں، اس رتبے کی عورت کو دوسرے قیدیوں کی طرح ہبہ نہیں کیا جاسکتا تھا، اس سیدہ عورت کی اپنی قوم میں عزت قائم رکھنے کے لئے آپ ﷺ نے دحیہ رضی اللہ عنہ کو فرمایا تم اس کو چھوڑ کر دوسری قیدی عورتوں میں سے کوئی اور عورت پسند کرلو۔ [۱]

اور انہوں نے کنانہ بن ربیع بن ابی حقیق کی بہن کو پسند کرلیا۔

عَنْ أَنَسٍ، قَالَ:وَقَعَ فِي سَهْمِ دِحْيَةَ جَارِيَةٌ جَمِيلَةٌ، فَاشْتَرَاهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَبْعَةِ أَرْؤُسٍ، ثُمَّ دَفَعَهَا إِلَى أُمِّ سُلَيْمٍ تَصْنَعُهَا، وَتُهَيِّئُهَا قَالَ حَمَّادٌ: وَأَحْسِبُهُ قَالَ: وَتَعْتَدُّ فِي بَيْتِهَا صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ

انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کے حصے میں ایک بہت ہی خوبصورت لونڈی آئی، رسول اللہ ﷺ نے اس کو سات غلام دے کر خرید لیا، پھر آپ ﷺ نے اسے (خادم خاص انس رضی اللہ عنہ کی والدہ) ام سلیم رضی اللہ عنہا کے حوالے کیا تاکہ اسے بنائیں سنواریں اور بطور دلہن تیار کریں، حماد کہتے ہیں اور میرا خیال ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا یہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کے ہاں عدت پوری کرلے اور یہ صفیہ بنت حیی تھیں [۲]

حبشہ سے جعفر رضی اللہ عنہ بن ابی طالب اور قبیلہ اشعر کے لوگوں کی آمد:

وَكَانَ مَنْ أَقَامَ بِأَرْضِ الْحَبَشَةِ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى النَّجَاشِيِّ عَمْرِو بْنِ أُمَيَّةَ الضَّمْرِيِّ، فَحَمَلَهُمْ فِي سَفِينَتَيْنِ

جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ملک حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی اور وہاں مقیم تھے، رسول اللہ ﷺ نے ان کو بلانے کے لئے عمرو بن امیہ ضمری کو شاہ حبش نجاشی کے پاس بھیجا چنانچہ تعمیل حکم میں نجاشی نے ان مہاجرین کو دو جہازوں میں سوار کر کے آپ کی خدمت میں روانہ کیا۔ [۳]

عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: بَلَغَنَا مَخْرَجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ بِاليَمَنِ، فَخَرَجْنَا مُهَاجِرِينَ إِلَيْهِ أَنَا وَأَخَوَانِ لِي أَنَا أَصْغَرُهُمْ، أَحَدُهُمَا أَبُو بُرْدَةَ، وَالآخَرُ أَبُو رُهْمٍ، إِمَّا قَالَ: بِضْعٌ، وَإِمَّا قَالَ: فِي ثَلاَثَةٍ وَخَمْسِينَ، أَوِ اثْنَيْنِ وَخَمْسِينَ رَجُلًا مِنْ قَوْمِي، فَرَكِبْنَا سَفِينَةً، فَأَلْقَتْنَا سَفِينَتُنَا إِلَى النَّجَاشِيِّ بِالحَبَشَةِ، وَوَافَقْنَا جَعْفَرَ بْنَ أَبِي طَالِبٍ

[۱] سنن ابوداودکتاب الخراج والفی ئ والامارة بَابُ مَا جَاءَ فِي سَهْمِ الصَّفِيِّ ۲۹۹۸

[۲] سنن ابوداودکتاب الخراج والفی ئ والامارة بَابُ مَا جَاءَ فِي سَهْمِ الصَّفِيِّ ۲۹۹۷

[۳] ابن ہشام ۳۵۹/۲

وَأَصْحَابُهُ عِنْدَهُ،فَقَالَ جعْفَرٌ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَنَا هَاهُنَا، وَأَمَرَنَا بِالإِقَامَةِ، فَأَقِيمُوا مَعَنَا، فَأَقَمْنَا مَعَهُ حَتَّى قَدِمْنَا جَمِيعًا فَوَافَقْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ افْتَتَحَ خَيْبَرَ

ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے متعلق خبر ملی تو ہم یمن میں تھے اس لئے ہم بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہجرت کی نیت سے نکل پڑے، میں اور میرے دو بھائی، میں دونوں سے چھوٹا تھا، میرے ایک بھائی کا نام ابوبردہ تھا اور دوسرے کا ابورہم تھا، انہوں نے کہا کہ کچھ اوپر پچاس یا انہوں نے یوں بیان کیا کہ ترپن (۵۳) یا باون (۵۲) میری قوم کے لوگ ساتھ تھے، ہم سب کشتی میں سوار ہوئے لیکن وہ ہمیں مدینہ منورہ لانے کے بجائے نجاشی کے ملک حبشہ میں لے گئے، اور وہاں ہماری ملاقات جعفر رضی اللہ عنہ بن ابی طالب اور اپنے دوسرے ساتھیوں کے ساتھ ہوئی، جعفر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہاں بھیجا تھا اور حکم دیا تھا کہ ہم یہیں رہیں اس لئے آپ لوگ بھی ہمارے ساتھ یہیں ٹھیر جائیں چنانچہ ہم بھی وہیں ٹھیر گئے اور پھر سب ایک ساتھ (مدینہ منورہ) حاضر ہوئے، جب ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم خیبر فتح کر چکے تھے۔ [١]

فَقَبَّلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بين عَيْنَيْهِ، وَالْتَزَمَهُ ،وَقَالَ:وَاللهِ مَا أَدْرِي بِأَيِّهِمَا أَفْرَحُ؛ بِفَتْحِ خَيْبَرَ أَمْ بِقُدُومِ جعفر ؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جعفر رضی اللہ عنہ بن ابی طالب کو دیکھتے ہی گلے سے لگالیا اور پیشانی پر بوسہ دیا اور فرمایا اللہ کی قسم میں فیصلہ نہیں کرسکتا کہ مجھے جعفر رضی اللہ عنہ کی آمد کی زیادہ خوشی ہے یا فتح خیبر کی؟۔ [٢]

عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ:فَأَسْهَمَ لَنَا، أَوْ قَالَ: فَأَعْطَانَا مِنْهَا، وَمَا قَسَمَ لِأَحَدٍ غَابَ عَنْ فَتْحِ خَيْبَرَ مِنْهَا شَيْئًا، إِلَّا لِمَنْ شَهِدَ مَعَهُ، إِلَّا أَصْحَابَ سَفِينَتِنَا مَعَ جَعْفَرٍ وَأَصْحَابِهِ، قَسَمَ لَهُمْ مَعَهُمْ

ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں (غزوہ خیبر کی فتح کے بعد ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے) لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کی غنیمتوں میں سے ہمارا بھی حصہ مال غنیمت (جن کی تعداد سو سے زیادہ تھی، اصل مال غنیمت، مال غنیمت کے خمس سے یا اموال منقولہ میں سے قبل از تقسیم بطور اعانت) میں لگایا یا انہوں نے یہ کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غنیمت میں سے ہمیں بھی عطا فرمایا حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی ایسے شخص کا غنیمت میں حصہ نہیں لگایا جو لڑائی میں شریک نہ رہا ہو صرف انہی لوگوں کو حصہ ملتا تھا جو لڑائی میں شریک تھے البتہ ہماری کشتی کے ساتھیوں اور جعفر اور ان کے ساتھیوں کو بھی آپ نے غنیمت میں شریک کیا تھا۔ [٣]

فَقَدِمَ الْأَشْعَرِيُّونَ، فَجَعَلُوا يَرْتَجِزُونَ

[١] صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ غَزْوَةِ خَيْبَرَ ۴۲۳۰،وکتاب فرض الخمس بَابٌ وَمِنَ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ الخُمُسَ لِنَوَائِبِ المُسْلِمِينَ ۳۱۳۶

[٢] زادالمعاد۲۹۶؍۳،ابن ہشام۳۵۹؍۲،الروض الانف ۱۴۲؍۷،البدایۃ والنہایۃ۹۱؍۳،ابن سعد۲۶؍۴ ،السیرۃ النبویۃ لابن کثیر۱۶؍۲

[٣] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس بَابٌ وَمِنَ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ الخُمُسَ لِنَوَائِبِ المُسْلِمِينَ ۳۱۳۶

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے شرف باریابی حاصل کرنے سے پہلے اشعریین نہایت ذوق وشوق سے یہ شعر پڑھتے تھے۔

غَدًا نَلْقَى الْأَحِبَّةْ   مُحَمَّدًا وَحِزْبَهْ

کل ہم اپنے دوستوں سے ملیں گے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے ساتھیوں سے

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ،أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَقْدَمُ قَوْمٌ هُمْ أَرَقُّ مِنْكُمْ قُلُوبًا

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب قبیلہ اشعر کے لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں باریاب ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آنے والے لوگوں کے دل تمہارے دلوں کی نسبت نرم ہیں۔[1]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ،عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:أَتَاكُمْ أَهْلُ اليَمَنِ، هُمْ أَرَقُّ أَفْئِدَةً وَأَلْيَنُ قُلُوبًا، الإِيمَانُ يَمَانٍ وَالحِكْمَةُ يَمَانِيَةٌ، وَالفَخْرُ وَالخُيَلاَءُ فِي أَصْحَابِ الإِبِلِ، وَالسَّكِينَةُ وَالوَقَارُ فِي أَهْلِ الغَنَمِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے پاس ملک یمن سے (یہ ملک مکہ معظمہ سے داہنی طرف واقع ہے اس لیے اس کو یمن کہتے ہیں) لوگ آئے ہیں،ان کے دل تمام آنے والوں سے زیادہ گداز ہیں،اور وہ خیرخواہی زیادہ قبول کرنے والے ہیں،ایمان یمن میں ہے اور اطاعت بھی یمنیوں کا شیوہ ہے،وہاں حکمت کے چشمے ہیں،فخر اور تکبر ان لوگوں میں ہو گا جو اونٹ اور گھوڑے رکھیں گے (یعنی قوم ربیعہ اور مضر) اور علم اور وقار ان لوگوں میں ہو گا جو بھیڑ بکریاں رکھیں گے۔[2]

قَالُوا: قَبِلْنَا، جِئْنَاكَ لِنَتَفَقَّهَ فِي الدِّينِ، وَلِنَسْأَلَكَ عَنْ أَوَّلِ هَذَا الأَمْرِ مَا كَانَ،قَالَ:كَانَ اللهُ وَلَمْ يَكُنْ شَيْءٌ قَبْلَهُ، وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى المَاءِ، ثُمَّ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالأَرْضَ، وَكَتَبَ فِي الذِّكْرِ كُلَّ شَيْءٍ

جب یہ وفد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم !ہم آپ کی خدمت میں اس لئے حاضر ہوئے ہیں کہ دین کا علم حاصل کریں اور کائنات کے آغاز کے بارے میں دریافت کریں کہ کس طرح تھی،نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا سب سے پہلے اللہ کے سوا کچھ نہ تھا اور اس کا تخت پانی پر تھا،پھر اس نے زمین وآسمان پیدا کیے اور ہر چیز کو لوح محفوظ میں لکھ دیا۔[3]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے تکوین عالم کی تشریح سن کر اہل وفد اتنے خوش ہوئے کہ ان کے قدم زمین پر نہ ٹکتے تھے۔

فقال رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْأَشْعَرُونَ فِي النّاس كصرة فيهامِسك

ایک روایت میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو اشعر کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا اشعری لوگوں میں اس تھیلی کی مانند ہیں جس میں کستوری

---

[1] دلائل النبوۃ للبیہقی ۳۵۱؍۵

[2] صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ قُدُومِ الأَشْعَرِيِّينَ وَأَهْلِ اليَمَنِ ۴۳۸۸،صحیح مسلم کتاب بَابُ تَفَاضُلِ أَهْلِ الْإِيمَانِ فِيهِ، وَرُجْحَانِ أَهْلِ الْيَمَنِ فِيهِ۱۸۱

[3] صحیح بخاری کتاب التوحیدبَابُ وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى المَاءِ۷۴۱۸ ،زادالمعاد ۵۴۲؍۳

ہو۔ (۱)

وَالْأَشْعَرِيُّونَ لَا يَفِرُّونَ فِي الْقِتَالِ، وَلَا يَغُلُّونَ، هُمْ مِنِّي، وَأَنَا مِنْهُمْ

ایک اور روایت میں رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد بھی نقل ہوا ہے اشعری نہ بھاگتے ہیں اور نہ شکست کھاتے ہیں وہ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں۔ (۲)

اشعریوں کا ذوق عبادت، شوق جہاد:

قبیلہ اشعر کے لوگ بڑے عبادت گزار اور جہاد فی سبیل اللہ کے دیوانے تھے۔

قَالَ أَبُو بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى،قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنِّي لَأَعْرِفُ أَصْوَاتَ رُفْقَةِ الأَشْعَرِيِّينَ بِالقُرْآنِ حِينَ يَدْخُلُونَ بِاللَّيْلِ، وَأَعْرِفُ مَنَازِلَهُمْ مِنْ أَصْوَاتِهِمْ بِالقُرْآنِ بِاللَّيْلِ، وَإِنْ كُنْتُ لَمْ أَرَ مَنَازِلَهُمْ حِينَ نَزَلُوا بِالنَّهَارِ،وَمِنْهُمْ حَكِيمٌ، إِذَا لَقِيَ الخَيْلَ، أَوْ قَالَ: العَدُوَّ، قَالَ لَهُمْ: إِنَّ أَصْحَابِي يَأْمُرُونَكُمْ أَنْ تَنْظُرُوهُمْ

ان کے بارے میں ابو بردہ، ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب میرے اشعری احباب رات میں آتے ہیں تو میں ان کی (رات کو) قرآن پڑھتے وقت (اشعر قبیلہ کے لوگوں کی) آواز پہچانتا ہوں اور ان کے قرآن پڑھنے سے معلوم کر لیتا ہوں کہ وہ کہاں کہاں کھڑے ہیں اگرچہ میں نے دن کو نہیں دیکھا کہ کہاں کہاں فروکش ہیں، اور ان میں سے بعض اتنے دلیر ہیں کہ جب دشمنوں میں بزدلی اور فرار کے آثار دیکھتے ہیں تو ان سے کہتے ہیں ٹھیرو! میرے بھائیوں نے پیغام بھیجا ہے ذرا انتظار کرو۔ (۳)

قبول اسلام کے بعد ابوموسیٰ اشعری نے مدینہ منورہ میں مستقل سکونت اختیار کر لی، فتح مکہ، غزوہ حنین اور غزوہ تبوک میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب رہے، اس کے بعد آپ ﷺ نے انہیں یمن زیریں کا عامل مقرر فرما دیا، دس ہجری میں وہاں سے مکہ آکر حجۃ الوداع میں شریک ہوئے اور پھر یمن چلے گئے، ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو قرآن مجید سے غیر معمولی شغف وانہماک تھا، فرصت کا سارا وقت قرآن حکیم کی تلاوت اور اس کی تعلیم میں صرف ہوتا تھا، نہایت خوش آواز تھے، رسول اللہ ﷺ نے ان کے بارے میں فرمایا

يَا أَبَا مُوسَى لَقَدْ أُوتِيتَ مِزْمَارًا مِنْ مَزَامِيرِ آلِ دَاوُدَ

اے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ! تمہیں داؤد کے سروں میں سے ایک سر (خوش آوازی) دی گئی ہے۔ (۴)

عَنْ أَبِي مُوسَى، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَبِي مُوسَى :لَوْ رَأَيْتَنِي وَأَنَا أَسْتَمِعُ لِقِرَاءَتِكَ الْبَارِحَةَ، لَقَدْ أُوتِيتَ مِزْمَارًا مِنْ مَزَامِيرِ آلِ دَاوُدَ

(۱) ابن سعد ۱٫۲۶۳

(۲) مسند احمد ۱۷۱۶۶

(۳) صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ غَزْوَةِ خَيْبَرَ ۴۲۳۲

(۴) صحیح بخاری کتاب فضائل القرآن بَابُ حُسْنِ الصَّوْتِ بِالقِرَاءَةِ لِلْقُرْآنِ ۵۰۴۸

ابو موسی رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو موسی رضی اللہ عنہ سے فرمایا اگر تم مجھے دیکھتے جب میں کل رات تمہاری قرات سن رہا تھا (تو بہت خوش ہوتے) بیشک تم کو آل داؤد کی آوازوں میں سے ایک آواز دی گئی ہے۔ (۱)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعَ عَبْدَ اللهِ بْنَ قَيْسٍ يَقْرَأُ، فَقَالَ:لَقَدْ أُعْطِيَ هَذَا مِنْ مَزَامِيرِ آلِ دَاوُدَ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ کو تلاوت قرآن کرتے ہوئے سنا تو فرمایا بیشک اسے داؤد علیہ السلام جیسی بہترین آواز عطا کی گئی ہے۔ (۲)

عَنْ عَائِشَةَ،سَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِرَاءَةَ أَبِي مُوسَى، فَقَالَ:لَقَدْ أُوتِيَ هَذَا مِنْ مَزَامِيرِ آلِ دَاوُدَ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو موسی رضی اللہ عنہ کو قرآن کریم کی قرات کرتے ہوئے سنا تو فرمایا بیشک اسے آل داؤد کی آوازوں میں سے ایک آواز دی گئی ہے۔ (۳)

مِزْمَار گانے بجانے کے آلے بانسری وغیرہ کو کہا جاتا ہے لیکن یہاں مراد سر اور خوش آوازی ہے، آل داؤد میں آل کا لفظ زائد ہے ،مراد خود داؤد علیہ السلام ہیں کیونکہ حسن صوت داؤد علیہ السلام ہی کو عطا کیا گیا تھا نہ کہ آپ کی آل کو یا ان میں سے کسی کو، بہرحال حسن صوت بھی اللہ کا انعام ہے جس کو چاہے وہ اس سے نواز دے۔

عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ:فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:اللهُمَّ اغْفِرْ لِعَبْدِ اللهِ بْنِ قَيْسٍ ذَنْبَهُ، وَأَدْخِلْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُدْخَلًا كَرِيمًا

ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لئے یہ دعا فرمائی الٰہی!عبداللہ بن قیس کی خطائیں بخش دے اور قیامت کے دن اس کا (جنت فردوس میں) باعزت داخلہ فرما۔ (۴)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انہیں اپنے عہدے پر برقرار رکھا، جب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت کا آغاز ہوا تو وہ اس عہدہ امارت سے مستعفی ہو کر ایران کے میدان جہاد میں پہنچ گئے اور ایرانیوں کے خلاف متعدد معرکوں میں داد شجاعت دی، سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں کئی سال بصرہ کے گورنر رہے، ایک سال کوفہ کی امارت پر بھی فائز رہے اور خوزستان اور اصفہان کے کئی علاقے فتح کیے، سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں بھی وہ کئی سال تک بصرہ اور کوفہ کے گورنر رہے، خلیفہ سوئم سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد جب سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان اختلاف کا آغاز ہوا تو ملک شام کے ایک غیر معروف

---

(۱) صحیح مسلم کتاب فضائل القرآن بَابُ اسْتِحْبَابِ تَحْسِينِ الصَّوْتِ بِالْقُرْآنِ ۱۸۵۲

(۲) مسند احمد ۸۸۲۰

(۳) مسند احمد ۲۴۰۹۷

(۴) صحیح بخاری كِتَابُ المَغَازِي بَابُ غَزْوَةِ أَوْطَاسٍ ۴۳۲۳،صحیح مسلم کتاب فَضَائِلِ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ بَابُ مِنْ فَضَائِلِ أَبِي مُوسَى وَأَبِي عَامِرٍ الْأَشْعَرِيَّيْنِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا ۶۴۰۶

گاؤں میں جا کر گوشہ نشین ہو گئے، واقعہ تحکم میں وہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے حکم نامزد کیے گئے لیکن جب تحکیم کا خاطر خواہ نتیجہ نہ نکلا تو دل برداشتہ ہو کر مکہ معظّمہ چلے گئے اور وہیں چوالیس ہجری میں وفات پائی۔

کچھ لوگ کہتے تھے ہم نے تم سے پہلے ہجرت کی ہے اس لئے ہم تو اس کے تم سے زیادہ حقدار ہیں۔

عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ:وَدَخَلَتْ أسماء بنت عميس عَلَى حفصة فَدَخَلَ عَلَيْهَا عمر فَقَالَ: مَنْ هَذِهِ؟ قَالَتْ: أَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ،قَالَ عُمَرُ: الحَبَشِيَّةُ هَذِهِ البَحْرِيَّةُ هَذِهِ؟قَالَتْ أَسْمَاءُ: نَعَمْ،قَالَ: سَبَقْنَاكُمْ بِالهِجْرَةِ، فَنَحْنُ أَحَقُّ بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْكُمْ، فَغَضِبَتْ وَقَالَتْ: كَلَّا وَاللهِ، كُنْتُمْ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُطْعِمُ جَائِعَكُمْ، وَيَعِظُ جَاهِلَكُمْ، وَكُنَّا فِي دَارِ أَوْ فِي أَرْضِ البُعَدَاءِ البُغَضَاءِ بِالحَبَشَةِ، وَذَلِكَ فِي اللهِ وَفِي رَسُولِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،وايْمُ اللهِ لاَ أَطْعَمُ طَعَامًا وَلاَ أَشْرَبُ شَرَابًا، حَتَّى أَذْكُرَ مَا قُلْتَ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَنَحْنُ كُنَّا نُؤْذَى وَنُخَافُ، وَسَأَذْكُرُ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَسْأَلُهُ، وَاللهِ لاَ أَكْذِبُ وَلاَ أَزِيغُ، وَلاَ أَزِيدُ عَلَيْهِ

اسماء رضی اللہ عنہا بنت عمیس رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی زوجہ ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا سے ملنے گئیں اتفاقاً اسی وقت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بھی وہیں آ گئے، انہوں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا یہ اسماء رضی اللہ عنہا بنت عمیس ہیں جو حبشہ سے آئیں ہیں، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بولے سمندر کے راستے آنے والی؟ اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا ہاں، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نے ان سے پہلے ہجرت کی ہے اس لئے رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی صحبت اور دوستی کے ہم زیادہ حقدار ہیں، اسماء رضی اللہ عنہا کو غصہ آیا اور وہ بولیں اللہ کی قسم! ہرگز نہیں! آپ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ساتھ رہتے تھے، وہ آپ میں سے بھوکوں کو کھلاتے اور جاہلوں کو علم سکھاتے تھے، ہم سفر میں، دور دراز اور ناپسندیدہ ملک میں رہتے تھے، یہ سب مصیبتیں اور تکالیف ہم نے اللہ اور اس کے رسول کے لئے ہی جھیلی ہیں، اللہ کی قسم! میں جب تک رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے آپ کی اس بات کی تحقیق نہ کر لوں گی نہ کھانا کھاؤں گی اور نہ ہی پانی پیوں گی، اللہ کی قسم! میں نہ غلط بیانی کروں گی اور نہ بڑھا چڑھا کر بات کروں گی،

فَلَمَّا جَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ: يَا نَبِيَّ اللهِ إِنَّ عُمَرَ قَالَ: كَذَا وَكَذَا؟فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا قُلْتِ لَهُ؟قَالَتْ: قُلْتُ لَهُ كَذَا وَكَذَاقَالَ:لَيْسَ بِأَحَقَّ بِي مِنْكُمْ، وَلَهُ وَلِأَصْحَابِهِ هِجْرَةٌ وَاحِدَةٌ، وَلَكُمْ أَنْتُمْ - أَهْلَ السَّفِينَةِ - هِجْرَتَانِ،قَالَتْ: فَلَقَدْ رَأَيْتُ أَبَا مُوسَى وَأَصْحَابَ السَّفِينَةِ يَأْتُونِي أَرْسَالًا، يَسْأَلُونِي عَنْ هَذَا الحَدِيثِ، مَا مِنَ الدُّنْيَا شَيْءٌ هُمْ بِهِ أَفْرَحُ وَلاَ أَعْظَمُ فِي أَنْفُسِهِمْ مِمَّا قَالَ لَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،قَالَ أَبُو بُرْدَةَ: فَقَالَتْ أَسْمَاءُ: فَلَقَدْ رَأَيْتُ أَبَا مُوسَى، وَإِنَّهُ لَيَسْتَعِيدُ هَذَا الحَدِيثَ مِنِّي

جب نبی اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم تشریف لائے تو انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ایسا ایسا کہا ہے؟ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا تم نے ان کو کیا جواب دیا؟ انہوں نے کہا میں نے ان سے یہ یہ کہا، آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا وہ میری صحبت کے تم سے زیادہ مستحق نہیں، ان

کے اور ان کے رفقاء کے لئے ایک ہجرت ہے اور تم جہاز میں آنے والوں کے لئے دو ہجرتیں ہیں، اسماء رضی اللہ عنہا کہتی ہیں ابو موسیٰ اور کشتی میں دوسرے سوار لوگ مختلف ٹولیوں میں میرے پاس یہ حدیث سننے کی خواہش کرتے تھے، اللہ کی قسم وہ دنیا کی کسی چیز سے اتنا خوش نہ ہوتے تھے جتنا وہ اس حدیث کو سن کر خوش ہوتے تھے، ابو بردہ رضی اللہ عنہ نے کہا اسماء رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں میں نے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو دیکھا وہ (خوشی کے لئے) اس حدیث کو مجھ سے دہراتے تھے۔ (۱)

وَشَهِدَ خَيْبَرَ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نساء فرضخ لهن [من الفيء] وَلَمْ يَضْرِبْ لَهُنَّ بِسَهْمٍ

ان کے علاوہ کچھ غلام اور بیس عورتیں بھی مجاہدین کی خدمت اور اعانت کے لئے شریک ہوئی تھیں، ان کو نبی اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے خیبر کے حاصل شدہ سامان میں سے بطور اعانت کچھ عطا فرمایا مگر زمینوں میں سے مردوں کی طرح ان کو کوئی حصہ نہیں دیا گیا جیسا کہ سنن ابو داود، جامع ترمذی اور سنن نسائی کی روایات سے ظاہر ہوتا ہے۔ (۲)

وَقَدْ تَخَلَّفَ عَنْهَا رِجَالٌ: مُرَيّ بْنُ سِنَانٍ، وَأَيْمَنُ بْنُ عُبَيْدٍ، وَسِبَاعُ بْنُ عُرْفُطَةَ الْغِفَارِيّ، خَلَّفَهُ عَلَى الْمَدِينَةِ، وَجَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ وَغَيْرُهُمْ. وَمَاتَ مِنْهُمْ رَجُلَانِ، فَأَسْهَمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَنْ تَخَلَّفَ مِنْهُمْ وَمَنْ مَاتَ، وَأَسْهَمَ لِمَنْ شَهِدَ خَيْبَرَ مِنْ النَّاسِ مِمَّنْ لم يشهد الحديبية. وَأَسْهَمَ لِرُسُلٍ كَانُوا يَخْتَلِفُونَ إِلَى أَهْلِ فَدَكَ، مُحَيِّصَة بْنُ مَسْعُودٍ الْحَارِثِيّ وَغَيْرُهُ، فَأَسْهَمَ لَهُمْ رسول الله صلى الله عليه وسلم ولم يَحْضُرُوا. وَأَسْهَمَ لِثَلَاثَةِ مَرْضَى لَمْ يَحْضُرُوا الْقِتَالَ: سُوَيدُ بْنُ النّعْمَانِ، وَعَبْدُ اللهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ خَيْثَمَةَ، وَرَجُلٌ مِنْ بَنِي خُطَامَة، وَأَسْهَمَ لِلْقَتْلَى الّذِينَ قَتَلُوا مِنْ الْمُسْلِمِينَ

ان کے علاوہ مری بن سنان رضی اللہ عنہ، ایمن بن عبید رضی اللہ عنہ، سباع بن عرفطہ الغفاری رضی اللہ عنہ اور جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کو جو کسی وجہ سے مدینہ منورہ میں رہ گئے تھے ان میں دو آدمی فوت بھی ہو گئے تھے، اور اہل فدک کی طرف ایلچی بن کر آنے جانے والے مُحَيِّصَة بن مسعود رضی اللہ عنہ الحارثی وغیرہ، تین بیماروں سوید بن النعمان، عبد اللہ بن سعد بن خیثمہ اور بنی خطامہ کے ایک آدمی اور جو صحابہ شہید ہو گئے تھے ان کا بھی حصہ لگایا۔ (۳)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام

قال أبو عبيد وقد اختلف في اسم أبي هريرة

ابو عبیدہ کہتے ہیں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے نام میں اختلاف ہے۔ (۴)

ویقال: كان اسمه عبد نهم، وعبد غنم، ويقال: سكين ويقال: جرثوم. ويقال: عبد العزى، وقيل: سكين بن وذمة،

(۱) صحيح بخارى كتاب المغازى بَابُ غَزْوَةِ خَيْبَرَ ۴۲۳۱، ۴۲۳۰، صحيح مسلم كتاب الفضائل بَابُ مِنْ فَضَائِلِ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ وَأَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ وَأَهْلِ سَفِينَتِهِمْ رَضِيَ اللهُ عَنْهُم ۶۴۱۱، زادالمعاد ۳؍۲۹۵، البداية والنهاية ۴؍۲۳۴

(۲) البداية والنهاية ۴؍۲۳۲

(۳) مغازى واقدى ۴؍۶۸۴

(۴) تاريخ دمشق لابن عساكر ۶۷؍۳۰۷

قیل ابن مل

کہاجاتا ہے کہ ان کا نام عبد نہم، عبد غنم تھا، اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ انہیں سکین کہا جاتا تھا، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ انہیں جرثوم کہا جاتا تھا، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ انہیں عبد العزیٰ کہا جاتا تھا، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ انہیں سکین بن وذمہ کہا جاتا تھا اور انہیں ابن مل بھی کہا جاتا تھا۔ [1]

كَانَ اسْمُ أبي هريرة في الجاهلية عبد شمس، وفي الإِسْلامِ عَبْدُ اللهِ ،حَدَّثَنِي بَعْضُ أَصْحَابِنَا عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: كَانَ اسْمِي فِي الْجَاهِلِيَّةِ عَبْدَ شَمْسٍ فَسُمِّيتُ فِي الإِسْلامِ عَبْدَ الرَّحْمَنِ ، وَإِنَّمَا كُنِّيتُ بِأَبِي هُرَيْرَةَ ، وقد غلبت عَلَيْهِ كنيته ، لأَنِّي وَجَدْتُ هِرَّةً فَجَعَلْتُهَا فِي كُمِّي، فَقِيلَ لِي: مَا هَذِهِ؟ قُلْتُ: هرّة، قيل: فأنت أبو هريرة

دور جاہلیت میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا نام عبد شمس تھا جب انہوں نے اسلام قبول کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام عبد اللہ رکھا، اور بعض لوگ کہتے ہیں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا نام دور جاہلیت میں عبد شمس تھا مگر جب انہوں نے اسلام قبول کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام عبد الرحمٰن رکھا اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ان کی کنیت ہے اور کنیت ان کے نام پر غالب ہوگئی، ایک مرتبہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ آپ کی یہ کنیت کس نے تجویز کی، انہوں نے جواب دیا کہ ایک دفعہ مجھے ایک بلی مل گئی تھی جس کو میں اپنی آستین میں لیے پھرتا تھا مجھ سے پوچھا گیا یہ تم کیا ساتھ لے کر پھرتے ہو؟ میں نے کہا یہ ایک بلی ہے، اسی وقت سے مجھے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہا جانے لگا۔

كُنْتُ أَحْمِلُ هِرَّةً يَوْمًا فِي كُمِّي، فَرَآنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ لِي: مَا هَذِهِ؟ فَقُلْتُ: هِرَّةٌ، فَقَالَ: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ

ایک روایت میں ہے ایک دن میں بلی کو اپنی آستین میں لے کر گھوم رہا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیکھ کر پوچھا یہ کیا ہے؟ میں نے عرض کیا ایک بلی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ!۔ [2]

عن عبد الله بن رافع، قال: قلت لأبي هريرة: لم أكتنيت بأبي هريرة؟ قال: أما تفرق مني؟ قلت: بلى، والله إني لأهابك، قال: كنت أرعى غنم أهلي، وكانت لي هريرة صغيرة، فكنت أضعها بالليل في شجرة، فإذا كان النهار ذهبت بها معي، فلعبت بها فكنوني أبا هريرة

ایک روایت میں عبداللہ بن رافع کہتے ہیں میں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا آپ کی یہ کنیت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کس وجہ سے ہے؟ انہوں نے کہا کیا تم مجھ سے ڈرتے نہیں، میں نے کہا کیوں نہیں واللہ! آپ سے ضرور ڈرتا ہوں، انہوں نے کہا میں اپنے گھر والوں کی بکریاں چراتا تھا اور میں نے گھر پر ایک چھوٹی سی بلی پال رکھی تھی، رات کو اسے ایک درخت پر رکھ دیتا تھا اور صبح کو جب اپنی بکریاں چرانے جاتا تو اس بلی کو ساتھ لے لیتا اور اس کے ساتھ کھیلتا رہتا، لوگوں نے بلی سے میرا غیر معمولی لگاؤ دیکھ کر ابوہریرہ رضی اللہ عنہ (بلی کا باپ) کہنا شروع

[1] مختصر تاریخ دمشق ۲۹/۱۷۹، التاریخ الکبیر للبخاری بحواشی محمود خلیل ۶/۱۳۲

[2] الاستيعاب في معرفة الأصحاب ۴/۱۷۶۹

کر دیا۔[1]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ وطن سے چلتے وقت اپنی والدہ کو بھی ساتھ لیتے آئے تھے ان کا نام باختلاف میمونہ یا امیمہ تھا۔

ابوہریرہ کی ہجرت:

وَقَدِمَ أَبُو هُرَيْرَةَ حِينَئِذٍ الْمَدِينَةَ فَوَافَى سباع بن عرفطة فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ، فَسَمِعَهُ يَقْرَأُ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى: كهيعص، وَفِي الثَّانِيَةِ: وَيْلٌ لِلْمُطَفِّفِينَ. فَقَالَ فِي نَفْسِهِ: وَيْلٌ لِأَبِي فُلَانٍ، لَهُ مِكْيَالَانِ، إِذَا اكْتَالَ اكْتَالَ بِالْوَافِي، وَإِذَا كَالَ كَالَ بِالنَّاقِصِ، فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ صَلَاتِهِ أَتَى سِبَاعًا فَزَوَّدَهُ حَتَّى قَدِمَ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَلَّمَ الْمُسْلِمِينَ، فَأَشْرَكُوهُ وَأَصْحَابَهُ فِي سُهْمَانِهِمْ

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم خیبر روانہ ہو گئے تو صبح کے وقت جب سباع بن عرفطہ غفاری نماز فجر پڑھا رہے تھے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مسجد نبوی میں حاضر ہوئے، جب انہیں پہلی رکعت میں کھیعص اور دوسری رکعت میں وَيْلٌ لِلْمُطَفِّفِينَ پڑھتے سنا تو نماز ہی میں کہنے لگے ابو فلاں ہلاک ہو جائے اس نے دو پیمانے بنا رکھے ہیں جب لیتا ہے تو پورے پیمانے سے لیتا ہے اور جب دیتا ہے تو ناقص پیمانے سے دیتا ہے، جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو سباع بن عرفطہ غفاری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو زادِ راہ دے کر خیبر کی طرف روانہ کر دیا چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہونے کے لئے یہ خیبر روانہ ہو گئے جب یہ وہاں پہنچے تو خیبر فتح ہو چکا تھا۔[2]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: لَمَّا قَدِمْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ فِي الطَّرِيقِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے کے لیے جانے لگا تو میں نے راستے میں بڑے ذوق وشوق سے یہ شعر پڑھتا رہا۔

يَا لَيْلَةً مِنْ طُولِهَا وَعَنَائِهَا ... عَلَى أَنَّهَا مِنْ دَارَةِ الْكُفْرِ نجت

ہائے رات کی درازی اور مشقت کتنی بری ہے ... تاہم اس نے مجھے دار الکفر سے نجات بخشی

قَالَ: وَأَبَقَ مِنِّي غُلَامٌ فِي الطَّرِيقِ، فَلَمَّا قَدِمْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فبايعته فبينا أنا عنده إذ طلع الغلام فقال لي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : يَا أَبَا هُرَيْرَةَ هَذَا غُلَامُكَ، فَقُلْتُ: هُوَ لِوَجْهِ اللهِ. فَأَعْتَقْتُهُ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے وطن سے چلتے وقت ایک غلام کو بھی ساتھ لے لیا تھا جو راستے میں کہیں گم ہو گیا، جب میں خیبر پہنچ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت اور بیعت سے مشرف ہوا تو اتفاق سے وہ غلام بھی وہیں پہنچ گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ تمہارا غلام آ گیا، میں نے

---

[1] اسد الغابة ٣١٣/٦

[2] زاد المعاد ٢٨٢/٣، دلائل النبوة للبیہقی ١٩٨/٤، البداية والنهاية ٢٠٧/٤، ابن سعد ٢٤٤/٤

عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! میں اسے اللہ کی راہ میں آزاد کرتا ہوں۔ [1]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھ چند ساتھی فتح خیبر کے بعد وہاں پہنچے مگر آپ ﷺ نے ان کو مال غنیمت میں سے کوئی حصہ نہیں دیا،

عَنْ أَبِي مُوسَى، قَالَ:قَدِمْنَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ أَنِ افْتَتَحَ خَيْبَرَ فَقَسَمَ لَنَا، وَلَمْ يَقْسِمْ لِأَحَدٍ لَمْ يَشْهَدِ الفَتْحَ غَيْرَنَا

ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا خیبر کی فتح کے بعد ہم نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پہنچے لیکن نبی کریم ﷺ نے (مال غنیمت میں) ہمارا بھی حصہ لگایا آپ ﷺ نے ہمارے سوا کسی بھی ایسے شخص کا حصہ مال غنیمت میں نہیں لگایا جو فتح کے وقت (اسلامی لشکر کے ساتھ) موجود نہ رہا ہو۔ [2]

بیعت کے بعد ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے دامن اقدس سے ایسے وابستہ ہوئے کہ آخری دم تک اسے ہاتھ سے نہ چھوڑا، انہوں نے ایک تو اپنی مسکینی کی بناپر اور دوسرے فیضان نبوی سے زیادہ سے زیادہ بہرہ یاب ہونے کی خاطر اصحاب صفہ کی مقدس جماعت میں شمولیت اختیار کرلی تھی، سفر ہو یا حضر، خلوت ہو یا جلوت، رات ہو یا دن، حج ہو یا عمرہ وہ ہر موقع پر بارگاہ رسالت میں حاضر رہنے کی کوشش کرتے تھے ،فقیہ الامت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہم سب سے زیادہ بارگاہ رسالت میں حاضر رہتے تھے۔

فدخل رجل فقال :يَا أَبَا مُحَمَّدٍ، وَاللهِ مَا نَدْرِي، هَذَا الْيَمَانِيُّ أَعْلَمُ بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْ أَنْتُمْ؟ تَقَوَّلَ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَمْ يَقُلْ يَعْنِي أَبَا هُرَيْرَةَ ،فَقَالَ طَلْحَةُ:وَاللهِ مَا يُشَكُّ أَنَّهُ سَمِعَ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَمْ نَسْمَعْ وَعَلِمَ مَا لَمْ نَعْلَمْ إِنَّا كُنَّا قَوْمًا أَغْنِيَاءَ لَنَا بُيُوتٌ وَأَهْلُونَ، كُنَّا نَأْتِي نَبِيَّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَرَفَيِ النَّهَارِ، ثُمَّ نَرْجِعُ، وَكَانَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مِسْكِينًا لَا مَالَ لَهُ وَلَا أَهْلَ وَلَا وَلَدَ، إِنَّمَا كَانَتْ يَدُهُ مَعَ يَدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكَانَ يَدُورُ مَعَهُ حَيْثُمَا دَارَ، وَلَا يُشَكُّ أَنَّهُ قَدْ عَلِمَ مَا لَمْ نَعْلَمْ وَسَمِعَ مَا لَمْ نَسْمَعْ، وَلَمْ يَتَّهِمْهُ أَحَدٌ مِنَّا أَنَّهُ تَقَوَّلَ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَمْ يَقُلْ

ایک دفعہ طلحہ رضی اللہ عنہ (صاحب احد) سے کسی شخص نے کہا ابو محمد! ہم نہیں جانتے کہ یہ یمنی (ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ) ارشادات نبوی کا بڑا حافظ ہے یا آپ لوگ؟ وہ رسول اللہ ﷺ سے ایسی احادیث بیان کرتے ہیں جو آپ نہیں کرتے، طلحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس میں کوئی شک نہیں کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے لسان رسالت سے بہت سی ایسی باتیں سنی ہیں جو ہم نے نہیں سنیں، اس کا سبب یہ ہے کہ ہم لوگ گھر بار، اہل وعیال اور مال وجائداد والے تھے اور ان کی نگہداشت کے بعد صبح وشام کو جو وقت ملتا تھا بارگاہ رسالت میں گزارتے تھے، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مسکین تھے، مال ومتاع اور بیوی بچوں کے جھنجھٹ سے آزاد تھے اس لیے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ میں ہاتھ دیئے آپ ﷺ کے ساتھ ساتھ رہتے تھے اسی لیے ان کو ہم سب سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کے ارشادات سننے کا موقع ملا، ہم میں سے کسی نے ان پر یہ الزام نہیں لگایا کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے سنے

[1] ابن سعد ۲۴۲؍۴

[2] صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ غَزْوَةِ خَيْبَرَ ۴۲۳۳

بغیر کوئی حدیث بیان کرتے ہیں۔[1]

والدہ کا قبول اسلام:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أنه قَالَ:إِنِّي كُنْتُ أَدْعُو أُمِّي إِلَى الْإِسْلَامِ , فَتَأْبَى عَلَيَّ، قَالَ: فَدَعَوْتُهَا ذَاتَ يَوْمٍ إِلَى الْإِسْلَامِ , فَأَسْمَعَتْنِي فِي رَسُولِ اللهِ صلّى الله عليه وسلم مَا أَكْرَهُ ، فَجِئْتُ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا أَبْكِي , فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي كُنْتُ أَدْعُو أُمَّ أَبِي هُرَيْرَةَ إِلَى الْإِسْلَامِ , فَتَأْبَى عَلَيَّ، وَإِنِّي دَعَوْتُهَا الْيَوْمَ , فَأَسْمَعَتْنِي فِيكَ مَا أَكْرَهُ , فَادْعُ اللهَ أَنْ يَهْدِيَ أُمَّ أَبِي هُرَيْرَةَ إِلَى الْإِسْلَامِ ، فَفَعَلَ، فَجِئْتُ فَإِذَا الْبَابُ مُجَافٌ , وَسَمِعْتُ خَضْخَضَةَ الْمَاءِ، فَلَبِسَتْ دِرْعَهَا وَعَجِلَتْ عَنْ خِمَارِهَا , ثُمَّ قَالَتْ: ادْخُلْ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ،

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں اپنی والدہ کو دعوت اسلام پیش کرتا تھا مگر وہ اسے قبول کرنے سے انکار کرتی تھیں، ایک روز میں نے انہیں دعوت اسلام پیش کی تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ایسی باتیں سنائیں جنہیں میں ناپسند کرتا تھا، میں روتا ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں اپنی والدہ کو دعوت اسلام پیش کرتا تھا تو وہ اسے قبول کرنے سے انکار کرتی تھیں مگر آج جب میں نے انہیں دعوت اسلام پیش کی تو انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ایسی باتیں سنائیں جنہیں میں ناپسند کرتا ہوں آپ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ وہ ابوہریرہ کی والدہ کو اسلام کی طرف پھیر دے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی، میں اپنے گھر آیا تو دروازہ بند تھا اور پانی کے بہنے کی آواز سنائی دے رہی تھی، میری والدہ نے اپنا شلوکا پہنا اور جلدی سے اوڑھنی اوڑھی اور پھر کہا اے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ! اندر آجاؤ،

فَدَخَلْتُ، فَقَالَتْ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، فَجِئْتُ أَسْعَى إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبْكِي مِنَ الْفَرَحِ كَمَا بَكَيْتُ مِنَ الْحُزْنِ، فَقُلْتُ: أَبْشِرْ يَا رَسُولَ اللهِ , فَقَدْ أَجَابَ اللهُ دَعْوَتَكَ، قَدْ هَدَى اللهُ أُمَّ أَبِي هُرَيْرَةَ إِلَى الْإِسْلَامِ،ثُمَّ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ ادْعُ اللهَ أَنْ يُحَبِّبَنِي وَأُمِّي إِلَى الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَإِلَى كُلِّ مُؤْمِنٍ وَمُؤْمِنَةٍ، فَقَالَ: اللهُمَّ حَبِّبْ عُبَيْدَكَ هَذَا وَأُمَّهُ إِلَى كُلِّ مُؤْمِنٍ وَمُؤْمِنَةٍ، فَلَيْسَ يَسْمَعُ بِي مُؤْمِنٌ وَلا مؤمنة إلا أحبني

میں گھر کے اندر داخل ہوا تو میری والدہ نے کہا میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں، میں دوڑتا ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اس وقت میں خوشی سے رو رہا تھا جس طرح غم سے روتے ہیں، میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! خوش ہو جائیے اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرما کر ابوہریرہ کی والدہ کو اسلام قبول کرنے کی ہدایت دی۔ پھر عرض کی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ سب مومنوں کے دل میں میری اور میری والدہ کی محبت پیدا کر دے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی اے اللہ! تمام مومنوں اور مومنات کے دلوں میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور ان کی والدہ کی محبت پیدا کر دے، اور اس

---

[1] مستدرک حاکم ۶۱۷/۳،التاریخ الکبیر للبخاری بحواشی المطبوع ۱۳۳/۶ ،سیر السلف الصالحین لإسماعیل بن محمد الأصبهانی ۲۱۳/۱،تاریخ دمشق لابن عساکر ۳۵۷/۶۷، تاریخ اسلام بشار ۵۶۰/۲

دعا کا اثر یہ ہوا کہ خود ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے قول کے مطابق جو مومن آدمی ان کے بارے میں سنتا ان سے محبت کرنے لگتا۔ (۱)

أن أبا هريرة كان إذا غدا من منزله لبس ثيابه ثم وقف على أمه فقال السلام عليك يا أمتاه ورحمة الله وبركاته جزاك الله عني خيرا كما ربيتني صغيرا السلام عليك يا أمتاه ورحمة الله وبركاته، فترد عليه وأنت فجزاك الله عني خيرا يا بني كما بررتني كبيرة

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اپنی والدہ کی حد سے زیادہ تعظیم و تکریم کرتے تھے جب وہ گھر میں داخل ہوتے تو کہتے اسلام علیکم ورحمۃ وبرکاتہ اے میری ماں! اللہ تعالیٰ آپ پر اسی طرح رحم (رحمت) کرے جس طرح آپ نے بچپن میں مجھ پر رحم کیا اور میری پرورش کی، وہ جواب میں کہتیں وعلیک السلام یا بنی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اور کہتیں اے بیٹے! اللہ تعالیٰ تم پر بھی اسی طرح رحمت نازل فرمائے جس طرح تم نے جوان ہو کر میری خدمت کی ہے۔ (۲)

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو والدہ سے جد قدر تعلق خاطر تھا اس کا اندازہ اس واقعہ سے کیا جا سکتا ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ: خَرَجْتُ يَوْمًا مِنْ بَيْتِي إِلَى الْمَسْجِدِ لَمْ يُخْرِجْنِي إِلا الْجُوعُ ،فَوَجَدْتُ نَفَرًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ مَا أَخْرَجَكَ هَذِهِ السَّاعَةَ؟فَقُلْتُ: مَا أَخْرَجَنِي إِلا الْجُوعُ ، فَقَالُوا: نَحْنُ وَاللهِ مَا أَخْرَجَنَا إِلا الْجُوعُ ،فَقُمْنَا فَدَخَلْنَا عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فقال: مَا جَاءَ بِكُمْ هَذِهِ السَّاعَةَ؟ فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ جَاءَ بِنَا الْجُوعُ، قَالَ فَدَعَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِطَبَقٍ فِيهِ تَمْرٌ فَأَعْطَى كُلَّ رَجُلٍ مِنَّا تَمْرَتَيْنِ فَقَالَ: كُلُوا هَاتَيْنِ التَّمْرَتَيْنِ وَاشْرَبُوا عَلَيْهِمَا مِنَ الْمَاءِ فَإِنَّهُمَا سَتَجْزِيَانِكُمْ يَوْمَكُمْ هَذَا،قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: فَأَكَلْتُ تَمْرَةً وَجَعَلْتُ تَمْرَةً فِي حُجْرَتِي،فقال رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:يَا أَبَا هُرَيْرَةَ لِمَ رَفَعْتَ هَذِهِ التَّمْرَةَ؟ فَقُلْتُ: رَفَعْتُهَا لأُمِّي،فَقَالَ:كُلْهَا فَإِنَّا سَنُعْطِيكَ لَهَا تَمْرَتَيْنِ،فَأَكَلْتُهَا فَأَعْطَانِي لَهَا تَمْرَتَيْنِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک روز میں بھوک سے بیتاب ہو کر مسجد کی طرف نکلا، میں نے وہاں رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے کچھ اصحاب صفہ کو پایا انہوں نے مجھ سے پوچھا اے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اس وقت تم گھر سے نکل کر یہاں کیسے آئے ہو؟ میں نے کہا مجھے بھوک نے گھر سے نکلنے پر مجبور کر دیا، انہوں نے کہا اللہ کی قسم! ہم بھی بھوک سے بیتاب ہو کر باہر نکلے ہیں، ہم کھڑے ہوئے اور رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خدمت میں پہنچے، رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے پوچھا اس وقت کیسے آئے ہو؟ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! بھوک کھینچ لائی ہے، رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے کھجوروں کا ایک طباق منگوایا اور ہر شخص کو دو دو کھجوریں دے کر فرمایا یہ دو کھجوریں کھاؤ اور اس کے بعد پانی پیو یہی دو کھجوریں تمہیں آج کے لیے کافی ہوں گی، ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے ایک کھجور کھالی اور دوسری اپنے دامن میں اٹھا کر رکھ لی رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے دریافت فرمایا اے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ! تم نے یہ کھجور کس لیے دامن میں رکھ لی ہے؟ میں نے عرض کیا یہ میں اپنی والدہ کے لئے رکھی ہے، رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم

(۱) ابن سعد ۴؍۲۴۵

(۲) تاریخ دمشق لابن عساکر ۶۷؍۳۶۹

نے ارشاد فرمایا تم یہ کھجور کھالو تمہاری والدہ کے لیے بھی تم کو دو کھجوریں دیں گے، انہوں نے تعمیل ارشاد کی اور رسول اللہ ﷺ نے انہیں دو کھجوریں اور عطا فرمائیں تا کہ وہ اپنی والدہ کی خدمت میں پیش کریں۔ (۱)

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ زندگی بھر والدہ کے خدمت گزار رہے اور جب تک وہ حیات رہیں ان کی تنہائی کے خیال سے فریضہ حج ادا کرنے کے لیے بھی (تنہا) نہ گئے۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو بارگاہ نبوی میں اتنا تقریب حاصل ہوگیا تھا کہ دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو سوالات رسول اللہ ﷺ سے پوچھنے میں جھجک محسوس کرتے تھے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بڑی بے تکلفی سے آپ ﷺ سے پوچھ لیتے تھے۔

عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، قَالَ:كَانَ أَبُو هُرَيْرَةَ جَرِيئًا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْأَلُهُ عَنْ أَشْيَاءَ لَا نَسْأَلُهُ عَنْهَا

ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے سوالات پوچھنے میں بہت جری تھے وہ آپ ﷺ سے ایسے ایسے سوالات کرتے تھے جو ہم لوگ نہیں کر سکتے تھے۔ (۲)

خود رسول اللہ ﷺ کو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے اشتیاق حدیث کا اعتراف تھا۔

قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ: مَنْ أَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَقَدْ ظَنَنْتُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ أَلَّا يَسْأَلَنِي عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ أَحَدٌ أَوَّلَ مِنْكَ؛ لَمَا رَأَيْتُ مِنْ حِرْصِكَ عَلَى الْحَدِيثِ أَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَنْ قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ خَالِصًا مِنْ قِبَلِ نَفْسِهِ

ایک مرتبہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا اے اللہ کے رسول ﷺ! قیامت کے دن کون خوش نصیب آپ کی شفاعت کا زیادہ مستحق ہوگا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہاری حرص علی الحدیث دیکھ کر میرا پہلے سے خیال تھا کہ یہ سوال تم سے پہلے کوئی اور نہ پوچھے گا، قیامت کے دن میری شفاعت سے بہرہ مند ہونے والا خوش نصیب وہ ہوگا جس نے دل کی انتہائی گہرائیوں سے لا الٰہ الا اللہ کہا ہوگا۔ (۳)

رات دن رسول اللہ ﷺ کے فیض صحبت سے متمتع ہونے کی بنا پر ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے سینے میں اس قدر احادیث کا ذخیرہ محفوظ ہوگیا تھا کہ آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ علم کا ظرف ہے۔

تحصیل علم کے بے پناہ شوق نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو فکر معاش سے بے نیاز کر دیا تھا اور وہ بارگاہ نبوی سے تحصیل علم کو دنیا کی ہر شئے پر ترجیح دیتے تھے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:أَلَا تَسْأَلُنِي مِنْ هَذِهِ الْغَنَائِمِ الَّتِي يَسْأَلُنِي أَصْحَابُكَ؟ فَقُلْتُ:

---

(۱) ابن سعد ۴،۲۴۵

(۲) مستدرک حاکم۶۱۶۶،الإصابة في تمييز الصحابة۷،۳۵۰

(۳) مسنداحمد۸۸۵۸،صحیح بخاری كِتَابُ العِلْمِ بَابُ الحِرْصِ عَلَى الحَدِيثِ ۹۹،احادیث اسماعیل بن جعفر ۳۵۴،الإصابة في تمييز الصحابة۷،۳۵۰

أَسْأَلُكَ أَنْ تُعَلِّمَنِي مِمَّا عَلَّمَكَ اللهُ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک بار سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مال غنیمت آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ازراہ شفقت مجھ سے پوچھا کیوں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ تمہیں بھی اس مال غنیمت کی کچھ خواہش ہے جیسا کہ تمہارے ساتھیوں کو ہے؟ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میری خواہش تو یہی ہے کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ علم سیکھتا رہوں جو اللہ نے آپ کو سکھایا ہے، مال میرے کس کام کا ہے۔ [۱]

فقال له زيد: عليك بأبي هريرة، فإنّي بينما أنا وأبو هريرة وفلان في المسجد ندعو للّٰه ونذكره إذ خرج علينارَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حتى جلس إلينا فسكتنا فقال: عُوْدُوا لِلَّذِي كُنْتُمْ فِيْهِ، قال زيد: فَدَعَوْتُ أَنَا وَصَاحِبِي قَبْلَ أَبِي هُرَيْرَةَ، فجعل رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يؤمّن على دعائنا ثُمَّ دَعَا أَبُو هُرَيْرَةَ، اللهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مَا سَأَلَكَ صَاحِبَايَ هَذَانِ، وَأَسَأَلُكَ عِلْماً لاَ يُنْسَى، فقال رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: آمِيْنَ، فَقُلْنَا: يَا رَسُوْلَ اللهِ، وَنَحْنُ نَسْأَلُ اللهَ عِلْماً لاَ يُنْسَى، قَالَ: سَبَقَكُمَا الغُلاَمُ الدَّوْسِيُّ

زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک دن میں مسجد نبوی میں دعا اور اللہ کے ذکر میں مشغول تھا میرے ساتھ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور ایک شخص اور بھی تھا اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور ہمارے پاس تشریف فرما ہوگئے، ہم خاموش ہوگئے، اور فرمایا تم جو دعائیں اور ذکر کر رہے تھے کرتے رہو، زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں اور میرا ساتھی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے پہلے دعائیں کرنے لگے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری ہر دعا پر آمین کہتے تھے، پھر ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بارگاہ الٰہی میں یوں عرض پیرا ہوئے بار الٰہا جو کچھ میرے ساتھی مجھ سے پہلے مانگ چکے ہیں وہ مجھے بھی عطا فرما اس کے علاوہ ایسا علم عطا فرما جو کبھی فراموش نہ ہو، اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آمین کہا، اس کے بعد میں اور میرے دوسرے ساتھی نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہم کو بھی ایسا علم عطا ہو جو کبھی نہ بھولے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ تو اس دوسی نوجوان کے حصہ میں آچکا۔ [۲]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ آستانہ نبوی کے ایک درویش طالب علم ہی نہیں تھے بلکہ ایک مرد مجاہد بھی تھے۔

غزوہ خیبر کے بعد انہوں نے فتح مکہ، غزوہ حنین اور غزوہ تبوک (جیش عسرۃ) میں سید الامم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہم رکابی کا شرف حاصل کیا۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: وَدَّعَنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: أَسْتَوْدِعُكَ اللهَ الَّذِي لَا تَضِيعُ وَدَائِعُهُ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک خاص مہم سپرد کی، جب میں چلنے لگے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بہ نفس نفیس الوداع کہا اور یہ کلمات فرمائے میں تجھے اللہ کی امان میں دیتا ہوں جس کی امانتیں ضائع نہیں ہوتیں۔ [۳]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فطرتاً نہایت سادہ مزاج تھے آسودہ حال ہو کر بھی انہوں نے اپنی سادہ وضع قائم رکھی۔

---

[۱] حلية الأولياء وطبقات الأصفياء ۱/۳۸۱

[۲] سیر اعلام للنبلاء ۲/۶۱۶، تهذيب الكمال في أسماء الرجال ۲۴/۹۴، الإصابة في تمييز الصحابة ۷/۳۵۷

[۳] سنن ابن ماجه كِتَابُ الْجِهَادِ بَابُ تَشْيِيعِ الْغُزَاةِ وَوَدَاعِهِمْ ۲۸۲۵

عَنْ أَبِي رَافِعٍ قَالَ: كَانَ مَرْوَانُ رُبَّمَا اسْتَخْلَفَ أَبَا هُرَيْرَةَ عَلَى الْمَدِينَةِ فَيَرْكَبُ حِمَاراً بِبَرْذَعَةٍ، وَفِي رَأْسِهِ خُلْبَةٌ مِنْ لِيْفٍ، فَيَسِيْرُ، فَيَلْقَى الرَّجُلَ، فَيَقُوْلُ: الطَّرِيْقَ! قَدْ جَاءَ الأَمِيْرُ.

ابو رافع سے مروی ہے مروان رحمہ اللہ نے انہیں مدینہ منورہ کی امارت سپرد کی، اس وقت ان کی سادگی کی یہ کیفیت تھی شہر سے نکلتے تو گدھا سواری میں ہوتا اس پر نمدے کا بالان کسا ہوتا تھا اور اس کی لگام کھجور کی چھال کی ہوتی تھی جب کوئی سواری کے راستے میں آجاتا تو ہنس کر کہتے راستہ چھوڑ دو امیر کی سواری آرہی ہے۔ (۱)

اور لکڑیوں کا گھٹا خود اپنی پشت پر اٹھا کر گھر لے آتے تھے۔

أبا السراج الطوسي يقول رئي أبو هريرة وهو أمير المدينة وعلى ظهره حزمة حطب وهو يقول طرقوا للأمير

ابو سراج الطوسی کہتے ہیں میں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا وہ ان دنوں مدینہ منورہ کے امیر تھے اور انہوں نے اپنی پشت پر لکڑیوں کا گھٹا اٹھا رکھا تھا جب کوئی راستے میں آجاتا تو کہتے امیر کے لیے راستہ چھوڑ دو۔ (۲)

ثعلبة بن أبي مالك القرظي حدثه أن أباهُرَيْرَةَ أَقْبَلَ فِي السُّوْقِ يَحْمِلُ حُزْمَةَ حَطَبٍ وَهُوَ يَوْمَئِذٍ خَلِيْفَةٌ لِمَرْوَانَ فَقَالَ أَوْسِعِ الطَّرِيْقَ لِلأَمِيْرِ يا بن أبي مالك ، فَقُلْتُ أَصْلَحَكَ اللهُ يكفي هذا فقال أوسع الطريق للأمير والحزمة عليه

ثعلبہ بن ابو مالک القرظی سے مروی ہے ایک دن اپنے گدھے پر لکڑیوں کا گھٹا رکھ کر بازار سے گزر رہے تھے اور وہ مروان کی طرف سے مدینہ کے امیر تھے میں راستے میں ان سے ملا تو مجھے کہنے لگے ابو مالک! اپنے امیر کے لیے راستہ کھلا کر دو میں نے کہا اللہ آپ پر رحم فرمائے راستہ تو کافی معلوم ہوتا ہے، فرمایا تمہارا امیر لکڑیوں کا گھٹا اٹھائے ہوئے ہے اس کے لیے راستہ کھلا کر دو۔ (۳)

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ خوف آخرت سے ہر وقت لرزاں و ترساں رہتے تھے۔

أَنَّ شُفَيًّا الأَصْبَحِيَّ حَدَّثَهُ أَنَّهُ دَخَلَ الْمَدِينَةَ فَإِذَا هُوَ بِرَجُلٍ قَدْ اجْتَمَعَ عَلَيْهِ النَّاسُ فَقَالَ مَنْ هَذَا؟فَقَالُوا أَبُو هُرَيْرَةَ،فَدَنَوْتُ مِنْهُ حَتَّى قَعَدْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُوَ يُحَدِّثُ النَّاسَ، فَلَمَّا سَكَتَ وَخَلَا قُلْتُ لَهُ أَنْشُدُكَ بِحَقٍّ وَبِحَقٍّ لَمَا حَدَّثْتَنِي حَدِيثًا سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَقَلْتَهُ وَعَلِمْتَهُ،

شفیا اصبحی کہتے ہیں میں مدینہ میں داخل ہوا تو دیکھا کہ لوگ ایک آدمی کے گرد جمع ہوئے ہیں میں نے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ کہا گیا یہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں، میں بھی ان کے قریب ہو گیا یہاں تک کہ ان کے بالکل سامنے بیٹھ گیا وہ لوگوں سے حدیث بیان کر رہے تھے، جب وہ خاموش ہوئے تو میں نے عرض کیا کہ میں آپ سے اللہ کے واسطے ایک سوال کرتا ہوں کہ مجھ سے کوئی ایسی حدیث بیان کیجئے جسے آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا اور اچھی طرح سمجھا ہو،

---

(۱) سیر اعلام النبلاء ۲/۶۱۴

(۲) تاریخ دمشق لابن عساکر ۶۷/۳۷۳

(۳) تاریخ دمشق لابن عساکر ۶۷/۳۷۳

فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ أَفْعَلُ لَأُحَدِّثَنَّكَ حَدِيثًا حَدَّثَنِيهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَقَلْتُهُ وَعَلِمْتُهُ ثُمَّ نَشَغَ أَبُو هُرَيْرَةَ نَشْغَةً ،فَمَكَثَ قَلِيلًا ثُمَّ أَفَاقَ فَقَالَ لَأُحَدِّثَنَّكَ حَدِيثًا حَدَّثَنِيهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هَذَا الْبَيْتِ مَا مَعَنَا أَحَدٌ غَيْرِي وَغَيْرُهُ ثُمَّ نَشَغَ أَبُو هُرَيْرَةَ نَشْغَةً أُخْرَى ثُمَّ أَفَاقَ فَمَسَحَ وَجْهَهُ فَقَالَ لَأُحَدِّثَنَّكَ حَدِيثًا حَدَّثَنِيهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا وَهُوَ فِي هَذَا الْبَيْتِ مَا مَعَنَا أَحَدٌ غَيْرِي وَغَيْرُهُ ثُمَّ نَشَغَ أَبُو هُرَيْرَةَ نَشْغَةً أُخْرَى ثُمَّ أَفَاقَ وَمَسَحَ وَجْهَهُ فَقَالَ أَفْعَلُ لَأُحَدِّثَنَّكَ حَدِيثًا حَدَّثَنِيهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا مَعَهُ فِي هَذَا الْبَيْتِ مَا مَعَهُ أَحَدٌ غَيْرِي وَغَيْرُهُ ثُمَّ نَشَغَ أَبُو هُرَيْرَةَ نَشْغَةً شَدِيدَةً ثُمَّ مَالَ خَارًّا عَلَى وَجْهِهِ فَأَسْنَدْتُهُ عَلَيَّ طَوِيلًا

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ضرور بیان کروں گا جسے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا اور اچھی طرح سمجھا پھر چیخ ماری اور بے ہوش ہو گئے، جب افاقہ ہوا تو فرمایا میں تم سے ایسی حدیث بیان کروں گا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے اسی گھر میں بیان کی تھی اس وقت میرے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کوئی تیسرا نہیں تھا اس کے بعد ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بہت زور سے چیخ ماری اور دوبارہ بے ہوش ہو گئے تیسری مرتبہ بھی اسی طرح ہوا اور منہ کے بل نیچے گرنے لگے تو میں نے انہیں سہارا دیا اور کافی دیر تک سہارا دیئے کھڑا رہا،

ثُمَّ أَفَاقَ فَقَالَ حَدَّثَنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ اللهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ يَنْزِلُ إِلَى الْعِبَادِ لِيَقْضِيَ بَيْنَهُمْ وَكُلُّ أُمَّةٍ جَاثِيَةٌ فَأَوَّلُ مَنْ يَدْعُو بِهِ رَجُلٌ جَمَعَ الْقُرْآنَ وَرَجُلٌ يَقْتَتِلُ فِي سَبِيلِ اللهِ وَرَجُلٌ كَثِيرُ الْمَالِ ، فَيَقُولُ اللهُ لِلْقَارِئِ أَلَمْ أُعَلِّمْكَ مَا أَنْزَلْتُ عَلَى رَسُولِي، قَالَ بَلَى يَا رَبِّ! قَالَ فَمَاذَا عَمِلْتَ فِيمَا عُلِّمْتَ ،قَالَ كُنْتُ أَقُومُ بِهِ آنَاءَ اللَّيْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ، فَيَقُولُ اللهُ لَهُ كَذَبْتَ وَتَقُولُ لَهُ الْمَلَائِكَةُ كَذَبْتَ ، وَيَقُولُ اللهُ بَلْ أَرَدْتَ أَنْ يُقَالَ إِنَّ فُلَانًا قَارِئٌ فَقَدْ قِيلَ ذَاكَ

پھر انہیں ہوش آیا تو کہنے لگے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ بندوں کے درمیان فیصلہ کرنے کے لئے نزول فرمائیں اس وقت ہر امت گھٹنوں کے بل گری پڑی ہوگی پس جنہیں سب سے پہلے بلایا جائے گا وہ تین شخص ہوں گے ایک حافظ قرآن دوسرا شہید اور تیسرا دولتمند شخص، اللہ تعالیٰ قاری سے پوچھیں گے کیا میں نے تمہیں وہ کتاب نہیں سکھائی جو میں نے اپنے رسول پر نازل کی، عرض کرے گا کیوں نہیں اے میرے رب! اللہ تعالیٰ پوچھے گا تو نے اپنے حاصل کردہ علم کے مطابق عمل کیا، وہ عرض کرے گا میں اسے دن اور رات پڑھا کرتا تھا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا تم جھوٹ بولتے ہو اسی طرح فرشتے بھی اسے جھوٹا کہیں گے، پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تم اس لئے ایسا کرتے تھے کہ لوگ کہیں کہ فلاں شخص قاری ہے چنانچہ وہ تو کہہ دیا گیا،

وَيُؤْتَى بِصَاحِبِ الْمَالِ فَيَقُولُ اللهُ لَهُ أَلَمْ أُوَسِّعْ عَلَيْكَ حَتَّى لَمْ أَدَعْكَ تَحْتَاجُ إِلَى أَحَدٍ قَالَ بَلَى يَا رَبِّ!قَالَ فَمَاذَا عَمِلْتَ فِيمَا آتَيْتُكَ ؟ قَالَ كُنْتُ أَصِلُ الرَّحِمَ وَأَتَصَدَّقُ،فَيَقُولُ اللهُ لَهُ كَذَبْتَ وَتَقُولُ لَهُ الْمَلَائِكَةُ كَذَبْتَ ، وَيَقُولُ اللهُ تَعَالَى بَلْ أَرَدْتَ أَنْ يُقَالَ فُلَانٌ جَوَادٌ فَقَدْ قِيلَ ذَاكَ ، وَيُؤْتَى بِالَّذِي قُتِلَ فِي سَبِيلِ اللهِ، فَيَقُولُ اللهُ لَهُ فِي مَاذَا قُتِلْتَ، فَيَقُولُ أُمِرْتُ بِالْجِهَادِ فِي سَبِيلِكَ فَقَاتَلْتُ حَتَّى قُتِلْتُ، فَيَقُولُ اللهُ تَعَالَى لَهُ كَذَبْتَ وَتَقُولُ لَهُ الْمَلَائِكَةُ

كَذَبْتَ، وَيَقُولُ اللهُ بَلْ أَرَدْتَ أَنْ يُقَالَ فُلَانٌ جَرِيءٌ فَقَدْ قِيلَ ذَاکَ، ثُمَّ ضَرَبَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى رُكْبَتِي فَقَالَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ أُولَئِکَ الثَّلَاثَةُ أَوَّلُ خَلْقِ اللهِ تُسَعَّرُ بِهِمْ النَّارُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

پھر مالدار آدمی کو پیش کیا جائے گا اور اللہ تعالیٰ اس سے پوچھے گا کیا میں نے تمہیں مال میں اتنی وسعت نہ دی کہ تجھے کسی کا محتاج نہ رکھا، وہ عرض کرے گا ہاں میرے رب! اللہ تعالیٰ فرمائے گا میری دی ہوئی دولت سے کیا عمل کیا؟ وہ کہے گا میں قرابت داروں سے صلہ رحمی کرتا اور خیرات کرتا تھا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو جھوٹا ہے فرشتے بھی کہیں گے تو جھوٹا ہے، اور اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو چاہتا تھا کہ کہا جائے فلاں بڑا سخی ہے سو ایسا کیا جا چکا، پھر شہید کو لایا جائے گا اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو کس لئے قتل ہوا؟ وہ کہے گا تو نے مجھے اپنے راستے میں جہاد کا حکم دیا پس میں نے لڑائی کی یہاں تک کہ میں شہید ہو گیا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو جھوٹا ہے فرشتے بھی کہیں گے تو جھوٹا ہے اور اللہ تعالیٰ فرمائے گا تیری نیت یہ تھی کہ لوگ کہیں فلاں بڑا بہادر ہے پس یہ بات کہی گئی، ابو ہریرہ فرماتے ہیں پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنا دست مبارک میرے زانو پر مارتے ہوئے فرمایا اے ابو ہریرہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے سب سے پہلے انہی تین آدمیوں سے جہنم کو بھڑکایا جائے گا۔ [1]

فیاضی اور سیر چشمی بھی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا خاص وصف تھا وہ اپنا مال بے دریغ اللہ کی راہ میں لٹاتے رہتے تھے اور صدقہ وخیرات کرنے میں روحانی مسرت محسوس کرتے تھے۔

بعث مروان الى ابي هريرة بمائة دينار فلما كان العد ارسل إليه فقال انه ليس اليك بعثت وإنما غلطت ، فقال ما عندي منها شئ وإذا خرج عطائي فاقبضها قال وانما أراد مروان أن يعلم أينفقها أم يحبسها

ایک مرتبہ مروان رحمہ اللہ نے انہیں سو دینار بھیجے انہوں نے یہ سب کے سب صدقہ کر دیئے اگلے دن مروان رحمہ اللہ نے یہ دینار واپس مانگ بھیجے کہ یہ کسی اور کے لیے تھے آپ کو غلطی سے چلے گئے، انہوں نے کہلا بھیجا وہ دینار میں نے کسی کو دے دیئے ہیں انہیں میری تنخواہ سے وضع کر لینا، مروان کا مقصد صرف ان کو آزمانا تھا۔ [2]

عن سلم بن بشير بن جحل بَكَى أَبُو هُرَيْرَةَ فِي مَرَضِهِ فَقِيلَ لَهُ: مَا يُبْكِيكَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ؟قَالَ: أَمَا إِنِّي لا أَبْكِي عَلَى دُنْيَاكُمْ هَذِهِ وَلَكِنِّي أَبْكِي لِبُعْدِ سَفَرِي وَقِلَّةِ زَادِي، أَصْبَحْتُ فِي صُعُودِ مُهْبِطَةٌ عَلَى جُنَّةٍ وَنَارٍ فَلا أَدْرِي إِلَى أيهما يسلك بي

سلم بن بشیر بن جحل کہتے ہیں جب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرض الموت کا وقت آیا تو وہ رونے لگے میں نے دریافت کیا اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کیوں رو رہے ہو؟ فرمانے لگے میں دنیا اور دنیا کی آسائشوں اور دلفریبیوں کے چھوٹ جانے پر نہیں رو رہا میں تو آخرت کے طویل سفر کا سوچ کر رو رہا ہوں کیونکہ میرا زاد راہ بہت تھوڑا ہے، میں اس وقت جنت اور دوزخ کے نشیب وفراز میں ہوں معلوم نہیں کس راستہ پر جانا پڑے۔ [3]

[1] الزهد والرقائق لابن المبارك مَا رَوَاهُ نُعَيْمُ بْنُ حَمَّادٍ ١٥٩/١، جامع ترمذی أَبْوَابُ الزُّهْدِ بَابُ مَا جَاءَ فِي الرِّيَاءِ وَالسُّمْعَةِ ٢٣٨٢، السنن الكبرى للنسائی ١١٨٢٤، صحیح ابن خزيمة ٢٤٨٢، صحيح ابن حبان ٤٠٨، مستدرک حاکم ١٥٢٧، شرح السنة للبغوی ٤١٤٣

[2] تاریخ دمشق لابن عساکر ٦٧/٣٧٣

[3] تاریخ دمشق لابن عساکر ٦٧/٣٨٤

مالك بن أنس عَنِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَأَنَّ مَرْوَانَ دَخَلَ عَلَيْهِ فِي شَكْوِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ فَقَالَ: شَفَاكَ اللهُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ! فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: اللهُمَّ إِنِّي أُحِبُّ لِقَاءَكَ فَأَحِبَّ لِقَائِي ،قَالَ فَمَا بَلَغَ مَرْوَانُ أَصْحَابَ الْقَطَا حَتَّى مَاتَ أَبُو هُرَيْرَةَ

مروان رحمہ اللہ ان کے مرض الموت میں ان کے پاس آیا اور کہا اللہ آپ کو شفا دے! ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا اے اللہ! میں تیری ملاقات کو پسند کرتا ہوں لہذا تو بھی میری ملاقات کو پسند فرما مروان اصحاب القطا تک بھی نہیں پہنچا تھا کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی وفات ہو گئی۔[1]

سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ: أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى أَبِي هُرَيْرَةَ وَهُوَ مَرِيضٌ فَقَالَ: اللهُمَّ اشْفِ أَبَا هُرَيْرَةَ، فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: اللهُمَّ لا تُرْجِعْنِي،قَالَ فَأَعَادَهَا مَرَّتَيْنِ، فَقَالَ لَهُ أَبُو هُرَيْرَةَ: يَا أَبَا سَلَمَةَ إِنِ اسْتَطَعْتَ أن تموت فمت فو الذي نَفْسُ أَبِي هُرَيْرَةَ بِيَدِهِ لَيُوشِكَنَّ أَنْ يَأْتِيَ عَلَى الْعُلَمَاءِ زَمَنٌ يَكُونُ الْمَوْتُ أَحَبَّ إِلَى أَحَدِهِمْ مِنَ الذَّهَبِ الأَحْمَرِ. أَوْ لَيُوشِكَنَّ أَنْ يأتي على الناس زمان يأتي الرجل قَبْرَ الْمُسْلِمِ فَيَقُولُ: وَدِدْتُ أَنِّي صَاحِبُ هَذَا الْقَبْرِ

ابوسلمہ بن عبد الرحمٰن کہتے ہیں میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی بیماری میں ان کی عیادت کے لیے گیا اور ان کی صحت یابی کے لیے دعا کی اے اللہ! ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو شفا دے، ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بولے اے اللہ! اب مجھے دنیا میں نہ لوٹا، دو مرتبہ یہ کلمات دہرائے، اور پھر ابوسلمہ رحمہ اللہ سے مخاطب ہو کر فرمایا ابوسلمہ! مجھے اس ذات کی قسم جس کی قبضہ قدرت میں میری جان ہے وہ زمانہ دور نہیں جب لوگ موت کو سرخ سونے کے ذخیرے سے زیادہ محبوب سمجھیں گے، تم زندہ رہے تو دیکھو گے کہ جب آدمی کسی مسلمان کی قبر پر گزرے گا تو تمنا کرے گا کہ اے کاش! بجائے اس کے میں اس قبر میں مدفون ہوتا۔[2]

عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ:دَخَلْتُ عَلَى أَبِي هُرَيْرَةَ وَهُوَ يَمُوتُ، فَقَالَ لأَهْلِهِ: لا تُعَمِّمُونِي وَلا تُقَمِّصُونِي كَمَا صُنِعَ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ابوسلمہ سے مروی ہے میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور وہ اپنی زندگی کی آخری گھڑیاں گزار رہے تھے، انہوں نے اپنے متعلقین سے کہا نہ میرے عمامہ باندھنا اور نہ کرتہ پہنانا جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کیا گیا تھا۔[3]

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مِهْرَانَ مَوْلَى أَبِي هُرَيْرَةَأَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ لَمَّا حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ قَالَ: لا تَضْرِبُوا عَلَيَّ فُسْطَاطًا وَلا تَتْبَعُونِي بِنَارٍ وَأَسْرِعُوا بِي إِسْرَاعًافَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِذَا وُضِعَ الرَّجُلُ الصَّالِحُ أَوِ الْمُؤْمِنُ عَلَى سَرِيرِهِ قَالَ: قَدِّمُونِي،وَإِذَا وُضِعَ الْكَافِرُ أَوِ الْفَاجِرُ عَلَى سَرِيرِهِ قَالَ: يَا وَيْلَتِي أَيْنَ تَذْهَبُونَ بِي!

عبد الرحمٰن بن مہران مولائے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت آیا تو انہوں نے کہا میری قبر پر شامیانہ

---

[1] ابن سعد ۲۵۳،۴

[2] ابن سعد ۲۵۲،۴

[3] ابن سعد ۲۵۳،۴

نصب نہ کرنا اور جنازے کے پیچھے آگ لے کر چلنا اور جنازہ لے جانے میں جلدی کرنا کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ صالح یا مومن کو چارپائی پر رکھا جاتا ہے تو وہ کہتا ہے مجھے جلدی لے چلو اور جب کافر یا فاجر کو چارپائی پر رکھا جاتا ہے تو کہتا ہے مجھے کہاں لے جا رہے ہو۔[1]

كَانَ لَهُ يَوْمَ تُوُفِّيَ ثَمَانٍ وَسَبْعُونَ سَنَةً

اس کے بعد انہوں نے پیک اجل کو لبیک کہا اس وقت ان کی عمر ۷۸ برس کی تھی۔

عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ قَالَ: صَلَّى عَلَيْهِ الْوَلِيدُ بْنُ عُتْبَةَ وَهُوَ أَمِيرُ الْمَدِينَةِ، صَلَّى عَلَيْهِ وَفِي الناس ابن عمر وأبو سعيد الخدري

عمرو بن حزم کہتے ہیں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ اس وقت کے امیر مدینہ ولید بن عتبہ نے پڑھائی، اکابر میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ جنازے میں شریک تھے۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جنازے کے آگے آگے چل رہے تھے اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے لیے دعائے مغفرت کرتے جاتے تھے۔

عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نَافِعٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كنت مع ابْنِ عُمَرَ فِي جَنَازَةِ أَبِي هُرَيْرَةَ وَهُوَ يَمْشِي أَمَامَهَا وَيُكْثِرُ التَّرَحُّمَ عَلَيْهِ، وَيَقُولُ: كَانَ مِمَّنْ يَحْفَظُ حَدِيثَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ،

عبداللہ بن نافع سے مروی ہے میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے جنازے میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا وہ جنازے کے آگے آگے چل رہے تھے اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے لیے دعائے مغفرت کرتے جاتے تھے اور کہہ رہے تھے وہ ان لوگوں میں تھے جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کی احادیث یاد کر کے لوگوں تک پہنچائی۔[2]

لَمَّا مَاتَ أَبُو هُرَيْرَةَ كَانَ وَلَدُ عُثْمَانَ يَحْمِلُونَ سَرِيرَهُ حَتَّى بَلَغُوا الْبَقِيعَ

نماز جنازہ کے بعد عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے صاحبزادوں نے چارپائی کو کندھا دے کر جنت البقیع پہنچایا اور اسلام کے اس رجل عظیم کو فخ مہاجرین میں سپرد خاک کر دیا۔[3]

غطفان کا غنیمت سے حصہ طلب کرنا:

موسیٰ بن عقبہ لکھتے ہیں بنوفزارہ اہل خیبر کی امداد کے لئے آئے تھے، آپ ﷺ نے ان کو پیغام بھیجا کہ ان کی امداد نہ کرو اور واپس اپنے گھر چلے جاؤ ہم تمہیں اس کے بدلہ میں خیبر کا اتنا اتنا علاقہ دے دیں گے لیکن انہوں نے آپ کی یہ پیشکش ٹھکرا دی، جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو اہل خیبر پر فتح عطا فرمائی تو بنوفزارہ کے جو لوگ وہاں تھے وہ حیاء کو خیر باد کہہ کر آپ ﷺ کے پاس آئے

[1] ابن سعد ۲۵۲؍۴

[2] ابن سعد ۲۵۴؍۴

[3] ابن سعد ۲۵۳؍۴

فَقَالَ عُيَيْنَةُ: أُعْطِنِي يَا مُحَمّدُ مِمّا غَنِمت مِنْ حُلَفَائِي فَإِنِّي انْصَرَفْت عَنْك وَعَنْ قِتَالِك وَخَذَلْت حُلَفَائِي وَلَمْ أُكْثِرْ عَلَيْك، وَرَجَعْت عَنْك بِأَرْبَعَةِ آلَافِ مُقَاتِلٍ ،فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَذَبْت، وَلَكِنْ الصِّيَاحُ الّذِي سَمِعْت أَنْفَرَك إلَى أُهْلِكْ،قَالَ: أَجِزنِي يَا مُحَمَّدُ؟ قَالَ: لَكَ ذُو الرُّقَيْبَةِ،قَالَ: وَمَا ذُو الرُّقَيْبَةِ؟ قَالَ: الْجَبَلُ الّذِي رَأَيْت فِي النَّوْمِ أَنَّكَ أَخَذْتَهُ، فَقَالُوا: إِذًا نُقَاتِلُكَ،فَقَالَ: مَوْعِدُكُمْ كَذَافَلَمَّا سَمِعُوا ذَٰلِكَ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجُوا هَارِبِينَ

اوران کالیڈر عیینہ بن حصن الفزاری کہنے لگااے محمد (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ)! آپ نے میرے حلیفوں سے جوغنیمت حاصل کی ہے وہ مجھے بھی دیں کیونکہ میں نے آپ سے جنگ نہیں کی اوراپنے حلیفوں کو بھی چھوڑ دیااوراپنے چارہزار جانبازوں کو لے کر واپس چلا گیا،رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایاتوجھوٹ بولتاہے،تونے ایک آوازسنی تھی کہ اپنے گھر چلاجا،اس نے کہااے محمد (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ)! مجھے بدلہ دیجئے،آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایااچھا تمہیں ذوالرقیبہ (خیبر کے نزدیک ایک پہاڑ کانام ہے) دیا،عیینہ نے پوچھاذوالرقیبہ کیاہے؟ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایاوہ پہاڑ جسے تونے خواب میں دیکھاتھا کہ تونے اسے پکڑاہے،وہ بولاپھرہم آپ سے لڑیں گے،آپ نے فرمایاضرورلڑواورفلاں جگہ آجاؤ،لیکن وہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کاجواب سن کر بھاگ کھڑے ہوئے۔[1]

یہود کی درخواست:

أَنَّ عُمَرَ بْنَ الخَطَّابِ، وَكَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا ظَهَرَ عَلَى خَيْبَرَ أَرَادَ إِخْرَاجَ الْيَهُودِ مِنْهَا، وَكَانَتِ الْأَرْضُ حِينَ ظَهَرَ عَلَيْهَا لِلَّهِ تَعَالَى وَلِرَسُولِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلِلْمُسْلِمِينَ، فَأَرَادَ إِخْرَاجَ الْيَهُودِ مِنْهَا فَسَأَلَتِ الْيَهُودُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُقِرَّهُمْ بِهَا، عَلَى أَنْ يَكْفُوا عَمَلَهَا، وَلَهُمْ نِصْفُ الثَّمَرِ، فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:نُقِرُّكُمْ بِهَا عَلَى ذَلِكَ مَا شِئْنَا،

سیدناعمر رَضِیَ اللہُ عَنْہُ بن خطاب سے مروی ہے جب خیبر فتح ہوگیااوریہاں کی زمین اللہ،اس کے رسول اورمجاہدین کی ہوگئی تورسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ارادہ فرمایاکہ یہودحسب معاہدہ یہاں سے چلے جائیں،لیکن یہود نے رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے یہ درخواست کی کہ ہم آپ سے خیبر کوبہترجانتے ہیں آپ اس زمین پرہمیں رہنے دیں ہم آپ کے لئے زراعت کریں گے جوپیداوار ہوگی اس کانصف حصہ آپ کو اداکردیاکریں گے،آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو یہ خیال پسندآیااوررسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ان کی یہ درخواست منظورفرمالی اورساتھ ہی یہ بھی صرحتاً فرمادیاجب تک ہم چاہیں گے تم کو برقراررکھیں گے۔[2]

[1] زادالمعاد۲۹۶؍۳ ،مغازی واقدی۶۷۶؍۲،دلائل النبوۃ للبیہقی۲۴۸؍۴

[2] صحیح بخاری کتاب الخمس بَابُ مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِي المُؤَلَّفَةَ قُلُوبُهُمْ وَغَيْرَهُمْ مِنَ الخُمُسِ وَنَحْوِهِ عن ابن عمر ۳۱۵۲، وکتاب الحرث والمزارعة بَابُ إِذَا قَالَ رَبُّ الأَرْضِ أُقِرُّكَ مَا أَقَرَّكَ اللهُ، وَلَمْ يَذْكُرْ أَجَلًا مَعْلُومًا، فَهُمَا عَلَى تَرَاضِيهِمَا۲۳۳۸،صحیح مسلم کتاب المساقاة بَابُ الْمُسَاقَاةِ، وَالْمُعَامَلَةِ بِجُزْءٍ مِنَ الثَّمَرِ وَالزَّرْعِ۳۹۶۵،سنن ابوداودکتاب الخراج والفیئوالامارة بَابُ مَا جَاءَ فِي حُكْمِ أَرْضِ خَيْبَرَ ۳۰۰۸، مسنداحمد۶۳۶۸

جب معاہدہ طے پا گیا تو مسلمان ان کی فصلوں اور سبزیوں پر دست درازی کرنے لگے، یہودیوں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس اس کی شکایت کی تو آپ نے مسلمانوں کو انتباہ کیا کہ وہ یہود سے معترض نہ ہوں اور اپنے حق کے سوا کوئی چیز ان کے کھیتوں سے نہ لیں، مسلمانوں نے اس حکم کی تعمیل کی اور ان سے قیمتاً چیزیں لینے لگے، مسلمانوں کا اجتناب اس حد تک پہنچ گیا کہ ایک یہودی مسلمان سے کہتا کہ میں تجھے یہ پھل بغیر کسی قیمت کے دیتا ہوں مگر وہ قیمت ادا کیے بغیر اسے نہ لیتا تھا، بہر حال یہودی مال وجان اور عزت کے بارے میں مطمئن ہو کر مسلمانوں کی پناہ میں رہنے لگے،

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ:كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْعَثُ عَبْدَ اللهِ بْنَ رَوَاحَةَ فَيَخْرُصُ النَّخْلَ، حِينَ يَطِيبُ قَبْلَ أَنْ يُؤْكَلَ مِنْهُ، ثُمَّ يُخَيِّرُ يَهُودَ يَأْخُذُونَهُ بِذَلِكَ الْخَرْصِ، أَوْ يَدْفَعُونَهُ إِلَيْهِمْ بِذَلِكَ الْخَرْص

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے جب کھجوریں پکنے کے قریب آتیں تو ان کے کھائے جانے سے پہلے نبی کریم ﷺ عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو خیبر میں بھیجتے تھے وہ ان کے پھلوں کی مقدار کا اندازہ لگاتے تھے اور یہ معاملہ پکنے سے پہلے کا ہوتا تھا اندازہ لگانے کے بعد یہود کو اختیار دیا جاتا کہ جونسا چاہیں لے لیں اور جونسا چاہیں ہمارے لیے چھوڑ دیں۔ (١)

حكم الألباني: ضعيف الإسناد

حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ، يَبْعَثُ إِلَى أَهْلِ خَيْبَرَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ رَوَاحَةَ خَارِصًا بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ وَيَهُودَ، فَيَخْرُصُ عَلَيْهِمْ، فَإِذَا قَالُوا: تَعَدَّيْتُ عَلَيْنَا، قَالَ: إِنْ شِئْتُمْ فَلَكُمْ، وَإِنْ شِئْتُمْ فَلَنَافَقَالُوا هَذَا الْحَقُّ،وَبِالْحَقِّ قَامَتْ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ

عبداللہ بن ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو اہل خیبر کی طرف بھیجا اور انہوں نے کھیتوں اور پھلوں کا تخمینہ کیا، یہود نے کہا تم نے اندازہ میں ہم پر زیادتی کی ہے، عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا تم جس حصہ کو چاہو لے لو، یہودی اس عدل وانصاف کو دیکھ کر کہتے کہ یہ حق بات ہے اور ایسی ہی عدل وانصاف سے آسمان وزمین قائم ہیں۔ (٢)

فَبَعَثَ عبد الله ابن رَوَاحَةَ فَخَرَصَهَا عَلَيْهِمْ ثُمَّ قَالَ يَا مَعْشَرَ الْيَهُودِ أَنْتُمْ أَبْغَضُ الْخَلْقِ إِلَيَّ قَتَلْتُمْ أَنْبِيَاءَ اللهِ وَكَذَبْتُمْ عَلَى اللهِ وَلَيْسَ يَحْمِلُنِي بُغْضِي إِيَّاكُمْ عَلَى أَنْ أَحِيفَ عَلَيْكُمْ

ایک روایت میں رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو خیبر بھیجا انہوں نے کھیتوں اور پھلوں کا تخمینہ کیا پھر فرمایا اے گروہ یہود تمام مخلوق میں تم میرے نزدیک سب سے زیادہ مبغوض تم ہو، تم ہی نے اللہ کے پیغمبروں کو ناحق قتل کیا، تم ہی نے اللہ پر جھوٹ باندھا لیکن تمہارا بغض مجھے کبھی اس پر آمادہ نہیں کرسکتا کہ میں تم پر کسی قسم کی ظلم وزیادتی کروں۔ (٣)

(١) سنن ابوداودكتاب البيوع بَابٌ فِي الْخَرْصِ ٣٤١٣

(٢) سبل الهدى٨،٣٩٨،ابن ہشام٢،٣٥٤،الروض الانف١٣٥/٧،تاريخ طبرى٢٠/٣

(٣) التمهيد لما في الموطأ من المعاني والأسانيد١٤٣/٩،شرح الزرقاني على المؤطا ٣،٥٤٣،امتاع الاسماع ٩،٣٨٤

رسول اللہ ﷺ کو قتل کرنے کی سازش:

فَلَمَّا اطْمَأَنَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهْدَتْ لَهُ زَيْنَبُ بِنْتُ الْحَارِثِ، امْرَأَةُ سَلَّامِ بْنِ مِشْكَمٍ ، شَاةً مَصْلِيَّةً ، وَقَدْ سَأَلَتْ أَيَّ عُضْوٍ مِنَ الشَّاةِ أَحَبُّ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَيَقُولُونَ: الذِّرَاعُ وَالْكَتِفُ، فَعَمَدَتْ إِلَى عَنْزٍ لَهَا فَذَبَحَتْهَا، ثُمَّ عَمَدَتْ إِلَى سُمٍّ لَا يُطْنِي ،قَدْ شَاوَرَتْ الْيَهُودَ فِي سُمُومٍ فَأَجْمَعُوا لَهَا عَلَى هَذَا السُّمِّ بِعَيْنِهِ، فَسَمَّتْ الشَّاةَ وَأَكْثَرَتْ فِي الذِّرَاعَيْنِ وَالْكَتِفَيْنِ. فَلَمَّا غَابَتْ الشَّمْسُ صَلَّى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَغْرِبَ وَانْصَرَفَ إِلَى مَنْزِلِهِ، وَيَجِدُ زَيْنَبَ جَالِسَةً عِنْدَ رَحْلِهِ فَيَسْأَلُ عَنْهَا فَقَالَتْ:أَبَا الْقَاسِمِ، هَدِيَّةٌ أَهْدَيْتُهَا لَكَ

چند روز خیبر میں قیام کے بعد جب رسول اللہ ﷺ خیبر کی فتح، غنائم کی تقسیم اور یہودیوں کو خیبر میں کھیتوں اور باغات کے آباد کرنے کا معاہدہ کر کے فارغ ہو چکے تو ایک یہودی عورت زینب بنت حارث جو مرحب کے بھائی حارث کی بیٹی اور سلام بن مشکم کی بیوی تھی نے اپنے باپ ،شوہر اور بھائی کے قتل کا بدلہ لینے کی غرض سے آپ کے پاس ایک بھنی ہوئی بکری کا ہدیہ بھیجا،اس نے لوگوں سے دریافت کیا کہ آپ ﷺ بکری کے کون سے عضو کو پسند کرتے ہیں؟ لوگوں نے کہا آپ دستی کے گوشت کو پسند فرماتے ہیں، اس نے بکری ذبح کی اور اس میں ایک خطرناک قسم کا زہر جسے لابطی (پچھاڑنے والا) کہا جاتا ہے خاص طور پر مطلوبہ گوشت کو خوب زہر آلودہ کیا،اور اسے بھون کر جب سورج غروب ہو گیا اور رسول اللہ ﷺ نے نماز مغرب ادا کر لی اور اپنی جگہ پر تشریف فرما ہوئے تو زینب آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی اور اسے آپ کے سامنے رکھ دیا اور کہا اے ابو قاسم ﷺ! یہ ہدیہ ہے قبول فرمائیں،

وَمَعَهُ بِشْرُ بْنُ الْبَرَاءِ بْنِ مَعْرُورٍوَكَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُ الْهَدِيَّةَ وَلَا يَأْكُلُ الصَّدَقَةَ، فَلَمَّا وَضَعَتْهَا بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، تَنَاوَلَ الذِّرَاعَ، فَلَاكَ مِنْهَا مُضْغَةً، فَلَمْ يُسِغْهَافَأَمَّا بِشْرٌ فَأَسَاغَهَاوَأَمَّا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَفَظَهَا ، قَالَ: إِنَّ هَذَا الْعَظْمَ لَيُخْبِرُنِي أَنَّهُ مَسْمُومٌ، فَقَالَ بِشْرُ بْنُ الْبَرَاءِ: قَدْ وَاللهِ يَا رَسُولَ اللهِ وَجَدْتُ ذَلِكَ مِنْ أَكْلَتِي الَّتِي أَكَلْتُهَا، فَمَا مَنَعَنِي أَنْ أَلْفِظَهَا إِلَّا كَرَاهِيَةَ أُنَغِّصَ إِلَيْكَ طَعَامَكَ،بِشْرُ بْنُ الْبَرَاءِ بْنِ مَعْرُورٍ، مَاتَ مِنْ الشَّاةِ الْمَسْمُومَةِ

آپ ﷺ کے ساتھ اس وقت بشر بن براء بن معرور رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے، رسول اللہ ﷺ ہدیہ کا گوشت کھا لیا کرتے تھے اور صدقہ کا گوشت نہیں کھاتے تھے، آپ ﷺ نے اپنی پسند کے مطابق دستی کو اٹھا کر ایک لقمہ چبایا مگر نگلا نہیں،اور بشر بن براء نے بھی آپ کے ساتھ لقمہ اٹھا کر کھایا اور نگل لیا،لیکن رسول اللہ ﷺ نے لقمہ نگلنے کے بجائے فوراً تھوک دیا اور بشر بن براء سے کہا اس کے کھانے سے ہاتھ روک دو،اور فرمایا یہ ہڈی مجھے بتلا رہی ہے کہ اس میں زہر ملا ہوا ہے،بشر رضی اللہ عنہ نے کہا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو عزت دی ہے مجھے بھی اپنے لقمہ میں یہی بات معلوم ہوئی تھی مگر میں نے اس خیال کے پیش نظر اس کو نہیں اگلا کہ میں آپ کے کھانے کو بے لطف نہ کر دوں، ابھی بشر رضی اللہ عنہ اپنی جگہ سے اٹھے بھی نہ تھے کہ زہر کی تاثیر کی شدت سے ان کا رنگ سیاہ پڑ گیا

ودعا رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِزَيْنَبَ فَقَالَ: سَمِمت الذّرَاعَ؟ فَقَالَتْ: مَنْ أَخْبَرَكَ؟إنَّ هَذَا الْعَظْمَ لَيُخْبِرُنِي أَنَّهُ مَسْمُومٌ، فَاعْتَرَفَتْ،قَالَ لَهَا مَا حَمَلَكِ عَلَى ذَلِكَ؟قَالَتْ أَرَدْتُ إِنْ كُنْتَ نَبِيًّا فَيُطْلِعَكَ اللهُ وَإِنْ كُنْتَ كَاذِبًا فَأُرِيحَ النَّاسَ مِنْكَ،أَنَّهُ كَانَ تَرَكَهَا لِأَنَّهُ كَانَ لَا يَنْتَقِمُ لِنَفْسِهِ ثُمَّ قَتَلَهَا بِبَشْرٍ قِصَاصًا

آپ ﷺ نے ہدیہ پیش کرنے والی عورت زینب کو بلایا اور اس سے دریافت کیا تو نے بکری کے گوشت میں زہر ملایا ہے، اس نے کہا آپ کو کس نے اطلاع دی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا میرے ہاتھ میں بکری کی جو دستی ہے اس نے مجھے خبر دی ہے کہ اس میں زہر ملا ہوا ہے، اس پر اس نے زہر کا اقرار کرلیا کہ ہاں میں نے زہر ملایا ہے، آپ ﷺ نے دریافت کیا تم نے ایسا کیوں کیا؟ اس عورت نے جواب دیا میں نے سوچا اگر آپ واقعہ نبی ہیں تو اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی خبر دے دے گا اور اگر آپ جھوٹے نبی ہیں تو لوگ آپ کی طرف سے نجات حاصل کرلیں گے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ بدلہ لینے کے بجائے معاف کردینا پسند کرتے تھے اس لئے اس یہودن کا جواب سن کر آپ نے اپنی ذات کی حد تک اسے معاف فرمادیا مگر بشر بن براء رضی اللہ عنہ کے قصاص میں اسے قتل کردیا گیا۔ (١)

وَاحْتَجَمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى كَاهِلِهِ مِنْ أَجْلِ الَّذِي أَكَلَ. حَجَمَهُ أَبُو هِنْدٍ بِالْقَرْنِ وَالشَّفْرَةِ

اور رسول اللہ ﷺ نے اپنی گردن کے قریب پشت پر سنگیاں کھچوائیں جو ابو ہند نے سینگ اور چھری سے لگائے۔ (٢)

بَعْدَ ذَلِكَ ثَلَاثَ سِنِينَ حَتَّى قَالَ فِي وَجَعِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ: مَا زِلْتُ أَجِدُ مِنَ الْأُكْلَةِ الَّتِي أَكَلْتُ مِنَ الشَّاةِ يَوْمَ خَيْبَرَ، فَهَذَا أَوَانُ انْقِطَاعِ الْأَبْهَرِ مِنِّي، قَالَ الزُّهْرِيُّ: فَتُوُفِّيَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهِيدًا

جب تین سال بعد آپ ﷺ مرض الموت میں مبتلا ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ میں ہمیشہ اس بکری سے جو میں نے خیبر میں کھائی تھی تکلیف اٹھاتا رہا ہوں مگر اب تو اس کے زہر سے میری شہ رگ کٹ گئی ہے، اسی واسطے امام زہری کہتے ہیں کہ آپ شہید فوت ہوئے ہیں۔ (٣)

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ قَالَ فِي مَرَضِهِ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ، وَدَخَلَتْ أُمُّ بِشْرٍ بِنْتُ الْبَرَاءِ بْنِ مَعْرُورٍ تَعُودُهُ: يَا أُمَّ بِشْرٍ، إِنَّ هَذَا الْأَوَانَ وَجَدْتُ فِيهِ انْقِطَاعَ أَبْهَرِي مِنْ الْأَكْلَةِ الَّتِي أَكَلْتُ مَعَ أَخِيكَ بِخَيْبَرِ

جب رسول اللہ ﷺ کو مرض وفات ہوا اور بشر بن براء رضی اللہ عنہ کی بہن آپ ﷺ کی مزاج پرسی کو آئیں تو آپ ﷺ نے فرمایا اے بشر رضی اللہ عنہ کی بہن! یہ مرض جو مجھ کو ہے میں اس میں اپنی رگوں کو اسی نوالہ کے اثر سے ٹوٹتے ہوئے دیکھ رہا ہوں جو میں نے خیبر میں تمہارے بھائی بشر بن براء رضی اللہ عنہ کے ساتھ کھایا تھا۔ (٤)

---

(١) ابن ہشام ٢،٣٣٨، مغازی واقدی ٢،٦٧٧،فتح الباری ٧،٤٩٧

(٢) زادالمعاد ٤،١١٢،مغازی واقدی ٢،٦٧٨،ابن سعد ٢،١٥٦

(٣) زادالمعاد ٣،٢٩٧

(٤) ابن ہشام ٢،٣٣٧

اہل فدک کی سپردگی

خیبر کے مشرق میں دو دن کی مسافت پر ایک یہودی بستی فدک تھی، جو آج کل حائل کے علاقے میں حائط کے نام سے مشہور ہے،

لَمّا أَقْبَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى خَيْبَرَ فَدَنَا مِنْهَا، بَعَثَ مُحَيِّصَةَ بْنَ مَسْعُودٍ إِلَى فَدَكَ يَدْعُوهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ وَيُخَوِّفُهُمْ أَنْ يَغْزُوَهُمْ كَمَا غَزَا أَهْلَ خَيْبَرَ وَيَحِلّ بِسَاحَتِهِمْ قَالَ مُحَيِّصَةُ: جِئْتُهُمْ فَأَقَمْت عِنْدَهُمْ يَوْمَيْنِ

خیبر پہنچ کر رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے محیصہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کو یہود فدک کے پاس دعوت اسلام دے کر روانہ کیا تاکہ وہ اسلامی سوسائٹی میں شامل ہو جائیں، لیکن اہل فدک کو یقین کامل تھا کہ مٹھی بھر، بے سروسامان مسلمان خیبر کے جدید اسلحہ سے لیس دس ہزار یہودیوں جانبازوں سے شکست کھا جائیں گے اس لئے انہوں نے خیبر کا حال جاننے تک ٹال مٹول سے کام لیا اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے قاصد کو دو دن کی قیام پذیرائی کے بعد بھی کوئی واضح جواب نہ دیا۔[1]

قَذَفَ اللهُ الرُّعْبَ فِي قُلُوبِ أَهْلِ فَدَكٍ، حِينَ بَلَغَهُمْ مَا أَوْقَعَ اللهُ تَعَالَى بِأَهْلِ خَيْبَرَ، فَبَعَثُوا إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَالِحُونَهُ عَلَى النِّصْفِ من فدك، فَقدمت عَلَيْهِ رُسُلُهُمْ بِخَيْبَرِ فَقَبِلَ ذَٰلِكَ مِنْهُمْ

مگر جب انہوں نے اچانک نمایاں بہادر یہودی سرداروں کے قتل، خیبر میں مکمل شکست اور مسلمانوں کا مضبوط و مستحکم قلعوں کی فتح کا حال سنا تو ان کی کمر ٹوٹ گئی اور ان پر رعب طاری ہو گیا جس پر انہوں نے اطاعت اختیار کر لی اور پیغام دیا کہ ان کے ساتھ بھی اہل خیبر جیسا معاملہ کیا جائے یعنی ہماری جانوں کو امان دی جائے اور ہم اپنا تمام اسباب چھوڑ کر یہاں سے جلاوطن ہو جائیں گے، رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ان کی درخواست کو منظور فرما لیا اور وہ لوگ وہاں سے چلے گئے۔[2]

وَيُقَالُ: عَرَضُوا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَخْرُجُوا مِنْ بِلَادِهِمْ وَلَا يَكُونُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ مِنْ الْأَمْوَالِ شَيْءٌ، وَإِذَا كَانَ جُذَاذُهَا جَاءُوا فَجَذّوهَا، فَأَبَى النَّبِيّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وسلّم أن يقبل ذلك

بعض کہتے ہیں کہ انہوں نے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے سامنے یہ بات پیش کی کہ وہ اپنے علاقہ سے نکل جاتے ہیں لیکن آپ کو ہمارے اموال پر کوئی اختیار نہ ہوگا لیکن جب ان کی علیحدگی ہوئی تو انہوں نے آ کر مال کے حصے کیے مگر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے قبول کرنے سے انکار فرما دیا۔

وقال لهم محيّصة: مالكم مَنعَةٌ وَلَا رِجَالٌ وَلَا حُصُونٌ، لَوْ بَعَثَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْكُمْ مِائَةَ رَجُلٍ لَسَاقُوكُمْ إِلَيْهِ، فَوَقَعَ الصّلْحُ بَيْنَهُمْ أَنّ لَهُمْ نِصْفَ الْأَرْضِ بِتُرْبَتِهَا لَهُمْ، وَلِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِصْفُهَا، فَقَبِلَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذلك

بعض کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ان کی آخری پیش کش کو مسترد کر دیا تو انہوں نے مقادمت کا فیصلہ کیا تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے قاصد

---

[1] مغازی واقدی ۷۰۶/۲

[2] ابن ہشام ۳۵۳/۲

محیصہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے انہیں کہا تمہارے پاس نہ محفوظ رہنے کے لئے قلعہ جات ہیں اور نہ ہی لڑنے والے جانباز، اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف سو مجاہد بھی تمہاری طرف بھیج دیئے تو تم ان کا مقابلہ نہ کر پاؤ گے اور وہ تمہیں ہانک کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے جائیں گے، اس وقت انہوں نے صلح کرنی چاہی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ نصف زمین پر صلح کر لی۔ [۱]

فَكَانَتْ فَدَكُ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَالِصَةً، لِأَنَّهُ لَمْ يُوجَفْ عَلَيْهَا بِخَيْلٍ وَلَا رِكَابٍ

چونکہ فدک بغیر کسی حملہ اور لشکر کشی کے فتح ہوا تھا اس لئے فدک کی زمین صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مخصوص تھی۔ [۲]

اور خیبر کی طرح غانمین میں تقسیم نہیں ہوا اس میں سے آپ اپنے اوپر خرچ کرتے تھے، بنو ہاشم کے بچوں کی عیالداری کرتے تھے اور ان میں سے غیر شادی شدہ ضرورت مندوں کی شادی فرماتے تھے،

عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلاَمُ، بِنْتَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْسَلَتْ إِلَى أَبِي بَكْرٍ تَسْأَلُهُ مِيرَاثَهَا مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّا أَفَاءَ اللهُ عَلَيْهِ بِالْمَدِينَةِ، وَفَدَكٍ وَمَا بَقِيَ مِنْ خُمُسِ خَيْبَرَفَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:لاَ نُورَثُ، مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ، إِنَّمَا يَأْكُلُ آلُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هَذَا المَالِ، وَإِنِّي وَاللهِ لاَ أُغَيِّرُ شَيْئًا مِنْ صَدَقَةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ حَالِهَا الَّتِي كَانَ عَلَيْهَا فِي عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَأَعْمَلَنَّ فِيهَا بِمَا عَمِلَ بِهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،فَأَبَى أَبُو بَكْرٍ أَنْ يَدْفَعَ إِلَى فَاطِمَةَ مِنْهَا شَيْئًا

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو گیا اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ مقرر ہوئے تو فاطمہ الزہرہ رضی اللہ عنہا نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس کسی کو بھیجا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس مال سے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے مدینہ اور فدک میں عنایت فرمایا تھا اور خیبر کا جو پانچواں حصہ رہ گیا تھا اس میں اپنی میراث کا مطالبہ کیا، لیکن سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انکار فرما دیا اور ان سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہم پیغمبروں کا کوئی وارث نہیں ہوتا ہم جو کچھ چھوڑ جائیں وہ سب عامۃ المسلمین پر صدقہ ہوتا ہے، البتہ آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم اسی مال سے کھاتی رہے گی، اور میں اللہ کی قسم! جو صدقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چھوڑ گئے ہیں اس میں کسی قسم کا تغیر نہیں کروں گا جس حال میں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں تھا اب بھی اسی طرح رہے گا اور میں اس میں (اس کی تقسیم وغیرہ) میں وہی طرز عمل اختیار کروں گا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی زندگی میں تھا، الغرض سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کو کچھ بھی دینا منظور نہ کیا۔ [۳]

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں خیبر کے یہودیوں کے ساتھ فدک کے یہودیوں کو بھی جلاوطن کرنے کا فیصلہ کیا، اور مال

---

[۱] مغازی واقدی ۷۰۶/۲

[۲] ابن ہشام ۳۵۳/۲

[۳] صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ غَزْوَةِ خَيْبَرَ۴۲۴۱،۴۲۴۰ ،صحیح مسلم کتاب الجہادوالسیر بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نُورَثُ مَا تَرَكْنَا فَهُوَ صَدَقَةٌ۴۵۸۰، سنن ابوداودکتاب الجہادوالسیر بَابٌ فِي صَفَايَا رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْأَمْوَالِ ۲۹۶۸،مسند احمد ۵۵،صحیح ابن حبان۶۶۰۷،شرح السنۃ للبغوی۲۷۴۱

اور اقتصادیات کے ماہر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو فدک کے کھیتوں اور اس کی تمام اراضی کی قیمت لگانے کے لئے بھیجا، جب ان کی قیمت کا اندازہ مکمل ہو گیا تو خلیفہ وقت نے فدک کے یہودیوں کو نصف قیمت ادا کر دی جو پچاس ہزار یا اس سے کچھ زیادہ تھی، پھر انہیں خیبر کے یہودیوں کے ساتھ شام کی طرف جلاوطن کر دیا۔

وادی القریٰ کی فتح

وادی قریٰ شام اور مدینہ کے مابین مقام تیماء وخیبر کے درمیان واقع ایک سرسبز وادی ہے جس میں بہت سے دیہات ہیں جن میں بے شمار چشمے ہیں، اس لئے اس کا نام وادی القریٰ (متعدد دیہات والی وادی) رکھا گیا، یہاں یہود آ کر بس گئے تھے اور کاشتکاری کرتے تھے،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: فَلَمَّا انْصَرَفْنَا مَعَ رَسُول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ من خَيْبَرَ إِلَى وَادِي الْقُرَى نَزَلْنَا بِهَا أَصِيلًا مَعَ مَغْرِبِ الشَّمْسِ،وَمَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُلَامٌ لَهُ ، أَهْدَاهُ لَهُ رِفَاعَةُ بْنُ زَيْدٍ الْجُذَامِيُّ، ثُمَّ الضَّبِنِيُّ قَالَ ابْنُ هِشَامٍ: جُذَامٌ، أَخُو لخم،قَالَ: فو الله إِنَّهُ لَيَضَعُ رَحْلَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ أَتَاهُ سَهْمٌ غَرْبٌ فَأَصَابَهُ فَقَتَلَهُ،فقُلْنَا: هَنِيئًا لَهُ الْجَنَّةُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَلَّا، وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، إِنَّ شَمْلَتَهُ الْآنَ لَتَحْتَرِقُ عَلَيْهِ فِي النَّارِ، كَانَ غَلَّهَا مِنْ فَيْءِ الْمُسْلِمِينَ يَوْمَ خَيْبَرَ، قَالَ: فَسَمِعَهَا رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَتَاهُ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَصَبْتُ شِرَاكَيْنِ لِنَعْلَيْنِ لِي، قَالَ: فَقَالَ:يُقَدُّ لَكَ مِثْلُهُمَا مِنَ النَّارِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں خیبر کی فتح کے بعد مدینہ منورہ واپسی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم وادی القریٰ (جو ان دنوں العلا کہلاتا ہے) میں عصر و مغرب کے درمیان غروب کے قریب یہاں پہنچے، وہاں کے یہودی پہلے سے ہی اپنے عربی حلیفوں کو جمع کر کے گڑھیوں اور قلعوں میں پناہ لے کر بنوک شمشیر مقاومت کرنے کا فیصلہ کر چکے تھے اس لئے جب آپ وہاں پہنچے تو انہوں نے قلعوں سے تیروں کی بارش برسا کر آپ کا استقبال کیا، آپ کا ایک غلام مدعم تھا جو رفاعہ بن زید خزاعی ثم الضبی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نذر کیا تھا ابن ہشام کے مطابق جذام لخم کا بھائی تھا، یہ غلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کجاوہ اٹھا کر رکھ رہا تھا کہ ایک تیر کہیں سے اس غلام کے آلگا اور معلوم نہ ہوا کہ کس نے مارا ہے؟ غلام تیر کے صدمہ سے مر گیا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کہنے لگے اس کے لئے شہادت کی موت مبارک ہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہرگز نہیں، اللہ کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے غزوہ خیبر میں جو چادر اس نے تقسیم سے پہلے غنیمت کے مال سے چرائی تھی وہ شعلہ بن کر اس کے جسم پر بھڑک رہی ہے، یہ سن کر ایک آدمی جوتے کا ایک یا دو تسمے لایا اور کہنے لگا یہ میں نے غنیمت کے مال سے لئے تھے، آپ نے فرمایا یہ ایک یا دو تسمے آگ کے ہیں۔[1]

ملی امانتوں کا معاملہ انتہائی سخت ہے، بلا اجازت امیر یا بلا استحقاق کوئی معمولی چیز بھی اٹھالینا بہت بڑے عقاب کا باعث ہے، یعنی خیانت

---

[1] صحیح بخاری کتاب الایمان والنذورباَبٌ هَلْ يَدْخُلُ فِي الأَيْمَانِ وَالنُّذُورِ الأَرْضُ، وَالغَنَمُ، وَالزُّرُوعُ، وَالأَمْتِعَةُ ٦٧٠٧،صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ غِلَظِ تَحْرِيمِ الْغُلُولِ، وَأَنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا الْمُؤْمِنُونَ ٣١٠،سنن ابوداودکتاب الجهاد بَابٌ فِي تَعْظِيمِ الْغُلُولِ ٢٧١١،ابن ہشام ٣٣٨؍٢،الروض الانف ١١٣؍٧،عیون الاثر ١٨٧؍٢،تاریخ طبری ١٦؍٣،البدایۃ والنہایۃ ٢٣٧؍٤،مغازی واقدی ٧١٠؍٢،دلائل النبوۃ للبیہقی ٢٦٩؍٤

اور چوری ایسے گناہ ہیں جن کی مجاہد کے لیے بھی بخشش نہیں ہے۔

عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ، أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُوُفِّيَ يَوْمَ خَيْبَرَ، فَذَكَرُوا ذَلِكَ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ:صَلُّوا عَلَى صَاحِبِكُمْ،فَتَغَيَّرَتْ وُجُوهُ النَّاسِ لِذَلِكَ،فَقَالَ:إِنَّ صَاحِبَكُمْ غَلَّ فِي سَبِيلِ اللهِ، فَفَتَّشْنَا مَتَاعَهُ فَوَجَدْنَا خَرَزًا مِنْ خَرَزِ يَهُودَ لَا يُسَاوِي دِرْهَمَيْنِ

زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے اسی دن اشجع کا ایک آدمی فوت ہوگیا لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر دی تو آپ نے فرمایا تم لوگ اپنے ساتھی کی نماز جنازہ پڑھ لو،اس سے لوگوں کے چہروں کا رنگ متغیر ہوگیا،آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے ساتھی نے راہ اللہ میں خیانت کی تھی،زید بن خالد نے اس کے سامان کی تلاشی لی تو اس میں یہودیوں کے موتی ملے جو دو درہم کی قیمت کے برابر بھی نہ تھے۔[1]

حکم الألباني:ضعيف

فَعَبَّأَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصْحَابَهُ لِلْقِتَالِ وَصَفَّهُمْ وَدَفَعَ لِوَاءَهُ إِلَى سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ وَرَايَةً إِلَى الحباب بن المنذر، وَرَايَةً إِلَى سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ، وَرَايَةً إِلَى عَبَّادِ بْنِ بِشْرٍ ثُمَّ دَعَاهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ، وَأَخْبَرَهُمْ أَنَّهُمْ إِنْ أَسْلَمُوا أَحْرَزُوا أَمْوَالَهُمْ وَحَقَنُوا دِمَاءَهُمْ، وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللهِ،فَبَرَزَ رَجُلٌ مِنْهُمْ فَبَرَزَ إِلَيْهِ الزُّبَيْرُ بْنُ الْعَوَّامِ فَقَتَلَهُ،ثُمَّ بَرَزَ آخَرُ فَقَتَلَهُ،ثُمَّ بَرَزَ آخَرُ فَبَرَزَ إِلَيْهِ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَقَتَلَهُ،ثُمَّ بَرَزَ آخَرُ فَبَرَزَ لَهُ أَبُو دُجَانَةَ فَقَتَلَهُ،ثُمَّ بَرَزَ آخَرُ فَبَرَزَ لَهُ أَبُو دُجَانَةَ فَقَتَلَهُ،حَتَّى قَتَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ أَحَدَ عَشَرَ رَجُلًا

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود کو جنگ پر آمادہ پایا تو لوگوں کو جہاد کی ترغیب دی اور مجاہدین اسلام کی صف بندی فرمائی،لشکر کا علم سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو اور ایک پرچم حباب بن منذر رضی اللہ عنہ اور ایک پرچم سہل بن حنیف کو اور ایک پرچم عبادہ بن بشر کو عطا فرمایا،پھر یہود کو دعوت اسلام دی اور بتایا کہ تم اسلام لے آؤ تو تمہارے مال محفوظ ہوں گے،تمہاری جانوں کو امان ہوگا اور حساب اللہ تعالیٰ پر ہوگا مگر انہوں نے اسلام قبول نہیں کیا،آپ نے ان کے قلعوں کا محاصرہ کرلیا،تیسرے دن یہود جنگ کے لئے نکل آئے،ان کا ایک شہسوار قلعہ سے نکل کر میدان میں آیا اور مبارزت طلب کی اس کے مقابلے میں زبیر بن عوم رضی اللہ عنہ نکلے اور اسے قتل کر دیا،پھر دوسرا شہسوار قلعہ سے نکل کر میدان میں آیا اور مبارزت طلب کرنے لگا اس کے مقابلے میں بھی زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نکلے اور اسے قتل کر دیا،پھر تیسرا یہودی میدان میں آیا اس کے مقابلے میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب نکلے اور اسے قتل کر دیا،اس کے بعد ایک شہسوار میدان میں نکلا اس کے مقابلے میں ابو دجانہ رضی اللہ عنہ نکلے اور اس کو ڈھیر کر دیا،پھر ایک شہسوار میدان میں نکلا اور اس کے مقابلے میں پھر ابو دجانہ رضی اللہ عنہ نکلے اور اس کو خاک نشین کر دیا،یہ مبارزت مسلسل جاری رہی یہاں تک کہ ان کے گیارہ آدمی قتل ہو گئے،

كُلَّمَا قَتَلَ رَجُلٌ دَعَا مَنْ بَقِيَ إِلَى الْإِسْلَامِ،وَلَقَدْ كَانَتْ الصَّلَاةُ تَحْضُرُ يَوْمَئِذٍ فَيُصَلِّي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

[1] سنن ابوداودكتاب الجهاد بَابٌ فِي تَعْظِيمِ الْغُلُولِ ۲۷۱۰ ،سنن ابن ماجه كتاب الجهاد بَابُ الْغُلُولِ ۲۸۴۸،صحيح ابن حبان ۴۸۵۳،المنتقى ابن الجارود۱۰۸۱،زادالمعاد۹۸؍۳،دلائل النبوة للبيهقى ۲۵۵؍۴

بِأَصْحَابِهِ ثُمَّ يَعُودُ فَيَدْعُوهُمْ إِلَى اللهِ ورسوله فَقَاتَلَهُمْ حَتّى أَمْسَوْا وَغَدَا عَلَيْهِمْ فَلَمْ تَرْتَفِعْ الشَّمْسُ، قَيْدَ رُمْحٍ حَتّى أَعْطَوْا بِأَيْدِيهِمْ، وَفَتَحَهَا عَنْوَةً، وَغَنَّمَهُ اللهُ أَمْوَالَهُمْ وَأَصَابُوا أَثَاثًا وَمَتَاعًا كَثِيرًاوَقَسَمَ مَا أَصَابَ عَلَى أَصْحَابِهِ بِوَادِي الْقُرَى، وَتَرَكَ الْأَرْضَ وَالنَّخِيلَ فِي أَيْدِي الْيَهُودِ وَعَامَلَهُمْ عَلَيْهَا

جب بھی کوئی ایک یہودی شہسوار مارا جاتا تو نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم یہود کو اسلام کی دعوت دیتے،اور نماز کا وقت آجاتا تو آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ نماز ادا فرماتے اور واپس آکر انہیں اسلام،اللہ اور اس کے رسول کی طرف دعوت دیتے مگر وہ انکار کرتے رہے،یہودیوں اور مجاہدین اسلام میں شام تک مسلسل جنگ جاری رہی،چوتھے دن صبح سویرے مجاہدین اسلام نے ان پر ایک تباہ کن حملہ کیا جسے وہ روکنے میں ناکام ہوگئے اور سورج ابھی نیزہ برابر بھی بلند نہیں ہوا تھا کہ یہود شکست کھا گئے اور مسلمانوں نے بہت ساما ل غنیمت حاصل کیا جو آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں تقسیم فرما دیا،شکست کے بعد یہود نے گزارش کی کہ ان کے ساتھ بھی اہل خیبر جیسا معاملہ کیا جائے ان کی درخواست بھی آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے منظور فرمالی،اور زمین اور کھجور کے درختوں کو یہود کے پاس رہنے دیا اور انہی کو کارندہ مقرر فرما دیا[1]

وادی القریٰ کے یہودیوں کی اطاعت اختیار کرنے کے بعد جزیرہ العرب میں یہودیوں کے سب سے طاقتور مورچے کا خاتمہ ہوگیا جس نے سقوط خیبر کے بعد مسلمانوں کا مقابلہ کیا تھا۔

اہل تیماء کی مصالحت

خیبر کے شمال میں حفیرہ العیدا کے راستے تقریباً دوسوتیس میل دور تبوک کا ایک مشہور نخلستانی شہر تیماء ہے،یہاں کے باشندے بڑے صاحب قوت تھے اور ان کے قلعہ جات بھی پہاڑوں کی چوٹیوں پر تھے ان کے متعلق توقع تھی کہ وہ کچھ مقاومت کریں گے،

فَلَمَّا بَلَغَ يَهُودُ تَيْمَاءَ مَا وَطِئَ بِهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفَدَكَ وَوَادِيَ الْقُرَى، صَالَحُوا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْجِزْيَةِ، وَأَقَامُوا مَا بِأَيْدِيهِمْ بِأَمْوَالِهِمْ

مگر جب تیماء کے یہودیوں کو خیبر،فدک اور وادی القریٰ کی خبریں موصول ہوئیں تو انہوں نے کسی قسم کی محاذ آرائی کا مظاہرہ کرنے کے بجائے ازخود ایک آدمی بھیج کر جزیہ پر صلح کی پیش کش کی،چنانچہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ان کی اس پیش کش قبول فرما کر مصالحت کی ایک تحریر لکھ دی،معاہدہ کے الفاظ یہ تھے۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

هَذَا كِتَابٌ مِنْ محمد رسول الله لبني غاديا أَنَّ لَهُمُ الذِّمَّةَ وَعَلَيْهِمُ الْجِزْيَةَ وَلا عَدَاءَ وَلا جلاءَ. اللَّيْلُ مَدٌّ وَالنَّهَارُ شَدٌّ.
وَكَتَبَ خَالِدُ بْنُ سَعِيدٍ

---

[1] زادالمعاد۳۱۴؍۳،مغازی واقدی۷۱۰؍۲،دلائل النبوۃ للبیہقی۲۷۰؍۴،البدایۃ والنہایۃ۲۴۸؍۴،السیرۃ النبویۃ لابن کثیر ۴۱۳؍۳

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ تحریر ہے محمد رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی طرف سے بنو غادیا کے لئے۔

ان کے لئے یہ ذمہ ہے اور ان پر جزیہ ہے ان پر نہ زیادتی ہو گی، نہ انہیں جلاوطن کیا جائے گا، رات معاون ہو گی اور دن پختگی بخش (یعنی یہ معاہدہ ہمیشہ کے لئے پختہ ہو گا)

یہ تحریر خالد بن سعید رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے لکھی۔ [۱]

چنانچہ جزیہ کے معاہدہ کے بعد وہ اپنے علاقے میں امن کے ساتھ برقرار رہے۔

فَلَمَّا كَانَ زَمَنُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَخْرَجَ يَهُودَ خَيْبَرَ وَفَدَكٍ وَلَمْ يُخْرِجْ أَهْلَ تَيْمَاءَ

اس لئے جب خلیفہ دوم سیدنا عمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ بن خطاب نے اپنے دور خلافت میں خیبر اور فدک کے یہودیوں کو جلاوطن کیا تو تیماء کے یہودیوں کو جو اہل ذمہ تھے اور ان سے کوئی بدعہدی بھی نہیں ہوئی تھی جلاوطن نہ کیا بلکہ ان کو اپنے گھروں میں آزاد چھوڑ دیا۔

غزوہ خیبر کے بعد ابھی رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم راستے میں ہی تھے کہ سورۂ الجمعہ کا پہلا رکوع نازل ہوا،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُورَةُ الجُمُعَةِ: {وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ} [۲]

ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کہتے ہیں ہم نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے جب یہ آیات نازل ہوئیں ''اور (اس رسول کی بعثت) ان دوسرے لوگوں کے لیئے بھی جو ابھی ان سے نہیں ملے ہیں۔ [۳]

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ

(ساری چیزیں) جو آسمان اور زمین میں ہیں اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتی ہیں (جو) بادشاہ نہایت پاک (ہے)

---

[۱] ابن سعد ۲۱۳/۱

[۲] الجمعة: 3

[۳] صحیح بخاری کتاب التفسیرسورة الجمعة بَابُ قَوْلِهِ وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ۴۸۹۷،صحیح مسلم کتاب الفضائل بَابُ فَضْلِ فَارِسَ ۶۴۹۸،جامع ترمذی ابواب تفسیرالقرآن بَابٌ وَمِنْ سُورَةِ الْجُمُعَةِ ۳۳۱۰،وابواب المناقب بَابٌ فِي فَضْلِ العَجَمِ ۳۹۳۳ ،السنن الکبریٰ للنسائی ۸۲۲۰

الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ﴿١﴾ هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ

غالب وباحکمت ہے، وہی ہے جس نے ناخواندہ لوگوں میں ان ہی میں سے ایک رسول بھیجا جو انہیں اس کی آیتیں پڑھ کر

وَ يُزَكِّيْهِمْ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ ۗ وَ اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿٢﴾

سناتا ہے اور ان کو پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب اور حکمت سکھاتا ہے، یقیناً یہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے،

وَّ اٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ ؕ وَ هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿٣﴾ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ

اور دوسروں کے لیے بھی انہی میں سے جو اب تک ان سے نہیں ملے، وہی غالب با حکمت ہے، یہ اللہ کا فضل ہے

يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿٤﴾ (الجمعۃ ۱تا۴)

جسے چاہے اپنا فضل دے اور اللہ تعالیٰ بہت بڑے فضل کا مالک ہے۔

سورۃ کے آغاز میں فرمایا کہ ہر وہ چیز جو آسمانوں میں ہے اور ہر وہ چیز جو زمین میں ہے اپنے خالق و مالک اور رازق اللہ کی تسبیح کر رہی ہے، جیسے فرمایا

تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ؕ وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ... ﴿٤٤﴾ [1]

ترجمہ: اس کی پاکی توساتوں آسمان اور زمین اور وہ ساری چیزیں جو ان میں ہیں سب اس کی تسبیح کرتے ہیں، کوئی چیز ایسی نہیں جو اس کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح نہ کر رہی ہو، مگر تم ان کی تسبیح سمجھتے نہیں ہو۔

یعنی تمام مخلوقات اس وحدہ لاشریک ہی کو اپنا معبود مانتے ہیں اور اس کی عبادت کرتے ہیں، اس کے حکم کی اطاعت کرتی ہے، اللہ بادشاہ ہے، وہ عظمت والا ہے اور وہ ہر نقص اور آفت سے منزہ اور پاک ہے، اور تمام اشیاء پر غالب ہے، اور وہ اپنی تخلیق وامر میں حکمت والا ہے۔ یہ چاروں عظیم الشان اوصاف دعوت دیتے ہیں کہ اللہ رب العالمین کو وحدہ لاشریک مانا جائے اور ہر طرف سے منہ موڑ کر صرف اس کی عبادت اور اطاعت کی جائے۔

جب ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے اپنی بیوی ہاجرہ اور اپنے شیر خوار بیٹے اسماعیل علیہ السلام کو بیت اللہ کے قریب چٹیل میدان میں لا بسایا اور انہیں چھوڑ کر واپس جانے لگے تو دعا فرمائی تھی

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ

---

[1] بنی اسرائیل ۴۴

الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۱۲۹﴾ [1] ترجمہ:اوراے رب!ان لوگوں میں خود انہی کی قوم سے ایک رسول اٹھائیو جو انہیں تیری آیات سنائے،ان کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دے اور ان کی زندگیاں سنوارے تو بڑا مقتدر اور حکیم ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی اور احسان عظیم کرتے ہوئے اپنا آخری پیغمبران میں مبعوث فرمایا،چنانچہ فرمایاوہی اللہ ہے جس نے امیوں(ان پڑھ عربوں میں جنہیں یہودی بدمذہب اور کمتر سمجھتے تھے) کے اندر ایک رسول خود انہی میں سے اٹھایا جو انہیں اس کی آیات سناتا ہے جو ایمان ویقین کی موجب ہیں،ان کی زندگی سنوارتا ہے،یعنی اخلاق فاضلہ کی تعلیم اور ان کی ترغیب کے ذریعے سے ان کو پاک کرتا ہے اور اخلاق رذیلہ سے ان کو روکتا ہے اور ان کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے،یعنی انہیں اللہ کی منزل کتاب اور سنت کا علم سکھاتا ہے حالانکہ اس سے پہلے وہ کھلی گمراہی میں پڑے ہوئے تھے،شجروحجر اور اپنے ہاتھوں سے تراشے ہوئے بتوں کی پرستش کرتے تھے اور خونخوار درندوں جیسے اخلاق رکھتے تھے،اسی مضمون کو ایک اور مقام پر فرمایا

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱۶۴﴾ [2]

ترجمہ:درحقیقت اہل ایمان پر تو اللہ نے یہ بہت بڑا احسان کیا ہے کہ ان کے درمیان خود انہی میں سے ایک ایسا پیغمبر اُٹھایا جو اس کی آیات انہیں سناتا ہے،ان کی زندگیوں کو سنوارتا ہے اور ان کو کتاب اور دانائی کی تعلیم دیتا ہے،حالانکہ اس سے پہلے یہی لوگ صریح گمراہیوں میں پڑے ہوئے تھے۔

اوراس رسول کی بعثت صرف عرب کے لئے نہیں بلکہ عرب وعجم کے لئے تمام لوگوں کے لئے بھی ہے جو عہد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد قیامت تک ہوں گے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت قیامت تک تمام جہاں والوں کے لئے ہے،جیسے متعدد مقامات پر فرمایا

قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا ... ﴿۱۵۸﴾ [3]

ترجمہ:اے نبی! کہو کہ اے انسانو! میں تم سب کی طرف اس اللہ کا پیغمبر ہوں۔

...وَاُوْحِيَ اِلَيَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْۢ بَلَغَ ... ﴿۱۹﴾ [4]

ترجمہ: اور یہ قرآن میری طرف بذریعہ وحی بھیجا گیا ہے تاکہ تمہیں اور جس جس کو یہ پہنچے سب کو متنبہ کردوں۔

وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۷﴾ (الانبیاء۱۰۷)

ترجمہ:اے نبی! ہم نے تو تم کو دنیا والوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

---

[1] البقرة۱۲۹

[2] آل عمران ۱۶۴

[3] الاعراف۱۵۸

[4] الانعام۱۹

تَبٰرَكَ الَّذِیۡ نَزَّلَ الۡفُرۡقَانَ عَلٰی عَبۡدِہٖ لِیَکُوۡنَ لِلۡعٰلَمِیۡنَ نَذِیۡرَا ۙ﴿۱﴾ [1]

ترجمہ: نہایت متبرک ہے وہ جس نے یہ فرقان اپنے بندے پر نازل کیا تا کہ سارے جہان والوں کے لیے خبر دار کر دینے والا ہو۔

وَمَاۤ اَرۡسَلۡنٰکَ اِلَّا کَآفَّۃً لِّلنَّاسِ بَشِیۡرًا وَّنَذِیۡرًا وَّلٰکِنَّ اَکۡثَرَ النَّاسِ لَا یَعۡلَمُوۡنَ ﴿۲۸﴾ [2]

ترجمہ: اور (اے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) ہم نے تم کو تمام ہی انسانوں کے لیے بشیر و نذیر بنا کر بھیجا ہے مگر اکثر لوگ جانتے نہیں ہیں۔

اور جو کوئی آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی تمام نوع انسانی کے لئے رسالت کا انکار کرے اس کے لئے فرمایا

...وَمَنۡ یَّکۡفُرۡ بِہٖ مِنَ الۡاَحۡزَابِ فَالنَّارُ مَوۡعِدُہٗ... ﴿۱۷﴾ [3]

ترجمہ: اور انسانی گروہوں میں سے جو کوئی اس کا انکار کرے تو اس کے لیے جس جگہ کا وعدہ ہے وہ دوزخ ہے۔

اس سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی پیغمبری تمام نوع انسانی کے لئے ہے صرف عرب کے لئے مخصوص نہیں ہے،

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِنَّ فِي أَصْلَابِ أَصْلَابِ أَصْلَابِ رِجَالٍ [مِنْ أَصْحَابِي رِجَالًا] وَنِسَاءً مِنْ أُمَّتِي يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ ثُمَّ قَرَأَ وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ يَعْنِي: بَقِيَّةٌ مَنْ بَقِيَ مِنْ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

سہل بن سعد الساعدی فرماتے ہیں اب سے تین پشتوں کے بعد آنے والے میرے امتی بغیر حساب جنت میں داخل ہوں گے اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے یہی آیت ”اور (اس رسول کی بعثت) ان دوسرے لوگوں کے لیے بھی جو ابھی ان سے نہیں ملے ہیں اللہ زبردست اور حکیم ہے۔“ تلاوت فرمائی۔ [4]

عَنْ قَتَادَةَ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: {لِأُنْذِرَكُمْ بِهِ وَمَنْ بَلَغَ} [5] إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:بَلِّغُوا عَنِ اللهِ، فَمَنْ بَلَغَتْهُ آيَةٌ مِنْ كِتَابِ اللهِ فَقَدْ بَلَغه أَمْرُ اللهِ

قتادہ رحمہ اللہ اللہ تعالیٰ کے فرمان ”اور یہ قرآن میری طرف بذریعہ وحی بھیجا گیا ہے تا کہ تمہیں اور جس جس کو یہ پہنچے سب کو متنبہ کر دوں۔“ کے بارے میں کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کی دعوت اس کے بندوں کو پہنچاؤ جس شخص کے پاس قرآن مجید کی ایک آیت بھی پہنچ گئی اسے اللہ تعالیٰ کا امر پہنچ گیا۔ [6]

---

[1] الفرقان ۱

[2] سبا ۲۸

[3] ہود ۱۷

[4] تفسیر ابن ابی حاتم ۱۸۸۹۱،۳۳۵۵،۱۰

[5] الأنعام: 19

[6] تفسیر عبدالرزاق ۴۴،۸۱،۷،۲، تفسیر ابن ابی حاتم ۷۱۲۶، ۱۲۷۲،۴، تفسیر الدر المنشور ۲۵۷،۳

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ فِي قَوْلِهِ: {لِأُنْذِرَكُمْ بِهِ وَمَنْ بَلَغَ} [1] ، قَالَ:مَنْ بَلَغَهُ الْقُرْآنُ فَقَدْ أَبْلَغَهُ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اور محمد بن کعب رحمہ اللہ آیت ”اور یہ قرآن میری طرف بذریعہ وحی بھیجا گیا ہے تا کہ تمہیں اور جس جس کو یہ پہنچے سب کو متنبہ کر دوں۔“ کے بارے میں فرماتے ہیں جس شخص کو قرآن پہنچ گیا اس نے گویا خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ لیا بلکہ گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے باتیں کر لیں اور اس پر اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کا دین پیش کر دیا۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُورَةُ الجُمُعَةِ: {وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ} [2] قَالَ: قُلْتُ: مَنْ هُمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ فَلَمْ يُرَاجِعْهُ حَتَّى سَأَلَ ثَلاَثًا، وَفِينَا سَلْمَانُ الفَارِسِيُّ، وَضَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ عَلَى سَلْمَانَ، ثُمَّ قَالَ:لَوْ كَانَ الإِيمَانُ عِنْدَ الثُّرَيَّا، لَنَالَهُ رِجَالٌ - أَوْ رَجُلٌ - مِنْ هَؤُلاَءِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ سورۃ الجمعۃ کی یہ آیت ”نازل ہوئی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ جمعہ کی یہ آیت ”اور (اس رسول کی بعثت) ان دوسرے لوگوں کے لئے بھی ہے جو ابھی ان سے نہیں ملے ہیں۔“ تلاوت فرمائی، تو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! یہ دوسرے لوگ کون ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی جواب نہیں دیا آخر یہی سوال تین مرتبہ کیا، مجلس میں سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر ہاتھ رکھ کر فرمایا اگر ایمان ثریا پر بھی ہو گا تب بھی ان لوگوں (یعنی فارس والوں) میں سے اس تک پہنچ جائیں گے یا یوں فرمایا کہ ایک ایک آدمی ان لوگوں میں سے اس تک پہنچ جائے گا۔ [3]

امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جیسا فرمایا تھا ویسا ہی ہوا بہت سے حدیث کے حافظ اور امام ملک فارس میں پیدا ہوئے ،جیسے امام بخاری رحمہ اللہ ،امام مسلم رحمہ اللہ اور امام ترمذی رحمہ اللہ وغیرہ، یہ سب حدیث کے امام ملک فارس کے تھے اور حنفیوں نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو اس زمرے میں شمار کیا تو ہمیں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی فضیلت اور بزرگی میں اختلاف نہیں مگر ان کی اصل ملک فارس سے نہ تھی بلکہ کابل سے تھی اور کابل بلاد فارس میں داخل نہیں اس لئے وہ اس حدیث کے مصداق نہیں ہو سکتے، اس کے علاوہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ مدت العمر فقہ اور اجتہاد میں مصروف رہے اور علل حدیث کی طرف ان کی توجہ بالکل کم رہی اس لئے وہ حدیث کے امام نہیں گنے جاتے اور نہ ائمہ

---

[1] الأنعام: 19

[2] الجمعة: 3

[3] صحیح بخاری کتاب التفسیرسورة الجمعةبَابُ قَوْلِهِ وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ ۴۸۹۷،صحیح مسلم کتاب الفضائل بَابُ فَضْلِ فَارِسَ ۶۴۹۸،جامع ترمذی ابواب تفسیرالقرآن بَابٌ وَمِنْ سُورَةِ الجُمُعَةِ ۳۳۱۰،وابواب المناقب بَابٌ فِي فَضْلِ العَجَمِ ۳۹۳۳، مسند احمد ۹۴۰۶

حدیث جیسے امام بخاری و امام مسلم رحمہ اللہ وغیرہ نے اپنی کتابوں میں ان سے روایت کی ہے بلکہ محدث محمد بن نصر مروزی کہتے ہیں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی بضاعت حدیث میں بہت تھوڑی تھی اور خطیب رحمہ اللہ نے کہا امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے صرف پچاس مرفوع حدیثیں روایت کی ہیں، البتہ مجتہد امام مالک رحمہ اللہ اور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اور اسحاق راہو رحمہ اللہ اور اوزاعی رحمہ اللہ اور سفیان ثوری رحمہ اللہ اور عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ ایسے کامل گزرے ہیں کہ وہ فقہ اور حدیث میں بیک وقت امام تھے، اللہ تعالیٰ ان سب سے راضی ہو اور ان کو درجات عالی عطا فرمائے آمین۔

اللہ زبردست اور حکیم ہے، یہ اس کا فضل و کرم ہے کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت کے ساتھ سرفراز کیا اور وہ اپنی حکمت و مشیت سے جسے چاہتا ہے فضل و کرم سے بہرہ مند فرماتا ہے اور وہ بڑا ہی فضل فرمانے والا ہے۔

مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا ؕ

جن لوگوں کو تورات پر عمل کرنے کا حکم دیا گیا پھر انہوں نے اس پر عمل نہیں کیا ان کی مثال اس گدھے کی سی ہے

بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ؕ وَ اللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝۵

جو بہت سی کتابیں لادے ہو، اللہ کی باتوں کو جھٹلانے والوں کی بڑی بری مثال ہے اور اللہ (ایسی) ظالم قوم کو ہدایت نہیں دیتا،

قُلْ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ هَادُوْۤا اِنْ زَعَمْتُمْ اَنَّكُمْ اَوْلِيَآءُ لِلّٰهِ مِنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ

کہہ دیجئے کہ اے یہودیو! اگر تمہارا دعویٰ ہے کہ تم اللہ کے دوست ہو دوسرے لوگوں کے سوا تو تم موت کی تمنا کرو

اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝۶ وَ لَا يَتَمَنَّوْنَهٗۤ اَبَدًۢا بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ؕ وَ اللّٰهُ

اگر تم سچے ہو، یہ کبھی بھی موت کی تمنا نہ کریں گے بوجہ ان اعمال کے جو اپنے آگے اپنے ہاتھوں بھیج رکھے ہیں اور اللہ

عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ۝۷ قُلْ اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِيْ تَفِرُّوْنَ مِنْهُ فَاِنَّهٗ مُلٰقِيْكُمْ ثُمَّ

ظالموں کو خوب جانتا ہے، کہہ دیجئے کہ جس موت سے تم بھاگتے پھرتے ہو وہ تو تمہیں پہنچ کر رہے گی پھر تم سب چھپے

تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَ الشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝۸ ع (الجمعۃ ۵ تا ۸)

کھلے کے جاننے والے (اللہ) کی طرف لوٹائے جاؤ گے اور وہ تمہیں تمہارے کیے ہوئے تمام کام بتلا دے گا۔

اللہ تعالیٰ نے بے عمل یہودیوں کی مذمت بیان فرمائی کہ جن لوگوں کو توراۃ کا حامل بنایا گیا تھا اور ان کو حکم تھا کہ وہ تورات کی تعلیم حاصل کریں اور اس پر عمل کریں مگر انہوں نے اپنی ذمہ داری کو نہ سمجھا اور اسے پیٹھ پیچھے پھینک دیا اور اس پر عمل نہ کیا، اس لئے ان کی کوئی فضیلت نہیں بلکہ

ان یہودیوں کی مثال اس گدھے کی سی ہے جس کی کمر پر علمی کتابوں کا بوجھ ہو مگر فہم وشعور سے عاری ہونے کی وجہ سے وہ نہیں سمجھتا کہ اس پر کس طرح کا بوجھ ڈالا گیا ہے،اسی طرح فہم وشعور کا دعویٰ کرنے والے یہ یہودی ہیں جن کو تورات دی گئی تھی وہ اسے ظاہراً تو پڑھتے اور پڑھاتے ہیں مگر نہ اسے سمجھتے ہیں اور نہ ہی اس کے مقتضا پر عمل کرتے ہیں بلکہ بڑی جرات کے ساتھ دانستہ اللہ کے کلام میں تاویل وتحریف اور تغیر وتبدل سے کام لیتے ہیں،اس طرح یہ گدھے سے بھی بدتر ہیں،جیسے فرمایا

وَلَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ښ لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا ۡ وَلَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا ۡ وَلَهُمْ اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ بِهَا ۭ اُولٰۗىِٕكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ١٧٩ (١)

ترجمہ:اور یہ حقیقت ہے کہ بہت سے جن اور انسان ایسے ہیں جن کو ہم نے جہنم ہی کے لیے پیدا کیا ہے،ان کے پاس دل ہیں مگر وہ ان سے سوچتے نہیں،ان کے پاس آنکھیں ہیں مگر وہ ان سے دیکھتے نہیں،ان کے پاس کان ہیں مگر وہ ان سے سنتے نہیں،وہ جانوروں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ گئے گزرے،یہ وہ لوگ ہیں جو غفلت میں کھوئے گئے ہیں۔

اس سے بھی زیادہ بری مثال ان لوگوں کی ہے جنہوں نے محض اپنے بغض وعناد اور حسد وتکبر میں اللہ کی آیات کو جھٹلا دیا ہے،اللہ تعالیٰ ایسے ظالموں کو ہدایت عطا نہیں کرتا،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ تَكَلَّمَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ، فَهُوَ كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ أَسْفَارًا، وَالَّذِي يَقُولُ لَهُ: أَنْصِتْ، لَيْسَ لَهُ جُمُعَةٌ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جمعہ کے دن امام کے خطبہ ارشاد کرنے کے دوران بات کرے اس کی مثال اس گدھے کی سی ہے جو اپنی کمر کتابیں اٹھائے ہوئے ہو اور اسے یہ کہے چپ رہ اس کا بھی جمعہ جاتا رہا۔(٢)

یہود ونصاریٰ کا دعویٰ تھا کہ وہ اللہ کے بیٹے اور اللہ کے پسندیدہ ہیں،جیسے فرمایا

وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصٰرٰى نَحْنُ اَبْنٰۗؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّاۗؤُهٗ ... ١٨ (٣)

ترجمہ:یہود اور نصاریٰ کہتے ہیں کہ ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے چہیتے ہیں۔

اور کیونکہ ہم اللہ تعالیٰ کی برگزیدہ مخلوق ہیں اس لئے جنت میں صرف یہود ونصاریٰ ہی داخل ہوں ہوں،جیسے فرمایا

وَقَالُوْا لَنْ يَّدْخُلَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ كَانَ هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى ... ١١١ (٤)

ترجمہ:ان کا کہنا ہے کہ کوئی شخص جنت میں نہ جائے گا جب تک کہ وہ یہودی نہ ہو یا (عیسائیوں کے خیال کے مطابق) عیسائی نہ ہو۔

---

(١) الاعراف١٧٩

(٢) مسنداحمد٢٠٣٣،مصنف ابن ابی شیبۃ٥٣٠٥، مسندالبزار٥٣٤٥

(٣) المائدۃ١٨

(٤) البقرۃ١١١

اور یہ بھی ان کا دعویٰ ہے کہ اگر ہمیں جہنم میں جانا بھی پڑا تو وہ محض دن کے لئے جائیں گے، جیسے فرمایا

وَقَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَيَّامًا مَّعْدُوْدَةً... ﴿٨٠﴾ [1]

ترجمہ: وہ کہتے ہیں کہ دوزخ کی آگ ہمیں ہر گز چھونے والی نہیں الایہ کہ چند روز کی سزا مل جائے تو مل جائے۔

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ... ﴿٢٤﴾ [2]

ترجمہ: اُن کا یہ طرزِ عمل اس وجہ سے ہے کہ وہ کہتے ہیں آتشِ دوزخ تو ہمیں مس تک نہ کرے گی اور اگر دوزخ کی سزا ہم کو ملے گی بھی تو بس چند روز۔

اللہ تعالیٰ نے ان کی اس خام خیالی پر فرمایا اے محمد ﷺ! ان سے کہو اے لوگو! جو اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ دین اسلام کو چھوڑ کر یہودی بن گئے ہو اگر تمہیں یہ گھمنڈ ہے کہ باقی سب لوگوں کو چھوڑ کر بس تم ہی اللہ کے چہیتے ہو اور اگر تم اپنے زعم میں سچے ہو تو موت کی تمنا کرو تا کہ تم جلد از جلد لازوال انواع واقسام کی نعمتوں بھری جنت میں داخل ہو سکو اور وہاں تمہیں اعزاز واکرام حاصل ہو لیکن یہ ہماری پشیین گوئی ہے کہ یہ خواہ کیسے ہی لمبے چوڑے دعوے کریں اپنے کفر، فسق وفجور، ظالم ونافرمانی اور اللہ تعالیٰ کی منزل کتاب تورات میں تحریف وتغیر کے سبب ہر گز موت کی تمنا نہیں کریں گے بلکہ تم انہیں مشرکین سے بھی زیادہ جینے کا حریص پاؤ گے خواہ وہ کیسی ہی زندگی ہو، جیسے فرمایا

وَلَتَجِدَنَّهُمْ اَحْرَصَ النَّاسِ عَلٰى حَيٰوةٍ ۚ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ۚ يَوَدُّ اَحَدُهُمْ لَوْ يُعَمَّرُ اَلْفَ سَنَةٍ ۚ وَمَا هُوَ بِمُزَحْزِحِهٖ مِنَ الْعَذَابِ اَنْ يُّعَمَّرَ ۭ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ﴿٩٦﴾ [3]

ترجمہ: تم انہیں سب سے بڑھ کر جینے کا حریص پاؤ گے حتی کہ یہ اس معاملے میں مشرکوں سے بھی بڑھے ہوئے ہیں، ان میں سے ایک ایک شخص یہ چاہتا ہے کہ کسی طرح ہزار برس جیے، حالانکہ لمبی عمر بہر حال اُسے عذاب سے تو دور نہیں پھینک سکتی، جیسے کچھ اعمال یہ کر رہے ہیں اللہ تو انہیں دیکھ ہی رہا ہے۔

اور اللہ ان ظالموں کو خوب جانتا ہے،

إِنْ كُنْتُمْ تَزْعُمُونَ أَنَّكُمْ عَلَى هُدًى، وَأَنَّ مُحَمَّدًا وَأَصْحَابَهُ عَلَى ضَلَالَةٍ، فَادْعُوا بِالْمَوْتِ عَلَى الضَّالِّ مِنَ الْفِئَتَيْنِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ فِيمَا تَزْعُمُونَهُ

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں اے یہودیو! اگر تمہارا یہ دعویٰ ہے کہ تم حق پر ہو اور محمد ﷺ اور ان کے اصحاب گمراہی پر ہیں تو آؤ اور یہ دعا مانگو کہ ہم دونوں گروہوں میں جو گمراہی پر ہو اللہ اسے موت دے دے۔ [4]

---

[1] البقرة۸۰

[2] آل عمران۲۴

[3] البقرة۹۶

[4] تفسیرابن کثیر۱۱۸؍۸

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ أَبُو جَهْلٍ لَعَنَهُ اللهُ: إِنْ رأيتُ مُحَمَّدًا عِنْدَ الْكَعْبَةِ لآتينّه حَتَّى أَطَأَ عَلَى عُنُقه،قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:لَوْ فَعَلَ لأخذَته الْمَلَائِكَةُ عِيَانًا وَلَوْ أَنَّ الْيَهُودَ تَمَنَّوا الْمَوْتَ لَمَاتُوا وَرَأَوْا مَقَاعِدَهُمْ مِنَ النَّارِ وَلَوْ خَرَجَ الَّذِينَ يُباهلون رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَرَجَعُوا لَا يَجِدُونَ مَالًا وَلَا أَهْلًا

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے ابو جہل، اللہ اس پر لعنت فرمائے نے بڑے دبدبہ سے کہا کہ اگر میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو کعبہ کے پاس بھی دیکھ لوں گا تو اس کی گردن ناپوں گا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ خبر سنی تو فرمایا اگر یہ ایسا کرتا تو فرشتے اسے پکڑ لیتے اور سب لوگ دیکھتے، اور اگر یہودی میرے مقابلہ پر آ کر موت طلب کرتے تو یقیناً انہیں موت آ جاتی اور وہ جہنم میں اپنی جگہ دیکھ لیتے، اور اگر لوگ مباہلہ کے لئے نکلتے تو لوٹ کر اپنے اہل و مال کو ہرگز نہ پاتے۔ [1]

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! ان سے کہو جس موت سے تم بھاگتے ہو وہ تو ایک وقت مقررہ پر تمہیں آ کر رہے گی، جیسے فرمایا

اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِيْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ... ۷۸ [2]

ترجمہ: رہی موت تو جہاں بھی تم ہو وہ بہر حال تمہیں آ کر رہے گی خواہ تم کیسی ہی مضبوط عمارتوں میں ہو۔

ایک مقام پر فرمایا

قُلْ لَّنْ يَّنْفَعَكُمُ الْفِرَارُ اِنْ فَرَرْتُمْ مِّنَ الْمَوْتِ اَوِ الْقَتْلِ وَاِذًا لَّا تُمَتَّعُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۱۶ [3]

ترجمہ: اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! ان سے کہو اگر تم موت یا قتل سے بھاگو تو یہ بھاگنا تمہارے لیے کچھ بھی نفع بخش نہ ہو گا اس کے بعد زندگی کے مزے لوٹنے کا تھوڑا ہی موقع تمہیں مل سکے گا۔

عَنْ سَمُرَةَ بِنِ جُنْدُبٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَثَلُ الَّذِي يَفِرُّ مِنَ الْمَوْتِ كَمَثَلِ الثَّعْلَبِ، تَطْلُبُهُ الْأَرْضُ بِدَيْنٍ، فَجَعَلَ يَسْعَى , حَتَّى إِذَا أَعْيَى وَانْتَهَرَ دَخَلَ جُحْرَهُ، فَقَالَتْ لَهُ الْأَرْضُ: يَا ثَعْلَبُ , دَيْنِي؟ فَخَرَجَ، وَلَهُ حُصَاصٌ، فَلَمْ يَزَلْ كَذَلِكَ حَتَّى تَقَطَّعَتْ عُنُقُهُ , فَمَاتَ

سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا موت سے بھاگنے والے کی مثال ایسی ہے جیسے ایک لومڑی ہو جس پر زمین کا کچھ قرض ہو اور وہ اس خوف سے کہ کہیں یہ مجھ سے اپنا قرض نہ مانگ بیٹھے بھاگتے بھاگتے جب تھک جائے تو ایک بھٹ میں گھس جائے، جہاں وہ گھسی اور وہیں زمین نے پھر اس سے تقاضا کیا کہ اے لومڑی میرا قرض ادا کر، وہ لومڑی وہاں سے بھی دم دبا کر تیزی سے بھاگی اور آخر یونہی بھاگتے بھاگتے ہلاک ہو گئی۔ [4]

---

[1] مسند احمد ۲۲۲۵

[2] النساء ۷۸

[3] الاحزاب ۱۶

[4] معجم الکبیر للطبرانی ۶۹۲۲

پھر تم میدان محشر میں اللہ مالک یوم الدین کی بارگاہ میں جو پوشیدہ وظاہر کا جاننے والا ہے اپنے اعمال کی جواب دہی کے لئے فرداً فرداً پیش کیے جاؤ گے اس وقت وہ تمہیں بتادے گا کہ تم دنیا کی چند روزہ زندگی میں کیا اچھے برے اور قلیل وکثیر اعمال کرتے رہے ہو۔

تربیت:

عَنْ أَبِي مُوسَى الأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: لَمَّا غَزَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ، أَوْ قَالَ: لَمَّا تَوَجَّهَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَشْرَفَ النَّاسُ عَلَى وَادٍ، فَرَفَعُوا أَصْوَاتَهُمْ بِالتَّكْبِيرِ: اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ، لاَ إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ارْبَعُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ، إِنَّكُمْ لاَ تَدْعُونَ أَصَمَّ وَلاَ غَائِبًا، إِنَّكُمْ تَدْعُونَ سَمِيعًا قَرِيبًا وَهُوَ مَعَكُمْ

ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (خیبر کی طرف) روانہ ہوئے (بعض روایات میں ہے واپسی میں مدینہ منورہ کے قریب پہنچے) تو (راستے میں) لوگ ایک وادی میں پہنچے اور بلند آواز سے تکبیر کہنے لگے اللہ اکبر، اللہ اکبر، لاالٰہ الا اللہ (اللہ سب سے بلند وبرتر ہے، اللہ سب سے بلند وبرتر ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں) کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم شور وغل اور بلند آواز کو پسند نہیں فرماتے تھے اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے نفسوں پر رحم کرو تم کسی بہرے وجود کو نہیں پکار رہے جسے تم پکار رہے ہو وہ سب سے زیادہ سننے والا اور تمہارے نزدیک ہے بلکہ وہ تمہارے ساتھ ہے۔ [1]

یعنی ذکر الٰہی کے لیے چیخنے چلانے کی ضرورت نہیں ہے، نام نہاد صوفیوں میں ذکر بالجہر کا ایک وظیفہ مروج ہے، زور زور سے کلمہ کی ضرب لگاتے ہیں، اس قدر چیخ کر کہ سننے والوں کے کان کھڑے ہو جاتے ہیں اس حدیث سے ان کی مذمت ثابت ہوتی ہے، اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

...وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذَٰلِكَ سَبِيلًا [2]

ترجمہ: اور اپنی نماز نہ بہت زیادہ بلند آواز سے پڑھو اور نہ بہت پست آواز سے، ان دونوں کے درمیان اَوسط درجے کا لہجہ اختیار کرو۔

عَنْ أَبِي مُوسَى الأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ:وَأَنَا خَلْفَ دَابَّةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَسَمِعَنِي وَأَنَا أَقُولُ: لاَ حَوْلَ وَلاَ قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ، فَقَالَ لِي :يَا عَبْدَ اللهِ بْنَ قَيْسٍ،قُلْتُ: لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ، قَالَ:أَلاَ أَدُلُّكَ عَلَى كَلِمَةٍ مِنْ كَنْزٍ مِنْ كُنُوزِ الجَنَّةِ،قُلْتُ: بَلَى يَا رَسُولَ اللهِ، فَدَاكَ أَبِي وَأُمِّي،قَالَ:لاَ حَوْلَ وَلاَ قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ

عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ (ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ) کا بیان ہے میں آپ کی سواری کے پیچھے چل رہا تھا اور لاَ حَوْلَ وَلاَ قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ پڑھتا جاتا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کلمات سن لئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ! میں نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوں، آپ نے فرمایا کیا میں تمہیں ایک ایسا کلمہ نہ بتادوں جو جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے؟ میں نے عرض کیا اے اللہ

[1] صحیح بخاری كِتَابُ المَغَازِي بَابُ غَزْوَةِ خَيْبَرَ۴۲۰۵

[2] بنی اسرائیل ۱۱۰

کے رسول ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں ضرور بتلائیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ کلمہ یہی ہے لاَ حَوْلَ وَلاَ قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ یعنی گناہوں سے بچنا اور نیکی کرنا یہ اسی وقت ممکن ہے جب اللہ کی مدد شامل حال ہو۔ [١]

سنن ابوداود میں یہ الفاظ ہیں

يَا أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّكُمْ لَا تَدْعُونَ أَصَمَّ، وَلَا غَائِبًا، إِنَّ الَّذِي تَدْعُونَهُ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ أَعْنَاقِ رِكَابِكُمْ

اے لوگو! تم کسی بہرے یا غائب کو نہیں پکار رہے ہو، بے شک جسے تم پکارتے ہو وہ تمہارے اور تمہاری سواریوں کی گردنوں کے درمیان (نہایت قریب ہے، لہٰذا چیخنے چلانے کی ضرورت نہیں) ہے۔ [٢]

حكم الألباني : صحيح ق دون قوله إِنَّ الَّذِي تَدْعُونَهُ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ أَعْنَاقِ رِكَابِكُمْ وهو منكر

شیخ البانی رحمہ اللہ کے نزدیک اس میں ’’بے شک جسے تم پکارتے ہو وہ تمہارے اور تمہاری سواریوں کی گردنوں کے درمیان (نہایت قریب) ہے۔‘‘ کے الفاظ منکر (ضعیف) ہیں۔

ام المومنین زینب رضی اللہ عنہا بنت حیی بن اخطب سے شادی

فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللهِ: اخْتَارِي. فَإِنِ اخْتَرْتِ الإِسْلامَ أَمْسَكْتُكِ لِنَفْسِي وَإِنِ اخْتَرْتِ الْيَهُودِيَّةَ فَعَسَى أَنْ أُعْتِقَكِ فَتَلْحَقِي بِقَوْمِكِ، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ لَقَدْ هَوِيتُ الإِسْلامَ وَصَدَّقْتُ بِكَ قَبْلَ أَنْ تَدْعُوَنِي حَيْثُ صِرْتُ إِلَى رَحْلِكَ وَمَا لِي فِي الْيَهُودِيَّةِ أَرَبٌ وَمَا لِي فِيهَا وَالِدٌ وَلا أَخٌ. وَخَيَّرْتَنِي الْكُفْرَ وَالإِسْلامَ فَاللهُ وَرَسُولُهُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنَ الْعِتْقِ وَأَنْ أَرْجِعَ إِلَى قَوْمِي،قَالَ:فَأَعْتَقَهَا فَتَزَوَّجَهَا وَجَعَلَ عِتْقَهَا مَهْرَهَا

زینب بنت حیی خادم خاص انس رضی اللہ عنہ کی والدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کے ساتھ مدینہ منورہ کی طرف سفر کر رہی تھیں سد صہباء پہنچ کر آپ ﷺ نے انہیں (ام المومنین جویریہ کی طرح ان کی خاندانی عزت و وجاہت اور ہارون علیہ السلام کی ذریت میں سے ہونے کے شرف کو ملحوظ رکھ کر) آزاد فرما دیا اور اس کی تکریم کی خاطر اسے تمام قیدیوں کے درمیان مطلق اختیار دیا کہ وہ دو راستوں میں سے جس کو چاہئے اختیار کر لے چاہئے تو یہودیت پر قائم رہ کر اپنے خاندان کے پاس چلی جائے اور چاہئے تو اسلام قبول کر لے اور اپنی مرضی سے رسول اللہ ﷺ کی زوجیت میں آجائے، اسیری کے چند دنوں میں زینب نے رسول اللہ ﷺ کے پاکیزہ اور پسندیدہ اطوار اور اسلام کی عبادات کا بغور جائزہ لے لیا تھا، اللہ تعالیٰ نے اس کے دل میں اسلام کی محبت ڈال دی، چنانچہ انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! میں اسلام قبول کرتی ہوں آپ کی دعوت سے پہلے ہی آپ کو سچا مانتی تھی اب میرے گھر میں آ گئی ہو تو یہودیت میں اب میرا کوئی نہیں رہا نہ والد اور نہ بھائی اور آپ نے مجھے اسلام و کفر

[١] صحيح بخارى كتاب المغازى بَابُ غَزْوَةِ خَيْبَرَ عن ابى موسىٰ ٤٢٠٥، صحيح مسلم كتاب الذِّكْرِ وَالدُّعَاءِ وَالتَّوْبَةِ وَالِاسْتِغْفَارِ بَابُ اسْتِحْبَابِ خَفْضِ الصَّوْتِ بِالذِّكْرِ ٦٨٦٢،جامع ترمذى ابواب الدعوات بَاب مَا جَاءَ فِي فَضْلِ التَّسْبِيحِ وَالتَّكْبِيرِ وَالتَّهْلِيلِ وَالتَّحْمِيدِ ٣٤٦١،مسند احمد ١٩٧٤٥

[٢] سنن ابوداودكتاب الوتر بَابٌ فِي الِاسْتِغْفَارِ ١٥٢٦

کے مابین بھی اختیار دے دیا ہے پس مجھے تو اللہ اور اس کے رسول کی محبت میری آزادی پر مقدم ہے لہٰذا اب میں اپنی قوم کیسے جاؤں، چنانچہ آپ ﷺ نے زینب بنت حیی کی آزادی کو ان کا مہر قرار دے کر ان سے شادی کر لی۔ [1]

اور ان کا نام زینب سے بدل کر صفیہ رکھ دیا

فَخَرَجَ بِهَا حَتَّى بَلَغَ بِهَا سُدَّ الصَّهْبَاءِ حَلَّتْ

جب رسول اللہ ﷺ سد صہباء پر پہنچے تو زینب بنت حیی حیض سے پاک ہو گئیں۔ [2] جَهَّزَتْهَا لَهُ أُمُّ سُلَيْمٍ، فَأَهْدَتْهَا لَهُ مِنَ اللَّيْلِ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی والدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے انہیں آپ ﷺ کے لئے تیار کیا اور رات کو آپ کے پاس رخصت کر دیا [3]

فَأُتِيَ بِهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِهَا أَثَرٌ مِنْهُ، فَسَأَلَهَا مَا هُوَ؟قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ، أُرِيتُ قَبْلَ قُدُومِكَ عَلَيْنَا كَأَنَّ الْقَمَرَ زَالَ مِنْ مَكَانِهِ فَسَقَطَ فِي حِجْرِي، وَلَا وَاللهِ مَا أَذْكُرُ مِنْ شَأْنِكَ شَيْئًا فَقَصَصْتُهَا عَلَى زَوْجِي فَلَطَمَ وَجْهِي وَقَالَ: تَمَنَّيْنَ هَذَا الْمَلِكَ الَّذِي بِالْمَدِينَةِ

اس موقع پر آپ نے ان کے چہرے پر ایک نیل دیکھا تو آپ نے ام المومنین صفیہ رضی اللہ عنہا سے دریافت فرمایا کہ آپ کے چہرے پر ضرب کا یہ کیسا نشان ہے؟ انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ کے خیبر پہنچنے سے قبل میں نے ایک خواب دیکھا تھا کہ چاند اپنی جگہ سے ٹوٹ کر میری آغوش میں آ گرا ہے، اللہ کی قسم! مجھے آپ کے معاملے کا کوئی تصور بھی نہ تھا، میں نے یہ خواب اپنے شوہر کو سنایا تو اس نے میرے چہرے پر ایک زوردار تھپڑ مارتے ہوئے کہا تم مدینہ کے بادشاہ کی آرزو کرتی ہو۔ [4]

فَبَاتَ بِهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي قُبَّةٍ لَهُ،فَقَصَصْتُهَا عَلَى زَوْجِي فَلَطَمَ وَجْهِي وَبَاتَ أَبُو أَيُّوبَ خَالِدُ بْنُ زَيْدٍ، أَخُو بَنِي النَّجَّارِ مُتَوَشِّحًا سَيْفَهُ، يَحْرُسُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَيُطِيفُ بِالْقُبَّةِ،حَتَّى أَصْبَحَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا رَأَى مَكَانَهُ قَالَ: مَالك يَا أَبَا أَيُّوبَ؟قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، خِفْتُ عَلَيْكَ مِنْ هَذِهِ الْمَرْأَةِ، وَكَانَتْ امْرَأَةً قَدْ قَتَلْتَ أَبَاهَا وَزَوْجَهَا وَقَوْمَهَا وَكَانَتْ حَدِيثَةَ عَهْدٍ بِكُفْرٍ، فَخِفْتُهَا عَلَيْكَ،فَزَعَمُوا أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: اللهم احْفَظْ أَبَا أَيُّوبَ كَمَا بَاتَ يَحْفَظُنِي

اور رات کو رسول اللہ ﷺ ان کے ساتھ ایک خیمہ میں رہے جب خواب اپنے شوہر کے سامنے بیان کیا تو انہوں نے مجھے تھپڑ رسید کر دیا، اور ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ تلوار لئے ہوئے رات بھر آپ ﷺ کے خیمہ کے گرد پہرا دیتے رہے، صبح کو رسول اللہ ﷺ نے ان کو دیکھا تو فرمایا اے ابو ایوب رضی اللہ عنہ! تم نے کس لئے تکلیف کی؟ ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھے اس عورت سے رسول

---

[1] ابن سعد ۹۶،۹۷/۸،مغازی واقدی ۷۰۷/۲

[2] البداية والنهاية ۲۲۳/۴،صحيح بخاری كتاب المغازی بَابُ غَزْوَةِ خَيْبَرَ ۴۲۱۱

[3]۔ صحيح مسلم كتاب النكاح بَابُ فَضِيلَةِ إِعْتَاقِهِ أَمَتَهُ، ثُمَّ يَتَزَوَّجُهَا ۳۴۹۷

[4] ابن ہشام ۳۳۶/۲،زادالمعاد ۲۹۰/۳

اللہ ﷺ کے حق میں خوف تھا کیونکہ اس عورت کا باپ اور خاوند اور ساری قوم قتل ہوئی ہے، اور یہ عورت نومسلم ہے اس سبب سے مجھے اس کی طرف سے اندیشہ تھا، رسول اللہ ﷺ نے ابو ایوب رضی اللہ عنہ کے حق میں دعا فرمائی اے اللہ! جیسے ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے رات بھر میری حفاظت کی ہے تو اس کی ہمیشہ حفاظت فرمائیو۔ [1]

ام المومنین صفیہ رضی اللہ عنہا کا ولیمہ:

فَقَالَ: مَنْ كَانَ عِنْدَهُ شَيْءٌ فَلْيَجِئْ بِهِ، فَحُصِتَ الْأَرْضُ أَفَاحِيصَ، وَجِيءَ بِالْأَنْطَاعِ، فَوُضِعَتْ فِيهَا ثُمَّ جِيءَ بِالْأَقِطِ وَالسَّمْنِ وَالتَّمْرِ ثُمَّ صَنَعَ حَيْسًا ثُمَّ قَالَ لِي: آذِنْ مَنْ حَوْلَكَ، فَشَبِعَ النَّاسُ

دوسری صبح رسول اللہ ﷺ نے ام المومنین صفیہ رضی اللہ عنہا کا ولیمہ کیا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا جس کے پاس جو کچھ ہو وہ لے آئے، زمین میں کئی گڑھے کھودے گئے اور اس میں چمڑے کا دستر خوان بچھا دیا گیا، کوئی کھجور لایا، کوئی پنیر لایا اور کوئی گھی لایا اور پھر ان چیزوں کا مالیدہ تیار کیا گیا، اور آپ ﷺ نے انس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آس پاس کے چند آدمی بلالاؤ چنانچہ وہ تعمیل حکم میں چند صحابہ رضی اللہ عنہم کو ولیمہ کی دعوت کھانے کے لئے بلالائے، سب لوگوں نے سیر ہو کر کھانا کھایا۔ [2]

أَقَامَ عَلَى صَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيٍّ بِطَرِيقِ خَيْبَرَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ

پھر خیبر کے راستے میں تین روز تک عروسی کے طور پر ان کے پاس قیام فرمایا۔ [3]

ثُمَّ خَرَجْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَوِّي لَهَا وَرَاءَهُ بِعَبَاءَةٍ ثُمَّ يَجْلِسُ عِنْدَ بَعِيرِهِ، فَيَضَعُ رُكْبَتَهُ وَتَضَعُ صَفِيَّةُ رِجْلَهَا عَلَى رُكْبَتِهِ حَتَّى تَرْكَبَ (دَفَعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَدَفَعْنَا، قَالَ: فَعَثَرَتِ النَّاقَةُ الْعَضْبَاءُ، وَنَدَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَنَدَرَتْ، فَقَامَ فَسَتَرَهَا) فَاقْتَحَمَ أَبُو طَلْحَةَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ جَعَلَنِي اللهُ فِدَاءَكَ، قَالَ: لَا. عَلَيْكَ بِالْمَرْأَةِ، فَقَلَبَ ثَوْبًا عَلَى وَجْهِهِ، وَأَتَاهَا، فَأَلْقَاهُ عَلَيْهَا حَتَّى قَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَسَتَرَهَا، وَأَصْلَحَ لَهُمَا مَرْكَبَهُمَا، فَرَكِبَا وَاكْتَنَفْنَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (قَالَ: فَلَيْسَ أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ يَنْظُرُ إِلَيْهِ، وَلَا إِلَيْهَا، حَتَّى قَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَسَتَرَهَا، قَالَ: فَأَتَيْنَاهُ)

جب آپ ﷺ مدینہ منورہ روانہ ہونے لگے تو آپ نے ام المومنین صفیہ رضی اللہ عنہا کو اپنی عبا اوڑھ دی، اونٹنی پر بیٹھنے کے لئے اپنے پیچھے جگہ بنائی اور آپ نے ان کے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان پردہ کھینچ دیا جب ام المومنین صفیہ رضی اللہ عنہا اونٹنی پر سوار ہوتیں تو رسول اللہ ﷺ اونٹنی کے پاس بیٹھ جاتے اپنا گھٹنا رکھ دیتے پھر ام المومنین صفیہ رضی اللہ عنہا اپنا پیر آپ کے گھٹنے پر رکھ کر سوار ہو جاتیں، مدینہ منورہ کے قریب پہنچ کر آپ نے اپنی اونٹنی عضباء کو تیزی کے ساتھ دوڑایا، تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی اپنی سواریوں کو دوڑایا، اتفاقاً آپ کی اونٹنی نے ٹھوکر کھائی

[1] ابن ہشام ۲٫۳۳۹، البداية والنهاية ۴٫۲۴۲

[2] صحيح مسلم كتاب النكاح بَابُ فَضِيلَةِ إِعْتَاقِهِ أَمَتَهُ، ثُمَّ يَتَزَوَّجُهَا ۳۵۰۰، ۳۴۹۷، ابن سعد ۲٫۸۹، البداية والنهاية ۴٫۲۲۳

[3] صحيح بخارى كتاب المغازى بَابُ غَزْوَةِ خَيْبَرَ ۴۲۱۲، ۴۲۱۱، البداية والنهاية ۴٫۲۲۳

اور آپ ﷺ اور صفیہ رضی اللہ عنہا اس پر سے گر پڑے، ابوطلحہ رضی اللہ عنہ فوراً اپنی سواری سے اترے اور کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! اللہ مجھے آپ پر سے قربان کرے چوٹ تو نہیں آئی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نہیں، پہلے خاتون کو سنبھالو، ابوطلحہ رضی اللہ عنہ اپنے منہ پر کپڑا ڈال کر صفیہ رضی اللہ عنہا کی طرف گئے اور وہ کپڑا ان پر ڈال دیا، اتنے میں رسول اللہ ﷺ بھی جلدی سے کھڑے ہو گئے اور صفیہ رضی اللہ عنہا پر پردہ تان دیا، اس کے بعد دونوں حضرات کی سواری درست کی جب آپ پالان اونٹنی پر سوار ہو گئے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کے چاروں طرف جمع ہو گئے، اس سے پہلے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ادباً آپ ﷺ کی اور صفیہ رضی اللہ عنہا کی طرف نظر نہیں کی کیونکہ نظر پڑنے سے پہلے ہی آپ نے صفیہ کو پردے میں کر لیا تھا پھر آپ ان کے ساتھ آگے روانہ ہوئے۔[1]

خط کشیدہ الفاظ صحیح مسلم میں ہیں، ابوطلحہ کی گفتگو صحیح مسلم میں نہیں ہے)

کیونکہ وہ اپنی قوم کی ایک معزز عورت تھیں اس لئے رسول اللہ ﷺ اس کا بے حد عزت و احترام کرتے اور ملاطفت سے پیش آتے تھے، اور دوسری بیویوں کے درمیان برابری کا درجہ دیتے تھے

عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: بَلَغَ صَفِيَّةَ أَنَّ حَفْصَةَ، قَالَتْ: بِنْتُ يَهُودِيٍّ، فَبَكَتْ، فَدَخَلَ عَلَيْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ تَبْكِي، فَقَالَ: مَا يُبْكِيكِ؟ فَقَالَتْ: قَالَتْ لِي حَفْصَةُ: إِنِّي بِنْتُ يَهُودِيٍّ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَإِنَّكِ لَابْنَةُ نَبِيٍّ، وَإِنَّ عَمَّكِ لَنَبِيٌّ، وَإِنَّكِ لَتَحْتَ نَبِيٍّ

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ام المومنین صفیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی دوسری بیویوں سے ملتی تو وہ مجھ پر فخر کا اظہار کرتیں اور اے یہودی کی بیٹی کہہ کر مخاطب ہوتیں، ایک دن آپ ﷺ میرے پاس آئے تو میں رو رہی تھی نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور میں رو رہی تھی آپ نے دریافت فرمایا تم کیوں رو رہی ہو؟ میں نے جواب دیا کہ آپ کی بیویاں مجھ پر فخر کا اظہار کرتیں ہیں اور مجھے یہودی کی بیٹی کہہ کر پکارتیں ہیں، یہ سن کر رسول اللہ ﷺ کو بہت غصہ آیا اور آپ ﷺ نے فرمایا جب تجھے وہ یہ بات کہیں یا تجھ پر فخر کا اظہار کریں تو انہیں کہنا کہ ہارون علیہ السلام میرا باپ ہے اور موسیٰ علیہ السلام میرا چچا ہے محمد ﷺ میرے شوہر ہیں۔[2]

یزدگرد کی تین بیٹیوں پر تبصرہ، ایک ضعیف روایت:

ایک روایت ہے کہ جب ایران فتح ہوا اور دوسری بہت سی ایرانی عورتوں کے ساتھ یزدگرد کسریٰ کی تین بیٹیاں بھی مدینہ لائیں گئیں تو خلیفہ دوم سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سیدنا علی علیہ السلام کے مشورہ پر یزدگرد کسریٰ کی تین بیٹیوں کی قیمت ڈالی گئی اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے انہیں خرید کر آزاد فرما دیا اور ان کی تکریم و دلجوئی کے لئے ایک کی حسین رضی اللہ عنہ سے دوسری کی محمد بن ابی بکر سے اور تیسری کی عبداللہ بن عمر سے

[1] صحیح بخاری بَابُ فَضْلِ الجِهَادِ وَالسِّيَرِبَابُ مَنْ غَزَا بِصَبِيٍّ لِلْخِدْمَةِ ۲۸۹۳، وبَابُ مَا يَقُولُ إِذَا رَجَعَ مِنَ الغَزْوِ؟ ۳۰۸۵، وکتاب المغازی بَابُ غَزْوَةِ خَيْبَرَ ۴۲۱۱، وکتاب البیوع بَابٌ هَلْ يُسَافِرُ بِالْجَارِيَةِ قَبْلَ أَنْ يَسْتَبْرِئَهَا ۲۲۳۵، صحیح مسلم کتاب النکاح بَابُ فَضِيلَةِ إِعْتَاقِهِ أَمَتَهُ، ثُمَّ يَتَزَوَّجُهَا ۳۵۰۱، ابن سعد ۸٫۹۷، السیرۃ النبویۃ لابن کثیر ۳٫۳۷۲

[2] جامع ترمذی ابواب المناقب بَابٌ فِي فَضْلِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۳۸۹۶، صحیح ابن حبان ۷۲۱۱، مسند احمد ۱۲۳۹۲

شادی کر دی اس شادی سے انہیں بڑی سعادت حاصل ہوئی، حسین کے ہاں ان کے بیٹے علی پیدا ہوئے جن کا لقب زین العابدین ہے، علی بن حسین کے بعد ہاشمی شجرہ کی تمام شاخوں کو کسریٰ کی بیٹی نے جنم دیا۔

فاجتمعوا على يزدجرد بن شهريار بن كسرى ابرويز، فملكوه عليهم، وهو يومئذ غلام ابن ست عشرة سنة

کسریٰ ایران شہریار کے بعد اسکا بیٹا یزدگرد تیرہ ہجری میں سولہ سال کی عمر میں تخت نشین ہوا۔ (۱)

اسی سال خلیفہ دوئم سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے خلافت سنبھالی اور اس کے دو سال بعد محرم چودہ ہجری میں جب مجاہدین اسلام ایران کے شہر قادسیہ پہنچے، اس وقت یزدگرد کی عمر اٹھارہ سال کی تھی،

فلما فتحها المسلمون أجمع يزدجرد بْن شهريار ملك فارس عَلَى الهرب فدلى من أبيض المدائن في زبيل مضى إِلَى حلوان

جب مسلمانوں نے قادسیہ فتح کیا تو فارس کے بادشاہ یزدگرد مقابلہ کرنے کے بجائے مدائن چھوڑ کر حلوان پہنچ گیا۔ (۲)

سولہ ہجری میں مدائن فتح ہوا اور مجاہدین یزدگرد کے پیچھے پیچھے حلوان کی طرف روانہ ہوئے، جب یزدگرد کو مجاہدین اسلام کے تعاقب کی خبر ہوئی تو وہ اپنے اہل وعیال کے ہمراہ خانقان، قم اور قاشان بھاگتا پھرا، سترہ ہجری میں فارس فتح ہوا آخر بیانوے ہجری میں جب اس کی عمر بتیس سال کی تھی وہ خراسان پہنچا، عبد اللہ بن عامر رضی اللہ عنہ اموی نے خراسان کو بھی فتح کرلیا، آخر تیس ہجری میں خلیفہ سوئم سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے عہد میں اس کا خاتمہ ہوگیا، دوسرے معنوں میں اسلام لشکر کو کسی مقام پر شاہی خاندان پر تسلط حاصل نہ سکا۔

○ آخر یزدگرد نے کب شادی کی اور کب اس کی جوان لڑکی پیدا ہوگئی، اور کب وہ گرفتار کر کے مدینہ منورہ لائی گئیں۔

جب سترہ ہجری میں فارس فتح ہوا اس وقت حسین بن علی رضی اللہ عنہ کی عمر دس سال کی تھی، کیا ان کی نابالغی میں ان کا نکاح کر دیا گیا تھا۔

○ اس دور میں لشکر کے ساتھ زخمیوں کی مرہم پٹی، دیکھ بھال اور امراء کی عیاشی کے لئے کچھ عورتیں ضرور ساتھ ہوتی تھیں مگر ان لشکروں میں مریضوں، زخمیوں کی خدمت یا امراء کی عیاشی کے لئے شہزادیاں ساتھ نہیں ہوتی تھیں۔

○ ی زدگرد کی اولاد میں سے خواہ وہ اس کی پوتی ہو یا نواسی ایک لڑکی کا پتہ چلتا ہے جس کا نام شریں دخت تھا، یہ خلافت بنی امیہ کے دور میں ولید بن عبد الملک بن مروان کی خلافت کے زمانے میں ترکستان سے گرفتار ہو کر آئی اور خلیفہ ولید بن عبد الملک کے حرم میں داخل ہوئی، جس سے ولید کا بیٹا یزید بن ولید بن عبد الملک بن مروان پیدا ہوا، جو ایک سو سترہ ہجری میں خلیفہ ہوا، شریں دخت کے علاوہ کوئی اور ایرانی لڑکی کسی اموی کے حرم میں نہیں رہی، علامہ ابن حزم نے جمهرة الانساب میں اس کی وضاحت کی ہے۔

○ امام زین العابدین کی والدہ کا نام سلافہ تھا جو ایک باندی تھیں، ابن حزم نے جمهرة الانساب میں ایک قول نقل کیا ہے کہ عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن ابی سرح اموی نے جب سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے عہد میں افریقہ پر حملہ کیا تو یہ سوڈان سے گرفتار ہو کر آئیں تھیں، اس لئے کوئی انہیں

(۱) الاخبار الطوال ۱۱۹

(۲) فتوح البلدان بلاذری ۲۵۸، الاخبار الطوال ۱۲۶

بربری اور کوئی سودانی قرار دیتا ہے لیکن نسلاً یہ سندھی تھیں۔

○ ایک روایت بحار الانوار سے پیش کی جاتی ہے کہ یہ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں عرب آئی تھیں، اس روایت کے راوی محمد بن یحیٰ صولی اور عون بن محمد الکندی ہیں، جن کا تذکرہ شیعہ کتب رجال میں کہیں نہیں ملتا، عون بن محمد مورخ تھے،

عون بن محمد الكندي اخباري ما حدث عنه سوى الصولي

ان سے سوائے محمد بن یحیٰ صولی کے اور کسی نے روایت نہیں لی۔ [1]

کتب اہل سنت میں اس کا تذکرہ اس طرح ہے

أبو أحمد بن أبي العشار يقول: أبو أحمد العسكري يكذب على الصولي مثل ما كان الصولي يكذب على الغلابي مثل ما كان الغلابي يكذب على سائر الناس

ابو احمد بن عشاء کے ذریعہ یہ خبر ملی ہے کہ ابو احمد عسکری کی طرف غلط روایات منسوب کرتا تھا، جس طرح محمد بن یحیٰ صولی خود غلابی کی طرف اغلاط کو نسبت دیتا تھا اور جس طرح غلابی تمام محدثین کی طرف خود غلط روایتیں بیان کرتا تھا۔ [2]

○ اصل میں یہ روایت زمخشری جس کا نام محمود بن عمر اور لقب جاء اللہ تھا نے ربیع الابرار میں لکھی ہے، ابن طولون نے امام زین العابدین کے حالات میں یہ روایت اس کے حوالہ سے نقل کر دی لیکن یہ محض غلط ہے۔

○ زمخشری کے علاوہ طبری، ابن الاثیر، یعقوبی، بلاذری اور ابن قتیبہ وغیرہ کسی نے اس واقعہ کو نہیں لکھا۔

نماز فجر کا فوت ہو جانا:

خیبر سے واپسی میں ایک رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر جاری رکھا آخر شب مدینہ منورہ کے قریب ایک وادی میں پہنچ کر آپ آرام کے لئے اتر پڑے

مَنْ رَجُلٌ يَحْفَظُ عَلَيْنَا الْفَجْرَ لَعَلَّنَا نَنَامُ؟ قَالَ بِلَالٌ: أَنَا يَا رَسُولَ اللهِ أَحْفَظُهُ عَلَيْكَ، فَنَزَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَنَزَلَ النَّاسُ فَنَامُوا وَقَامَ بِلَالٌ يُصَلِّي، فَصَلَّى مَا شَاءَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ يُصَلِّيَ، ثُمَّ اسْتَنَدَ إِلَى بَعِيرِهِ، وَاسْتَقْبَلَ الْفَجْرَ يَرْمُقُهُ، فَغَلَبَتْهُ عَيْنُهُ، فَنَامَ، فَلَمْ يَسْتَيْقِظْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَا بِلَالٌ، وَلَا أَحَدٌ مِنْ أَصْحَابِهِ، حَتَّى ضَرَبَتْهُمُ الشَّمْسُ، فَكَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَّلَهُمُ اسْتِيقَاظًا، فَفَزِعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: أَيْ بِلَالُ

اور فرمایا تم میں سے کون ہے جو ہماری حفاظت کرے اور ہمیں فجر میں بیدار کر دے شاید ہماری آنکھ لگ جائے، بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے

---

[1] لسان المیزان ۳۸۸/۴

[2] لسان المیزان ۴۲۸/۵

اللہ کے رسول ﷺ میں آپ کو فجر کے وقت بیدار کر دوں گا، چنانچہ آپ ﷺ اور دوسرے صحابہ بے فکر ہو کر سو گئے جبکہ بلال رضی اللہ عنہ نوافل پڑھنے کھڑے ہو گئے اور جب تک اللہ نے چاہا نماز پڑھتے رہے، پھر بلال رضی اللہ عنہ مشرق کی طرف منہ کر کے صبح کے انتظار میں اپنی کاٹھی سے سہارا لگا کر بیٹھ گئے اور نیند ان پر غالب ہو گئی، پھر نہ تو رسول اللہ ﷺ ہی جاگے اور نہ بلال رضی اللہ عنہ اور نہ آپ کے اصحاب میں سے کوئی اور شخص، جب یہاں تک کہ سورج کی شعاعیں آپ ﷺ پر پڑیں تو سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ گھبرا کر بیدار ہوئے اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو جگایا اور بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے بلال! یہ تم نے ہم سے کیا کیا؟

فَقَالَ بِلَالُ: أَخَذَ بِنَفْسِي الَّذِي أَخَذَ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللهِ - بِنَفْسِكَ، قَالَ: صَدَقْتُ، ثُمَّ قَالَ: هَذَا وَادٍ بِهِ شَيْطَانٌ، فَلَمَّا جَاوَزَهُ أَمَرَهُمْ أَنْ يَنْزِلُوا، وَأَنْ يَتَوَضَّئُوا ثُمَّ صَلَّى سُنَّةَ الْفَجْرِ، ثُمَّ أَمَرَ بلالا فَأَقَامَ الصَّلَاةَ، وَصَلَّى بِالنَّاسِ، ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَيْهِمْ، وَقَدْ رَأَى مِنْ فَزَعِهِمْ، وَقَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ اللهَ قَبَضَ أَرْوَاحَنَا وَلَوْ شَاءَ لَرَدَّهَا إِلَيْنَا فِي حِينٍ غَيْرِ هَذَا، فَإِذَا رَقَدَ أَحَدُكُمْ عَنِ الصَّلَاةِ أَوْ نَسِيَهَا، ثُمَّ فَزِعَ إِلَيْهَا فَلْيُصَلِّهَا كَمَا كَانَ يُصَلِّيهَا فِي وَقْتِهَا فَإِنَّ اللهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يَقُولُ أَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي

بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! میرے ماں باپ آپ پر قربان، میری روح بھی اس نے قبض کی جس نے آپ کی روح قبض کی تھی، فرمایا تم نے سچ کہا، پھر آپ اس وادی سے کوچ کرنے کا حکم دیا کہ یہاں شیطان ہے یہاں سے نکل کر آپ ﷺ نے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے وضو کیا، پھر آپ ﷺ نے فجر کی سنتیں ادا کیں اور بلال رضی اللہ عنہ کو اذان کا حکم دیا بلال رضی اللہ عنہ نے تکبیر کہی اور آپ ﷺ نے سب کو نماز پڑھائی، سلام کے بعد حاضرین کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا اے لوگو! اللہ نے ہماری ارواح قبض فرمائیں، اگر چاہتا تو اس وقت کے علاوہ کسی اور وقت انہیں لوٹاتا اس لئے جب تم میں سے کوئی نماز کے وقت سو جائے یا بھول جائے تو اسے چاہیے کہ اس طرح پڑھے جیسے وقت پر پڑھتا تھا، کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے ” میرے ذکر کے لئے نماز قائم کرو۔ “[1]

بعض کہتے ہیں کہ یہ واقعہ کسی اور سفر میں پیش آیا تھا۔

عَنْ عِمْرَانَ، قَالَ: كُنَّا فِي سَفَرٍ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَإِنَّا أَسْرَيْنَا حَتَّى كُنَّا فِي آخِرِ اللَّيْلِ، وَقَعْنَا وَقْعَةً، وَلاَ وَقْعَةَ أَحْلَى عِنْدَ المُسَافِرِ مِنْهَا، فَمَا أَيْقَظَنَا إِلَّا حَرُّ الشَّمْسِ، وَكَانَ أَوَّلَ مَنِ اسْتَيْقَظَ فُلاَنٌ، ثُمَّ فُلاَنٌ، ثُمَّ فُلاَنٌ - يُسَمِّيهِمْ أَبُو رَجَاءٍ فَنَسِيَ عَوْفٌ ثُمَّ عُمَرُ بْنُ الخَطَّابِ الرَّابِعُ، وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا نَامَ لَمْ يُوقَظْ حَتَّى يَكُونَ هُوَ يَسْتَيْقِظُ، لِأَنَّا لاَ نَدْرِي مَا يَحْدُثُ لَهُ فِي نَوْمِهِ، فَلَمَّا اسْتَيْقَظَ عُمَرُ وَرَأَى مَا أَصَابَ النَّاسَ وَكَانَ رَجُلًا

---

[1] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب الاذان ذھاب الوقت ٥٩٥ عن قتادہ، صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ بَابُ قَضَاءِ الصَّلَاةِ الْفَائِتَةِ، وَاسْتِحْبَابِ تَعْجِيلِ قَضَائِهَا عن ابوہریرہ ١٥٦٠، السنن الکبری للنسائی ١١٣٨٤، موطا امام مالک کتاب وُقُوت الصَّلَاةِ بَابُ النَّوْمِ عَنِ الصَّلَاةِ ٢٥ عن سعیدبن مسیب، مصنف ابن ابی شیبة ٤٧٥٤، مسند احمد ٢٢٦١١، صحیح ابن حبان ١٥٧٩، شرح السنة للبغوی ٤٣٨، ابن ہشام ٢/٣٤٠، زاد المعاد ٣/٣١٥

جَلِيدًا، فكَبَّرَ وَرَفَعَ صَوْتَهُ بِالتَّكْبِيرِ، فَمَا زَالَ يُكَبِّرُ وَيَرْفَعُ صَوْتَهُ بِالتَّكْبِيرِ حَتَّى اسْتَيْقَظَ بِصَوْتِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،

عمران رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ہم ایک سفر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے، ہم رات کو چلتے رہے، جب اخیر رات ہوئی تو اس وقت میں ہم ایک جگہ ٹھیر گئے اور (آپ جانتے ہیں) مسافر کے نزدیک اس سے زیادہ کوئی نیند شیریں نہیں ہوتی، ابھی ہم تھوڑا وقت سوئے تھے کہ ہمیں آفتاب کی گرمی نے بیدار کر دیا، سب سے پہلے جو بیدار ہوا، فلاں شخص تھا، پھر فلاں شخص، پھر فلاں شخص، ابو رجاء نے ان سب کے نام لیے تھے، مگر عوف بھول گئے، پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب جاگنے ہونے والوں میں چوتھے شخص تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب آرام فرماتے تو آپ کو کوئی بیدار نہ کرتا تھا جب تک کہ آپ خود بیدار نہ ہو جائیں کیونکہ ہم نہیں سمجھ سکتے تھے کہ آپ کے لئے آپ کے خواب میں کیا امور پیش آنے والے ہیں، مگر جب سیدنا عمر بیدار ہوئے، انہوں نے وہ حالت دیکھی، جو لوگوں پر طاری تھی اور وہ سخت مزاج آدمی تھے تو انہوں نے تکبیر کہی اور تکبیر کے ساتھ اپنے آواز بلند کرتے رہے یہاں تک کہ ان کی آواز کے وجہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے

فَلَمَّا اسْتَيْقَظَ شَكَوْا إِلَيْهِ الَّذِي أَصَابَهُمْ، قَالَ:لاَ ضَيْرَ أَوْ لاَ يَضِيرُ ارْتَحِلُوا، فَارْتَحَلَ، فَسَارَ غَيْرَ بَعِيدٍ، ثُمَّ نَزَلَ فَدَعَا بِالوَضُوءِ، فَتَوَضَّأَ، وَنُودِيَ بِالصَّلاَةِ، فَصَلَّى بِالنَّاسِ، فَلَمَّا انْفَتَلَ مِنْ صَلاَتِهِ إِذَا هُوَ بِرَجُلٍ مُعْتَزِلٍ لَمْ يُصَلِّ مَعَ القَوْمِ، قَالَ:مَا مَنَعَكَ يَا فُلاَنُ أَنْ تُصَلِّيَ مَعَ القَوْمِ؟ قَالَ: أَصَابَتْنِي جَنَابَةٌ وَلاَ مَاءَ، قَالَ:عَلَيْكَ بِالصَّعِيدِ، فَإِنَّهُ يَكْفِيكَ،

جب آپ بیدار ہوئے تو جو مصیبت لوگوں پر گذری تھی اس کی شکایت آپ سے کی گئی، آپ نے فرمایا کچھ نقصان نہیں، یا (یہ فرمایا کہ) کچھ نقصان نہ کرے گا، چلو پھر چلے اور تھوڑی دور جا کر اتر پڑے ،وضو کا پانی منگوایا پھر وضو کیا اور نماز کے لئے اذان کہی گئی آپ نے لوگوں کو نماز پڑھائی، جب آپ نماز سے فارغ ہوئے، یکایک ایک ایسے شخص پر آپ کی نظر پڑی جو گوشہ میں بیٹھا ہوا تھا، لوگوں کے ساتھ اس نے نماز نہیں پڑھی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے فلاں تجھے لوگوں کے ساتھ نماز پڑھنے سے کیا چیز مانع آ گئی؟ اس نے عرض کیا کہ مجھے غسل کی ضرورت ہو گئی تھی اور پانی نہ تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیرے لئے مٹی سے تیمم کرنا کافی ہے،

ثُمَّ سَارَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَاشْتَكَى إِلَيْهِ النَّاسُ مِنَ العَطَشِ، فَنَزَلَ فَدَعَا فُلاَنًا كَانَ يُسَمِّيهِ أَبُو رَجَاءٍ نَسِيَهُ عَوْفٌ وَدَعَا عَلِيًّا فَقَالَ: اذْهَبَا، فَابْتَغِيَا المَاءَ فَانْطَلَقَا،فَتَلَقَّيَا امْرَأَةً بَيْنَ مَزَادَتَيْنِ أَوْ سَطِيحَتَيْنِ مِنْ مَاءٍ عَلَى بَعِيرٍ لَهَا فَقَالاَ لَهَا: أَيْنَ المَاءُ؟ قَالَتْ: عَهْدِي بِالْمَاءِ أَمْسِ هَذِهِ السَّاعَةَ وَنَفَرُنَا خُلُوفٌ،قَالاَ لَهَا: انْطَلِقِي، إِذًا قَالَتْ: إِلَى أَيْنَ؟ قَالاَ: إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَتْ: الَّذِي يُقَالُ لَهُ الصَّابِئُ؟ قَالاَ: هُوَ الَّذِي تَعْنِينَ، فَانْطَلِقِي، فَجَاءَا بِهَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَحَدَّثَاهُ الحَدِيثَ،

پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چلے تو لوگوں نے آپ سے پیاس کی شکایت کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اتر پڑے اور فلاں شخص کو بلایا، ابو رجاء نے اس کا نام لیا تھا، مگر عوف بھول گئے اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو بلایا فرمایا کہ دونوں جاؤ اور پانی تلاش کرو یہ دونوں چلے تو ایک عورت ملی جو پانی کے دو تھیلے یا دو مشکیزے اونٹ پر دونوں طرف لٹکائے اور خود درمیان میں بیٹھی (ہوئی چلی جارہی) تھی، ان دونوں نے اس سے پوچھا کہ پانی کہاں

ہے؟ اس نے کہا کہ کل اس وقت میں پانی پر تھی اور ہمارے مرد گم ہو گئے، ان دونوں نے اس سے کہا کہ (اچھا تو) اب چل، وہ بولی کہاں تک؟ انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ کے پاس، اس نے کہا وہی شخص جسے بے دین کہا جاتا ہے؟ انہوں نے کہا ہاں! وہی ہیں جن کو تم یہ کہتی ہو تو چلو، پس وہ دونوں اسے رسول اللہ ﷺ کے پاس لائے اور آپ ﷺ سے ساری کیفیت بیان کی،

قَالَ: فَاسْتَنْزَلُوهَا عَنْ بَعِيرِهَا، وَدَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِإِنَاءٍ، فَفَرَّغَ فِيهِ مِنْ أَفْوَاهِ المَزَادَتَيْنِ أَوْ سَطِيحَتَيْنِ وَأَوْكَأَ أَفْوَاهَهُمَا وَأَطْلَقَ العَزَالِيَ، وَنُودِيَ فِي النَّاسِ اسْقُوا وَاسْتَقُوا، فَسَقَى مَنْ شَاءَ وَاسْتَقَى مَنْ شَاءَ،وَكَانَ آخِرُ ذَاكَ أَنْ أَعْطَى الَّذِي أَصَابَتْهُ الجَنَابَةُ إِنَاءً مِنْ مَاءٍ،قَالَ:اذْهَبْ فَأَفْرِغْهُ عَلَيْكَ، وَهِيَ قَائِمَةٌ تَنْظُرُ إِلَى مَا يُفْعَلُ بِمَائِهَا وَايْمُ اللهِ لَقَدْ أُقْلِعَ عَنْهَا، وَإِنَّهُ لَيُخَيَّلُ إِلَيْنَا أَنَّهَا أَشَدُّ مِلْأَةً مِنْهَا حِينَ ابْتَدَأَ فِيهَا

عمران رضی اللہ عنہ کہتے ہیں پھر لوگوں نے اس کو اونٹ سے اتارا اور نبی کریم ﷺ نے ایک برتن منگوایا، اور دونوں تھیلوں یا دونوں مشکیزوں کے منہ اس میں کھول دیئے، اور اس کے بعد ان کے بڑے منہ کو بند کر دیا اور ان کے چھوٹے منہ کو کھول دیا، لوگوں میں آواز دے دی گئی کہ (چلو) پانی پیو اور جانوروں کو بھی پلا لو، پس جس نے چاہا خود پیا اور جس نے چاہا پلایا، آخر میں یہ ہوا کہ جس شخص کو غسل کی ضرورت ہو گئی تھی اس کو پانی کا ایک برتن دیا گیا، آپ ﷺ نے فرمایا جا! اور اس کو اپنے اوپر ڈال لے، وہ عورت کھڑی ہوئی دیکھ رہی تھی کہ اس کے پانی کے ساتھ کیا کیا جا رہا ہے، اللہ کی قسم! (جب پانی لینا) اس کے تھیلے سے موقوف کیا گیا تو یہ حال تھا کہ ہمارے خیال میں وہ اب اس وقت سے بھی زیادہ بھرا ہوا تھا جب آپ نے اس سے پانی لینا شروع کیا تھا،

فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:اجْمَعُوا لَهَا فَجَمَعُوا لَهَا مِنْ بَيْنِ عَجْوَةٍ وَدَقِيقَةٍ وَسَوِيقَةٍ حَتَّى جَمَعُوا لَهَا طَعَامًا، فَجَعَلُوهَا فِي ثَوْبٍ وَحَمَلُوهَا عَلَى بَعِيرِهَا وَوَضَعُوا الثَّوْبَ بَيْنَ يَدَيْهَا،قَالَ لَهَا :تَعْلَمِينَ، مَا رَزِئْنَا مِنْ مَائِكِ شَيْئًا، وَلَكِنَّ اللهَ هُوَ الَّذِي أَسْقَانَا، فَأَتَتْ أَهْلَهَا وَقَدِ احْتَبَسَتْ عَنْهُمْ، قَالُوا: مَا حَبَسَكِ يَا فُلَانَةُ، قَالَتْ: العَجَبُ لَقِيَنِي رَجُلَانِ، فَذَهَبَا بِي إِلَى هَذَا الَّذِي يُقَالُ لَهُ الصَّابِئُ فَفَعَلَ كَذَا وَكَذَا فَوَاللهِ إِنَّهُ لَأَسْحَرُ النَّاسِ مِنْ بَيْنِ هَذِهِ وَهَذِهِ، وَقَالَتْ: بِإِصْبَعَيْهَا الوُسْطَى وَالسَّبَّابَةِ، فَرَفَعَتْهُمَا إِلَى السَّمَاءِ تَعْنِي السَّمَاءَ وَالأَرْضَ أَوْ إِنَّهُ لَرَسُولُ اللهِ حَقًّا،

پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ کچھ اس کے لیے جمع کر دو، لوگوں نے اس کیلئے عجوہ دقیق اور سویق وغیرہ جمع کر دیا جو ایک اچھی مقدار میں جمع ہو گیا اور اس کو ایک کپڑے میں باندھ دیا اور اس عورت کو اس کے اونٹ پر سوار کر کے کپڑا اس کے سامنے رکھ دیا، پھر آپ نے اس سے فرمایا کہ تم جانتی ہو کہ ہم نے تمہارے پانی سے کچھ بھی کم نہیں کیا لیکن اللہ ہی نے ہمیں پلایا، اب عورت اپنے گھر والوں کے پاس آئی چونکہ اس کو واپس ہونے میں تاخیر ہو گئی تھی تو انہوں نے کہا کہ اے فلانہ تجھے کس نے روک لیا؟ اس نے کہا کہ تعجب کی بات ہے مجھے دو آدمی ملے اور وہ مجھے اس شخص کے پاس لے گئے جسے بے دین کہا جاتا ہے اس نے ایسا ایسا کام کیا، اللہ کی قسم! وہ یقیناً اس کے اور اس کے درمیان میں سب سے بڑھ کر جادوگر ہے اور اس نے اپنی دونوں انگلیوں یعنی انگشت شہادت اور بیچ کی انگلی سے اشارہ کیا پھر ان کو آسمان کی طرف اٹھایا، مراد

اس کی آسمان وزمین تھے) یا وہ سچ مچ اللہ کا رسول ہے،

فَكَانَ المُسْلِمُونَ بَعْدَ ذَلِكَ يُغِيرُونَ عَلَى مَنْ حَوْلَهَا مِنَ المُشْرِكِينَ، وَلاَ يُصِيبُونَ الصِّرْمَ الَّذِي هِيَ مِنْهُ، فَقَالَتْ: يَوْمًا لِقَوْمِهَا مَا أُرَى أَنَّ هَؤُلاَءِ القَوْمَ يَدْعُونَكُمْ عَمْدًا، فَهَلْ لَكُمْ فِي الإِسْلاَمِ؟ فَأَطَاعُوهَا، فَدَخَلُوا فِي الإِسْلاَمِ

اس کے بعد مسلمان ان کے آس پاس کے مشرکوں کو غارت کرتے تھے اور ان مکانات کو جن میں وہ تھی نہ چھوتے تھے، چنانچہ اس نے ایک دن اپنی قوم سے کہا کہ میں سمجھتی ہوں کہ بیشک یہ لوگ عمداً تمہیں چھوڑ دیتے ہیں تو اب بھی تمہیں اسلام میں کچھ پس وپیش ہے؟ تو انہوں نے اس کی بات مان لی اور اسلام میں داخل ہو گئے۔ (۱)

مدینہ منورہ کے قریب تشریف آوری:

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، قَالَ: لَمْ نَعْدُ أَنْ فُتِحَتْ خَيْبَرُ فَوَقَعْنَا أَصْحَابَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي تِلْكَ الْبَقْلَةِ الثُّومِ وَالنَّاسُ جِيَاعٌ، فَأَكَلْنَا مِنْهَا أَكْلًا شَدِيدًا ثُمَّ رُحْنَا إِلَى الْمَسْجِدِ، فَوَجَدَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرِّيحَ فَقَالَ:مَنْ أَكَلَ مِنْ هَذِهِ الشَّجَرَةِ الْخَبِيثَةِ شَيْئًا، فَلَا يَقْرَبَنَّا فِي الْمَسْجِدِ، فَقَالَ النَّاسُ: حُرِّمَتْ، حُرِّمَتْ،فَبَلَغَ ذَاكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ:أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّهُ لَيْسَ بِي تَحْرِيمُ مَا أَحَلَّ اللهُ لِي، وَلَكِنَّهَا شَجَرَةٌ أَكْرَهُ رِيحَهَا

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے راستہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا گزر لہسن وپیاز کے ایک کھیت سے ہوا،صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھوکے تھے بہت سے لوگوں نے لہسن اور پیاز کھائی،پھر لوگ مسجد میں آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بومعلوم ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اس ناپاک درخت (لہسن وپیاز) میں سے کھائے وہ مسجد میں ہمارے پاس نہ پھٹکے، لوگ بولے لہسن حرام ہو گیا،حرام ہو گیا،یہ خبر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے لوگو! میں وہ چیز حرام نہیں کرتا جس کو اللہ تعالیٰ نے میرے لیے حلال کیا ہے لیکن لہسن کی بو مجھے بری معلوم ہوتی ہے۔ (۲)

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ:فَسِرْنَا حَتَّى إِذَا أَشْرَفْنَا عَلَى المَدِينَةِ نَظَرَ إِلَى أُحُدٍ فَقَالَ:هَذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ، ثُمَّ نَظَرَ إِلَى المَدِينَةِ فَقَالَ:اللهُمَّ إِنِّي أُحَرِّمُ مَا بَيْنَ لاَبَتَيْهَا بِمِثْلِ مَا حَرَّمَ إِبْرَاهِيمُ مَكَّةَ، اللهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِي مُدِّهِمْ وَصَاعِهِمْ

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ کے نزدیک پہنچے تو آپ نے احد کو دیکھ کر فرمایا یہ پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں، پھر مدینہ طیبہ پر نظر ڈال کر فرمایا الٰہی! (تو گواہ رہ، تیرے حکم سے) میں اس کے دونوں کناروں کے درمیان واقع ہونے والے علاقوں کو حرم مقرر کرتا ہوں جس طرح ابراہیم علیہ السلام نے مکہ مکرمہ کو حرم مقرر فرمایا تھا، اے اللہ! اہل مدینہ کے مد اور صاع میں برکت نازل فرما۔ (۳)

---

(۱) صحیح بخاری كِتَابُ التَّيَمُّمِ بَابُ الصَّعِيدُ الطَّيِّبُ وَضُوءُ المُسْلِمِ، يَكْفِيهِ مِنَ المَاءِ ۳۴۴

(۲) صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ بَابُ نَهْيِ مَنْ أَكَلَ ثُومًا أَوْ بَصَلًا أَوْ كُرَّاثًا أَوْ نَحْوَهَا ۱۲۵۶

(۳) صحیح بخاری كِتَابُ الجِهَادِ وَالسِّيَرِ بَابُ مَنْ غَزَا بِصَبِيٍّ لِلْخِدْمَةِ ۲۸۹۳،وکتاب الاطعمۃ بَابُ الحَيْسِ ۵۴۲۵، وکتاب

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: فَسَارُوا حَتَّى إِذَا كَانُوا بِظَهْرِ المَدِينَةِ أَوْ قَالَ أَشْرَفُوا عَلَى المَدِينَةِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: آيِبُونَ تَائِبُونَ عَابِدُونَ سَاجِدُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ،فَلَمْ يَزَلْ يَقُولُهَا حَتَّى دَخَلَ المَدِينَةَ

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب آپ مدینہ منورہ کے سامنے پہنچ گئے یا راوی نے یہ کہا کہ جب مدینہ منورہ دکھائی دینے لگا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا پڑھی ’’ ہم واپس آرہے ہیں،اپنے گناہوں سے توبہ کرتے ہیں،اپنے رب کی عبادت کرتے ہیں اور اسی کی حمد وثنا بیان کرتے ہیں۔‘‘شہر میں داخل ہونے تک یہی کلمات ورد زبان رہے [۱]

انصار کو باغات کی واپسی:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: لَمَّا قَدِمَ المُهَاجِرُونَ المَدِينَةَ مِنْ مَكَّةَ، وَلَيْسَ بِأَيْدِيهِمْ - يَعْنِي شَيْئًا - وَكَانَتِ الأَنْصَارُ أَهْلَ الأَرْضِ وَالعَقَارِ، فَقَاسَمَهُمُ الأَنْصَارُ عَلَى أَنْ يُعْطُوهُمْ ثِمَارَ أَمْوَالِهِمْ كُلَّ عَامٍ، وَيَكْفُوهُمُ العَمَلَ وَالمَئُونَةَ،لَمَّا فَرَغَ مِنْ قَتْلِ أَهْلِ خَيْبَرَ، فَانْصَرَفَ إِلَى المَدِينَةِ رَدَّ المُهَاجِرُونَ إِلَى الأَنْصَارِ مَنَائِحَهُمُ الَّتِي كَانُوا مَنَحُوهُمْ مِنْ ثِمَارِهِمْ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ہجرت کے بعد جب مہاجرین مدینہ منورہ آئے تو ان کے پاس کچھ بھی نہ تھا،انصار زمینوں اور باغات کے مالک تھے،انصار نے مہاجرین سے یہ معاملہ کرلیا کہ وہ اپنے باغات میں سے انہیں ہر سال پھل دیا کریں گے اور اس کے بدلے مہاجرین ان کے باغات میں کام کیا کریں، مگر خیبر کی فتح کے بعد مہاجرین اس اعانت وامداد سے مستغنی ہو گئے،نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب خیبر کے یہودیوں کی جنگ سے فارغ ہوئے اور مدینہ منورہ تشریف لائے تو مہاجرین نے انصار کو ان کے تحائف واپس کر دیئے جو انہوں نے بھائی چارہ کے وقت سے انہیں پھلوں کی صورت میں دے رکھے تھے۔ [۲]

أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ الرَّجُلُ يَجْعَلُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّخَلاَتِ، حَتَّى افْتَتَحَ قُرَيْظَةَ وَالنَّضِيرَ وَإِنَّ أَهْلِي أَمَرُونِي أَنْ آتِيَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَسْأَلَهُ الَّذِي كَانُوا أَعْطَوْهُ أَوْ بَعْضَهُ،وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَعْطَاهُ أُمَّ أَيْمَنَ،قَالَ: فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَعْطَانِيهِنَّ، فَجَاءَتْ أُمُّ أَيْمَنَ ، فَجَعَلَتِ الثَّوْبَ فِي عُنُقِي، وَجَعَلَتْ تَقُولُ: كَلَّا وَاللهِ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ، لَا يُعْطِيكَهُنَّ وَقَدْ أَعْطَانِيهِنَّ. أَوْ كَمَا قَالَتْ،فَقَالَ نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:لَكِ كَذَا وَكَذَا وَتَقُولُ كَلَّا وَاللهِ. قَالَ: وَيَقُولُ:لَكِ كَذَا وَكَذَاقَالَ: حَتَّى أَعْطَاهَا، فَحَسِبْتُ أَنَّهُ قَالَ: عَشْرُ أَمْثَالِهَا، أَوْ قَالَ: قَرِيبًا مِنْ عَشَرَةِ أَمْثَالِهَا

الدعوات بَابُ التَّعَوُّذِ مِنْ غَلَبَةِ الرِّجَالِ ۶۳۶۳، مسند احمد ۱۳۵۲۵

[۱] صحیح بخاری کتاب الجهاد باب مایقول اذارجع من الغزو ۳۰۸۶

[۲] صحیح بخاری کتاب الھبة وفضلھابَابُ فَضْلِ المَنِيحَةِ ۲۶۳۰، صحیح مسلم کتاب الجهادوالسیربَابُ رَدِّ الْمُهَاجِرِينَ إِلَى الْأَنْصَارِ مَنَائِحَهُمْ مِنَ الشَّجَرِ وَالثَّمَرِ حِينَ اسْتَغْنَوْا عَنْهَا بِالْفُتُوحِ ۴۶۰۳، زادالمعاد ۳۱۵/۳

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بطور ہدیہ اپنے باغ میں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے چند کھجور کے درخت مقرر کر دیتے یہاں تک کہ بنو قریظہ اور بنو نضیر کے قبائل فتح ہو گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان ہدایا کو واپس کر دیا، میرے گھر والوں نے بھی مجھے اس کھجور کو تمام کی تمام یا اس کا کچھ حصہ لینے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا، آپ نے وہ درخت اپنی دایہ ام ایمن (اسامہ بن زید کی والدہ) کو دے دیئے تھے، جب مہاجرین نے انصار کے سب درخت واپس کر دیئے تو ام سلیم رضی اللہ عنہا نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے درخت طلب کیے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام ایمن رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کے درخت واپس کر دو مگر ام ایمن رضی اللہ عنہا نے درخت واپس کرنے سے انکار کر دیا، اتنے میں ام ایمن رضی اللہ عنہا بھی آ گئیں اور میری گردن میں کپڑا ڈال کر کھینچنے لگیں اور کہا قطعاً نہیں اس ذات کی قسم! جس کے سوا کوئی اور معبود نہیں یہ پھل تمہیں نہیں ملیں گے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے عنایت فرما چکے ہیں، یا اسی طرح کے الفاظ انہوں نے بیان کیے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ام ایمن کو ناراض نہیں کرنا چاہتے تھے اس لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ام ایمن رضی اللہ عنہا! تم یہ درخت واپس کر دو اور ان کے بدلہ میں اتنے درخت لے لو، لیکن وہ اب بھی یہی کہے جا رہی تھیں کہ قطعاً نہیں، اللہ کی قسم! یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں میرا خیال ہے کہ انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اس کا دس گنا دینے کا وعدہ فرمایا جب ام ایمن رضی اللہ عنہا راضی ہوئیں۔ [1]

ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ان درختوں کے بدلے اپنے مخصوص باغ سے درخت دیئے۔

حبشہ سے دوسرا وفد:

حبشہ کے جن عیسائیوں نے اسلام قبول کر لیا تھا، ان میں سے بہتر (۷۲) آدمیوں کے ایک اور وفد نے چھ ہجری کے آخر میں مدینہ منورہ کا عزم کیا، ان اصحاب کا مقصد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل کرنا تھا، اتفاق سے اسی زمانے میں جعفر رضی اللہ عنہ بن ابی طالب بھی مہاجرین کی ایک جماعت کے ساتھ حبشہ سے مدینہ منورہ آ رہے تھے اہل حبشہ اسی جماعت کے ساتھ مدینہ پہنچے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت غزوہ خیبر کے لئے تشریف لے گئے تھے، جعفر رضی اللہ عنہ اور حبشہ سے ان کے ساتھ آنے والے مسلمانوں نے تو خیبر جا کر بارگاہ رسالت میں شرف باریابی حاصل کیا لیکن اہل حبشہ کا وفد مدینہ منورہ ہی میں رہا، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خیبر سے تشریف لائے تو اہل حبشہ آپ کی زیارت سے شاد کام ہوئے، اس وفد میں یہ لوگ شامل تھے ابراہہ رضی اللہ عنہ، ادریس رضی اللہ عنہ، اشرف حبشی، بحیرا الحبشی، تمام رضی اللہ عنہ، تمیم الحبشی رضی اللہ عنہ، درید الراہب رضی اللہ عنہ، ذو وجن رضی اللہ عنہ، ذو مخمر (شاہ حبشہ کے بھتیجے) ذو مناحب رضی اللہ عنہ، ذو مہدم رضی اللہ عنہ، عامر الشامی رضی اللہ عنہ، نافع رضی اللہ عنہ۔ ان میں سے بعض اصحاب نے مدینہ ہی میں مستقل سکونت اختیار کر لی، مفسرین نے لکھا ہے کہ اس وفد کے اہل کتاب صحابہ کے بارے میں یہ آیات نازل ہوئیں تا کہ اہل مکہ شرم محسوس کریں کہ ہم تو اپنے گھر آئی ہو نعمت کو ٹھکرا رہے ہیں حالانکہ دور دور کے لوگ اس کی خبر سن کر آ رہے ہیں اور اس کی قدر و قیمت پہچان کر اس سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔

[1] مسند احمد ۱۳۲۹۱، صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ مَرْجِعِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الأَحْزَابِ، وَمَخْرَجِهِ إِلَى بَنِي قُرَيْظَةَ وَمُحَاصَرَتِهِ إِيَّاهُمْ ۴۱۲۰، صحیح مسلم کتاب بَابُ رَدِّ الْمُهَاجِرِينَ إِلَى الْأَنْصَارِ مَنَائِحَهُمْ مِنَ الشَّجَرِ وَالثَّمَرِ حِينَ اسْتَغْنَوْا عَنْهَا بِالْفُتُوحِ ،فتح الباری ۲۴۵؍۷، ۴۱۱؍۵،دلائل النبوۃ للبیہقی ۲۸۸؍۴،البدایۃ والنہایۃ ۹۲؍۴،ابن سعد ۱۸۰؍۸

الَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِهٖ هُمْ بِهٖ يُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَاِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِهٖٓ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّنَآ اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلِهٖ مُسْلِمِيْنَ ﴿۵۳﴾ اُولٰۗىِٕكَ يُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَّرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوْا وَيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿۵۴﴾ [1]

ترجمہ:جن لوگوں کو اس سے پہلے ہم نے کتاب دی تھی وہ اس (قرآن) پر ایمان لاتے ہیں،اور جب یہ ان کو سنایا جاتا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم اس پر ایمان لائے یہ واقعی حق ہے ہمارے رب کی طرف سے،ہم تو پہلے ہی مسلم ہیں،یہ وہ لوگ ہیں جنہیں ان کا اجر دوبار دیا جائے گا اس ثابت قدمی کے بدلے جو انہوں نے دکھائی،وہ برائی کو بھلائی سے دفع کرتے ہیں اور جو کچھ رزق ہم نے انہیں دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔

بعض مفسرین سورہ المائدہ کی یہ آیتیں بھی ان اصحاب کے بارے میں نازل ہوئیں۔

وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰٓي اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ ۚ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۸۳﴾ وَمَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَا جَاۗءَنَا مِنَ الْحَقِّ ۙ وَنَطْمَعُ اَنْ يُّدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۸۴﴾ [2]

ترجمہ:جب وہ اس کلام کو سنتے ہیں جو رسول پر اترا ہے تو تم دیکھتے ہو کہ حق شناسی کے اثر سے ان کی آنکھیں آنسوؤں سے تر ہو جاتی ہیں وہ بول اٹھتے ہیں کہ پروردگار!ہم ایمان لائے،ہمارا نام گواہی دینے والوں میں لکھ لے،اور وہ کہتے ہیں کہ آخر کیوں نہ ہم اللہ پر ایمان لائیں اور جو حق ہمارے پاس آیا ہے اسے کیوں نہ مان لیں جب کہ ہم اس بات کی خواہش رکھتے ہیں کہ ہمارا رب ہمیں صالح لوگوں میں شامل کرے۔[3]

فتح خیبر کے بعد مسجد نبوی کی دوسری مرتبہ تعمیر

ابن جریج،جعفر بن عمرو سے راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مسجد کو دو مرتبہ تعمیر کیا اول جب آپ ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے ،اس وقت مسجد کا طول وعرض سو گز سے کم تھا،دوسرے فتح خیبر کے بعد سات ہجری میں مزید زمین خرید کر مسجد کی از سر نو تعمیر فرمائی،جب آپ نے مسجد کی توسیع کا ارادہ فرمایا تو مسجد سے متصل زمین ایک عام انصاری کی تھی جسے حاصل کرنا ناگزیر تھا

فقال له رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بعينها بعين في الجنة ، فقال يارَسُولَ اللهِ ليس لي وعيالي غيرها، ولا أستطيع ذلك، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:مَنْ يَبْتَاعُ مِرْبَدَ بَنِي فُلَانٍ غَفَرَ اللهُ لَهُ ، فَابْتَعْتُهُ بِعِشْرِينَ أَلْفًا أَوْ خَمْسَةٍ وَعِشْرِينَ أَلْفًا فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ: قَدِ ابْتَعْتُهُ، فَقَالَ:اجْعَلْهُ فِي مَسْجِدِنَا وَأَجْرُهُ لَكَ

رسول اللہ ﷺ نے اس انصاری سے فرمایا کہ یہ زمین جنت کے ایک محل کے معاوضہ میں ہمارے ہاتھ فروخت کر دو،اس نے عرض کیا اے

[1] القصص ۵۲تا۵۴

[2] المائدۃ ۸۴،۸۳

[3] الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ ۳۲۳؍۲

اللہ کے رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم! میں اپنی ناداری وغربت اور کثیر العیالی کی وجہ سے اس کی استطاعت نہیں رکھتا، جس کے باعث رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے اعلان فرمایا کہ جو آدمی فلاں شخص کی جگہ خرید کر مسجد کی نذر کر دے اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت کر دے گا، سیدنا عثمان غنی رَضِیَ اللهُ عَنْهُ ذی النورین نے اس انصاری سے بیس ہزار یا پچیس ہزار درہم میں وہ مکان خرید لیا، پھر یہ خوش کن خبر سنانے نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہوئے، رحمۃ للعالمین صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے فرمایا عثمان یہ جگہ مسجد میں شامل کر دو اس کا اجر تمہیں اللہ تعالیٰ عطا فرمائے گا۔ (۱)

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا قَدِمَ الْمَدِينَةَ ضَاقَ الْمَسْجِدُ بِأَهْلِهِ، فَقَالَ:مَنْ يَشْتَرِي هَذِهِ الْبُقْعَةَ مِنْ خَالِصِ مَالِهِ، فَيَكُونَ فِيهَا كَالْمُسْلِمِينَ وَلَهُ خَيْرٌ مِنْهَا فِي الْجَنَّةِ؟فَاشْتَرَيْتُهَا مِنْ خَالِصِ مَالِي، فَجَعَلْتُهَا بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ

ایک روایت ہے جب رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم مدینہ منورہ تشریف لائے اور مسجد میں لوگوں کی کثرت سے گنجائش نہیں رہی تھی، اس وقت رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے فرمایا جو آدمی اپنے پاکیزہ مال سے فلاں شخص سے اراضی خرید کر مسجد کشادہ کر دے اسے اس سے کہیں بہتر جنت کا محل عطا کیا جائے گا، چنانچہ سیدنا عثمان ذی النورین رَضِیَ اللهُ عَنْهُ نے اسے اپنے ذاتی مال سے خرید کر مسجد میں شامل کر دیا۔ (۲)

فقال له رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بعينها بعين في الجنة ،فقال يارَسُولَ اللهِ ليس لي وعيالي غيرها، ولا أستطيع ذلك، فبلغ ذلك عثمان، فاشتراها بخمسة وثلاثين ألف درهم،ثم أتى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فقال: أتجعل لي مثل الذي جعلت له عينا في الجنة إن اشتريتها؟ قَالَ: نعم ،قال: قد اشتريتها وجعلتها للمسلمين

علامہ سمہودی طبرانی کی روایت اس طرح بیان کرتے ہیں رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے صاحب مکان سے فرمایا اگر تم اپنا مکان مسجد کی توسیع کے لئے وقف کر دو تو تمہیں اس کے عوض جنت میں محل ملے گا، اس نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم میں اپنی ناداری وغربت اور کثیر العیالی کی وجہ سے اس کی استطاعت نہیں رکھتا، جب یہ اعلان سیدنا عثمان غنی رَضِیَ اللهُ عَنْهُ ذی النورین کے گوش گزار ہوا تو انہوں نے اس انصاری سے پینتیس ہزار درہم میں وہ مکان خرید لیا، اور پھر نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے اے اللہ کے رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم! آپ انصاری کے جس مکان کو جنت کے محل کے بدلے خریدنا چاہتے تھے وہ مجھ سے جنت کے بدلے خرید فرمائیں، رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے فرمایا ہاں، چنانچہ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے وہ قطعہ اراضی بمعاوضہ جنت سیدنا عثمان رَضِیَ اللهُ عَنْهُ سے خرید کر مسجد میں شامل کر دیا۔ (۳)

جب تعمیر شروع ہوئی تو بنیادوں سے اوپر بھی تین ذراع پتھر کی دیواریں بنا کر بقیہ دیواریں کچی اینٹوں سے مکمل کی گئیں اس تعمیر میں

---

(۱) سنن نسائی كِتَابُ الْأَحْبَاسِ بَابُ وَقْفِ الْمَسَاجِدِ ۳۶۳۶ ،مصنف ابن ابی شیبة۳۲۰۲۳،السنن الکبری للنسائی ۴۳۷۶،صحیح ابن حبان۶۹۲۰،سنن الدارقطنی۴۴۳۶،وفاء الفاء۱۳۸/۳

(۲) جامع ترمذی ابواب المناقب بَابٌ فِي مَنَاقِبِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، وَلَهُ كُنْيَتَانِ، يُقَالُ أَبُو عَمْرٍو، وَأَبُو عَبْدِ اللهِ۳۷۰۳،سنن نسائی كِتَابُ الْأَحْبَاسِ بَابُ وَقْفِ الْمَسَاجِدِ ۳۶۳۸،السنن الکبری للنسائی ۶۴۰۲،سنن الدارقطنی۴۴۳۷،السنن الکبری للبیہقی۱۱۹۳۶، مسند احمد ۵۵۵

(۳) وفاء الوفا۱۳۸/۳

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بھی اس میں شامل ہوئے۔

أَنَّهُمْ كَانُوا يَحْمِلُونَ اللبِنَ إِلَى بِنَاءِ الْمَسْجِدِ، وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَهُمْ،قَالَ: فَاسْتَقْبَلْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَارِضٌ لَبِنَةً عَلَى بَطْنِهِ، فَظَنَنْتُ أَنَّهَا قَدْ شُقَّتْ عَلَيْهِ، قُلْتُ: نَاوِلْنِيهَا يَا رَسُولَ اللهِ،قَالَ:خُذْ غَيْرَهَا يَا أَبَا هُرَيْرَةَ

چنانچہ وہ کہتے ہیں میں بھی مسجد کی تعمیر کے لئے اینٹیں اٹھاکر لارہا تھااور دوسرے صحابہ کرام کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اینٹیں اٹھا اٹھا کرلارہے تھے،ایک مرتبہ میں سامنے آ گیا تو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہت سی اینٹیں اٹھاکر لارہے ہیں اور سینہ مبارک سے ان کو سہارا دیئے ہوئے ہیں،میں نے سمجھا کہ بوجھ کی وجہ سے آپ نے ایسا کیا ہوا ہے،میں نے عرض کیااے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو دے دیں میں پہنچا دیتاہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایااینٹیں تواور بھی بہت سی ہیں تم وہاں سے اٹھالاو یہ میرے لئے رہنے دو۔

قَالَ:خُذْ غَيْرَهَا يَا أَبَا هُرَيْرَةَ، فَإِنَّهُ لَا عَيْشَ إِلَّا عَيْشُ الْآخِرَةِ

ایک روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایااے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ! دوسری اینٹیں اٹھالوتحقیق نہیں ہے زندگی مگر زندگی آخرت کی۔[1]

فلقيه أسيد بن حضير فقال: اعطنيه يَا رَسُولَ اللهِ،قال: اذهب فاحمل أنت، فلست بأفقر مني إلى الله

اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے گزارش کی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم یہ اینٹیں مجھے دے دیں، مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم دوسری جاکر لے آو اللہ تعالیٰ کی طرف نیکیاں حاصل کرنے میں تم مجھ سے زیادہ محتاج نہیں ہو[2]

فطفقوا ينقلون اللبن وما يحتاجون إليه ورَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ينقل معهم،فلقيه رجل ومع رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لبنة فقال: أعطنيهايَا رَسُولَ اللهِ،فقال: اذهب فخذ غيرها، فلست بأفقر إلى الله مني

(صحابہ)اینٹیں اور دوسری ضرورت کی چیزیں اٹھارہے تھے اور ان کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اٹھوارہے تھے، ایک شخص سامنے آیااور وہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اینٹیں اٹھارہاتھااس نے گزارش کی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم!یہ اینٹیں مجھے دے دیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایاجاؤدوسری اینٹیں اٹھالواللہ تعالیٰ کی طرف نیکیاں حاصل کرنے میں تم مجھ سے زیادہ محتاج نہیں ہو۔[3]

كُنَّا نَحْمِلُ لَبِنَةً لَبِنَةً وَعَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ يَحْمِلُ لَبِنَتَيْنِ لَبِنَتَيْنِ، قَالَ: فَرَآهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ يَنْفُضُ التُّرَابَ عَنْهُ، وَيَقُولُ: يَا عَمَّارُ أَلَا تَحْمِلُ لَبِنَةً كَمَا يَحْمِلُ أَصْحَابُكَ؟ قَالَ: إِنِّي أُرِيدُ الْأَجْرَ مِنَ اللهِ هم

ان مزدوروں میں عماربن یاسر رضی اللہ عنہ کچھ زیادہ ہی جاں فشانی اور مستعدی سے مصروف کار تھے لوگ ایک ایک اینٹ اٹھاتے تھے اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ دو دو اینٹیں اٹھاتے تھے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دیکھا توان سے مٹی جھاڑتے ہوئے فرمایااے عمار!دوسرے ساتھیوں کی

[1] مسنداحمد۸۹۵۱،وفاء الوفاء۲۶۰؍۱،سبل الهدى والرشاد، في سيرة خير العباد۳۳۷؍۳

[2]۔ شرف المصطفى ۳۸۵؍۲

[3] وفاء الوفاء ۲۵۷؍۱

طرح تم ایک ایک اینٹ کیوں نہیں اٹھاتے؟ انہوں نے عرض کیا میں اللہ سے اس کا اجر چاہتا ہوں۔[۱]

وکان المسلمون یحملون لبنة لبنة، وکان عمار بن یاسر ینقل لَبِنَتَیْنِ فقال صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: یا عمار، ألا تحمل کما یحمل أصحابك ؟قال: إني أرید من الله الأجر فقال له علیه السلام بعد مسح ونفض التراب عنه: للناس أجر، ولك أجران

ایک روایت میں ہے مسلمان ایک ایک اینٹ اٹھاتے تھے اور عمار رضی اللہ عنہ دو دو اینٹیں اٹھا رہے تھے، اے عمار رضی اللہ عنہ! تم دوسرے ساتھیوں کی طرح ایک ایک اینٹ کیوں نہیں اٹھاتے؟ انہوں نے عرض کیا میں اللہ کے ہاں اس کا اجر چاہتا ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر ہاتھ پھیرا اور ان کے وجود سے مٹی صاف کرتے ہوئے فرمایا ان لوگوں کے مقابلے میں تمہارا اجر دوگنا ہے۔[۲]

فَقَالَ: كُنَّا نَحْمِلُ لَبِنَةً لَبِنَةً وَعَمَّارٌ لَبِنَتَيْنِ لَبِنَتَيْنِ، فَرَآهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَنْفُضُ التُّرَابَ عَنْهُ(وَيَقُولُ:يَا عَمَّارُ أَلَا تَحْمِلُ لَبِنَةً لَبِنَةً كَمَا يَحْمِلُ أَصْحَابُكَ؟قَالَ: فَجَعَلَ يَنْفُضُ)قَالَ: إِنِّي أُرِيدُ الْأَجْرَ عِنْدَ اللهِ، وَيَقُولُ:وَيْحَ عَمَّارٍ، تَقْتُلُهُ الفِئَةُ البَاغِيَةُ، يَدْعُوهُمْ إِلَى الجَنَّةِ، وَيَدْعُونَهُ إِلَى النَّارِ قَالَ: يَقُولُ عَمَّارٌ: أَعُوذُ بِاللهِ مِنَ الفِتَنِ

ابوسعید خذری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم لوگ ایک ایک اینٹ اٹھاتے تھے مگر عمار رضی اللہ عنہ دو دو اٹھاتے تھے، جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ رحمت ان پر پڑی تو شفقت اور تاسف بھرے لہجہ میں ان کے وجود سے مٹی جھاڑتے ہوئے فرمایا اے عمار رضی اللہ عنہ! تم دوسرے ساتھیوں کی طرح ایک ایک اینٹ کیوں نہیں اٹھاتے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جاؤ اور اینٹیں اٹھاؤ، انہوں نے عرض کیا میں اللہ کے ہاں اس کا اجر عظیم چاہتا ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا افسوس! عمار رضی اللہ عنہ کو باغیوں کی ایک جماعت قتل کرے گی، عمار رضی اللہ عنہ انہیں جنت کی دعوت دیں گے اور وہ انہیں جہنم کی طرف بلائیں گے، یہ سنتے ہی عمار رضی اللہ عنہ کہنے لگے میں فتنوں سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔[۳]

خط کشیدہ الفاظ مستدرک حاکم اور دلائل النبوۃ للبیہقی میں ہیں۔

لَمَّا بَنَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَسْجِدَهُ جَعَلَ الْقَوْمُ يَحْمِلُونَ وَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْمِلُ هُوَ وَعَمَّارٌ فَجَعَلَ عَمَّارٌ يَرْتَجِزُ وَيَقُولُ:نَحْنُ الْمُسْلِمُونَ نَبْتَنِي الْمَسَاجِدَا

ایک روایت میں ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کی تعمیر فرمائی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اینٹیں اور گارا لا کر دیتے تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اینٹیں اٹھا اٹھا کر لا رہے تھے، اس وقت عمار رضی اللہ عنہ بھی اینٹیں اٹھا اٹھا کر لا رہے تھے اور یہ رجز پڑھتے جاتے تھے ہم مسلمان ہیں ہم مسجدیں

---

[۱] مسند احمد۱۱۸۶۱

[۲] شرح الزرقانی علی المواہب۲؍۱۷۸

[۳] صحیح بخاری کتاب الصلاۃ بَابُ التَّعَاوُنِ فِي بِنَاءِ المَسْجِدِ۴۴۷ ،دلائل النبوۃ للبیہقی ۲؍۵۴۶،المستدرک حاکم ۲۶۵۳،مسند احمد۱۱۸۶۱

بناتے ہیں۔ ①

اسی طرح عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ جو پانچ ہجری میں مسلمان ہوئے تھے وہ بھی اس تعمیر میں شامل تھے۔ ②

وَأَسَّسُوا الْمَسْجِدَ فَجَعَلُوا طُولَهُ مِمَّا يَلِي الْقِبْلَةَ إِلَى مُؤَخَّرِهِ مِائَةَ ذِرَاعٍ. وَفِي هَذَيْنِ الْجَانِبَيْنِ مِثْلُ ذَلِكَ فَهُوَ مُرَبَّعٌ

تعمیر جدید میں اضافہ کے باعث طول وعرض ۱۰۰x۱۰۰ ذراع ہوگیا۔ ③

اور مسجد کے شمال مشرقی کونے میں اصحاب صفحہ کا چبوترا تعمیر کیا گیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں داخلے اور جانے کے آداب بتائے۔

عَنْ أَبِي أُسَيْدٍ، قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ، فَلْيَقُلْ: اللهُمَّ افْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ ،فَإِذَا خَرَجَ، فَلْيَقُلْ: اللهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ

ابو اسید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو تو یہ دعا پڑھو" اے اللہ میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔" اور جب مسجد سے باہر نکلیں تو یہ دعا کرو "الٰہی! میں تجھ سے تیرے فضل کا طلبگار ہوں۔" پڑھیں۔ ④

فَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ، صَلَّى عَلَى مُحَمَّدٍ وَسَلَّمَ، وَقَالَ:اللهُمَّ اغْفِرْ لِي ذُنُوبِي، وَافْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَإِذَا خَرَجَ، صَلَّى عَلَى مُحَمَّدٍ وَسَلَّمَ، ثُمَّ قَالَ:اللهُمَّ اغْفِرْ لِي ذُنُوبِي، وَافْتَحْ لِي أَبْوَابَ فَضْلِكَ

فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مسجد میں داخل ہوتے تو درود وسلام کے بعد یہ دعا پڑھتے" اے میرے رب! میرے گناہ معاف فرمادے اور میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔" اسی طرح جب مسجد سے باہر تشریف لے جاتے تو درود وسلام کے بعد اس طرح دعا پڑھتے" اے میرے رب! میرے گناہ معاف فرمادے اور میرے لئے اپنے فضل کے دروازے کھول دے۔" ⑤

منبر رسول

○ ابھی تک منبر رسول نہیں بنایا گیا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہلا خطبہ ارشاد فرما کر درمیان میں نیچے بیٹھ جاتے اور پھر دوسرے خطبے کے لئے کھڑے ہوتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے تکلیف ہوتی تھی۔

① ابن سعد ۱۹۰/۳،تاریخ دمشق لابن عساکر ۴۱۵/۴۳

② دلائل النبوة للبیهقی

③ ابن سعد ۱۸۴/۱،وفاء الوفا۲۵۹/۱

④ صحیح مسلم كِتَابُ صَلَاةِ الْمُسَافِرِينَ وَقَصْرِهَا بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ ۱۶۵۲، مسند احمد۲۳۶۰۷

⑤ مسند احمد۲۶۴۱۶

○عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: أَنَّ امْرَأَةً مِنَ الأَنْصَارِ قَالَتْ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا رَسُولَ اللهِ أَلاَ أَجْعَلُ لَكَ شَيْئًا تَقْعُدُ عَلَيْهِ، فَإِنَّ لِي غُلاَمًا نَجَّارًا قَالَ:إِنْ شِئْتِ

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک انصاری عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں آپ کے لئے کوئی ایسی چیز کیوں نہ بنوادوں جس پر آپ وعظ کے وقت بیٹھا کریں کیونکہ میرے پاس ایک غلام بڑھئی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا تمہاری مرضی۔[1]

○أَرْسَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى فُلاَنَةَ - امْرَأَةٍ مِنَ الأَنْصَارِ قَدْ سَمَّاهَا سَهْلٌ - مُرِي غُلاَمَكِ النَّجَّارَ، أَنْ يَعْمَلَ لِي أَعْوَادًا، أَجْلِسُ عَلَيْهِنَّ إِذَا كَلَّمْتُ النَّاسَ، فَأَمَرَتْهُ فَعَمِلَهَا مِنْ طَرْفَاءِ الغَابَةِ، ثُمَّ جَاءَ بِهَا، فَأَرْسَلَتْ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَمَرَ بِهَا فَوُضِعَتْ هَا هُنَا

ک چھ دن گزر گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کی فلاں عورت (عائشہ یا فکیہ) کے پاس کہلا بھیجا کہ تم اپنے بڑھئی غلام کو کہو کہ میرے لئے لکڑی کا ایسا منبر بنادے جس پر میں بیٹھ کر لوگوں سے خطاب کرسکوں، چنانچہ اس انصاری عورت نے اپنے غلام کو منبر بنانے کا کہا وہ غابہ جنگل سے جھاو کے درخت کی لکڑی لایا اور اس سے منبر تیار کر کے اس عورت کے پاس لے آیا پھر اس عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں منبر پہنچا دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے منبر اس مقام پر رکھ دیا گیا جہاں آج بھی موجود ہے۔[2]

عَنْ سَهْلٍ:أَنَّهُ كَانَ بَيْنَ جِدَارِ المَسْجِدِ مِمَّا يَلِي القِبْلَةَ وَبَيْنَ المِنْبَرِ مَمَرُّ الشَّاةِ

سہل بن سعد رضی اللہ عنہ الساعدی سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منبر مبارک جب مسجد میں رکھا گیا تو مسجد نبوی کے قبلے کی طرف کی دیوار اور منبر کے درمیان بکری کے گزرنے جتنا فاصلہ تھا۔[3]

عَنْ سَلَمَةَ، قَالَ:كَانَ جِدَارُ المَسْجِدِ عِنْدَ المِنْبَرِ مَا كَادَتِ الشَّاةُ تَجُوزُهَا

سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منبر مبارک جب مسجد میں رکھا گیا تو قبلہ والی دیوار اور منبر کے درمیان صرف اتنا سا فاصلہ تھا جس سے بکری گزر سکتی تھی۔[4]

---

[1] صحیح بخاری کتاب البیوع بَابُ النَّجَّارِ ۲۰۹۵

[2] صحیح بخاری کتاب الجمعة بَابُ الخُطْبَةِ عَلَى المِنْبَرِ ۹۱۷ ، صحیح مسلم کتاب المساجد بَابُ جَوَازِ الْخُطْوَةِ وَالْخُطْوَتَيْنِ فِي الصَّلَاةِ عن سہل ۱۲۱۶،سنن ابوداودکتاب الصلاة بَابٌ فِي اتِّخَاذِ الْمِنْبَرِ ۱۰۸۰،سنن نسائی کتاب المساجدالصَّلَاةُ عَلَى الْمِنْبَرِ ۷۴۰

[3] صحیح بخاری کتاب الصلاةبَابُ قَدْرِ كَمْ يَنْبَغِي أَنْ يَكُونَ بَيْنَ المُصَلِّي وَالسُّتْرَةِ؟ ۴۹۶

[4] صحیح بخاری کتاب الصلاةبَابُ قَدْرِ كَمْ يَنْبَغِي أَنْ يَكُونَ بَيْنَ المُصَلِّي وَالسُّتْرَةِ؟ ۴۹۷،سنن ابوداود کتاب الصلاة بَابُ مَوْضِعِ الْمِنْبَرِ ۱۰۸۲

منبر کا طول وعرض:

وطول منبر النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذراعان وشبر وثلاث أصابع، وعرضه ذراع راجح، وطول صدره وهو مستند النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذراع، وطول رمانتي المنبر اللتين يمسكهما رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إذا جلس يخطب شبر واصبعان، وطول المنبر اليوم ثلاثة أذرع وشبر وثلاث أصابع، والدكة التي هو عليها طول شبر وعقدة، ومن رأسه إلى عتبته خمسة أذرع وشبر

منبر کے طول وعرض کے بارے میں علامہ ابن نجار رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے منبر مبارک کا طول دو ہاتھ ایک بالشت اور تین انگل، عرض ایک ہاتھ، درمیان والا حصہ جس کے ساتھ تکیہ لگاتے تھے ایک ہاتھ لمبا اور وہ بازو جن پر آپ خطبہ کے لئے بیٹھتے وقت ہاتھ رکھتے تھے ایک بالشت اور دو انگل اونچے تھے جبکہ آجکل اس کا طول تین بازو ایک بالشت اور تین انگل، اور اس کا اوپر والے حصہ کی لمبائی ایک بالشت اور عقدہ، جبکہ اوپر سے تخت تک پانچ ہاتھ اور ایک بالشت ہے۔ [۱]

○ قال إسماعيل بن عبد الله: الذي عمل المنبر غلام الأنصارية واسمه مينا

اسماعیل بن عبد اللہ کہتے ہیں اور انصاری عورت کے غلام کا نام جس نے منبر تیار کیا تھا مینا تھا۔ [۲]

○ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي إِلَى جِذْعٍ إِذْ كَانَ الْمَسْجِدُ عَرِيشًا، وَكَانَ يَخْطُبُ إِلَى ذَلِكَ الْجِذْعِ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِهِ: هَلْ لَكَ أَنْ نَجْعَلَ لَكَ شَيْئًا تَقُومُ عَلَيْهِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ حَتَّى يَرَاكَ النَّاسُ وَتُسْمِعَهُمْ خُطْبَتَكَ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَصَنَعَ لَهُ ثَلَاثَ دَرَجَاتٍ

ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں مسجد پر چھت ڈالنے سے پہلے رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کھجور کے خشک تنے کے پاس نماز کے لئے کھڑے ہوتے اور اسی تنے کے پاس خطبہ بھی ارشاد فرماتے تھے، صحابہ میں سے ایک آدمی نے عرض کیا ہم آپ کے لئے کوئی ایسی چیز بنا دیں جس پر کھڑے ہو کر آپ جمعہ کو خطبہ دیں تا کہ لوگ آپ کا دیدار کر سکیں اور ارشادات عالیہ بھی سن سکیں، آپ نے اس رائے کو پسند فرما کر اجازت عنایت فرمائی، اور آپ کے لئے تین زینوں کا منبر تیار کر لیا گیا۔ [۳]

○ أَنَّ الْمَرْأَةَ عَرَضَتْ هَذَا أَوَّلًا عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ بَعَثَ إِلَيْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَطْلُبُ تَنْجِيزَ ذَلِكَ

ایک روایت ہے وہ بڑھی اسی عورت کا غلام تھا جس نے رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خدمت میں منبر بنانے کی پیش کش کی تھی بعد ازاں رسول

---

[۱] اخبار مدینہ ۱/۹۸

[۲] فتح الباری ۳/۳۱۷، وفاء الوفا ۲/۸

[۳] سنن ابن ماجه کتاب اقامة الصلوة بَابُ مَا جَاءَ فِي بَدْءِ شَأْنِ الْمِنْبَرِ ۱۴۱۴

اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اس کی طرف پیغام بھیجا اور اس خاتون سے اجازت طلبی کے بعد غلام کو اس کام پر مامور کیا گیا۔[1]

سَہْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيّ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يقوم يوم الْجُمُعَةَ إِذَا خَطَبَ إِلَى خَشَبَةٍ ذَاتِ فَرْضَتَيْنِ. قَالَ: أُرَاهَا مِنْ دَوْمٍ. وَكَانَتْ فِي مُصَلاهِ فَكَانَ يَتَّكِئُ إِلَيْهَا ، فَقَالَ لَهُ أَصْحَابُهُ: يَا رَسُولَ اللهِ. إِنَّ النَّاسَ قَدْ كَثُرُوا فَلَوِ اتَّخَذْتَ شَيْئًا تَقُومُ عَلَيْهِ إِذَا خَطَبْتَ يَرَاكَ النَّاسُ؟فَقَالَ: مَا شِئْتُمْ،قَالَ سَهْلٌ: وَلَمْ يَكُنْ بِالْمَدِينَةِ إِلا نَجَّارٌ وَاحِدٌ ذهبت أَنَا وَذَاكَ النَّجَّارُ إِلَى الْخَافِقَيْنِ فَقَطَعْنَا هَذَا الْمِنْبَرَ مِنْ أَثْلَةٍ

عباس بن سہل بن سعد الساعدی اپنے والد سے روایت بیان کرتے ہیں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم جمعہ کے روز ایک دوشاخہ لکڑی سے تکیہ لگا لیتے تھے جو آپ کے مصلیٰ کے قریب واقع تھی، صحابہ نے عرض کی اے اللہ کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! لوگوں کی تعداد زیادہ ہوگئی ہے اگر آپ اجازت دیں تو کوئی ایسی چیز بنالیں جس پر کھڑے ہو کر خطبہ پڑھیں اور لوگ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا دیدار بھی کر سکتے ہیں؟ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا ایسا کرلو، سہل رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کہتے ہیں مدینہ منورہ میں صرف ایک ہی کاریگر تھا میں اسے ساتھ لے کر جنگل کو گیا اور آثل کی لکڑی لاکر منبر تیار کرا دیا۔[2]

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا بَدَّنَ قَالَ لَهُ تَمِيمٌ الدَّارِيُّ: أَلَا أَتَّخِذُ لَكَ مِنْبَرًا يَا رَسُولَ اللهِ، يَجْمَعُ أَوْ يَحْمِلُ عِظَامَكَ؟قَالَ:بَلَى، فَاتَّخَذَ لَهُ مِنْبَرًا مِرْقَاتَيْنِ

عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے مروی ہے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے جسد اطہر میں جب کبر سنی کے باعث ضعف زیادہ ہوگیا تو تمیم داری رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! اگر ارشاد فرمائیں تو میں آپ کے لئے ایک ایسا منبر تیار کر دوں جیسا میں نے ملک شام میں بنتے دیکھا ہے تا کہ آپ اس پر سکون وطمانت سے بیٹھ سکیں، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اس تجویز کو پسند فرمایا اور منبر بنانے کی اجازت مرحمت فرمادی، چنانچہ آپ کے لئے دوزینوں کا ممبر تیار کرلیا گیا۔[3]

عن ابن أبي الزناد وغيره أنه عليه الصلاة والسلام كان يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِلَى جِذْعٍ فِي الْمَسْجِدِ،فَقَالَ: إِنَّ الْقِيَامَ قَدْ شَقَّ عَلَيَّ، وشكا ضعفاً في رجليه ، فَقَالَ لَهُ تَمِيمٌ الدَّارِيُّ وكان من أهل فلسطين: يَا رَسُولَ اللهِ أنا أَعْمَلُ لَكَ مِنْبَرًا كَمَا رَأَيْتُ يُصْنَعُ بِالشَّامِ،قال: فلما أجمع ذوو الرأي من أصحابه على اتخاذه،قال الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رضي الله عنه: إِنَّ لِي غُلَامًا يُقَالُ لَهُ: كِلَابٌ، أعمل الناس،فقال له النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فمره يعمل،فَأَرْسَلَهُ إِلَى أَثْلَةٍ بِالْغَابَةِ فَقَطَعَهَا،ثُمَّ عملها دَرَجَتَيْنِ ومجلساً، ثم جاء بالمنبر فوضعه في موضع المنبر اليوم،ثم راح إليه رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

ابن الزناد سے مروی ہے رحمت للعالمین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم جمعہ کے روز کھجور کے تنا کے پاس خطبہ ارشاد فرماتے تھے ایک مرتبہ فرمایا مجھ پر قیام شاق

[1] شرح مسلم للنووی ۵٫۳۴

[2] ابن سعد ۱٫۱۹۲

[3] سنن ابوداود کتاب الصلاۃ بَابٌ فِي اتِّخَاذِ الْمِنْبَرِ ۱۰۸۱

گزرتا ہے اور میرے پاوں میں ضعف آ گیا ہے، اس پر فلسطین کے باشندے تمیم داری رضی اللہ عنہ نے گزارش کی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں آپ کے لئے ایک منبر بنادوں جیسا کہ میں نے ملک شام میں دیکھا ہے، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب الرائے کا اجلاس طلب فرمایا اور اس معاملہ میں ان سے مشورہ لیا، عباس رضی اللہ عنہ بن عبد المطلب نے کہا کلاب نامی میرا ایک غلام بہت اچھا کاریگر ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے کہو منبر بنادے، عباس رضی اللہ عنہ نے غلام کو غابہ میں آثلہ کی لکڑی کاٹنے بھیج دیا (یہ لکڑی سخت اور مضبوط ہوتی ہے) چنانچہ کلاب نے لکڑی لاکر منبر بنایا جس کے دو درجے اور ایک نشست گاہ تھی، پھر اس مقام پر رکھا گیا جہاں آج بھی نصب ہے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے روز اس کی طرف آئے اور راحت وطمانیت سے اس پر تشریف فرما ہوئے۔[۱]

وَجزم بن سَعْدٍ بِأَنَّ ذَلِكَ كَانَ فِي السَّنَةِ السَّابِعَةِ وَفِيهِ نَظَرٌ لِذِكْرِ الْعَبَّاسِ وَتَمِيمٍ فِيهِ وَكَانَ قُدُومُ الْعَبَّاسِ بَعْدَ الْفَتْحِ فِي آخِرِ سَنَةِ ثَمَان وقدوم تَمِيم سنة تسع وَجزم بن النَّجَّارِ بِأَنَّ عَمَلَهُ كَانَ سَنَةَ ثَمَانٍ

علامہ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں ابن سعد کی تصریح کے مطابق منبر سن سات ہجری میں بنایا گیا مگر یہ روایت محل نظر ہے کیونکہ اس سلسلہ کی روایات میں عباس رضی اللہ عنہ اور تمیم الداری رضی اللہ عنہ کا ذکر پایا جاتا ہے جبکہ عباس رضی اللہ عنہ فتح مکہ کے بعد آٹھ ہجری میں اور تمیم الداری رضی اللہ عنہ نو ہجری میں مدینہ منورہ تشریف لائے، اور علامہ ابن نجار نے منبر بنانے کی قطعی تاریخ آٹھ ہجری قرار دی ہے۔[۲]

○ فَعَمِلَ هَذِهِ الثَّلَاثَ دَرَجَاتٍ

سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے غلام نے تین زینوں کا منبر بنایا تھا[۳]

○ علامہ خلیل احمد ابن ہٹوی لکھتے ہیں سنن ابوداود کتاب الصلاة بَابٌ فِي اتِّخَاذِ الْمِنْبَرِ ۱۰۸۱ میں منبر کے دو زینوں کا ذکر ہے اور صحیح مسلم كِتَابُ الْمَسَاجِدِ وَمَوَاضِعِ الصَّلَاةَ بَابُ جَوَازِ الْخُطْوَةِ وَالْخُطْوَتَيْنِ فِي الصَّلَاةِ ۱۲۱۶ میں تین زینے بیان کیے گئے ہیں بظاہر تضاد پایا جاتا ہے لیکن درحقیقت جب روایات میں دو زینے بیان کیے گئے ہیں ان میں نشست گاہ کا ذکر نہیں جبکہ نشست گاہ سمیت تین ہی درجے تھے۔[۴]

○ ایک روایت ہے کہ جس بڑھئی نے منبر بنایا تھا اس کا نام باقوم تھا

أن باقوم مولى العاص بن أمية صنع للنبي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ منبره من طرفاء، ثلاث درجات

باقوم جو العاص بن امیہ کا مولی تھا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تین درجات پر مشتمل منبر تیار کیا تھا۔[۵]

---

[۱] ابن سعد ۱۹۲/۱ ،اخبار مدینہ ۹۶/۱

[۲] فتح الباری ۳۹۹/۲

[۳] صحیح مسلم كِتَابُ الْمَسَاجِدِ وَمَوَاضِعِ الصَّلَاةَ بَابُ جَوَازِ الْخُطْوَةِ وَالْخُطْوَتَيْنِ فِي الصَّلَاةِ ۱۲۱۶

[۴] بزل المجہود ۱۷۸/۲

[۵] مصنف عبدالرزاق ۵۲۴۴

اور اسی کاریگر نے قریش کے دور میں کعبہ تعمیر کیا تھا۔

○ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ إِلَى خَشَبَةٍ فَلَمَّا كَثُرَ النَّاسُ قِيلَ لَهُ لَوْ كُنْتَ جَعَلْتَ مِنْبَرًا قَالَ وَكَانَ بِالْمَدِينَةِ نَجَّارٌ وَاحِدٌ يُقَالُ لَهُ مَيْمُونٌ

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے یہ روایت شرف المصطفیٰ کے حوالہ سے نقل کی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک لکڑی کے پاس کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرماتے تھے لیکن جب لوگوں کی تعداد بڑھ گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میرا منبر تیار کر دو اور مدینہ منورہ میں ایک ہی بڑھئی تھا جسے میمون کہتے تھے۔ (١)

منبر رسول بنانے والے کا نام:

عَنْ عَبَّاسِ بْنِ سَهْلٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كَانَ بِالْمَدِينَةِ نَجَّارٌ وَاحِدٌ يُقَالُ لَهُ مَيْمُونٌ

عباس بن سہل اپنے والد سے روایت کرتے ہیں مدینہ منورہ میں ایک ہی بڑھئی تھا جسے میمون کہتے تھے (٢)

○ علامہ شہاب الدین الحقانی نے مذکورہ غلام کے نام کے متعلق متعدد روایات نقل کی ہیں ایک روایت کے مطابق اس کا نام قبیصہ المخزومی بیان ہوا اور اس کا نام صباح بھی بتایا جاتا ہے جو عباس رضی اللہ عنہ کا غلام تھا، نیز اس کا نام باقوم یا باقول تھا اور وہ سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کا غلام تھا، ایک روایت میں ہے کہ وہ تمیم الداری رضی اللہ عنہ کا غلام تھا، ایک روایت میں اسے سعد بن عبادہ کا غلام بیان کیا گیا ہے، جبکہ ایک روایت کے مطابق وہ ایک انصاری عورت کا غلام تھا۔ (٣)

واختلف فی اسم صانعه، ففی الصحيح أنه ميمون مولى امرأة من الأنصار، وقيل: مولى سعد بن عبادة، فكأنه فی الأصل مولى امرأته، وروى أبو نعيم أن صانعه باقوم الرومی مولى سعيد بن العاص، أو باقول، أو صباح، أو قبيصة، أو مينا، أو صالح أو كلاب، وكلاهما مولى العباس، أو إبراهيم، أو تميم الداری كما ورد فی أبی داود. ويقول الحافظ فی الفتح: وليس فی جميع الروايات التی سمی فيها النجار شیء قوی السند سوى الحديث الذی رواه أبو داود عن ابن عمر لكن لم يصرح فيه بأن صانعه تميم. وأشبه الأقوال بالصواب بأنه ميمون لكونه من طريق سهل بن سعد ...وكان المنبر ذا ثلاث درجات

سہیلی لکھتے ہیں جس نے منبر تیار کیا اس کے نام میں اختلاف ہے، صحیح میں ہے کہ اس کا نام میمون تھا اور یہ انصار کی ایک عورت کا غلام تھا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ سعد بن عبادہ کا غلام تھا حقیقتاً یہ اس عورت کا غلام تھا اور ابو نعیم کہتے ہیں یہ منبر باقوم الرومی نے تیار کیا تھا جو سعید بن العاص کا غلام تھا یا باقول ، صباح ، قبیصة، مینا، صالح ،کلاب نے تیار کیا تھا اور یہ سب عباس رضی اللہ عنہ کے غلام تھے، یا إبراهيم

(١) فتح الباری ٢/٣٩٨

(٢) ۔فتح الباری ١/٤٨٦

(٣) نسیم الریاض ٣/٦٠

نے یا تمیم الداری نے تیار کیا تھا جیسے ابو داود نے لکھا ہے، اور حافظ الفتح میں لکھتے ہیں تمام روایات کو جمع کیا جائے تو کوئی بھی سند میں قوی نہیں ہے سوائے ابو داوٗد کی روایت کہ جس کو انہوں نے عبد اللہ بن عمر سے روایت کیا لیکن اس میں تمیم کی صراحت نہیں، مختلف اقوال ہیں لیکن صحیح قول یہ ہے کہ اس کا نام ساری کی ساری میں سے میمون تھا جو کہ سہل بن سعد کے طریقے سے مروی ہے۔۔۔۔۔ اور منبر تین سیڑھیوں (درجات) پر مشتمل ہے۔ (۱)

فِي جَمِيعِ هَذِهِ الرِّوَايَاتِ الَّتِي سُمِّيَ فِيهَا النَّجَّارُ شَيْءٌ قَوِيُّ السَّنَدِ

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے بھی لمبی بحث کے بعد یہی لکھا ہے کوئی روایت بھی مستند نہیں ہے۔ (۲)

○ بَعْضُ أَهْلِ السِّيَرِ أَنَّهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَخْطُبُ عَلَى مِنْبَرٍ مِنْ طِينٍ قَبْلَ أَنْ يَتَّخِذَ الْمِنْبَرَ الَّذِي مِنْ خَشَبٍ وَيُعَكِّرُ عَلَيْهِ

بعض اہل السیر کی روایات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ لکڑی کا منبر تیار ہونے سے پہلے عارضی طور پر مٹی گارے سے منبر بنایا گیا جس پر رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ خطبہ دیا کرتے تھے (۳)

کھجور کے خشک تنا کا رونا:

فَلَمَّا صُنِعَ الْمِنْبَرُ وَوُضِعَ فِي مَوْضِعِهِ الَّذِي وَضَعَهُ فِيهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:فَلَمَّا جَاءَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيدُ الْمِنْبَرَ مَرَّ عَلَيْهِ، فَلَمَّا جَاوَزَهُ، خَارَ الْجِذْعُ حَتَّى تَصَدَّعَ وَانْشَقَّ، فَرَجَعَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَسَحَهُ بِيَدِهِ حَتَّى سَكَنَ، ثُمَّ رَجَعَ إِلَى الْمِنْبَرِ

جب سید الامم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کے لئے منبر تیار ہو گیا تو آپ حسب معمول جمعہ کے دن کھجور کے خشک تنے کے پاس سے گزر کر منبر پر رونق افروز ہوئے ہی تھے کہ کھجور کا خشک تنا زار وقطار رونے لگا کیونکہ وہ مقدس ومطہر جسم اس سے مس نہ ہوا تھا، وہ اس سعادت عظمیٰ اور اس سر چشمہ راحت سے یکسر محروم ہو گیا تھا، اس دل فگار صدمہ کی شدت سے اس کا وجود شق ہو گیا اور رونے کی ایسی ہیبت ناک آواز آنے لگی جیسے حاملہ اونٹنی آواز کرتی ہے، اس حیرت انگیز اور محیر العقول واقعے سے تمام حاضرین پر بھی رقت طاری ہو گئی، رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ منبر سے نیچے اتر کر اس پر اپنا دست مبارک پھیرا اس کے بعد اس میں سے رونے کی آواز بند ہو گئی، پھر آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ منبر پر تشریف لے گئے۔ (۴)

○ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ:قَالَ: فَعَمِلَتْ لَهُ الْمِنْبَرَ، فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ قَعَدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ الَّذِي صُنِعَ، فَصَاحَتِ النَّخْلَةُ الَّتِي كَانَ يَخْطُبُ عِنْدَهَا لِلْجِذْعِ مِثْلَ أَصْوَاتِ الْعِشَارِ حَتَّى كَادَتْ تَنْشَقُّ، فَنَزَلَ

(۱) الروض الانف۲۸۷،۴

(۲) فتح الباری ۳۹۸،۲

(۳) ۔ فتح الباری۳۹۹،۲

(۴) سنن الدارمی ۳۶، وفاء الوفائ۴،۲

النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى أَخَذَهَا، فَضَمَّهَا إِلَيْهِ، فَجَعَلَتْ تَئِنُّ أَنِينَ الصَّبِيِّ الَّذِي يُسَكَّتُ، حَتَّى اسْتَقَرَّتْ، قَالَ:بَكَتْ عَلَى مَا كَانَتْ تَسْمَعُ مِنَ الذِّكْرِ

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے منبر بن گیا تو جمعہ کے دن جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس منبر پر تشریف فرما ہوئے تو اس کھجور کی لکڑی سے رونے کی آواز آنے لگی جس پر ٹیک دے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے جیسے دس مہینے کی گابھن اونٹنی آواز کرتی ہے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ پھٹ جائے گی، یہ دیکھ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے اترے اور اس تنا پر اپنا دست مبارک پھیرا اور اسے اپنے سینہ سے چمٹا لیا، اس وقت بھی وہ لکڑی اس چھوٹے بچے کی طرح سسکیاں بھر رہی تھی جسے چپ کروانے کی کوشش کی جاتی ہے، اس کے بعد وہ چپ ہوگئی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کے رونے کی وجہ یہ تھی کہ یہ لکڑی خطبہ سنا کرتی تھی (اب اس سے محروم ہوگئی) ۔[1]

لَوْ لَمْ أَحْتَضِنْهُ لحن إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ

سید الامم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں اس تنا کو تسلی وتشفی دے کر خاموش نہ کرتا تو وہ اس جاں گزار صدمہ میں قیامت تک روتا رہتا۔[2]

یہ واقعہ صحیح بخاری، صحیح مسلم، صحیح ابن خزیمہ، صحیح ابن حبان، مسند شافعی، مسند احمد، مستدرک حاکم، بیہقی، طبرانی، ابویعلی، سنن نسائی، جامع ترمذی، سنن ابن ماجہ میں درج ہے۔

اور یہ صحابہ کرام سید القراء ابی بن کعب المتوفی ۱۹ ہجری، جابر بن عبد اللہ المتوفی ۷۲ ہجری، خادم الرسول انس بن مالک المتوفی ۹۲ ہجری، عبد اللہ بن عمر فاروق المتوفی ۷۳ ہجری، ابن عم النبی عبد اللہ بن عباس المتوفی ۶۸ ہجری، سہل بن سعد الساعدی المتوفی ۹۱ ہجری، ابوسعید بن مالک الخذری المتوفی ۷۴ ہجری، بریدہ بن الخطیب سلمی المتوفی ۶۳ ہجری، ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا المتوفی ۵۹ ہجری اور مطلب بن ابو رداعہ القرشی اس واقعہ کے عینی شاہد تھے۔[3]

فلما هَدَمَ الْمَسْجِدَ أخذ ذلك الْجِذْعِ أُبَيّ بْنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فلم يَزَلْ عِنْدَهُ حَتَّى أَكَلَتْهُ الْأَرْضُ أَكَلَتْهُ الْأَرَضَةُ وَعَادَ رُفَاتًا

پھر جب مسجد نبوی میں وسعت کی ضرورت پڑی اس وقت اس تنے کو ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اپنے گھر لے گئے وہیں وہ گل گیا، دیمک کھا گئی اور کھوکھلا ہو کر ریزہ ریزہ ہوگیا۔[4]

فَكَانَ الْحَسَنُ إِذَا حدث بهذا بكى. وقال: يا عباد اللَّهِ. الْخَشَبَةُ تَحِنُّ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَوْقًا إِلَيْهِ لِمَكَانِهِ فَأَنْتُمْ أَحَقُّ أَنْ تَشْتَاقُوا إِلَى لِقَائِهِ

[1] صحیح بخاری کتاب البیوع بَابُ النَّجَّارِ ۲۰۹۵،۹۱۸

[2] سنن ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلوۃ بَابُ مَا جَاءَ فِي بَدْءِ شَأْنِ الْمِنْبَرِ ۱۴۱۵، سنن الدارمی ۳۹،مصنف ابن ابی شیبۃ ۳۱۷۴۶، مسنداحمد ۲۲۳۶، فتح الباری ۶۰۲/۶

[3] رحمت للعالمین ۱۷۴/۲

[4] وفاء الوفاء ۴/۲، سنن الدارمی ۳۶

خواجہ حسن بصری رحمہ اللہ جب یہ حدیث پڑھتے یا بیان فرماتے تو ان پر گریہ طاری ہو جاتا تھا وہ ارشاد فرماتے اے اللہ کے بندو! کس قدر عبرت کا مقام ہے کہ ایک خشک لکڑی محبوب انسو جاں صلی اللہ علیہ وسلم کے فراق میں زار و قطار رونے لگی کیا تم اس سے کہیں زیادہ اس بات کے مستحق نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات کی خاطر ہر وقت فکر مند اور گریہ کناں رہو (۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد منبر کی مختصر تاریخ:

منبر کی یہ کیفیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ، سیدنا عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں قائم رہی۔ (۲)

جب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا دور خلافت آیا اس وقت تک نمازیوں کی بہتات کے پیش نظر مسجد نبوی میں تین مرتبہ اضافہ ہو چکا تھا، جب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ زیارت کے لئے آئے تو انہوں نے محسوس کیا کہ خطیب کی آواز لوگوں تک صحیح طور پر نہیں پہنچ پاتی، لوگوں تک خطیب کی آواز پہنچانے کی غرض سے امیر موصوف نے امیر مدینہ کو منبر اونچا کرنے کا حکم فرمایا چنانچہ علامہ احمد شہاب الدین الخفاجی رقم طراز ہیں کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جب زیارت مدینہ منورہ کو آئے تو منبر مبارک پر قباطی چادر چڑھائی پھر شام لوٹ جانے کے بعد امیر مدینہ مروان رحمہ اللہ کو لکھا کہ منبر شریف بلند کر دو چنانچہ امیر موصوف نے منبر میں چھ درجے بڑھا دیئے اس طرح کل نو درجے ہو گئے (۳)

وطول المنبر اليوم من أسفل عتبته إلى مؤخره سبع أذرع- أي بتقديم السين- وشبر، وطوله في الأرض إلى مؤخره ست أذرع

بعد ازاں سنگ مرمر کی ڈیڑھ فٹ بلند چوکی پر منبر رکھا گیا جس سے مجموعی بلندی سات ذراع اور ایک بالشت ہوگئی جبکہ منبر کی اپنی بلندی صرف چھ ذراع نوفٹ تھی۔ (۴)

یہ منبر چھ سو سال تک مسجد نبوی میں قائم رہا اور کسی نے بھی اضافہ یا کمی نہیں کی، مگر ۶۵۴ ہجری میں جب مسجد نبوی میں آتشزدگی کا روح فرسا حادثہ آیا تو اس سانحہ میں جہاں مسجد کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا وہاں منبر نبوی بھی نذر آتش ہو گیا جو تھوڑا بہت حصہ جلنے سے بچ گیا اسے صندوق میں بند کر کے اسطوانہ حنانہ کے قریب دفن کر دیا گیا۔ ۶۵۶ ہجری میں ملک مظفر شاہ یمن نے صندل کی لکڑی کا عالیشان منبر بنوا کر بھیجا جو ۶۶۶ ہجری تک مسجد نبوی کی زینت بنا رہا۔ پھر ملک ظاہر رکن الدین بیبرس نے ۶۶۶ ہجری میں نیا منبر بھیجا اور پہلا منبر ہٹا دیا گیا، اس منبر پر ۱۲۳ سال تک خطبہ پڑھا جاتا رہا بالآخر لکڑی بوسیدہ اور کرم خوردہ ہوگئی جس کے باعث ۷۹۷ ہجری میں ملک ظاہر برقوق سلطان مصر نے نیا منبر بھیجا جو ۲۳ سال مسجد نبوی کی زینت بنا، ۸۲۰ ہجری میں ملک موید نے نیا منبر نصب کرایا، ۸۸۶ ہجری رمضان المبارک

---

(۱) الشفا بتعريف حقوق المصطفى ۱/۵۸۴

(۲) معالم دار الحجرة ۶۶

(۳) نسيم الرياض ۳/۶۱

(۴) وفاء الوفاء ۲/۱۳

میں مسجد نبوی ایک مرتبہ پھر آگ کے بے رحم شعلوں کی لپیٹ میں آ گئی جس سے منبر بھی جل کر خاکستر ہو گیا، بعد ازاں ۸۸۸ ہجری میں ملک اشرف قایتبائی نے نیا منبر بنوا کر نصب کرایا، ۹۹۸ ہجری میں عثمانی بادشاہ سلطان مراد شاہ نے سنگ مرمر کا خوبصورت، نفیس اور دیدہ زیب منبر بنوا کر بھیجا جس کے بارہ زینے تھے، ملک اشرف قایتبائی والا منبر مسجد قبا میں منتقل کر دیا گیا۔ [1]

سلطان مراد شاہ کا یہ منبر محرم الحرام ۱۴۰۸ تک ۴۱۱ سال گزرنے کے باوجود یہ مسجد کی رونق اور مرجع خلائق بنا ہوا ہے اور اس کے استحکام اور مضبوطی میں کوئی خلل واقع نہیں ہوا۔

غزوہ ذات الرقاع

سات ہجری

قَالَ وَيُقَالُ ذَاتُ الرِّقَاعِ شَجَرٌ بِذَلِكَ الْمَوْضِعِ يُقَالُ لَهَا: ذَاتُ الرِّقَاعِ

اس غزوہ کا نام ذات الرقاع رکھنے کے سبب میں اختلاف ہے ایک قول ہے کہ جہاں یہ غزوہ واقع ہوا وہاں ایک درخت تھا جس کا یہی نام تھا اسی کے نام پر اس غزوہ کا نام رکھا گیا۔ [2]

ایک قول یہ ہے کہ مسلمانوں کے جھنڈوں میں کپڑوں کے ٹکڑے تھے اس لئے اس کا یہ نام پڑا۔

أَنَّهَا سُمِّيَتْ ذَاتَ الرِّقَاعِ لِأَنَّهُ جَبَلٌ كَانَ فِيهِ بُقَعُ حُمْرَةٍ وَسَوَادٍ وَبَيَاضٍ

ایک قول یہ ہے ذات الرقاع ایک پہاڑ کا نام ہے جس کے پتھر سیاہ، سفید اور سرخ رنگ کے ہیں گویا اس پہاڑ کے مختلف پیوند ہیں اس لئے اس پہاڑ کے نام پر اس غزوہ کا نام رکھا گیا۔ [3]

وَهُوَ جَبَلٌ فِيهِ بُقَعٌ حُمْرَةٌ وَسَوَادٌ وَبَيَاضٌ قَرِيبٌ مِنَ النَّخِيلِ بَيْنَ السَّعْدِ وَالشُّقْرَة

اور ابن سعد میں ہے یہ ایک پہاڑ ہے جس میں سرخی وسیاہی وسفیدی کی زمینیں ہیں اور النخیل قریب السعد اور الشقرۃ کے درمیان ہے۔ [4]

عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ:خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةٍ وَنَحْنُ سِتَّةُ نَفَرٍ بَيْنَنَا بَعِيرٌ نَعْتَقِبُهُ، فَنَقِبَتْ أَقْدَامُنَا وَنَقِبَتْ قَدَمَايَ، وَسَقَطَتْ أَظْفَارِي، وَكُنَّا نَلُفُّ عَلَى أَرْجُلِنَا الخِرَقَ، فَسُمِّيَتْ غَزْوَةَ ذَاتِ الرِّقَاعِ

ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد کے لئے نکلے اور ہم چھ آدمیوں کے پاس ایک اونٹ تھا جس پر ہم باری باری سوار ہوتے تھے اور زیادہ تر پیدل چلنے اور پر مشقت سفر کی وجہ سے ہمارے دونوں پیر پیدل چلتے چلتے پھٹ گئے، ناخن گر گئے اس لئے ہم

---

[1] مراۃ الحرمین ۱۴۷/۱

[2] الروض الانف ۱۷۵/۶،عیون الاثر ۷۶/۲،ابن ہشام ۲۰۴/۲

[3] دلائل النبوۃ للبیہقی ۳۷۲/۳،مغازی واقدی ۳۹۵/۱

[4] ابن سعد ۴۶/۲

نے ان پر چیتھڑے باندھ لیے تھے اس لئے اس کا نام ذات الرقاع (چیتھڑوں والی جنگ) رکھا گیا۔ [1]

مگر زیادہ صحیح یہ ہے کہ وہ ایک جگہ کا نام ہے۔ جیسا کہ دعثور شاعر کا قول ہے۔

حَتَّى إِذَا كُنَّا بِذَاتِ الرِّقَاعِ

ترجمہ: یہاں تک کہ جب ہم مقام ذات الرقاع پر پہنچے۔

غزوہ میں نام کے اختلاف کے ساتھ اس بات میں بھی اختلاف ہے کہ یہ غزوہ کب واقع ہوا۔

قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ: ثُمَّ أَقَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِينَةِ بَعْدَ غَزْوَةِ بَنِي النَّضِيرِ شَهْرَ رَبِيعٍ الْآخِرِ وَبَعْضَ جُمَادَى

ابن اسحاق کے مطابق غزوہ بنی نضیر کے بعد ماہ ربیع الآخر اور کچھ دن جمادی کے مدینہ میں قیام پذیر رہے۔ [2]

فَخَرَجَ فِي جُمَادَى الْأُولَى مِنَ السَّنَةِ الرَّابِعَةِ ، وَقِيلَ: فِي الْمُحَرَّمِ يُرِيدُ مُحَارِبَ وَبَنِي ثَعْلَبَةَ بْنِ سَعْدِ بْنِ غَطَفَانَ

علامہ حافظ ابن قیم رحمہ اللہ کہتے ہیں ہجرت کے چوتھے سال جمادی الاول کے مہینے میں آپ تشریف لے گئے اور ایک قول ہے کہ محرم میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم محارب اور بنی ثعلبہ بن سعد بن غطفان کی طرف گئے۔ [3]

فَإِنَّهُ زَعَمَ أَنَّ غَزْوَةَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ الرِّقَاعِ، كَانَتْ فِي الْمُحَرَّمِ سَنَةَ خَمْسٍ مِنَ الْهِجْرَةِ

طبری، واقدی کے حوالے سے کہتے ہیں غزوہ ذات الرقاع محرم پانچ ہجری کو ہوا۔ [4]

وَعند بن سعد وبن حِبَّانَ أَنَّهَا كَانَتْ فِي الْمُحَرَّمِ سَنَةَ خَمْسٍ

ابن سعد رحمہ اللہ اور ابن حبان رحمہ اللہ کا موقف ہے کہ یہ محرم پانچ ہجری میں ہوا۔ [5]

هَذِهِ الْغَزْوَةُ اخْتُلِفَ فِيهَا مَتَى كَانَتْ وَاخْتُلِفَ فِي سَبَبِ تَسْمِيَتِهَا بِذَلِكَ وَقَدْ جَنَحَ الْبُخَارِيُّ إِلَى أَنَّهَا كَانَتْ بَعْدَ خَيْبَرَ وَاسْتَدَلَّ لِذَلِكَ فِي هَذَا الْبَابِ بِأُمُورٍ سَيَأْتِي الْكَلَامُ عَلَيْهَا مُفَصَّلًا وَمَعَ ذَلِكَ فَذَكَرَهَا قَبْلَ خَيْبَرَ فَلَا أَدْرِي هَلْ تَعَمَّدَ ذَلِكَ تَسْلِيمًا لِأَصْحَابِ الْمَغَازِي أَنَّهَا كَانَتْ قَبْلَهَا كَمَا سَيَأْتِي أَوْ أَنَّ ذَلِكَ مِنَ الرُّوَاةِ عَنْهُ أَوْ إِشَارَةٌ إِلَى احْتِمَالِ أَنْ تَكُونَ ذَاتُ الرِّقَاعِ اسْمًا لِغَزْوَتَيْنِ مُخْتَلِفَتَيْنِ كَمَا أَشَارَ إِلَيْهِ الْبَيْهَقِيُّ عَلَى أَنَّ أَصْحَابَ الْمَغَازِي مَعَ جَزْمِهِمْ بِأَنَّهَا كَانَتْ قَبْلَ خَيْبَرَ مُخْتَلِفُونَ فِي زمانهابَلِ الَّذِي يَنْبَغِي الْجَزْمُ بِهِ أَنَّهَا بَعْدَ غَزْوَةِ بَنِي قُرَيْظَةَ لِأَنَّهُ تَقَدَّمَ أَنَّ صَلَاةَ الْخَوْفِ فِي

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ غَزْوَةِ ذَاتِ الرِّقَاعِ ۴۱۲۸، صحیح مسلم کتاب الجهادوالسیربَابُ غَزْوَةِ ذَاتِ الرِّقَاعِ ۴۶۹۹

[2] ابن ہشام ۲۰۳/۲، دلائل النبوۃ للبیہقی ۳۷۰/۳

[3] زادالمعاد ۲۲۴/۳

[4] تاریخ طبری ۵۵۵/۲

[5] فتح الباری ۴۱۷/۷

غَزْوَةِ الْخَنْدَقِ لَمْ تَكُنْ شُرِعَتْ وَقَدْ ثَبَتَ وُقُوعُ صَلَاةِ الْخَوْفِ فِي غَزْوَةِ ذَاتِ الرِّقَاعِ فَدَلَّ عَلَى تَأَخُّرِهَا بَعْدَ الْخَنْدَق

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فتح الباری میں لکھتے ہیں اس غزوہ کے تاریخ وقوع ہونے میں اختلاف ہے وہ یہ کہ کب واقع ہوا اور اس کی وجہ تسمیہ کیا ہے ،امام بخاری کا رجحان یہ ہے کہ یہ غزوہ خیبر کے بعد ہوا ہے،اس پر انہوں نے کئی دلائل دیئے ہیں،جیسے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور ابوموسیٰ اشعری کی اس غزوہ میں شرکت، کیونکہ غزوہ خیبر کے بعد ہی یہ کسی غزوہ میں شامل ہو سکتے تھے لیکن اس کے باوجود انہوں نے اس کو خیبر سے پہلے ذکر کیا ہے،معلوم نہیں انہوں نے عام مورخین کے قول کو کہ یہ غزوہ خیبر سے پہلے ہوا ہے تسلیم کرتے ہوئے جان بوجھ کر ایسا کیا ہے یا ان سے اس کے متعلق مختلف روایات کی بنا پر ہے یا انہوں نے اس احتمال کی طرف اشارہ کرنے کے لئے ایسا کیا ہے کہ ذات الرقاع دو مختلف غزووں کا نام ہے، جیسا کہ بیہقی نے اس کی طرف اشارہ کیا ہے، پھر اصحاب مغازی اس جزم کے باوجود کہ غزوہ ذات الرقاع خیبر سے پہلے واقع ہوا ہے،اس کے زمانہ میں مختلف ہیں لیکن یہ بات یقین کے ساتھ کہی جاسکتی ہے کہ یہ غزوہ خندق،غزوہ بنو قریظہ اور غزوہ خیبر کے بعد وقوع پذیر ہوا ہے اس لئے کہ غزوہ خندق،غزوہ بنو قریظہ اور غزوہ خیبر میں نماز خوف مشروع نہیں تھی مگر غزوہ ذات الرقاع میں نماز خوف کا ثبوت ملتا ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ یہ غزوہ خیبر کے بعد واقع ہوا ہے[1]

غزوہ خیبر کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ دن تک مدینہ منورہ میں قیام فرمایا

قَالَ: جِئْت مِنْ نَجْدٍ وَقَدْ رَأَيْت أَنْمَارًا وَثَعْلَبَةَ قَدْ جَمَعُوا لَكُمْ جُمُوعًا، وَأَرَاكُمْ هَادِينَ عَنْهُمْ، فَبَلَغَ النَّبِيّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْلُهُ، وَاسْتَعْمَلَ عَلَى الْمَدِينَةِ أَبَا ذَرٍّ الْغِفَارِيَّ، وَقِيلَ: عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ، وَخَرَجَ فِي أَرْبَعِمائَةٍ مِنْ أَصْحَابِهِ . وَقِيلَ سَبْعِمائَةٍحَتّى سَلَكَ عَلَى الْمَضِيقِ ثُمّ أَفْضَى إلَى وَادِي الشّقَرَةِ فَأَقَامَ بِهِ يَوْمًاوَبَثّ السّرَايَا فَرَجَعُوا إلَيْهِ مَعَ اللّيْلِ، وَخَبّرُوهُ أَنّهُمْ لَمْ يَرَوْا أَحَدًا

قبیلہ انمار یا بنوغطفان کی دوشاخوں بنی ثعلبہ اور بنی محارب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کرنے کے لئے جمع ہونے لگے،اہل مکہ اپنی جان بچانے کے لئے حدیبیہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دس سال جنگ نہ کرنے کا معاہدہ کر چکے تھے،خیبر کے یہود ہر طرح کی برتری کے باوجود مجاہدین سے بدترین شکست کھا کر دم توڑ چکے تھے،اب جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان بدووں کے اجتماع کی خبر سنی تو ان کو پراگندہ کرنے کی غرض سے صحابہ رضی اللہ عنہم کو جنگی تیاری کا حکم فرمایا اور مدینہ منورہ پر ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ یا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو نائب مقرر کر کے چارسو یا سات سو صحابہ رضی اللہ عنہم کو لے کر روانہ ہوئے اور مقام وادی شقرہ پر پہنچے اور ایک دن قیام فرمایا وہاں سے طلایہ گردستوں کو مختلف اطراف میں روانہ فرمایا ان دستوں نے رات کو واپس آ کر اطلاع دی کہ انہوں نے کسی کو نہیں دیکھا،

حَتَّى نَزَلَ نَخْلًا،موضع من نجد من أراضي غطفان، فَنَذَرَ زَوْجُهَا أَلَّا يَرْجِعَ حَتَّى يُهْرِيقَ دَمًا فِي أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،فَخَرَجَ يَتْبَعُ أَثَرَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،فَنَزَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْزِلًا فَقَالَ: مَنْ رَجُلٌ يَكْلَؤُنَا لَيْلَتَنَا (هَذِهِ) ؟قَالَ: فَانْتَدَبَ رَجُلٌ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ، وَرَجُلٌ آخَرُ مِنَ الْأَنْصَارِ، فَقَالَا: نَحْنُ يَا رَسُولَ

[1] فتح الباری ۴۱۷/۷

اللهِ قَالَ: فكُونَا بِفَمِ الشِّعْبِ قَالَ: وَكَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ قَدْ نَزَلُوا إِلَى شِعْبٍ مِنَ الْوَادِي، وَهُمَا عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ وَعَبَّادُ بْنُ بِشْرٍفَلَمَّا خَرَجَ الرَّجُلَانِ إِلَى فَمِ الشِّعْبِ، قَالَ الْأَنْصَارِيُّ لِلْمُهَاجِرِيِّ أَيَّ اللَّيْلِ تُحِبُّ أَنْ أَكْفِيكَهُ: أَوَّلَهُ أَمْ آخِرَهُ؟ قَالَ: بَلْ اكْفِنِي أَوَّلَهُ، فَنَامَ عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ، وقام عبّاد بن بشر يُصَلّي

یہاں سے آگے روانہ ہو کر آپ مقام نخل جو قبیلہ غطفان کی زمین میں نجد کا ایک گاؤں ہے پر پہنچے وہاں کی نشست گاہوں میں صرف عورتوں کو پایا جنہیں گرفتار کرلیا گیا، اس کے شوہر نے نذر مانی کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے کسی صحابی کو قتل کرے گا، پھر یہ شخص رسول اللہ ﷺ کے لشکر کے پیچھے روانہ ہوا، رسول اللہ ﷺ منزل پر پہنچ کر فروکش ہوئے اور فرمایا کون شخص ہے جو آج رات ہماری پاسبانی کرے گا؟ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ اور عباد بن بشر رضی اللہ عنہ نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم حفاظت اور پاسبانی کریں گے ان میں سے ایک مہاجر اور ایک انصاری تھے نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا تم رات کو میدان کے دہانے پر جا کر رہو، چنانچہ یہ دونوں میدان کے دہانے پر چلے گئے اور انصاری نے مہاجر سے کہا تم اول شب جاگو گے یا آخر شب؟ مہاجر نے کہا میں آخر رات جاگوں گا تم اول رات تک جاگ لو، یہ طے کر کے عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سو گئے اور عباد بن بشر رضی اللہ عنہ اللہ وحدہ لاشریک کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے عبادت کے لئے کھڑے ہو گئے،

وَأَقْبَلَ عَدُوّ اللهِ يَطْلُبُ غِرّةً وَقَدْ سَكَنَتْ الرِّيحُ، فَلَمَّا رَأَى سَوَادَهُ مِنْ قَرِيبٍ قَالَ: يَعْلَمُ اللهُ إِنّ هَذَا لَرَبِيئَةُ الْقَوْمِ! فَفَوّقَ لَهُ سَهْمًا فَوَضَعَهُ فِيهِ فَانْتَزَعَهُ فَوَضَعَهُ، ثُمّ رَمَاهُ بِآخَرَ فَوَضَعَهُ فِيهِ فَانْتَزَعَهُ فَوَضَعَهُ، ثُمّ رَمَاهُ الثّالِثَ فَوَضَعَهُ فِيهِ، فَلَمّا غَلَبَ عَلَيْهِ الدّمُ رَكَعَ وَسَجَدَ ثُمّ قَالَ لِصَاحِبِهِ: اجْلِسْ فَقَدْ أُتِيت!فَلَمَّا رَأَى الْأَعْرَابِيُّ أَنَّ عَمَّارًا قَدْ قَامَ عَلِمَ أَنَّهُمْ قَدْ نَذِرُوا بِهِ فَهَرَبَ،قَالَ: وَلَمَّا رَأَى الْمُهَاجِرِيُّ مَا بِالْأَنْصَارِيِّ مِنْ الدِّمَاءِ، قَالَ: سُبْحَانَ اللهِ! أَفَلَا أَهْبَبْتَنِي أَوَّلَ مَا رَمَاكَ؟ قَالَ: كُنْت فِي سُورَةٍ أَقْرَأُهَا وَهِيَ سُورَةُ الْكَهْفِ، فَكَرِهْت أَنْ أَقْطَعَهَا حَتّى أَفْرُغَ مِنْهَاوَلَوْلَا أَنّي خَشِيت أَنْ أُضَيّعَ ثَغْرًا أَمَرَنِي بِهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا انْصَرَفْت وَلَوْ أُتِيَ عَلَى نَفْسِي

جب یہ مشرک آیا تو عباد بن بشر رضی اللہ عنہ کھڑے نماز پڑھ رہے تھے اس مشرک نے پہچان لیا کہ یہ لشکر اسلامی کا پاسبان ہے، اس نے ان پر تیر چلایا جو ٹھیک نشانہ پر لگا مگر عباد بن بشر رضی اللہ عنہ نے جن کے رگ وریشہ میں معبود حقیقی کی عبودیت اور بندگی سرایت کر چکی تھی، جو اپنے رب حقیقی کی محبت میں سرشار تھے، جن کے دل میں ایمان کی حلاوت اتر چکی تھی نماز میں مشغول رہے اور نماز توڑے بغیر تیر جسم سے نکال کر پھینک دیا، اس مشرک نے ان پر دوسرا تیر چلایا عباد رضی اللہ عنہ نے اس تیر کو بھی نماز توڑے بغیر نکال کر پھینک دیا، اس مشرک نے تیسرا تیر چلایا اب انہیں یہ اندیشہ ہوا کہ کہیں دشمن کمین گاہ پر حملہ نہ کر دے اور رسول اللہ ﷺ نے ہمیں جس غرض سے یہاں متعین کیا ہے وہ فوت ہو جائے اس لئے جلدی سے نماز کو پورا کیا، اور سلام پھیر کر اپنے ساتھی کو جگایا کہ اٹھو میں شدید زخمی ہو گیا ہوں، وہ مشرک ان کو اپنے ساتھی کو جگاتے دیکھ کر فرار ہو گیا، عمار جب بیدار ہوئے اور عباد رضی اللہ عنہ کے جسم سے خون کو رواں دیکھ کر بولے سبحان اللہ! تم نے مجھے پہلے ہی تیر پر کیوں نہ جگا دیا؟ عباد رضی اللہ عنہ نے کہا میں سورۂ کہف پڑھ رہا تھا مجھے یہ گوارا نہ ہوا کہ اسے قطع کر دوں، جب پے در پے تیر لگے تب

میں نے نماز پوری کی اور تم کو جگایا، اللہ کی قسم! اگر رسول اللہ ﷺ کے حکم کا خیال نہ ہوتا تو نماز ختم ہونے سے پہلے میری جان ختم ہو جاتی۔[1]

وَقَدْ ذَهَبَتْ الْأَعْرَابُ إِلَى رُءُوسِ الْجِبَالِ وَهُمْ مُطِلّونَ عَلَى النّبِيّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،فَلَقِيَ بِهَا جَمْعًا عَظِيمًا مِنْ غَطَفَانَ، فَتَقَارَبَ النَّاسُ، وَلَمْ يَكُنْ بَيْنَهُمْ حَرْبٌ، وَقَدْ خَافَ النَّاسُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا وَفِيهَا صَلّى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةُ الْخَوْفِ، ثُمَّ انْصَرَفَ بِالْمُسْلِمِينَ،قَالَ: فَكَانَ أَوّلَ مَا صَلّى يَوْمَئِذٍ صَلَاةُ الْخَوْفِ

عورت کی گرفتاری کی خبران کی قوم کو پہنچی تو وہ دہشت زدہ ہو کر پہاڑوں میں روپوش ہو گئے پھر ان کی ایک جمعیت جمع ہو کر لشکر اسلامی سے لڑنے کے لئے آئی، دونوں گروہوں کا بمقام ذات الرقاع آمنا سامنا ہوا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان کے مقابل صف بندی کر لی لیکن طرفین سے ایک دوسرے کو ڈرانے دھمکانے کے سوا کوئی جنگ نہیں ہوئی بعض لوگ دوسروں سے خوف زدہ ہو گئے تھے یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ نے اس مقام پر صلوۃ الخوف (حالت جنگ میں نماز) ادا فرمائی، اس کے بعد مسلمان واپس ہو گئے، جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اس دن پہلی مرتبہ صلاۃ الخوف ادا کی گئی۔[2]

قَالَ ابْنُ سَعْدٍ: وَكَانَ ذَلِكَ أول ما صلاها

ابن سعد کہتے ہیں یہ پہلی صلوۃ الخوف تھی۔[3]

أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَخْبَرَ: أَنَّهُ غَزَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِبَلَ نَجْدٍ، فَلَمَّا قَفَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَفَلَ مَعَهُ، فَأَدْرَكَتْهُمُ القَائِلَةُ فِي وَادٍ كَثِيرِ العِضَاهِ، فَنَزَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَفَرَّقَ النَّاسُ يَسْتَظِلُّونَ بِالشَّجَرِ، فَنَزَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحْتَ سَمُرَةٍ وَعَلَّقَ بِهَا سَيْفَهُ، وَنِمْنَا نَوْمَةً، فَإِذَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُونَا، وَإِذَا عِنْدَهُ أَعْرَابِيٌّ، فَقَالَ:إِنَّ هَذَا اخْتَرَطَ عَلَيَّ سَيْفِي، وَأَنَا نَائِمٌ، فَاسْتَيْقَظْتُ وَهُوَ فِي يَدِهِ صَلْتًا، فَقَالَ: مَنْ يَمْنَعُكَ مِنِّي؟ فَقُلْتُ: اللَّهُ، - ثَلاَثًا

اسی غزوے میں ایک واقعہ جابر رضی اللہ عنہ سے یوں مروی ہے ہم لوگ غزوہ ذات الرقاع میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے (دوران سفر ہمارا طرز عمل یہ تھا کہ) جب ہم کسی سایہ دار درخت پر پہنچتے تو اسے آپ ﷺ کے (آرام) لئے چھوڑ دیتے تھے، اسی طرح (ایک بار) آپ ﷺ نے پڑاؤ ڈالا، حسب دستور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سایہ حاصل کرنے کے لئے کانٹوں دار درختوں میں منتشر ہو گئے، رسول اللہ ﷺ بھی ایک درخت کے نیچے اترے اور اپنی تلوار کو درخت کی ایک شاخ سے لٹکا کر آرام فرمانے لگے، ہمیں بس کچھ ہی دیر نیند آئی تھی کہ اسی اثنا میں ایک مشرک (صحیح بخاری کے مطابق غورث بن حارث، اور واقدی کے مطابق دعثور) نے آکر درخت سے نبی کریم ﷺ کی تلوار اتار کر ان پر تان لی، اور بولا تم مجھ سے ڈرتے ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں، اس نے کہا اب تمہیں میرے ہاتھ سے کون بچائے

[1] زادالمعاد۲۲۵؍۳،ابن ہشام ۲۰۸؍۲،مغازی واقدی ۳۹۷؍۱،دلائل النبوۃ للبیہقی ۳۷۹؍۳

[2] مغازی واقدی۳۹۶؍۱،دلائل النبوۃ للبیہقی۳۷۰؍۳

[3] عیون الاثر ۷۶؍۲

گا؟ آپ ﷺ نے بڑے اطمینان سے مختصر جواب دیا اللہ۔ جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہمیں اچانک رسول اللہ ﷺ پکار رہے تھے جب ہم وہاں پہنچے تو دیکھا کہ ایک اعرابی آپ کے پاس بیٹھا ہوا ہے، آپ نے (ہمیں) فرمایا میں سویا ہوا تھا اور اس نے میری تلوار سونت لی، اتنے میں میں جاگ گیا دیکھا کہ میری تلوار اس کے ہاتھ میں تھی، اس نے مجھ سے کہا تمہیں میرے ہاتھ سے کون بچائے گا؟ میں نے تین مرتبہ کہا اللہ۔ (۱) میں نے اسی طرح کہا اور تلوار اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر گر گئی، رسول اللہ ﷺ نے اعرابی کو کوئی سزا نہیں دی بلکہ آپ ﷺ بیٹھ گئے۔ اور موسیٰ بن اسماعیل نے ابراہیم بن سعد سے ان سے زہری نے بیان کیا کہا کہ اس نے تلوار نیام میں کر لی اب وہ بیٹھا ہوا ہے پھر آپ ﷺ نے اس کو کوئی سزا نہیں دی۔

وَدَفَعَ جِبْرِيلُ فِي صَدْرِهِ فَوَقَعَ السَّيْفُ مِنْ يَدِهِ ،فَأَخَذَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ابن اسحٰق کی روایت میں ہے جبرئیل امین نے اس کے سینہ پر ایک گھونسہ رسید کیا تو فوراً تلوار اس کے ہاتھ سے چھوٹ گئی اور رسول اللہ ﷺ نے اٹھالی۔ (۲)

حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ أَبِي بِشْرٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: فَسَقَطَ السَّيْفُ مِنْ يَدِهِ، قَالَ: فَأَخَذَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّيْفَ فَقَالَ:مَنْ يَمْنَعُكَ مِنِّي؟قَالَ: كُنْ خَيْرَ آخِذٍ قَالَ: تَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللهِ؟قَالَ: لَا، وَلَكِنْ أُعَاهِدُكَ عَلَى أَنْ لَا أُقَاتِلَكَ، وَلَا أَكُونُ مَعَ قَوْمٍ يُقَاتِلُونَكَ،فَخَلَّى سَبِيلَهُ ، فَأَتَى أَصْحَابَهُ وَقَالَ: جِئْتُكُمْ مِنْ عِنْدِ خَيْرِ النَّاسِ

ابوعوانہ کی روایت میں ہے جب میں نے کہا اللہ تو تلوار اس کے ہاتھ سے گر پڑی، پھر وہ تلوار رسول اللہ ﷺ نے اٹھالی اور فرمایا اب تمہیں مجھ سے کون بچائے گا؟ اس نے کہا آپ اچھے پکڑنے والے ہیں (یعنی مجھ پر احسان فرمائیں) آپ نے فرمایا تم شہادت دیتے ہو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں؟ اس نے کہا نہیں البتہ میں آپ سے عہد کرتا ہوں کہ آپ سے لڑائی نہیں کروں گا اور نہ ہی کسی لڑنے والوں کا ساتھ دوں گا، جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں پھر رسول اللہ ﷺ نے اسے کوئی سزا نہ دی، اور اس نے اپنی قوم میں جاکر کہا میں تمہارے یہاں سے سب سے اچھے انسان کے پاس سے آرہا ہوں۔ (۳)

أَنَّهُ قَدْ بَلَغَنِي أَنَّ دُعْثُورَ بْنَ الْحَارِثِ فِي أُنَاسٍ مِنْ قَوْمِهِ عُزَّلٌ. فَأَدْخَلُوهُ على رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَاهُ إِلَى الْإِسْلَامِ فَأَسْلَمَ

واقدی کہتا ہے دعثور بن حارث نے اپنے قبیلہ میں پہنچ کر اسلام کی دعوت دی اور بہت سے لوگ اس کی دعوت سے مسلمان ہو گئے۔

---

(۱) صحیح بخاری کتاب الجهاد بَابُ مَنْ عَلَّقَ سَيْفَهُ بِالشَّجَرِ فِي السَّفَرِ عِنْدَ القَائِلَةِ۲۹۱۰،وکتاب المغازی بَابُ غَزْوَةِ ذَاتِ الرِّقَاعِ۴۱۳۶

(۲) البداية والنهاية۳،۴

(۳) دلائل النبوة للبيهقى۳۷۵،۳،عيون الاثر۷۷،۲،البداية والنهاية ۹۸،۴

اسی قسم کا ایک واقعہ غزوہ غطفان تین ہجری میں گزر چکا ہے

في عيون الأثر :والظاهر أن الخبرين واحد اختلف الرواة في اسمه، فبعضهم سماه غورث، وبعضهم دعثور

عیون الاثر میں ہے یہ ایک ہی واقعہ ہے اور بعض کہتے ہیں دونوں الگ الگ ہیں،اس کے نام میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں اس کا نام غورث تھا اور بعض کہتے ہیں دعثور تھا۔[1]

صلاۃ خوف

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ:صَلَّى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الْخَوْفِ بِإِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ رَكْعَةً، وَالطَّائِفَةُ الْأُخْرَى مُوَاجِهَةُ الْعَدُوِّ، ثُمَّ انْصَرَفُوا وَقَامُوا فِي مَقَامِ أَصْحَابِهِمْ مُقْبِلِينَ عَلَى الْعَدُوِّ، وَجَاءَ أُولَئِكَ ثُمَّ صَلَّى بِهِمِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَةً، ثُمَّ سَلَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ قَضَى هَؤُلَاءِ رَكْعَةً، وَهَؤُلَاءِ رَكْعَةً

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نجد کی طرف کوچ کیا جہاں دشمن سے آمنا سامنا ہوا، پس ہم نے ان کے مقابل صف بندی کر لی بعد از اں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں نماز پڑھانے کھڑے ہوئے اس طرح کہ فوج کا ایک حصہ آپ کے ساتھ شریک نماز ہوا دوسرا حصہ دشمن کے مقابلہ میں صف آرا رہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھی مقتدیوں کے ساتھ ایک رکوع اور دو سجدے ادا کیے (یعنی ایک رکعت ادا فرمائی) پھر مقتدی دوسرے حصہ کی جگہ لینے کو میدان میں واپس چلے گئے پھر وہ آکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے کھڑے ہو گئے،ان کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رکوع اور دو سجدے ادا فرمائے (یعنی دوسری رکعت ادا فرمائی) پھر سلام پھیر دیا،اس کے بعد مقتدیوں نے کھڑے ہو کر اپنی اپنی باقی ماندہ ایک ایک رکعت پوری کر لی۔[2]

اس غزوے سے واپس آکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شوال سات ہجری تک مدینہ میں قیام فرمایا اور اس دوران کئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مختلف طرف روانہ کیا۔

صلوٰۃ الخوف کے بارے میں علامہ حافظ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

وَكَانَ مِنْ هَدْيِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي صَلَاةِ الْخَوْفِ، إِذَا كَانَ الْعَدُوُّ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ، أَنْ يَصُفَّ الْمُسْلِمِينَ كُلَّهُمْ خَلْفَهُ، وَيُكَبِّرَ وَيُكَبِّرُونَ جَمِيعًا، ثُمَّ يَرْكَعُ فَيَرْكَعُونَ جَمِيعًا، ثُمَّ يَرْفَعُ وَيَرْفَعُونَ جَمِيعًا مَعَهُ، ثُمَّ يَنْحَدِرُ بِالسُّجُودِ وَالصَّفُّ الَّذِي يَلِيهِ خَاصَّةً، وَيَقُومُ الصَّفُّ الْمُؤَخَّرُ مُوَاجِهَ الْعَدُوِّ فَإِذَا فَرَغَ مِنَ الرَّكْعَةِ الْأُولَى، وَنَهَضَ إِلَى الثَّانِيَةِ،

[1] شرح الزرقانی علی المواهب ۲،۵۳۲

[2] صحیح مسلم کتاب فضائل القرآن بَابُ صَلَاةِ الْخَوْفِ ۱۹۴۲،صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ غَزْوَةِ ذَاتِ الرِّقَاعِ ۴۱۳۳،سنن ابوداودکتاب صلاة السفر بَابُ مَنْ قَالَ يُصَلِّي بِكُلِّ طَائِفَةٍ رَكْعَةً، ثُمَّ يُسَلِّمُ فَيَقُومُ كُلُّ صَفٍّ فَيُصَلُّونَ لِأَنْفُسِهِمْ رَكْعَةً ۱۲۴۳،جامع ترمذی ابواب السفر بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ الْخَوْفِ ۵۶۴،صحیح ابن خزیمة ۱۳۵۴،سنن الدارقطنی ۱۷۷۵، المعجم الکبیر للطبرانی ۱۳۱۱۴

سَجَدَ الصَّفُّ الْمُؤَخَّرُ بَعْدَ قِيَامِهِ سَجْدَتَيْنِ، ثُمَّ قَامُوا، فَتَقَدَّمُوا إِلَى مَكَانِ الصَّفِّ الْأَوَّلِ، وَتَأَخَّرَ الصَّفُّ الْأَوَّلُ مَكَانَهُمْ لِتَحْصُلَ فَضِيلَةُ الصَّفِّ الْأَوَّلِ لِلطَّائِفَتَيْنِ،وَلِيُدْرِكَ الصَّفُّ الثَّانِي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - السَّجْدَتَيْنِ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ، كَمَا أَدْرَكَ الْأَوَّلُ مَعَهُ السَّجْدَتَيْنِ فِي الْأُولَى، فَتَسْتَوِي الطَّائِفَتَانِ فِيمَا أَدْرَكُوا مَعَهُ، وَفِيمَا قَضَوْا لِأَنْفُسِهِمْ، وَذَلِكَ غَايَةُ الْعَدْلِيه انتهائی عدل تها فَإِذَا رَكَعَ صَنَعَ الطَّائِفَتَانِ كَمَا صَنَعُوا أَوَّلَ مَرَّةٍ، فَإِذَا جَلَسَ لِلتَّشَهُّدِ، سَجَدَ الصَّفُّ الْمُؤَخَّرُ سَجْدَتَيْنِ، وَلَحِقُوهُ فِي التَّشَهُّدِ، فَيُسَلِّمُ بِهِمْ جَمِيعًا

نمازخوف میں نبی کریم ﷺ کی سنت طیبہ یہ تھی کہ جب دشمن آپ کے اور قبلہ کے درمیان ہوتا تو تمام مسلمان آپ ﷺ کی اقتداء کرتے، آپ تکبیر کہتے وہ تکبیر کہتے، آپ رکوع کرتے وہ سب رکوع کرتے جب آپ ﷺ سر مبارک اٹھاتے وہ بھی آپ کے ساتھ سر اٹھالیتے، پھر جب آپ ﷺ سجدہ میں جاتے اور جو صف آپ ﷺ کے قریب تر ہوتی (وہ بھی سجدہ کرتی) اور آخری صف دشمن کے مقابلہ میں کھڑی رہتی، جب آپ ﷺ پہلی رکعت سے فارغ ہوتے اور دوسری کے لئے اٹھتے تو آپ کے کھڑے ہونے پر دوسری صف سجدہ کرتی، پھر وہ پہلی صف کی جگہ کھڑے ہوتے اور پہلی صف موخر ہوجاتی تا کہ صف اول کی فضیلت دونوں گروہوں کو حاصل ہوجائے اور صف ثانی بھی نبی کریم ﷺ کے ساتھ دوسری رکعت میں دوسجدوں میں شریک ہوسکے، اسی طرح اجر وثواب میں دونوں گروہ برابر (کے شریک) ہوجائیں اسی طرح جب آپ ﷺ رکوع میں تشریف لے گئے تو دونوں گروہوں نے پہلے کی طرح عمل کیا اور جب آپ ﷺ تشہد کو قعدہ میں گئے تو دوسری صف نے دوسجدے کیے اور پھر آپ ﷺ کے ساتھ تشہد میں شریک ہوگئی، اس طرح آپ ﷺ نے سب کے ساتھ ہی سلام پھیر دیا،

وَإِنْ كَانَ الْعَدُوُّ فِي غَيْرِ جِهَةِ الْقِبْلَةِ، فَإِنَّهُ كَانَ تَارَةً يَجْعَلُهُمْ فِرْقَتَيْنِ: فِرْقَةً بِإِزَاءِ الْعَدُوِّ، وَفِرْقَةً تُصَلِّي مَعَهُ، فَتُصَلِّي مَعَهُ إِحْدَى الْفِرْقَتَيْنِ رَكْعَةً، ثُمَّ تَنْصَرِفُ فِي صَلَاتِهَا إِلَى مَكَانِ الْفِرْقَةِ الْأُخْرَى، وَتَجِيءُ الْأُخْرَى إِلَى مَكَانِ هَذِهِ فَتُصَلِّي مَعَهُ الرَّكْعَةَ الثَّانِيَةَ، ثُمَّ تُسَلِّمُ، وَتَقْضِي كُلُّ طَائِفَةٍ رَكْعَةً رَكْعَةً بَعْدَ سَلَامِ الْإِمَامِ، وَتَارَةً كَانَ يُصَلِّي بِإِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ رَكْعَةً، ثُمَّ يَقُومُ إِلَى الثَّانِيَةِ، وَتَقْضِي هِيَ رَكْعَةً وَهُوَ وَاقِفٌ، وَتُسَلِّمُ قَبْلَ رُكُوعِهِ، وَتَأْتِي الطَّائِفَةُ الْأُخْرَى ،فَتُصَلِّي مَعَهُ الرَّكْعَةَ الثَّانِيَةَ، فَإِذَا جَلَسَ فِي التَّشَهُّدِ قَامَتْ فَقَضَتْ رَكْعَةً وَهُوَ يَنْتَظِرُهَا فِي التَّشَهُّدِ، فَإِذَا تَشَهَّدَتْ يُسَلِّمُ بِهِمْ

اور اگر دشمن قبلہ کے علاوہ کسی دوسرے رخ پر ہوتا اس وقت کبھی آپ ﷺ دو جماعتیں بنالیتے ایک جماعت دشمن کے مقابلہ میں کھڑی رہتی اور دوسری جماعت کے ساتھ آپ ﷺ نماز پڑھتے، اس طرح کی جماعت نے آپ ﷺ کے ساتھ ایک رکعت پڑھی اور پھر نماز کی حالت ہی میں وہ دوسرے گروہ کی جگہ جاکر کھڑی ہوجاتی اور دوسرا گروہ اس کی جگہ آکر آپ ﷺ کے ساتھ ایک رکعت ادا کرتا پھر سلام پھیر دیا جاتا اور امام کے سلام کے بعد ہر گروہ ایک ایک رکعت خود ادا کرتا اور کبھی ایک گروہ کے ساتھ آپ ﷺ ایک رکعت ادا کرتے پھر دوسرے کی طرف تشریف لے جاتے اور آپ کھڑے ہوجاتے کہ وہ گروہ اپنی رکعت ثانیہ ادا کرلیتا پھر جب آپ ﷺ تشہد پڑھ لیتے تو مل کر سلام پھیر دیتے،

وَتَارَةً كَانَ يُصَلِّي بِإِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ، فَتُسَلِّمُ قَبْلَهُ، وَتَأْتِي الطَّائِفَةُ الْأُخْرَى، فَيُصَلِّي بِهِمُ الرَّكْعَتَيْنِ الْأَخِيرَتَيْنِ، وَيُسَلِّمُ بِهِمْ، فَتَكُونُ لَهُ أَرْبَعًا، وَلَهُمْ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ،وَتَارَةً كَانَ يُصَلِّي بِإِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ وَيُسَلِّمُ بِهِمْ، وَتَأْتِي الْأُخْرَى، فَيُصَلِّي بِهِمْ رَكْعَتَيْنِ وَيُسَلِّمُ ،فَيَكُونُ قَدْ صَلَّى بِهِمْ بِكُلِّ طَائِفَةٍ صَلَاةً. وَتَارَةً كَانَ يُصَلِّي بِإِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ رَكْعَةً، فَتَذْهَبُ وَلَا تَقْضِي شَيْئًا، وَتَجِيءُ الْأُخْرَى فَيُصَلِّي بِهِمْ رَكْعَةً، وَلَا تَقْضِي شَيْئًافَيَكُونُ لَهُ رَكْعَتَانِ، وَلَهُمْ رَكْعَةٌ رَكْعَةٌ، وَهَذِهِ الْأَوْجُهُ كُلُّهَا تَجُوزُ الصَّلَاةُ بِهَاقَالَ الْإِمَامُ أَحْمَدُ: كُلُّ حَدِيثٍ يُرْوَى فِي أَبْوَابِ صَلَاةِ الْخَوْفِ، فَالْعَمَلُ بِهِ جَائِزٌ

اور کبھی آپ ﷺ ایک جماعت کے ساتھ دو رکعتیں ادا کرتے اور وہ گروہ آپ ﷺ سے قبل سلام پھیر لیتا (اور آپ ﷺ تشہد میں بیٹھے رہتے) آخر دوسرا گروہ آتا اور آپ ﷺ اس گروہ کو دو رکعتیں پڑھاتے اور ان کے ساتھ سلام پھیر دیتے، اس صورت میں آپ ﷺ چار رکعتیں ادا کرتے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دو رکعتیں پڑھتے، اور کبھی ایسا ہوتا کہ آپ ﷺ ایک گروہ کے ساتھ دو رکعتیں ادا فرماتے اور اس کے ساتھ ہی سلام پھیر دیتے، پھر دوسرا گروہ آتا تو آپ ﷺ اس کے ساتھ بھی دو رکعتیں پڑھتے اور سلام پھیر دیتے، اس صورت میں آپ ﷺ ہر گروہ کے ساتھ ایک ایک نماز پڑھتے، اور کبھی آپ ﷺ ایک گروہ کے ساتھ ایک رکعت پڑھتے اور وہ چلا جاتا اور وہ گروہ کوئی اور رکعت نہ پڑھتا پھر دوسرا گروہ آجاتا آپ ﷺ اس کے ساتھ ایک رکعت پڑھتے اور وہ (گروہ) مزید کوئی رکعت نہ پڑھتا اس صورت میں آپ ﷺ کی تو دو رکعتیں ہوتیں لیکن (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) کی ایک ایک رکعت ہوتی، ان تمام مندرجہ بالا صورتوں میں نماز خوف جائز ہے۔ امام احمد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نماز خوف کے متعلق جو روایت بھی آئی ہیں اس پر عمل کرنا جائز ہے، انہوں نے فرمایا کہ چھ یا سات صورتیں مذکور ہیں اور یہ سب جائز ہیں۔[1]

کچھ حضرات نے یہ بھی کہا ہے کہ صلوۃ الخوف رسول اللہ ﷺ کے بعد منسوخ ہوگئی مگر یہ صحیح نہیں ہے جمہور علمائے اسلام کا اس کی مشروعیت پر اتفاق ہے، آپ ﷺ کے بعد بھی صحابہ مجاہدین نے کتنی مرتبہ میدان جنگ میں یہ نماز ادا کی ہے۔

فإن الصحابة أجمعوا على صلاة الخوف، فروي أن علياً صلى صلاة الخوف ليلة الهرير وصلاها أبوموسى الأشعري بأصبهان بأصحابه، وروي أن سعيد بن العاص كان أميراً على الجيش بطبرستان، فقال: أيكم صلى مع رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صلاة الخوف؟ فقال حذيفة: أنا، فقدمه فصلى بهم، قال الزيلعي: دليل الجمهور وجوب الاتباع والتأسي بالنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، وقوله: وَصَلُّواكَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي،

شیخ الحدیث مولانا عبید اللہ صاحب مبارک پوری فرماتے ہیں صلوٰۃ خوف پر صحابہ رضی اللہ عنہم کا اجماع ہے جیسا کہ مروی ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے لیلۃ الہریر میں صلوٰۃ خوف ادا کی، اور ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے اصفہان کی جنگ میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ خوف کی نماز پڑھی، اور سعید بن عاص رضی اللہ عنہ نے جو جنگ طبرستان میں امیر لشکر تھے فوجیوں سے کہا کہ تم میں کوئی ایسا بزرگ ہے جس نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ صلوٰۃ الخوف

---

[1] زاد المعاد ۱/۵۱۰

ادا کی ہو؟ چنانچہ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایاہاں میں موجود ہوں، پس ان ہی کو آگے بڑھا کر یہ نماز ادا کی گئی، زیلعی نے کہا کہ صلوٰۃ خوف پر جمہور کی دلیل یہی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور اقتداء واجب ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم نے مجھے نماز ادا کرتے دیکھا ہے ویسے ہی تم بھی ادا کرو، پس ان لوگوں کا قول صحیح نہیں ہے جو صلوٰۃ خوف کو منسوخ کہتے ہیں۔[1]

سریہ غالب رضی اللہ عنہ بن عبداللہ کلبی (وادی نخل کی طرف)

صفر یا ربیع الاول سات ہجری

بَعَثَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَالِبَ بْنَ عَبْدِ اللهِ الْكَلْبِيَّ كَلْبَ لَيْثٍ إِلَى بَنِي الْمُلَوِّحِ،قَالَ: فَأَمْهَلْنَاهُمْ حَتَّى إِذَا رَاحَتْ رَوَائِحُهُمْ، وَاحْتَلَبُوا وَسَكَنُوا، وَذَهَبَتْ عَتَمَةُ اللَّيْلِ، شَنَنَّا عَلَيْهِمُ الْغَارَةَ، فَقَتَلْنَا مَنْ قَتَلْنَا، وَاسْتَقْنَا النَّعَمَ، فَوَجَّهْنَا قَافِلِينَ بِهِ وَخَرَجَ صَرِيخُهُمْ إِلَى قَوْمِهِمْتو وَخَرَجْنَا سِرَاعًا حَتَّى نَمُرَّ بالحارث بن مالك وَصَاحِبِهِ، فَانْطَلَقْنَا بِهِ مَعَنَا وَأَتَانَا صَرِيخُ النَّاسِ، فَجَاءَنَا مَا لَا قِبَلَ لَنَا بِهِ، حَتَّى إِذَا لَمْ يَكُنْ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ إِلَّا بَطْنُ الْوَادِي مِنْ قُدَيْدٍ، أَرْسَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ حَيْثُ شَاءَ سَيْلًا، لَا وَاللهِ مَا رَأَيْنَا قَبْلَ ذَلِكَ مَطَرًا فَجَاءَ بِمَا لَا يَقْدِرُ أَحَدٌ يَقْدَمُ عَلَيَّ، فَلَقَدْ رَأَيْتُهُمْ وُقُوفًا يَنْظُرُونَ إِلَيْنَا مَا يَقْدِرُ أَحَدٌ مِنْهُمْ أَنْ يَقْدَمَ عَلَيْهِ، وَنَحْنُ نَحْدُوهَافَذَهَبْنَا سِرَاعًا حَتَّى أَسْنَدْنَاهَا فِي الْمُشَلَّلِ، ثُمَّ حَدَرْنَاهَا عَنْهُ، فَأَعْجَزْنَا الْقَوْمَ بِمَا فِي أَيْدِينَاقَالَ فَقَدِمْنَا بِهَا عَلَى رَسُول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

قبیلہ بنی ملوح نے بشر بن سوید کے ساتھیوں کو قتل کر ڈالا تھا چنانچہ ان کی سرکوبی کے لئے صفر یا ربیع الاول سات ہجری کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غالب بن عبداللہ کلبی رضی اللہ عنہ کی قیادت میں ایک دستہ اس قبیلہ کی طرف روانہ فرمایا، راوی کا بیان ہے ہم وہاں پہنچ کر ٹھیرے رہے حتی کہ شام ہوگئی، قبیلہ والوں نے جانوروں کا دودھ دوہا اور پھر خاموشی چھاگئی، جب شب کا ایک حصہ گزر گیا ہم نے ان پر اچانک حملہ کر دیا اور مقابلہ کرنے والے بعضوں کو قتل کر دیا پھر چوپائے ہنکاتے ہوئے واپس چل پڑے، ان کی چیخ و پکار ان کی قوم تک پہنچی، مگر ہم تیزی کے ساتھ وہاں سے نکل آئے، آخر ہم حارث بن مالک اور اس کے ساتھی کے پاس سے گزرے انہیں بھی ساتھ لیا اور تعاقب کرنے والے لوگوں کی آوازیں ہم تک پہنچنے لگیں تھیں اور وہ ہمارے قریب پہنچ رہے تھے اور تعاقب کرنے والوں کے درمیان صرف وادی قدید کا میدان ہی رہ گیا تھا، اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی رحمت سے جہاں چاہا پانی کا سیلاب بھیج دیا، واقعہ یہ ہے کہ اس وادی میں اس سے قبل بارش ہوتی دیکھی ہی نہ تھی، میں نے تعاقب کرنے والوں کو دیکھا کہ وہ ہماری جانب دیکھ رہے تھے اور ان میں سے کوئی بھی آگے بڑھ نہیں سکتا تھا اور ہم ڈھلوان پر اتر رہے تھے، چنانچہ ہم تیزی کے ساتھ چلے اور جو کچھ ہمارے قبضہ میں تھا انہیں اس کے حاصل کرنے سے عاجز کر دیا اور ہم دشمن کے جانوروں سمیت بحفاظت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ گئے۔[2]

---

[1] مرعاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح ۵؍۲

[2] زادالمعاد ۳۲۱؍۳، شرح الزرقانی علی المواھب ۳۳۳؍۳، دلائل النبوۃ للبیھقی ۲۹۸؍۴، الروض الانف ۵۲۲؍۷، عیون

سریہ زید رضی اللہ عنہ بن حارثہ (حسمیٰ کی طرف)

جمادی الآخرہ سات ہجری

أَقْبَلَ دِحْيَةُ بْنُ خَلِيفَةَ الْكَلْبِيُّ مِنْ عِنْدِ قَيْصَرَ، وَقَدْ أَجَازَهُ وَكَسَاهُ، فَلَقِيَهُ الْهُنيدُ بْنُ عَارِضٍ، وَابْنُهُ عَارِضُ بْنُ الْهُنيدِ فِي نَاسٍ مِنْ جُذَامٍ بِحِسْمَي .فَقَطَعُوا عَلَيْهِ الطَّرِيقَ، فَلَمْ يَتْرُكُوا عَلَيْهِ إِلَّا سَمَلَ ثَوْبٍ، فَسَمِعَ بِذَلِكَ نَفَرٌ مِنْ بَنِي الضُّبَيْبِ، فَنَفَرُوا إِلَيْهِمْ، فَاسْتَنْقَذُوا لِدِحْيَةَ مَتَاعَهُ، وقدم دحية عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ بذلك

دحیہ بن خلیفہ رضی اللہ عنہ قیصر روم کے پاس سے واپس مدینہ آرہے تھے،قیصر نے انہیں گراں قدر انعام اور خلعت عنایت کر کے روانہ کیا تھا راستے میں حسمیٰ نامی جگہ پر ہنید بن عارض اور اس کے بیٹے عارض بن ہنید نے بنو جذام کے لوگوں کے ساتھ مل کر ان پر ڈاکا ڈالا اور ان سے سب کچھ لوٹ لیا صرف ایک کپڑا چھوڑا جس کی کوئی قیمت نہ تھی، یہ خبر بنو ضبیب کی ایک جماعت نے سنی جو رفاعہ بن زید جذامی کے گروہ سے متعلق تھی اور مسلمان ہو چکی تھی ان لوگوں نے ان ڈاکوؤں سے وہ تمام لوٹا ہوا سامان چھین کر دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کو لوٹا دیا، دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ پہنچ کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس واقعہ کی اطلاع دی،

فَبَعَثَ زَيْدُ بْنُ حارثة فِي خمسمائة رَجُلٍ وَرَدَّ مَعَهُ دِحْيَةَ،فكَانَ زَيْدٌ يَسِيرُ اللَّيْلَ وَيَكْمُنُ النَّهَارَ. وَمَعَهُ دَلِيلٌ لَهُ مِنْ بَنِي عُذْرَةَ، فَأَقْبَلَ بِهِمْ حَتَّى هَجَمَ بِهِمْ مَعَ الصُّبْحِ عَلَى الْقَوْمِ، فَأَغَارُوا عليهم فقتلوا فيهم فأوجعوا وَقَتَلُوا الْهُنَيْدَ وَابْنَهُ، وَأَغَارُوا عَلَى مَاشِيَتِهِمْ وَنَعَمِهِمْ وَنِسَائِهِمْ، فَأَخَذُوا مِنَ النَّعَمِ أَلْفَ بَعِيرٍ، وَمِنَ الشَّاءِ خَمْسَةَ آلَافِ شَاةٍ، وَمِنَ السَّبْيِ مِائَةً مِنَ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ،

توآپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو پانچ سو(۵۰۰)مجاہدین کے ساتھ روانہ فرمایا دحیہ بن کلبی رضی اللہ عنہ بھی ساتھ تھے،ان کی رہنمائی کے لیے بنی عذرہ کا ایک رہبر بھی تھا یہ دستہ رات میں سفر کرتا اور دن میں روپوش رہ کر سفر طے کرتے رہے، رہبر مجاہدین کے اس لشکر کو ان ڈاکوؤں کے سر پر لے کر صبح کے وقت پہنچا، جہاں انہوں نے اچانک دشمنوں پر حملہ کر دیا اور ان میں سے بہت سوں کو قتل کر دیا، تہ تیغ ہونے والوں میں ہنید اور اس کا بیٹا بھی تھا اور ان کے مویشی اونٹ اور عورتیں پکڑ لیں، مال غنیمت میں ایک ہزار اونٹ پانچ ہزار بکریاں اور قیدیوں میں ایک سو عورتیں اور بچے تھے،

فَرَحَلَ زَيْدِ بن رِفَاعَةُ الْجُذَامِيّ فِي نفر مِن قَوْمِهِ إِلَى رَسُول اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فدفع إِلى رَسُول اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كِتَابِهِ الَّذِي كَانَ كتب لَهُ وَلِقَوْمِهِ لَيَالِي قَدِمَ عَلَيْهِ، فَأَسْلَمَ، فَبَعَثَ مَعَهُمْ عَلِيًّا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ.إِلَى زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ يَأْمُرُهُ أَن يُخَلِّي بَيْنَنَا وَبَيْن حرمِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ،فَرَدّ إِلَى النَّاسِ كُلّ مَا كَانَ أخذ لهم

پھر رفاعہ بن زید جذامی رضی اللہ عنہ اپنی قوم کے کچھ لوگوں کے ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام لانے کے وقت رسول

الاثر۱۹۴؍۲، تاریخ طبری۲۸؍۳،البدایة والنهایة۲۵۳؍۴،ابن سعد۹۵؍۲،السیرة النبویة لابن کثیر ۴۲۱؍۳

اللہ ﷺ نے ان کے اور ان کی قوم کے حق میں جو تحریر لکھوا کر انہیں دی تھی وہ آپ کی خدمت میں پیش کی، تحریر پڑھ کر آپ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی طرف روانہ فرمایا کہ جو کچھ اموال غنیمت ان سے چھین لئے تھے وہ انہیں واپس کر دیئے جائیں، چنانچہ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے ان کے قیدی رہا کر دیئے اور ان کے اموال واپس کر دیئے۔ [1]

سریہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب (تربہ کی طرف)

شعبان سات ہجری

شَعْبَانَ سَنَةَ سَبْعٍ،قَالَ: بَعَثَ رَسُول اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فِي ثَلَاثِينَ رَجُلًا إلَى عَجُزِ هَوَازِنَ بِتُرَبَةَ

شعبان سات ہجری میں رسول اللہ ﷺ نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو ہوزان کی سرکوبی کے لئے تیس (۳۰) آدمیوں کے ساتھ تربہ نامی جگہ کی طرف بھیجا،

(تُرْبَةُ بَيْنَهَا وَبَيْنَ مَكّةَ سِتّ لَيَالٍ،وَهِيَ بِنَاحِيَةِ الْعبلاءِ، عَلَى أَرْبَعِ لَيَالٍ مِنْ مَكّةَ، طَرِيق صنعاء وبخران)

تربہ مکہ مکرمہ سے چھ راتوں کی مسافت پر ہے،اور عبلاء کے پاس مکہ سے صنعاء کے راستے پر چار رات کی مسافت پر ہے)

فَخَرَجَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَمَعَهُ دَلِيلٌ مِنْ بَنِي هِلَالٍ،فَكَانُوا يَسِيرُونَ اللّيْلَ وَيَكْمُنُونَ النّهَارَوَأَتَى الْخَبَرُ هَوَازِنَ فَهَرَبُوا، وَجَاءَ عُمَرُ مُحَالّهُمْ فَلَمْ يَلْقَ مِنْهُمْ أَحَدًا. وَانْصَرَفَ رَاجِعًا إلَى الْمَدِينَةِ

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ تربہ کی طرف روانہ ہوئے ان کے ساتھ بنو ہلال کا ایک رہبر بھی تھا، رازداری کے پیش نظر یہ دستہ دن کے وقت چھپ جاتا اور رات میں سفر کرتا ہوا تربہ کے قریب پہنچا مگر ہوزان کو اس دستے کے بارے میں علم ہو گیا اور وہ فرار ہو گئے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ان کے علاقے میں پہنچے مگر وہاں کوئی آدمی نہ ملا، وہ رضی اللہ عنہ اس دستہ کے ساتھ واپس مدینہ آ گئے۔ [2]

سریہ بشیر رضی اللہ عنہ بن سعد انصاری (فدک کی طرف)

شعبان سات ہجری

فِي شَعْبَانَ سَنَةَ سَبْعٍ، بشير بن سعد الأنصاري إلَى بَنِي مُرّةَ بِفَدَكٍ فِي ثَلَاثِينَ رَجُلًافَخَرَجَ إلَيْهِمْ، فَلَقِيَ رِعَاءَ الشّاءِ، فَاسْتَاقَ الشّاءَ وَالنّعَمَ، وَرَجَعَ إلَى الْمَدِينَةِ فَأَدْرَكَهُ الطّلَبُ عِنْدَ اللّيْلِ،فَبَاتُوا يَرْمُونَهُمْ بِالنّبْلِ حَتّى فَنِيَ نَبْلُ بَشِيرٍ

[1] ابن سعد٦٧/٢،عیون الاثر١٤٦/٢

[2] زادالمعاد٣١٨/٣،واقدی مغازی٧٢٢/٢، دلائل النبوۃ للبیھقی٢٩٢/٤،عیون الاثر١٨٨/٢،البدایۃ والنھایۃ٢٥١/٤،شرح الزرقانی علی المواھب٣٠٤/٣،ابن سعد ٨٩/٢، السیرۃ النبویۃ لابن کثیر٤١٨/٣

وَأَصْحَابِهِ، فَوَلَّى مِنْهُمْ مَنْ وَلَّى، وَأُصِيبَ مِنْهُمْ مَنْ أُصِيبَ ، وَقَاتَلَ بَشِيرٌ قِتَالًا شَدِيدًا،حَتَّى ضُرِبَ كَعْبَاهُ وَقِيلَ: قَدْ مَاتَ، وَرَجَعَ الْقَوْمُ بِنَعَمِهِمْ وَشَائِهِمْ، وَكَانَ أَوَّلَ مَنْ قَدِمَ بِخَبَرِ السَّرِيَّةِ وَمُصَابِهَا عُلْبَةُ بْنُ زَيْدٍ الْحَارِثِيِّ، وَتَحَامَلَ بَشِيرٌ حَتَّى انْتَهَى إِلَى فَدَكٍ، فَأَقَامَ عِنْدَ يَهُودَ حَتَّى بَرِئَتْ جِرَاحُهُ، فَرَجَعَ إِلَى الْمَدِينَةِ

شعبان سات ہجری میں رسول اللہ ﷺ نے بشیر بن سعد انصاری رضی اللہ عنہ کی قیادت میں تیس (۳۰) صحابہ کرام کا ایک دستہ فدک میں بنومرہ کی سرکوبی کے لئے روانہ فرمایا، بشیر رضی اللہ عنہ نے بنومرہ کے علاقہ میں داخل ہو کر ان کے اونٹ، بھیڑ بکریاں پکڑ لئے اور انہیں ہانک کر واپسی کی راہ لی مگر ابھی راستے میں ہی تھے کہ مریوں نے رات کے وقت اس دستہ کو گھیر لیا، مسلمانوں نے دشمن کا گھیرا توڑنے کے لئے جم کر تیز اندازی کی مگر جلد ہی ان کے تیر ختم ہو گئے، صبح ہو گئی تو مریوں نے ان پر حملہ کر کے تمام تیس مجاہدین کو شہید کر دیا صرف ان کے سردار بشیر رضی اللہ عنہ بن سعد انصاری زخمی حالت میں زندہ بچے، دشمنوں نے ان میں زندگی معلوم کرنے کے لئے ان کے ٹخنے پر ضرب لگائی مگر جب انہوں نے کوئی حرکت نہیں کی تو کہنے لگے یہ مر چکا ہے اور اپنے مال و اسباب کے ساتھ لوٹ گئے، علبہ بن زید الحارثی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کو اس واقعہ کی خبر کی، بشیر رضی اللہ عنہ کو اٹھا کر فدک لایا گیا اور وہ وہیں یہودیوں کے ساتھ مقیم رہے، جب ان کے زخم ٹھیک ہو گئے تو مدینہ منورہ تشریف لے آئے (انصار میں سب سے پہلے یہی شخص تھے جنہوں نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت کا فیصلہ کیا تھا)۔[1]

سریہ غالب رضی اللہ عنہ بن عبداللہ لیثی (وادی نخل کی طرف)

رمضان سات ہجری

رسول اللہ ﷺ کو خبر ملی کہ بنوعوال اور بنوعبد میفعة کے مقام پر مسلمانوں کے خلاف جمع ہو رہے ہیں،

(وَهِيَ وَرَاءُ بَطْنِ نَخْلٍ إِلَى النَّقرةِ قَلِيلا بِنَاحِيَةِ نَجْدٍ ، وَبَيْنَهَا وَبَيْنَ الْمَدِينَةِ ثَمَانِيَةُ بُرُدٍ

جو نجد کے علاقہ میں وادی نخل کے پیچھے واقع ہے اور مدینہ سے ۹۶ میل کی مسافت پر ہے)

بَعَثَهُ فِي مِائَةٍ وَثَلَاثِينَ رَجُلافَلَمَّا رَجَعُوا بِخَبَرِهِمْ، أَقْبَلَ حَتَّى إِذَا دَنَا مِنْهُمْ لَيْلًا وَقَدِ احْتَلَبُوا وَهَدَءُوا، قَامَ فَحَمِدَ اللهَ، وَأَثْنَى عَلَيْهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ: أَمَّا بَعْدُ، فَإِنِّي أُوصِيكُمْ بِتَقْوَى اللهِ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَنْ تُطِيعُونِي وَلَا تَعْصُونِي وَلَا تُخَالِفُوا لِي أَمْرًا، فَإِنَّهُ لَا رَأْيَ لِمَنْ لَا يُطَاعُ، ثُمَّ أَلَّفَ بَيْنَهُمْ فَقَالَ: يَا فُلَانُ أَنْتَ وَفُلَانٌ، يَا فُلَانُ أَنْتَ وَفُلَانٌ لَا يُفَارِقُ كُلَّ رَجُلٍ زَمِيلَهُ وَإِيَّاكُمْ أَنْ يَرْجِعَ إِلَيَّ أَحَدُكُمْ فَأَقُولُ: أَيْنَ فُلَانٌ صَاحِبُكَ؟فَيَقُولُ: لَا أَدْرِي

آپ ﷺ نے غالب بن عبداللہ کو ایک سو تیس مجاہدین کا ایک پیدل دستہ دے کر ان کی سرکوبی کے لئے روانہ فرمایا، جب وہ نزدیک پہنچے تو دشمن کے حالات معلوم کرنے کے لئے کچھ جاسوس بھیجے انہوں نے واپس آ کر حالات بتائے تو انہوں نے رات کے وقت ان پر حملہ کرنے

[1] زادالمعاد۳۱۹؍۳،مغازی واقدی۷۲۳؍۲،دلائل النبوۃ للبیہقی۲۹۵؍۴،عیون الاثر۱۸۹؍۲،شرح الزرقانی علی المواھب ۳۰۵؍۳،ابن سعد۹۱؍۲

٦٨٧٧

کا منصوبہ بنایا، اس کے بعد مویشیوں کا دودھ دوھا اور مطمئن ہو گئے اور کھڑے ہو کر خطبہ دیا جس میں اللہ کی حمد و ثنا کے بعد کہا میں تم کو اللہ وحدہ لاشریک سے ڈرتے رہنے کی وصیت کرتا ہوں اور اس کے ساتھ یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ میری فرمانبرداری کرو نافرمانی نہ کرو اور نہ میرے کسی حکم کی مخالفت کرو کیونکہ جس کی مخالفت کی جاتی ہے اس کی کوئی تدبیر کامیاب نہیں ہوتی، پھر انہوں نے اپنے دستہ اس طرح ترتیب دیا کہ اے فلاں تو نے فلاں کے ساتھ رہنا ہو گا اور اے فلاں تو نے فلاں کے ساتھ رہنا ہو گا کوئی شخص اپنے ساتھی سے جدا نہ ہو، ایسا ہرگز نہ ہو کہ تم میں سے کوئی شخص میرے پاس آئے اور میں اس سے پوچھوں تمہارا ساتھی کہاں ہے؟ وہ کہے مجھے معلوم نہیں،

وَإِذَا كَبَّرْتُ فَكَبِّرُوا. قَالَ: فَكَبَّرَ وَكَبَّرُوا، وَأَخْرَجُوا السُّيُوفَ،قَالَ: فَأَحَطْنَا بِالْحَاضِرِ [وَفِي الْحَاضِرِ] [نَعَمٌ وَقَدْ عَطَنُوا مَوَاشِيَهُمْ، فَخَرَجَ إِلَيْنَا الرِّجَالُ فَقَاتَلُوا سَاعَةً، فَوَضَعْنَا السُّيُوفَ حَيْثُ شِئْنَا مِنْهُم،وَخَرَجَ أسامة فِي أَثَرِ رَجُلٍ مِنْهُمْ يُقَالُ لَهُ مرداس بن نهيك، فَلَمَّا دَنَا مِنْهُ وَلَحَمَهُ بِالسَّيْفِ، قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، فَقَتَلَهُ، ثُمَّ اسْتَاقُوا الشَّاءَ وَالنَّعَمَ وَالذُّرِّيَّةَ، وَكَانَتْ سُهْمَانُهُمْ عَشَرَةَ أَبْعِرَةٍ لِكُلِّ رَجُلٍ أَوْ عِدْلَهَا مِنَ النَّعَمِ

جب میں اللہ اکبر کہوں تو سب مل کر نعرہ تکبیر بلند کرو اور میانوں سے تلواریں نکال کر دشمن پر ٹوٹ پڑو، چنانچہ مجاہدین نے ایسا ہی کیا اور نعرہ تکبیر بلند کر کے دشمن کے اجتماع کے عین وسط میں حملہ آور ہوئے اور کئی افراد کو قتل کر دیا اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ ایک آدمی کے پیچھے نکلے جس کا نام نہیک بن مرداس اسلمی تھا جب اس کے قریب آئے اور تلوار سے اس پر وار کیا تو اس نے کلمہ لاالٰہ الا اللہ پڑھ لیا مگر انہوں نے پھر بھی اسے قتل کر دیا، پھر انہوں نے بکریوں اور چوپایوں کو ہانکا، ہر آدمی کے حصے میں دس بکریاں یا اس کے برابر چوپائے آئے،

فَلَمَّا قَدِمُوا عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُخْبِرَ بِمَا صَنَعَ أسامة، فَكَبُرَ ذَلِكَ عَلَيْهِ، وَقَالَ: أَقَتَلْتَهُ بَعْدَ مَا قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ؟فَقَالَ: إِنَّمَا قَالَهَا مُتَعَوِّذًا، قَالَ: فَهَلَّا شَقَقْتَ عَنْ قَلْبِهِ؟ فَتَعْلَمَ أَصَادِقٌ هُوَ أَمْ كَاذِبٌ، ثُمَّ قَالَ:مَنْ لَكَ بِلَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟فَمَا زَالَ يُكَرِّرُ ذَلِكَ عَلَيْهِ حَتَّى تَمَنَّى أَنْ يَكُونَ أَسْلَمَ يَوْمَئِذٍوَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ أُعْطِي اللهَ عَهْدًا أَلَّا أَقْتُلَ رَجُلًا يَقُولُ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ،فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، بَعْدِي،فَقَالَ: أُسَامَةُ بَعْدَكَ،وَلَمْ يَأْسِرُوا أَحَدًا

جب یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے تو لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسامہ رضی اللہ عنہ کے فعل کی خبر دی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات سخت ناگوار گزری اور فرمایا کیا تو نے اس کو قتل کر ڈالا جبکہ اس نے کلمہ لاالٰہ الا اللہ پڑھ لیا تھا، انہوں نے عرض کیا اس شخص نے خلوص نیت سے نہیں بلکہ محض جان بچانے کے لئے کلمہ پڑھا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو نے اس کا دل چیر کر دیکھ لیا تھا؟ وہ خلوص نیت سے کلمہ پڑھ رہا تھا یا جان بچانے کے لئے جھوٹ بول رہا تھا، پھر فرمایا قیامت کے دن لاالٰہ الا اللہ کے مقابلہ میں کون تیرا مددگار ہو گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بار بار یہی بات دہراتے رہے یہاں تک کہ اسامہ رضی اللہ عنہ نے دل میں کہا کہ کاش میں آج ہی مسلمان ہوا ہوتا اور کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں اللہ سے وعدہ کرتا ہوں کہ کبھی اس آدمی کو قتل نہیں کروں گا جو لاالٰہ الا اللہ کہتا ہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے بعد، اسامہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا آپ

ﷺ کے بعد ،اس جنگ میں کسی آدمی کو قیدی نہیں بنایا گیا تھا۔ (۱)

أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، يَقُولُ: بَعَثَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الحُرَقَةِ،فَصَبَّحْنَا القَوْمَ فَهَزَمْنَاهُمْ، وَلَحِقْتُ أَنَا وَرَجُلٌ مِنَ الأَنْصَارِ رَجُلًا مِنْهُمْ، فَلَمَّا غَشِينَاهُ، قَالَ: لاَ إِلَهَ إِلَّا اللهُ فَكَفَّ الأَنْصَارِيُّ فَطَعَنْتُهُ بِرُمْحِي حَتَّى قَتَلْتُه،فَلَمَّا قَدِمْنَا بَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ:يَا أُسَامَةُ، أَقَتَلْتَهُ بَعْدَ مَا قَالَ لاَ إِلَهَ إِلَّا اللهُ،قُلْتُ: كَانَ مُتَعَوِّذًافَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا، حَتَّى تَمَنَّيْتُ أَنِّي لَمْ أَكُنْ أَسْلَمْتُ قَبْلَ ذَلِكَ اليَوْمِ

یہ واقعہ اس طرح ہے کہ اسامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہمیں رسول اللہ ﷺ نے قبیلہ حرقہ کی طرف بھیجا،ہم نے صبح سویرے ان پر حملہ کر دیا اور ان کو شکست فاش دی،میں اور انصار کا ایک آدمی ان کے ایک آدمی کے پیچھے دوڑے جب ہم اس کے قریب پہنچے تو اس نے کہالاالہ الااللہ ،انصاری تو یہ کلمہ سن کر رک گیا لیکن میں نے اس کو نیزہ مار کر قتل کر دیا،جب ہم واپس آئے اور رسول اللہ ﷺ کو زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے اس واقعہ کا علم ہوا تو آپ نے اسامہ رضی اللہ عنہ سے مواخذہ فرمایا کہ اے اسامہ رضی اللہ عنہ! تو نے اس کے لاالہ الااللہ کہنے کے بعد قتل کر دیا؟اسامہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! اس نے صرف قتل سے بچنے کے لئے کلمہ پڑھ لیا تھا، مگر آپ ﷺ برابر یہی بات فرماتے رہے حتی کہ میں نے آرزو کی کہ کاش میں آج سے پہلے مسلمان نہ ہوتا۔ (۲)

سریہ نجد

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنّ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم بَعَثَ سَرِيَّةً قِبَلَ نَجْدٍ وَأَنَا فِيهِمْ. فَغَنِمُوا إِبِلًا كَثِيرَةً. فَبَلَغَتْ سُهْمَانُهُمْ لِكُلِّ وَاحِدٍ اثْنَيْ عَشَرَ بَعِيرًا، ثُمَّ نُفِّلُوا بَعِيرًا بَعِيرًا

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے نجد کی طرف ایک سریہ بھیجا میں بھی اس سریہ میں شریک تھا،وہ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں غنیمت میں بارہ بارہ اونٹ ملے اور ایک ایک اونٹ انعام میں دیا گیا اس طرح ہم تیرہ تیرہ اونٹ لے کر واپس آئے۔ (۳)

سریہ عبداللہ رضی اللہ عنہ بن حذافہ سہمی

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَرِيَّةً فَاسْتَعْمَلَ رَجُلًا مِنَ الأَنْصَارِ وَأَمَرَهُمْ أَنْ يُطِيعُوهُ، فَغَضِبَ،فَقَالَ: أَلَيْسَ أَمَرَكُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُطِيعُونِي؟قَالُوا: بَلَى،قَالَ: فَاجْمَعُوا لِي حَطَبًا، فَجَمَعُوافَقَالَ: أَوْقِدُوا نَارًا، فَأَوْقَدُوهَا فَقَالَ: ادْخُلُوهَا،فَهَمُّوا وَجَعَلَ بَعْضُهُمْ يُمْسِكُ بَعْضًا، وَيَقُولُونَ: فَرَرْنَا إِلَى النَّبِيِّ

---

(۱) زادالمعاد۳۱۹؍۳،مغازی واقدی ۷۴۴؍۲،دلائل النبوۃ للبیہقی۲۹۶؍۴،عیون الاثر۱۹۰؍۲

(۲) صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ بَعْثِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ إِلَى الحُرُقَاتِ مِنْ جُهَيْنَةَ ۴۲۶۹،دلائل النبوۃ للبیہقی۲۹۷؍۴

(۳) تاریخ الإسلام ووفیات المشاهير والأعلام۴۷۷؍۲

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ النَّارِ، فَمَا زَالُوا حَتَّى خَمَدَتِ النَّارُفَسَكَنَ غَضَبُهُ، فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ:لَوْ دَخَلُوهَا مَا خَرَجُوا مِنْهَا إِلَى يَوْمِ القِيَامَةِ، الطَّاعَةُ فِي المَعْرُوفِ

سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کے ایک آدمی کو ایک سریہ کا امیر بنا کر بھیجا (نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ وہ شخص عبد اللہ بن حذافہ نہ تھے، اور ہدی میں لکھا ہے یہ امیر عبد اللہ بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ تھے) اور اس کے رفقاء کو اس کی بات سننے اور اس کی اطاعت کرنے کا حکم دیا کسی موقعہ پر انہوں نے اس کو ناراض کر دیا امیر نے اپنے ساتھیوں سے کہا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں میری بات سننے اور اس پر عمل کرنے کا حکم نہیں دیا؟ سب مجاہدین بولے کیوں نہیں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں تمہاری فرمانبرداری کا حکم فرمایا ہے، اس امیر نے اپنے ساتھیوں کو لکڑیاں جمع کرنے کا حکم دیا انہوں نے لکڑیاں جمع کر دیں، پھر امیر نے ان کو آگ جلانے کا حکم دیا انہوں نے لکڑیوں میں آگ جلا دی جب آگ خوب بھڑک اٹھی تو امیر نے کہا پھر تم سب لوگ اس آگ میں کود جاؤ، فوجی کود جانا ہی چاہتے تھے کہ انہی میں سے بعض نے بعض کو روکا اور کہنے لگے آگ سے بچنے کے لئے تو ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے ہیں پھر آگ میں کود جائیں؟ ان باتوں میں وقت گزر گیا اور آگ بھی بجھ گئی اس کے بعد امیر کا غصہ بھی ٹھنڈا ہو گیا، جب یہ لوگ واپس مدینہ آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ واقعہ بیان کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر یہ لوگ آگ میں کود جاتے تو اس سے کبھی باہر نہ آتے، فرمانبرداری صرف نیکی کے کاموں میں ہے (یعنی شرع کے خلاف جو بات ہو اس کو ہرگز نہیں ماننا چاہیے)۔[1]

سریہ عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن رواحہ (خیبر کی طرف)

شوال سات ہجری

قَالَ: بَعَثَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدَ اللهِ بْنَ رَوَاحَةَ فِي ثَلَاثِينَ رَاكِبًا فِيهِمْ عَبْدُ اللهِ بْنُ أُنَيْسٍ السُّلَمِيُّ إِلَى الْيُسَيْرِ بْنِ رِزَامٍ الْيَهُودِيِّ، حَتَّى أَتَوْهُ بِخَيْبَرَ، وَبَلَغَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ يَجْمَعُ غَطَفَانَ لِيَغْزُوهُ بِهِمْ،فَأَتَوْهُ فَقَالُوا: أَرْسَلَنَا إِلَيْكَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَسْتَعْمِلَكَ عَلَى خَيْبَرَ فَلَمْ يَزَالُوا بِهِ حَتَّى تَبِعَهُمْ فِي ثَلَاثِينَ رَجُلًا مَعَ كُلِّ رَجُلٍ مِنْهُمْ رَدِيفٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ، فَلَمَّا بَلَغُوا قَرْقَرَةَ ثِبَارٍ وَهِيَ مِنْ خَيْبَرَ عَلَى سِتَّةِ أَمْيَالٍ نَدِمَ الْيُسَيْرُ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی کہ یسیر بن زرام یہودی بنو غطفان کو مسلمانوں پر حملہ کرنے کے لئے جمع کر رہا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو تیس مجاہدین کا ایک دستہ دے کر ان کی طرف روانہ فرمایا اس دستہ میں عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن انیس بھی تھے، مجاہدین کا یہ دستہ خیبر میں اس کے پاس پہنچا، امیر دستہ عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے طمع آمیز گفتگو میں باغی گروہ کے سرغنہ یسیر کو یہ امید دلائی کہ اگر وہ لڑائی نہ کرے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسے خیبر کا گورنر بنا دیں گے اس کے ساتھ اس کے تیس معتمد ساتھی بھی ہتھیار ڈال کر مدینہ چلنے کے لئے تیار ہو

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ سَرِيَّةِ عَبْدِ اللهِ بْنِ حُذَافَةَ السَّهْمِيِّ، وَعَلْقَمَةَ بْنِ مُجَزِّزٍ الْمُدْلِجِيِّ وَيُقَالُ إِنَّهَا سَرِيَّةُ الأَنْصَارِ۴۳۴۰، صحیح مسلم كِتَابُ الْإِمَارَةِ بَابُ وُجُوبِ طَاعَةِ الْأُمَرَاءِ فِي غَيْرِ مَعْصِيَةٍ، وَتَحْرِيمِهَا فِي الْمَعْصِيَةِ۴۷۶۶، مسند احمد۱۰۱۸، زاد المعاد۳۲۵؍۳، البدایۃ والنہایۃ۲۵۸؍۴، دلائل النبوۃ للبیہقی۳۱۱؍۴، شرح الزرقانی علی المواہب۴۵؍۴

گئے، عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے رفقاء میں ہر آدمی نے ایک ایک یہودی کو اپنے پیچھے سوار کر لیا لیکن جب یہ لوگ خیبر سے چھ میل دور قرقرہ ثبار مقام پر پہنچے تو یسیر کو اس طرح ان کے ساتھ آنے پر ندامت ہوئی، اس نے عبد اللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کی تلوار کی طرف ہاتھ بڑھایا،

فَأَهْوَى بِيَدِهِ إِلَى سَيْفِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أُنَيْسٍ فَفَطِنَ لَهُ عَبْدُ اللهِ فَزَجَرَ بَعِيرَهُ ثُمَّ اقْتَحَمَ يَسُوقُ بِالْقَوْمِ حَتَّى إِذَا اسْتَمْكَنَ مِنَ الْيُسَيْرِ ضَرَبَ رِجْلَهُ فَقَطَعَهَا وَاقْتَحَمَ الْيُسَيْرُ وَفِي يَدِهِ مِخْرَشٌ مِنْ شَوْحَطٍ فَضَرَبَ بِهِ وَجْهَ عَبْدِ اللهِ شَجَّةً مَأْمُومَةً، وَانْكَفَأَ كُلُّ رَجُلٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ عَلَى رَدِيفِهِ فَقَتَلَهُ غَيْرَ رَجُلٍ وَاحِدٍ مِنَ الْيَهُودِ أَعْجَزَهُمْ شَدًّا وَلَمْ يُصَبْ مِنَ الْمُسْلِمِينَ أَحَدٌ وَقَدِمُوا عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَصَقَ فِي شَجَّةِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أُنَيْسٍ فَلَمْ تَقِحْ وَلَمْ تُؤْذِهِ حَتَّى مَاتَ

عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن انیس اس کے ارادے کو بھانپ کر اپنے اونٹ کو بھگایا اور اس سے دور ہو گئے پھر نیچے اتر کر قافلہ کو ہانکتے ہوئے موقعہ پا کر تلوار کے ایک وار سے یسیر کا پاؤں کاٹ دیا، یسیر اپنے اونٹ سے کودا اور ایک درخت شوحط کی ایک کھونٹی سے جو اس کے ہاتھ میں تھی عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن انیس کے سر پر ایک گہرا زخم لگایا، یہ دیکھ کر مجاہدین نے اپنے اپنے پیچھے بیٹھے ہوئے یہودیوں کو تلواروں پر رکھ لیا ان میں صرف ایک یہودی دوڑ کر بچ نکلنے میں کامیاب ہوا باقی سب وہیں تہ تیغ ہو گئے مجاہدین کا کوئی نقصان نہ ہوا، جب یہ دستہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد اللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کے زخم پر اپنا لعاب مبارک لگایا جس سے نہ تو اس میں پیپ پڑی اور نہ ہی مرتے دم تک کسی قسم کا درد محسوس ہوا۔[1]

سریہ بشیر بن سعد انصاری رضی اللہ عنہ (یمن و جبار کی طرف)

شوال ۷ ہجری

بلغ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ جَمْعًا مِنْ غَطَفَانَ بِالْجِنَابِ قَدْ وَاعَدَهُمْ عُيَيْنَةُ بْنُ حِصْنٍ الْفَزَارِيّ لِيَكُونَ مَعَهُمْ لِيُزَحِفُوا إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وسلم، بَعْثُ بشير بن سعد مَعَهُ ثَلَاثَمِائَةِ رَجُلٍ، وَأَمَرَهُمْ أَنْ يَسِيرُوا اللَّيْلَ، وَيَكْمُنُوا النَّهَارَ، وَخَرَجَ مَعَهُمْ حسيل دَلِيلًا، فَسَارُوا اللَّيْلَ وَكَمَنُوا النَّهَارَ، حَتَّى أَتَوْا أَسْفَلَ خَيْبَرَ، حَتَّى دَنَوْا مِنَ الْقَوْمِ فَأَغَارُوا عَلَى سَرْحِهِمْ، وَبَلَغَ الْخَبَرُ جَمْعَهُمْ، فَتَفَرَّقُوا فَخَرَجَ بشير فِي أَصْحَابِهِ حَتَّى أَتَى مَحَالَّهُمْ، فَيَجِدُهَا لَيْسَ بِهَا أَحَدٌ فَرَجَعَ بِالنَّعَمِ، لَقُوا عَيْنًا لعيينة، فَقَتَلُوهُ، وَتَبِعَهُمْ أَصْحَابُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَصَابُوا مِنْهُمْ رَجُلَيْنِ، فَقَدِمُوا بِهِمَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَسْلَمَا فَأَرْسَلَهُمَا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی کہ غطفان (قبائل مضر میں قیس عیلان کی ایک شاخ جو اپنی سرکشی کے سبب ہمیشہ مسلمانوں کے درپے آزار رہے بعد میں مسلمان ہوئے مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد مرتد ہو گئے) اور عیینہ بن حصن مل کر مدینہ طیبہ پر حملہ کرنے کا ارادہ

[1] دلائل النبوة للبيهقى ٢٩٣؍٤، زاد المعاد ٣١٩؍٣، البداية والنهاية ٢٥٢؍٤

رکھتے ہیں، چنانچہ آپ ﷺ نے بشیر بن سعد انصاری رضی اللہ عنہ کو تین سو مجاہدین دے کر یمن (غطفان کا کنواں جو تیماء سے فید جانے والے راستے پر بطن قو اور رواف کے درمیان واقع ہے، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ بنی صرمہ بن مرہ کا کنواں اور اسے امن بھی بولتے ہیں) اور جبار (قضاعہ کی شاخ بنو حمیس بن عامر کا کنواں ہے جو مدینہ منورہ اور رفید کے درمیان واقع ہے) کی جانب روانہ فرمایا اور انہیں ہدایت فرمائی کہ رازداری کے پیش نظر دن کے وقت چھپے رہیں اور انہیں رستہ بتلانے کے لئے حسیل بھی نکلے، رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق یہ دستہ دن کو چھپا رہتا اور رات کو سفر کرتا ہوا خیبر کے زیریں علاقہ میں پہنچ گئے اور دشمن کے قریب ہو گئے اور ان کے چوپاؤں پر ہلہ بول دیا، جب غطفان کو خبر ہوئی تو خائف ہو کر بالائی علاقوں کی طرف فرار ہو گئے، بشیر رضی اللہ عنہ اپنے اصحاب سمیت غطفان کی بستی میں گئے اور دیکھا تو وہاں کوئی بھی نہیں تھا چنانچہ یہ لوگ چوپائے لے کر واپس مدینہ منورہ واپس آ گئے، بعد میں عیینہ نے ان کا ایک مخبر قتل کر دیا، رسول اللہ ﷺ کے اصحاب نے ان کا پیچھا کیا اور ان کے دو آدمیوں کو اسیر بنا لیا اور مدینہ منورہ میں رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کیا، انہوں نے اسلام قبول کر لیا تو انہیں آزاد کر دیا گیا۔[1]

سریہ ابو حدرد رضی اللہ عنہ (غابہ کی طرف)

سات ہجری

امام ابن قیم رحمہ اللہ اس سریہ کو عمرۃ قضا سے پہلے سات ہجری میں شمار کرتے ہیں

أَنَّ رَجُلًا مِنْ جُشَمِ بْنِ مُعَاوِيَةَ يُقَالُ لَهُ:قَيْسُ بْنُ رِفَاعَةَ، أَوْرِفَاعَةُ بْنُ قَيْسٍ، أَقْبَلَ فِي عَدَدٍ كَثِيرٍ حَتَّى نَزَلُوا بِالْغَابَةِ، يُرِيدُ أَنْ يَجْمَعَ قيسا عَلَى مُحَارَبَةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكَانَ ذَا اسْمٍ وَشَرَفٍ فِي جُشَمٍ،قَالَ: فَدَعَانِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَجُلَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ، فَقَالَ:اخْرُجُوا إِلَى هَذَا الرَّجُلِ حَتَّى تَأْتُوا مِنْهُ بِخَبَرٍ وَعِلْمٍ،فَقَدَّمَ إِلَيْنَا شَارِفًا عَجْفَاءَ، فَحُمِلَ عَلَيْهَا أَحَدُنَا فَوَاللهِ مَا قَامَتْ بِهِ ضَعْفًا حَتَّى دَعَمَهَا الرِّجَالُ مِنْ خَلْفِهَا بِأَيْدِيهِمْ حَتَّى اسْتَقَلَّتْ وَمَا كَادَتْ، وَقَالَ:تبَلَّغُوا عَلَى هَذِهِ

قبیلہ جشم بن معاویہ کا ایک شخص جس کا نام قیس بن رفاعہ یا رفاعہ بن قیس تھا ایک بھاری جمعیت لے کر آیا اور میدان میں اترا تاکہ قبیلہ قیس کو رسول اللہ ﷺ سے مقابلہ کرنے کے لئے جمع کرے اور یہ آدمی جشم میں نامور اور معروف تھا، رسول اللہ ﷺ کو ان کے ارادوں کی خبر ملی تو ابو حدرد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے مجھے اور دو مسلمانوں کو بلایا اور فرمایا کہ اس آدمی کی طرف جاؤ اور اس کی خبر لاؤ، آپ ﷺ نے ہمیں ایک نحیف بڑی عمر کی اونٹنی عطا فرمائی، ہم میں سے ایک آدمی اس پر سوار ہوا تو اللہ کی قسم وہ ضعف کے باعث کھڑی نہ ہو سکی یہاں تک کہ لوگوں نے ہاتھوں کے ساتھ پیچھے سے اسے سہارا دیا تب وہ چلی، آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم اس سواری پر پہنچ جاؤ گے،

فَخَرَجْنَا وَمَعَنَا سِلَاحُنَا مِنَ النَّبْلِ وَالسُّيُوفِ، حَتَّى إِذَا جِئْنَا قَرِيبًا مِنَ الْحَاضِرِ مَعَ غُرُوبِ الشَّمْسِ، فَكَمَنْتُ فِي

[1] ابن سعد ۹۲؍۲، زاد المعاد ۳۲۱؍۳،عیون الاثر ۱۹۱؍۲،مغازی واقدی ۷۲۸؍۲

نَاحِيَةٍ، وَأَمَرْتُ صَاحِبَيَّ، فَكَمَنَا فِي نَاحِيَةٍ أُخْرَى مِنْ حَاضِرِ الْقَوْمِ، قُلْتُ لَهُمَا: إِذَا سَمِعْتُمَانِي قَدْ كَبَّرْتُ وَشَدَدْتُ فِي نَاحِيَةِ الْعَسْكَرِ، فَكَبِّرَا وَشِدَّا مَعِي،فَوَاللهِ إِنَّا كَذَلِكَ نَنْتَظِرُ أَنْ نَرَى غِرَّةً أَوْ نَرَى شَيْئًاوَقَدْ غَشِيَنَا اللَيْلُ حَتَّى ذَهَبَتْ فَحْمَةُ الْعِشَاءِ، وَقَدْ كَانَ لَهُمْ رَاعٍ قَدْ سَرَحَ فِي ذَلِكَ الْبَلَدِ، فَأَبْطَأَ عَلَيْهِمْ، حَتَّى تَخَوَّفُوا عَلَيْهِ، فَقَامَ صَاحِبُهُمْ رفاعة بن قيس، فَأَخَذَ سَيْفَهُ فَجَعَلَهُ فِي عُنُقِهِ، وَقَالَ: وَاللهِ لَأَتْبَعَنَّ أَثَرَ رَاعِينَا هَذَا، وَاللهِ لَقَدْ أَصَابَهُ شَرٌّ

ہم روانہ ہوئے اور ہمارے ساتھ ہمارے تیر اور تلواریں بھی تھیں، ہم غروب آفتاب کے وقت اس بستی کے قریب پہنچے، میں ایک سمت میں چھپ گیا اور ساتھیوں کو بھی چھپنے کا کہا وہ بھی بستی کے دوسری جانب جا کر چھپ گئے، میں نے ان سے کہا جب تم میری تکبیر کی آواز سنو تو تم بھی تکبیر کی آواز بلند کرنا، اللہ کی قسم! ہم اسی حالت میں تھے اور انتظار کر رہے تھے کہ ذرا صبح ہو جائے یا کچھ نظر آنے لگے، رات کا کافی حصہ گزر چکا تھا، شہر والوں کے کسی چرواہے نے رات کو آنے میں دیر کر دی تھی یہاں تک کہ انہیں خطرہ لاحق ہوا، اس پر ان کا سردار رفاعہ بن قیس کھڑا ہوا، اس نے اپنی تلوار لے کر گلے میں لٹکائی اور کہنے لگا اللہ کی قسم! میں اس چرواہے کے نشانات پر جاؤں گا، اللہ کی قسم! اسے ضرور نقصان پہنچا ہے

فَقَالَ نَفَرٌ مِمَّنْ مَعَهُ: وَاللهِ لَا تَذْهَبُ نَحْنُ نَكْفِيكَ، فَقَالَ: وَاللهِ لَا يَذْهَبُ إِلَّا أَنَا،قَالُوا: فَنَحْنُ مَعَكَ، وَقَالَ: وَاللهِ لَا يَتْبَعُنِي مِنْكُمْ أَحَدٌ وَخَرَجَ حَتَّى يَمُرَّ بِي، فَلَمَّا أَمْكَنَنِي نَفَحْتُهُ بِسَهْمٍ فَوَضَعْتُهُ فِي فُؤَادِهِ،فَوَاللهِ مَا تَكَلَّمَ، فَوَثَبْتُ إِلَيْهِ فَاحْتَزَزْتُ رَأْسَهُ(ثُمَّ شَدَدْتُ فِي نَاحِيَةِ الْعَسْكَرِ) وَكَبَّرْتُ، وَشَدَّ صَاحِبَايَ فَكَبَّرَا،فَوَاللهِ مَا كَانَ إِلَّا النَّجَاءُ مِمَّنْ كَانَ فِيهِ: عِنْدَكَ عِنْدَكَ، بِكُلِّ مَا قَدَرُوا عَلَيْهِ مِنْ نِسَائِهِمْ وَأَبْنَائِهِمْ، وَمَا خَفَّ مَعَهُمْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ ،وَاسْتَقْنَا إِبِلًا عَظِيمَةً وَغَنَمًا كَثِيرَةً، فَجِئْنَا بِهَا إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجِئْتُ بِرَأْسِهِ أَحْمِلُهُ مَعِي،فَأَعْطَانِي مِنْ تِلْكَ الْإِبِلِ ثَلَاثَةَ عَشَرَ بَعِيرًا فِي صَدَاقِي

اس کے چند ساتھی کہنے لگے اللہ کے لیے ہمارے بغیر مت جاؤ، وہ کہنے لگا نہیں صرف میں ہی جاؤں گا، انہوں نے جواب دیا ہم بھی تیرے ساتھ چلیں گے، اس نے کہا اللہ کی قسم! تم میں سے کوئی بھی میرے پیچھے نہ آئے پھر وہ نکلا یہاں تک کہ میرے قریب سے گزرا، جب وہ میرے تیر کی زد میں آیا تو میں نے اسے تیر مارا جو اس کے دل پر لگا، اللہ کی قسم! اس نے بات تک نہ کی، میں تیزی کے ساتھ اس کی طرف جھپٹا اور اس کا سر کاٹ دیا، اور پھر اس کی لاش اس کے لشکر کی طرف پھینک دی، پھر میں نے تکبیر کہی اور میرے دونوں ساتھیوں نے بھی خوب زوردار آواز کے ساتھ تکبیر کی آواز بلند کی، اللہ کی قسم! دشمن اتنا دہشت زدہ ہوا کہ اپنی عورتوں، بچوں اور ہلکے پھلکے سامان کو لے کر فرار ہو گیا اور وہ بہت سے اونٹ اور بھیڑ بکریاں ہانک کر مدینہ منورہ واپس آ گئے اور اس کا سر بھی میں اپنے ہمراہ اٹھا کر لے آیا، رسول اللہ ﷺ نے مجھے ان میں سے تیرہ اونٹ مرحمت فرمائے، اس طرح ابوحدرد رضی اللہ عنہ کی جنگی حکمت عملی سے دشمن کو شکست فاش ہوئی۔[1]

جب قبائل غطفان نے قریش مکہ اور یہود خیبر کا حسرت ناک انجام دیکھا اور خود کو مجاہدین اسلام کے مقابلے میں اکیلا اور عاجز پایا تو انہوں

[1] زادالمعاد ۳۲۱؍۳، دلائل النبوة للبیہقی ۳۰۳؍۴،الروض الانف ۵۴۳؍۷، عیون الاثر ۲۱۰؍۲، البدایة والنهایة ۲۵۵؍۴

نے غزوہ ذات الرقاع کے بعد دوبارہ سر اٹھانے کی جرات نہ کی،ان کے بعد چھوٹے چھوٹے چند قبائل نے اپنے علاقوں میں کچھ شورش پیدا کی، جیسا کہ اوپر ذکر کیا جا چکا ہے مگر مسلمانوں نے ان پر بڑی آسانی سے قابو پالیا، قتال و جہاد سے فرصت پا کر مسلمانوں کی تبلیغ کے نتیجہ میں بنو غطفان کے کئی قبائل نے اسلام کی آغوش میں پناہ حاصل کر لی جس سے پورے جزیرہ العرب میں امن و آشتی کا دور دورہ ہو گیا اور بڑے بڑے شہروں اور ممالک کی فتوحات کا راستہ ہموار ہونا شروع ہو گیا۔

وفد طارق رضی اللہ عنہ بن عبد اللہ محاربی:

طَارِقُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: إِنِّي لَقَائِمٌ بِسُوقِ الْمَجَازِ إِذْ أَقْبَلَ رَجُلٌ عَلَيْهِ جُبَّةٌ لَهُ وَهُوَ يَقُولُ:يَا أَيُّهَا النَّاسُ قُولُوا: لَا إِلَهَ إِلَا اللهُ تُفْلِحُواوَرَجُلٌ يَتْبَعُهُ يَرْمِيهِ بِالْحِجَارَةِ يَقُولُ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ! لَا تُصَدِّقُوهُ فَإِنَّهُ كَذَّابٌ،فَقُلْتُ: مَنْ هَذَا؟ فَقَالُوا: هَذَا غُلَامٌ مِنْ بَنِي هَاشِمٍ الَّذِي يَزْعُمُ أَنَّهُ رَسُولُ اللهِ، قَالَ: قُلْتُ: مَنْ هَذَا الَّذِي يَفْعَلُ بِهِ هَذَا؟ قَالُوا: هَذَا عَمُّهُ عَبْدُ الْعُزَّى

طارق بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے میں مکہ مکرمہ کے سوق المجاز میں کھڑا تھا اتنے میں ایک جبے میں ملبوس شخص وہاں آیا جو پکار پکار کر کہتا تھا لوگو! اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں فلاح پا جاؤ گے ایک دوسرا شخص اس کے پیچھے آیا جو اسے کنکریاں مارتا تھا اور کہتا تھا لوگو! اسے سچا نہ سمجھو یہ تو جھوٹا ہے، میں نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ کون کون ہیں؟ لوگوں نے کہا کہ یہ بنی ہاشم کا لڑکا ہے جس کا دعویٰ ہے کہ وہ اللہ کا رسول ہے، میں نے کہا یہ کون شخص ہے جو اس پر کنکریاں مارتا ہے؟ لوگوں نے کہا دوسرا اس کا چچا عبد العزیٰ (ابولہب) ہے،

قَالَ: فَلَمَّا أَسْلَمَ النَّاسُ وَهَاجَرُوا، خَرَجْنَا مِنَ الرَّبَذَةِ نُرِيدُ الْمَدِينَةَ نَمْتَارُ مِنْ تَمْرِهَا، فَلَمَّا دَنَوْنَا مِنْ حِيطَانِهَا وَنَخْلِهَاقُلْنَا: لَوْ نَزَلْنَا فَلَبِسْنَا ثِيَابًا غَيْرَ هَذِهِ فَإِذَا رَجُلٌ فِي طِمْرَيْنِ لَهُ، فَسَلَّمَ وَقَالَ: مِنْ أَيْنَ أَقْبَلَ الْقَوْمُ؟ قُلْنَا: مِنَ الرَّبَذَةِ،قَالَ: وَأَيْنَ تُرِيدُونَ؟ قُلْنَا: نُرِيدُ هَذِهِ الْمَدِينَةَ،قَالَ: مَا حَاجَتُكُمْ فِيهَا؟قُلْنَا: نَمْتَارُ مِنْ تَمْرِهَا،قَالَ: وَمَعَنَا ظَعِينَةٌ لَنَا وَمَعَنَا جَمَلٌ أَحْمَرُ مَخْطُومٌ،فَقَالَ: أَتَبِيعُونَ جَمَلَكُمْ هَذَا؟ قَالُوا: نَعَمْ بِكَذَا وَكَذَا صَاعًا مِنْ تَمْرٍ

طارق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اس واقعہ کو کئی برس گزر گئے، اس دوران میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ منورہ جا رہے تھے، آپ کی ہجرت مدینہ کے کچھ عرصہ بعد میں اپنی قوم کے چند لوگوں کے ساتھ ربذہ سے مدینہ طیبہ گیا تا کہ ہم وہاں سے کھجوریں خرید کر لائیں، جب ہم مدینہ کی آبادی کے قریب پہنچ کر ایک باغ میں اترنے کا ارادہ کر رہے تھے کہ اتنے میں ایک شخص آیا جس نے دو پرانی چادریں زیب تن کر رکھی تھیں اس نے سلام کے بعد پوچھا کہ کدھر سے آئے ہو؟ ہم نے کہا کہ ہم ربذہ سے یہیں تک آئے ہیں تا کہ کچھ کھجوریں خرید سکیں، پھر اس نے پوچھا اور کہاں کا ارادہ ہے؟ ہم نے کہا بس اسی شہر تک جانے کا خیال ہے، پھر اس نے پوچھا یہاں مدینہ منورہ میں تمہارا کیا کام ہے؟ ہم نے جواب دیا ہم یہاں سے کھجوریں خریدنا چاہتے ہیں، اور ہم نے بتایا کہ ہمارے پاس ایک سرخ اونٹ اور ہودج بھی ہے، اس شخص نے کہا کیا تم اپنا یہ اونٹ بیچو گے؟ ہم نے کہا ہاں اس قدر کھجوروں کے بدلے میں فروخت کر دیں گے،

قَالَ: فَمَا اسْتَوْضَعَنَا مِمَّا قُلْنَا شَيْئًا، فَأَخَذَ بِخِطَامِ الْجَمَلِ فَانْطَلَقَ ، فَلَمَّا تَوَارَى عَنَّا بِحِيطَانِ الْمَدِينَةِ وَنَخْلِهَا قُلْنَا: مَا صَنَعْنَا؟وَاللهِ مَا بِعْنَا جَمَلَنَا مِمَّنْ نَعْرِفُ، وَلَا أَخَذْنَا لَهُ ثَمَنًا،تَقُولُ الْمَرْأَةُ الَّتِي مَعَنَا: وَاللهِ لَقَدْ رَأَيْتُ رَجُلًا كَأَنَّ وَجْهَهُ شِقَّةُ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ، أَنَا ضَامِنَةٌ لِثَمَنِ جَمَلِكُمْ

اس شخص نے قیمت گھٹانے کے لئے مطلق کچھ نہیں کہااور اونٹ کی مہار پکڑ کر شہر کی طرف چلا، جب وہ مدینہ منورہ کی دیواروں سے اور کھجوروں سے اوجھل ہوگیا تو ہم نے آپس میں کہایہ ہم نے کیا کیا؟ اللہ کی قسم! ہم نے ایسے آدمی کے ہاتھ اونٹ بیچ دیا جسے ہم جانتے تک نہیں، اور نہ ہم نے اس سے اونٹ کی قیمت وصول کی ہے، ہمارے ساتھ ایک ہودج نشین (سردار قوم کی) عورت بھی تھی وہ بولی میں نے اس شخص کا چہرہ دیکھا تھا جو چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا تھا اگر ایسا آدمی قیمت نہ دے تو میں ادا کر دوں گی۔

قَالَتِ الظَّعِينَةُ: فَلَا تَلَاوَمُوا فَلَقَدْ رَأَيْتُ وَجْهَ رَجُلٍ لَا يَغْدِرُ بِكُمْ

اور ابن اسحاق میں ہے وہ عورت بولی تم گھبراؤ نہیں میں نے اس شخص کا چہرہ دیکھا تھا یہ چہرہ کسی جھوٹے غدار کا نہیں، اگر ایسا آدمی قیمت نہ دے تو میں ادا کر دوں گی۔

فَبَيْنَمَا هُمْ كَذَلِكَ إِذْ أَقْبَلَ رَجُلٌ فَقَالَ: أَنَا رَسُولُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْكُمْ، هَذَا تَمْرُكُمْ فَكُلُوا وَاشْبَعُوا وَاكْتَالُوا وَاسْتَوْفُوا، فَأَكَلْنَا حَتَّى شَبِعْنَا وَاكْتَلْنَا وَاسْتَوْفَيْنَا، ثُمَّ دَخَلْنَا الْمَدِينَةَ فَدَخَلْنَا الْمَسْجِدَ، فَإِذَا هُوَ قَائِمٌ عَلَى الْمِنْبَرِ يَخْطُبُ النَّاسَ، فَأَدْرَكْنَا مَنْ خُطْبَتِهِ وَهُوَ يَقُولُ:تَصَدَّقُوا فَإِنَّ الصَّدَقَةَ خَيْرٌ لَكُمْ، الْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى، أُمَّكَ وَأَبَاكَ، وَأُخْتَكَ وَأَخَاكَ، وَأَدْنَاكَ أَدْنَاكَ

ہم یہی باتیں کر رہے تھے کہ ایک شخص آیااور کہامجھے رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے بھیجاہے اور اونٹ کی قیمت کی کھجوریں بھیجی ہیں اور تمہاری ضیافت کے لئے الگ کھجوریں ہیں، کھاؤ پیو اور قیمت کی کھجوروں کو ناپ کر پورا کرلو، جب ہم کھاکر سیر ہوئے تو کھجوروں کو ماپا تو بالکل پوری پائیں، دوسرے روز مدینہ منورہ میں داخل ہوئے، دیکھا تو وہی شخص مسجد کے منبر پر (غالباً جمعہ کا دن تھا) کھڑا وعظ کہہ رہاہے ہم نے یہ الفاظ سنے لوگو! خیرات دیا کرو خیرات کا دیا تمہارے لئے بہتر ہے اوپر کا ہاتھ نیچے کے ہاتھ سے بہتر ہے، ماں کو باپ کو، بہن بھائی کو پھر قریبی اور دوسرے قریبی کو دو۔

إِذْ أَقْبَلَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي يَرْبُوعٍ، أَوْ قَالَ: مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، لَنَا فِي هَؤُلَاءِ دِمَاءٌ فِي الْجَاهِلِيَّةِ،فَقَالَ : إِنَّ أُمًّا لَا تَجْنِي عَلَى وَلَدٍ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ

بنو یربوع یا انصار کا ایک آدمی آیااور کہنے لگا اے اللہ کے رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ! جاہلیت کے زمانہ میں ان لوگوں کے ذمہ ہمارے خون ہیں، آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا اب کوئی ماں اس بناپر قصور نہ کرے کہ اس کی سزا اس کا لڑکا بھگتے گا، یہ تین مرتبہ فرمایا۔ اب ہم سمجھے کہ یہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ہیں پس ہم سب نے آپ کے دست مبارک پر اسلام قبول کرلیا۔ [1]

[1] زادالمعاد۳؍۵۶۷،دلائل النبوۃ للبیہقی۵؍۳۸۰،البدایۃ والنہایۃ۵؍۱۰۰،

معاویہ رضی اللہ عنہ بن حیدت قشیری کا قبول اسلام

عَنْ بَهْزٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي، عَنْ جَدِّي قَالَ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ وَاللهِ مَا أَتَيْتُكَ حَتَّى حَلَفْتُ أَكْثَرَ مِنْ عَدَدِ أُولَاءِ، وَضَرَبَ إِحْدَى يَدَيْهِ عَلَى الْأُخْرَى أَنْ لَا آتِيكَ، وَلَا آتِيَ دِينَكَ، وَإِنِّي قَدْ جِئْتُ امْرَأً لَا أَعْقِلُ شَيْئًا إِلَّا مَا عَلَّمَنِي اللهُ وَرَسُولُهُ، وَإِنِّي أَسْأَلُكَ بِوَجْهِ اللهِ بِمَ بَعَثَكَ رَبُّنَا إِلَيْنَا؟ قَالَ:بِالْإِسْلَامِ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ وَمَا آيَةُ الْإِسْلَامِ؟ قَالَ: أَنْ تَقُولَ أَسْلَمْتُ وَجْهِيَ لِلَّهِ وَتَخَلَّيْتُ، وَتُقِيمَ الصَّلَاةَ، وَتُؤْتِيَ الزَّكَاةَ

بہز بن حکیم اپنے دادا معاویہ رضی اللہ عنہ بن حیدت سے روایت کرتے ہیں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم !اللہ کی قسم!میں آپ کی خدمت میں حاضر ہونے سے پہلے ان انگلیوں کی گنتی سے زیادہ مرتبہ یہ قسم کھا چکا تھا کہ نہ تو میں آپ کے پاس آ کر پھٹکوں گا اور نہ آپ کا دین اختیار کروں گا اور میں آپ کی خدمت میں ایک ایسا شخص آیا ہوں جو قطعاً بے علم اور یکسر ناسمجھ ہے بس وہی جانتا ہے جو اللہ اور اللہ کا رسول اس کو بتا دے، میں اللہ کا واسطہ دے کر آپ سے پوچھتا ہوں کہ ہمارے پروردگار نے آپ کو ہمارے پاس کیا کیا احکام دے کر بھیجا ہے؟ آپ نے فرمایا سب سے پہلے اسلام کا حکم دیا ہے، میں نے عرض کیا اسلام کیا چیز ہے؟ آپ نے فرمایا اسلام یہ ہے کہ تو یہ اقرار کرے کہ میں اپنے آپ کو اللہ کے سپرد کر چکا ہوں اور کفر و شرک سب کو چھوڑ چکا، نماز پڑھے، زکوٰۃ دے،

وَكُلُّ مُسْلِمٍ عَلَى مُسْلِمٍ مُحَرَّمٌ أَخَوَانِ نَصِيرَانِ لَا يَقْبَلُ اللهُ مِنْ مُشْرِكٍ يُشْرِكُ بَعْدَمَا أَسْلَمَ عَمَلًا، أَوْ يُفَارِقُ الْمُشْرِكِينَ إِلَى الْمُسْلِمِينَ، مَا لِي أُمْسِكُ بِحُجَزِكُمْ عَنِ النَّارِ، أَلَا إِنَّ رَبِّي دَاعِيَّ وَإِنَّهُ سَائِلِي :هَلْ بَلَّغْتَ عِبَادِي؟ وَأَنَا قَائِلٌ لَهُ: رَبِّ قَدْ بَلَّغْتُهُمْ أَلَا فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ مِنْكُمُ الْغَائِبَ، ثُمَّ إِنَّكُمْ مَدْعُوُّونَ، وَمُفَدَّمَةٌ أَفْوَاهُكُمْ بِالْفِدَامِ وَإِنَّ أَوَّلَ مَا يُبِينُ، وَقَالَ بِوَاسِطٍ يُتَرْجِمُ، قَالَ: وَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ عَلَى فَخِذِهِ،قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ هَذَا دِينُنَا. قَالَ:هَذَا دِينُكُمْ وَأَيْنَمَا تُحْسِنْ يَكْفِكَ، قَالَ:هَذَا دِينُكُمْ وَأَيْنَمَا تُحْسِنْ يَكْفِكَ

ہر مسلمان دوسرے مسلمان کے لئے قابل احترام ہے، مسلمان آپس میں دو بھائی بھائی ہیں ایک کو دوسرے کا مددگار رہنا چاہیے، جو مشرک اسلام لانے کے بعد پھر شرک کرے اس کا کوئی عمل قبول نہیں ہوتا جب تک کہ وہ اس کو چھوڑ کر پھر مسلمانوں کی جماعت میں شامل نہ ہو جائے، کیا بات ہے کہ میں تو تمہاری کمر پکڑ پکڑ کر تمہیں دوزخ کی آگ سے بچا رہا ہوں (اور تم ایک نہیں مانتے) میرے رب نے مجھے داعی بنا کر بھیجا ہے اور وہ کل قیامت کے دن اس بارے مجھ سے باز پرس ہو گی کہ میرے احکام کی اطلاح میرے بندوں تک پہنچائی، سن لو میرا پروردگار!(قیامت کے دن) مجھے بلائے گا اور مجھ سے یقیناً یہ سوال کرے گا کہ تم نے میرے بندوں کو تبلیغ کر دی، میں عرض کروں گا پروردگار کر دی، سن لو تم میں جو لوگ یہاں موجود ہیں وہ میرا پیغام ان کو بھی پہنچا دیں جو یہاں موجود نہیں، پھر تم کو بلایا جائے گا اور تمہارے منہ پر کپڑا لگا دیا جائے گا (تا کہ غلط بات نہ بول سکو) پھر سب سے پہلے تمہاری طرف سے جسم کا جو حصہ بولے گا وہ تمہاری ران اور تمہارے

ہاتھ ہوں گے، میں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! بس ہمارا دین یہ ہے اور بھلائی جہاں بھی کروں گے وہ تمہارے لیے بہتر ہے، آپ ﷺ نے فرمایا ہاں یہ تو تمہارا دین ہے پھر بھلائی جہاں بھی کرو گے کافی ہو گی۔ [1]

ربیعہ رضی اللہ عنہ بن رواء کا اسلام قبول کرنا

قدم عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فوجده يَتَعَشَّى، فدعاه إِلَى العشاء،فأكل،فَقَالَ له النَّبِيّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قل: أَتَشْهَدُ أَنْ لا إِلَهَ إِلا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ؟فقالها،فَقَالَ: أَرَاغِبًا جِئْتَ أَمْ رَاهِبًا؟قال ربيعة: أَمَّا الرَّغْبَةُ فَوَاللهِ مَا فِي يَدَيْكَ مَالٌ، وَأَمَّا الرَّهْبَةُ فَوَاللهِ إِنِّي لَبِبَلَدٍ مَا تَبْلُغُهُ جُيُوشُكَ،وَلكِنِّي خُوِّفْتُ فَخِفْتُ، وَقِيلَ لِي: آمِنْ بِاللهِ آمَنْتُ،فَقَالَ النَّبِيّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:رُبَّ خَطِيبٍ مِنْ عَنْس،فأقام يختلف إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فودعه ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنْ أَحْسَسْتَ شَيْئًا فَوَائِلْ إِلَى أَدْنَى قَرْيَةٍ،فَخَرَجَ فأحس حسًا فواءل إِلَى أهل قَرْيَةٍ، فَمَاتَ بها، رَحِمَهُ اللهُ

ربیعہ رضی اللہ عنہ بن رواء قبیلہ عنس سے تعلق رکھتے تھے یہ اس وقت بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے جب رسول اللہ ﷺ رات کا کھانا تناول فرما رہے تھے، آپ نے انہیں بھی کھانے کے لئے بلایا چنانچہ وہ بھی کھانے میں شریک ہو گئے کھانے سے فارغ ہونے کے بعد نبی اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا کہ کیا تم گواہی دیتے ہو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (ﷺ) اللہ کے بندے اور رسول ہیں، ربیعہ رضی اللہ عنہ بن رواء نے بلا تامل کلمہ طیبہ پڑھا اور مشرف بہ اسلام ہو گئے، پھر آپ ﷺ نے ان سے پوچھا رغبت کی بنا پر آئے ہو یا خوف کی وجہ سے؟ ربیعہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا جہاں تک رغبت کا تعلق ہے تو اللہ کی قسم آپ کے پاس مال ہی نہیں کہ جس کی مجھے رغبت ہوتی، رہ گیا خوف تو اس کی بھی کوئی وجہ نہیں کیونکہ اللہ کی قسم میں جس علاقے میں رہتا ہوں وہاں آپ کا لشکر نہیں پہنچ سکتا، حقیقت یہ ہے کہ مجھے خوف آخرت سے ڈرایا گیا تو میں خائف ہو گیا اور مجھ سے کہا گیا کہ ایمان لے آؤ تو میں ایمان لے آیا، نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مخاطب ہو کر فرمایا قبیلہ عنس میں بہت خوش بیان لوگ ہوتے ہیں، پھر ربیعہ رضی اللہ عنہ بن رواء نے کچھ عرصہ مدینہ طیبہ میں قیام کیا اس دوران وہ برابر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے رہے، جب وہ رخصت ہونے لگے تو آپ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ اگر تم کو (اثنائے راہ میں) اپنے آخری وقت کا احساس ہو تو کسی (قریبی) گاؤں میں چلے جانا، ربیعہ رضی اللہ عنہ بن رواء روانہ ہوئے تو راستے میں بیمار ہو گئے اور آپ ﷺ کے ارشاد کے مطابق ایک قریبی گاؤں والوں کے پاس چلے گئے اور وہیں وفات پائی۔ [2]

---

[1] مسند احمد ۲۰۰۳۷، مستدرک حاکم ۸۷۷

[2] ابن سعد ۳۴۳/۱، اسد الغابۃ ۲۶۲/۲

عمرة القضاء، عمرة القصاص

ذوالقعدہ۷ہجری

لما دخل هِلَال ذي القعدة أَمَرَ رَسُول اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أصحابه أَنْ يَعْتَمِرُوا قضاءلِعُمْرَتِهِمْ الّتي صدهم الْمُشْرِكُون عَنْهَا بِالْحُدَيْبِيَةِ. وأن لَا يَتَخَلَّفُ أحد ممن شَهِدَ الْحُدَيْبِيَةِ. فلم يَتَخَلَّفُ منهم أحد إلارِجَالٌ اسْتُشْهِدُوا منهم بِخَيْبَر ورِجَال مَاتُوا،وَاسْتَخْلَفَ عَلَى المدينة أَبَا رُهْمٍ الْغِفَارِيَّ،عُوَيْفَ بْنَ الْأَضْبَطِ الدِّيلِيَّ،وساق رَسُول اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِتِّينَ بَدَنَةً وجعَلَ عَلَى هَدْيِهِ نَاجِية بْنَ جُنْدُبٍ الْأَسْلَمِيَّ،وحمل رَسُول اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السِّلَاحَ الْبِيضَ وَالدُّرُوعِ وَالرِّمَاحِ وقاد مِائَةُ فَرَسٍ

جب ذوالقعدہ سات ہجری کا چاند طلوع ہوا توحسب شرط صلح حدیبیہ آپ نے عمرہ کی ادائیگی کے لئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حکم فرمایا کہ حدیبیہ میں حاضر ہونے والوں میں سے کوئی پیچھے نہ رہے اس لئے اس عمرہ میں وہی آدمی حاضر نہ ہوسکے جوخیبر میں شہید ہو گئے تھے یا وفات پا گئے تھے،چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ پر ابورہم غفاری رضی اللہ عنہ یا عویف بن اضبط دیلی رضی اللہ عنہ کو اپنانائب مقرر فرمایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قربانی کے ساٹھ اونٹ تھے جن پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ناجیہ بن جندب رضی اللہ عنہ اسلمی کو نگران مقرر فرمایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل مکہ کی ممکنہ غداری کے خطرہ کے پیش نظر ہتھیار زرہیں،نیزے اور ایک سو گھوڑے سوارں کو ساتھ لیا اور عورتوں اور بچوں کے علاوہ دوہزار مسلمانوں کے ہمراہ مکہ مکرمہ روانہ ہوئے،ذوالحلیفہ پہنچ کر احرام باندھا اور لبیک لبیک پکارتے ہوئے روانہ ہوئے،اس موقعہ پر اللہ تعالیٰ نے ہدایت نال فرمائی۔

اَلشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ وَالْحُرُمٰتُ قِصَاصٌ ۭ فَمَنِ اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوْا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ ۠ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ [1]

ترجمہ:ماہِ حرام کابدلہ ماہِ حرام ہی ہے اور تمام حرمتوں کالحاظ برابری کے ساتھ ہو گالہذا جو تم پر دست درازی کرے تم بھی اسی طرح اس پر دست درازی کرو البتہ اللہ سے ڈرتے رہو اور یہ جان رکھو کہ اللہ انہی لوگوں کے ساتھ ہے،جو اس کی حدود توڑنے سے پرہیز کرتے ہیں۔

ماہِ حرام کابدلہ ماہِ حرام ہی ہے اور تمام حرمتوں کالحاظ برابری کے ساتھ ہو گا،لہذا اس مرتبہ بھی اگر کفار مکہ ماہ حرام کی حرمت کو پامال کر کے (گزشتہ سال کی طرح)تمہیں مکہ مکرمہ میں داخل ہونے سے روکیں توتم بھی اس ماہ کی حرمت کو نظرانداز کر کے ان کا بھر پور مقابلہ کرو اور انہیں عبرت ناک سبق سکھاؤ،البتہ اللہ سے ڈرتے رہو اور یہ جان رکھو کہ دین ودنیا میں اللہ کی تائید ونصرت انہی لوگوں کے ساتھ رہتی ہے جو اس کی مقررہ حدوں کو توڑنے سے پرہیز کرتے ہیں۔

وَنَزَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بمَرِّ الظَّهْرَانِ وقدم السِّلَاحَ إلى بطن يأجج حيث ينظر إلى أنصاب الحرم.

---

[1] البقرة ۱۹۴

وخلف عَلَيْهِ أوس بْن خولي الْأَنْصَارِيّ فِي مائة رَجُل،فلما انتهى إلى ذي الحليفة قدم الخيل أمامه عليها مُحَمَّد بْن مُسْلِمَة،وَمَضَى مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ بِالْخَيْلِ إِلَى مَرّ الظّهْرَانِ، فَيَجِدُ بِهَا نَفَرًا مِنْ قُرَيْشٍ فَسَأَلُوا مُحَمّدَ بْنَ مَسْلَمَةَ فَقَالَ:هَذَا رَسُولُ اللهِ، يُصْبِحُ هَذَا الْمَنْزِلَ غَدًا إِنْ شَاءَ اللهُ، فَرَأَوْا سِلَاحًا كَثِيرًا مَعَ بَشِيرِ بْنِ سَعْدٍ، فَخَرَجُوا سِرَاعًا حَتّى أَتَوْا قُرَيْشًا فَأَخْبَرُوهُمْ بِالّذِي رَأَوْا مِنْ الْخَيْلِ وَالسّلَاحِ،وَبَعَثَتْ قُرَيْشٌ مِكْرَزَ بْنَ حَفْصِ بْنِ الْأَخْنَفِ فِي نَفَرٍ مِنْ قُرَيْشٍ حَتّى لَقَوْهُ بِبَطْنِ يَأْجِجَ

جب رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم مَرِ الظَّهْرَانِ کے قریب پہنچے تو اپنے جنگی ہتھیار بطن یاجج (مکہ سے آٹھ میل پر ایک مقام) میں جہاں سے حرم کے بت نظر آتے ہیں جمع کر دیئے اور ان کی حفاظت کے لئے اوس بن خولی رضی اللہ عنہ انصاری کو ایک سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ پیچھے چھوڑ دیا جب آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ذوالحلیفہ پہنچے تو محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کو کچھ ہتھیار بند گھوڑے سواروں کے ساتھ آگے روانہ فرمایا اور شرط و رواج کے مطابق باقی ماندہ لوگ مسافرانہ انداز میں میان میں بند ایک تلوار رکھ کر ان کے پیچھے چلے، محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ رسالے کے ہمراہ مرالظہران تک پہنچے تو وہاں قریش کے کچھ لوگ ملے ،ان لوگوں کے استفسار پر محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا لشکر ہے انشاء اللہ کل آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو اس منزل میں صبح ہو گی، جب انہوں نے بشیر بن سعد کے ہمراہ بہت سا جنگی اسلحہ دیکھا تو تیزی کے ساتھ قریش کی طرف بھاگے اور انہیں اسلحہ وغیرہ کی اطلاع دی،اس سے مشرکین کے اوسان خطا ہو گئے اور مارے رعب کے ان کے کلیجے اچھلنے لگے ،انہیں یہ گمان ہوا کہ محمد صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے صلح کی شرط توڑ کر پوری تیاری اور کامل ساز و سامان کے ساتھ لڑائی کے ارادے سے آئے ہیں،قریش نے مکرز بن حفص کے ساتھ قریش کے کچھ لوگوں کو بھیجا جو آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو وادی یاجج میں ملے

مكان من مكة على ثمانية أميال

یہ مکہ مکرمہ کے قریب آٹھ میل کے فاصلے پر ایک وادی ہے۔[1]

وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَصْحَابِهِ وَالْهَدْيُ وَالسّلَاحُ، قَدْ تَلَاحَقُوا،فَقَالُوا: يَا مُحَمّدُ! وَاللهِ مَا عَرَفْت صَغِيرًا وَلَا كَبِيرًا بِالْغَدْرِ! تَدْخُلُ بِالسّلَاحِ الْحَرَمَ عَلَى قَوْمِك، وَقَدْ شَرَطْت أَلّا تَدْخُلَ إلّا بِسِلَاحِ الْمُسَافِرِ، السيوف في القرب!فقال رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا نَدْخُلُهَا إلّا كَذَلِك، ثُمّ رَجَعَ سَرِيعًا بِأَصْحَابِهِ إلَى مَكّةَ فَقَالَ:إنّ مُحَمّدًا لَا يَدْخُلُ بِسِلَاحٍ، وَهُوَ عَلَى الشّرْطِ الّذِي شَرَطَ لَكُمْ،فَلَمّا جَاءَ مِكْرَزٌ بِخَبَرِ النّبِيّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَتْ قُرَيْشٌ مِنْ مَكّةَ إلَى رُءُوسِ الْجِبَالِ، وَخَلّوْا مَكّةَ ، وَقَالُوا: وَلَا نَنْظُرُ إلَيْهِ وَلَا إلَى أَصْحَابِهِ

اور رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم قربانی کے جانور اور اسلحہ تھا اور جانوروں کے گلے میں کلاوے پڑے ہوئے تھے، مکرز بن حفص نے کہا اے محمد (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم)!اللہ کی قسم!یہ میں کیا دیکھ رہا ہوں کہ تمام چھوٹے بڑے لڑائی کے لئے تیار ہیں! کیا آپ حرم میں اپنی قوم کے پاس اسلحہ لے کر جائیں گے اور حدیبیہ میں ہماری شرط یہ تھی کہ آپ مسافرانہ اسلحہ لے کر حرم میں داخل ہوں گے اور تلواریں بھی نیام میں ہوں گی،

[1] معجم البلدان ۴۲۴،۵

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہم حرم میں اسلحہ لے کر داخل نہیں ہوں گے بلکہ اپنی شرط کے مطابق مسافرانہ اسلحہ لے کر داخل ہوں گے اور ہماری تلواریں بھی نیام میں ہوں گی، چنانچہ وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ مکہ مکرمہ واپس چلا گیا اور قریش کو بتلایا کہ محمد (ﷺ) اسلحہ لے کر حرم میں داخل نہیں ہوں گے اور وہ اس شرط پر قائم ہیں جو ہم نے ان پر لگائی تھی، جب مکرز بن حفص نے قریش کو رسول اللہ ﷺ کے بارے میں بتلایا تو قریش بوجہ غیظ وغضب اور رنج وغم کے تین دنوں کے لئے کعبہ کے شمال میں قُعَیْقِعَانَ نامی پہاڑ پر چلے گئے تا کہ اپنے دلوں میں اللہ اور اس کے رسول کی دشمنی کی وجہ سے آپ کو دیکھ ہی نہ سکیں اور جو مرد وعورت شہر میں رہ گئے وہ استعجاب کی نظروں سے آپ کی آمد کا نظارہ کرنے کے لئے راستوں، کوٹھوں اور چھتوں پر چڑھ گئے

وَأَمَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْهَدْيِ أَمَامَهُ حَتَّى حُبِسَ بِذِي طُوًى، وَخَرَجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ رَحِمَهُمْ اللهُ،وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عليه وسلّم عَلَى رَاحِلَتِهِ الْقَصْوَاءِ ، وَأَصْحَابُهُ مُحْدِقُونَ بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مُتَوَشِّحُو السُّيُوفِ يُلَبُّونَ،

رسول اللہ ﷺ نے قربانی کے جانوروں کو ذی طویٰ میں بھیجنے کا حکم دیا اور رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم روانہ ہوئے اور رسول اللہ ﷺ اپنی سواری قصواء پر روانہ ہوئے اور مسلمانوں نے گلے میں تلواریں لٹکا کر کسی ممکنہ خطرے کے پیش نظر آپ کو چاروں طرف سے گھیرا ہوا تھا اور وہ تلبیہ پڑھتے ہوئے روانہ ہوئے،

ابْنَ أَبِي أَوْفَى، يَقُولُ لَمَّا اعْتَمَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَتَرْنَاهُ مِنْ غِلْمَانِ الْمُشْرِكِينَ وَمِنْهُمْ، أَنْ يُؤْذُوا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس خطرے کے پیش نظر کہ کوئی مشرک یا کوئی نادان آپ کو کوئی ایذا نہ پہنچا دے ہم اس دن آپ پر چھائے ہوئے تھے۔[١]

فَلَمَّا انْتَهَى إِلَى ذِي طُوًى وَقَفَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى رَاحِلَتِهِ الْقَصْوَاءِ وَالْمُسْلِمُونَ حَوْلَهُ،ثُمَّ دَخَلَ مِنْ الثَّنِيَّةِ الَّتِي تَطْلُعُهُ عَلَى الْحَجُونَ عَلَى رَاحِلَتِهِ الْقَصْوَاءِ، وَابْنُ رَوَاحَةَ آخِذٌ بِزِمَامِ رَاحِلَتِهِ

جب ذی طوی پر پہنچے تو رسول اللہ ﷺ اپنی سواری قصواء پر سوار ہوئے اور مجاہدین اسلام نے آپ ﷺ کو گھیرا ہوا تھا ایک گھاٹی سے (۴ ذوالقعدہ کو) اس شان سے مکہ مکرمہ میں داخلہ ہوئے کہ آپ اپنی مشہور ومعروف اونٹنی قصواء پر سوار تھے اور عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ انصاری نے اس کی نکیل تھامی ہوئی تھی۔[٢]

اور لبیک لبیک پکارتے ہوئے طواف کر رہے تھے۔

وَهُوَ يَقُولُ

---

[١] صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ عُمْرَةِ الْقَضَاءِ ٤٢٥٥

[٢] ابن ہشام ٣٧٠/٢، ابن سعد ٩٢/٢،البداية والنهاية ٢٦٣/٤،مغازی واقدی ٧٣٤/٢

اور عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کی زبان پر یہ اشعار تھے

بِسْمِ الَّذِي لَا دِينَ إِلَّا دِينُهُ بِسْمِ الَّذِي مُحَمَّدٌ رَسُولُهُ

اللہ کے پاک نام پر ہمارا یہ داخلہ ہے، سچا دین اللہ ہی کا دین ہے اسی کے بھیجے ہوئے محمد ہیں جو اللہ کے سچے رسول ہیں

خَلُّوا بَنِي الْكُفَّارِ عَنْ سَبِيلِهِ فَالْيَوْمَ نضربكم على تأويله

اے کافروں کے بچو! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا راستہ چھوڑ دو ورنہ ہم اللہ کے حکم کے مطابق تم پر اس طرح تلوار چلائیں گے

ضَرْبًا يُزِيلُ الْهَامَ عَنْ مَقِيلِهِ وَيُذْهِلُ الْخَلِيلَ عَنْ خَلِيلِهِ

جو تمہاری کھوپڑیاں تمہاری گردن سے جدا کر دے گی اور دوست کو دوست سے غافل کر دے گی

عبد الرزاق نے اس کو دو سندوں سے ذکر کیا ہے اور یہ الفاظ زیادہ بیان کیے ہیں۔

قَدْ أَنْزَلَ الرَّحْمَنُ فِي تَنْزِيلِهِ بِأَنَّ خَيْرَ الْقَتْلِ فِي سَبِيلِهِ

بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اتارا ہے کہ بہترین قتل فی سبیل اللہ ہے

نَحْنُ قَتَلْنَاكُمْ عَلَى تَأْوِيلِهِ كَمَا قَتَلْنَاكُمْ عَلَى تَنْزِيلِهِ

ہم تمہیں اس کے فرمان کے مطابق قتل کریں گے جس طرح ہم نے اس کی طرف سے اجازت اترنے پر تم کو قتل کیا

طبرانی اور بیہقی نے اس کا دلائل میں ذکر کیا ہے اور یہ زیادہ کیا ہے۔

يَا رَبِّ إِنِّي مُؤْمِنٌ بِقِيلِهْ

الٰہی میں اس کے فرمان پر ایمان لایا ہوں۔

ابن عقبہ نے قَدْ أَنْزَلَ الرَّحْمَنُ فِي تَنْزِيلِهِ کے بعد لکھا ہے۔

فِي صُحُفٍ يُتْلَى عَلَى رَسُولِهِ بِأَنَّ خَيْرَ الْقَتْلِ فِي سَبِيلِهِ

رحمان نے اپنی کتاب میں جو رسول پر پڑھی جاتی ہے یہ بات اتاری ہے کہ اس کے راستہ میں قتل ہونا بہترین قتل ہے

اور ابن اسحاق نے یہ الفاظ زیادہ کیے ہیں۔

يَا رَبِّ إِنِّي مُؤْمِنٌ بِقِيلِهْ إِنِّي رَأَيْتُ الْحَقَّ فِي قُبُولِهِ

الٰہی میں اس کے فرمان پر ایمان لایا ہوں اور اس کے قبول کرنے کو حق سمجھتا ہوں

أن عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ تعالى عَنْهُ قَالَ: يَا ابْنَ رَوَاحَةَ، بَيْنَ يَدِي رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي حَرَمِ اللهِ تَقُولُ الشِّعْرَ، فَقَالَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:خَلِّ عَنْهُ يَا عُمَرُ، فَلَهِيَ أَسْرَعُ فِيهِمْ مِنْ نَضحِ النَّبْلِ

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ سے کہا اے رواحہ! تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے شعر کہتا ہے (اصل کتاب میں یہ جگہ خالی

ہے) دوسری روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا اے عمر رضی اللہ عنہ! اس کو منع نہ کرو یہ اشعار کافروں پر تیر سے بھی زیادہ ضرر رساں ہیں [۱]
اصحاب رسول کو مدینہ کی آب وہوا شروع میں کچھ ناموافق پڑی تھی اور بخار کی وجہ سے وہ کچھ لاغر ہو گئے تھے جب آپ مکہ پہنچے تو مشرکین مکہ نے جو حطیم کے پاس اور ایک روایت کے مطابق قعیقعان کی طرف بیٹھے ہوئے آپ کے اصحاب کی حالت دیکھ رہے تھے

فَقَالَ الْمُشْرِكُونَ: إِنَّهُ يَقْدَمُ عَلَيْكُمْ وَفْدٌ وَهَنَهُمْ حُمَّى يَثْرِبَ

مشرکین مکہ نے کہا یہ جو لوگ آرہے ہیں انہیں مدینہ کے بخار نے کمزور اور سست کر دیا ہے۔ [۲]

فَأَطْلَعَ اللهُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى ذَلِكَ،فَأَمَرَهُمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَرْمُلُوا الْأَشْوَاطَ الثَّلَاثَةَ، لِيَرَى الْمُشْرِكُونَ جَلَدَهُمْ ، قَالَ: فَرَمَلُوا ثَلَاثَةَ أَشْوَاطٍ وَأَمَرَهُمْ أَنْ يَمْشُوا بَيْنَ الرُّكْنَيْنِ، حَيْثُ لَا يَرَاهُمُ الْمُشْرِكُونَ

اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے اس کلام کی خبر نبی کریم ﷺ کو دے دی، رسول اللہ ﷺ نے کفار کے سامنے اپنی قوت اور چستی کا مظاہرہ کرنے کے لئے اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کو حکم فرمایا کہ وہ (طواف کعبہ کے لئے احرام کے طریقہ کے مطابق) اپنے کندھوں سے چادریں ہٹادیں اور طواف کے پہلے تین پھیروں میں رمل کریں (تیز چلیں جس سے اظہار قوت ہو اور کفار مکہ دیکھیں اور اپنے غلط خیال کو واپس لے لیں) اور جنوب میں حجر اسود سے لیکر رکن یمانی تک جہاں جانے کے بعد مشرکین کی نگاہیں نہیں پڑتی تھیں ہلکی چال چلیں۔ [۳]

ثُمَّ قَالَ: رَحِمَ اللهُ امْرَأً أَرَاهُمُ الْيَوْمَ مِنْ نَفْسِهِ قُوَّةً

پھر فرمایا اللہ اس شخص پر رحم فرمائے جو مشرکوں کو آج اپنی قوت دکھائے۔ [۴]

پھر آپ ﷺ نے رکن یمانی کو بوسہ دیا اور سینہ تان کر طواف شروع کیا، مسلمانوں نے آپ کی ہدایات پر عمل کرتے ہوئے قوت کا خوب مظاہرہ کیا

وَالْمُشْرِكُونَ مِنْ قِبَلِ قُعَيْقِعَانَ

مشرکین جبل قعیقعان کی طرف کھڑے دیکھ رہے تھے۔ [۵]

فَقَالَ الْمُشْرِكُونَ: هَؤُلَاءِ الَّذِينَ تَزْعُمُونَ أَنَّ الْحُمَّى وَهَنَتْهُمْ؟ هَؤُلَاءِ أَقْوَى مِنْ كَذَا وَكَذَا

مشرکوں نے جب دیکھا کہ یہ تو سب کے سب ہرنوں کی طرح چوکڑیاں بھرتے ہوئے طواف کر رہے ہیں تو آپس میں کہنے لگے کیا انہیں

---

[۱] ۔ الشمائل المحمدیہ للترمذی ۲۰۳؍۱ ، السیرة الحلبیة ۹۴؍۳

[۲] صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ عُمْرَةِ الْقَضَاءِ ۴۲۵۶

[۳] مسند احمد ۲۶۸۶

[۴] البدایة والنهایة ۲۵۹؍۴، ابن ہشام ۳۷۱؍۲، الروض الانف ۱۵۸؍۷، تاریخ طبری ۲۴؍۳

[۵] صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ عُمْرَةِ الْقَضَاءِ ۴۲۵۶

کے بارے میں یہ افواہ تھی کہ مدینہ کے بخار نے انہیں سست ولاغر کر دیا ہے؟ یہ لوگ تو فلاں اور فلاں سے بھی زیادہ چشت وچالاک ہیں۔[١]
آپ برابر لبیک کہتے رہے یہاں تک کہ آپ نے چادر کو کندھے سے ہٹا کر کھونٹی کے ساتھ حجر اسود کو بوسہ دیا، پھر آپ نے صفاو مروہ کے درمیان سعی بھی اونٹنی پر سوار ہو کر کی، جب ساتواں چکر لگا کر طواف ختم کیا اور آپ کی سواری مروہ پر آ کر رکی تو فرمایا یہ قربانی کرنے کی جگہ ہے اور مکہ کی سب گلیوں میں قربانی کے جانور ذبح ہو سکتے ہیں، آپ نے مروہ کے پاس قربانی ذبح کی اور اسی جگہ سر منڈایا، دوسرے مسلمانوں نے بھی ایسا ہی کیا، فارغ ہونے کے بعد آپ نے دو سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بطن یاجج میں ہتھیاروں کی حفاظت کے لئے بھیجا تاکہ دوسرے لوگ آ کر اپنا عمرہ پورا کر لیں، عمرہ سے فارغ ہونے کے بعد آپ مکہ میں تین دن رہے، بلال رضی اللہ عنہ نے کعبہ کے اوپر کھڑے ہو کر اذانیں (اللہ تعالیٰ کی توحید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی پکار) کہیں اور قریش بے بسی ولاچارگی کے ساتھ یہ سب دیکھتے اور اسلام کے عظیم منشور کی پکار سنتے رہے۔

عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام

وأمه دجاجة بِنْت أسماء بْن الصَّلْت ، ويكنى أَبَا عبد الرَّحْمَن، وُلِدَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَامِرٍ بِمَكَّةَ بَعْدَ الْهِجْرَةِ بِأَرْبَعِ سِنِينَ، فَلَمَّا كَانَ عَامُ عُمْرَةِ الْقَضَاءِ سَنَةَ سَبْعٍ وَقَدِمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ مُعْتَمِرًا حَمَلَ إِلَيْهِ ابْنُ عَامِرٍ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثِ سِنِينَ، فَحَنَّكَهُ فَتَلَمَّظَ وَتَثَاءَبَ , فَتَفَلَ رَسُولُ اللهِ فِي فِيهِ , وَقَالَ:هَذَا ابْنُ السُّلَمِيَّةِ؟قَالُوا: نَعَمْ، قَالَ:هَذَا ابْنُنَا , وَهُوَ أَشْبَهُكُمْ بِنَا , وَهُوَ مُسْقًى،فَأتى بِهِ رَسُول اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ صغير

عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ کے والد کا نام کریز بن ربیعہ تھا اور ان کی والدہ کا نام دجاجہ بنت اسماء بن صلت تھا اور ان کی کنیت ابوعبدالرحمٰن تھی، عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ میں ہجرت کے چار سال بعد پیدا ہوئے، عہد رسالت میں مہاجرین اور انصار نے اپنا معمول بنالیا تھا کہ اپنے نوزائیدہ بچوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لاتے اور ان کے لیے دعائے خیر و برکت کے متمنی ہوتے، اسی دستور کے مطابق جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سات ہجری میں عمرۃ القضاء کے لیے مکہ مکرمہ تشریف لائے تو عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ کو جو اس وقت تین سال کے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حصول برکت کے لیے پیش کیا گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور چبا کر ان کے تالو میں لگادی، انہوں نے زبان سے نکال کر اسے چاٹا اور اپنا منہ کھول دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بچے پر شفقت بھری نظر ڈالی پھر اس کے منہ میں اپنا لعاب دہن ڈال کر اس کے لیے زندگی، صحت اور خوش بختی کی دعا مانگی اور پوچھا یہ السلمیہ کا بیٹا ہے؟ انہوں نے عرض کیا جی ہاں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ ہمارا بیٹا ہے اور تم سب سے زیادہ ہمارا مشابہ ہے یہ بچہ بڑا ہو کر مسقی (سیراب کرنے والا) ہوگا (عربوں میں پانی پلانے والے یا سیراب کرنے والے کو بڑا خوش بخت اور

---

[١] مسنداحمد٢٦٣٩،صحیح مسلم کتاب الحج باب استعجاب استلام الرکتین الیانین فی الطواف ٣٠٥٩،سنن ابوداودکتاب المناسک بَابٌ فِي الرَّمَلِ ١٨٨٦

بلند رتبہ سمجھا جاتا تھا) جب رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا وصال ہوا اس وقت یہ بہت چھوٹے تھے۔ ⁽¹⁾

رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی یہ پیش گوئی عبد اللہ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بن عامر کے حق میں یوں پوری ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں عرب کی خشک سرزمین کے باشندوں کو زیادہ سے زیادہ پانی مہیا کرنے کا بے پناہ جذبہ پیدا کر دیا، چنانچہ اس مقصد کے لیے انہوں نے بصرہ میں دو نہریں کھدوائیں، ان کے علاوہ نہر ابلہ کی تعمیر کرائی، میدان عرفات میں حاجیوں کو پانی کی تکلیف ہوتی تھی انہوں نے وہاں بڑے بڑے تالاب اور حوض بنوا کر نہروں کا پانی ان میں ڈالا، اس کے علاوہ انہوں نے مختلف مقامات پر بڑی کثرت سے کنوئیں کھدوائے اور بے آب و گیاہ زمینوں میں مختلف طریقوں سے پانی کی بہم رسانی کے انتظامات کیے

فَلَمْ يَزَلْ عَبْدُ اللهِ شَرِيفًا , وَكَانَ سَخِيًّا كَرِيمًا كَثِيرَ الْمَالِ وَالْوَلَدِ

جب عبد اللہ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ جوان ہوئے تو بہت شریف النفس، بہت زیادہ سخاوت کرنے والے اور بہت مال و اولاد والے تھے۔ ⁽²⁾

اللہ تعالیٰ نے انہیں جس قدر مال و دولت عطا فرمائی تھی اسی کے مطابق ان کا دل بھی کشادہ بنایا تھا، وہ اپنا مال و دولت بے دریغ اللہ کی راہ میں خرچ کرتے تھے اور سینکڑوں غریبوں، یتیموں اور حاجت مندوں کی پرورش کرتے تھے کوئی سائل ان کے در سے کبھی خالی ہاتھ نہ جاتا تھا، دونوں ہاتھوں سے مٹھیاں بھر بھر کر حاجت مندوں کو دیتے تھے، ابن اثیر رَحِمَهُ اللهُ نے ان کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے۔

وكان أحد الأجواد الممدوحين

وہ عرب کے ان فیاضوں میں سے ایک فیاض تھے جن کی لوگ (شعراء) مدح کرتے تھے۔ ⁽³⁾

قَالَ أَبُو مُوسَى: يَأْتِيكُمْ غُلَامٌ خَرَّاجٌ وَلاجٌ كَرِيمُ الْجَدَّاتِ وَالْخَالاتِ وَالْعَمَّاتِ، يُجْمَعُ لَهُ الْجُنْدَانِ

اور طبری رَحِمَهُ اللهُ کا بیان ہے امیر المومنین سیدنا عثمان ذوالنورین رَضِيَ اللهُ عَنْهُ نے ابوموسیٰ اشعری رَضِيَ اللهُ عَنْهُ کی جگہ عبد اللہ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بن عامر کو بصرہ کا گورنر مقرر کیا تو ابوموسیٰ اشعری نے بصرہ سے چلتے وقت اہل بصرہ سے مخاطب ہو کر فرمایا تمہارے پاس قریش کا ایک معزز نوجوان آرہا ہے جو تم پر اس طرح (ہاتھوں سے بتا کر) روپیہ پیسہ برسائے گا۔ ⁽⁴⁾

وَكَانَ ابْنُ عَامِرٍ رَجُلًا سَخِيًّا , شُجَاعًا , وَصُولًا لِقَوْمِهِ وَلِقَرَابَتِهِ , مُحَبَّبًا فِيهِمْ , رَحِيمًا , رُبَّمَا غَزَا فَيَقَعُ الْحِمْلُ فِي الْعَسْكَرِ فَيَنْزِلُ فَيُصْلِحُهُ

ابن عامر رَضِيَ اللهُ عَنْهُ سخی، بہادر، اپنی قوم اور قرابت داروں کے ساتھ احسان کرنے والے، اور ان لوگوں میں محبوب اور رحیم تھے، بسا اوقات

---

(1) الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب ۳/۹۳۱

(2) ابن سعد ۵/۳۳

(3) اسد الغابۃ ۳/۲۸۹

(4) تاریخ طبری ۴/۲۶۶

جہاد کرتے، لشکر میں کجاوہ گر پڑتا تو اتر کر اس کی اصلاح کرتے۔ ①

انہوں نے امیر المومنین سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان کے عہد خلافت میں اور بعد میں کئی مہمات میں حصہ لیا اور قرن اول کے عظیم ترین مسلمان جرنیلوں کی صف میں جگہ بنالی۔

ان کے سال وفات کے بارے میں بھی اختلاف ہے، بعض نے ۵۷ ہجری لکھا ہے اور بعض نے ۵۸ ہجری، ایک روایت میں ۵۹ ہجری بھی لکھا ہے۔

دخل زِيَادُ الأَعْجَمُ على عَبْدُ اللهِ بْنُ عَامِرِ بْنِ كُرَيْزٍ فأنشده:

أَخٌ لَكَ لا تَرَاهُ الدَّهْرَ إِلَّا　　عَلَى الْعلاتِ مُبْتَسِمًا جوَّادَا

أَخٌ لَكَ مَا مَوَدَتُهُ بِمذقٍ　　إِذَا مَا عَادَ فقْر أَخِيهِ عَادَا

سَأَلْنَاهُ الجْزِيلَ فَمَا تلكى　　وَأَعْطَى فَوْقَ مَنِيَّتِنَا وَزَادَا

وَأَحْسَنَ ثُمَّ أَحْسَنَ ثُمَّ عُدْنَا　　فَأَحْسَنَ ثُمَّ عُدْتُ لَهُ فَعَادَا

مِرَارًا مَا رَجَعْتُ إِلَيْهِ إِلَّا　　تَبَسَّمَ ضَاحِكًا وَثَنِيَ الْوِسَادَا

جب عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن عامر فوت ہوئے تو مشہور شاعر زیاد اعجم ان کے جنازے پر آیا اور اس نے ایک پر زور مرثیہ لکھا جس میں خصوصیت کے ساتھ ابن عامر رضی اللہ عنہ جیسے مرد سخی کی وفات کے ساتھ ان کی بے نظیر فیاضی کے خاتمہ کا سخت ماتم کیا۔ ②

فلما كَانَ عند ظهر مِن اليوم الرابع أَتَاهُ سُهَيْلُ بْنُ عَمْرٍو وَحُوَيْطِبُ بْنُ عَبْدِ الْعُزَّى، وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَجْلِسِ الْأَنْصَارِ يَتَحَدَّثُ مع سعد بن عبادة، فَصَاحَ حُوَيْطِبُ ابن عَبْدِ الْعُزَّى: نُنَاشِدُكَ اللهَ وَالْعَقْدَ لَمَا خَرَجْتَ مِنْ أَرْضِنَا فَقَدْ مَضَتِ الثَّلَاثُ،فَقَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ: كَذَبْتَ لَا أُمَّ لَكَ لَيْسَ بِأَرْضِكَ وَلَا بِأَرْضِ آبَائِكَ وَاللهِ لَا يَخْرُجُ،ثُمَّ نَادَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سهيلاً وحُوَيْطِبًا فقال: إن قدنكَحْتَ فيكم امرأة، لا يَضُرُّكُمْ أَنْ أَمْكُثَ حَتَّى أَدْخُلَ بِهَا وَنَصْنَعَ الطَّعَامَ فَنَأْكُلُ وَتَأْكُلُونَ مَعَنَا فَقَالُوا نُنَاشِدُكَ اللهَ وَالْعَقْدَ إِلَّا خَرَجْتَ عَنَّا

جب چوتھے دن کی ظہر کا وقت ہوا تو سہیل بن عمرو اور حویطب بن عبد العزیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت انصار کی مجلس میں بیٹھے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے گفتگو میں مصروف تھے حویطب بن عبد العزیٰ نے بیٹھتے ہی کہا صلح نامے کی رو سے آپ کو مکہ مکرمہ میں تین روز قیام کرنا تھا اور اب آپ عمرہ سے بھی فارغ ہو چکے ہیں اور تین روز کی مدت بھی ختم ہو چکی ہے اب ہمارا شہر خالی کر دیں، حویطب بن عبد العزیٰ کی زبان سے یہ سن کر سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے برجستہ کہا تم جھوٹ کہتے ہو، یہ سرزمین نہ تمہاری ماں کو وراثت میں ملی ہے

① ابن سعد ۵٫۳۳

② الاستيعاب فی معرفة اصحاب ۳٫۹۳۳، تاريخ دمشق لابن عساكر ۱۹٫۱۴۹، بغية الطالب فی تاريخ حلب ۹٫۳۹۲۱، تهذيب الكمال فی اسماء الرجال ۹٫۴۷۸، عيون الاثر ۲٫۳۶۵

اور نہ تمہارے باپ کو، اللہ کی قسم! ہم نہیں جائیں گے، سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ بھی کچھ اور بھی کہنے والے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں خاموش کر دیا اور اسی وقت بلا تاخیر مکہ مکرمہ سے روانگی کا حکم فرمایا، لیکن ساتھ ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سہیل اور حویطب کو مخاطب کر کے فرمایا یہاں ایک عورت مجھ سے نکاح پر راضی ہے میں چاہتا ہوں کہ اس سے یہیں شادی کر لوں جس کے بعد ہم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ساتھ کھانے میں شریک ہوں، لیکن ان دونوں نے یک زبان ہو کر کہا ہم پہلے ہی کہہ چکے ہیں کہ ہمیں یہاں سے آپ کی روانگی کا فوری طور پر شدت سے انتظار ہے۔ [1]

عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: فَلَمَّا دَخَلَهَا وَمَضَى الأَجَلُ أَتَوْا عَلِيًّا، فَقَالُوا: قُلْ لِصَاحِبِكَ: اخْرُجْ عَنَّا، فَقَدْ مَضَى الأَجَلُ، فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اور براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم معاہدہ کے مطابق مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے (اور تین دن کی) مدت پوری ہوگئی تو قریش سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب کے پاس آ کر کہنے لگے اپنے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) سے کہو وقت ختم ہو گیا ہے اب یہاں سے چلا جائے۔ [2]

فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَتَبِعَتْهُ ابْنَةُ حَمْزَةَ، تُنَادِي يَا عَمِّ يَا عَمِّ، فَتَنَاوَلَهَا عَلِيٌّ فَأَخَذَ بِيَدِهَا، وَقَالَ لِفَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلاَمُ: دُونَكِ ابْنَةَ عَمِّكِ حَمَلَتْهَا، فَاخْتَصَمَ فِيهَا عَلِيٌّ وَزَيْدٌ وَجَعْفَرٌ، قَالَ عَلِيٌّ: أَنَا أَخَذْتُهَا، وَهِيَ بِنْتُ عَمِّي، وَقَالَ جَعْفَرٌ: ابْنَةُ عَمِّي وَخَالَتُهَا تَحْتِي، وَقَالَ زَيْدٌ: ابْنَةُ أَخِي. فَقَضَى بِهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِخَالَتِهَا، وَقَالَ: الخَالَةُ بِمَنْزِلَةِ الأُمِّ وَقَالَ لِعَلِيٍّ: أَنْتَ مِنِّي وَأَنَا مِنْكَ وَقَالَ لِجَعْفَرٍ: أَشْبَهْتَ خَلْقِي وَخُلُقِي، وَقَالَ لِزَيْدٍ: أَنْتَ أَخُونَا وَمَوْلاَنَا، وَقَالَ عَلِيٌّ: أَلاَ تَتَزَوَّجُ بِنْتَ حَمْزَةَ؟ قَالَ: إِنَّهَا ابْنَةُ أَخِي مِنَ الرَّضَاعَةِ

چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فوراً مدینہ منورہ کی طرف کوچ کیا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ سے نکلے تو آپ کے پیچھے سید الشہداء حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب کی لڑکی چچا جان چچا جان کہتی ہوئی دوڑی، سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے انہیں لے لیا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس لائے اور کہا اپنے چچا کی لڑکی کو سنبھالو میں اسے لے آیا ہوں، فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اس کو اپنے اونٹ پر سوار کر لیا اور مدینہ منورہ لے آئے، بعد میں اس کی پرورش کے لئے جعفر رضی اللہ عنہ، سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابو طالب اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ میں جھگڑا ہونے لگا سیدنا علی رضی اللہ عنہ کہنے لگے میں اسے اپنے ساتھ لایا ہوں اور یہ میرے چچا کی لڑکی ہے میں اس کا زیادہ حق دار ہوں اور جعفر رضی اللہ عنہ نے کہا یہ میرے چچا کی بیٹی ہے اور اس کی خالہ میرے نکاح میں ہے، اور زید رضی اللہ عنہ نے کہا میرے بھائی کی بیٹی ہے، لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی خالہ کے حق میں فیصلہ فرمایا (جو جعفر رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں) اور فرمایا خالہ ماں کے درجے میں ہوتی ہے اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں، اور جعفر رضی اللہ عنہ سے فرمایا تم اپنے جسم اور اپنے اخلاق میں مجھ سے ملتے جلتے ہو اور زید رضی اللہ عنہ سے کہا تم ہمارے بھائی اور ہمارے آزاد کردہ ہو، اور اسی لڑکی کے جوان ہونے کے بعد سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی تھی آپ حمزہ رضی اللہ عنہ کی لڑکی سے شادی کر لیں تو آپ نے فرمایا یہ میرے

[1] البداية والنهاية ٤/٢٦١

[2] صحيح بخاري كتاب المغازى بَابُ عُمْرَةِ القَضَاءِ ٤٢٥١

رضاعی بھائی کی بیٹی ہے۔ (1)

سید الشہداء حمزہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے رضاعی بھائی اور حقیقی چچا تھے اس لیے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے حلال نہ تھی۔

ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا بنت حارث کے ساتھ شادی

ان کا نام برہ بنت حارث تھا، یہ عباس رضی اللہ عنہ کی اہلیہ ام فضل کی حقیقی بہن اور سید الشہداء حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبد المطلب کی اہلیہ اسماء بنت عمیس کی ماں کی طرف سے سوتیلی بہن تھیں، یہ چھبیس (۲۶) سال یا اکاون (۵۱) سال کی ایک معمر بیوہ تھیں جن کا خاوند ابورہم بن عبد العزیٰ قریشی فوت ہو چکا تھا، مسلمانوں کی پر شوکت آمد اور بارعب داخلے نے مکہ کی اس نیک نفس معزز اور سردار خاتون کا انتہائی متاثر کیا، ان کا دل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے لبریز ہو گیا

وَكَانَتْ جَعَلَتْ أَمْرَهَا إِلَى أُخْتِهَا أُمِّ الْفَضْلِ، وَكَانَتْ أُمُّ الْفَضْلِ تَحْتَ الْعَبَّاسِ،وَأَصْدَقَهَا الْعَبَّاسُ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَربع مائة دِرْهَمٍ،فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَمَا عَلَيْكُمْ لَوْ تَرَكْتُمُونِي فَأَعْرَسْتُ بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ، وَصَنَعْنَا لَكُمْ طَعَامًا فَحَضَرْتُمُوهُ ،قَالُوا: لَا حَاجَةَ لَنَا فِي طَعَامِكَ،فَقَالُوا لَهُ: إِنَّهُ قَدْ انْقَضَى أَجَلُكَ،وَرَكِبَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى نَزَلَ سَرِفَ ، وَتَتَامّ النَّاسُ، وَخَلَّفَ أَبَا رَافِعٍ لِيَحْمِلَ إِلَيْهِ زَوْجَتَهُ حِينَ يُمْسِي،وَأَقَامَ أَبُو رَافِعٍ حَتَّى أَمْسَى فَخَرَجَ بِمَيْمُونَةَ وَمَنْ مَعَهَا

انہوں نے اپنی خواہش کا اظہار اپنی سگی بہن سے کیا جو عباس رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں اور ام فضل رضی اللہ عنہا نے وہ اختیار عباس بن عبد المطلب کو دیا وہ یہ خبر لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور گزارش کی کہ برہ بنت حارث نے آپ کو نکاح کی پیشکش کی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پیشکش کو قبول فرمایا اور عمرہ سے حلال ہو کر نکاح فرمایا اور عباس رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے انہیں چارسو درہم مہر ادا کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہا کہ مکہ مکرمہ ہی میں ان سے خلوت ہو لیکن مشرکین نے آپ کو اس کی مہلت ہی نہ دی، جس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کہا کہ اگر تم مجھے اتنی مہلت دے دیتے کہ میں تمہارے درمیان شب عروسی مناؤں اور اس مناسبت سے تمہارے لئے کھانا بھی تیار کراؤں تو تمہارا کیا حرج تھا؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہمیں آپ کے کھانے کی ضرورت نہیں، تین دن ختم ہو چکے ہیں معاہدہ کے مطابق آپ ہمارا شہر چھوڑ دیں، چنانچہ آپ نے مکہ مکرمہ سے روانہ ہو کر قریب ہی مقام سرف میں قیام کیا اور جب سارے لوگ یہاں سے کوچ کیا اور اپنے غلام ابورافع رضی اللہ عنہ کو پیچھے چھوڑا کہ وہ شام کے وقت ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا کو آپ کے پاس پہنچا دیں، چنانچہ وہ ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا کو لے کر مکہ مکرمہ سے روانہ ہوئے،

فَلَقُوا عَنَاءً مِنْ سُفَهَاءِ الْمُشْرِكِينَ، آذَوْا بِأَلْسِنَتِهِمْ النَّبِيّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَالَ لَهَا أَبُو رَافِعٍ- وَانْتَظَرَ أَنْ يَبْطِشَ أَحَدٌ مِنْهُمْ فَيَسْتَخْلِي بِهِ ، فَلَمْ يَفْعَلُوا أَلَا إِنِّي قَدْ قُلْت لَهُمْ:مَا شِئْتُمْ! هَذِهِ وَاللهِ الْخَيْلُ وَالسّلَاحُ بِبَطْنِ يَأْجَ!وَإِذَا الْخَيْلُ

(1) صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ عُمْرَةِ الْقَضَاءِ۴۲۵۱

قَدْ قَرُبَتْ فَوَقَفَتْ لَنَا هُنَالِكَ وَالسِّلَاحِ، حَتَّى أَتَاهُ بِهَا بِسَرِفَ ، فَبَنَى بِهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُنَالِكَ، وَكَانَ اسْمُهَا بُرَّةَ، فَسَمَّاهَا مَيْمُونَةَ، ثُمَّ أَدْلَجَ وَسَارَ حَتَّى قَدِمَ الْمَدِينَةَ

مکہ مکرمہ کے کچھ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ اور میمونہ رضی اللہ عنہا کی شان میں نازیبا کلمات کہے جس سے ابو رافع رضی اللہ عنہ اور میمونہ رضی اللہ عنہا کو بڑی تکلیف پہنچی، ابو رافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہمیں اہل مکہ کے مشرک اوباشوں کی طرف سے بڑی تکلیف پہنچی کیونکہ وہ اپنی زبانوں سے آپ ﷺ اور میمونہ رضی اللہ عنہا کی شان میں دل آزار باتیں کہتے تھے، جس سے ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا کو قلبی تکلیف پہنچی، اس پر میں نے ان لوگوں سے کہا تم کیا چاہتے ہو؟ اللہ کی قسم! بطن یاجج میں ہمارے پاس گھوڑے اور ہتھیار موجود ہیں کیا تم لوگ بدعہدی کرنا چاہتے ہو؟ یہ سن کر وہ سر جھکائے خاموش واپس چلے گئے، بصد مشکل مکہ مکرمہ کے اوباشوں، بیوقوفوں سے ایذا اٹھا کر وہ مقام سرف پر پہنچے اور اسی مقام پر آپ نے شب عروسی منائی، اور آپ ﷺ نے ان کا نام برہ سے بدل کر میمونہ رکھ دیا پھر آپ نے یہاں سے پچھلی رات کو کوچ کیا اور مدینہ منورہ تشریف لے آئے۔[1]

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجَ ميمونة، وَهُوَ مُحْرِمٌ،

صحیح بخاری میں متعدد مواضع میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے میمونہ رضی اللہ عنہا سے حالت احرام میں نکاح کیا۔[2]

وَبَنَى بِهَا وَهُوَ حَلَالٌ، فَمِمَّا اسْتُدْرِكَ عَلَيْهِ، وَعُدَّ مِنْ وَهْمِهِ،قَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيِّبِ: وَوَهِمَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَإِنْ كَانَتْ خَالَتَهُ، مَا تَزَوَّجَهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا بَعْدَ مَا حَلَّ

اور شب باشی حلال ہونے کے بعد فرمائی تھی، لیکن یہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا وہم سمجھا گیا ہے، سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اگرچہ میمونہ رضی اللہ عنہا عبداللہ بن عباس کی خالہ ہیں مگر انہوں نے غلطی کی ہے آپ ﷺ نے عمرہ سے فارغ ہونے کے بعد ان سے شادی کی تھی۔

عَنْ ميمونة :تَزَوَّجَنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ حَلَالَانِ بِسَرِفَ

اور ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا خود فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے نکاح کیا جب ہم دونوں سرف میں غیر محرم تھے۔[3]

وَقَالَ أبو رافع :تَزَوَّجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ميمونة وَهُوَ حَلَالٌ، وَبَنَى بِهَا وَهُوَ حَلَالٌ، وَكُنْتُ الرَّسُولَ بَيْنَهُمَا

ابو رافع رضی اللہ عنہ نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے حلال ہونے کی حالت میں میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا اور شب عروسی کے وقت بھی آپ حلال تھے

[1] مغازی واقدی ۷۴۰؍۲، الروض الانف ۱۶۲؍۷،تاریخ طبری ۲۵؍۳،ابن ہشام۶۴۶؍۲،عیون الاثر ۱۷۵؍۲

[2] صحیح بخاری کتاب جزَاءِ الصَّيْدِ بَابُ تَزْوِيجِ المُحْرِمِ۱۸۳۷

[3] زادالمعاد۳۲۹؍۳

اور میں دونوں کے درمیان قاصد تھا۔ [۱]

وَهِيَ آخِرُ مَنْ تَزَوَّجَ بِهَا وَفَاتِهَا غَيْرُ ذَلِكَ وَهِيَ آخِرُ مَنْ تَزَوَّجَ عَلَيْهِ السَّلَامُ، وَقَدَّرَ اللهُ أَنْ يَكُونَ قَبْرُ ميمونة بِسَرِفَ حَيْثُ بَنَى بِهَا

ابن المنذر کہتے ہیں ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا سب سے آخری خاتون ہیں جن سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عقد فرمایا اور انہوں نے آپ کی ازواج مطہرات میں بھی سب سے آخر میں وفات پائی، اور تقدیر الٰہی ملاحظہ ہو کہ اسی جگہ دفن کی گئیں جہاں برسوں پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ شب عروسی منائی تھی۔ [۲]

سریہ اخرم بن ابی العوجا آسلمی رضی اللہ عنہ (بنوسلیم کی طرف)

ذوالحجہ سات ہجری

بنوسلیم جو نجد اور حجاز کے کئی سو میل وسیع رقبے میں پھیلے ہوئے تھے، قبائل مضر (عدنان) کی شاخ قیس بن عیلان بن مضر کی چوتھی نسل سلیم بن منصور بن عکرمہ بن خصفہ بن قیس سے منسوب تھے، جبکہ ہوزان بن منصور اور غطفان بن سعد بن قیس کے ہم نسل تھے، مدینے سے ہمسائیگی کے باوجود بنوسلیم اور بنوغطفان ہمیشہ مسلمانوں کے درپے آزار رہے حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پردادا ہاشم کی ماں عاتکہ بنت مرہ بن ہلال بنوسلیم سے تھی، غزوہ بدر سے واپسی پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنوسلیم کی ایک شاخ کو سزا دینے کے لئے قرقرۃ الکدر تک کوچ فرمایا تھا جہاں ابن حزم رحمہ اللہ کے مطابق بنوسلیم اور غطفان مدینہ پر چھاپہ مارنے کی تیاریاں کر رہے تھے، تین ہجری میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم دوبارہ بحران تشریف لے گئے تھے، بئرمعونہ کا المناک واقعہ بھی بنوسلیم کے علاقہ میں پیش آیا تھا، غزوہ احزاب میں شمال ومشرق سے غطفان اور بنوسلیم بھی مدینہ پر چڑھ دوڑے تھے۔

عمرۃ القضا سے واپس آنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم ذوالحجہ، محرم اور صفر، ربیع الاول اور ربیع الآخر پانچ مہینے مدینہ منورہ میں مقیم رہے

رَجعَ فِي ذِي الْحِجَّةِ مِنْ سَنَةِ سَبْعٍ ،قَالُوا: بَعَثَ رَسُول اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابن أَبِي العوجاء السُّلَمِي فِي خَمْسِينَ رَجُلا إِلَى بَنِي سُلَيْمٍ ،فَخرج إليهم وتقدمها عَيْنُ لهم كَانَ معه فحذرهم فجمعوا فأتاهم ابْنُ أَبِي الْعَوْجَاءِ. وهم مُعِدُّونَ لَهُ. دَعَوْهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ، فقالوا: لَا حَاجَةَ لَنَاإِلَى مَا دعوتنا فَتَرَامَوْا بِالنَّبْلِ سَاعَةً، وَجَعلَتِ الْأَمْدَادُ تَأْتِي حَتَّى أَحْدَقُوا بِهِمْ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ،فَقَاتَلَ الْقَوْمُ قِتَالًا شَدِيدًا حَتَّى قُتِلَ عَامَّتُهُمْ وَأُصِيبَ ابْنُ أَبِي الْعَوْجَاءِ جَرِيحًا مَعَ الْقَتْلَى ثُمَّ تَحَامَلَ حَتَّى بَلَغَ رَسُولَ الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فقدموا الْمَدِينَةَ فِي أَوَّلِ يَوْمٍ مِن صَفَرٍ سَنَةَ ثمان

اور ذوالحجہ سات ہجری میں ابن ابوالعوجاء رضی اللہ عنہ کو پچاس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ایک دستہ دے کر بنوسلیم کو دعوت اسلام دینے کے لئے روانہ

---

[۱] زادالمعاد۳۲۹؍۳

[۲] زادالمعاد۳۲۸؍۳،دلائل النبوۃ للبیہقی ۳۱۴؍۴، البدایۃ والنہایۃ ۲۶۱؍۴

فرمایا، بنی سلیم کے ایک جاسوس نے جو ابن ابو العوجاء کے ساتھ تھا نے آگے بڑھ کر ان لوگوں کو آگاہ کر دیا ان لوگوں نے لڑنے کے لیے ایک جماعت تیار کرلی جب ابن ابو العوجاء ان کے پاس پہنچے تو وہ لوگ لڑنے کے لیے بالکل تیار تھے، مسلمانوں نے بنو سلیم کو بڑے اچھے طریقہ سے دعوت اسلام پیش کی، مگر انہوں نے اس کے جواب میں کہا تم ہمیں جس چیز کی دعوت دیتے ہو ہمیں اس کی کوئی ضرورت نہیں، انہوں نے تھوڑی دیر تیز اندازی کی مگر مشرکین کو مدد پہنچ گئی اور انہوں نے مسلمانوں کو چاروں طرف سے گھیر کر تیر اندازی شروع کر دی، مسلمان بڑی بہادری سے لڑے اور ان کے اکثر ساتھی شہید ہو گئے، دستہ کے امیر بھی زخموں کی وجہ سے نیم جاں ہو گئے تھے وہ انہیں مردہ سمجھ کر چھوڑ گئے، بعد میں وہ بڑی مصیبت و مشقت برداشت کر کے یکم صفر کو رسول اللہ تک پہنچے۔ [۱]

شان نزول سورۃ التحریم:

اس سورۃ کے شان نزول میں دو واقع بیان کیے جاتے ہیں، پہلا واقعہ یہ ہے کہ صلح حدیبیہ کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اطراف و نواح کے بادشاہوں کو دعوت اسلام کے خطوط ارسال کیے تھے، ایسا ہی ایک نامہ مبارک حاطب بن ابی بلتعہ لیکر رومی بطریق مقوقس کے پاس لے کر گئے تھے، مقوقس نے اسلام کی دعوت تو قبول نہیں کی مگر اسلامی سفیر کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آیا

وَكَتَبَ إِلَى النبي صَلَّى اللهُ عَلَيه وَسَلَّم : قَدْ عَلِمْتُ أَنَّ نَبِيًّا قَدْ بَقِيَ وَكُنْتُ أَظُنُّ أَنَّهُ يَخْرُجُ بِالشَّامِ. وَقَدْ أَكْرَمْتُ رَسُولَكَ. وَبَعَثْتُ إِلَيْكَ بِجَارِيَتَيْنِ لَهُمَا مَكَانٌ فِي الْقِبْطِ عَظِيمٌ

اور جواب میں لکھا کہ مجھے معلوم ہے کہ ایک نبی کا آنا ابھی باقی ہے لیکن میرا خیال یہ ہے کہ وہ شام میں نکلے گا تاہم میں آپ کے سفیر کے ساتھ عزت و احترام کے ساتھ پیش آیا ہوں اور آپ کی خدمت میں دو لڑکیاں بھیج رہا ہوں جو قبطیوں میں بڑا مرتبہ رکھتی ہیں۔ [۲]

فعرض حاطب بن أبي بلتعة على مارية الإسلام ورغبها فيه فأسلمت، وأسلمت أختها

ان میں ایک لڑکی کا نام سیرین اور دوسری کا ماریہ تھا، مصر سے واپسی پر حاطب بن ابی بلتعہ نے دونوں لڑکیوں کو دعوت اسلام پیش کی جسے انہوں نے قبول کر لیا۔ [۳]

اهدى المقوقص الْقِبْطِيُّ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيه وَسَلَّم جَارِيَتَيْنِ أُخْتَيْنِ إِحْدَاهُمَا مَارِيَّةُ أُمُّ إِبْرَاهِيمَ بن رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيه وَسَلَّم، وَالأُخْرَى وَهَبَهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيه وَسَلَّم لِحَسَّانِ بْنِ ثَابِتٍ وَهِيَ أُمُّ عَبد الرَّحْمَنِ بْنِ ثَابِتٍ وَأَهْدَى لَهُ بَغْلَةً فَقَبِلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيه وَسَلَّم ذَلِكَ مِنْهُ

مقوقس نے رسول اللہ ﷺ کو ہدیہ میں دو لڑکیاں دیں، جب یہ دونوں لڑکیاں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش ہوئیں تو آپ

[۱] ابن سعد۹۴؍۲، البداية والنهاية۲۶۸؍۴

[۲] ابن سعد۲۰۰؍۱

[۳] الاصابة فی تمیز الصحابة۳۱۱؍۸،ابن سعد۱۷۱؍۸

ﷺ نے ایک لڑکی سرین شاعر رسول حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کی ملک یمین میں دے دیا جن سے عبد الرحمٰن بن ثابت پیدا ہوئے اور ام المومنین ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کو جو ایک نہایت حسین وجمیل خاتون تھیں اپنے حرم میں داخل کر لیا اور خچر بھی ہدیہ میں بھیجا جس کو رسول اللہ ﷺ نے قبول فرما لیا تھا انہی کے بطن سے ذی الحجہ آٹھ ہجری میں ابراہیم پیدا ہوئے تھے۔ (۱)

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا قول ہے کہ مجھے کسی عورت کا آنا اس قدر نا گوار نہیں ہوا جتنا ماریہ قبطیہ کا آنا ہوا تھا کیونکہ وہ حسین وجمیل تھیں اور رسول اللہ ﷺ کو بہت پسند آئی تھیں

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْتِ حَفْصَةَ فَزَارَتْ أَبَاهَا، فَلَمَّا رَجَعَتْ أَبْصَرَتْ مَارِيَةَ فِي بَيْتِهَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمْ تَدْخُلْ حَتَّى خَرَجَتْ مَارِيَةُ ثُمَّ دَخَلَتْ، فَلَمَّا رَأَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي وَجْهِ حَفْصَةَ الْغَيْرَةَ وَالْكَآبَةَ قَالَ لَهَا: لَا تُخْبِرِي عَائِشَةَ وَلَكِ عَلَيَّ أَنْ لَا أَقْرَبَهَا أَبَدًا فَأَخْبَرَتْ حَفْصَةُ عَائِشَةَ

ایک روز رسول اللہ ﷺ ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں تشریف لے گئے مگر اس وقت وہ گھر پر موجود نہ تھیں، اسی اثنا میں ام المومنین ماریہ رضی اللہ عنہا وہیں آگئیں اور تنہائی میں آپ ﷺ کے ساتھ رہیں، اتفاق سے انہی کی موجودگی میں حفصہ رضی اللہ عنہا آگئیں، انہیں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ اپنے گھر میں خلوت میں دیکھنا نا گوار گزرا جسے رسول اللہ ﷺ نے بھی محسوس فرمایا جس وجہ سے ام المومنین حصفہ رضی اللہ عنہا ام المومنین ماریہ رضی اللہ عنہا کی موجودگی تک اپنے حجرے میں داخل نہ ہوئیں، جب نبی کریم ﷺ کو نا گوارگی کے اثرات ام المومنین حفصہ کے چہرے پر دیکھے تو انہیں مخاطب کر کے کہا کہ ام المومنین عائشہ کو نہیں بتانا اس پر آپ نے انکی دل جوئی کے لئے ان سے یہ عہد کر لیا کہ آئندہ ام المومنین ماریہ رضی اللہ عنہا قبطیہ سے کوئی ازواجی تعلق نہیں رکھیں گے اب تم اس واقعہ کا کسی سے ذکر نہ کرنا مگر ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو اس واقعہ کی خبر دے دی۔ (۲)

بعض روایات میں ہے کہ آپ ﷺ نے ام المومنین ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کو اپنے اوپر حرام کر لیا، بعض روایات میں ہے کہ آپ نے اس پر قسم بھی کھائی تھی،

عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ لَهُ أَمَةٌ يَطَؤُهَا، فَلَمْ تَزَلْ بِهِ عَائِشَةُ وَحَفْصَةُ حَتَّى حَرَّمَهَا فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللهُ لَكَ تَبْتَغِي مَرْضَاتَ....﴾ [التحریم:1] إِلَى آخِرِ الْآيَةِ

انس رضی اللہ عنہ سے ایک روایت ہے رسول اللہ ﷺ کی ایک لونڈی تھی جس سے آپ تمتع فرماتے تھے، پھر ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا اور عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کے پیچھے پڑ گئیں یہاں تک کہ آپ نے اسے اپنے اوپر حرام کر لیا اس پر یہ آیت ''اے نبی ﷺ، تم کیوں اس چیز کو حرام کرتے ہو جو اللہ نے تمہارے لیے حلال کی ہے (کیا اس لیے کہ) تم اپنی بیویوں کی خوشی چاہتے ہو؟ اللہ معاف کرنے والا اور رحم

---

(۱) مسند البزار ۴۴۲۳، الاستیعاب ۱/۳۱۴

(۲) فتح القدیر ۵/۲۹۷

فرمانے والا ہے۔'' نازل ہوئی۔[1]

دوسرا واقعہ یوں ہے

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ العَسَلَ وَالحَلْوَاءَ ، وَكَانَ إِذَا انْصَرَفَ مِنَ العَصْرِ دَخَلَ عَلَى نِسَائِهِ، فَيَدْنُو مِنْ إِحْدَاهُنَّ، فَدَخَلَ عَلَى حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ، فَاحْتَبَسَ أَكْثَرَ مَا كَانَ يَحْتَبِسُ، فَغِرْتُ،فَسَأَلْتُ عَنْ ذَلِكَ، فَقِيلَ لِي: أَهْدَتْ لَهَا امْرَأَةٌ مِنْ قَوْمِهَا عُكَّةً مِنْ عَسَلٍ، فَسَقَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُ شَرْبَةً،فَقُلْتُ: أَمَا وَاللهِ لَنَحْتَالَنَّ لَهُ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہد اور میٹھی چیزیں پسند کرتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز سے فارغ ہو کر جب واپس آتے تو آپ اپنی ازواج کے پاس تشریف لے جاتے اور بعض سے قریب بھی ہوتے تھے، ایک دفعہ ایسا ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ام المومنین حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لے گئے اور معمول سے زیادہ دیر ان کے گھر ٹھیرے رہے (صحیح مسلم میں ہے ام المومنین زینب رضی اللہ عنہا بنت جحش کے ہاں ٹھیرا کرتے تھے ح ۳۶۷۸،اور سنن ابو داود میں بھی زینب رضی اللہ عنہا بنت جحش کا نام ہے ح ۳۷۱۴) مجھے اس پر غیرت آئی، میں نے اس کے بارے میں دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا کو ان کی قوم کی کسی خاتون نے شہد کا ایک ڈبہ دیا ہے اور انہوں نے اسی کا شربت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے پیش کیا ہے، میں نے اپنے دل میں کہا اللہ کی قسم! میں تو ایک حیلہ کروں گی،

فَقُلْتُ لِسَوْدَةَ بِنْتِ زَمْعَةَ: إِنَّهُ سَيَدْنُو مِنْكِ، فَإِذَا دَنَا مِنْكِ فَقُولِي: أَكَلْتَ مَغَافِيرَ فَإِنَّهُ سَيَقُولُ لَكِ: لاَ،فَقُولِي لَهُ: مَا هَذِهِ الرِّيحُ الَّتِي أَجِدُ مِنْكَ؟فَإِنَّهُ سَيَقُولُ لَكِ: سَقَتْنِي حَفْصَةُ شَرْبَةَ عَسَلٍ، فَقُولِي لَهُ: جَرَسَتْ نَحْلُهُ العُرْفُطَ، وَسَأَقُولُ ذَلِكِ، وَقُولِي أَنْتِ يَا صَفِيَّةُ ذَاكِ

پھر میں نے ام المومنین سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے پاس آئیں اور جب آئیں تو کہنا کہ معلوم ہوتا ہے آپ نے مغافیر کھا رکھا ہے؟ ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے جواب میں انکار کریں گے، اس وقت کہنا کہ پھر یہ بو کیسی ہے جو آپ کے منہ سے معلوم کر رہی ہوں؟ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہیں گے کہ ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا نے شہد کا شربت مجھے پلایا ہے، تم کہنا کہ غالباً اس شہد کی مکھی نے مغافیر کے درخت کا عرق چوسا ہو گا میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی کہوں گی، اور اے صفیہ رضی اللہ عنہا تم بھی یہی کہنا (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بڑے لطیف مزاج اور نفاست پسند تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے نفرت تھی کہ آپ کے جسم یا کپڑوں سے کسی قسم کی بری بو آئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ خوشبو کو پسند فرماتے اور خوشبو کا استعمال رکھتے تھے، جدھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم گزرتے جاتے وہاں کے در و دیوار معطر ہو جاتے، ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ صلاح اس لئے کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا یا زینب رضی اللہ عنہا کے پاس جانا اور وہاں ٹھہرنا کم کر دیں)

قَالَتْ: تَقُولُ سَوْدَةُ: فَوَاللهِ مَا هُوَ إِلَّا أَنْ قَامَ عَلَى البَابِ، فَأَرَدْتُ أَنْ أُبَادِيَهُ بِمَا أَمَرْتِنِي بِهِ فَرَقًا مِنْكِ، فَلَمَّا دَنَا مِنْهَا

---

[1] السنن الكبرى للنسائی ۱۱۵۴۳

قَالَتْ لَهُ سَوْدَةُ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَكَلْتَ مَغَافِيرَ؟قَالَ:لاَ،قَالَتْ: فَمَا هَذِهِ الرِّيحُ الَّتِي أَجِدُ مِنْكَ؟قَالَ:سَقَتْنِي حَفْصَةُ شَرْبَةَ عَسَلٍ، فَقَالَتْ: جَرَسَتْ نَحْلُهُ العُرْفُطَ،فَلَمَّا دَارَ إِلَيَّ قُلْتُ لَهُ نَحْوَ ذَلِكَ، فَلَمَّا دَارَ إِلَى صَفِيَّةَ قَالَتْ لَهُ مِثْلَ ذَلِكَ

عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ سودہ رضی اللہ عنہا کہتی تھی کہ اللہ کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جونہی دروازے پر آ کر کھڑے ہوئے تو تمہارے خوف سے میں نے ارادہ کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ بات کہوں جو تم نے مجھ سے کہی تھی (ام المومنین سودہ رضی اللہ عنہا حالانکہ عمر میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہیں بڑی بلکہ بوڑھی تھیں مگر عائشہ رضی اللہ عنہا سے ڈرتی رہتی تھیں کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عنایت اور محبت عائشہ رضی اللہ عنہا پر بہت تھی) چنانچہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سودہ رضی اللہ عنہا کے قریب تشریف لے گئے تو انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آپ نے مغافیر کھایا ہے؟ (مغافیر ایک قسم کا پھول ہوتا ہے جس میں کچھ بساند ہوتی ہے اور اگر شہد کی مکھی اس سے شہد حاصل کرے تو اس کے اندر بھی اس بساند کا اثر آ جاتا ہے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں، انہوں نے کہا پھر یہ بو کیسی ہے جو آپ کے منہ سے محسوس کرتی ہوں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حفصہ رضی اللہ عنہا نے شہد کا شربت پلایا ہے، اس پر سودہ رضی اللہ عنہا بولیں اس شہد کی مکھی نے مغافیر کے درخت کا عرق چوسا ہوگا، پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے یہاں تشریف لائے تو میں نے بھی یہی بات کہی، اس کے بعد جب صفیہ رضی اللہ عنہا کے یہاں تشریف لے گئے تو انہوں نے بھی اسی کو دہرایا

فَلَمَّا دَارَ إِلَى حَفْصَةَ قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَلاَ أَسْقِيكَ مِنْهُ؟ قَالَ:لاَ حَاجَةَ لِي فِيهِ،قَالَتْ: تَقُولُ سَوْدَةُ: وَاللهِ لَقَدْ حَرَمْنَاهُ، قُلْتُ لَهَا: اسْكُتِي ،قَالَ:لاَ ، وَلَكِنِّي كُنْتُ أَشْرَبُ عَسَلًا عِنْدَ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ، فَلَنْ أَعُودَ لَهُ، وَقَدْ حَلَفْتُ، لاَ تُخْبِرِي بِذَلِكَ أَحَدًا

اس کے بعد جب پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حفصہ رضی اللہ عنہا کے یہاں تشریف لے گئے تو انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! وہ شہد پھر نوش فرمائیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اس کی ضرورت نہیں، عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ اس پر سودہ رضی اللہ عنہا بولیں اللہ کی قسم! ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو روکنے میں کامیاب ہوگئیں، میں نے ان سے کہا کہ ابھی چپ رہو، جب متعدد بیویوں نے آپ سے کہا کہ آپ کے منہ سے مغافیر کی بو آتی ہے، تو آپ نے فرمایا نہیں، میں نے تو زینب رضی اللہ عنہا کے گھر شہد پیا ہے اب قسم کھاتا ہوں کہ نہ پیوں گا یہ کسی سے مت کہنا۔

فَلَنْ أَعُودَ لَهُ، وَقَدْ حَلَفْتُ

ایک روایت میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب میں ہرگز اسے نہ پیونگا میں نے قسم کھالی ہے۔

دوسری روایت میں صرف فَلَنْ أَعُودَ لَهُ کے الفاظ ہیں وَقَدْ حَلَفْتُ کا ذکر نہیں ہے۔

والله لااشربه

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں اللہ کی قسم میں اسے نہ پیونگا۔[1]

---

[1] صحیح بخاری کتاب التفسیرسورۃ تحریم بَابُ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللهُ لَكَ تَبْتَغِي مَرْضَاةَ أَزْوَاجِكَ وَاللهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۴۹۱۲ ،و کتاب الایمان والنذوربَابُ إِذَا حَرَّمَ طَعَامَهُ ۶۶۹۱ ،وکتاب الطلاق بَابُ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللهُ لَكَ ۵۲۶۸ ،صحیح مسلم کتاب الطلاق بَابُ وُجُوبِ الْكَفَّارَةِ عَلَى مَنْ حَرَّمَ امْرَأَتَهُ، وَلَمْ يَنْوِ الطَّلَاقَ ۳۶۷۹ ، سنن ابوداودکتاب الاشربۃ بَابٌ

پہلے واقعہ کو اکابر اہل علم نے ناقابل اعتبار ٹھیرایا ہے، امام نسائی رحمہ اللہ کہتے ہیں شہد کے معاملے میں عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث نہایت صحیح ہے اور ام المومنین ماریہ رضی اللہ عنہا کو حرام کر لینے کا قصہ کسی عمدہ طریقہ سے نقل نہیں ہوا ہے، قاضی عیاض رحمہ اللہ کہتے ہیں صحیح یہ ہے کہ یہ آیت ام المومنین ماریہ رضی اللہ عنہا کے معاملہ میں نہیں بلکہ شہد کے معاملہ میں نازل ہوئی ہے، امام نووی رحمہ اللہ اور حافظ بدالدین عینی رحمہ اللہ بھی یہی کہتے ہیں، حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ کہتے ہیں صحیح بات یہ ہے کہ یہ آیت شہد کو اپنے اوپر حرام کر لینے کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

مضامین سورۃ التحریم:

اس سورۂ میں مسلمانوں کو چند اہم ترین مسائل کی طرف متوجہ کیا ہے۔

○ اس سورۂ میں خاتم المعصومین سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں پیش آنے والے ایسے واقعہ کی طرف اشارہ ہے جو انبیائے علیہ السلام کی عصمت پر واضح دلیل ہے، سورۂ کی پہلی آیت میں قانون بیان کیا گیا کہ حلال وحرام اور جائز وناجائز کی حد مقرر کرنے کے قطعی اختیارات صرف اللہ تعالیٰ ہی کو ہے، عام آدمی تو درکنار اللہ کے نبی کو بھی یہ اختیار نہیں کہ وہ اللہ کی حدود اور حلال وحرام کے احکام میں از خود کوئی تبدیلی کر سکے۔

○ انسانی معاشرے میں منصب نبوت انتہائی اہم اور نازک ہے، وہ عمل جو عام انسانی زندگی میں اہمیت کا حامل نہیں ہوتا ایسا عمل اگر نبی سے سرزد ہو جائے تو وہ قانون بن جاتا ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے انبیاء کی زندگی پر ایسی کڑی نگرانی رکھی گئی ہے کہ ان کا کوئی ادنیٰ اقدام بھی منشاء الٰہی سے ہٹا ہوا نہ ہو اس لیے اگر نبی سے کوئی سہو ہو جائے تو فوری طور پر اس کی اصلاح کر دی جاتی ہے۔

○ کیونکہ نبی کی زندگی امت کے لیے نمونہ اور قابل اطاعت اسوہ ہوتی ہے، اور نبی کی عزت وتکریم ایمان کا لازمی حصہ ہے، اس لیے انبیاء کے اسوہ پر عمل کرنا اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کا مظہر ہوتے ہیں۔

○ اللہ کا دین بالکل بے لاگ ہے، ہر مومن کا عمل ہی آخرت میں اس کے لیے جزا وسزا کا سبب بنتا ہے کسی بڑی اور معصوم ذات کے ساتھ نسبی تعلق آخرت میں مفید ثابت نہیں ہو سکتا جب تک کہ اسے ایمان اور اتباع رسول کی سند حاصل نہ ہو، اسی طرح کسی گناہ گار یا بدکار آدمی کے گناہ اس کے اعزاء واقارب کے لیے نقصان دہ نہیں بشرطیکہ وہ لوگ اس کے گناہ میں اس کے ساتھ شریک یا معاون نہ ہوں، اس کے لیے چار خواتین کے حالات بطور تمثیل کے پیش کیے گئے، نوح علیہ السلام اور لوط علیہ السلام کی ازواج کو نبیوں کی بیویاں ہونے کے باوجود اس لیے جہنم کا مستحق قرار دیا گیا کہ انہوں نے ایمان قبول نہیں کیا تھا، اور سرکش وباغی فرعون کی بیوی نے دعوت اسلام قبول کر کے اپنے لیے الگ راستہ منتخب کیا تو اس کو جنتی قرار دیا گیا، اور مریم بنت عمران علیہا السلام جنہوں نے ہر قسم کی آزمائش وابتلاء میں اللہ کی رضا کے سامنے سر تسلیم خم کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کو خصوصی انعام سے نوازا اور بلند مرتبہ پر فائز فرمایا۔

○ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار ومشرکین کے ساتھ سختی اور شدت کا معاملہ کرنے کا حکم دیا گیا۔

في شَرَابِ الْعَسَلِ ٣٧١٤

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

یٰۤاَیُّہَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰہُ لَکَ ۚ تَبۡتَغِیۡ مَرۡضَاتَ

اے نبی! جس چیز کو اللہ نے آپ کے لیے حلال کر دیا ہے اسے آپ کیوں حرام کرتے ہیں؟ (کیا) آپ اپنی

اَزۡوَاجِکَ ؕ وَ اللّٰہُ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ ﴿۱﴾ قَدۡ فَرَضَ اللّٰہُ لَکُمۡ

بیویوں کی رضامندی حاصل کرنا چاہتے ہیں اور اللہ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے، تحقیق کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے

تَحِلَّۃَ اَیۡمَانِکُمۡ ۚ وَ اللّٰہُ مَوۡلٰىکُمۡ ۚ وَ ہُوَ الۡعَلِیۡمُ الۡحَکِیۡمُ ﴿۲﴾ (التحریم ۱،۲)

قسموں کو کھول ڈالنا مقرر کر دیا ہے اور اللہ تمہارا کارساز ہے، وہی (پورے) علم والا، حکمت والا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی حیثیت ایک عام آدمی کی نہیں بلکہ اللہ کے رسول کی تھی اور آپ کے کسی چیز کو اپنے اوپر حرام کر لینے سے یہ خطرہ پیدا ہو سکتا تھا کہ امت بھی اس شے کو حرام یا کم از کم مکروہ سمجھنے لگے یا امت کے افراد یہ خیال کرنے لگیں کہ اللہ کی حلال کی ہوئی چیز کو اپنے اوپر حرام کر لینے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے، اس لئے اس فعل پر اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو متنبہ فرمایا اے نبی ﷺ! اللہ نے آپ کو اور آپ کی امت کو جن پاک وحلال چیزوں سے نوازا ہے اسے اپنی بیویوں کی خوشنودی اور دلداری کے لئے کیوں حرام کرتے ہو، یہ فعل آپ کے اہم ترین ذمہ دارانہ منصب کے لحاظ سے مناسب نہیں ہے، یعنی حلال وحرام اور جائز وناجائز کی حد مقرر کرنے کا اختیار صرف اللہ تعالیٰ ہی کو ہے، کسی انسان حتیٰ کہ نبی کو بھی یہ اختیار نہیں کہ وہ اللہ کی حدود اور حلال وحرام کے احکام میں از خود کوئی تبدیلی کر سکے، جیسے فرمایا

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تُحَرِّمُوۡا طَیِّبٰتِ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰہُ لَکُمۡ وَ لَا تَعۡتَدُوۡا ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الۡمُعۡتَدِیۡنَ ﴿۸۷﴾ وَ کُلُوۡا مِمَّا رَزَقَکُمُ اللّٰہُ حَلٰلًا طَیِّبًا ۪ وَّ اتَّقُوا اللّٰہَ الَّذِیۡۤ اَنۡتُمۡ بِہٖ مُؤۡمِنُوۡنَ ﴿۸۸﴾ [1]

ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو! جو پاکیزہ چیزیں اللہ نے تمہارے لئے حلال کی ہیں انہیں حرام نہ کر لو اور حد سے تجاوز نہ کرو، اللہ کو زیادتی کرنے والے سخت ناپسند ہیں جو کچھ حلال وطیب رزق اللہ نے تم کو دیا ہے اسے کھاؤ اور اس اللہ کی نافرمانی سے بچتے رہو جس پر تم ایمان لائے ہو۔

وَ لَا تَقُوۡلُوۡا لِمَا تَصِفُ اَلۡسِنَتُکُمُ الۡکَذِبَ ہٰذَا حَلٰلٌ وَّ ہٰذَا حَرَامٌ لِّتَفۡتَرُوۡا عَلَی اللّٰہِ الۡکَذِبَ ؕ اِنَّ الَّذِیۡنَ یَفۡتَرُوۡنَ عَلَی اللّٰہِ الۡکَذِبَ لَا یُفۡلِحُوۡنَ ﴿۱۱۶﴾ [2]

---

[1] المائدۃ ۸۸،۸۷

[2] النحل ۱۱۶

ترجمہ:اور یہ جو تمہاری زبانیں جھوٹے احکام لگایا کرتی ہیں کہ یہ چیز حلال ہے اور وہ حرام تو اس طرح کے حکم لگا کر اللہ پر جھوٹ نہ باندھو، اللہ پر جھوٹے افترا باندھتے ہیں وہ ہرگز فلاح نہیں پایا کرتے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کی اس لغزش کو معاف فرمادیا ہے، اللہ نے تم لوگوں کے لئے اپنی قسموں کی پابندی سے نکلنے کا طریقہ مقرر کر دیا ہے لہذا اب آپ کفارہ ادا کر کے قسم کی پابندی سے نکل جائیں، جیسے فرمایا

لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ ۚ فَكَفَّارَتُهٗٓ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ ۭ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ ۭ ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ ۝٨٩ [١]

ترجمہ: تم لوگ جو مہمل قسمیں کھالیتے ہو ان پر اللہ گرفت نہیں کرتا مگر جو قسمیں تم جان بوجھ کر کھاتے ہو ان پر وہ ضرور تم سے مواخذہ کرے گا (ایسی قسم توڑنے کا) کفارہ یہ ہے کہ دس مسکینوں کو وہ اوسط درجہ کا کھانا کھلاؤ جو تم اپنے بال بچوں کو کھلاتے ہو، یا انہیں کپڑے پہناؤ، یا ایک غلام آزاد کرو اور جو اس کی استطاعت نہ رکھتا ہو وہ تین دن کے روزے رکھے، یہ تمہاری قسموں کا کفارہ ہے جب کہ تم قسم کھا کر توڑ دو۔

أَمَرَ اللهُ نَبِيَّهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُكَفِّرَ يَمِينَهُ وَيُرَاجِعَ وَلِيدَتَهُ فَأَعْتَقَ رَقَبَةً

اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کو حکم فرمایا کہ اپنی قسم کا کفارہ ایک غلام آزاد کر کے رجوع کر لیں چنانچہ قسم توڑنے کے لئے نبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے کفارہ ادا کیا۔[٢]

اللہ ہی تمہارا آقا اور تمہارے معاملات کی سرپرستی کرنے والا ہے اور تمہارے دین و دنیا کے امور میں تمہاری بہترین طریقے سے تربیت کرنے والا ہے جس کے سبب سے تم سے شر دور ہوتا ہے، اور جو احکام بھی اس نے دیے ہیں سراسر حکمت کو ملحوظ رکھتے ہوئے دیے ہیں۔

وَ اِذْ اَسَرَّ النَّبِيُّ اِلٰى بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِيْثًا ۚ فَلَمَّا نَبَّاَتْ بِهٖ

اور یاد کرو کہ جب نبی نے اپنی بعض عورتوں سے ایک پوشیدہ بات کہی، پس جب اس نے اس بات کی خبر کر دی

وَ اَظْهَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ عَرَّفَ بَعْضَهٗ وَ اَعْرَضَ عَنْۢ بَعْضٍ ۚ فَلَمَّا نَبَّاَهَا بِهٖ

اور اللہ نے اپنے نبی کو اس پر آگاہ کر دیا تو نبی نے تھوڑی سی بات تو بتا دی اور تھوڑی سی ٹال گئے، پھر جب نبی نے اپنی اس

قَالَتْ مَنْ اَنْۢبَاَكَ هٰذَا ۭ قَالَ نَبَّاَنِيَ الْعَلِيْمُ

بیوی کو یہ بات بتائی تو وہ کہنے لگی اس کی خبر آپ کو کس نے دی؟ کہا سب جاننے والے پوری خبر رکھنے والے اللہ نے

---

[١] المائدة٨٩

[٢] فتح القدير٥/٢٩٨

الْخَبِيْرُ ۝۳ اِنْ تَتُوْبَآ اِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا ۚ

مجھے یہ بتلایا ہے ،(اے نبی کی دونوں بیویو !) اگر تم دونوں اللہ کے سامنے توبہ کرلو (تو بہت بہتر ہے)

وَ اِنْ تَظٰهَرَا عَلَيْهِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ

یقیناً تمہارے دل جھک پڑے ہیں اور اگر تم نبی کے خلاف ایک دوسرے کی مدد کرو گی پس یقیناً اس کا کارساز اللہ ہے

وَ جِبْرِيْلُ وَ صَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ ۝۴

اور جبرائیل ہیں اور نیک اہل ایمان اور ان کے علاوہ فرشتے بھی مدد کرنے والے ہیں،اگر وہ (پیغمبر) تمہیں طلاق دے دیں

عَسٰى رَبُّهٗٓ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ يُّبْدِلَهٗٓ اَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ مُسْلِمٰتٍ مُّؤْمِنٰتٍ

تو بہت جلد انہیں ان کا رب! تمہارے بدلے تم سے بہتر بیویاں عنایت فرمائے گا، جو اسلام والیاں، اللہ کے حضور جھکنے

قٰنِتٰتٍ تٰٓئِبٰتٍ عٰبِدٰتٍ سٰٓئِحٰتٍ ثَيِّبٰتٍ وَّ اَبْكَارًا ۝۵ (التحریم ۳ تا ۵)

والیاں، توبہ کرنے والیاں، عبادت بجالانے والیاں، روزے رکھنے والیاں ہوں گی، بیوہ اور کنواریاں۔

رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیوی سے کوئی راز کی بات کہی مگر ان سے یہ غلطی ہوئی کہ اپنے شوہر کے راز کو راز رکھنے کے بجائے دوسری بیوی پر افشا کر دیا، یہ بیوی کون تھیں اور کس پر راز ظاہر کیا تھا عبد اللہ بن عباس کی روایت کے مطابق وہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حفصہ رضی اللہ عنہا تھیں،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَمْ أَزَلْ حَرِيصًا عَلَى أَنْ أَسْأَلَ عُمَرَ عَنِ الْمَرْأَتَيْنِ مِنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّتَيْنِ، قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: {إِنْ تَتُوبَا إِلَى اللَّهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا}[1] حَتَّى حَجَّ عُمَرُ وَحَجَجْتُ مَعَهُ، فَلَمَّا كَانَ بِبَعْضِ الطَّرِيقِ عَدَلَ عُمَرُ وَعَدَلْتُ مَعَهُ بِالْإِدَاوَةِ، فَتَبَرَّزَ ثُمَّ أَتَانِي، فَسَكَبْتُ عَلَى يَدَيْهِ فَتَوَضَّأَ فَقُلْتُ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، مَنِ الْمَرْأَتَانِ مِنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، اللَّتَانِ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: {إِنْ تَتُوبَا إِلَى اللَّهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا}[2]؟ فَقَالَ عُمَرُ: وَاعَجَبًا لَكَ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ، قَالَ الزُّهْرِيُّ: كَرِهَ-وَاللهِ مَا سَأَلَهُ عَنْهُ وَلَمْ يَكْتُمْهُ، قَالَ: هِيَ حَفْصَةُ وَعَائِشَةُ

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے میں ہمیشہ اس بات کی خواہش رکھتا تھا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے ازواج مطہرات میں سے ان دو عورتوں کی بابت پوچھوں کہ وہ کون تھیں، جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ’’اگر تم دونوں اللہ سے توبہ کرتی ہو (تو یہ تمہارے لئے بہتر ہے)

---

[1] التحریم: 4

[2] التحریم: 4

کیونکہ تمہارے دل سیدھی راہ سے ہٹ گئے ہیں۔'' حتی کہ جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے حج کیا تو میں بھی آپ کے ساتھ حج کیا، جب ایک دفعہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ رستے سے الگ چلے گئے تو میں بھی پانی کا برتن لے کر آپ کے ساتھ ہو گیا، آپ نے حاجت کو پورا کیا اور پھر میرے پاس آئے تو میں نے آپ کے ہاتھوں پر پانی ڈالا تو میں نے عرض کی اے امیر المومنین! ازواج مطہرات میں سے وہ دو عورتیں کون تھیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ''اگر تم دونوں اللہ سے توبہ کرتی ہو (تو یہ تمہارے لئے بہتر ہے) کیونکہ تمہارے دل سیدھی راہ سے ہٹ گئے ہیں۔'' سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما! تم پر تعجب ہے، زہری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ واللہ! انہوں نے اس سوال کو اگرچہ ناپسند کیا مگر اس کے جواب کو چھپایا نہیں، انہوں نے فرمایا کہ ان دو عورتوں سے مراد ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا و حفصہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ [1]

اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو افشائے راز کی خبر دے دی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا پر سخت گیری یا تشدد کا طریقہ اختیار نہیں فرمایا بلکہ انہیں شرمندگی سے بچانے کے لئے نرمی سے کسی حد تک بتلادیا کہ تم نے میرا راز فاش کر دیا ہے تاہم اپنے حلم اور کرم کی بنا پر ساری بات بتانے سے اعراض فرمایا، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں افشائے راز کی یہ بات بتائی تو ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا نے عالم حیرت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ آپ کو یہ بات کس نے بتلائی (یعنی صحابہ و صحابیات کا عقیدہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر بات کا علم از خود نہیں ہوتا جب تک کہ اللہ تعالیٰ وہ علم عطانہ فرمادے، بالفاظ دیگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم ذاتی نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ ہے) کیونکہ انہوں نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ کسی کو یہ بات نہیں بتلائی تھی اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے انہیں یہ توقع نہیں تھی کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتلادیں گی کیونکہ وہ شریک معاملہ تھیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اس ہستی نے خبر دی ہے جو علام الغیوب ہے، جو دلوں کے چھپے بھید اور آنکھوں کی خیانت تک جانتا ہے،

يَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ ﴿۱۹﴾ [2]

ترجمہ: اللہ نگاہوں کی چوری تک سے واقف ہے اور راز تک جانتا ہے جو سینوں نے چھپا رکھے ہیں۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ازواج مطہرات کے طرز عمل کی اصلاح کے لئے فرمایا کہ تمہارے دل راہ راست سے ہٹ گئے ہیں اس لئے تم دونوں کے لئے بہتر یہی ہے کہ اپنی اس غلطی پر اللہ سے مخلصانہ توبہ و استغفار کرو، اللہ تمہیں معاف فرمادے گا جیسے فرمایا

فَمَنْ تَابَ مِنْۢ بَعْدِ ظُلْمِهٖ وَاَصْلَحَ فَاِنَّ اللّٰهَ يَتُوْبُ عَلَيْهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۳۹﴾ [3]

ترجمہ: پھر جو ظلم کرنے کے بعد توبہ کرے اور اپنی اصلاح کر لے تو اللہ کی نظر عنایت پھر اس پر مائل ہو جائے گی۔

---

[1] مسند احمد ۲۲۲، صحیح بخاری كِتَابُ النِّكَاحِ بَابُ مَوْعِظَةِ الرَّجُلِ ابْنَتَهُ لِحَالِ زَوْجِهَا۵۱۹۱، صحیح مسلم كِتَابُ الطَّلَاقِ بَابٌ فِي الْإِيلَاءِ، وَاعْتِزَالِ النِّسَاءِ، وَتَخْيِيرِهِنَّ وَقَوْلِهِ تَعَالَى: وَإِنْ تَظَاهَرَا عَلَيْهِ۳۶۹۵، جامع ترمذی أَبْوَابُ تَفْسِيرِ الْقُرْآنِ بَابٌ وَمِنْ سُورَةِ التَّحْرِيمِ ۳۳۱۸، السنن الکبری للنسائی ۹۱۱۳

[2] المومن۱۹

[3] المائدۃ ۳۹

اور اگر نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کے مقابلہ میں تم دونوں نے اسی طرح کی کاروائیاں اور مظاہرے کرتی رہیں تو اپنا ہی نقصان کروگی نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کا کچھ نہیں بگاڑ سکوگی کیونکہ اللہ اس کا مولیٰ ہے اور اس کے بعد جبریل اور تمام صالح اہل ایمان اور سب ملائکہ اس کے ساتھی اور مددگار ہیں، اور تنبیہ کے طور پر ازواج مطہرات کو فرمایا بعید نہیں کہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ تم سب کو طلاق دے دیں (یعنی دوسری ازواج مطہرات بھی کچھ قصور وار تھیں) تو معاملہ ان پر تنگ نہیں ہوگا اور نہ وہ تمہارے محتاج ہی ہوں گے بلکہ اللہ اسے تمہارے بدلے میں ایسی بیویاں عطا فرمادے جن میں یہ قابل تعریف صفات ہوں گی جو عورت کی عظمت کی دلیل ہیں، وہ سچے دل سے اللہ وحدہ لاشریک اور اس کے رسول اور اس کے دین پر ایمان رکھتی اور عملاً اپنے اخلاق معادات، خصائل اور برتاؤ میں اللہ کے دین کی پیروی کرنے والی ہوں گی، وہ اللہ اور اس کے رسول کی تابع فرمان اور اپنے شوہر کی اطاعت گزار ہوں گی، وہ اپنی کمزوریوں اور لغزشوں پر نادم ہو کر توبہ کرنے والی ہوں گی، وہ عبادت گزار یعنی حق والوں کا حق پہچانتی اور ادا کرنے والی ہوں گی، وہ فرض روزے رکھنے کے علاوہ اللہ کی رضا و خوشنودی حاصل کرنے کے لئے کثرت سے نفلی روزے رکھنے والی ہوں گی، اور ان میں بیوہ اور بعض کنواری ہوں گی۔ بلاشبہ ازواج مطہرات یہ تمام صفات رکھتی تھیں، یہاں ازواج مطہرات کو تنبیہ کرنے کا مقصد یہ ہے کہ جو طرز عمل تم نے اختیار کیا ہوا ہے اس سے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کو تکلیف ہو رہی ہے چنانچہ اسے ترک کردو اور اپنے اندر یہ پاکیزہ صفات بدرجہ اتم پیدا کرو۔ جیسے فرمایا

...إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا ﴿٣٣﴾ [1]

ترجمہ: اللہ تو یہ چاہتا ہے کہ تم اہل بیت نبی سے گندگی کو دور کردے اور تمہیں پوری طرح پاک کردے۔

چنانچہ جب ازواج مطہرات نے یہ تادیب سنی تو وہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کی رضاجوئی کے لئے جلدی سے آگے بڑھیں۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: وَاجْتَمَعَ نِسَاءُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الغَيْرَةِ عَلَيْهِ، فَقُلْتُ لَهُنَّ: عَسَىٰ رَبُّهُ إِن طَلَّقَكُنَّ أَن يُبْدِلَهُ أَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنكُنَّ، فَنَزَلَتْ هَذِهِ الآيَةُ

ان بیویوں کا قصور کیا تھا اس سلسلہ میں انس رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کی روایت ہے سیدنا عمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے فرمایا ایک مرتبہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کی بیویاں جوش و خروش میں آپ کی خدمت میں اتفاق کر کے کچھ مطالبات لے کر حاضر ہوئیں، اس پر میں نے ان سے کہا کہ بعید نہیں کہ اللہ پاک تمہیں طلاق دلا دیں اور تمہارے بدلے تم سے بہتر مسلمہ بیویاں اپنے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کو عطا فرمادے۔ [2]

عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: وَبَلَغَنِي مُعَاتَبَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْضَ نِسَائِهِ، فَدَخَلْتُ عَلَيْهِنَّ، قُلْتُ: إِنِ انْتَهَيْتُنَّ أَوْ لَيُبَدِّلَنَّ اللهُ رَسُولَهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرًا مِنْكُنَّ، حَتَّى أَتَيْتُ إِحْدَى نِسَائِهِ، قَالَتْ: يَا عُمَرُ، أَمَا فِي رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَعِظُ نِسَاءَهُ، حَتَّى تَعِظَهُنَّ أَنْتَ؟ فَأَخَذَتْنِي وَاللهِ أَخْذًا كَسَرَتْنِي عَنْ بَعْضِ مَا كُنْتُ أَجِدُ فَأَنْزَلَ

---

[1] الاحزاب ۳۳

[2] صحیح بخاری کتاب الصلاۃ بَابُ مَا جَاءَ فِي القِبْلَةِ، وَمَنْ لَمْ يَرَ الإِعَادَةَ عَلَى مَنْ سَهَا، فَصَلَّى إِلَى غَيْرِ القِبْلَةِ ۴۰۲

اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: {عَسَى رَبُّهُ إِنْ طَلَّقَكُنَّ أَنْ يُبْدِلَهُ أَزْوَاجًا خَيْرًا مِنْكُنَّ} [1]

ایک روایت میں انس رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے سید نا عمر رضی اللہ عنہ کا بیان یوں نقل ہوا ہے مجھے خبر پہنچی کہ امہات المومنین اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان کچھ ناچاقی ہوگئی ہے اس پر میں ان سے ایک ایک کے پاس گیا اور ان سے کہا کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تنگ کرنے سے باز آجاؤ ورنہ اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تم سے بہتر بیویاں عطا فرمادے گا یہاں تک کہ جب میں امہات المومنین میں سے آخری (صحيح بخاری كتاب التفسيرسورة البقرة بَابُ وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى ۴۴۸۳ ، وكتاب التفسيرسورة التحريم بَابُ تَبْتَغِي مَرْضَاةَ أَزْوَاجِكَ ۴۹۱۳ کی روایت کے بموجب ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا) کے پاس گیا، تو انہوں نے مجھے جواب دیا اے عمر رضی اللہ عنہ! کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں کی نصیحت کے لئے کافی نہیں ہیں کہ تم انہیں نصیحت کرنے چلے ہو؟ اللہ کی قسم! انہوں نے میری ایسی گرفت کی کہ میرے غصہ کو ٹھنڈا کر کے رکھ دیا اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ آیت "بعید نہیں کہ اگر نبی تم سب بیویوں کو طلاق دے دے تو اللہ اسے ایسی بیویاں تمہارے بدلے میں عطا فرمادے جو تم سے بہتر ہوں، سچی مسلمان، باایمان، اطاعت گزار، توبہ گزار، عبادت گزار، اور روزہ دار، خواہ شوہر دیدہ ہوں یا باکرہ۔" نازل ہوئی۔ [2]

حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبَّاسٍ، حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، لَمَّا اعْتَزَلَ نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِسَاءَهُ، قَالَ: دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ، فَإِذَا النَّاسُ يَنْكُتُونَ بِالْحَصَى، وَيَقُولُونَ: طَلَّقَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِسَاءَهُ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، مَا يَشُقُّ عَلَيْكَ مِنْ شَأْنِ النِّسَاءِ؟ فَإِنْ كُنْتَ طَلَّقْتَهُنَّ، فَإِنَّ اللهَ مَعَكَ، وَمَلَائِكَتَهُ، وَجِبْرِيلَ، وَمِيكَائِيلَ، وَأَنَا، وَأَبُو بَكْرٍ، وَالْمُؤْمِنُونَ مَعَكَ، وَقَلَّمَا تَكَلَّمْتُ وَأَحْمَدُ اللهَ بِكَلَامٍ، إِلَّا رَجَوْتُ أَنْ يَكُونَ اللهُ يُصَدِّقُ قَوْلِي الَّذِي أَقُولُ، وَنَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ آيَةُ التَّخْيِيرِ: عَسَى رَبُّهُ إِنْ طَلَّقَكُنَّ أَنْ يُبْدِلَهُ أَزْوَاجًا خَيْرًا مِنْكُنَّ ،فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ أَطَلَّقْتَهُنَّ؟ قَالَ: لَا، فَقُمْتُ عَلَى بَابِ الْمَسْجِدِ، فَنَادَيْتُ بِأَعْلَى صَوْتِي، لَمْ يُطَلِّقْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِسَاءَهُ

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سید نا عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں سے علیحدگی اختیار فرمائی تو میں مسجد نبوی میں پہنچا، دیکھا کہ لوگ متفکر بیٹھے ہوئے کنکریاں اٹھا اٹھا کر گرا رہے ہیں اور آپس میں کہہ رہے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی ہے، اس کے بعد سید نا عمر رضی اللہ عنہ نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا کے ہاں اپنے جانے اور ان کو نصیحت کرنے کا ذکر کیا، پھر فرمایا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا بیویوں کے معاملہ میں آپ کیوں پریشان ہوتے ہیں؟ اگر آپ ان کو طلاق دے دیں تو اللہ آپ کے ساتھ ہے، سارے ملائکہ اور جبریل و میکائیل آپ کے ساتھ ہیں، اور میں اور سید نا ابو بکر اور سب اہل ایمان آپ کے ساتھ ہیں، میں اللہ کا شکر بجالاتا ہوں کہ کم ہی ایسا ہوا ہے کہ میں نے کوئی بات کہی ہو اور اللہ سے یہ امید نہ رکھی ہو کہ وہ میرے قول کی تصدیق فرمادے گا، چنانچہ اس کے بعد سورہ تحریم کی یہ آیات "بعید نہیں کہ اگر نبی تم سب بیویوں کو طلاق

[1] التحریم: 5

[2] تفسیر طبری ۴۸۸/۲۳

دے دے تو اللہ اسے ایسی بیویاں تمہارے بدلے میں عطا فرما دے جو تم سے بہتر ہوں، سچی مسلمان، باایمان، اطاعت گزار، توبہ گزار، عبادت گزار، اور روزہ دار، خواہ شوہر دیدہ ہوں یا باکرہ۔'' نازل ہوگئیں، پھر میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا آپ نے بیویوں کو طلاق دے دی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں، اس پر میں نے مسجد نبوی کے دروازے پر کھڑے ہو کر با آواز بلند اعلان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیویوں کو طلاق نہیں دی ہے۔ (۱)

لِأَن أَزْوَاجه صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كن حزبين على مَا ذكرت عَائِشَة قَالَت: أَنا وَسَوْدَة وَحَفْصَة وصفِيَّة فِي حزب، وَزَيْنَب وَأم سَلمَة والباقيات فِي حزب

حافظ بدالدین عینی رحمہ اللہ نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے روایت نقل کی ہے ازواج مطہرات کی دو پارٹیاں بن گئی تھیں ایک میں ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، ام المومنین سودہ رضی اللہ عنہا، ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا اور ام المومنین صفیہ رضی اللہ عنہا تھیں اور دوسری میں ام المومنین زینب رضی اللہ عنہا، ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور باقی ازواج شامل تھیں۔ (۲)

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّ قُوْدُهَا النَّاسُ وَ الْحِجَارَةُ

اے ایمان والو! تم اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان ہیں اور پتھر،

عَلَيْهَا مَلٰٓىِٕكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَاۤ اَمَرَهُمْ وَ يَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ۝۶

جس پر سخت دل مضبوط فرشتے مقرر ہیں جنہیں جو حکم اللہ تعالیٰ دیتا ہے اس کی نافرمانی نہیں کرتے بلکہ جو حکم دیا جائے بجا لاتے

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَعْتَذِرُوا الْيَوْمَ ؕ اِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۝۷ (التحریم ۷،۶)

ہیں، اے کافرو! آج تم عذر و بہانہ مت کرو، تمہیں صرف تمہارے کرتوت کا بدلہ دیا جا رہا ہے۔

گھر کے سربراہ کی ذمہ داری: اے لوگو جو ایمان لائے ہو! صرف اپنے آپ کو ہی حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کر کے آگ سے بچانے کی کوشش نہ کرتے رہو بلکہ یہ بھی تمہاری ذمہ داری ہے کہ جس طرح تم انہیں دنیاوی آرام و آسائش مہیا کرتے ہو اسی طرح آخروی فلاح و نجات کے لیے بھی اپنے اہل و عیال کو اسلامی تعلیمات سے آراستہ کرو اور انہیں نیک اعمال کی تلقین کرو، ان سے غفلت یا چشم پوشی نہ کرو تاکہ وہ جہنم کی خوفناک آگ سے بچ جائیں جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے، جیسے فرمایا

اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ ؕ اَنْتُمْ لَهَا وٰرِدُوْنَ ۝۹۸ لَوْ كَانَ هٰۤؤُلَآءِ اٰلِهَةً مَّا وَرَدُوْهَا ؕ

---

(۱) صحيح بخارى كتاب التفسيرسورة التحريم بَابُ {تَبْتَغِي مَرْضَاةَ أَزْوَاجِكَ ۴۹۱۳، صحيح مسلم كتاب الطلاق بَابٌ فِي الْإِيلَاءِ، وَاعْتِزَالِ النِّسَاءِ، وَتَخْيِيرِهِنَّ وَقَوْلِهِ تَعَالَى وَإِنْ تَظَاهَرَا عَلَيْهِ ۳۶۹۱

(۲) عمدة القارى ۱۹،۲۴۹

وَكُلٌّ فِيهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۹۹﴾ [1] ترجمہ: بیشک تم اور تمہارے وہ معبود جنہیں تم اللہ کو چھوڑ کر پوجتے ہو جہنم کا ایندھن ہیں وہیں تم کو جانا ہے اگر یہ واقعی الٰہ ہوتے تو وہاں نہ جاتے۔

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ، فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: {وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ} قَالَ: هِيَ حِجَارَةٌ مِنْ كِبْرِيتٍ

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما آیت کریمہ ’’جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے۔‘‘ کے بارے میں کہتے ہیں یہ گندھک کے پتھر ہوں گے۔ [2]

عَنْ مُجَاهِدٍ، {فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ} قَالَ: حِجَارَةٌ أَنْتَنُ مِنَ الْجِيفَةِ مِنْ كِبْرِيتٍ

مجاہد رحمہ اللہ آیت کریمہ ’’اس آگ سے ڈرو جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے۔‘‘ کے بارے میں کہتے ہیں گندھک کے یہ پتھر گلی سڑی لاش سے بھی زیادہ بدبودار ہوں گے۔ [3]

عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ الرَّبِيعِ بْنِ سَبْرَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مُرُوا الصَّبِيَّ بِالصَّلَاةِ إِذَا بَلَغَ سَبْعَ سِنِينَ، وَإِذَا بَلَغَ عَشْرَ سِنِينَ فَاضْرِبُوهُ عَلَيْهَا

عبدالملک بن ربیع سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب بچہ سات سال کی عمر کو پہنچ جائے تو اسے نماز کی تلقین کرو اور دس سال کی عمر کے بچوں میں تساہل دیکھو تو انہیں سرزنش کرو۔ [4]

فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: فَإِنِّي سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: كُلُّ رَاعٍ مَسْؤُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے تم میں سے ہر ایک راعی ہے اور ہر ایک اپنی رعیت کے معاملہ میں جواب دہ ہے۔ [5]

جس کے انیس (۱۹) داروغہ نہایت ہیبت ناک، جسیم، تندخو اور سخت گیر ہیں، اور ان مکرم فرشتوں کی مدح فرمائی کہ وہ کبھی اللہ تعالیٰ کے حکم کی نافرمانی نہیں کرتے بلکہ اللہ انہیں جو حکم صادر فرماتا ہے اس کے سامنے سر تسلیم خم کر دیتے ہیں اور بغیر کسی پس و پیش کے فوری طور پر بجالاتے ہیں، یعنی انہیں کسی مجرم کو جو بھی سزا دینے کا حکم دیا جائے گا اسے جوں کا توں اور فوری طور پر نافذ کر دیں گے اور ذرا بھی رحم دلی کا مظاہرہ نہیں

---

[1] الانبیاء ۹۸،۹۹

[2] تفسیرطبری ۳۸۱/۱، تفسیرابن ابی حاتم ۶۴/۱

[3] تفسیرابن ابی حاتم ۶۴/۱

[4] سنن ابو داود کتاب الصلاۃ بَابُ مَتَى يُؤْمَرُ الْغُلَامُ بِالصَّلَاةِ ۴۹۴، جامع ترمذی کتاب الصلوٰۃ بَابُ مَا جَاءَ مَتَى يُؤْمَرُ الصَّبِيُّ بِالصَّلَاةِ ۴۰۷، المعجم الکبیر للطبرانی ۶۵۴۷، معرفۃ السنن والآثار ۵۷۲۲، مصنف ابن ابی شیبۃ ۳۴۸۱، سنن الدارمی ۱۴۷۱

[5] مسنداحمد ۵۸۶۹، السنن الکبری للنسائی ۹۱۲۸، المعجم الصغیر للطبرانی ۶۲۹، المعجم الکبیر للطبرانی ۱۳۲۸۴، شعب الایمان ۱۰۵۵۲

کریں گے،عِیَاذًا بِاللہِ مِنْہُمْ،

جہنمی جب جہنم میں داخل ہوجائیں گے تو اللہ تعالیٰ سے معذرتیں کریں گے جیسے فرمایا

رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ۝۱۰۷ (۱)

ترجمہ: اے پروردگار!اب ہمیں یہاں سے نکال دے پھر ہم ایسا قصور کریں تو ظالم ہوں گے۔

...ثُمَّ لَا يُؤْذَنُ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ (۲)

ترجمہ: پھر کافروں کو نہ حجتیں پیش کرنے کا موقع دیا جائے گا نہ ان سے توبہ واستغفار ہی کا مطالبہ کیا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ ان کافروں سے فرمائے گا آج معذرتیں نہ کرو،عذر پیش کرنے کا وقت چلا گیا اب تو اعمال کی جزاوسزا کے سوا کچھ باقی نہیں،تم نے اللہ تعالیٰ کے انکار،اس کی آیات کی تکذیب اور اس کے رسولوں کے ساتھ جنگ کے سوا کچھ آگے نہیں بھیجا چنانچہ جیسا عمل تم کرتے تھے اس کے مطابق تمہیں پوراپورا بدلہ دیا جارہا ہے اس میں کمی بیشی یا ناانصافی نہیں کی گئی ہے،جیسے فرمایا

وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى ۝۳۹ (۳)

ترجمہ:اور یہ کہ انسان کے لئے کچھ نہیں ہے مگر وہ جس کی اس نے سعی کی ہے۔

...هَلْ تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝۹۰ (۴)

ترجمہ: کیا تم لوگ اس کے سوا کوئی اور جزا پاسکتے ہو کہ جیسا کرو ویسا بھرو۔

...هَلْ تُجْزَوْنَ اِلَّا بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ۝۵۲ (۵)

ترجمہ:جو کچھ تم کماتے رہے ہو اس کی پاداش کے سوا اور کیا بدلہ تم کو دیا جاسکتا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا ۭ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ

اے ایمان والو ! تم اللہ کے سامنے سچی خالص توبہ کرو، قریب ہے کہ تمہارا رب تمہارے گناہ دور کر دے

وَيُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ يَوْمَ لَا يُخْزِي اللّٰهُ النَّبِيَّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

اور تمہیں ایسی جنتوں میں داخل کرے جن کے نیچے نہریں جاری ہیں،جس دن اللہ تعالیٰ نبی کو اور ایمان داروں کو

(۱) المومنون۱۰۷

(۲) النحل۸۴

(۳) النجم۳۹

(۴) النمل۹۰

(۵) یونس۵۲

مَعَهٗ ۚ نُوْرُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَ بِاَيْمَانِهِمْ يَقُوْلُوْنَ

جو ان کے ساتھ ہیں رسوانہ کرے گا، ان کا نور ان کے سامنے اور ان کے دائیں دوڑ رہا ہو گا، یہ دعائیں کرتے ہوں گے

رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا ۚ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ⑧ (التحریم ۸)

اے ہمارے رب! ہمیں کامل نور عطا فرما اور ہمیں بخش دے یقیناً تو ہر چیز پر قادر ہے

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں، لغزشوں اور کوتاہوں کی خالص توبہ کرو، یعنی جس گناہ پر توبہ کر رہے ہو اسے ترک کر دو، اس پر اللہ کی بارگاہ میں اظہار ندامت کرو، آئندہ نہ کرنے کا عزم کرو، اور اگر اس کا تعلق حقوق العباد سے ہے تو جس کا حق غصب کیا ہے اس کا ازالہ کرو، جس کے ساتھ زیادتی کی ہے اس سے معافی مانگو، قریب ہے کہ تمہارا رب تمہارے گناہوں اور خطاؤں کو معاف فرما دے اور تمہیں ایسی انواع واقسام کی لازوال نعمتوں بھری جنتوں میں داخل فرما دے جن کے نیچے دودھ، شہد اور مختلف ذائقوں والی شرابوں کی نہریں جاری ہیں، جیسے فرمایا

مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ۭ فِيْهَآ اَنْهٰرٌ مِّنْ مَّاۗءٍ غَيْرِ اٰسِنٍ ۚ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهٗ ۚ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ ڬ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى... [1]

ترجمہ: پرہیز گاروں کے لیے جس جنت کا وعدہ کیا گیا ہے اس کی شان تو یہ ہے کہ اس میں نہریں بہہ رہی ہوں گی نتھرے ہوئے پانی کی، نہریں بہہ رہی ہوں گی ایسے دودھ کی جس کے مزے میں ذرا فرق نہ آیا ہو گا، ایسی شراب کی جو پینے والوں کے لیے لذیذ ہو گی، نہریں بہہ رہی ہوں گی صاف شفاف شہد کی۔

اللہ مالک یوم الدین اپنے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اور ان لوگوں کو جو اس کے ساتھ ایمان لائے ہیں ان کے اعمال حسنہ کا اجر ضائع نہ کرے گا، جیسے فرمایا

...اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ۱۲۰ [2]

ترجمہ: یقیناً اللہ کے ہاں محسنوں کا حق الخدمت مارا نہیں جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو میدان حشر سے پل صراط پر جانے سے پہلے جہاں ہر طرف گھپ اندھیرا ہو گا اپنی رحمت سے نور عطا فرمائے گا جو ان کے آگے آگے اور دائیں جانب دوڑ رہا ہو گا جس کی تیز روشنی میں وہ اپنا راستہ سکون ووقار کے ساتھ طے کر رہے ہوں گے مگر منافقین کو جو روشنی ملی تھی عین ضرورت کے وقت ان سے چھین لی جائے گی اور وہ اندھیروں میں ٹھوکریں کھا رہے ہوں گے، جب اہل ایمان منافقین کا یہ حشر دیکھیں گے تو اپنے قصوروں اور اپنی کوتاہیوں کا احساس کر کے انہیں اندیشہ لاحق ہو گا کہ کہیں منافقین کی طرح ہمارا نور بھی نہ چھین لیا جائے اور ہم بھی ٹھوکریں کھاتے رہ جائیں اس لئے وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں گے کہ اے ہمارے رب! ہمارے قصور معاف فرما دے اور ہمارے نور کو

---

[1] محمد ۱۵

[2] التوبة ۱۲۰

جنت میں پہنچنے تک باقی رکھ اور اس کا اتمام فرما تو ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے،

عَنْ رَجُلٍ، مِنْ بَنِي كِنَانَةَ قَالَ: صَلَّيْتُ خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ فَسَمِعْتُهُ، يَقُولُ:اللهُمَّ لَا تُخْزِنِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ

بنو کنانہ کے ایک شخص سے مروی ہے میں نے فتح مکہ کے سال رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز ادا کی تو میں نے آپ ﷺ کو یہ دعا کرتے ہوئے سنا ''اے اللہ! مجھے روز قیامت رسوانہ کرنا۔''[1]

اللہ تعالیٰ ان کی دعا قبول فرمائے گا اور ان کے پاس جو نور اور یقین ہو گا اس کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ انہیں انواع و اقسام کی لازوال نعمتوں سے بھری جنتوں میں پہنچا دے گا۔

يَاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَ الْمُنٰفِقِيْنَ وَ اغْلُظْ عَلَيْهِمْ ؕ وَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَ بِئْسَ

اے نبی ! کافروں اور منافقوں سے جہاد کرو اور ان پر سختی کروان کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ بہت

الْمَصِيْرُ ۝۹ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوا امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّ امْرَاَتَ لُوْطٍ ؕ كَانَتَا تَحْتَ

بری جگہ ہے،اللہ تعالیٰ نے کافروں کے لیے نوح کی اور لوط کی بیوی کی مثال بیان فرمائی یہ دونوں ہمارے بندوں میں

عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ فَخَانَتٰهُمَا فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا مِنَ اللّٰهِ

دو (شائستہ اور) نیک بندوں کے گھر میں تھیں، پھر ان کی انہوں نے خیانت کی پس دونوں (نیک بندے) ان سے اللہ کے

شَيْـًٔا وَّ قِيْلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدّٰخِلِيْنَ ۝۱۰

(کسی عذاب کو) نہ روک سکے اور حکم دیا گیا (اے عورتوں) دوزخ میں جانے والوں کے ساتھ تم دونوں بھی چلی جاؤ،

وَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ ۘ اِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِيْ

اور اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کے لیے فرعون کی بیوی کی مثال بیان فرمائی جبکہ اس نے دعا کی اے میرے رب! میرے لیے

عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَ نَجِّنِيْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَ عَمَلِهٖ وَ نَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝۱۱

اپنے پاس جنت میں مکان بنا اور مجھے فرعون سے اور اس کے عمل سے بچا اور مجھے ظالم لوگوں سے خلاصی دے

---

[1] مسند احمد ۱۸۰۵۶

وَ مَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرٰنَ الَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهِ مِنْ رُّوْحِنَا

،اور (مثال بیان فرمائی) مریم بنت عمران کی جس نے اپنے ناموس کی حفاظت کی پھر ہم نے اپنی طرف سے اس میں جان

وَ صَدَّقَتْ بِكَلِمٰتِ رَبِّهَا وَ كُتُبِهٖ وَ كَانَتْ مِنَ الْقٰنِتِيْنَ ﴿۱۲﴾ (التحریم ۹ تا ۱۲)

پھونک دی اور (مریم) اس نے اپنے رب کی باتوں اور اس کی کتابوں کی تصدیق کی اور عبادت گزاروں میں تھی۔

اے نبی ﷺ! کفار اور منافقین جب ایسے کام کریں جو موجب حد ہوں تو ان پر حدود الٰہی قائم کرو، یہ لاتوں کے بھوت ہیں اس لئے دعوت و تبلیغ میں ان کے ساتھ سختی اور احکام شریعت میں درشتی اختیار کریں، کافروں اور منافقوں کا ابدی ٹھکانہ جہنم ہے جو بہت ہی برا ٹھکانا ہے، ان کافروں کے حال کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایک مثال بیان فرمائی ہے جو نوح علیہ السلام اور لوط علیہ السلام کی بیوی کی ہے، یہ دونوں عورتیں ہمارے دو نبیوں کے گھر میں تھیں مگر یہ دونوں عورتیں اپنے خاوندوں کے پاکیزہ کردار و عمل کا مشاہدہ کرنے کے باوجود ان پر ایمان نہیں لائیں اور ان کی ہمدردیاں دشمنان دین کے ساتھ رہیں

أَمَّا امْرَأَةُ نُوحٍ فَكَانَتْ تُخْبِرُ أَنَّهُ مَجْنُونٌ، فَإِذَا آمَنَ مَعَ نُوحٍ أَحَدٌ أَخْبَرَتِ الْجَبَابِرَةَ مَنْ قَوْمِ نُوحٍ بِهِ، وَأَمَّا امْرَأَةُ لُوطٍ فَكَانَتْ إِذَا أَضَافَ لُوطٌ أَحَدًا أَخْبَرَتْ بِهِ أَهْلَ الْمَدِينَةِ مِمَّنْ يَعْمَلُ السُّوءَ

نوح علیہ السلام کی بیوی اپنے شوہر کے بارے میں اپنی قوم کے ہم نوا ہو کر کہتی کہ یہ مجنون (دیوانہ) ہے، اور اپنی قوم کے جباروں کو راز داری اور پوشیدہ طور پر ایمان لانے والوں کی خبریں پہنچایا کرتی تھی، اور لوط علیہ السلام کی بیوی اپنی قوم کے بداعمال لوگوں کو گھر میں آنے والے مہمانوں کی اطلاع پہنچاتی تھی، بعض کہتے ہیں کہ وہ دونوں اپنی قوم کے لوگوں سے اپنے خاوندوں کی چغلیاں کھاتی تھیں۔[1]

چنانچہ جب ایک وقت مقررہ پر ان کی قوموں پر اللہ کا عذاب نازل ہوا تو یہ دونوں پیغمبر اپنی بیویوں کو اللہ کے عذاب سے نہیں بچا سکے اور روز قیامت ان سے کہا جائے گا جہنم میں داخل ہونے والوں کے ساتھ تم بھی داخل ہو جاؤ یعنی ازواج مطہرات کو تنبیہ کی گئی کہ وہ بے شک اس رسول کے حرم کی زینت ہیں جو تمام مخلوق میں سب سے بہتر ہے، لیکن انہیں یاد رکھنا چاہیے کہ اگر انہوں نے رسول کی مخالفت کی یا انہیں تکلیف پہنچائی تو وہ بھی اللہ کی گرفت میں آسکتی ہیں اور اگر ایسا ہو گیا تو پھر کوئی ان کا بچانے والا نہیں ہوگا، اور اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کے لئے فرعون کی بیوی آسیہ بنت مزاحم کی مثال بیان فرمائی جو اپنے وقت کے سب سے بڑے کافر کے تحت تھی مگر وہ اپنی بیوی کو ایمان کی دولت حاصل کرنے سے نہ روک سکا، اس جرم میں اس نازک عورت پر وحشیانہ تشدد ہوا مگر اس نے شدائد پر صبر کیا اور ہر طرح کی ترغیب اور تشدد پر استقامت فی الدین کا مظاہرہ کیا، کفر کی صولت و شوکت اس کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکا،

قَالَ: قَتَادَةُ كَانَ فِرْعَوْنُ أَعْتَى أَهْلِ الْأَرْضِ وَأَبْعَدَهُ فَوَاللهِ مَا ضَرَّ امْرَأَتَهُ كُفر زَوْجِهَا حِينَ أَطَاعَتْ رَبَّهَا لِتَعْلَمُوا أَنَّ اللهَ حَكَمٌ عَدْلٌ، لَا يُؤَاخِذُ أَحَدًا إِلَّا بِذَنْبِهِ

[1] تفسیر ابن کثیر ۱۷۱/۸

قتادہ رحمہ اللہ کہتے ہیں فرعون تمام اہل زمین سے بڑا سرکش و کافر تھا لیکن اس کی بیوی نے جب اللہ تعالیٰ کی اطاعت اختیار کر لی تو اسے اس کے شوہر کے کفر نے کوئی نقصان نہ پہنچایا تا کہ لوگوں کو یہ بات معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ عادل حاکم ہے وہ ہر ایک سے صرف اس کے گناہوں کا مواخذہ کرتا ہے کسی دوسرے کے گناہوں کا مواخذہ نہیں کرتا۔ [١]

عَنْ سَلْمَانَ، قَالَ: كَانَتِ امْرَأَةُ فِرْعَوْنَ تُعَذَّبُ بِالشَّمْسِ، فَإِذَا انْصَرَفَ عَنْهَا أَظَلَّتْهَا الْمَلَائِكَةُ بِأَجْنِحَتِهَا وَكَانَتْ تَرَى بَيْتَهَا فِي الْجَنَّةِ

سلمان سے روایت ہے کہ فرعون کی بیوی کو دھوپ میں کھڑا کر کے ایذا دی جاتی مگر جب فرعون انہیں دھوپ میں کھڑا کر کے چلا جاتا تو فرشتے اپنے پروں سے ان پر سایہ کر دیتے اور وہ جنت میں اپنے گھر کو دیکھا کرتی تھیں۔ [٢]

جب ظلم وستم حد سے بڑھ گیا تو وہ اپنے رب کی بارگاہ میں گڑگڑائیں کہ اے میرے رب! میرے لئے اپنے پاس جنت میں مکان بنا دے اور فرعون جو برے اعمال کر رہا ہے ان کے انجام بد میں مجھے شریک نہ کر اور مجھے ظالم لوگوں کے فتنہ سے خلاصی دے، چنانچہ اللہ نے ان کی دعا قبول فرمائی اور فرعون اپنے تمام ظلم وستم کے باوجود انہیں دین اسلام سے برگشتہ نہ کر سکا، اور اللہ نے مریم بنت عمران کی مثال بیان فرمائی جو ایک بگڑی ہوئی قوم کے درمیان رہتی تھی، مگر اس نے اپنی کامل دیانت، عفت اور پاکیزگی کی بنا پر ہر فحش کام سے اپنی شرم گاہ کی حفاظت کی، یعنی اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کے اس الزام کی تردید فرمائی کہ ان کے بطن سے عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش (معاذ اللہ) کسی گناہ کا نتیجہ تھی، جیسا کہ یہودیوں کے بہتان کے بارے میں فرمایا

وَّبِكُفْرِهِمْ وَقَوْلِهِمْ عَلَىٰ مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيمًا ﴿١٥٦﴾ [٣]

ترجمہ: پھر اپنے کفر میں یہ اتنے بڑھے کہ مریم پر سخت بہتان لگایا۔

پھر اللہ تعالیٰ نے بغیر اس کے کہ اس کا کسی مرد سے تعلق ہوتا مریم کے رحم میں اپنی طرف سے ایک جان ڈال دی اور مریم رب کے کلام اور اس کی کتابوں کی تصدیق کرنے والی اور خشیت اور خشوع کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر مداومت کرنے والوں میں سے تھیں، چنانچہ اللہ نے انہیں دنیا و آخرت میں شرف و کرامت سے سرفراز فرمایا،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَفْضَلُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ: خَدِيجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ، وَفَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ، وَآسِيَةُ بِنْتُ مُزَاحِمٍ امْرَأَةُ فِرْعَوْنَ، وَمَرْيَمُ ابْنَةُ عِمْرَانَ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنتی عورتوں میں سب سے افضل ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا بنت

---

[١] تفسیر طبری ٢٣، ٥٠٠

[٢] تفسیر طبری ٢٣، ٥٠٠

[٣] النساء ١٥٦

خویلد، فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت محمد، مریم بنت عمران اور فرعون کی بیوی آسیہ بنت مزاحم ہیں۔ [1]

عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَمَلَ مِنَ الرِّجَالِ كَثِيرٌ، وَلَمْ يَكْمُلْ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ، وَآسِيَةُ امْرَأَةُ فِرْعَوْنَ ، وَفَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِيدِ عَلَى سَائِرِ الطَّعَامِ

ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ اشعری سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مردوں میں تو کامل بہت ہوئے ہیں مگر عورتوں میں کامل صرف فرعون کی بیوی آسیہ، مریم بنت عمران ہیں اور ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت عورتوں پر ایسے ہے جیسے ثرید کو تمام کھانوں پر فضیلت حاصل ہے۔ [2]

ان مثالوں سے یہ بات واضح ہوئی کہ ہر مومن کا عمل ہی آخرت میں اس کے لئے جزاو سزا کا سبب بنے گا، کسی بڑی اور معصوم ذات کے ساتھ نسبی تعلق آخرت میں مفید ثابت نہیں ہوسکتا جب تک اسے ایمان اور اتباع رسول کی سند حاصل نہ ہو، اسی طرح کسی گناہ گار یا بدکار آدمی کے گناہ اس کے اعزاء واقارب کے لئے نقصان دہ نہیں بشرطیکہ وہ لوگ اس کے گناہ میں اس کے ساتھ شریک یا معاون نہ ہوں۔

[1] مسند احمد۲۶۶۸،السنن الکبری للنسائی ۸۲۹۷،صحیح ابن حبان۷۰۱۰،المعجم الکبیرللطبرانی۱۱۹۲۸، البدایۃ والنہایۃ۲؍۷۲

[2] صحیح بخاری کتاب بدء الخلق بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى وَضَرَبَ اللهُ مَثَلًا لِلَّذِينَ آمَنُوا امْرَأَةَ فِرْعَوْنَ۳۴۱۱،وکتاب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم بَابُ فَضْلِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا۳۷۶۹،صحیح مسلم کتاب الفضائل الصحابۃ بَابُ فَضَائِلِ خَدِيجَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا۶۲۷۲، مصنف ابن ابی شیبۃ۳۲۲۷۶، مسند احمد ۱۹۵۲۳

۸ ہجری

خالد بن ولید رضی اللہ عنہ، عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ اور عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام

صفر آٹھ ہجری

أَسْلَمَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ وَعَمْرُو بْنُ الْعَاصِ وَعُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ

ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عقد کے کچھ عرصہ بعد صفر آٹھ ہجری میں خالد بن ولید رضی اللہ عنہ (جو ایک جنگجو فوجی اور بہترین شہسوار تھے اس لئے قریش کے سوار دستوں کے افسر رہا کرتے تھے) عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ (جو ایک دلیر جنگجو اور سیاسی شخصیت تھے) اور عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ باسلام ہو گئے۔[1]

ان کے اسلام لانے کا واقعہ یوں ہے کہ خالد بن ولید، جن کی کنیت ابوسلیمان اور ابو ولید اور والدہ کا نام لبابہ صغریٰ بنت حارث بن حزن ہلالیہ تھا

قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ عَنْ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ قَالَ: لَمَّا أَرَادَ اللهُ بِي مَا أَرَادَ مِنَ الْخَيْرِ قَذَفَ فِي قَلْبِي الْإِسْلَامَ، وَحَضَرَنِي رُشْدِي ،فَقُلْتُ: قَدْ شَهِدْتُ هَذِهِ الْمَوَاطِنَ كُلَّهَا عَلَى محمّد صلّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،فَلَيْسَ فِي مَوْطِنٍ أَشْهَدُهُ إِلَّا أَنْصَرِفُ وَأَنَا أَرَى فِي نَفْسِي أَنِّي مَوْضِعٌ فِي غير شئ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا سَيَظْهَرُفَلَمَّا خَرَجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْحُدَيْبِيَةِ خَرَجْتُ فِي خَيْلٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ فَلَقِيتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَصْحَابِهِ بِعُسْفَانَ

کہتے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ خیر و بھلائی کا ارادہ فرمایا تو اس نے میرے دل میں اسلام کی محبت ڈال دی کہتے ہیں میرا دل یہ شہادت دیتا تھا کہ یہ سب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے ہے میرے دل میں اچانک یہ خیال پیدا ہوا کہ میں قریش مکہ کی طرف سے جس لڑائی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں جاتا ہوں اور جب واپس آتا ہوں تو واپسی میں میرے دل کی عجیب کیفیت ہوتی ہے، میرا دل اندر سے یہ کہتا ہے کہ تیری یہ تمام کوشش اور یہ تمام جد و جہد لاحاصل اور بے سود ہے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم ضرور غالب ہو کر رہیں گے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینے سے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ حدیبیہ تشریف لائے تو میں بھی دوسرے مشرکین مکہ کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کے لئے عسفان آیا

فَقُمْتُ بِإِزَائِهِ وَتَعَرَّضْتُ لَهُ فَصَلَّى بِأَصْحَابِهِ الظُّهْرَ أَمَامَنَا فَهَمَمْنَا أَنْ نُغِيرَ عَلَيْهِمْ، ثُمَّ لَمْ يُعْزَمْ لَنَا وَكَانَتْ فِيهِ خِيَرَةٌ فَاطَّلَعَ عَلَى مَا فِي أَنْفُسِنَا مِنَ الْهَمِّ بِهِ فَصَلَّى بِأَصْحَابِهِ صَلَاةَ الْعَصْرِ صَلَاةَ الْخَوْفِ، فَوَقَعَ ذَلِكَ مِنَّا مَوْقِعًا وَقُلْتُ: الرَّجُلُ مَمْنُوعٌ فَاعْتَزَلَنَا، وَعَدَلَ عن سير خَيْلِنَا وَأَخَذَ ذَاتَ الْيَمِينِ ، فَلَمَّا صَالَحَ قُرَيْشًا بالحديبية ودافعته قُرَيْشٌ بِالرَّوَاحِ

---

[1] البداية والنهاية ۳۴۴؍۵

قُلت فِي نَفْسِي :أَيِّ شَيْءٍ بَقِيَ؟أَيْنَ أذهب إِلَى النَّجَاشِيِّ!فَقَدِ اتَّبَعَ مُحَمَّدًا وَأَصْحَابُهُ عِنْدَهُ آمِنُونَ، فَأَخْرُجُ إِلَى هِرَقْلَ فَأَخْرُجُ مِنْ دِينِي إِلَى نَصْرَانِيَّةٍ أَوْ يَهُودِيَّةٍ،فَأُقِيمُ فِي عَجَمٍ، فأقيم في داري بمن بَقِيَ فَأَنَا فِي ذَلِكَ إِذْ دَخَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ فِي عمرة القضية،فتغيب وَلَمْ أَشْهَدْ دُخُولَهُ،وَكَانَ أَخِي الْوَلِيدُ بْنُ الْوَلِيدِ قَدْ دَخَلَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي عُمْرَةِ الْقَضِيَّةِ،فَطَلَبَنِي فَلَمْ يَجِدْنِي فَكَتَبَ إِلَيَّ كِتَابًا فَإِذَا فِيهِ

اور وہاں آپ کی مجلس میں اعتراضات کا سلسلہ شروع کرنے کے لیے کھڑا ہوا ہی تھا کہ ظہر کی نماز کا وقت ہو گیا جو آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ ادا فرمائی تو ہم نے بد دیانتی اور قتل کرنے کا سوچا ابھی ہم ارادہ کر ہی رہے تھے کہ نبی کریم ﷺ کو وحی کے ذریعے ہمارے برے ارادے کی خبر مل گئی تو انہوں نے عصر کی نماز صلاۃ خوف میں پڑھی تو ہمیں خطرہ محسوس ہونے لگا اور میں نے کہا تو ہم نے کنارہ کشی اختیار کی اور انہوں نے بھی ہمارے لشکر سے کنارہ کشی اختیار کر کے داہنی جانب چلنے لگے، آپ ﷺ جب قریش سے صلح کر کے واپس ہوئے تو میرے دل میں یہ خیال جڑ پکڑ گیا کہ قریش کی قوت اور شوکت ختم ہوئی، شاہ حبشہ نجاشی بھی آپ ﷺ کا پیروکار بن چکا ہے اور آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم حبشہ میں امن وامان کے ساتھ رہتے ہیں، اب ایک ہی صورت ہے کہ میں شاہ روم ہرقل کے پاس چلا جاؤں اور یہودی یا نصرانی ہو کر اس کے تابع عیب کی زندگی گزاروں، میں اسی خیال میں تھا کہ رسول اللہ ﷺ عمرۃ القضاء کے لئے مکہ مکرمہ تشریف لے آئے، تو میں نے اس کے نظارے سے عمداً احتراز کیا اور مکہ مکرمہ سے نکل کر روپوش ہو گیا، میرا بھائی ولید بن الولید بھی عمرۃ القضاء کے لئے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آیا تھا اس نے مجھے بہت تلاش کیا مگر میں اسے نہ ملا اس نے ایک خط میرے نام سے لکھا جس کا مضمون کچھ یوں تھا۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

أَمَّا بَعْدُ، فَإِنِّي لَمْ أَرَ أَعْجَبَ مِنْ ذَهَابِ رَأْيِكَ عَنِ الْإِسْلَامِ وَعَقْلُكَ عَقْلُكَ! وَمِثْلُ الْإِسْلَامِ جَهِلَهُ أَحَدٌ؟ وَقَدْ سَأَلَنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْكَ وَقَالَ أَيْنَ خَالِدٌ؟ فقلت يأتي الله به، فقال مِثْلُهُ جَهِلَ الْإِسْلَامَ؟ وَلَوْ كَانَ جَعَلَ نِكَايَتَهُ وجده مَعَ الْمُسْلِمِينَ كَانَ خَيْرًا لَهُ، وَلَقَدَّمْنَاهُ عَلَى غَيْرِهِ» فَاسْتَدْرِكْ يَا أَخِي مَا قَدْ فَاتَكَ [من] مَوَاطِنُ صَالِحَةٌ.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

أَمَّا بَعْدُ! میں نے اس سے زیادہ کوئی تعجب خیز امر نہیں دیکھا کہ تیرا دل دین اسلام کو قبول کرنے سے منحرف ہے حالانکہ تیری عقل ہے (یعنی مشہور و معروف ہے) اور اسلام جیسے دین سے کسی کا بے خبر رہنا نہایت تعجب انگیز ہے اور رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے تمہارے متعلق دریافت فرمایا کہ خالد کہاں ہے میں نے عرض کیا رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ عنقریب اس کو آپ کے پاس لے آئے گا، آپ نے فرمایا تعجب ہے کہ اس جیسا عاقل دین اسلام سے بے خبر و نادان ہے اور فرمایا کہ اگر خالد مسلمانوں کے ساتھ مل کر دین حق کی مدد کرتا اور اہل باطل کا مقابلہ کرتا تو یہ اس کے لئے بہتر ہوتا اور ہم اس کو دوسروں پر مقدم رکھتے، پس اے میرے بھائی! تجھ سے جو عمدہ مقامات فوت ہو گئے ہیں تو ان کی تلافی اور تدارک کر لے ابھی تدارک کا وقت ہے۔

قَالَ فَلَمَّا جَاءَنِي كِتَابُهُ نَشِطْتُ لِلْخُرُوجِ، وَزَادَنِي رَغْبَةً فِي الْإِسْلَامِ،وَسَرَّنِي سُؤَالُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

عَنِّي،وَأَرَى فِي النَّوْمِ كَأَنِّي فِي بِلَادٍ ضَيِّقَةٍ مجدبة فخرجت في بِلَادٍ خَضْرَاءَ وَاسِعَةٍ، فَقُلْتُ إِنَّ هَذِهِ لَرُؤْيَا وَالضِّيقُ الَّذِي كُنْتَ فِيهِ مِنَ الشِّرْكِ،قَالَ: فَلَمَّا أَجْمَعْتُ الْخُرُوجَ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ مَنْ أُصَاحِبُ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟

میرے بھائی کا یہ نامہ جب میرے پاس پہنچا تو اس نے میرے دل میں اسلام لانے کی ہلچل پیدا کر دی، میرے دل کو ہجرت مدینہ کی ایک خاص نشاط و مسرت سے بھر دیا اور رسول اللہ ﷺ نے میرے متعلق جو کچھ فرمایا تھا اس نے مجھے مسرور کر دیا، اسی دوران میں نے ایک خواب دیکھا کہ میں ایک تنگ قحط زدہ زمین پر ہوں، اور پھر اس تنگ و قحط زدہ علاقہ سے نکل کر کشادہ و سرسبز و شاداب علاقہ میں چلا گیا ہوں، اس خواب سے میں فوری طور پر کوئی نتیجہ تو اخذ نہ کر سکا لیکن میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر دائرہ اسلام میں داخل ہونے کا مصمم ارادہ کر لیا، مگر میں چاہتا تھا کہ کوئی اور بھی میرے ہمراہ مدینہ طیبہ چلے، کہتے ہیں کہ جب مصمم ارادہ ہوا تو اپنے اندر ہی کہا کہ اس مبارک سفر میں ساتھی کس کو بناؤں،

فَلَقِيتُ صَفْوَانَ بْنَ أُمَيَّةَ فَقُلْتُ: يَا أَبَا وَهْبٍ، أَمَا تَرَى مَا نَحْنُ فِيهِ؟إِنَّمَا نَحْنُ كَأَضراس وَقَدْ ظَهَرَ مُحَمَّدٌ عَلَى الْعَرَبِ وَالْعَجَمِ، فَلَوْ قَدِمْنَا عَلَى مُحَمَّدٍ وَاتَّبَعْنَاهُ فَإِنَّ شَرَفَ مُحَمَّدٍ لَنَا شَرَفٌ؟فَأَبَى أَشَدَّ الْإِبَاءِ فَقَالَ: لَوْ لَمْ يَبْقَ غَيْرِي مَا اتَّبَعْتُهُ أَبَدًا، فَافْتَرَقْنَا وَقُلْتُ: هَذَا رَجُلٌ قُتِلَ أَخُوهُ وَأَبُوهُ بِبَدْرٍ فَلَقِيتُ عِكْرِمَةَ بْنَ أَبِي جَهْلٍ فَقُلْتُ لَهُ مِثْلَ مَا قُلْتُ لِصَفْوَانَ بْنِ أُمَيَّةَ، فَقَالَ لِي مِثْلَ مَا قَالَ صَفْوَانُ بْنُ أُمَيَّةَ،قُلْتُ فَاكْتُمْ عليَّ،قَالَ: لَا أَذْكُرُهُ

اس خیال سے میں نے صفوان بن امیہ کو ملا اور اسے کہا اے ابو وہب تم دیکھتے ہو کہ محمد ﷺ نے قبائل عرب پر غلبہ پالیا ہے اگر ہم ان کے پاس جائیں اور ان کا اتباع کریں تو یہ ہمارے لئے بہتر ہو گا ان کا شرف ہمارا شرف ہو گا، مگر صفوان بن امیہ نے سختی سے انکار کرتے ہوئے کہا اگر روئے زمین پر میرے سوا کوئی بھی محمد ﷺ کے اتباع سے باقی نہ رہے تب بھی میں ان کی پیروی نہیں کروں گا، میں نے اپنے دل میں کہا کیونکہ اس شخص کا باپ اور بھائی غزوہ بدر میں مارے گئے ہیں اس لئے اس سے کوئی توقع نہیں کی جا سکتی، پھر میں عکرمہ بن ابی جہل سے ملا اور جو بات میں نے صفوان بن امیہ سے کہی تھی اس سے بھی کہی مگر عکرمہ نے بھی مجھے وہی جواب دیا جو صفوان نے دیا تھا، میں نے انہیں کہا کہ اس بات کا کسی سے ذکر نہ کریں، انہوں نے کہا میں کسی سے ذکر نہیں کروں گا

فَخَرَجْتُ إِلَى مَنْزِلِي فَأَمَرْتُ بِرَاحِلَتِي فَخَرَجْتُ بِهَا إِلَى أَنْ لَقِيتُ عُثْمَانَ بْنَ طَلْحَةَ فَقُلْتُ: إِنَّ هَذَا لِي صَدِيقٌ فَلَوْ ذَكَرْتُ لَهُ مَا أَرْجُو، ثُمَّ ذَكَرْتُ مَنْ قُتِلَ مِنْ آبَائِهِ فَكَرِهْتُ أَنْ أُذَكِّرَهُ،ثُمَّ قُلْتُ: وَمَا عَلَيَّ وَأَنَا رَاحِلٌ مِنْ سَاعَتِي فَذَكَرْتُ لَهُ مَا صَارَ الْأَمْرُ إِلَيْهِ،فَقُلْتُ إِنَّمَا نَحْنُ بِمَنْزِلَةِ ثَعْلَبٍ فِي جُحْرٍ، لَوْ صُبَّ فِيهِ ذَنُوبٌ مِنْ مَاءٍ لَخَرَجَ، وَقُلْتُ لَهُ نَحْوًا مِمَّا قلت لصاحبي: فأسرع الإجابة، وقال لقد غَدَوْتُ الْيَوْمَ وَأَنَا أُرِيدُ أَنْ أَغْدُوَ، وَهَذِهِ رَاحِلَتِي بِفَخٍّ مُنَاخَةٍ، قَالَ فَاتَّعَدْتُ أَنَا وَهُوَ يَأْجَجَ، إِنْ سَبَقَنِي أَقَامَ وَإِنْ سَبَقْتُهُ أَقَمْتُ عَلَيْهِ

میں گھر گیا اور اونٹنی کو تیار کیا اسی اثنا میں مجھے خیال ہوا کہ اپنے سچے دوست عثمان بن طلحہ سے بھی ملاقات کر لوں پھر مجھے اس کے باپ

دادا کا قتل ہونا یاد آیا اور میں متردد ہو گیا کہ عثمان سے ذکر کروں یا نہ کروں، پھر خیال آیا میں تو اب مدینہ منورہ جا ہی رہا ہوں ذکر کرنے میں میرا کیا نقصان ہے، میں نے کہا کہ ہم اس لومڑی کے درجے پر ہیں جو کہ سوراخ میں چھپی بیٹھی ہو اگر اس میں پانی کے ڈول ڈالے جائیں تو باہر نکل آئے وگرنہ وہی چھپی بیٹھی رہے اور اسی طرح میں اپنے ساتھی سے ہم کلام ہوا چنانچہ میں عثمان بن طلحہ سے ملا اور جو کچھ صفوان اور عکرمہ کو مشورہ دیا تھا اسے بھی دیا، عثمان بن طلحہ نے میرے مشورہ کو قبول کر لیا اور کہا میں بھی تمہارے ساتھ مدینہ منورہ چلتا ہوں میں تم سے مقام یاجج پر ملوں گا اگر تم پہلے پہنچ جاؤ تو میرا انتظار کرنا اور اگر میں پہلے پہنچ گیا تو میں تمہارا انتظار کروں گا یہ طے کر کے میں مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوا اور حسب وعدہ مقام یاجج پر عثمان بن طلحہ مجھے مل گئے،

قَالَ: فَأَدْلَجْنَا سَحَرًا فَلَمْ يَطْلُعِ الْفَجْرُ حَتَّى الْتَقَيْنَا بِيَأْجَجَ، فَغَدَوْنَا حَتَّى انْتَهَيْنَا إِلَى الهدة، فنجد عَمْرو بْنَ الْعَاصِ بهاقال: مَرْحَبًا بِالْقَوْمِ فَقُلْنَا: وَبِكَ،فَقَالَ إِلَى أَيْنَ مَسِيرُكُمْ؟فَقُلْنَا: وَمَا أَخْرَجَكَ؟فَقَالَ وَمَا أَخْرَجَكُمْ؟ قُلْنَا: الدُّخُولُ فِي الْإِسْلَامِ وَاتِّبَاعُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،قَالَ وَذَاكَ الَّذِي أَقْدَمَنِي، فَاصْطَحَبْنَا جَمِيعًا حَتَّى دَخَلْنَا الْمَدِينَةَ فَأَنَخْنَا بِظَهْرِ الْحَرَّةِ رِكَابَنَا

دوسرے دن صبح سویرے ہم دونوں وہاں سے روانہ ہوئے جب ہم مقام ھدہ پر پہنچے تو عمرو بن العاص بن وائل سے ملاقات ہوئی، (یہ بڑے خوش گفتار اور شیریں بیاں خطیب، قادر الکلام مدبر، سیاستدان اور سپہ سالار تھے، ان کی کنیت ابو عبد اللہ یا ابو محمد تھی، اور اس وقت ان کی عمر بیالیس سال کی تھی، ان کی والدہ کا نام سلمیٰ بنت حرملہ اور لقب نابغہ تھا، جو عرب کے فقر و فاقہ کے دور ابتلا میں عکاظ کے بازار میں فروخت ہوئیں تھیں، انہیں فاکہہ بن مغیرہ نے خرید لیا تھا پھر انہیں عبد اللہ بن جدعان نے خرید لیا تھا، پھر عاص بن وائل کے پاس پہنچ گئیں ان کے بطن سے ایک شریف النسب لڑکے عمرو پیدا ہوئے) عمرو بن العاص نے ہم دونوں کو مرحبا کہا، ہم نے بھی مرحبا کہا اور پوچھا کہ آپ کہاں جا رہے ہیں؟ کس چیز نے آپ کو نکلنے پر مجبور کیا ہے؟ تو اس نے بھی اسی بابت ان سے سوالاً پوچھا؟ انہوں نے کہا کہ وہ اسلام قبول کرنے اور محمد صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے اتباع کے ارادے سے مدینہ منورہ جا رہے ہیں، (ابن اسحاق کے مطابق وہ نجاشی شاہ حبشہ کے ہاتھ پر مسلمان ہو کر مدینہ جا رہے تھے) ہم نے کہا ہم دونوں بھی اسی ارادہ سے مدینہ منورہ جا رہے ہیں، اس طرح ہم تینوں ساتھ ہو کر مدینہ منورہ میں داخل ہوئے اور اپنے سواری کے اونٹ مقام حرہ میں بٹھلائے،

فَأُخْبِرَ بِنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسُرَّ بِنَافَلَبِسْتُ مِنْ صَالِحِ ثِيَابِي ثُمَّ عَمَدْتُ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَقِيَنِي أَخِي: فَقَالَ: أَسْرِعْ فَإِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أُخْبِرَ بِكَ فَسُرَّ بِقُدُومِكَ وَهُوَ يَنْتَظِرُكُمْ، فَأَسْرَعْنَا الْمَشْيَ فَاطَّلَعْتُ عَلَيْهِ،فَمَا زَالَ يَتَبَسَّمُ إِلَيَّ حَتَّى وَقَفْتُ عَلَيْهِ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ بِالنُّبُوَّةِ فَرَدَّ عَلَيَّ السَّلَامَ بِوَجْهٍ طَلْقٍ،فَقُلْتُ إِنِّي أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّكَ رَسُولُ اللهِ،فَقَالَ : تَعَالَ

کسی نے ہمارے آمد کی خبر رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم تک پہنچا دی جسے سن کر آپ بہت مسرور ہوئے، خالد رَضِيَ اللهُ عَنْهُ کہتے ہیں میں نے عمدہ کپڑے پہنے اور آپ کی خدمت میں حاضری کے لئے روانہ ہوا راستہ میں مجھے میرا بھائی ولید ملا اور کہا جلدی چلو رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کو تمہاری آمد کی خبر پہنچ

گئی ہے، آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تمہاری آمد سے بہت خوش ہوئے ہیں اور تمہارے منتظر ہیں، ہم تیزی کے ساتھ چلے اور آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی خدمت اقدس میں پہنچ گئے، رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مجھے دیکھ کر مسکرائے میں نے کہا السلام علیک اے اللہ کے رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ! آپ نے نہایت خندہ پیشانی سے میرے سلام کا جواب دیا، میں نے عرض کیا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں، آپ نے ارشاد فرمایا قریب ہو جاؤ

ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَاكَ قَدْ كُنْتُ أَرَى لَكَ عَقْلًا رَجَوْتُ أَنْ لَا يُسْلِمَكَ إِلَّا إِلَى خير قلت يارَسُولُ الله إِني قَدْ رَأَيتَ مَا كُنْتُ أَشْهَدُ مِنْ تِلْكَ المواطن عليك معانداً للحق فأدعو اللهَ أَنْ يَغْفِرَهَا لِي،فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْإِسْلَامُ يَجُبُّ مَا كَانَ قَبْلَهُ،قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ عَلَى ذَلِكَ،قَالَ اللهُمَّ اغْفِرْ لِخَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ كُلَّ مَا أَوْضَعَ فِيهِ مِنْ صَدٍّ عَنْ سَبِيلِ اللهِ،قَالَ خَالِدٌ: وَتَقَدَّمَ عُثْمَانُ وَعَمْرٌو فَبَايَعَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،فَلَمَّا أَنْ قَدِمتُ الْمَدِينَةَ قُلْتُ لَأَذْكُرَنَّهَا لِأَبِي بَكْرٍ، فَقَالَ: مَخْرَجُكَ الذى هَدَاكَ اللهُ لِلْإِسْلَامِ

پھر رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا حمد اس ذات پاک کی جس نے تجھے اسلام کی توفیق بخشی میں دیکھتا تھا کہ تجھ میں عقل ہے اور امید کرتا تھا کہ وہ عقل تجھے خیر اور بھلائی کی طرف تیری رہنمائی کرے گی، میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ! آپ دیکھتے تھے میں جنگوں میں آپ کے اور حق کے مقابلہ میں حاضر ہوتا تھا (جس پر میں نادم ہوں) اس لئے آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ میرے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ میری ان تمام خطاؤں کو معاف فرمادے، رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا اسلام ان تمام گناہوں کو مٹا دیتا ہے جو اس سے پہلے سرزد ہو چکے ہیں، میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ! پھر بھی دعا فرمائیں تو آپ نے میرے لئے یہ دعا فرمائی اے اللہ! تو خالد بن ولید کی ان تمام خطاؤں کو معاف فرمادے جو خالد نے اللہ تعالیٰ کی راہ سے روکنے کے لئے کی ہیں، چنانچہ میرے بعد عثمان بن طلحہ اور عمرو بن العاص آگے بڑھے اور رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے دست مبارک پر بیعت کی، خالد بن ولید رَضِيَ اللهُ عَنْهُ کہتے ہیں مدینہ منورہ میں نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے دست مبارک پر بیعت سے قبل میں نے سیدنا ابوبکر رَضِيَ اللهُ عَنْهُ سے اپنے خواب کا ذکر نہیں کیا تھا لیکن جب اس کے بعد میں نے ان سے اپنے اس خواب کا ذکر کیا تو وہ بولے کہ اس خواب میں میں نے جو تنگ و تاریک جگہ دیکھی تھی وہ کفر کا ظلمت کدہ تھا اور پھر جو وسیع اور سرسبز و شاداب جگہ دیکھی وہ فضائے اسلام تھی۔[1]

فَتَقَدَّمَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ فَبَايَعَ، ثُمَّ تَقَدَّمَ عُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ فَبَايَعَ، ثُمَّ تَقَدَّمْتُ فو الله مَا هُوَ إِلَّا أَنْ جَلَسْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ فما استطعت أن أرفع طرفي حَيَاءً مِنْهُ. قَالَ فَبَايَعْتُهُ عَلَى أَنْ يُغْفَرَ لِي مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِي وَلَمْ يَحْضُرْنِي مَا تَأَخَّرَ وَلَا أَذْكُرَ مَا تَأَخَّرَفَقَالَ :إِنَّ الْإِسْلَامَ يَجُبُّ مَا كَانَ قَبْلَهُ، وَالْهِجْرَةَ تَجُبُّ مَا كَانَ قَبْلَهَا

عمرو بن العاص رَضِيَ اللهُ عَنْهُ کہتے ہیں رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی خدمت میں حاضر ہونے کے بعد پہلے خالد بن ولید رَضِيَ اللهُ عَنْهُ نے بیعت کی پھر عثمان بن

---

[1] البداية والنهاية۲۷۲؍۴،دلائل النبوة للبيهقى ۳۴۹؍۴، مغازى واقدى۷۴۷؍۲،السيرة النبوية لابن كثير۴۵۱؍۳،المنهج الحركى للسيرة النبوية۸۵؍۳

طلحہ رضی اللہ عنہ نے بیعت کی پھر میں بیعت کے لئے آگے بڑھا مگر میری اس وقت یہ حالت تھی اللہ کی قسم! میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تو بیٹھ گیا مگر شرم وندامت کی وجہ سے آپ کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھ سکتا تھا بالآخر میں نے آپ کے دست مبارک پر بیعت کی اور عرض کیا کہ اس شرط پر بیعت کرتا ہوں کہ میری تمام گزشتہ خطائیں اور قصور معاف کر دیئے جائیں، عمرو کہتے ہیں اس وقت یہ خیال نہ آیا کہ یہ بھی عرض کر دیتا کہ میرے آئندہ اور پچھلے قصور معاف کر دیئے جائیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اسلام ان تمام گناہوں کو مٹا دیتا ہے جو اسلام سے پہلے کفر کی حالت میں کئے گئے ہیں اسی طرح ہجرت بھی تمام گزشتہ گناہوں کو مٹا دیتی ہے۔ (۱)

قال : فو الله مَا عَدَلَ بِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِخَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِهِ فِي أَمْرٍ حَزَبَهُ مُنْذُ أَسْلَمْنَا

عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اللہ کی قسم! جس دن سے ہم مسلمان ہوئے اس دن سے جو مہم پیش آئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے برابر کسی کو نہیں فرمایا۔ (۲)

ذكر الزّبير بن بكّار أنّ رجلا قال لعمرو: ما أبطأ بك عن الإسلام وأنت أنت في عقلك؟ قال: إنا كنا مع قوم لهم علينا تقدّم، وكانوا ممّن يواري حلومهم الخبال فلما ذهبوا وصار الأمر إلينا نظرنا وتدبّرنا فإذا حقّ بيّن، فوقع في قلبي الإسلام

زبیر بن بکار رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ کسی نے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ آپ اتنے دانشمند وسمجھدار ہو کر اتنی دیر تک اسلام سے کیوں دور رہے؟ انہوں نے جواباً کہا ہم ایسی قوم کے ساتھ تھے جنہیں ہم پر تقدم حاصل تھا اور ان کی عقلیں پہاڑوں کا مقابلہ کرتی تھیں پس ہم ان کی پناہ میں رہے، جب وہ لوگ جا چکے اور ہمیں امن میسر آیا تو اس وقت ہم نے اسلام کی حقانیت پر غور وفکر اور تدبر شروع کیا تب ہم پر اسلام کی حقیقت منکشف ہوئی پس اس وقت اسلام نے میرے دل میں گھر کر لیا۔ (۳)

اسلام کو خالد رضی اللہ عنہ بن ولید اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے سے بہت فائدہ پہنچا کیونکہ ان دونوں سیاسی وجنگی قائدین نے اسلامی فتوحات، دعوت اسلامی کی عام تبلیغ اور دین کی سر بلندی کی تاریخ میں ایک اہم اور عظیم الشان دور کی بناڈالی تھی۔

خالد بن ولید کے بھائی ولید رضی اللہ عنہ بن ولید کی وفات:

عمرۃ القضا کے کچھ عرصہ بعد ولید رضی اللہ عنہ نے آٹھ ہجری میں وفات پائی، ان کی والدہ لبابہ رضی اللہ عنہا ابھی حیات تھیں انہیں جو ان فرزند کی موت نے نڈھال کر دیا اور انہوں نے ایک دلدوز مرثیہ کہا جس کا ایک شعر یہ ہے۔

يَا عَيْنُ فَابْكِي لِلْوَلِيدِ بْنِ الْوَلِيدِ بْنِ الْمُغِيرَةِ كَانَ الْوَلِيدُ بْنُ الْوَلِيدِ أَبُو الْوَلِيدِ فَتَى الْعَشِيرَةِ

---

(۱) ابن ہشام۲۷۸/۲،مغازی واقدی۷۴۵/۲،دلائل النبوۃ للبیہقی۳۴۳/۴،البدایۃ والنہایۃ۲۷۱/۴

(۲) مغازی واقدی۷۴۵/۲

(۳) الاصابۃ فی تمیز الا صحابۃ ۵۳۷/۴، الأساس في السنة وفقهها - السيرة النبوية۱۹۵۹/۴

اے آنکھواس ولید بن ولید بن مغیرہ کی یاد میں آنسو بہاؤ ولید بن ولید جوشجاعت اور بہادری میں اپنے باپ کی طرح خاندان کا ہیرو تھا

فَقَالَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لا تَقُولِي هَكَذَا يَا أُمَّ سَلَمَةَ وَلَكِنْ قُولِي وَجَاءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيدُ

رسول اللہ ﷺ نے یہ مرثیہ سنا تو ان سے فرمایا اے ام سلمہ رضی اللہ عنہا! یہ نہ پڑھو بلکہ قرآن کریم کی یہ آیت تلاوت کرو ’’اور موت کی بے ہوشی ضرور آ کر رہے گی (اس وقت کہا جائے گا) یہ ہے وہ جس سے تو بھاگتا تھا۔‘‘[1]

سریہ غالب رضی اللہ عنہ بن عبداللہ (کدید اور فدک کی طرف)

صفر آٹھ ہجری

رسول اللہ ﷺ نے صفر آٹھ ہجری (جون ۶۲۹ء) میں غالب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو پندرہ یا سولہ مجاہدین کے ایک دستہ پر امیر مقرر فرما کر مکہ سے بیالیس (۴۲) میل کے فاصلے پر کدید نامی جگہ پر بنی ملوح کی طرف روانہ فرمایا

قَالَ: فَخَرَجْنَا حَتَّى إِذَا كُنَّا بِقُدَيْدٍ لَقِينَا الْحَارِثَ بْنَ الْبَرْصَاءِ اللَّيْثِيَّ فَأَخَذْنَاهُ،فَقَالَ: إِنَّمَا جِئْتُ أُرِيدُ الإِسْلامَ وَإِنَّمَا خَرَجْتُ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وسلم،قُلْنَا: إِنْ تَكُنْ مُسْلِمًا لَمْ يَضُرُّكَ رِبَاطُنَا يَوْمًا وَلَيْلَةً. وَإِنْ تَكُنْ عَلَى غَيْرِ ذَلِكَ نَسْتَوْثِقُ مِنْكَ،قَالَ: فَشَدَدْنَاهُ وِثَاقًا وَخَلَّفْنَا عَلَيْهِ رُوَيْجِلا مِنَّا أَسْوَدَ فَقُلْنَا: إِنْ نَازَعَكَ فَاحْتَزَّ رَأْسَهُ!

جب یہ مقام قدید پر پہنچے تو حارث بن مالک لیثی عرف ابن برصا (یہ ان کی والدہ تھیں) سے آمنا سامنا ہوا جسے مجاہدین نے گرفتار کرلیا،اس نے کہا کہ اس نے اسلام قبول کرنے کا ارادہ کرلیا ہے اور اسی مقصد کے لئے رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہونے کے لئے جارہا تھا،لیکن مجاہدین نے اس کی بات کا یقین نہ کیا اور اس سے کہا اگر تم نے مسلمان ہونے کا ارادہ کرلیا ہے تو ایک دن اور ایک رات تک ہمارا لشکر تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا اور اگر اس کے خلاف ہوا تو ہم تیری نگرانی کریں گے،ہم نے اسے رسی سے باندھ کر رویجل حبشی کے سپرد کر دیا اور ان سے کہہ دیا کہ اگر وہ تم سے جھگڑا کرے تو اس کا سر اڑا دینا[2]

ابن برصاء اسلام لے آئے اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کے آخری زمانے میں وفات پائی،ان سے صرف ایک حدیث مروی ہے،

عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ الْحَارِثِ بْنِ الْبَرْصَاءِ، قَالَ: سَمِعْت رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لَا تُغْزَى قُرَيْشٌ بَعْدَ الْيَوْمِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ!

عراک بن مالک کہتے ہیں حارث بن البرصاء کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فتح مکہ کے دن فرماتے ہوئے سنا ہے کہ آج کے

---

[1] ابن سعد۹۹؍۴،امتاع الاسماع۲۴۸؍۶

[2] ابن سعد۹۴؍۲،زادالمعاد۳۲۰؍۳

بعد قیامت تک مکہ مکرمہ پر کوئی چڑھائی نہیں ہو گی۔[١]

فَقَدِمَ غَالِبُ بْنُ عَبْدِ اللهِ اللیْثِيُّ مِنَ الْكَدِيدِ مِنْ سَرِيَّةٍ قَدْ ظَفَّرَهُ اللهُ عَلَيْهِمْ،بَعَثَ غَالِبَ بْنَ عَبْدِ اللهِ فِي مِائَتَيْ رَجُلٍ، وَخَرَجَ أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ فِيهَاحَتَّى انْتَهَى إِلَى مُصَابِ أَصْحَابِ بَشِيرٍ وَخَرَجَ مَعَهُ عُلْبَةُ بْنُ زَيْدٍ فِيهَا فَأَصَابُوا مِنْهُمْ نَعَمًا وَقَتَلُوا مِنْهُمْ قَتْلَى، فَأَدْرَكَنَا الْقَوْمُ ، أَرْسَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ حَيْثُ شَاءَ سَيْلًا، لَا وَاللهِ مَا رَأَيْنَا قَبْلَ ذَلِكَ مَطَرًا فَجَاءَ بِمَا لَا يَقْدِرُ أَحَدٌ يَقْدَمُ عَلَيَّ

جب غالب بن عبداللہ لیثی رضی اللہ عنہ سریہ سے واپس ہوئے اللہ نے انہیں فتح مند کیا تھا توآپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دوسومجاہدین کاایک دستہ پرامیرمقررفرماکرفدک کے اطراف میں بشیربن سعد رضی اللہ عنہ اوران کے رفقاکی شہادت کابدلہ لینے کے لئے روانہ فرمایا انہی میں اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بھی تھے، مجاہدین اسلام بشیر رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں پرمصیبت لانے والوں تک پہنچ گئے ان کے ہمراہ علبہ بن زید رضی اللہ عنہ بھی تھے، مجاہدین اسلام کواس جنگ میں مکمل کامیابی ہوئی،دشمن کے متعدد آدمی قتل ہوگئے اورمجاہدین ان کے بہت سے اونٹ، بکریاں ہانک کر روانہ ہوئے،اس قوم کے لوگ ایک بہت بڑی جمعیت لیکر ہمارے تعاقب میں روانہ ہوئے، لیکن اسی وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے اتنی زور کی بارش ہوئی کہ مجاہدین اورکفار کے درمیان جوایک وادی حائل تھی وہ پانی سے بھرگئی حالانکہ اس سے قبل ہم نے بارش کودیکھاتک نہ تھااور وہ ہم تک نہ پہنچ سکے۔[٢]

سریہ شجاع رضی اللہ عنہ بن وہب اسدی (السیی کی طرف)

ربیع الاول آٹھ ہجری

فِي شهر ربيع الأول سنة ثمان، بَعَثَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شُجَاعَ بْنَ وَهْبٍ فِي أَرْبَعَةٍ وَعِشْرِينَ رَجُلا إِلَى جَمْعٍ مِنْ هَوَازِنَ بِالسِّيِّ نَاحِيَةَ رُكْبَةَ مِنْ وَرَاءِ الْمَعْدِنِ. وَهِيَ مِنَ الْمَدِينَةِ عَلَى خَمْسِ لَيَالٍ، وَأَمَرَهُ أَنْ يُغِيرَ عَلَيْهِمْ،وَكَانَ يَسِيرُ اللَّيْلَ وَيَكْمُنُ النَّهَارَ حَتَّى صَبَّحَهُمْ وَهُمْ غَارُّونَ،فَأَصَابُوا نَعَمًا كَثِيرًا وَشَاءً وَاسْتَاقُوا ذَلِكَ حَتَّى قَدِمُوا الْمَدِينَةَ وَاقْتَسَمُوا الْغَنِيمَةَ. وَكَانَتْ سِهَامُهُمْ خَمْسَةَ عَشَرَ بَعِيرًا وَعَدَلُوا الْبَعِيرَ بِعَشْرٍ مِنَ الْغَنَمِ،وَغَابَتِ السَّرِيَّةُ خَمْسَ عَشْرَةَ لَيْلَةً

بنوہوزان نے متعددبارمسلمانوں کے خلاف دشمنوں کوکمک پہنچائی تھی،اس لئے ان کی سرکوبی کے لئے ربیع الاول آٹھ ہجری میں (جولائی ۶۲۹ء) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شجاع بن وہب اسدی رضی اللہ عنہ کوچوبیس مجاہدین کے ایک دستہ کاامیرمقررفرماکرمدینہ منورہ سے پانچ رات کی مسافت پر السیی نامی جگہ پرقبیلہ ہوزان کی ایک جماعت کی طرف بھیجاجومعدن کے پیچھے رکبہ کی جانب ہے (یہ بصرہ سے مکہ مکرمہ کی

---

[١] مغازی واقدی ٢,٨٦٢،إمتاع الأسماع ١,٤٠٠،سبل الهدى والرشاد، في سيرة خير العباد ٥,٢٥٧

[٢] ابن سعد ٢,٩٦

طرف جانے والی شاہراہ پر واقع ایک جنگل ہے جہاں چور پناہ لیا کرتے تھے) آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے حکم فرمایا کہ ان پر اچانک حملہ کر دیں، رازداری کے پیش نظر یہ لشکر دن کے وقت چھپا رہتا اور رات میں سفر کرتا رہا یہاں تک کہ ہوزان کے جتھے پر غفلت کی حالت میں اچانک حملہ کر دیا مگر جنگ کی نوبت نہ آئی اور دشمن فرار ہو گیا شجاع بن وہب اسدی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ مال غنیمت میں بہت سارے اونٹ اور بکریاں ہانک کر مدینہ واپس آ گئے اس مال کی تقسیم سے ان کے حصہ میں پندرہ اونٹ آئے جو کہ ایک اونٹ دس بکریوں کے برابر گردانہ گیا، یہ سریہ پندرہ دن کا تھا۔ [۱]

سریہ کعب رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ بن عمیر غفاری (ذات اطلاح کی طرف)

ربیع الاول آٹھ ہجری

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو خبر ملی کہ شمالی عرب میں حمیری قحطانی قبیلہ بنو قضاعہ نے مسلمانوں پر حملہ کرنے کے لئے ایک بڑی جمیعت فراہم کر رکھی ہے،ان کی بستیاں شحر (یمن) نجران،حجاز اور شام میں تھیں

وصنما كان لهم في مشارف الشام يقال له:الأقيصر، فكانوا يحجون اليه، ويحلقون رؤوسهم عنده

اور یہ لوگ الأقیصر نامی بت کے پجاری تھے جس کے آستانے کا حج کرنے آتے اور وہاں سر منڈاتے تھے۔ [۲]

وكانت النصرانية منتشرة في بعضهم

ان میں بعض نے عیسائیت اختیار کر لی تھی۔ [۳]

قَالَ: بَعَثَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَعْبَ بْنَ عُمَيْرٍ الْغِفَارِيَّ فِي خَمْسَةَ عَشَرَ رَجُلا حَتَّى انْتَهَوْا إِلَى ذَاتِ أَطْلاحٍ مِنْ أَرْضِ الشَّامِ ،فَوَجَدُوا جَمْعًا مِنْ جَمْعِهِمْ كَثِيرًا فَدَعَوْهُمْ إِلَى الإِسْلامِ فَلَمْ يَسْتَجِيبُوا لَهُمْ وَرَشَقُوهُمْ بِالنَّبْلِ،فَلَمَّا رَأَى ذَلِكَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاتَلُوهُمْ أَشَدَّ الْقِتَالِ حَتَّى قُتِلُوا فَأَفْلَتَ مِنْهُمْ رَجُلٌ جَرِيحٌ فِي الْقَتْلَى، حَتَّى آتي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ الْخَبَرَ، فَشَقَّ ذَلِكَ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهَمَّ بِالْبَعْثِ إِلَيْهِمْ، فَبَلَغَهُ أَنَّهُمْ قَدْ سَارُوا إِلَى مَوْضِعٍ آخَرَ فَتَرَكَهُمْ

چنانچہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے کعب بن عمیر غفاری رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کو صرف پندرہ مجاہدین کے ایک دستہ کا امیر مقرر فرما کر ان کی سرکوبی کے لئے ذات اطلاح نامی جگہ کی طرف جو شام کے علاقہ میں ہے روانہ فرمایا، مجاہدین اسلام کو گھوڑوں پر سوار دشمنوں کی کثیر تعداد کا سامنا کرنا پڑا، صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُم نے انہیں دعوت اسلام پیش کی مگر انہوں نے اس دعوت کو قبول کرنے سے انکار کر دیا اور صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُم پر تیروں کی بوچھاڑ کر دی، جب صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُم نے یہ کیفیت دیکھی تو انہوں نے ان کا نہایت سخت مقابلہ کیا یہاں تک کہ لڑتے لڑتے چودہ مجاہدین شہید ہو گئے، ان شہداء کے درمیان صرف ایک زخمی مجاہد زندہ بچا، ابن سعد کا قول ہے کہ یہ سر لشکر تھے، یہ رات کی سردی میں مصیبت جھیلتے

[۱] ابن سعد ۹۷/۲، عیون الآثر ۱۹۵/۲

[۲] معجم قبائل العرب ۱۷۴/۱

[۳] معجم قبائل العرب ۹۵۸/۳

ہوئے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچے اور اس حادثہ کی اطلاع دی،اس پر آپ ﷺ بہت رنجیدہ ہوئے اور ان پر دوسرا دستہ بھیجنے کا ارادہ فرمایا لیکن آپ کو پتا چلا کہ دشمن کسی دوسری جگہ پر جاچکے ہیں تو آپ نے ان کا خیال چھوڑ دیا۔[1]

غزوہ موتہ(غزوہ جیش الامراء)

جمادی الاولیٰ آٹھ ہجری(اگست یا ستمبر ۶۲۹ء)

رسول اللہ ﷺ نے جب سلاطین اور امراء کے نام دعوت اسلامی کے خطوط روانہ فرمائے تو حارث بن عمیر ازدی رضی اللہ عنہ کو ہرقل کی طرف سے بصریٰ کے حاکم حارث بن ابی شمر غسانی کے نام ایک نامہ گرامی دے کر بھیجا

وَيُقَالُ إِنَّ السَّبَبَ فِيهَا أَنَّ شُرَحْبِيلَ بْنَ عَمْرٍو الْغَسَّانِيَّ وَهُوَ مِنْ أُمَرَاءِ قَيْصَرَ عَلَى الشَّامِ قَتَلَ رَسُولًا أَرْسَلَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى صَاحِبِ بُصْرَى وَاسْمُ الرَّسُولِ الْحَارِثُ بْنُ عُمَيْرٍ

جب یہ موتہ میں ٹھیرے تو شرحبیل بن عمرو غسانی نے جو قیصر کی طرف سے شام کا حاکم تھا اس نے تمام سفارتی آداب واخلاق کو پس پشت ڈال کر حارث بن عمیر ازدی رضی اللہ عنہ کو بندھوا کر قتل کر دیا۔[2]

وَلَمْ يُقْتَلْ لِرَسُولِ الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رسول غيره،فاشتد ذَلِكَ عَلَيْهِ

ان کے سوا رسول اللہ ﷺ کا کوئی اور قاصد شہید نہیں کیا گیا تھا فتح خیبر کے بعد جب آپ ﷺ کو یہ خبر پہنچی تو آپ کو بہت شاق گزرا۔[3]

فَأَقَامَ بِهَا بَقِيَّةَ ذِي الْحِجَّةِ، وَوَلِيَ تِلْكَ الْحَجَّةَ الْمُشْرِكُونَ، وَالْمُحَرَّمَ وَصَفَرًا وَشَهْرَيْ رَبِيعٍ، وَبَعَثَ فِي جُمَادَى الْأُولَى بَعْثَهُ إِلَى الشَّامِ الَّذِينَ أُصِيبُوا بِمُؤْتَةَ وَهُمْ ثَلَاثَةُ آلَافٍ،وَاسْتَعْمَلَ عَلَيْهِمْ زَيْدَ بْنَ حَارِثَةَ، ثُمَّ قَالَ: فَإِنْ أُصِيبَ زَيْدٌ فَجَعْفَرٌ، فَإِنْ أُصِيبَ جَعْفَرٌ فَعَبْدُ اللهِ بْنُ رَوَاحَةَ، فَإِنْ أُصِيبَ فَلْيَرْتَضِ الْمُسْلِمُونَ رَجُلًا فَلْيَجْعَلُوهُ عَلَيْهِمْ

رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ میں باقی مہینہ ذی الحجہ،محرم،صفر،ربیع الاول اور ربیع الثانی کا مہینہ رہے،پھر جمادی الاول میں آپ ﷺ نے مقام موتہ کی طرف جو مضافات ملک شام میں ہے اپنا لشکر روانہ فرمایا جو تین ہزار مجاہدین پر مشتمل تھا اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو ان پر سردار مقرر فرمایا اور وصیت فرمائی،اگر وہ شہید ہوجائیں تو جعفر رضی اللہ عنہ بن ابی طالب امیر ہوں گے اور اگر وہ بھی شہید ہوجائیں تو عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ امیر ہوں گے اگر وہ بھی کام آجائیں تو پھر لوگ خود اپنی مرضی سے اپنی جماعت میں سے کسی سپہ سالار کا انتخاب کرلیں۔[4]

---

[1] ابن سعد۹۷؍۲،مغازی واقدی۷۵۲؍۲،دلائل النبوۃ للبیہقی۳۵۷؍۴، عیون الآثر۱۹۶؍۲،البدایۃ والنہایۃ۲۷۴؍۴،السیرۃ النبویۃ لابن کثیر۴۵۴؍۳

[2] فتح الباری۵۱۱؍۷

[3] ابن سعد۹۷؍۲

[4] صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ غَزْوَةِ مُؤْتَةَ مِنْ أَرْضِ الشَّأْمِ۴۲۶۱ ، مسنداحمد۲۲۵۶۶،السنن الکبری للنسائی۸۱۹۲،دلائل النبوۃ للبیہقی۳۵۸؍۴،ابن ہشام ۳۷۳؍۲اسی وجہ سے اس جنگ کا نام جَيْشَ الْأُمَرَاءِ رکھاگیا مسنداحمد۲۲۵۶۶،السنن الکبریٰ

قَالَ: جَاءَ النُّعْمَانُ بْنُ فُنْحُصٍ الْيَهُودِيُّ فَوَقَفَ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وسلَّم مَعَ النَّاس، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وسلَّم زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ أَمِيرُ النَّاسِ، فَإِنْ قُتِلَ زَيْدٌ فَجَعْفَرُ بْنُ أَبِي طَالِبٍ، فَإِنْ قُتِلَ جَعْفَرٌ فَعَبْدُ اللهِ بْنُ رَوَاحَةَ، فَإِنْ قُتِلَ عَبْدُ اللهِ بْنُ رَوَاحَةَ فَلْيَرْتَضِ الْمُسْلِمُونَ بَيْنَهُمْ رَجُلًا فَلْيَجْعَلُوهُ عَلَيْهِمْ، فَقَالَ النُّعْمَانُ: أَبَا الْقَاسِمِ إِنْ كُنْتَ نَبِيًّا فَلَوْ سَمَّيْتَ مَنْ سَمَّيْتَ قَلِيلًا أَوْ كَثِيرًا أُصِيبُوا جَمِيعًا، وإن الأنبياء في بَنِي إِسْرَائِيلَ كَانُوا إِذَا سَمَّوْا الرَّجُلَ عَلَى الْقَوْمِ فَقَالُوا إِنْ أُصِيبَ فُلَانٌ فَفُلَانٌ، فَلَوْ سموا مائة أصيبوا جميعاً ثم جعل يَقُولُ لِزَيْدٍ، اعْهَدْ فَإِنَّكَ لَا تَرْجِعُ أَبَدًا إِنْ كَانَ محمّد نَبِيًّا فقَالَ زَيْدٌ:فَأَشْهَدُ أَنَّهُ نَبِيٌّ صَادِقٌ بَارٌّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

جب رسول اللہ ﷺ زید بن حارثہ کی سرکردگی میں لشکر موتہ کی طرف روانہ فرما رہے تھے تو اس وقت نعمان ابن فنحص یہودی آپ ﷺ کی خدمت میں اپنے کچھ لوگوں کے ساتھ حاضر تھا اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر زید بن حارثہ لشکر کے امیر ہوں گے اگر وہ شہید ہو جائیں تو جعفر رضی اللہ عنہ بن ابی طالب امیر لشکر ہوں گے اور اگر وہ بھی شہید ہو جائیں تو عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ امیر ہوں گے اگر وہ بھی کام آ جائیں تو پھر لوگ خود اپنی مرضی سے اپنی جماعت میں سے کسی سپہ سالار کا انتخاب کر لیں، نعمان نے عرض کیا اے ابو قاسم! بنی اسرائیل کے انبیاء اپنے حواریوں کو بالکل اسی طرح احکام دیا کرتے تھے اور آپ ﷺ کے بارے میں اب تک جو کچھ کم و بیش میں نے سنا ہے اس کے مطابق اگر آپ واقعی سچے نبی ہیں تو زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اس مہم سے ناکام ہو کر واپس نہیں لوٹیں گے بلکہ آپ کے حکم کے متابعت میں انبیائے بنی اسرائیل کے متبعین کی طرح دشمن کا حتی الامکان مقابلہ کرتے ہوئے اپنی جان دے کر آپ کی نبوت کی صداقت کا ثبوت دیں گے پھر اس نے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے کہا اپنے متعلقین کو وصیت کر جاؤ کیونکہ اگر محمد سچے نبی ہیں تو تم اب ان کی طرف واپس نہ ہو سکو گے، زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ سچے رسول ہیں۔[1]

رسول اللہ ﷺ کو جس افرادی قوت کا مہیا کرنا تھا اس میں کمانداروں کی تربیت اور ان کا چناؤ خاص اہمیت رکھتا تھا، سبھی سپاہی ایک سے نہیں ہوتے، کسے کمان سونپی جائے اور کن کن کو صف میں رہنے دیا جائے؟ سپہ سالار کی نظر انتخاب پر جب تک پوری فوج کو کلی اعتماد نہ ہو اس وقت تک افسروں، ماتحت افسروں اور عہدیدار کے تقرر کا مسئلہ بخوبی انجام نہیں پا سکتا، یہ رسول اللہ ﷺ کے تدبر، وسعت نظر، استقامت اور انصاف پروری و عدل گستری کا ثبوت ہے کہ کمانداروں کے چناؤ اور تقرر، ان کی تربیت اور بالآخر ان کو میدان جنگ میں کمان سونپنے کے معاملہ میں ابھی تک ایسا ایک واقعہ بھی پیش نہیں آیا تھا کہ کسی سمت سے اعتراض ہوا ہو مگر اس مرتبہ مہاجرین اور انصار میں زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی قیادت اور بڑے بڑے خاندانی معززین کی ماتحتی کے متعلق چہ میگوئیاں ہوئیں، لیکن رسول اللہ ﷺ کو یہی سبق دینا تھا کہ درجہ بندی خاندان اور تعلقات کی نسبت سے نہیں اہلیت کی نسبت سے ہوتی ہے اس لئے آپ ﷺ نے زید رضی اللہ عنہ بن حارثہ کی سیادت پر ہی اصرار فرمایا اور زید رضی اللہ عنہ بن حارثہ ہی امیر لشکر کی حیثیت سے شام کو روانہ ہوئے، آئندہ مسلمانوں کے ہر دور کی تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ

للنسائی ۸۱۹۲

[1] البدایۃوالنہایۃ۴/۲۷۵، مغازی واقدی۲/۷۵۶ ،دلائل النبوۃ للبیہقی ۴/۳۵۸

جب بھی مسلمانوں نے اہلیت کار کو خاندانی اور تعلقاتی مصلحتوں پر ترجیح دینے کی سنت شریفہ پرعمل کیا کامیابی نے ان کے قدم چومے اور جب اس سنت سے انحراف کیا گیا اس کے منطقی اور قدرتی نتائج سے مفر ممکن نہ ہوسکا

وعقد لَهُمْ رَسُول اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لواء أبيض ودفعه إلى زيد بْن حارثة وأوصاهم رَسُول اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أن يأتوا مقتل الحارث بْن عمير وأن يدعوا مِن هناك إلى الْإِسْلَام فإن أجابوا وإلا استعانوا عليهم بالله وقاتلوهم . وخرج مشيعا لهم حتى بلغ ثنية الوداع فوقف وودعهم،فَقَالَ: أُغْزُوا بِسْمِ اللهِ، فَقَاتِلُوا عَدُوّ اللهِ وَعَدُوّكُمْ بِالشّامِ

پھر رسول اللہ ﷺ نے سفید جھنڈا تیار کر کے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو عطا فرمایا اور انہیں ہدایت فرمائی کہ پہلے حارث بن عمیر رضی اللہ عنہ کے قتل کی جگہ پر پہنچ کر وہاں کے موجودہ لوگوں کو اسلام کی دعوت دیں اگر وہ قبول کر لیں تو بہتر ورنہ اللہ سے مدد طلب کر کے ان سے جہاد شروع کرنا، چنانچہ لشکر اسلام مدینہ سے بجانب شام تین میل پر واقع مقام جرف پر جمع ہوا، اس کے بعد لشکر روانہ ہوا اور آپ ﷺ اس لشکر کو رخصت کرنے کے لئے ثنية الوداع تک تشریف لے گئے اور فرمایا اللہ کا نام لے کر جہاد کرو اور اللہ کے دشمنوں اور شام میں جو دشمن ہیں انہیں قتل کر دو۔[1]

اس دور کی جنگوں میں امن پسند شہریوں پر جن کا جنگ میں کوئی دخل نہیں ہوتا تھا ظلم وتعدی اور شقاوت وتشدد کرنے میں جنگی حدود سے بہت تجاوز کیا جاتا تھا، بے رحم حملہ آور فتح پا کر بچوں، عورتوں، بوڑھوں، اپنی عبادت گاہوں میں مصروف مذہبی لوگوں، لاچار مریضوں اور مجروحین کو بلا امتیاز قتل کرنے کی کوشش کرتے تھے، ان کے کھیت جلا اور درخت کاٹ دیئے جاتے تھے، گھروں اور بازاروں میں لوٹ مار کے بعد مکانات اور دوکانوں کو آگ لگا کر شہروں کو تہس نہس کر دیا جاتا تھا، شکست خوردہ باشندے ایسی ہر انتہائی بربریت وشقاوت سے دوچار ہوجاتے تھے جن کا ذہن میں تصور بھی ممکن نہیں،

أن رَسُول اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أُوصِيكُمْ بِتَقْوَى اللهِ وَبِمَنْ مَعَكُمْ مِنَ الْمُسْلِمِينَ خَيْرًا أُغْزُوا بِسْمِ اللهِ فِي سَبِيلِ اللهِ، فَقَاتِلُوا مَنْ كَفَرَ بِاللهِ، لَا تَغْدِرُوا وَلَا تغْلُوا وَلا تَقْتُلُوا الْوِلْدَانَ وَلا أَصْحَابَ الصَّوَامِعِ

چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ان گھناؤنے فعل سے مجاہدین کو خبردار کرنے کے لئے عظیم الشان نصیحتیں فرمائیں میں تمہیں اللہ کا تقویٰ اور اپنے مسلمان ساتھیوں سے حسن سلوک کی نصیحت کرتا ہوں، اللہ کا نام لے کر اللہ کی راہ میں اللہ کے منکرین حق سے جہاد کرنا، نہ عہد شکنی کرنا اور نہ کسی قسم کی زیادتی کرنا اور نہ کسی بچے، عورت، عمر رسیدہ بوڑھے کو قتل کرنا اور نہ اپنی عبادت گاہ میں گوشہ نشین شخص کو قتل کرنا، کسی کھجور کے باغ کے قریب نہ جانا، نہ کسی درخت کو کاٹنا اور نہ کسی مکان کو منہدم کرنا۔[2]

فَلَمَّا حَضَرَ خُرُوجُهُمْ، وَدَّعَ النَّاسُ أُمَرَاءَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَلَّمُوا عَلَيْهِمْ، فَبَكَى عَبْدُ اللهِ بْنُ رَوَاحَةَ،

---

[1] ابن سعد۹۸؍۲،ابن ہشام ۳۷۳؍۲،مغازی واقدی ۷۵۸؍۲

[2] رحمة للعالمین ۲۷۱؍۲

فَقَالُوا :مَا يُبْكِيكَ يَا بْنَ رَوَاحَةَ؟فَقَالَ: أَمَا وَاللَّهِ مَا بِي حُبُّ الدُّنْيَا وَلَا صَبَابَةٌ بِكُمْ، وَلَكِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ آيَةً مِنْ كِتَابِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ، يَذْكُرُ فِيهَا النَّارَ وَإِنْ مِّنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا ۚ كَانَ عَلَىٰ رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا فَلَسْتُ أَدْرِي كَيْفَ لِي بِالصَّدَرِ بَعْدَ الْوُرُودِفَقَالَ الْمُسْلِمُونَ: صَحِبَكُمْ اللهُ وَدَفَعَ عَنْكُمْ، وَرَدَّكُمْ إِلَيْنَا صَالِحِينَ

جب تین ہزار مجاہدین پر مشتمل یہ مختصر لشکر اس وقت کے سب سے بڑی عالمی مسیحی طاقت روم سے مقابلہ کے لئے شام کی طرف روانہ ہونے لگا تو لوگ لشکر کے سردار کو رخصت کرنے آئے جب سب سے رخصت ہو گئے تو عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ رونے لگے لوگوں نے پوچھا اے عبداللہ رضی اللہ عنہ! تم کیوں روتے ہو؟ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں دنیا کی کسی چیز کی محبت میں نہیں رو رہا ہوں لیکن میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ کی کتاب میں سے ایک آیت سنی ہے جس میں جہنم کا ذکر ہے ”تم میں سے کوئی ایسا نہیں ہے جو دوزخ پر وارد نہ ہو گا یہ اللہ کا بڑا پکا وعدہ ہے۔“ اس لئے میں اس خوف سے روتا ہوں کہ دوزخ پر وارد ہو کر وہاں سے چھٹکارا کیونکر ہو گا، مسلمانوں نے کہا اے عبداللہ رضی اللہ عنہ! اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی حفظ وحمایت میں رکھے اور دشمن کو مغلوب کر کے تمہیں صحیح وسالم ہم سے ملائے، عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اس وقت یہ اشعار کہے۔

لَكِنَّنِي أَسْأَلُ الرَّحْمَنَ مَغْفِرَةً وضربة ذَات فرغ تَقْذِفُ الزَّبَدا

میں اللہ تعالیٰ سے مغفرت کا طلبگار ہوں اور تلوار کا ایسا وسیع گھاؤ کھانے کی دعا کرتا ہوں جو خون کے جھاگ ڈال رہا ہو

أَوْ طَعْنَةً بِيَدَيْ حَرَّانَ مُجْهِزَةً بِحَرْبَةٍ تُنْفِذُ الْأَحْشَاءَ وَالْكَبِدَا

یا سامنے سے نیزے کی ایسی ضرب جو انتڑیوں اور جگر کے پار ہو جائے

حَتَّى يُقَالَ إِذَا مَرُّوا عَلَى جَدَثِي أَرْشَدَهُ اللهُ مِنْ غَازٍ وَقَدْ رَشَدَا

تا کہ جب لوگ میری طرف سے گزریں تو کہیں اللہ تعالیٰ اس کو نیکی دے یہ وہی شخص ہے جس نے جہاد کیا اور ہدایت پائی۔[1]

ان کا نام عبداللہ بن ثعلبہ بن امرء القیس بن عمرو بن امرء القیس الاکبر انصاری خزرجی تھا یہ قبیلہ بنو حارث سے تھے، ان کی کنیت ابو محمد، ایک قول کے مطابق ابو رواحہ اور ایک قول کے مطابق ابو عمر تھی، ان کی والدہ کا نام کبشہ بنت واقد بن عمرو بن اطنابہ تھا یہ بھی بنو حارث بن خزرج قبیلہ کی تھیں، یہ صحابی بیت عقبہ میں شریک تھے، غزوہ بدر، غزوہ احد، غزوہ خندق، غزوہ حدیبیہ، عمرۃ القضا اور تمام دوسری جنگوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک رہے، یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے دفاع کرنے والے شعراء میں سے تھے، ان کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں یہ دو اشعار درج ہیں

إِنِّي تَفَرَّسْتُ فِيكَ الْخَيْرَ نَافِلَةً اللهُ يَعْلَمُ أَنِّي ثَابِتُ الْبَصَرِ

---

[1] ابن ہشام۳۷۳؍۲، الروض الانف ۱۶۵؍۷،عیون الآثر۱۹۷؍۲،تاریخ طبری ۳۷؍۳،البدایۃ والنہایۃ ۲۷۵؍۴، زادالمعاد ۳۳۷؍۳، دلائل النبوۃ للبیہقی۳۵۸؍۴

میں نے آپ کی ذات میں کثیر عطایا و بخشش کی خوبی پائی | اللہ علیم ہے کہ میں اپنی اس رائے میں صحیح النظر ہوں

أَنْتَ الرَّسُولُ فَمَنْ يُحْرَمْ نَوَافِلَهُ | وَالْوَجْهَ مِنْهُ فَقَدْ أَزْرَى بِهِ الْقَدَرُ

آپ سچے رسول ہیں جو شخص آپ کے عطایا و توجہات سے | محروم رہا وہ بڑا ہی بدنصیب رہا

ثُمَّ مَضَوْا حَتَّى نَزَلُوا مَعَانَ، مِنْ أَرْضِ الشَّامِ، فَبَلَغَ النَّاسَ أَنَّ هِرَقْلَ قَدْ نَزَلَ مَآبَ، مِنْ أَرْضِ البلقاء، فِي مائة أَلْفٍ مِنْ الرُّومِ، وانضمّ إِلَيْهِم مل لَخْمٍ وَجُذَامٍ وَالْقَيْنِ وبهراء وبليّ مائة أَلْفٍ مِنْهُمْ، عَلَيْهِمْ رَجُلٌ مِنْ بَلِيٍّ ثُمَّ أَحَدُ إِرَاشَةَ، يُقَالُ لَهُ: مَالِكُ بْنُ زَافِلَةَ

جب اسلامی لشکر چلتے چلتے جنوبی اردن پہنچ کر مَعَانَ کے مقام پر پڑاؤ ڈالا، وہاں جاسوسوں نے انہیں خبر دی کہ ہرقل نے ایک لاکھ رومیوں کا اور ایک لاکھ کا لشکر قبائل لخم وجذام اور بہراء اور قین اور بلی سے جمع کیا ہے اور شہر مآب میں جو بلقاء کا مقام ہے آ کر خیمہ زن ہے، اور قبائل کے لشکر پر اس نے مالک بن زافلہ نامی ایک شخص کو سردار مقرر کیا ہے۔

اگر اس تعداد کو تسلیم کر لیا جائے تو جنگ میں فریقین میں جو نسبت قرار پاتی ہے وہ عالمی تاریخ کی کسی جنگ میں اپنی مثال نہیں رکھتی تین ہزار مجاہدین کا ایک بریگیڈ دولاکھ کے لشکر سے نبرد آزما ہونے کے لئے بڑھ رہا ہے، دشمن کے لشکر کا ایک حصہ جو ایک لاکھ افراد پر مشتمل تھا مسلمانوں سے پہلے رابطہ پیدا کرنے کے لئے اگلی صفوں میں موجود تھا بقیہ ایک لاکھ مآرب میں اس کی پشت پناہی کے لئے تیار تھا، یہ خواب کی سی بات معلوم ہوتی ہے لیکن پرانے مورخین میں سے کسی نے اس سے اختلاف نہیں کیا۔

اس جنگ کی سیاسی وجہ اس سے بھی زیادہ دلچسپ تھی مسلمان یہ دعویٰ لے کر آئے تھے کہ رومی سلطنت کے زیر حفاظت امیر نے سفارتی آداب کی خلاف ورزی کی ہے اور ایک خودمختیار ریاست کے سفیر کو قتل کر دیا ہے، عظیم سلطنت روما کو اپنی عظمتوں کے پیش نظر سفارتی اعتماد کی بحالی اور اسلامی ریاست مدینہ منورہ کی خود مختاری کو تسلیم کرنے کے اظہار کے طور پر اپنے زیر حفاظت امیر کے اس فعل کی تلافی کرنا چاہیے تھی لیکن سلطنت روما نے اس کے خلاف قوت کا مظاہرہ کر کے یہ ثابت کیا کہ وہ اسلامی ریاست مدینہ کی آزادی اور خود مختاری کو تسلیم کرنے سے انکار کرتی ہے، اس ریاست کا سفیر سلطنت روم کی نظر میں سفیر نہیں، تین ہزار کا یہ معمولی لشکر اسی سیاسی نکتے کی وضاحت کے لئے روانہ کیا گیا تھا کہ مسلمان کمزور اور کم تعداد ہونے کے باوجود اپنی آزادی اور خود مختاری کی نفی کو برداشت نہیں کریں گے، اس کے مقابلے میں سلطنت روما نے دولاکھ آہن پوشوں کا سیل بے پناہ تیار کر کے اس نکتے کی وضاحت کی تھی کہ وہ مدینہ کے اس دعوے کو تسلیم نہیں کرتے اور بزور شمشیر اسے اس دعوے سے دستبردار ہونے پر مجبور کریں گے۔

فَلَمَّا بَلَغَ ذَلِكَ الْمُسْلِمِينَ أَقَامُوا عَلَى مَعَانَ لَيْلَتَيْنِ يُفَكِّرُونَ فِي أَمْرِهِمْ وَقَالُوا: نَكْتُبُ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَنُخْبِرُهُ بِعَدَدِ عَدُوِّنَا، فَإِمَّا أَنْ يُمِدَّنَا بِالرِّجَالِ، وَإِمَّا أَنْ يَأْمُرَنَا بِأَمْرِهِ، فَنَمْضِيَ لَهُ، قَالَ: فَشَجَّعَ النَّاسَ عَبْدُ اللهِ بْنُ رَوَاحَةَ، وَقَالَ: يَا قَوْمِ، وَاللَّهِ إِنَّ الَّتِي تَكْرَهُونَ، لَلَّتِي خَرَجْتُمْ تَطْلُبُونَ الشَّهَادَةَ، وَمَا نُقَاتِلُ النَّاسَ بِعَدَدٍ وَلَا قُوَّةٍ وَلَا كَثْرَةٍ، مَا نُقَاتِلُهُمْ إِلَّا بِهَذَا الدِّينِ الَّذِي أَكْرَمَنَا اللهُ بِهِ، فَانْطَلِقُوا فَإِنَّمَا هِيَ إِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ إِمَّا ظُهُورٌ وَإِمَّا شَهَادَة

اس اطلاع پر ایک مجلس مشاورت بلائی گئی جس میں حالات کے پس وپیش پر غور کیا گیا اور یہ تجویز زیر غور آئی کہ رسول اللہ ﷺ کو دشمن کی کثرت تعداد کی اطلاع دے کر آپ سے مدد طلب کریں یا تو آپ مزید مجاہدین کو بھیج کر ہماری مدد فرمائیں گے یا کوئی دوسرا حکم صادر فرمائیں گے تو ہم اس کی تعمیل کریں گے، اس پر لشکر کے تیسرے درجے کے کمانڈر ابن رواحہ رضی اللہ عنہ جو شوق شہادت سے سرشار تھے نے تقریر کر کے لوگوں کو جوش دلایا اور فرمایا اے میری قوم! جس بات کو تم آج ناپسند کرنے لگے ہو یہ وہی چیز ہے جس کی طلب میں تم نے یہ مسافت طے کی ہے، ہم مخالفین سے افراد کی تعداد، کثرت اور قوت کے بل بوتے پر جہاد نہیں کرتے بلکہ ہم تو صرف اس دین کی سربلندی کے لئے جہاد کرتے ہیں جس کے ذریعہ اللہ نے ہمیں سربلندی عطا فرمائی ہے، پس اس کا امکان ہے کہ اللہ ہمیں غلبہ عطا فرما دے اور اگر کوئی دوسری صورت پیش آئی تو وہ شہادت ہی کی ہو سکتی ہے، اور ہر دو صورتوں میں کوئی صورت بھی بری نہیں۔

یہ مجاہدین رسول اللہ ﷺ کے دست شفقت اور نگرانی میں تیار ہوئے تھے اور آپ ﷺ کو پورا پورا اندازہ تھا کہ یہ مجاہدین شہادت تو پا سکتے ہیں لیکن افرادی طاقت اور جنگی وسائل کی زیادتی کے خوف سے انہیں اپنا مقام چھوڑنے پر اور پسپا ہونے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا، یہی اندازہ اور علم تھا جس کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ تعداد و وسائل کی کمی کے باوجود دشمن کی ہر للکار کا جواب میدان جنگ میں دیا کرتے تھے اور ایک بار بھی اس خدشہ کا اظہار نہیں کیا کہ وسائل و تعداد کی کمی کہیں خطرہ کا باعث نہ بن جائے، غالباً یہی مجلس کے دوسرے ارکان کے دل کی آواز تھی۔

قَالَ:فَقَالَ النَّاسُ: قَدْ وَاَللَّهِ صَدَقَ ابْنُ رَوَاحَةَ، فَمَضَى النَّاسُ، حَتَّى إذَا كَانُوا بِتُخُومِ الْبَلْقَاءِ لَقِيَتْهُمْ جُمُوعُ هِرَقْلَ، مِنْ الرُّومِ وَالْعَرَبِ، بِقَرْيَةٍ مِنْ قُرَى الْبَلْقَاءِ يُقَالُ لَهَا مَشَارِفُ، ثُمَّ دَنَا الْعَدُوُّ، وَانْحَازَ الْمُسْلِمُونَ إلَى قَرْيَةٍ يُقَالُ لَهَا مُؤْتَةُ فَالْتَقَى النَّاسُ عِنْدَهَا فَتَعَبَّأَ لَهُمْ الْمُسْلِمُونَ، فَجَعَلُوا عَلَى مَيْمَنَتِهِمْ رَجُلًا مِنْ بَنِي عُذْرَةَ، يُقَالُ لَهُ: قُطْبَةُ بْنُ قَتَادَةَ ، وَعَلَى مَيْسَرَتِهِمْ رَجُلًا مِنْ الْأَنْصَارِ يُقَالُ لَهُ عُبَايَةُ بْنُ مَالِكٍ

اس پر مجاہدین اسلام بول پڑے اللہ کی قسم! ابن رواحہ رضی اللہ عنہ صحیح فرما رہے ہیں، چنانچہ اللہ کے پرستار اور جانبازوں، شہادتوں کے متمنی کی تین ہزار کی جمعیت اعداء اللہ کے ایک لاکھ کے کوہ گراں سے جنگ کا فیصلہ کر کے بلقاء کی سرحد پر پہنچے تو شاہ روم کی فوجیں مشارف نامی بستی میں ان کے سامنے آ گئیں، مسلمان پیچھے ہٹ کر بحر مردار کے جنوب مشرق میں بیت المقدس سے دو مرحلہ (چوبیس میل) پر واقع مشہور شہر موتہ میں جو تلواریں بنانے کا مرکز تھا جو پورے عرب میں اپنی کاٹ اور پختگی کی وجہ سے مشہور تھیں خیمہ زن ہو گئے، پھر امیر لشکر زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے وہیں لشکر کی صف بندی کی اور میمنہ پر قطبہ بن قتادہ عذری اور میسرہ پر عبایہ بن مالک یا عبادہ بن مالک انصاری کو مقرر کر کے لڑائی کے لئے تیار ہو گئے۔

دشمن کو شاید یہ خیال ہو کہ یہ معمولی تعداد اس کے سیل بے پناہ کو دیکھ کر مرعوب ہو جائے گی اور اس کی عددی قوت کے سامنے راہ فرار اختیار کرنے پر مجبور ہو جائے گی لیکن ایسا نہیں ہوا، مسلمانوں نے یہ حیرت انگیز کارنامہ دکھایا کہ ان کی تین ہزار کی تعداد بے دھڑک دشمن پر ٹوٹ پڑی۔

ان تین ہزار سر بکف مجاہدوں نے رومیوں پر دو باتیں واضح طور پر ثابت کر دیں۔

- مسلمان رومیوں کی عددی برتری سے مرعوب نہیں ہیں۔
- اسلامی ریاست کے جانباز اپنی آزادی اور خود مختاری پر کامل ایمان رکھتے ہیں اور وہ دنیا کی بڑی سے بڑی طاقت کو مجبور کر دیں گے کہ وہ اس کا احترام کرے۔

اس سے قبل مجاہدین کا اتنی بڑی فوج سے مقابلہ نہیں ہوا تھا، اس ٹکراؤ کے بعد تاریخ انسانی کا عجیب ترین، خوفناک اور سنگین معرکہ شروع ہو گیا

ثُمَّ الْتَقَى النَّاسُ وَاقْتَتَلُوافَقَاتَلَ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ بِرَايَةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى شَاطَ فِي رِمَاحِ الْقَوْمِ،ثُمَّ أَخَذَهَا جَعْفَرٌ فَقَاتَلَ بِهَا، حَتَّى إِذَا أَلْحَمَهُ الْقِتَالُ اقْتَحَمَ عَنْ فَرَسٍ لَهُ شَقْرَاءَ، فَعَقَرَهَا، ثُمَّ قَاتَلَ الْقَوْمَ

تین ہزار مجاہدین سر پر کفن باندھ کر دو لاکھ آزمودہ کار لشکر جرار کا ڈٹ کر مقابلہ کر رہے تھے، ہتھیاروں سے لیس بھاری بھر کم رومی لشکر دن بھر ان پر طوفانی لہروں کی طرح حملے کرتا رہا جس میں ان کے بہت سے بہادر اپنی جان گنوا بیٹھے مگر اس مختصر نفری کو پسپا کرنے میں کامیاب نہیں ہوئے، امیر لشکر زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم اٹھائے لڑتے رہے یہاں تک کہ دشمن کے نیزوں میں گھس گئے اور خلعت شہادت سے مشرف ہو کر زمین پر گر گئے، ان کے بعد جعفر رضی اللہ عنہ نے لپک کر علم سنبھالا اور خوب دلیری سے جنگ کی جب لڑائی کی شدت شباب کو پہنچی اور جعفر رضی اللہ عنہ کا سرخ و سیاہ گھوڑا زخمی ہو گیا تو جعفر رضی اللہ عنہ نے اپنے گھوڑے کی پشت سے کود پڑے اس کی کونچیں کاٹ دیں تاکہ ان کے بعد دشمن اسے حاصل کر کے اسی پر سوار ہو کر مسلمانوں سے مقابلہ نہ کر سکے اور دشمن پر بے جگری سے وار پر وار کرتے اور روکتے رہے، اس وقت وہ یہ پڑھتے جاتے تھے

يَا حَبَّذَا الْجَنَّةُ وَاقْتِرَابُهَا　　　　طَيِّبَةً وَبَارِدًا شَرَابُهَا

جنت اور اس کا قرب کیا ہی پاکیزہ اور پسندیدہ ہے اور پانی اس کا نہایت ٹھنڈا ہے

وَالروم روم قددنا عَذَابُهَا　　　　كَافِرَةٌ بَعِيدَةٌ أَنْسَابُهَا

اور رومیوں کا عذاب قریب آ گیا ہے　　　　اور ان کے نسب ہم سے بہت دور ہیں، یعنی ہم میں اور ان میں کوئی قرابت نہیں

عَلَيَّ إِذْ لَاقَيْتُهَا ضِرَابُهَا

مقابلہ کے وقت ان کا مارنا مجھ پر فرض اور لازم ہے۔

أَنَّ جَعْفَرَ بْنَ أَبِي طَالِبٍ أَخَذَ اللِّوَاءَ بِيَمِينِهِ فَقُطِعَتْ، فَأَخَذَهُ بِشِمَالِهِ فَقُطِعَتْ، فَاحْتَضَنَهُ بِعَضُدَيْهِ حَتَّى قُتِلَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

جعفر رضی اللہ عنہ بن ابوطالب جنہوں نے دائیں ہاتھ میں جھنڈا اٹھایا ہوا تھا وہ دشمن کی ضرب سے کٹ گیا، انہوں نے جھنڈا بائیں ہاتھ میں لے لیا اور بلند رکھا یہاں تک کہ ان کا بایاں بازو بھی کاٹ دیا گیا پھر دونوں باقی ماندہ بازوؤں کی مدد سے جھنڈا سینہ سے لگا کر بلند رکھا اور وہ آسمانی فضا میں لہراتا رہا یہاں تک کہ وہ شہادت سے سرفراز ہو گئے۔

فَوَجَدْنَا فِيمَا أَقْبَلَ مِنْ جَسَدِهِ بِضْعًا وَسَبْعِينَ بَيْنَ طَعْنَةٍ وَرَمْيَةٍ،

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ان کے جسم پر تلواروں اور نیزوں کے کچوکوں کے نوے سے زیادہ زخم تھے۔

فَلَمَّا قُتِلَ جعْفَرٌ أَخَذَ عَبْدُ اللهِ بْنُ رَوَاحَةَ الرَّايَةَ، ثُمَّ تَقَدَّمَ بِهَا، وَهُوَ عَلَى فَرَسِهِ، فَجَعَلَ يَسْتَنْزِلُ نَفْسَهُ، وَيَتَرَدَّدُ بَعْضَ التَّرَدُّدِ ثُمَّ قَالَ:

ان کی شہادت کے بعد عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے جھنڈا لے لیا اور آگے بڑھے اور خود کو مقابلہ کے لئے تیار کرنے لگے لیکن ایک لمحہ کے لئے ان میں کچھ تردد لاحق ہوا لیکن فوراً ہی اپنے نفس کو مخاطب کر کے کہنے لگے

أَقْسَمْتُ يَا نَفْسُ لَتَنْزِلَنَّهْ　　لَتَنْزِلِنَّ أَوْ لَتُكْرَهِنَّهْ

اے جان! اللہ کی قسم! تجھے میدان جنگ میں اترنا پڑے گا　　خواہ خوشی خوشی خواہ ناگواری کے ساتھ

إِنْ أَجْلَبَ النَّاسُ وَشَدُّوا الرَّنَّهْ　　مَا لِي أَرَاكِ تَكْرَهِينَ الْجَنَّهْ

جب دشمن نے حملہ کر دیا ہے اور جنگ کے نعرے لگ رہے ہیں تو کیا وجہ ہے تو جنت سے گریز کر رہی ہے

قَدْ طَالَ مَا قَدْ كُنْتِ مُطْمَئِنَّهْ　　هَلْ أَنْتِ إِلَّا نُطْفَةٌ فِي شَنَّهْ

تو تو ایک عرصہ سے اپنے دین پر مطمئن ہے　　تیری حقیقت کیا ہے؟ پرانے مشکیزہ میں پانی کی ایک بوند

يَا نَفْسُ إِنْ لَا تُقْتَلِي تَمُوتِي　　هَذَا حِمَامُ الْمَوْتِ قَدْ صَلِيتِ

اے جان! اگر قتل نہیں ہو گی تو آخر مر جائے گی　　اب تو موت کے حوض میں داخل ہو گئی ہے

وَمَا تَمَنَّيْتِ فَقَدْ أُعْطِيتِ　　إِنْ تَفْعَلِي فِعْلَهُمَا هُدِيتِ

اب تری آرزو بر آئی ہے اگر تو　　اپنے دونوں دوستوں کا کردار ادا کرے گی تو راہ حق پالے گی

اس کے بعد دشمن سے مقابلے پر اتر آئے

فَلَمَّا نَزَلَ أَتَاهُ ابْنُ عَمٍّ لَهُ بِعَرْقٍ مِنْ لَحْمٍ فَقَالَ: شُدَّ بِهَذَا صُلْبَكَ، فَإِنَّكَ قَدْ لَقِيتُ فِي أَيَّامِكَ هَذِهِ مَا لَقِيتُ،فَأَخَذَهُ مِنْ يَدِهِ ثُمَّ انْتَهَسَ مِنْهُ نَهْسَةً، ثُمَّ سَمِعَ الْحَطْمَةَ فِي نَاحِيَةِ النَّاسِ،فَقَالَ:وَأَنْتَ فِي الدُّنْيَا، ثُمَّ أَلْقَاهُ مِنْ يَدِهِ، ثُمَّ أَخَذَ سَيْفَهُ فَتَقَدَّمَ فَقَاتَلَ حَتَّى قُتِلَ

اسی اثنا میں آپ رضی اللہ عنہ کا چچیرا بھائی ایک ہڈی لے کر آیا جس پر گوشت لگا ہوا تھا اور بولا اس کو چوس لو تا کہ اس کی قوت سے کچھ لڑ سکو کیونکہ کئی دن تم پر فاقے کے گزر چکے ہیں، عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے اس گوشت میں سے ذرا سا کھایا تھا کہ لشکر کے ایک طرف سے شور و غل کی آواز آئی، بس اس گوشت کو پھینک کر لشکر کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا اے نفس! لوگ جہاد کر رہے ہیں اور تو دنیا میں مشغول ہے، اور تلوار تھام کر اپنے معمعہ نامی گھوڑے سے اتر کر دشمن سے لڑنے لگے اور لڑتے لڑتے شہید ہو گئے اور علم ہاتھ سے گر گیا۔ [1]

[1] ابن ہشام ۳۷۴/۲، دلائل النبوۃ للبیہقی ۳۵۸/۴، عیون الآثر ۱۹۷/۲

ثُمَّ أَخَذَ الرَّايَةَ ثَابِتُ بْنُ أَقْرَمَ أَخُو بَنِي الْعَجْلَانِ، فَقَالَ: يَا قَوْمِ اصْطَلِحُوا عَلَى رَجُلٍ مِنْكُمْ،فَقَالُوا :أَنْتَ،قَالَ: مَا أَنَا بِفَاعِلٍ، فَاصْطَلَحَ النَّاسُ عَلَى خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ ثُمَّ انْهَزَمَ الْمُسْلِمُونَ أَسْوَأَ هَزِيمَةٍ رَأَيْتُهَا قَطُّ حَتَّى لَمْ أَرَ اثْنَيْنِ جَمِيعًافأخذ خالد اللِّوَاءَ ثُمَّ حَمَلَ عَلَى الْقَوْمِ فَهَزَمَهُمُ اللهُ أَسْوَأَ هَزِيمَةٍ رَأَيْتُهَا قَطُّ حَتَّى وَضَعَ الْمُسْلِمُونَ أَسْيَافَهُمْ حَيْثُ شَاءُوا

پھر انصار کے حلیف ثابت بن اقرم عجلانی بلوی رضی اللہ عنہ (بدری) نے لپک کر علم سنبھالا اور کہا اے مسلمانو! اپنے میں سے کسی ایک شخص کی سرداری پر متفق ہو جاؤ، سب نے کہا آپ ہمارے سپہ سالار بن جائیں، انہوں نے کہا میں اس کا اہل نہیں اور یہ کہہ کر جھنڈا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو پکڑا دیا کہ آپ جنگ سے خوب واقف ہیں، خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے امارت قبول کرنے میں کچھ تامل کیا کیونکہ ابھی ان کے اسلام پر تقریباً تین ہی ماہ گزرے اور انہوں نے ابھی تک کسی اسلامی لشکر کی کمان نہیں کی تھی لیکن مسلمانوں کے بے حد اصرار پر خالد ابن ولید مخزومی رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کے لشکر کی کمان سنبھال لی، عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے شہید ہونے کے بعد مسلمان منتشر اور شکستہ خاطر ہو چکے تھے یہاں تک کہ کوئی دو مسلمان بھی یک جا نہ دیکھے جاتے تھے، جب خالد رضی اللہ عنہ بن ولید نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سفید جھنڈا لے لیا اور پھر رومیوں پر حملہ کر دیا اللہ نے انہیں ایسی بری شکست دی کہ میں نے ایسی شکست کبھی نہیں دیکھی تھی مسلمان جہاں چاہتے تھے وہیں اپنی تلوار رکھتے تھے۔[1]

ثُمَّ انْحَازَ وَانْحِيزَ عَنْهُ، حَتَّى انْصَرَفَ بِالنَّاسِ

اور پھر بڑی بہادری اور دلیری کے ساتھ لڑتے ہوئے مجاہدین اسلام کو واپس اپنی قیام گاہ پر لے آئے۔[2]

خَالِدَ بْنَ الوَلِيدِ، يَقُولُ:لَقَدِ انْقَطَعَتْ فِي يَدِي يَوْمَ مُؤْتَةَ تِسْعَةُ أَسْيَافٍ فَمَا بَقِيَ فِي يَدِي إِلَّا صَفِيحَةٌ يَمَانِيَةٌ

خالد رضی اللہ عنہ بن ولید سے مروی ہے جنگ موتہ کے روز میرے ہاتھ میں نو تلواریں ٹوٹ گئیں پھر میرے ہاتھ میں صرف ایک یمنی بانا (چھوٹی سی تلوار) باقی بچی[3]

خَالِدَ بْنَ الوَلِيدِ، يَقُولُ:لَقَدْ دُقَّ فِي يَدِي يَوْمَ مُؤْتَةَ تِسْعَةُ أَسْيَافٍ، وَصَبَرَتْ فِي يَدِي صَفِيحَةٌ لِي يَمَانِيَةٌ

ایک اور روایت میں خالد رضی اللہ عنہ بن ولید کہتے ہیں جنگ موتہ کے روز میرے ہاتھ میں نو تلواریں ٹوٹ گئیں اور اختتام جنگ تک صرف ایک یمنی چوڑی تلوار میرے ہاتھ میں موجود رہی۔[4]

مگر وہ محسوس کر رہے تھے کہ مٹھی بھر مسلمان رومیوں کے جم غفیر کا مقابلہ نہیں کر سکیں گے اس لئے دشمن کو مرعوب کر کے انہیں پیچھے ہٹا لینا چاہیے تا کہ جب مسلمان پیچھے ہٹیں تو رومی ان کا تعاقب کرنے کی جرات نہ کر سکیں

[1] ابن سعد ۲٫۹۹

[2] ابن ہشام ۲٫۳۸۰

[3] صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ غَزْوَةِ مُؤْتَةَ مِنْ أَرْضِ الشَّأْمِ ۴۲۶۵

[4] صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ غَزْوَةِ مُؤْتَةَ مِنْ أَرْضِ الشَّأْمِ ۴۲۶۶

فَلَمَّا أَصْبَحَ غَدًا، وَقَدْ جَعَلَ مُقَدِّمَتَهُ سَاقَتَهُ، وَسَاقَتَهُ مُقَدِّمَتَهُ، وَمَيْمَنَتَهُ مَيْسَرَتَهُ، وَمَيْسَرَتَهُ مَيْمَنَتَهُ، فَأَنْكَرُوا مَا كَانُوا يَعْرِفُونَ مِنْ رَايَاتِهِمْ وَهَيْأَتِهِمْ وَقَالُوا: قَدْ جَاءَهُمْ مَدَدٌ! فَرُعِبُوا فَانْكَشَفُوا مُنْهَزِمِينَ

چنانچہ دوسرے روز خالد رضی اللہ عنہ بن ولید نے جنگی جوہر کا مظاہرہ کرتے ہوئے لشکر کی ہیت میں تبدیلی کر دی، لشکر کے مقدمہ (اگلے دستے) کو ساقہ (پیچھے دستہ) کی جگہ بھیج دیا اور ساقہ کو مقدمہ کی جگہ کر دیا، میمنہ (دائیں سمت کے دستے) کو میسرہ (بائیں سمت کے دستے) سے بدل دیا اس پر دشمن کو خیال ہوا کہ مسلمانوں کے پاس کمک پہنچ گئی ہے جس سے وہ مرعوب ہو گئے۔[1]

جب دونوں لشکر آمنے سامنے ہوئے اور کچھ دیر تک جھڑپیں ہوتی رہیں تو خالد رضی اللہ عنہ نے اپنے لشکر کو آہستہ آہستہ پیچھے ہٹانا شروع کیا رومی سمجھے کہ مسلمان انہیں صحرا کی پہنائیوں میں پھینکنے کے لئے گھیرنے کے لئے جنگی چال چل رہے ہیں چنانچہ اس خوف سے وہ آگے نہ بڑھے اور نہ ہی مجاہدین کا تعاقب کیا

حَتَّى رَجَعَ بِهِمْ إِلَى الْمَدِينَةِ

جس کی وجہ سے خیر و عافیت کے ساتھ مدینہ منورہ واپس پلٹ آئے۔[2]

ادھر جبکہ میدان جنگ سے کوئی خبر موصول نہیں ہوئی تھی،

فَانْطَلَقُوا فَلَبِثُوا مَا شَاءَ اللهُ،فَصَعِدَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمِنْبَرَ فَأَمَرَ فَنُودِيَ الصَّلاة جَامِعَةٌ، فَقَالَ:أَخَذَ الرَّايَةَ زَيْدٌ فَأُصِيبَ ،ثُمَّ أَخَذَ جَعْفَرٌ فَأُصِيبَ،ثُمَّ أَخَذَ ابْنُ رَوَاحَةَ فَأُصِيبَ، وَعَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ:حَتَّى أَخَذَ الرَّايَةَ سَيْفٌ مِنْ سُيُوفِ اللهِ، حَتَّى فَتَحَ اللهُ عَلَيْهِمْ

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بذریعہ وحی اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کو میدان جنگ میں پیش آنے والے واقعات کی اطلاع دے دی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے لئے جمع ہو جاؤ کی منادی کرا دی جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جمع ہو گئے تو آپ کی آنکھوں سے سیل اشک رواں تھے، اور آپ نے فرمایا اے لوگو! مجاہدین یہاں سے روانہ ہو کر دشمن سے نبرد آزما ہوئے پہلے زید رضی اللہ عنہ نے جھنڈا لیا اور شہید ہو گیا پھر جعفر رضی اللہ عنہ نے علم سنبھالا اور دشمن پر سخت حملہ کیا پھر وہ بھی شہید ہو گئے، پھر عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے علم سنبھالا اور ثابت قدمی سے کفار کے ساتھ جہاد و قتال کیا یہاں تک کہ وہ بھی شہید ہو گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے، پھر اس کے بعد اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار نے علم سنبھالا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح دی۔[3]

حاکم کی روایت میں ہے کچھ سامان غنیمت میں ملا تھا۔

---

[1] فتح الباری ۵۱۳؍۷،مغازی واقدی ۷۶۴؍۲، دلائل النبوۃ للبیہقی ۳۶۹؍۴،البدایۃ والنہایۃ ۲۸۲؍۴،السیرۃ النبویۃ لابن کثیر ۴۶۷؍۳

[2] فتح الباری ۵۱۳؍۷

[3] صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ غَزْوَةِ مُؤْتَةَ مِنْ أَرْضِ الشَّأْمِ ۴۲۶۲،البدایۃ والنہایۃ ۲۷۹؍۴،دلائل النبوۃ للبیہقی ۳۶۷؍۴،تاریخ طبری ۴۱؍۳

قَالَ: ثُمَّ أَخَذَ الرَّايَةَ عَبْدُ اللهِ بْنُ رَوَاحَةَ فَاسْتُشْهِدَ ثُمَّ دَخَلَ الْجَنَّةَ مُعْتَرِضًا فَشَقَّ ذَلِكَ عَلَى الْأَنْصَارِ، فَقِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ مَا اعترضُهُ؟ قَالَ: لَمَّا أَصَابَتْهُ الْجِرَاحُ نكل .فعاتب نفسه فتشجع، واستشهد ودخل الْجَنَّةَ، فَسُرِّيَ عَنْ قَوْمِهِ

ایک روایت میں یوں ہے پھر عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن رواحہ نے جھنڈا لیا اور شہید ہوئے پھر وہ جنت میں کچھ رکتے رکتے داخل ہوئے، یہ بات سن کر انصار کو رنج ہوا اور کسی نے پوچھا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اس کی کیا وجہ ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس وقت عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو میدان کارزار میں زخم لگے تو وہ (بشری تقاضہ کے تحت تھوڑی دیر کے لئے) سست ہو گئے اور پیش قدمی میں پس وپیش کرنے لگے پھر انہوں نے اپنے نفس کو ملامت کی اور ہمت وشجاعت سے کام لیا اور شہید ہو کر جنت میں داخل ہو گئے، یہ سن کر انصار کی پریشانی دور ہوئی۔ (۱)

أخواي ومؤنساي ومحدثاي

جب زید رضی اللہ عنہ غزوہ موتہ میں شہید ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روتے ہوئے ان کی شہادت کی خبر سنائی اور فرمایا یہ میرے بھائی، میرے مونس اور مجھ سے بات چیت کرنے والے تھے۔ (۲)

لَمَّا بَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَتْلُ زَيْدٍ، وَجَعْفَرٍ، وَعَبْدِ اللهِ بْنِ رَوَاحَةَ، ذَكَرَ شَأْنَهُمْ، ثُمَّ قَالَ:اللهُمَّ اغْفِرْ لِزَيْدٍ، اللهُمَّ اغْفِرْ لِزَيْدٍ، اللهُمَّ اغْفِرْ لِجَعْفَرٍ، اللهُمَّ اغْفِرْ لِجَعْفَرٍ، وَعَبْدِ اللهِ بْنِ رَوَاحَةَ

ایک روایت میں ہے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو زید رضی اللہ عنہ، جعفر رضی اللہ عنہ اور عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے قتل کی خبر ملی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ! زید کو بخش دے، اے اللہ! زید کو بخش دے، اے اللہ! جعفر رضی اللہ عنہ کی مغفرت فرما، اے اللہ! جعفر رضی اللہ عنہ! کی مغفرت فرما اور عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کی بھی مغفرت فرما۔ (۳)

قيل وهو ابن خمس وخمسين سنة

شہادت کے وقت زید رضی اللہ عنہ بن حارثہ کی عمر پچپن برس کی تھی۔ (۴)

قَدِمَ عَلَيْنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ رَبَاحٍ فَوَجَدْتُهُ قَدِ اجْتَمَعَ إِلَيْهِ نَاسٌ مِنَ النَّاسِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو قَتَادَةَ فَارِسُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: بَعَثَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَيْشَ الْأُمَرَاءِ وَقَالَ:عَلَيْكُمْ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ، فَإِنْ أُصِيبَ زَيْدٌ، فَجَعْفَرٌ، فَإِنْ أُصِيبَ جَعْفَرٌ، فَعَبْدُ اللهِ بْنُ رَوَاحَةَ الْأَنْصَارِيُّ ،

خالد بن سمیر کہتے ہیں ایک مرتبہ ہمارے یہاں عبد اللہ بن رباح آئے میں نے دیکھا کہ ان کے پاس بہت سے لوگ جمع ہیں اور وہ کہہ رہے ہیں کہ ہمیں ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے بتایا ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جیش امراء نامی لشکر کو روانہ کرتے ہوئے فرمایا تمہارے امیر زید بن حارثہ

(۱) البداية والنهاية۴/۲۸۳،دلائل النبوة للبيهقي۴/۳۶۹،السيرة النبوية لابن كثير۳/۴۶۷

(۲) الاستيعاب في معرفة الأصحاب۲/۵۴۶،شجرة النور الزكية في طبقات المالكية۲/۹۴

(۳) سير السلف الصالحين لإسماعيل بن محمد الأصبهاني۱/۴۱۳

(۴) اكمال تهذيب الكمال۵/۱۴۱،شرف المصطفى ۳/۲۶۵،الإصابة في تمييز الصحابة۲/۴۹۷،تهذيب التهذيب ۳/۴۰۲

ہیں اگر زید شہید ہو جائیں تو جعفر امیر ہوں گے اگر جعفر بھی شہید ہو جائیں تو عبد اللہ بن رواحہ انصاری امیر ہوں گے،

فَوَثَبَ جَعْفَرٌ فَقَالَ: بِأَبِي أَنْتَ يَا نَبِيَّ اللهِ وَأُمِّي مَا كُنْتُ أَرْهَبُ أَنْ تَسْتَعْمِلَ عَلَيَّ زَيْدًا قَالَ:امْضُوا، فَإِنَّكَ لَا تَدْرِي أَيُّ ذَلِكَ خَيْرٌ قَالَ: فَانْطَلَقَ الْجَيْشُ فَلَبِثُوا مَا شَاءَ اللهُ، ثُمَّ إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَعِدَ الْمِنْبَرَ، وَأَمَرَ أَنْ يُنَادَى الصَّلَاةُ جَامِعَةٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:نَابَ خَبَرٌ، أَوْ ثَابَ خَبَرٌ، شَكَّ عَبْدُ الرَّحْمَنِ، أَلَا أُخْبِرُكُمْ عَنْ جَيْشِكُمْ هَذَا الْغَازِي

اس پر جعفر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے نبی! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں میرا خیال نہیں تھا کہ آپ زید رضی اللہ عنہ کو مجھ پر امیر مقرر کریں گے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم روانہ ہو جاؤ کیونکہ تمہیں معلوم نہیں کہ کس بات میں خیر ہے؟ چنانچہ وہ لشکر روانہ ہو گیا کچھ عرصہ گذرنے کے بعد ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر رونق افروز ہوئے اور نماز تیار ہے کی منادی کرنے کا حکم دیا اور فرمایا ایک افسوس ناک خبر ہے کیا میں تمہیں مجاہدین کے اس لشکر کے متعلق نہ بتاؤں؟

إِنَّهُمُ انْطَلَقُوا حَتَّى لَقُوا الْعَدُوَّ، فَأُصِيبَ زَيْدٌ شَهِيدًا، فَاسْتَغْفِرُوا لَهُ، فَاسْتَغْفَرَ لَهُ النَّاسُ، ثُمَّ أَخَذَ اللِّوَاءَ جَعْفَرُ بْنُ أَبِي طَالِبٍ فَشَدَّ عَلَى الْقَوْمِ حَتَّى قُتِلَ شَهِيدًا، أَشْهَدُ لَهُ بِالشَّهَادَةِ، فَاسْتَغْفِرُوا لَهُ، ثُمَّ أَخَذَ اللِّوَاءَ عَبْدُ اللهِ بْنُ رَوَاحَةَ فَأَثْبَتَ قَدَمَيْهِ حَتَّى أُصِيبَ شَهِيدًا، فَاسْتَغْفِرُوا لَهُ، ثُمَّ أَخَذَ اللِّوَاءَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ وَلَمْ يَكُنْ مِنَ الْأُمَرَاءِ هُوَ أَمَّرَ نَفْسَهُ . فَرَفَعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُصْبُعَيْهِ وَقَالَ: اللهُمَّ هُوَ سَيْفٌ مِنْ سُيُوفِكَ فَانْصُرْهُ، وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ مَرَّةً: فَانْتَصِرْ بِهِ،فَيَوْمَئِذٍ سُمِّيَ خَالِدٌ سَيْفَ اللهِ، ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:انْفِرُوا، فَأَمِدُّوا إِخْوَانَكُمْ، وَلَا يَتَخَلَّفَنَّ أَحَدٌ فَنَفَرَ النَّاسُ فِي حَرٍّ شَدِيدٍ مُشَاةً وَرُكْبَانًا

وہ لوگ یہاں سے روانہ ہوئے اور دشمن سے آمنا سامنا ہوا تو زید رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے ان کے لئے بخشش کی دعاء کرو، لوگوں نے ان کے لیے مغفرت کی دعا کی، پھر جعفر رضی اللہ عنہ بن ابی طالب نے جھنڈا پکڑا اور دشمن پر سخت حملہ کیا حتیٰ کہ وہ بھی شہید ہو گئے میں ان کی شہادت کی گواہی دیتا ہوں لہٰذا ان کی بخشش کے لئے دعاء کرو، پھر عبد اللہ بن رواحہ نے جھنڈا پکڑا اور نہایت پامردی سے ڈٹے رہے حتیٰ کہ وہ بھی شہید ہو گئے ان کے لئے بھی استغفار کرو، پھر خالد بن ولید نے جھنڈا پکڑ لیا گو کہ کسی نے انہیں امیر منتخب نہیں کیا تھا پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگلی بلند کر کے فرمایا اے اللہ! وہ تیری تلواروں میں سے ایک تلوار ہے تو اس کی مدد فرما، اسی دن سے خالد رضی اللہ عنہ بن ولید کا نام سیف اللہ پڑ گیا، پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے بھائیوں کی مدد کے لئے کوچ کرو اور کوئی آدمی بھی پیچھے نہ رہے، چنانچہ اس سخت گرمی کے موسم میں لوگ پیدل اور سوار ہو کر روانہ ہو گئے۔ [1]

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللهُمَّ إِنَّهُ سَيْفٌ مِنْ سُيُوفِكَ فَأَنْتَ تَنْصُرُهُ فَمِنْ يَوْمِئِذٍ سُمِّيَ سَيْفُ اللهِ

ایک روایت میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ! خالد تیری تلواروں میں سے ایک تلوار ہے بس تو ہی اس کی مدد فرمائے گا اس دن

[1] مسند احمد ۲۲۵۵۱

کے بعد خالد بن ولید سیف اللہ کے لقب سے مشہور ہو گئے۔ [۱]

انہوں نے ساری عمر شہادت کی تمنا میں جہاد و قتال میں گزاری لیکن ان کی یہ خواہش پوری نہیں ہوئی، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں اللہ کی تلوار بتایا تھا اس لئے اس تلوار کو نہ کوئی توڑ سکا اور نہ ہی موڑ سکا۔

وقتل زيد في غزوة مؤتة في جمادى الاولى سنة ثمان من الهجرة وهو ابن خمس وخمسين سنة

زید رضی اللہ عنہ جنگ موتہ میں شہید ہوئے اس وقت ان کی عمر پچپن برس تھی۔ [۲]

أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ:: كان بين رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ عَشْرُ سِنِينَ؛ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْبَرُ مِنْهُ

دوسری طرف ابن سعد میں اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی روایت ہے رسول اللہ ﷺ اور میرے والد زید بن حارثہ کی عمر میں دس برس کا فرق تھا رسول اللہ ﷺ ان سے بڑے تھے، اگر ابن سعد کی روایت درست تسلیم کی جائے تو شہادت کے وقت زید رضی اللہ عنہ کی عمر ۵۲،۵۱ سال سے زیادہ نہیں ہو سکتی۔ [۳]

وَقَالَ مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ:قَدِمَ يَعْلَى بْنُ مُنْيَةَ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - بِخَبَرِ أَهْلِ مُؤْتَةَ،فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :إِنْ شِئْتَ فَأَخْبِرْنِي وَإِنْ شِئْتَ أَخْبَرْتُكَ ، قَالَ: أَخْبِرْنِي يَا رَسُولَ اللهِ، فَأَخْبَرَهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَبَرَهُمْ كُلَّهُ، وَوَصَفَهُمْ لَهُ،فَقَالَ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ، مَا تَرَكْتَ مِنْ حَدِيثِهِمْ حَرْفًا وَاحِدًا لَمْ تَذْكُرْهُ، وَإِنَّ أَمْرَهُمْ لَكَمَا ذَكَرْتَ

موسیٰ بن عقبہ فرماتے ہیں اہل موتہ کی خبر یعلیٰ رضی اللہ عنہ بن امیہ لے کر آئے رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا اگر چاہو تو تم سارے واقعہ کی تفصیل بیان کرو اور اگر چاہو تو مجھ سے پوری روائداد سن لو، تو وہ بولے اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ ہی بتلائیں، رسول اللہ ﷺ نے ان کو پوری خبر بتادی تو انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ اللہ کی قسم! آپ نے تو پورا واقعہ بیان کر دیا ہے اور ایک حرف بھی نہ چھوڑا جس کا تذکرہ نہ کیا ہو اور واقعات اس طرح ہیں جیسے آپ نے بیان فرمائے ہیں،

فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : إِنَّ اللهَ رَفَعَ لِيَ الْأَرْضَ حَتَّى رَأَيْتُ مُعْتَرَكَهُمْ ومسعود بن الأوس، ووهب بن سعد بن أبي سرح، وعباد بن قيس، وَحَارِثَةُ بْنُ النُّعْمَانِ، وسراقة بن عمرو بن عطية، وأبو كليب وجابر ابنا عمرو بن زيد، وعامر وعمرو ابنا سعيد بن الحارث، وَغَيْرُهُمْ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے میرے آگے سے زمین کا پردہ ہٹا دیا تھا اور میں نے پوری جنگی کاروائی اپنی آنکھوں سے دیکھی

---

[۱] فتح الباری ۵۱۳/۷،البداية والنهاية ۲۷۹/۴

[۲] تاريخ الخميس في أحوال أنفس النفيس ۷۳/۲، تاريخ دمشق ۳۶۸/۱۹

[۳] سیر اعلام النبلاء ۸۹/۲،ابن سعد ۳۲/۳

ہے،اور اس دن جعفر رضی اللہ عنہ، زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ، عبداللہ رضی اللہ عنہ بن رواحہ، مسعود رضی اللہ عنہ بن اوس، وہب رضی اللہ عنہ بن سعد بن ابی سرح، عباد رضی اللہ عنہ بن قیس، حارثہ رضی اللہ عنہ بن نعمان، سراقہ رضی اللہ عنہ بن عمرو بن عطیہ، عمرو رضی اللہ عنہ بن زید کے دونوں بیٹے ابو کلیب رضی اللہ عنہ اور جابر رضی اللہ عنہ اور سعد رضی اللہ عنہ بن حرث کے دونوں بیٹے عامر رضی اللہ عنہ اور عمرو رضی اللہ عنہ وغیرہ نے شہادت پائی۔ [۱]

عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، تَقُولُ لَمَّا جَاءَ قَتْلُ ابْنِ حَارِثَةَ، وَجَعْفَرِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، وَعَبْدِ اللهِ بْنِ رَوَاحَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ، جَلَسَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْرَفُ فِيهِ الحُزْنُ، قَالَتْ عَائِشَةُ: وَأَنَا أَطَّلِعُ مِنْ صَائِرِ البَابِ، تَعْنِي مِنْ شَقِّ البَابِ،فَأَتَاهُ رَجُلٌ، فَقَالَ: أَيْ رَسُولَ اللهِ إِنَّ نِسَاءَ جَعْفَرٍقَالَ: وَذَكَرَ بُكَاءَهُنَّ،فَأَمَرَهُ أَنْ يَنْهَاهُنَّ،قَالَ: فَذَهَبَ الرَّجُلُ ثُمَّ أَتَى، فَقَالَ: قَدْ نَهَيْتُهُنَّ، وَذَكَرَ أَنَّهُ لَمْ يُطِعْنَهُ، قَالَ: فَأَمَرَ أَيْضًا فَذَهَبَ ثُمَّ أَتَى فَقَالَ: وَاللهِ لَقَدْ غَلَبْنَنَا،فَزَعَمَتْ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:فَاحْثُ فِي أَفْوَاهِهِنَّ مِنَ التُّرَابِ،قَالَتْ عَائِشَةُ: فَقُلْتُ: أَرْغَمَ اللهُ أَنْفَكَ، فَوَاللهِ مَا أَنْتَ تَفْعَلُ، وَمَا تَرَكْتَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ العَنَاءِ

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ اور جعفر رضی اللہ عنہ بن ابی طالب کی شہادت کی خبر ملی توآپ کو انتہائی صدمہ ہوا، آپ مسجد میں تشریف فرما تھے اور آپ کے چہرہ پر رنج وملال کے آثار ظاہر تھے میں دروازے کے سوراخ سے دیکھ رہی تھی، ایک آدمی آیا اور کہنے لگا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جعفر رضی اللہ عنہ کی عورتیں چلا کر رو رہی ہیں، آپ نے اس کا حکم دیا کہ ان کو منع کرے، تھوڑی دیر کے بعد آ کر کہنے لگا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے ان کو منع کیا ہے لیکن وہ باز نہیں آتیں اور انہوں نے میرا کہا نہیں مانا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر منع کرنے کے لیے فرمایا، وہ صاحب پھر جا کر واپس آئے اور کہا اللہ کی قسم! وہ تو ہم پر غالب آ گئی ہیں ،عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جاؤ ان کے منہ میں مٹی ڈالو، ام المومنین عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں میں نے کہا اللہ تیری ناک غبار آلود کرے نہ تو تو عورتوں کو روک سکا نہ تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف دینا ہی چھوڑا۔[2]

قَالَ:تَقُولُ وَرُبَّمَا ضَرَّ التَّكَلُّفُ أَهْلَهُ

ابن اسحاق کی روایت میں ہے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا اکثر تکلف کرنے والے نقصان اٹھاتے ہیں۔ [۳]

أَنَّ ابْنَ عُمَرَ، أَخْبَرَهُ: أَنَّهُ وَقَفَ عَلَى جَعْفَرٍ يَوْمَئِذٍ، وَهُوَ قَتِيلٌ، فَعَدَدْتُ بِهِ خَمْسِينَ، بَيْنَ طَعْنَةٍ وَضَرْبَةٍ، لَيْسَ مِنْهَا شَيْءٌ فِي دُبُرِهِ يَعْنِي فِي ظَهْرِهِ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے میں نے جنگ موتہ کے روز جعفر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ان کے پاس کھڑے ہو کر ان کے جسم

---

[۱] زادالمعاد۳۳۹؍۳،دلائل النبوة للبیہقی۳۶۵؍۴

[۲] صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ غَزْوَةِ مُؤْتَةَ مِنْ أَرْضِ الشَّأْمِ ۴۲۶۳

[۳] ابن ہشام۳۷۹؍۲،الروض الانف۱۷۷؍۷

پر نیزے اور تلواروں کے پچاس زخم شمار کیے یہ سارے زخم ان کے جسم کے اگلے حصے میں آئے تھے۔ ⑴

فَوَجَدْنَاهُ فِي القَتْلَى، وَوَجَدْنَا مَا فِي جَسَدِهِ بِضْعًا وَتِسْعِينَ، مِنْ طَعْنَةٍ وَرَمْيَةٍ

ایک دوسری روایت میں ہے میں بھی اس جنگ میں مسلمانوں کے ساتھ شریک تھاہم نے جعفر رضی اللہ عنہ کو تلاش کیا توانہیں مقتولین میں پایااور ان کے جسم پر نیزے اور تیر کے نوے سے زیادہ زخم تھے۔ ⑵

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: رَأَيْتُ جَعْفَرًا يَطِيرُ فِي الجَنَّةِ مَعَ الْمَلَائِكَةِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایامیں نے جعفر رضی اللہ عنہ بن ابی طالب کو فرشتوں کے ساتھ اڑتے ہوئے دیکھاہے۔ ⑶

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:إِنَّ جَعْفَرَ بْنَ أَبِي طَالِبٍ مَرَّ مَعَ جِبْرِيلَ وَمِيكَائِيلَ، لَهُ جَنَاحَانِ، عَوَّضَهُ اللهُ مِنْ يَدَيْهِ، يَطِيرُ بِهِمَا فِي الْجَنَّةِ حَيْثُ شَاءَ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جعفرابن ابوطالب جبرائیل علیہ السلام اور میکائیل علیہ السلام کے ساتھ اڑرہاہے اللہ نے انہیں دوبازوؤں کے عوض دوپر عطاکردیئے ہیں جن کے ذریعہ سے وہ (جنت میں) جہاں چاہتے ہیں اڑتے پھرتے ہیں۔ ⑷

عَبْدِ اللهِ بْنِ جَعْفَرٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:هَنِيئًا لَكَ يَا عَبْدَ اللهِ، أَبُوكَ يَطِيرُ مَعَ الْمَلَائِكَةِ فِي السَّمَاءِ

عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایااے عبداللہ!تمہیں مبارک ہوتیراباپ آسمانوں پرفرشتوں کے ساتھ اڑتاپھرتاہے۔ ⑸

أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، كَانَ إِذَا سَلَّمَ عَلَى ابْنِ جَعْفَرٍ، قَالَ:السَّلاَمُ عَلَيْكَ يَا ابْنَ ذِي الجَنَاحَيْنِ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کوسلام کہتے توفرماتے اے ذوالجناحین کے بیٹے!السلام علیکم!۔ ⑹

فلهذا يُقال له: ذو الجَنَاحَيْنِ،ويقال له الطيارُ

⑴ صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوہ موتہ من ارض الشام۴۲۶۰

⑵ صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ غَزْوَةِ مُؤْتَةَ مِنْ أَرْضِ الشَّأْمِ۴۲۶۱

⑶ جامع ترمذی ابواب المناقب بَابُ مَنَاقِبِ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَخِي عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ۳۷۶۳،مستدرک حاکم۴۹۳۵

⑷ المعجم الاوسط ۶۹۳۶

⑸ المعجم الکبیر للطبرانی۱۹۰

⑹ صحیح بخاری کتاب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم بَاب مَنَاقِبِ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ الهَاشِمِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ۳۷۰۹،دلائل النبوة للبیہقی ۳۷۱/۴،البدایة والنهایة۲۸۰/۴

اس لئے ان کا لقب جعفر رضی اللہ عنہ (دو بازوں والا) اور جعفر رضی اللہ عنہ طیار (اڑنے والا) اور پڑ گیا۔ [۱]

وَانْكَشَفَ النّاسُ فَكَانَتْ الْهَزِيمَةُ. وَاتّبَعَهُمْ الْمُشْرِكُونَ فَقَتَلَ مَنْ قُتِلَ مِن الْمُسْلِمِين

ابن سعد نے لکھا ہے مسلمان بھاگے ان کو شکست ہوگئی، مشرکین نے ان کا تعاقب کیا مسلمانوں میں سے جو قتل ہو گیا وہ ہو گیا۔ [۲]

حَتَّى فَتَحَ اللهُ عَلَيْهِمْ

جبکہ صحیح بخاری میں لکھا ہے اللہ تعالیٰ نے ان (خالد بن ولید رضی اللہ عنہ) کے ہاتھ پر فتح عنایت فرمائی۔ [۳]

إِمْرَةٍ فَفُتِحَ لَهُ

اور ان (مجاہدین) کو فتح حاصل ہوئی۔ [۴]

فریقین کے مقتولین:

یہ جنگ ایک ہفتہ جاری رہی جس میں ابن اسحاق کے مطابق بارہ مسلمان شہید ہوئے، جن کے نام یہ ہیں۔

زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ۔ جعفر رضی اللہ عنہ بن ابی طالب۔ عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ انصاری خزرجی (مسلمانوں نے تینوں شہید سپہ سالاروں کو ایک ہی قبر میں دفن کر دیا) مسعود بن اوس۔ وہب بن سعد بن ابی سرح۔ عبادہ بن قیس۔ حارثہ بن نعمان۔ سراقہ بن عمرو بن عطیہ، عمرو بن زید کے دونوں بیٹے ابوکلیب اور جابر۔ اور سعد بن حارث کے دونوں بیٹے عمرو اور عاصم۔

لیکن دشمن کے مقتولین کی صحیح تعداد معلوم نہ ہوسکی، مگر اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ جب دوران امیر لشکر خالد رضی اللہ عنہ بن ولید کے ہاتھوں سے نو تلواریں ٹوٹ گئیں تو زخمیوں اور مقتولین کی تعداد کیا ہوگی۔

غزوہ موتہ کے اثرات:

موتہ کے میدان میں نڈر اور دلیر اسلامی لشکر نے اپنی قلیل تعداد کے باوجود اپنے دور کی طاقت ور ترین مملکت کے دو لاکھ جنگجوؤں سے ٹکرانے اور کوئی بڑا نقصان اٹھائے بغیر واپس آجانے سے صحرائے شام کے سرحدی علاقوں کے مسیحی عرب قبائل کو اور ان کی وساطت سے رومی سلطنت کو چوکنا کر دیا اور رومی سلطنت نے اپنے ان علاقوں میں اسلام کی بڑھتی اور پھیلتی ہوئی قوت کو تشویش کی نگاہوں سے دیکھنا شروع کر دیا، اس کا ایک نتیجہ یہ ہوا کہ مدینے پر غسانیوں (سرحدی قبیلے) کا خطرہ محسوس کیا جانے لگا، غسانیوں کا یہ خطرہ اتنا زیادہ ہو گیا تھا کہ مدینے کے رہنے والوں کو ہر آن اس کا کھٹکا لگا رہتا تھا، چنانچہ جب واقعہ ایلا کی خبر عام ہوئی تو عتبان رضی اللہ عنہ بن مالک، سیدنا عمر فاروق کے پاس بھاگے ہوئے آئے اور گھبرا کر کہا غضب ہو گیا، سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جو سوال دفعتاً پوچھا وہ یہ تھا کیوں خیر ہے؟ کیا غسانی آ گئے؟ قبائل عرب بنوسلیم، اشجع، بنوغطفان، ذبیان اور فزارہ وغیرہ نے اچھی طرح سمجھ لیا کہ وہ مسلمانوں کو شکست نہیں دے سکتے، اس لئے بہت جلد ان قبائل نے

[۱] مسند احمد الرسالۃ ۲۶۲؍۳

[۲] ابن سعد ۹۸؍۲، مغازی واقدی ۷۶۳؍۲، المواہب اللدنیۃ ۳۶۲؍۱، شرح الزرقانی علی المواہب ۳۴۸؍۳

[۳] صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ غَزْوَةِ مُؤْتَةَ مِنْ أَرْضِ الشَّأْمِ ۴۲۶۲

[۴] صحیح بخاری کتاب الجنائز بَابُ الرَّجُلِ يَنْعَى إِلَى أَهْلِ المَيِّتِ بِنَفْسِهِ ۱۲۴۶

اسلام قبول کرنے میں ہی اپنی عافیت سمجھی، اور وہ ہزاروں کی تعداد میں مسلمان ہو گئے۔

فروہ رضی اللہ عنہ بن عمرو الجذامی کی شہادت

وَبعث إِلَى فَروة بن عَمْرو الجُذاميّ يَدعُوهُ إِلَى الإِسلام. وَقيل: لم يبْعَث إِلَيْهِ، وَكَانَ عَاملا لقيصر بمُعان، فأسلَم،وَكتب بِإِسْلَامِهِ، وَبعث هديّةً مَعَ مَسْعُود بن سعد، وَهِي بَغلة شَهباء، يُقال لَهَا: فِضَّة، وفَرس يُقَال لَهُ الضَّرب وحِمار يُقَال لَهُ: يَعفور وأثواب، وقَباء سُنْدُس مُخوَّص بِالذَّهَب، فَقرَأَ النبيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كتابَه، وقَبِل هديته،وفرّق الأثواب فِي نِسَائِهِ، وَأَعْطى القَباء مخرَمَة بن نَوْفَل

اسی زمانے میں بنو جذام کے ایک شخص فروہ بن عمرو قسطنطنیہ کی رومی سلطنت کی طرف سے عرب کے شمالی حصے کے گورنر تھے، ان کا دار الحکومت عمان تھا اور فلسطین کا متصلہ علاقہ بھی انہی کی حکومت میں تھا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے انہیں دعوت اسلام ملی تو انہوں نے اسے دل وجان سے قبول کر لیا پھر ایک قاصد کو اپنے اسلام قبول کرنے کی اطلاع دینے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں روانہ کیا اور اس کے ساتھ انہوں نے فضہ نامی سیاہ وسفید خچر، ضرب نامی گھوڑا، ایک گدھا جس کا نام یعفور تھا (وہ یعفور دوسرا تھا جو والی مصر مقوقس نے ہدیۃً بھیجا تھا) اور ایک قیمتی کپڑے سندس کی قبا جس پر سنہری کام کیا ہوا تھا ان کے علاوہ بہت سے کپڑے اور دوسری اشیاء بھی تھیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نامہ پڑھا اور اس کے یہ تحائف قبول فرما لئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کپڑے ازواج مطہرات میں تقسیم فرما دیئے اور قیمتی کپڑے کی قبا مخرمہ بن نوفل کو عطا فرما دی۔[1]

فَلَمَّا بَلَغَ الرُّومَ ذَلِكَ مِنْ إِسْلَامِهِ، طَلَبُوهُ حَتَّى أَخَذُوهُ، فَحَبَسُوهُ عِنْدَهُم،فَلَمَّا أَجْمَعَتْ الرُّومُ لِصَلْبِهِ عَلَى مَاءٍ لَهُمْ، يُقَالُ لَهُ عَفْرَاءُ بِفِلَسْطِينَ

جب شاہ روم کو فروہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے قبول اسلام کی اطلاع ملی تو اس نے انہیں اپنے پاس بلایا پہلے تو انہیں اسلام ترک کرنے کی ترغیب دی مگر انہوں نے اس بے بہا نعمت کو ترک کرنے سے انکار کر دیا چنانچہ انہیں زندان میں ڈال دیا گیا جب قید وبند کے دوران ظلم وستم بھی فروہ رضی اللہ عنہ کو اسلام سے منحرف کرنے میں ناکام ہو گئیں تو انہیں پھانسی پر لٹکانے کا حکم صادر کر دیا گیا چنانچہ انہیں فلسطین میں عفرا نامی ایک چشمہ یا تالاب کے کنارے پھانسی دینے کا اہتمام کیا گیا جب فروہ رضی اللہ عنہ بن عمرو کو پھانسی کی جگہ لایا گیا تو انہوں نے کہا۔

أَلا هَلْ أَتَى سَلْمَى بِأَنَّ حَلِيلَهَا ... عَلَى مَاءِ عِفْرَى فَوْقَ إِحْدَى الرَّوَاحِلِ

کیا سلمیٰ کو یہ خبر مل چکی ہے کہ اس کا شوہر ... عفرا تالاب کے کنارے ایک سواری پر سوار ہے

عَلَى نَاقَةٍ لَمْ يَضْرِبْ الْفَحْلُ أُمَّهَا ... يشدّ به أَطْرَافُهَا بِالْمَنَاجِلِ

وہ ایسی اونٹنی پر سوار ہے جس کی ماں کے پاس نر نہیں گیا ... اور اس کے ہاتھ پاؤں درانتیوں سے کاٹ دیئے گئے ہیں

---

[1] المختصر الکبیر فی سیرۃ الرسول ۱۱۹/۱

جان دینے سے قبل انہوں نے یہ شعر بھی پڑھا۔

بَلّغْ سَرَاةَ الْمُسْلِمِينَ بِأَنَّنِي سِلْمٌ لِرَبِّي أَعْظُمِي وَمَقَامِي

مسلمانوں کے سردار کو یہ خبر پہنچادو کہ میں اپنی ہڈیوں اور اپنے مقام کو اپنے رب کے سپرد کرنے والا ہوں۔

اس کے بعد انہوں نے ہنسی خوشی جام شہادت نوش فرمالیا۔[1]

سریہ عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص (ذات السلاسل کی طرف)

جمادی الآخرہ آٹھ ہجری (اکتوبر ۶۲۹ء)

وَذَكَرَ ابْنُ إِسْحَاقَ نُزُولَهُمْ عَلَى مَاءٍ لِجُذَامَ، يُقَالُ لَهُ: السَّلْسَلُ، قَالَ: وَبِذَلِكَ سُمِّيَتْ ذَاتَ السَّلَاسِلِ

ابن اسحاق کے مطابق مجاہدین اسلام قبیلہ جذام کی سرزمین میں واقع سلسل نامی ایک کنویں پر اترے تھے اس لئے اس سریہ کا نام ذات السلاسل پڑ گیا۔[2]

وقيل سميت كذلك لأن المشركين ارتبط بعضهم إلى بعض وقيل لأن الأرض التي كانوا فيها ذات رمل ينعقد بعضه على بعض كالسلسلة

ایک روایت ہے اور کہا جاتا ہے مشرکوں نے اس خوف سے کہ ان کے آدمی جنگ سے بھاگ کر نہ جائیں اس لئے ایک دوسرے کو زنجیروں سے باندھ رکھا تھا اس لئے اس معرکہ کا نام ذات السلاسل پڑ گیا۔

بَلَغَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ جَمْعًا مِنْ قُضَاعَةَ قَدْ تَجَمَّعُوا يُرِيدُونَ أَنْ يُدْنُوا إِلَى أَطْرَافِ الْمَدِينَةِ

رسول اللہ ﷺ کو خبر ملی کہ قبیلہ قضاعہ کے لوگ غزوہ موتہ میں مسلمانوں کی شکست سے فائدہ اٹھا کر مدینہ منورہ پر حملہ کے لئے جمع ہو رہے ہیں۔

غزوہ موتہ میں خالد بن ولید رضی اللہ عنہ رومی فوج کے مقابلہ میں اپنی اعلیٰ جنگی صلاحیت و مہارت کا سکہ بٹھا چکے تھے، چنانچہ اس کے ایک ماہ بعد عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی باری آئی،

عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ، يَقُولُ: بَعَثَ إِلَيَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: خُذْ عَلَيْكَ ثِيَابَكَ وَسِلَاحَكَ ، ثُمَّ ائْتِنِي فَأَتَيْتُهُ وَهُوَ يَتَوَضَّأُ فَصَعَّدَ فِيَّ النَّظَرَ ثُمَّ طَأْطَأَهُ، فَقَالَ: إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أَبْعَثَكَ عَلَى جَيْشٍ فَيُسَلِّمَكَ اللهُ وَيُغْنِمَكَ، وَأَزْعَبُ لَكَ مِنَ الْمَالِ رَغْبَةً صَالِحَةً، قَالَ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، مَا أَسْلَمْتُ مِنْ أَجْلِ الْمَالِ، وَلَكِنِّي أَسْلَمْتُ رَغْبَةً فِي الْإِسْلَامِ، وَأَنْ أَكُونَ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا عَمْرُو، نِعْمًا بِالْمَالِ الصَّالِحُ لِلرَّجُلِ الصَّالِحِ

[1] البداية والنهاية ۵؍۸۷،زاد المعاد ۳؍۵۶۴

[2] زاد المعاد ۳؍۳۴۱

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے پاس پیغام بھیجا کہ اپنے کپڑے اور اسلحہ زیب تن کر کے میرے پاس آؤ، میں جس وقت حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم وضو فرما رہے تھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ مجھے نیچے سے اوپر تک دیکھا پھر نظریں جھکا کر فرمایا میرا ارادہ ہے کہ تمہیں ایک لشکر کا امیر بنا کر روانہ کروں، اللہ تمہیں صحیح سالم اور مال غنیمت کے ساتھ واپس لائے گا اور میں تمہارے لئے مال کی اچھی رغبت رکھتا ہوں، میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے مال و دولت کی خاطر اسلام قبول نہیں کیا، میں نے دلی رغبت کے ساتھ اسلام قبول کیا ہے اور اس مقصد کے لئے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت حاصل ہو جائے، آپ نے فرمایا اے عمرو رضی اللہ عنہ! حلال وطیب مال ایک صالح ومتقی کے لئے بہترین نعمت ہے۔[1]

فَعَقَدَ لَهُ لِوَاءً أَبْيَضَ، وَجَعَلَ مَعَهُ رَايَةً سَوْدَاءَ، وَبَعَثَهُ فِي سَرَاةِ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ فِي ثَلَاثِمِائَةٍ، عَامِرُ بْنُ رَبِيعَةَ، وَصُهَيْبُ بْنُ سِنَانٍ، وَأَبُو الْأَعْوَرِ سَعِيدُ بْنُ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ، وَسَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ، وَمِنْ الْأَنْصَارِ: أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ، وَعَبَّادُ بْنُ بِشْرٍ، وَسَلَمَةُ بْنُ سَلَامَةَ، وَسَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ ،وَمَعَهُمْ ثَلَاثُونَ فَرَسًا وَأَمَرَهُ أَنْ يَسْتَعِينَ بِمَنْ مَرَّ بِهِ مِنْ بَلِيٍّ، وَعُذْرَةَ، وَبَلْقَيْنِ

پھر آپ نے ان کو ایک سفید رنگ کا اور ایک سیاہ رنگ کا جھنڈا دیا اور تین سو سرکردہ مہاجرین و انصار کا لشکر دے کر قضاعہ کی سرکوبی کے لئے مدینہ منورہ سے دس منزل دور شام کی سرحد پر واقع مقام ذات السلاسل کی طرف روانہ کیا اور لشکر اسلام میں عامر بن ربیعہ، صہیب بن سنان، ابو الاعور سعید بن زید بن عمرو بن نفیل، سعد بن ابی وقاص اور انصار میں سے اسید بن حضیر، عباد بن بشر، سلمہ بن سلامہ اور سعد بن عبادہ شامل تھے اور مجاہدین اسلام کے پاس تیس گھوڑے بھی تھے اور انہیں ہدایت فرمائی کہ جاتے ہوئے قبائل بلی، عذرہ اور بلقین سے بھی مدد حاصل کر لیں (بلی ایک بڑا قبیلہ تھا جو بلی بن عمرو بن الحاف بن قضاعہ کی طرف اور عذرہ، عذرہ بن قضاعہ کی طرف منسوب تھا اور ان قبائل کی بستیاں ذات القریٰ کے سرے پر واقع تھیں)

فَسَارَ اللیْلَ، وَكَمَنَ النَّهَارَ فَلَمَّا قَرُبَ مِنَ الْقَوْمِ بَلَغَهُ أَنَّ لَهُمْ جَمْعًا كَثِيرًا، فَبَعَثَ رافع بن مكيث الجهني إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَمِدُّهُ،فَبَعَثَ إِلَيْهِ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ فِي مِائَتَيْنِ، وَعَقَدَ لَهُ لِوَاءً، وَبَعَثَ لَهُ سَرَاةَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ، وَفِيهِمْ أبو بكر وعمر، وَأَمَرَهُ أَنْ يَلْحَقَ بعمرو، وَأَنْ يَكُونَا جَمِيعًا وَلَا يَخْتَلِفَافَلَمَّا لَحِقَ بِهِ أَرَادَ أبو عبيدة أَنْ يَؤُمَّ النَّاسَ فَقَالَ عمرو: إِنَّمَا قَدِمْتَ عَلَيَّ مَدَدًا وَأَنَا الْأَمِيرُ فَقَالَ الْمُهَاجِرُونَ: كَلَّا، بَلْ أَنْتَ أَمِيرُ أَصْحَابِكَ وَهُوَ أَمِيرُ أَصْحَابِهِ،فَلَمَّا رَأَى أَبُو عُبَيْدَةَ الِاخْتِلَافَ وَكَانَ حَسَنَ الْخُلُقِ، لَيِّنَ الشِّيمَةِ، قَالَ : إِذَا قَدِمْت عَلَى صَاحِبِك فَتَطَاوَعَا وَلَا تَخْتَلِفَاوَإِنّك وَاللهِ إنْ عَصَيْتنِي لَأُطِيعَنّكَ!

رازداری کے پیش نظر مجاہدین دن کے وقت چھپے رہتے اور رات میں سفر جاری رکھتے، جب محاذ جنگ کے قریب پہنچے تو معلوم ہوا کہ دشمن کی فوج زیادہ ہے اس لئے مزید مدد و نصرت کے لئے انہوں نے رافع بن مکیث جہنی رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم

[1] مسند احمد ۱۷۷۶۳، السِّيرةُ النّبوية - عرضُ وقائع وَتحليل أحداث ۴۴۷/۱، الأدب المفرد ۱۱۲/۱، فتح البارى ۷۵/۸

نے ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو دوسو آدمیوں کا لشکر جن میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے دے کر ان کی مدد کے لئے روانہ کیا اور تاکید فرمائی کہ محاذ جنگ پر مل کر کام کرنا اور آپس میں اختلاف نہ کرنا، جب ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ وہاں پہنچے تو نماز کا وقت ہو گیا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے امامت کرنی چاہی، اور ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ اپنے مرتبے اور شان کے لحاظ سے پوری طرح امارت کے مستحق تھے لیکن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا امیر لشکر میں ہوں آپ تو میری مدد کے لئے آئے ہیں اس لئے نماز کی امامت میرا حق ہے، مہاجرین نے کہا ہرگز نہیں آپ اپنے دستہ کے امیر ہیں اور یہ اپنے دستہ کا امیر ہوں گے ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ جو نرم مزاج اور دینوی شان وشوکت اور حکومت سے لاپرواہ واقع ہوئے تھے نے جب اختلاف دیکھا تو کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چلتے وقت مجھے ہدایت فرمائی تھی کہ آپس میں متفق رہنا اور باہم اختلاف نہ کرنا لہذا میں تمہاری اطاعت کروں گا اگرچہ تم میری مخالفت کرو!

فَأَطَاعَ أَبُو عُبَيْدَةَ، فَكَانَ عَمْرٌو يُصَلِّي بِالنَّاسِ ، وَكُلَّمَا انْتَهَى إِلَى مَوْضِعٍ بَلَغَهُ أَنَّهُ كَانَ بِهَذَا الْمَوْضِعِ جَمْعٌ فَلَمَّا سَمِعُوا بِهِ تَفَرَّقُوا، حَتَّى انْتَهَى إِلَى أَقْصَى بِلَادِ بَلِيٍّ وَعُذْرَةَ وَبَلْقَيْنِ، وَلَقِيَ فِي آخِرِ ذَلِكَ جَمْعًا لَيْسَ بِالْكَثِيرِ، فَقَاتَلُوا سَاعَةً وَتَرَامَوْا بِالنَّبْلِ، وَرُمِيَ يَوْمَئِذٍ عَامِرُ بْنُ رَبِيعَةَ بِسَهْمٍ فَأُصِيبَ ذِرَاعُهُ. وَحَمَلَ الْمُسْلِمُونَ عَلَيْهِمْ فَهَرَبُوا، وَأَعْجَزُوا هَرَبًا فِي الْبِلَادِ وَتَفَرَّقُوا عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: ثُمَّ أَنِّي بُعِثْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِفَتْحٍ

ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے اطاعت اختیار کر لی اور عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص نے لوگوں کو نماز جمعہ پڑھائی، پھر سب مجاہدین مل کر بنو قضاعہ میں پہنچے اور ان پر حملہ کر دیا، کچھ دیر تک لڑائی ہوتی رہی اور فریقین ایک دوسرے پر تیر برساتے رہے بالآخر کفار شکست کھا کر بھاگ گئے اور مختلف اطراف میں منتشر ہو گئے، عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے فتح کی بشارت اور اپنی واپسی کی اطلاع دینے کے لئے عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں روانہ کیا۔[1]

قَالَ عَوْفُ بْنُ مَالِكٍ: فَقَدِمْتُ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي السَّحَرِ وَهُوَ يُصَلِّي فِي بَيْتِهِ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ،فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عَوْفُ بْنُ مَالِكٍ؟ قُلْتُ: عَوْفُ بْنُ مَالِكٍ يَا رَسُولَ اللهِ! قَالَ: صَاحِبُ الْجَزُورِ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، وَلَمْ يَزِدْ عَلَى هَذَا شَيْئًا ثُمَّ قَالَ:أَخْبِرْنِي! فَأَخْبَرْتُه بِمَا كَانَ فِي مَسِيرِنَا وَمَا كَانَ بَيْنَ أَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ وَبَيْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ وَمُطَاوَعَةِ أَبِي عُبَيْدَةَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَرْحَمُ اللهُ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ!

عوف بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں صبح کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت اپنے حجرے میں نماز پڑھ رہے تھے، میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا ،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا عوف بن مالک ہیں؟ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم !عوف بن مالک ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لشکر کا امیر؟ میں نے عرض کیا جی ہاں، اس سے زیادہ میں نے کچھ نہیں

---

[1] عیون الآثر ۲۰۲؍۲، زادالمعاد ۳۴۱؍۳،مغازی واقدی ۷۷۱؍۲،ابن سعد ۱۰۰؍۲، البدایۃ والنہایۃ ۳۱۱؍۴،دلائل النبوۃ للبیہقی ۳۰۸؍۶

کہا، پھر آپ ﷺ نے دریافت کیاہاں کے حالات بیان کرو، چنانچہ میں نے وہاں کے تمام احوال اور ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے درمیان جو کچھ ہوا وہ بھی عرض کیا یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ پر رحم فرما۔ [1]

امیر لشکر عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے غلبہ کے بعد ارد گرد کے قبائل پر مسلمانوں کا اثر و نفوذ اور رعب و دبدبہ قائم کرنے کے لئے کچھ روز وہاں قیام کیا اور مختلف اطراف میں سوار دستوں کو روانہ فرماتے رہے، وہ اونٹ اور بکریاں وغیرہ پکڑ کر لاتے اور مجاہدین پکا کر انہیں کھاتے رہے، اس سفر میں ایک واقعہ پیش آیا

عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّهُ قَالَ: لَمَّا بَعَثَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ ذَاتِ السَّلَاسِلِ، قَالَ: فَاحْتَلَمْتُ فِي لَيْلَةٍ بَارِدَةٍ شَدِيدَةِ الْبَرْدِ، فَأَشْفَقْتُ إِنْ اغْتَسَلْتُ أَنْ أَهْلَكَ، فَتَيَمَّمْتُ ثُمَّ صَلَّيْتُ بِأَصْحَابِي صَلَاةَ الصُّبْحِ، قَالَ: فَلَمَّا قَدِمْنَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ، فَقَالَ:يَا عَمْرُو، صَلَّيْتَ بِأَصْحَابِكَ وَأَنْتَ جُنُبٌ؟ قَالَ: قُلْتُ: نَعَمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنِّي احْتَلَمْتُ فِي لَيْلَةٍ بَارِدَةٍ شَدِيدَةِ الْبَرْدِ، فَأَشْفَقْتُ إِنْ اغْتَسَلْتُ أَنْ أَهْلَكَ، وَذَكَرْتُ قَوْلَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ {وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا} [2] فَتَيَمَّمْتُ، ثُمَّ صَلَّيْتُ. فَضَحِكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَقُلْ شَيْئًا

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں غزوہ ذات السلاسل میں مجھے احتلام ہوگیا شدید سردیوں کے دن تھے، غسل کرنے میں انہیں اپنی جان کا خطرہ لاحق ہوا اس لئے میں نے غسل نہ کیا اور تیمم کر کے اپنے ساتھیوں کو نماز فجر پڑھائی، واپسی پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی کریم ﷺ سے ان کی شکایت کی، آپ ﷺ نے فرمایا اے عمرو رضی اللہ عنہ! تو نے اپنے ساتھیوں کو جنابت کی حالت میں نماز پڑھائی، میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ مجھے اپنی جان کا خطرہ تھا'' اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے اور اپنے آپ کو قتل نہ کرو یقین مانو کہ اللہ تمہارے اُوپر مہربان ہے۔'' رسول اللہ ﷺ ان کا جواب سن کر مسکرائے اور کچھ نہ فرمایا۔ [3]

فضائل و محاسن اور اخلاق و عادات کے اعتبار سے ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نہایت ارفع و اعلیٰ مقام پر فائز تھے،

عمر بن الخطاب أَرْسَلَ إِلَى أَبِي عُبَيْدَةَ بِأَرْبَعَةِ آلافِ دِرْهَمٍ وَأَرْبَعِمِائَةِ دِينَارٍ. وَقَالَ لِلرَّسُولِ: انْظُرْمَا يَصْنَعُ ،قَالَ فَقَسَمَهَا أَبُو عُبَيْدَةَ ، قَالَ ثُمَّ أَرْسَلَ إِلَى مُعَاذٍ بِمِثْلِهَا وَقَالَ لِلرَّسُولِ مِثْلَ مَا قَالَ. فَقَسَمَهَا مُعَاذٌ إِلا شَيْئًا قَالَتِ امْرَأَتُهُ نَحْتَاجُ إِلَيْهِ، فَلَمَّا أَخْبَرَ الرَّسُولُ عُمَرَ قَالَ:الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي جَعَلَ فِي الإِسْلامِ مَنْ يَصْنَعُ هَذَا

ابن سعد میں ہے ایک مرتبہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں چار سو دینار اور چار ہزار درہم بھیجے اور قاصد سے کہا یہ

---

[1] مغازی واقدی ۷۷۳/۲،دلائل النبوۃ للبیھقی ۴۰۱/۴،السیرۃ النبویۃ لابن کثیر ۵۱۹/۳،سبل الھدی والرشاد، في سیرۃ خیر العباد ۱۷۱/۶،السیرۃ الحلبیۃ = إنسان العیون في سیرۃ الأمین المأمون ۲۶۹/۳

[2] النساء: 29

[3] مسنداحمد ۱۷۸۱۲،دلائل النبوۃ للبیھقی ۴۰۲/۴،البدایۃ والنھایۃ ۳۱۲/۴

دیکھنا کہ وہ اس رقم کا کیا کرتے ہیں، ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے اپنے حصے کی تمام رقم فوج میں تقسیم کر دی، اور پھر سید نا عمر رضی اللہ عنہ نے معاذ رضی اللہ عنہ کو بھی چار سو دینار اور چار ہزار درہم بھیجے اور قاصد سے کہا یہ دیکھنا کہ وہ اس رقم کا کیا کرتے ہیں، معاذ رضی اللہ عنہ نے نے بھی چند درہم و دینار کے سوا جو انہوں نے اپنی اہلیہ کے کہنے پر گھر یلو ضروریات کے لیے رکھ لیے تھے تمام رقم مستحقین میں تقسیم کر دی، جب سید نا عمر رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا تو بے اختیار ان کی زبان سے یہ الفاظ جاری ہو گئے الحمد اللہ کہ مسلمانوں میں ایسے لوگ بھی موجود ہیں جن کی نظروں میں سیم وزر کی کچھ حقیقت نہیں۔ [1]

انہوں نے طاعون عمواس میں شام میں وفات پائی،

ابُو عُبَيْدَةَ يَوْمَ مَاتَ ابْنُ ثَمَانٍ وَخَمْسِينَ سَنَةً

جب ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے وفات پائی اس وقت ان کی عمر اٹھاون برس تھی۔

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے تجہیز تکفین کا سامان کیا، ان کی نماز جنازہ پڑھائی، عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص اور ضحاک رضی اللہ عنہ بن قیس قبر میں اترے اور اسلام کے اس آفتاب جہانتاب کو سپرد خاک کر دیا۔

سریہ حارث رضی اللہ عنہ بن ربعی انصاری (ابو قتادہ) رضی اللہ عنہ (خضرہ کی طرف)

شعبان آٹھ ہجری

قَالُوا: بَعَثَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَا قَتَادَةَ وَمَعَهُ خَمْسَةَ عَشَرَ رَجُلا إِلَى غَطَفَانَ، وَأَمَرَهُ أَنْ يَشُنَّ عَلَيْهِمُ الْغَارَةَ،فَسَارَ اللَيْلَ وَكَمَنَ النَّهَارَ فَهَجَمَ عَلَى حَاضِرٍ مِنْهُمْ عَظِيمٍ فَأَحَاطَ بِهِ، فَصَرَخَ رجل منهم يا خضرة ، وقاتل منهم رجال فقتلوا من أشرف لَهُمْ، وَاسْتَاقُوا النَّعَمَ فَكَانَتِ الْإِبِلُ مِائَتَيْ بَعِيرٍ وَالْغَنَمُ أَلْفَيْ شَاةٍ وَسَبَوْا سَبْيًا كَثِيرًا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی کہ بنو غطفان قبیلہ محارب کے علاقہ میں خضرہ نامی جگہ پر لوگ جمع کر رہے ہیں ان کی سر کوبی کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حارث رضی اللہ عنہ بن ربعی جن کی کنیت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ تھی کو پندرہ مجاہدین کا امیر مقرر فرما کر خضرہ کی جانب روانہ کیا جو نجد کے علاقہ میں ہے، اور انہیں ہدایت فرمائی کہ وہ بنو غطفان پر اچانک حملہ کریں، رازداری کے پیش نظر مجاہدین اسلام کا یہ دستہ دن میں چھپا رہتا اور رات میں سفر کرتا رہا اور انہوں نے جا کر ان پر اچانک حملہ کیا جس میں دشمن کے متعدد بڑے لوگ قتل ہو گئے اور کچھ اسیر ہو گئے، انہوں نے مال غنیمت میں دو سو اونٹ، دو ہزار بکریاں اور بہت سا مال حاصل کیا۔ [2]

اور پندرہ دن کے بعد مدینہ منورہ واپس آ گئے۔ [3]

---

[1] ابن سعد۳۱۶،۳

[2] عیون الآثر۲۰۶،۲،ابن سعد۱۰۱،۲،شرح الزرقانی علی المواھب۳۷۰،۳

[3] رحمة للعالمین۲۳۳،۲

فتح مکہ (تاریخ اسلام کا عظیم واقعہ)

رمضان آٹھ ہجری

فِي الْفَتْحِ الْأَعْظَمِ الَّذِي أَعَزَّ اللهُ بِهِ دِينَهُ وَرَسُولَهُ، وَجُنْدَهُ وَحِزْبَهُ الْأَمِينَ، وَاسْتَنْقَذَ بِهِ بَلَدَهُ وَبَيْتَهُ الَّذِي جَعَلَهُ هُدًى لِلْعَالَمِينَ مِنْ أَيْدِي الْكُفَّارِ وَالْمُشْرِكِينَ، وَهُوَ الْفَتْحُ الَّذِي اسْتَبْشَرَ بِهِ أَهْلُ السَّمَاءِ، وَضَرَبَتْ أَطْنَابُ عِزِّهِ عَلَى مَنَاكِبِ الْجَوْزَاءِ، وَدَخَلَ النَّاسُ بِهِ فِي دِينِ اللهِ أَفْوَاجًا، وَأَشْرَقَ بِهِ وَجْهُ الْأَرْضِ ضِيَاءً وَابْتِهَاجًا

امام ابن قیم رحمہ اللہ لکھتے ہیں فتح مکہ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دین اپنے رسول اپنے لشکر اور امانت داروں کو عزت بخشی اور جس کے ذریعہ اپنا شہر اور اپنا گھر کفار ومشرکین سے آزاد کرایا جسے عالمین کے لئے ہدایت بنایا گیا تھا، یہی وہ فتح اعظم تھی جس سے آسمان والے خوش ہوئے اور برج جوزا پر خیمے گاڑ دیئے اور لوگ گروہ در گروہ اللہ کے دین میں داخل ہوئے، اس سے رخ زمین چمکا اور روشن ہو گیا۔[1]

اور یہ حقیقت ہے، یہی وہ فتح تھی جس سے قریش کی غرور سے تنی ہوئی گردن جھک گئی جو اسلام کی پھیلاؤ میں سب سے بڑی رکاوٹ بنے ہوئے تھے، جب یہ جھک گئے تو سب سے پہلی عبادت گاہ بیت اللہ کفار ومشرکین کے قبضہ سے نکل کر ان لوگوں کے ہاتھوں میں چلا گیا جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی مصاحبت کے لئے چن لیا تھا، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پسینے کی جگہ اپنا خون بہانا بڑی سعادت سمجھتے تھے، طلوع اسلام سے فتح مکہ اور بعد تک جن کا ایمان ہر کسوٹی پر پورا اترا تھا، اسلام کی عظیم برکتیں ہر سو پھیل گئیں اور ارد گرد کے وہی سرکش قبائل جو مسلمانوں کے خلاف شورش پیدا کرتے رہتے تھے جوق در جوق اسلام میں داخ ہونے لگے، اور پورا جزیرہ العرب اسلام کے سائے میں امن وسکون کا پیکر بن گیا اور مجاہدین اسلام نے اس پاکیزہ پیغام کو ساری دنیا میں پہنچانے کے لئے سر پر کفن باندھ لیا۔

غزوہ کا سبب:

فَلَمَّا كَانَ صُلْحُ الْحُدَيْبِيَةِ بَيْنَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ قُرَيْشٍ، كَانَ فِيمَا شَرَطُوا لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَرَطَ لَهُمْ، أَنَّهُ مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَدْخُلَ فِي عَقْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَهْدِهِ فَلْيَدْخُلْ فِيهِ، وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَدْخُلَ فِي عَقْدِ قُرَيْشٍ وَعَهْدِهِمْ فَلْيَدْخُلْ فِيهِ، فَدَخَلَتْ بَنُو بَكْرٍ فِي عَقْدِ قُرَيْشٍ وَعَهْدِهِمْ، وَدَخَلَتْ خُزَاعَةُ فِي عَقْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَهْدِهِ

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قریش کے مابین صلح ہوئی تو صلح حدیبیہ میں ایک شرط یہ تھی کہ قبائل عرب میں سے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ معاہدہ میں داخل ہونا چاہئے داخل ہو سکتا ہے اور جو قریش کے ساتھ معاہدے میں شریک ہونا چاہئے داخل ہو سکتا ہے، اور جو فریق جس فریق کے ساتھ معاہدہ میں شامل ہو گا اس فریق کا حصہ سمجھا جائے گا، اس لئے اگر ایسا کوئی فریق کسی حملے یا زیادتی کا شکار ہو گا تو یہ خود اس فریق پر حملہ اور زیادتی تصور کی جائے گی، چنانچہ معاہدے کی اس شق کے تحت بنو بکر نے قریش سے معاہدہ کر لیا اور بنو خزاعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

---

[1] زاد المعاد ۳/۳۴۷

ساتھ معاہدے میں شریک ہو گئے اس طرح دونوں قبیلے ایک دوسرے سے مامون ہو گئے۔

بنو بکر اور بنو خزاعہ میں دورِ جاہلیت سے فتنہ وفساد اور قتل وغارت کا سلسلہ جاری تھا، جس کا سبب یہ تھا

وَكَانَ الَّذِي هَاجَ مَا بَيْنَ بَنِي بَكْرٍ وَخُزَاعَةَ أَنَّ رَجُلًا مِنْ بَنِي الْحَضْرَمِيِّ، وَاسْمُهُ مَالِكُ بْنُ عَبَّادٍ- وَحِلْفُ الْحَضْرَمِيِّ يَوْمَئِذٍ إِلَى الْأَسْوَدِ بْنِ رَزْنٍ - خَرَجَ تَاجِرًا، فَلَمَّا تَوَسَّطَ أَرْضَ خُزَاعَةَ، عَدَوْا عَلَيْهِ فَقَتَلُوهُ، وَأَخَذُوا مَالَهُ ،فَعَدَتْ بَنُو بَكْرٍ عَلَى رَجُلٍ مِنْ خُزَاعَةَ فَقَتَلُوهُ،فَعَدَتْ خُزَاعَةُ قُبَيْلَ الْإِسْلَامِ عَلَى بَنِي الْأَسْوَدِ بْنِ رَزْنٍ الدِّيلِيِّ وَهُمْ مَنْخَرُ بَنِي كِنَانَةَ وَأَشْرَافُهُمْ سَلْمَى وَكُلْثُومٌ وَذُؤَيْبٌ فَقَتَلُوهُمْ بِعَرَفَةَ عِنْدَ أَنْصَابِ الْحَرَمِ،كَانَ بَنُو الْأَسْوَدِ بْنِ رَزْنٍ يُودَوْنَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ دِيَتَيْنِ دِيَتَيْنِ، وَنُودَى دِيَةً دِيَةً، لِفَضْلِهِمْ فِينَافَبَيْنَا بَنُو بَكْرٍ وَخُزَاعَةُ عَلَى ذَلِكَ حَجَزَ بَيْنَهُمُ الْإِسْلَامُ، وَتَشَاغَلَ النَّاسُ بِهِ

ایک مرتبہ مالک بن عباد حضرمی مال تجارت لے کر خزاعہ کے علاقہ میں داخل ہوا خزاعہ کے لوگوں نے اسے قتل کر ڈالا اور اس کا تمام مال واسباب لوٹ لیا بنو بکر مالک بن عباد کا بدلہ لینے کے لئے موقعہ کی تلاش میں رہے اور موقعہ پا کر بدلہ میں بنو خزاعہ کا ایک آدمی قتل کر دیا بنو خزاعہ بھی پیچھے رہنے والے نہیں تھے موقعہ پا کر انہوں نے بنو بکر کے تین سردار ذویب، سلمی اور کلثوم کو حدود حرم کے نزدیک میدان عرفات میں قتل کر ڈالا، بنو اسود زمانہ جاہلیت میں اپنے مقتول کے دو خون بہا لیتے تھے اور باقی سب لوگ ایک خون بہا لیا کرتے تھے اور یہ ان کی فضیلت کی بات تھی، بنی خزاعہ اور بنی بکر آپس کے انہی جھگڑوں میں گرفتار تھے کہ ظہور اسلام کے بعد یہ آگ کچھ ٹھنڈی پڑ گئی تھی اور لوگوں کی توجہ نئے دین کے قبول یا رد کی طرف منعطف ہوگئی، صلح حدیبیہ کی شق کے مطابق جب بنو بکر قریش کے ساتھ اور بنو خزاعہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شامل ہو گئے تو بنو خزاعہ ،بنو بکر کی طرف سے مطمئن ہو گئے،اب بنو بکر کی ایک جماعت جنھیں بنو نفاثہ کہا جاتا تھا نے اس موقعہ کو غنیمت سمجھا اور لڑائی کی آگ کو بھڑکا دیا۔

فَلَمَّا كَانَتِ الْهُدْنَةُ اغْتَنَمَهَا بَنُو الدِّيلِ مِنْ بَنِي بَكْرٍ مِنْ خُزَاعَةَ، وَأَرَادُوا أَنْ يُصِيبُوا مِنْهُمْ ثَأْرًا بِأُولَئِكَ النَّفَرِ الَّذِينَ أَصَابُوا مِنْهُمْ بِبَنِي الْأَسْوَدِ بْنِ رَزْنٍ،لَمَّا دَخَلَ شَعْبَانُ عَلَى رَأْسِ اثْنَيْنِ وَعِشْرِينَ شَهْرًا مِنْ صُلْحِ الْحُدَيْبِيَةِ تَكَلَّمَتْ بَنُو نُفَاثَةَ. وهم مِن بَنِي بَكْرِ.أَشْرَافُ قُرَيْشٍ أن يُعِينُوهُمْ عَلَى خزاعة بِالرِّجَالِ وَالسِّلَاحِ

بنی دیل نے جو بنو بکر کی ایک شاخ تھے اس صلح کو غنیمت سمجھ کر چاہا کہ بنی اسود کے ان لوگوں کا جو بنی خزاعہ نے قتل کئے تھے قصاص لیں، چنانچہ صلح حدیبیہ کے بیسویں مہینے جب شعبان آٹھ ہجری آیا تو بنو نفاثہ نے جو بنو بکر میں سے تھے اشراف قریش سے گفتگو کی کہ بنی خزاعہ کے مقابلے میں آدمیوں اور ہتھیاروں سے ان کی مدد کریں، قریش نے ان سے وعدہ کر لیا

فَخَرَجَ نَوْفَلُ بْنُ مُعَاوِيَةَ الدِّيلِيُّ فِي بَنِي الدِّيلِ، وَهُوَ يَوْمَئِذٍ قَائِدُهُمْ، وَلَيْسَ كُلُّ بَنِي بَكْرٍ تَابَعَهُ حَتَّى بَيَّتَ خُزَاعَةَ وَهُمْ عَلَى الْوَتِيرِ، مَاءٌ لَهُمْ، فَأَصَابُوا مِنْهُمْ رَجُلًا، وَتَحَاوَزُوا وَاقْتَتَلُوا، وَرَفَدَتْ بَنِي بَكْرٍ قُرَيْشٌ بِالسِّلَاحِ، وَقَاتَلَ مَعَهُمْ مِنْ قُرَيْشٍ مَنْ قَاتَلَ بِاللَّيْلِ مُسْتَخْفِيًا، فيهم صَفْوَانُ بْنُ أُمَيَّةَ وَحُوَيْطِبَ بْنَ عَبْدِ الْعُزَّى وَمِكْرَزُ بْنُ حَفْصِ بْنِ الْأَخْيَفِ،

حَتَّى حَازُوا خُزَاعَةَ إِلَى الْحَرَمِ،فَلَمَّا انْتَهَوْا إِلَيْهِ، قَالَتْ بَنُو بَكْرٍ: يَا نَوْفَلُ، إِنَّا قَدْ دَخَلْنَا الْحَرَمَ، إِلَهَكَ إِلَهَكَ

چنانچہ بنو بکر کے سردار نوفل بن معاویہ دیلی نے رات کے وقت اپنی قوم کی ایک جمعیت کے ساتھ بنوخزاعہ پر جو وتیر نامی کنوئیں پر خیمہ زن تھے شبخون مارا جس سے بنوخزاعہ کے کئی آدمی قتل اور کئی زخمی ہو گئے،حسب وعدہ اس جنگ میں قریش نے بنی بکر کی اسلحہ اور آدمیوں سے ان کی مدد کی اور ان کے بعض لوگ چوری چھپے بنو بکر کے ساتھ حملہ میں بھی شامل ہوئے،اس جماعت میں صفوان بن امیہ،عکرمہ بن ابی جہل ،شیبہ بن عثمان،سہیل بن عمرو،حویطب بن عبدالعزیٰ اور مکرز بن حفص وغیرہ نے بنو بکر کی ہتھیاروں سے مدد کی،بنوخزاعہ نے مجبور ہو کر حرم میں پناہ لی جو امن کی جگہ تھی اور کوئی قبیلہ حرم کے احترام کی وجہ سے اس کے اندر پناہ لینے والے پر ہاتھ نہیں اٹھاتا تھا،اس وقت بنو بکر کے بعض لوگوں نے اپنا ہاتھ روک لیا اور نوفل سے کہا اے نوفل!اب تو ہم حرم میں داخل ہو گئے ہیں جو امن کی جگہ ہے اس لئے اللہ سے ڈر،اللہ سے ڈر اور بنوخزاعہ کے قتل سے ہاتھ اٹھا لو،

فَقَالَ: كَلِمَةً عَظِيمَةً، لَا إِلَهَ لَهُ الْيَوْمَ، يَا بَنِي بَكْرٍ أَصِيبُوا ثَأْرَكُمْ، فَلَعَمْرِي إِنَّكُمْ لَتَسْرِقُونَ فِي الْحَرَمِ، أَفَلَا تُصِيبُونَ ثَأْرَكُمْ فِيهِ، فَلَمَّا دَخَلَتْ خُزَاعَةُ مَكَّةَ، لَجَئُوا إِلَى دَارِ بُدَيْلِ بْنِ وَرْقَاءَ، وَدَارِ مَوْلَى لَهُمْ يُقَالُ لَهُ رَافِعٌ، قَتَلُوا مِنْهُمْ عِشْرِينَ رَجُلًا

مگر نوفل کے سر پر خون سوار تھا اس نے سرکشی اور رعونت سے جواب دیا اے بنو بکر!آج کسی الٰہ سے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے آج موقعہ ہے تم اپنا پرانا بدلہ چکا لو میری عمر کی قسم!تم لوگ حرم میں چوری کرتے ہو لیکن حرم میں انتقام لینے سے ڈرتے ہو،چنانچہ اس نے قتل وغارت کا سلسلہ بدستور جاری رکھا حتی کہ بنوخزاعہ نے بھاگ کر بدیل بن ورقاء خزاعی اور اپنے ایک آزاد کردہ غلام رافع کے گھروں میں پناہ لی، مگر جو لوگ محترم حرم کا احترام نہ کر پائے وہ گھروں کا کیا لحاظ رکھتے،بنو بکر اور رؤساء قریش نے ان گھروں میں گھس کر ان کو مارا اور لوٹا،بہر حال بنوخزاعہ کے بیس سے زائد افراد قتل ہو گئے۔

ثُمَّ خَرَجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَمَرَ عَائِشَةَ أَنْ تُجَهِّزَهُ وَلَا تُعْلِمْ أَحَدًا ،قَالَتْ: فَدَخَلَ عَلَيْهَا أَبُوهَا فَقَالَ: يَا بُنَيَّةُ مَا هَذَا الْجِهَازُ؟قَالَتْ: وَاللهِ مَا أَدْرِي،قَالَ: مَا هَذَا بِزَمَانِ غَزْوِ بَنِي الْأَصْفَرِ فَأَيْنَ يُرِيدُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟قَالَتْ: وَاللهِ مَا أَدْرِي

اسی دن آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو حکم فرمایا آپ کا جنگی ساز وسامان تیار کر دیں مگر کسی کو علم نہ ہو،ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سامان سفر ستو وغیرہ تیار کر رہی تھیں کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ ان کے حجرے میں داخل ہوئے اور یہ تیاری دیکھ کر دریافت کیا بیٹی !یہ کیسی تیاری کر رہی ہو؟عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا واللہ!مجھے اس کا علم نہیں،سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ بولے یہ رومیوں سے جنگ کرنے کا تو وقت نہیں پھر رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کس طرف کا قصد رکھتے ہیں؟عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اللہ کی قسم!مجھے علم نہیں،پھر بعد میں آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خبر دی کہ آپ قریش پر حملہ کا ارادہ رکھتے ہیں لیکن اس خبر کو صیغہ راز میں رکھنا[1]

خَرَجَ عَمْرُو بْنُ سَالِمٍ الْخُزَاعِيُّ، قَالَ ابْنُ سَعْدٍ: فِي أَرْبَعِينَ رَاكِبًا، حَتَّى قَدِمَ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

---

[1] المعجم الكبير للطبراني ۱۰۵۲ ، شرح الزرقانی علی المواهب ۳۸۰،۳

الْمَدِينَةِ، فَوَقَفَ عَلَيْهِ وَهُوَ جَالِسٌ فِي الْمَسْجِدِ بَيْنَ ظَهْرَانَيْ أَصْحَابِهِ

اس سانحہ کے تیسرے روز خزاعہ کے سردار عمرو بن سالم بنوخزاعہ کے چالیس سواروں کی ایک جماعت کے ساتھ مدینہ منورہ آیا اس وقت آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نماز فجر کے بعد اصحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُم کے درمیان مسجد میں تشریف فرما تھے اس نے کھڑے ہو کر فی البدیہہ آپ کے سامنے یہ اشعار کہے۔

يَا رَبِّ إِنِّي نَاشِدٌ مُحَمَّدَا　　　حِلْفَ أَبِينَا وَأَبِيهِ الْأَتْلُدَا

الٰہی! میں محمد عَلَیْہِ السَّلَام کو اپنے اور آپ کے باپ کا قدیم عہد یاد کراتا ہوں۔

إِنَّ قُرَيْشًا أَخْلَفُوكَ الْمَوْعِدَ　　　وَنَقَضُوا مِيثَاقَكَ الْمُؤَكَّدَا

بلاشبہ قریش نے آپ کے ساتھ کیے ہوئے وعدہ کی خلاف ورزی کی ہے اور آپ کے پختہ عہد کو توڑ دیا ہے۔

إِنَّا وَلَدْنَاكَ فَكُنْتَ وَلَدَا　　　ثَمَّةَ أَسْلَمْنَا فَلَمْ تَنْزَعْ يَدَا

ہم بمنزلہ باپ کے ہیں اور آپ بمنزلہ اولاد کے (کیونکہ عبد مناف کی ماں قبیلہ خزاعہ کی تھی، اسی طرح قصیٰ کی ماں فاطمہ بنت سعد سہمی قبیلہ خزاعہ کی تھی) اس کے علاوہ ہم ہمیشہ آپ کے مطیع اور فرمانبردار رہے ہیں اور کبھی آپ کی اطاعت سے دستکش نہیں ہوئے۔

وَزَعَمُوا أَنْ لَسْتُ أَدْعُو أَحَدَا　　　فَانْصُرْ هَدَاكَ اللهُ نَصْرًا أَلْبَدَا

وہ اس زعم میں مبتلا ہیں کہ میں اپنی مدد کے لئے کسی کو نہیں بلا سکتا، اللہ آپ کو توفیق دے آپ ہماری مدد فرمائیں۔

وَادْعُ عَبَادَ اللهِ يَأْتُوا مَدَدَا　　　فِيهِمْ رَسُولُ اللهِ قَدْ تَجَرَّدَا

اور اللہ کے بندوں کو دعوت دیں کہ وہ ہماری مدد کو آئیں، ان میں اللہ کے رسول ہیں جو مشرکین کے حق میں تلوار بے نیام ہیں

إِنْ سِيمَ خَسْفًا وَجْهُهُ تَرَبَّدَا

اگر ان سے کوئی ناجائز معاملہ کرتا ہے تو مارے غصہ کے ان کا چہرہ سرخ ہو جاتا ہے۔

ابن اسحاق نے یہ اشعار زیادہ کیے ہیں۔

فِي فَيْلَقٍ كَالْبَحْرِ يَجْرِي مُزْبِدَا　　　إِنَّ قُرَيْشًا أَخْلَفُوكَ الْمَوْعِدَا

ان کے پاس ایسا لشکر ہے جو تیز دریا کی طرح ٹھاٹھیں مارتا ہوا اور جھاگ ابھارتا ہوا چلتا ہے، قریش نے سونے کی حالت میں ہم پر شبخون مارا ہے

فَقَتَّلُونَا رُكَّعًا وَسُجَّدَا　　　فَهُمْ أَذَلُّ وَأَقَلُّ عَدَدَا

اور ہمیں رکوع اور سجود کی حالت میں قتل کیا ہے (یعنی ہم مسلمان تھے اور ہمیں قتل کیا گیا ہے) حالانکہ وہ تعداد میں کم اور عزو شرف میں بے حیثیت ہیں۔[1]

---

[1] المعجم الكبير للطبراني ۱۰۵۲، عيون الآثر ۲/۲۱۲، زاد المعاد ۳/۳۴۸، دلائل النبوة للبيهقى ۵/۵، البداية والنهاية ۴/۳۱۸

فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :نُصِرْتَ يَا عَمْرُو بْنُ سَالِمٍ،ثُمَّ عَرَضَتْ سَحَابَةٌ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ:إِنَّ هَذِهِ السَّحَابَةَ لَتَسْتَهِلُّ بِنَصْرِ بَنِي كَعْبٍ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے عمرو بن سالم! تمہیں مدد دی جائے گی، جب رسول اللہ ﷺ نے آسمان پر بادل کا ٹکڑا دیکھا تو فرمایا یہ ابر بنی کعب کی مدد کے لئے ضرور برسے گا۔[1]

عَنْ ابْنِ عَبّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَجُرّ طَرَفَ رِدَائِهِ، وَهُوَ يَقُولُ: لَا نَصَرْت إنْ لَمْ أَنْصُرْ بَنِي كَعْبٍ مِمّا أَنْصُرُ مِنْهُ نَفْسِي

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے عمرو بن سالم خزاعی کی فریاد سن کر رسول اللہ ﷺ کی آنکھیں اشکبار ہوگئیں اور بعجلت کھڑے ہوئے اور اپنی چادر کو کھینچتے ہوئے فرمایا اے عمرو بن سالم! میری مدد بھی نہ کی جائے اگر میں اس چیز سے بنی کعب کی مدد نہ کروں جس سے میں اپنی مدد کرتا ہوں۔[2]

عن ابن عباس، مرفوعا: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لأمنعنهم مما أمنع منه نَفْسِي وأَهْلِ بَيْتِي

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے آپ نے فرمایا اس ذات کی قسم کس کے قبضہ میں میری جان ہے! میں ان کا ایسا ہی دفاع کروں گا جیسا خود اپنی جان اور اپنے اہل بیت کا کرتا ہوں۔[3]

اب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو قریش کی عہد شکنی کا علم ہوا

ثُمّ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَمْرِو بْنِ سَالِمٍ وَأَصْحَابِهِ: ارْجِعُوا وَتفَرّقُوا فِي الْأَوْدِيَةِ!

پھر رازداری کے پیش نظر آپ نے عمرو بن سالم اور ان کے رفقاء کو حکم دیا کہ تم ابھی واپس چلے جاؤ اور پہاڑوں کی گھاٹیوں میں الگ الگ چھپ جاؤ۔

فَبَعَثَ عَلَيْهِمْ ضَمْرَة يخبرهم بين، أن يدوا قتلى خزاعة، أو يبرءوا من حلف بني نفاثة، أو ينبذ إليهم على سواء

پھر نبی اکرم ﷺ نے تین شرائط دے کر قریش کے پاس اپنا قاصد (ضمرہ رضی اللہ عنہ) کو روانہ کیا۔

۱۔خزاعہ کے جتنے آدمی قتل ہوگئے ہیں ان کا خون بہا ادا کر دیں۔

۲۔بنو نفاثہ کی حمایت چھوڑ دیں۔

۳۔یہ اعلان کر دیں کہ حدیبیہ کا معاہدہ ٹوٹ گیا ہے۔

قاصد نے قریش کی مجالس مشاورت کے سامنے رسول اللہ ﷺ کی تینوں شرائط پیش کیں کہ ان میں سے ایک قبول کر لی جائے اگر قریش

---

[1] زادالمعاد ۳۴۹/۳،ابن ہشام۳۹۵/۲،الروض الانف۱۹۹/۷،عیون الآثر۲۱۳/۲،شرف المصطفی ۳۷۴/۳،دلائل النبوۃ للبیہقی۵/۵

[2] مغازی واقدی۷۸۹/۲ ،امتاع الاسماع۳۴۹/۱، المواھب اللدینۃ ۳۶۹/۱، سبل الھدی والرشادفی سیرۃ خیرالعباد ۲۰۳/۵،شرح الزرقانی علی المواھب۳۸۰/۳

[3] شرح الزرقانی علی المواھب۳۸۰/۳

مکہ اپنی آنکھوں سے غرور و تکبر کی پٹی ہٹا کر کچھ بھی غور و فکر کرتے تو دیکھتے کہ ارد گرد کے لوگ کس قدر تیزی کے ساتھ دائرہ اسلام میں داخل ہو رہے ہیں اور مسلمانوں کی افرادی طاقت سینکڑوں سے بڑھ کر ہزاروں تک پہنچ چکی ہے، قریش مکہ کو مجاہدین کی بہادری و دلیری کا بھی خیال ہونا چاہیے تھا کس طرح ارد گرد کے شورش کرنے والے قبائل چند مجاہدین پر مشتمل دستہ کا مقابلہ کرنے سے عاجز رہتے ہیں، قریش مکہ کو عہد شکنی کے انجام کو بھی پیش نظر رکھنا چاہیے تھا کہ کس طرح مسلمانوں نے بنو قریظہ کے سینکڑوں جانبازوں کو عہد شکنی کے جرم میں قتل کیا تھا اور ان کے ہم قوم و ہم مذہب جنگجو یہود خیبر اور وادی القریٰ کے یہود ان کی مدد سے قاصر رہے تھے، قریش مکہ کو یہ بھی زیر غور رکھنا چاہیے تھا کہ کس طرح یہود کا دس ہزار آزمودہ کار لشکر جن کے پاس وافر مقدار میں اسلحہ، خوراک اور مضبوط قلعہ جات تھے مسلمانوں کے ضرب پر ریت کے گھروندے ثابت ہوئے تھے، قریش مکہ کی آنکھیں ابھی حالیہ مشہور واقعہ میں بھی کھل جانی چائیں تھیں کہ کس طرح رسول اللہ ﷺ اپنے ایک صحابی (قاصد) کے قتل کا بدلہ لینے کے لئے اپنے وقت کی ایک بڑی عالمی طاقت کے خلاف کھڑے ہو گئے اور کس طرح مٹھی بھر مجاہدین نے اپنے علاقہ سے دور قیصر روم کے علاقہ میں جا کر اسکی دو لاکھ فوج کو بڑی جرات و بہادری سے للکارا تھا اور کوئی بڑا نقصان اٹھائے بغیر واپس آ گئے تھے، اور یہ ناممکن تھا کہ آپ ﷺ اپنے پرانے حلیف بنو خزاعہ کو جس کے ساتھ ظلم ہوا تھا بے یار و مددگار چھوڑ دیں گے، اس لئے سب سے مناسب فیصلہ یہی ہوتا کہ وہ خاموشی سے خون بہا پر راضی ہو جاتے اور معاملہ خوش اسلوبی سے ٹل جاتا مگر انہوں نے کسی پہلو پر غور و فکر نہ کیا، جاہلی حمیت ان پر غالب آ گئی فَقَالَ قُرَطَةُ بْنُ عَمْرٍو: لا ندي وَلَا نَبْرَأُ لكنا ننبذ إليه على سواء

اور حالات کی نزاکت کو سوچے سمجھے بغیر قرطہ بن عمرو نے قریش کی جانب سے قاصد کو کہا ہم نہ مقتولین کا خون بہا ادا کریں گے نہ ہی بنو نفاثہ سے تعلقات منقطع کریں گے ہاں تیسری شرط ہمیں منظور ہے۔[1]

قاصد کے روانہ ہو جانے تک کسی نے اس اعلان کی تردید نہیں کی گویا مکہ مکرمہ کے فتنہ جو اور شر پسند عناصر تھوڑی دیر کے لئے اس کے صلح جو اور خیر پسند عناصر پر غالب آ گئے، قریش کا غیر دانشمندانہ جواب سن کر قاصد مدینہ منورہ روانہ ہو گیا۔

قریش کا ابوسفیان کو مدینہ بھیجنا:

فرجع بذلك، فندمت قريش على ما ردّوا

مگر جب قریش کا جاہلانہ جوش کچھ ٹھنڈا ہوا تو انہیں اپنے فیصلے پر ندامت ہوئی۔[2]

اس فیصلہ کے نتائج و عواقب ذہن میں آئے، انہیں اپنے سروں پر مجاہدین کی تلواریں چمکتی اور لپکتی ہوئی نظر آنے لگی تو انہوں نے دار الندہ میں مجلس مشاورت طب کی، جس میں فیصلہ کیا گیا

أَبْصِرُوا أَبَا سُفْيَانَ فَإِنَّهُ قَادِمٌ عَلَيْكُمْ يَلْتَمِسُ تَجْدِيدَ الْعَهْدِ وَالزِّيَادَةَ فِي الْمُدَّةِ ،فَأَرْسَلَتْ قُرَيْشٌ أَبَا سُفْيَانَ يَسْأَلَ رَسُولَ

[1] شرح الزرقانی علی المواهب ۳،۳۸۴،إنارة الدجى في مغازي خير الورى صلى الله عليه وآله وسلم ۱،۶۰۰،السيرة النبوية لأبي الحسن الندوي ۱،۴۴۵

[2] إنارة الدجى في مغازي خير الورى صلى الله عليه وآله وسلم ۱،۶۰۰،شرح الزرقانی علی المواهب ۳،۳۸۴

اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي تَجْدِيدِ الْعَهْدِ

ابوسفیان کو قریش کا نمائندہ بنا کر تجدید عہد اور صلح کی مدت بڑھانے کے لئے رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی خدمت میں مدینہ منورہ بھیجا جائے، چنانچہ انہوں نے ابوسفیان کو تجدید عہد کے لئے رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے پاس مدینہ روانہ کیا۔[1]

وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلنَّاسِ:كَأَنَّكُمْ بِأَبِي سُفْيَانَ قَدْ جَاءَكُمْ لِيَشُدَّ الْعَقْدَ، وَيَزِيدَ فِي الْمُدَّةِ،فَدَخَلَ عَلَى ابْنَتِهِ أُمِّ حَبِيبَةَ بِنْتِ أَبِي سُفْيَانَ، فَلَمَّا ذَهَبَ لِيَجْلِسَ عَلَى فِرَاشِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَوَتْهُ عَنْهُ، فَقَالَ: يَا بُنَيَّةُ، مَا أَدْرِي أَرَغِبْتُ بِي عَنْ هَذَا الْفِرَاشِ أَمْ رَغِبْتُ بِهِ عَنِّي؟قَالَتْ: بَلْ هُوَ فِرَاشُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنْتَ رَجُلٌ مُشْرِكٌ نَجَسٌ، وَلَمْ أُحِبَّ أَنْ تَجْلِسَ عَلَى فِرَاشِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ابوسفیان کی روانگی کے بعد رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو خبر دی کہ ابوسفیان تجدید عہد اور صلح کی مدت بڑھانے کے لئے مدینہ منورہ آرہے ہیں،مدینہ منورہ پہنچ کر ابوسفیان پہلے اپنی بیٹی ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں پہنچےاور رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے بستر پر بیٹھنے لگے مگر ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے جلدی سے اسے لپیٹ دیا،اس پر ابوسفیان بولے اے میری بیٹی! اللہ کی قسم! میں نہیں سمجھ سکا کہ تو نے اس بستر کو مجھ پر ترجیح دی ہے یا مجھے اس بستر کے لائق نہیں سمجھا؟ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا یہ رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا پاک بستر ہے اس پر ایک مشرک کو جو شرک کی نجاست میں ملوث اور آلودہ ہو نہیں بیٹھ سکتا

قَالَ: وَاللَّهِ لَقَدْ أَصَابَكَ يَا بُنَيَّةُ بَعْدِي شَرٌّ، قَالَتْ: هَدَانِي اللهُ تعالى لِلْإِسْلَامِ ، فَأَنْتَ يَا أَبت سَيِّدُ قُرَيْشٍ وَكَبِيرُهَا،، كَيْفَ يَسْقُطُ عَنْك الدّخُولُ فِي الْإِسْلَامِ، وَأَنْتَ تَعْبُدُ حَجَرًا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ فقام؟ فقال :أَأَتْرُكُ مَا كَانَ يَعْبُدُ آبَائِي وَأَتّبِعُ دِينَ مُحَمّدٍ؟

ابوسفیان چلاّ کر بولے اللہ کی قسم! میرے گھر سے نکلنے کے بعد تو شر میں مبتلا ہوگئی ہے،ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا ایسا نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے کفر کی ظلمتوں سے نکال کر اسلام کے نور وہدایت کا راستہ دکھلایا ہےاور آپ پر تعجب ہے کہ آپ قریش کے سردار اور ایک بڑی شخصیت ہونے کے باوجود ابھی تک پتھر وغیرہ کے بے جان بتوں کی پرستش کرتے ہیں جو نہ تو سن سکتے ہیں اور نہ ہی دیکھ سکتے ہیں،ابوسفیان نے کہا کیا میں اپنا آبائی دین چھوڑ کر محمد (صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) کے دین کا اتباع کرنے لگوں؟۔[2]

فَأَقْبَلَ أَبُو سُفْيَانَ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ جدّد العهد وَزِدْنَا فِي الْمُدَّةِ

پھر وہاں سے رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تجدید عہد اور جنگ بندی کی مدت میں توسیع کی درخواست کی۔[3]

مگر اب نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بیت اللہ کو باطل معبودوں کی نحوست سے پاک کرنے کا فیصلہ کر چکے تھے اس لئے آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے تجدید عہد سے گریز کیا

---

[1] فتح الباری ۶/۸

[2] شرح الزرقانی علی المواهب۳۸۵/۳،السیرۃ الحلبیۃ۱۰۵/۳،المغازي الواقدی۷۹۳/۲

[3] تاریخ اسلام تدمری ۵۲۸/۲

ثُمَّ ذَهَبَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ، فكَلَّمَهُ أَنْ يُكَلِّمَ لَهُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،فقَالَ: مَا أَنَا بِفَاعِلٍ،ثُمَّ أَتَى عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَكَلَّمَهُ، فَقَالَ: أَأَنَا أَشْفَعُ لَكُمْ إِلَى رَسُول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟فو اللهِ لَوْ لَمْ أَجِدْ إِلَّا الذَّرَّ لَجَاهَدْتُكُمْ بِهِ

رسول اللہ ﷺ سے جواب نہ پاکر ابوسفیان سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان سے درخواست کی کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے ان کے مقاصد کی تائید میں گفتگو کریں، انہوں نے عذر کر دیا کہ میں کچھ نہیں کرسکتا، پھر ابوسفیان سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے بھی اس بارے میں گفتگو کی انہوں نے جواب دیا اللہ اکبر! میں تمہاری سفارش کے لئے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوسکتا ہوں، اللہ کی قسم! اگر میرے ساتھ چیونٹیوں کے علاوہ اور کوئی نہ ہو تب بھی میں انہیں لے کر تم سے جنگ کروں گا۔

ثم لقى عمر رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فكَلَّمَهُ بِمِثْلِ مَا كَلَّمَ بِهِ أَبُو بَكْرٍ فَقَالَ عُمَرُ:وَاللهِ، لَوْ وَجَدْت الذّرّ تُقَاتِلُكُمْ لَأَعَنْتها عَلَيْكُمْ! قَالَ أَبُو سُفْيَانَ: جُزِيَتْ مِنْ ذِي رَحِمٍ شَرّا

مغازی واقدی میں لکھا ہے پھر میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے ملا اور انہیں بھی وہی کہا جو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا تھا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی قسم! اگر میں چیونٹیوں کو تم سے جنگ کرتا پاؤں تو ان کی بھی مدد کروں گا، ابوسفیان نے کہا تمہیں رشتے داروں کی طرف سے برا بدلہ دیا جائے۔[1]

ثُمَّ خَرَجَ فَدَخَلَ عَلَى عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رِضْوَانُ اللهِ عَلَيْهِ، وَعِنْدَهُ فَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَضِيَ عَنْهَا، وَعِنْدَهَا حَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، غُلَامٌ يَدِبُّ بَيْنَ يَدَيْهَا،فقَالَ: يَا عَلِيُّ، إنَّكَ أَمَسُّ الْقَوْمِ بِي رَحِمًا، وَإِنِّي قَدْ جِئْتُ فِي حَاجَةٍ، فَلَا أَرْجِعَنَّ كَمَا جِئْتُ خَائِبًا، فَاشْفَعْ لِي إلَى رَسُولِ اللهِ، فقَالَ: وَيْحَكَ يَا أَبَا سُفْيَانَ! وَاَللَّهِ لَقَدْ عَزَمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى أَمْرٍ مَا نَسْتَطِيعُ أَنْ نُكَلِّمَهُ فِيهِ، فَالْتَفَتَ إلَى فَاطِمَةَ فَقَالَ: يَا بْنَةَ مُحَمَّدٍ، هَلْ لَكَ أَنْ تَأْمُرِي بُنَيَّكَ هَذَا فَيُجِيرَ بَيْنَ النَّاسِ، فَيَكُونَ سَيِّدَ الْعَرَبِ إلَى آخِرِ الدَّهْرِ؟قَالَتْ: وَاَللَّهِ مَا بَلَغَ بُنَيَّ ذَاكَ أَنْ يُجِيرَ بَيْنَ النَّاسِ، وَمَا يُجِيرُ أَحَدٌ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

یہ ناگوار جواب سن کر ابوسفیان سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب کے پاس آئے، اس وقت ان کے پاس فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت محمد ﷺ بیٹھی ہوئی تھیں اور ان کے کم سن صاحبزادے حسن بن علی رضی اللہ عنہ زمین پر پھدک پھدک کر چل رہے تھے، انہوں نے کہا اے سیدنا علی رضی اللہ عنہ! میرا تمہارا آپس میں گہرا نسبی تعلق ہے میں آپ کے پاس ایک شدید ضرورت سے آیا ہوں ایسا نہ ہو کہ میں جیسا آیا ہوں ویسا ہی خالی ہاتھ ناکام و نامراد واپس لوٹ جاؤں آپ رسول اللہ ﷺ سے میری سفارش کر دیں، انہوں نے جواب دیا اے ابوسفیان! تم پر افسوس ہے اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ نے ایک کام کا عزم فرما لیا ہے اب ہماری مجال نہیں کہ اس کے بارے میں آپ کے سامنے لب کشائی کرسکیں، پھر وہ فاطمہ الزہرہ رضی اللہ عنہا کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا اے بنت محمد! کیا یہ ہوسکتا ہے کہ آپ اپنے اس چھوٹے صاحبزادے کو حکم دیں کہ وہ لوگوں کے درمیان پناہ دینے کا اعلان کر کے رہتی دنیا تک عرب کا سردار کہلائے، فاطمہ الزہرہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا اللہ کی قسم! میرا یہ کم سن بچہ اس عمر کو نہیں پہنچا کہ

[1] مغازی واقدی ۲/۷۹۳

لوگوں کو پناہ دینے کا اعلان کر سکے (یعنی پناہ دینا بڑوں کا کام ہے) پھر رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی مرضی کے خلاف کوئی بھی کسی کو پناہ نہیں دے سکتا

قَالَ: يَا أَبَا الْحَسَنِ، إِنِّي أَرَى الْأُمُورَ قَدْ اشْتَدَّتْ عَلَيَّ، فَانْصَحْنِي؟قَالَ: وَاللَّهِ مَا أَعْلَمُ لَكَ شَيْئًا يُغْنِي عَنْكَ شَيْئًا، وَلَكِنَّكَ سَيِّدُ بَنِي كِنَانَةَ، فَقُمْ فَأَجِرْ بَيْنَ النَّاسِ، ثُمَّ الْحَقْ بِأَرْضِكَ،قَالَ: أَوَ تَرَى ذَلِكَ مُغْنِيًا عَنِّي شَيْئًا؟قَالَ: لَا وَاللَّهِ، مَا أَظُنُّهُ، وَلَكِنِّي لَا أَجِدُ لَكَ غَيْرَ ذَلِكَ، فَقَامَ أَبُو سُفْيَانَ فِي الْمَسْجِدِ، فَقَالَ: أَيُّهَا النَّاسُ، إِنِّي قَدْ أَجَرْتُ بَيْنَ النَّاسِ. ثُمَّ رَكِبَ بَعِيرَهُ فَانْطَلَقَ

اپنی کوششوں کی ناکامی کے بعد ابوسفیان کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا اور انتہائی مایوسی و ناامیدی کی حالت میں بولے اے ابوالحسن! میں دیکھ رہا ہوں کہ معاملہ ہمارے خلاف شدت اختیار کر چکا ہے پس آپ ہی مجھے نصیحت کریں مجھے کیا کرنا چاہیے؟ سیدنا علی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ بن ابی طالب نے کہا اللہ کی قسم! میں خود کوئی ایسی تدبیر نہیں جانتا جو آپ کو بچا سکے لیکن آپ بنی کنانہ کے سردار ہیں اس لئے کھڑے ہو جائیں اور باہم لوگوں میں پناہ و امن و امان کا اعلان کر دیں اور اپنے شہر کو لوٹ جائیں، ابوسفیان بولے کیا آپ سمجھتے ہیں کہ اس طرح مجھے کچھ فائدہ پہنچ سکے گا؟ سیدنا علی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے فرمایا نہیں، اللہ کی قسم! میرے خیال میں تمہیں کوئی فائدہ تو نہیں پہنچ سکے گا لیکن اس کے سوا کوئی اور تدبیر میرے ذہن میں نہیں آرہی، چنانچہ ابوسفیان مسجد نبوی میں پہنچے اور با آواز بلند اعلان کیا اے لوگو! سنو! میں لوگوں میں امن و امان اور پناہ کا اعلان کرتا ہوں، یہ کہہ کر اپنے اونٹ پر سوار ہوئے اور سوچوں میں گم سر جھکا کر مکہ مکرمہ روانہ ہو گئے

فَلَمَّا قَدِمَ عَلَى قُرَيْشٍ، قَالُوا :مَا وَرَاءَكَ؟قَالَ: جِئْتُ مُحَمَّدًا فكلّمته ، فو الله مَا رَدَّ عَلَيَّ شَيْئًاثُمَّ جِئْتُ ابْنَ أَبِي قُحَافَةَ، فَلَمْ أَجِدْ فِيهِ خَيْرًا ، ثُمَّ جِئْتُ ابْنَ الْخَطَّابِ، فَوَجَدْتُهُ أَدْنَى الْعَدُوِّ، ثُمَّ جِئْتُ عَلِيًّا فَوَجَدْتُهُ أَلْيَنَ الْقَوْمِ،وَقَدْ أَشَارَ عَلَيَّ بِشَيْءٍ صَنعته، فو الله مَا أَدْرِي هَلْ يُغْنِي ذَلِكَ شَيْئًا أَمْ لَا؟ قَالُوا: وَبِمَ أَمَرَكَ؟قَالَ: أَمَرَنِي أَنْ أُجِيرَ بَيْنَ النَّاسِ، فَفَعَلْتُ،قَالُوا: فَهَلْ أَجازَ ذَلِكَ مُحَمَّدٌ؟قَالَ: لَا ، قَالُوا: وَيْلَكَ! وَاللَّهِ إِنْ زَادَ الرَّجُلُ عَلَى أَنْ لَعِبَ بِكَ، فَمَا يُغْنِي عَنْكَ مَا قُلْتُ، وَاللَّهِ، مَا وَجَدْتُ غَيْرَ ذَلِكَ

جب ابوسفیان مکہ مکرمہ پہنچے تو قریش نے پوچھا کیا خبر لائے ہو؟ بولے میں نے محمد عَلَیْہِ السَّلَام سے بات کی لیکن انہوں نے مجھے کوئی جواب نہیں دیا، پھر سیدنا ابوبکر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے گفتگو ہوئی مگر اس سے کچھ حاصل نہ ہوا، پھر سیدنا عمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کے پاس گیا وہ سب سے بڑا سخت دشمن ثابت ہوا، اس کے بعد سیدنا علی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کے پاس آیا اس کو میں نے دوسروں کی بہ نسبت ہمدرد پایا اس نے مجھے مشورہ دیا تھا اور اس کے مشورہ کے مطابق عمل کر کے واپس آ گیا ہوں میں نہیں کہہ سکتا کہ اس کا کچھ فائدہ ہو گا یا نہیں، قریش نے پوچھا انہوں نے کیا مشورہ دیا تھا؟ ابوسفیان نے کہا اس نے مجھے مشورہ دیا تھا کہ میں خود ہی لوگوں کو پناہ اور امن و امان کا اعلان کر دوں چنانچہ میں نے اعلان کر دیا، قریش نے پوچھا کیا محمد (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) نے اس کو منظور کر لیا، بولے نہیں، وہ کہنے لگے تم پر افسوس ہو سیدنا علی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے صرف تجھ سے مذاق کیا تھا تمہیں اس سے کیا حاصل ہوا، ابوسفیان نے جواب دیا واللہ! اس کے سوا اور کوئی چارہ نہ تھا۔ [1]

---

[1] ابن ہشام ۲/۳۹۶،الروض الانف ۷/۲۰۰،عیون الآثر ۲/۲۱۴،تاریخ طبری ۳/۴۶،البدایۃ والنہایۃ ۴/۳۲۰،زادالمعاد ۳/۳۵۰،دلائل

یہ واقعات قریش کی اخلاقی پسپائی اور ذہنی شکست کی بڑی واضح تصویر ہیں، مکہ ذہنی طور پر اسلام کے مقابلے میں مکمل طور پر شکست کھاچکا تھاالبتہ مسلمانوں کے ہاتھوں مکہ کی جسمانی فتح کی رسم باقی تھی اور رسول اللہ ﷺ نے اس کی تکمیل کی تیاریاں شروع فرمادیں۔

غزوہ کی تیاری :

ثُمَّ إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْلَمَ النَّاسَ أَنَّهُ سَائِرٌ إِلَى مَكَّةَ، وَأَمَرَهُمْ بِالْجِدِّ وَالتَّهَيُّؤِ

ابوسفیان کی واپسی کے بعد رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مکہ مکرمہ کی تیاری، سامان سفراور آلات حرب درست کرنے کا حکم فرمایااور یہ تاکید فرمائی کہ اس کو پوشیدہ رکھاجائے اور اس بات کااظہار نہ کیاجائے۔[1]

كيف تأمرني في غزو مكة؟قلت: يا رَسُولِ الله هم قومك،ثم دعا عمر، فَقَالَ عُمَرُ: هم رَأْسُ الْكُفْرِ حتى ذكر له كل شيء كانوا يقولونه وَايْمُ اللهِ لا تذل العرب حتى تذل أهل مكة, وقد أمركم بالجهاز لتغزوا مكة،ثم دعا الناس، فقال :ألا أحدثكم بمثل صاحبيكم هذين، قالوا: نعم يا رَسُولُ اللهِ، فأقبل بوجهه الْكَرِيمِ على أبي بكر، فقال :إنّ إبراهيم كان ألين في الله تعالى من الدّهن اللين،ثم أقبل على عمر، فقال: إن نوحا كان أشد في الله تعالى من الحجر وإن الأمر أمر عمر

اور آپ ﷺ نے سیدناابوبکر رضی اللہ عنہ سے مشورہ طلب کیاتم مجھے مکہ پر چڑھائی کے بارے میں کیامشورہ دیتے ہو؟ سیدناابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ آپ اہل مکہ پر حملہ کے لئے کوچ نہ فرمائیں کیونکہ وہ آپ ہی کی قوم ہے، پھر سیدناعمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا توسیدناعمر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کو جہاد پر آمادہ کیااور عرض کیایہی لوگ کفر کے سرغنہ ہیں،وہی آپ کو (نعوذ باللہ) کذاب اور جادوگر کہتے ہیں اور اے اللہ کے رسول ﷺ! اللہ کی قسم!جب تک قریش نہیں جھکیں گے اس وقت تک اہل عرب بھی نہیں جھکیں گے اس لئے حجاز میں مکہ مکرمہ کے جہاد کااعلان کردیں،یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے حاضرین کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کیامیں تمہیں ان دونوں اصحاب کی مثال بیان کروں،صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیاہاں،اے اللہ کے رسول ﷺ! ضرور بیان فرمائیں،آپ ﷺ نے اپناسرمبارک سیدناابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرف کیااور فرمایاسیدناابوبکر رضی اللہ عنہ ،ابراہیم علیہ السلام کی طرح ہیں جو اللہ کے معاملہ میں معمول سے کہیں زیادہ نرم تھے،پھر سرمبارک سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی طرف کیااور فرمایاسیدناعمر رضی اللہ عنہ نوح علیہ السلام کی طرح ہیں جو اللہ کے معاملہ میں پتھر سے زیادہ سخت تھے،واقعی صحیح مشورہ سیدناعمر رضی اللہ عنہ کاہی ہے۔[2]

ثم اسْتَنْفَرَ عَلَيْهِ الصّلاَةُ وَالسّلاَمُ الْأَعْرَابِ الذين حَوْلِ الْمَدِينَةِ، وقال :مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاَللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَحْضُرْ رَمَضَانَ بِالْمَدِينَةِ ،فقدم جمع من قبائل أسلم وغفار ومزينة وأشجع وجهنية،وَقَالَ: اللهمّ خُذْ الْعُيُونَ وَالْأَخْبَارَ عَنْ

النبوة للبيهقى ۵؍۵

[1] ابن ہشام ۳۹۷؍۲،الروض الانف۲۰۲؍۷،عیون الآثر۲۱۵؍۲،شرح الزرقانی علی المواهب ۳۸۶؍۳،السيرة النبوية لابن كثير۵۳۵؍۳

[2] شرح الزرقانی علی المواهب ۳۸۷؍۳،سبل الهدى والرشادفى سيرة خيرالعباد ۲۰۸؍۵، السيرة الحلبية۱۰۷؍۳

قُرَيْشٍ حَتَّى نَبْغَتَهَا فِي بِلَادِهَا

چنانچہ مشاورت کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اردگرد کے مسلم قبائل میں پیغام بھیجا کہ ہروہ شخص جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتا ہو وہ ماہ رمضان میں مدینہ منورہ میں حاضر ہو جائے وہ خفیہ طور پر مکہ مکرمہ کے لئے تیار ہو جائیں، چنانچہ رسول اللہ ﷺ کا اعلان سن کر قبائل اسلم اور غفار اور مزینہ اور اشجع اور جھنیہ مدینہ منورہ میں جمع ہو گئے، اور رسول اللہ ﷺ نے رب العالمین سے دعا فرمائی کہ اے اللہ! کفار کی آنکھوں اور کانوں کو بند کر دے پس وہ ہمیں اچانک ہی دیکھیں اور ہماری آمد کی خبر یکایک ہی سنیں۔ [۱]

وأمر رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جماعة أن تقيم بِالْأَنْقَابِ ،فَيَقُولُ: لَا تَدْعُوا أَحَدًا يَمُرّ بِكُمْ تُنْكِرُونَهُ إِلّا رَدَدْتُمُوهُ

اور جاسوسوں کو حکم دیا کہ وہ ہر راستے پر ایک جماعت متعین کر دیں تا کہ وہ ہر راہ گیر کو پہچان لے اور ہدایت فرمائی کہ اگر تم پر کسی اجنبی اور مشتبہ شخص کا گزر ہو تو اسے آگے نہ آنے دینا بلکہ واپس کر دینا۔ [۲]

الغرض پوری کوشش کی گئی کہ مکہ کو ان تیاریوں کا کسی طریقہ سے علم نہ ہو سکے، چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ کی آواز پر لبیک کہا اور ایک جوش وجذبہ کے ساتھ جہاد کی تیاریاں شروع کر دیں۔

سریہ حارث ابن ربعی انصاری رضی اللہ عنہ (ابو قتادہ رضی اللہ عنہ) (بطن اضم)

رمضان آٹھ ہجری

لما هُم رَسُول اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بغزو أهل مكّة بعث أَبَا قتادة بْن ربعي فِي ثمانية نفر سرية إِلَى بَطْنِ إِضَمَ. وهي فيما بين ذي خشب وذي المروة. وبينها وبين المدينة ثلاثة برد،ليظن ظان أن رَسُول اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ توجه إلى تلك الناحية ولأن تذهب بذلك الأخبار،وكان فِي السرية مُحَلّمُ بْنُ جَثّامَةَ اللّيثي، فمر عَامِرُ بْنُ الْأَضْبَطِ الْأَشْجَعِيّ فَسَلّم بِتَحِيّةِ الْإِسْلَامِ فأمسك عَنْهُ القوم وَحَمَلَ عَلَيْهِ مُحَلّمُ بْنُ جَثّامَةَ فَقَتَلَهُ، وَسَلَبَهُ بَعِيرًا لَهُ وَمَتَاعًا وَوَطْبًا مِنْ لَبَنٍ كَانَ مَعَهُ،فمضوا وَلَمْ يَلْقَوْا جَمْعًا حَتّى انْتَهَوْا إلَى ذِي خُشُبٍ فَبَلَغَهُمْ أَنّ رَسُول اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ تَوَجّهَ إلَى مَكّةَ فَأَخَذُوا عَلَى بِين حَتّى لَحِقُوا النّبِيّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالسّقْيَا

جب رسول اللہ ﷺ نے اہل مکہ سے جنگ کا ارادہ کیا تو رازداری کے پیش نظر شروع رمضان میں آٹھ مجاہدین کا ایک دستہ دے کر ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ سے اٹھاون کلومیٹر کے فاصلہ پر ذی خشب اور ذی مروہ کے مابین اشجع اور جھنیہ قبائل کی وادی بطن اضم کی طرف روانہ فرمایا (یہ وادی مدینہ کی وادیوں کا سنگم ہے، جغرافیہ دانوں کا کہنا ہے کہ یہ سمینہ کے نزدیک مکہ مکرمہ اور یمامہ کے درمیان ایک

---

[۱] ابن ہشام ۳۹۷/۲،الروض الانف ۲۰۲/۷،عیون الآثر ۲۱۵/۲،السیرۃ الحلبیۃ ۱۰۸/۳،نور الیقین فی سیرۃ سید المرسلین ۱۹۴/۱،شرح الزرقانی علی المواھب ۳۸۶/۳

[۲] سبل الھدی والرشاد فی سیرۃ خیرالعباد ۲۰۹/۵،مغازی واقدی ۷۹۶/۲،امتاع الاسماع ۳۵۱/۱

پانی ہے جس سے راستہ گزرتا ہے، بعض جغرافیہ دانوں کا کہنا ہے کہ یہ ایک وادی ہے جو حجاز سے گزرتی ہوئی مدینہ منورہ کے قریب سمندر میں جاگرتی ہے، اس وادی میں اشجع اور جہنیہ آباد تھے) مقصد یہ تھا کہ یہ مشہور ہو جائے کہ رسول اللہ ﷺ اس علاقہ پر فوج کشی کا ارادہ رکھتے ہیں اور لوگ یہ خبریں سن کر دہشت زدہ ہو جائیں اور مسلمانوں کے خلاف کسی کاروائی میں حصہ نہ لیں، اس سریہ میں محلم بن جثامہ لیثی رضی اللہ عنہ بھی تھے، سفر کے دوران ابوقتادہ انصاری رضی اللہ عنہ کی ملاقات عامر بن اضبط اشجعی رضی اللہ عنہ سے ہوئی، اس نے اہل اسلام کے طریقہ کے مطابق ان کو السلام علیکم کہا، دوسرے افراد نے تو انہیں کچھ نہ کہا مگر محلم بن جثامہ نے (جن کا نام یزید بن قیس ہے) اس کو کسی پرانی رنجش کی بنا قتل کر دیا اور اس کا اونٹ اور دوسرے سامان پر قبضہ کر لیا، ابوقتادہ رضی اللہ عنہ اور آپ کے ساتھیوں کو کفار کی کوئی جماعت نہیں ملی اور انہیں خبر ملی کہ رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ کے ارادے سے مدینہ منورہ سے روانہ ہو چکے ہیں تو یہ لوگ مقام سقیا پر نبی اکرم ﷺ سے جا ملے۔[1]

اور اس واقعہ کی اطلاع دی تو ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا ضَرَبْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَتَبَيَّنُوْا وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰٓى اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا ۚ تَبْتَغُوْنَ عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۡ فَعِنْدَ اللّٰهِ مَغَانِمُ كَثِيْرَةٌ ۭ كَذٰلِكَ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلُ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ فَتَبَيَّنُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۹۴ [2]

ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو! جب تم اللہ کی راہ میں جہاد کے لیے نکلو تو دوست دشمن میں تمیز کرو اور جو تمہاری طرف سلام سے تقدیم کرے اُسے فوراً نہ کہہ دو کہ تو مومن نہیں ہے، اگر تم دنیوی فائدہ چاہتے ہو تو اللہ کے پاس تمہارے لیے بہت سے اموالِ غنیمت ہیں، آخر اسی حالت میں تم خود بھی تو اس سے پہلے مبتلا رہ چکے ہو پھر اللہ نے تم پر احسان کیا لہٰذا تحقیق سے کام لو جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے باخبر ہے۔[3]

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:اللهُمَّ لَا تَغْفِرْ لِمُحَلِّمٍ، اللهُمَّ لَا تَغْفِرْ لِمُحَلِّمٍ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، مَا مَكَثَ مُحَلِّمُ بْنُ جَثَّامَةَ إِلَّا سَبْعًا حَتَّى مَاتَ، قَالَ: لَمَّا مَاتَ مُحَلِّمُ بْنُ جَثَّامَةَ دَفَنَهُ قَوْمُهُ فَلَفَظَتْهُ الْأَرْضُ، ثُمَّ دَفَنُوهُ فَلَفَظَتْهُ الْأَرْضُ، ثُمَّ دَفَنُوهُ فَلَفَظَتْهُ الْأَرْضُ، فَطَرَحُوهُ بَيْنَ صَخْرَتَيْنِ فَأَكَلَتْهُ السِّبَاعُ

پھر محلم دو چادروں میں ملبوس ہو کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے استغفار کی درخواست کی مگر رسول اللہ ﷺ نے تین بار فرمایا اے اللہ! محلم کو نہ بخش (تاکہ آئندہ دوسرے لوگ کسی مومن کو قتل کرنے میں لاپرواہی سے کام نہ لیں) یہ سن کر وہ رونے لگا اور اپنی چادر کے پلوں سے اپنے آنسو پونچھتے ہوئے رسول اللہ کی محفل سے اٹھ کر چلا گیا، اور شدت غم سے ساتویں دن محلم بن جثامہ کا انتقال ہو گیا، جب محلم بن جثامہ کا انتقال ہو گیا تو اس کی نعش کئی بار زمین میں دفن کی گئی مگر ہر مرتبہ زمین نے اس کی نعش کو باہر پھینک دیا، اس پر رسول

---

[1] ابن سعد ۱۰۱؍۲، مغازی واقدی ۷۹۶؍۲

[2] النساء ۹۴

[3] مسند احمد ۲۳۸۸۱،مغازی واقدی ۷۹۷؍۲،ابن ہشام ۶۲۶؍۲،الروض الانف ۵۴۰؍۷،عیون الآثر ۲۰۷؍۲،تاریخ طبری ۳۶؍۳،ابن سعد ۱۰۱؍۲،دلائل النبوۃ للبیہقی ۳۰۵؍۴

اللہ ﷺ کے حکم سے ان کی نعش دو پہاڑوں کے درمیان ڈال کر اس پر پتھر ڈال دیئے گئے چنانچہ درندوں کی خوراک بنی۔ [١]

فَبَلَغَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَأْنُهُ، فَقَالَ: وَاللَّهِ إِنَّ الْأَرْضَ لَتَطَّابَقُ عَلَى مَنْ هُوَ شَرٌّ مِنْهُ، وَلَكِنَّ اللهَ أَرَادَ أَنْ يَعِظَكُمْ فِي حُرْمِ مَا بَيْنَكُمْ بِمَا أَرَاكُمْ مِنْهُ

رسول اللہ ﷺ کو اس بارے میں خبر دی گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا زمین اس سے زیادہ گناہ گار اور بدکار شخص کی نعش کو قبول کر لیتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کو مومن کے قتل کے انجام کو بتانے کے لئے یہ عمل فرمایا ہے۔ [٢]

قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ: وَزَعَمَ قَوْمُهُ أَنَّهُ اسْتَغْفَرَ لَهُ بَعْدَ ذَلِكَ

ابن اسحاق رحمہ اللہ کا بیان ہے اس کی قوم کے لوگ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بعد میں اس کی مغفرت کی دعا فرمادی تھی۔ [٣]

حاطب رضی اللہ عنہ بن ابی بلتعہ کا واقعہ:

ایک طرف اتنی رازداری سے تیاریاں کی جارہی تھی تاکہ دشمن کو کچھ خبر نہ ہو سکے دوسری طرف ابوعبداللہ (یاابومحمد) حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ جو یمن کے رہنے والے تھے اور بنولخم بن عدی سے تعلق رکھتے تھے، بعض اہل سیر نے انہیں قحطانی النسل قرار دیا ہے اور بعض نے ان کو بنومذحج کا ایک رکن بتایا ہے، لیکن جمہور کی رائے میں وہ لخمی یمنی ہیں، عہد جاہلیت میں گردش زمانہ انہیں مکہ مکرمہ لے آئی جہاں وہ بنواسد بن عبدالعزیٰ سے حلیفانہ تعلقات قائم کر کے مستقل طور پر مقیم ہو گئے تھے نے اپنے اہل کو بچانے کے لئے قریش کی طرف ایک خط لکھا جس میں ان کو خبردار کیا کہ رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ پر حملہ کرنے والے ہیں، اور پھر ایک عورت کو دس دینار اور ایک چادر پر معاوضہ طے کر کے اس خط کو اس کے حوالے کیا کہ وہ یہ خط قریش تک پہنچادے،

كَتَبَ حَاطِبٌ إِلَى ثَلَاثَةِ نَفَرٍ: صَفْوَانَ بْنِ أُمَيَّةَ، وَسُهَيْلِ بْنِ عَمْرٍو، وَعِكْرِمَةَ بْنِ أَبِي جَهْلٍ

واقدی کی روایت ہے حاطب رضی اللہ عنہ نے یہ خط صفوان بن امیہ، سہیل بن عمرو اور عکرمہ بن ابی جہل کے پاس بھیجا تھا، اور یہ تینوں ہی فتح مکہ کے روز ایمان لائے تھے۔ [٤]

فَجَعَلَتْهُ فِي قُرُونٍ فِي رَأْسِهَا، ثُمَّ خَرَجَتْ بِهِ، وَأَتَى رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْخَبَرُ مِنَ السَّمَاءِ بِمَا صَنَعَ حاطب، يَقُولُ:بَعَثَ عليا والمقداد والزبير فَقَالَ: انْطَلِقَا حَتَّى تَأْتِيَا رَوْضَةَ خَاخٍ، فَإِنَّ بِهَا ظَعِينَةً مَعَهَا كِتَابٌ إِلَى قُرَيْشٍ، فَانْطَلَقَا تَعَادَى بِهِمَا خَيْلُهُمَا، حَتَّى وَجَدَا الْمَرْأَةَ بِذَلِكَ الْمَكَانِ فَاسْتَنْزَلَاهَا، وَقَالَا: مَعَكِ كِتَابٌ؟قَالَتْ: مَا مَعِي كِتَابٌ،فَفَتَّشَا رَحْلَهَا فَلَمْ يَجِدَا شَيْئًا،فَقَالَ لَهَا علي رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَحْلِفُ بِاللهِ مَا كَذَبَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ

---

[١] مغازی واقدی۹۲۱؍۳

[٢] ابن ہشام۶۲۸؍۲،الروض الانف ۵۴۱؍۷،السیرۃ النبویۃ لابن کثیر۴۲۶؍۳

[٣] زادالمعاد۳۲۴؍۳،دلائل النبوۃ للبیہقی ۳۰۷؍۴،البدایۃ والنہایۃ۲۵۶؍۴

[٤] مغازی واقدی۷۹۸؍۲

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا كَذَبْنَا، وَاللهِ لَتُخْرِجِنَّ الْكِتَابَ، أَوْ لَنُجَرِّدَنَّكِ،فَلَمَّا رَأَتِ الْجِدَّ مِنْهُ، قَالَتْ: أَعْرِضْ، فَأَعْرَضَ فَحَلَّتْ قُرُونَ رَأْسِهَا فَاسْتَخْرَجَتِ الْكِتَابَ مِنْهَا، فَدَفَعَتْهُ إِلَيْهِمَا فَأَتَيَا بِهِ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اس عورت نے اس خط کو اپنے سر کی مینڈیوں میں چھپالیا اور مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہوئی، لیکن اللہ علام الغیوب نے رسول اللہ ﷺ کو حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کے اس خط کی خبر دے دی، آپ ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ، مقداد رضی اللہ عنہ، زبیر رضی اللہ عنہ اور ابو مرثد غنوی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ رَوْضَةَ خَاخٍ پہنچیں، وہاں انہیں اونٹ پر سوار ایک مشرک عورت مکہ کی جانب سفر کرتے ہوئے ملے گی اس کے پاس حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کا قریش کے نام ایک خط ہو گا وہ اس سے حاصل کر کے لے آئیں، تعمیل حکم میں چاروں صحابہ رضی اللہ عنہم اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر تیزی سے وہاں پہنچے اور ایک عورت کو اونٹ پر موجود پایا، انہوں نے اس کے اونٹ کو نیچے بیٹھا کر اس سے کہا قریش کے نام کا خط نکالو، مگر اس عورت نے کہا میرے پاس کوئی خط نہیں ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کے کجاوے کی بھی تلاشی لی مگر کچھ حاصل نہ ہوا، سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب نے اس عورت سے کہا میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں کہ نہ رسول اللہ ﷺ کبھی غلط کہا نہ میں نے جھوٹ بولا اس لئے تمہارے لئے بہتر یہی ہے کہ تم وہ خط ہمارے حوالے کر دو ورنہ ہم مکمل جامہ تلاشی کے لئے تمہیں کپڑوں سے باہر کر دیں گے، جب اس عورت نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یقین کامل دیکھا کہ جو انہوں نے کہا ہے وہ کر گزریں گے تو کہنی لگی اچھا میں وہ خط تمہارے حوالے کر دیتی ہوں مگر تم لوگ اپنے چہرے دوسری طرف کر لو، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنے چہرے اس کی طرف سے گھمالئے، پھر اس عورت نے اپنے سر کی مینڈیاں کھولیں اور خط نکال کر ان کے حوالے کر دیا، اس طرح قریش کو رسول اللہ ﷺ کی جنگی تیاریوں کی خبر نہ ہو سکی، خط حاصل کر کے یہ حضرات رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچے اور حاطب رضی اللہ عنہ بن ابی بلتعہ کا خط پیش خدمت کر دیا۔

خط کھول کر پڑھا گیا تو اس میں تحریر تھا

أَنَّ حَاطِبًا كَتَبَ إِلَى سُهَيْلِ بْنِ عَمْرٍو وَصَفْوَانَ بْنِ أُمَيَّةَ وَعِكْرِمَةَ

أَمَّا بَعْدُ يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ فَإِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَكُمْ بِجَيْشٍ كَاللَّيْلِ يَسِيرُ كَالسَّيْلِ فَوَاللهِ لَوْ جَاءَكُمْ وَحْدَهُ لَنَصَرَهُ اللهُ وَأَنْجَزَ لَهُ وَعْدَهُ فَانْظُرُوا لِأَنْفُسِكُمْ وَالسَّلَامُ

منجانب حاطب بن ابی بلتعہ بنام صفوان بن امیہ، سہیل بن عمرو اور عکرمہ بن ابی جہل

امابعد! اے جماعت قریش! تم کو معلوم رہے رسول اللہ ﷺ ایک طوفانی لشکر لے کر تمہاری طرف آرہے ہیں جو سیلاب کی طرح بڑھ رہا ہے، اللہ کی قسم! اگر رسول اللہ ﷺ بلا لشکر کے تن تنہا بھی تمہارے پاس تشریف لے جائیں تو اللہ تعالیٰ ضرور آپ کی مدد فرمائے گا اور ان سے اپنا فتح و نصرت کا وعدہ ضرور پورا فرمائے گا لہذا تم لوگ اپنے انجام کا سوچ لو، والسلام۔[1]

واقدی کے مطابق خط کا مضمون یوں تھا۔

إِنَّ رَسُولَ اللهِ قَدْ أَذَّنَ فِي النَّاسِ بِالْغَزْوِ، وَلَا أُرَاهُ يُرِيدُ غَيْرَكُمْ، وَقَدْ أَحْبَبْتُ أَنْ تَكُونَ لِي عِنْدَكُمْ يَدٌ بِكِتَابِي إِلَيْكُمْ

---

[1] فتح الباری ۵۲۰/۷، البدایۃ والنہایۃ ۳۲۴/۴

رسول اللہ ﷺ نے جہاد عام کا اعلان فرما دیا ہے، معلوم نہیں کہ کس طرف ارادہ ہے تمہاری طرف یا کسی اور طرف تم اپنی فکر کرو میں نے تمہارے ساتھ احسان کرنے کے لئے ایسا لکھا ہے۔[1]

تفسیر ابن سلام میں یہ مضمون لکھا ہے۔

إِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ نَفَرَ فَإِمَّا إِلَيْكُمْ وَإِمَّا إِلَى غَيْرِكُمْ فَعَلَيْكُمُ الْحَذَرَ

محمد ﷺ نے لوگوں کو جہاد کے لئے بلا لیا ہے ہوسکتا ہے تمہاری طرف ارادہ ہو یا کسی اور طرف اس لئے تم اپنی فکر کرو۔[2]

فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:يَا حَاطِبُ مَا هَذَا؟ قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، لاَ تَعْجَلْ عَلَيَّ، إِنِّي كُنْتُ امْرَأً مُلْصَقًا فِي قُرَيْشٍ، وَلَمْ أَكُنْ مِنْ أَنْفُسِهَا، وَكَانَ مَنْ مَعَكَ مِنَ المُهَاجِرِينَ لَهُمْ قَرَابَاتٌ بِمَكَّةَ يَحْمُونَ بِهَا أَهْلِيهِمْ وَأَمْوَالَهُمْ، فَأَحْبَبْتُ إِذْ فَاتَنِي ذَلِكَ مِنَ النَّسَبِ فِيهِمْ، أَنْ أَتَّخِذَ عِنْدَهُمْ يَدًا يَحْمُونَ قَرَابَتِي، وَلَمْ أَفْعَلْهُ ارْتِدَادًا عَنْ دِينِي، وَلاَ رِضًا بِالكُفْرِ بَعْدَ الإِسْلاَمِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:أَمَا إِنَّهُ قَدْ صَدَقَكُمْ

رسول اللہ ﷺ نے حاطب رضی اللہ عنہ کو بلا کر دریافت کیا اے حاطب! رازداری کی تاکید کے باوجود تم نے قریش کو خبر دینے کی کوشش کیوں کی؟ انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ میرے مواخذہ کرنے میں عجلت نہ فرمائیں، اے اللہ کے رسول! میری حیثیت (مکہ مکرمہ میں) یہ تھی کہ قریش کے ساتھ میں نے رہنا سہنا اختیار کر لیا تھا ان سے میری کوئی قرابت داری نہیں تھی، آپ کے ساتھ جو دوسرے مہاجرین ہیں ان کی تو مکہ مکرمہ میں سب کی رشتہ داری ہے اور مکہ والے اسی وجہ سے ان کے عزیزوں کی اور ان کے مالوں کی حفاظت وحمایت کریں گے مگر مکہ والوں کے ساتھ میرا کوئی نسبی تعلق نہیں ہے اس لئے میں نے سوچا کہ ان پر کوئی احسان کر دوں جس سے اثر لے کر وہ میرے بھی عزیزوں کی مکہ میں حفاظت کریں، میں نے یہ کفر یا ارتداد کی وجہ سے ہرگز نہیں کیا ہے اور نہ اسلام کے بعد کفر سے خوش ہو کر، ان کا عذر سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یقیناً اس نے تم سے سچ بیان کیا ہے،

قَالَ عُمَرُ: يَا رَسُولَ اللهِ دَعْنِي أَضْرِبْ عُنُقَ هَذَا المُنَافِقِ، قَالَ: إِنَّهُ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا، وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ اللهَ أَنْ يَكُونَ قَدِ اطَّلَعَ عَلَى أَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ: اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ،فَدَمَعَتْ عَيْنَا عُمَرَ، وَقَالَ: اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ

مگر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! اس منافق نے اللہ اور اس کے رسول سے خیانت کی ہے مجھے اجازت دیں کہ میں اس کی گردن مار دوں (سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے قانون شرعی اور قانون سیاست کے مطابق رائے دی کہ جو کوئی اپنی قوم یا سلطنت کی خبر دشمنوں کو پہنچائے وہ سزائے موت کے قابل ہے) (مگر رسول اللہ ﷺ نے حاطب رضی اللہ عنہ کی صحیح نیت جان کر اور ان کے بدری صحابی ہونے کی بنا پر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی رائے سے اتفاق نہیں کیا اور) آپ نے فرمایا اے عمر رضی اللہ عنہ! حاطب غزوہ بدر میں حاضر ہوا ہے، اور اے عمر رضی اللہ عنہ! تجھے کیا معلوم ہے شاید اللہ تعالیٰ نے اپنی نظر رحمت سے اہل بدر کو یہ فرما دیا ہو کہ جو چاہے کرو بلاشبہ میں نے تمہاری مغفرت کر دی

---

[1] مغازی واقدی ۷۹۸؍۲،فتح الباری ۵۲۰؍۷،شرح الزرقانی علی المواهب ۳۹۴؍۳

[2] السيرة النبوية لابن كثير ۵۳۷؍۳

ہے، یہ سن کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی آنکھیں آشکبار ہوگئیں اور عرض کیا اللہ اور اس کا رسول زیادہ جاننے والے ہیں۔[1]

فَأَنْزَلَ اللهُ السُّورَةَ: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَاۗءَ تُلْقُوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوْا بِمَا جَاۗءَكُمْ مِّنَ الْحَقِّ

اور اللہ تعالیٰ نے سورۂ الممتحنہ نازل فرمائی۔[2]

مضامین سورۃ الممتحنہ:

حاطب بن ابی بلتعہ کے اس فعل پر سخت گرفت کی گئی کہ انہوں نے محض اپنے اہل وعیال کو بچانے کی خاطر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک خفیہ راز سے دشمنوں کو خبردار کرنے کی کوشش کی تھی، جسے ناکام بنادیا گیا، اس شدید غلطی پر تنبیہ فرماتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے تمام اہل ایمان کو تعلیم دی کہ

○ مومنین کو کسی بھی صورت میں کفار کے ساتھ محبت اور دوستی کا تعلق نہیں رکھنا چاہیے، اور کوئی ایسا کام نہ کرنا چاہیے جو کفر واسلام کی کشمکش میں کفار کے لیے مفید ہو، اور جن لوگوں نے نہ تو قبول ایمان کی وجہ سے تمہارے ساتھ قتال کیا اور نہ ہی تمہیں گھروں سے نکالا ہو تو تمہیں ان کے ساتھ حسن سلوک کرنا چاہیے۔

○ جب دعوت ایمان پھیلنے لگی تو اس کی صداقت اور حقانیت سے متاثر ہو کر مردوں اور عورتوں نے ایمان قبول کرنا شروع کر دیا، ایسے میں بے شمار خواتین دائرہ اسلام میں داخل ہوئیں جبکہ ان کے خاوند اپنے آباواجداد کے مشرکانہ مذہب پر کاربند تھے، یہ مومنہ خواتین جن میں عقبہ بن ابی معیط کی بیٹی ام کلثوم رضی اللہ عنہا بھی تھیں اپنے گھر بار چھوڑ کر مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ آ گئیں، اسی طرح بہت سے مسلمان مرد ہجرت کر کے مدینہ آ گئے تھے اور ان کی کافر بیویاں مکہ میں رہ گئی تھیں اس بارے میں فرمایا کہ جو مرد وعورت دعوت اسلام قبول کر لے اور اس کی بیوی یا خاوند کافر ہی رہے تو رشتہ ازدواج از خود فسخ ہو جائے گا۔

○ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت فرمائی کہ جو خواتین ایمان قبول کر کے آپ کی خدمت میں حاضر ہوں ان سے عہد لیا جائے کہ وہ دور جاہلیت کی تمام رسموں سے کنارہ کشی اختیار کر لیں گی اور زندگی کے سارے معاملات میں اللہ اور اس کے رسول کے حکم کو اولیت دیں گی۔

○ خصوصیت کے ساتھ جہاد اور اسوہ ابراہیمی کی پیروی کا حکم دیا گیا۔

○ سورۂ کی آخری آیت میں دوبارہ تاکید کی گئی کہ اے مسلمانو! تم اس قوم سے دوستی نہ رکھو جن پر اللہ کا غضب نازل ہو چکا ہے، جو آخرت سے اس طرح مایوس ہیں جیسے کہ قبر والوں سے کافر مایوس ہیں۔

---

[1] صحیح بخاری کتاب الجهاد بَابُ الجَاسُوسِ ۳۰۰۷،وکتاب المغازی بَابُ غَزْوَةِ الفَتْحِ ۴۲۷۴، بَابُ فَضْلِ مَنْ شَهِدَ بَدْرًا۳۹۸۳، صحیح مسلم کتاب الفضائل بَابُ مِنْ فَضَائِلِ أَهْلِ بَدْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ وَقِصَّةِ حَاطِبِ بْنِ أَبِي بَلْتَعَةَ ۶۴۰۱،سنن ابوداودکتاب الجهاد بَابٌ فِي حُكْمِ الْجَاسُوسِ إِذَا كَانَ مُسْلِمًا ۲۶۵۰،مسنداحمد۶۰۰

[2] صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ غَزْوَةِ الفَتْحِ ۴۲۷۴

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَتَّخِذُوۡا عَدُوِّىۡ وَ عَدُوَّكُمۡ اَوۡلِيَآءَ تُلۡقُوۡنَ اِلَيۡهِمۡ

اے وہ لوگوں جو ایمان لائے ہو! میرے اور (خود) اپنے دشمنوں کو اپنا دوست نہ بناؤ تم دوستی سے ان کی طرف

بِالۡمَوَدَّةِ وَ قَدۡ كَفَرُوۡا بِمَا جَآءَكُمۡ مِّنَ الۡحَـقِّ‌ۚ يُخۡرِجُوۡنَ الرَّسُوۡلَ

پیغام بھیجتے ہو اور وہ اس حق کے ساتھ جو تمہارے پاس آچکا ہے کفر کرتے ہیں، پیغمبر کو اور خود تمہیں بھی محض اس وجہ سے

وَاِيَّاكُمۡ‌ اَنۡ تُؤۡمِنُوۡا بِاللّٰهِ رَبِّكُمۡ ؕ اِنۡ كُنۡتُمۡ خَرَجۡتُمۡ جِهَادًا فِىۡ سَبِيۡلِىۡ

جلاوطن کرتے ہیں کہ تم اپنے رب پر ایمان رکھتے ہو، اگر تم میری راہ میں جہاد کے لیے اور میری رضامندی کی طلب میں

وَابۡتِغَآءَ مَرۡضَاتِىۡ‌ۖ تُسِرُّوۡنَ اِلَيۡهِمۡ بِالۡمَوَدَّةِ‌ۖ وَاَنَا اَعۡلَمُ بِمَاۤ اَخۡفَيۡتُمۡ

نکلتے ہو (تو ان سے دوستیاں نہ کرو) ان کے پاس محبت کا پیغام پوشیدہ بھیجتے ہو اور مجھے خوب معلوم ہے جو تم نے چھپایا

وَمَاۤ اَعۡلَنۡتُمۡ‌ؕ وَمَنۡ يَّفۡعَلۡهُ مِنۡكُمۡ فَقَدۡ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيۡلِ ۝١ (الممتحنۃ۱)

وہ بھی جو تم نے ظاہر کیا، تم میں سے جو بھی اس کام کو کرے گا وہ یقیناً راہ راست سے بہک جائے گا۔

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اگر تم میری رضاجوئی کی خاطر وطن اور گھر بار کو چھوڑ کر جہاد فی سبیل اللہ کے لیے نکلے ہو تو اپنے اندر کی خبریں کفار تک پہنچا کر میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ بلکہ اپنے ایمان کے تقاضوں کے مطابق عمل کرو اور صرف اہل ایمان کے ساتھ موالات ومودت قائم کرو جیسے فرمایا

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَتَّخِذُوا الۡيَهُوۡدَ وَالنَّصٰرٰۤى اَوۡلِيَآءَ‌ ‌ۘ بَعۡضُهُمۡ اَوۡلِيَآءُ بَعۡضٍ‌ ؕ وَمَنۡ يَّتَوَلَّهُمۡ مِّنۡكُمۡ فَاِنَّهٗ مِنۡهُمۡ‌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهۡدِى الۡقَوۡمَ الظّٰلِمِيۡنَ ۝٥١ (۱)

ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو! یہودیوں اور عیسائیوں کو اپنا رفیق نہ بناؤ یہ آپس ہی میں ایک دوسرے کے رفیق ہیں اور اگر تم میں سے کوئی ان کو اپنا رفیق بناتا ہے تو اس کا شمار بھی پھر انہی میں ہے، یقیناً اللہ ظالموں کو اپنی رہنمائی سے محروم کر دیتا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِيۡنَ اتَّخَذُوۡا دِيۡنَكُمۡ هُزُوًا وَّلَعِبًا مِّنَ الَّذِيۡنَ اُوۡتُوا الۡكِتٰبَ مِنۡ قَبۡلِكُمۡ وَالۡـكُفَّارَ اَوۡلِيَآءَ‌ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ ۝٥٧ (۲)

(۱) المائدۃ۵۱

(۲) المائدۃ۵۷

ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو! تمہارے پیش رو اہل کتاب میں سے جن لوگوں نے تمہارے دین کو مذاق اور تفریح کا سامان بنالیا ہے انہیں اور دوسرے کافروں کو اپنا دوست اور رفیق نہ بناؤ اللہ سے ڈرو اگر تم مومن ہو۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ﴿۱۴۴﴾ ⑴

ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو! مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا رفیق نہ بناؤ کیا تم چاہتے ہو کہ اللہ کو اپنے خلاف صریح حجت دے دو؟۔

لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْھُمْ تُقٰىةً ۭ وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ... ﴿۲۸﴾ ⑵

ترجمہ: مومنین اہل ایمان کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا رفیق اور یار ومددگار ہرگز نہ بنائیں جو ایسا کرے گا اس کا اللہ سے کوئی تعلق نہیں، ہاں یہ معاف ہے کہ تم ان کے ظلم سے بچنے کے لیے بظاہر ایسا طرزِ عمل اختیار کر جاؤ مگر اللہ تمہیں اپنے آپ سے ڈراتا ہے اور تمہیں اُسی کی طرف پلٹ کر جانا ہے۔ مسلمانوں کو ہوشیار کرتے ہوئے فرمایا تم ان کے ساتھ محبت ومودت کی طرح ڈالتے ہو حالانکہ اللہ تعالیٰ نے جو حق تمہاری اور تمام انسانوں کی ہدایت ورہنمائی کے لیے نازل فرمایا ہے اس کو محض اپنی بے جاہٹ دھرمی اور تعصب کی بنا پر ماننے سے انکار کر چکے ہیں اور تمہارے ساتھ کسی موقعہ پر بھی بدسلوکی میں کمی نہیں کرتے، اور ان کی روش تو یہ ہے کہ اللہ کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو اور خود تم کو جبراً صرف اس قصور پر اپنے شہر سے جلاوطن کرتے ہیں کہ تم اپنے اللہ وحدہ لاشریک پر ایمان لائے ہو جس کی عبودیت کو قائم کرنا تمام مخلوق پر فرض ہے، جیسے اصحاب اخدود کے بارے میں فرمایا

وَمَا نَقَمُوْا مِنْهُمْ اِلَّآ اَنْ يُّؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ﴿۸﴾ ⑶

ترجمہ: اور ان اہلِ ایمان سے ان کی دشمنی کی اس کے سوا کوئی وجہ نہ تھی کہ وہ اللہ پر ایمان لے آئے تھے اس اللہ پر جو زبردست اور اپنی ذات میں آپ محمود ہے۔

اور مہاجرین کے بارے میں فرمایا

الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّآ اَنْ يَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ... ﴿۴۰﴾ ⑷

ترجمہ: یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے گھروں سے ناحق نکال دیے گئے صرف اس قصور پر کہ وہ کہتے تھے ہمارا رب اللہ ہے۔

جب ان کا حق کے ساتھ یہ معاملہ ہے تو کیا تمہارے لیے یہ مناسب ہے کہ تم ان سے محبت اور مودت کا رویہ اختیار کرو، تم چھپا کر ان کو دوستانہ

⑴ النساء ۱۴۴

⑵ آل عمران ۲۸

⑶ البروج ۸

⑷ الحج ۴۰

پیغام بھیجتے ہو حالانکہ جو کچھ تم چھپا کر کرتے ہو اور جو علانیہ کرتے ہو ہر چیز کو میں خوب جانتا ہوں، میں تو تمہارے ظاہر و باطن اور دلوں کے خفیہ بھید اور نفس کے وسوسوں کو بھی جانتا ہوں، جیسے فرمایا

وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهٖ نَفْسُهٗ ۚ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ ﴿۱۶﴾ (۱)

ترجمہ: ہم نے انسان کو پیدا کیا ہے اور اس کے دل میں اُبھرنے والے وسوسوں تک کو ہم جانتے ہیں ہم اس کی رگِ گردن سے بھی زیادہ اس سے قریب ہیں۔

پس اللہ تعالیٰ کے منع کرنے کے باوجود تم میں سے جو شخص بھی کفار سے محبت و موالات رکھے گا اور انہیں خفیہ نامہ و پیغام بھیجے گا وہ یقیناً راہ راست سے بھٹک جائے گا۔

اِنْ يَّثْقَفُوْكُمْ يَكُوْنُوْا لَكُمْ اَعْدَآءً وَّ يَبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ وَ اَلْسِنَتَهُمْ بِالسُّوْٓءِ

کرنے لگیں اور (دل سے) چاہنے لگیں کہ تم بھی کفر کرنے لگ جاؤ، تمہاری قرابتیں، رشتہ داریاں کرنے لگیں

وَ وَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ ﴿۲﴾ لَنْ تَنْفَعَكُمْ اَرْحَامُكُمْ وَ لَآ اَوْلَادُكُمْ ۚ

اور (دل سے) چاہنے لگیں کہ تم بھی کفر کرنے لگ جاؤ، تمہاری قرابتیں، رشتہ داریاں، اور اولاد تمہیں قیامت

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ يَفْصِلُ بَيْنَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۳﴾ (الممتحنہ ۲تا۳)

کے دن کام نہ آئیں گی، اللہ تعالیٰ تمہارے درمیان فیصلہ کر دے گا اور جو کچھ تم کر رہے ہو اسے اللہ خوب دیکھ رہا ہے۔

ان کا رویہ تو یہ ہے کہ اگر کسی موقع پر تم پر قابو پا جائیں تو تمہارے ساتھ کھلی دشمنی کرنے سے دریغ نہیں کریں گے اور تمہیں قتل کرنے اور ضرب وغیرہ لگانے کے لیے تمہاری طرف ہاتھ بڑھائیں گے اور اپنی زبانوں سے تمہیں تکلیف پہنچائیں گے مگر تم ہو کہ ان کے ساتھ محبت کی پینگیں بڑھا رہے ہو، ان کے دلوں میں تو حق کے خلاف بغض و عناد اس طرح بھرا ہوا ہے کہ وہ چاہتے ہیں کہ تم کسی طرح دین حق کو چھوڑ کر، اللہ وحدہ لاشریک کی عبودیت کو چھوڑ کر اللہ کے نافرمان بن جاؤ اور جہنم کے مستحق ہو جاؤ، تم نے جس آل اولاد کی حفاظت کی خاطر خفیہ نامہ و پیغام کرنے کی کوشش کی ہے تو یاد رکھو قیامت کے دن نہ تمہاری رشتہ داریاں کسی کام آئیں گی نہ تمہاری اولاد، اس روز اللہ تمہارے درمیان جدائی ڈال دے گا، تمام رشتے، تعلقات اور رابطے توڑ دیے جائیں گے اور ہر شخص اپنی ذاتی حیثیت سے اللہ کی بارگاہ میں پیش ہو گا اور ہر شخص اپنے کیے کی سزا خود ہی بھگتے گا اور اس کی ذاتی ذمہ داری میں کوئی دوسرا شریک نہ ہو گا

يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ ﴿۳۴﴾ وَاُمِّهٖ وَاَبِيْهِ ﴿۳۵﴾ وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِيْهِ ﴿۳۶﴾ (۲)

---

(۱) قٓ ۱۶

(۲) عبس ۳۴ تا ۳۶

ترجمہ: اس روز آدمی اپنے بھائی اپنی ماں اور اپنے باپ سے اور اپنی بیوی اور اپنی اولاد سے بھاگے گا۔

عَنْ أَنَسٍ قَالَ: أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ: أَيْنَ أَبِي؟ قَالَ: فِي النَّارِ فَلَمَّا قَفَّى دَعَاهُ فَقَالَ: إِنَّ أَبِي وَأَبَاكَ فِي النَّارِ

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک آدمی نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میرا باپ کہاں ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوزخ میں، جب وہ آدمی واپس جانے لگا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بلایا اور پھر فرمایا کہ میرا باپ اور تیرا باپ دونوں دوزخ میں ہیں۔ [1]

اس لیے اللہ اور رسول کی اطاعت کرو اور وہی تمہارے اعمال کا دیکھنے والا ہے۔

قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَ الَّذِيْنَ مَعَهٗ ۚ اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ

(مسلمانو!) تمہارے لیے حضرت ابراہیم میں اور ان کے ساتھیوں میں بہترین نمونہ ہے جب کہ ان سب نے اپنی قوم سے

اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْكُمْ وَ مِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۫

برملا کہہ دیا کہ ہم تم سے اور جن جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو ان سب سے بالکل بیزار ہیں،

كَفَرْنَا بِكُمْ وَ بَدَا بَيْنَنَا وَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَ الْبَغْضَآءُ اَبَدًا حَتّٰى تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ

ہم تمہارے (عقائد کے) منکر ہیں جب تک تم اللہ کی وحدانیت پر ایمان نہ لاؤ ہم میں تم میں ہمیشہ کے لیے بغض و

وَحْدَهٗٓ اِلَّا قَوْلَ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ لَاَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ

عداوت ظاہر ہوگئی، لیکن ابراہیم کی اتنی بات تو اپنے باپ سے ہوئی تھی کہ میں تمہارے لیے استغفار ضرور کروں گا

وَ مَآ اَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ؕ رَبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا

اور تمہارے لیے مجھے اللہ کے سامنے کسی چیز کا اختیار کچھ بھی نہیں، اے ہمارے پروردگار! تجھی پر ہم نے بھروسہ کیا ہے

وَ اِلَيْكَ اَنَبْنَا وَ اِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ﴿۴﴾ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا

اور تیری ہی طرف رجوع کرتے ہیں اور تیری ہی طرف لوٹنا ہے، اے ہمارے رب! تو ہمیں کافروں کی آزمائش میں نہ ڈال

وَ اغْفِرْ لَنَا رَبَّنَا ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۵﴾ (الممتحنۃ:۴،۵)

اور اے ہمارے پالنے والے! ہماری خطاؤں کو بخش دے، بیشک تو ہی غالب، حکمت والا ہے۔

[1] مسند احمد ۱۲۱۹۲، صحیح مسلم كِتَابُ الْإِيمَانِ بَابُ بَيَانِ أَنَّ مَنْ مَاتَ عَلَى الْكُفْرِ فَهُوَ فِي النَّارِ، وَلَا تَنَالُهُ شَفَاعَةٌ، وَلَا تَنْفَعُهُ قَرَابَةُ الْمُقَرَّبِينَ ۵۰۰، سنن ابوداود بَابُ شَرْحِ السُّنَّةِ بَابٌ فِي ذَرَارِيِّ الْمُشْرِكِينَ ۴۷۱۸

اے مومنوں کے گروہ! تم لوگوں کے لیے کفار سے عدم موالات کے مسئلے میں ابراہیم علیہ السلام اور اس کے ساتھیوں میں ایک اچھا نمونہ ہے کہ انہوں نے اور ان کے اہل ایمان ساتھیوں نے اپنی کافر و مشرک قوم سے صاف صاف بیزاری اور قطع تعلق کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ ہم تم سے اور تمہارے ان معبودوں سے جن کو تم اللہ وحدہ لاشریک کو چھوڑ کر پوجتے ہو قطعی بیزار ہیں، ہم نہ تمہیں حق پر مانتے ہیں اور نہ تمہارے مشرکانہ دین کو اور ہمارے اور تمہارے درمیان ہمیشہ کے لیے عداوت ہو گئی اور بیر پڑ گیا جب تک تم کفر و شرک کو چھوڑ کر، ہر طرف سے منہ موڑ کر اللہ وحدہ لاشریک پر ایمان نہ لاؤ، مگر ابراہیم علیہ السلام کا اپنے باپ سے یہ کہنا (اس سے مستثنیٰ ہے) کہ میں آپ کے لیے مغفرت کی درخواست ضرور کروں گا اور پھر عملاً اس کے حق میں دعا بھی کی،

قَدْ كَانَتْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي إِبْرَاهِيمَ فِي جَمِيعِ أَقْوَالِهِ وَأَفْعَالِهِ إِلَّا قَوْلَهُ لِأَبِيهِ

یعنی ابراہیم علیہ السلام کی پوری زندگی ایک قابل تقلید نمونہ ہے البتہ ان کا اپنے باپ کے لیے مغفرت کی دعا کرنا ایک ایسا عمل ہے جس میں ان کی پیروی نہیں کرنی چاہیے۔[1]

أَيْ: لَكُمْ فِي إِبْرَاهِيمَ وَقَوْمِهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ تَتَأَسَّوْنَ بِهَا، إِلَّا فِي اسْتِغْفَارِ إِبْرَاهِيمَ لِأَبِيهِ، فَإِنَّهُ إِنَّمَا كَانَ عَنْ مَوعِدَة وَعَدَهَا إِيَّاهُ

یعنی تمہارے لیے ابراہیم علیہ السلام اور ان کی اصحاب میں نمونہ ہے لیکن باپ کے لیے استغفار کی جو بات کی تھی وہ اسوہ نہیں ہے وہ ان سے کیے ہوئے وعدے کی بات تھی۔[2]

کیونکہ ان کا یہ فعل اس وقت کا ہے جب ان کو اپنے باپ کی بابت علم نہیں تھا، چنانچہ جب ان پر واضح ہو گیا کہ ان کا باپ اللہ کا دشمن ہے تو انہوں نے اپنے باپ سے بھی اظہار برات کر دیا تھا، جیسے فرمایا

وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَآ اِيَّاهُ ۚ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗٓ اَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ تَبَرَّاَ مِنْهُ ۭ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَاَوَّاهٌ حَلِيْمٌ ۝۱۱۴[3]

ترجمہ: ابراہیم نے اپنے باپ کے لیے جو دعائے مغفرت کی تھی وہ تو اس وعدے کی وجہ سے تھی جو اس نے اپنے باپ سے کیا تھا مگر جب اس پر یہ بات کھل گئی کہ اس کا باپ خدا کا دشمن ہے تو وہ اس سے بیزار ہو گیا، حق یہ ہے کہ ابراہیم بڑا رقیق القلب و خدا ترس اور بُردبار آدمی تھا۔ اور میں اللہ کے سامنے تمہارے بارے میں کسی چیز کا کچھ اختیار نہیں رکھتا مگر میں اپنے رب سے دعا کرتا رہوں گا ہو سکتا ہے کہ میں اپنے رب سے دعا کر کے محروم نہ رہوں (اور ابراہیم علیہ السلام و اصحاب ابراہیم علیہ السلام کی دعا یہ تھی کہ) اے ہمارے رب! ہم نے امکانی حد تک ظاہری اسباب و وسائل اختیار کرنے کے بعد تیرے ہی اوپر بھروسہ کیا،

---

[1] فتح القدير ٥/٢٥٣

[2] تفسيرابن كثير ٨/٨٧

[3] التوبة ١١٤

أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، يَقُولُ: قَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللهِ أَعْقِلُهَا وَأَتَوَكَّلُ، أَوْ أُطْلِقُهَا وَأَتَوَكَّلُ؟ قَالَ: اعْقِلْهَا وَتَوَكَّلْ

انس بن مالک سے مروی ہے ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ کیا اونٹنی کو باندھ کر توکل کروں یا بغیر باندھے، آپ ﷺ نے فرمایا باندھو اور اللہ پر بھروسہ رکھ۔ (۱)

اور تیری ہی طرف ہم نے رجوع کرلیا اور ہم تیری اطاعت، تیری رضا اور ان تمام امور کی طرف لوٹتے ہیں جو تیرا اقرب عطا کرتے ہیں، اے ہمارے رب! ہمارے گناہوں کے سبب سے کفار اور مشرکین کو ہم پر غلبہ و تسلط عطا نہ فرما اس طرح وہ سمجھیں گے کہ وہ حق پر ہیں اور ہم باطل پر ہیں اس طرح وہ کفر و سرکشی میں اور زیادہ بڑھ جائیں گے اور یوں ہم ان کے لیے فتنے کا باعث بن جائیں گے،

قَالَ مُجَاهِدٌ: مَعْنَاهُ: لَا تُعَذِّبْنَا بِأَيْدِيهِمْ وَلَا بِعَذَابٍ مِنْ عِنْدِكَ، فَيَقُولُوا: لَوْ كَانَ هَؤُلَاءِ عَلَى حَقٍّ مَا أَصَابَهُمْ هَذَا

مجاہد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ ہمیں نہ تو ان کے ہاتھوں سے عذاب دینا اور نہ اپنے پاس سے عذاب دینا تاکہ کافر یہ طعنہ نہ دیں کہ اگر یہ لوگ حق پر ہوتے تو انہیں یہ عذاب لاحق نہ ہوتا۔ (۲)

وَقَالَ قَتَادَةُ لَا تُظْهِرهم عَلَيْنَا فَيَفْتَتِنُوا بِذَلِكَ، يَرَوْنَ أَنَّهُمْ إِنَّمَا ظَهَرُوا عَلَيْنَا لِحَقٍّ هُمْ عَلَيْهِ

اور قتادہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ انہیں ہم پر غلبہ نہ دینا تاکہ یہ ہمیں فتنے میں مبتلا نہ کردیں اور وہ یہ خیال نہ کرنے لگیں کہ وہ حق پر ہیں اس لیے ہم پر غالب آگئے ہیں۔ (۳)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، يَقُولُ: لَا تُسَلِّطْهُمْ عَلَيْنَا فَيَفْتِنُونَا

اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ان کو ہم پر مسلط نہ کرنا تاکہ یہ ہمیں فتنے میں مبتلا نہ کردیں۔ (۴)

اور اے ہمارے رب! ہم نے جن گناہوں اور برائیوں کا ارتکاب کیا ہے اور تعمیل حکم میں جو تقصیر سرزد ہوئی ہیں اس سے درگزر فرما، ہماری پردہ پوشی فرما اور ہمیں معاف فرما دے، بے شک تو ہی زبردست اور دانا ہے۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيهِمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُوا اللَّهَ

یقیناً تمہارے لیے ان میں اچھا نمونہ (اور عمدہ پیروی ہے خاص کر) ہر اس شخص کے لیے جو اللہ کی اور

وَالْيَوْمَ الْآخِرَ ۚ وَمَن يَتَوَلَّ فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ ﴿٦﴾

قیامت کے دن کی ملاقات کی امید رکھتا ہو، اور اگر کوئی روگردانی کرے تو اللہ تعالیٰ بالکل بے نیاز ہے اور سزاوار حمد و ثنا ہے،

(۱) جامع ترمذی أَبْوَابُ صِفَةِ الْقِيَامَةِ وَالرَّقَائِقِ وَالْوَرَعِ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ باب ۶۰ ح ۲۵۱۷

(۲) تفسیر طبری ۳۱۹/۲۳

(۳) تفسیر طبری ۳۲۰/۲۳

(۴) تفسیر طبری ۳۲۰/۲۳

عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَ بَيْنَ الَّذِيْنَ عَادَيْتُمْ مِّنْهُمْ مَّوَدَّةً ؕ

اعجب کہ عنقریب ہی اللہ تعالیٰ تم میں اور تمہارے دشمنوں میں محبت پیدا کر دے،

وَاللّٰهُ قَدِيْرٌ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ (الممتحنۃ۶،۷)

کیا اللہ کو سب قدرتیں ہیں اور اللہ (بڑا) غفور رحیم ہے۔

اور تاکید کے طور پر فرمایا کہ ابراہیم علیہ السلام اور ان کے اہل ایمان ساتھیوں کے طرز عمل میں تمہارے لیے اور ہر اس شخص کے لیے اچھا نمونہ ہے جو اللہ وحدہ لاشریک پر ایمان رکھتا ہو اور آخرت کے عذاب سے ڈرتا ہو، اور اگر کوئی ابراہیم علیہ السلام کے اسوہ کو اپنانے سے گریز کرے تو بیشک اللہ ہر لحاظ سے غنائے مطلق کا مالک ہے اور کسی بھی پہلو سے وہ مخلوق میں سے کسی کا محتاج نہیں اور وہ اپنی ذات وصفات اور افعال میں قابل ستائش ہے، جیسے موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تھا

وَقَالَ مُوْسٰۤى اِنْ تَكْفُرُوْۤا اَنْتُمْ وَمَنْ فِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ لَغَنِىٌّ حَمِيْدٌ ۝۸ [1]

ترجمہ: اور موسیٰ نے کہا کہ اگر تم کفر کرو اور زمین کے سارے رہنے والے بھی کافر ہو جائیں تو اللہ بے نیاز اور اپنی ذات میں آپ محمود ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ:{الْغَنِيُّ}الَّذِي [قَدْ]كَمُلَ فِي غِنَاهُ، وَهُوَ اللهُ،هَذِهِ صِفَتُهُ لَا تَنْبَغِي إِلَّا لَهُ، لَيْسَ لَهُ كُفُءٌ ، وَلَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ، سُبْحَانَ اللهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ”الغنی۔“ کے بارے میں روایت ہے، غنی وہ ہے جو بے نیازی میں کامل ہو اور وہ اللہ ہی ہے اور یہ صفت اللہ تعالیٰ ہی کے شایان شان ہے کہ اس کا کوئی ہمسر نہیں، اس جیسی کوئی چیز نہیں پاک ہے وہ اللہ جو واحد اور سب پر غالب ہے۔[2]

اور اے مسلمانو! تم ان کے ایمان کی طرف لوٹنے سے مایوس نہ ہو بعید نہیں کہ اللہ کبھی ان کو مسلمان کر کے تمہارا بھائی اور ساتھی بنا دے، بغض ونفرت اور رفرقت کے بعد محبت مودت اور الفت پیدا فرما دے، جیسے فرمایا

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ۠ وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَاۗءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖۤ اِخْوَانًا ۚ وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝۱۰۳ [3]

ترجمہ: سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوط پکڑ لو اور تفرقہ میں نہ پڑو اللہ کے اس احسان کو یاد رکھو جو اس نے تم پر کیا ہے تم ایک دوسرے کے دشمن تھے اس نے تمہارے دل جوڑ دیے اور اس کے فضل وکرم سے تم بھائی بھائی بن گئے تم آگ سے بھرے ہوئے ایک گڑھے کے کنارے کھڑے تھے اللہ نے تم کو اس سے بچا لیا اس طرح اللہ اپنی نشانیاں تمہارے سامنے روشن کرتا ہے شاید کہ ان علامتوں سے تمہیں اپنی فلاح

[1] ابراہیم ۸

[2] تفسیرابن کثیر ۸۸/۸

[3] آل عمران ۱۰۳

کا سیدھا راستہ نظر آجائے۔

هُوَ الَّذِيٓ اَيَّدَكَ بِنَصۡرِهٖ وَبِالۡمُؤۡمِنِيۡنَ ۝٦٢ وَاَلَّفَ بَيۡنَ قُلُوۡبِهِمۡ ؕ لَوۡ اَنۡفَقۡتَ مَا فِي الۡاَرۡضِ جَمِيۡعًا مَّاۤ اَلَّفۡتَ بَيۡنَ قُلُوۡبِهِمۡ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَيۡنَهُمۡ ؕ اِنَّهٗ عَزِيۡزٌ حَكِيۡمٌ ۝٦٣ [1]

ترجمہ: وہی تو ہے جس نے اپنی مدد سے اور مومنوں کے ذریعہ سے تمہاری تائید کی، اور مومنوں کے دل ایک دوسرے کے ساتھ جوڑ دیے تم روئے زمین کی ساری دولت بھی خرچ کر ڈالتے تو اِن لوگوں کے دل نہ جوڑ سکتے تھے مگر وہ اللہ ہے جس نے ان لوگوں کے دل جوڑے، یقیناً وہ بڑا زبردست اور دانا ہے۔

فَقَالَ:يَا مَعْشَرَ الأَنْصَارِ، أَلَمْ أَجِدْكُمْ ضُلَّالًا فَهَدَاكُمُ اللهُ بِي، وَكُنْتُمْ مُتَفَرِّقِينَ فَأَلَّفَكُمُ اللهُ بِي؟

اور رسول اللہ ﷺ نے غزوہ طائف کے موقع پر انصار کو مخاطب ہو کر فرمایا تھا اے گروہ انصار! کیا میں نے تمہیں رستے سے بھٹکے ہوئے نہ پایا پھر اللہ تعالیٰ نے میری بدولت تمہیں ہدایت سے نوازا؟ اور تم جدا جدا تھے تو میری وجہ سے اللہ تعالیٰ نے تم میں الفت پیدا فرمادی۔ [2]

چنانچہ فتح مکہ کے بعد ایسا ہی ہوا، فتح مکہ کے بعد لوگ فوج در فوج دائرہ اسلام میں داخل ہوئے اور ان کی نفرتیں محبت میں تبدیل ہو گئیں، جو مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے مٹانا چاہتے تھے وہ ان کے دست و بازو بن گئے، اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے اور اس کے سامنے کوئی گناہ بڑا نہیں کہ وہ اسے بخش نہ سکے اور کوئی عیب بڑا نہیں کہ وہ اسے ڈھانپ نہ سکے۔

لَا يَنۡهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيۡنَ لَمۡ يُقَاتِلُوۡكُمۡ فِي الدِّيۡنِ وَلَمۡ يُخۡرِجُوۡكُمۡ مِّنۡ دِيَارِكُمۡ

جن لوگوں نے تم سے دین کے بارے میں لڑائی نہیں لڑی اور تمہیں جلا وطن نہیں کیا ان کے ساتھ

اَنۡ تَبَرُّوۡهُمۡ وَتُقۡسِطُوۡۤا اِلَيۡهِمۡ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ

سلوک و احسان کرنے اور منصفانہ بھلے برتاؤ کرنے سے اللہ تعالیٰ تمہیں نہیں روکتا، بلکہ اللہ تعالیٰ تو انصاف کرنے

الۡمُقۡسِطِيۡنَ ۝٨ اِنَّمَا يَنۡهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيۡنَ قٰتَلُوۡكُمۡ

والوں سے محبت کرتا ہے، اللہ تعالیٰ تمہیں صرف ان لوگوں کی محبت سے روکتا ہے جنہوں نے تم سے دین کے بارے

فِي الدِّيۡنِ وَاَخۡرَجُوۡكُمۡ مِّنۡ دِيَارِكُمۡ وَظٰهَرُوۡا عَلٰۤى اِخۡرَاجِكُمۡ اَنۡ تَوَلَّوۡهُمۡ ۚ

میں لڑائیاں لڑیں اور تمہیں دیس سے نکال دیئے اور دیس سے نکال دینے والوں کی مدد کی،

---

[1] الانفال ۶۳،۶۲

[2] صحیح بخاری كِتَابُ المَغَازِي بَابُ غَزْوَةِ الطَّائِفِ ۴۳۳۰، صحیح مسلم كِتَاب الزَّكَاةِ بَابُ إِعْطَاءِ الْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ عَلَى الْإِسْلَامِ وَتَصَبُّرِ مَنْ قَوِيَ إِيمَانُهُ ۲۴۴۶

وَمَنۡ يَّتَوَلَّهُمۡ فَاُولٰٓـئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوۡنَ ۝ (الممتحنۃ ۸،۹)

جولوگ ایسے کفار سے محبت کریں وہ (قطعًا) ظالم ہیں۔

اللہ تمہیں اس بات سے نہیں روکتا کہ تم ان لوگوں کے ساتھ نیکی اور انصاف کا برتاؤ کرو جنہوں نے دین کے معاملہ میں تم سے جنگ نہیں کی ہے ،تمہارے ساتھ بغض وعدوات کا برتاؤ نہیں کیا اور مسلمانوں کے خلاف مشورے اور رائے اور ہتھیاروں سے کفار کی مدد کر کے تمہیں ہجرت پر مجبور نہیں کیا، تو انصاف کا تقاضا تو یہ ہے کہ تم بھی اس کے ساتھ عداوت نہ کرو، دشمن اور غیر دشمن کو ایک ہی درجہ میں رکھنا اور دونوں سے ایک جیسا سلوک کرنا انصاف نہیں، انصاف تو یہ ہے کہ تم ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو اور رشتے اور برادری کے لحاظ سے ان کے جو حقوق تم پر عائد ہوتے ہیں انہیں ادا کرنے میں کوتاہی نہ کرو، جیسے اولاد کو والدین کے حقوق کے بارے میں فرمایا

وَاِنۡ جَاهَدٰكَ عَلٰٓى اَنۡ تُشۡرِكَ بِىۡ مَا لَيۡسَ لَكَ بِهٖ عِلۡمٌ ۙ فَلَا تُطِعۡهُمَا وَصَاحِبۡهُمَا فِى الدُّنۡيَا مَعۡرُوۡفًا... ۝۱۵ [1]

ترجمہ: لیکن اگر وہ تجھ پر دباؤ ڈالیں کہ میرے ساتھ تو کسی ایسے کو شریک کرے جسے تو نہیں جانتا تو ان کی بات ہرگز نہ مان دنیا میں ان کے ساتھ نیک برتاؤ کرتا رہ۔

قَدِمَتْ عَلَيَّ أُمِّي وَهِيَ مُشْرِكَةٌ فِي عَهْدِ قُرَيْشٍ إِذْ عَاهَدَهُمْ فَاسْتَفْتَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، قَدِمَتْ عَلَيَّ أُمِّي وَهِيَ رَاغِبَةٌ، أَفَأَصِلُ أُمِّي؟ قَالَ:نَعَمْ، صِلِي أُمَّكِ

اسماء رضی اللہ عنہا بنت ابوبکر نے عرض کی ایک مرتبہ میری والدہ قریش سے معاہدے کے زمانے میں آئی اس وقت وہ مشرک تھیں میں نے عرض کی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میری ماں (جن کا نام قتیلہ بیان کیا جاتا ہے) آئی ہوئی ہے اور اب تک وہ اپنے دین سے الگ ہیں کیا میں ان کے ساتھ صلہ رحمی کرسکتی ہوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں اپنی والدہ سے صلہ رحمی کرو۔[2]

عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَدِمَتْ قُتَيْلَةُ ابْنَةُ عَبْدِ الْعُزَّى بْنِ عَبْدِ أَسْعَدَ مِنْ بَنِي مَالِكِ بْنِ حَسَلٍ، عَلَى ابْنَتِهَا أَسْمَاءَ ابْنَةِ أَبِي بَكْرٍ بِهَدَايَا، ضِبَابٍ، وَقَرَظٍ، وَسَمْنٍ وَهِيَ مُشْرِكَةٌ، فَأَبَتْ أَسْمَاءُ أَنْ تَقْبَلَ هَدِيَّتَهَا، وَتُدْخِلَهَا بَيْتَهَا، فَسَأَلَتْ عَائِشَةُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: {لَا يَنۡهٰٮكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيۡنَ لَمۡ يُقَاتِلُوۡكُمۡ فِى الدِّيۡنِ[3] إِلَى آخِرِ الْآيَةِ، فَأَمَرَهَا أَنْ تَقْبَلَ هَدِيَّتَهَا وَأَنْ تُدْخِلَهَا بَيْتَهَا

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے قتیلہ اپنی بیٹی اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس سانڈے، پنیر اور گھی کا تحفہ لے کر آئی اور وہ مشرکہ

[1] لقمان ۱۵

[2] مسند احمد ۲۶۹۱۵، صحیح مسلم كِتَاب الزَّكَاةِ بَابُ فَضْلِ النَّفَقَةِ وَالصَّدَقَةِ عَلَى الْأَقْرَبِينَ وَالزَّوْجِ وَالْأَوْلَادِ، وَالْوَالِدَيْنِ وَلَوْ كَانُوا مُشْرِكِينَ ۲۳۲۵، صحیح بخاری كِتَابُ الأَدَبِ بَابُ صِلَةِ الوَالِدِ المُشْرِكِ ۵۹۷۸، مسند احمد ۲۶۹۱۵

[3] الممتحنة: 8

تھی، اسماء رضی اللہ عنہا نے اس کے تحفے قبول کرنے اور اسے اپنے گھر میں آنے سے منع کر دیا، ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اس کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمادی ''اللہ تمہیں اس بات سے نہیں روکتا کہ تم ان لوگوں کے ساتھ نیکی اور انصاف کا برتاؤ کرو جنہوں نے دین کے معاملہ میں تم سے جنگ نہیں کی ہے اور تمہیں تمہارے گھروں سے نہیں نکالا ہے، اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ اس کے تحائف کو قبول کرلو اور اسے اپنے گھر میں آنے کی اجازت دو۔ (۱)

اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے،

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو ،قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ الْمُقْسِطِينَ عِنْدَ اللهِ عَلَى مَنَابِرَ مِنْ نُورٍ، عَنْ يَمِينِ الرَّحْمَنِ عَزَّ وَجَلَّ، وَكِلْتَا يَدَيْهِ يَمِينٌ، الَّذِينَ يَعْدِلُونَ فِي حُكْمِهِمْ وَأَهْلِيهِمْ وَمَا وَلُوا

اور انصاف کی فضیلت میں عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا انصاف کرنے والے رحمن کے دائیں جانب اور اللہ کے نزدیک نور کے منبروں پر ہوں گے اور اللہ کے دونوں دائیں ہاتھ ہیں یہ وہ لوگ ہوں گے جو اپنی رعایا اور اہل وعیال میں عدل وانصاف کرتے ہوں گے۔ (۲)

تمہیں ان لوگوں کے ساتھ سخت رویہ اختیار کرنے کا حق ہے جنہوں نے ایمان قبول کرنے کی پاداش میں تم پر انسانیت سوز ظلم کے پہاڑ توڑے اور تمہیں اپنے وطن اور گھر بار کو چھوڑ کر ہجرت کرنے پر مجبور کیا اور تمہارے اخراج میں ایک دوسرے کی مدد کی ہے اور پھر وہاں بھی تمہارا پیچھا نہیں چھوڑا چنانچہ جو لوگ ارشاد الٰہی اور امر ربانی سے اعراض کرتے ہوئے ان سے دوستی کریں وہی ظالم ہیں، جیسے فرمایا

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْیَهُوْدَ وَ النَّصٰرٰۤى اَوْلِیَآءَ ؔۘ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ ؕ وَ مَنْ یَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ۝۵۱ (۳)

ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو! یہودیوں اور عیسائیوں کو اپنا رفیق نہ بناؤ یہ آپس ہی میں ایک دوسرے کے رفیق ہیں اور اگر تم میں سے کوئی ان کو اپنا رفیق بناتا ہے تو اس کا شمار بھی پھر انہی میں ہے، یقیناً اللہ ظالموں کو اپنی رہنمائی سے محروم کر دیتا ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهٰجِرٰتٍ فَامْتَحِنُوْهُنَّ ؕ

اے ایمان والو ! جب تمہارے پاس مومن عورتیں ہجرت کر کے آئیں تو تم ان کا امتحان لو،

(۱) مسند احمد ۱۶۱۱۱

(۲) صحیح مسلم كِتَابُ الْإِمَارَةِ بَابُ فَضِيلَةِ الْإِمَامِ الْعَادِلِ، وَعُقُوبَةِ الْجَائِرِ، وَالْحَثِّ عَلَى الرِّفْقِ بِالرَّعِيَّةِ، وَالنَّهْيِ عَنْ إِدْخَالِ الْمَشَقَّةِ عَلَيْهِمْ ۴۷۲۱

(۳) المائدة ۵۱

اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِهِنَّ ۚ فَاِنْ عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنٰتٍ فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ

دراصل ان کے ایمان کو بخوبی جاننے والا تو اللہ ہی ہے لیکن اگر وہ تمہیں ایمان والیاں معلوم ہوں تو اب تم انہیں

اِلَى الْكُفَّارِ ؕ لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَ لَا هُمْ يَحِلُّوْنَ لَهُنَّ ؕ

کافروں کی طرف واپس نہ کرو، یہ ان کے لیے حلال نہیں اور نہ وہ ان کے لیے حلال ہیں،

وَ اٰتُوْهُمْ مَّآ اَنْفَقُوْا ؕ وَ لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ ؕ

اور جو خرچ ان کافروں کا ہوا ہو وہ انہیں ادا کر دو، ان عورتوں کو ان کے مہر دے کر ان سے نکاح کر لینے میں تم پر کوئی گناہ نہیں،

وَ لَا تُمْسِكُوْا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ وَ سْـَٔلُوْا مَآ اَنْفَقْتُمْ وَ لْيَسْـَٔلُوْا

اور کافر عورتوں کے ناموس اپنے قبضے میں نہ رکھو اور جو کچھ تم نے خرچ کیا ہو وہ مانگ لو اور جو کچھ ان کافروں نے خرچ

مَآ اَنْفَقُوْا ؕ ذٰلِكُمْ حُكْمُ اللّٰهِ ؕ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝۱۰

کیا ہو وہ بھی مانگ لیں، یہ اللہ کا فیصلہ ہے جو تمہارے درمیان کر رہا ہے، اللہ تعالیٰ بڑے علم (اور) حکمت والا ہے،

وَ اِنْ فَاتَكُمْ شَيْءٌ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ اِلَى الْكُفَّارِ فَعَاقَبْتُمْ فَاٰتُوا الَّذِيْنَ

ور اگر تمہاری کوئی بیوی تمہارے ہاتھ سے نکل جائے اور کافروں کے پاس چلی جائے پھر تم اس کے بدلے کا وقت مل جائے

ذَهَبَتْ اَزْوَاجُهُمْ مِّثْلَ مَآ اَنْفَقُوْا ؕ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ

تو جن کی بیویاں چلی گئی ہیں انہیں ان کے اخراجات کے برابر ادا کر دو اور اس اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو

الَّذِيْٓ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ۝۱۱ (الممتحنۃ:۱۰،۱۱)

جس پر تم ایمان رکھتے ہو۔

مومن عورتوں کی ہجرت :اے ایمان والو! جب مومن عورتیں ہجرت کر کے تمہارے پاس آئیں تو ان کے مومن ہونے کی جانچ پڑتال کر لو اور ان کی ایمان کی حقیقت اللہ ہی بہتر جانتا ہے پھر جب تمہیں معلوم ہو جائے کہ وہ مومن ہیں تو انہیں کفار کی طرف واپس نہ کرو، کیونکہ اسلام کو صرف مومن عورتوں کی حفاظت سے دلچسپی تھی ہر طرح کی بھاگنے والی عورتوں کے لئے مدینہ کو پناہ گاہ بنانا مقصود نہ تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ جو عورتیں ہجرت کر کے آجائیں اور خود کو مومنہ ظاہر کریں تو ان کے ایمان کے بارے میں تسلی کر لو اور جب اطمینان ہو جائے کہ وہ اللہ کی توحید اور رسول اللہ ﷺ کی رسالت پر ایمان رکھتی ہیں تو انہیں کفار کو واپس نہ کرو، نہ وہ کفار کے لئے حلال ہیں اور نہ

کفار ان کے لئے حلال، ہاں اگر شوہر بھی مسلمان ہو جائے تو پھر ان کا نکاح برقرار رہ سکتا ہے چاہے خاوند عورت کے بعد ہجرت کر کے مدینہ منورہ آجائے،

قَالَ: سُئِلَ ابنُ عَبَّاسٍ: كَيْفَ كَانَ امتحانُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النساءَ؟ قَالَ: كَانَ يَمْتَحِنُهُنَّ: بِاللهِ مَا خَرجت مِنْ بُغض زَوْجٍ؟وَبِاللهِ مَا خَرجت رَغبةً عَنْ أَرْضٍ إِلَى أَرْضٍ؟ وَبِاللهِ مَا خَرَجْتِ الْتِمَاسَ دُنْيَا؟ وَبِاللهِ مَا خَرَجْتِ إِلَّا حُبًّا لِلَّهِ وَلِرَسُولِهِ؟ وَذَكَرَ فِيهِ أَنَّ الَّذِي كَانَ يُحَلِّفُهُنَّ عَنْ أَمْرِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ له عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان عورتوں کا امتحان کس طرح لیتے تھے؟ فرمایا آپ ان سے حلفیہ بیان لیتے کہ وہ شوہر کی نافرمانی کر کے نہیں آئی ہے، آب وہوا اور زمین کی تبدیلی کرنے کے لیے بطور سیر وسیاحت تو نہیں آئی، وہ کسی دنیا طلبی کے لیے تو نہیں آئی بلکہ اللہ اور اس کے رسول کی محبت میں ہجرت کی ہے؟ قسم دے کر ان سے سوالات کرنا اور خوب آزما لینا سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے سپرد تھا جو عورت ان سوالات کا تسلی بخش جواب دے دیتیں تو انہیں کفار کی طرف واپس نہ فرماتے۔ [۱]

وَقِيلَ: الِامْتِحَانُ هُوَ أَنْ تَشْهَدَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ

اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ امتحان یہ تھا کہ وہ کلمہ شہادت لاالٰہ الااللہ وان محمد رسول اللہ کی گواہی دیں۔ [۲]

ان کے کافر شوہروں نے جو مہر ان کو دیئے تھے وہ تم انہیں ادا کر دو اور انقضائے عدت اور ولی کی اجازت اور دو عادل گواہوں کی موجودگی میں ان کا حق المہر ادا کر کے نکاح کر لینے میں تم پر کوئی گناہ نہیں

لقول أبي حنيفة: أَنَّهُ لَا عِدَّةَ عَلَيْهَا وفي أقوال أبي يوسف ومحمد: عليها العدة امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس عورت پر کوئی عدت نہیں ہے، اور امام یوسف اور امام محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس عورت پر عدت لازم ہے۔ [۳]

اور تم خود بھی کافر عورتوں کو اپنے نکاح میں نہ روکے رہو بلکہ فوراً طلاق دے کر اپنے سے علیحدہ کر دو اور جو مہر تم نے اپنی کافر بیویوں کو دیئے تھے وہ تم واپس مانگ لو اور جو مہر کافروں نے اپنی مسلمان بیویوں کو دیئے تھے انہیں وہ واپس مانگ لیں، یہ اللہ کا حکم ہے وہ تمہارے درمیان فیصلہ کرتا ہے اور علیم وحکیم ہے،

قَالَ الْقُرْطُبِيُّ: وَكَانَ هَذَا مَخْصُوصًا بِذَلِكَ الزَّمَانِ فِي تِلْكَ النَّازِلَةِ خَاصَّةً بِإِجْمَاعِ الْمُسْلِمِينَ

---

[۱] تفسیر ابن کثیر ۹۲/۸

[۲] فتح القدير ۲۵۶/۵

[۳] تفسیر السمرقندی۔ بحر العلوم ۴۳۹/۳

امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ حکم اس دور کے ساتھ ہی خاص تھا اس پر مسلمانوں کا اجماع ہے۔ [1]

اور اگر تمہاری کافر بیویوں کے مہروں میں سے کچھ تمہیں کفار سے واپس نہ ملے اور پھر تمہاری نوبت آئے تو جن لوگوں کی بیویاں ادھر رہ گئی ہیں ان کو اتنی رقم ادا کر دو جو ان کے دیے ہوئے مہروں کے برابر ہو اور اس اللہ سے ڈرتے رہو جس پر تم ایمان لائے ہو،

ذِكْرُ صُلْحِ الْحُدَيْبِيَةِ الَّذِي وَقَعَ بَيْنَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ كُفَّارِ قُرَيْشٍ، فَكَانَ فِيهِ:عَلَى أَلَّا يَأْتِيكَ مِنَّا رَجُلٌ وَإِنْ كَانَ عَلَى دِينِكَ إِلَّا رَدَدْتَهُ إِلَيْنَا

معاہدہ حدیبیہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور کفار قریش کے درمیان جو معاہدہ ہوا تھا اس میں ایک شق تھی کہ مکہ مکرمہ سے کوئی مسلمانوں کے پاس چلا جائے گا تو وہ اسے کفار کو واپس کر دیں گے۔

لیکن اس معاہدے میں مرو عورت کی کوئی صراحت نہیں تھی بظاہر کوئی (احد) میں دونوں ہی شامل تھے صلح حدیبیہ کے بعد اول اول تو مسلمان مرد مکہ مکرمہ سے بھاگ بھاگ کر مدینہ منورہ آتے رہے اور صلح حدیبیہ کی شرط کے مطابق جو مسلمان مرد مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ آجاتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے واپس لوٹا دیتے مگر معاہدہ حدیبیہ کے بعد سب سے پہلے ام کلثوم رضی اللہ عنہا بنت عقبہ بن ابی معیط ہجرت کر کے مدینہ آگئیں، قریش سمجھتے تھے کہ معاہدہ میں واپسی کی شرط مرد و زن دونوں پر لاگو ہو گی اس لئے از روئے معاہدہ ان کے دو بھائی ولید بن عقبہ اور عمارہ بن عقبہ انہیں واپس لینے کے لئے مدینہ منورہ پہنچ گئے اور اپنی بہن کی واپسی کا مطالبہ کیا، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا یہ مطالبہ مسترد کر دیا

فَقَالَ كَانَ الشَّرْطُ فِي الرِّجَالِ وَلَمْ يَكُنْ فِي النِّسَاءِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس معاہدہ میں واپسی کی شرط مردوں کے ساتھ مخصوص ہے عورتوں کے ساتھ نہیں۔

اور انہیں معاہدے کے ان الفاظ کی طرف توجہ دلائی تو وہ دم بخود رہ گئے اور انہیں ناچار اس فیصلے کو ماننا پڑا، لیکن ہجرت کے بعد ایک معاشرتی مسئلہ بڑی پیچیدگی پیدا کر رہا تھا وہ یہ کہ مکہ مکرمہ میں بہت سی مسلمان عورتیں ایسی تھیں جن کے شوہر کافر تھے، اسی طرح مدینہ میں بہت سے مسلمان مرد ایسے تھے جن کی بیویاں کافر تھیں اور وہ مکہ مکرمہ ہی میں رہ گئی تھیں، ان کے بارے میں یہ سوال پیدا ہوتا تھا کہ ان کے درمیان رشتہ ازدواج باقی ہے یا نہیں، کافرہ بیوی کو الگ کر دینے کا حکم نازل نہیں ہوا تھا اس لئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زوجیت میں ایسی عورتیں موجود تھیں جو شرک پر قائم تھیں، چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس اہم معاشرتی مسئلے کا ہمیشہ ہمیشہ کے لئے فیصلہ فرما دیا کہ مسلمان عورت کے لئے کافر شوہر حلال نہیں اور مسلمان مرد کے لئے بھی یہ جائز نہیں کہ وہ مشرک بیوی کو اپنے نکاح میں رکھے اور مسلمان عورتوں کی واپسی سے منع فرمایا اور یہ آیت نازل فرمائی۔

جب یہ حکم نازل ہوا کہ کافرہ عورت کو اپنے نکاح میں نہ رکھو تو مسلمانوں نے جو اللہ کے حکم کے سامنے کسی تعلق اور محبت کو زرہ برابر اہمیت نہ دیتے تھے اپنی کافرہ بیویوں کو طلاق دے دی،

طَلَّقَ عُمَرُ يَوْمَئِذٍ قَرِيبَةَ بِنْتَ أَبِي أُمَيَّةَ بِنِ الْمُغِيرَةِ، فَتَزَوَّجَهَا مُعَاوِيَةُ، وَأُمَّ كُلْثُومٍ بِنْتَ عَمْرِو بْنِ جَرْوَلٍ الْخُزَاعِيَّةَ، وَهِيَ

[1] فتح القدیر ۲۵۷/۵

أَمُّ عُبَيد اللهِ، فَتَزَوَّجَهَا أبو جهم ابن حُذَيفَةَ بْنِ غَانِمٍ، رَجُلٌ مِنْ قَوْمِهِ، وَهُمَا عَلَى شِرْكِهِمَا،وَطَلَّقَ طلحةُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ أَرْوَى بنتَ رَبِيعَةَ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، فَتَزَوَّجَهَا بَعْدَهُ خَالِدُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ

زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس وقت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی زوجیت میں قریبہ اور ام کلثوم دو بیویاں تھیں جو مکہ مکرمہ میں اپنے شرک پر قائم تھیں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں طلاق دے دی، ان میں سے قریبہ بنت ابوامیہ بن مغیرہ نے امیر معاویہ (جو اس وقت تک ایمان نہیں لائے تھے) نکاح کرلیا اور ام کلثوم بنت عمرو بن جرول الخزعی جو ام عبید اللہ کہلاتی تھیں نے اپنی قوم کے ابوجہم ابن حذیفہ بن غانم سے نکاح کرلیا اور طلحہ بن عبید اللہ نے اروی بنت ربیعہ بن حارث بن عبد المطلب کو طلاق دے دی جس سے بعد میں خالد بن سعید بن عاص سے نکاح کرلیا۔[1]

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ يُبَايِعْنَكَ عَلٰۤى اَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْـًٔا

اے پیغمبر! جب مسلمان عورتیں آپ سے ان باتوں پر بیعت کرنے آئیں کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گی،

وَّ لَا يَسْرِقْنَ وَ لَا يَزْنِيْنَ وَ لَا يَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَ لَا يَاْتِيْنَ بِبُهْتَانٍ

چوری نہ کریں گی، زنا کاری نہ کریں گی، اپنی اولاد کو نہ مار ڈالیں گی اور کوئی ایسا بہتان نہ باندھیں گی جو خود اپنے ہاتھوں

يَّفْتَرِيْنَهٗ بَيْنَ اَيْدِيْهِنَّ وَ اَرْجُلِهِنَّ وَ لَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ فَبَايِعْهُنَّ

پیروں کے سامنے گھڑلیں، اور کسی نیک کام میں تیری بے حکمی نہ کریں گی تو آپ ان سے بیعت کرلیا کریں،

وَ اسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

اور ان کے لیے اللہ سے مغفرت طلب کریں، بیشک اللہ تعالیٰ بخشنے والا اور معاف کرنے والا ہے، اے مسلمانو!

لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ قَدْ يَئِسُوْا مِنَ الْاٰخِرَةِ

تم اس قوم سے دوستی نہ رکھو جن پر اللہ کا غضب نازل ہو چکا ہے، جو آخرت سے اس طرح مایوس ہو چکے ہیں

كَمَا يَئِسَ الْكُفَّارُ مِنْ اَصْحٰبِ الْقُبُوْرِ ﴿۱۳﴾ (الممتحنۃ:۱۳،۱۲)

جیسے کہ مردہ اہل قبر سے کافر ناامید ہیں۔

یہ آیت فتح مکہ سے پہلے نازل ہوئی، اے نبی! جب تمہارے پاس مومن عورتیں بیعت کرنے کے لیے آئیں اور بطور خاص ان چیزوں کا عہد کریں جن کا ارتکاب عام طور پر عورتوں سے ہوتا ہے کہ وہ اللہ کی ذات، صفات اور افعال میں کسی چیز کو شریک نہ کریں گی بلکہ وہ اللہ وحدہ لاشریک کو عبادت کا مستحق سمجھیں گی، چوری نہ کریں گی

[1] تفسیرابن کثیر ۹۴/۸، فتح الباری ۴۱۹/۹

يعني: لا يأخذن مال أحد بغير حق

یعنی بغیر حق کسی کا مال حاصل نہیں کریں گی۔

زنا نہ کریں گی، اور اپنی اولاد کو قتل نہیں کریں گی

يعني ولا يقتلن بناتهن، كما قتلن في الجاهلية

یعنی دور جاہلیت کی طرح اپنی بیٹیوں کو زندہ درگور نہیں کریں گی۔

اپنے ہاتھ پاؤں کے آگے کوئی بہتان گھڑ کر نہ لائیں گی یعنی کوئی عورت دوسری عورت پر غیر مردوں سے آشنائی کی تہمتیں نہیں لگائے گی اور نہ اس طرح کے قصے لوگوں میں پھیلائے گی،

وَإِنَّمَا مَعْنَى الْكَلَامِ: وَلَا يُلْحِقْنَ بِأَزْوَاجِهِنَّ غَيْرَ أَوْلَادِهِمْ

اور اس کلام کا معنی یہ بھی ہے کہ عورت بچہ تو کسی کا جنے اور شوہر کو یہ یقین دلائے کہ یہ بچہ تیرا ہی ہے۔ [۱]

اور تمام نیک کاموں میں رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کریں گی تو ان سے بیعت لے لیں اور ان کی دل جمعی کے لیے ان کی تقصیر کی اللہ تعالیٰ سے دعائے مغفرت کریں۔

ويدخل في ذلك ترك النِّيَاحَةِ وَشَقِّ الْجُيُوبِ ونتف الشّعر عند المصيبة وتخميش الوجوه والتبرّج وإظهار الزينة

اور رسول اللہ ﷺ عورتوں سے یہ عہد بھی لیتے تھے کہ وہ نوحہ نہیں کریں گی، گریبان چاک نہیں کریں گی، مصیبت کے وقت سر کے بال نہیں نوچیں گی اور اپنا منہ نہیں پیٹیں گے اور اپنی زینت کے اظہار کے لیے تبرج نہیں کریں گی۔ [۲]

عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ:أَخَذَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَيْعَةَ عَلَى أَنْ لَا نَنُوحَ

ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے ہم سے بیعت لی کہ ہم نوحہ نہیں کریں گی [۳]

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: جَاءَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ تُبَايِعُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخَذَ عَلَيْهَا: ﴿أَن لَّا يُشْرِكْنَ بِاللَّهِ شَيْئًا وَلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِينَ﴾ [۴] الْآيَةَ قَالَتْ:فَوَضَعَتْ يَدَهَا عَلَى رَأْسِهَا حَيَاءً، فَأَعْجَبَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا رَأَى مِنْهَا فَقَالَتْ عَائِشَةُ:أَقِرِّي أَيَّتُهَا الْمَرْأَةُ، فَوَاللَّهِ مَا بَايَعَنَا إِلَّا عَلَى هَذَا قَالَتْ: فَنَعَمْ إِذًا، فَبَايَعَهَا بِالْآيَةِ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فاطمہ بنت عتبہ جب رسول اللہ ﷺ سے بیعت کرنے کے لیے آئیں تو آپ ﷺ نے اس سے یہ عہد لیا کہ ''وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گی، چوری نہیں کریں گی، اور زنا نہیں کریں گی۔'' تو اس نے حیا سے اپنا ہاتھ

[۱] تفسیر طبری ۲۳ ر ۳۴۰

[۲] لطائف الإشارات = تفسير القشيري ۳ر ۵۷۳

[۳] ۔سنن نسائی كِتَابُ الْبَيْعَةِ باب بَيْعَةُ النِّسَاءِ ۴۱۸۵

[۴] الممتحنة: 12

اپنے سر پر رکھ لیا اور رسول اللہ ﷺ کو اس کی یہ بات پسند آئی، عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اس سے کہا اے خاتون! اس بات کا اقرار کرلو، اللہ کی قسم! ہم نے بھی انہی باتوں پر آپ سے بیعت کی ہے، اس نے کہا اگر تم لوگوں نے بیعت کی ہے تو پھر میں بھی بیعت کرتی ہوں پس اس نے اس آیت کریمہ میں مذکور باتوں پر بیعت کرلی۔ (۱)

أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهُ:قَالَ لَهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:قَدْ بَايَعْتُكِ كَلَامًا، وَلاَ وَاللهِ مَا مَسَّتْ يَدُهُ يَدَ امْرَأَةٍ قَطُّ فِي المُبَايَعَةِ، مَا يُبَايِعُهُنَّ إِلَّا بِقَوْلِهِ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے آپ ﷺ صرف گفتگو کے ذریعہ بیعت کرتے اور اللہ کی قسم! بیعت میں کبھی آپ کے ہاتھ نے کسی عورت کا ہاتھ نہیں چھوا آپ ان عورتوں سے صرف زبانی بیعت کرتے اور فرماتے کہ میں نے تجھ سے اس پر بیعت کی۔ (۲)

رسول اللہ ﷺ کے اس طرز عمل میں ان نام نہاد پیروں کے لیے درس عبرت ہے جو مردوں اور نامحرم عورتوں سے بلا امتیاز دستی بیعت لیتے ہیں، اگر یہ جائز ہوتا تو رسول اللہ ﷺ اس سے پرہیز نہ فرماتے۔

عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ، يَقُولُ:كُنَّا نُبَايِعُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ، يَقُولُ لَنَا:فِيمَا اسْتَطَعْتَ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ہم رسول اللہ ﷺ سے بیعت کرتے تھے اور آپ ﷺ فرماتے تھے اپنی طاقت اور وسعت کے مطابق (تم پابند رہو گے)۔ (۳)

یقیناً اللہ نافرمانوں کو بہت کثرت سے بخشنے والا اور گناہ گار تائبین پر احسان کرنے والا ہے، اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اگر اپنے رب پر ایمان رکھتے ہو، اس کی رضا و خوشنودی کی اتباع کرتے ہو اور اس کی ناراضی سے دور رہتے ہو تو یہود و نصاری یا کفار کو دوست نہ بناؤ جن پر اللہ نے غضب فرمایا ہے اور انہیں آخرت کی بھلائی سے محروم کر دیا گیا ہے اس لیے انہیں آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہوگا جب وہ آخرت کے گھر جائیں گے اور وہاں حقیقت حال کا مشاہدہ کریں گے اور انہیں یقین کامل ہوجائے گا کہ آخرت میں ان کے لیے کوئی حصہ نہیں ہے،

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ: كَمَا يَئِسَ الْكُفَّارُ مِنْ أَصْحَابِ الْقُبُورِ ،قَالَ: كَمَا يَئِسَ هَذَا الْكَافِرُ إِذَا مَاتَ وَعَايَنَ ثَوَابَهُ وَاطَّلَعَ عَلَيْهِ

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے اس آیت کریمہ ''جو آخرت سے اسی طرح مایوس ہیں جس طرح قبروں میں پڑے ہوئے کافر مایوس ہیں۔'' کے

---

(۱) مسند احمد ۲۵۱۷۵

(۲) صحیح بخاری كِتَابُ تَفْسِيرِ القُرْآنِ سورة الممتحنة بَابُ إِذَا جَاءَكُمُ المُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ ۴۸۹۱،صحیح مسلم كِتَابُ الْإِمَارَةِ بَابُ كَيْفِيَّةِ بَيْعَةِ النِّسَاءِ ۴۸۳۴

(۳) صحیح مسلم كِتَابُ الْإِمَارَةِ بَابُ الْبَيْعَةِ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِيمَا اسْتَطَاعَ ۴۸۳۶،جامع ترمذی أَبْوَابُ السِّيَرِ بَابُ مَا جَاءَ فِي بَيْعَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۱۵۹۳،سنن نسائی كِتَابُ الْبَيْعَةِ بَابُ بَيْعَةُ النِّسَاءِ ۴۱۸۶

بارے میں روایت ہے جس طرح کافر بوقت موت مایوس ہو جاتا ہے اور وہ اپنے انجام کو دیکھ لیتا ہے اور اس کا مشاہدہ کر لیتا ہے اسی طرح یہ لوگ بھی اپنے انجام سے مایوس ہیں۔ [۱]

بنو سلیم سے عباس رضی اللہ عنہ بن مرداس کا قبول اسلام

وَحَدِيثُهُ أَنَّهُ كَانَ لِأَبِيهِ مِرْدَاسٍ وَثَنٌ يَعْبُدُهُ، وَهُوَ حَجَرٌ كَانَ يُقَالُ لَهُ ضِمَارِ فَلَمَّا حَضَرَ مِرْدَاسٌ قَالَ لِعَبَّاسِ: أَيْ بُنَيَّ، أُعْبُدْ ضِمَارِ فَإِنَّهُ يَنْفَعُكَ وَيَضُرُّكَ،فَبَيْنَا عَبَّاسٌ يَوْمًا عِنْدَ ضِمَارِإِذْ سَمِعَ مِنْ جَوْفِ ضِمَارِ مُنَادِيًا يَقُولُ:

عباس رضی اللہ عنہ بن مرداس کے والد مرداس ضمار نامی ایک بت کی پرستش کیا کرتے تھے،انہوں نے اپنے بیٹے کو کہا کہ ضمار ہی تمہارے ہر طرح کے نفع ونقصان کا مالک ہے اس لئے اس کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے تمہیں اس کی دل وجان سے پرستش کرنی چاہیے،چنانچہ اپنے باپ کی ہدایت کے مطابق وہ بھی اس کی پوجا پاٹ میں لگ گئے،ایک دن جب وہ اس کی عبادت میں مشغول تھے کہ ایک منادی کی آواز سنی

قُلْ لِلْقَبَائِلِ مِنْ سُلَيْمٍ كُلِّهَا أَوْدَى ضِمَارِ وَعَاشَ أَهْلُ الْمَسْجِدِ
إِنَّ الَّذِي وَرِثَ النُّبُوَّةَ وَالْهُدَى بَعْدَ ابْنِ مَرْيَمَ مِنْ قُرَيْشٍ مُهْتَدِي
أَوْدَى ضِمَارِ وَكَانَ يُعْبَدُ مَرَّةً قَبْلَ الْكِتَابِ إِلَى النَّبِيِّ مُحَمَّدِ

فَحَرَّقَ عَبَّاسٌ ضِمَارِ، وَلَحِقَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَسْلَمَ

جوضماد کی بربادی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا اعلان کر رہی تھی،عباس بن مرداس کو اللہ رب العزت نے فطرت سلیم عطا فرمائی تھی ،وہ اس دور میں بھی بادہ نوشی سے دور ہی رہتے تھے اس آواز کو سن کر وہ کانپ گئے انہوں نے اپنے والد کے معبود ضمار کو آگ میں جھونک دیا اور سیدھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پہنچ کر اسلام قبول کر لیا۔ [۲]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عباس رضی اللہ عنہ بن مرداس کو مدمور نامی ایک جاگیر عطا فرمائی اور تحریری فرمان عنایت فرمایا جس کا مضمون یوں تھا۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

هَذَا مَا أَعْطَى النَّبِيُّ مُحَمَّدٌ عَبَّاسَ بْنَ مرداس السلمی، أعطاهُ مدمورا فَمن خافه فِيهَا فَلَا حَقَّ لَهُ، وَحَقُّهُ حَقٌّ وَكَتَبَ الْعَلَاءُ بْنُ عُقْبَةَ وَشَهِدَ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ وہ عطیہ ہے جو محمد النبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عباس رضی اللہ عنہ بن مرداس السلمی کو دیا،آپ نے ان کو مدمور عطا کیا جو ان کے خلاف حق جتائے گا اس کا کوئی حق نہیں اصل حق انہیں کا ہے۔

---

[۱] تفسیرابن کثیر۱۰۳/۸

[۲] ابن ہشام۴۲۷/۲،الروض الانف۲۶۰/۷، عیون الآثر۹۳/۱

کاتب اور گواہ علاء بن عقبہ (۱)

رجعت بَنِي سُلَيْمٍ إِلَى بلادهم، وذكر إسلام الْعَبَّاسُ وبَنِي سُلَيْمٍ

چند دن بعد جب بنو سلیم کے وفد نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہونے کے بعد واپسی کا ارادہ کیا تو عباس اور بنو سلیم دونوں کے اسلام لانے کا ذکر بھی کیا۔ (۲)

مدینہ منورہ سے روانگی:

وَاسْتَخْلَفَ على الْمَدِينَة أبارهم، كُلْثُومَ بْنَ حُصَيْنِ ابْن عُتْبَةَ بْنِ خَلَفٍ الْغِفَارِيَّ، وَخَرَجَ لِعَشْرٍ مَضَيْنَ مِنْ رَمَضَانَ ،وخرج بعد العصر وَقَدِمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَامَهُ الزّبَيْرُ بْنُ الْعَوّامِ، فِي مِائَتَيْنِ مِنْ الْمُسْلِمِينَ

دس رمضان المبارک آٹھ ہجری (ابتدا جنوری ۶۳۰ء) کو آپ ﷺ نے مدینہ پر کلثوم بن حصین بن عتبہ بن خلف غفاری رضی اللہ عنہ جن کی کنیت ابو رہم تھی کو اور ابن سعد کے مطابق عبد اللہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہما کو اپنا قائم مقام مقرر فرمایا اور عصر کے بعد جاں نثاروں، پروانوں رسالت کا لشکر لے کر مکہ کی طرف روانہ ہوئے، جب رسول اللہ ﷺ الصلصل پہنچے تو زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کو دو سو مسلمانوں کے ہمراہ آگے روانہ کیا۔ (۳)

فَصَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَصَامَ النَّاسُ مَعَهُ، وَأَوْعَبَ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُهَاجِرُونَ وَالْأَنْصَارُ، فَلَمْ يَتَخَلَّفْ عَنْهُ مِنْهُمْ أَحدقَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ: ثُمَّ مَضَى حَتَّى نَزَلَ مَرَّ الظَّهْرَانِ فِي عَشَرَةِ آلَافٍ مِنْ الْمُسْلِمِينَ ،مِنْ بَنِي سليم سبع مائَة. وَيَقُولُ بَعْضُهُمْ: أَلْفٌ، وَمِنْ بَنِي غفار أَربع مائَة،وَمِنْ أسلم أَربع مائَة،وَمِنْ مُزَيْنَةَ أَلْفٌ وَثَلَاثَةُ نفَرٍ، وَسَائِرُهُمْ مِنْ قُرَيْشٍ وَالْأَنْصَارِ وَحُلَفَائِهِمْ، وَطَوَائِفُ الْعَرَبِ مِنْ تَمِيمٍ وَقَيْسٍ وَأَسَدٍ

رسول اللہ ﷺ اور سب مجاہدین اسلام نے روزہ رکھا اور مہاجرین و انصار میں سے کوئی شخص پیچھے نہیں رہا تھا، ابن اسحاق کہتے ہیں مختلف قبائل راستے میں آکر ملتے جاتے تھے یہاں تک کہ جب لشکر اسلام نے مکہ مکرمہ سے ایک منزل کے فاصلے پر یعنی تقریباً آٹھ میل دور مَرَّ الظَّہْرَانِ (وادی فاطمہ) کے مقام پر پڑاؤ ڈالا اس وقت مجاہدین کی تعداد دس ہزار تھی، ان میں بنو سلیم سات سو یا ایک ہزار تھی اور ان پر ضحاک بن سفیان رضی اللہ عنہ امیر مقرر تھے، بنو غفار میں سے چار سو اور بنو اسلم سے چار سو اور بنو مزینہ ایک ہزار تین سو جانبازوں کے ساتھ تھے، باقی سب قریش، انصار ان کے حلفاء اور دیگر قبائل بنو تمیم، بنو قیس اور بنو اسد سے تعلق رکھتے تھے۔ (۴)

اس غزوہ میں امہات المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور میمونہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کے ہمسفر تھیں۔

---

(۱) البداية والنهاية ۳۵۳/۵، السيرة النبوية لابن كثير ۶۹۴/۴

(۲) اسد الغابة ۱۶۲/۳

(۳) ابن سعد ۱۰۲/۲، مغازی واقدی ۸۰۱/۲

(۴) ابن ہشام ۴۲۱/۲

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو رمضان میں افطار کی اجازت دینا:

حَتَّى بَلَغَ الكَدِيدَ، وَهُوَ مَاءٌ بَيْنَ عُسْفَانَ، وَقُدَيْدٍ أَفْطَرَ وَأَفْطَرُوا

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم عُسْفَانَ اور قُدَيْدٍ کے درمیان مقام الكَدِيدَ

(الماءَ الَّذِي بَيْنَ قُدَيْدٍ وَعُسْفَانَ

یہ ایک جاری چشمہ ہے جو مکہ مکرمہ سے ۸۶ کلومیٹر اور مدینہ منورہ سے ۳۰۱ کلومیٹر دور عسفان اور قدید کے درمیان واقع ہے۔ (۱)

وَهُوَ الَّذِي تُسَمِّيهِ النَّاسُ الْيَوْمَ قُدَيْدًا

امام ابن القیم رحمہ اللہ کا کہنا ہے یہ وہی جگہ ہے جسے لوگ آج کل قدید کہتے ہیں۔ (۲)

پر پہنچے تو وہاں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مشقت کے خیال سے روزہ افطار فرمایا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی آپ کی اقتداء میں روزہ توڑ دیا۔ (۳)

قرآن مجید میں بھی مسافر کے لئے خاص اجازت ہے کہ مسافر نہ چاہے تو روزہ سفر میں نہ رکھے یا سفر پورا کر کے چھوڑے ہوئے روزوں کو پورا کرے۔

فَمَنْ شَاءَ صَامَ، وَمَنْ شَاءَ أَفْطَرَ فَلَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُبُّ الْمَاءَ عَلَى رَأْسِهِ مِنَ الْحَرِّ وَهُوَ صَائِمٌ

اور منادی کرادی جو چاہے روزہ رکھ سکتا ہے اور جو نہ چاہے وہ نہ رکھے، راوی کا بیان ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گرمی کی شدت کی وجہ سے بعض دنوں میں اپنے سر پر پانی بہاتے ہوئے دیکھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم روزے کی حالت میں تھے۔ (۴)

فَقِيلَ لَهُ: إِنَّ النَّاسَ قَدْ شَقَّ عَلَيْهِمِ الصِّيَامُ، وَإِنَّمَا يَنْظُرُونَ فِيمَا فَعَلْتَ، فَدَعَا بِقَدَحٍ مِنْ مَاءٍ بَعْدَ الْعَصْرِ فَرَفَعَهُ، حَتَّى نَظَرَ النَّاسُ إِلَيْهِ، ثُمَّ شَرِبَ، فَقِيلَ لَهُ بَعْدَ ذَلِكَ: إِنَّ بَعْضَ النَّاسِ قَدْ صَامَ، فَقَالَ: أُولَئِكَ الْعُصَاةُ، أُولَئِكَ الْعُصَاةُ

ایک روایت میں ہے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کدید پر پہنچے تو آپ کو اطلاع ملی کہ لوگوں پر روزے رکھنا دشوار ہو رہا ہے اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل معلوم کرنے کے منتظر ہیں پس آپ نے عصر کے بعد اپنی سواری پر بیٹھے بیٹھے پانی کا اور ایک قول کے مطابق دودھ کا برتن منگوایا اور اسے بلند کیا یہاں تک کہ لوگوں نے ان کی طرف دیکھا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پی لیا، پھر عرض کیا گیا کہ کچھ لوگ روزہ دار ہیں، فرمایا وہی نافرمان ہیں، وہی نافرمان ہیں۔ کیونکہ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے روزہ نہ رکھنے کے حکم کے خلاف کیا ہے۔ (۵)

(۱) صحیح بخاری كِتَابُ المَغَازِي بَابُ غَزْوَةِ الفَتْحِ فِي رَمَضَانَ ۴۲۷۵

(۲) زادالمعاد ۳۵۲،۳

(۳) صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ غَزْوَةِ الفَتْحِ فِي رَمَضَانَ ۴۲۷۶ ،مسند احمد ۳۰۸۹

(۴) مسند احمد ۱۶۶۰۲

(۵) صحیح مسلم کتاب الصیام بَابُ جَوَازِ الصَّوْمِ وَالْفِطْرِ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ لِلْمُسَافِرِ فِي غَيْرِ مَعْصِيَةٍ إِذَا كَانَ سَفَرُهُ مَرْحَلَتَيْنِ فَأَكْثَرَ ۲۶۱۱

فَلَمْ يَزَلْ مُفْطِرًا حَتَّى انْسَلَخَ الشَّهْرُ

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ختم رمضان تک روزے نہیں رکھے۔ (۱)

وَكَانَ العباس قَدْ خَرَجَ قَبْلَ ذَلِكَ بِأَهْلِهِ وَعِيَالِهِ مُسْلِمًا مُهَاجِرًا، فَلَقِيَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْجُحْفَةِ

ابن اسحاق رحمہ اللہ لکھتے ہیں عباس رضی اللہ عنہ اسلام قبول کر کے اپنے اہل وعیال کو لے کر ہجرت کی غرض سے مکہ مکرمہ سے نکل چکے تھے وہ رسول اللہ ﷺ سے مقام جحفہ میں ملے۔ (۲)

آپ ﷺ نے انہیں دیکھتے ہی خوش آمدید کہا اور بہت ہی تپاک اور محبت سے ملے اور ان کے بچوں کو عزت وآرام کے ساتھ مدینہ منورہ بھجوادیا

وَكَانَ مِمَّنْ لَقِيَهُ فِي الطَّرِيقِ ابْنُ عَمِّهِ أَبُو سُفْيَانَ بْنُ الْحَارِثِ، وعبد الله بن أبي أمية، لَقِيَاهُ بِالْأَبْوَاءِ، وَهُمَا ابْنُ عَمِّهِ وَابْنُ عَمَّتِهِ، فَأَعْرَضَ عَنْهُمَا

اسی طرح آپ کے چچازاد اور دودھ شریک بھائی ابوسفیان رضی اللہ عنہ بن حارث بن عبدالمطلب (حلیمہ سعدیہ نے ان کو بھی دودھ پلایا تھا) اور آپ کے پھوپھی زاد بھائی (عاتکہ بنت عبدالمطلب کے لڑکے) عبداللہ بن امیہ مخزومی (ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے باپ کی طرف سے سوتیلے بھائی) نے بھی ابواء کے مقام پر آپ سے باریابی کی اجازت چاہی لیکن آپ نے ان کی ایک نہ سنی۔ (۳)

کہاجاتا ہے چار اشخاص شکل وصورت میں رسول اللہ ﷺ سے مشابہت رکھتے تھے جعفر رضی اللہ عنہ بن ابی طالب، حسن رضی اللہ عنہ بن علی رضی اللہ عنہ، قثم بن عباس اور ابوسفیان رضی اللہ عنہ بن حارث۔

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِجَعْفَرٍ:أَشْبَهْتَ خَلْقِي وَخُلُقِي

رسول اللہ ﷺ نے جعفر رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا تم اپنے اخلاق اور صورت میں میری مشابہت رکھتے ہو۔ (۴)

إِنَّ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ كَانَ يُشَبَّهُ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حسن رضی اللہ عنہ بن علی رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے مشابہت رکھتے تھے۔ (۵)

قُثَمُ، وَكَانَ يُشْبِهُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

---

(۱) صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ غَزْوَةِ الفَتْحِ فِي رَمَضَانَ ۴۲۷۵

(۲) زادالمعاد۳۵۲؍۳،ابن ہشام ۴۰۰؍۲، الروض الانف۲۰۷؍۷،عیون الآثر۲۱۶؍۲

(۳) زادالمعاد۳۵۲؍۳

(۴) مصنف ابن ابی شیبة۳۲۲۰۱،صحیح بخاری فضائل بَابُ مَنَاقِبِ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ الهَاشِمِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ،جامع ترمذی ابواب المناقب بَابُ مَنَاقِبِ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَخِي عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ۳۷۶۵

(۵) مسندالبزار۵۳،صحیح ابن حبان۶۹۷۳،المعجم الکبیرللطبرانی۲۵۲۹،جامع ترمذی ابواب المناقب بَابُ مَنَاقِبِ أَبِي مُحَمَّدٍ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ وَالْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا ۳۷۷۷

قثم بن عباس رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہت رکھتے تھے۔ [1]

اور ابوسفیان رضی اللہ عنہ بن حارث۔ ابوسفیان رضی اللہ عنہ برجستہ شعر کہنے والوں میں تھے اس سے قبل وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو میں اشعار کہہ چکے تھے جس کا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے ان اشعار میں جواب دیا تھا۔

أَلَا أَبْلِغْ أَبَا سُفْيَانَ عَنِّي مُغَلْغَلَةً فَقَدْ بَرِحَ الْخَفَاءُ

خبردار رہو! ابوسفیان رضی اللہ عنہ کو بانگ دہل میرا یہ پیغام پہنچادو کہ ان امر نبوت واضح ہو چکا ہے

هَجَوْتَ مُحَمَّدًا وَأَجَبْتُ عَنْهُ وَعِنْدَ اللهِ فِي ذَاكَ الْجَزَاءُ

تم نے محمد علیہ السلام کی جو ہجو کی تھی میں نے اس کا ترکی بہ ترکی جواب دے دیا، انشااللہ مجھے اللہ کے پاس اس کا بہتر صلہ ملے گا۔

ابوسفیان رضی اللہ عنہ بن حارث بن عبدالمطلب کا قبول اسلام

قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ: وَقَدْ كَانَ أَبُو سُفْيَانَ بْنُ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي أُمَيَّةَ بْنِ الْمُغِيرَةِ قَدْ لَقِيَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيْضًا بِنِيقِ الْعُقَابِ، فِيمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ، فَالْتَمَسَا الدُّخُولَ عَلَيْهِ، فَكَلَّمَتْهُ أُمُّ سَلَمَةَ فِيهِمَا فَقَالَتْ:يَا رَسُولَ اللهِ، ابْنُ عَمِّكَ وَابْنُ عَمَّتِكَ وَصِهْرُكَ،قَالَ: لَا حَاجَةَ لِي بِهِمَا، فَقَالَتْ لَهُ أم سلمة: لَا يَكُنِ ابْنُ عَمِّكَ وَابْنُ عَمَّتِكَ أَشْقَى النَّاسِ بِكَ

ابن اسحاق رحمہ اللہ کہتے ہیں ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب اور عبداللہ بن امیہ بن مغیرہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان مقام بنیق عقاب پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ملے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے کی خواہش کی، ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس سلسلہ میں عرض کیا ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کے چچازاد اور پھوپھی زاد بھائی اور سالے حاضر ہونا چاہتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے ان سے ملنے کی ضرورت نہیں، ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ایک آپ کا چچازاد اور دوسرا آپ کا پھوپھی زاد بھائی اور سالا ہے کیا یہ دونوں آپ کے ہاں بد بخت ہوں گے؟ آپ ان کی لغزشیں اور خطائیں معاف فرمائیں، آپ نے فرمایا مجھے ان کی کوئی ضرورت نہیں، ابوسفیان بن حارث نے میری ہجو کی اور عبداللہ بن امیہ نے مکہ مکرمہ میں مجھ سے کہا تھا

فَوَاللهِ لَا أُؤْمِنُ بِكَ أَبَدًا حَتَّى تَتَّخِذَ إِلَى السَّمَاءِ سُلَّمًا، ثُمَّ تَرْقَى فِيهِ، وَأَنَا أَنْظُرُ حَتَّى تَأْتِيَهَا، وَتَأْتِي مَعَكَ بِنُسْخَةٍ مَنْشُورَةٍ، مَعَكَ أَرْبَعَةٌ مِنَ الْمَلَائِكَةِ، يَشْهَدُونَ أَنَّكَ كَمَا تَقُول

اللہ کی قسم! میں آپ پر اس وقت تک ایمان نہ لاؤں گا جب تک آپ سیڑھی لگا کر آسمان پر نہ چڑھ جائیں جسے میں دیکھتا ہوں، پھر آپ ایک مہر زدہ تحریر آسمان سے لے کر آئیں اور چار فرشتے آپ کے ساتھ آ کر گواہی دیں کہ واقعی اللہ نے آپ کو پیغمبر بنا کر بھیجا ہے،

وَمَعَ أَبِي سُفْيَانَ بُنَيٌّ لَهُ. فَقَالَ: وَاللَّهِ لَيَأْذَنَنَّ لِي أَوْ لَآخُذَنَّ بِيَدَيْ بُنَيَّ هَذَا، ثُمَّ لَنَذْهَبَنَّ فِي الْأَرْضِ حَتَّى نَمُوتَ عَطَشًا

[1] زادالمعاد۲۹۹؍۳،مغازی واقدی۸۰۴؍۲،دلائل النبوۃ للبیہقی ۲۶۶؍۴، مسند البزار ۶۹۱۶، صحیح ابن حبان۷۰۵۳

وَجُوعًافَلَمَّا بَلَغَ ذٰلِكَ رَ سُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَقَّ لَهُمَا، ثُمَّ أَذِنَ لَهُمَا، فَدَخَلَا عَلَيْهِ، فَأَسْلَمَا

آپ ﷺ کا جواب سن کر ابوسفیان بن حارث نے جس کے ساتھ اس کا ایک بیٹا بھی تھا کہا اللہ کی قسم! اگر آپ مجھے معاف نہیں فرمائیں گے تو میں اپنے اس بیٹے کے ساتھ جنگل میں چلا جاؤں گا اور بھوکا پیاسا مر جاؤں گا، جب رسول اللہ ﷺ کو یہ خبر ملی تو آپ پر رقت طاری ہو گئی اور آپ نے دونوں کو ملنے کی اجازت فرما دی چنانچہ وہ دونوں ابوسفیان اور عبداللہ بن ابی امیہ بن مغیرہ اندر داخل ہوئے اور اسلام قبول کر لیا۔

وَقَالَ علي لأبي سفيان فِيمَا حَكَاهُ أبو عمر: ائْتِ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ قِبَلِ وَجْهِهِ، فَقُلْ لَهُ مَا قَالَ إِخْوَةُ يُوسُفَ لِيُوسُفَ: تَاللّٰهِ لَقَدْ اٰثَرَكَ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَاِنْ كُنَّا لَخٰطِـِٕيْنَ .فَفَعَلَ ذٰلِكَ أبو سفيان،فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :قَالَ لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ ؕ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ ۫ وَهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ

ابوعمر بیان کرتے ہیں کہ جب آپ ﷺ نے ابوسفیان بن حارث اور عبداللہ بن امیہ کو معاف کرنے سے انکار کر دیا تھا تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب نے ابوسفیان بن حارث سے کہا تم براہ راست رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ اور وہی بات دہراؤ جو یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے سر جھکا کر یوسف علیہ السلام کو دربار میں کہی تھی'' انہوں نے کہا واللہ! اللہ نے آپ کو ہم پر فضیلت دی ہے اور ہم واقعی ہی خطا کار تھے۔''

چنانچہ ابوسفیان نے ایسا ہی کیا، رسول اللہ ﷺ فوراً جواب دیا'' آج تم پر کوئی ملامت نہیں، اللہ تمہاری خطائیں معاف فرمائے اور وہ رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔''[۱]

پھر ابوسفیان نے آپ کی مدح میں ایک لمبا قصیدہ پڑھا جس کے چند ابتدائی اشعار یوں ہیں۔

لَعَمْرُكَ إِنِّي حِينَ أَحْمِلُ رَايَةً لِتَغْلِبَ خَيْلُ اللاتِ خَيْلَ مُحَمَّدِ

آپ کی عمر کی قسم! جس دن میں کفر کا جھنڈا اٹھائے ہوئے تھا تا کہ محمد علیہ السلام کے لشکر پر لات کا لشکر غالب آ جائے

لَكَالْمُدْلِجِ الْحَيْرَانِ أَظْلَمَ لَيْلُهُ فَهٰذَا أَوَانِي حِينَ أُهْدَى فَأَهْتَدِي

اس وقت میں رات کے اس مسافر کی طرح تھا جو اندھیروں میں ٹھوکریں کھاتا پھرتا ہے، اب مجھے سیدھا راستہ مل گیا ہے اور میں اس پر گامزن ہوں

هَدَانِي هَادٍ غَيْرُ نَفْسِي وَدَلَّنِي عَلَى اللهِ مَنْ طَرَّدْتُ كُلَّ مُطَرَّدِ

میں نے از خود ہدایت نہیں پائی بلکہ ایک ہدایت عطا فرمانے والی ہستی نے مجھے راہ مستقیم دکھائی اور اس ہستی نے مجھے اللہ سے روشناس کرایا جسے پہلے ہم نے اپنے وطن سے جلاوطن کر دیا تھا۔[۲]

فَضَرَبَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدْرَهُ،أَنْتَ طَرَّدْتَنِي كُلَّ مُطَرَّدِ

---

[۱] زادالمعاد ۳/۳۵۲،عیون الآثر ۲/۲۱۶،ابن ہشام ۲/۴۰۰،تفسیرابن کثیر ۵/۱۱۹

[۲] زادالمعاد ۳/۳۵۳

ابن اسحاق نے لکھا ہے قصیدہ سن کر آپ نے اس کے سینہ پر ہاتھ مارا اور فرمایا ہاں تو نے بھی تو مجھے وطن سے بے وطن کر دیا تھا۔

وَحَسُنَ إِسْلَامُهُ بَعْدَ ذَلِكَ ، وَيُقَالُ: إِنَّهُ مَا رَفَعَ رَأْسَهُ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنْذُ أَسْلَمَ حَيَاءً مِنْهُ، وَكَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - يُحِبُّهُ، وَشَهِدَ لَهُ بِالْجَنَّةِ أَرْجُو أَنْ يَكُونَ خَلَفًا مِنْ حمزة،وَلَمَّا حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ، قَالَ: لَا تَبْكُوا عَلَيَّ، فَوَاللهِ مَا نَطَقْتُ بِخَطِيئَةٍ مُنْذُ أَسْلَمْتُ

ابو عمر کہتے ہیں اس کے بعد ان کا اسلام پر خلوص تھا، کہا جاتا ہے کہ حیا کی وجہ سے یہ کبھی آپ کی طرف نگاہ اٹھا کر نہیں دیکھتے تھے بلکہ آپ کی مجلس میں ہمیشہ اپنی نگائیں نیچی رکھتے تھے، رسول اللہ ﷺ بھی ان سے محبت کرتے تھے، آپ نے ان کے لئے جنت کی شہادت فرمائی تھی اور فرمایا مجھے امید ہے کہ یہ سید الشھداء حمزہ رضی اللہ عنہ کا نعم البدل بنے گا جب یہ فوت ہونے لگے تو اپنے اہل خانہ کو وصیت کی کہ مجھ پر مت رونا اسلام لانے کے بعد میں نے کبھی کوئی غلط کام نہیں کیا ہے۔ [1]

عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن بدیل خزاعی کا قبول اسلام

عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے والد بدیل رضی اللہ عنہ بن ورقاء بنی خزاعہ کے سرداروں میں سے تھے، وہ قبول اسلام سے پہلے بھی رسول اللہ ﷺ سے راہ و ربط رکھتے تھے اور وقتاً فوقتاً آپ ﷺ کے پاس آتے جاتے رہتے تھے،

وَهُوَ الَّذِي كَتَبَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُوهُ إِلَى الْإِسْلَامِ

رسول اللہ ﷺ نے انہیں ایک خط بھی لکھا تھا جس میں انہیں دعوت اسلام پیش کی گئی تھی۔ [2]

ان کا قبیلہ صلح حدیبیہ (ذیقعدہ چھ ہجری) کے زمانے میں مسلمانوں کا حلیف ہو گیا تھا اور صلح نامہ کی ایک شرط کے مطابق مشرکین مکہ اس بات کے پابند تھے کہ وہ بنو خزاعہ کو کسی قسم کی تکلیف نہیں پہنچائیں گے اور نہ ان کے دشمنوں کی مدد ان کے مقابلے میں کریں گے لیکن چند ماہ بعد قریش کے حلیف قبیلہ بنو بکر نے بنو خزاعہ پر حملہ کیا تو مشرکین قریش نے کھلم کھلا بنو بکر کی مدد کی یوں انہوں نے معاہدہ صلح کو عملاً توڑ دیا، بنو بکر نے قریش کے ساتھ مل کر بنو خزاعہ پر ظلم ڈھایا تو بنو خزاعہ کے ایک وفد نے رسول اللہ ﷺ کو اس کی اطلاع دی، چالیس آدمیوں پر مشتمل اس وفد میں بدیل رضی اللہ عنہ بن ورقاء اور ان کے صاحبزادے عبد اللہ رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے، اہل سیر کا بیان ہے کہ جن اسباب کی بنا پر رسول اللہ ﷺ نے آٹھ ہجری میں مکہ پر لشکر کشی کی ان میں سے ایک سبب بنو خزاعہ کی حمایت بھی تھا، فتح مکہ سے پہلے عبد اللہ رضی اللہ عنہ اور ان کے والد بدیل رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے محض حلیف تھے لیکن فتح مکہ کے فوراً بعد وہ شرف اسلام سے بہرہ ور ہو گئے،

وكان إسلامه قبل الفتح، وقيل يوم الفتح

کہا جاتا ہے انہوں فتح مکہ سے پہلے اسلام قبول کیا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ فتح مکہ کے روز مشرف بہ اسلام ہوئے۔ [3]

[1] زاد المعاد ۳/۳۵۳

[2] ابن سعد ۵/۴۵۹

[3] الإصابة في تمييز الصحابة ۱/۴۰۹

وقد قيل: إنه أسلم قبل الفتح

اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ انہوں نے فتح مکہ سے قبل اسلام قبول کیا۔ (۱)

قبول اسلام کے وقت بدیل رضی اللہ عنہ کی عمر ستانوے سال کی تھی لیکن ان کی صحت مندی کی یہ کیفیت تھی کہ ڈاڑھی کے تمام بال سیاہ تھے،

لما كان يوم الفتح قال لي رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ورأى بعارضي سوادا :كم سنوك؟ قلت :سبع وتسعون، فقال :زادك الله جمالا وسوادا

وہ خود فرماتے ہیں فتح مکہ کے روز بیعت اسلام لیتے وقت میری صحت اور بالوں کی سیاہی کو دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے پوچھا تمہاری عمر کیا ہے؟ میں نے عرض کیا ستانوے سال، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ تمہارے جمال اور بالوں کی سیاہی میں برکت دے۔ (۲)

عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ،أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ:مَنْ دَخَلَ دَارَ أَبِي سُفْيَانَ فَهُوَ آمِنٌ، وَمَنْ دَخَلَ دَارَ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ فَهُوَ آمِنٌ ،وَمَنْ دَخَلَ دَارَ بُدَيْلِ بْنِ وَرْقَاءَ فَهُوَ آمِنٌ، وَمَنْ أَغْلَقَ بَابَهُ فَهُوَ آمِنٌ

ہشام بن عروہ سے روایت ہے فتح مکہ کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے گھر میں داخل ہو جائے گا اسے امان ہے، جو شخص حکیم بن حزام کے گھر میں داخل ہو جائے گا اسے امان ہے، جو آدمی بدیل رضی اللہ عنہ بن ورقا کے گھر میں داخل ہو جائے گا اسے بھی امان ہو گی، اور جو شخص اپنے گھر کے دروازے بند کر لے گا اسے بھی امان ہو گی۔ (۳)

وَشَهِدَ بُدَيْلُ بْنُ وَرْقَاءَ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتْحَ مَكَّةَ وَحُنَيْنٍ،وَقَسَمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْيَ هَوَازِنَ مِنْ حُنَيْنٍ إِلَى الْجِعْرَانَةِ , وَاسْتَعْمَلَ عَلَيْهِمْ بُدَيْلَ بْنَ وَرْقَاءَ الْخُزَاعِيَّ

بدیل رضی اللہ عنہ بن ورقاء نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب ہو کر فتح مکہ اور غزوہ حنین میں حصہ لیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ حنین میں گرفتار قبیلہ ہوزان کے قیدیوں کو جعرانہ میں جمع کیا اور ان پر بدیل رضی اللہ عنہ بن ورقاء کو مامور فرمایا۔ (۴)

حتى يقدم عليه، ففعل

یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ طائف سے واپس تشریف لے آئے اور مال غنیمت تقسیم فرمادیا۔ (۵)

وشهد بديل وابنه عَبْد اللهِ حنينًا والطائف وتبوك

بدیل رضی اللہ عنہ اور ان کے بیٹے عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے غزوہ حنین، غزوہ کائد اور غزوہ تبوک میں شامل ہونے کا شرف حاصل کیا۔ (۶)

---

(۱) الاستيعاب في معرفة الأصحاب۱۵۰/۱

(۲) الإصابة في تمييز الصحابة۴۰۸/۱

(۳) ابن سعد۸۳/۱

(۴) ابن سعد۲۲۰/۴

(۵) الاستيعاب في معرفة الأصحاب۱۵۰/۱

(۶) اسدالغابة۲۰۳/۱

وَشَهِدُوا جَمِيعًا مَعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَبُوكَ، وَشَهِدَ بُدَيْلُ بْنُ وَرْقَاءَ حَجَّةَ الْوَدَاعِ مَعَ رَسُولِ اللهِ

رسول اللہ ﷺ نے بدیل رضی اللہ عنہ بن ورقاء نے غزوہ تبوک میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہم رکاب ہونے کا شرف حاصل کیا، اور حجۃ الوداع کے موقع پر بھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ (۱)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُدَيْلَ بْنَ وَرْقَاءَ، فَنَادَى فِي أَيَّامِ التَّشْرِيقِ: لَا تَصُومُوا هَذِهِ الْأَيَّامَ؛ فَإِنَّهَا أَيَّامُ أَكْلٍ وَشُرْبٍ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے بدیل رضی اللہ عنہ بن ورقاء کو حکم فرمایا کہ وہ ایام تشریق میں یہ منادی کر دیں کہ ان ایام میں روزہ نہ رکھا جائے کیونکہ یہ ایام کھانے پینے کے ہیں۔ (۲)

قَالَ سَلَمَةُ: دَفَعَ إِلَيَّ بُدَيْلُ بْنُ وَرْقَاءَ هَذَا الْكِتَابَ، وَقَالَ: يَا بُنَيَّ، هَذَا كِتَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَاسْتَوْصُوا بِهِ، فَلَنْ تَزَالُوا بِخَيْرٍ مَا دَامَ فِيكُمْ

بدیل رضی اللہ عنہ بن ورقاء کے بیٹے سلمہ کہتے ہیں وفات کے وقت رسول اللہ ﷺ کا مکتوب مبارک میرے حوالے کرتے ہوئے کہا یہ نبی کریم ﷺ کا مکتوب مبارک ہے اس حفاظت سے اپنے پاس رکھنا، جب تک یہ گرامی نامہ تمہارے پاس رہے گا تم لوگ خیر و برکت میں رہو گے۔ (۳)

فقال: وَمَاتَ قَبْلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بدیل رضی اللہ عنہ بن ورقاء رسول اللہ ﷺ کے وصال سے پہلے فوت ہو چکے تھے۔ (۴)

رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سریر آرائے خلافت ہوئے تو یکا یک عرب کی فضا وگرگوں ہوگئی اور ہر طرف فتنہ ارتداد کے شعلے بھڑک اٹھے تاہم سیدنا ابو بکر صدق رضی اللہ عنہ کی بے مثال قوت ایمانی اور عزم و ہمت کی بدولت چند ماہ کے اندر اندر فتنہ کا استیصال ہو گیا، اس پر آشوب دور میں عبداللہ بن بدیل رضی اللہ عنہ نے نہایت استقامت سے پرچم حق تھامے رکھا اور اپنے قبیلے کو بھی اس فتنہ کی آگ سے بچانے کی پوری کوشش کی۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے چاروں خلفائے کے عہد خلافت میں اپنی شجاعت کا لوہا منوایا۔

بنی سلیم کے ایک وفد کی آمد:

فَلَمَّا كَانَ عَامُ الْفَتْحِ خَرَجَتْ بَنُو سُلَيْمٍ فَلَقُوا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقُدَيْدٍ وَهُمْ سَبْعُمِائَةٍ.وَيُقَالُ: كَانُوا أَلْفًا، وَفِيهِمُ الْعَبَّاسُ بْنُ مِرْدَاسٍ وَجَمَاعَةٌ مِنْ أَعْيَانِهِمْ، فَأَسْلَمُوا،وَقَالُوا: اجْعَلْنَا فِي مُقَدِّمَتِكَ، وَاجْعَلْ لِوَاءَنَا أَحْمَرَ وَشِعَارَنَا مُقَدَّمًا فَفَعَلَ ذَلِكَ بِهِمْ، فَشَهِدُوا مَعَهُ الْفَتْحَ وَالطَّائِفَ وَحُنَيْنًا

(۱) ابن سعد ۲۲۱؍۴

(۲) معرفة الصحابة لابی نعیم ۱۳۴۱، ۴۲۲؍۱

(۳) معرفة الصحابة لابی نعیم ۴۲۲، ۱۳۴۲؍۱

(۴) الإصابة في تمييز الصحابة ۴۰۸؍۱،معرفة الصحابة لابی نعیم ۴۲۱؍۱

ابھی رسول اللہ ﷺ مقام الکَدِیدَ پر ہی تھے کہ بنوسلیم کا سات سو یا ایک ہزار آدمیوں پر مشتمل ایک وفد آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، وفد کے قابل ذکر افراد میں نامور شاعر عباس رضی اللہ عنہ بن مرداس، انس رضی اللہ عنہ بن عیاض اور راشد رضی اللہ عنہ بن عبدرب شامل تھے، وفد میں شامل جن لوگوں نے ابھی تک اسلام قبول نہیں کیا تھا انہوں نے اس موقع پر اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل کرلی اور پھر سب نے فتح مکہ میں رسول اللہ ﷺ کی ہمرکابی کا شرف حاصل کیا انہوں نے آپ ﷺ سے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! ہمیں لشکر کے ہراول(مقدمہ) میں جگہ دی جائے، ہمیں سرخ جھنڈا عنایت فرمایا جائے اور ہمارا نشان مقدم مقرر کیا جائے آپ ﷺ نے ان کی یہ تمام باتیں منظور فرمالیں، فتح مکہ کے بعد یہ اصحاب غزوہ حنین اور غزوہ طائف میں بھی رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب رہے۔[1]

چھوٹے بڑے جھنڈوں کی تیاری:

مقام الکَدِیدَ پر آپ ﷺ نے بڑے علم اور چھوٹی جھنڈیاں تیار کرائیں اور مختلف قبائل میں اس طرح تقسیم فرمائے۔بنوسلیم کو ایک بڑا علم اور ایک چھوٹی جھنڈی عطافرمائے۔بنوغفار کو صرف ایک بڑا علم عطافرمایا۔بنواسلم کو دوچھوٹی جھنڈیاں عطافرمائیں۔بنوکعب کو صرف ایک بڑا علم عنایت فرمایا۔مزینہ کو تین چھوٹی جھنڈیاں عطافرمائیں،

فَدَفَعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِوَاءَ مُزَيْنَةَ يَوْمَ الْفَتْحِ إِلَى خُزَاعِيٍّ، وكان (بِلَالُ بْنُ الْحَارِثِ) يحمل لِوَاءَ مُزَيْنَةَ يَوْمَ فتح مكة

فتح مکہ کے دن رسول اللہ ﷺ نے بنومزینہ کی ایک شاخ کا جھنڈا خزاعی بن عبدنہم کو اور دوسری شاخ کا جھنڈا بلال رضی اللہ عنہ بن حارث کو عطافرمایا۔[2]

بنوجہینہ کو چار چھوٹی جھنڈیاں عطافرمائیں، ان میں ایک جھنڈی بردار عبداللہ رضی اللہ عنہ بن بدر تھے۔بنوبکر کی مسلمان جماعت کو ایک چھوٹی جھنڈی عطافرمائی۔اشجع کو دو چھوٹی جھنڈیاں عطافرمائیں۔

لشکر کا آگ روشن کرنا:

اور وہاں سے روانہ ہوکر عشاء کے وقت مَرَّ الظَّهْرَانِ پر خیمہ زن ہوئے اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب کو محافظ دستوں کا امیر مقرر فرمایا، ہر طرف گھپ اندھیرا چھاچکا تھا عرب کے قدیم دستور اور شوکت اسلام کی دھاک بیٹھانے کے لئے حکم فرمایا کہ ہر مجاہد اپنے خیمہ کے آگے الگ الگ آگ جلائے، آپ کے ارشاد کے مطابق تمام لشکر نے اپنے اپنے خیموں کے باہر الگ الگ آگ روشن کی جس سے تمام صحرا وادی نور بن گیا مگر تعجب انگیز بات یہ ہے کہ یہ لشکر مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ کے درمیانی راستے میں سے گزرا تھا جو آج سے تقریباً پونے دوسال قبل یعنی صلح حدیبیہ تک قریش مکہ کا منطقہ اثر تھا، اس وقت میدان حدیبیہ تک چودہ سو حجاج کے پہنچنے کی خبر مکہ کو بہت پہلے مل گئی تھی اور اسے اتنا وقت مل گیا تھا کہ وہ قبائل عرب کو جمع کرے اور مسلمانوں کا راستہ روکنے کے لئے انہیں مکہ مکرمہ کے باہر خیمہ زن کردے، معاہدہ حدیبیہ کے

[1] ابن سعد ۲۳۴؍۱، البداية والنهاية۱۰۷؍۵، السيرة النبوية لابن كثير۱۷۷؍۴

[2] ابن سعد ۲۲۳؍۱، اسد الغابة۴۱۳؍۱

بعد کا انقلاب توجہ طلب ہے کہ اسی راستے پر چل کر آنے والا عظیم الشان لشکر مکہ مکرمہ کی سرحدوں تک اس طرح چپ چاپ آپہنچا کہ مکہ مکرمہ میں اس کی کوئی اطلاع نہ ہوسکی، یہ قیاس کرنا غلط ہوگا کہ مکہ ابوسفیان کی سفارت کے بعد مطمئن ہوگیا ہوگا کہ ابوسفیان نے واپسی پر مکہ کے سامنے پورے حالات رکھ دیئے تھے اور مکہ مکرمہ والے اس بات پر مضطرب ہوگئے تھے کہ یہ نہ توصلح ہے کہ ہم مطمئن ہوجائیں اور نہ اعلان جنگ ہے کہ اس کی تیاری کریں مگر اپنی بدعہدی کی وجہ سے ان کے دلوں میں کھٹکا ضرور تھا کہ نہ معلوم کب رسول اللہ ﷺ مکہ پر چڑھائی کردیں چنانچہ جب انہوں نے وادی میں اچانک حدنگاہ تک آگ کے الاؤ جلتے دیکھے تو ان کے دل ان کے حلق میں آپہنچے اور ابوسفیان بن حرب،بدیل بن ورقاءاور(قریش کے معزز وذی وجاہت،خدیجہ رضی اللہ عنہا الکبریٰ کے بھتیجے،زبیر بن العوم کے چچیرے بھائی) حکیم بن حزام تجسس کے لئے مکہ مکرمہ سے باہر نکلے،جب وہ مَرَّ الظَّهْرَانِ کے قریب پہنچے اور انہیں دور تک لشکر پھیلا نظر آیا توحواس گم ہوگئے

یَقُولُ: مَا رَأَيْتُ كَاللَّيْلَةِ نِيرَانًا قَطُّ وَلَا عَسْكَرًا يَقُولُ بُدَيْلٍ:هَذِهِ وَاللَّهِ خُزَاعَةُ حَمَشَتْهَا الْحَرْبُ، يَقُولُ أَبُو سُفْيَانَ: خُزَاعَةُ أَذَلُّ وَأَقَلُّ مِنْ أَنْ تَكُونَ هَذِهِ نِيرَانَهَا وَعَسْكَرَهَاقَالَ: فَعَرَفْتُ صَوْتَهُ، فَقُلْتُ: يَا أَبَا حَنْظَلَةَ، فَعَرَفَ صَوْتِي، فَقَالَ: أَبُو الْفَضْلِ؟قَالَ: قُلْتُ: نعم،قَالَ: قُلْتُ: وَيْحَكَ يَا أَبَا سُفْيَانَ، هَذَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّاسِ،وَاصبَاحَ قُرَيْشٍ وَاللَّهِ،قَالَ: فَمَا الْحِيلَةُ؟قَالَ: قُلْتُ:وَاللَّهِ لَئِنْ ظَفِرَ بِكَ لَيَضْرِبَنَّ عُنُقَكَ،فَارْكَبْ فِي عَجُزِ هَذِهِ الْبَغْلَةِ حَتَّى آتِيَ بِكَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَسْتَأْمِنَهُ لَكَ

ابوسفیان نے بدیل بن ورقاء سے پوچھا یہ کیسی آگ ہے؟میں نے آج سے قبل اتنی دورتک پھیلی ہوئی آگ نہیں دیکھی اور نہ اتنا بڑا لشکر دیکھا ہے، بدیل بن ورقاء نے کہا اللہ کی قسم! یہ بنوخزاعہ کے لوگ ہیں جو جنگ کی تیاریاں کررہے ہیں،ابوسفیان نے کہا مگر خزاعہ تو بہت قلیل ہیں اللہ کی قسم! قیامت تک خزاعہ کی یہ شان نہیں ہوسکتی آگ کا یہ جنگل اور آدمیوں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا یہ سمندر کچھ اور کہانی بیان کررہا ہے،ابھی یہ دونوں تبادلہ خیالات کرہی رہے تھے کہ عباس رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے خچر پرسوار ہوکر گھومتے ہوئے اس طرف آنکلے اور ابوسفیان کی آواز پہچان کر بولے اے ابوحنظلہ!ابوسفیان نے بھی ان کی آواز پہچان کر حیرت سے کہا ابوالفضل،مکہ مکرمہ سے تنہا یہاں کیسے آنا ہوا؟اور آپ یہاں کیسے گھوم رہے ہیں؟عباس رضی اللہ عنہ نے کہا! اے ابوسفیان تجھ کو خرابی ہو تونہیں جانتا کہ یہ رسول اللہ ﷺ کا لشکر ہے،اللہ کی قسم!قریش کی ہلاکت کا وقت قریب آگیا اب قریش کے لئے بہتر راہ یہی ہے کہ آپ ﷺ سے امن کے خواستگار ہوجائیں اور اطاعت قبول کرلیں،ابوسفیان جو پہلے ہی دورتک پھیلے ہوئے لشکر کو دیکھ کر حواس باختہ ہوچکے تھے پوچھا اے ابوالفضل! پھراب نجات کی کیا صورت ہوگی؟عباس رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی قسم!اگر تم مسلمانوں کے ہاتھ لگ گئے تو وہ فوراً تمہاری گردن ماردیں گے اس لئے آپ اس خچر پر میرے پیچھے سوار ہوجائیں میں آپ کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لے جاتا ہوں اور آپ کے لئے امان حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہوں

قَالَ: فَرَكِبَ خَلْفِي وَرَجَعَ صَاحِبَاهُ، قَالَ: فَجِئْتُ بِهِ، كُلَّمَا مَرَرْتُ بِنَارٍ مِنْ نِيرَانِ الْمُسْلِمِينَ قَالُوا: مَنْ هَذَا؟فَإِذَا رَأَوْا بَغْلَةَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا عَلَيْهَا، قَالُوا عَمُّ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى بَغْلَتِهِ،حَتَّى مَرَرْتُ

بِنَارِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، فَقَالَ: مَنْ هَذَا؟وَقَامَ إِلَيَّ، فَلَمَّا رَأَى أَبَا سُفْيَانَ عَلَى عَجُزِ الدَّابَّةِ، قَالَ: أَبُو سُفْيَانَ عَدُوُّ اللهِ! الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَمْكَنَ مِنْكَ بِغَيْرِ عَقْدٍ وَلَا عَهْدٍ

چنانچہ ابوسفیان فوراً رسول اللہ ﷺ کے خچر پر سوار ہو گئے اور ان کے دونوں ساتھی حکیم بن حزام اور بدیل بن ورقاء واپس لوٹ گئے، عباس رضی اللہ عنہ بن عبد المطلب ابوسفیان بن حرب کو اسلامی لشکر کے درمیان سے لے کر روانہ ہوئے جب وہ کسی خیمہ کے پاس سے گزرتے تو لوگ پوچھتے کون ہے؟ لیکن جب آگ کی روشنی سے عباس رضی اللہ عنہ کو آپ ﷺ کے خچر پر سوار دیکھتے تو کہتے یہ رسول اللہ ﷺ کے چچا عباس رضی اللہ عنہ ہیں جو آپ ﷺ کے خچر پر سوار ہیں، مگر جب میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب کے قریب سے گزرے تو انہوں نے بھی پوچھا کون ہے؟ اور آگے بڑھ کر دیکھا جب انہوں نے ابوسفیان کو دیکھا تو کہا یہ تو اللہ اور اس کے رسول کا دشمن ابوسفیان ہے اللہ کا شکر ہے آج بغیر کسی عہد و پیمان کے یہ ہمارے قابو میں آ گیا ہے پھر انہیں پکڑنے کے لئے اس پر جھپٹے،

ثُمَّ خَرَجَ يَشْتَدُّ نَحْوَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَرَكَضْتُ الْبَغْلَةَ، فَسَبَقْتُهُ بِمَا تَسْبِقُ الدَّابَّةُ الْبَطِيئَةُ الرَّجُلَ الْبَطِيءَ،قَالَ: فَاقْتَحَمْتُ عَنِ الْبَغْلَةِ، فَدَخَلْتُ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،وَدَخَلَ عَلَيْهِ عُمَرُ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، هَذَا أَبُو سُفْيَانَ قَدْ أَمْكَنَ اللهُ مِنْهُ بِغَيْرِ عَقْدٍ وَلَا عَهْدٍ، فَدَعْنِي فَلْأَضْرِبْ عُنُقَهُ،قَالَ: قُلْتُ: مَهْلًا يَا عمر، فو الله أَن لو كَانَ مِنْ بَنِي عَدِيِّ بْنِ كَعْبٍ مَا قُلْتُ هَذَا، وَلَكِنَّكَ قَدْ عَرَفْتُ أَنَّهُ مِنْ رِجَالِ بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ،فَقَالَ: مَهْلًا يَا عبّاس، فو الله لَإِسْلَامُكَ يَوْمَ أَسْلَمْتُ كَانَ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ إِسْلَامِ الْخَطَّابِ لَوْ أَسْلَمَ، وَمَا بِي إِلَّا أَنِّي قَدْ عَرَفْتُ أَنَّ إِسْلَامَكَ كَانَ أَحَبَّ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ إِسْلَامِ الْخَطَّابِ لَوْ أَسْلَمَ،فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اذْهَبْ بِهِ يَا عَبَّاسُ إِلَى رَحْلِكَ، فَإِذَا أَصْبَحْتَ فَأْتِنِي بِهِ

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ پیدل تھے جبکہ عباس رضی اللہ عنہ اور ابوسفیان خچر پر سوار تھے، جب عباس رضی اللہ عنہ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے یہ کلمات سنے تو فوراً ہی خچر کو ایڑ لگائی اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچ گئے، ان کے پیچھے پیچھے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بھی تلوار سونت کر رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ گئے اور عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ اللہ اور اس کے رسول کا دشمن ابوسفیان ہے آج یہ کسی عہد و پیمان کے قابو آ گیا ہے مجھے اجازت فرمائیں کہ میں اس کی گردن مار دوں، عباس رضی اللہ عنہ جلدی سے بولے اے اللہ کے رسول ﷺ میں نے ابوسفیان کو اپنی پناہ میں لیا ہے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ برہنہ تلوار لئے بار بار عرض کرتے رہے اور آپ ﷺ کے اشارے کے منتظر رہے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے بار بار اصرار پر عباس رضی اللہ عنہ نے چلا کر کہا اے عمر رضی اللہ عنہ! بس اب جانے دو تم ابوسفیان کو اس لئے قتل کرنا چاہتے ہو کہ یہ بنی عبد مناف میں سے ہیں اگر یہ بنو عدی بن کعب سے ہوتے تو تم ان کے قتل کرنے پر اس قدر اصرار نہ کرتے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اے عباس رضی اللہ عنہ! اللہ کی قسم تمہارا اسلام مجھے اپنے باپ خطاب کے اسلام سے زیادہ محبوب ہے اگر میرا باپ اسلام قبول کر لیتا تو مجھے اتنی خوشی نہ ہوتی جتنی تمہارے اسلام سے ہوئی ہے کیونکہ میں اچھی طرح جانتا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کو تمہارا اسلام خطاب کے اسلام سے زیادہ پسندیدہ ہے، تمہاری نسبت میرا یہی خیال ہے اب تم جو سمجھو، ابھی یہ نوک جھونک جاری تھی کہ رسول اللہ ﷺ نے عباس رضی اللہ عنہ کو فرمایا میں نے انہیں امن دے دیا آپ

ابوسفیان کو اپنے خیمے میں لے جائیں اور صبح میرے پاس لائیں چنانچہ عباس رضی اللہ عنہ ابوسفیان کو لے کر اپنے خیمے میں چلے گئے۔

ابوسفیان رضی اللہ عنہ بن حرب کا اسلام قبول کرنا

فَذَهَبْتُ بِهِ إِلَى رَحْلِي، فَبَاتَ عِنْدِي، فَلَمَّا أَصْبَحَ غَدَوْتُ بِهِ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا رَآهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: وَيْحَكَ يَا أَبَا سُفْيَانَ، أَلَمْ يَأْنِ لَكَ أَنْ تَعْلَمَ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ؟ قَالَ: بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي، مَا أَحْلَمَكَ وَأَكْرَمَكَ وَأَوْصَلَكَ، وَاللَّهِ لَقَدْ ظَنَنْتُ أَنْ لَوْ كَانَ مَعَ اللهِ إِلَهٌ غَيْرُهُ لَقَدْ أَغْنَى عَنِّي شَيْئًا بَعْدُ، قَالَ: وَيْحَكَ يَا أَبَا سُفْيَانَ! أَلَمْ يَأْنِ لَكَ أَنْ تَعْلَمَ أَنِّي رَسُولُ اللهِ؟ قَالَ: بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي، مَا أَحْلَمَكَ وَأَكْرَمَكَ وَأَوْصَلَكَ! أَمَّا هَذِهِ وَاللَّهِ فَإِنَّ فِي النَّفْسِ مِنْهَا حَتَّى الْآنَ شَيْئًا، فَقَالَ لَهُ الْعَبَّاسُ: وَيْحَكَ! أَسْلِمْ وَاشْهَدْ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ قَبْلَ أَنْ تُضْرَبَ عُنُقُكَ، قَالَ: فَشَهِدَ شَهَادَةَ الْحَقِّ، فَأَسْلَمَ

میں انہیں اپنے خیمے میں لے گیا وہاں رات گزاری، حسب ہدایت دوسرے دن صبح سویرے عباس رضی اللہ عنہ، ابوسفیان کو لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ابوسفیان کو دیکھا تو مخاطب ہو کر فرمایا اے ابوسفیان افسوس! کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ تو اس بات کو سمجھ لے کہ اللہ کے سوا کوئی اور معبود نہیں، ابوسفیان بولے میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، آپ نہایت بردبار، معزز اور صلہ رحمی کرنے والے ہیں، اللہ کی قسم! اگر اللہ کے سوا کوئی اور معبود ہوتا تو اس مشکل گھڑی میں ہمارے کچھ کام آتا اور ہم آپ کے مقابلہ میں اس سے مدد طلب کرتے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوسفیان! تم پر افسوس! کیا اب بھی وقت نہیں آیا کہ تم جان لو کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ ابوسفیان نے کہا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ نہایت بردبار، معزز اور صلہ رحمی کرنے والے ہیں اللہ کی قسم! ابھی میرا دل اس معاملہ میں تردد کا شکار ہے، عباس رضی اللہ عنہ نے ابوسفیان سے کہا تم پر ہلاکت ہو اس سے پہلے کہ تمہاری گردن ماردی جائے جلدی سے کلمہ شہادت پڑھ لو، پس انہوں نے فی الفور کلمہ شہادت پڑھ کر شہادت حق کا اقرار کر لیا۔

اس موقع پر ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے عجیب جوش و نشاط کے ساتھ یہ اشعار پڑھے۔

لَعَمْرُكَ إِنِّي يَوْمَ أَحْمِلُ رَايَةً لِتَغْلِبَ خَيْلُ اللاتِ خَيْلَ مُحَمَّدِ

قسم ہے کہ میں جن دنوں لڑائی کا جھنڈا اس ناپاک خیال سے اٹھایا کرتا تھا کہ لات کے بت کے پوجنے والوں کی فوج محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی فوج پر غالب آجائے

لَكَالْمُدْلِجِ الْحَيْرَانِ أَظْلَمَ لَيْلُهُ فَهَذَا أَوَانِي حِينَ أُهْدَى وَأَهْتَدِي

ان دنوں میں اس خارپشت جیسا تھا جو اندھیری رات میں ٹکریں کھاتا ہو، اب وقت آ گیا ہے کہ میں ہدایت پاؤں اور سیدھے راستے پر گامزن ہو جاؤں

هَدَانِي هَادٍ غَيْرُ نَفْسِي وَنَالَنِي مَعَ اللهِ مَنْ طَرَّدْتُ كُلَّ مُطَرَّدِ

مجھے سچے ہادی برحق نے ہدایت فرمادی ہے اور اللہ کا راستہ مجھے اس ہادی برحق نے دکھلادیا ہے جیسے میں نے ہمیشہ دھتکار رکھا تھا۔[1]

ابوسفیان مکہ معظّمہ کے قائد حرب اور رئیس سیاست تھے ان کا مسلمان ہوجانا مکہ کے لئے جتنا اہم ہوسکتا ہے کسی تفصیل کا محتاج نہیں، آپ صَلَّی اللَّهُ عَلَیْهِ وَسَلَّم نے دیکھا کہ ابوسفیان رَضِیَ اللَّهُ عَنْهُ کا سر جھکا ہوا ہے، چہرے پر اداسی چھائی ہوئی ہے فرمایا اے ابوحنظلہ! کیابات ہے ہمارے ساتھ مشوروں میں شریک نہیں ہو رہے ہو؟ ابوسفیان رَضِیَ اللَّهُ عَنْهُ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صَلَّی اللَّهُ عَلَیْهِ وَسَلَّم! اب قریش پر آپ کا غلبہ ہے آپ کے لشکر میں کچھ ایسے بھی ہیں جو انتقامی جذبہ سے لبریز ہیں آپ سے گزارش ہے کہ فتح پائیں تو نرمی سے کام لیں دشمنوں کو ہنسنے کا موقعہ نہ دیں، آپ صَلَّی اللَّهُ عَلَیْهِ وَسَلَّم نے فرمایا، نہیں نہیں ابوسفیان رَضِیَ اللَّهُ عَنْهُ! تم اطمنان رکھو مکہ مکرمہ میں تومسلمانوں کے بھی بھائی بند ہیں، مہاجرین کے بھی باپ، چچا وغیرہ ہیں، وہیں پر ابراہیم عَلَیْهِ السَّلَام اور اسماعیل عَلَیْهِ السَّلَام کا محترم گھر بھی ہے، محمد بن عبداللہ! مکہ میں ایک اچھے بھائی کی طرح داخل ہوگا آج نہ کوئی غالب ہے نہ مغلوب، نہ کوئی فاتح ہیں نہ کوئی مفتوح، آج تو محبت اور اتحاد کا دن ہے، آج تو امن وامان اور اطمینان کا دن ہے،

قَالَ الْعَبَّاسُ: قُلْتُ:یَا رَسُولَ اللهِ، إنَّ أَبَا سُفْیَانَ رَجُلٌ یُحِبُّ هَذَا الْفَخْرَ، فَاجْعَلْ لَهُ شَیْئًاقَالَ: نَعَمْ، مَنْ دَخَلَ دَارَ أَبِي سُفْیَانَ فَهُوَ آمِنٌ،قَالُوا: قَاتَلَكَ اللهُ،وَمَا تُغْنِي عَنَّا دَارُكَ؟وَمَنْ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَهُوَ آمِنٌ، وَمَنْ أَغْلَقَ بَابَهُ فَهُوَ آمِنٌ

عباس رَضِیَ اللَّهُ عَنْهُ نے رسول اللہ صَلَّی اللَّهُ عَلَیْهِ وَسَلَّم سے گزارش کی اے اللہ کے رسول صَلَّی اللَّهُ عَلَیْهِ وَسَلَّم! ابوسفیان ایک اعزاز پسند آدمی ہے اسے کوئی مراعات دے دیں جو ان کے لئے باعث عزت وشرف اور موجب امتیاز ہو آپ صَلَّی اللَّهُ عَلَیْهِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا اچھا اعلان کردو جو ابوسفیان کے گھر میں پناہ لے لے گا وہ مامون ہے، ابوسفیان رَضِیَ اللَّهُ عَنْهُ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صَلَّی اللَّهُ عَلَیْهِ وَسَلَّم! میرے گھر میں سب لوگ کیسے سماسکتے ہیں؟ آپ صَلَّی اللَّهُ عَلَیْهِ وَسَلَّم نے فرمایا جو مسجد الحرام میں داخل ہوجائے گا وہ بھی مامون ہے، ابوسفیان رَضِیَ اللَّهُ عَنْهُ نے کہا اے اللہ کے رسول صَلَّی اللَّهُ عَلَیْهِ وَسَلَّم! مسجد بھی کافی نہیں ہوسکتی، آپ صَلَّی اللَّهُ عَلَیْهِ وَسَلَّم نے فرمایا جو اپنا دروازہ اندر سے بند کرلے گا (یعنی جنگ نہیں کرے گا) وہ مامون ہے، ابوسفیان نے کہا ہاں اس میں بہت وسعت اور گنجائش ہے۔

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: یَا عَبَّاسُ، احْبِسْهُ بِمَضِیقِ الْوَادِي عِنْدَ خَطْمِ الْجَبَلِ ، حَتَّى تَمُرَّ بِهِ جُنُودُ اللهِ فَیَرَاهَا ،قَالَ:فَخَرَجْتُ حَتَّى حَبَسْتُهُ بِمَضِیقِ الْوَادِي، حَیْثُ أَمَرَنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أَحْبِسَهُ، فَكَانَ أَوَّلَ مَنْ قدم رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِیدِ فِي بَنِي سُلَیْمٍ، وَهُمْ أَلْفٌ،قَالَ: وَمَرَّتْ الْقَبَائِلُ عَلَى رَایَاتِهَا، كُلَّمَا مَرَّتْ قَبِیلَةٌ قَالَ: یَا عَبَّاسُ، مَنْ هَذِهِ؟فَأَقُولُ: سُلَیْمٍ،فَیَقُول: مَا لِي وَلِسُلَیْمٍ،ثُمَّ تَمُرُّ الْقَبِیلَةُ فَیَقُولُ: یَا عَبَّاسُ، مَنْ هَؤُلَاءِ؟فَأَقُولُ: مُزَیْنَةُ،فَیَقُول: مَا لِي وَلِمُزَیْنَةَ

سترہ رمضان المبارک آٹھ ہجری بروز منگل کی صبح جب رسول اللہ صَلَّی اللَّهُ عَلَیْهِ وَسَلَّم مَرَّ الظَّهْرَانِ سے کوچ کرنے لگے تو رسول اللہ صَلَّی اللَّهُ عَلَیْهِ وَسَلَّم نے عباس رَضِیَ اللَّهُ عَنْهُ بن عبدالمطلب کو حکم فرمایا کہ وہ ابوسفیان رَضِیَ اللَّهُ عَنْهُ کو اپنے ہمراہ لے کر تنگ گھاٹی میں پہاڑی کی چوٹی پر کھڑے ہوجائیں تاکہ وہ بچشم خود اسلامی لشکر کی طاقت اور شان وشوکت کو دیکھ سکیں، پھر آپ صَلَّی اللَّهُ عَلَیْهِ وَسَلَّم نے ہر قبیلہ کو حکم فرمایا کہ وہ اپنے اپنے سردار کے جھنڈے کے

[1] ابن ہشام ۴۰۱/۲

پاس جمع رہیں اور اپنی افرادی و اسلحہ کی قوت کا مظاہرہ کرے چنانچہ قبیلے رجز پڑھتے ہوئے اپنے اپنے سرداروں کے ساتھ قدم و بازو ملا کر چلے اور دستے اپنے اپنے جھنڈوں کے ساتھ گزرے، سب سے پہلے بنو سلیم کے ساتھ خالد رضی اللہ عنہ بن ولید ایک ہزار مجاہدین کا دستہ لے کر سامنے سے گزرے، جب کوئی قبیلہ اپنے قبیلے کا جھنڈا اٹھائے ہوئے گزرتا تو ابوسفیان پوچھتا اے عباس رضی اللہ عنہ! یہ کون لوگ ہیں؟ عباس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا یہ بنو سلیم کے مجاہدین ہیں، ابوسفیان نے کہا میری بنو سلیم سے کوئی دشمنی نہیں ہے، پھر دوسرا قبیلہ گزرا تو پوچھا اے عباس رضی اللہ عنہ! یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے جواب دیا یہ قبیلہ مزینہ کے مجاہدین ہیں، ابوسفیان نے کہا بنو مزینہ سے میری کوئی دشمنی نہیں ہے،

ومرّ بنو غفار فِي ثَلَاثِمِائَةٍ، يَحْمِلُ رَايَتَهُمْ أَبُو ذَرّ الْغِفَارِيّ- وَيُقَالُ إيمَاءُ بْنُ رَحْضَةَ،ثُمّ مَضَتْ أَسْلَمُ فِي أَرْبَعِمِائَةٍ، فيها لواءان يحمل أحدهما بريدة بن الحصيب، والآخر ناجية بْنُ الْأَعْجَمِ،ثُمّ مَرّتْ بَنُو عَمْرِو بْنُ كَعْبٍ فِي خَمْسِمِائَةٍ، يَحْمِلُ رَايَتَهُمْ بُسْرُ بْنُ سُفْيَانَ،ثُمّ مَرّتْ جُهَيْنَةُ فِي ثَمَانِمِائَةٍ مَعَ قَادَتِهَا، فِيهَا أَرْبَعَةُ أَلْوِيَةٍ، لِوَاءٌ مَعَ أَبِي رَوْعَةَ مَعْبَدَ بْنِ خَالِدٍ، وَلِوَاءٌ مَعَ سُوَيْدِ بْنِ صَخْرٍ، وَلِوَاءٌ مَعَ رَافِعِ بْنِ مَكِيثٍ، وَلِوَاءٌ مَعَ عبد الله بن بدرثُمّ مَرّتْ كِنَانَةُ، بَنُو لَيْثٍ، وَضَمْرَةُ، وَسَعْدُ بْنُ بَكْرٍ فِي مِائَتَيْنِ، يَحْمِلُ لِوَاءَهُمْ أَبُو وَاقِدٍ اللّيْثِيّ

اور قبیلہ غفار کا تین سو پر مشتمل دستہ گزرا جس کا جھنڈا ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ نے یا ایما بن رحضہ رضی اللہ عنہ نے تھام رکھا تھا، پھر بنو اسلم چار سو مجاہدین کے ساتھ گزرے، ان کا ایک جھنڈا بریدہ بن حصیب رضی اللہ عنہ نے اور ایک جھنڈا ناجیہ بن الاعجم رضی اللہ عنہ نے تھام رکھا تھا، پھر بنو عمرو بن کعب پانچ سو مجاہدین کے ساتھ گزرے ان کا جھنڈا بسر بن سفیان رضی اللہ عنہ نے اٹھا رکھا تھا، پھر قبیلہ جھینہ کے آٹھ سو لوگ گزرے انہوں نے چار جھنڈے اٹھائے ہوئے تھے ایک جھنڈا ابو روعہ معبد بن خالد نے ایک جھنڈا سوید بن صخر نے ایک جھنڈا رافع بن مکیث نے اور ایک جھنڈا عبداللہ بن بدر نے تھام رکھا تھا، پھر بنو کنانہ، بنو لیث، اور ضمرہ اور سعد بن بکر کے دو سو لوگ گزرے ان کا جھنڈا ابو واقد لیثی اٹھائے ہوئے تھے۔

ابو بردہ ہانی بن نیار رضی اللہ عنہ نے قبیلہ بنی حارثہ کا جھنڈا تھام رکھا تھا، جابر بن عیتک انصاری جن کی کنیت ابو عبداللہ رضی اللہ عنہ تھی نے اپنے قبیلہ انصار کا جھنڈا اٹھا رکھا تھا، بشیر انصاری جن کی کنیت ابولبانہ رضی اللہ عنہ تھی نے ایک جھنڈا تھام رکھا تھا، جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بن عمرو انصاری نے اپنے قبیلہ کا جھنڈا اٹھا ہوا تھا، حارث بن عوف بن اسید رضی اللہ عنہ نے بنی لیث کا جھنڈا پکڑا ہوا تھا، خویلد بن عمرو نے اپنے قبیلہ کا جھنڈا تھام رکھا تھا، زید بن خالد نے اپنے قبیلہ کا جھنڈا اٹھا ہوا تھا، عوف بن مالک رضی اللہ عنہ نے اپنی قوم کا جھنڈا اٹھایا ہوا تھا، اس طرح مختلف قبائل جوق در جوق گزرتے رہے اور ابوسفیان رضی اللہ عنہ کو حیرت زدہ کرتے رہے

حَتَّى نَفِدَتْ الْقَبَائِلُ، مَا تَمُرُّ بِهِ قَبِيلَةٌ إلَّا يَسْأَلُنِي عَنْهَا، فَإِذَا أَخْبَرْتُهُ بهم،قَالَ: مَا لِي وَلِبَنِي فُلَانٍ،حَتَّى مَرَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي كَتِيبَتِهِ الْخَضْرَاءِ،فِيهَا الْمُهَاجِرُونَ وَالْأَنْصَارُ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ، لَا يُرَى مِنْهُمْ إلَّا الْحَدَقُ مِنْ الْحَدِيدِ، فَقَالَ: سُبْحَانَ اللهِ: يَا عَبَّاسُ، مَنْ هَؤُلَاءِ؟قَالَ: قُلْتُ:هَذَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ قَالَ: مَا لِأَحَدٍ بِهَؤُلَاءِ قِبَلٌ وَلَا طَاقَةٌ، وَاللَّهِ يَا أَبَا الْفَضْلِ، لَقَدْ أَصْبَحَ مُلْكُ ابْنِ أَخِيكَ الْغَدَاةَ عَظِيمًا قَالَ:قُلْتُ: يَا أَبَا سُفْيَانَ، إنَّهَا النُّبُوَّةُ،قَالَ: فَنَعَمْ إذَنْ

یہاں تک کہ مختلف قبائل اپنے اپنے جھنڈے اٹھائے ہوئے گزرتے رہے، جب بھی کوئی قبیلہ گزرتا تو ابوسفیان اس کے بارے میں پوچھتا رہا اور عباس رضی اللہ عنہ انہیں جواب دیتے رہے، اور ابوسفیان یہی کہتا رہا میری ان سے کوئی دشمنی نہیں ہے، حتی کہ رحمۃ للعالمین، سید عرب وعجم، سید کونین، سید الانبیاء، سرور عالم، سید الامم، خاتم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم مہاجرین وانصار کے دو ہزار مسلح اور زرہ پوش دستہ کے جلو میں جلوہ افروز ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صرف آنکھیں نظر آرہی تھیں، مہاجرین کا علم زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ اور انصار کا علم سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں میں پوری شان وشوکت کے ساتھ لہرارہا تھا، ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے پوچھا اے ابوالفضل! سبحان اللہ! یہ اتنا بڑا لشکر کس قبیلہ سے تعلق رکھتا ہے؟ انہوں نے جواب دیا یہ مہاجرین وانصار کے پروانوں میں گھرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، طاقت وقوت اور شان وشوکت کا یہ مرعوب کن منظر دیکھ کر ابوسفیان دنگ رہ گیا، وہ ارد گرد کے حالات سے اتنے بے خبر تھے کہ انہیں یقین ہی نہیں آرہا تھا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طاقت وقوت اس قدر بڑھ اور پھیل چکی ہے، انہوں نے کہا اے ابوالفضل! واقعی تمہارے بھتیجے کی بڑی حکومت اور شان قائم ہوگئی ہے بھلا ان سے مقابلے کی کس میں مجال ہوسکتی ہے، عباس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا اے ابوسفیان رضی اللہ عنہ! تم پر افسوس ہو یہ بادشاہت نہیں نبوت ہے، ابوسفیان نے کہا اب تو یہی کہا جائے گا بہر حال مجاہدین کا یہ سیل بے پناہ ابوسفیان اور ان کے ساتھ مشرکین قریش کے احساس برتری اور فخر نسب کو خس وخاشاک کی طرح بہالے گیا،

فَلَمَّا مَرَّ بأبي سفيان قَالَ لَهُ الْيَوْمَ يَوْمُ الْمَلْحَمَةِ، الْيَوْمَ تُسْتَحَلُّ الْحُرْمَةُ، الْيَوْمَ أَذَلَّ اللهُ قُرَيْشًا

جب سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ پہاڑی کے پاس سے گزرے تو ابوسفیان رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر انہیں جوش چڑھ گیا اور ان کی زبان سے یہ نامناسب الفاظ نکل گئے آج کا دن جنگ وقتال کا دن ہے ، آج کعبہ میں قتل وقتال حلال ہوگا آج اللہ تعالیٰ قریش کو ذلیل وخوار کرے گا۔

يَا رَسُولَ اللهِ، أُمِرْت بِقَتْلِ قَوْمِك؟فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْيَوْمَ يَوْمُ الْمَرْحَمَةِ! الْيَوْمَ أَعَزّ اللهُ فِيهِ قُرَيْشًا!

سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے یہ الفاظ سن کر ابوسفیان رضی اللہ عنہ گھبرا گئے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس پہاڑی کے پاس سے گزرے تو ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کا قول نقل کر کے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آپ نے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو اپنی قوم کے قتل کا حکم فرمایا ہے؟ اور مزید کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں آپ کو اللہ کا اور قرابتوں کا واسطہ دیتا ہوں بیشک آپ نیکی اور صلہ رحمی میں سب سے بڑھ کر ہیں، ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی بات سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے ابوسفیان! آج کا دن تو مہربانی کا دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ قریش کو عزت سے نوزے گا۔[1]

بَلِ الْيَوْمَ يَوْمٌ تُعَظَّمُ فِيهِ الْكَعْبَةُ، الْيَوْمَ يَوْمٌ أَعَزَّ اللهُ فِيهِ قُرَيْشًا

آج کا دن تو بیت اللہ کی عظمت کا دن ہے، آج اللہ تعالیٰ قریش کو عزت سے نوزے گا۔[2]

[1] مغازی واقدی۸۲۲؍۲

[2] زادالمعاد۳۵۵؍۳

فَقَالَ:كَذَبَ سَعْدٌ، وَلَكِنْ هَذَا يَوْمٌ يُعَظِّمُ اللهُ فِيهِ الكَعْبَةَ، وَيَوْمٌ تُكْسَى فِيهِ الكَعْبَةُ

ایک روایت میں یوں ہے آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا سعد رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے غلط کہا آج کا دن تو بیت اللہ کی عظمت کا دن ہے اور خانہ کعبہ کو نیا غلاف پہنایا جائے گا۔[1]

قَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بن عَوْفٍ وَعُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ: يَا رَسُولَ اللهِ: اسْمَعْ مَا قَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ، مَا نَأْمَنُ أَنْ يَكُونَ لَهُ فِي قُرَيْشٍ صولة، فَقَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ: أَدْرِكْهُ، فَخُذْ الرَّايَةَ مِنْهُ فَكُنْ أَنْتَ الَّذِي تَدْخُلُ بِهَا

ابن اسحاق نے روایت کیا ہے کہ عثمان رَضِیَ اللہُ عَنْہُ اور عبدالرحمٰن بن عوف رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے عرض کیا اے اللہ کے رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! آپ نے سنا کہ سعد بن عبادہ نے کیا کہا ہے ہمیں خطرہ محسوس ہو رہا ہے کہ سعد بن عبادہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قریش کے اندر خونریزی نہ کر دیں، اس اندیشے کے پیش نظر آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے سیدنا علی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ بن ابی طالب کو حکم فرمایا علم سعد بن عبادہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کے ہاتھ سے لے کر اپنے ہاتھ میں کر لو۔

ایک روایت ہے کہ زبیر بن العوام رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کے حوالے کر دیا۔

ابن عساکر کی روایت میں ہے کہ جب رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سامنے سے گزرے تو قریش کی ایک عورت نے یہ اشعار پڑھے۔

يَا نَبِيَّ الْهُدَى إِلَيْكَ لجا حَيّ قُرَيْشٍ وَلَاتَ حِينَ لَجَاءِ

اے نبی ہدایت! قریش نے آپ کی طرف پناہ لی ہے حالانکہ یہ پناہ کا وقت نہیں ہے

حِينَ ضَاقَتْ عَلَيْهِمْ سَعَةُ الْأَرْ ضِ وَعَادَاهُمْ إِلَهُ السَّماءِ

جس وقت زمین وسیع ہونے کے باوجود بھی ان پر تنگ ہو گئیں اور اسمان میں اللہ ان کا دشمن ہو گیا

إنّ سَعْدًا يُرِيد قاصمة الظّهْر بِأَهْلِ الْحَجُونِ وَالْبَطْحَاءِ

سعد بن عبادہ اہل حجون اور اہل بطحاء کی کمر توڑ دینا چاہتا ہے

پھر ابوسفیان رَضِیَ اللہُ عَنْہُ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے رخصت ہو گئے۔[2]

حَتَّى إِذَا جَاءَهُمْ صَرَخَ بِأَعْلَى صَوْتِهِ:يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ، هَذَا مُحَمَّدٌ قَدْ جَاءَكُمْ فِيمَا لَا قِبَلَ لَكُمْ بِهِ، فَمَنْ دَخَلَ دَارَ أَبِي سُفْيَانَ فَهُوَ آمِنٌ، فَقَامَتْ إِلَيْهِ هِنْدُ بِنْتُ عُتْبَةَ، فَأَخَذَتْ بِشَارِبِهِ، فَقَالَتْ: اُقْتُلُوا الْحَمِيتَ الدَّسِمَ الْأَحْمَسَ ، قُبِّحَ مِنْ طَلِيعَةِ قَوْمٍ!قَالَ: وَيْلَكُمْ لَا تَغُرَّنَّكُمْ هَذِهِ مِنْ أَنْفُسِكُمْ فَإِنَّهُ قَدْ جَاءَكُمْ مَا لَا قِبَلَ لَكُمْ بِهِ، فَمَنْ دَخَلَ دَارَ أَبِي سُفْيَانَ فَهُوَ آمِنٌ ، قَالُوا :قَاتَلَكَ اللهُ! وَمَا تُغْنِي عَنَّا دَارُكَ؟قَالَ: وَمَنْ أَغْلَقَ عَلَيْهِ بَابَهُ فَهُوَ آمِنٌ، وَمَنْ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَهُوَ آمِنٌ،

اور بہ عجلت مکہ داخل ہو کر با آواز بلند اعلان کیا اے گروہ قریش! محمد صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ایک بڑے لشکر کے ساتھ مکہ مکرمہ کی طرف آ رہے ہیں میں نے

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی بَابٌ أَيْنَ رَكَزَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّايَةَ يَوْمَ الفَتْحِ؟۴۲۸۰

[2] البداية والنهاية۴/۳۳۸،الروض الانف۷/۲۱۹،عیون الآثر۲/۲۲۱

اس لشکر کو بچشم خود دیکھا ہے اور میرا خیال ہے کہ اس لشکر کا مقابلہ کرنے کی کسی میں طاقت و قوت نہیں اس لئے میری بات مان کر اسلام قبول کرلو تمہاری جان سلامت رہے گی لہذا جو شخص ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو گا وہ امن میں رہے گا، ابوسفیان کے اس اعلان نے پورے مکہ کو ورطۂ حیرت میں ڈال گیا ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی اہلیہ ہند بنت عتبہ نے ان کی باتیں سن کر انہیں بہت برا بھلا کہا اور ابوسفیان کا یہ کلام سن کر اس کی مونچھ پکڑلی اور قریش سے کہا کہ اس مضبوط موٹے فربہ پہلوان کو قتل کردو کہ ایک ذرا سے لشکر کو دیکھ کر اس قدر حواس باختہ ہو گیا ہے، ابوسفیان نے کہا اے قریش! تم اس کے بہکانے میں آکر اپنی جان نہ کھونا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تم پر آگئے ہیں جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو گا اس کو امن ہے، قریش نے کہا تجھ کو خرابی ہو تیرے گھر میں کس قدر لوگ داخل ہوں گے؟ ابوسفیان نے کہا جو شخص اپنے گھر میں بند رہے گا اسلام کی تلواریں اس سے عرض نہیں کریں گی اور جو شخص مسجد الحرام میں داخل ہو جائے گا وہ امان میں ہے، اور اپنی اہلیہ سے کہا میں سچ کہہ رہا ہوں اگر تو اپنی جان کی امان چاہتی ہے تو اسلام قبول کرلے یا اپنے گھر میں بیٹھ کر دروازہ اندر سے بند کرلے۔

دوسرے لفظوں میں یہ امن و امان کا اعلان عام تھا شرط یہ تھی کہ مکہ والے مکمل طور پر سپر انداز ہو جائیں اور ان طریقوں کو اختیار کر کے یہ ظاہر کردیں کہ وہ امان کے طلب گار ہیں، یہ نفسیاتی جنگ کی آخری اور فیصلہ کن ضربیں تھیں، اس عظیم الشان اور تاریخ عالم میں یقیناً بے مثال نفسیاتی جہاد نے مشرکین قریش کی طاقت کا کلی استیصال کردیا اور کعبہ آخری اور حتمی طور پر اللہ وحدہ لاشریک کی پرستش و اطاعت کے لئے وقف ہو گیا۔

فَتَفَرَّقَ النَّاسُ إِلَى دُورِهِمْ وَإِلَى الْمَسْجِدِ، وَتَجَمَّعَ سُفَهَاءُ قُرَيْشٍ، وَأَخِفَّاؤُهَا مَعَ عِكْرِمَةَ بْنِ أَبِي جَهْلٍ، وَصَفْوَانَ بْنِ أُمَيَّةَ، وَسُهَيْلِ بْنِ عَمْرٍو بِالْخَنْدَمَةِ؛ لِيُقَاتِلُوا الْمُسْلِمِينَ،وَكَانَ حماس بن قيس بن خالد أخو بني بكر يُعِدُّ سِلَاحًا قَبْلَ دُخُولِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ لَهُ امْرَأَتُهُ: لِمَاذَا تُعِدُّ مَا أَرَى؟قَالَ: لِمُحَمَّدٍ وَأَصْحَابِهِ،قَالَتْ: وَاللهِ مَا يَقُومُ لِمُحَمَّدٍ وَأَصْحَابِهِ شَيْءٌ، قَالَ: إِنِّي وَاللهِ لَأَرْجُو أَنْ أُخْدِمَكِ بَعْضَهُمْ

اب لوگوں کو احساس ہوا کہ خطرہ سر پر آگیا ہے اس لئے کوئی مسجد الحرام کی طرف اور کوئی اپنے گھر کی طرف پناہ لینے کے لئے دوڑا، البتہ کچھ لوگ مجاہدین اسلام سے مقابلہ کے لئے عکرمہ بن ابی جہل، صفوان بن امیہ اور سہیل بن عمرو کی کمان میں خذمہ کے اندر جمع ہوئے، ان میں بنو بکر کا حماس بن قیس بھی تھا جو ہتھیار ٹھیک کرنے کا کام کرتا تھا اسے ہتھیاروں کو ٹھیک کرتے دیکھ کر اس کی اہلیہ نے کہا یہ کیسی تیاریاں ہو رہی ہیں؟ حماس بن قیس نے کہا ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب سے مقابلے کے لئے تیاریاں کر رہے ہیں، اس کی اہلیہ نے کہا اللہ کی قسم! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کے اصحاب کے مقابلہ میں کوئی نہیں ٹھیر سکتا، حماس بن قیس نے کہا اللہ کی قسم! مجھے یقین ہے کہ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بعض اصحاب کو اپنا غلام بنالوں گا

ثُمَّ قَالَ:

إِنْ يُقْبِلُوا الْيَوْمَ فَمَا لِي عِلَّهْ ۔۔۔ هَذَا سِلَاحٌ كَامِلٌ وَأَلَّهْ

اگر آج وہ مدمقابل آگئے تو میرے لئے کوئی عذر نہ ہوگا   یہ مکمل ہتھیار، لمبی انی والا نیزہ

وَذُو غِرَارَيْنِ سَرِيعُ السَّلَّهْ

اور جھٹ سونتی جانی والی دو دھاری تلوار ہے

ثُمَّ شَهِدَ الْخَنْدَمَةَ مَعَ صَفْوَانَ وَسُهَيْلٍ وَعِكْرِمَةَ

پھر یہ حماس بھی خندمہ (یہ مکہ مکرمہ کے قریب (جنوب مشرقی سمت میں) ایک پہاڑ کا نام ہے) کی لڑائی میں صفوان، سہیل اور عکرمہ بن ابی جہل کے ساتھ شریک ہوا۔

لشکر کی تریب وتقسیم:

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا انْتَهَى إِلَى ذِي طُوًى وَقَفَ عَلَى رَاحِلَتِهِ مُعْتَجِرًا بِشُقَّةِ بُرْدٍ حِبَرَةٍ حَمْرَاءَ، وَإِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَضَعَ رَأْسَهُ تَوَاضُعًا للّٰه حِينَ رَأَى مَا أَكْرَمَهُ اللهُ بِهِ مِنَ الْفَتْحِ، حَتَّى إِنَّ عُثْنُونَهُ لَيَكَادُ يَمَسُّ وَاسِطَةَ الرَّحْلِ

رسول اللہ ﷺ مَرَّ الظَّهْرَانِ سے کوچ فرما کر ذِي طُوًى میں پہنچے، تو سرخ چادر کا ایک کنارہ گردن میں لپیٹے ہوئے وہاں کھڑے ہو گئے، اس وقت آپ نے سر پر خود پہن رکھا تھا اور خوش الحانی سے سورت فتح تلاوت فرما رہے تھے کہ فتح کے آثار دیکھتے ہی سجدہ شکر کے لئے اپنا سر مبارک رب العالمین کے حضور جھکا دیا اور اللہ عزوجل کی بڑائی بیان کی کہ اس نے آپ کے لئے اپنا شہر حلال کر دیا جسے آپ کے سوا کسی کے لئے حلال نہیں کیا گیا تھا یہاں تک کہ آپ کی داڑھی مبارک پالان کے درمیانی حصہ سے جا لگی

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ فَرَّقَ جَيْشَهُ مِنْ ذِي طُوًى، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ، فَدَخَلَ مِنَ اللِّيطِ، أَسْفَلَ مَكَّةَ، فِي بَعْضِ النَّاسِ، وَكَانَ خَالِدٌ عَلَى الْمُجَنِّبَةِ الْيُمْنَى، وَفِيهَا أَسْلَمُ وَسُلَيْمٌ وَغِفَارٌ وَمُزَيْنَةُ وَجُهَيْنَةُ وَقَبَائِلُ مِنْ قَبَائِلِ الْعَرَبِ

رسول اللہ ﷺ نے یہیں لشکر کی ترتیب وتقسیم فرمائی، قضاعہ، بنو اسلم، بنو سلیم، بنو غفار، مزینہ جہینہ اور کچھ دوسرے قبائل عرب پر خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر فرما کر انہیں اپنے دائیں پہلو پر رکھا اور انہیں ہدایت فرمائی کہ وہ مکہ مکرمہ میں نچلے حصہ سے داخل ہوں اور باہر کے محلہ میں اپنا جھنڈا گاڑ دیں کیونکہ مقابلہ اور مقاتلہ کے لئے تمام اوباش اسی جانب جمع تھے اور اگر قریش کی طرف سے کوئی روکاوٹ پیش آئے تو بزور طاقت اسے کچل کر صفا میں آپ سے آملیں۔

وبعث رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الزُّبَيْرُ بْنُ الْعَوَّامِ على الْمُهَاجِرِينَ وخيلهم وأمره أن يدْخَلَ مِنْ كَدَاءٍ بأعلى مَكَّةَ، وأمره أن يركز رايته بِالْحَجُونِ ولا يبرح حتى يأتيه ،وبعث سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ في كَتِيبَةُ الْأَنْصَار في مقدمةرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وأمرهم أن يكفوا أيديهم ولا يقاتلوا إلا من قاتلهم

زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کو جن کے ہاتھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم تھا مہاجرین اور ان کے شاہسواروں پر امیر مقرر فرما کر انہیں اپنے بائیں پہلو پر مقرر فرمایا اور انہیں حکم فرمایا کہ وہ مکہ میں اوپر والی گھاٹی یعنی کداء سے داخل ہوں اور حجون میں آپ کا علم نصب کر کے آپ کے وہاں پہنچنے تک رکے رہیں۔سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو انصار پر امیر مقرر فرمایا اور یہ لوگ آپ کا مقدمۃ الجیش تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ہدایت فرمائی کہ جب تک کفار کی طرف سے پہل نہ ہو کسی سے جنگ نہ کریں،

وَأَقْبَلَ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ بِالصَّفِّ مِنَ الْمُسْلِمِينَ يَنْصَبُّ لِمَكَّةَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، وَدَخَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَذَاخِرَ، حَتَّى نَزَلَ بِأَعْلَى مَكَّةَ،وَضُرِبَتْ لَهُ هُنَالِكَ قُبَّتُهُ

ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو پیادہ پر امیر مقرر فرمایا اور انہیں حکم فرمایا کہ وہ مجاہدین اسلام کا لشکر لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے آگے أَذَاخِرَ کی طرف سے مکہ مکرمہ کی بلندی پر اتریں وہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک خیمہ کھڑا کیا گیا۔

لشکر کی ترتیب وتقسیم اور ہدایات کے بعد دستے مکہ مکرمہ کی طرف اپنے اپنے مقررہ راستوں کی طرف گامزن ہو گئے،

عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، أَنَّهُ قَالَ زَمَنَ الفَتْحِ:يَا رَسُولَ اللهِ، أَيْنَ تَنْزِلُ غَدًا إِنْ شَاءَ اللهُ؟ وَذَلِكَ زَمَنَ الْفَتْحِ ،قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:وَهَلْ تَرَكَ لَنَا عَقِيلٌ مِنْ مَنْزِلٍ

اسامہ رضی اللہ عنہ بن زید نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پوچھا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم !ہم کل کہاں اتریں گے؟رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکان پر جو ام المومنین خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے ملا تھا عقیل بن ابوطالب نے قبضہ کرلیا تھا،اس لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عقیل نے ہمارے لئے مکان ہی کہاں چھوڑا ہے۔[1]

عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَنَّهُ قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَيْنَ تَنْزِلُ فِي دَارِكَ بِمَكَّةَ؟فَقَالَ: وَهَلْ تَرَكَ لَنَا عقيل مِنْ رِبَاعٍ أَوْ دُورٍ

ایک اور روایت میں اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے پوچھا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم !آپ مکہ مکرمہ میں اپنے گھر میں قیام فرمائیں گے؟نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا عقیل نے ہمارے مکان یا حویلیاں چھوڑی ہیں جہاں ہم اتریں؟۔[2]

وَقَالَ الْقُرْطُبِيُّ يُحْتَمَلُ أَنْ يَكُونَ مُرَادُ الْبُخَارِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنَّ عَلَى أَهْلِ مَكَّةَ بِأَمْوَالِهِمْ وَدُورِهِمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ يُسْلِمُوا

امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں شاید امام بخاری رحمہ اللہ کی مراد یہ ہو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ والوں پر ان کے اسلام سے پہلے ہی یہ احسان فرمادیا تھا کہ ان کے مال اور گھر ہر حالت میں ان کی ہی ملکیت تسلیم کر لیے اس طرح عقیل رضی اللہ عنہ کے لیے اپنے گھر سب سے پہلے ہی بخش

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ أَيْنَ رَكَزَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّايَةَ يَوْمَ الفَتْحِ؟ ۴۲۸۲ ،مسند احمد ۲۱۷۵۲

[2] صحیح بخاری کتاب المناسک بَابُ تَوْرِيثِ دُورِ مَكَّةَ، وَبَيْعِهَا وَشِرَائِهَا، وَأَنَّ النَّاسَ فِي المَسْجِدِ الحَرَامِ سَوَاءٌ خَاصَّةً ۱۵۸۸،صحیح مسلم کتاب الحج بَابُ النُّزُولِ بِمَكَّةَ لِلْحَاجِ، وَتَوْرِيثِ دُورِهَا ۳۲۹۴،زادالمعاد ۳؍۱۰۶،السیرة النبویة لابن کثیر ۳؍۵۶۱

دیے تھے۔ [1]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْزِلُنَا إِنْ شَاءَ اللهُ، إِذَا فَتَحَ اللهُ الخَيْفُ حَيْثُ تَقَاسَمُوا عَلَى الكُفْرِ

ایک دوسری روایت میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہمیں فتح عطا فرمائی تو ہم ان شاء اللہ خیف بنی کنانہ (محصب) میں اتریں گے جہاں بنوکنانہ اور قریش نے معاہدہ کر کے بنو ہاشم اور بنو مطلب کو نکال دیا تھا۔ [2]

حسب ہدایت خالد رضی اللہ عنہ بن ولید مکہ مکرمہ میں نچلی جانب سے داخل ہوئے۔

أَنَّ صَفْوَانَ بْنَ أُمَيَّةَ وَعِكْرِمَةَ بْنَ أَبِي جَهْلٍ وَسُهَيْلَ بْنَ عَمْرٍو كَانُوا قَدْ جَمَعُوا نَاسًا بِالْخَنْدَمَةِ لِيُقَاتِلُواوَأُصِيبَ مِنْ الْمُشْرِكِينَ نَاسٌ قَرِيبٌ مِنْ اثْنَيْ عَشَرَ رَجُلًا، أَوْ ثَلَاثَةَ عَشَرَ رَجُلًا، ثُمَّ انْهَزَمُوا فَقُتِلَ كُرْزُ بْنُ جَابِرٍ الفهرىّ، وخُنَيْسُ بْنُ خَالِدِ بن ربيعة مِنَ الْمُسْلِمِينَ،وَكَانَا فِي خَيْلِ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ فَشَذَّا عَنْهُ فَسَلَكَا طَرِيقًا غَيْرَ طَرِيقِهِ فَقُتِلَا جَمِيعًا

ابن اسحاق کی روایت ہے صفوان بن امیہ، عکرمہ بن ابی جہل اور سہیل بن عمرو نے مجاہدین اسلام کے مقابلے کے لئے کچھ اوباشوں کو ساتھ لے کر مقام خندمہ پر خالد رضی اللہ عنہ بن ولید کے مقابلہ پر آئے تو مشرکین کے بارہ تیرہ آدمی مارے گئے اور باقی لوگوں نے راہ فرار اختیار کی، اور مجاہدین اسلام میں سے کرز بن جابر الفہری اور خنیس بن خالد بن ربیعہ نے جو لشکر سے بچھڑ گئے تھے دونوں نے جام شہادت نوش کیا۔ [3]

فَقُتِلَ مِنْ خَيْلِ خَالِدِ بْنِ الوَلِيدِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَوْمَئِذٍ رَجُلاَنِ: حُبَيْشُ بْنُ الأَشْعَرِ، وَكُرْزُ بْنُ جابِرٍ الفِهْرِيُّ

صحیح بخاری میں ہے خالد رضی اللہ عنہ بن ولید کے دستے میں دو آدمی جیش بن اشعر اور کرز بن جابر فہری شہید ہوئے۔ [4]

حُبَيْشُ بْنُ الأَشْعَرِ وَهُوَ لَقَبٌ وَاسْمُهُ خَالِدُ بْنُ سَعْدِ بْنِ مُنْقِذِ بْنِ رَبِيعَةَ بْنِ أَخْزَمَ الْخُزَاعِيُّ وَهُوَ أَخُو أُمِّ مَعْبَدٍ الَّتِي مَرَّ بِهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُهَاجِرًا

علامہ ابن حجر رحمہ اللہ حُبَيْشُ بْنُ الأَشْعَرِ کے بارے میں کہتے ہیں اشعر لقب ہے اس کا اصل نام خالد بن سعد بن منقذ بن ربیعہ خزاعی تھا، یہ ام معبد کا بھائی تھا جس نے سفر ہجرت کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش آمدید کہا تھا۔ [5]

فقتل من المسلمين ثلاثة وهم: كُرْزُ بْنُ جَابِرٍ من بني محارب بْن فهر، وحبيش بن خَالِد بْن ربيعَة بْن أَصْرَم الْخُزَاعِيّ، وسَلمَة بْن الميلاء الْجُهَنِيّ، رَضِيَ اللهُ عنهم ،وقتل من الْمُشْرِكين ثَلَاثَة عشر رجلا

---

[1] فتح الباری ۶/۱۷۶

[2] صحيح بخارى كتاب المغازى بَابٌ أَيْنَ رَكَزَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّايَةَ يَوْمَ الفَتْحِ؟۴۲۸۴

[3] ابن ہشام۲/۴۰۷ ،الروض الانف ۷/۲۲۱،عيون الآثر ۲/۲۲۲،زادالمعاد۳/۳۵۷

[4] صحيح بخارى كِتَابُ المَغَازِي بَابٌ أَيْنَ رَكَزَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّايَةَ يَوْمَ الفَتْحِ؟۴۲۸۰،دلائل النبوة للبيهقى ۵/۳۸

[5] فتح الباری ۸/۱۰

ایک روایت میں ہے لشکر اسلام میں سے تین مجاہدین کرز بن جابر الفہری اور خنیس بن خالد بن ربیعہ اور سلمہ بن میلا جہنی نے جام شہادت نوش کیا اور مشرکین میں سے تیس آدمی جہنم واصل ہوئے۔ (۱)

صفوان بْن أُميّة وَسُهَيْلُ بْن عَمْرو وَعِكْرِمَةُ بْن أَبِي جَهْلٍ فِي جمع مِن قريش بِالْخَنْدَمَةِ، فمنعوه مِن الدخول وشهرواالسّلَاحَ ورموا بِالنَّبْلِ فَصَاحَ خَالِدٌ فِي أَصْحَابِهِ وَقَاتَلَهُمْ ،فَقَتَلَ أربعة وعِشْرِينَ رَجُلًا مِن قريش وأَرْبَعَةٌ نفر مِنْ هُذَيْلٍ،وَانْهَزَمُوا أقبح الانهزام

ابن سعد میں ہے صفوان بن امیہ، سہیل بن عمرو اور عکرمہ بن ابوجہل کچھ لوگوں کے ساتھ الخندمہ میں جمع ہوئے،اور خالد رضی اللہ عنہ بن ولید کو مکہ مکرمہ میں داخل ہونے سے روکا انہوں نے اپنے ہتھیار نکال لئے اور مجاہدین پر تیراندازی کی خالد بن ولید بھی اپنے دستہ کے ساتھ مقابلہ پر آگئے اور ان سے جنگ کی، جس سے قریش کے چوبیس آدمی اور چار آدمی ہذیل کے قتل ہو گئے جو بچے وہ بری طرح بھاگ نکلے۔ (۲)
بعض مورخین نے مقتولین کی تعداد ستر بھی بتائی ہے۔

وَقُتِلُوا بِالْحَزْوَرَةِ حَتَّى بَلَغَ قَتْلُهُمْ بَابَ الْمَسْجِدِ، وَفَرَّ بَعْضُهُمْ حَتَّى دَخَلُوا الدُّورَ ثُمَّ انْهَزَمُوا وَانْهَزَمَ حماس صَاحِبُ السِّلَاحِ، حَتَّى دَخَلَ بَيْتَهُ فَقَالَ لِامْرَأَتِهِ: أَغْلِقِي عَلَيَّ بَابِي، فَقَالَتْ: وَأَيْنَ مَا كُنْتَ تَقُولُ؟فَقَالَ

اور پناہ حاصل کرنے کے لئے مسجد الحرام کے دروازے کی طرف بھاگتے ہوئے حزورہ تک ان کا قتل جاری رہا یہاں تک کہ وہ اپنے گھروں میں داخل ہو گئے اور اندر سے دروازے بند کر لئے، حماس بن قیس بھی بھاگ کر اپنے گھر میں جا چھپا اور اپنی اہلیہ سے کہا کہ وہ دروازہ بند کر لے،اس کی اہلیہ نے کہا جو تم دعویٰ کیا کرتے تھے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو چار اصحاب کو اپنا غلام بناؤ گے اس کا کیا ہوا؟ حماس بن قیس نے جواب دیا۔

إِنَّكِ لَوْ شَهِدْتِ يَوْمَ الْخَنْدَمَهْ | إِذْ فَرَّ صفوان وَفَرَّ عكرمه
اگر تم نے جنگ خندمہ کا حال دیکھا ہوتا | جب کہ صفوان اور عکرمہ بھاگ کھڑے ہوئے

وَاسْتَقْبَلَتْنَا بِالسُّيُوفِ الْمُسْلِمَهْ | يَقْطَعْنَ كُلَّ سَاعِدٍ وَجُمْجُمَهْ
اور ہمارا استقبال سونتی ہوئی تلواروں سے کیا گیا | جو کلائیاں اور کھوپڑیاں اس طرح کاٹتی جا رہی تھیں کہ

ضَرْبًا فَلَا نَسمعُ إِلَّا غَمْغَمَهْ | لَهُمْ نَهِيتٌ حوْلَنَا وَهَمْهَمَهْ
پیچھے سوائے ان کے شور و غوغا کے کچھ سنائی نہیں پڑتا تھا

لَمْ تَنْطِقِي فِي اللوْمِ أَدْنَى كَلِمَهْ
تو تم ملامت کی ادنیٰ بات نہ کہتیں

(۱) الفصول فی السیرۃ ۲۰۱/۱
(۲) ابن سعد ۱۰۳/۲

وَانْطَلَقَتْ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ فَوْقَ رُءُوسِ الْجِبَالِ، وَاتَّبَعَهُمْ الْمُسْلِمُونَ وَلَمَّا ظَهَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى ثَنِيَّةِ أَذَاخِرَنَظَرَ إِلَى الْبَارِقَةِ فَقَالَ: مَا هَذِهِ الْبَارِقَةُ، أَلَمْ أَنْهَ عَنْ الْقِتَالِ؟قِيلَ:يَا رَسُولَ اللهِ، خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ قُوتِلَ، وَلَوْ لَمْ يُقَاتَلْ مَا قَاتَلَ!فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَضَى اللهُ خَيْرًا!

ان میں سے ایک جماعت پہاڑوں کی چوٹیوں پر پہنچ گئی اور مجاہدین ان کے تعاقب میں وہاں پہنچ گئے، رسول اللہ ﷺ نے **أَذَاخِرَ** کی طرف پر جب چمکتی تلواریں دیکھیں تو دریافت فرمایا کہ یہ تلواریں کیوں چمک رہی ہیں؟ کیا میں نے لڑائی سے منع نہیں کیا تھا؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! ہمارا خیال ہے کہ کفار نے خالد رضی اللہ عنہ بن ولید سے لڑائی شروع کر دی ہے اور ابتداء کفار کی طرف سے ہی ہوئی ہے اس لئے خالد رضی اللہ عنہ کے لئے بھی لڑائی کے بغیر کوئی چارہ کار نہیں رہا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کا فیصلہ سب سے بہتر ہے [1]

فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ:وَبَعَثَ خَالِدًا عَلَى الْمُجَنِّبَةِ الأُخْرَى،فَبَعَثَ الزُّبَيْرَ عَلَى إِحْدَى الْمُجَنِّبَتَيْنِ،وَبَعَثَ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ عَلَى الْحُسَّرِوهم الذين لَا سِلَاحَ مَعَهُمْ، فَقَالَ:يَا أَبَا هُرَيْرَةَ ، قُلْتُ: لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ، قَالَ: فَقَالَ:اهْتِفْ لِي: يَا لِلأَنْصَارِ وَلا يَأْتِنِي إِلَّا أَنْصَارِيٌّ فَهَتَفَ بِهِمْ فَجَاءُوا، فَأَطَافُوا بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:يَرَوْنَ إِلَى أَوْبَاشِ قُرَيْشٍ وَأَتْبَاعِهِمْ،ثُمَّ قَالَ بِيَدَيْهِ إِحْدَاهُمَا عَلَى الأُخْرَى: احْصُدُوهُمْ حَصْدًا حَتَّى تُوَافُونِي بِالصَّفَا

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے لشکر کے ایک حصہ پر خالد رضی اللہ عنہ بن ولید کو دوسرے پر زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کو اور ان لوگوں پر جن کے پاس دفاع کے ہتھیار نہیں تھے ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر فرمایا، اور رسول اللہ ﷺ نے مجھے پکارا اے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ! میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! میں حاضر ہوں، اور حکم فرمایا کہ میں انصار کو بلاؤں، میں نے انصار کو آواز دی، وہ آئے اور رسول اللہ ﷺ کے گرد جمع ہو گئے، آپ ﷺ نے فرمایا مختلف قبائل سے جمع کیے ہوئے قریش کے پٹھوؤں اور ان کے اتباع کو دیکھتے ہو پھر آپ نے ایک ہاتھ کو دوسرے پر مار کر اشارہ کیا کہ ان کی بیخ کنی کر دو اور فارغ ہو کر صفا کے پاس آ کر مجھے ملو،

فَقَالَ: أَبُو هُرَيْرَةَ: فَانْطَلَقْنَا، فَمَا يَشَاءُ أَحَدٌ مِنَّا أَنْ يَقْتُلَ مِنْهُمْ مَا شَاءَ، وَمَا أَحَدٌ يُوَجِّهُ إِلَيْنَا مِنْهُمْ شَيْئًا قَالَ: فَقَالَ أَبُو سُفْيَانَ: يَا رَسُولَ اللهِ أُبِيحَتْ خَضْرَاءُ قُرَيْشٍ، لا قُرَيْشَ بَعْدَ الْيَوْمِ،قَالَ: فقال رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَنْ أَغْلَقَ بَابَهُ فَهُوَ آمِنٌ، وَمَنْ دَخَلَ دَارَ أَبِي سُفْيَانَ فَهُوَ آمِنٌ، قَالَ: وَالأَنْصَارُ تَحْتَهُ، قَالَ: يَقُولُ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: أَمَّا الرَّجُلُ فَأَدْرَكَتْهُ رَغْبَةٌ فِي قَرْيَتِهِ، وَرَأْفَةٌ بِعَشِيرَتِهِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں چنانچہ ہم وہاں گئے اور جس کو قتل کرنا چاہتے تھے قتل کر دیتے تھے، حتی کہ ابوسفیان رضی اللہ عنہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگے اے اللہ کے رسول ﷺ! قریش کا قتل عام ہو رہا ہے اگر یہی حال رہا تو آج کے بعد قریش کا کوئی فرد باقی نہیں رہے گا، یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے اعلان فرمایا کہ جو اپنے دروازے بند کر لے گا وہ امن میں ہے اور ابوسفیان کی حویلی میں داخل ہو جائے گا اس کے

[1] مغازی واقدی۸۲۶/۲

لئے امن ہے، انصار نے یہ اعلان سنا تو آپس میں ایک دوسرے سے کہنے لگے ان کو اپنے شہر میں رہنے اور اپنی قوم کو بچانے کا خیال آ گیا ہے،

وَقَالَ فِي الْوَحْيِ: فَإِذَا جَاءَ فَلَيْسَ أَحَدٌ يَرْفَعُ طَرْفَهُ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى يَنْقَضِيَ الْوَحْيُ، فَلَمَّا قُضِيَ الْوَحْيُ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ قَالُوا: لَبَّيْكَ رَسُولَ اللهِ ، قَالَ: قُلْتُمْ: أَمَّا الرَّجُلُ فَأَدْرَكَتْهُ رَغْبَةٌ فِي قَرْيَتِهِ وَرَأْفَةٌ بِعَشِيرَتِهِ، قَالُوا: قَدْ كَانَ ذَاكَ، قَالَ: كَلَّا، إِنِّي عَبْدُ اللهِ وَرَسُولُهُ هَاجَرْتُ إِلَى اللهِ وَإِلَيْكُمْ، فَالْمَحْيَا مَحْيَاكُمْ وَالْمَمَاتُ مَمَاتُكُمْ، قَالَ: فَأَقْبَلُوا إِلَيْهِ يَبْكُونَ وَيَقُولُونَ: وَاللهِ مَا قُلْنَا الَّذِي قُلْنَا إِلَّا الضِّنَّ بِاللهِ وَرَسُولِهِ، فقال رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَإِنَّ اللهَ وَرَسُولَهُ يَعْذِرَانِكُمْ وَيُصَدِّقَانِكُمْ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ادھر آپ ﷺ پر وحی نازل ہوئی اور جب وحی نازل ہوتی تھی تو ہمیں پتہ چل جاتا تھا پھر اس کے ختم ہونے تک کوئی آپ کی طرف نظر اٹھا کر نہیں دیکھتا تھا، جب وحی ختم ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے گروہ انصار! انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم حاضر ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم نے کہا ہے کہ اس آدمی کو اپنے شہر میں رہنے اور اپنی قوم کو بچانے کا خیال آ گیا ہے؟ انہوں نے کہا ہاں یہ بات ہوئی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا ایسا کبھی نہیں ہوگا میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں میں نے اللہ تعالیٰ کی طرف اور تمہاری طرف ہجرت کی ہے، اب میری زندگی تمہاری زندگی اور میری موت تمہاری موت ہے، آپ ﷺ سے یہ سن کر انصار رونے لگے اور انہوں نے کہا اللہ کی قسم! ہم نے یہ بات اس لئے کہی ہے کہ ہم کسی حالت میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی جدائی برداشت نہیں کر سکتے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول تمہاری تصدیق کرتے ہیں اور تمہیں معذور جانتے ہیں۔[1]

ایک روایت میں ہے کہ فتح مکہ کے روز عکرمہ کے ہاتھ سے ایک مسلمان شہید ہوا جب آپ کو یہ خبر دی گئی تو آپ نے تبسم فرمایا اور ارشاد کیا قاتل اور مقتول دونوں ہی جنت میں ہیں۔[2]

لَمَّا دَخَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ رَأَى النِّسَاءَ يَلْطِمْنَ وُجُوهَ الْخَيْلِ بِالْخُمُرِ فَتَبَسَّمَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ فَقَالَ يَا أَبَا بَكْرٍ كَيْفَ قَالَ حَسَّانُ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے سال جب مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو آپ نے دیکھا کہ مکہ مکرمہ کی عورتیں گھوڑوں کے چہروں پر اپنے دوپٹے مار رہی ہیں آپ ﷺ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا ابوبکر رضی اللہ عنہ! حسان نے کیا کہا تھا

فَأَنْشَدَهُ قَوْلَهُ

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حسان رضی اللہ عنہ کے یہ شعر پڑھے۔

عَدِمْتُ بُنَيَّتِي إِنْ لَمْ تَرَوْهَا — تُثِيرُ النَّقْعَ مَوْعِدُهَا كَدَاءُ

میری بیٹی مرجائے اگر ایسا نہ ہو کہ تم ہمارے گھوڑوں کو مقام کداء پر غبار اڑاتے دیکھو

---

[1] عیون الآثر ۲/۲۲۳، امتاع الاسماع ۱۳/۳۷۹، شمائل الرسول ﷺ ۲/۳۵۴

[2] مدارج النبوت ۲/۳۹۳

يُنَازِعْنَ الْأَسِنَّةَ مُسْرَجَاتٍ يُلَطِّمُهُنَّ بِالْخُمُرِ النِّسَاءُ

وہ جوش میں سواروں سے اپنی لگامیں چھڑانے کی کوشش کریں گے اور تمہاری عورتیں انہیں اپنے دوپٹے ماریں گی

فَقَالَ أَدْخِلُوهَا مِنْ حَيْثُ قَالَ حَسَّانُ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا گھوڑوں کو اسی مقام سے داخل کرو جس کا ذکر حسان نے کیا ہے۔ [۱]

حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے یہ تیرہ اشعار رسول اللہ ﷺ کی ایما پر قریش کی ہجو میں کہے تھے۔ [۲]

قُبَّةٌ مِنْ أَدَمٍ بِالْحُجُونِ فَمَضَى الزُّبَيْرُ بْنُ الْعَوَّامِ بِرَايَتِهِ حَتَّى رَكَزَهَا عِنْدَهَا وَجَاءَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلَهَا

اس کے بعد خالد رضی اللہ عنہ بن ولید حسب ہدایت کوہ صفا پر رسول اللہ ﷺ سے جا ملے رسول اللہ ﷺ کے لئے ایک چمڑے کا قبہ لگایا گیا زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ نے بھی حسب ہدایت حجون پہنچ کر خیمہ کے پاس رسول اللہ ﷺ کا علم نصب کر دیا، رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور اس کے اندر تشریف لے گئے۔ [۳]

اس کے بعد امن قائم ہو گیا، لوگ مطمئن ہو گئے اور فتح مکمل ہو گئی۔

عَنْ أَبِي كَبْشَةَ الأَنْمَارِيِّ قَالَ: فَلَمَّا دَخَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ وَهَدَأَ النَّاسُ جَاءَا بِفَرَسَيْهِمَا فَقَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُ الْغُبَارَ عَنْ وُجُوهِهِمَا بِثَوْبِهِ وَقَالَ: إِنِّي قَدْ جَعَلْتُ لِلْفَرَسِ سَهْمَيْنِ وَلِلْفَارِسِ سَهْمًا فَمَنْ نَقَصَهُمَا نَقَصَهُ اللَّهُ

ابو کبشہ الانماری کہتے ہیں فتح مکہ کے بعد جب ہر طرف امن وسکون ہو گیا تو زبیر رضی اللہ عنہ اور مقداد رضی اللہ عنہ بن الاسود کندی اپنے گھوڑوں پر سوار رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے، اس موقع پر انہیں یہ عظیم سعادت نصیب ہوئی کہ سید الامم ﷺ کھڑے ہو کر اپنی چادر سے ان کے چہروں سے گرد پونچھنے لگے۔ [۴]

مسجد الحرام میں داخلہ:

بیس رمضان المبارک، بروز دوشنبہ آٹھ ہجری (جنوری ۶۳۰ء) کو آپ ﷺ بغیر حج یا عمرہ کا احرام باندھے مہاجرین وانصار کے جھرمٹ میں مسجد الحرام میں داخل ہوئے،

لَمْ يَدْخُلْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ إِلا مُحْرِمًا إِلا يَوْمَ الْفَتْحِ دَخَلَ بِغَيْرِ إِحْرَامٍ

---

[۱] فتح الباری۸/۱۰،دلائل النبوۃ للبیہقی۵/۴۹

[۲] صحیح مسلم کتاب الْفَضَائِلِ بَابُ فَضَائِلِ حَسَّانَ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ۶۳۹۵

[۳] ابن سعد۲/۱۰۴

[۴] ابن سعد۳/۷۳

ابن سعد میں ہے رسول اللہ ﷺ سوائے فتح مکہ کے دن بیت اللہ میں بغیر احرام کے داخل نہیں ہوئے۔[۱]

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْبَلَ يَوْمَ الفَتْحِ مِنْ أَعْلَى مَكَّةَ عَلَى رَاحِلَتِهِ، مُرْدِفًا أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے دن مکہ مکرمہ کے بالائی حصہ سے اندر داخل ہوئے، آپ اپنی مشہور اونٹنی قصواء پر سوار تھے اور آپ کے پیچھے آپ کے خادم زادے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بھی سوار تھے۔[۲]

جب آپ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو مسلمانوں کی کثرت اس عظیم الشان فتح کو دیکھتے ہوئے اللہ کے سامنے اظہار عجز ونیاز کرتے ہوئے اپنی سواری پر سر جھکائے ہوئے داخل ہوئے اور زبان سے یہ کلمات ادا فرماتے جاتے تھے۔

اللهُمَّ لَا عَيْشَ إِلَّا عَيْشُ الْآخِرَهْ

اے اللہ! حقیقی زندگی تو آخرت ہی کی زندگی ہے

كَانَ لِوَاءُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى الله عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْفَتْحِ أَبْيَضَ وَرَايَتُهُ سَوْدَاءَ قِطْعَةَ مِرْطٍ مُرَجَّلٍ وَكَانَتِ الرَّايَةُ تُسَمَّى الْعُقَابُ

اس دن رسول اللہ ﷺ کا چھوٹا جھنڈا سفید رنگ کا اور بڑا علم سیاہ رنگ کا تھا جس کا نام عقاب تھا اور ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی چادر سے بنایا گیا تھا۔[۳]

فَطَافَ بِهِ سَبْعًا عَلَى رَاحِلَتِهِ ، يَسْتَلِمُ الرُّكْنَ بِمِحْجَنٍ فِي يَدِهِ

حجر اسود کو بوسہ دیا اور اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر بیت اللہ کے سات طواف کیے اور اپنے عصا سے جو آپ کے ہاتھ میں تھی حجر اسود کو چھو کر بوسہ دیا۔[۴]

طَافَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْبَيْتِ عَلَى رَاحِلَتِهِ، آخِذٌ بِزِمَامِهَا مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ

محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ ساتوں چکر میں رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی کی نکیل تھامے رہے۔[۵]

وہی بیت اللہ جو خلیل اللہ کا تعمیر کردہ تھا وہی کعبہ جو رسول بت شکن کی یادگار تھا

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ، وَحَوْلَ البَيْتِ سِتُّونَ وَثَلاَثُ

---

[۱] ابن سعد۱۰۶؍۲

[۲] صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ دُخُولِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَعْلَى مَكَّةَ ۴۲۸۹

[۳] دلائل النبوة للبیہقی ۶۸؍۵

[۴] ابن ہشام۴۱۱؍۲،الروض الانف۲۳۰؍۷،عیون الآثر۲۲۶؍۲،البدایة والنهایة۳۴۴؍۴،السیرة النبویة لابن کثیر۵۶۹؍۳

[۵] مغازی واقدی۸۳۲؍۲

مِائَةِ نُصُبٍ، فَجَعَلَ يَطْعُنُهَا بِعُودٍ فِي يَدِهِ، وَيَقُولُ:{جَاءَ الحَقُّ وَزَهَقَ البَاطِلُ، إِنَّ البَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا}[۱]، {جَاءَ الحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ البَاطِلُ وَمَا يُعِيدُ}[۲]

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں (فتح کے بعد) داخل ہوئے تو کعبہ کے چاروں طرف تین سو ساٹھ بت نصب تھے، جن کے پیر سیسہ سے مضبوطی سے جمائے ہوئے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں کمان تھی آپ اس سے بت کی آنکھ میں چوکا مارتے اور فرماتے ’’حق آ گیا اور باطل مٹ گیا اور بلاشبہ باطل مٹنے والا ہی ہے۔‘‘حق آ گیا اور اس کے مقابلہ میں باطل کی کچھ پیش نہ گئی۔‘‘[۳]

فَيَقَعُ الصَّنَمُ لِوَجْهِهِ

تو وہ بت منہ کے بل اوندھے گر پڑتے۔[۴]

وَأُخْرِجَتِ الرَّاحِلَةُ، وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ، ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى زَمْزَمَ فَاطَّلَعَ فِيهَا وَقَالَ:لَوْلَا أَنْ تُغْلَبَ بَنُو عَبْدِ الْمُطَّلِبِ عَلَى سِقَايَتِهِمْ لَنَزَعْتُ مِنْهَا بِيَدِي دَلْوًافَنَزَعَ لَهُ الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ دَلْوًا فَشَرِبَ مِنْهُ وَتَوَضَّأَ وَالْمُسْلِمُونَ يَبْتَدِرُونَ وَضُوءَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُبُّونَهُ عَلَى وُجُوهِهِمْ وَالْمُشْرِكُونَ يَنْظُرُونَ إِلَيْهِمْ يَتَعَجَّبُونَ وَيَقُولُونَ: مَا رَأَيْنَا مُلْكًا قَطُّ بَلَغَ هَذَا وَلَا سَمِعْنَا بِهِ

طواف سے فارغ ہو کر سواری سے اترے اور مقام ابراہیم پر دو نفلیں ادا کیں، پھر چاہ زمزم پر تشریف لائے اور فرمایا اگر اس پر بنو عبد المطلب کا تسلط نہ ہوتا تو میں اس میں سے ایک ڈول پانی کھینچتا، اس پر عباس رضی اللہ عنہ بن عبد المطلب نے ایک ڈول پانی نکال کر آپ کو دیا جس سے آپ نے پیا اور وضو فرمایا، مسلمان آپ کے وضو کا پانی لینے کے لئے ایک دوسرے پر گرے جا رہے تھے اور یہ پانی اپنے چہروں پر مل رہے تھے ،مشرکین یہ دیکھ کر تعجب کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ ہم نے کبھی ایسا عظیم بادشاہ نہ کبھی دیکھا نہ سنا۔[۵]

بیت اللہ کی چابی حاصل کرنا:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ؛ كَانَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْفَتْحِ قَاعِد وَأَبُو بَكْرٍ قَائِم عَلَى رَأْسِهِ بِالسَّيْفِ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد الحرام کے ایک حصہ میں تشریف فرما ہوئے اور سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ کے سرہانے تلوار لے کر کھڑے ہو گئے۔[۶]

[۱] الإسراء: 81

[۲] سبأ: 49

[۳] صحيح بخارى كتاب التفسيربَابُ وَقُلْ جَاءَ الحَقُّ وَزَهَقَ البَاطِلُ إِنَّ البَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا ۴۷۲۰،دلائل النبوة للبيهقى ۵٫۷۰

[۴] مغازى واقدى ۲٫۸۳۲

[۵] دلائل النبوة للبيهقى ۵٫۳۹،مغازى واقدى ۲٫۸۳۲

[۶] مسندالبزار ۸۷۷۴،شرح الزرقانی علی المواهب ۳٫۴۶۴

دَعَا عُثْمَانَ بْنَ طَلْحَةَ، فَأَخَذَ مِنْهُ مِفْتَاحَ الْكَعْبَةِ، فَأَمَرَ بِهَا فَفُتِحَتْ فَدَخَلَهَاوَرَأَى إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ عَلَيْهِمَا السَّلاَمُ بِأَيْدِيهِمَا الأَزْلاَمُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَاتَلَهُمُ اللهُ، لَقَدْ عَلِمُوا: مَا اسْتَقْسَمَا بِهَا قَطُّ

آپ ﷺ نے کعبہ کے دربان عثمان بن طلحہ کو بلاکر ان سے بیت اللہ کی چابی لی اور بیت اللہ کا دروازہ کھولنے کا حکم دیااور اس میں داخل ہوئے،اس میں بت رکھے ہوئے تھے جن میں ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام کے مجسمے بھی تھے جن کے ہاتھوں میں قسمت آزمائی کے تیر تھمائے ہوئے تھے(مشرکین مکہ کا رواج تھا کہ جب کوئی جانور ذبح کرتے تو اس کے کئی حصہ دار ہوجاتے تھے،انہوں نے کئی تیر پہلے سے وہ کعبہ اللہ میں رہے ہوئے تھے جن کا جد اجدا نام ہوتا تھا، کسی تیر پر زیادہ حصہ دار تھے، کسی پر کم حصہ دار تھے اور کسی پر کچھ حصہ نہ ہوتا تھا،مشرکین ان تیروں کو لے کر ایک تھیلے میں ڈال لیتے تھے پھر حصہ داروں میں سے ہر ایک کے نام پر ایک ایک تیر نکالتے تھے جس کے نام کے ساتھ زیادہ حصوں والا تیر نکلتا وہ بہت سعادت مند سمجھا جاتا حتی کہ جس کے نام پر ایسا تیر نکلتا جس کا کوئی حصہ نہ ہوتا تو وہ شخص منحوس سمجھا جاتااور پھر اس کو دوسرے ساتھی لعن طعن کرتے تھے،اس شرک وبدعت کی مشرکین کے ہاں بڑی وقعت تھی،اس لئے انھوں نے کعبہ میں بھی(نعوذ باللہ)ابراہیم واسماعیل کی تصویروں میں یہ تیر پکڑا رکھے تھے)نبی کریم ﷺ نے ان کی تردید کرتے ہوئے فرمایااللہ تعالیٰ مشرکوں کو برباد کرے اللہ کی قسم!ان کو معلوم ہے کہ انہوں نے ان تیروں کے ساتھ کبھی قسمت آزمائی نہیں کی تھی۔[1]

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ:دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ البَيْتَ، فَوَجَدَ فِيهِ صُورَةَ إِبْرَاهِيمَ، وَصُورَةَ مَرْيَمَ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے نبی کریم ﷺ بیت اللہ میں داخل ہوئے تو وہاں ابراہیم علیہ السلام اور مریم کے بت رکھے ہوئے دیکھے۔[2]

فَوَجَدَ فِيهَا حَمَامَةً مِنْ عِيدَانٍ، فَكَسَرَهَا بِيَدِهِ ، ثُمَّ أَمَرَ بِتِلْكَ الصُّوَرِ كُلِّهَا فَطُمِسَتْ

وہاں آپ نے لکڑی کی بنی ہوئی ایک کبوتری کی تصویر بھی دیکھی جس کو آپ نے اپنے ہاتھ سے توڑ دیا اور بیت اللہ کے اندر موجود سب تصویروں کو مٹانے،بیت اللہ کی چھت پر نصب ہبل اور تمام بتوں کو توڑنے کا حکم دیا چنانچہ تمام بت مسجد سے باہر نکال کر توڑ یا جلادیئے گئے اور تمام تصاویر مٹادی گئیں۔[3]

عَنْ جَابِرٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ زَمَنَ الْفَتْحِ وَهُوَ بِالْبَطْحَاءِ أَنْ يَأْتِيَ الْكَعْبَةَ، فَيَمْحُوَ كُلَّ صُورَةٍ فِيهَا

جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب کو فتح مکہ کے موقع پر حکم فرمایا جبکہ آپ خود وادی بطحاء میں ٹھیرے

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ أَيْنَ رَكَزَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّايَةَ يَوْمَ الفَتْحِ؟ ۴۲۸۸،وکتاب احادیث الانبیائبابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى وَاتَّخَذَ اللهُ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا ۳۳۵۲،دلائل النبوۃ للبیہقی ۷۲/۵، البدایۃ والنہایۃ ۱۹۴/۱، زادالمعاد ۳۵۸/۳

[2] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیائبابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى وَاتَّخَذَ اللهُ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا ۳۳۵۱

[3] ابن ہشام ۴۱۳/۲،الروض الانف ۲۳۳/۷

ہوئے تھے کہ کعبہ میں جائیں اور اس میں موجود تمام تصاویر کو مٹادیں۔[1]

چنانچہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اندر داخل ہوئے اور سب تصویروں کو کھرچ کر مٹادیا

وانجروا عَلَى زَمْزَمَ يغسلون الكعبة ظَهْرَهَا وبَطْنَهَا فلم يدعو أثرا مِنْ الْمُشْرِكِينَ إلا محوه وغَسَّلُوهُ

جب تمام تصویریں مٹادی گئیں تو بیت اللہ کو اندر اور باہر سے زمزم سے دھویا گیااور مشرکین کے سارے برے اثرات کوختم اور دھوڈالا گیا۔[2]

اس موقع پر راشد بن عبد رب رضی اللہ عنہ نے یہ اشعار پڑھے۔

قَالَتْ هَلُمَّ إِلَى الْحَدِيثِ فَقُلْتُ لَا　　　يَأْبَى عَلَيْكِ اللهُ وَالْإِسْلَامُ

محبوبہ نے کہااور مل کر باتیں کریں، میں نے کہانہیں　　　اب تو اللہ اور اسلام تمہارے پاس آنے سے روکتے ہیں

لَوْ قَدْ رَأَيْتِ مُحَمَّدًا وَقَبِيلَهُ　　　بِالْفَتْحِ يَوْمَ تُكَسَّرُ الْأَصْنَامُ

اگر اس دن تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے قبیلہ کو دیکھتی　　　فتح مکہ کے موقعہ پر جب بتوں کو توڑا جارہا تھا

لَرَأَيْتِ دِينَ اللهِ أَضْحَى بَيِّنًا　　　وَالشِّرْكُ يَغْشَى وَجْهَهُ الْإِظْلَامُ

تو دیکھتی کہ اللہ کے دین کا نور تاباں و درخشاں ہے　　　اور شرک کے چہرے پر سیاہی چھارہی ہے۔[3]

عباس رضی اللہ عنہ بن مرداس نے بھی اس پرمسرت موقع پر ایک پرزور قصیدہ کہا۔

بیت اللہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: دَخَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَيْتَ وَمَعَهُ أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ، وَبِلَالٌ، وَعُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ، فَأَجَافُوا عَلَيْهِمِ الْبَابَ طَوِيلًا

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ،بلال رضی اللہ عنہ ،اسامہ رضی اللہ عنہ بن زید اور عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ چاروں بیت اللہ میں داخل ہوئے اور بیت اللہ کا دروازہ بند کردیا گیااور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کافی دیر تک اندر ٹھیرے رہے۔[4]

ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ: أَخْبَرَنِي أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا دَخَلَ الْبَيْتَ، دَعَا فِي نَوَاحِيهِ كُلِّهَا، وَلَمْ يُصَلِّ فِيهِ حَتَّى خَرَجَ، فَلَمَّا خَرَجَ رَكَعَ فِي قُبُلِ الْبَيْتِ رَكْعَتَيْنِ

---

[1] سنن ابوداودكتاب اللباس بَابٌ فِي الصُّوَرِ ۴۱۵۶،ابن سعد۱۰۸؍۲،دلائل النبوة للبیھقی۷۳؍۵،شرح الزرقانی علی المواھب۴۶۵؍۳

[2] شرح الزرقانی علی المواھب۴۶۶؍۳

[3] زادالمعاد۳۶۳؍۳،الروض الانف۲۴۱؍۷،عیون الآثر۲۲۸؍۲،البداية والنهاية ۳۵۲؍۴،شرح الزرقانی علی المواھب۴۶۰؍۳

[4] صحیح مسلم كتاب الحج بَابُ اسْتِحْبَابِ دُخُولِ الْكَعْبَةِ لِلْحَاجِّ وَغَيْرِهِ، وَالصَّلَاةِ فِيهَا، وَالدُّعَاءِ فِي نَوَاحِيهَا كُلِّهَا ۳۲۳۳

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے مجھے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے بتایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت اللہ میں داخل ہوئے تو اس کے سارے کونوں میں تکبیریں کہیں اور نماز نہیں پڑھی پھر باہر نکل کر خانہ کعبہ کے سامنے نماز (شکرانہ) پڑھی۔ (۱)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ،تَرَكَ عَمُودَيْنِ عَنْ يَمِينِهِ، وَعَمُودًا عَنْ يَسَارِهِ، وَثَلَاثَةَ أَعْمِدَةٍ خَلْفَهُ، ثُمَّ صَلَّى، وَبَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ ثَلَاثَةُ أَذْرُعٍ، صَلَّى بَيْنَ الْعَمُودَيْنِ الْيَمَانِيَيْنِ،وَفِيهَا سِتُّ سَوَارٍ فَقَامَ عِنْدَ سَارِيَةٍ فَدَعَا

جبکہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے بلال رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دروازے کے سامنے کی جانب دیوار کی جانب چلے جب تین ستون پیچھے رہ گئے اور دیوار سے تقریباً تین ہاتھ کا فاصلہ رہ گیا تو وہیں رک گئے اس وقت دو ستون آپ کے دائیں جانب تھے اور ایک ستون بائیں جانب تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں (یمنی) ستونوں کے درمیان کھڑے ہو کر دو رکعت نماز (شکرانہ) ادا فرمائی،اس وقت بیت اللہ کی چھت چھ ستونوں پر تھی،نماز سے فارغ ہو کر بیت اللہ میں گھومے اور اس کے تمام کونوں میں تکبیریں کہیں،اللہ کی وحدانیت کا اعلان کیا پھر دروازہ کھول کر باہر نکلے۔ (۲)

بیت اللہ میں نماز کے بعد خطبہ:

اس وقت مسجد الحرام لوگوں سے کھچا کھچ بھری ہوئی تھی،اور سب لوگ بے تاب تھے کہ دشمنوں کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیا حکم فرماتے ہیں

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ عَلَى بَابِ الْكَعْبَةِ،فَقَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، صَدَقَ وَعْدَهُ، وَنَصَرَ عَبْدَهُ، وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ، أَلَا كُلُّ مَأْثُرَةٍ أَوْ دَمٍ أَوْ مَالٍ يُدَّعَى فَهُوَ تَحْتَ قَدَمَيَّ هَاتَيْنِ إِلَّا سَدَانَةَ الْبَيْتِ وَسِقَايَةَ الْحَاجِّ، أَلَا وَقَتِيلُ الْخَطَأِ شِبْهِ الْعَمْدِ بِالسَّوْطِ وَالْعَصَا، فَفِيهِ الدِّيَةُ مُغَلَّظَةً، مِائَةٌ مِنْ الْإِبِلِ، أَرْبَعُونَ مِنْهَا فِي بُطُونِهَا أَوْلَادُهَا. يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ، إِنَّ اللَّهَ قَدْ أَذْهَبَ عَنْكُمْ نَخْوَةَ الْجَاهِلِيَّةِ، وَتَعَظُّمَهَا بِالْآبَاءِ، النَّاسُ مِنْ آدَمَ، وَآدَمُ مِنْ تُرَابٍ، ثُمَّ تَلَا هَذِهِ الْآيَةَ: يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَاۗىِٕلَ لِتَعَارَفُوْا، اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ 49:13... الْآيَةَ كُلَّهَا. ثُمَّ قَالَ: يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ، مَاذَا تَقُولُونَ وَمَاذَا تَظُنُّونَ؟نَقُولُ خَيْرًا وَنَظُنُّ خَيْرًا، أَخٌ كَرِيمٌ وَابْنُ أَخٍ كَرِيمٍ، وَقَدْ قَدَرْتَ!فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَإِنِّي أَقُولُ كَمَا قَالَ أَخِي يُوسُفُ:قَالَ لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ ۭ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ ۡ وَهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ، ثُمَّ قَالَ:اذْهَبُوا فأنتم الطلقاء

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ کے دروازے پر کھڑے ہوئے،دروازے کی چابی آپ کے ہاتھ میں تھی اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خطبہ ارشاد فرمایا اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں،اس نے اپنا وعدہ سچا کر دکھایا اپنے بندے کی مدد فرمائی اور دشمنوں کی تمام جماعتوں کو اس نے تنہا شکست دی،آگاہ ہو جاؤ جو خصلت وعادت خواہ وہ جانی ہو یا مالی ہو جس کا دعویٰ کیا جاسکے وہ سب میرے قدموں کے نیچے ہیں مگر بیت اللہ کی دربانی

---

(۱) صحیح مسلم کتاب الحج بَابُ اسْتِحْبَابِ دُخُولِ الْكَعْبَةِ لِلْحَاجِّ وَغَيْرِهِ، وَالصَّلَاةِ فِيهَا، وَالدُّعَاءِ فِي نَوَاحِيهَا كُلِّهَا ۳۲۲۷

(۲) صحیح مسلم کتاب الحج بَابُ اسْتِحْبَابِ دُخُولِ الْكَعْبَةِ لِلْحَاجِّ وَغَيْرِهِ، وَالصَّلَاةِ فِيهَا، وَالدُّعَاءِ فِي نَوَاحِيهَا كُلِّهَا ۳۲۳۰،۳۲۳۶،۳۲۳۸

اور حاجیوں کو زمزم کا پانی پلانے کا اعزاز حسب دستور قائم رہے گا، خبر دار قتل خطا، شبہ عمد کی دیت، جو کوڑے یا لاٹھیوں کے ذریعہ ہو سو اونٹ وصول کی جائے گی جس میں چالیس حاملہ اونٹنیاں ہوں گی، اے گروہ قریش! اللہ تعالیٰ نے جاہلیت کی نخوت وغرور اور آباؤاجداد پر فخر کرنے کو باطل کر دیا سب لوگ آدم سے ہیں اور آدم مٹی سے، اس کے بعد یہ آیت تلاوت فرمائی'' لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور پھر تمہاری قومیں اور برادریاں بنادیں تا کہ تم ایک دوسرے کو پہچانو، درحقیقت اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تمہارے اندر سب سے زیادہ پرہیز گار ہے یقیناً اللہ سب کچھ جاننے والا اور باخبر ہے۔'' پھر رحمۃ للعالمین ﷺ نے نظر اٹھائی تو جبارین قریش سامنے تھے جو اسلام کا مٹانے کے پیش رو تھے، وہ بھی تھے جن کی زبانیں رسول اللہ ﷺ پر گالیاں برساتی تھیں، وہ بھی تھے جنہوں نے اللہ کے رسول کے راستے میں کانٹے بچھائے تھے اور وہ ظالم بھی تھے جو اپنی پیاس رسول اللہ ﷺ کے خون سے بجھانا چاہتے تھے، اور وہ بھی جو مسلمانوں کو جلتی رہت پر لٹا کر ان کے سینوں پر آتشیں مہریں لگایا کرتے تھے، مگر آج بے بس تھے، سر جھکائے کھڑے تھے رحمۃ للعالمین ﷺ نے ان کی طرف دیکھا اور درشت لہجہ میں پوچھا اے گروہ قریش! تمہارا میری نسبت کیا خیال ہے کہ میں تمہارے ساتھ کیا سلوک کروں گا، سہیل بن عمرو جو بعد میں مسلمان ہو گئے تھے فی البدیہہ کہا'' خیر ہی کہتے ہیں اور خیر ہی کا گمان رکھتے ہیں آپ شریف بھائی ہیں اور شریف بھائی کے بیٹے ہیں اور انتقام پر ہر طرح قادر ہیں۔'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں تم سے وہی کہتا ہوں جو یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے کہا تھا'' آج تم پر کوئی گرفت نہیں، اللہ تمہیں معاف کرے وہ سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والا ہے۔'' جاؤ تم سب آزاد ہو۔[۱]

عفو عام کے بعد چند خاص مجرموں کے بارے میں حکم:

رحمۃ العالمین، خاتم النبیین محمد رسول اللہ ﷺ نے ہر اس شخص کو معاف فرما دیا جو محسن عالم کا باغی تھا جس نے آپ کی راہ میں کانٹے بچھائے تھے جنہوں نے آپ پر پتھر برسائے تھے جنہوں نے آپ کی ایڑیوں کو لہولہان کر دیا تھا جو آپکی دعوت کا مذاق اڑاتے اور آپ کو (نعوذ باللہ) شاعر، کاہن جادوگر وغیرہ کے القاب سے نوازتے تھے، ان میں وہ بھی تھے جو آپ کے جانثاروں کو دین حق سے ہٹانے کے لئے تپتی ہوئی ریت پر لٹا کر چٹانوں سے دبادیتے تھے جو ان کے نحیف وکمزور جسم کو لوہے کی گرم سلاخوں سے داغتے تھے ان میں وہ لوگ بھی تھے جن کی تلواروں نے مقابلہ کرنے کی گستاخیاں کی تھیں الغرض جو ہر ممکن طریقہ سے دعوت اسلام کو روکنے کے لئے جان کی بازی لگائے ہوئے تھے

إِلَّا أَنَّهُ قَدْ عَهِدَ فِي نَفَرٍ سَمَّاهُمْ أَمَرَ بِقَتْلِهِمْ وَإِنْ وُجِدُوا تَحْتَ أَسْتَارِ الْكَعْبَةِ

مگر چند اشخاص کے بارے میں جو غایت درجہ گستاخ تھے ان کے بارے میں حکم ہوا کہ جہاں کہیں ملیں قتل کر دیئے جائیں خواہ وہ بیت اللہ کے پردوں میں چھپے ہوں۔[۲]

اللہ تعالیٰ کا ایسے لوگوں کے بارے میں یہی حکم ہے۔

---

[۱] ابن ہشام ۴۱۲؍۲،الروض الانف ۲۳۱؍۷،عیون الآثر۲۲۶؍۲، زادالمعاد ۳۵۸؍۳، شرح الزرقانی علی المواهب ۴۳۱؍۳،البدایة والنهایة۳۴۴؍۴ ،تاریخ طبری ۶۰؍۳،مغازی واقدی۸۳۵؍۲

[۲] ابن ہشام۴۰۹؍۲،الروض الانف۲۲۵؍۷

مَّلۡعُوۡنِيۡنَ ۚ اَيۡنَمَا ثُقِفُوۡۤا اُخِذُوۡا وَقُتِّلُوۡا تَقۡتِيۡلًا ﴿۶۱﴾ سُنَّةَ اللّٰهِ فِى الَّذِيۡنَ خَلَوۡا مِنۡ قَبۡلُ ۚ وَلَنۡ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبۡدِيۡلًا ﴿۶۲﴾ [1]

ترجمہ: ان پر ہر طرف سے لعنت کی بوچھاڑ ہو گی جہاں کہیں پائے جائیں گے پکڑے جائیں گے اور بری طرح مارے جائیں گے، یہ اللہ کی سنت ہے جو ایسے لوگوں کے معاملے میں چلی آ رہی ہے اور تم اللہ کی سنت میں کوئی تبدیلی نہ پاؤ گے۔

مگر بعد میں ان میں سے اکثر نے اسلام قبول کر لیا۔ ان کے نام یہ ہیں۔

عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي سَرْحٍ،عَبْدُ اللهِ بْنُ خَطَلٍ،عِكْرِمَةُ بْنُ أَبِي جَهْلٍ،مِقْيَس بْنُ صُبَابَةَ،هَبَّارُ بْنُ الْأَسْوَدِ،الحَارِثِ بن نفيل،زُهَيْرِ بِنِ أَبِي أُمَيَّةَ،كَعْبُ بْنُ زُهَيْرٍ،صَفْوَان بن أُمَيَّة،وَحْشِيُّ بْنُ حَرْبٍ،هِنْدَ بِنْتِ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ،وَقَيْنَتَيْنِ لِأَبِي خَطَلٍ: قُرَيْنَا وَقُرَيْبَةَ، وَيُقَالُ: فَرْتَنَا وَأَرْنَبَةَ،وسارة مَوْلَاةٌ لِبَعْضِ بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ

۱۔عبد اللہ بن ابی سرح بن حارث عامری (عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے رضاعی بھائی) ۲۔عبد اللہ بن خطل ۳۔عکرمہ بن ابی جہل ۴۔ حارث بن نفیل ۵۔ مقیس بن صبابہ ۶۔ ہبار بن اسود بن مطلب ۷۔ کعب بن زہیر بن ابی سلمی مزنی ۸۔ حارث بن ہشام مخزومی (ابو جہل کے حقیقی بھائی) ۹۔ زہیر بن ابی امیہ مخزومی (ام سلمہ کا بھائی) ۱۰۔صفوان بن امیہ بن خلف ۱۱۔ وحشی بن حرب (حمزہ بن عبد المطلب کا قاتل) ۱۳۔ اور عورتوں میں ہند بن عتبہ (ابوسفیان کی بیوی اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی والدہ) عبد اللہ بن خطل کی دولونڈیاں فرتنا اور ارنبہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو گایا کرتی تھیں۔ ۱۴۔ بنو مطلب بن عبد مناف کی باندی۔

عبد اللہ بن ابی سرح بن حارث عامری

یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کے لئے سخت موذی تھا،اس نے پہلے اسلام قبول کر لیا تھا مگر پھر مرتد ہو کر مکہ مکرمہ واپس چلا گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخانہ باتیں کرنے لگا،اس لئے فتح مکہ کے دن ان کا خون بہانا مباح قرار دیا گیا،

وإنما أمر صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بقتل عَبْدُ اللهِ بن أَبِي سَرْحٍ، لأنه كان أسلم قبل الفتح وكان يكتب لرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الوحي،وكان صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إذا أملى عليه سَمِيعًا بَصِيرًا كتب عَلِيمًا حَكِيمًا، وإذا أملى عليه حَكِيمًا كتب غَفُورًا رَحِيمًا سَمِيعًا بَصِيرًاوكان يفعل مثل هذه الخيانات حتى صدر عنه أنه قال: إن محمدا لا يعلم ما يقول ،فلما ظهرت خيانته لم يستطع أن يقيم بالمدينة فازتَدَّ وهرب إِلَى مَكَّةَ

سیرت حلبیہ میں مذکور ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے قتل کا حکم اس لئے دیا تھا کہ وہ فتح مکہ سے پہلے اسلام لے آئے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل وحی لکھا کرتے تھے، مگر ان کا حال یہ تھا کہ جب انہیں سَمِيعًا بَصِيرًا لکھواتے تو اس کے بجائے یہ عَلِيمًا حَكِيمًا لکھ دیتے تھے اور جب آپ عَلِيمًا حَكِيمًا لکھواتے تو غَفُورًا رَحِيمًا لکھ دیتے تھے یہ اسی طرح کی خیانتیں کیا کرتے تھے یہاں تک

[1] الاحزاب ۶۱،۶۲

کہ انہوں نے یہاں تک کہہ دیا کہ (نعوذ باللہ) محمد خود نہیں جانتے کہ وہ کیا فرما رہے ہیں، جب اس کی خیانت ظاہر ہوگئی تو یہ مرتد ہو کر مکہ فرار ہوگیا۔

وقيل إنه لما كتب: وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ﴿١٢﴾ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ﴿١٣﴾ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ۗ ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ، تعجب من تفصيل خلق الإنسان فنطق بقوله: فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ قبل إملائه، فقال له رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اكتب ذلك، هكذا أنزلت، فقال عبد الله: إن محمد نبيا يوحى إليه فأنا نبي يوحى إليّ، فارتد ولحق بمكة، فقال لِقُرَيْشٍ: إني كنت أصرف مُحَمَّدًا كَيْفَ شِئْتَ كان يُمْلِي عَلَيْهِ عَزِيزٌ حَكِيمٌ. فأقول أو عَلِيمٌ حَكِيمٌ، فيقول نعم كل صواب، وكل ما أقوله يقول اكتب، هكذا نزلت

ایک روایت میں یہ بھی ہے جب اس شخص نے یہ آیت لکھی ”ہم نے انسان کو مٹی کے ست سے بنایا، پھر اسے ایک محفوظ جگہ ٹپکی ہوئی بوند میں تبدیل کیا، پھر اس بوند کو لوتھڑے کی شکل دی، پھر لوتھڑے کو بوٹی بنا دیا، پھر بوٹی کی ہڈیاں بنائیں، پھر ہڈیوں پر گوشت چڑھایا، پھر اسے ایک دوسری ہی مخلوق بنا کھڑا کیا۔“ تو یہ انسانی تخلیق کی تفصیل سے متعجب ہو کر رسول اللہ ﷺ کے لکھوانے سے قبل ہی برجستہ بول اٹھا ”پس بڑا ہی بابرکت ہے اللہ، سب کاریگروں سے اچھا کاریگر۔ “پھر آپ ﷺ نے فرمایا یہی لکھ دو کیونکہ آیت کا یہ جملہ اسی طرح نازل ہوا ہے، اس پر اس نے کہا اگر محمد نبی ہوتے تو یہ آیت ان پر نازل ہوتی لیکن نبی میں ہوں کیونکہ یہ آیت میرے قلب پر القا ہوئی ہے، اس کے بعد مرتد ہو کر مکہ مکرمہ چلا گیا یہاں آ کر قریش سے کہا کہ میں جس طرح چاہتا تھا محمد کو پھیر دیتا تھا، اس طرح کہ وہ مجھ سے عَزِيزٌ حَكِيمٌ لکھواتے تو میں کہتا عَلِيمٌ حَكِيمٌ لکھ دوں آپ فرماتے ہاں دونوں کلمے درست ہیں اور جو کچھ میری زبان سے نکل جاتا آپ بھی فرماتے ہاں یہی لکھ دو ایسے ہی نازل ہوا ہے۔

فلما كان يَوْمَ الْفَتْحِ وعلم بإهدار النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دمه لجأ إلى عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ أخيه مِنْ الرَّضَاعَةِ، فقال له: يا أخي استأمن لي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قبل أن يضْرب عنقِي، فغيبه عثمان رَضِيَ اللهُ عَنْهُ حتى هدأ الناس واطمأنوا، فاستأمن له، ثم أتى به إلى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم، فأعرض عنه النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فصار عثمان رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يقول: يَا رَسُولَ اللهِ أمنته، والنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يعرض عنه، ثم قال: نعم، فبسط يده فبايعه

جب مکہ فتح ہوا اور انہیں اس بات کا علم ہوا تو اپنے رضاعی بھائی عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر پناہ لے لی اور کہا اے میرے بھائی! اس سے قبل کہ رسول اللہ ﷺ میری گردن مار دیں آپ میرے لئے ان سے امن حاصل کر لیں، چنانچہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے انہیں کچھ دنوں کے لئے چھپا لیا، جب حالات کچھ پرسکون ہوئے اور لوگ اپنی اپنی جگہ مطمئن ہو گئے تو انہیں لے کر آپ ﷺ کی خدمت اقدس

میں حاضر ہوئے اور آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے عرض کیا اے اللہ کے رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ! میں نے انہیں پناہ دی ہے پس آپ ان سے بیعت کر لیں، نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے تین مرتبہ اسے ٹال دیا مگر پھر اپنی انگلیوں سے بیعت لے لی۔ (۱)

عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ:وَقَالَ: أَمَا كَانَ فِيكُمْ رَجُلٌ رُشَيْدٌ يَنْظُرُ إِذْ رَآنِي قَدْ كَفَفْتُ يَدِي عَنْ بَيْعَتِهِ فَيَقْتُلُهُ؟ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ لَوْ أَوْمَأْتَ إِلَيْنَا بِعَيْنَيْكَ، قَالَ: فَإِنَّهُ لَا يَنْبَغِي لِنَبِيٍّ أَنْ تَكُونَ لَهُ خَائِنَةُ الْأَعْيُنِ

سعد بن ابی وقاص رَضِيَ اللهُ عَنْهُ کہتے ہیں رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا کیا تم میں سے کوئی اتنا سمجھ دار نہ تھا کہ میں نے جونہی اس کی بیعت سے ہاتھ روکا آگے بڑھ کر اس کا کام تمام کر دیتا، اس پر صحابہ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ نے کہا اے اللہ کے رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ! اگر ایسا ہی تھا تو پھر آنکھ سے ہمیں اشارہ ہی کر دیتے، تو آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا نبی کی یہ شان نہیں کہ اس کی آنکھیں خیانت کرنے والی ہوں۔ (۲)

بعد میں یہ مخلص مسلمان ثابت ہوئے اور اسلام پر بہت اچھی طرح عمل پیرا رہے، خلیفہ دوم سیدنا عمر رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اور خلیفہ سوم سیدنا عثمان رَضِيَ اللهُ عَنْهُ کے زمانہ خلافت میں مصر وغیرہ کے والی اور حاکم رہے، خلیفہ سوئم سیدنا عثمان رَضِيَ اللهُ عَنْهُ کے عہد خلافت ۲۷ ہجری یا ۲۸ ہجری میں افریقہ کی فتح کا سہرا انہیں کے سر رہا اور مال غنیمت میں ایک ایک شخص کے حصہ میں تین ہزار دینار آئے تھے،

قال: لما كان عِنْد الصُّبح، قال ابْنُ أَبِي سَرْحٍ: اللهم اجعل آخر عملي الصُّبح فتوضأ، ثم صلى فسلم عن يمينه، ثم ذهب يسلم عن يساره، فقبض الله روحه رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

امیر معاویہ کے عہد خلافت میں ایک روز صبح کو اٹھے اور دعا مانگی اے اللہ میرا آخری عمل صبح کے وقت ہو پھر وضو کیا اور نماز پڑھائی، نماز ختم کرتے وقت دائیں جانب سلام پھیر کر بائیں جانب سلام پھیرنا ہی چاہتے تھے کہ روح عالم بالا کو پرواز کر گئی۔ (۳)

عبد اللہ بن خطل

قُلْتُ: وَيُقَالُ إِنَّ اسْمَهُ عَبْدُ الْعُزَّى بْنُ خَطَلٍ اوران کانام عبدالعزیٰ بن خطل تھافَإِنَّمَا أَمَرَ بِقَتْلِهِ، فَإِنَّهُ كَانَ مُسْلِمًاثُمَّ لَمَّا أَسْلَمَ سُمِّيَ عَبْدَ اللهِ،فَبَعَثَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُصْدِقًا، وَبَعَثَ مَعَهُ رَجُلا مِنَ الْأَنْصَارِ، وَكَانَ مَعَهُ مَوْلًى لَهُمْ يَخْدِمُهُ، وَكَانَ مُسْلِمًافَنَزَلَ مَنْزِلا، وَأَمَرَ الْمَوْلَى أَنْ يَذْبَحَ لَهُ تَيْسًا فَيَصْنَعُ لَهُ طَعَامًا،فَنَامَ،فَاسْتَيْقَظَ ابْنُ خَطْلٍ وَلَمْ يَصْنَعْ لَهُ شَيْئًا، فَعَدَا عَلَيْهِ فَقَتَلَهُ، ثُمَّ ارْتَدَّ مُشْرِكًاوَكَانَتْ لَهُ قَيْنَتَانِ: فَرْتَنَا وَقُرَيْبَةُ، وَكَانَتَا تُغَنِّيَانِ بِهِجَاءِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

یہ ایک شاعر تھے اس کے قتل کی وجہ یہ تھی کہ فتح مکہ سے پہلے اس نے اسلام قبول کر لیا تھا، رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے اس کا نام عبد العزیٰ سے بدل

---

(۱) السيرة الحيبة ۳/۱۳۰

(۲) مسند البزار ۱۱۵۱

(۳) شرح الزرقاني على المواهب ۳/۴۲۳

کر عبد اللہ رکھ دیا اور انہیں صدقات وصول کرنے کو بھیجا اور ایک انصاری کو بھی ان کی خدمت کے لئے ان کے ہمراہ کر دیا اور ایک غلام کو بھی اس کی خدمت کیلئے بھیجا، راستے میں ایک جگہ انہوں نے پڑاؤ کیا اور انصاری کو بکرا ذبح کر کے کھانا تیار کرنے کا حکم دے کر سو گئے، جب یہ بیدار ہوئے اور دیکھا کہ انصاری نے کھانا تیار نہیں کیا ہے بلکہ وہ بھی سو گیا ہے تو انہیں شدید غصہ چڑھ گیا اور غصہ سے مغلوب ہو کر انصاری ساتھی کو قتل کر دیا اور مرتد ہو گیا اس کے بعد یہ رسول اللہ ﷺ کی ہجو میں اشعار کہنے لگا، اس کی دو باندیاں فرتنا اور قریبہ ان اشعار کو گایا کرتی تھیں۔ [1]

فتح مکہ کے روز اس نے زرہ پہنی، نیزہ ہاتھ میں لیا اور گھوڑے پر سوار ہو کر قوم کھائی کہ وہ محمد (ﷺ) کو بزور طاقت مکہ مکرمہ میں داخل نہ ہونے دے گا لیکن مجاہدین کے سوار دستوں کو دیکھ کر خوف زدہ ہو گیا اور کعبہ میں ہتھیار پھینک کر اس کے پردوں سے چمٹ گیا کیونکہ کعبہ کسی گنہگار کو پناہ نہیں دیتا اور نہ حد قائم کرنے سے روکتا ہے اس لئے ابوبرزہ اسلمی رضی اللہ عنہ یا زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ نے اسے قتل کر دیا

وَأَمَّا قَيْنَتَا ابْنِ خَطَلٍ فَقُتِلَتْ إِحْدَاهُمَا، وَهَرَبَتْ الْأُخْرَى، حَتَّى اُسْتُؤْمِنَ لَهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدُ، فَأَمَّنَهَا

اس کی دو لونڈیوں میں ایک قریبہ کو قتل کر دیا گیا اور دوسری فرتنا بھاگ گئی، لیکن فرتنا کے لئے آپ ﷺ سے امان کی درخواست کی گئی جسے آپ نے امان دے دی پس اس نے اسلام قبول کر لیا اور خلیفہ سوئم سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے دور تک زندہ رہی۔

عکرمہ رضی اللہ عنہ بن ابی جہل

أنه ركب البحر فأصابتهم ريح عاصف فنادى عِكْرِمَةُ: اللاتَ وَالْعُزَّى، فَقَالَ أَصْحَابُ السَّفِينَةِ أَخْلِصُوا فَإِنَّ آلِهَتَكُمْ لَا تُغْنِي عَنْكُمْ شَيْئًا هَاهُنَافَقَالَ عِكْرِمَةُ: وَاللهِ لَئِنْ لَمْ يُنَجِّنِي فِي الْبَحْرِ إِلَّا الْإِخْلَاصُ مَا يُنَجِّينِي فِي الْبَرِّ غَيْرُهُ، اللهُمَّ إِنَّ لَكَ عَلَيَّ عَهْدًا إِنْ أَنْتَ عَافَيْتَنِي مِمَّا أَنَا فِيهِ أَنْ آتِيَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى أَضَعَ يَدِي فِي يَدِهِ، فَلَأَجِدَنَّهُ عَفُوًّا كَرِيمًا

یہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے چچا زاد بھائی اور اپنے والد کی طرح رسول اللہ ﷺ کی عداوت میں سب سے زیادہ شدید تھے جب انہیں خبر ملی کہ نبی کریم ﷺ نے ان کا خون مباح کر دیا ہے تو یہ مکہ مکرمہ سے فرار ہو کر ساحل پر پہنچے اور یمن جانے کے لئے ایک کشتی میں سوار ہو گئے مگر اللہ کی قدرت کہ کشتی ابھی کچھ ہی دور گئی تھی کہ تند و تیز ہواؤں نے کشتی کو گھیر لیا جس سے کشتی ڈوبنے لگی اور مسافروں کو اپنی جان کے لالے پڑ گئے، اس خطرناک موقعہ پر دوسرے مسافروں کی طرح عکرمہ نے بھی اپنے معبود لات و عزیٰ کو مدد کے لئے پکارا، مگر کشتی کے ملاحوں نے کہا اس وقت لات و عزیٰ کچھ کام نہ دیں گے، ایک اللہ کو پکارو وہی ہمیں اس طوفان سے نکال سکتا ہے، اسی وقت عکرمہ کے

[1] ابن ہشام ۲/۴۰۹، الروض الانف ۷/۲۲۶، عیون الآثر ۲/۲۲۴، تاریخ طبری ۳/۵۹، البدایۃ والنہایۃ ۴/۳۴۰، دلائل النبوۃ للبیہقی ۵/۶۱، شرح الزرقانی علی المواھب ۳/۴۳۷

دل میں خیال پیدا ہوا کہ اگر دریا میں اللہ کے علاوہ کوئی مدد نہیں کرسکتا تو خشکی میں بھی اللہ کے سوا کوئی مددگار اور حاجت روا نہیں ہوسکتا اسی وقت اپنے دل میں پکا عہد کرلیا اے اللہ! میں تجھ سے پکا عہد کرتا ہوں کہ اگر تو نے اس مصیبت سے نجات دے دی تو میں ضرور محمد رسول اللہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر اپنا ہاتھ ان کے ہاتھ میں دے دوں گا اور یقیناً ان کو بڑا معاف کرنے والا اور درگزر کرنے والا پاؤں گا۔[1]

ثُمَّ قَالَتْ أُمّ حَكِيمٍ امْرَأَةُ عِكْرِمَةَ بْنِ أَبِي جَهْلٍ:يَا رَسُولَ اللهِ، قَدْ هَرَبَ عِكْرِمَةُ مِنْك إلَى الْيَمَنِ، وَخَافَ أَنْ تَقْتُلَهُ فَأَمّنْهُ،هُوَ آمِنٌ،فَخَرَجَتْ أُمّ حَكِيمٍ فِي طَلَبِهِ وَمَعَهَا غُلَامٌ لَهَا رُومِي، وَأَدْرَكَتْ عِكْرِمَةَ،وَتَقُولُ: يَا ابْنَ عَمّ، جِئْتُك مِنْ عِنْدِ أَوْصَلِ النّاسِ وَأَبَرّ النّاسِ وَخَيْرِ النّاسِ، لَا تُهْلِكْ نَفْسَك. فَوَقَفَ لَهَا حَتّى أَدْرَكَتْهُ فَقَالَتْ: إنّي قَدْ اسْتَأْمَنْت لَك مُحَمّدًا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. قَالَ: أَنْتِ فَعَلْت؟ قَالَتْ: نَعَمْ، أَنَا كَلّمْته فَأَمّنَك ،قَالَ:وَجَعَلَ عِكْرِمَةُ يَطْلُبُ امْرَأَتَهُ يُجَامِعُهَا، فَتَأْبَى عَلَيْهِ،وَتَقُولُ: إنّك كَافِرٌ وَأَنَا مُسْلِمَةٌ،فَيَقُولُ: إنّ أَمْرًا مَنَعَك مِنّي لَأَمْرٌ كَبِيرٌ

دوسری طرف ان کی اہلیہ ام حکیم رضی اللہ عنہا بنت حارث بن ہشام جو اس سے پہلے اسلام لے آئی تھیں انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! عکرمہ یمن کی طرف بھاگ گیا ہے اسے خوف ہے کہ اسے قتل کر دیا جائے گا آپ اسے امان دے دیں، رحمۃ العالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے جو عفو و درگزر کرنا پسند فرماتے تھے نے امان کی استدعا قبول فرمالی اور فرمایا وہ امان میں ہے، چنانچہ ام حکیم رضی اللہ عنہا ایک رومی غلام کے ساتھ اپنے خاوند کو تلاش کرنے نکلیں، اور عکرمہ کو پالیا اور اپنے خاوند سے کہا اے ابن عم! میں سب سے زیادہ نیکو کار اور سب سے زیادہ صلہ رحمی کرنے والے اور سب سے بہتر شخص کے پاس سے آئی ہوں تو اپنے آپ کو ہلاکت میں مت ڈالو میں نے تیرے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے امان حاصل کرلی ہے، یہ سن کر عکرمہ بن ابی جہل اپنی اہلیہ ام حکیم رضی اللہ عنہا کے ہمراہ ہو گئے، عکرمہ نے راستہ میں اپنی اہلیہ کے قریب ہونا چاہا تو ام حکیم رضی اللہ عنہا نے اس سے اجتناب کیا اور کہا میں مسلمان ہوں اور تو ابھی تک اپنے شرک پر قائم ہے میں تمہارے ساتھ کس طرح ازواجی تعلق رکھ سکتی ہوں، عکرمہ نے کہا کس بڑی شئے نے تجھے ایسا کرنے سے روکا ہے اور مکہ مکرمہ کا قصد کیا

فَلَمّا دَنَا مِنْ مَكّةَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَصْحَابِهِ: يَأْتِيكُمْ عِكْرِمَةُ بْنُ أَبِي جَهْلٍ مُؤْمِنًا مُهَاجِرًا، فَلَا تَسُبّوا أَبَاهُ ، فَإِنّ سَبّ الْمَيّتِ يُؤْذِي الْحَيّ وَلَا يَبْلُغُ الْمَيّت،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عکرمہ کے مکہ پہنچنے سے بیشتر ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مخاطب ہو کر فرمایا عکرمہ مسلمان ہو کر آرہا ہے لہذا اس کے باپ کو برا مت کہنا مردہ کو برا کہنے سے زندہ کو تکلیف ہوتی ہے۔[2]

فَلَمّا رَأَى النبیّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِكْرِمَةَ وَثَبَ إلَيْهِ وَمَا عَلَى النّبِيّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رِدَاءٌ- فَرَحًا بِعِكْرِمَةَ

جب عکرمہ پر نظر پڑتے ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روئے انور پر بشاشت پھیل گئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم معاً اٹھ کھڑے ہوئے اور ان کی طرف اتنی تیزی

---

[1] السنن الکبری للنسائی ۳۵۱۶،دلائل النبوة للبیهقی ۵۸/۵،البداية والنهاية ۳۴۱/۴،شرح الزرقانی علی المواهب ۴۲۴/۳،السيرة النبوية لابن كثير ۵۶۵/۳

[2] تاریخ طبری ۵۰۱/۱۱

سے بڑھے کہ ردائے مبارک دوش اقدس سے گرگئی پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے نہایت گرمجوشی سے ان کو گلے لگالیا۔

فلما رآه قال مرحبا بالراكب المهاجرمرحبا بالراكب المهاجر

ایک روایت میں ہے جب آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے انہیں دیکھا تو فرمایا خوش آمدید اے پردیسی سوار خوش آمدید اے پردیسی سوار۔ [۱]

ثُمّ جلَسَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَقَفَ بَيْنَ يَدَيْهِ، وَزَوْجَتُهُ مُنْتَقِبَةٌ، فَقَالَ: يَا مُحَمّدُ إنّ هَذِهِ أَخْبَرَتْنِي أَنّك أَمّنْتنِي، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: صدقت، فَأَنْتَ آمِنٌ! فَقَالَ عِكْرِمَةُ: فَإِلَى مَا تَدْعُو يَا مُحَمّدُ؟قَالَ: أَدْعُوك إلَى أَنْ تَشْهَدَ أَنْ لَا إلَهَ إلّا الله وأني رسول اللهِ، وَأَنْ تُقِيمَ الصّلَاةَ، وَتُؤْتِيَ الزّكَاةَ وَتَفعَلَ، وَتَفعَلَ، حَتّى عَدّ خِصَالَ الْإِسْلَامِ، فَقَالَ عِكْرِمَةُ: وَاَللهِ مَا دَعَوْت إلّا إلَى الْحَقّ وَأَمْرٍ حَسَنٍ جَمِيلٍ، قَدْ كُنْت وَاَللهِ فِينَا قَبْلَ أَنْ تَدْعُوَ إلَى مَا دَعَوْت إلَيْهِ وَأَنْتَ أَصْدَقُنَا حَدِيثًا وَأَبَرّنَا بِرّا

پھر عکرمہ بن ابی جہل رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے سامنے آ کر کھڑے ہو گئے ان کی اہلیہ بھی اپنے چہرے پر نقاب ڈالے آ کر ساتھ کھڑی ہوگئی، عکرمہ نے عرض کیا اے محمد (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) میری بیوی موجود ہے اس نے مجھے خبر دی ہے کہ آپ نے مجھے امان بخش دی ہے، رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا اس نے سچ کہا تجھے امان ہے، عکرمہ نے کہا اے محمد (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم)! آپ کس چیز کی دعوت دیتے ہیں؟ آپ نے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم فرمایا اس بات کی شہادت کہ اللہ ایک ہے اس کے سوا کوئی اور معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں، نماز قائم کرو، زکواۃ ادا کرو اور اس کے علاوہ اسلام کی چند اور باتوں کی تلقین فرمائی، یہ سن کر عکرمہ نے کہا اللہ کی قسم! بیشک آپ نے خیر اور مستحسن کاموں کی طرف دعوت دی ہے اور اس دعوت حق سے پہلے بھی آپ ہم میں سب سے زیادہ سچے اور نیکوکار تھے،

ثُمّ قَالَ عِكْرِمَةُ: فَإِنّي أَشْهَدُ أَنْ لَا إلَهَ إلّا اللهُ، وَأَشْهَدُ أَنّ مُحَمّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ،فَسُرّ بِذَلِكَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تَقُولُ: أُشْهِدُ اللهَ وَأُشْهِدُ مَنْ حَضَرَ أَنّي مُسْلِمٌ مُهَاجِرٌ مُجَاهِدٌ

پھر عکرمہ نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے بندے اور رسول ہیں، رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم عکرمہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کے ایمان لانے سے خوش ہوئے کلمہ شہادت پڑھنے کے بعد رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے عکرمہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے کہا کہو میں اللہ کو اور تمام حاضرین کو گواہ بناتا ہوں کہ میں مسلمان اور مجاہد اور مہاجر ہوں۔ [۲]

فَقَالَ عِكْرِمَةُ: فَإِنّي أَسْأَلُك أَنْ تَسْتَغْفِرَ لِي كُلّ عَدَاوَةٍ عَادَيْتُكَهَا، أَوْ مَسِيرٍ وَضَعْت فِيهِ، أَوْ مَقَامٍ لَقِيتُك فِيهِ، أَوْ كَلَامٍ قُلْته فِي وَجْهِك أَوْ وَأَنْتَ غَائِبٌ عَنْهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اللهُمّ اغْفِرْ لَهُ كُلّ عَدَاوَةٍ عَادَانِيهَا، وَكُلّ مَسِيرٍ سَارَ فِيهِ إلَى مَوْضِعٍ يُرِيدُ بِذَلِكَ الْمَسِيرِ إطْفَاءَ نُورِك، فَاغْفِرْ لَهُ مَا نَالَ مِنّي مِنْ عِرْضٍ، فِي وَجْهِي أَوْ وَأَنَا غَائِبٌ عَنْهُ!

---

[۱] تاریخ الخمیس ۲،۹۲

[۲] شرح الزرقانی علی المواهب ۲،۳۱۴

عکرمہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میری درخواست ہے کہ آپ میری تمام عداوتوں اور ان تمام مقامات پر جو میں آپ کے مدمقابل ہوا اور ہر وہ کلام جو میں نے آپ کی شان اقدس میں کہے اللہ تعالیٰ سے میرے لئے استغفار فرمائیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی اے اللہ! عکرمہ رضی اللہ عنہ کی تمام عداوتوں اور ان تمام معارک وغزوات میں جو آپ کے مدمقابل آیا کہ آپ کو تنگ و دو وکاوشوں کو بجھانے کے سرگرم رہا اور ہر وہ بات جو میں نے آپ کی موجودگی وعدم موجودگی میں آپ کی توہین میں کہی درگزر فرمادے،

فَقَالَ عِكْرِمَةُ: رَضِيت يَا رَسُولَ اللهِ، ثُمّ قَالَ عِكْرِمَةُ: أَمَا وَاللهِ يَا رَسُولَ اللهِ، لَا أَدَعُ نَفَقَةً كُنْت أُنْفِقُهَا فِي صَدّ [عَنْ] سَبِيلِ اللهِ إلّا أَنْفَقْت ضِعْفَهَا فِي سَبِيلِ اللهِ، وَلَا قِتَالًا كُنْت أُقَاتِلُ فِي صَدّ عَنْ سَبِيلِ اللهِ إلّا أَبْلَيْت ضِعْفَهُ فِي سَبِيلِ اللهِ. ثُمّ اجْتَهَدَ فِي الْقِتَالِ حَتّى قُتِلَ شَهِيدًا

عکرمہ رضی اللہ عنہ نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں راضی ہوگیا، عکرمہ رضی اللہ عنہ نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ کی قسم! میں نے لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکنے کے لئے جو خرچ کیا تھا اب میں لوگوں کو اللہ کی طرف بلانے کے لئے دوگنا خرچ کروں گا اور جس جس مقام پر لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکا ہے اس اس مقام پر جاکر لوگوں کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف دعوت دوں گا اور جس قدر قتال اللہ اور اس کے رسول کے خلاف کیا تھا اب اس سے دوچند قتال اللہ عزوجل کی راہ میں کروں گا یہاں تک کہ شہید ہو جاؤں۔[1]

كان عِكْرِمَةُ بْنُ أَبِي جَهْلٍ إذا نشر الْمُصْحَفَ غشى عليه ويقول هو كَلَامَ رَبِّي هو كلام ربي

اس کے بعد ان کا شمار اکابر صحابہ میں ہونے لگا عکرمہ رضی اللہ عنہ بن ابوجہل کے مسلمان ہونے کے بعد یہ حالت تھی کہ جب تلاوت قرآن کے لئے بیٹھتے اور کلام الٰہی کو کھولتے تو روتے اور غشی کی سی کیفیت ہوتی اور باربار کہتے یہ میرے رب کا کلام ہے، یہ میرے پروردگار کا کلام ہے۔[2]

الغرض انہوں نے اپنی باقی زندگی اللہ اور اس کے رسول کے دشمنوں سے جہاد وقتال میں گزاری اور جنگ یرموک میں شہید ہوئے، اس وقت ان کے جسم پر تلواروں اور تیروں کے ستر سے زیادہ زخم تھے۔

حویرث بن نفیل

فَإِنّهُ كَانَ يُؤْذِي النّبِيّ صَلّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلّمَ فَأَهْدَرَ دَمَهُ، فَبَيْنَا هُوَ فِي مَنْزِلِهِ يَوْمَ الْفَتْحِ قَدْ أَغْلَقَ بَابَهُ عَلَيْهِ، وَأَقْبَلَ عَلِيّ عَلَيْهِ السّلَامُ يَسْأَلُ عَنْهُ، فَقِيلَ هُوَ فِي الْبَادِيَةِ، فَأُخْبِرَ الْحُوَيْرِثُ أَنّهُ يُطْلَبُ، وَتَنَحّى عَلِيّ عَلَيْهِ السّلَامُ عَنْ بَابِهِ، فَخَرَجَ الْحُوَيْرِثُ يُرِيدُ أَنْ يَهْرُبَ مِنْ بَيْتٍ إلَى بَيْتٍ آخَرَ، فَتَلَقّاهُ عَلِيّ فَضَرَبَ عُنُقَهُ

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں لوگوں کو دعوت اسلام دیتے پھرتے تھے اس وقت یہ آپ کی شان میں بڑی گستاخانہ باتیں کرتا اور ہجو میں اشعار کہتا تھا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی زینب رضی اللہ عنہا نے مکہ مکرمہ سے ہجرت فرمائی تو ان کے اونٹ کو لکڑی چبھو کر بھڑکانے میں یہ بھی

---

[1] مغازی واقدی۲،۸۵۱،تاریخ طبری۱۱،۵۰۱

[2] احیاء علوم الدین ۱،۲۸۱

ہبار بن اسود کا شریک کار تھا، فتح مکہ کے موقع پر یہ اپنے گھر میں دروازہ بند کر کے بیٹھا ہوا تھا اس کے قتل کا فرمان سن کر سیدنا علی رضی اللہ عنہ اس کے گھر آئے اور اس کے بارے میں پوچھا اس کے گھر والوں نے کہا وہ مکہ مکرمہ سے باہر چلا گیا ہے، جب حویرث بن نفیل کو علم ہوا کہ وہ قتل کے لئے مطلوب ہے اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ اس مقصد کے لئے اس کے گھر پر آئے تھے تو حویرث نے کوشش کی کہ اپنے گھر سے بھاگ کر کہیں چلا جائے مگر سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب نے اسے قتل کر دیا۔ [1]

مقیس بن صبابہ

وَكَانَ الْأَنْصَارِيُّ قَتَلَ أَخَاهُ هِشَامًا خَطَأً وَقَدِمَ مِقْيَسُ بْنُ صُبَابَةَ مِنْ مَكَّةَ مُسْلِمًا، فِيمَا يَظْهَرُ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، جِئْتُكَ مُسْلِمًا، وَجِئْتُكَ أَطْلُبُ دِيَةَ أَخِي، قُتِلَ خَطَأً فَأَمَرَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِدِيَةِ أَخِيهِ هِشَامِ بْنِ صُبَابَةَ، أَخَذَ الدِّيَةَ، ثُمَّ عَدَا عَلَى قَاتِلِ أَخِيهِ فَقَتَلَهُ، ثُمَّ خَرَجَ إِلَى مَكَّةَ مُرْتَدًّا قَتَلَهُ رَجُلٌ مِنْ قَوْمِهِ يُقَالُ لَهُ نُمَيْلَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ

ایک انصاری نے غزوہ ذی قرد میں اس کے بھائی ہشام بن صبابہ کو دشمن کا آدمی سمجھ کر غلطی سے قتل کر دیا تھا مقیس بن صبابہ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ آیا اور اسلام قبول کر لیا اور کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے میرے بھائی دیت ادا کی جائے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ اس کے بھائی ہشام بن صبابہ کی دیت ادا کر دی جائے، چنانچہ اس نے اپنے بھائی کی دیت وصول کر لی، پھر اس انصاری کو قتل کر دیا جس نے اس کے بھائی کو قتل کیا تھا اور مرتد ہو کر مکہ واپس چلا گیا، اس نے اس سلسلہ میں کچھ اشعار بھی کہے، چنانچہ فتح مکہ کے موقع پر اسی کی قوم کے ایک شخص نمیلہ بن عبد اللہ لیثی نے اسے جب وہ بازار جا رہا تھا قتل کر دیا۔ [2]

ہبار رضی اللہ عنہ بن اسود بن مطلب

وَأَمَّا هَبَّارٌ فَكَانَ شَدِيدَ الْأَذَى لِلْمُسْلِمِينَ، فَهُوَ الَّذِي عَرَضَ لِزَيْنَبَ بِنْتُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا هَاجَرَتْ، فَنَخَسَ بَعِيرَهَا حَتَّى سَقَطَتْ عَلَى صَخْرَةٍ وَأَسْقَطَتْ جَنِينَهَا، وَلَمْ يَزَلْ ذَلِكَ الْمَرَضُ بِهَا حَتَّى مَاتَتْ

یہ آدمی بھی مسلمانوں کی ایذا رسانی میں شدید تھا جب زینب رضی اللہ عنہا بنت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لے جا رہی تھیں تو یہ راستہ میں آڑے آیا اور ان کے سواری کے اونٹ کو لکڑی مار کر بدکا یا جس سے زینب رضی اللہ عنہا بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اونٹ پر سے ایک چٹان پر گر پڑیں جس سے ان کا حمل ساقط ہو گیا اور وہ بیمار رہنے لگیں یہاں تک کہ اسی تکلیف سے رحلت فرمائی۔ [3]

فَلَمْ يُقْدَرْ عَلَيْهِ يَوْمَ الْفَتْحِ، قَالَ: كُنْت جَالِسًا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَصْحَابِهِ فِي مَسْجِدِهِ، مُنْصَرَفَهُ مِنْ

[1] مغازی واقدی۲،۸۵۷

[2] فتح الباری۸/۱۱،البدایة والنہایة۴/۳۴۱

[3] فتح الباری ۸/۱۱، زادالمعاد۳/۳۶۲،شرح الزرقانی علی المواهب۳/۴۲۵

الْجِعِرّانَةِ، فَطَلَعَ هَبّارُ بْنُ الْأَسْوَدِ مِنْ بَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،فلما نَظَرَ الْقَوْمُ إِلَيْهِ قالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ، هبّار ابن الْأَسْوَدِ! قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَدْ رَأَيْته، فَأَرَادَ بَعْضُ الْقَوْمِ الْقِيَامَ إِلَيْهِ، فَأَشَارَ النَّبِيّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ اجْلِسْ،وَوَقَفَ عَلَيْهِ هَبّارٌ فَقَالَ: السّلَامُ عَلَيْك يَا رَسُولَ اللهِ، إنّي أَشْهَدُ أَنْ لَا إلَهَ إلّا اللهُ وَأَنّك رَسُولُ اللهِ،فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَدْ عَفَوْت عَنْك

فتح مکہ کے روز یہ وہاں سے فرار ہوگیا جب نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم جعرانہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مجلس میں تشریف فرما تھے تو یہ خدمت اقدس میں حاضر ہوکر کھڑا ہوگیا، جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اسے دیکھا تو عرض کیا اے اللہ کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! یہ ہبار بن اسود ہے! رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا میں نے دیکھ لیا ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے بعض نے ہبار کی طرف اٹھنے کا ارادہ کیا تو آپ نے انہیں بیٹھ جانے کا اشارہ فرمایا، تھوڑی دیر کے بعد ہبار بن اسود نے عرض کیا اے اللہ کے نبی آپ پر سلام ہو اور پھر اپنی غلطی کا اعتراف کر کے کلمہ شہادت پڑھ کر اسلام قبول کرلیا باوجودیکہ یہ شخص آپ کی صاحبزادی کی موت کا سبب بنا تھا لیکن نبی رحمت محمد رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اس دشمن کو بھی معاف فرمادیا۔[1]

حارث بن ہشام مخزومی (ابوجہل کے حقیقی بھائی)

یہ آدمی اور اس کا بیٹا عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام دونوں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی شان مبارک میں شدید گستاخی کرتے رہتے تھے۔

حارث رضی اللہ عنہ بن ہشام اور زبیر بن ابی امیہ

أَنَّ أمّ هَانِئ بنت أَبِي طَالِبٍ قَالَتْ: لَمَّا نَزَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَعْلَى مَكَّةَ، فَرَّ إِلَيَّ رَجُلَانِ مِنْ أَحْمَائِي، مِنْ بَنِي مَخْزُومٍ، وَكَانَتْ عِنْدَ هُبَيْرَةَ بْنِ أَبِي وَهْبٍ الْمَخْزُومِيِّ، قَالَتْ: فَدَخَلَ عَلَيَّ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ أَخِي، فَقَالَ: وَاللَّهِ لَأَقْتُلَنَّهُمَا فَأَغْلَقْتُ عَلَيْهِمَا بَابَ بَيْتِي، ثُمَّ جِئْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ بِأَعْلَى مَكَّةَ، فلما رآني، قال: مرحبا وأهلا بأم هانئ مَا جَاءَ بِكِ؟ فأخبرته خبر الرجلين وخبر علي، فَقَالَ: قَدْ أَجَرْنَا مَنْ أَجَرْتِ، وَأَمَّنَّا مَنْ أَمَّنْتِ،زاد في رواية ابن إسحاق :وأمنا من أمنت فلا يقتلهما

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ ام ہانی بنت ابی طالب کہتی ہیں جس وقت رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم مکہ کی بلند جانب سے رونق افروز ہوئے (اور انہیں علم ہوا کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ان کے قتل کا حکم فرمایا ہے) تو حارث بن ہشام اور زبیر بن ابی امیہ مخزومی پناہ کی تلاش میں بھاگ کر میرے گھر میں آئے اور ان کے پیچھے پیچھے میرے بھائی سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب بھی تلوار لئے ہوئے آئے اور کہا میں ان کو ضرور قتل کروں گا، ام ہانی کہتی ہیں یہ دونوں شخص میرے خاوند ہبیرہ بن ابی وہب کے رشتے دار تھے میں نے ان کو گھر کے ایک کمرے میں بند کر دیا، جب رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ام ہانی کو دیکھا تو انہیں خوش آمدید کہا اور پوچھا کیسے آنا ہوا؟ ام ہانی نے ان دونوں آدمیوں کا پناہ کے لئے آنے اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا انہیں قتل کرنے کے ارادہ کے بارے میں بتلایا، نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا جسے ام ہانی نے پناہ دی ہے اسے ہم نے بھی پناہ دی اور جس کو ہم نے امان

[1] مغازی واقدی۶۵۸؍۲

دی تم نے بھی اسے امان دی، ابن اسحاق میں اتنا زیادہ ہے کہ تب وہ ان دونوں مجرموں کو لے کر حاضر خدمت ہوئیں اور ان دونوں نے اسلام قبول کر لیا اور انہیں قتل نہیں کیا گیا، پھر ان کا اسلامی کردار مثالی اور بہترین رہا۔[1]

صفوان بن امیہ بن خلف

یہ سرداران قریش میں سے تھے اور جود وسخا میں مشہور تھے، یہ حالت کفر میں رسول اللہ ﷺ سے عداوت رکھنے اور آپ کی ایذا رسانی میں دوسروں سے بہت سخت تھے، ان کا باپ امیہ بن خلف غزوہ بدر میں مارا گیا تھا اپنے قتل کا حکم سن کر جدہ بھاگ گیا

فَقَالَ عُمَيْرُ بْنُ وَهْبٍ: يَا نَبِيَّ اللهِ إِنَّ صَفْوَانَ بْنَ أُمَيَّةَ سَيِّدُ قَوْمِهِ، وَقَدْ خَرَجَ هَارِبًا مِنْكَ، لِيَقْذِفَ نَفْسَهُ فِي الْبَحْرِ، فَأَمِّنْهُ، صَلَّى اللهُ عَلَيْكَ،قَالَ: هُوَ آمِنٌ،قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، فَأَعْطِنِي آيَةً يَعْرِفُ بِهَا أَمَانَكَ،فَأَعْطَاهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِمَامَتَهُ الَّتِي دَخَلَ فِيهَا مَكَّةَ،فَخَرَجَ بِهَا عُمَيْرٌ حَتَّى أَدْرَكَهُ، وَهُوَ يُرِيدُ أَنْ يَرْكَبَ فِي الْبَحْرِ

جب ان کے چچازاد بھائی عمیر بن وہب حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! صفوان اپنی قوم کے سردار ہیں اور وہ یہاں سے بھاگ کر خودکشی کے ارادے سے سمندر کی طرف چل پڑے ہیں آپ سے درخواست ہے کہ آپ انہیں امان عطا فرما دیں کیونکہ آپ نے ہر سرخ فام وسیاہ فام کو امان عطا فرما دی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا جا کر اپنے بھائی کو تلاش کر کے لے آؤ میں نے انہیں امان دی، انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھے کوئی ایسی نشانی عطا فرما دیں جسے دیکھ کر وہ آپ کی امان کی تصدیق کر سکیں کیونکہ میں نے ان سے واپسی کی درخواست کی تھی لیکن انہوں نے کہا میں تمہارے ساتھ واپس نہیں آؤں گا جب تک تم کوئی ایسی نشانی نہ لاؤ جسے میں پہچان سکوں، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں اپنا وہ عمامہ عطا فرما دیا جسے باندھے ہوئے آپ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تھے، یہ اسے لیکر بھائی کے پاس عین اس وقت پہنچے جب وہ سمندر میں جہاز پر سوار ہونے والے تھے،

قَالَ: وَيْحَكَ! اُغْرُبْ عَنِّي فَلَا تُكَلِّمْنِي،قَالَ:أَيْ صَفْوَانُ، فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي، أَفْضَلُ النَّاسِ، وَأَبَرُّ النَّاسِ، وَأَحْلَمُ النَّاسِ، وَخَيْرُ النَّاسِ، ابْنُ عَمِّكَ، عِزُّهُ عِزُّكَ، وَشَرَفُهُ شَرَفُكَ، وَمُلْكُهُ مُلْكُكَ،قَالَ:إِنِّي أَخَافُهُ عَلَى نَفْسِي، قَالَ: هُوَ أَحْلَمُ مِنْ ذَاكَ وَأَكْرَمُ،فَرَجَعَ مَعَهُ،حَتَّى وَقَفَ بِهِ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ صَفْوَانُ: إِنَّ هَذَا يَزْعُمُ أَنَّكَ قَدْ أَمَّنْتَنِي، قَالَ: صَدَقَ،قَالَ: فَاجْعَلْنِي فِيهِ بِالْخِيَارِ شَهْرَيْنِ،قَالَ: أَنْتَ بِالْخِيَارِ فِيهِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ

انہیں دیکھ کر صفوان بن امیہ نے کہا مجھ سے دور رہو، مجھ سے بات نہ کرو، عمیر بن وہب رضی اللہ عنہ نے کہا اے صفوان! تم پر میرے والدین فدا ہوں میں اس ہستی کے پاس سے تمہارے پاس آیا ہوں جو تمام بنی نوع بشر میں افضل، سب سے زیادہ حسن سلوک کرنے والی، سب سے زیادہ نرم دل اور سب سے بہتر ہستی ہیں اور وہ تمہارے چچازاد بھائی بھی ہیں، ان کی عزت تمہاری عزت، ان کا شرف تمہارا شرف اور ان کی حکومت خود تمہاری حکومت ہے، صفوان بن امیہ نے کہا مجھے ان سے اپنی جان کا اندیشہ ہے، عمیر بن وہب رضی اللہ عنہ نے کہا وہ اس سے کہیں

---

[1] ابن ہشام ۴۱۱/۲، الروض الانف ۲۲۹/۷، ابن سعد ۱۱۰/۲، شرح الزرقانی علی المواهب ۴۴۶/۳، السيرة النبوية لابن كثير ۵۶۸/۳

زیادہ درگزر اور مہربانی فرمانے والے ہیں، یہ کہہ کر انہیں وہ عمامہ مبارک دکھایا جسے وہ لے کر آئے تھے، چنانچہ وہ ان کے ساتھ واپس آگئے اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا عمیر بن وہب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ نے مجھے امان بخشی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا انہوں نے سچ کہا، صفوان بن امیہ نے عرض کیا مجھے اپنے معاملہ میں رائے قائم کرنے کے لئے دو ماہ کی مہلت عطا فرما دیں، آپ ﷺ نے فرمایا تمہیں چار ماہ کی مہلت دی جاتی ہے۔[1]

جب رسول اللہ ﷺ نے جنگ ہوزان پر جانے کا قصد فرمایا تو ان سے چالیس ہزار درہم بطور قرض طلب کیا نیز ان کے پاس جتنی زرہیں تھیں وہ بھی طلب فرمائیں

فَقَالَ صَفْوَانُ: أَغَصْبًا يَا مُحَمَّدُ؟ قَالَ: بَلْ عَارِيَةٌ وَمَضْمُونَةٌ حَتَّى نُؤَدِّيَهَا إِلَيْكَ،فَأَعْطَاهُ مِائَةَ دِرْعٍ بِمَا يَكْفِيهَا مِنَ السِّلَاحِ

صفوان نے کہا اے محمد (ﷺ) کیا مجھ سے یہ سب زبردستی وصول کیا جا رہا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں بلکہ مستعار طلب کیا جا رہا ہے جو واپس کیا جائے گا یا اس کی ضمانت دی جائے گی، تب صفوان نے ایک سو زرہیں مع ان کے ہتھیاروں کے آپ ﷺ کی خدمت میں بھیج دیں[2]

إن صفوان طاف معه صَلَّى الله عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَصَفَّحُ الْغَنَائِمَ إذا مر بشعب مملوءا إبلا وغنما، فأعجبه وَجَعَلَ يَنْظُرُ إِلَيْهِ فَقَالَ رَسُولُ الله صَلَّى الله عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَعْجَبَك يَا أَبَا وَهْبٍ هَذَا الشِّعْبُ؟

جب رسول اللہ ﷺ جنگ ہوزان پر روانہ ہوئے تو یہ بھی آپ کے ہمراہ روانہ ہوا حالانکہ اس وقت تک آبائی مشرکانہ دین پر قائم تھے پھر جب آپ ﷺ نے ہوزان کے اموال غنیمت حنین میں پہنچ کر مجاہدین میں تقسیم فرمائے تو انہیں بھی تین مرتبہ کر کے سو سو اونٹ (کل تین سو اونٹ) عطا فرمائے، پھر رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف دیکھا کہ یہ مجاہدین کو اس بات پر للچائی ہوئی نظروں سے دیکھ رہے ہیں کہ انہیں اونٹوں اور بکریوں کے بھرپور عطیات ملے ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے دریافت فرمایا کیا تمہیں یہ پسند ہیں!

قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: هُوَ لَك وَمَا فِيهِ،فَقَالَ صَفْوَانُ: أَشْهَدُ مَا طَابَتْ بِهَذَا نَفْسُ أَحَدٍ قَطّ إلّا نَبِيّ، وَأَشْهَدُ أَنّك رَسُولُ الله!وَأَقَرَّهُمَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ وصفوان عَلَى نِكَاحِهِمَا الْأَوَّلِ

صفوان نے عرض کیا! ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا یہ سب کچھ تمہارا ہے، چنانچہ صفوان نے ان لوگوں کے حصہ پر قبضہ کر لیا اور بول اٹھا کہ بادشاہ کبھی ایسی فراخ دلانہ بخشش پر آمادہ نہیں ہوتے اس جیسی فراخ دلانہ بخشش نبی ہی کر سکتا ہے میں کلمہ اشھد ان لاالہ الااللہ وان محمد رسول اللہ پڑھتا ہوں پس وہ اسلام لے آئے، اس کی اہلیہ پہلے ہی اسلام قبول کر چکی تھیں آپ ﷺ نے دونوں کو پہلے ہی نکاح پر برقرار فرمایا اس کے

---

[1] ابن ہشام ۴۱۷/۲، الروض الانف ۲۴۳/۷، تاریخ طبری ۶۳/۳، البدایة والنھایة ۳۵۳/۴، السیرة النبویة لابن کثیر ۵۸۴/۳

[2] ۔زادالمعاد ۴۱۱/۳، ابن ہشام ۴۴۰/۲، الروض الانف ۲۷۹/۷، عیون الآثر ۲۳۸/۲، البدایة والنھایة ۳۷۰/۴، تاریخ طبری ۷۳/۳، السیرة النبویة لابن کثیر ۶۱۳/۳

بعد ان کا اسلام مثالی اور بہترین رہا۔ (۱)

وحشی رضی اللہ عنہ بن حرب (حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبد المطلب کا قاتل)

اس غلام نے سید الشہداء حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبد المطلب کو غزوہ احد میں شہید کیا تھا،

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: أَمَرَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بقتل وحشیّ مَعَ النَّفرِ وَلَمْ يَكُنْ الْمُسْلِمُونَ عَلَى أَحَدٍ أَحْرَصَ مِنْهُمْ عَلَى وَحْشِيٍ،وَهَرَبَ وَحْشِيّ إِلَى الطَّائِفِ،فَلَمْ يَزَلْ بِهِ مُقِيمًا حَتَّى قَدِمَ فِي وَفْدِ الطَّائِفِ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَدَخَلَ عَلَيْهِ فَقَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، وَأَنّ مُحَمّدًا رَسُولُ اللهِ،فَلَمَّا خَرَجَ الْمُسْلِمُونَ إِلَى مُسَيْلِمَةَ الْكَذَّابِ صَاحِبِ الْيَمَامَةِ خَرَجْتُ مَعَهُمْ،وَأَخَذْتُ حَرْبَتِي الَّتِي قَتَلْتُ بِهَا حَمْزَةَ

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وحشی بن حرب کو قتل کرنے کا حکم دیا تھا،صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان کے قتل کر ڈالنے کے درپے تھے،فتح مکہ کے روز بھاگ کر طائف چلا گیا،جب طائف کا وفد اسلام لانے کے لئے روانہ ہوا اور ان پر تمام راہیں تنگ ہو گئیں تو یہ بھی وہاں سے روانہ ہو کر خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور کلمہ شہادت اشھد ان لاالٰہ الااللہ وان محمد رسول اللہ پڑھ کر اسلام قبول کر لیا،خلیفہ اول سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں مرتدین سے جنگ کے لئے کوچ کرنے والوں کے ہمراہ یہ بھی روانہ ہوا،اور وہی نیزہ ساتھ لے کر گیا جس سے سید الشہداء حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبد المطلب کو شہد کیا تھا

وَمَا أَعْرِفُهُ، فَتَهَيَّأْتُ لَهُ، وَتَهَيَّأَ لَهُ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ مِنْ النَّاحِيَةِ الْأُخْرَى، كِلَانَا يُرِيدُهُ، فَهَزَزْتُ حَرْبَتِي حَتَّى إِذَا رَضِيتُ مِنْهَا دَفَعْتُهَا عَلَيْهِ، فَوَقَعَتْ فِيهِ، وَشَدَّ عَلَيْهِ الْأَنْصَارِيُّ فَضَرَبَهُ بِالسَّيْفِ، فَرَبُّكَ أَعْلَمُ أَيُّنَا قَتَلَهُ،فَإِنْ كُنْتُ قَتَلْتُهُ، فَقَدْ قَتَلْتُ خَيْرَ النَّاسِ بَعْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَدْ قَتَلْتُ شَرَّ النَّاسِ

جب مقابلہ شروع ہوا تو اس نے مسیلمہ کذاب کو ہاتھ میں تلوار لیے لڑتے ہوئے دیکھا کہتے ہیں میں نے اپنا وہی حربہ جس سے حمزہ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تھے مسیلمہ کے سامنے گردش دینا شروع کیا اور جب وہ پوری طرح گردش کھا چکا تو اس وقت اس کو میں نے مسیلمہ کی طرف پھینک دیا،ادھر سے میں نے یہ حربہ اس کی طرف چھوڑا اور دوسری طرف سے ایک انصاری نے دوڑ کر مسیلمہ کے تلوار ماری،اب اللہ کو علم ہے کہ ہم دونوں کے ہتھیاروں میں سے کس کے حربہ نے اسے قتل کیا،یہ کہا کرتے تھے اگر میرے حربہ نے اس کو قتل کیا تو یہ میرے حمزہ رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کا کفارہ ہو گیا کیونکہ جیسے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خیر الناس حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا ایسے ہی شر الناس مسیلمہ کذاب کو قتل کیا۔

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، وَكَانَ قَدْ شَهِدَ الْيَمَامَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ يَوْمَئِذٍ صَارِخًا يَقُولُ: قَتَلَهُ الْعَبْدُ الْأَسْوَدُ

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جو یمامہ کی جنگ میں شریک تھے میں نے سنا کہ ایک شخص پکار پکار کر کہہ رہا تھا کہ مسیلمہ کو حبشی غلام نے

(۱) شرح الزرقانی علی المواھب ۲۱/۴ ، مغازی واقدی ۹۴۶/۳، زادالمعاد ۳۶۴/۳

قتل کیا ہے۔ (١)

قُلْتُ: لَأَخْرُجَنَّ إِلَى مُسَيْلِمَةَ، لَعَلِّي أَقْتُلُهُ فَأُكَافِئَ بِهِ حَمْزَةَ

وحشی کہا کرتا تھا مجھے امید ہے میرا یہ عمل میرے سابقہ جرم کا کفارہ کر دے گا۔ (٢)

ہند رضی اللہ عنہا بن عتبہ (ابوسفیان کی بیوی اور کاتب وحی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی والدہ)

ان کے اشارے پر غزوہ احد میں سید الشہداء حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا تھا، جب اسے اپنے قتل کے حکم کے بارے میں علم ہوا تو یہ اپنے شوہر کے مکان میں چھپ گی مگر بعد میں حاضر ہو کر اسلام قبول کر لیا ابوسفیان رضی اللہ عنہ اور ان کے اسلام قبول کرنے میں ایک دن کا فرق ہے۔

بنو مطلب بن عبد مناف کی باندی

وَكَانَتْ سارة مولاة عمرو ابن هَاشِمٍ مُغَنِّيَةً نَوّاحَةً بِمَكَّةَ، فَيُلْقَى عَلَيْهَا هِجَاءُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتُغَنِّي بِهِ، وَكَانَتْ قَدْ قَدِمَتْ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَطْلُبُ أَنْ يَصِلَهَا وَشَكَتْ الْحَاجَةَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا كَانَ لَكِ فِي غِنَائِكِ وَنِيَاحِكِ مَا يُغْنِيكِ!فَقَالَتْ: يَا مُحَمَّدُ، إِنَّ قُرَيْشًا مُنْذُ قُتِلَ مَنْ قُتِلَ مِنْهُمْ بِبَدْرٍ تَرَكُوا سَمَاعَ الْغِنَاءِ، فَوَصَلَهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَوْقَرَ لَهَا بَعِيرًا طَعَامًا، فَرَجَعَتْ إِلَى قُرَيْشٍ وَهِيَ عَلَى دِينِهَافَأَمَرَ بها رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْفَتْحِ أَنْ تُقْتَلَ،وَأَمَّا سَارَةُ فَاسْتُؤْمِنَ لَهَا فَأَمَّنَهَاوَأَمَّا سَارَةُ فَأَسْلَمَتْ

سارہ عمرو بن ہشام کی آزاد کردہ لونڈی تھی اور یہ مغنیہ تھی،اس نے مکہ مکرمہ کے باہر اس نے گانے بجانے کا سلسلہ چلا رکھا تھا ابن خطل اسے رسول اللہ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّم کی شان میں ہجو لکھ کر دیتا تھا اور یہ اسے گاتی تھی، غزوہ بدر کے بعد اس نے مدینہ منورہ میں رسول اللہ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی تنگدستی کی شکایت پیش کر کے آپ سے مدد مانگی تھی، جس پر رسول اللہ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کیا تمہیں اپنے گانے سے کچھ روپیہ نہیں ملتا؟ اس نے عرض کیا اے محمد (صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّم)! جب سے غزوہ بدر میں قریش کے سردار مارے گئے ہیں اس وقت سے انہوں نے گانا سننا چھوڑ دیا ہے، رسول اللہ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّم نے اس پر ترس کھا کر ایک اونٹ پر غلہ لاد کر عنایت فرما دیا جسے لے کر یہ مکہ مکرمہ واپس آ گئی اور یہ انہی کے دین پر تھی، فتح مکہ کے روز رسول اللہ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّم نے اسے قتل کا حکم فرمایا تو اپنے قتل کا حکم سن کر یہ روپوش ہو گئی، رسول اللہ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّم سے اس کے لئے امان کی درخواست کی گئی، جسے آپ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّم نے امن دے دیا چنانچہ اس نے حاضر خدمت ہو کر اسلام قبول کر لیا اور پکی مسلمان رہیں۔ (٣)

---

(١) ابن ہشام ٧٢/٢،الروض الانف ٣١٦/٥

(٢) فتح الباری ٣٦٨/٧

(٣) ابن ہشام ٤١١/٢،الروض الانف ٢٢٨/٧،عیون الآثر ٢٢٥/٢، تاریخ طبری ٦٠/٣،مغازی واقدی ٨٦٠/٢، فتح الباری ١١/٨

عبد العزیٰ (ابی لہب) کے بیٹے عتبہ رضی اللہ عنہ اور معتب رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام

فتح مکہ کے موقع پر ابولہب کے دونوں فرزند عتبہ اور معتب بھی خوف سے روپوش ہو گئے تھے،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ أَبِيهِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ قَالَ: لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ فِي الْفَتْحِ قَالَ لِي: يَا عَبَّاسُ أَيْنَ ابْنَا أَخِيكَ عُتْبَةُ وَمُعَتِّبٌ لا أَرَاهُمَا؟ قَالَ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ تَنَحَّيَا فِيمَنْ تَنَحَّى مِنْ مُشْرِكِي قُرَيْشٍ،فَقَالَ لِي: اذْهَبْ إِلَيْهِمَا وَأْتِنِي بِهِماقَالَ الْعَبَّاسُ: فَرَكِبْتُ إِلَيْهِمَا بِعُرَنَةَ فَأَتَيْتُهُمَا،فَدَعَاهُمَا إلى الإسلام،فَأَسْلَمَا وَبَايَعَا، ثُمَّ قَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأخذ بأيديهما وانْطلق بهما حَتَّى أَتَى الْمُلْتَزم فَدَعَا سَاعَة ثُمَّ انْصرف وَالسُّرُور يرى فِي وَجهه، قَالَ الْعَبَّاسُ فَقُلْتُ لَهُ: سَرَّكَ اللهُ يَا رَسُولَ اللهِ فَإِنِّي أَرَى فِي وَجْهِكَ السُّرُورَ،فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: نَعَمْ إِنِّي اسْتَوْهَبْتُ ابْنَيْ عَمِّي هَذَيْنِ رَبِّي فَوَهَبَهُمَا لِي

عباس رضی اللہ عنہ بن عبد المطلب راوی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب فتح مکہ کے موقع پر مکہ میں داخل ہوئے تو مجھ سے فرمایا تمہارے دونوں بھتیجے عتبہ ومعتب بن ابی لہب کہاں ہیں،وہ مجھے دکھائی نہیں دیتے،میں نے عرض کیااے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم!دوسرے مشرکین کی طرح اپنی جان کے خوف سے وہ بھی روپوش ہو گئے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایاان کی طرف جاؤاور ان دونوں کو میرے پاس لاؤ،عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی تعمیل میں میں سوار ہو کر عرنہ گیااور وہاں سے دونوں کو اپنے ساتھ لے آیا،آپ نے ان کے سامنے دعوت اسلام پیش کی جو دونوں نے قبول کر لی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی،پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے اور دونوں کے ہاتھ پکڑے ہوئے کعبہ کے قریب ملتزم پر آئے اور دیر تک دعا مانگتے رہے،دعا سے فراغت پا کر جب واپس ہوئے تو چہرہ مبارک پر مسرت کے آثار تھے،عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عرض کیا اللہ تعالیٰ آپ کو ہمیشہ مسرور وشاداماں رکھے میں آپ کا چہرہ مسرور دیکھ رہا ہوں،نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایاہاں! میں نے اپنے پروردگار سے درخواست کی تھی کہ مجھے میرے چچا کے دونوں بیٹے عتبہ اور معتب عطافرمادیئے جائیں سو اللہ نے ان دونوں کو مجھے عطافرمادیاہے اور میرے لئے دونوں کو ہبہ کر دیا ہے۔[1]

سہیل رضی اللہ عنہ بن عمرو کا قبول اسلام

سُهَيْلُ بْنُ عَمْرٍووَهُوَ خَطِيبُ قُرَيْشٍ

سہیل بن عمرو جو مکہ کے اشراف اور سادات میں سے تھے اور خطیب قریش کے نام سے مشہور تھے[2]

فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَدْ سُهِّلَ لَكُمْ مِنْ أَمْرِكُمْ

صلح حدیبیہ میں انہیں آتا دیکھ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھااب تمہارا معاملہ کچھ آسان ہو گیا ہے۔

---

[1] الخصائص الکبریٰ ۴۳۹؍۱،تاریخ طبری ۵۳۰؍۱۱،ابن سعد ۴۴؍۴

[2] ۔الروض الانف ۲۲۳؍۵،شرح الزرقانی علی المواھب ۱۹۶؍۳،السیرۃ النبویۃ لابن کثیر ۵۶۲؍۳

لَمَّا دَخَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وآله وَسَلَّمَ مَكَّةَ اقْتَحَمْتُ بَيْتِي وَغَلَّقْتُ عَلَيَّ بَابِي، وَأَرْسَلْتُ إِلَى ابْنِي عَبْدِ اللهِ وَكَانَ عَبْدُ اللهِ قَدْ أَسْلَمَ وَشَهِدَ بَدْرًا: اطْلُبْ لِي جِوَارًا مِنْ مُحَمَّدٍ فَإِنِّي لا آمَنُ أَنْ تَلَ، فَذَهَبَ عَبْدُ اللهِ إِلَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وآله وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَبِي تُؤَمِّنُهُ، قَالَ:نَعَمْ هُوَ آمِنٌ بِأَمَانِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ فَلْيَظْهَرْ، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وآله وَسَلَّمَ لِمَنْ حَوْلَهُ:مَنْ لَقِيَ سُهَيْلَ بْنَ عَمْرٍو فَلا يَشُدَّ النَّظَرَ إِلَيْهِ، فَلَعَمْرِي/ أَنَّ سُهَيْلا لَهُ عَقْلٌ وَشَرَفٌ وَمَا مِثْلُ سُهَيْلٍ جَهِلَ الإِسْلامَ

جب رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے یہ اپنے گھر میں چھپ گئے اور دروازہ بند کر دیا،اور اپنے بیٹے عبد اللہ کو جو اسلام قبول کر کے غزوہ بدر میں شریک ہو چکے تھے سہیل بن عمرو نے اپنے اس بیٹے عبد اللہ رضی اللہ عنہ کو بارگاہ نبوت میں بھیجا کہ جا کر میرے لئے امان حاصل کرو، انہوں نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! میرے والد کو امان دیں، آپ ﷺ نے فرمایا ہاں، وہ اللہ عزوجل کی امان میں محفوظ ہے وہ باہر آجائے، پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنے ارد گرد بیٹھے ہوئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا جو شخص سہیل سے ملے وہ اس کی طرف تیز نظروں سے نہ دیکھے سہیل بڑا عاقل اور شریف ہے، سہیل جیسا شخص اسلام سے جاہل اور بے خبر نہیں رہ سکتا،

فَخَرَجَ عَبْدُ اللهِ بْنُ سُهَيْلٍ إِلَى أَبِيهِ فَخَبَّرَهُ بِمَقَالَةِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وآله وَسَلَّمَ، فَقَالَ سُهَيْلٌ:كَانَ وَاللهِ بَرًّا صَغِيرًا وَكَبِيرًا، فَكَانَ سُهَيْلٌ يُقْبِلُ وَيُدْبِرُ آمِنًا،وَخَرَجَ إِلَى حُنَيْنٍ مَعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وآله وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلَى شِرْكِهِ حَتَّى أَسْلَمَ بِالْجِعْرَانَةَ، فأعطاه رسول الله صَلى اللهُ عَليه وآله وَسَلَّمَ مِنْ غَنَائِمَ حُنَيْنٍ مِائَةً مِنَ الإِبِلِ

رسول اللہ ﷺ سے امان حاصل کر کے عبد اللہ بن سہیل اپنے والد کی طرف گئے اور رسول اللہ ﷺ سے جو گفتگو ہوئی وہ بیان کیا، سہیل نے کہا اللہ کی قسم! محمد ﷺ تو چھوٹے بھی تھے تو نیکو کار اور جب بڑے ہوئے تو بھی اور سہیل آگے پیچھے سے امان میں ہے، غزوہ حنین میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہے اور بعد میں مقام جِعْرَانَةَ (مکہ کے قریب طائف و مکہ کے درمیان ایک کنوئیں کا نام ہے) پر اسلام قبول کر لیا رسول اللہ ﷺ نے غزوہ حنین کی غنیمت میں سے انہیں سو اونٹ عنایت فرمائے۔

الْحَسَنَ يُحَدِّثُ، يَقُولُ:حَضَرَ أُنَاسٍ بَابَ عُمَرَ وَفِيهِمْ سُهَيْلُ بْنُ عَمْرٍو وَأَبُو سُفْيَانَ بْنُ حَرْبٍ وَالشُّيُوخُ مِنْ قُرَيْشٍ،فَخَرَجَ آذِنُهُ فَجَعَلَ يَأْذَنُ لأَهْلِ بَدْرٍ كَصُهَيْبٍ وَبِلَالٍ وَعَمَّارٍ، قَالَ: وَكَانَ وَاللهِ بَدْرِيًّا وَكَانَ يُحِبُّهُمْ، وَكَانَ قَدْ أُوْصَى بِهِ، فَقَالَ أَبُو سُفْيَانَ: مَا رَأَيْتُ كَالْيَوْمِ قَطُّ، أَنَّهُ يُؤْذَنُ لِهَذِهِ الْعَبِيدِ وَنَحْنُ جُلُوسٌ لا يُلْتَفَتُ إِلَيْنَا فَقَالَ سُهَيْلُ بْنُ عَمْرٍو - وَيَا لَهُ مِنْ رَجُلٍ مَا كَانَ أَعْقَلَهُ -:أَيُّهَا الْقَوْمُ إِنِّي وَاللهِ قَدْ أَرَى الَّذِي فِي وُجُوهِكُمْ، فَإِنْ كُنْتُمْ غِضَابًا فَاغْضَبُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ، دُعِيَ الْقَوْمُ وَدُعِيتُمْ، فَأَسْرَعُوا وَأَبْطَأْتُمْ، أَمَا وَاللهِ لِمَا سَبَقُوكُمْ بِهِ مِنَ الْفَضْلِ فِيمَا يَرَوْنَ أَشَدَّ عَلَيْكُمْ فَوْتًا مِنْ بَابِكُمْ هَذَا الَّذِي تَنَافَسُونَ عَلَيْهِ

حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ایک مرتبہ قریش کے بڑے بڑے رؤسا اور شیوخ امیرالمومنین سے ملنے آئے ان میں ابوسفیان رضی اللہ عنہ بن حرب، عکرمہ رضی اللہ عنہ بن ابوجہل، حارث رضی اللہ عنہ بن ہشام اور سہیل رضی اللہ عنہ بن عمرو بھی شامل تھے، اسی اثنامیں کچھ اور لوگ بھی امیرالمومنین سے ملنے کی خاطر آپہنچے ان میں بلال رضی اللہ عنہ حبشی، سلمان رضی اللہ عنہ فارسی، عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ اور صہیب رومی رضی اللہ عنہ جیسے اصحاب (جو کبھی غلام رہ چکے تھے) شامل تھے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو ان سب اصحاب کی آمد کی اطلاع ہوئی تو انہوں نے سب سے پہلے موخرالذکر اصحاب کو اندر بلا بھیجا کیونکہ وہ سابقون الاولون اور اہل بدر میں سے تھے اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ان کی حد سے زیادہ تعظیم وتکریم کرتے تھے، ابوسفیان رضی اللہ عنہ کو یہ بات ناگوار معلوم ہوئی اور بول اٹھے میں نے آج جیسی ذلت کبھی نہیں دیکھی ہم لوگ انتظار کر رہے ہیں اور غلاموں کو اندر بلایا جاتا ہے، اس پر سہیل رضی اللہ عنہ نے جو ایک عقل مند آدمی تھے ابوسفیان اور دیگر قریشیوں کو مخاطب ہو کر کہا اے قوم! اللہ کی قسم میں تمہارے چہروں پر غصہ اور ناگواری کے آثار واضح طور پر دیکھ رہا ہوں حالانکہ تمہیں دوسروں کو ملامت کرنے کے بجائے خود اپنے نفسوں کو ملامت کرنا چاہیے کیونکہ انہیں بھی دعوت دی گئی تھی اور تمہیں بھی، مگر تم لوگ حق کو قبول کرنے میں پس وپیش کرتے رہے اور پیچھے رہ گئے جبکہ وہ لوگ بغیر کسی تردد کے دوڑ پڑے اور آگے نکل گئے

ثُمَّ قَالَ: إِنَّ هَذَا الْقَوْمَ قَدْ سَبَقُوكُمْ بِمَا تَرَوْنَ، وَلَا سَبِيلَ لَكُمْ وَاللهِ إِلَى مَا سَبَقُوكُمْ إِلَيْهِ، فَانْظُرُوا هَذَا الْجِهَادَ فَالْزَمُوهُ، عَسَى اللهُ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ يَرْزُقَكُمُ الْجِهَادَ وَالشَّهَادَةَ، ثُمَّ نَفَضَ ثَوْبَهُ فَقَامَ فَلَحِقَ بِالشَّامِ

پھر فرمایا یہ لوگ ایمان لانے میں تم پر سبقت لے چکے اب کوئی چیز تمہارے لیے ان پر سبقت لے جانے کی باقی نہیں رہ گئی لہذا تم لوگ جہاد کی طرف توجہ دو اور اس کو اپنے اوپر لازم کرلو شاید اللہ تعالیٰ تم لوگوں کو شہادت کی نعمت سے نواز کر تلافی مافات کر دے، پھر اپنی چادر اٹھا کر کھڑے ہو گئے اور جہاد میں شریک ہونے کے لیے شام چلے گئے اور لڑتے ہوئے شہید ہو گئے[1]

ویقال: قتل بالیرموك ،بعضه بعضامَاتَ بالشَّامِ بِطَاعُونِ عَمْوَاسَ

اور کہا جاتا ہے کہ یہ جنگ یرموک میں شہید ہوئے، بعض کہتے ہیں طاعون عمواس میں وفات پائی۔[2]

زہیر بن امیہ مخزومی (ام سلمہ کا بھائی)

یہ بھی حارث بن ہشام کی طرح اپنے کفر میں شدید تھے۔

اس طرح فتح مکہ کے روز صرف چار افراد قتل کیے گئے۔

---

[1] مستدرک حاکم۵۲۲۷،المنتظم فی تاریخ الملوك والامم۲۶۱؍۴ ،حیاة الصحابة۴۹؍۲، المفصل فی التاریخ العرب قبل اسلام۴۲۴؍۱۶، الاستیعاب فی معرفة الاصحاب ۶۷۱؍۲، اسدالغابة۵۸۵؍۲،محض الصواب في فضائل أمير المؤمنين عمر بن الخطاب۴۷۱؍۲

[2] شرح الزرقانی علی المواهب۱۹۶؍۳

حویطب رضی اللہ عنہ بن عبد العزیٰ کا قبول اسلام

حویطب رضی اللہ عنہ بن عبد العزیٰ کا تعلق قریش کے خاندان عامر بن لوی سے تھا، حویطب رضی اللہ عنہ اپنے قبیلے کے رؤسا میں سے تھے اور قریش کے ذی اثر اور متمول ترین لوگوں میں شمار ہوتے تھے، دور جاہلیت میں وہ ان معدودے چند آدمیوں میں سے تھے جو لکھنا پڑھنا جانتے تھے،

وحُوَيْطِبُ يكنى أَبَا مُحَمَّدٍ

حویطب رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو محمد تھی۔ (۱)

سِتِّينَ سَنَةً فِي الْجَاهِلِيَّةِ

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو دعوت توحید دی تو اس وقت حویطب رضی اللہ عنہ کی عمر ساٹھ برس کی تھی۔

دعوت حق نے ان پر خاص اثر کیا اور انہوں نے کئی مرتبہ شرف اسلام سے بہرہ ور ہونا چاہا لیکن ہر بار بنو امیہ کے رئیس حکم بن امیہ نے انہیں اس سے سعادت سے بہرہ مند ہونے سے روکا، چنانچہ وہ خود بیان کرتے ہیں

فَلَمَّا وَلِيَ مَرْوَانُ بْنُ الْحَكَمِ الْمَدِينَةَ فِي عَامِهِ الْأَوَّلِ دَخَلَ عَلَيْهِ حُوَيْطِبُ مَعَ مَشْيَخَةٍ جِلَّةٍ: حَكِيمُ بْنُ حِزَامٍ , وَمَخْرَمَةُ بْنُ نَوْفَلٍ، فَتَحَدَّثُوا عِنْدَهُ ثُمَّ تَفَرَّقُوا، فَدَخَلَ عَلَيْهِ حُوَيْطِبٌ يَوْمًا بَعْدَ ذَلِكَ فَتَحَدَّثَ عِنْدَهُ ،فَقَالَ مَرْوَانُ: مَا سِنُّكَ؟ فَأَخْبَرَهُ، فَقَالَ لَهُ مَرْوَانُ: تَأَخَّرَ إِسْلَامُكَ أَيُّهَا الشَّيْخُ حَتَّى سَبَقَكَ الْأَحْدَاثُ، فَقَالَ حُوَيْطِبٌ: اللهُ الْمُسْتَعَانُ،وَاللهِ لَقَدْ هَمَمْتُ بِالْإِسْلَامِ غَيْرَ مَرَّةٍ كُلُّ ذَلِكَ يَعُوقُنِي أَبُوكَ وَيَنْهَانِي

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں مروان بن الحکم مدینہ منورہ کا گورنر مقرر ہوا تو حویطب رضی اللہ عنہ اپنے دوسرے ساتھیوں حکیم رضی اللہ عنہ بن حزام اور مخزمہ رضی اللہ عنہ بن نوفل کے ساتھ ملنے کے لیے گئے، مروان نے ان سے پوچھا آپ کی عمر کیا ہے؟ انہوں نے اپنی عمر بتلائی، مروان نے طنزاً ان سے کہا بڑے میاں! آپ نے اسلام قبول کرنے میں اتنی تاخیر کیوں کی، بہت سے نوجوان اس سعادت کے حصول میں آپ پر سبقت لے گئے، حویطب رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ جانتا ہے میں نے متعدد مرتبہ اسلام قبول کرنے کا ارادہ کیا مگر تمہارے والد (حکم بن امیہ) نے مجھے غیرت دلا کر مجھے اس شرف سے محروم رکھا،

وَيَقُولُ: تَضَعُ شَرَفَكَ، وَتَدَعُ دِينَ آبَائِكَ لِدِينٍ مُحْدَثٍ، وَتَصِيرُ تَابِعًا؟ قَالَ: فَأَسْكَتَ وَاللهِ مَرْوَانَ، وَنَدِمَ عَلَى مَا كَانَ قَالَ لَهُ،ثُمَّ قَالَ حُوَيْطِبٌ: أَمَا كَانَ أَخْبَرَكَ عُثْمَانُ , رَحِمَهُ اللهُ , مَا كَانَ لَقِيَ مِنْ أَبِيكَ حِينَ أَسْلَمَ؟ فَازْدَادَ مَرْوَانُ غَمًّا

وہ کہتا تھا کہ اس عمر میں نیا مذہب قبول کرنا تمہاری غیرت کے منافی ہے، آباؤ اجداد کا مذہب ترک کر کے تم اس عزت اور مرتبہ سے ہاتھ دھو بیٹھو گے جو اس وقت تمہیں قوم میں حاصل ہے، مروان یہ سن کر فرط خجالت سے چپ ہو گیا، حویطب رضی اللہ عنہ نے پھر فرمایا شاید تمہیں معلوم نہ ہو کہ تمہارے باپ نے عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان پر قبول اسلام کے جرم میں کیا کیا ستم ڈھائے، اس پر مروان اور بھی نادم ہوا اور اس نے پھر کبھی

---

(۱) معجم الصحابة للبغوى ۱۹۷؍۲

حویطب رضی اللہ عنہ سے طنز آمیز گفتگو نہ کی۔ [1]

بعثت نبوی سے فتح مکہ تک کا زمانہ حویطب رضی اللہ عنہ نے کس طرح گزارا اس کا حال خود حویطب رضی اللہ عنہ نے اس طرح بیان کیا ہے۔

ثُمَّ قَالَ حُوَيْطِبٌ:وَلَقَدْ شَهِدْتُ بَدْرًا مَعَ الْمُشْرِكِينَ فَرَأَيْتُ عِبَرًا، رَأَيْتُ الْمَلَائِكَةَ تَقْتُلُ وَتَأْسِرُ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ , فَقُلْتُ: هَذَا رَجُلٌ مَمْنُوعٌ، وَلَمْ أَذْكُرْ مَا رَأَيْتُ،فَانْهَزَمْنَا رَاجِعِينَ إِلَى مَكَّةَ، فَأَقَمْنَا بِمَكَّةَ وَقُرَيْشٌ تُسْلِمُ رَجُلًا رَجُلًا، فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ الْحُدَيْبِيَةِ حَضَرْتُ وَشَهِدْتُ الصُّلْحَ وَمَشَيْتُ فِيهِ حَتَّى تَمَّ، وَكُلُّ ذَلِكَ أُرِيدُ الْإِسْلَامَ، وَيَأْبَى اللهُ إِلَّا مَا يُرِيدُ، فَلَمَّا كَتَبْنَا صُلْحَ الْحُدَيْبِيَةِ ,كُنْتُ أَنَا أَحَدَ شُهُودِهِ، وَقُلْتُ: لَا تَرَى قُرَيْشٌ مِنْ مُحَمَّدٍ إِلَّا مَا يَسُوؤُهَا , قَدْ رَضِيتُ أَنْ دَافَعْتُهُ بِالرَّاحِ

میں غزوہ بدر میں بھی مشرکین کے ساتھ تھا، میں نے بچشم خود دیکھا کہ ملائکہ آسمان سے اتر رہے ہیں میں نے اسی وقت سمجھ لیا کہ اس آدمی (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کی حفاظت کی گئی ہے، تاہم میں نے جو کچھ دیکھا اس کا تذکرہ کسی سے نہ کیا، چنانچہ ہم بدترین شکست کھا کر مکہ واپس گئے، میں مکہ مکرمہ میں ٹھیرا رہا اور قریش ایک ایک دو دو کر کے اسلام قبول کرتے رہے، صلح حدیبیہ کے دن بھی میں موجود تھا اور اس معاملہ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہا تھا صلح نامہ کا آخری گواہ بھی میں تھا اور میں نے اپنے دل میں کہا قریش کو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف سے وہی دیکھنا ہو گا جو ان کو برا لگتا ہے،

وَلَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي عُمْرَةِ الْقَضِيَّةِ وَخَرَجَتْ قُرَيْشٌ عَنْ مَكَّةَ، كُنْتُ فِيمَنْ تَخَلَّفَ بِمَكَّةَ أَنَا وَسُهَيْلُ بْنُ عَمْرٍو لِأَنْ يَخْرُجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا مَضَى الْوَقْتُ وَهُوَ ثَلَاثٌ، فَلَمَّا انْقَضَتِ الثَّلَاثُ أَقْبَلْتُ أَنَا وَسُهَيْلُ بْنُ عَمْرٍو فَقُلْتُ: قَدْ مَضَى شَرْطُكَ , فَاخْرُجْ مِنْ بَلَدِنَا، فَصَاحَ:يَا بِلَالُ، لَا تَغِيبُ الشَّمْسُ وَأَحَدٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ بِمَكَّةَ مِمَّنْ قَدِمَ مَعَنَا

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمرۃ القضا کے لیے مکہ معظّمہ تشریف لائے تو بہت سے قریش مکہ سے باہر چلے گئے، لیکن میں اور سہیل بن عمرو مکہ مکرمہ میں رہے گئے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیئے ہوئے تین دن پورے ہو جائیں تو انہیں مکہ سے جانے کا کہیں، چنانچہ تیسرا دن ہوتے ہی میں نے اور سہیل نے آپ کے پاس جا کر کہا کہ آپ کی شرط پوری ہو چکی آپ اب اس شہر سے تشریف لے جائیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی وقت بلال رضی اللہ عنہ کا حکم فرمایا کہ منادی کر دیں کہ سورج چھپنے سے پہلے پہلے جتنے مسلمان میرے ہمراہ آئے ہیں ایک بھی مکہ میں نہ رہے۔ [2]

رمضان آٹھ ہجری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ معظّمہ پر پرچم اسلام بلند کیا تو حویطب پر کیا بیتی اس کا حال بھی انہوں نے خود اس طرح بیان کیا ہے۔

---

[1] الطبقات الکبری ۔متمم الصحابة الطبقة الرابعة من الصحابة ممن أسلم عند فتح مكة وما بعد ذلك ۴۴۳/۱

[2] الطبقات الکبری ۔متمم الصحابة الطبقة الرابعة من الصحابة ممن أسلم عند فتح مكة وما بعد ذلك ۴۴۳/۱

قَالَ حُوَيْطِبُ بْنُ عَبْدِ الْعُزَّى: لَمَّا دَخَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ عَامَ الْفَتْحِ خِفْتُ خَوْفًا شَدِيدًا فَخَرَجْتُ مِنْ بَيْتِي وَفَرَّقْتُ عِيَالِي فِي مَوَاضِعَ يَأْمَنُونَ فِيهَا، ثُمَّ انْتَهَيْتُ إِلَى حَائِطِ عَوْفٍ فَكُنْتُ فِيهِ، فَإِذَا أَنَا بِأَبِي ذَرٍّ الْغِفَارِيِّ , وَكَانَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ خُلَّةٌ، وَالْخُلَّةُ أَبَدًا نَافِعَةٌ , فَلَمَّا رَأَيْتُهُ هَرَبْتُ مِنْهُ، فَقَالَ: يَا أَبَا مُحَمَّدٍ، قُلْتُ: لَبَّيْكَ، قَالَ: مَالَكَ؟قُلْتُ: الْخَوْفُ، قَالَ: لَا خَوْفَ عَلَيْكَ، تَعَالَ أَنْتَ آمِنٌ بِأَمَانِ اللهِ

حویطب بن عبد العزیٰ کہتے ہیں جب رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے بعد شہر میں داخل ہوئے تو مجھے انتہائی خوف محسوس ہوا، میں اپنے گھر سے نکلا اور اپنے اہل وعیال کو مختلف محفوظ مقامات میں پہنچا دیا اور خود عوف کے باغ میں پناہ لے لی، اچانک میں نے دیکھا کہ ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ میری طرف آرہے ہیں میرے اور ان کے درمیان پرانی دوستی تھی لیکن اس وقت میں انہیں دیکھ کر بھاگ کھڑا ہوا، انہوں نے پکار کر کہا ابو محمد رک جاؤ، میں رک گیا، انہوں نے پوچھا بھاگ کیوں رہے ہو؟ میں نے کہا تمہارے نبی ﷺ آگئے ان کے خوف سے بھاگ رہا ہوں، ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کہا تم ان کا خوف نہ کھاؤ تم اللہ کے دیئے ہوئے امان میں مامون ہو،

فَرَجَعْتُ إِلَيْهِ وَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَقَالَ لِي: اذْهَبْ إِلَى مَنْزِلِكَ، قَالَ: فَقُلْتُ: وَهَلْ لِي سَبِيلٌ إِلَى مَنْزِلِي، وَاللهِ مَا أُرَانِي أَصِلُ إِلَى بَيْتِي حَيًّا حَتَّى أُلْقَى فَأُقْتَلَ، أَوْ يُدْخَلَ عَلَيَّ مَنْزِلِي فَأُقْتَلَ، وَإِنَّ عِيَالِي لَفِي مَوَاضِعَ شَتَّى، قَالَ: فَاجْمَعْ عِيَالَكَ مَعَكَ فِي مَوْضِعٍ , وَأَنَا أَبْلُغُ مَعَكَ مَنْزِلَكَ،فَبَلَغَ مَعِي مَنْزِلِي وَجَعَلَ يُنَادِي عَلَى بَابِي: أَنَّ حُوَيْطِبَ آمِنٌ فَلَا يُهَجْ

یہ سن کر میں ان کے پاس گیا اور سلام کیا، انہوں نے کہا چلو اپنے گھر چلو، یں نے کہا میرے لیے گھر جانے کی کوئی سبیل بھی ہے اللہ کی قسم! مجھے تو یہ گمان ہے کہ میں گھر تک زندہ نہیں پہنچ سکتا یا تو راستے میں کسی مسلمان کے ہاتھ سے مارا جاؤں گا اور اگر گھر پہنچ بھی گیا تو کوئی مسلمان گھر میں گھس کر مجھے مار ڈالے گا، ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کہا اپنے بال بچوں کو کسی جگہ اکٹھا کر لو تم کو میں خود تمہارے گھر پہنچا دوں گا، چنانچہ وہ مجھے اپنے ساتھ لے کر چلے اور بلند آواز سے یہ اعلان کرتے گئے کہ حویطب کو امان مل چکا ہے ان کو کوئی شخص نہ چھیڑے،

ثُمَّ انْصَرَفَ أَبُو ذَرٍّ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ ،فَقَالَ:أَوَلَيْسَ قَدْ أَمَّنَّا النَّاسَ كُلَّهُمْ إِلَّا مَنْ أَمَرْتُ بِقَتْلِهِ ؟ قَالَ: فَاطْمَأْنَنْتُ، وَرَدَدْتُ عِيَالِي إِلَى مَوَاضِعِهِمْ، وَعَادَ إِلَيَّ أَبُو ذَرٍّ فَقَالَ: يَا أَبَا مُحَمَّدٍ، حَتَّى مَتَى وَإِلَى مَتَى، قَدْ سُبِقْتَ فِي الْمَوَاطِنِ كُلِّهَا , وَفَاتَكَ خَيْرٌ كَثِيرٌ , وَبَقِيَ خَيْرٌ كَثِيرٌ فَأْتِ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَسْلِمْ تَسْلَمْ

ابو ذر رضی اللہ عنہ مجھے بحفاظت گھر پہنچا کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا واقعہ آپ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا، آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم کو معلوم نہیں کہ سوائے چند اشتہاری مجرموں کے باقی سب لوگوں کو امن ہے؟ مجھے رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کا علم ہوا تو میں مطمئن ہو گیا اور اپنے بال بچوں کو گھر لے آیا، پھر ابو ذر رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے اور کہا ابو محمد! کب تک اور کب تک؟ بھلائی کے بہت سے موقعے ہاتھ سے نکل گئے اب بھی وقت ہے چلو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کر لو،

وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَرُّ النَّاسِ، وَأَوْصَلُ النَّاسِ،وَأَحْلَمُ النَّاسِ، شَرَفُهُ شَرَفُكَ , وَعِزُّهُ عِزُّكَ، قَالَ: قُلْتُ: فَأَنَا أَخْرُجُ مَعَكَ فَآتِيهِ، قَالَ: فَخَرَجْتُ مَعَهُ حَتَّى أَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْبَطْحَاءِ، وَعِنْدَهُ أَبُو بَكْرٍ

وَعُمَرُ , فَوَقَفْتُ عَلَى رَأْسِهِ، وَقَدْ سَأَلْتُ أَبَا ذَرٍّ: كَيْفَ يُقَالُ لَهُ إِذَا سُلِّمَ عَلَيْهِ؟ قَالَ: قُلِ: السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ، فَقُلْتُهَا، فَقَالَ:وَعَلَيْكَ السَّلَامُ , أَحُوَيْطِبُ؟ قَالَ: قُلْتُ: نَعَمْ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، وَأَنَّكَ رَسُولُ اللهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَاكَ، قَالَ: وَسُرَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِإِسْلَامِي، وَاسْتَقْرَضَنِي مَالًا فَأَقْرَضْتُهُ أَرْبَعِينَ أَلْفَ دِرْهَمٍ، وَأَعْطَانِي مِنْ غَنَائِمِ حُنَيْنٍ مِائَةَ بَعِيرٍ

رسول اللہ ﷺ تمام لوگوں میں سے سب سے زیادہ بھلے، سب سے زیادہ صلہ رحمی کرنے والے اور سب سے زیادہ بردبار ہیں، ان کے شرف واعزاز میں تمہارا اشرف واعزاز ہے، میں نے کہا میں تمہارے ساتھ چلنے کو تیار ہوں، چنانچہ میں ابوذر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بطحا کے مقام پر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ ﷺ کے پاس سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے، میں نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کو سلام کرنے کا کیا طریقہ ہے؟ انہوں نے کہا السلام علیک اے نبی ورحمۃ اللہ. میں نے اس طرح آپ ﷺ کو سلام کیا، آپ ﷺ نے کہا وعلیک السلام اے حویطب؟ میں نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں اور بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمام حمد وثنا اس اللہ کے لیے ہے جس نے تمہیں ہدایت عطا فرمائی، میرے قبول اسلام سے رسول اللہ ﷺ بہت خوش ہوئے، پھر آپ ﷺ نے مجھ سے کچھ قرض طلب کیا میں نے چالیس ہزار درہم بطور قرض دیئے اور حنین کے مال غنیمت سے رسول اللہ ﷺ نے ان کو سو اونٹ مرحمت فرمائے۔ (۱)

أسلم حُوَيْطِبُ بْنُ عَبْدِ الْعُزَّى يوم فتح مَكَّةَ

اس طرح حویطب رضی اللہ عنہ بن عبد العزی فتح مکہ کے روز اسلام لائے۔ (۲)

وَشَهِدَ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُنَيْنًا وَالطَّائِفَ

قبول اسلام کے وقت حویطب رضی اللہ عنہ کی عمر اسی برس کے لگ بھگ تھی لیکن اس بڑھاپے کے باوجود وہ رسول اللہ ﷺ کے ہم رکاب ہو کر غزوہ حنین اور غزوہ طائف میں شریک ہوئے۔ (۳)

ثُمَّ قَدِمَ حُوَيْطِبُ بْنُ عَبْدِ الْعُزَّى بَعْدَ ذَلِكَ الْمَدِينَةَ

غزوہ طائف کے بعد حویطب رضی اللہ عنہ مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کو منتقل ہو گئے۔ (۴)

امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ حویطب رضی اللہ عنہ کو بہت مانتے تھے انہوں نے اپنے عہد خلافت میں حدود حرم کو از سر نو مقرر کرنا چاہا اور اس مقصد کے لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کو نامزد کیا، حویطب رضی اللہ عنہ بھی اس جماعت کے ایک رکن تھے۔

سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے خلاف شورش برپا ہوئی تو حویطب رضی اللہ عنہ اور بعض دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم نے باغیوں کو بہت سمجھایا لیکن وہ اپنی

(۱) الطبقات الکبری ـ متمم الصحابة الطبقة الرابعة من الصحابة ممن أسلم عند فتح مكة وما بعد ذلك ۱/۴۴۴

(۲) ابن سعد ۵/۴۵۴

(۳) ابن سعد ۶/۱۰

(۴) تاریخ دمشق لابن عساکر ۱۵/۳۵۹ ،تهذيب الكمال في أسماء الرجال ۷/۴۶۸

مفسدانہ روش سے باز نہ آئے یہاں تک کہ چند شریر النفس باغیوں نے حرم رسول صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی حرمت کو پامال کر ڈالا اور اپنے عہد کی عظیم اور مقدس ترین ہستی کو نہایت سفاکی سے شہید کر ڈالا، پیکر جود وسخا، مجسمہ حلم وتحمل خلیفہ عرب وعجم خویش رسول سیدنا عثمان ذوالنورین کی نعش اپنے گھر میں بے گوروکفن پڑی تھی، باغی ہر طرف دندناتے پھرتے تھے اور ان بدبختوں کو یہ بھی گوارا نہ تھا کہ ضعیف العمر، قاری قرآن خلیفہ شہید کے جسد مبارک کو سپرد خاک کیا جائے، ان پرخطر حالات میں دوسرے دن رات کو چند (بقول بعض سترہ) دلیر مسلمان سر بکفن ہو کر امیر المومنین کے گھر پہنچے اور ان کی خون آغشتہ میت کو اٹھایا، پھر ان کی نماز جنازہ پڑی اور جان پر کھیل کر جنت البقیع کے پیچھے حش کوکب میں سپرد خاک کیا، ان دلیر مسلمانوں میں سو برس سے زیادہ عمر کے ایک بزرگ بھی تھے، انہوں نے یہ فرض انجام دینے کے لیے نہ اپنی جان کی پرواہ کی اور نہ اپنی کبرسنی اور نقاہت کو اڑے آنے دیا، یہ بزرگ ابو محمد حویطب رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بن عبد العزیٰ تھے۔

وَمَاتَ حُوَيْطِبُ بْنُ عَبْدِ الْعُزَّى بِالْمَدِينَةِ سَنَةَ أَرْبَعٍ وَخَمْسِينَ، فِي خِلَافَةِ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ , وَكَانَ لَهُ يَوْمَ مَاتَ مِائَةٌ وَعِشْرُونَ سَنَةً

اور حویطب رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بن عبد العزی نے امیر معاویہ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ کے عہد خلافت میں سوا سو سال کے قریب عمر میں وفات پائی۔[1]

بیت اللہ کی کنجی حقدار کو عطا کیا جانا:

ثُمَّ جَلَسَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ فَقَامَ إِلَيْهِ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ وَمِفْتَاحُ الْكَعْبَةِ فِي يَدِهِ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، اجْمَعْ لَنَا الْحِجَابَةَ مَعَ السِّقَايَةِ صَلَّى اللهُ عَلَيْكَ،فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَيْنَ عُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ؟فَدُعِيَ لَهُ،فَقَالَ: هَاكَ مِفْتَاحَكَ يَا عُثْمَانُ، الْيَوْمُ يَوْمُ بِرٍّ وَوَفَاءٍ،أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِعَلِيٍّ: إِنَّمَا أُعْطِيكُمْ مَا تُرْزَءُونَ لَا مَا تَرْزَءُونَ

اس کے بعد آپ مسجد الحرام میں بیٹھ گئے، اور سیدنا علی رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ خانہ کعبہ کی کنجی ہاتھ میں لے کر سامنے آئے، سیدنا علی رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بن ابی طالب نے کھڑے ہو کر درخواست کی اے اللہ کے رسول صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ! بیت اللہ کی کلید ہمیں عنایت فرمادیں تاکہ سقایت زمزم (موسم حج میں حاجیوں کو پانی پلانا، یہ خدمت عباس رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بن عبد المطلب اور بنوہاشم کے سپرد تھی) کے ساتھ حجابت بیت اللہ (بیت اللہ کی دربانی) کا شرف بھی ہمیں حاصل ہو جائے، مگر رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا عثمان بن طلحہ کہاں ہے؟ اس کو بلایا گیا، آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا اے عثمان! اپنی یہ چابی لے لو آج نیکی اور وفاداری کا دن ہے، اور رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے سیدنا علی رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ سے فرمایا ہم تم کو ایسی چیز عنایت کریں گے جس سے تم مشقت میں نہ پڑو۔[2]

ایک روایت میں ہے کہ آپ یہ چابی عباس رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ کو دینا چاہتے تھے مگر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا ... ﴿٥٨﴾ [3]

[1] الطبقات الكبرى ـمتمم الصحابة الطبقة الرابعة من الصحابة ممن أسلم عند فتح مكة وما بعد ذلك۴۴۵/۱

[2] ابن ہشام ۴۱۱/۲،الروض الانف ۳۲۳/۷،عیون الآثر ۲۲۶/۲،البداية والنهاية ۳۴۴/۴،السيرة النبوية لابن كثير ۵۷۰/۳

[3] النساء ۵۸

ترجمہ: تحقیق اللہ تم کو حکم دیتا ہے کہ امانتیں پہنچادو امانت والوں کو۔

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَفَعَ مِفْتَاحَ الْكَعْبَةِ إِلَى عُثْمَانَ فَقَالَ خُذْهَا خَالِدَةً مُخَلَّدَةً إِنِّي لَمْ أَدْفَعْهَا إِلَيْكُمْ وَلَكِنَّ اللهَ دَفَعَهَا إِلَيْكُمْ وَلَا يَنْزِعُهَا مِنْكُمْ إِلَّا ظَالِمٌ

تو نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے عثمان بن طلحہ کو بلا کر اسے چابی مرحمت فرمادی اور فرمایا یہ کنجی ہمیشہ کے لئے لے لو، میں نے یہ خود نہیں دی بلکہ اللہ تعالیٰ نے دلائی ہے سوائے ظالم اور غاصب کے کوئی تم سے نہ چھین سکے گا۔ [1]

أن رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أعطى السِّقَايَةِ الْعَبَّاسُ يَوْمَ الْفَتْحِ

اور فتح مکہ کے موقع پر رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے پانی پلانے کی خدمت عباس رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ بن عبد المطلب کو عطا فرمائی۔ [2]

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ طَلْحَةَ قَالَ: كُنَّا نَفْتَحُ الْكَعْبَةَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ يَوْمَ الِاثْنَيْنِ وَالْخَمِيسِ، فَأَقْبَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا يُرِيدُ أَنْ يَدْخُلَ الْكَعْبَةَ مَعَ النَّاسِ فَأَغْلَقْتُ لَهُ وَنِلْتُ مِنْهُ، فَحَلُمَ عَنِّي، ثُمَّ قَالَ: يَا عثمان لَعَلَّكَ سَتَرَى هَذَا الْمِفْتَاحَ يَوْمًا بِيَدِي أَضَعُهُ حَيْثُ شِئْتُ، فَقُلْتُ: لَقَدْ هَلَكَتْ قُرَيْشٌ يَوْمَئِذٍ وَذَلَّتْ، فَقَالَ: بَلْ عَمَرَتْ وَعَزَّتْ يَوْمَئِذٍ

عثمان بن طلحہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کا بیان ہے کہ ہم دور جاہلیت میں خانہ کعبہ کا دروازہ ہفتہ میں سوموار اور جمعرات دو دن کھولا کرتے تھے، ایک دن رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم خانہ کعبہ میں داخل ہونے لگے تو میں نے دروازہ بند کر دیا اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو کچھ نازیبا کہا آپ نے میری اس حرکت کو برداشت کیا اور فرمایا عثمان! ایک دن آئے گا تو دیکھے گا کہ یہ چابی میرے ہاتھ میں ہوگی میں جسے چاہوں گا دوں گا، میں نے کہا یہ تب ہوگا جب قریش ہلاک ہو جائیں گے، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا نہیں! بلکہ اس دن قریش زندہ ہوں گے اور عزت پائیں گے،

وَدَخَلَ الْكَعْبَةَ فَوَقَعَتْ كَلِمَتُهُ مِنِّي مَوْقِعًا ظَنَنْتُ يَوْمَئِذٍ أَنَّ الْأَمْرَ سَيَصِيرُ إِلَى مَا قَالَ، فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ الْفَتْحِ قَالَ: يَا عثمان ائْتِنِي بِالْمِفْتَاحِ ،فَأَتَيْتُهُ بِهِ فَأَخَذَهُ مِنِّي ثُمَّ دَفَعَهُ إِلَيَّ وَقَالَ: خُذُوهَا خَالِدَةً تَالِدَةً لَا يَنْزِعُهَا مِنْكُمْ إِلَّا ظَالِمٌ، يَا عثمان إِنَّ اللهَ اسْتَأْمَنَكُمْ عَلَى بَيْتِهِ، فَكُلُوا مِمَّا يَصِلُ إِلَيْكُمْ مِنْ هَذَا الْبَيْتِ بِالْمَعْرُوفِ،قَالَ: فَلَمَّا وَلَّيْتُ نَادَانِي فَرَجَعْتُ إِلَيْهِ، فَقَالَ: أَلَمْ يَكُنِ الَّذِي قُلْتُ لَكَ؟ قَالَ: فَذَكَرْتُ قَوْلَهُ لِي بِمَكَّةَ قَبْلَ الْهِجْرَةِ: لَعَلَّكَ سَتَرَى هَذَا الْمِفْتَاحَ بِيَدِي أَضَعُه، فقلت: بلى، أشهد أنك رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

آپ خانہ کعبہ میں داخل تو ہو گئے مگر آپ کی یہ بات میرے دل میں جم گئی اور میں نے یقین کر لیا کہ جو آپ نے فرمایا ہے ایسا ہو کر رہے گا، جب مکہ فتح ہوا تو آپ نے فرمایا عثمان! چابی لاؤ، میں نے چابی لا کر دے دی، آپ نے وہ چابی اپنے ہاتھ میں لی پھر یہ کہتے ہوئے واپس فرمادی یہ چابی لو یہ ہمیشہ تمہارے پاس رہے گی اگر کوئی تم سے چھینے گا تو وہ ظالم ہوگا، اے عثمان! اللہ تعالیٰ نے تمہیں اپنے گھر کا امین بنایا ہے اس کی آمدنی دستور کے مطابق اپنے استعمال میں لاؤ، پھر جب میں جانے لگا تو آپ نے مجھے بلایا اور فرمایا! جو کچھ میں نے کہا تھا وہی ہوا یا نہیں؟

---

[1] فتح الباری ۱۹/۸،شرح الزرقانی علی المواهب ۴۷۴/۳

[2] الاستیعاب فی معرفة الاصحاب ۷۴/۱

توعثمان نے نبی کریم ﷺ کا وہ قول جو ہجرت سے قبل کہا تھا اے عثمان! ایک دن آئے گا تو دیکھے گا کہ یہ چابی میرے ہاتھ میں ہوگی، میں نے کہا ہاں! میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے سچے رسول ہیں۔[1]

بلال رضی اللہ عنہ کا بیت اللہ کی چھت پر چڑھ کر اذان کہنا:

أنه صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لمافتْحِ مَكَّةَ وأمر بلَالا ، بأن يؤذن فوق الْكَعْبَةِ،وَأَبُو سُفْيَانَ بْنُ حَرْبٍ وَعَتَّابُ بْنُ أَسِيدٍ وَالْحَارِثُ بْنُ هِشَامٍ جُلُوسٌ بِفِنَاءِ الْكَعْبَةِ،قال عَتَّابُ بْنُ أَسِيدٍ: لَقَدْ أَكْرَمَ اللهُ أَسِيدًا إذا لم ير هذا اليوم ، فَيَسْمَعَ مِنْهُ مَا يَغِيظُهُ، وقال الْحَارِثُ بْنُ هِشَامٍ:أَمَا وجد مُحَمّد مؤذنا غير هذا الْغُرَابَ الْأَسْوَد!وَقَالَ الْحَكَمُ بْنُ أَبِي الْعَاصِ: هَذَا وَاللهِ الْحَدَثُ الْعَظِيمُ أَنْ يَصِيحَ عَبْدُ بَنِي جُمَحَ ينهق عَلَى بَيته،

جب نماز ظہر کا وقت آیا تو آپ ﷺ نے بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ بیت اللہ کی چھت پر کھڑے ہو کر اذان کہیں لیکن مکہ والوں نے جب توحید و رسالت کی پکار سنی تو ان میں کوئی سوز و گداز پیدا نہ ہوا، ابوسفیان بن حرب، عتاب بن اسید، حارث بن ہشام، حکم بن عاص اور مکہ کے دوسرے سردار اس وقت مسجد الحرام میں بیٹھے تھے، بلال رضی اللہ عنہ کی اذان سن کر عتاب بن اسید بولا اللہ کا شکر ہے کہ اس نے میرے باپ اسید کو اس کے سننے سے بچا لیا ہے ورنہ اسے یہ سن کر بہت غم ہوتا، اور حارث بن ہشام نے کہا کیا محمد علیہ السلام کو اس کالے کوئے کے سوا اور کوئی موذن نہیں ملا تھا؟ اور حکم بن عاص نے کہا اللہ کی قسم! یہ ایک بڑا حادثہ ہے کہ بنو جمح کا ایک غلام ابوطلحہ کی تعمیر کردہ عمارت (یعنی کعبہ) پر کھڑے ہو کر چیخ رہا ہے،

فَقَالَ الْحَارِثُ بْنُ هِشَامٍ:أَمَا وَاللَّهِ لَوْ أعلم أَنه محق لَاتَّبَعْتُهُ وقَالَ ابُو سُفْيَانَ بن حرب :لَا أَقُولُ شَيْئًا،لَوْ تَكَلَّمْتُ لأخبرته هذه الحصباء،فَخَرَجَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وقال: قَدْ عَلِمْتُ الَّذِي قُلْتُمْ، وذكر مقالتهم،فَقَالَ الْحَارِثُ وَعَتَّابٌ:نَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ اللهِ، ما كان معنا أحد فنقول: أخبرك، ثُمَّ حَسُنَ إِسْلَامُ

حارث بن ہشام بولا اگر میں اس کو حق پر سمجھتا تو میں ضرور اس کی اتباع کرتا، ابوسفیان بن حرب نے کہا میں تو کچھ بھی نہیں کہتا اگر میں کچھ کہوں گا تو میری بات یہ کنکریاں بھی ظاہر کر دیں گی، اللہ نے بذریعہ وحی آپ کو اس بات کی اطلاع دے دی رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف آئے اور فرمایا جو کچھ تم نے کہا ہے وہ مجھے معلوم ہو گیا ہے پھر آپ نے ان کو وہ سب کچھ من وعن بتا دیا جو انہوں نے کہا تھا، یہ سن کر عتاب بن اسید اور حارث بن ہشام بولے ہم شہادت دیتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں، واللہ! ہماری ان باتوں کا کسی کو علم نہیں تھا کہ ہم کہیں کہ اس نے آپ کو بتائی ہیں، پھر ان کا اسلام اچھا رہا۔[2]

وَاسْتَعْمَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَتَّابَ بْنَ أَسِيدِ بْنِ أَبِي الْعِيصِ بْنِ أُمَيَّةَ بِن عَبْدِ شَمْسٍ عَلَى مَكَّةَ أَمِيرًا

---

[1] زادالمعاد ۳۶۰؍۳، عیون الآثر ۲۲۷؍۲، الخصائص الکبری ۴۴۲؍۱، شرح الزرقانی علی المواهب ۴۶۹؍۳

[2] ابن ہشام ۴۱۳؍۲، الروض الانف ۲۳۴؍۷، شرح الزرقانی علی المواهب ۱۱۳؍۱۰

رسول اللہ ﷺ نے عتاب بن اسید کو جن کی عمر اس وقت اکیس سال کی تھی مکہ مکرمہ کا والی مقرر فرمایا۔ (۱)

قَالَ: لَمَّا اسْتَعْمَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَتَّابَ بْنَ أَسِيدٍ عَلَى مَكَّةَ رَزَقَهُ كُلَّ يَوْمٍ دِرْهَمًافقال: أَيُّهَا النَّاسُ، أَجَاعَ اللهُ كَبِدَ مَنْ جَاعَ عَلَى دِرْهَمٍ، فَقَدْ رَزَقَنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دِرْهَمًا كُلَّ يَوْمٍ، فَلَيْسَتْ بِي حَاجَةٌ إِلَى أَحَدٍ

اور جب نبی کریم ﷺ نے عتاب بن اسید کو مکہ مکرمہ کا امیر مقرر فرمایا تو ان کا روزانہ ایک درہم یومیہ مقرر فرمایا اس پر عتاب رضی اللہ عنہ بن اسید نے کہا اے لوگو! اللہ اس شخص کے جگر کو بھوکا رکھے جو ایک درہم میں بھی بھوکا رہے، آپ ﷺ نے میرا ایک درہم روز مقرر کیا ہے اب مجھے کسی سے کچھ لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ (۲)

یہ رسول اللہ ﷺ کی وفات تک برابر مکہ مکرمہ کے امیر رہے، خلیفہ اول سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی ان کو اپنے عہدے پر برقرار رکھا،

ومات عَتَّابَ بْنِ أُسَيْد بمكة في اليوم الذى مات فيه أَبُو بَكْرٍ

جس دن سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی اسی دن عتاب رضی اللہ عنہ بن اسید نے بھی مکہ مکرمہ میں وفات پائی۔ (۳)

ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کا اسلام لانا

أَنَّ أَبَا مَحْذُورَةَ قَالَ: خَرَجْتُ فِي نَفَرٍ عَشَرَةٍ، فَكُنَّا فِي بَعْضِ الطَّرِيقِ حِينَ قَفَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ حُنَيْنٍ فَأَذَّنَ مُؤَذِّنُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالصَّلَاةِ [عِنْدَهُ] ، فَسَمِعْنَا صَوْتَ الْمُؤَذِّنِ وَنَحْنُ مُتَنَكِّبُونَ، فَصَرَخْنَا نَحْكِيهِ وَنَسْتَهْزِئُ بِهِ ، وَأَمّا أَبُو مَحْذُورَةَ الْجُمَحِيّ، وَاسْمُهُ سَلَمَةُ بْنُ مِعْيَرٍ وَقِيلَ سَمُرَةُ فَإِنَّهُ لَمّا سَمِعَ الْأَذَانَ وَهُوَ مَعَ فِتْيَةٍ مِنْ قُرَيْشٍ خَارِجَ مَكّةَ أَقْبَلُوا يَسْتَهْزِئُونَ وَيَحْكُونَ صَوْتَ الْمُؤَذّنِ غَيْظًا، فَكَانَ أَبُو مَحْذُورَةَ مِنْ أَحْسَنِهِمْ صَوْتًا

ابو محذورہ کہتے ہیں میں دس ساتھیوں کے ہمراہ نکلا ہم راستے ہی میں تھے جب رسول اللہ ﷺ حنین سے واپس تشریف لے آئے رسول اللہ ﷺ کے موذن نے نماز کے لیے اذان دی تو جب ہم آذان کی آواز سنتے تو ہم سب نوجوان مل کر بلند آواز سے قصے کہانیاں پڑھنے اور موذن کا استہزاء کرتے، کچھ نوجوان قریشی بھی بلال رضی اللہ عنہ کا مذاق اڑانے لگے اور غصہ میں ان کی آواز کی نقلیں اتارنے لگے انہیں نوجوانوں میں اوس بن معیر بن لوذان بن ربیعہ بن عریج بن سعد بن جمح (ابو محذورہ رضی اللہ عنہ حمجی) بھی تھے جن کی عمر اس وقت سولہ سال کی تھی، ابو محذورہ بہت خوش الحان و بلند آواز کے مالک تھے۔ (۴)

---

(۱) دلائل النبوة للبیهقی۱۱۹؍۵، عیون الآثر۲۳۹؍۲، البداية والنهاية ۴۲۲؍۴، سيرة الحلبية۱۴۵؍۳، السيرة النبوية لابن كثير۶۱۵؍۳

(۲) الروض الانف۳۶۷؍۷، ابن ہشام۵۰۰؍۲، البداية والنهاية۴۲۲؍۴، شرح الزرقانی علی المواهب ۲۸؍۴، السيرة النبوية لابن كثير۶۹۷؍۳

(۳) تاریخ طبری۴۱۹؍۳

(۴) الروض الانف ۲۳۹؍۷

فَسَمِعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّوْتَ،فَأَرْسَلَ إِلَيْنَا إِلَى أَنْ وَقَفْنَا بَيْنَ يَدَيْهِ، فَقَالَ: أَيُّكُمُ الَّذِي سَمِعْتُ صَوْتَهُ قَدِ ارْتَفَعَ؟ فَأَشَارَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ إِلَيَّ وَصَدَّقُوافَأَرْسَلَهُمْ وَحَبَسَنِي، ثُمَّ قَالَ: قُمْ فَأَذِّنْ بِالصَّلاةِ،فَقُمْتُ وَلا شَيْءَ أَكْرَهُ إِلَيَّ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلا مِمَّا يَأْمُرُنِي بِهِ، فَقُمْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَأَلْقَى عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ التَّأْذِينَ هُوَ بِنَفْسِهِ، فَقَالَ: قُلِ اللهُ أَكْبَرُ. اللهُ أَكْبَرُ ... فَذَكَرَ الأَذَانَ

ان لوگوں کی اذان کا مذاق اڑاتی ہوئی آوازیں رسول اللہ ﷺ تک پہنچ گئیں، آپ نے حکم فرمایا کہ ان لڑکوں کو میرے قریب لاؤ، جب وہ قریب آ کر کھڑے ہوئے تو آپ نے دریافت فرمایا تم لوگوں میں وہ کون ہے جس کی آواز میرے کانوں میں پہنچی ہے؟ سب لڑکوں نے ابومحذورہ کی طرف اشارہ کر دیا آپ ﷺ نے سب لڑکوں کو چھوڑ دیا اور مجھے روک لیا، ابومحذورہ سامنے کھڑے دل میں ڈرے اور گمان کرنے لگے کہ آپ ﷺ اسے اذان کا تمسخر اڑانے پر قتل کر دیں گے مگر آپ نے انہیں حکم دیا کھڑے ہو جاؤ اور نماز کے لئے اذان دو، میں کھڑا ہوا اور میں رسول اللہ ﷺ کے حکم پر خوف سے بادل نخواستہ اذان دی، میں آپ ﷺ کے دائیں جانب کھڑا تھا اور رسول اللہ ﷺ مجھ پر آذان کے کلمات پڑھتے جاتے میں باآواز بلند ان کو دھراتا جاتا یہاں تک کہ مکمل آذان کہہ ڈالی،

ثُمَّ دَعَانِي حِينَ قَضَيْتُ التَّأْذِينَ فَأَعْطَانِي صِرَّةً فِيهَا شَيْءٌ مِنْ فِضَّةٍ، ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ عَلَى نَاصِيَتِي، ثُمَّ مِنْ بَيْنِ ثَدْيَيَّ، ثُمَّ عَلَى كَبِدِي، حَتَّى بَلَغَتْ يدرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُرَّتِي،ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بَارَكَ اللهُ فِيكَ، وَبَارَكَ اللهُ عَلَيْكَ،فَقُلْتُ: وَذَهَبَ كُلُّ شَيْءٍ كَانَ فِي نَفْسِي لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ كَرَاهَةٍ، وَعَادَ ذَلِكَ كُلُّهُ مَحَبَّةً لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، مُرْنِي بِالتَّأْذِينِ بِمَكَّةَ،قَالَ: قَدْ أَمَرْتُكَ بِهِ،فقدمت على عَتَّابُ بْنُ أَسِيدٍ عَامِلِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ فَأَذَّنْتُ مَعَهُ بِالصَّلاةِ عَنْ أَمْرِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اذان کے بعد آپ نے انہیں ایک تھیلی عنایت فرمائی جس میں چند درہم تھے، پھر میرے سر، پیشانی، سینہ اور ناف تک دست مبارک پھیرا اور پھر رسول اللہ ﷺ نے مجھے دعا دیتے ہوئے فرمایا بَارَكَ فِيكَ وَبَارَكَ اللهُ عَلَيْكَ ابومحذورہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، دست مبارک کا میرے جسم پر پھرنا تھا کہ میرے دل سے رسول اللہ ﷺ کے خلاف تمام نفرت یکلخت الفت میں بدل گئی، میرا دل رسول اللہ ﷺ کی محبت سے لبریز ہو گیا میں نے خدمت اقدس میں عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھے مکہ مکرمہ کا موذن مقرر فرما دیں، آپ نے ان کی درخواست پر انہیں مکہ مکرمہ کا موذن مقرر فرما دیا، پھر میں نے امیر مکہ عتاب بن اسید کو اپنی بحیثیت موذن تقرری کی اطلاع دی اور اپنی وفات ۵۹ ہجری تک مسجد الحرام میں اذان دیتے رہے، ان کے بعد ان کی اولاد نسلاً بعد نسل اذان کی وارث ہوتی رہی۔ [۱]

---

[۱] الاستیعاب فی معرفة الاصحاب ۱۷۵۳/۴، امتاع الاسماع ۱۳۶/۱۰

بیعت کے لئے لوگوں کا اجتماع:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ طَوَافِهِ أَتَى الصَّفَا، فَعَلَا عَلَيْهِ حَتَّى نَظَرَ إِلَى الْبَيْتِ، وَرَفَعَ يَدَيْهِ فَجَعَلَ يَحْمَدُ اللهَ وَيَدْعُو بِمَا شَاءَ أَنْ يَدْعُوَ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ طواف سے فارغ ہونے کے بعد کوہ صفا پر چڑھے پھر بیت اللہ کی طرف منہ کر کے دیر تک اللہ عزوجل کی حمد وثنا میں مصروف رہے اور دعائیں کرتے رہے۔ (۱)

دعا سے فارغ ہو کر وہیں کوہ صفا پر تشریف فرما ہو گئے، لوگ آپ کے گرداگرد بیعت کے لئے جمع ہو گئے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب آپ کی نشست سے نیچے بیٹھے تھے اور لوگوں سے بیعت لیتے جاتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب سے جہاں تک ہو سکے اللہ عزوجل اور اس کے رسول کی اطاعت اور ان کے احکامات کو ماننے پر بیعت لی، جس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسلام پر بیعت کی آپ نے اس سے اسی طریقہ پر بیعت لی،

عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ أَنَّ رَجُلًا أَتَى رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ بَيْنَ يَدَيْهِ فَأَخَذَهُ مِنَ الرِّعْدَةِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هَوِّنْ عَلَيْكَ فَإِنِّي لَسْتُ بِمَلِكٍ، إِنَّمَا أَنَا ابْنُ امْرَأَةٍ مِنْ قُرَيْشٍ كَانَتْ تَأْكُلُ الْقَدِيدَ

قیس بن ابی حازم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اسی اثنا میں ایک شخص بیعت کے لئے حاضر ہوا مگر آپ کی ہیبت سے کانپ رہا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اطمینان رکھو میں بادشاہ نہیں ہوں بلکہ میں تو ایک قریشی خاتون کا فرزند ہوں جو سکھایا ہوا گوشت کھاتی تھی۔ (۲)

إنه أسلم عَامَ الْقَضِيَّةِ، وَإِنه لقي رَسُول اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مسلماوكَتَمَ إِسْلَامَهُ من أبيه وأمه

ان بیعت کرنے والوں میں معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ بھی تھے جو صلح حدیبیہ کے بعد اسلام قبول کر چکے تھے مگر اسے اپنے والدین سے مخفی رکھا تھا۔ (۳)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں مرحبا کہا کیونکہ یہ لکھنا پڑھنا جانتے تھے اس لئے انہیں کاتب وحی مقرر فرمایا۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بہت مناقب بیان کئے گئے ہیں،

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي عُمَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ لِمُعَاوِيَةَ: اللهُمَّ اجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا وَاهْدِ بِهِ

عبدالرحمن بن ابی عمیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے معاویہ کیلئے دعا کی کہ اے اللہ اسے ہدایت والا اور رہدایت یافتہ بنا اور اس کے ذریعے لوگوں کو ہدایت دے۔ (۴)

---

(۱) صحیح مسلم کتاب الجهادوالسیر بَابُ فَتْحِ مَكَّةَ۴۶۲۲

(۲) ابن سعد۲۱٫۱

(۳) اسد الغابة ۲۰۱٫۵

(۴) جامع ترمذی أَبْوَابُ الْمَنَاقِبِ بَابُ مَنَاقِبِ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ۳۸۴۲،مسنداحمد۱۷۸۹۵،حلية الأولياء

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:أولُ هذا الأ مرِ نبوةٌ ورحمةٌ، ثمّ يكونُ خلافةٌ ورحمةٌ، ثمّ يكون مُلكاً ورحمةً

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے پہلے نبوت اور رحمت ہے پھر خلافت اور رحمت ہوگی پھر بادشاہت اور رحمت ہوگی۔ (۱)

وكانت إمارةُ مُعاوِيَةَ مُلكًا ورحمةٌ

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی امارت باشاہت اور رحمت تھی۔ (۲)

قَالَ: عُمَيْرٌ، فَحَدَّثَتْنَا أُمُّ حَرَامٍ:أَنَّهَا سَمِعَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ:أَوَّلُ جَيْشٍ مِنْ أُمَّتِي يَغْزُونَ البَحْرَ قَدْ أَوْجَبُوا، قَالَتْ أُمُّ حَرَامٍ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ أَنَا فِيهِمْ؟ قَالَ:أَنْتِ فِيهِمْ، ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:أَوَّلُ جَيْشٍ مِنْ أُمَّتِي يَغْزُونَ مَدِينَةَ قَيْصَرَ مَغْفُورٌ لَهُمْ، فَقُلْتُ: أَنَا فِيهِمْ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: لاَ

عمیر نے بیان کیا کہ ہم سے ام حرام رضی اللہ عنہا نے بیان کیا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا میری امت کا سب سے پہلا لشکر جو دریائی سفر کر کے جہاد کے لئے جائے گا اس نے (اپنے لئے اللہ تعالیٰ کی رحمت ومغفرت) واجب کر لی، ام حرام نے بیان کیا کہ میں نے کہا تھا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیا میں ان کے ساتھ ہوں گی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں تم بھی ان کے ساتھ ہوگی، پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے پہلا لشکر میری امت کا جو قیصر (رومیوں کے بادشاہ) کے شہر (قسطنطنیہ) پر چڑھائی کرے گا ان کی مغفرت ہوگی، میں نے کہا میں بھی ان کے ساتھ ہوں گی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں۔ (۳)

پہلا جہاد سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں (امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی قیادت میں) اٹھائیس ہجری میں ہوا جس پر جزیرہ قبرص کے نصاری پر چڑھائی کی گئی اس میں ام حرام رضی اللہ عنہا شریک تھیں، واپسی میں یہ راستہ پر سواری سے گر کر شہید ہوگئیں، دوسرا جہاد ۵۵ ہجری میں بزمانہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ہوا جس میں قسطنطنیہ پر حملہ کیا گیا، ابو ایوب نصاری رضی اللہ عنہ نے اس میں شہادت پائی اور قسطنطنیہ ہی میں دفن کئے گئے، یہ لشکر یزید بن معایہ رحمہ اللہ کے زیر قیادت تھا مگر خلافت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ہی کی تھی،

قَالَ الْمُهَلَّبُ فِي هَذَا الْحَدِيثِ مَنْقَبَةٌ لِمُعَاوِيَةَ لِأَنَّهُ أَوَّلُ مَنْ غَزَا الْبَحْرَ وَمَنْقَبَةٌ لِوَلَدِهِ يَزِيدَ لِأَنَّهُ أَوَّلُ مَنْ غَزَا مَدِينَةَ قَيْصَرَ

مہلب کہتے ہیں اس حدیث سے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی منقبت ظاہر ہوتی ہے انہوں نے سب سے پہلے دریائی سفر کر کے (جزیرہ قبرص میں)

وطبقات الأصفياء۸/۳۵۸،الجامع الصحيح للسنن والمسانيد ۱۶/۳۵۸،سلسلة الأحاديث الصحيحة۱۸۶۹

(۱) سلسلة الأحاديث الصحيحة۳۲۷۰،المعجم الكبير للطبرانی۱۱۱۳۸

(۲) جامع المسائل لابن تيمية۵/۱۵۴

(۳) صحیح بخاری كِتَابُ الجِهَادِ وَالسِّيَرِ بَابُ مَا قِيلَ فِي قِتَالِ الرُّومِ۲۹۲۴

جہاد کیا اور ان کے بیٹے یزید رحمہ اللہ کی بھی منقبت ظاہر ہوتی ہے انہوں نے سب سے پہلے قیصر کے شہر (قسطنطنیہ) پر حملہ کیا تھا۔ (۱)

گویا اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ معاویہ رضی اللہ عنہ جنتی ہیں جن کو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کی بشارت دی اور قسطنطنیہ پر جو لشکر گیا اس کا قائد یزید رحمہ اللہ تھا جس کے پرچم تلے بڑے بڑے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جنگ کی، اس بشارت کے مطابق اس کی اللہ کے ہاں بخشش ہو گئی ہے جس کی بشارت خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی ہے۔

قِيلَ لِابْنِ عَبَّاسٍ: هَلْ لَكَ فِي أَمِيرِ المُؤْمِنِينَ مُعَاوِيَةَ، فَإِنَّهُ مَا أَوْتَرَ إِلَّا بِوَاحِدَةٍ؟قَالَ: أَصَابَ، إِنَّهُ فَقِيهٌ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ امیر المومنین معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق آپ کیا فرماتے ہیں انہوں نے وتر کی نماز صرف ایک رکعت پڑھی ہے؟ انہوں نے کہا وہ خود فقیہ ہیں۔ (۲)

ظاهر شَهَادَة بن عَبَّاسٍ لَهُ بِالْفِقْهِ وَالصُّحْبَةِ دَالَّةٌ عَلَى الْفَضْلِ الْكثير

حافظ ابن حجر العسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی یہ شہادت کہ وہ خود فقیہ ہیں امیر المومنین معاویہ رضی اللہ عنہ کے بے شمار فضائل کی دلیل ہے۔ (۳)

عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاس يَقُولُ: مَا رَأَيْتُ رَجُلًا كَانَ أَخْلَقَ بِالْمُلْكِ مِنْ مُعَاوِيَةَ

معمر رحمہ اللہ ہمام رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں میں نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو کہتے ہوئے سنا ہے میں نے کسی کو بھی معاویہ رضی اللہ عنہ سے زیادہ حکمرانی کے لائق نہیں پایا۔ (۴)

عن ابن عمرو .قَالَ: مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَسْوَدَ مِنْ مُعَاوِيَةَ، قَالَ قُلْتُ: وَلَا عُمَرَ؟ قَالَ: كَانَ عُمَرُ خَيْرًا مِنْهُ، وَكَانَ مُعَاوِيَةُ أَسْوَدَ مِنْهُ

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے زیادہ کسی کو سرداری کے لائق نہیں پایا، سننے والے نے کہا سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے بھی؟ تو فرمایا سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ان سے افضل تھے لیکن معاویہ رضی اللہ عنہ سرداری میں ان سے بڑھ کر تھے۔ (۵)

أن عبد الله بن المبارك المذكور سئل: أيهما أفضل: معاوية بن أبي سفيان أم عمر بن عبد العزيز فقال: والله إن الغبار الذي دخل في أنف معاوية مع رسول الله صلى الله عليه وسلم أفضل من عمر بألف مرة

عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ سے سوال کیا گیا کہ معاویہ بن سفیان رضی اللہ عنہ افضل ہیں یا عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ، انہوں نے کہا اللہ کی قسم! معاویہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جو جہاد کیے ہیں اور جو گرد و غبار ان کے نتھنوں میں گھسا ہے وہ عمر بن عبدالعزیز سے ہزار گناہ

(۱) فتح الباری ۶/۱۰۲

(۲) صحيح بخاری كتاب أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم بَابُ ذِكْرِ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ۳۷۶۵

(۳) فتح الباری ۷/۱۰۴

(۴) البداية والنهاية ۸/۱۴۳، مجموع فيه مصنفات أبي العباس الأصم وإسماعيل الصفار ۱/۳۰۹

(۵) البداية والنهاية ۸/۱۴۳

بہتر ہے۔[1]

أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ، قَالَ: ثَنَا أَبُو بَكْرٍ الْأَثْرَمُ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ جَوَّاسٍ أَبُو عَاصِمٍ الْحَنَفِيُّ، قَالَ: ثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ الْمُكْتِبُ حُبَابٌ قَالَ:قَالَ: كُنَّا عِنْدَ الْأَعْمَشِ فَذَكَرُوا عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ وَعَدْلِهِ، فَقَالَ الْأَعْمَشُ: فَكَيْفَ لَوْ أَدْرَكْتُمْ مُعَاوِيَةَ؟ قَالُوا: يَا أَبَا مُحَمَّدٍ، يَعْنِي فِي حِلْمِهِ؟ قَالَ: لَا وَاللهِ، أَلَا بَلْ فِي عَدْلِهِ۔[2]

قال الامام الذهبی رحمہ اللہ حَسْبُكَ بِمَنْ يُؤَمِّرُهُ عُمَرُ، ثُمَّ عُثْمَانُ عَلَى إِقْلِيْمٍ وَهُوَ ثَغْرٌ فَيَضْبِطُهُ، وَيَقُوْمُ بِهِ أَتَمَّ قِيَامٍ، وَيُرْضِي النَّاسَ بِسَخَائِهِ وَحِلْمِهِ، وَإِنْ كَانَ بَعْضُهُمْ تَأَلَّمَ مَرَّةً مِنْهُ، وَكَذَلِكَ فَلْيَكُنِ المَلِكُ.وَإِنْ كَانَ غَيْرُهُ مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - خَيْراً مِنْهُ بِكَثِيْرٍ، وَأَفْضَلَ، وَأَصْلَحَ، فَهَذَا الرَّجُلُ سَادَ وَسَاسَ العَالَمَ بِكَمَالِ عَقْلِهِ، وَفَرْطِ حِلْمِهِ، وَسَعَةِ نَفْسِهِ، وَقُوَّةِ دَهَائِهِ وَرَأْيِهِ۔[3]

عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ: كَانَ مُعَاوِيَةُ وَكَانَ وَكَانَ، وَمَا رَأَيْنَا بَعْدَهُ مِثْلَهُ

ابن اسحاق رحمہ اللہ کہتے ہیں میں نے معاویہ رضی اللہ عنہ کے بعد ان جیسا نہیں دیکھا۔[4]

قال مُجاهِدٍ، قَالَ: لَوْ رَأَيْتُمْ مُعَاوِيَةَ لَقُلْتُمْ: هَذَا الْمَهْدِيُّ

مجاہد رحمہ اللہ کہتے ہیں اگر تم معاویہ رضی اللہ عنہ کو دیکھتے تو یہی کہتے کہ یہی مہدی ہیں۔[5]

قَتَادَةَ، قَالَ: لَوْ أَصْبَحْتُمْ فِي مِثْلِ عَمَلِ مُعَاوِيَةَ لَقَالَ أَكْثَرُكُمْ: هَذَا الْمَهْدِيُّ۔[6]

قيل للحسن يا أبا سعيد إن ها هنا قوما يشتمون أو يلعنون معاوية وابن الزبير فقال على أولئك الذين يلعنون لعنة الله۔[7]

مُجَاشِعٌ، قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَخِي بَعْدَ الفَتْحِ،قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، جِئْتُكَ بِأَخِي لِتُبَايِعَهُ عَلَى الهِجْرَةِ،قَالَ:ذَهَبَ أَهْلُ الهِجْرَةِ بِمَا فِيهَا، فَقُلْتُ:عَلَى أَيِّ شَيْءٍ تُبَايِعُهُ؟قَالَ:أُبَايِعُهُ عَلَى الإِسْلاَمِ، وَالإِيمَانِ، وَالجِهَادِ

مجاشع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں فتح مکہ مکرمہ کے بعد میں اپنے بھائی کو لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اس

---

[1] وفيات الأعيان وأنباء أبناء الزمان٣٣/٣،مائة من عظماء أمة الإسلام غيروا مجرى التاريخ١٩١/١، التاج المكلل من جواهر مآثر الطراز الآخر والأول٤٤/١

[2] السنة لابی بکربن الخلال٦٦٧

[3] سير أعلام النبلاء١٣٢/١

[4] ابن سعد١٢٢/١

[5] السنة لابی بکربن الخلال٦٦٩

[6] السنة لابی بکربن الخلال٦٦٨

[7] تاريخ دمشق٢٠٦/٥٩

سے ہجرت پر بیعت لے لیں، آپ نے فرمایا اب مکہ مکرمہ سے ہجرت اور اس کا ثواب ختم ہو چکا ہے، میں نے عرض کیا اب آپ کس چیز پر بیعت لیتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا اب میں اسلام، ایمان اور جہاد پر بیعت لیتا ہوں۔[۱]

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْفَتْحِ فَتْحِ مَكَّةَ لَا هِجْرَةَ، وَلَكِنْ جِهَادٌ وَنِيَّةٌ، وَإِذَا اسْتُنْفِرْتُمْ فَانْفِرُوا

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے دن فرمایا آج مکہ مکرمہ سے ہجرت ختم ہوگئی ہے ہاں جہاد اور اس کی نیت باقی ہے جب تمہیں جہاد کے لئے بلایا جائے تو اس کے لئے فوراً حاضر ہو۔[۲]

مردوں کی بیعت سے فراغت کے بعد عورتوں کی باری آئی، آپ کی خدمت میں قریشی خواتین جمع ہوگئیں جن میں ام ہانی بنت ابی طالب (سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی بہن) ام حبیبہ بنت عاص بن امیہ زوجہ عمرو بن عبدود عامری، اروی بنت ابی العص (عتاب رضی اللہ عنہ بن اسید کی پھوپھی) عاتکہ بنت ابی العص (اروی کی بہن) اور ہند بنت عتبہ (زوجہ ابوسفیان رضی اللہ عنہ والدہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ) شامل تھیں

وهِنْدِ بِنْتِ عُتْبَةَ امْرَأَةً أَبِي سُفْيَانَ متقنعة متنكرة خوفا من رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أن يعرفها لما صنعت بحمزة

ہندہ جب بیعت کے لئے حاضر ہوئیں تو کیونکہ انہیں اپنے قتل کا اندیشہ تھا اس لئے اپنی ہیت بدل کر اور اپنے چہرے پر نقاب ڈال کر حاضر خدمت ہوئیں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں عورتوں سے بیعت کے الفاظ ذکر فرمائے

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ يُبَايِعْنَكَ عَلٰٓى اَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْـًٔا وَّلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِيْنَ وَلَا يَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَاْتِيْنَ بِبُهْتَانٍ يَّفْتَرِيْنَهٗ بَيْنَ اَيْدِيْهِنَّ وَاَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ⑫ [۳]

ترجمہ: اے نبی ﷺ! جب تمہارے پاس مومن عورتیں بیعت کرنے کے لیے آئیں اور اس بات کا عہد کریں کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کریں گی، چوری نہ کریں گی، زنا نہ کریں گی، اپنی اولاد کو قتل نہ کریں گی اپنے ہاتھ پاؤں کے آگے کوئی بہتان گھڑ کر نہ لائیں گی، اور کسی امر معروف میں تمہاری نافرمانی نہ کریں گی تو ان سے بیعت لے لو اور ان کے حق میں اللہ سے دعائے مغفرت کرو یقیناً اللہ درگزر فرمانے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے انہی الفاظ پر عورتوں سے بیعت کی۔

---

[۱] صحیح بخاری کتاب المغازی باب باب ۴۳۰۶،۴۳۰۵

[۲] صحیح مسلم کتاب الامارۃ بَابُ الْمُبَايَعَةِ بَعْدَ فَتْحِ مَكَّةَ عَلَى الْإِسْلَامِ وَالْجِهَادِ وَالْخَيْرِ، وَبَيَانِ مَعْنَى لَا هِجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ ۴۸۲

[۳] الممتحنة ۱۲

فَقَالَ عَلَيْهِ الصَّلاةُ وَالسَّلَامُ:أُبَايِعُكُنَّ عَلَى أَنْ لَا تُشْرِكْنَ بالله شَيْئًا وإنك لتأخذ علينا أمرا ما رأينا أَخَذْتَهُ عَلَى الرِّجَالِ،فَقَالَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ: وَلَا تَسْرِقْنَ،فَقَالَتْ هِنْدُ: إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ شَحِيحٌ وَإِنِّي أَصَبْتُ مِنْ مَالِهِ هَنَاةً فَمَا أَدْرِي أَتَحِلُّ لِي أَمْ لَا؟فَقَالَ: أَبُو سُفْيَانَ مَا أَصَبْتِ مِنْ شَيْءٍ فِيمَا مَضَى وَفِيمَا غَبَرَ فَهُوَ لَكِ حَلَالٌ، فَضَحِكَ رَسُولُ الله صَلَّى الله عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَرَفَهَا، فَقَالَ لَهَا: وَإِنَّكِ لَهِنْدُ بِنْتُ عُتْبَةَ؟قَالَتْ: نَعَمْ فَاعْفُ عَمَّا سَلَفَ يَا نَبِيَّ الله عَفَا الله عَنْكَ،فَقَالَ: وَلَا تَزْنِينَ، فَقَالَتْ: أَتَزْنِ الْحُرَّةُ

جب یہ خواتین بیعت کے لئے رسول اللہ ﷺ کے قریب آئیں تو آپ ﷺ نے ان سے فرمایا تم سب مجھ سے اس عہد پر بیعت کرو کہ کبھی کسی چیز کو اللہ کا شریک نہ بناؤ گی،اس پر ہند بولیں آپ ہم سے اس امر کا عہد لے رہے ہیں جو آپ نے مردوں سے نہیں لیا ہے لیکن ہم آپ سے اس کا عہد کرتی ہیں، پھر آپ نے اس بات پر بیعت کی کہ تم کبھی چوری نہ کرنا،ہند پھر بول اٹھیں میرا خاوند ابوسفیان بخیل آدمی ہے وہ مجھے پورا خرچ نہیں دیتا اس لئے میں اس کے مال سے اس کی اطلاع کے بغیر کبھی کبھی تھوڑا مال لے لیا کرتی ہوں مجھے معلوم نہیں کہ یہ حلال تھا یا حرام؟اس وقت ابوسفیان رضی اللہ عنہ بھی وہاں موجود تھے اور یہ سب سن رہے تھے انہوں نے کہا تم نے گزشتہ دور میں اس طرح جو کچھ لیا تھا میں وہ تمہیں معاف کرتا ہوں،اب رسول اللہ ﷺ نے ہند بنت عتبہ کو پہچانا اور ہنس پڑے اور پوچھا کیا تم ہند بنت عتبہ ہو؟انہوں نے عرض کیا ہاں میں ہندہ ہوں اے اللہ کے نبی ﷺ!اللہ آپ پر اپنا فضل فرمائے آپ میری سابقہ غلطیوں سے درگزر فرمائیں، پھر آپ نے فرمایا تم سب کبھی زنا نہ کرو گی،ہند نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ!بھلا کوئی شریف عورت بھی زنا کرسکتی ہے؟

فَقَالَ: وَلَا تَقْتُلْنَ أَوْلَادَكُنَّ، فَقَالَتْ: رَبَّيْنَاهُمْ صِغَارًا وَقَتَلْتَهُمْ كِبَارًا، فَأَنْتُمْ وَهُمْ أَعْلَمُ، وَكَانَ ابْنُهَا حَنْظَلَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ قَدْ قُتِلَ يَوْمَ بَدْرٍفَضَحِكَ عُمَرُ رَضِيَ الله عَنْهُ حَتَّى اسْتَلْقَى، وَتَبَسَّمَ رَسُولُ الله صَلَّى الله عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ،فَقَالَ: وَلَا تَأْتِينَ بِبُهْتَانٍ تَفْتَرِينَهُ،فَقَالَتْ هِنْدُ: والله/ إِنَّ الْبُهْتَانَ لَأَمْرٌ قَبِيحٌ وَمَا تَأْمُرُنَا إِلَّا بِالرُّشْدِ وَمَكَارِمِ الْأَخْلَاقِ،فقال: ولاتَعْصِينَنِي فِي مَعْرُوفٍ، فَقَالَتْ:والله مَا جَلَسْنَا مجلسنا هذا وفي أنفسنا أن نعصينك فِي شَيْءٍ

پھر آپ ﷺ نے فرمایا اپنی اولادوں کو ہلاک نہیں کرو گی، ہند نے (اپنے بیٹے حنظلہ رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کرکے جو غزوہ بدر میں قتل ہوگیا تھا) عرض کیا ہم نے اپنی اولادوں کو بچپن سے پال پوس کر جوان کیا تھا جب وہ بڑے ہوگئے تو آپ نے انہیں قتل کر ڈالا اب آپ اور وہی اس معاملہ کو زیادہ بہتر طور پر سمجھ سکتے ہیں،اس بات پر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب کو ہنسی آگئی یہاں تک کہ ہنستے ہنستے چت لیٹ گئے اور رسول اللہ ﷺ نے بھی تبسم فرمایا، پھر آپ ﷺ نے فرمایا کسی دوست پر بہتان وافترا پردازی نہ کرنا،ہند نے عرض کیا اللہ کی قسم!بہتان طرازی بہت مذموم فعل ہے اور آپ ہمیں رشد وہدایت اور اعلیٰ مکارم اخلاق کی تعلیم دیتے ہیں، پھر آپ نے فرمایا تم کسی نیکی میں میری نافرمانی نہ کرنا،ہند نے عرض کیا اللہ کی قسم!ہم اس مجلس میں اس لئے حاضر نہیں ہوئی ہیں کہ ہم کسی کام میں آپ کی نافرمانی کریں گی۔[1]

أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: جَاءَتْ هِنْدُ بِنْتُ عُتْبَةَ، قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ وَاللهِ، مَا كَانَ عَلَى ظَهْرِ الأَرْضِ أَهْلُ

[1] تفسیرالرازی ۲۹،۵۲۳، تفسیر الثعالبی ۹،۲۹۷، تفسیرالبغوی ۵،۷۶

خِبَاءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ يَذِلُّوا مِنْ أَهْلِ خِبَائِكَ، وَمَا أَصْبَحَ اليَوْمَ عَلَى ظَهْرِ الأَرْضِ أَهْلُ خِبَاءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ يَعِزُّوا مِنْ أَهْلِ خِبَائِكَ، قَالَ: وَأَيْضًا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے ہند بنت عتبہ نے اسلام قبول کرنے کے بعد عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ کی قسم! روئے زمین پر کسی گھرانے کی ذلت آپ کے گھرانے کی ذلت سے زیادہ میرے لئے خوشی کا باعث نہیں تھی لیکن آج کسی گھرانے کی عزت روئے زمین پر آپ کے گھرانے کی عزت سے زیادہ میرے لئے خوشی کی وجہ نہیں ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس میں ابھی اور ترقی ہو گی اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔[1]

لَمَّا أَسْلَمَتْ هِنْدُ بِنْتُ عُتْبَةَ جَعَلَتْ تَضْرِبُ صَنَمًا فِي بَيْتِهَا بِالْقَدُومِ، فِلْذَةً فِلْذَةً، وَهِيَ تَقُولُ: كُنَّا مِنْكَ فِي غُرُورٍ!

کوہ صفا پر بیعت سے فارغ ہو کر ہندہ نے گھر آ کر اپنا خاص بت توڑ ڈالا اور کہنے لگی ہم اب تک تیرے بارے میں دھوکے میں ہی رہے۔[2]

فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعُمَرَ: بَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ الله، إن الله غَفُور رَحِيم ، فَبَايَعَهُنَّ عُمَرُ

اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ وہ آپ کی طرف سے باقی عورتوں سے بیعت لیں یعنی پچھلے اعمال کی توبہ کرائیں اور پھر ان کے لئے اللہ تعالیٰ سے معافی کی درخواست کریں کہ وہ غفور رحیم ہے، چنانچہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے عورتوں سے بیعت لی۔

وَكَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُصَافِحُ النِّسَاءَ وَلَا يَمَسُّ إِلَّا امْرَأَةً أَحَلَّهَا اللهُ لَهُ أَوْ ذَاتَ مَحْرَمٍ مِنْهُ

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیویوں یا ان خواتین کے سوا جن کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم محرم تھے کسی عورت کا ہاتھ نہیں چھوتے تھے اور ہند سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت لیتے وقت اس کا ہاتھ بھی اپنے ہاتھ میں نہیں لیا تھا۔[3]

أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ: لَا وَاللهِ مَا مَسَّتْ يَدُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَ امْرَأَةٍ قَطُّ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں اللہ کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی عورت کا ہاتھ تک نہیں چھوا۔[4]

---

[1] صحیح بخاری کتاب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم بَابُ ذِكْرِ هِنْدٍ بِنْتِ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا ۳۸۲۵،وکتاب الاحکام بَابُ مَنْ رَأَى لِلْقَاضِي أَنْ يَحْكُمَ بِعِلْمِهِ فِي أَمْرِ النَّاسِ، إِذَا لَمْ يَخَفِ الظُّنُونَ وَالتُّهَمَةَ ۷۱۶۱،صحیح مسلم کتاب الاقضیۃ بَابُ قَضِيَّةِ هِنْدٍ ۴۴۷۷،فتح الباری ۱۷۱؍۷،دلائل النبوۃ للبیہقی ۱۰۱؍۵،البدایۃ والنہایۃ ۶۰؍۷

[2] مغازی واقدی ۸۷۰؍۲، امتاع الاسماع ۶؍۲،السیرۃ الحلبیۃ ۱۴۷؍۳

[3] البدایۃ النہایۃ ۳۶۵؍۴،تاریخ طبری ۶۱؍۳،السیرۃ النبویۃ لابن کثیر ۶۰۳؍۳

[4] صحیح بخاری کتاب الطلاق بَابُ إِذَا أَسْلَمَتِ المُشْرِكَةُ أَوِ النَّصْرَانِيَّةُ تَحْتَ الذِّمِّيِّ أَوِ الحَرْبِيِّ ۵۲۸۸،وکتاب الاحکام بَابُ بَيْعَةِ النِّسَاءِ ۷۲۱۴،صحیح مسلم کتاب الامارۃ بَابُ كَيْفِيَّةِ بَيْعَةِ النِّسَاءِ ۴۸۳۴،سنن ابن ماجہ کتاب الجہاد بَابُ بَيْعَةِ النِّسَاءِ ۲۸۷۵، مسند احمد ۲۵۲۰۴

مَا كَانَ يُبَايِعُهُنَّ إِلَّا كَلَامًا وَيَقُولُ إِنَّمَا قَوْلِي لِامْرَأَةٍ وَاحِدَةٍ كَقَوْلِي لِمِائَةِ امْرَأَةٍ

ایک روایت میں ہے رسول اللہ ﷺ عورتوں سے ان میں سے کسی کا اپنے ہاتھ پر رکھوائے بغیر ہمیشہ زبانی بیعت لیا کرتے تھے۔[1]

عَنْ أُمَيْمَةَ بِنْتِ رُقَيْقَةَ، قَالَتْ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي نِسَاءٍ نُبَايِعُهُ،قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ، أَلَا تُصَافِحُنَا؟قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ، أَلَا تُصَافِحُنَا؟ قَالَ:إِنِّي لَا أُصَافِحُ النِّسَاءَ

امیمہ رضی اللہ عنہا بنت رقیقہ سے مروی ہے میں کئی عورتوں کے ساتھ نبی کریم ﷺ کے پاس بیعت کے لئے آئی،اور کہااے اللہ کے رسول ﷺ! کیا آپ مصافحہ نہیں کریں گے،آپ ﷺ کہا کہ میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا۔[2]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: إِنَّ خُزَاعَةَ قَتَلُوا رَجُلًا مِنْ بَنِي لَيْثٍ عَامَ فَتْحِ مَكَّةَ بِقَتِيلٍ مِنْهُمْ قَتَلُوهُ، فَأُخْبِرَ بِذَلِكَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَرَكِبَ رَاحِلَتَهُ، فَخَطَبَ فَقَالَ: إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ حَبَسَ عَنْ مَكَّةَ الْفِيلَ، وَسَلَّطَ عَلَيْهَا رَسُولَهُ وَالْمُؤْمِنِينَ،أَلَا وَإِنَّهَا لَمْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ قَبْلِي، وَلَنْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ بَعْدِي ، أَلَا وَإِنَّهَا أُحِلَّتْ لِي سَاعَةً مِنَ النَّهَارِ أَلَا وَإِنَّهَا سَاعَتِي هَذِهِ حَرَامٌ، لاَ يَحِلُّ لِامْرِئٍ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ أَنْ يَسْفِكَ بِهَا دَمًا لَا يُخْبَطُ شَوْكُهَا، وَلَا يُعْضَدُ شَجَرُهَا

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فتح مکہ کے دن بنوخزاعہ نے اپنے ایک مقتول کا جسے قتل کیا گیا تھابنولیث سے مطالبہ کیااوراپنے آدمی کے بدلے ان کاایک آدمی قتل کرناچاہارسول اللہ ﷺ کوعلم ہواتوآپ نے اپنی اونٹنی پرسوارہوکرخطبہ ارشادفرمایا،اللہ عزوجل نے مکہ مکرمہ میں لڑائی کرنے سے اصحاب الفیل کوروک دیاتھااوراپنے رسول اوراہل ایمان کواس پرمسلط کیاہے،خبردار!یہ مجھ سے پہلے نہ کسی کے لئے حلال ہواہےاورنہ آئندہ کسی کے لئے حلال ہوگامجھے بھی صرف دن کے کچھ حصہ میں لڑائی کی اجازت ہوئی تھی،خبردار!اس کی حرمت پھرویسی ہی ہوگئی ہے جیسے کل تھی،جوشخص اللہ اورآخرت پرایمان رکھتاہواس کے لئے یہ حلال نہیں کہ اس میں خون بہائے،اس کا کانٹانہ اکھاڑاجائے اوراس کے درخت نہ کاٹے جائیں،

وَلَا يَلْتَقِطُ سَاقِطَتَهَا إِلَّا مُنْشِدٌوَمَنْ قُتِلَ لَهُ قَتِيلٌ فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ: إِمَّا أَنْ يُعْطَى يَعْنِي الدِّيَةَ ، وَإِمَّا أَنْ يُقَادَ أَهْلُ الْقَتِيلِ،وَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الغَائِبَ، فَقَامَ أَبُو شَاهٍ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ اليَمَنِ فَقَالَ: اكْتُبُوا لِي يَا رَسُولَ اللهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اكْتُبُوا لِأَبِي شَاهٍ

اوراس میں گری پڑی چیزنہ اٹھائی جائے،ہاں اگرکسی نے اعلان کرناہوتواس کے لئے اٹھاناجائزہے(تاکہ اصل مالک تک پہنچادے)آئندہ اگرکسی کاکوئی آدمی قتل کیاجائے تواس کواختیارہے کہ وہ ان دوچیزوں میں سے جسے چاہے پسندکرے یاتووہ دیت وصول کرلے یامقتول کے بدلے قصاص میں قاتل کوقتل کیاجائے،اب جوحاضرہے وہ غائب کویہ بات پہنچادےابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں،آپ کاخطبہ ختم ہونے کے بعدیمن کاایک آدمی آیاجس کوابوشاہ کہاجاتاتھااس نے کہااے اللہ کے رسول ﷺ! مجھے یہ تقریرلکھوادیں،رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا

---

[1] البدایۃوالنہایۃ۳۶۵؍۴،السیرۃ النبویۃ لابن کثیر۶۰۴؍۳

[2] السنن الکبری للنسائی۷۷۵۶،مسنداحمد۲۷۰۰۹،المعجم الکبیرللطبرانی۴۷۰، ابن سعد ۸؍۳

کہ ابوشاہ کو یہ تقریر لکھ دو۔[1]

رسول اللہ ﷺ کا فتح مکہ کے دوسرے روز ایک خطبہ:

قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ:فَلَمَّا كَانَ الْغَدُ مِنْ يَوْمِ الْفَتْحِ عَدَتْ خُزَاعَةُ عَلَى رَجُلٍ مِنْ هُذَيْلٍ فَقَتَلُوهُ وَهُوَ مُشْرِكٌ،فَقَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِينَا خَطِيبًا، فَقَالَ: يَا أَيها النَّاسُ، إِنَّ اللهَ حَرَّمَ مَكَّةَ يَوْمَ خلق السماوات وَالْأَرْضَ، فَهِيَ حَرَامٌ مِنْ حَرَامٍ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ،فَلَا يَحِلُّ لِامْرِئٍ يُؤْمِنُ بالله وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، أَنْ يَسْفِكَ فِيهَا دَمًاوَلَا يَعْضِدَ فِيهَا شَجَرًا لَمْ تَحْلِلْ لِأَحَدٍ كَانَ قَبْلِي، وَلَا تَحِلُّ لِأَحَدٍ يَكُونُ بَعْدِي، وَلَمْ تَحْلِلْ لِي إِلَّا هَذِهِ السَّاعَةَ، غَضَبًا عَلَى أَهْلِهَاأَلَا، ثُمَّ قَدْ رَجَعَتْ كَحُرْمَتِهَا بِالْأَمْسِ، فَلْيُبَلِّغْ الشَّاهِدُ مِنْكُمْ الْغَائِبَ

ابن اسحاق کی روایت میں ہے کہ فتح مکہ کے دوسرے دن ایک خزاعی نے ایک ہزیلی کو قتل کر دیا،رسول اللہ ﷺ کو جب اس واقع کا علم ہوا تو کوہ صفا پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے جس دن سے آسمان اور زمین پیدا کیے اس شہر کو حرام کیا ہے پس یہ اللہ تعالیٰ کے حرام کرنے کی وجہ سے قیامت تک حرام رہے گا،پس جو شخص اللہ اور روز قیامت پر ایمان رکھتا ہو اس کے لئے یہ جائز نہیں کہ مکہ مکرمہ میں خون بہائے،نہ کسی کے لئے کسی درخت کو کاٹنا جائز ہے، مکہ مکرمہ نہ مجھ سے پہلے کسی کے لئے حلال ہوا اور نہ میرے بعد کسی کے لئے حلال ہو گا اور میرے لئے بھی صرف اسی ساعت اور اسی گھڑی کے لئے حلال کیا گیا تھا اہل مکہ کی نافرمانی پر اور ناراضی کی وجہ سے،اور آگاہ ہو جاؤ کہ اس کی حرمت پھر ویسی ہی ہو گئی ہے جیسا کہ کل تھی،پس تم میں سے جو حاضر ہے وہ میرا یہ پیغام ان لوگوں کو پہنچا دے جو غائب ہیں،

فَمَنْ قَالَ لَكُمْ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ (قَدْ) قَاتَلَ فِيهَا، فَقُولُوا: إِنَّ اللهَ قَدْ أَحَلَّهَا لِرَسُولِهِ، وَلَمْ يُحْلِلْهَا لَكُمْ،يَا مَعْشَرَ خُزَاعَةَ ارْفَعُوا أَيْدِيَكُمْ عَنْ الْقَتْلِ، فَلَقَدْ كَثُرَ الْقَتْلُ إِنْ نَفَعَ، لَقَدْ قَتَلْتُمْ قَتِيلًا لَأَدِيَنَّهُ،فَمَنْ قُتِلَ بَعْدَ مَقَامِي هَذَا فَأَهْلُهُ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ: إِنْ شَاءُوا فَدَمُ قَاتِلِهِ، وَإِنْ شَاءُوا فَعَقْلُهُ،فوداه بِمِائَةِ نَاقَةٍ

پس تم میں سے جو شخص یہ کہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مکہ میں قتال کیا تو تم اس سے کہہ دینا کہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے صرف اپنے رسول کے لئے مکہ کچھ وقت کے لئے حلال کر دیا اور تمہارے لئے حلال نہیں کیا،اے گروہ خزاعہ قتل سے اپنے ہاتھ اٹھاؤ تم نے ایک شخص کو مار ڈالا جس کی دیت میں دوں گا جو شخص آج کے بعد کسی کو قتل کرے گا تو مقتول کے گھر والوں کو دو باتوں میں سے ایک کا اختیار ہو گا یا تو وہ خون کے بدلے قاتل کو قتل کر دیں یا مقتول کی دیت لے لیں،بعد ازاں رسول اللہ ﷺ نے اپنے پاس سے سو اونٹ اس شخص کی دیت ادا فرمائی جس کو خزاعہ

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ مَنْزِلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْفَتْحِ ۴۲۹۵، وکتاب المحصروجزاءِ الصیدبَابٌ لاَ يُنَفَّرُ صَيْدُ الحَرَمِ ۱۸۳۳،وکتاب اللقطة بَابُ كَيْفَ تُعَرَّفُ لُقَطَةُ أَهْلِ مَكَّةَ۲۴۳۴،سنن ابن داودکتاب المناسک بَابُ تَحْرِيمِ حَرَمِ مَكَّةَ۲۰۱۷ ،صحیح مسلم کتاب الحج بَابُ تَحْرِيمِ مَكَّةَ وَصَيْدِهَا وَخَلَاهَا وَشَجَرِهَا وَلُقَطَتِهَا، إِلَّا لِمُنْشِدٍ عَلَى الدَّوَامِ ۳۳۰۶،ابن ہشام۴۱۶/۲

نے قتل کیا تھا[1]

ام ہانی رضی اللہ عنہا کی پناہ قبول کرنا:

أُمَّ هَانِئٍ بِنْتَ أَبِي طَالِبٍ، تَقُولُ: ذَهَبْتُ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الفَتْحِ، فَوَجَدْتُهُ يَغْتَسِلُ وَفَاطِمَةُ ابْنَتُهُ تَسْتُرُهُ، قَالَتْ: فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ،فَقَالَ:مَنْ هَذِهِ؟فَقُلْتُ: أَنَا أُمُّ هَانِئٍ بِنْتُ أَبِي طَالِبٍ،فَقَالَ:مَرْحَبًا بِأُمِّ هَانِئٍ،فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ غُسْلِهِ، قَامَ فَصَلَّى ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ مُلْتَحِفًا فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ فَلَمَّا انْصَرَفَ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، زَعَمَ ابْنُ أُمِّي أَنَّهُ قَاتِلٌ رَجُلًا قَدْ أَجَرْتُهُ، فُلَانَ ابْنَ هُبَيْرَةَ،فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَدْ أَجَرْنَا مَنْ أَجَرْتِ يَا أُمَّ هَانِئٍ

ام ہانی رضی اللہ عنہا (سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ) کہتی ہیں میں چاشت کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئی اس وقت آپ غسل فرما رہے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی فاطمہ رضی اللہ عنہا پردہ کیے ہوئے تھیں، میں نے انہیں سلام کیا، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (سلام کا جواب دینے کے بعد) پوچھا کون ہے؟ میں نے کہا میں ابو طالب کی بیٹی ام ہانی ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ام ہانی کو خوش آمدید، جب آپ غسل سے فارغ ہوئے تو آپ نے کھڑے ہو کر اور ایک کپڑا اوڑھ کر آٹھ رکعت نماز پڑھی، جب نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میری ماں کے لڑکے (سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب) کہتے ہیں کہ وہ فلاں بن ہبیرہ کو قتل کریں گے حالانکہ میں اسے پناہ دے چکی ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ام ہانی رضی اللہ عنہا! جس کو تم نے پناہ دی اسے ہم نے بھی پناہ دی۔[2]

وَكَانَتْ ضُحًى فَظَنَّهَا مَنْ ظَنَّهَا صَلَاةَ الضُّحَى، وَإِنَّمَا هَذِهِ صَلَاةُ الْفَتْحِ، وَكَانَ أُمَرَاءُ الْإِسْلَامِ إِذَا فَتَحُوا حِصْنًا أَوْ بَلَدًا صَلَّوْا عَقِيبَ الْفَتْحِ، هَذِهِ الصَّلَاةَ اقْتِدَاءً بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حافظ ابن قیم رحمہ اللہ زاد امعاد میں لکھتے ہیں پس جس نے گمان کیا اس نے کہا یہ ضحیٰ کی نماز تھی حالانکہ یہ فتح کے شکرانہ کی نماز تھی، بعد میں امرائے اسلام کا یہی قاعدہ رہا کہ سنتِ نبوی پر عمل کرتے ہوئے جب بھی کسی شہر یا قلعہ فتح کرتے اس نماز کو ادا کرتے تھے۔[3]

ایک مقدمہ:

اسی دن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور عبد رضی اللہ عنہ بن زمعہ میں زمعہ کی ایک لونڈی کے بچے کے معاملہ میں اختلاف ہوا۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: كَانَ عُتْبَةُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ، عَهِدَ إِلَى أَخِيهِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ أَنَّ ابْنَ وَلِيدَةِ زَمْعَةَ

---

[1] ابن ہشام ۲/۴۱۴،الروض الانف ۷/۲۳۷

[2] صحیح بخاری کتاب الصلوٰة بَابُ الصَّلاَةِ فِي الثَّوْبِ الوَاحِدِ مُلْتَحِفًا بِهِ ۳۵۷،وکتاب الجزیة والموادعة بَابُ أَمَانِ النِّسَاءِ وَجِوَارِهِنَّ ۳۱۷۱ ،وکتاب الادب بَابُ مَا جَاءَ فِي زَعَمُوا۶۱۵۸،صحیح مسلم كِتَابُ صَلَاةِ الْمُسَافِرِينَ وَقَصْرِهَا بَابُ اسْتِحْبَابِ صَلَاةِ الضُّحَى، وَأَنَّ أَقَلَّهَا رَكْعَتَانِ، وَأَكْمَلَهَا ثَمَانِ رَكَعَاتٍ، وَأَوْسَطُهَا أَرْبَعُ رَكَعَاتٍ، أَوْ سِتٍّ، وَالْحَثُّ عَلَى الْمُحَافَظَةِ عَلَيْهَا۱۶۶۹

[3] زاد المعاد في هدي خير العباد ۳/۳۶۱

مِنِّي فَاقْبِضْهُ، قَالَتْ: فَلَمَّا كَانَ عَامَ الفَتْحِ أَخَذَهُ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ وَقَالَ: ابْنُ أَخِي قَدْ عَهِدَ إِلَيَّ فِيهِ،فَقَامَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ، فَقَالَ: أَخِي، وَابْنُ وَلِيدَةِ أَبِي، وُلِدَ عَلَى فِرَاشِهِ، فَتَسَاوَقَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے عتبہ بن ابی وقاص (کافر) نے اپنے بھائی سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو (مرتے وقت) وصیت کی تھی کہ زمعہ کی باندی کا لڑکا میرا ہے اس لیے تم اپنے قبضہ میں لے لینا،انہوں نے کہا کہ فتح مکہ کے سال سعد بن ابی وقاص نے اسے لے لیا اور کہا کہ یہ میرے بھائی کا لڑکا ہے اور وہ اس کے متعلق مجھے وصیت کر گئے ہیں،لیکن عبد بن زمعہ نے اٹھ کر کہا کہ میرے باپ کی لونڈی کا بچہ ہے میرے باپ کے بستر پر پیدا ہوا ہے،آخر دونوں یہ مقدمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے گئے۔

فَقَالَ سَعْدٌ: يَا رَسُولَ اللهِ، ابْنُ أَخِي كَانَ قَدْ عَهِدَ إِلَيَّ فِيهِ، فَقَالَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ: أَخِي، وَابْنُ وَلِيدَةِ أَبِي، وُلِدَ عَلَى فِرَاشِهِ،فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:هُوَ لَكَ يَا عَبْدَ بْنَ زَمْعَةَ، ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:الوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الحَجَرُ ثُمَّ قَالَ لِسَوْدَةَ بِنْتِ زَمْعَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :احْتَجِبِي مِنْهُ لِمَا رَأَى مِنْ شَبَهِهِ بِعُتْبَةَ فَمَا رَآهَا حَتَّى لَقِيَ اللهَ

سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم!یہ میرے بھائی کا لڑکا ہے اور مجھے اس کی انہوں نے وصیت کی تھی،عبد بن زمعہ نے کہا یہ میرا بھائی ہے،میرے باپ کی لونڈی کا بچہ ہے اور میرے باپ کے بستر پر پیدا ہوا ہے،رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عبد بن زمعہ!لڑکا تو تمہارے ہی ساتھ رہے گا اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بچہ اسی کا ہوتا ہے جو جائز شوہر یا مالک ہو جس کے بستر پر وہ پیدا ہوا ہو اور زانی کے حصہ میں پتھروں کی سزا ہے،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ اس بچے میں عتبہ کی مشابہت پائی جاتی ہے تو اپنی زوجہ مطہرہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا اے سودہ!اس لڑکے سے پردہ کیا کرو(کیونکہ یہ تمہارے والد کا لڑکا معلوم نہیں ہوتا)ام المومنین سودہ رضی اللہ عنہا نے حکم کی تعمیل کی اور اس لڑکے کے سامنے نہیں آئیں یہاں تک کہ اسکی وفات ہوئی۔[1]

عثمان بن عامر تمیمی (ابی قحافہ رضی اللہ عنہ) کا قبول اسلام

فَلَمَّا دَخَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ، وَدَخَلَ الْمَسْجِدَ، أَتَى أَبُو بَكْرٍ بِأَبِيهِ يَقُودُهُ،فَلَمَّا رَآهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:هَلَّا تَرَكْتُ الشَّيْخَ فِي بَيْتِهِ حَتَّى أَكُونَ أَنَا آتِيَهُ فِيهِ؟قَالَ أَبُو بَكْرٍ، يَا رَسُولَ اللهِ، هُوَ أَحَقُّ أَنْ يَمْشِيَ إِلَيْكَ مِنْ أَنْ تَمْشِيَ إِلَيْهِ أَنْتَ،قَالَ: (قَالَتْ) : فَأَجْلَسَهُ بَيْنَ يَدَيْهِ، ثُمَّ مَسَحَ صَدْرَهُ، ثُمَّ قَالَ لَهُ:أَسْلِمْ تَسْلَمْ، فَأَسْلَمَ

قیام مکہ کے دوران ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد الحرام میں تشریف فرما تھے کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے نابینا بوڑھے باپ کو لے کر آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دیکھا تو فرمایا اے ابوبکر رضی اللہ عنہ! تونے اس بوڑھے کو گھر ہی پر کیوں

[1] صحیح بخاری كتاب البيوع بَابُ تَفْسِيرِ المُشَبَّهَاتِ ۲۰۵۳،وكتاب العتق بَابُ أُمِّ الوَلَدِ ۲۵۳۳

نہ رہنے دیا میں خود اس کے پاس چلا آتا؟ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بجائے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے باپ کی طرف چل کر جائیں زیادہ بہتر یہی ہے کہ میرا باپ خود چل کر آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو جائے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوقحافہ کو اپنے سامنے بٹھایا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوقحافہ کے سینہ پر اپنا دست مبارک پھیرا اور فرمایا اسلام قبول کر لو نجات پا جاؤ گے چنانچہ وہ مشرف باسلام ہو گئے۔[1]

وهنأ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبُو بَكْرٍ بإسلام أبيه رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُما، أي وعند ذلك قال أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ للنبي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : والذي بعثك بالحق لإسلام أبي طالب كان أقر لعيني من إسلامه، يعني أباه أبا قحافة

جب ابوقحافہ رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کر لیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو مبارک باد دی، سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! قسم ہے اس ذات پاک کی جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے ابوطالب اگر اسلام قبول کر لیتے تو میری آنکھیں زیادہ ٹھنڈی ہوتیں۔[2]

فَدَخَلَ بِهِ أَبُو بَكْرٍ وَكَأَنَّ رَأْسَهُ ثَغَامَةً ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: غَيِّرُوا هَذَا مِنْ شَعَرِهِ

شدید بڑھاپے کی وجہ سے ابوقحافہ رضی اللہ عنہ کے چہرہ اور سر کے تمام بال سفید تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خضاب کے لئے ارشاد فرمایا اور تاکید فرمائی کہ سیاہی سے بالکل دور رکھنا یعنی سیاہ خضاب ہرگز استعمال نہ کرنا۔[3]

ثُمَّ تُوُفِّيَ أَبُو قُحَافَةَ بِمَكَّةَ فِي الْمُحَرَّمِ سَنَةَ أَرْبَعَ عَشْرَةَ وَهُوَ ابْنُ سَبْعٍ وَتِسْعِينَ سَنَةً

ابوقحافہ رضی اللہ عنہ نے مکہ مکرمہ میں ستانوے سال کی عمر میں بزمانہ خلافت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب وفات پائی۔

شراب وغیرہ کی بیع کی حرمت کا اعلان:

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَنَّهُ: سَمِعَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ عَامَ الفَتْحِ وَهُوَ بِمَكَّةَ: إِنَّ اللهَ وَرَسُولَهُ حَرَّمَ بَيْعَ الخَمْرِ، وَالمَيْتَةِ وَالخِنْزِيرِ وَالأَصْنَامِ،فَقِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَرَأَيْتَ شُحُومَ المَيْتَةِ، فَإِنَّهَا يُطْلَى بِهَا السُّفُنُ، وَيُدْهَنُ بِهَا الجُلُودُ، وَيَسْتَصْبِحُ بِهَا النَّاسُ؟فَقَالَ:لاَ، هُوَ حَرَامٌ، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ ذَلِكَ:قَاتَلَ اللهُ اليَهُودَ إِنَّ اللهَ لَمَّا حَرَّمَ شُحُومَهَا جَمَلُوهُ، ثُمَّ بَاعُوهُ، فَأَكَلُوا ثَمَنَهُ

جابر بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے مکہ مکرمہ کے قیام کے دوران میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اعلان سنا کہ بے شک اللہ اور اس کے رسول نے شراب، مردار، سور اور بتوں کی خرید وفروخت کو حرام کر دیا ہے، ایک شخص نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! مردار کی چربی کے

[1] ابن ہشام ۲؍۴۰۶،الروض الانف۲۱۵؍۷،دلائل النبوة للبیھقی۹۵؍۵

[2] السيرة الحلبية۱۳۶؍۳

[3] ابن ہشام ۲؍۴۰۶،الروض الانف۲۱۵؍۷

بارے میں آپ کیا کہتے ہیں اس لئے کہ وہ کشتیوں پر اور کھالوں پر لگائی جاتی ہے اور لوگ اس سے چراغ جلاتے ہیں؟رسول اللہ ﷺ نے فرمایانہیں وہ بھی حرام ہے، پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ یہود کو غارت کرے جب اللہ نے ان پر چربی حرام کی توانہوں نے اسے پگھلا کر بیچا اور اس کی قیمت وصول کی۔ [1]

یعنی وہ اشیاء جن کا استعمال جائز نہ ہو ان کی تجارت کس طرح جائز قرار دی جاسکتی ہے؟اس طرح بت اور ذی روح اشیاء کی تماثیل(مجسمے) لکڑی، لوہے، مٹی، پتھر یا پلاسٹک وغیرہ کی ہوں خواہ بچوں کے کھلونے ہی کیوں نہ ہوں ان کا بنانا اور تجارت کرنا حرام ہے۔

فضالہ رضی اللہ عنہ بن عمیر بن ملوح کا اسلام قبول کرنا

أَنَّ فَضَالَةَ بْنَ عُمَيْرِ بْنِ الْمُلَوَّحِ اللَّيْثِيَّ أَرَادَ قَتْلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ عَامَ الْفَتْحِ،فَلَمَّا دَنَا مِنْهُ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَفَضَالَةُ؟ قَالَ: نَعَمْ فَضَالَةُ يَا رَسُولَ اللهِ،قَالَ: مَاذَا كُنْتَ تُحَدِّثُ بِهِ نَفْسَكَ؟قَالَ: لَا شَيْءَ، كُنْتُ أَذْكُرُ اللهَ،قَالَ: فَضَحِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ قَالَ: اسْتَغْفِرِ اللهَ،ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ عَلَى صَدْرِهِ، فَسَكَنَ قَلْبُهُ،فَكَانَ فَضَالَةُ يَقُولُ: وَاللَّهِ مَا رَفَعَ يَدَهُ عَنْ صَدْرِي حَتَّى مَا مِنْ خَلْقِ اللهِ شَيْءٌ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْهُ

انہی قیام کے دنوں میں ایک دفعہ آپ بیت اللہ کا طواف فرما رہے تھے کہ فضالہ بن عمیر بن ملوح جو ایک دلیر آدمی تھا نے رسول اللہ ﷺ پر قاتلانہ حملہ کرنا چاہا،جب وہ اس ارادہ بد سے آپ کے نزدیک پہنچا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا فضالہ ہے؟اس نے کہاہاں،اے اللہ کے رسول ﷺ!میں فضالہ ہوں، آپ ﷺ نے پوچھا کیاارادہ کرکے آئے ہو؟وہ بولا کچھ نہیں،دل میں اللہ کا ذکر کر رہا تھا،نبی کریم ﷺ ہنس پڑے اور فرمایا اے فضالہ!اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کر، پھر آپ ﷺ نے اپنا دست مبارک اس کے سینہ پر رکھا،جس سے اس کے دل میں سکون پیدا ہوگیا اور دشمنی جاتی رہی اور اس نے اسلام قبول کرلیا،بعد میں فضالہ کہا کرتا تھا اللہ کی قسم!جب آپ نے اپنا ہاتھ میرے سینہ سے اٹھایا تو آپ میرے نزدیک سب مخلوق سے زیادہ محبوب تھے۔ [2]

حدود کا نفاذ:

چوری اہل عرب کی فطرت بن چکی تھی مردوں کے ساتھ ساتھ عورتیں بھی کچھ پیچھے نہیں تھیں ان قبائل میں اسلم،غفار،مزینہ اور جہینہ

---

[1] صحیح بخاری کتاب البیوع بَابُ بَيْعِ المَيْتَةِ وَالأَصْنَامِ۲۲۳۶،صحیح مسلم کتاب البیوع بَابُ تَحْرِيمِ بَيْعِ الْخَمْرِ، وَالْمَيْتَةِ، وَالْخِنْزِيرِ، وَالْأَصْنَامِ۴۰۴۸،سنن ابوداودکتاب الاجارة بَابٌ فِي ثَمَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْتَةِ ۳۴۸۶،سنن ابن ماجه كتاب التجارات بَابُ مَا لَا يَحِلُّ بَيْعُهُ۲۱۶۸،جامع ترمذی ابواب البیوع بَابُ مَا جَاءَ فِي بَيْعِ جُلُودِ الْمَيْتَةِ وَالأَصْنَامِ ۱۲۹۷، مسنداحمد۶۹۹۷، زادالمعاد۶۶۰؍۵،دلائل النبوة للبیهقی ۸۵؍۵

[2] ابن ہشام ۴۱۷؍۲، الروض الانف ۲۴۰؍۷،عیون الآثر۲۲۸؍۲،البداية والنهاية ۳۵۲؍۴،زادالمعاد۳۶۳؍۳،شرح الزرقانی علی المواهب ۴۶۰؍۳،السيرة الحلبية۱۴۶؍۳

جوحاجیوں کامال واسباب چوری کیا کرتے تھے خاص طور پر بدنام تھے

أَنَّ الأَقْرَعَ بْنَ حَابِسٍ، قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّمَا بَايَعَكَ سُرَّاقُ الحَجِيجِ، مِنْ أَسْلَمَ وَغِفَارَ وَمُزَيْنَةَ، وَأَحْسِبُهُ وَجُهَيْنَةَ

اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ سے ان لوگوں نے بیعت کی ہے جوحاجیوں کاسامان چرایا کرتے تھے یعنی قبیلہ اسلم، اورغفار اور مزینہ اور جہینہ کے لوگ۔[1]

عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، أَنَّ امْرَأَةً سَرَقَتْ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةِ الفَتْحِ، فَفَزِعَ قَوْمُهَا إِلَى أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ يَسْتَشْفِعُونَهُ، فَلَمَّا كَلَّمَهُ أُسَامَةُ فِيهَا، تَلَوَّنَ وَجْهُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: أَتُكَلِّمُنِي فِي حَدٍّ مِنْ حُدُودِ اللهِ، قَالَ أُسَامَةُ: اسْتَغْفِرْ لِي يَا رَسُولَ اللهِ، فَلَمَّا كَانَ العَشِيُّ قَامَ رَسُولُ اللهِ خَطِيبًا، فَأَثْنَى عَلَى اللهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ، ثُمَّ قَالَ: أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّمَا أَهْلَكَ النَّاسَ قَبْلَكُمْ: أَنَّهُمْ كَانُوا إِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الشَّرِيفُ تَرَكُوهُ، وَإِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الضَّعِيفُ أَقَامُوا عَلَيْهِ الحَدَّ

عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے غزوہ فتح (مکہ) کے موقع پر ایک (مخزومی) عورت نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں چوری کرلی تھی، قریش کی کوشش ہوئی کہ اس معزز خاتون کواس کے کئے کی سزانہ ملے چنانچہ اس مقصد کے لئے اسامہ بن زید کو جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہت پیار کرتے تھے سفارش کے لئے بھیجا گیا، جب اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے اس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک کارنگ بدل گیااور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیاتم اللہ کی حدود میں سے ایک حد کے بارے میں سفارش کرتے ہو، اسامہ رضی اللہ عنہ نے کہااے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میرے لئے دعائے مغفرت کریں (مجھ سے غلطی ہوگئی) پھر اسی دن شام کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہوکر ایک پر زور خطبہ میں فرمایا، اللہ تعالیٰ کی اس کی شان کے مطابق حمد وثنا کے بعد فرمایااے لوگو! تم سے پہلی قومیں اس لئے ہلاک ہوئیں کہ جب ان میں سے کوئی شریف اورمعزز آدمی چوری کرتا تواسے چھوڑ دیتے مگر اگر کوئی ضعیف چوری کرتا تواسے سزا دیتے،

وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، لَوْ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَهَا ثُمَّ أَمَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتِلْكَ المَرْأَةِ فَقُطِعَتْ يَدُهَا فَحَسُنَتْ تَوْبَتُهَا بَعْدَ ذَلِكَ وَتَزَوَّجَتْ، قَالَتْ عَائِشَةُ: فَكَانَتْ تَأْتِي بَعْدَ ذَلِكَ فَأَرْفَعُ حَاجَتَهَا إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اللہ کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے! اگر فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت محمد بھی چوری کرتیں تو میں اس کا ہاتھ بھی کاٹ دیتا، خطبہ کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیااور اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا، پھر اس عورت نے بڑی اچھی توبہ کی اور نکاح کرلیا، ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں بعد میں وہ میرے پاس آیا کرتی تھیں اور ان کو اگر کوئی ضرورت ہوتی تو میں اس کی بات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] بخاری کتاب المناقب بَابُ ذِكْرِ أَسْلَمَ وَغِفَارَ وَمُزَيْنَةَ وَجُهَيْنَةَ وَأَشْجَعَ ۳۵۱۶، صحیح مسلم کتاب الفضائل بَابُ مِنْ فَضَائِلِ غِفَارَ، وَأَسْلَمَ، وَجُهَيْنَةَ، وَأَشْجَعَ، وَمُزَيْنَةَ، وَتَمِيمٍ، وَدَوْسٍ، وَطَيِّئٍ ۶۴۴۴، مسند احمد ۲۰۴۲۳

تک پہنچادیا کرتی تھیں۔ (۱)

چوری میں دیدہ دلیری کاایک واقعہ سنن الدارقطنی میں کچھ یوں ہے۔

كَانَ صَفْوَانُ بْنُ أُمَيَّةَ بْنِ خَلَفٍ نَائِمًا فِي الْمَسْجِدِ , ثِيَابُهُ تَحْتَ رَأْسِهِ , فَجَاءَ سَارِقٌ فَأَخَذَهَا فَأُتِيَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَقَرَّ السَّارِقُ , فَأَمَرَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُقْطَعَ،فَقَالَ صَفْوَانُ: يَا رَسُولَ اللهِ أَيُقْطَعُ رَجُلٌ مِنَ الْعَرَبِ فِي ثَوْبِي؟فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:أَفَلَا كَانَ هَذَا قَبْلَ أَنْ تَجِيءَ بِهِ

ایک دن صفوان بن امیہ مسجد میں ایک قیمتی چادر اوڑھے سو رہے تھے کہ ایک عرب نے وہ چادر اتار لی مگر پکڑا گیا اور اس چور کو رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کیا گیا آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی قائم کی ہوئی حدود کے مطابق اسکاہاتھ کاٹنے کا حکم صادر فرمایا،یہ حکم سن کرصفوان بن امیہ کواس عرب پر ترس آ گیااور اس نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیااے اللہ کے رسول ﷺ! کیاایک چادر کے لئے ایک عرب کاہاتھ کاٹاجائیگا؟صفوان بن امیہ کی گزارش سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایامیرے پاس اس کولانے سے پہلے ہی اس کاخیال رکھنا تھاجب معاملہ حاکم کی عدالت میں پہنچ جائے تو پھر کسی کوسفارش کاحق حاصل نہیں ہے۔ (۲)

حدود حرم کی نشان دہی:

ثُمَّ أَمَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَمِيمُ بْنُ أُسَيْدِ الخزاعي فَجَدَّدَ أَنْصَابَ الْحَرَمِ

اسی دوران آپ ﷺ نے ابواسید خزاعی کوحکم فرمایا کہ وہ حدود حرم کے نشانات کو نئے سرے سے بنادے حسب حکم اس نے حدود حرم کے نئے کھمبے نصب کر دیئے۔ (۳)

گھروں میں رکھے بتوں کاصفایا:

کیونکہ مشرکین اپنے گھروں میں بھی اپنے خاص بت رکھتے تھے جن کی وہ رات کوسوتے اور دن کوجاگتے وقت اور کہیں جانے اور آنے کے بعداس کے آگے سر جھکاتے تھےوَنَادَى مُنَادِيهِ بِمَكَّةَ:مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يَدَعْ فِي بَيْتِهِ صَنَمًا إِلَّا كَسَرَهُ اس لئےان کے انہدام کے لئے رسول اللہ ﷺ نے مکہ مکرمہ میں منادی کرادی کہ جوشخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتاہے اسے چاہیے کہ وہ اپنے گھر کے ہر بت کوتوڑ ڈالے،یہ سن کرسب نے بغیر کسی تردد کے اپنے اپنے گھروں سے بتوں کوتوڑ ڈالا۔ (۴)

(۱) صحیح بخاری کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺبَابُ ذِكْرِ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ ۳۷۳۳، وکتاب المغازی ابواب غزوہ فتح مکہ باب بَابٌ ۴۳۰۴، وکتاب الحدود باب کراہتہ الشفاعتہ فی الحد۶۷۸۷،وکتاب احادیث الانبیائ باب باب ۳۴۷۵،صحیح مسلم كِتَابُ الْحُدُودِبَابُ قَطْعِ السَّارِقِ الشَّرِيفِ وَغَيْرِهِ، وَالنَّهْيِ عَنِ الشَّفَاعَةِ فِي الْحُدُودِ عن عائشہ صدیقہ وجابر ۴۴۱۰،دلائل النبوۃ للبیہقی۸۷؍۵،السیرۃ النبویۃ لابن کثیر۶۱۰؍۳

(۲) سنن الدارقطنی۳۴۶۶

(۳) زادالمعاد۳۶۴؍۳ ،عیون الآثر ۲۲۸؍۲، ابن سعد ۱۰۴؍۲،مغازی واقدی۸۴۲؍۲

(۴) زادالمعاد۳۶۴؍۳ ،عیون الآثر۲۲۹؍۲،ابن سعد۱۰۴؍۲،شرح الزرقانی علی المواهب۴۸۷؍۳،مغازی واقدی ۸۷۰؍۲

فتح مکہ کے نتائج:

ا۔عرب کا مذہبی مرکز مسلمانوں کی تحویل میں آ گیا، مشرکوں کے لیے کوئی جائے پناہ نہ رہی اور تھوڑی ہی مدت میں شرک کو عرب کو خیر باد کہنا پڑا۔

۲۔فتح مکہ کا اہم ترین نتیجہ اللہ کے گھر کا بتوں سے پاک ہونا تھا اگرچہ یہ بت اکثر قدیم انبیاء اور بزرگوں کے تھے لیکن اسلام کسی بت یا تصویر کی تعظیم کی اجازت نہیں دیتا اس لئے اللہ کے گھر سے علامات شرک کا ختم کرنا ضروری تھا۔

۳۔مشرکوں کے دینی سربراہ اسلام لے آئے اب اسلام کے لئے کوئی رکاوٹ نہ رہی۔

۴۔مکہ مکرمہ ایک مدت سے اہل عرب کا تجارتی، سیاسی اور مذہبی مرکز چلا آ رہا تھا اس پر مسلمانوں کا قبضہ اسلام کی بہت بڑی کامیابی تھا۔

۵۔اصحاب فیل کے حملہ کی عبرت انگیز ناکامی کا واقعہ ابھی اہل عرب کے ذہنوں میں تازہ تھا انہوں نے خیال کیا کہ محمد ﷺ کی کامیابی کا یہی راز ہے کہ آپ حق پر ہیں ورنہ اللہ تعالیٰ آپ کو مکہ مکرمہ پر قابض نہ ہونے دیتا، ان پر اسلام کی صداقت روشن ہو گئی اور وہ خود بخود دین اسلام میں داخل ہونے لگے۔

مہاجرین کے متروکہ مکانات کا مسئلہ:

جب مسلمان ہجرت کر کے مدینہ منورہ چلے گئے تو قریش ہجرت کرنے والوں کے عزیز و اقارب نے ان کی جائیدادوں پر قبضہ کر لیا تھا، بعض نے اپنے حلیفوں کے مکانات پر بھی قبضہ کر لیا تھا، مگر آج وہی لوگ جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کے لئے اپنا وطن، عزیز و اقارب، مال اور گھر کو چھوڑا تھا فاتحانہ حیثیت سے آئے ہوئے تھے، بعض مہاجرین کے دلوں میں اپنے آبائی مکانات کے بارے میں شکایات تھیں جنہیں ان کے عزیز و اقارب نے قبضہ کر کے فروخت کر ڈالا تھا،

فَرَغَ مِنْ خُطْبَتِهِ قَامَ أَبُو أَحْمَدَ عَلَى بَابِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَلَا تَرْضَى يَا عَبْدَ اللهِ أَنْ يُعْطِيَكَ اللهُ بِهَا دَارًا خَيْرًا مِنْهَا فِي الْجَنَّةِ؟قَالَ: بَلَى

چنانچہ جب آپ ﷺ خطبہ سے فارغ ہو گئے اور ابھی بیت اللہ کے دروازے پر ہی کھڑے تھے کہ ابو احمد بن جحش کھڑے ہوئے اور اپنے مکان کے بارے میں کچھ عرض کرنا چاہا جسے ابوسفیان بن حرب نے علقمہ عامری کو چار سو درہم میں فروخت کر دیا تھا رسول اللہ ﷺ نے ان کو بلا کر آہستہ سے کچھ فرمایا جسے سنتے ہی ابو احمد بن جحش رضی اللہ عنہ خاموش ہو گئے اس کے بعد جب ابو احمد رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ رسول اللہ ﷺ نے تم سے کیا کہا تھا تو عبداللہ رضی اللہ عنہ بن جحش نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر تو صبر کرے تو اللہ تعالیٰ تمہیں جنت میں اس سے بہتر گھر عنایت فرمائے گا؟ میں نے عرض کیا میں صبر کروں گا۔[1]

اس طرح بعض مہاجرین نے بھی اپنے مکانات کی واپسی کا چاہا

إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكْرَهُ أَنْ تَرْجِعُوا فِي شَيْءٍ مِنْ أَمْوَالِكُمْ أُصِيبَ مِنْكُمْ فِي اللهِ عَزَّ وَجَلَّ، فَأَمْسَكَ

---

[1] ابن ہشام ۵۰۰/۱

عَنْ كَلَامِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مگر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہارا جو مال اللہ عزوجل کی راہ میں جاچکا ہے میں اس کی واپسی پسند نہیں کرتا، آپ کی زبان مبارک سے یہ الفاظ سنتے ہی صحابہ کرام خاموش ہو گئے اور جو گھر واملاک اللہ اور اس کے رسول کے لئے چھوڑ چکے تھے اس کی واپسی کا کوئی حرف زبان پر نہ لائے۔[1]

اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے اپنے آبائی مکان جس میں آپ کی ولادت ہوئی تھی اور وہ مکان جو ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے آپ کو ملا تھا اس کا ذکر تک نہ فرمایا۔

فتح مکہ کے بعد سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب کا ابوجہل کی بیٹی کو نکاح کا پیغام دینا:

فتح مکہ کے بعد سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ابوجہل کی بیٹی کے ساتھ نکاح کا ارادہ کیا، اس بات کی اطلاع کسی طور پر فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ ﷺ کو بھی ہوگئی، آپ رضی اللہ عنہا سخت کبیدہ خاطر اور ناراض ہو کر اپنے والد رسول اللہ ﷺ کے ہاں چلی آئیں اور تمام ماجرا آپ ﷺ کے گوش گزار کر دیا، آپ ﷺ کو بھی سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی اس بات سے رنج ہوا اور آپ ﷺ نے اس سلسلہ میں خطبہ ارشاد فرمایا،

المِسْوَرُ بْنُ مَخْرَمَةَ،قَالَ: إِنَّ عَلِيًّا خَطَبَ بِنْتَ أَبِي جَهْلٍ فَسَمِعَتْ بِذَلِكَ، فَاطِمَةُ فَأَتَتْ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ: يَزْعُمُ قَوْمُكَ أَنَّكَ لاَ تَغْضَبُ لِبَنَاتِكَ، وَهَذَا عَلِيٌّ نَاكِحٌ بِنْتَ أَبِي جَهْلٍ،فَسَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ النَّاسَ فِي ذَلِكَ عَلَى مِنْبَرِهِ هَذَا وَأَنَا يَوْمَئِذٍ مُحْتَلِمٌ ، فَقَالَ:إِنَّ فَاطِمَةَ مِنِّي، وَأَنَا أَتَخَوَّفُ أَنْ تُفْتَنَ فِي دِينِهَا ثُمَّ ذَكَرَ صِهْرًا لَهُ مِنْ بَنِي عَبْدِ شَمْسٍ، فَأَثْنَى عَلَيْهِ فِي مُصَاهَرَتِهِ إِيَّاهُ، قَالَ:حَدَّثَنِي، فَصَدَقَنِي وَوَعَدَنِي فَوَفَى لِي، وَإِنِّي لَسْتُ أُحَرِّمُ حَلاَلًا، وَلاَ أُحِلُّ حَرَامًا وَلَكِنْ وَاللهِ لاَ تَجْتَمِعُ بِنْتُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَبِنْتُ عَدُوِّ اللهِ أَبَدًا

چنانچہ مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ابوجہل کی لڑکی کو (جو مسلمان تھیں) کو پیغام نکاح دیا، اس کی اطلاع جب فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ہوئی تو وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں، اور عرض کیا کہ آپ کی قوم کا خیال ہے کہ آپ کو اپنی بیٹیوں کی خاطر (جب انہیں کوئی تکلیف دے) کسی پر غصہ نہیں آتا، اب دیکھیں یہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ ابوجہل کی بیٹی (جمیلہ یا جویرہ) سے نکاح کرنا چاہتے ہیں، میں نے خود سنا کہ اس مسئلہ پر رسول اللہ ﷺ نے اپنے اسی منبر پر کھڑے ہو کر صحابہ رضی اللہ عنہم کو خطاب فرمایا اور میں اس وقت بالغ تھا آپ ﷺ نے خطبہ میں فرمایا فاطمہ رضی اللہ عنہا مجھ سے ہے اور مجھے ڈر ہے کہ کہیں وہ (اس رشتہ کی وجہ سے) کسی گناہ میں نہ پڑ جائے کہ اپنے دین میں کسی فتنہ میں مبتلا ہو، اس کے بعد آپ ﷺ نے خاندان بنی عبدشمس کے ایک اپنے داماد (عاص بن ربیع) کا ذکر کیا اور دامادی سے متعلق آپ ﷺ نے ان کی تعریف کی، آپ ﷺ نے فرمایا انہوں نے مجھ سے جو بات کہی سچ کہی، جو وعدہ کیا اسے پورا کیا، میں کسی حلال (یعنی نکاح ثانی) کو حرام

[1] ابن ہشام ۵۰۰/۱

نہیں کرسکتا اور نہ کسی حرام کو حلال بناتا ہوں، لیکن اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ کی بیٹی اور اللہ کے دشمن کی بیٹی ایک ساتھ جمع نہیں ہوسکتیں۔[1]

چنانچہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کا ارادہ ترک کر دیا۔

سریہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ (نخلہ کی طرف)

رمضان آٹھ ہجری

جب رسول اللہ ﷺ بیت اللہ میں اندر اور باہر نصب بتوں کا صفایا کر چکے، اس کی دیواروں پر منقش تصویروں کو مٹا چکے، آپ ﷺ کے حکم سے لوگوں کے گھروں میں رکھے بت بھی توڑ دیئے گئے تو آپ نے مکہ مکرمہ کے مضافاتی بستیوں کے بتوں کو منہدم کرنے کی طرف توجہ فرمائی تا کہ پورا ملک بت پرستی کی لعنت سے پاک ہوجائے اور اس کی جگہ اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کی جانے لگے۔

فَبَعَثَ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ إِلَى الْعُزَّى لِخَمْسِ لَيَالٍ بَقِينَ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ لِيَهْدِمَهَا،فَخَرَجَ إِلَيْهَا فِي ثَلَاثِينَ فَارِسًا مِنْ أَصْحَابِهِ حَتَّى انْتَهَوْا إِلَيْهَا فَهَدَمَهَاثُمَّ رَجَعَ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ، فَقَالَ:هَلْ رَأَيْتَ شَيْئًا؟قَالَ: لَا،قَالَ: فَإِنَّكَ لَمْ تَهْدِمْهَا فَارْجِعْ إِلَيْهَا فَاهْدِمْهَا،

پچیس رمضان آٹھ ہجری کو آپ ﷺ نے خالد رضی اللہ عنہ بن ولید کو عزیٰ کو منہدم کرنے کے لئے نخلہ (مکہ مکرمہ سے دورات کے فاصلہ پر ہذیل کی ایک وادی کا نام ہے، یہاں حراض نامی جگہ پر عزیٰ کا استھان تھا) کی طرف بھیجا، خالد رضی اللہ عنہ بن ولید تیس سواروں کا ایک دستہ لے کر روانہ ہوئے اور وہاں پہنچ کر اسے توڑ دیا، پھر وہ لوٹ کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عزیٰ کو توڑنے کی خبر دی، رسول اللہ ﷺ نے دریافت کیا کیا تم نے کوئی چیز دیکھی ہے؟ انہوں نے عرض کیا کچھ نہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم نے اسے منہدم نہیں کیا دوبارہ جاؤ اور اسے منہدم کر دو،

فَرَجَعَ خالد وَهُوَ مُتَغَيِّظٌ فَجَرَّدَ سَيْفَهُ فَخَرَجَتْ إِلَيْهِ امْرَأَةٌ عَجُوزٌ عُرْيَانَةٌ سَوْدَاءُ نَاشِرَةُ الرَّأْسِ، فَجَعَلَ السَّادِنُ يَصِيحُ بِهَافَضَرَبَهَا خالد فَجَزَلَهَا بِاثْنَتَيْنِ،وَرَجَعَ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - فَأَخْبَرَهُ، فَقَالَ: نَعَمْ، تِلْكَ الْعُزَّى وَقَدْ أَيِسَتْ أَنْ تُعْبَدَ فِي بِلَادِكُمْ أَبَدًا، وَكَانَتْ بِنَخْلَةَ وَكَانَتْ لِقُرَيْشٍ وَجَمِيعِ بَنِي كِنَانَةَ، وَكَانَتْ أَعْظَمَ أَصْنَامِهِمْ، وَكَانَ سَدَنَتُهَا بَنِي شَيْبَانَ

خالد رضی اللہ عنہ بن ولید سخت غصہ میں وہاں دوبارہ گئے انہوں نے تلوار میان سے نکال رکھی تھی کہ اچانک ایک برہنہ سیاہ رنگ کی عورت بال بکھرے سامنے آگئی جس کے بال کھلے تھے اور دربان اس کے ساتھ چیخنے لگا، خالد رضی اللہ عنہ نے اس پر تلوار ماری اور اس کے دو ٹکڑے کر دیئے اور رسول

[1] صحیح بخاری کِتَابُ فَرْضِ الخُمُسِ بَابُ مَا ذُكِرَ مِنْ دِرْعِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَعَصَاهُ، وَسَيْفِهِ وَقَدَحِهِ، وَخَاتَمِهِ ۳۱۱۰،وکتاب أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَابُ ذِكْرِ أَصْهَارِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مِنْهُمْ أَبُو العَاصِ بْنُ الرَّبِيعِ ۳۷۲۹

اللہ ﷺ کے پاس واپس آ کر واقعہ کی اطلاع دی، آپ نے فرمایاہاں یہی حبشی عورت کی شکل میں عزیٰ دیوی تھی اور یہ اس سے قطعاًناامید ہوچکی تھی کہ اب اس ملک میں اس کی پرستش کی جائے گی اور عزیٰ کا بت ایک کھجور کے درخت کے پاس تھااور یہ قریش اور بنی کنانہ کے تمام قبائل کا مشترک بت تھا جو ان کے تمام دوسرے بتوں سے بڑا تھا اور بنی شیبان اس کے دربان تھے۔[1]

ایک روایت میں یہ واقعہ یوں بیان کیا گیا ہے پچیس رمضان آٹھ ہجری کو آپ ﷺ نے خالد رضی اللہ عنہ بن ولید کو تیس سواروں کا ایک دستہ کاامیر بناکر عزیٰ کو منہدم کرنے کے لئے نخلہ (مکہ مکرمہ سے دو رات کے فاصلہ پر ہذیل کی ایک وادی کا نام ہے، یہاں حراض نامی جگہ پر عزیٰ کا استھان تھا) کی طرف روانہ فرمایا

وَكَانَتْ لِقُرَيْشٍ وَجَمِيعِ بَنِي كِنَانَةَ، وَكَانَتْ أَعْظَمَ أَصْنَامِهِمْ، بعث خَالِد بن الْوَلِيد إِلَى نَخْلَة فكَانَت بهَا الْعُزَّى فَأَتَاهَا خَالِد وَكَانَت على ثَلَاث سمُرَات فَقطع السَّمُرَات وَهدم الْبَيْت الَّذِي كَانَ عَلَيْهَا ثمَّ أَتَى النَّبِي صلى الله عَلَيْهِ وَسلم فَأخْبرهُ، فقال :هل رأيت شيئا؟ قال: لا،قَالَ:فَإِنَّكَ لَمْ تَهْدِمْهَا، فَقَالَ:هَلْ رَأَيْتَ شَيْئًا؟ قال: لا ،قَالَ:فَإِنَّكَ لَمْ تَهْدِمْهَا، فَارْجِعْ إِلَيْهَا فَاهْدِمْهَا،

یہ بت جو قریش اور بنی کنانہ کے تمام قبائل کا مشترک بت تھا جو ان کے تمام دوسرے بتوں سے بڑا تھا عزیٰ پر ایک شیطان جنیہ کا تسلط تھا جس کی وجہ سے اس میں سے ایک آواز آتی تھی، آپ ﷺ نے خالد رضی اللہ عنہ بن ولید کو فرمایا کہ بطن نخلہ میں جاؤ وہاں تمہیں ایک قطار میں کیکر کے تین درخت ملیں گے ان میں پہلے درخت کو کاٹ دو اور اس کا استھانہ گرادو، خالد رضی اللہ عنہ بن ولید نے حکم کی تعمیل کی اور واپس آ کر خبر دی، آپ ﷺ نے دریافت فرمایا درخت کاٹنے کے بعد کچھ نظر آیا؟جواب دیا نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا تم نے اسے نہیں گرایا اب جاکر دوسرا درخت کاٹ دو، انہوں نے حکم کی تعمیل کی، آپ ﷺ نے پھر پوچھا درخت کاٹنے کے بعد کچھ نظر آیا، انہوں نے عرض کیا کچھ نہیں، پھر آپ ﷺ نے فرمایا تم نے اسے نہیں گرایا جاؤ اور تیسرے درخت کو بھی کاٹ دو،

فَرَجَعَ فَجَرَّدَ سَيْفَهُ فَخَرَجَتْ إِلَيْهِ امْرَأَةٌعجوز عُرْيَانَةٌسَوْدَاءُ ثائرة الرأس، فجعل السادن يصيح بها، يقول :يا عز كفرانك لا سبحانك إني رأيت الله قد أهانك، فضربها خالد فجزلها اثنتين، ورجع إلى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فأخبره فَقَالَ:نَعَمْ، تِلْكَ الْعُزَّى، وَقَدْ أَيِسَتْ أَنْ تُعْبَدَ بِبِلَادِكُمْ أَبَدًا

خالد رضی اللہ عنہ بن ولید غصہ سے بھرے ہوئے ننگی تلوار لے کر وہاں پہنچے تو وہاں ایک ننگی سیاہ فام عورت کو دیکھا جس کے بال بکھرے ہوئے تھے اور وہ اپنے دونوں ہاتھ کندھوں پر رکھے غصے سے دانت پیس رہی تھی اور اس بت خانے کا مجاور اس کے پیچھے کھڑا اسے چیخ چیخ کر بلا رہا تھا، خالد رضی اللہ عنہ بن ولید نے اس سے مخاطب ہو کر کہا اب تیری پوجا پاٹ کا زمانہ بیت گیا اور بے عزتی کا زمانہ آ گیا ہے میں دیکھ رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے ذلیل کر دیا ہے پھر تلوار کی ایک ہی ضرب سے اس کے دو ٹکڑے کر ڈالے اور وہ کوئلہ کی طرح بھسم ہوگئی پھر درخت کاٹ کر مجاور کو بھی قتل کر دیا اور بت خانہ بھی منہدم کر دیا اور واپس آ کر رسول اللہ ﷺ کو اس واقعہ کی خبر دی یہ سن کر آپ نے فرمایا یہی حبشی

[1] زادالمعاد ۳۶۴؍۳، عیون الآثر ۲۳۳؍۲،ابن سعد ۱۱۱؍۲،مغازی واقدی ۸۷۳؍۳،شرح الزرقانی علی المواهب ۴۸۸؍۳

عورت کی شکل میں عزیٰ دیوی تھی اور یہ اس سے قطعاً ناامید ہو چکی تھی کہ اب اس ملک میں اس کی پرستش کی جائے گی، آپ ﷺ نے یہاں سے حاصل ہونے والے مال کو عام لوگوں میں تقسیم کر دیا۔ (۱)

سریہ سعد بن زید اشہلی رضی اللہ عنہ (مشلل کی طرف)

رمضان آٹھ ہجری

ثُمَّ بَعَثَ سعد بن زيد الأشهلي إِلَى مَنَاةَ، وَكَانَتْ بِالْمُشَلَّلِ عِنْدَ قُدَيْدٍ لِلْأَوْسِ وَالْخَزْرَجِ وَغَسَّانَ وَغَيْرِهِمْ، فَخَرَجَ فِي عِشْرِينَ فَارِسًا، حَتَّى انْتَهَى إِلَيْهَا وَعِنْدَهَا سَادِنٌ فَقَالَ السَّادِنُ: مَا تُرِيدُ؟ قَالَ:هَدْمَ مَنَاةَ! قَالَ: أَنْتَ وَذَاكَ! فَأَقْبَلَ سعد يَمْشِي إِلَيْهَا وَتَخْرُجُ إِلَيْهِ امْرَأَةٌ عُرْيَانَةٌ سَوْدَاءُ ثَائِرَةُ الرَّأْسِ تَدْعُو بِالْوَيْلِ وَتَضْرِبُ صَدْرَهَا،

چھبیس رمضان المبارک کو رسول اللہ ﷺ نے سعد بن زید اشہلی رضی اللہ عنہ کو بیس سواروں کا ایک دستہ دے کر مناۃ کی شکست وریخت کے لئے مقام مشلل نامی پہاڑی کی طرف روانہ فرمایا جو اوس، خزرج اور غسان وغیرہ کا معبود تھا، جب سعد بن زید وہاں پہنچے تو اس کا خدمت گار موجود تھا اس نے ان سے دریافت کیا آپ یہاں کس مقصد سے آئے ہیں؟ سعد بن زید رضی اللہ عنہ نے کہا میں اس بت مناۃ کو منہدم کر دینا چاہتا ہوں، مجاور ایک طرف ہو گیا اور کہا تم جانو اور تمہارا کام جانے! سعد بن زید رضی اللہ عنہ اس بت کو منہدم کرنے کے لئے اس کی طرف بڑھے تو ایک سیاہ فام ننگی پراگندہ بالوں والی ایک عورت بین کرتی اپنا سینہ پیٹتی سامنے آئی،

فقال السَّادِنُ: مناة دونك بعض غضباتك!فَضَرَبَهَا سعد بْن زيد الأشهلي فَقَتَلَهَا وَأَقْبَلَ إِلَى الصَّنَمِ وَمَعَهُ أَصْحَابُهُ فَهَدَمَهُ وَكَسَرُوهُ، وَلَمْ يَجِدُوا فِي خِزَانَتِهِ شَيْئًاوانصرف راجعا إلى رَسُول اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مجاور نے اس کو کہا اے مناۃ! اپنے ان نافرمانوں کو اپنی گرفت میں لے لے مگر اس سے پہلے وہ حرکت کرتی سعد بن زید رضی اللہ عنہ نے تلوار کی ایک بھرپور ضرب سے اس کو ٹکڑوں میں تقسیم کر دیا یہاں سے فارغ ہو کر اس کے بت کو پاش پاش کر دیا، اس کے خزانے والے کمرہ سے بھی کچھ حاصل نہ ہوا اور لوٹ کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ (۲)

سریہ عمرو رضی اللہ عنہ بن عاص (بنوہذیل کی طرف)

رمضان آٹھ ہجری

بَعَثَ النَّبِيّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَمْرو بْنُ الْعَاصِ إلى سُوَاعٍ.صَنَمِ هُذَيْلٍ. ليهدمه،قَالَ عمرو: فَانْتَهَيْتُ إِلَيْهِ وَعِنْدَهُ السَّادِنُ فَقَالَ: مَا تُرِيدُ؟قلت: أَمَرَنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أَهْدِمَهُ، قَالَ: لا تقدر عَلَى ذَلِكَ، قُلْتُ:

---

(۱) شرح الزرقانی علی المواهب۴۸۸؍۳،الخصائص الکبری۴۳۹؍۱

(۲) ابن سعد۱۱۱؍۲،زادالمعاد۳۶۵؍۳،عیون الآثر۲۳۴؍۲،شرح الزرقانی علی المواهب۴۹۰؍۳

لِمَ؟قَالَ: تُمْنَعُ! قُلْتُ: حَتَّى الْآنَ أَنْتَ عَلَى الْبَاطِلِ، وَيْحَكَ فَهَلْ يَسْمَعُ أَوْ يُبْصِرُ؟! قَالَ: فَدَنَوْتُ مِنْهُ فَكَسَرْتُهُ وَأَمَرْتُ أَصْحَابِي فَهَدَمُوا بَيْتَ خِزَانَتِهِ، فَلَمْ نَجِدْ فِيهِ شَيْئًا،ثُمَّ قُلْتُ لِلسَّادِنِ: كَيْفَ رَأَيْتَ؟قَالَ: أَسْلَمْتُ لِلَّهِ

نبی کریم ﷺ نے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو چند ساتھوں پر امیر مقرر فرما کر سواع نامی بت کو منہدم کرنے کے لئے روانہ کیا(یہ قبیلہ ہذیل کی دیوی تھی اس کا بت ایک عورت کی شکل پر تھا اور مکہ مکرمہ سے مغرب میں تین میل کے فاصلہ پر ینبع کے قریب رہاط کے مقام پر کھجور کے باغ میں نصب تھا اور اس کا پجاری قبیلہ بنولحیان سے تھا) جب عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ وہاں پہنچے تو اس دیوی کا مجاور وہاں موجود تھا اس نے ان سے پوچھا تم کس ارادہ سے آئے ہو؟عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں رسول اللہ ﷺ کے حکم پر اسے منہدم کرنے کے لئے آیا ہوں، مجاور کو اپنے معبود دیوی کی طاقت وقوت پر بڑا مان تھا وہ کہنے لگا تم اس پر کبھی قادر نہ ہوسکو گے، عمرو رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا میں اسے منہدم کیوں نہیں کرسکتا؟مجاور نے بت کی طرف اشارہ کرکے کہا یہ اپنی طاقت وقوت سے تمہیں روک دے گی،عمرو رضی اللہ عنہ نے فرمایا افسوس! تم اب تک باطل معبودوں کی پرستش پر لگے ہوئے ہو جو نہ سنتے ہیں نہ دیکھتے ہیں اور نہ بول سکتے ہیں اور وہ مجھے روک دے گی،پھر جاکر اس دیوی کے بت کو ٹکڑے ٹکڑے کردیا پھر انہوں نے اور ان کے ساتھیوں نے اس کے چڑھاوے کو رکھنے والے کمرہ کو گرادیا مگر مال پہلے ہی گم کیا جاچکا تھا اس لئے کچھ ہاتھ نہ آیا،جب اس کام سے فارغ ہوئے تو مجاور سے کہا اب کہو کیا تمہاری دیوی خود اپنی مدد پر قادر ہوسکی؟ کیا وہ اپنے معبد کو بچاسکی؟خود سوچو جو خود اپنی مدد پر قادر نہ ہو وہ دوسروں کی دار رسی کیا کرسکتی ہے؟اپنی دیوی کی یہ بے بسی اور بے کسی دیکھ کر مجاور کی آنکھیں کھل گئیں،اور اس نے کہا میں اللہ پر ایمان لاتا ہوں۔[1]

سریہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ(بنوجذیمہ کی طرف)

شوال آٹھ ہجری

وَلَمَّا رَجَعَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ مِنْ هَدْمِ الْعُزَّى، وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُقِيمٌ بِمَكَّةَ، بَعَثَهُ إِلَى بَنِي جُذَيْمَةَ دَاعِيًا إِلَى الْإِسْلَامِ

عزیٰ کو منہدم کرکے جب خالد رضی اللہ عنہ بن ولید واپس تشریف لائے تو شوال آٹھ ہجری کو رسول اللہ ﷺ نے انہیں مجاہدین کے دستہ کا امیر بنا کر محض تبلیغ اسلام اور دعوت حق کے لئے بنی جذیمہ کی طرف روانہ فرمایا،

وَكَانُوا بِأَسْفَلِ مَكَّةَ عَلَى لَيْلَةٍ نَاحِيَةَ يَلَمْلَمَ

یہ قبیلہ مکہ مکرمہ کے نشیبی جانب ایک رات کے فاصلے پر یلملم کی طرف آباد تھا۔[2]

موضع على ليلتين من مكة وهو ميقات أهل اليمن وفيه مسجد معاذ بن جبل، وقال المرزوقي: هو جبل من الطائف على ليلتين أو ثلاث،وقيل: هو واد هناك

[1] ابن سعد۱۱۱؍۲،زادالمعاد۳۶۵؍۳،عیون الآثر۲۳۳؍۲،مغازی واقدی ۸۷۰؍۲، شرح الزرقانی علی المواهب۴۹۰؍۳

[2] ابن سعد۱۱۲؍۲

یہ مکہ مکرمہ سے دو راتوں کے فاصلے پر ایک موضع ہے، یہ اہل یمن یا یمن کی طرف گزر کر آنے والے لوگوں کے لیے احرام کی میقات ہے یہاں مسجد معاذ بن جبل ہے، یلملم طائف سے دو تین رات کے فاصلے پر ایک پہاڑ ہے بعض نے اسے وادی بھی بتایا ہے۔[1]

فَخَرَجَ فِي ثَلَاثِمِائَةٍ وَخَمْسِينَ رَجُلًا، مِنَ الْمُهَاجِرِينَ، وَالْأَنْصَارِ، وَبَنِي سُلَيْمٍ،فَانْتَهَى إِلَيْهِمْ، فَقَالَ: مَا أَنْتُمْ؟قَالُوا: مُسْلِمُونَ قَدْ صَلَّيْنَا وَصَدَّقْنَا بِمُحَمَّدٍ، وَبَنَيْنَا الْمَسَاجِدَ فِي سَاحَتِنَا، وَأَذَّنَّا فِيهَا قَالَ: فَمَا بَالُ السِّلَاحِ عَلَيْكُمْ؟ قَالُوا: إِنَّ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمٍ مِنَ الْعَرَبِ عَدَاوَةً، فَخِفْنَا أَنْ تَكُونُوا هُمْ ،وَقَدْ قِيلَ: إِنَّهُمْ قَالُوا: صَبَأْنَاوَلَمْ يُحْسِنُوا أَنْ يَقُولُوا: أَسْلَمْنَا

خالد رضی اللہ عنہ بن ولید تین سو پچاس مجاہدین کا دستہ لے کر روانہ ہوئے، یہ دستہ مہاجرین، انصار اور بنی سلیم کے لوگوں پر مشتمل تھا یہ لوگ مکہ مکرمہ کے نشیبی علاقہ یلملم (مکہ مکرمہ سے دو رات کے فاصلہ پر ہے) کے قریب ایک تلاب کے کنارے جس کا نام غمیصاء تھا رہتے تھے، جب خالد رضی اللہ عنہ بن ولید وہاں پہنچے تو ان لوگوں نے کہا تم کون ہو؟ خالد رضی اللہ عنہ بن ولید نے کہا ہم مسلمان ہیں، ہم نے نماز پڑھی، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی تصدیق کی اور اپنے علاقہ میں مساجد بنائیں اور ان میں نماز کے لئے اذانیں دیں، انہوں نے پوچھا تمہارے بدن پر ہتھیار کیوں ہیں؟ انہوں نے کہا کہ ہمارے اور عرب قوم کے درمیان عداوت ہے ہمیں خطرہ ہوا کہ کہیں وہی (ہمارے دشمن) نہ ہوں، ایک قول یہ ہے کہ یہ لوگ مجاہدین کو دیکھ کر گھبرا گئے اور اسی گھبراہٹ میں وہ صَبَأْنَا، صَبَأْنَا ہم بے دین ہو گئے ہیں، ہم بے دین ہو گئے ہیں کہنے لگے اور اچھے انداز سے یوں نہ کہا کہ ہم مسلمان ہو گئے،

قَالَ: فَضَعُوا السِّلَاحَ، فَوَضَعُوهُ ، فَقَالَ لَهُمْ: اسْتَأْسِرُوا فَاسْتَأْسَرَ الْقَوْمُ،فَأَمَرَ بَعْضَهُمْ فَكَتَّفَ بَعْضًا، وَفَرَّقَهُمْ فِي أَصْحَابِهِ، فَلَمَّا كَانَ فِي السَّحَرِ، نَادَى خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ: مَنْ كَانَ مَعَهُ أَسِيرٌ فَلْيَضْرِبْ عُنُقَهُ، فَأَمَّا بَنُو سُلَيْمٍ، فَقَتَلُوا مَنْ كَانَ فِي أَيْدِيهِمْ،قَالَ ابْنُ عُمَرَ: فَقُلْتُ: وَاللهِ لَا أَقْتُلُ أَسِيرِي،وَأَمَّا الْمُهَاجِرُونَ وَالْأَنْصَارُ فَأَرْسَلُوا أَسْرَاهُمْ ، فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا صَنَعَ خالدفَقَالَ:اللهُمَّ إِنِّي أَبْرَأُ إِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ خالدمَرَّتَيْنِ

اس گفتگو کے بعد انہوں نے اپنے ہتھیار رکھ دیئے، خالد رضی اللہ عنہ بن ولید ان کے جواب سے مطمئن نہ ہوئے اور انہوں نے مجاہدین کو حکم دیا کہ انہیں گرفتار کرلو مجاہدین نے انہیں گرفتار کرلیا اور بعض کو گرفتار کر کے اپنے ساتھیوں کی حفاظت میں دے دیا، دوسرے دن سحری کے وقت خالد رضی اللہ عنہ نے انہیں حکم دیا کہ ہر ساتھی اپنے قیدی کی گردن مار دے، تعمیل حکم میں بنوسلیم نے تو اپنے قیدیوں کو قتل کر دیا، مگر عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں نے یہ حکم ماننے سے انکار کر دیا اور مہاجرین وانصار نے اپنے اپنے قیدی رہا کر دیئے، جس پر خالد رضی اللہ عنہ بن ولید اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے درمیان کچھ سخت کلامی بھی ہوئی، جب مجاہدین واپس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے اور خالد رضی اللہ عنہ کا واقعہ بیان کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ مبارک اٹھا کر دو مرتبہ فرمایا اے اللہ! خالد نے جو کچھ کیا ہے میں اس سے

[1] معجم البلدان۴۴۱؍۵

بری ہوں۔[1]

وَكَانَ بَيْنَ خالد وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ كَلَامٌ وَشَرٌّ فِي ذَلِكَ، فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: مَهْلًا يَا خالد دَعْ عَنْكَ أَصْحَابِي، فَوَاللهِ لَوْ كَانَ لَكَ أُحُدٌ ذَهَبًا ثُمَّ أَنْفَقْتَهُ فِي سَبِيلِ اللهِ مَا أَدْرَكْتَ غَدْوَةَ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِي وَلَا رَوْحَتَهُ

اسی سلسلہ میں خالد رضی اللہ عنہ بن ولید اور عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ بن عوف کے درمیان کچھ تلخ کلامی ہوگئی تھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا اے خالد! ٹھیرو صبر سے کام لو میرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کچھ کہنے سے باز رہو، اللہ کی قسم! اگر تم احد پہاڑ جتنا سونا بھی اللہ کی راہ میں خرچ کر و تو تم میرے کسی صحابی رضی اللہ عنہ کے صبح یا شام کی عبادت کے درجے کو نہیں پہنچ سکتے۔

فَخَرَجَ عَلِيٌّ حَتَّى جَاءَهُمْ وَمَعَهُ مَالٌ قَدْ بَعَثَ بِهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَوَدَى لَهُمْ الدِّمَاءَ وَمَا أُصِيبَ لَهُمْ مِنْ الْأَمْوَالِ ، حَتَّى إِنَّهُ لَيَدِي لَهُمْ مِيلَغَةَ الْكَلْبِ ،حَتَّى إِذَا لَمْ يَبْقَ شَيْءٌ مِنْ دَمٍ وَلَا مَالٍ إِلَّا وَدَاهُ بَقِيَتْ مَعَهُ بَقِيَّةٌ مِنْ الْمَالِ، فَقَالَ لَهُمْ عَلِيٌّ رِضْوَانُ اللهِ عَلَيْهِ حِينَ فَرَغَ مِنْهُمْ: هَلْ بَقِيَ لَكُمْ بَقِيَّةٌ مِنْ دَمٍ أَوْ مَالٍ لَمْ يُودَ لَكُمْ؟ قَالُوا: لَا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سید نا علی رضی اللہ عنہ کو خون بہا ادا کرنے کے لیے بہت سامال دے کر بنو جذیمہ کے پاس بھیجا وہ اس قوم کے پاس آئے اور جس قدر لوگ خالد رضی اللہ عنہ نے اس قوم کے قتل کیے تھے ان سب کا خون بہا ادا کر دیا اور وہ تمام مال جو خالد رضی اللہ عنہ نے لے لیا تھا سب ان کو واپس کر دیا کوئی ادنیٰ سے ادنیٰ چیز بھی باقی نہیں رکھی، جب سب خون بہا ادا کر چکے تب بھی سید نا علی رضی اللہ عنہ کے پاس کچھ مال بچ گیا تو سید نا علی رضی اللہ عنہ نے اس قوم سے فرمایا اگر تمہارا کوئی اور خون بہا یا مال باقی ہو تو اس کے بدلہ میں یہ مال لے لو، بنو جذیمہ نے کہا اب ہمارا کچھ باقی نہیں رہا

قَالَ: فَإِنِّي. أُعْطِيكُمْ هَذِهِ الْبَقِيَّةَ مِنْ هَذَا الْمَالِ، احْتِيَاطًا لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مِمَّا يَعْلَمُ وَلَا تَعْلَمُونَ، فَفَعَلَ،ثُمَّ رَجَعَ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ الْخَبَرَ :فَقَالَ أَصَبْتُ وَأَحْسَنْتُ!

سید نا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا مگر یہ مال میں تم ہی لوگوں کو دیئے دیتا ہوں شاید تمہارا ایسا خون بہا یا مال رہ گیا ہو جس کی نہ تم کو خبر ہو اور نہ ہمیں، بس یہ اس کے معاوضہ میں سمجھو، واپس آ کر جب انہوں نے بارگاہ نبوی میں سارا واقعہ بیان کیا تو آپ بیحد مسرور ہوتے ہوئے فرمایا اور فرمایا بہت اچھا اور درست کیا[2]

وَقَدْ عَذَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ فِي اجْتِهَادِهِ وَلِذَلِكَ لم يقد مِنْهُ

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں خالد بن ولید کا بنو جذیمہ کا قتل کرنا غلط فہمی اور اجتہادی غلطی کا نتیجہ تھا اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کوئی

---

[1] صحيح بخاری كتاب المغازی بَابُ بَعْثِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَالِدَ بْنَ الوَلِيدِ إِلَى بَنِي جَذِيمَةَ۴۳۳۹،مسند احمد ۶۳۸۲،فتح الباری ۸٫۵۷،زاد المعاد ۳٫۳۶۶

[2] ابن ہشام ۲٫۴۳۰، الروض الانف ۷٫۲۶۶،تاریخ طبری ۳٫۶۷،البداية والنهاية ۴٫۳۵۸،شرح الزرقانی على المواهب ۳٫۴۹۴،السيرة النبوية لابن كثير ۳٫۵۹۲

سزا نہیں دی۔ (۱)

وَذکر بن إِسْحاق من حَدِيث بن أَبِي حَدْرَدٍ الْأَسْلَمِيّ قَالَ كُنْتُ فِي خَيْلِ خَالِدٍ فَقَالَ لِي فَتًى مِنْ بَنِي جَذِيمَةَ قَدْ جُمِعَتْ يَدَاهُ فِي عُنُقِهِ بِرُمَّةٍ يَا فَتَى هَلْ أَنْتَ آخِذٌ بِهَذِهِ الرُّمَّةِ فَقَائِدِي إِلَى هَؤُلَاءِ النِّسْوَةِ ، فَقُلْتُ نَعَمْ فَقُدْتُهُ بِهافَقَالَ لَهُمْ:إِنِّي لَسْتُ مِنْهُمْ، عَشِقْتُ امْرَأَةً فَلَحِقْتُهَا، فَدَعُونِي أَنْظُرُ إِلَيْهَا نَظْرَةً، ثُمَّ اصْنَعُوا بِي مَا بَدَا لَكُمْ قَالَ:فَإِذَا امْرَأَةٌ طَوِيلَةٌ أَدْمَاءُ فَقَالَ لَهَا: أَسْلِمِي حُبَيْشُ قَبْلَ نِفَادِ الْعَيْشِ أَرَيْتُكِ إِنْ طَالَبْتُكُمْ فَوَجَدْتُكُمْ بِحِلْيَةٍ أَوْ أَدْرَكْتُكُمْ بِالْخَوَانِقِ الْأَبْيَاتَ

ابن اسحاق نے بنوجذیمہ کے ایک نوجوان قیدی کا قصہ بیان کیا ہے ابن ابی حدرد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں خالد رضی اللہ عنہ بن ولید کے دستہ میں شامل تھا ہم نے بنوجذیمہ سے لڑائی کی اور ان کی مشکیں کس لیں، ایک اسیر نے ابن ابی حدرد سے استدعا کی کہ مجھے رسی میں بندھا ہوا ہی عورتوں کے پاس لے جائیں، میں ان سے کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں پھر واپس لاکر آپ مجھ سے جو سلوک چاہیں کرلیں، انہوں نے اس کی بات مان لی اور اسے لے کر عورتوں کے پاس جا کھڑے ہوئے، وہ ان میں سے ایک عورت سے مخاطب ہوا اس عورت سے اسے عشق تھا کہنے لگا حبیشہ! تو ہمیشہ ہمیشہ سلامت رہے، پھر اس نے اسے مخاطب کر کے انتہائی جذباتی شعر پڑھا، وہ لڑکی بے قرار ہوگئی،

قَالَ فَقَالَتْ لَهُ امْرَأَةٌ مِنْهُنَّ وَأَنْتَ نجيت عشرا وتسعا ووترا وثمانيا تترى،فَقَدَّمُوهُ فَضَرَبُوا عُنُقَهُ، فَجَاءَتِ الْمَرْأَةُ فَوَقَعَتْ عَلَيْهِ فَشَهِقَتْ شَهْقَةً أَوْ شَهْقَتَيْنِ ثُمَّ مَاتَتْ، فَلَمَّا قَدِمُوا عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرُوهُ الْخَبَرَ،فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَا كَانَ فِيكُمْ رَجُلٌ رَحِيمٌ

اس نے جواب میں کہا اللہ کرے تو بھی سترہ اور آٹھ سال (پچیس سال) زندہ سلامت رہے، اس کے بعد ابن ابی حدرد اسے واپس لائے اور قتل کر ڈالا، اس کی معشوقہ بے تاب ہو کر بھاگتی ہوئی آئی اور نوجوان کی لاش پر اوندھی گر پڑی، اسے بے تحاشہ بوسے دینے لگی اور اس کی لاش سے لپٹی لپٹی ہی مرگئی، جب یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ واقعہ بتایا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہت رنجیدہ ہوئے اور ارشاد فرمایا کیا تم میں رحم کرنے والا کوئی آدمی نہ تھا۔ (۲)

ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے نکاح اور معاویہ رضی اللہ عنہ کو کاتب مقرر فرمانا:

ابْنُ عَبَّاسٍ، قَالَ: كَانَ الْمُسْلِمُونَ لَا يَنْظُرُونَ إِلَى أَبِي سُفْيَانَ وَلَا يُقَاعِدُونَهُ،فَقَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا نَبِيَّ اللهِ ثَلَاثٌ أَعْطِنِيهِنَّ، قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: عِنْدِي أَحْسَنُ الْعَرَبِ وَأَجْمَلُهُ، أُمُّ حَبِيبَةَ بِنْتُ أَبِي سُفْيَانَ، أُزَوِّجُكَهَا قَالَ:نَعَمْ، قَالَ: وَمُعَاوِيَةُ، تَجْعَلُهُ كَاتِبًا بَيْنَ يَدَيْكَ،قَالَ:نَعَمْ، قَالَ: وَتُؤَمِّرُنِي حَتَّى أُقَاتِلَ الْكُفَّارَ، كَمَا كُنْتُ أُقَاتِلُ الْمُسْلِمِينَ، قَالَ: نَعَمْ

(۱) فتح الباری ۶،۲۷

(۲) السنن الکبری للنسائی ۸۶۱۰،المعجم الکبیر للطبرانی ۱۲۰۳۷،فتح الباری ۸،۵۷،مجمع الزوائد ۶،۲۱۰

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے ابوسفیان بن حرب فتح مکہ سے پہلے اسلام قبول کر چکے تھے مگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان کو (پرانی کارگزاریوں کی بناپر) اچھی نگاہوں سے نہیں دیکھتے تھے اوران سے نشست وبرخاست سے اجتناب برتتے تھے،انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیااے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم !میری تین درخواستیں قبول فرمائیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایااچھا،ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے عرض کیامیری بیٹی ام حبیبہ رضی اللہ عنہ عرب کی تمام عورتوں سے زیادہ حسین وجمیل ہے میں اس کانکاح آپ سے کرتاہوں،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا،ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے کہامعاویہ رضی اللہ عنہ کواپنا کاتب بنالیں،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایااچھا،ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے کہامجھے حکم دیجئے کہ کافروں سے لڑائی کروں(جس طرح میں اسلام سے پہلے)مسلمانوں سے لڑتاتھا،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایااچھا۔[1]

ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہ کی دعا:

عَنْ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: قَالَتْ أُمُّ حَبِيبَةَ زَوْجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اللهُمَّ أَمْتِعْنِي بِزَوْجِي رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَبِأَبِي أَبِي سُفْيَانَ، وَبِأَخِي مُعَاوِيَةَ،قَالَ: فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:قَدْ سَأَلْتِ اللهَ لِآجَالٍ مَضْرُوبَةٍ، وَأَيَّامٍ مَعْدُودَةٍ، وَأَرْزَاقٍ مَقْسُومَةٍ، لَنْ يُعَجِّلَ شَيْئًا قَبْلَ حِلِّهِ، أَوْ يُؤَخِّرَ شَيْئًا عَنْ حِلِّهِ،وَلَوْ كُنْتِ سَأَلْتِ اللهَ أَنْ يُعِيذَكِ مِنْ عَذَابٍ فِي النَّارِ، أَوْ عَذَابٍ فِي الْقَبْرِ، كَانَ خَيْرًا وَأَفْضَلَ

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے ایک دن ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہ نے دعاکی اے اللہ مجھے میرے شوہر نبی صلی اللہ علیہ وسلم ،میرے والدابوسفیان رضی اللہ عنہ اورمیرے بھائی معاویہ رضی اللہ عنہ سے (دینوی)فائدہ اٹھانے (کاموقع) دینا،نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی یہ دعاسنی توفرمایاتم نے اللہ سے ایسی باتوں کاسوال کیاجن کے میعادی مقرر ہوچکی ہیں،دن معین ہوگئے ہیں اور روزیاں لکھ دی گئی ہیں،ان میں سے اللہ کسی چیز کومقدم یاموخرنہیں کرے گا،اگرتم اللہ سے یہ مانگتیں کہ اے اللہ جہنم اورقبرکے عذاب سے مجھے عافیت دے توبہترہوتا،

قَالَ: وَذُكِرَتْ عِنْدَهُ الْقِرَدَةُ، قَالَ مِسْعَرٌ: وَأُرَاهُ قَالَ: وَالْخَنَازِيرُ مِنْ مَسْخٍ،فَقَالَ:إِنَّ اللهَ لَمْ يَجْعَلْ لِمَسْخٍ نَسْلًا وَلَا عَقِبًا، وَقَدْ كَانَتِ الْقِرَدَةُ وَالْخَنَازِيرُ قَبْلَ ذَلِكَ

اسی موقع پرکسی نے سوال کیااے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ! بندر اور سور ان ہی لوگوں کی اولاد ہیں جنہیں مسخ کیا گیاتھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایااللہ جس قوم پرعذاب نازل (کرکے مسخ) کرتاہے اس کی نسل کوباقی نہیں رکھتااور بندر اور سور تو(ان قوموں کے مسخ ہونے سے) پہلے بھی موجودتھے[2]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مکہ میں قیام:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَنْزِلُنَا إِنْ شَاءَ اللهُ، إِذَا فَتَحَ اللهُ الْخَيْفُ حَيْثُ تَقَاسَمُوا عَلَى الكُفْرِ

[1] صحیح مسلم کتاب الفضائل بَابُ مِنْ فَضَائِلِ أَبِي سُفْيَانَ بْنِ حَرْبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ٦٤٠٩

[2] صحیح مسلم کتاب القدربَابُ بَيَانِ أَنَّ الْآجَالَ وَالْأَرْزَاقَ وَغَيْرَهَا لَا تَزِيدُ وَلَا تَنْقُصُ عَمَّا سَبَقَ بِهِ الْقَدَرُ٦٧٧٠،مسنداحمد٣٧٠٠

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر اللہ تعالیٰ نے فتح مکہ عنایت فرمائی توان شاء اللہ ہماری قیام گاہ منیٰ میں خیف بنی کنانہ کے مقام پر ہوگی جہاں کفار نے مسلمانوں کے خلاف باہم متحد رہنے کا عہد و پیمان کیا تھا۔[۱]

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ:أَقَمْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرًا نَقْصُرُ الصَّلاَةَ

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہم دس دن مکہ معظّمہ میں رہے اور نمازوں میں قصر کرتے رہے۔[۲]

عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: أَقَامَ رَسُول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ بَعْدَ فَتْحِهَا خَمْسَ عَشْرَةَ لَيْلَةً يَقْصُرُ الصَّلاَةَ

عتبہ بن مسعود کہتے ہیں فتح مکہ کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پندرہ راتیں مکہ میں رہے اور نماز قصرادا فرماتے رہے۔[۳]

ایک روایت میں ہے چھ شوال تک مکہ مکرمہ میں اٹھارہ روز قیام فرمایا۔[۴]

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ:أَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ تِسْعَةَ عَشَرَ يَوْمًا يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں انیس دن قیام فرمایا تھا اس عرصہ میں آپ چار کے بجائے دو رکعت نماز (قصر) پڑھتے رہے۔[۵]

اس دوران آپ کو اطلاع ملی کہ قبیلہ ہوزان آپ سے جنگ کی تیاریاں کررہاہے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم جنگ کے لئے روانگی کے انتظار میں تھے۔

فتح مکہ کے سیاسی اثرات

صلح حدیبہ جسے اللہ تعالیٰ نے فتح مبین کا نام دیا تھا کی وجہ سے قریش کا رعب و دبدبہ کم ہو چکا تھا، اس معاہدہ کے مطابق دس سال کے لئے امن کا پروانہ ملا تو اس سے فائدہ اٹھا کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بے خوف وخطر وعظ ونصیحت کے لئے اردگرد کے قبائل میں تشریف لے گئے اور مشرکین کو اللہ کی وحدانیت اور اسلام کی حقانیت کے دلائل پیش کیے، باطل معبودوں کی بے بسی اور بے کسی پر بحثیں ہوئیں، قبائل نے مسلمانوں کے اخلاق وکردار کا مطالعہ کیا جس سے متاثر ہو کر ایک کثیر خلقت نے اسلام قبول کرلیا، اور ہم دیکھتے ہیں کہ کسی بھی غزوہ میں مسلمانوں کی تعداد تین ہزار سے متجاوز نہیں تھی مگر جب فتح مکہ کا موقعہ آیا تو آپ کے زیر کمان دس ہزار مجاہدین کا ایک بڑا لشکر عظیم تھا، فتح مکہ سے قریش کا فخر وغرور، جاہ وجلال اور شان وشوکت خاک میں مل گئی بہت سے عرب قبائل اس انتظار میں تھے کہ قریش اور مسلمانوں میں کونسا فریق غالب اور فاتح بنتا ہے تاکہ وہ بھی اسی کی رفاقت اختیار کرلیں چنانچہ اس فتح کے بعد اہل مکہ کے زعما اور اردگرد کے قبائل نے اسلام قبول کرلیا، مکہ مکرمہ میں جو لوگ درپردہ اسلام قبول کرچکے تھے وہ بھی کھل کر سامنے آگئے مگر قبائل ہوزان اور ثقیف نے جنگی تیاریاں شروع کردیں۔

---

[۱] صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ أَيْنَ رَكَزَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّايَةَ يَوْمَ الفَتْحِ؟ ۴۲۸۴

[۲] صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ مَقَامِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ زَمَنَ الفَتْحِ ۴۲۹۷

[۳] ابن ہشام ۴۳۶/۲

[۴] صحیح بخاری

[۵] صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ مَقَامِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ زَمَنَ الفَتْحِ ۴۲۹۸

غزوہ حنین (غزوہ ہوازن، غزوہ اوطاس)

شوال آٹھ ہجری

فتح مکہ میں قریش کی شکست اور مسلمانوں کی اچانک فتح و نصرت سے ارد گرد کے قبائل حیران ہو کر رہ گئے، کیونکہ ان میں اتنی قوت و طاقت نہ تھی کہ سب مل کر بھی مسلمانوں کے دس ہزار نفری پر مشتمل جانبازوں سے مقابلہ کر سکیں اس لئے ہوزان اور ثقیف کے علاوہ مکہ کے ارد گرد کے سب قبائل حلقہ بگوش اسلام ہو گئے اور انہوں نے اطاعت قبول کر لی، مکہ مکرمہ کے اندر اور ارد گرد کے قبائل سے بت پرستی کا خاتمہ ہو چکا تھا مگر قریش کے شرک و کفر کا استیصال پورے حجاز کے کفر و شرک کا استیصال نہ تھا، یہ درست ہے کہ قریش اسلام دشمنی میں سب سے آگے تھے اور اسلام کی ترویج و اشاعت اور اس کے قوانین کی افادیت کو دنیا میں عام کرنے کے راستے کا گراں ترین پتھر قریش ہی تھے لیکن یہ اس کام میں تنہا نہ تھا مکہ کے نواح میں کچھ اور قبائل بھی آباد تھے جو بے حد جنگجو، بہادر اور فنون جنگ کے ماہر ہونے کی حیثیت سے اپنے آپ کو قریش کا ہم مرتبہ اور ہمسر جانتے تھے، ان میں بنو ہوزان اور بنو ثقیف خاص طور پر تاریخ میں نمایاں ہیں، یہ دونوں قبائل حنین اور اوطاس کی وادیوں میں گرمائی مقام صحت طائف میں رہتے تھے، ہوزان جنگجوئی اور بہادری میں ان دونوں سے آگے تھا، یہ قبیلہ تیز اندازی میں اپنا جواب نہیں رکھتا تھا اور اس کے جوانوں کا چلایا ہوا کوئی تیر خطا نہیں جاتا تھا، یہ صورت دیکھ کر ان میں سراسیمگی کی لہر دوڑ گئی، اب یہ دونوں قبائل سمجھنے لگے کہ قریش کے بعد اب مسلمانوں کا اگلا ہدف اور نشانہ ہم ہی ہوں گے، اگر وہ ارد گرد کا سیاسی جائزہ لیتے تو عزت سے ہتھیار ڈال کر حلقہ بگوش اسلام ہو جاتے مگر انہوں نے مسلمانوں کے سامنے ہتھیار ڈال دینا اپنی عزت نفس کے منافی سمجھا، چنانچہ ان کے سردار کہنے لگے محمد (ﷺ) کی جنگ ان لوگوں سے ہوئی ہے جو ناتجربہ کار و جاہل تھے اور انہیں فنون حرب کا کوئی تجربہ و معلومات نہ تھیں، آپ نے ان پر فتح حاصل کی ہے اور اب محمد (ﷺ) کے لئے ہم تک پہنچنے میں کوئی رکاوٹ نہیں اس لئے مناسب یہی ہے کہ ہمیں مسلمانوں کے حملہ آور ہونے سے پہلے ہی ان پر فوج کشی کر دینا چاہیے، چنانچہ انہوں نے لڑنے کا تہیہ کر لیا، ہوزان کے تیس سالہ سردار مالک بن عوف نصری نے اپنے قبیلے اور ثقیف کو اکٹھا کر لیا، ارد گرد کے قبائل بنو نصر، جشم، سعد بن بکر (جس میں رسول اللہ ﷺ نے اپنا زمانہ شیر خواری گزارا تھا) اور بنو ہلال کے کچھ لوگ بھی ان سے مل گئے، البتہ ہوزان میں سے کعب اور کلاب کے قبائل شریک نہ ہوئے، قیس عیلان کے یہی قبائل اس جنگ میں شریک ہوئے، یہ چار ہزار جانباز تھے، بنو جشم میں ایک جہاندیدہ اور فنون حرب کا ماہر شخص درید بن صمہ بھی تھا جس کی عمر ایک سو بیس سال یا اس سے زائد ہو چکی تھی اور اس کی نظر بھی جاتی رہی تھی، کبر سنی کی وجہ سے وہ لڑائی میں حصہ تو نہیں لے سکتا تھا البتہ اس کے مشورے، جنگی تجربے اور مہارت و معرفت سے فائدہ اٹھایا جا سکتا تھا، بنو ثقیف کا سردار کنانہ بن عبد یا لیل تھا (جنہوں نے بعد میں اسلام قبول کر لیا) اس کے ساتھ قارب بن اسود بن مسعود بن معتب بھی اہم شخص تھا، بنو مالک میں ذوالخمار سبیع بن حارث اور اس کا بھائی احمر بن حارث تھے لیکن تمام لوگوں کا اصل قائد مالک بن عوف نصری ہی تھا، اس نے تمام سپہ گروں کو تاکید کر دی تھی کہ ہر شخص کے اہل و عیال، مال و دولت اور مویشی ساتھ لے چلیں تا کہ میدان جنگ میں وہ جم کر مقابلہ کریں اور کوئی شخص اپنے اہل و عیال، مال و دولت کو چھوڑ کر بھاگ نہ سکے

فَلَمَّا نَزَلَ قَالَ:بِأَيِّ وَادٍ أَنْتُمْ؟ قَالُوا: بِأَوْطَاسٍ، قَالَ: نِعْمَ مَجَالُ الْخَيْلِ! لَا حَزْنٌ ضِرْسٌ ، وَلَا سَهْلٌ دَهْسٌ،مَا لِي أَسْمَعُ رُغَاءَ الْبَعِيرِ، وَنُهَاقَ الْحَمِيرِ، وَبُكَاءَ الصَّغِيرِ، وَيُعَارَ الشَّاءِ ؟قَالُوا: سَاقَ مَالِكُ بْنُ عَوْفٍ مَعَ النَّاسِ أَمْوَالَهُمْ وَنِسَاءَهُمْ وَأَبْنَاءَهُمْ، قَالَ: أَيْنَ مَالِكٌ؟ قِيلَ: هَذَا مَالِكٌ وَدُعِيَ لَهُ،فَقَالَ: يَا مَالِكُ، إِنَّكَ قَدْ أَصْبَحْتَ رَئِيسَ قَوْمِكَ، وَإِنَّ هَذَا يَوْمٌ كَائِنٌ لَهُ مَا بَعْدَهُ من الأيّام. مَا لي أَسْمَعُ رُغَاءَ الْبَعِيرِ، وَنُهَاقَ الْحَمِيرِ، وَبُكَاءَ الصَّغِيرِ، وَيُعَارَ الشَّاءِ؟

جب وہ وادی اوطاس میں پہنچا تو درید نے دریافت کیا یہ کونسا مقام ہے؟لوگوں نے کہا یہ مقام اوطاس ہے، درید نے کہاہاں یہ گھوڑوں کی جولانگاہ کے لئے نہایت موزوں اور مناسب مقام ہے، یہاں کی زمین نہ سخت ہے جس سے گھوڑے زخمی ہوں اور نہ نرم کہ پاؤں دھنس جائیں، پھر کہنے لگایہ اونٹوں کے بلبلانے، گدھوں کے ہینگنے، بکریوں کے منمنانے اور بچوں کے رونے کی آوازیں کیوں آرہی ہیں؟لوگوں نے کہامالک بن عوف لوگوں کو مع اہل وعیال اور جان ومال لے کر آیا ہے تا کہ لوگ ان کے خیال سے سینہ سپر ہو کر لڑیں، درید نے کہامالک کو بلاؤ،مالک کو بلایا گیاجب وہ آ گیا تو درید نے کہااے مالک!اور تو سارے لشکر کا سردار بنا ہے اور جانتا ہے کہ اس جنگ کا اثر بعد کی جنگوں پر بھی پڑے گاپھر کیاوجہ ہے کہ مجھے اونٹوں اور گدھوں اور بکریوں اور بچوں کی آوازیں آرہی ہیں تو مجھے اس کا سبب بتلا،

قَالَ: سُقْتُ مَعَ النَّاسِ أَمْوَالَهُمْ وَأَبْنَاءَهُمْ وَنِسَاءَهُمْ، قَالَ: وَلِمَ ذَاكَ؟ قَالَ: أَرَدْتُ أَنْ أَجْعَلَ خَلْفَ كُلِّ رَجُلٍ مِنْهُمْ أَهْلَهُ وَمَالَهُ، لِيُقَاتِلَ عَنْهُمْ، قَالَ: فَأَنْقَضَ بِهِ . ثُمَّ قَالَ: رَاعِي ضَأْنٍ وَاللَّهِ! وَهَلْ يَرُدُّ الْمُنْهَزِمَ شَيْءٌ؟ إِنَّهَا إِنْ كَانَتْ لَكَ لَمْ يَنْفَعْكَ إِلَّا رَجُلٌ بِسَيْفِهِ وَرُمْحِهِ، وَإِنْ كَانَتْ عَلَيْكَ فُضِحْتُ فِي أَهْلِكَ وَمَالِكَ، ثُمَّ قَالَ: مَا فَعَلَتْ كَعْبٌ وَكِلَابٌ؟قَالُوا: لَمْ يَشْهَدْهَا مِنْهُمْ أَحَدٌقَالَ: غَابَ الْحَدُّ وَالْجِدُّ، وَلَوْ كَانَ يَوْمَ عَلَاءٍ وَرِفْعَةٍ لَمْ تَغِبْ عَنْهُ كَعْبٌ وَلَا كِلَابٌ، وَلَوَدِدْتُ أَنَّكُمْ فَعَلْتُمْ مَا فَعَلَتْ كَعْبٌ وَكِلَابٌ ،

مالک نے کہامیں لوگوں کو ان کے بال بچوں اور ان کے اموال کے ساتھ لایا ہوں، درید نے کہاتم انہیں ساتھ کیوں لائے ہو؟مالک نے کہامیں لوگوں کے مال واسباب اور آل اولاد کو اس لیے ساتھ لایا ہوں تا کہ ہر شخص ان کے خیال سے خوب جان توڑ کر لڑے، درید نے کہامالک بن عوف تم نے سخت غلطی کی ہے، شکست کھا کر بھاگنے والے کو کوئی چیز نہیں روک سکتی، جنگ میں سوائے نیزہ اور تلوار کے کوئی شئے کام نہیں آتی،اگر تجھ کو شکست اور ہزیمت ہوئی تو تمام اہل وعیال کی ذلت ورسوائی اس پر مزید ہو گی، پھر درید نے پوچھا کعب وکلاب کے قبائل بھی تمہارے ساتھ ہیں؟اس نے کہاان میں سے ایک آدمی بھی اس جنگ میں شریک نہیں ہوا، درید نے کہاپھر خوش بختی اور لازمی جدوجہد سے محروم ہواگر بلندی اور رفعت کی امید ہوتی تو وہ غائب نہ ہوتے، کاش تم بھی وہی کرتے جو کلاب اور کعب نے کیاہے

فَمَنْ شَهِدَهَا مِنْكُمْ؟قَالُوا: عَمْرُو بْنُ عَامِرٍ، وَعَوْفُ بْنُ عَامِرٍقَالَ:ذَانِكَ الْجَذَعَانِ مِنْ عَامِرٍ، لَا يَنْفَعَانِ وَلَا يَضُرَّانِ، يَا مَالِكُ، إِنَّكَ لَمْ تَصْنَعْ بِتَقْدِيمِ الْبَيْضَةِ بَيْضَةِ هَوَازِنَ إِلَى نُحُورِ الْخَيْلِ شَيْئًا، ارْفَعْهُمْ إِلَى مُتَمَنَّعِ بِلَادِهِمْ وَعُلْيَا قَوْمِهِمْ، ثُمَّ الْقَ الصُّبَاءَ عَلَى مُتُونِ الْخَيْلِ، فَإِنْ كَانَتْ لَكَ لَحِقَ بِكَ مَنْ وَرَاءَكَ، وَإِنْ كَانَتْ عَلَيْكَ أَلْفَاكَ ذَلِكَ قَدْ أَحْرَزْتُ أَهْلَكَ وَمَالَكَ، قَالَ: وَاللَّهِ لَا أَفْعَلُ ذَلِكَ، إِنَّكَ قَدْ كَبِرْتُ وَكَبِرَ عقلك. وَالله لتطعيّن

اچھا یہ بتاؤ، تمہارے ساتھ کون کون سے قبائل شامل ہیں؟ اس نے جواب دیا عمرو بن عامر اور عوف بن عامر ہمارے ساتھ ہیں، درید نے کہا یہ دو ایسے مینڈھے ہیں جن کی موجودگی سودمند نہیں اور نہ نقصان دہ ہے، پھر درید نے کہا اے مالک! تم نے ہوزان کے بال بچوں اور مال ومتاع کو دشمن کے سامنے لاکر اچھے تدبر کا مظاہرہ نہیں کیا میری رائے یہ ہے کہ تم ان کو واپس محفوظ جگہ پر بھیج دو پھر گھوڑوں پر سوار ہو کر دشمن کا مقابلہ کرو، اگر تمہیں فتح نصیب ہوئی تو یہ تم سب سے آملیں گے اور اگر شکست ہوئی تو دشمن کی دستبرد سے محفوظ رہیں گے، مگر کمانڈر انچیف مالک بن عوف نے (جو اس جنگ میں درید کا عمل دخل پسند نہیں کرتا تھا) جوش شباب میں کہا اللہ کی قسم! بڑھاپے سے اس کی عقل خراب ہوگئی ہے، لہذا تمہاری رائے پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا،

يَا مَعْشَرَ هوازن أَو لأتكسئنّ عَلَى هَذَا السَّيْفِ حَتَّى يَخْرُجَ مِنْ ظَهْرِي،وَكَرِهَ أَنْ يَكُونَ لِدُرَيْدِ بْنِ الصِّمَّةِ فِيهَا ذِكْرٌ أَوْ رَأْيٌ، فَقَالُوا: أَطَعْنَاكَ، فَقَالَ دُرَيْدُ بْنُ الصِّمَّةِ: هَذَا يَوْمٌ لَمْ أَشْهَدْهُ وَلَمْ يَفُتْنِي،يَا مَعْشَرَ هوازن أَو لأتّكسئنّ عَلَى هَذَا السَّيْفِ حَتَّى يَخْرُجَ مِنْ ظَهْرِي

پھر اس نے بنو ہوزان کو مخاطب ہو کر کہا اے گروہ ہوزان! واللہ! اگر تم نے میری اطاعت نہ کی تو میں اپنی تلوار سے خودکشی کر لیتا ہوں، مالک نے اپنی قوم کو یہ دھمکی اس لیے دی تاکہ کوئی شخص درید کی بات نہ مانے، اس پر ہوازن نے کہا ہم سب ہر طرح تمہارے تابعدار ہیں، درید نے مایوس ہو کر کہا میں اس جنگ میں نہ حاضر ہوں اور نہ غیر حاضر، مالک نے اپنی قوم سے کہا اے گروہ ہوزان! جب تم مسلمانوں کو دیکھو تو اپنی تلواروں کے میان توڑ کر پھینک دو اور ننگی تلواریں لے کر ایک دم اس طرح جا پڑو جیسے ایک آدمی جا پڑتا ہے۔[1]

چنانچہ اس نے بیس ہزار سے زائد جنگجوؤں کے ساتھ ہوزان کے علاقے میں وادی اوطاس میں پڑاؤ ڈالا دیا۔

مولانا شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ کی تحقیق کے مطابق بنو ثقیف اور ہوزان کے لشکر کی تعداد چار ہزار تھی۔

وما وقع في البيضاوي والبغوي ونحوهما: أن ثقيف وهوازن كانوا أربعة آلاف

بیضاوی رحمہ اللہ اور بغوی رحمہ اللہ کے مطابق بنو ثقیف اور ہوزان کی تعداد چار ہزار تھی۔[2]

پرانے مورخین حنین اور اوطاس کو مکہ اور طائف کے درمیان دو وادیاں بتاتے ہیں، ان کے بقول حنین اس علاقے کے قریب واقعہ ہے جہاں عرب کا مشہور بازار ذوالمجاز لگا کرتا تھا یہ مقام عرفہ سے تین میل کے فاصلے پر ہے، جدید محققین کو حنین کے محل وقوعہ سے اختلاف نہیں لیکن قدیم مورخین نے ابن ہشام کی پیروی میں اوطاس کو حنین سے ملحق قرار دیا ہے، ڈاکٹر حمید اللہ نے اس علاقے میں گھوم پھر کر دیکھا ہے وہ لکھتے ہیں کہ مکہ اور طائف کے درمیان اوطاس نام کی کوئی وادی یا پہاڑ نہیں البتہ طائف کے شمال مشرق میں کوئی تیس چالیس میل پر ایک مشہور مقام بتایا جاتا ہے۔

---

[1] ابن ہشام ۴۳۸/۲،الروض الانف ۲۷۶/۷،عیون الآثر ۲۳۷/۲،تاریخ طبری ۷۱/۳،البداية والنهاية۳۶۹/۴،زادالمعاد۴۰۹/۳،السی رة النبوية لابن كثير۶۱۱/۳

[2] شرح الزرقانی علی المواهب۵۰۶/۳

ہوزان کے جاسوس:

أَنَّ مَالِكَ بْنَ عَوْفٍ بَعَثَ عُيُونًا مِنْ رِجَالِهِ، فَأَتَوْهُ وَقَدْ تَفَرَّقَتْ أَوْصَالُهُمْ، فَقَالَ: وَيْلَكُمْ! مَا شَأْنُكُمْ؟فَقَالُوا: رَأَيْنَا رِجَالًا بِيضًا عَلَى خيل بلق، فو الله ما تَمَاسَكْنَا أَنْ أَصَابَنَا مَا ترى، فو الله مَا رَدَّهُ ذَلِكَ عَنْ وَجْهِهِ أَنْ مَضَى عَلَى مَا يُرِيدُ

مالک بن عوف نے لشکر اسلامی کے حالات معلوم کرنے کے لئے اپنے جاسوس روانہ کیے جو اس کے پاس انتہائی شکست خوردہ حالت میں واپس آئے ان کے جسم زخمی اور بعض اعضا کٹے ہوئے تھے، مالک نے پوچھا یہ تمہارے ساتھ کیا بیتی ہے؟ وہ بولے، ہمیں چند گورے رنگ کے آدمی ملے جو چتکبرے گھوڑوں پر سوار تھے اللہ کی قسم! ہم اپنے آپ کو اس حالت سے نہیں بچا سکے جو تم دیکھ رہے ہو۔[1] مالک بن عوف یہ عبرتناک منظر دیکھ کر بھی اپنے ارادہ سے باز نہیں آیا اور مسلمانوں سے تصادم کے لئے نکل کھڑا ہوا۔

مسلمانوں کا تحقیق و تفشیش کرنا:

وَلَمَّا سَمِعَ بِهِمْ نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ إِلَيْهِمْ عَبْدَ اللهِ ابْن أَبِي حَدْرَدٍ الْأَسْلَمِيَّ، وَأَمَرَهُ أَنْ يَدْخُلَ فِي النَّاسِ، فَيُقِيمَ فِيهِمْ حَتَّى يَعْلَمَ عِلْمَهُمْ، ثُمَّ يَأْتِيَهُ بِخَبَرِهِمْ،فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وقال :تِلْكَ غَنِيمَةُ الْمُسْلِمِينَ غَدًا إِنْ شَاءَ اللهُ!

نبی کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کو جب ان حالات اور واقعات کی اطلاع پہنچی تو عبداللہ بن ابی حدرد اسلمی رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ کو تحقیق و تفتیش کے لئے ہوزان کے لشکر کی طرف روانہ فرمایا انہوں نے کئی روز وہاں گھوم کر تمام حالات معلوم کیے اور آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کو ان کی جنگی تیاریوں کی اطلاع دی، رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے تبسم کیا اور ارشاد فرمایا ان شاء اللہ کل یہ سب کچھ مسلمانوں کے لیے مال غنیمت بنے گا۔[2]

تمام معلومات حاصل کر کے آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے بھی مقابلے کا سامان شروع کیا۔

فَلَمَّا أَجْمَعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّيْرَ إِلَى هَوَازِنَ لِيَلْقَاهُمْ، ذُكِرَ لَهُ أَنَّ عِنْدَ صَفْوَانَ بْنِ أُمَيَّةَ أَدْرَاعًا لَهُ وَسِلَاحًا فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ وَهُوَ يَوْمَئِذٍ مُشْرِكٌ فَقَالَ: يَا أَبَا أُمَيَّةَ، أَعِرْنَا سِلَاحَكَ هَذَا نَلْقَ فِيهِ عَدُوَّنَا غَدًافقَالَ صَفْوَانُ:أَغَصْبًا يَا مُحَمَّدُ؟قَالَ: بَلْ عَارِيَةٌ وَمَضْمُونَةٌ حَتَّى نُؤَدِّيَهَا إِلَيْكَ،قَالَ: لَيْسَ بِهَذَا بَأْسٌ، فَأَعْطَاهُ مِائَةَ دِرْعٍ بِمَا يَكْفِيهَا مِنَ السِّلَاحِ

جب رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے ہوزان کے مقابلہ پر جانے کی تیاری کی تو کسی نے عرض کیا کہ صفوان بن امیہ کے پاس وافر مقدار میں زرہیں اور ہتھیار ہیں تو اس سے زرہیں مع ساز و سامان مستعار مانگیں، رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے صفوان کے پاس جو مشرک تھے آدمی بھیجا کہ بطور مستعار تم اپنی زرہیں اور ہتھیار ہمیں دے دو تا کہ ہم ان کے ساتھ اپنے دشمن سے جنگ کریں، صفوان نے کہا اے محمد (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم)! کیا آپ میرا اسلحہ مجھ سے چھیننا چاہتے ہو؟ رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے فرمایا نہیں بلکہ مستعار مانگتے ہیں اور جنگ کے بعد واپس کر دیں گے، وہ بولے پھر کوئی حرج نہیں، چنانچہ اس نے سو زرہیں اور دوسرا ضروری اسلحہ مستعار دے دیا۔

---

[1] ابن ہشام۴۳۹؍۲،الروض الانف ۲۷۸؍۷،تاریخ طبری ۷۲؍۳،البدایۃ والنہایۃ۳۷۰؍۴،السیرۃ النبویۃ لابن کثیر ۶۱۲؍۳

[2] مغازی واقدی ۸۹۴؍۳

ويقال: إنه استعار منه أربعمائة درع بما يصلحها

یہ بھی کہاجاتا ہے کہ اس نے چارسوزرہیں اور دوسرا ضروری اسلحہ مستعار دے دیا۔[1]

فَزَعَمُوا أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَلَهُ أَنْ يَكْفِيَهُمْ حَمْلَهَافَفَعَلَ

رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایااس کو محاذ جنگ پر پہنچاؤ چنانچہ اس نے اس اسلحہ کو محاذ جنگ پر پہنچایا۔[2]

واستعار صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ من نَوْفَلِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ ثلاثة آلاف رمح، فقال صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:كأني أنظر إلى رماحك هذه تقصف ظهر الْمُشْرِكِينَ

اور آپ ﷺ نے اپنے چچازاد بھائی نوفل بن حارث بن عبد المطلب سے تین ہزار نیزے مستعار لئے اور فرمایا مجھے نظر آرہاہے کہ تمہارے یہ نیزے مشرکوں کی کمروں کو چھید رہے ہیں۔[3]

آپ ﷺ نے تیس اونٹ اور تیس زرہیں یعلیٰ بن امیہ سے بھی مستعار لیے،

وكنيته أبو خلف، ويقال أبو خالد، ويقال أبو صفوان

ان کی کنیت ابوخلف تھی،بعض ابوخالد اور بعض ابوصفوان کہتے ہیں۔[4]

أسلم يوم الفتح، وشهد حنينًا والطائف وتبوك

انہوں نے فتح مکہ کے موقع پر اسلام قبول کیااور حنین،طائف اور تبوک کے معرکوں میں شریک ہوئے۔[5]

ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے بھی نبی کریم ﷺ کو اسلحہ اور دوسری چیزیں بھیجیں۔

عَنْ عِكْرِمَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ إِلَى أَبِي سُفْيَانَ بْنِ حَرْبٍ وَأُنَاسٍ مِنْ قُرَيْشٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ بِشَيْءٍ، فَقَبِلَ بَعْضُهُمْ وَرَدَّ بَعْضٌ، فَقَالَ أَبُو سُفْيَانَ: أَنَا أَقْبَلُ مِمَّنْ رَدَّ قَالَ: ثُمَّ بَعَثَ أَبُو سُفْيَانَ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسِلَاحٍ وَأَشْيَاءَ فَقَبِلَ مِنْهُ

عکرمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے ابوسفیان رضی اللہ عنہ بن حرب اور قریش کے دوسرے مشرک لوگوں کے پاس سے کچھ چیزیں بھیجیں، بعض لوگوں نے قبول کرلیں اور بعض نے قبول نہ کیں،ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے کہامیں نے ان چیزوں کو قبول کرنازیادہ پسند کیا

---

[1] شرح الزرقانی علی المواهب۴۹۹؍۳

[2] ابن ہشام۴۴۰؍۲،الروض الانف ۲۷۹؍۷، عیون الآثر۲۳۸؍۲، تاریخ طبری ۷۳؍۳،البدایة والنهایة۳۷۰؍۴،زادالمعاد۴۱۰؍۳،ال سیرة النبویة لابن کثیر ۶۱۳؍۳

[3] شرح الزرقانی علی المواهب ۴۹۹؍۳،سبل الهدى والرشاد، في سيرة خير العباد۳۱۲؍۵،السیرة الحلبیة۱۵۳؍۳

[4] الإصابة في تمييز الصحابة ۵۳۸؍۶

[5] الاستیعاب فی معرفة الاصحاب۱۵۸۵؍۴

پھر ابوسفیان رضی اللہ عنہ بن حرب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مختلف اسلحہ اور کچھ چیزیں بھیجیں جنہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول فرمایا۔[1]

مکہ مکرمہ سے روانگی:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ:أَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ تِسْعَةَ عَشَرَ يَوْمًا

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ مکرمہ میں قیام کیے ہوئے انیس دن گزر گئے۔[2]

وَخَلَّفَ مَعَهُ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ، يُفَقِّهُ النَّاسَ فِي الدِّينِ، وَيُعَلِّمُهُمْ الْقُرْآنَ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم عتاب رضی اللہ عنہ بن اسید بن ابی عیص کو گورنر مقرر فرما چکے تھے اب معاذ رضی اللہ عنہ بن جبل کو امام مقرر فرمایا اور انہیں ہدایت فرمائی کہ وہ اہل مکہ کو دینی احکام اور شرعی قوانین کا علم سکھائیں۔[3]

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا:أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ... وَخَرَجَ مِنْ كُدًا مِنْ أَعْلَى مَكَّةَ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے پھر سنیچر چھ شوال آٹھ ہجری (۲۸جنوری ۶۳۰ء) کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے موقع پر کدیٰ (مکہ مکرمہ کے نیچے کی طرف ایک ٹیلہ ہے) کی طرف سے نکلے۔[4]

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: افْتَتَحْنَا مَكَّةَ، ثُمَّ إِنَّا غَزَوْنَا حُنَيْنًا

انس رضی اللہ عنہ بن مالک سے مروی ہے اور حنین کی طرف روانہ ہوئے۔[5]

قَالَ: ثُمَّ خَرَجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَهُ أَلْفَانِ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ مَعَ عَشَرَةِ آلَافٍ مِنْ أَصْحَابِهِ الَّذِينَ خَرَجُوا مَعَهُ، فَفَتَحَ اللهُ بِهِمْ مَكَّةَ، فَكَانُوا اثْنَيْ عَشَرَ أَلْفًا

چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دس ہزار فتح مکہ والا لشکر اور دو ہزار مکہ کے نومسلم ،اس طرح کل بارہ ہزار لشکر کے ساتھ ہوازن کی مہم پر روانہ ہوئے۔[6]

لیکن اس لشکر اور پہلے اسلامی لشکروں کے درمیان بڑے نمایاں اور اہم فرق تھے،اب مقدمۃ الجیش خالد رضی اللہ عنہ بن ولید کی افسری میں تھا،اس میں ایسے نوجوان شامل تھے جو حال ہی میں اسلام لائے تھے،ان کا جوش وخروش اپنی جگہ پر بڑا حقیقی اور ہر شک وشبہ سے بالا تھا لیکن پرانے

---

[1] ابن سعد ۱۰۷؍۱

[2] صحیح بخاری کِتَابُ المَغَازِي بَابُ مَقَامِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ زَمَنَ الفَتْحِ ۴۲۹۹،۴۲۹۸

[3] ابن ہشام ۵۰۰؍۲،الروض الانف ۳۶۷؍۷، تاریخ طبری ۹۴؍۳،البدایۃ والنہایۃ ۴۲۲؍۴،دلائل النبوۃ للبیہقی ۲۰۲؍۵

[4] صحیح بخاری کتاب الحج بَابٌ مِنْ أَيْنَ يَخْرُجُ مِنْ مَكَّةَ؟ ۱۵۷۸،صحیح مسلم کتاب الحج بَابُ اسْتِحْبَابِ دُخُولِ مَكَّةَ مِنَ الثَّنِيَّةِ الْعُلْيَا وَالْخُرُوجِ مِنْهَا مِنَ الثَّنِيَّةِ السُّفْلَى وَدُخُولِ بَلَدِهِ مِنْ طَرِيقٍ غَيْرَ الَّتِي خَرَجَ مِنْهَا ۳۰۴۳

[5] صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ بَابُ إِعْطَاءِ الْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ عَلَى الْإِسْلَامِ وَتَصَبُّرِ مَنْ قَوِيَ إِيمَانُهُ ۲۴۴۲

[6] ابن ہشام ۴۴۰؍۱، صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الطائف عن انس ۴۳۳۳،صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ بَابُ إِعْطَاءِ الْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ عَلَى الْإِسْلَامِ وَتَصَبُّرِ مَنْ قَوِيَ إِيمَانُهُ ۲۴۴۱

خیالات و معتقدات ان کے ذہن میں پیوست تھے، اللہ کی نصرت کے متعلق پرانے جاہلانہ تصورات اسلام کے پاکیزہ تصورات سے پوری طرح متاثر نہیں ہوئے تھے اور مال غنیمت کے متعلق اسلام نے جو تعلیم دی تھی وہ ابھی ان کے فکر و عمل کا جزو نہیں بن سکی تھی، انہیں ان تمام مسائل کو پوری طرح سمجھنے اور ان پر راسخ ہونے کا انہیں وقت نہ ملا تھا، ان کے علاوہ متعدد وہ سے لوگ جو کلمہ طیبہ پڑھ کر اسلام تو لا چکے تھے لیکن اسلام کی تعلیمات اور اس کے فکری نظام سے ابھی تک واقف نہیں ہوئے تھے۔ شریعت کی اصطلاح میں ان حضرات کو طلقا کے لفظ سے یاد کیا جاتا ہے، ان کی تعداد دو ہزار تھی، اسی طرح مکہ مکرمہ کی کچھ عورتیں اور کچھ کم عمر بچے بھی مال غنیمت کے شوق میں لشکر میں شامل ہو گئے تھے، گو یا بارہ ہزار کے اس لشکر میں مہاجرین اور انصار کے دوستوں کے علاوہ ایک بڑی تعداد ایسے لوگوں کی شامل تھی جو باقاعدہ منظم اور اسلام کے جنگی قوانین میں تربیت یافتہ نہیں تھے، تعداد اور رساز و سامان کی کثرت تو تھی مگر تربیت کا وہ عنصر کم ہو گیا تھا جس نے پہلے معرکوں میں اپنے جوہر دکھائے تھے، بارہ ہزار کا یہ لشکر جرار جب حنین کی طرف بڑھا تو اپنی کثرت کو دیکھ کر چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زبان سے بے اختیار یہ الفاظ نکلے

لَنْ نُغْلَبَ الْيَوْمَ مِنْ قِلَّةٍ

آج ہم افرادی قلت کی وجہ سے شکست نہ کھائیں گے۔

غرور و ناز کے یہ انداز بارگاہ ایزدی میں پسند نہ تھے اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس بے فخر و غرور اور خود پسندی کا نوٹس لیا اور اس پر تنبیہ فرمائی،

فَجَاءَ رَجُلٌ فَارِسٌ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنِّي انْطَلَقْتُ بَيْنَ أَيْدِيكُمْ حَتَّى طَلَعْتُ جَبَلَ كَذَا وَكَذَا، فَإِذَا أَنَا بِهَوَازِنَ عَلَى بَكْرَةِ آبَائِهِمْ بِظُعُنِهِمْ، وَنَعَمِهِمْ، وَشَائِهِمْ، اجْتَمَعُوا إِلَى حُنَيْنٍ، فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ:تِلْكَ غَنِيمَةُ الْمُسْلِمِينَ غَدًا إِنْ شَاءَ اللهُ

شام کے وقت ایک گھوڑسوار آیا اور کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں آپ کے آگے آگے چلتا رہا حتی کہ فلاں فلاں پہاڑ پر چڑھ گیا تو دیکھا کہ قبیلہ ہوزان کے سب لوگ اپنی عورتوں، چوپاؤں اور بکریوں سمیت حنین کی طرف جمع ہو رہے ہیں، یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے اور فرمایا ان شاء اللہ یہ مال غنیمت مسلمانوں کو ملے گا۔[1]

ثُمَّ، قَالَ:مَنْ يَحْرُسُنَا اللَّيْلَةَ؟قَالَ أَنَسُ بْنُ أَبِي مَرْثَدٍ الْغَنَوِيُّ: أَنَا يَا رَسُولَ اللهِ، قَالَ:فَارْكَبْ ، فَرَكِبَ فَرَسًا لَهُ فَجَاءَ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:اسْتَقْبِلْ هَذَاالشِّعْبَ حَتَّى تَكُونَ فِي أَعْلَاهُ، وَلَا نُغَرَّنَّ مِنْ قِبَلِكَ اللَّيْلَةَ،فَلَمَّا أَصْبَحْنَا، خَرَجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى مُصَلَّاهُ، فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ قَالَ:هَلْ أَحْسَسْتُمْ فَارِسَكُمْ

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا آج رات ہم پر پہرا کون دے گا؟ انس بن ابی مرثد غنوی رضی اللہ عنہ نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آج میں پہرا دوں گا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو سوار ہو جاؤ چنانچہ وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس

[1] شرح الزرقانی علی المواهب۴۹۹؍۳،سنن ابوداودکتاب بَابٌ فِي فَضْلِ الْحَرْسِ فِي سَبِيلِ اللهِ تَعَالَى۲۵۰۱

گھاٹی کی طرف چلے جاؤ حتی کہ اس کے اوپر چڑھ جاؤ اور دشمن کا خیال رکھو ایسا نہ ہو کہ رات میں ہم تمہاری طرف سے دھوکہ کھا جائیں چنانچہ انہوں نے حسب ہدایت تمام رات چوکنا ہو کر پہرا دیا، جب صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ اپنے مصلے پر تشریف لائے اور دو رکعتیں پڑھیں پھر دریافت فرمایا کیا تم نے اپنے سوار کو دیکھا ہے؟

قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ، مَا أَحْسَسْنَاهُ فَثُوِّبَ بِالصَّلَاةِ، فَجَعَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي، وَهُوَ يَلْتَفِتُ إِلَى الشِّعْبِ حَتَّى إِذَا قَضَى صَلَاتَهُ وَسَلَّمَ قَالَ:أَبْشِرُوا فَقَدْ جَاءَكُمْ فَارِسُكُمْ، فَجَعَلْنَا نَنْظُرُ إِلَى خِلَالِ الشَّجَرِ فِي الشِّعْبِ، فَإِذَا هُوَ قَدْ جَاءَ حَتَّى وَقَفَ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَسَلَّمَ فَقَالَ: إِنِّي انْطَلَقْتُ حَتَّى كُنْتُ فِي أَعْلَى هَذَا الشِّعْبِ حَيْثُ أَمَرَنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا أَصْبَحْتُ اطَّلَعْتُ الشِّعْبَيْنِ كِلَيْهِمَا فَنَظَرْتُ، فَلَمْ أَرَ أَحَدًا

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا نہیں اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم نے اس کو نہیں دیکھا پھر نماز کے لیے تکبیر کہی گئی اور رسول اللہ ﷺ نماز پڑھانے لگے اور اس دوران میں آپ گھاٹی کی طرف بھی دیکھتے رہے حتی کہ جب نماز مکمل کر لی اور سلام پھیر لیا تو فرمایا خوشخبری ہو تمہارا سوار آ گیا ہے، پس ہم بھی درختوں میں سے گھاٹی کی طرف دیکھنے لگے تو وہ سامنے آ گیا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر کھڑا ہوا، اس نے سلام کیا اور کہا میں (آپ کے ہاں سے) روانہ ہوا حتی کہ اس گھاٹی کے اوپر چڑھ گیا جہاں اللہ کے رسول ﷺ نے مجھے حکم فرمایا تھا جب صبح ہوئی تو میں نے دونوں گھاٹیوں میں دیکھا تو مجھے کوئی شخص نظر نہیں آیا

فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:هَلْ نَزَلْتَ اللَّيْلَةَ؟ قَالَ: لَا، إِلَّا مُصَلِّيًا أَوْ قَاضِيًا حَاجَةً، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:قَدْ أَوْجَبْتَ فَلَا عَلَيْكَ أَنْ لَا تَعْمَلَ بَعْدَهَا

رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کیا رات کو (گھوڑے سے) نیچے بھی اترے تھے؟ انہوں نے عرض کیا وضو کرنے یا قضائے حاجت کرنے اور نماز کے سوا میں نیچے نہیں اترا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم نے اپنے لیے (جنت) لازم کر لی، تم اس کے بعد اور کوئی عمل نہ بھی کرو تو کوئی مواخذہ نہیں۔[1]

جہاد فی سبیل اللہ میں پہریداری کا ایک آسان عمل کا جب یہ اجر ہے تو قتال و معرکہ آرائی کے فضائل کس قدر زیادہ ہوں گے۔

عَنْ أَبِي وَاقِدٍ اللَّيْثِيِّ، خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى حُنَيْنٍ وَنَحْنُ حَدِيثُو عَهْدٍ بِالْجَاهِلِيَّةِ، قَالَ: فَسِرْنَا مَعَهُ إِلَى حُنَيْنٍ،قَالَ: وَكَانَتْ كُفَّارُ قُرَيْشٍ وَمَنْ سِوَاهُمْ مِنَ الْعَرَبِ لَهُمْ شَجَرَةٌ عَظِيمَةٌ خَضْرَاءُ، يُقَالُ لَهَا ذَاتُ أَنْوَاطٍ، يَأْتُونَهَا كُلَّ سَنَةٍ، فَيُعَلِّقُونَ أَسْلِحَتَهُمْ عَلَيْهَا، وَيَذْبَحُونَ عِنْدَهَا، وَيَعْكُفُونَ عَلَيْهَا يَوْمًا قَالَ: فَرَأَيْنَا وَنَحْنُ نَسِيرُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِدْرَةً خَضْرَاءَ عَظِيمَةً، قَالَ: فَتَنَادَيْنَا مِنْ جَنَبَاتِ الطَّرِيقِ: يَا رَسُولَ اللهِ، اجْعَلْ لَنَا ذَاتَ

---

[1] سنن ابوداود کتاب الجهادبَابٌ فِي فَضْلِ الْحَرْسِ فِي سَبِيلِ اللهِ تَعَالَى ۲۵۰۱،دلائل النبوة للبيهقى ۱۲۵/۵،البداية والنهاية۳۷۵/۴،شرح الزرقانی علی المواهب ۵۰۳/۳،السيرة النبوية لابن كثير۶۱۷/۳

أَنْوَاطٍ كَمَا لَهُمْ ذَاتُ أَنْوَاطٍ،فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: سُبْحَانَ اللهِ هَذَا كَمَا قَالَ قَوْمُ مُوسَى اجْعَلْ لَنَا إِلَهًا كَمَا لَهُمْ آلِهَةٌ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَتَرْكَبُنَّ سُنَّةَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ

ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ (حارث بن عوف) کہتے ہیں جب رسول اللہ صَلَّی اللہ علیہ وسلم ہوزان کے مقابل مقام حنین میں گئے اور ابھی ہمیں جاہلیت چھوڑ کر حلقہ بگوش اسلام ہوئے تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا،ذات انواط نامی ایک درخت تھا قریش اور تمام عرب سال بھر میں ایک روز اس درخت پر میلہ لگاتے تھے اور اس کے پاس چڑھاوے کے جانور ذبح کرتے اور اپنے ہتھیار اس درخت پر لٹکاتے تھے اور ایک دن حاضر رہتے تھے، حنین کے سفر میں جب ہم بیری کے ایک بہت بڑے سرسبز وشاداب درخت کے نزدیک پہنچے تو ہم نے چاروں طرف سے آپ کو آواز دی اور آپ صَلَّی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی اے اللہ کے رسول صَلَّی اللہ علیہ وسلم! جس طرح مشرکوں کے لئے ذات انواط ہے ہمارے لئے بھی ایک ذات انواط مقرر فرمادیں، نبی کریم صَلَّی اللہ علیہ وسلم نے مذمت کرتے ہوئے فرمایا سبحان اللہ! یہ تو وہی بات ہوئی کہ موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے بت پرستوں کو بتوں کی عبادت کرتے دیکھا تو کہا اے موسی علیہ السلام! ان کے بتوں کی طرح ہمارے لئے بھی ایک بت بنادے، یہ تو اندھی تقلید ہے، اللہ کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے ایک وقت آئے گا کہ تم ایسے ہی ان کی اندھی تقلید کرنے لگ جاؤ گے۔[1]

دوستو! جب رسول اللہ صَلَّی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو محض مشرکوں کی مشابہت کی وجہ سے انکار فرمادیا تو اس سے بڑے خالص شرک کا کیا حال ہو گا، جب درخت کے پاس جمع ہونا، اس پر ہتھیار لٹکانا اور اس کے پاس جانور ذبح کرنا اللہ کے ساتھ اس کو شریک ٹھیرانا اور معبود بنانا ہے حالانکہ وہ اس سے حاجتیں نہیں مانگتے تھے اور نہ اس کی عبادت کرتے تھے تو پھر قبروں پر جمع ہونا ان سے حاجات طلب کرنا اور فیوض وبرکات کے لئے ان پر چلہ کشی کرنا کیوں شرک نہ ہو گا۔

أنه أتاه صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ زَالَتْ الشَّمْسُ

آپ صَلَّی اللہ علیہ وسلم دس شوال کو وادی حنین (یہ مکہ اور طائف کے درمیان ایک تنگ اور دشوار گزار، غیر آباد اور بے آب وگیاہ گھاٹی تھی) میں شام کے وقت پہنچے۔[2]

عَنْ أَنَسٍ،أَنَّ أُمَّ سُلَيْمٍ اتَّخَذَتْ يَوْمَ حُنَيْنٍ خِنْجَرًا، فَكَانَ مَعَهَا، فَرَآهَا أَبُو طَلْحَةَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، هَذِهِ أُمُّ سُلَيْمٍ مَعَهَا خِنْجَرٌ،فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَا هَذَا الْخِنْجَرُ؟قَالَتْ: اتَّخَذْتُهُ إِنْ: دَنَا مِنِّي أَحَدٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ، بَقَرْتُ بِهِ بَطْنَهُ، فَجَعَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضْحَكُ

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ام سلیم رضی اللہ عنہا (ان کی والدہ) بھی ایک خنجر لے کر میدان جنگ میں پہنچیں، یہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ (ان کے شوہر) نے دیکھا تو عرض کیا اے اللہ کے رسول صَلَّی اللہ علیہ وسلم! یہ ام سلیم ہے اور ان کے پاس ایک خنجر ہے، رسول اللہ صَلَّی اللہ علیہ وسلم نے ام سلیم رضی اللہ عنہا سے پوچھا یہ

---

[1] جامع ترمذی ابواب الفتن بَابُ مَا جَاءَ لَتَرْكَبُنَّ سُنَنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ ۲۱۸۰،ابن ہشام ۴۴۲؍۲،الروض الانف ۲۸۳؍۷،البدایۃ والنہایۃ ۳۲۱؍۱،دلائل النبوۃ للبیہقی ۱۲۴؍۵،مغازی واقدی ۸۹۰؍۳،شرح الزرقانی علی المواهب ۴۹۹؍۳،السیرۃ النبویۃ لابن کثیر ۶۱۶؍۳

[2] شرح الزرقانی علی المواهب ۵۰۶؍۳

خنجر کیسا ہے؟انہوں نے عرض کیااگر کوئی مشرک میرے پاس آئے گا تواس خنجر سے اس کا پیٹ پھاڑ دوں گی،یہ سن کر رسول اللہ ﷺ مسکرائے۔[1]

صفوف کی ترتیب اور جھنڈوں کی تقسیم:

وَعَبأَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصْحَابَهُ وَصَفّهُمْ صُفُوفًا فِي السّحَرِ، وَوَضَعَ الْأَلْوِيَةَ وَالرّايَاتِ فِي أَهْلِهَا، مَعَ الْمُهَاجِرِينَ لِوَاءٌ يَحْمِلُهُ عَلِيّ عَلَيْهِ السّلَامُ، وَرَايَةٌ يَحْمِلُهَا سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقّاصٍ، وَرَايَةٌ يَحْمِلُهَا عُمَرُ بْنُ الْخَطّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، وَفِي الْأَنْصَارِ رَايَاتٌ، مَعَ الْخَزْرَجِ لِوَاءٌ يَحْمِلُهُ الْحُبَابُ بْنُ الْمُنْذِرِ- وَيُقَالُ لِوَاءُ الْخَزْرَجِ الْأَكْبَرُ مَعَ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ- وَلِوَاءُ الْأَوْسِ مَعَ أُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ

پچھلی رات آپ ﷺ نے اپنے لشکر کی صف بندی کی اور بڑے اور چھوٹے مختلف جھنڈے تیار کیے اور کمانڈروں میں تقسیم فرمائے،سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب کو مہاجرین کا لواء(چھوٹا علم) عطافرمایا،سعد بن ابی وقاص اور کو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب کو بڑا علم عطافرمایا۔خزرج کا لواء(چھوٹا جھنڈا) حباب بن منذر کو اور کہاجاتا ہے خزرج کا ایک دوسرا جھنڈا سعد رضی اللہ عنہ بن عبادہ کو اور اوس کا جھنڈا اسید بن حضیر کو عطافرمایا

وَفِي كُلّ بَطْنٍ مِنْ الْأَوْسِ وَالْخَزْرَجِ لِوَاءٌ أَوْ رَايَةٌ يحملها رَجُل منهم مسمى

اوس اور خزرج کے ہر بطن(شاخ قبیلہ) میں لواء یارایت تھا جسے انہیں کا ایک نامزد شخص اٹھائے ہوئے تھا

وقَبَائِلِ الْعَرَبِ فيهم الْأَلْوِيَةَ وَالرّايَاتِ يحملها قوم منهم مسمون

قبائل عرب میں سب کے پاس الواء ورایات(چھوٹے بڑے جھنڈے تھے)جنہیں انہیں کی نامزد جماعت اٹھائے ہوئے تھی۔[2]

آپ ﷺ نے عرب کے قبائل کو ترتیب دے کر ان میں بھی چھوٹے بڑے علم تقسیم فرمائے۔

ولبس دِرْعَيْنِ والمغفر وَالْبَيْضَةَ، ثم رَكِبَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَغْلَتِهِ الْبَيْضَاءِ دُلْدُلُ لطيفة

پھر دو زرہیں زیب تن کیں،سر پر خود رکھا اور خود کے نیچے جالی دار ٹوپی پہنی،اور پھر رسول اللہ ﷺ سفید خچر دلدل پر سوار ہوئے۔[3]

وَكَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قد قدم سليما مِن يوم خرج مِن مكّة وَاسْتَعْمَلَ عليهم خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ. فلم يزل عَلَى مقدمته حتى وردالْجِعِرّانَةِ

رسول اللہ ﷺ جس روز مکہ مکرمہ سے روانہ ہوئے آپ ﷺ نے سلیم کو مقدمہ بنایا اور خالد رضی اللہ عنہ بن ولید کو اس لشکر پر امیر مقرر فرمایا جو آپ

[1] صحیح مسلم کتاب الجهادبَابُ غَزْوَةِ النِّسَاءِ مَعَ الرِّجَالِ ۴۶۸۰

[2] ابن سعد۱۱۳؍۲،مغازی واقدی ۸۹۵؍۳

[3] شرح الزرقانی علی المواهب ۵۰۶؍۳، مغازی واقدی ۸۹۷؍۳

کے آگے آگے چل رہا تھا حتی کہ آپ مقام جعرانہ پر پہنچے۔ [1]

آغاز جنگ:

یہ لشکر جب میدان جنگ میں پہنچا تو پہلی بات جو واضح ہوئی یہ تھی کہ دشمن سبقت کر کے فوجی اہمیت کی چوکیوں پر قابض ہو چکا ہے، پہاڑی درے اور گھاٹیاں اس کے قبضے میں تھیں جہاں تیرانداز پناہ لے سکتے تھے، جس زمین پر وہ صف آرا ہوا تھا نہ اتنی سخت تھی کہ پاؤں زخمی ہو جائیں اور نہ اتنی نرم کہ اس میں پیر دھنس جائیں، اس کے مقابلے میں مسلمانوں کو جس میدان میں صفیں باندھنے پر مجبور ہونا پڑا وہ اس قدر نشیب میں تھی کہ پاؤں نہیں ٹکتے تھے اور لشکر دشمن کی زد میں تھا اور مالک بھی عوف نے اپنے لشکر کو ہدایت کر دی گئی تھی وہ تلواروں کے نیام توڑ کر پھینک دیں اور جب لشکر اسلام ادھر سے آئے تو تلواروں اور نیزوں سے ایک شخص واحد کی طرح یک دم ان پر سخت حلہ بول دیں۔ مگر مجاہدین دشمن کی ان تباہ کن کاروائیوں سے قطعاً بے خبر تھے،

جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: لَمَّا اسْتَقْبَلْنَا وَادِيَ حُنَيْنٍ انْحَدَرْنَا فِي وَادٍ مِنْ أَوْدِيَةِ تِهَامَةَ أَجْوَفَ حَطُوطٍ ، إِنَّمَا نَنْحَدِرُ فِيهِ انْحِدَارًا، قَالَ: وَفِي عَمَايَةِ الصُّبْحِ ، وَكَانَ الْقَوْمُ قَدْ سَبَقُونَا إِلَى الْوَادِي، فَكَمَنُوا لَنَا فِي شِعَابِهِ وَأَحْنَائِهِ وَمَضَايِقِهِ وَقَدْ أَجْمَعُوا وتهيّئوا وأعدّوا، فو الله مَا رَاعَنَا وَنَحْنُ مُنْحَطُّونَ إِلَّا الْكَتَائِبُ قَدْ شَدُّوا عَلَيْنَا شَدَّةَ رَجُلٍ وَاحِدٍ، وَانْشَمَرَ النَّاسُ رَاجِعِينَ، لَا يَلْوِي أَحَدٌ عَلَى أَحَدٍ

ابن اسحاق جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں جب مجاہدین اسلام حنین کی وادی میں پہنچے تو یہ وادی بہت نشیب میں تھی، صبح کا وقت تھا اور مجاہدین اس میں بے خوف وخطر اترنے لگے اور دشمن ہم سے پہلے ہی وہاں پہنچ کر ٹیلوں اور گڑھوں میں چھپ چکا تھا اور مجاہدین کو اس کی کچھ خبر نہ تھی، اب جو مجاہدین بے دھڑک اس وادی میں اترے تو یکبارگی چاروں طرف سے کمین گاہوں میں چھپے ہوئے آدمیوں نے شخص واحد کی طرح ہم پر حملہ کر دیا، ہمیں سنبھلنے کا موقعہ نہ ملا اور مجاہدین وہاں سے الٹے پھرے، دوسری طرف کفار کے گھڑ سوار جنگجو نے مسلمان لشکر پر حملہ کر دیا۔ [2]

فَانْكَشَفَتْ خَيْلُ بني سُلَيْمٍ مُوَلِّيَةً لتقدم كثير ممن لا خبرة له بالحرب، وغالبهم من شبان مَكَّةَ، وَتَبِعَهُمْ أَهْلُ مَكَّةَ

ادھر ہوزان اور ثقیف کے تیرانداز دستوں نے مسلمانوں کے گھوڑوں پر یکبارگی تیروں کی بوچھاڑ کر دیں جس سے بنو سلیم کا سوار دستہ بھی شکست خوردہ ہو کر بھاگا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک جنگ تھا، اسے بھاگتا دیکھ کر نومسلم اور کئی بدو جن کے پاس ہتھیار بھی نہیں تھے اور دوسرے مجاہدین میں بھگدڑ مچ گئی اور وہ سراسیمہ ہو کر منتشر ہو گیا۔ [3]

جنگ کے ابتدائی حالات کے متعلق محققین سیرت کی دو آراء ہیں مولانا شبلی نعمانی کا خیال ہے کہ دشمن کے ساتھ پہلی جھڑپ میں ہراول دست

[1] ابن سعد ۱۱۴/۲

[2] زادالمعاد ۱۱۴/۳،ابن ہشام ۴۴۲/۲،الروض الانف ۲۸۴/۷،عیون الآثر ۲۳۹/۲،تاریخ طبری ۷۴/۳

[3] شرح الزرقانی علی المواهب ۵۰۶/۳

کے پیر اکھڑ گئے اور اس کی وجہ سے پورے لشکر میں ابتری پھیل گئی، اس کے مقابلے میں مولانا سلیمان ندوی کی تحقیق یہ ہے کہ مسلمانوں کو پہلے کامیابی ہوئی لوگ غنیمت پر ٹوٹ پڑے، دشمن کے تیراندازوں نے موقع پاکر تیراندازی شروع کر دی جس سے مسلمانوں کی صفوں میں بے ترتیبی، انتشار اور پراگندی پیدا ہوگئی، اس سلسلہ میں وہ یہ روایت پیش کرتے ہیں۔

قَالَ رَجُلٌ لِلْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُما :إِنَّ هَوَازِنَ كَانُوا قَوْمًا رُمَاةً، وَإِنَّا لَمَّا لَقِينَاهُمْ حَمَلْنَا عَلَيْهِمْ، فَانْهَزَمُوا فَأَقْبَلَ الْمُسْلِمُونَ عَلَى الْغَنَائِمِ، وَاسْتَقْبَلُونَا بِالسِّهَامِ

براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ہوزان کے لوگ (جن سے لڑائی میں مقابلہ تھا) بڑے تیرانداز تھے جب ہمارا ان سے سامنا ہوا تو شروع میں ہم نے حملہ کر کے انہیں شکست دے دی پھر مسلمان مال غنیمت پر ٹوٹ پڑے اور دشمن نے ہم پر تیروں کی بارش شروع کر دی۔ (۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ثابت قدمی:

صورت حال جو بھی ہو اس جھڑپ کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمان پسپا ہو گئے اور لشکر میں ایسی بھگدڑ مچی کہ اس افراتفری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صرف نو، دس

النَّوَوِيُّ فِي شَرْحِ مُسْلِمٍ أَنَّهُ ثَبَتَ مَعَهُ اثْنَا عَشَرَ رَجُلًا

اور امام نووی رحمہ اللہ کے مطابق بارہ مجاہدین ساتھ رہے گئے۔ (۲)

قَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، كُنْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ حُنَيْنٍ فَوَلَّى عَنْهُ النَّاسُ، وَبَقِيتُ مَعَهُ فِي ثَمَانِينَ رَجُلًا مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ، فَنَكَصْنَا عَلَى أَقْدَامِنَا نَحْوًا مِنْ ثَمَانِينَ قَدَمًا، وَلَمْ نُوَلِّهِمُ الدُّبُرَ

اور امام احمد رحمہ اللہ اور حاکم رحمہ اللہ نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے میں غزوہ حنین میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا دشمن کے تیروں سے بچنے کے لئے لوگ پیٹھ پھیر کر فرار ہونے لگے مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسی (۸۰) مہاجرین وانصار کی ایک جماعت کے ساتھ ثابت قدم رہے، ہم پیدل تھے اور میدان جنگ سے پیٹھ نہیں پھیری۔ (۳)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: لَقَدْ رَأَيْتُنَا يَوْمَ حُنَيْنٍ وَإِنَّ النَّاسَ لِمُوَلِّينَ، وَمَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِائَةُ رَجُلٍ

جبکہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے حنین کے روز میں نے اپنے لوگوں کو دیکھا کہ انہوں نے میدان جنگ سے پیٹھ پھیر لی ہے، اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سو آدمی بھی نہیں تھے۔ (۴)

ولم يثبت معه صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يومئذ إلا الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، وعَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ،والْفَضْلُ بْنُ الْعَبَّاسِ،

---

(۱) صحیح بخاری كتاب الجهادبَابُ مَنْ قَادَ دَابَّةَ غَيْرِهِ فِي الحَرْبِ ۲۸۶۴

(۲) فتح الباری ۸٫۳۰

(۳) مستدرک حاکم ۲۵۴۹،مسنداحمد۴۳۳۶،شرح الزرقانی علی المواهب۳٫۵۱۳،دلائل النبوة للبیہقی ۵٫۱۴۲

(۴) جامع ترمذی أَبْوَابُ الْجِهَادِ بَابُ مَا جَاءَ فِي الثَّبَاتِ عِنْدَ القِتَالِ ۱۶۸۹،فتح الباری ۸٫۳۰

وأَبُو سُفْيَانَ بْنُ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطّلِبِ ، وأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وأُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، فِي أناس من أهل بيته وأصحابه.قال العباس: وأنا آخذ بلجام بغلته أكفها مخافة أن تصل إلى العدو، وفعل ذلك العباس لأنه صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كان يتقدم في نحر العدو، وأَبُو سُفْيَانَ بْنُ الْحَارِثِ آخذ بركابه

قریبی جاں باز رسالت رضی اللہ عنہ جن میں سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب، سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب، اسامہ بن زید اور اہل بیت اور صحابہ سے کچھ لوگ ہی ثابت قدم رہے، عباس رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب جو آپ کے شہباز نامی خچر کی دائیں رکاب پکڑے ہوئے تھے اور ابوسفیان بن حارث بائیں رکاب پکڑے ہوئے تھے، فضل رضی اللہ عنہ بن عباس رضی اللہ عنہ ربیعہ رضی اللہ عنہ بن حارث، ابولہب کے بیٹے عتبہ رضی اللہ عنہ، معتب ایمن بن ام ایمن رضی اللہ عنہا اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ شامل تھے ثابت قدم رہے۔[1]

عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ حُنَيْنٍ، فَلَمَّا التَقَيْنَا كَانَتْ لِلْمُسْلِمِينَ جَوْلَةٌ،فَرَأَيْتُ رَجُلًا مِنَ المُشْرِكِينَ عَلاَ رَجُلًا مِنَ المُسْلِمِينَ،فَاسْتَدَرْتُ حَتَّى أَتَيْتُهُ مِنْ وَرَائِهِ حَتَّى ضَرَبْتُهُ بِالسَّيْفِ عَلَى حَبْلِ عَاتِقِهِ، فَقَطَعْتُ الدِّرْعَ، فَأَقْبَلَ عَلَيَّ فَضَمَّنِي ضَمَّةً وَجَدْتُ مِنْهَا رِيحَ المَوْتِ ، ثُمَّ أَدْرَكَهُ المَوْتُ، فَأَرْسَلَنِي،فَلَحِقْتُ عُمَرَ بْنَ الخَطَّابِ فَقُلْتُ: مَا بَالُ النَّاسِ؟قَالَ: أَمْرُ اللهِ

ابو قتادہ انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم غزوہ حنین میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے، تو (ابتدا میں) اسلامی لشکر ہارنے لگا، اتنے میں میں نے دیکھا کہ مشرکین کے لشکر کا ایک شخص مسلمان پر غالب آرہا ہے، اس لیے میں فوراً ہی گھوم کر جلدی سے اس کے پیچھے آیا اور آکر اس کی گردن پر تلوار کا وار کیا تلوار کی ضرب سے اس کی زرہ کٹ گئی، اور وہ اس مسلمان کو چھوڑ کر مجھ پر ٹوٹ پڑا اور مجھے پکڑ کر اس زور سے دبوچا کہ میری روح جیسے قبض ہونے کو تھی لیکن (ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کی ضرب کاری تھی وہ اس کی تاب نہ لاسکا اور) جب اس کو موت نے آدبوچا تب کہیں جاکر اس نے مجھے چھوڑا، اس کے بعد مجھے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب ملے تو میں نے ان سے پوچھا مسلمان اب کس حالت میں ہیں؟ (یعنی یہ کیوں بھاگ رہے ہیں) سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا جو اللہ کا حکم تھا وہی ہوا۔[2]

مکہ معظّمہ کے نومسلموں کے خیالات:

ابن اسحاق لکھتے ہیں جب مسلمانوں کو شکست ہوئی تو آپ کے ساتھ حاضر ہونے والے مکہ کے اہل جفا نے اپنی پوشیدہ دشمنی کا اظہار کیا

فَقَالَ أَبُو سُفْيَانَ بْنُ حَرْبٍ: لَا تَنْتَهِي هَزِيمَتُهُمْ دُونَ الْبَحْرِ، وَإِنَّ الْأَزْلَامَ لَمَعَهُ فِي كِنَانَتِهِ

ابوسفیان رضی اللہ عنہ بن حرب نے جو ابھی چند دن پہلے ہی فتح مکہ کے وقت مسلمان ہوئے تھے کہا یہ شکست ان کو سمندر میں لے ڈوبے گی، اس نے

---

[1] شرح الزرقانی علی المواهب۳/۵۰۷

[2] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس بَابُ مَنْ لَمْ يُخَمِّسِ الأَسْلاَبَ، وَمَنْ قَتَلَ قَتِيلًا فَلَهُ سَلَبُهُ مِنْ غَيْرِ أَنْ يُخَمِّسَ، وَحُكْمِ الإِمَامِ فِيهِ۳۱۴۲، وکتاب المغازی بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى :وَيَوْمَ حُنَيْنٍ إِذْ أَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْئًا وَضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُدْبِرِينَ. ثُمَّ أَنْزَلَ اللهُ سَكِينَتَهُ۴۳۲۱،صحیح مسلم کتاب الجهاد بَابُ اسْتِحْقَاقِ الْقَاتِلِ سَلَبَ الْقَتِيلِ۴۵۶۸،فتح الباری ۸/۳۷،البداية والنهاية۴/۳۷۶،دلائل النبوة للبيهقی۵/۱۴۸،مغازی واقدی۳/۹۰۸،زادالمعاد۳/۴۳۰

قسمت آزمائی کے تیر بھی اپنے ترکش میں رکھے ہوئے تھے۔

وَصَرَخَ جَبَلَةُ بْنُ الْحُنْبَلِ قَالَ ابْنُ هِشَامٍ: كَلَدَةُ بْنُ الْحُنْبَلِ وَهُوَمَعَ أَخِيهِ صَفْوَانَ بْنِ أُمَيَّةَ مُشْرِكٌ فِي الْمُدَّةِ الَّتِي جَعَلَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَلَا بَطَلَ السِّحْرُ الْيَوْمَ!فَقَالَ لَهُ صَفْوَانُ: اُسْكُتْ فَضَّ الله فَاك ، فو اللهُ لَأَنْ يَرُبَّنِي رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ يَرُبَّنِي رَجُلٌ مِنْ هَوَازِنَ

صفوان بن امیہ کا ماں کی جانب سے بھائی جبلہ یا کلدہ بن حنبل چلا کر بولا آج محمد کا جادو ٹوٹ گیا ہے،صفوان بن امیہ جنہوں نے ابھی تک اسلام قبول نہیں کیا تھا نے اس سے کہا خاموش رہ! اللہ تیرے دانتوں کو توڑ دے،اللہ کی قسم!مجھے قریش کے آدمی کی حکومت ہوزان کے کسی آدمی کی حکومت سے زیادہ محبوب ہے۔

وَقَالَ شَيْبَةُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، أَخُو بَنِي عَبْدِ الدَّارِ:قُلْتُ: الْيَوْمَ أُدْرِكُ ثَأْرِي (مِنْ مُحَمَّدٍ) ، وَكَانَ أَبُوهُ قُتِلَ يَوْمَ أُحُدٍ، الْيَوْمَ أَقْتُلُ مُحَمَّدًا ،قَالَ: فَأَدَرْتُ بِرَسُولِ اللهِ لِأَقْتُلَهُ، فَأَقْبَلَ شَيْءٌ حَتَّى تَغَشَّى فُؤَادِي، فَلَمْ أُطِقْ ذَاكَ، وَعَلِمْتُ أَنَّهُ مَمْنُوعٌ مِنِّي

بنوعبدالدار سے شیبہ بن عثمان بن ابی طلحہ (جن کا والد غزوہ احد میں قتل ہو گیا تھا) نے کہا آج میں محمد (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) سے اپنے باپ کا بدلہ لوں گا(اس کا باپ غزوہ احد میں مارا گیا تھا) مگر جب آپ کے قریب بڑھا تو فوراً غشی طاری ہو گئی اور آپ تک نہ پہنچ سکا اب وہ سمجھ گیا کہ اللہ نے مجھے آپ تک پہنچنے سے روکا ہے بعد میں یہ مسلمان ہو گئے۔[1]

كَانَ شَيْبَةُ بْنُ عُثْمَانَ يَقُولُ:لَمَّا رَأَيْت رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزَا مَكَّةَ فَظَفِرَ بِهَا وَخَرَجَ إلَى هَوَازِنَ، قُلْت: أَخْرُجُ لَعَلّي أُدْرِكُ ثَأْرِي! وَذَكَرْت قَتْلَ أَبِي يَوْمَ أُحُدٍ، قَتَلَهُ حَمْزَةُ، وَعَمّي قَتَلَهُ عَلِيّ،قَالَ: فَلَمّا انْهَزَمَ أَصْحَابُهُ جِئْته عَنْ يَمِينِهِ، فَإِذَا الْعَبّاسُ قَائِمٌ، عَلَيْهِ دِرْعٌ بَيْضَاءُ كَالْفِضّةِ يَنْكَشِفُ عَنْهَا الْعَجَاجُ ، فَقُلْت: عَمّهُ لَنْ يَخْذُلَهُ!قَالَ: ثُمّ جِئْته عَنْ يَسَارِهِ فَإِذَا بِأَبِي سُفْيَانَ ابن عمّه، فقلت :ابْنُ عَمّهِ لَنْ يَخْذُلَهُ!

ابن ابی خثیمہ نے شیبہ کی یہی حدیث بیان کرتے ہوئے لکھا ہے شیبہ بن عثمان نے کہا جب میں نے رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو غزوہ مکہ میں دیکھا جس میں وہ کامیاب وکامران ہوئے تھے اور پھر بنو ہوزان کی طرف نکلے میں بھی آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ساتھ نکلا کہ شاید میں محمد صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو قتل کر کے اپنا بدلہ لینے میں کامیاب ہو جاؤں،رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو دیکھ کر مجھے اپنا باپ جن کو حمزہ رضی اللہ عنہ نے قتل کیا تھا اور چچا جن کو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے قتل کیا تھا یاد آ گیا،جب صحابہ کرام منتشر ہوئے تو میں آپ کے دائیں جانب پہنچا تو آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے چچا عباس رضی اللہ عنہ کو سفید زرہ میں ملبوس کھڑے پایا میں نے سوچا یہ آپ کا چچا ہے جو آپ کی مدد کرے گا،پھر میں بائیں جانب آیا تو ابوسفیان رضی اللہ عنہ بن حارث کو موجود پایا میں نے کہا یہ آپ کے چچا کا لڑکا ہے یہ ہرگز آپ کی مدد سے باز نہ آئے گا،

[1] ابن ہشام۴۴۳؍۲،الروض الانف ۲۸۵؍۷،عیون الآثر۲۴۰؍۲، زادالمعاد ۴۱۲؍۳،شرح الزرقانی علی المواهب۵۰۸؍۳،دلائل النبوة للبیهقی۱۳۶؍۵،مجمع الزوائد۱۰۲۶۶

فَجِئْته مِنْ خَلْفِهِ فَلَمْ يَبْقَ إِلّا أُسَوِّرُهُ بِالسّيفِ إِذْ رُفِعَ مَا بَيْنِي وَبَيْنَهُ شُوَاظٌ مِنْ نَارٍ كَأَنّهُ بَرْقٌ، وَخِفْت أَنْ يَمْحَشَنِي وَوَضَعْت يَدَيّ عَلَى بَصَرِي وَمَشَيْت الْقَهْقَرَى، وَالْتَفَتَ إِلَيّ، فَقَالَ: يَا شَيْبَ، أُدْنُ مِنّي!فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَى صَدْرِي وَقَالَ: اللهُمّ، أَذْهِبْ عَنْهُ الشّيْطَانَ!قَالَ: فَرَفَعْت إِلَيْهِ رَأْسِي وَهُوَ أَحَبّ إِلَيّ مِنْ سَمْعِي وَبَصَرِي وَقَلْبِي،ثُمّ قَالَ:يَا شَيْبَ، قَاتِلِ الْكُفّارَ!

پھر میں آپ کے پیچھے آیا اور دبے پاؤں آپ کے نزدیک پہنچا صرف تلوار کے ایک وار کی کسر باقی تھی کہ برق رفتار سے آگ کا ایک شعلہ میری طرف بڑھا جس سے پیچھے بھاگ کر میں نے بمشکل جان بچائی، اتنے میں رسول اللہ ﷺ نے مجھے دیکھ لیا اور فرمایا شیبہ نزدیک آجاؤ!میں نزدیک آیا تو آپ نے اپنا ہاتھ میرے سینہ پر رکھا اور دعا کی اے اللہ شیطان کو اس کے دل سے نکال دے،میں نے سر اٹھا کر آپ ﷺ کی طرف دیکھا تو آپ مجھے اپنی آنکھ اور کان سے زیادہ محبوب نظر آئے،پھر آپ ﷺ نے مجھے مخاطب ہو کر فرمایا اے شیبہ! کفار سے لڑائی کرو میں اب آپ ﷺ کے ساتھ مل کر کفار سے لڑ رہا تھا۔[1]

لَمّا كَانَ عَامُ الْفَتْحِ، دَخَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكّةَ عَنْوَةً، قُلْتُ: أَسِيرُ مَعَ قُرَيْشٍ إِلَى هَوَازِنَ بِحُنَيْنٍ، فَعَسَى إِنِ اخْتَلَطُوا أَنْ أُصِيبَ مِنْ مُحَمَّدٍ غِرَّةً فَأَثْأَرَ مِنْهُ، فَأَكُونَ أَنَا الَّذِي قُمْتُ بِثَأْرِ قُرَيْشٍ كُلِّهَا، وَأَقُولُ: لَوْ لَمْ يَبْقَ مِنَ الْعَرَبِ وَالْعَجَمِ أَحَدٌ إِلّا اتَّبَعَ مُحَمَّدًا، مَا تَبِعْتُهُ أَبَدًا، وَكُنْتُ مُرْصِدًا لِمَا خَرَجْتُ لَهُ لَا يَزْدَادُ الْأَمْرُ فِي نَفْسِي إِلَّا قُوَّةً، فَلَمَّا اخْتَلَطَ النَّاسُ اقْتَحَمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَغْلَتِهِ فَأَصْلَتَ السَّيْفَ، فَدَنَوْتُ أُرِيدُ مَا أُرِيدُ مِنْهُ

ایک روایت میں ہے فتح مکہ کے سال جب رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو میں بھی قریش کے ہمراہ حنین میں بنوہوزان کے مقابلہ پر گیا اس خیال سے کہ شاید مجھے کوئی موقع مل جائے اور میں محمد (ﷺ) سے بدلہ لے سکوں بلکہ تمام قریش کی جانب سے میں ہی بدلہ لے لوں،اور میں اپنے دل میں کہہ رہا تھا کہ(نعوذباللہ)اگر تمام عرب اور عجم نے بھی محمد(ﷺ) کی بیعت کر لی تو بھی میں اس کا اتباع نہیں کروں گا،اور جب میں نکلا تو میرا یہ ارادہ پختہ تر ہی ہو رہا تھا چنانچہ جب (میدان جنگ) میں لوگوں کا اختلاط ہوا تو رسول اللہ ﷺ اپنے خچر سے نیچے اتر آئے،میں نے تلوار سونتی اور آپ ﷺ کے قریب ہو گیا اور میں نے جو ارادہ کر نا تھا کر لیا،

وَرَفَعْتُ سَيْفِي حَتَّى كِدْتُ أُشْعِرَهُ إِيَّاهُ، فَرُفِعَ لِي شُوَاظٌ مِنْ نَارٍ كَالْبَرْقِ كَادَ يَمْحَشُنِي، فَوَضَعْتُ يَدَيَّ عَلَى بَصَرِي خَوْفًا عَلَيْهِ، فَنَادَانِي :يَا شيب ادْنُ مِنِّي،فَدَنَوْتُ مِنْهُ،فَمَسَحَ صَدْرِي، ثُمَّ قَالَ: اللهُمَّ أَعِذْهُ مِنَ الشَّيْطَانِ،قَالَ: فَوَاللهِ لَهُوَ كَانَ سَاعَتَئِذٍ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ سَمْعِي وَبَصَرِي وَنَفْسِي ، وَأَذْهَبَ اللهُ مَا كَانَ فِي نَفْسِي، ثُمَّ قَالَ ادْنُ فَقَاتِلْ

میں نے تلوار اٹھا بھی لی تھی اور میں سمجھ رہا تھا کہ اب یہ خاص انہیں پر جا رہی ہے کہ اچانک آگ کا ایک شعلہ میرے سامنے بلند ہوا جیسے بجلی ہو اور وہ مجھے بھسم کر کے رکھ دینا چاہتا ہو میں نے ڈر کر اپنا ہاتھ اپنی آنکھوں پر رکھ لیا اور میں نے رسول اللہ ﷺ کی طرف توجہ

---

[1] مغازی واقدی۹۱۰/۳،دلائل النبوة للبیهقی۱۴۵/۵،البداية والنهاية ۳۸۱/۴،السيرة النبوية لابن كثير۶۳۲/۳

کی، آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ نے مجھے آواز دی اے شیب! میرے نزدیک ہوجاؤ، میں آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ کے قریب ہوگیا، آپ نے میرے سینہ پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا الٰہی! اس کو شیطان سے بچا، اللہ کی قسم! اس کے بعد آپ مجھے اپنی آنکھ اور کان سے بھی زیادہ محبوب لگتے تھے، اللہ تعالیٰ نے میرے دل سے آپ کی دشمنی نکال دی، آپ نے فرمایا آگے آؤ اور دشمن سے لڑو،

فَتَقَدَّمْتُ أَمَامَهُ أَضْرِبُ بِسَيْفِي، اللهُ يَعْلَمُ أَنِّي أُحِبُّ أَنْ أَقِيَهُ بِنَفْسِي كُلَّ شَيْءٍ، وَلَوْ لَقِيتُ تِلْكَ السَّاعَةَ أَبِي لَوْ كَانَ حَيًّا، لَأَوْقَعْتُ بِهِ السَّيْفَ ، فَجَعَلْتُ أَلْزَمُهُ فِيمَنْ لَزِمَهُ، حَتَّى تَرَاجَعَ الْمُسْلِمُونَ، فَكَرُّوا كَرَّةَ رَجُلٍ وَاحِدٍوَخَرَجَ فِي أَثَرِهِمْ حَتَّى تَفَرَّقُوا فِي كُلِّ وَجْهٍ، وَرَجَعَ إِلَى مُعَسْكَرِهِ فَدَخَلَ خِبَاءَهُ، فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ مَا دَخَلَ عَلَيْهِ أَحَدٌ غَيْرِي حُبًّا لِرُؤْيَةِ وَجْهِهِ، وَسُرُورًا بِهِ،فَقَالَ:يَا شيب الَّذِي أَرَادَ اللهُ بِكَ خَيْرٌ مِمَّا أَرَدْتَ لِنَفْسِكَ ، ثُمَّ حَدَّثَنِي بِكُلِّ مَا أَضْمَرْتُ فِي نَفْسِي مَا لَمْ أَكُنْ أَذْكُرُهُ لِأَحَدٍ قَطُّ،قَالَ فَقُلْتُ: فَإِنِّي أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، وَأَنَّكَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،ثُمَّ قُلْتُ: اسْتَغْفِرْ لِي، فَقَالَ غَفَرَ اللهُ لَكَ

چنانچہ میں آپ کے آگے ہو کر لڑنے لگا اگر اس وقت میرا باپ بھی میرے سامنے آجاتا تو میری تلوار سے نہ بچ پاتا، جب مسلمان واپس پلٹے تو انہوں نے بڑے جوش سے شخص واحد کی طرح حملہ کیا جس کی تاب نہ لا کر کفار پسپا ہوگئے اور جدھر کسی کا منہ ہوا ادھر بھاگ نکلے، آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ بھی اپنے خچر پر سوار ہو کر کچھ دور ان کے پیچھے گئے جب وہ چاروں طرف منتشر ہوگئے تو آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ اپنی لشکر گاہ میں واپس تشریف لے آئے اور اپنے خیمہ میں داخل ہوگئے، میں بھی آپ کے پیچھے آپ کے خیمہ میں داخل ہوا تو آپ نے فرمایا اے شیبہ! تمہارے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارادہ تمہارے اپنے ارادہ سے بہتر ہے، پھر آپ نے مجھے وہ سب باتیں بتائیں جو میں نے اپنے دل میں چھپا رکھی تھیں اور ان کا کسی سے تذکرہ نہیں کیا تھا، میں نے عرض کیا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور بیشک آپ اللہ کے رسول ہیں، اے اللہ کے رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ! میرے حق میں میرے جرائم کی بخشش کی دعا فرمائیں، آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ نے فرمایا اللہ نے اسلام لانے کی وجہ سے تمہارے سارے گناہ معاف فرما دیئے ہیں۔[1]

یہ کیفیت دیکھ کر آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ نے میدان کے دائیں جانب کھڑے ہو کر تین بار پکار کر کہا

قَالَ:إِلَى أَيْنَ أَيُّهَا النَّاسُ؟ هَلُمَّ إِلَيَّ أَنَا رَسُولُ اللهِ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ

اے لوگو! ادھر آؤ میں اللہ کا رسول ہوں، میں محمد بن عبداللہ ہوں۔[2]

مگر بے سود! سب بھاگے جا رہے تھے، لشکر کے اجزائے ترکیبی۔ میدان جنگ کے وہ طبعی حالات جس میں مسلمانوں کو جنگ کرنا پڑی۔ اور دشمن کے ساتھ پہلی جھڑپ کا نتیجہ۔ یہ تینوں عوامل جنگی نقطہ نگاہ سے ایسے تھے کہ مسلمانوں کو حتمی شکست بعید از قیاس نہ تھی، اس نہایت

---

[1] زادالمعاد ۳؍۴۱۲، عیون الآثر ۲؍۲۴۰

[2] زادالمعاد۳؍۴۱۱، ابن ہشام۲؍۴۴۳، الروض الانف ۷؍۲۸۴، عیون الآثر۲؍۲۳۹، تاریخ طبری ۳؍۷۴، البدایۃ والنہایۃ۴؍۳۷۳، دلائل النبوۃ للبیہقی۵؍۱۲۶، شرح الزرقانی علی المواہب۳؍۵۰۶

نازک اور پر خطر موقع پر سالار لشکر محمد ﷺ نے عزم وثبات، خود اعتمادی اور جرات و دلیری کی نادر مثال قائم فرمائی اور جنگ کا پانسہ پلٹ دیا، جب رسول اللہ ﷺ نے دیکھا کہ ہر چہار سمت سے تیروں کا مینہ برس رہا ہے، چند گنے چنے رفیقوں کے علاوہ دوسرے ساتھی میدان چھوڑ کر منتشر ہو چکے ہیں تو آپ نے ہمت نہیں ہاری بلکہ بے مثال جرت و بہادری اور کمال شجاعت کا مظاہرہ فرماتے ہوئے اپنے سفید خچر شہباز کو جو فروہ بن نفاثہ جذامی نے آپ کو تحفتاً بھیجا تھا ہوزان وثقیف کے سیلاب کی طرف دوڑانا شروع کر دیا، عباس رضی اللہ عنہ اور ابوسفیان رضی اللہ عنہ بن حارث دونوں ہی آپ کی حفاظت کے لئے خچر کو آگے جانے سے روکتے تھے مگر آپ نہایت استغنا اور اطمینان کے ساتھ اپنا نبوت کے اعتبار سے بھی اور خاندانی اعتبار سے بھی بلند آواز سے تعارف فرما رہے تھے۔

أَنَا النَّبِيُّ لا كَذِبْ أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ

میں سچا رسول ہوں، اللہ نے مجھ سے فتح ونصرت کا جو وعدہ کیا ہے وہ سچ ہے اور میں عبد المطلب کا بیٹا ہوں (کیونکہ عرب آپ ﷺ کو آپ کے دادا عبد المطلب ہی کی طرف منسوب کرتے تھے، جو مشہور ہستی تھے اور عبد اللہ ان کے سامنے ہی فوت ہو چکے تھے)

وَسَأَلَهُ رَجُلٌ مِنْ قَيْسٍ أَفَرَرْتُمْ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ حُنَيْنٍ؟فَقَالَ: لَكِنْ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَفِرَّ كَانَتْ هَوَازِنُ رُمَاةً، وَإِنَّا لَمَّا حَمَلْنَا عَلَيْهِمْ انْكَشَفُوا، فَأَكْبَبْنَا عَلَى الغَنَائِمِ، فَاسْتُقْبِلْنَا بِالسِّهَامِ، وَلَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى بَغْلَتِهِ البَيْضَاءِ، وَإِنَّ أَبَا سُفْيَانَ بْنَ الحَارِثِ آخِذٌ بِزِمَامِهَا فَنَزَلَ فَاسْتَنْصَرَقَالَ اللهُمَّ أَنْزِلْ نَصْرَكَ

براء رضی اللہ عنہ بن عازب سے مروی ہے قبیلہ قیس کے ایک آدمی نے پوچھا اے ابو عمارہ! کیا تم حنین کے دن رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ کر بھاگ گئے تھے؟ انہوں نے کہا لیکن رسول اللہ ﷺ اپنی جگہ سے نہیں ہٹے تھے، اس کی وجہ یہ تھی کہ ہوزان کے لوگ بڑے ماہر تیرانداز تھے، جب ہم نے ان پر حملہ کیا تو پہلے بظاہر وہ شکست کھا کر بھاگ کھڑے ہوئے جب لوگ غنیمت لوٹنے لگے تو انہوں نے مڑ کر ہم پر تیروں کی بارش برسادی جس سے لوگ بھاگ کھڑے ہوئے، میں نے دیکھا اس وقت آپ اپنے سفید خچر پر سوار تھے ابوسفیان رضی اللہ عنہ بن حارث نے سفید خچر کی لگام پکڑی ہوئی تھی، آپ نیچے اترے، اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کی، اور فرمایا الٰہی! اپنی مدد نازل فرما۔[1]

قال ابن عقبة: فرفع صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يديه وهو على البغلة يدعو :اللهُمَّ إِنِّي أَنْشُدُكَ مَا وَعَدْتَنِي، اللهُمَّ لَا يَنْبَغِي لَهُمْ أَنْ يَظْهَرُوا عَلَيْنَا

ابن عقبہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ اپنے ہاتھ مبارک اٹھائے اور آپ ﷺ خچر پر سوار تھے اور دعا فرمائی اے اللہ! تو نے اپنا وعدہ مجھ سے پورا کر دیا، اے اللہ! یہ زیبا نہیں کہ حنین والے ہم پر غالب آجائیں۔

عن أنس كان من دعائه صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يوم حنين :اللهم إنك إِنْ تَشَأْ لَا تُعْبَدْ بَعْدَ اليَوْمِ

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے غزوہ حنین میں دعا کی تھی اے اللہ! اگر تو چاہتا ہے کہ آج کے بعد تیری کوئی عبادت نہ کی جائے

[1] زاد المعاد ۳/۸۹

توشکست ہی ہمارے مقدر رہی۔

وَكَانَ دُعَاءُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَئِذٍ حِينَ اللهُمّ، لَكَ الْحَمْدُ، وَإِلَيْكَ الْمُشْتَكَى، وَأَنْتَ الْمُسْتَعَانُ!

اورواقدی کہتے ہیں آپ ﷺ نے غزوہ حنین میں یہ دعافرمائی تھی اے اللہ! توتمام تعریفوں کے لائق ہےاورتیری طرف ہی ہم شکوہ کرتے ہیں اورتوہی مستعان ہے۔

وَدُعَاءُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ حُنَيْنٍ , وَدُعَاءٌ لِكُلِّ مَكْرُوبٍ: كُنْتَ وَتَكُونُ وَأَنْتَ حَيٌّ لَا تَمُوتُ , تَنَامُ الْعُيُونُ وَتَنْكَدِرُ النُّجُومُ وَأَنْتَ حَيٌّ قَيُّومٌ , لَا تَأْخُذُكَ سِنَةٌ وَلَا نَوْمٌ: يَا حَيُّ يَا قَيُّومُ

اورامام بیہقی رحمہ اللہ کہتے ہیں آپ ﷺ نے غزوہ حنین میں یہ دعافرمائی تھی یہ ہرغمزدہ کی دعاہے کہ توہی زندہ وجاوید ہستی ہے کبھی موت کاخیال بھی درکنار، آنکھیں سوجاتی ہیں اورستارے بجھ جاتے ہیں لیکن تیری ذات حی وقیوام ہے اور تجھے نیند کیااونگھ تک نہیں آتی، حی وقیوم والی ذات تیری ہی ذات ہے۔[1]

وَكَانَ يَقُولُ: اللهُمَّ أَنْتَ عَضُدِي وَأَنْتَ نَصِيرِي، وَبِكَ أُقَاتِلُ

ایک روایت ہے یہ دعافرمائی اے اللہ! توہی مجھے طاقت دیتاہےاورمیری نصرت ومددکرتاہےاورتیرے ہی راستے میں میں لڑرہاہوں۔[2]

اوررسول اللہ ﷺ فرماتے تھے۔

أَنَا النَّبِيُّ لا كَذِبْ أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ

میں سچارسول ہوں،اللہ نے مجھ سے فتح ونصرت کاجووعدہ کیاہے وہ سچ ہےاورمیں عبدالمطلب کابیٹاہوں۔[3]

خط کشیدہ الفاظ صحیح مسلم میں ہیں۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: افْتَتَحْنَا مَكَّةَ ثُمَّ إِنَّا غَزَوْنَا حُنَيْنًا، قَالَ: فَجَاءَ الْمُشْرِكُونَ بِأَحْسَنِ صُفُوفٍ رَأَيْتُ، قَالَ: فَصَفَّ الْخَيْلَ ثُمَّ صَفَّ الْمُقَاتِلَةَ، ثُمَّ صَفَّ النِّسَاءَ مِنْ وَرَاءِ ذَلِكَ، ثُمَّ صَفَّ الْغَنَمَ، ثُمَّ صَفَّ النَّعَمَ

انس رضی اللہ عنہ بن مالک سے مروی ہے ہم نے فتح مکہ کے بعدحنین پرچڑھائی کی،مشرکین بہت اچھی صفیں بناکرسامنے آئے،صفوں کی اتنی اچھی ترتیب میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھی تھیں،سب سے پہلے گھڑسواروں کی صفیں تھیں،ان کے پیچھے پیدل دستوں کی صفیں تھیں اوران کے پیچھے عورتوں اوربچوں کی صفیں تھیں اوران کے پیچھے ان کے مال ومویشی تھے اوربہت لوگ تھے۔[4]

---

[1] شرح الزرقانی علی المواهب ۵۰۷تا۳،۵۰۸

[2] زادالمعاد۳،۸۹

[3] صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى وَيَوْمَ حُنَيْنٍ إِذْ أَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْئًا وَضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُدْبِرِينَ. ثُمَّ أَنْزَلَ اللهُ سَكِينَتَهُ ۴۳۱۷ ،صحیح مسلم کتاب الجهادواسیر بَابُ غَزْوَةِ الطَّائِفِ ۴۶۱۵،مسنداحمد۱۸۴۶۸

[4] صحیح مسلم کتاب الزکوة بَابُ إِعْطَاءِ الْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ عَلَى الْإِسْلَامِ وَتَصَبُّرِ مَنْ قَوِيَ إِيمَانُهُ۲۴۴۲ ،دلائل النبوة للبیهقی

خَالِدًا عَلَى الْمُجَنِّبَةِ

لشکر اسلامی کے سواروں کے میمنہ پر خالد رضی اللہ عنہ بن ولید مقرر تھے۔

مگر چاروں طرف کمین گاہوں میں چھپے دشمن کے برسات کی طرح برستے تیروں سے بچنے کے لئے ہماری پشت کے پیچھے پناہ حاصل کرنے لگے مگر کہیں پناہ نہ پا کر سوار دستے بھاگ کھڑے ہوئے، ان کے ساتھ نومسلم اعراب بھی بھاگ اٹھے اور وہ لوگ بھی فرار ہونے لگے جنہیں تم جانتے ہو۔

قَالَ عَبَّاسٌ:فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:أَيْ عَبَّاسُ، نَادِ أَصْحَابَ السَّمُرَةِ فَقَالَ عَبَّاسٌ: وَكَانَ رَجُلًا صَيِّتًافَقُلْتُ بِأَعْلَى صَوْتِي: أَيْنَ أَصْحَابُ السَّمُرَةِ؟

عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عباس رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب کو جو بلند آواز تھے حکم فرمایا اے عباس رضی اللہ عنہ! اصحاب سمرہ (مہاجرین وانصار) کو آواز دیں، وہ کہتے ہیں نے با آواز بلند نعرہ لگایا اے وہ لوگوں جنہوں نے کیکر کے درخت کے نیچے بیعت کی تھی کہاں ہیں؟

عَنْ أَنَسٍ قَالَ:وَأَمَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُنَادَى: يَا أَصْحَابَ سُورَةِ الْبَقَرَةِ

انس رضی اللہ عنہ سے ایک روایت میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ وہ بلند آواز سے پکاریں اے اصحاب سورۂ بقرہ![1]

قَالَ: فَوَاللهِ، لَكَأَنَّ عَطْفَتَهُمْ حِينَ سَمِعُوا صَوْتِي عَطْفَةُ الْبَقَرِ عَلَى أَوْلَادِهَا، فَقَالُوا: يَا لَبَّيْكَ، يَا لَبَّيْكَ قَالَ: فَاقْتَتَلُوا وَالْكُفَّارَ

اللہ کی قسم! میری آواز سنتے ہی وہ اس طرح لبیک لبیک پکارتے ہوئے اس طرح پلٹ پڑے جس طرح گائے اپنے بچے کی آواز کی طرف دوڑتی آتی ہے اور کفار سے لڑنے لگے۔

فَأَقْبَلُوا كَأَنَّهُمُ الإِبِلُ إِذَا حَنَّتْ إِلَى أَوْلَادِهَا

ایک روایت میں ہے وہ اس طرح پلٹ پڑے جس طرح اونٹ اپنے بچے کی آواز کی طرف دوڑتا آتا ہے۔[2]

(اس سے معلوم ہوا کہ وہ دور نہیں بھاگے تھے اور نہ سب بھاگے تھے بلکہ بعض نومسلم وغیرہ فعتاً تیروں کی بارش سے لوٹے اور گڑبڑ ہوگئی)

وَالدَّعْوَةُ فِي الْأَنْصَارِ يَقُولُونَ: يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ، يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ قَالَ: ثُمَّ قُصِرَتِ الدَّعْوَةُ عَلَى بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ، فَقَالُوا: يَا بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ، يَا بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ

پھر انصار کو یوں بلایا اے انصار کے لوگو! اے انصار کے لوگو! وہ بھی آگئے، پھر اے بنی خزرج! اے بنی خزرج! کہہ کر آواز دی وہ بھی پلٹ آئے۔[3]

۱۷۱/۵،البدایة والنهایة۵۰۸/۴،شرح الزرقانی علی المواهب۵۱۷/۳،السیرة النبویة لابن کثیر۶۷۳/۳

[1] مسندابی یعلی۳۶۰۶،المعجم الکبیرللطبرانی عن عتبة بن فرقد ۳۲۸

[2] مغازی واقدی ۸۹۸/۳

[3] صحیح مسلم کتاب الجهادوالسیر بَابٌ فِي غَزْوَةِ حُنَيْنٍ ۴۶۱۲

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: التفتَ عَنْ يَمِينِهِ فَقَالَ:يَا مَعْشَرَ الأَنْصَارِ قَالُوا: لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ أَبْشِرْ نَحْنُ مَعَكَ،ثُمَّ التفتَ عَنْ يَسَارِهِ فَقَالَ:يَا مَعْشَرَ الأَنْصَارِ قَالُوا: لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ أَبْشِرْ نَحْنُ مَعَكَ

انس بن مالک کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ بھی خود بنفس نفیس آواز دے رہے تھے آپ ﷺ نے داہنی طرف آواز دی اے انصار کی جماعت! آواز کا سننا تھا کہ یک دم سب پلٹ پڑے اور جواب دیا اے اللہ کے رسول ﷺ!ہم حاضر ہیں آپ کو بشارت ہو ہم آپ کے ساتھ لڑنے کو تیار ہیں، پھر آپ ﷺ بائیں طرف متوجہ ہوئے اور آواز دی اے انصار کی جماعت!انہوں نے ادھر سے جواب دیا کہ ہم حاضر ہیں اے اللہ کے رسول ﷺ!بشارت ہو ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ (۱)

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ:فَنَادَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:يَا لَلْمُهَاجِرِينَ، يَا لَلْمُهَاجِرِينَ ، ثُمَّ قَالَ:يَا لَلْأَنْصَارِ، يَا لَلْأَنْصَارِ. قَالَ: قُلْنَا: لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے آواز دی اے گروہ مہاجرین!اے گروہ مہاجرین! پھر آواز دی اے گروہ انصار! اے گروہ انصار!دونوں نے آواز سن کر کہا اے اللہ کے رسول ﷺ!ہم حاضر ہیں۔ (۲)

اس طرح آپ ﷺ کی آواز سن کر صحابہ کرام چند لمحوں میں پروانہ وار آ کر شمع نبوت کے گرد جمع ہو گئے۔

إِيَاسُ بْنُ سَلَمَةَ، حَدَّثَنِي أَبِي، قَالَ:فَوَلَّى صَحَابَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَرْجِعُ مُنْهَزِمًا، وَعَلَيَّ بُرْدَتَانِ مُتَّزِرًا بِإِحْدَاهُمَا مُرْتَدِيًا بِالْأُخْرَى، فَاسْتَطْلَقَ إِزَارِي فَجَمَعْتُهُمَا جَمِيعًا، وَمَرَرْتُ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنْهَزِمًا وَهُوَ عَلَى بَغْلَتِهِ الشَّهْبَاءِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:لَقَدْ رَأَى ابْنُ الْأَكْوَعِ فَزَعًا

سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں بھی شکست کھا کر بھاگتا ہوا لوٹا اور میرے پاس دو چادریں تھیں ایک چادر باندھ رکھی تھی اور دوسری اوڑھ رکھی تھی، اتنے میں میرا تہ بند کھلنے لگا تو میں نے دونوں چادروں کو اکٹھا کر کے (تہ بند) باندھ لیا، جب سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ لوٹتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزرے اور آپ ﷺ اپنے شہباء نامی خچر پر سوار تھے تو انہیں دیکھ کر آپ ﷺ نے فرمایا اکوع کا بیٹا گھبرا کر لوٹا ہے۔ (۳)

جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ فَقَالَ: يَا عباس اصْرُخْ يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ، يَا مَعْشَرَ أَصْحَابِ السَّمُرَةِ ، فَأَجَابُوا: لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ ، قَالَ: فَيَذْهَبُ الرَّجُلُ لِيُثْنِيَ بَعِيرَهُ، فَلَا يَقْدِرُ عَلَى ذَلِكَ، فَيَأْخُذُ دِرْعَهُ فَيَقْذِفُهَا فِي عُنُقِهِ، وَيَأْخُذُ سَيْفَهُ وَقَوْسَهُ وَتُرْسَهُ، وَيَقْتَحِمُ عَنْ بَعِيرِهِ وَيُخَلِّي سَبِيلَهُ وَيَؤُمُّ الصَّوْتَ، حَتَّى يَنْتَهِيَ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، حَتَّى إِذَا اجْتَمَعَ إِلَيْهِ مِنْهُمْ مِائَةٌ، اسْتَقْبَلُوا النَّاسَ، فَاقْتَتَلُوا

---

(۱) صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ غَزْوَةِ الطَّائِفِ ۴۳۳۷

(۲) دلائل النبوة للبیهقی ۵/۱۷۱

(۳) صحیح مسلم كِتَابُ الْجِهَادِ وَالسِّيَرِ بَابٌ فِي غَزْوَةِ حُنَيْنٍ عن سلمه بن اکوع ۴۶۱۹

جابر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عباس رضی اللہ عنہ! اے گروہ انصار، اے گروہ انصار، اے درخت کے نیچے بیعت کرنے والے گروہ، اے درخت کے نیچے بیعت کرنے والے گروہ کہہ کر آواز دو، یہ آواز سن کر وہ لبیک لبیک پکارتے ہوئے دوڑے، گھمسان کی وجہ سے اگر کوئی آدمی اپنا گھوڑا یا اونٹ نہ موڑ سکتا تھا تو وہ زرہ کو اونٹ کی گردن پر ڈال دیتا اور ہاتھ میں تلوار اور ڈھال لے کر اونٹ سے کود پڑتا اور آواز کی طرف دوڑ آتا حتی کہ آپ کے پاس ایک سو آدمی جمع ہو گئے اور دشمن کے سامنے سینہ سپر ہو کر لڑنے لگے جس سے دفعتاً لڑائی کا رنگ بدل گیا۔[1]

فو الله مَا رَجَعَتْ رَاجِعَةُ النَّاسِ مِنْ هَزِيمَتِهِمْ حَتَّى وَجَدُوا الْأُسَارَى مُكَتَّفِينَ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
جابر رضی اللہ عنہ بن عبداللہ کہتے ہیں آخری لوگوں کے واپس آنے تک کفار کو مکمل شکست ہو چکی تھی اور زنجیروں میں جکڑے ہوئے اور مشکیں باندھے ہوئے قیدی آپ کی خدمت میں پیش ہونے لگے۔[2]

وَقَالَ بُجَيْرُ بْنُ زُهَيْرِ بْنِ أَبِي سُلْمَى فِي يَوْمِ حُنَيْنٍ:
بجیر بن زہیر بن ابی سلمیٰ نے غزوہ حنین میں ایک قصیدہ کہا۔

وَاللَّهُ أَكْرَمَنَا وَأَظْهَرَ دِينَنَا　　　وَأَعَزَّنَا بِعِبَادَةِ الرَّحْمَنِ
اللہ نے ہمیں عزت دی اور ہمارے دین کا ظاہر کیا اور اللہ رحمٰن نے (یعنی اپنی) عبادت کے ساتھ ہمیں عزت دی

وَاللَّهُ أَهْلَكَهُمْ وَفَرَّقَ جَمْعَهُمْ　　　وَأَذَلَّهُمْ بِعِبَادَةِ الشَّيْطَانِ
اور اللہ نے ان کو ہلاک کیا اور ان کی جمعیت کو پریشان کیا　　　اور شیطان کی عبادت کرنے کی وجہ سے ان کو ذلیل و رسوا کیا

إِذْ قَامَ عَمُّ نَبِيِّكُمْ وَوَلِيُّهُ　　　يَدْعُونَ: يَا لَكَتِيبَةِ الْإِيمَانِ
جبکہ تمہارے نبی کے چچا اور ان کے ولی کھڑے ہوئے　　　اور آواز دی کہ اے ایمان کے لشکر و کہاں جاتے ہیں

أَيْنَ الَّذِينَ هُمْ أَجَابُوا رَبَّهُمْ　　　يَوْمَ الْعُرَيْضِ وَبَيْعَةِ الرِّضْوَانِ
اور کہاں ہیں وہ لوگ جنہوں نے اپنے رب کے احکام قبول کیے تھے عریض اور بیعت الرضوان کے دن

عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، قَالَ: قَالَ رَجُلٌ لِلْبَرَاءِ: يَا أَبَا عُمَارَةَ، أَفَرَرْتُمْ يَوْمَ حُنَيْنٍ؟قَالَ: لَا وَاللهِ، مَا وَلَّى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَكِنَّهُ خَرَجَ شُبَّانُ أَصْحَابِهِ، وَأَخِفَّاؤُهُمْ حُسَّرًا، لَيْسَ عَلَيْهِمْ سِلَاحٌ أَوْ كَثِيرُ سِلَاحٍ ،فَلَقُوا قَوْمًا رُمَاةً لَا يَكَادُ يَسْقُطُ لَهُمْ سَهْمٌ، جَمْعَ هَوَازِنَ وَبَنِي نَصْرٍفَرَشَقُوهُمْ رَشْقًا مَا يَكَادُونَ يُخْطِئُونَ،أَقْبَلُوا هُنَاكَ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى

[1] دلائل النبوۃ للبیہقی ۱۲۹؍۵،زادالمعاد۴۱۳؍۳، مغازی واقدی ۸۹۸؍۳،ابن ہشام ۴۴۵؍۲،الروض الانف ۲۸۷؍۷،عیون الآثر۲۴۱؍۲، تاریخ طبری ۷۵؍۳

[2] ابن ہشام۴۴۵؍۲ ،الروض الانف ۲۸۸؍۷،عیون الآثر۲۳۹؍۲،تاریخ طبری ۷۶؍۳،البدایۃ والنہایۃ ۳۷۳؍۴، زادالمعاد۴۱۲؍۳،دلائل النبوۃ للبیہقی ۱۲۶؍۵

اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى بَغْلَتِهِ الْبَيْضَاءِ، وَأَبُو سُفْيَانَ بْنُ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ يَقُودُ بِهِ ، فَنَزَلَ فَاسْتَنْصَرَ

ابن اسحاق رحمہ اللہ کہتے ہیں ایک شخص نے براء بن عازب سے کہااے ابوعمارہ! کیا تم غزوہ حنین کے دن فرار ہوئے تھے ؟انہوں نے کہااللہ کی قسم نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیٹھ نہیں موڑی بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اصحاب میں سے چند نوجوان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جن کے پاس تیروں سے بچنے کے لئے زرہیں اور خود نہیں تھے یا پورے ہتھیار نہیں تھے نکلے،ان کامقابلہ ہوزان اور بنی نصر کے ایسے تیراندازوں سے ہوا جن کا کوئی تیر نشانہ سے نہیں چوکتا تھا انہوں نے یک بارگی تیروں کی ایسی بوچھاڑ کی کوئی تیر خطانہ ہوااور وہ مقابلہ کی تاب نہ لاکر پیچھے ہٹ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آگئے ،اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفید خچر پرسوار تھے اور ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب اسے چلا رہے تھے ،یہ دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم خچر سے نیچے اترے اور اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کی اور فرمایا الٰہی اپنی مدد نازل فرما۔[1]

قَالَ: وَالْتَفَتَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَئِذٍ إِلَى أَبِي سُفْيَانَ بْنِ الْحَارِثِ وَهُوَ مُقَنَّعٌ فِي الْحَدِيدِ، وَكَانَ مِمَّنْ صَبَرَ يَوْمَئِذٍ، وَهُوَ آخِذٌ بِثَفَرِ بَغْلَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ هَذَا؟قَالَ: ابْنُ أُمِّكَ يَا رَسُولَ اللهِ.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو مڑکر دیکھا توابوسفیان بن حارث کو اپنے پاس پایا یہ ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ میں صبر کیا تھا اور ان کا اسلام بہت اچھا تھا اور آپ کی خچر کی رکاب تھامے ہوئے تھے ،آپ نے ان کو دیکھ کر پوچھا یہ کون ہے؟انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم !میں ہوں آپ کا چچازاد بھائی ہوں۔[2]

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجاہدین اسلام کو حکم دیا کہ دشمن پر سخت اور بہادرانہ حملہ کرو جو شخص جسے قتل کرے گا اس کا سب سامان اسی کا ہو گا اس پر مجاہدین نے دشمن پر سخت حملہ کیا،جب گھمسان کی لڑائی شروع ہوگئی اور میدان کارزار گرم ہوگیا میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو خچر پر سوار تھے اونچے ہو کر لڑائی کو دیکھا

فَقَالَ: الْآنَ حَمِيَ الْوَطِيسُ

اور ملاحظہ کر کے فرمایا ہاں اب لڑائی کا تنور خوب گرم ہوا ہے۔[3]

أَنَّ أَبَا طَلْحَةَ قَتَلَ يَوْمَ حُنَيْنٍ عِشْرِينَ رَجُلًا، فَأَخَذَ أَسْلَابَهُمْ

چنانچہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کفار کے بیس آدمیوں کو جہنم وصل کیا اور اس کا مال حاصل کیا۔[4]

برا رضی اللہ عنہ کہتے ہیں واللہ !جب گھمسان کی جنگ شروع ہوئی تو ہم آپ کے پیچھے ہوکر اپنا بچاؤ کرتے تھے اور ہم میں سے وہ آدمی بڑا شجاع سمجھا جاتا تھا جو آپ کے ساتھ شانہ بشانہ کھڑا ہو کر دشمن کا مقابلہ کرتا تھا۔

[1] صحیح مسلم کتاب الجهادوالسیر بَابٌ فِي غَزْوَةِ حُنَيْنٍ ۴۶۱۵

[2] ابن ہشام ۴۴۶/۲،الروض الانف ۲۸۸/۷ ،مغازی واقدی ۹۰۰/۳

[3] صحیح مسلم کتاب الجهادوالسیر بَابٌ فِي غَزْوَةِ حُنَيْنٍ ۴۶۱۲

[4]

مشرکین نے چاروں طرف سے آپ کو گھیر رکھا تھا اور رسول اللہ ﷺ اپنے خچر سے نیچے اترے اور اللہ سے نصرت کی دعا مانگی، فرمایا اے اللہ! اپنی مدد نازل فرما، آپ یہ بھی فرماتے جاتے تھے۔

أَنَا النَّبِيُّ لا كَذِبْ   أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ

میں سچا رسول ہوں، اللہ نے مجھ سے فتح ونصرت کا جو وعدہ کیا ہے وہ سچ ہے اور میں عبد المطلب کا بیٹا ہوں۔

إِيَاسُ بْنُ سَلَمَةَ، حَدَّثَنِي أَبِي، قَالَ: فَلَمَّا غَشُوا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَزَلَ عَنِ الْبَغْلَةِ، ثُمَّ قَبَضَ قَبْضَةً مِنْ تُرَابٍ مِنَ الْأَرْضِ، ثُمَّ اسْتَقْبَلَ بِهِ وُجُوهَهُمْ، فَقَالَ:شَاهَتِ الْوُجُوهُ، فَمَا خَلَقَ اللهُ مِنْهُمْ إِنْسَانًا إِلَّا مَلَأَ عَيْنَيْهِ تُرَابًا بِتِلْكَ الْقَبْضَةِ

سلمہ رضی اللہ عنہ بن اکوع سے مروی ہے جب کفار نے رسول اللہ ﷺ کو ڈھانپ لیا تو آپ نے خچر سے اتر کر ایک مٹھی مٹی لی اور شَاهَتِ الْوُجُوهُ کہہ کر دشمن کی طرف پھینکی اور فرمایا دشمنوں کے منہ رسوا ہو گئے کوئی آدمی ایسا نہ تھا کہ جس کی آنکھ میں وہ مٹی نہ بھر گئی ہو۔[1]

اسی وقت اللہ کی مدد نازل ہوگئی، اللہ نے اپنے رسول اور مسلمانوں پر تسکین نازل فرمائی اور ایسے لشکروں کو بھیج دیا جو نظر نہ آتے تھے۔

عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ لَقَدْ رَأَيْتُ قَبْلَ هَزِيمَةِ الْقَوْمِ وَالنَّاسُ يَقْتَتِلُونَ يَوْمَ حُنَيْنٍ مِثْلَ الْبِجَادِ الْأَسْوَدِ، أَقْبَلَ مِنَ السَّمَاءِ حَتَّى سَقَطَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقَوْمِ، فَنَظَرْتُ فَإِذَا نَمْلٌ أَسْوَدُ مَبْثُوثٌ قَدْ مَلَأَ الْوَادِيَ، فَلَمْ يَكُنْ إِلَّا هَزِيمَةَ الْقَوْمِ، فَلَمْ أَشُكَّ أَنَّهَا الْمَلَائِكَةُ

جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ راوی ہیں ہوزان کی شکست اور پسپائی سے کچھ پہلے ایک سیاہ چادر میں نے آسمان سے اترتے دیکھی، وہ چادر ہمارے اور دشمن کے درمیان آ گری، دفعتاً اس میں سے سیاہ چیونٹیاں نکلیں اور تمام وادی میں پھیل گئیں، مجھے ان کے فرشتہ ہونے میں ذرہ برابر شک نہ تھا ان کا اترنا تھا کہ دشمنوں کو شکست ہوئی۔[2]

وَقَالَ: انْهَزَمُوا، وَرَبِّ الْكَعْبَةِ!

رسول اللہ ﷺ نے میدان جنگ کو ملاحظہ کر کے فرمایا قسم ہے محمد کے رب کی! انہوں نے شکست کھائی، قسم ہے محمد کے رب کی! انہوں نے شکست کھائی۔[3]

قَالَ عَبَّاسٌ: فَذَهَبْتُ أَنْظُرُ فَإِذَا الْقِتَالُ عَلَى هَيْئَتِهِ فِيمَا أَرَى، قَالَ: فَوَاللهِ، مَا هُوَ إِلَّا أَنْ رَمَاهُمْ بِحَصَيَاتِهِ فَمَا زِلْتُ

---

[1] صحیح مسلم كتاب اجهادالسير بَابٌ فِي غَزْوَةِ حُنَيْنٍ۴۶۱۹،فتح الباری ۸،۳۲، زادالمعاد۳،۴۱۴،دلائل النبوة للبيهقى ۵،۱۴۰،عیون الآثر ۲،۲۴۱، شرح الزرقانی علی المواهب۳،۵۱۱

[2] فتح الباری ۷،۳۱۲، زادالمعاد۳،۴۱۴،مغازی واقدی ۳،۹۰۵،ابن ہشام۲،۴۴۹،الروض الانف ۷،۲۹۳،عیون الآثر۲،۲۴۱،تاریخ طبری ۳،۷۷،شرح الزرقانی علی المواهب۳،۵۱۵

[3] ابن سعد۲،۱۱۵، مغازی واقدی۳،۸۹۹

أَرَى حَدَّهُمْ كَلِيلًا، وَأَمْرَهُمْ مُدْبِرًا قَالَ: وَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْكُضُ خَلْفَهُمْ عَلَى بَغْلَتِهِ

عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے سر اٹھا کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ ابھی لڑائی بدستور جاری ہے مگر آپ کے کنکر پھینکنے کے بعد ان کا جوش ٹوٹنے لگا اور قوت کمزور پڑنے لگی، اور ایک لمحہ میں بہادران ہوزان کے باوجود قوت وشوکت کے پاؤں اکھڑ گئے، میں نے دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پیچھے اپنا خچر دوڑا رہے تھے۔[1]

وَلَمَّا انْهَزَمَتْ هَوَازِنُ اسْتَحَرَ الْقَتْلُ مِنْ ثَقِيفٍ فِي بَنِي مَالِكٍ، فَقُتِلَ مِنْهُمْ سَبْعُونَ رَجُلا، وَلَمَّا انْهَزَمَ الْمُشْرِكُونَ أَتَوُا الطَّائِفَ، وَمَعَهُمْ مَالِكُ بْنُ عَوْفٍ، وَعَسْكَرَ بَعْضُهُمْ بِأَوْطَاسَ، وَتَوَجَّهَ بَعْضُهُمْ نَحْوَ نَخْلَةَ،وَكَانَتْ رَايَةُ الْأَحْلَافِ مَعَ قَارِبِ بْنِ الْأَسْوَدِ، فَلَمَّا انْهَزَمَ النَّاسُ أَسْنَدَ رَايَتَهُ إِلَى شَجَرَةٍ، وَهَرَبَ هُوَ وَبَنُو عَمِّهِ وَقَوْمُهُ مِنَ الْأَحْلَافِ، فَلَمْ يُقْتَلْ مِنَ الْأَحْلَافِ غَيْرُ رَجُلَيْنِ: رَجُلٍ مِنْ غِيَرَةَ، يُقَالُ لَهُ وَهْبٌ، وَآخَرُ مِنْ بَنِي كُبَّةَ ، يُقَالُ لَهُ الْجُلَاحِ

جب ہوزان شکست سے دوچار ہوئے تو ثقیف کے قبیلے بنو مالک میں سخت خونریزی ہوئی ان کے جھنڈے کے نیچے ان کے ستر آدمی کام آئے ان میں عثمان بن عبداللہ بن ربیعہ بھی تھا جس نے قوم کے سردار ذی الخمار کے قتل ہونے کے بعد بنوثقیف کا جھنڈا اٹھا رکھا تھا اور احلاف کا جھنڈا قارب بن اسود کے ہاتھ میں تھا جب شکست ہوئی تو قارب اور اس کی قوم احلاف میدان چھوڑ کر بھاگ گئے ان کے صرف دو آدمی جنگ میں کام آئے، ایک بنی غبرہ میں سے جس کو وہب کہتے تھے اور دوسرا بنی کبہ میں سے جس کا نام جلاح تھا، شکست کے بعد ہوزان وثقیف کا سردار وسپہ سالار مالک بن عوف نصری ایک جماعت کے ساتھ بھاگا اور طائف میں جا کر دم لیا اور کچھ لوگوں نے بھاگ کر مقام اوطاس میں پناہ لی اور کچھ لوگ جن کے ساتھ درید بن صمہ تھا بھاگ کر نخلہ میں پہنچے، ان میں بہت سوں کو مسلمانوں نے اسیر کر لیا اور بہت کچھ مال واسباب ہاتھ آیا۔[2]

عَنْ أَنَسٍ،قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ، اقْتُلْ مَنْ بَعْدَنَا مِنَ الطُّلَقَاءِ انْهَزَمُوا بِكَ؟فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:يَا أُمَّ سُلَيْمٍ، إِنَّ اللهَ قَدْ كَفَى وَأَحْسَنَ

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فتح کے بعد ام سلیم رضی اللہ عنہا نے عرض کیا اے اللہ کے رسول!یہ طلقاء جو ہمارے ساتھ ہیں اور آپ کی معیت کے باوجود بھاگ کھڑے ہوئے انہیں قتل کر دیں (یعنی ان کا ایمان صحیح معلوم نہیں ہوتا اگر صحیح معنوں میں مسلمان ہوتے تو آپ کو تنہا چھوڑ کر فرار نہ ہوتے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ام سلیم!اللہ کافی ہو گیا اور اس نے بڑا احسان کیا۔[3]

دشمن کا جاسوس:

سَلَمَةُ بْنُ الْأَكْوَعِ، قَالَ: غَزَوْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَوَازِنَ، فَبَيْنَا نَحْنُ نَتَضَحَّى مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى

---

[1] صحیح مسلم کتاب الجهاد والسير بَابٌ فِي غَزْوَةِ حُنَيْنٍ ۴۶۱۳،۴۶۱۲

[2] عیون الآثر۲۴۱/۲،ابن ہشام ۴۴۹/۲

[3] صحیح مسلم کتاب الجهادبَابُ غَزْوَةِ النِّسَاءِ مَعَ الرِّجَالِ۴۶۸۰

اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ جَاءَ رَجُلٌ عَلَى جَمَلٍ أَحْمَرَ ،فَأَنَاخَهُ، ثُمَّ انْتَزَعَ طَلَقًا مِنْ حَقَبِهِ، فَقَيَّدَ بِهِ الْجَمَلَ، ثُمَّ تَقَدَّمَ يَتَغَدَّى مَعَ الْقَوْمِ،وَجَعَلَ يَنْظُرُ وَفِينَا ضَعْفَةٌ وَرِقَّةٌ فِي الظَّهْرِ، وَبَعْضُنَا مُشَاةٌ، إِذْ خَرَجَ يَشْتَدُّ، فَأَتَى جَمَلَهُ، فَأَطْلَقَ قَيْدَهُ ثُمَّ أَنَاخَهُ، وَقَعَدَ عَلَيْهِ، فَأَثَارَهُ فَاشْتَدَّ بِهِ الْجَمَلُ ،فَاتَّبَعَهُ رَجُلٌ عَلَى نَاقَةٍ وَرْقَاءَ،

سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ حنین میں جہاد کیا ابھی لشکر مجاہدین حنین ہی میں تھا کہ ایک دن صبح کے وقت جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم صبح کا کھانا تناول کر رہے تھے کہ ایک شخص سرخ اونٹ پر سوار ہو کر آیا اس نے اپنے اونٹ کی کمر سے ایک تسمہ نکال کر اسے باندھ دیا پھر وہ آگے بڑھا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھانے لگا کھانا کھاتے ہوئے وہ (مشکوک انداز میں) ادھر ادھر بھی دیکھتا جاتا تھا، ابھی تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ وہ شخص تیزی کے ساتھ اپنے اونٹ کے طرف لپکا اور اس کا تسمہ کھولا اور اسے بٹھا کر اس پر سوار ہوا اور تیزی کے ساتھ اسے دوڑایا، ایک مجاہد نے ایک خاکی رنگ کی اونٹنی پر اس شخص کا تعاقب کیا، مجاہدین میں ہر ایک کے پاس سواری نہیں تھی لشکر میں بہت سے پیادہ بھی تھے اور جنگی ساز وسامان کے لحاظ سے بھی کمزور تھے، سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بھی انہی لوگوں میں تھے،

قَالَ سَلَمَةُ: وَخَرَجْتُ أَشْتَدُّ فَكُنْتُ عِنْدَ وَرِكِ النَّاقَةِ، ثُمَّ تَقَدَّمْتُ حَتَّى كُنْتُ عِنْدَ وَرِكِ الْجَمَلِ،ثُمَّ تَقَدَّمْتُ حَتَّى أَخَذْتُ بِخِطَامِ الْجَمَلِ فَأَنَخْتُهُ، فَلَمَّا وَضَعَ رُكْبَتَهُ فِي الْأَرْضِ اخْتَرَطْتُ سَيْفِي، فَضَرَبْتُ رَأْسَ الرَّجُلِ، فَنَدَرَ،ثُمَّ جِئْتُ بِالْجَمَلِ أَقُودُهُ عَلَيْهِ رَحْلُهُ وَسِلَاحُهُ،فَاسْتَقْبَلَنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ مَعَهُ،فَقَالَ:مَنْ قَتَلَ الرَّجُلَ؟قَالُوا: ابْنُ الْأَكْوَعِ، قَالَ:لَهُ سَلَبُهُ أَجْمَعُ

کہتے ہیں میں نے بغیر سواری کے اس شخص کا تعاقب کیا میں برابر اس کے پیچھے بھاگتے رہا یہاں تک کہ میں اونٹنی کے سرین تک پہنچ گیا پھر میں نے اور تیزی دکھائی اور آگے بڑھ کر اونٹ کی نکیل کو پکڑ لیا اور اونٹ کو بٹھایا جیسے ہی اونٹ نے اپنا گھٹنا زمین پر رکھا میں نے تلوار کھینچ لی اور اس شخص کے سر پر ایک وار کیا (جس کی ضرب سے وہ سوار مر گیا)

پھر میں اس شخص کے اونٹ کو مع پالان اور ہتھیار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے مجاہدین نے میرا استقبال کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا اس شخص کو کس نے قتل کیا، سب نے کہا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کا سارا سامان اسی کا ہے۔[1]

غزوہ حنین کے شہدا:

اس غزوہ میں صرف چار مسلمان شہید ہوئے۔

مِنْ قُرَيْشٍ ثُمَّ مِنْ بَنِي هَاشِمٍ: أَيْمَنُ بْنُ عُبَيْدٍ

قریش کی شاخ بنو ہاشم میں سے ایمن رضی اللہ عنہ بن عبید۔

[1] صحیح مسلم کتاب الجهادوالسیربَابُ اسْتِحْقَاقِ الْقَاتِلِ سَلَبَ الْقَتِيلِ۴۵۷۲

وَمِنْ بَنِي أَسَدِ بْنِ عَبْدِ الْعُزَّى: يَزِيدُ بْنُ زَمْعَةَ بْنِ الْأَسْوَدِ بْنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ أَسَدٍ، جَمَحَ بِهِ فَرَسٌ لَهُ يُقَالُ لَهُ الْجَنَاحُ، فَقُتِلَ.

بنی اسد بن عبد العزیٰ میں سے یزید رضی اللہ عنہ بن زمعہ بن اسود بن مطلب بن اسد، ان کے گھوڑے نے جس کا نام جناح تھا بے قابو ہو کر ان کو شہید کیا۔

وَمِنْ الْأَنْصَارِ: سُرَاقَةُ بْنُ الْحَارِثِ بْنِ عَدِيٍّ، مِنْ بَنِي الْعَجْلَانِ.

انصار میں سے سراقہ رضی اللہ عنہ بن حارث بن عدی جن کا تعلق بنو عجلان سے تھا۔

وَمِنْ الْأَشْعَرِيِّينَ: أَبُو عَامِرٍ الْأَشْعَرِيُّ.

اور بنی اشعر میں سے ابو عامر اشعری رضی اللہ عنہ۔ [1]

کفار کے مقتولین :

جبکہ اس جنگ میں کفار کے ستر سے زیادہ آدمی جہنم وصل ہوئے۔

اموال غنیمت:

وَكَانُوا سِتَّةَ آلَافِ نَفْسٍ مِنَ النِّسَاءِ وَالْأَطْفَالِ

چھ ہزار عورتیں اور بچے۔ [2]

وَكَانَ السَّبْيُ سِتَّةَ آلَافِ رَأْسٍ، وَالْإِبِلُ أَرْبَعَةً وَعِشْرِينَ أَلْفًا، وَالْغَنَمُ أَكْثَرَ مِنْ أَرْبَعِينَ أَلْفَ شَاةٍ، وَأَرْبَعَةَ آلَافِ أُوقِيَّةَ فِضَّةً

چھ ہزار چارپہ جات، چوبیس ہزار اونٹ، چالیس ہزار سے زائد بکریاں، چار ہزار اوقیہ چاندی (ایک اوقیہ ساڑھے دس درہم یعنی اڑھائی تولہ وزن کا ہے اس طرح چاندی کا مجموعی وزن دس ہزار تولہ سے کچھ زائد تھا) کئی ہزار بوریاں اجناس۔ [3]

ثُمَّ جُمِعَتْ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبَايَا حُنَيْنٍ وَأَمْوَالُهَا، وَكَانَ عَلَى الْمَغَانِمِ مَسْعُودُ بْنُ عَمْرٍو الْغِفَارِيُّ، وَأَمَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالسَّبَايَا وَالْأَمْوَالِ إِلَى الْجِعْرَانَةِ، فَحُبِسَتْ بِهَا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حنین کے تمام اموال غنیمت اور قیدیوں کو جمع کر کے مسعود رضی اللہ عنہ بن عمرو غفاری کو حکم فرمایا کہ انہیں مقام جعرانہ میں لے جا کر مقید رکھو۔ [4]

وقال البلاذري: بُدَيْلِ بْنِ وَرْقَاءَ الْخُزَاعِيُّ

---

[1] ابن ہشام ۲/۴۵۹

[2] فتح الباری ۸/۴۸

[3] زادالمعاد ۳/۴۱۵، عیون الآثر ۲/۲۴۲، ابن سعد ۲/۱۱۶، شرح الزرقانی علی المواهب ۴/۱۹

[4] ابن ہشام ۲/۴۵۹، الروض الانف ۷/۳۰۵

بلاذری رحمۃ اللہ کہتے ہیں بدیل رضی اللہ عنہ بن ورقاء الخزاعی کو حکم فرمایا تھا۔ (۱)

أخذ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يوم حنين وبرة من سنام بعير من الغنائم، فجعلها بين أصبعه،أَيُّهَا النَّاسُ وَاللهِ مَا لِي مِنْ فَيْئِكُمْ وَلَا هَذِهِ الْوَبَرَةِ إِلَّا الْخُمُسُ، وَالْخُمُسُ مَرْدُودٌ عَلَيْكُمْ، فَأَدُّوا الْخِيَاطَ وَالْمَخِيطَ، فَإِنَّ الْغُلُولَ عَارٌ وَنَارٌ وَشَنَارٌ عَلَى أَهْلِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، فَجَاءَ أنصاري بِكُبَّةٍ خيط مِنْ خُيُوطِ شَعَرٍ،فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ أَخَذْتُ هَذِهِ الوبرة لأخيط بِهَا بَرْذَعَةَ بَعِيرٍ لِي دَبِرَ فقال صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:أَمَّا حَقِّي مِنْهَا لَكَ، فَقَالَ الرَّجُلُ: أَمَّا إِذْ بَلَغَ الْأَمْرُ هَذَا فَلَا حَاجَةَ لِي بِهَا، فَرَمَى بِهَا مِنْ يَدِهِ

جب غنیمت جمع ہوگئی تو ابن اسحاق میں ہے رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے غزوہ حنین کے موقع پر (اونٹ کا ایک بال پکڑ کر) فرمایا لوگو! تمہاری اس غنیمت سے بجز خمس میرے لئے اس بال جتنی چیز بھی حلال نہیں اور خمس بھی تم میں تقسیم کیا جاتا ہے اس لئے سوئی اور دھاگے جتنی چیز بھی مال غنیمت میں جمع کراؤ، غنیمت کے مال میں چوری کرنا یا اس سے کچھ چھپالینا قیامت کے دن رسوائی اور عذاب کا موجب ہوگا، یہ سن کر انصار کا ایک آدمی مٹھی بھر اون لایا اور بولا اے اللہ کے رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! میں نے اپنے اونٹ کا گدا سینے کے لئے غنیمت کے مال سے یہ اون لی تھی، آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا اس میں جو میرا حصہ ہے وہ میں تمہیں دیتا ہوں، وہ شخص بولا اگر اس سلسلہ میں اس قدر سختی ہے تو مجھے اس کی کوئی حاجت نہیں پھر اسے غنیمت کے مال میں پھینک دیا۔ (۲)

رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا حلم:

جُبَيْرُ بْنُ مُطْعِمٍ:أَنَّهُ بَيْنَمَا هُوَ يَسِيرُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ النَّاسُ مَقْفَلَهُ مِنْ حُنَيْنٍ، فَعَلِقَهُ النَّاسُ يَسْأَلُونَهُ حَتَّى اضْطَرُّوهُ إِلَى سَمُرَةٍ، فَخَطِفَتْ رِدَاءَهُ، فَوَقَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: أَعْطُونِي رِدَائِي، لَوْ كَانَ لِي عَدَدُ هَذِهِ العِضَاهِ نَعَمًا لَقَسَمْتُهُ بَيْنَكُمْ،ثُمَّ لاَ تَجِدُونِي بَخِيلًا، وَلاَ كَذُوبًا، وَلاَ جَبَانًا

جبیر رضی اللہ عنہ بن مطعم سے مروی ہے جب رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم حنین سے واپس تشریف لارہے تھے میں بھی دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ آپ کے ہمراہ چل رہا تھا راستہ میں بدوؤں نے آپ کو گھیر لیا وہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے سوال کرتے تھے کہ ہمیں بھی کچھ دیں، وہ آپ کو گھسیٹتے گھسیٹتے ایک ببول کے درخت کے نیچے لے گئے جس کے کانٹوں میں الجھ کر آپ کی چادر مبارک آپ کے بدن سے اتر گئی، نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم وہاں کھڑے ہوگئے اور فرمایا مجھے میری چادر دو اگر اس جنگل میں اگنے والے درختوں جتنے بھی میرے پاس بکریاں ہوتیں تو میں تمہارے درمیان تقسیم کر دیتا پھر تم مجھے بخیل، بزدل اور وعدہ خلافی کرنے والا نہ پاتے۔ (۳)

(۱) شرح الزرقانی علی المواهب۶،۴

(۲) شرح الزرقانی علی المواهب۱۸،۴،دلائل النبوة للبیهقی۱۹۴،۵،ابن ہشام ۴۹۲،۲،الروض الانف ۳۵۶،۷، تاریخ طبری ۸۹،۳،البدایة والنهایة ۴۰۵،۴،السیرة النبویة لابن کثیر۶۶۹،۳

(۳) صحیح بخاری کتاب الجهادبَابُ الشَّجَاعَةِ فِي الحَرْبِ وَالجُبْنِ۲۸۲۱، مسنداحمد۱۶۷۵۶،شرح الزرقانی علی المواهب ۲۶،۴،البدایة والنهایة۴۰۶،۴،السیرة النبویة لابن کثیر۶۷۰،۳

وفد بنی ربیعہ:

یہ قبیلہ بنو عامر بن صعصعہ کی ایک شاخ تھا، غزوہ حنین کے بعد خالد بن ہوذہ اپنے دو بیٹوں عداء بن خالد بن ہوذہ اور عمرو بن خالد بن ہوذہ کے ساتھ وفد کی صورت میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کر لیا اس موقع پر عداء بن خالد رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک لونڈی یا غلام خریدا جس کے لئے باقاعدہ ایک تحریر لکھی گئی۔

قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَجِيدِ بْنُ وَهْبٍ، قَالَ: قَالَ لِي الْعَدَّاءُ بْنُ خَالِدِ بْنِ هَوْذَةَ، أَلَا نُقْرِئُكَ كِتَابًا كَتَبَهُ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: قُلْتُ: بَلَى، فَأَخْرَجَ لِي كِتَابًا، فَإِذَا فِيهِ:

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ هَذَا مَا اشْتَرَى الْعَدَّاءُ بْنُ خَالِدِ بْنِ هَوْذَةَ مِنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، اشْتَرَى مِنْهُ عَبْدًا أَوْ أَمَةً، لَا دَاءَ، وَلَا غَائِلَةَ، وَلَا خِبْثَةَ، بَيْعَ الْمُسْلِمِ لِلْمُسْلِمِ

عبدالمجید بن الوہب (ابویزید) سے مروی ہے کہ ایک دن عداء بن خالد بن ہوذہ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا کیا میں تم کو وہ مکتوب نہ سناؤں جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لئے تحریر کروایا تھا، میں نے کہا ضرور، تو انہوں نے ایک مکتوب نکالا جس میں تحریر تھا

بسم اللہ الرحمن الرحیم: یہ وہ سودا ہے جو عداء بن خالد بن ہوذہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تھا، غلام یا لونڈی کی بابت جس میں نہ کوئی مرض ہے نہ کوئی عیب نہ کوئی خرابی، مسلمان کا سودا مسلمان سے ہے۔[1]

ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عداء رضی اللہ عنہ بن خالد بن ہوذہ سے کچھ خریدا تھا۔

عَنِ العَدَّاءِ بْنِ خَالِدٍ، قَالَ: كَتَبَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هَذَا مَا اشْتَرَى مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مِنَ العَدَّاءِ بْنِ خَالِدٍ، بَيْعَ المُسْلِمِ مِنَ المُسْلِمِ، لاَ دَاءَ وَلاَ خِبْثَةَ، وَلاَ غَائِلَةَ وَقَالَ قَتَادَةُ :الغَائِلَةُ الزِّنَا، وَالسَّرِقَةُ، وَالإِبَاقُ

عداء رضی اللہ عنہ بن خالد بن ہوذہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بیع نامہ لکھ دیا تھا یہ وہ تحریر ہے جس میں محمد اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا عداء بن خالد سے خریدنے کا بیان ہے، یہ بیع مسلمان کی مسلمان کے ہاتھ، نہ اس میں کوئی عیب ہے نہ کوئی فریب نہ فسق و فجور، نہ کوئی بدباطنی ہے، اور قتادہ نے کہا غائلہ زنا، چوری اور بھاگنے کی عادت کو کہتے ہیں۔[2]

قال القاضي عياض هذا مقلوب، والصواب كما في الترمذي والنسائي وابن ماجة وابن منده موصولاً لأن المشتري العداء من مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اس روایت کے بارے میں علامہ قسطلانی رحمہ اللہ نے قاضی عیاض رحمہ اللہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ یہ حدیث مقلوب ہے اور صحیح بات وہی

[1] جامع ترمذی ابواب البیوع بَابُ مَا جَاءَ فِي كِتَابَةِ الشُّرُوطِ ۱۲۱۶، سنن ابن ماجہ کتاب التجارات بَابُ شِرَاءِ الرَّقِيقِ ۲۲۵۱، السنن الکبری للنسائی ۱۱۶۸۸، ابن سعد ۳۷/۷، شرح الزرقانی علی المواہب ۵۸/۵

[2] صحیح بخاری کتاب البیوع بَابُ إِذَا بَيَّنَ البَيِّعَانِ وَلَمْ يَكْتُمَا وَنَصَحَا

ہے جس کو امام ترمذی رحمہ اللہ، امام نسائی رحمہ اللہ، امام ابن ماجہ رحمہ اللہ اور ابن مندہ رحمہ اللہ نے سند متصل کے ساتھ بیان کیا ہے کہ مشتری عداء رضی اللہ عنہ بن خالد تھے اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خرید اتھا۔ [۱]

فَكَتَبَ لَهُ كِتَابًا: اشْتَرَى الْعَدَّاءُ بْنُ خَالِدِ بْنِ هَوْذَةَ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ نے صراحت کے ساتھ لکھا ہے عداء رضی اللہ عنہ بن خالد بن ہوزہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک غلام خرید اتھا جس کا بیع نامہ بھی ان کے پاس موجود تھا، جمہور محدثین اور ارباب سیر کی بھی یہی رائے ہے کہ بیچنے والے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور خریدنے والے عداء بن خالد رضی اللہ عنہ تھے۔ [۲] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عداء بن خالد رضی اللہ عنہ اور ان کے قبیلے بنو ربیعہ کو ایک جاگیر بھی عطا فرمائی جس کے لئے یہ دستاویز لکھی گئی۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

هذامااعطى محمدرَسُولُ اللهِ(صلى الله عليه وسلم)لِلْعَدَّاءِ بْنِ خَالِدِ بْنِ هَوْذَةَ وَمَنْ تَبِعَهُ مِنْ عَامِرِ بْنِ عِكْرِمَةَ أَنَّهُ أَعْطَاهُمْ مَا بَيْنَ الْمِصْبَاعَةِ إِلَى الزِّجِّ وَلِوَابَةَ. يَعْنِي لِوَابَةَ الْخَرَّارِ.

وَكَتَبَ خَالِدُ بْنُ سَعِيدٍ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ وہ عطیہ ہے جو محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے بنو ربیعہ کو جو عامر بن عکرمہ میں سے ہیں (عامر بن صعصعہ کے جد امجد کا نام عکرمہ تھا اس لئے قبیلہ عامر بن صعصعہ کو عامر بن عکرمہ بھی کہا جاتا ہے) دیا، آپ نے ان کو مصباعہ (بعض کتابوں میں اس کو مضیاعہ اور بعض میں ضباعہ تحریر کیا گیا ہے، مگر کچھ اہل علم کے قیاس کے مطابق صحیح لفظ مضیاعہ ہے) سے لے کر زج اور لوابہ تک عطا فرمایا۔

کاتب خالد بن سعید۔ [۳]

اہل سیر نے تصریح کی ہے کہ زج ایک چشمہ تھا اس کے قریب ہی لواثہ نام کا ایک گاؤں تھا اس لئے دونوں کا تذکرہ ایک ساتھ کیا جاتا ہے۔

جنگ اوطاس

فرار ہونے والوں کا تعاقب:

بنو ہوزان اور بنو ثقیف کا ایک گروہ مغلوب ہو کر گرفتار ہو گیا، ایک شکست خردہ گروہ درید بن صمہ کی سربراہی میں فرار ہو کر اوطاس پہنچ کر جمع ہوا، جبکہ ایک گروہ طائف میں پناہ گزین ہوا،

عَنْ أَبِي مُوسَى، قَالَ: لَمَّا فَرَغَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ حُنَيْنٍ بَعَثَ أَبَا عَامِرٍ عَلَى جَيْشٍ إِلَى أَوْطَاسٍ،فَأَخَذَ

۱. إرشاد الساري لشرح صحيح البخاري ۴/۲۳
۲. الاستيعاب ۳/۱۲۳۷
۳. ابن سعد ۱/۲۰۹

بِخِطَامِ جَمَلِهِ وَهُوَ يَظُنّ أَنّهُ امْرَأَةٌ، وَذَلِكَ أَنّهُ كان فِي شِجَارٍ لَهُ فَإِذَا هُوَ رَجُلٌ فَأَنَاخَ بِهِ، وَهُوَ شَيْخٌ كَبِيرٌ ، وَإِذَا هُوَ دُرَيْدُ بْنُ الصِّمّةِ وَلَا يَعْرِفُهُ الْغُلَامُ، فَقَالَ لَهُ دُرَيْدٌ: مَاذَا تُرِيدُ بِي؟ قَالَ: قَتْلَك، قَالَ لَهُ دُرَيْدٌ: مَنْ أَنْتَ؟قَالَ: أَنَا رَبِيعَةُ بْنُ رُفَيْعٍ السّلَمِيّ

ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب غزوہ حنین سے فارغ ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو عامر اشعری رضی اللہ عنہ (ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے چچا) کوجھنڈا عطافرما کرصحابہ کرام کی ایک تھوڑی سی جماعت پر امیر مقرر فرما کر اوطاس کی طرف روانہ کیا،وہاں درید بن صمہ اوراس کے ساتھیوں سے مقابلہ ہوا،ربیعہ بن رفیع رضی اللہ عنہ نے درید بن صمہ کو جو کجاوے میں سوار تھا عورت سمجھ کر پکڑا مگر جب اس نے اونٹ کو بٹھایا تومعلوم ہوا کہ کجاوے میں بوڑھا درید بن صمہ سوار ہے،ربیعہ بن رفیع رضی اللہ عنہ اس کونہیں جانتے تھے،درید بولا تم میرے ساتھ کیاسلوک کرناچاہتے ہو؟ربیعہ بن رفیع رضی اللہ عنہ نے کہامیں تمہیں قتل کرناچاہتاہوں،درید نے پوچھا تم کون ہو؟اس نے کہامیں ربیعہ بن رفیع رضی اللہ عنہ سلمی ہوں،فَضَرَبَهُ بِسَيْفِهِ فَلَمْ يُغْنِ شَيْئًا،قَالَ دُرَيْدٌ: بِئْسَ مَا سَلّحَتْك أُمّك! خُذْ سَيْفِي مِنْ وَرَاءِ الرّحْلِ فِي الشّجَارِ فَاضْرِبْ بِهِ وَارْفَعْ عَنْ الطعام واخفض عن الدّماغ، فإِن كُنْت كَذَلِكَ أَقْتُلُ الرّجَالَ،ثُمّ إذَا أَتَيْت أُمّك فَأَخْبِرْهَا أَنّك قَتَلْت دُرَيْدَ بْنَ الصّمّةِ،فَرُبّ يَوْمٍ قَدْ مَنَعْت فِيهِ نِسَاءَك! زَعَمَتْ بَنُو سُلَيْمٍ أَنّ رَبِيعَةَ لَمّا ضَرَبَهُ تَكَشّفَ لِلْمَوْتِ عِجَانُهُ ، وَبُطُونُ فَخِذَيْهِ مِثْلَ الْقَرَاطِيسِ مِنْ رُكُوبِ الْخَيْلِ، فَلَمّا رَجَعَ رَبِيعَةُ إلَى أُمّهِ أَخْبَرَهَا بِقَتْلِهِ إيّاهُ فَقَالَتْ: وَاَللهِ لَقَدْ أَعْتَقَ أُمّهَاتٍ لَك ثَلَاثًا

پھرانہوں نے درید پرتلوار کاوار کیامگر کارگرثابت نہ ہوا،درید بولا تیری ماں نے تجھے بڑے برے ہتھیار سے مسلح کیاہے،پالان کے پیچھے سے میری تلوار لے اوراس کے ساتھ مجھے قتل کرمگرخیال رکھناتلوار دماغ کے نیچے اورہڈیوں سے اوپرپڑے میں لوگوں کواسی طرح قتل کیاکرتاتھا،پھرجب گھرپہنچوتواپنی ماں سے کہنا آج میں نے درید بن صمہ کوقتل کرآیاہوں،واللہ!میں نے متعدد جنگوں میں تیرے قبیلہ کی عورتوں کوقیدوبند سے بچایاہے،ربیعہ بن رفیع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب میں نے اس پرتلوار چلائی اوروہ گرپڑاتوبے پردہ ہوگیا،ننگی پیٹھ گھوڑوں پربکثرت سواری کی وجہ سے اس کی ران اندر سے کاغذ کی طرح سفید تھی،واپس آکرجب ربیعہ نے اپنی ماں کوبتایاکہ میں درید کوقتل کرآیا ہوں تواس نے کہااللہ کی قسم!اس نے تیری ماں کوتین مرتبہ قیدوبند سے آزاد کیاتھا[1]

أَنَّ أَبَا عَامِرٍ الْأَشْعَرِيَّ لَقِيَ يَوْمَ أَوْطَاسٍ عَشَرَةَ إِخْوَةٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ، فَحَمَلَ عَلَيْهِ أَحَدُهُمْ، فَحَمَلَ عَلَيْهِ أَبُو عَامِرٍ وَهُوَ يَدْعُوهُ إِلَى الْإِسْلَامِ وَيَقُولُ: اللهمّ اشْهَدْ عَلَيْهِ، فَقَتَلَهُ أَبُو عَامِرٍ ثُمَّ حَمَلَ عَلَيْهِ آخَرُ، فَحَمَلَ عَلَيْهِ أَبُو عَامِرٍ، وَهُوَ يَدْعُوهُ إِلَى الْإِسْلَامِ وَيَقُولُ:اللهمّ اشْهَدْ عَلَيْهِ، فَقَتَلَهُ أَبُو عَامِرٍ: ثُمَّ جَعَلُوا يَحْمِلُونَ عَلَيْهِ رَجُلًا رَجُلًا، وَيَحْمِلُ أَبُو عَامر وَهُوَ يَقُول ذَلِكَ، حَتَّى قَتَلَ تِسْعَةً، وَبَقِيَ الْعَاشِرُ، فَحَمَلَ عَلَى أَبِي عَامِرٍ، وَحَمَلَ عَلَيْهِ أَبُو عَامِرٍ، وَهُوَ يَدْعُوهُ إِلَى

[1] دلائل النبوة للبیہقی ۱۵۳؍۵، ابن ہشام ۴۵۳؍۲،الروض الانف ۲۹۸؍۷، مغازی واقدی ۹۱۴؍۳، السیرة النبویة لابن کثیر۶۴۰؍۳

الْإِسْلَامِ وَيَقُولُ: اللهمّ اشْهَدْ عَلَيْهِ، فَقَالَ الرَّجُلُ: اللهمّ لَا تَشْهَدْ عَلَيَّ، فَكَفَّ عَنْهُ أَبُو عَامِرٍ، فَأَفْلَتَ، ثُمَّ أَسْلَمَ بَعْدُ فَحَسُنَ إِسْلَامُهُ

امیر دستہ ابو عامر رضی اللہ عنہ کی جنگ اوطاس میں مشرکین میں سے دس بھائیوں سے مقابلہ ہوا ابو عامر رضی اللہ عنہ نے یکے بعد دیگرے ان میں سے نو جنگجوؤں کو خاک میں ملا دیا اور جب ابو عامر رضی اللہ عنہ حملہ کرتے تھے تو پہلے دعوت اسلام دے کر کہتے تھے اے اللہ! اس پر گواہ ہو جا پھر اس شخص کو قتل کرتے ،اس طرح ان سے مقابلہ کر کے نو جنگجوؤں کو خاک میں ملا دیا جب دسویں جنگجو کی باری آئی تو اس کو بھی دعوت اسلام دے کر انہوں نے کہا کہ اے اللہ اس پر گواہ ہو جا اور پھر انہوں نے اس پر حملہ کرنا چاہا اس شخص نے کہا اے اللہ! مجھ پر گواہ نہ رہنا، اس کی بات کو سن کر ابو عامر رضی اللہ عنہ نے اپنا حملہ روک لیا اور وہ شخص بھاگ گیا پھر یہ مسلمان ہوا اور اس کا اسلام بہت اچھا تھا رسول اللہ ﷺ جب اس شخص کو دیکھتے تو فرماتے تھے یہ عامر کا بھگایا ہوا ہے۔ [1]

رَمَاهُ جُشَمِيٌّ بِسَهْمٍ فَأَثْبَتَهُ فِي رُكْبَتِهِ، فَانْتَهَيْتُ إِلَيْهِ فَقُلْتُ: يَا عَمِّ مَنْ رَمَاكَ؟فَأَشَارَ إِلَى أَبِي مُوسَى فَقَالَ: ذَاكَ قَاتِلِي الَّذِي رَمَانِي، فَقَصَدْتُ لَهُ فَلَحِقْتُهُ، فَلَمَّا رَآنِي وَلَّى، فَاتَّبَعْتُهُ وَجَعَلْتُ أَقُولُ لَهُ : أَلَا تَسْتَحْيِي؟ أَلَستَ عَرَبِيًّا؟ أَلَا تَثْبُتُ، فكَفَّ، فَاخْتَلَفْنَا ضَرْبَتَيْنِ بِالسَّيْفِ فَقَتَلْتُهُ، ثُمَّ قُلْتُ لِأَبِي عَامِرٍ: قَتَلَ اللهُ صَاحِبَكَ

ایک جشمی شخص نے ابو عامر اشعری رضی اللہ عنہ کے گھٹنے میں ایک تیر مارا جس سے وہ زخمی ہو گئے، میں نے ابو عامر رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر پوچھا اے چچا تمہیں کس نے تیر مارا ہے؟ انہوں نے اشارہ سے بتلایا کہ فلاں شخص میرا قاتل ہے ،ابو موسیٰ اس کے پاس پہنچے مگر وہ شخص بھاگ کھڑا ہوا، ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے اس کا تعاقب کیا اور کہتے جا رہے تھے تجھے شرم نہیں آتی؟ کیا تو عربی نہیں ہے؟ تو ٹھیرتا کیوں نہیں ہے؟ بالآخر وہ شخص ٹھیر گیا، پھر ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ اور اس شخص کے درمیان تلوار کے دو چار ہاتھ ہوئے اور ابو موسیٰ نے اسے قتل کر دیا اس کو قتل کرنے کے بعد وہ ابو عامر رضی اللہ عنہ کے پاس پلٹ کر آئے اور کہا اللہ نے تمہارے قاتل کا ہلاک کر دیا ہے

قَالَ: فَانْزِعْ هَذَا السَّهْمَ فَنَزَعْتُهُ فَنَزَا مِنْهُ المَاءُ،قَالَ: يَا ابْنَ أَخِي أَقْرِئِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّلاَمَ، وَقُلْ لَهُ: اسْتَغْفِرْ لِي. وَاسْتَخْلَفَنِي أَبُو عَامِرٍ عَلَى النَّاسِ، فَمَكُثَ يَسِيرًا ثُمَّ مَاتَ،فخلفه أَبُو مُوسَى الْأَشْعَرِيُّ فقاتلهم حتى فتح الله عليه بأن هزم المشركين، وظفر المسلمون بالغنائم والسبايا فَرَجَعْتُ فَدَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْتِهِ عَلَى سَرِيرٍ مُرْمَلٍ وَعَلَيْهِ فِرَاشٌ، قَدْ أَثَّرَ رِمَالُ السَّرِيرِ بِظَهْرِهِ وَجَنْبَيْهِ، فَأَخْبَرْتُهُ بِخَبَرِنَا وَخَبَرِ أَبِي عَامِرٍ وَقَالَ: قُلْ لَهُ اسْتَغْفِرْ لِي

انہوں نے کہا اچھا تو یہ تیر نکالو، انہوں نے تیر نکالا تو زخم سے پانی بہنے لگا (شاید وہ تیر زہر آلود تھا) انہوں نے مرتے وقت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو جماعت کا امیر مقرر کیا اور ان سے کہا اے بھتیجے! رسول اللہ ﷺ سے میرا اسلام عرض کرنا اور کہنا میرے لئے دعائے مغفرت فرمائیں، پھر کچھ دیر بعد وہ فوت ہو گئے، ان کے بعد ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بڑھ کر رائیت (جھنڈا) اسلام سنبھالا اور نہایت شجاعت

---

[1] ابن ہشام ۲؍۴۵۷،الروض الانف ۷؍۱۳۰، البداية والنهاية ۴؍۳۸۷

اور بہادری سے مقابلہ کیا یہاں تک کہ اللہ نے مسلمانوں کو فتح ونصرت سے نوازا، مشرکین کو شکست ہوئی اور مجاہدین اسلام کو مال غنیمت اور قیدی ہاتھ آئے، ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ جب اوطاس سے واپس ہوئے تو رسول اللہ ﷺ کے خیمہ میں داخل ہوئے اس وقت آپ ایک ننگی چارپائی پر آرام فرمارہے تھے اور چارپائی کی رسیوں نے آپ کی پشت اور پہلو پر نشان ڈال دیئے تھے، انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو اوطاس کے تمام واقعات اپنے چچا کا سلام اور دعائے مغفرت کا پیغام عرض کیا

فَدَعَا بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ، ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ فَقَالَ:اللهُمَّ اغْفِرْ لِعُبَيْدٍ أَبِي عَامِرٍ . وَرَأَيْتُ بَيَاضَ إِبْطَيْهِ، ثُمَّ قَالَ:اللهُمَّ اجْعَلْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَوْقَ كَثِيرٍ مِنْ خَلْقِكَ مِنَ النَّاسِ،فَقُلْتُ: وَلِي فَاسْتَغْفِرْ فَقَالَ:اللهُمَّ اغْفِرْ لِعَبْدِ اللهِ بْنِ قَيْسٍ ذَنْبَهُ، وَأَدْخِلْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُدْخَلًا كَرِيمًا،قَالَ أَبُو بُرْدَةَ: إِحْدَاهُمَا لِأَبِي عَامِرٍ، وَالأُخْرَى لِأَبِي مُوسَى

آپ ﷺ نے اسی وقت وضو کے لئے پانی منگوایا اور وضو فرما کر اپنے دست مبارک اتنے اوپر تک اٹھائے کہ آپ کے بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگی، پھر دعا فرمائی اے اللہ! اپنے بندے عبید ابو عامر رضی اللہ عنہ کی مغفرت فرما، اے اللہ! روز قیامت اس کو بہت سے بندوں سے اونچا فرما، ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ میرے لئے بھی دعائے مغفرت فرمائیں، آپ ﷺ نے فرمایا اے اللہ عبد اللہ قیس کے گناہوں کی مغفرت فرما اور روز قیامت اس کو عزت کی جگہ میں داخل فرما، ابو بردہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں آپ ﷺ نے ایک دعا ابو عامر رضی اللہ عنہ کے لئے اور دوسری ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے لئے کی تھی۔ (۱)

اس جھڑپ میں خالد رضی اللہ عنہ بن ولید کو چند گہرے زخم لگے جن سے وہ نڈھال ہو گئے آپ ﷺ نے ان کے زخموں پر دہن مبارک کا لعاب لگایا جس سے وہ فوراً صحت یاب ہو گئے۔

مجاہدین کی ایک جماعت نے نخلہ کی طرف فرار ہونے والے دشمن کا تعاقب میں گئی اور اسے گھیر لیا۔ اور تیسرا گروہ جس نے طائف میں پناہ لی تھی رسول اللہ ﷺ مال غنیمت جمع کرنے کے بعد خود اس کے تعاقب میں روانہ ہوئے۔

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ،أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ حُنَيْنٍ بَعَثَ جَيْشًا إِلَى أَوْطَاسٍ فَلَقِيَ عَدُوًّا فَقَاتَلُوهُمْ فَظَهَرُوا عَلَيْهِمْ وَأَصَابُوا سَبَايَا فَكَأَنَّ نَاسًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحَرَّجُوا مِنْ غِشْيَانِهِنَّ مِنْ أَجْلِ أَزْوَاجِهِنَّ مِنَ الْمُشْرِكِينَ،فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي ذَلِكَ: ﴿وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ﴾ أَيْ: فَهُنَّ لَكُمْ حَلَالٌ إِذَا انْقَضَتْ عِدَّتُهُنَّ (۲)

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے غزوہ حنین کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر اوطاس کی طرف روانہ فرمایا وہاں دشمنوں سے مقابلہ ہوا اور بہت سے قیدی ہاتھ آئے، بعض مجاہدین کے حصہ میں لونڈیاں بھی آئیں، انہوں نے اس خیال سے کہ ان کے مشرک شوہر موجود تھے ان سے خلوت کرنے کو برا سمجھا، اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی ”اور وہ عورتیں تم پر حرام ہیں جو کسی دوسرے کے نکاح میں ہوں (محصنات)

(۱) فتح الباری ۴۲،۸/۴۳۲۳،شرح الزرقانی علی المواهب ۳/۵۳۵،اسدالغابة ۶/۱۸۳، صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ غَزْوَةِ أَوْطَاسٍ ۴۳۲۳ ،صحیح مسلم الفضائل بَابُ مِنْ فَضَائِلِ أَبِي مُوسَى وَأَبِي عَامِرٍ الْأَشْعَرِيَّيْنِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا ۶۴۰۶

(۲) النساء: 24

البتہ ایسی عورتیں اس سے مستثنیٰ ہیں جو (جنگ میں) تمہارے ہاتھ آئیں، یہ اللہ کا قانون ہے جس کی پابندی تم پر لازم کردی گئی ہے۔'' عدت گزارنے کے بعد یہ تمہارے لیے حلال ہیں (۱)

سریہ طفیل بن عمرو دوسی رضی اللہ عنہ (ذوالکفین کی طرف)

شوال آٹھ ہجری

قَالُوا: وَلَمَّا أَرَادَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسِيرَ إِلَى الطَّائِفِ،بَعَثَ الطُّفَيْلَ بْنَ عَمْرٍو إِلَى ذِي الْكَفَّيْنِ صَنَمِ عَمْرِو بْنِ حُمَمَةَ الدَّوْسِيِّ يَهْدِمُهُ، وَأَمَرَهُ أَنْ يَسْتَمِدَّ قَوْمَهُ وَيُوَافِيَهُ بِالطَّائِفِ،فَخَرَجَ سَرِيعًا إِلَى قَوْمِهِ، فَهَدَمَ ذَا الْكَفَّيْنِ، وَجَعَلَ يَحُشُّ النَّارَ فِي وَجْهِهِ وَيُحَرِّقُهُ

طائف روانگی سے پہلے رسول اللہ ﷺ نے طفیل بن عمرو دوسی رضی اللہ عنہ کو جو ایک بلند پایہ شاعر تھے عمرو بن حممہ دوسی کے لکڑی کے بت ذوالکفین کو منہدم کرنے کے لئے روانہ فرمایا، آپ ﷺ نے انہیں ہدایت فرمائی کہ اپنی قوم کے مسلمان افراد کو اپنے ساتھ لے لینا اور اسے منہدم کرنے کے بعد طائف میں ہم سے آملنا، طفیل رضی اللہ عنہ بڑی تیزی کے ساتھ اپنے علاقہ کی طرف روانہ ہوئے، وہاں ان کے ساتھ چار سو افراد شامل ہوگئے، انہوں نے ذوالکفین کو تاخت و تاراج کر دیا، آپ اس کے پیٹ میں آگ لگا کر اسے جلاتے جارہے تھے اور یہ شعر پڑھتے جارہے تھے۔

يَا ذَا الْكَفَّيْنِ لَسْتُ مِنْ عُبَّادِكَا مِيلَادُنَا أَقْدَمُ مِنْ مِيلَادِكَا

اے ذوالکفین! میں تیرے پرستاروں میں سے نہیں ہوں ہماری پیدائش تیرے وجود سے بہت پہلے کی ہے

إِنِّي حَشَشْتُ النَّارَ فِي فُؤَادِكَا

میں نے تیرے دل میں آگ لگادی ہے۔

وَانْحَدَرَ مَعَهُ مِنْ قَوْمِهِ أَرْبَعُمِائَةٍ سِرَاعًا، فَوَافَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالطَّائِفِ بَعْدَ مَقْدَمِهِ بِأَرْبَعَةِ أَيَّامٍ ، وَقَدِمَ بِدَبَّابَةٍ وَمَنْجَنِيقٍ

اور چار سو افراد پر مشتمل اپنی معیت میں وہاں سے نیچے اترے اور اپنی قوم کے ان افراد اور دبابہ و منجنیق کے ساتھ محاصرہ طائف کے چار دن بعد ہی آپ ﷺ کے ساتھ شامل ہوگئے۔ (۲)

رسول اللہ ﷺ نے مکہ مکرمہ اور اس کے گرداگرد بتوں کا صفایا کرادیا جن پر مشرکین گنبد اور قبے بنایا کرتے تھے اور سال میں ایک مرتبہ میلہ لگاتے اور قربانیاں کیا کرتے تھے اور ان کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے ان کے نام پر جائیدادیں وقف کیا کرتے تھے،

---

(۱) صحیح مسلم کتاب بَابُ جَوَازِ وَطْءِ الْمَسْبِيَّةِ بَعْدَ الِاسْتِبْرَاءِ، وَإِنْ كَانَ لَهَا زَوْجٌ انْفَسَخَ نِكَاحُهَا بِالسَّبْيِ ۳۶۰۸

(۲) عیون الآثر ۲۴۹؍۲،ابن سعد ۱۱۹؍۲، زادالمعاد ۴۳۳؍۳

وَمِنْهَا: أَنَّهُ لَا يَجُوزُ إِبْقَاءُ مَوَاضِعِ الشِّرْكِ وَالطَّوَاغِيتِ بَعْدَ الْقُدْرَةِ عَلَى هَدْمِهَا وَإِبْطَالِهَا يَوْمًا وَاحِدًا، فَإِنَّهَا شَعَائِرُ الْكُفْرِ وَالشِّرْكِ، وَهِيَ أَعْظَمُ الْمُنْكَرَاتِ، فَلَا يَجُوزُ الْإِقْرَارُ عَلَيْهَا مَعَ الْقُدْرَةِ الْبَتَّةَ، وَهَذَا حُكْمُ الْمَشَاهِدِ الَّتِي بُنِيَتْ عَلَى الْقُبُورِ الَّتِي اتُّخِذَتْ أَوْثَانًا وَطَوَاغِيتَ تُعْبَدُ مِنْ دُونِ اللهِ، وَالْأَحْجَارُ الَّتِي تُقْصَدُ لِلتَّعْظِيمِ وَالتَّبَرُّكِ وَالنَّذْرِ وَالتَّقْبِيلِ لَا يَجُوزُ إِبْقَاءُ شَيْءٍ مِنْهَا عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ مَعَ الْقُدْرَةِ عَلَى إِزَالَتِهِ، وَكَثِيرٌ مِنْهَا بِمَنْزِلَةِ اللاتِ وَالْعُزَّى، وَمَنَاةَ الثَّالِثَةِ الْأُخْرَى، أَوْ أَعْظَمُ شِرْكًا عِنْدَهَا، وَبِهَا، وَاللهُ الْمُسْتَعَانُ

اس کے بارے میں علامہ حافظ ابن قیم رضی اللہ عنہ تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں اس سے ثابت ہوتا ہے کہ شرک وطاغوت کی جگہوں کو ایک دن بھی باقی رکھنا جائز نہیں بشرطیکہ انہیں مٹانے اور ختم کرنے کی استطاعت ہو کیونکہ یہ جگہیں شرک وکفر کی علامات ہیں جو تمام برائیوں کی جڑ ہے اس لئے استطاعت ہوتے ہوئے انہیں قائم رہنے دینا ناجائز ہے، اسی طرح قبروں پر گنبد اور قبے کا بھی حکم ہے کہ جنہیں بت بنالیا گیا ہے اور اللہ کے علاوہ ان کی پوجا کی جاتی ہے ایسے پتھر جن کی تعظیم کی جاتی ہے، نام کی نذر مانی جاتی ہے، اسے بوسہ دیا جاتا ہے انہیں مٹانے کی قوت ہوتے ہوئے زمین میں ان پر ایک برائی بھی باقی رکھنا ناجائز ہے اور ان (مزارات) میں سے بیشتر کی حالت لات، عزیٰ اور منات کے برابر ہے بلکہ یہاں تو اس سے بھی زیادہ شرک کی حرکات کا ارتکاب ہوتا ہے

وَلَمْ يَكُنْ أَحَدٌ مِنْ أَرْبَابِ هَذِهِ الطَّوَاغِيتِ يَعْتَقِدُ أَنَّهَا تَخْلُقُ وَتَرْزُقُ وَتُمِيتُ وَتُحْيِي، وَإِنَّمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ عِنْدَهَا وَبِهَا مَا يَفْعَلُهُ إِخْوَانُهُمْ مِنَ الْمُشْرِكِينَ الْيَوْمَ عِنْدَ طَوَاغِيتِهِمْ، فَاتَّبَعَ هَؤُلَاءِ سُنَنَ مَنْ كَانَ قَبْلَهُمْ، وَسَلَكُوا سَبِيلَهُمْ حَذْوَ الْقُذَّةِ بِالْقُذَّةِ، وَأَخَذُوا مَأْخَذَهُمْ شِبْرًا بِشِبْرٍ وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ

اور ان مشرکوں کا یہ اعتقاد نہ تھا کہ یہ بت پیدا کرتے، روزی دیتے مارتے اور زندہ کرتے ہیں بلکہ مشرکین بھی وہی کرتوت کرتے تھے جو آج کل ان کے مشرک بھائی اپنے ہاں صنم کدوں (مزارات) میں کرتے ہیں، اس طرح آج (کے مشرکین) بھی اپنے سے پہلے کے (مشرکین) کے نقش قدم پر چل رہے ہیں اور ایک ایک مرحلہ پر انہیں کی اتباع کر رہے ہیں،

وَغَلَبَ الشِّرْكُ عَلَى أَكْثَرِ النُّفُوسِ لِظُهُورِ الْجَهْلِ وَخَفَاءِ الْعِلْمِ، فَصَارَ الْمَعْرُوفُ مُنْكَرًا، وَالْمُنْكَرُ مَعْرُوفًا وَالسُّنَّةُ بِدْعَةً وَالْبِدْعَةُ سُنَّةً، وَنَشَأَ فِي ذَلِكَ الصَّغِيرُ، وَهَرِمَ عَلَيْهِ الْكَبِيرُ وَطُمِسَتِ الْأَعْلَامُ وَاشْتَدَّتْ غُرْبَةُ الْإِسْلَامِ، وَقَلَّ الْعُلَمَاءُ وَغَلَبَ السُّفَهَاءُ، وَظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ، وَتَفَاقَمَ الْأَمْرُ وَاشْتَدَّ الْبَأْسُ، وَلَكِنْ لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنَ الْعِصَابَةِ الْمُحَمَّدِيَّةِ بِالْحَقِّ قَائِمِينَ، وَلِأَهْلِ الشِّرْكِ وَالْبِدَعِ مُجَاهِدِينَ، إِلَى أَنْ يَرِثَ اللهُ سُبْحَانَهُ الْأَرْضَ وَمَنْ عَلَيْهَا، وَهُوَ خَيْرُ الْوَارِثِينَ

جہالت کے غلبہ اور علم کے خفا کے باعث اکثر لوگوں پر شرک قبضہ کر چکا ہے، ان کے نزدیک نیکی بدی بن چکی ہے اور بدی نیکی دکھائی دیتی ہے، سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بدعت اور بدعت کو سنت سمجھنے لگے ہیں، یہ بات ہر چھوٹے بڑے میں پیدا ہو چکی ہے، اور شعائر اسلام غائب ہو چکے ہیں اور غربت اسلام نے شدت اختیار کر لی ہے، علماء حق کم ہو گئے ہیں اور سفہاء کا غلبہ ہو گیا ہے، اور معاملہ بگڑ چکا ہے اور تکلیف

بڑھ گئی ہے، لوگوں کے کرتوتوں کے باعث فساد پیدا ہو گیا ہے، لیکن جماعت محمدیہ ﷺ میں سے ایک جماعت ضرور حق پر قائم رہے گی اور اہل شرک وبدعت کا مقابلہ کرتی رہے گی، تا آنکہ اللہ تبارک وتعالیٰ زمین اور اہل زمین کا وارث بن جائے گا (قیامت قائم ہو جائے گی) اور وہی بہتر وارث ہے،

وَمِنْهَا: جَوَازُ صَرْفِ الْإِمَامِ الْأَمْوَالَ الَّتِي تَصِيرُ إِلَى هَذِهِ الْمَشَاهِدِ وَالطَّوَاغِيتِ فِي الْجِهَادِ وَمَصَالِحِ الْمُسْلِمِينَ،فَيَجُوزُ لِلْإِمَامِ بَلْ يَجِبُ عَلَيْهِ أَنْ يَأْخُذَ أَمْوَالَ هَذِهِ الطَّوَاغِيتِ الَّتِي تُسَاقُ إِلَيْهَا كُلَّهَا، وَيَصْرِفَهَا عَلَى الْجُنْدِ وَالْمُقَاتِلَةِ، وَمَصَالِحِ الْإِسْلَامِ، كَمَا أَخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْوَالَ اللاتِ، وَأَعْطَاهَا لأبي سفيان يَتَأَلَّفُهُ بِهَا، وَقَضَى مِنْهَا دَيْنَ عروة والأسود وَكَذَلِكَ يَجِبُ عَلَيْهِ أَنْ يَهْدِمَ هَذِهِ الْمَشَاهِدَ الَّتِي بُنِيَتْ عَلَى الْقُبُورِ الَّتِي اتُّخِذَتْ أَوْثَانًا، وَلَهُ أَنْ يُقْطِعَهَا لِلْمُقَاتِلَةِ، أَوْ يَبِيعَهَا وَيَسْتَعِينَ بِأَثْمَانِهَا عَلَى مَصَالِحِ الْمُسْلِمِينَ

اور اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ امام کو حق حاصل ہے کہ وہ ام مزارات اور صنم کدوں کو مٹانے کے بعد ان کا سرمایہ جہاد فی سبیل اللہ اور اہل اسلام کے مصالح پر خرچ کرے، یہ صرف جائز ہی نہیں بلکہ واجب ہے کہ ان صنم کدوں کا تمام مال قبضہ میں کرے اور اسے فوج اور جہاد فی سبیل اللہ اور اہل اسلام کے مصالح پر خرچ کرے، جیسے نبی کریم ﷺ نے لات کو توڑ کر تمام مال پر قبضہ کر لیا اور ابوسفیان کو دے کر اس کی تالیف قلب فرمائی اور اسی کے ذریعہ عروہ رضی اللہ عنہ اور اسود رضی اللہ عنہ کا قرضہ ادا فرمایا اسی طرح امام پر واجب ہے کہ قبروں پر بنائے ہوئے گنبدوں اور قبوں کو مٹا دے جنہیں بت بنا کر رکھ دیا گیا ہے اور اسے اس کی بھی اجازت ہے کہ یہ مال جنگ میں استعمال کرے یا فروخت کر کے مصالح اہل اسلام پر خرچ کرے،

وَكَذَلِكَ الْحُكْمُ فِي أَوْقَافِهَا، فَإِنْ وَقْفَهَا فَالْوَقْفُ عَلَيْهَا بَاطِلٌ، وَهُوَ مَالٌ ضَائِعٌ،فَيُصْرَفُ فِي مَصَالِحِ الْمُسْلِمِينَ، فَإِنَّ الْوَقْفَ لَا يَصِحُّ إِلَّا فِي قُرْبَةٍ وَطَاعَةٍ لِلَّهِ وَرَسُولِهِ،فَلَا يَصِحُّ الْوَقْفُ عَلَى مَشْهَدٍ وَلَا قَبْرٍ يُسْرَجُ عَلَيْهِ،وَيُعَظَّمُ وَيُنْذَرُ لَهُ، وَيُحَجُّ إِلَيْهِ، وَيُعْبَدُ مِنْ دُونِ اللهِ، وَيُتَّخَذُ وَثَنًا مِنْ دُونِهِ، وَهَذَا مِمَّا لَا يُخَالِفُ فِيهِ أَحَدٌ مِنْ أَئِمَّةِ الْإِسْلَامِ، وَمَنِ اتَّبَعَ سَبِيلَهُمْ

یہی حال ان کے وقف کا ہے کہ (ان مزارات) کا وقف باطل ہے اور ان کا مال برباد ہے، اسے اہل اسلام کے مقاصد پر خرچ کیا جائے گا وقف تو صرف نیکی اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت میں ہوتا ہے، اس لیے مزار پر پختہ قبر جو بدی کی علامت ہے کا وقف جائز نہیں کہ اس پر قبہ بنایا جائے اور اس کے متعلق تعظیم اور نذر وغیرہ کی رسوم ادا کی جائیں، اور ان کا حج کیا جائے اور اللہ کے سوا ان کی پرستش کی جائے اور

اس صنم اور معبد کو من دون اللہ کا مقام دے دیا جائے اور اس رائے سدید میں ائمہ اسلام کا کوئی اختلاف نظر نہیں آتا۔ [1]

غزوہ طائف

شوال آٹھ ہجری (فروری ۶۳۰ء)

غزوہ حنین میں ہوزان اور ثقیف کی شکست کے بعد یہ تین گروہ میں تقسیم ہو کر اوطاس، نخلہ اور طائف کی طرف فرار ہو گئے تھے، ابو عامر اشعری رضی اللہ عنہ اور ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے اوطاس میں ایک گروہ کو شکست دی جن کے ساتھ درید بن صمہ تھا، مجاہدین کی ایک جماعت نے نخلہ میں دوسرے گروہ کو شکست دی، پھر مال غنیمت کو جعرانہ میں جمع کر کے آپ بنفس نفیس تیسرے گروہ کی طرف طائف روانہ ہوئے جن کا سربراہ مالک بن عوف تھا، خالد رضی اللہ عنہ بن ولید کو ایک ہزار جانبازوں کے ساتھ بطور مقدمۃ الجیش آپ کے آگے آگے تھے

فَسَلَكَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى نَخْلَةَ الْيَمَانِيَةِ، ثُمَّ عَلَى قَرْنٍ، ثُمَّ عَلَى الْمُلَيْحِ، ثُمَّ عَلَى بُحْرَةِ الرُّغَاءِ مِنْ لِيَّةَ ،فَابْتَنَى بِهَا مَسْجِدًا فَصَلَّى فِيهِ، أَنَّهُ أَقَادَ يَوْمَئِذٍ بِبُحْرَةِ الرُّغَاءِ، حِينَ نَزَلَهَا، بِدَمٍ، وَهُوَ أَوَّلُ دَمٍ أُقِيدَ بِهِ فِي الْإِسْلَامِ، رَجُلٌ مِنْ بَنِي لَيْثٍ قَتَلَ رَجُلًا مِنْ هُذَيْلٍ، فَقَتَلَهُ بِهِ،وَأَمَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهُوَ بِلِيَّةَ، بِحِصْنِ مَالِكِ بْنِ عَوْفٍ فَهُدِمَ

طائف جاتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نَخْلَةَ الْيَمَانِيَةِ سے قَرْنِ المنازل اور یہاں سے الْمُلَيْحِ اور پھر بُحْرَةِ الرُّغَاءِ مِنْ لِيَّةَ سے ہوتے ہوئے لیہ پہنچے، وہاں ایک مسجد بنائی اور اس میں نماز ادا فرمائی، وہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہذیل کے ایک آدمی کے قصاص میں بنولیث کا ایک آدمی قتل کیا یہ پہلا قتل ہے جس کا اسلام میں قصاص لیا گیا، راستے میں مالک بن عوف کے قلعہ سے گزرے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ڈھانے کا حکم دیا چنانچہ وہ مسمار کر دیا گیا،

ثُمَّ سَلَكَ فِي طَرِيقٍ يُقَالُ لَهَا الضَّيْقَةُ،فَلَمَّا تَوَجَّهَ فِيهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَلَ عَنْ اسْمِهَا، فَقَالَ: مَا اسْمُ هَذِهِ الطَّرِيقِ؟ فَقِيلَ لَهُ الضَّيْقَةُ،فَقَالَ: بَلْ هِيَ الْيُسْرَى، ثُمّ خَرَجَ عَلَى نَخِبٍ حَتّى نَزَلَ تَحْتَ سِدْرَةِ الصّادِرَةِ عِنْدَ مَالِ رَجُلٍ مِنْ ثَقِيفٍ، فَأَرْسَلَ إلَيْهِ النّبِيّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إمّا أَنْ تَخْرُجَ وَإِمّا أَنْ نُحَرّقَ عَلَيْك حَائِطَك!فَأَبَى أَنْ يَخْرُجَ،فَأَمَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِإِحْرَاقِ حَائِطِهِ وَمَا فِيهِ،وَمَضَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّى نَزَلَ قَرِيبًا مِنْ حِصْنِ الطّائِفِ

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک راستے پر چلے جس کو الضَّيْقَةُ (تنگ) کہا جاتا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا اس راستے کا کیا نام ہے؟ لوگوں نے عرض کیا اس کو الضَّيْقَةُ کہا جاتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں بلکہ یہ الْيُسْرَى ہے، پھر وہاں سے رخصت ہو کر آپ ثقیف کے ایک آدمی کے باغ کے قریب بیری کے ایک درخت کے نیچے جس کا نام صادرہ تھا اترے اور اس آدمی کی طرف پیغام بھیجا کہ وہ باغ سے نکل

[1] زاد المعاد ۴۴۲؍۳

جائے ورنہ اس باغ کو ویران کر دیا جائے گا اس شخص نے باغ سے نکلنے سے انکار کر دیا، رسول اللہ ﷺ نے اس باغ کو ویران کرنے کا حکم فرمایا پھر وہاں سے روانہ ہو کر رسول اللہ ﷺ طائف کے قلعہ پر پہنچے۔ (۱)

قَدِمَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ عَلَى مُقَدِّمَتِهِ، وَكَانَتْ ثَقِيفٌ قَدْ رَمُّوا حِصْنَهُمْ، وَأَدْخَلُوا فِيهِ مَا يَصْلُحُ لَهُمْ لِسَنَةٍ، فَلَمَّا انْهَزَمُوا مِنْ أَوْطَاسٍ، دَخَلُوا حِصْنَهُمْ وَأَغْلَقُوهُ عَلَيْهِمْ وَتَهَيَّئُوا لِلْقِتَالِ، وَسَارَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَزَلَ قَرِيبًا مِنْ حِصْنِ الطَّائِفِ،فَرَمَوُا الْمُسْلِمِينَ بِالنَّبْلِ رَمْيًا شَدِيدًا، كَأَنَّهُ رِجْلُ جَرَادٍ، حَتَّى أُصِيبَ نَاسٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ بِجِرَاحَةٍ، وَقُتِلَ مِنْهُمُ اثْنَا عَشَرَ رَجُلًا

آپ ﷺ کے پہنچنے سے پہلے جب خالد رضی اللہ عنہ بن ولید طائف پہنچے تو بنو ثقیف قلعہ کی مرمت کر کے اس میں ایک سال کی خوراک کا بندوبست کر کے قلعہ بند ہو چکے تھے اور جنگ کے لئے تیار تھے، رسول اللہ ﷺ جب طائف کے قلعہ پر پہنچے تو قلعہ کے قریب پڑاؤ ڈال کر اس کا محاصرہ کر لیا کیونکہ مسلمان دشمن کے تیروں کی زد میں تھے اس لئے دشمن کے متعین دستوں نے قلعہ کے اوپر سے مسلمانوں پر تیروں کی بوچھاڑ کر دی جس سے بارہ مجاہدین شہید ہو گئے اور کئی مجاہدین زخمی ہو گئے، ان میں عبداللہ بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی تھے ان کا زخم مندمل ہو گیا تھا لیکن کافی عرصہ بعد وہ زخم پھر ہرا ہو گیا اور اسی صدمہ سے وہ اپنے والد کی خلافت میں انتقال کر گئے۔

وروى الزّبير من طريق سعيد بن عبيد الثّقفيّ، قال: رميت أبا سفيان يوم الطّائف فأصبت عينه، فأتى النبيّ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسلَّمَ، فقال: هذه عيني أصيبت في سبيل الله، قال :إن شئت دعوت فردّت عليك، وإن شئت فالجنّة، قال: الجنّة

غزوہ طائف میں جب تیر اندازی ہونے لگی تو ابوسفیان کی آنکھ میں ایک تیر آ کر لگا جس سے آنکھ باہر نکل آئی، وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے میری یہ آنکھ اللہ کی راہ میں ضائع ہو گئی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا اگر تو یہ پسند کرے تو میں اللہ سے دعا کروں کہ وہ اسے ویسے ہی کر دے یا اگر تو چاہے تو اس کے بدلے جنت حاصل کر لو، ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے جنت چاہیے۔ (۲)

أن أبا سفيان رمى سعيد بن عبيد جده يوم الطائف بسهم فأصاب عينه فأتى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فقال :يا رَسُولُ الله إن هذه عيني أصيبت في سبيل الله، فقال: إن شئت دعوت الله فرد عليك عينك، وإن شئت فعين في الجنة، قال: عين في الجنة،قال: بل عين في الجنة ورمى بها وشهد اليرموك فقاتل وفقئت عينه الأخرى

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں غزوہ طائف میں سعید بن عبید نے ابوسفیان رضی اللہ عنہ پر تیر مارا جو ان کی ایک آنکھ میں آ کر لگا جس سے ان کی آنکھ باہر نکل آئی، وہ اپنی آنکھ ہاتھ میں لئے حاضر خدمت اقدس ہوئے اور عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! میری آنکھ ہے جو اللہ کی راہ میں

(۱) ابن ہشام ۴۸۲/۲،مغازی واقدی ۹۲۵/۳

(۲) الإصابة في تمييز الصحابة ۳۳۴/۳

ضائع ہوگئی، آپ ﷺ نے فرمایا اگر تم چاہو تو میں اللہ سے دعا کروں تا کہ یہ آنکھ تمہیں واپس مل جائے اور اگر چاہو تو اس کے عوض جنت میں دوسری اچھی آنکھ حاصل کرلو، انہوں نے عرض کیا مجھے جنت کی آنکھ قبول ہے، یہ کہہ کر اپنی آنکھ ہاتھ سے پھینک دی، ان کی دوسری آنکھ جنگ یرموک میں رومیوں سے مقابلہ کرتے ہوئے ضائع ہوگئی۔[1]

قال ابن مندة:وهذا غريب لا نعرفه إلا من هذا الوجه

ابن مندہ رحمہ اللہ کہتے ہیں یہ روایت ضعیف ہے ہم اس روایت کے علاوہ اور طریقہ نہیں جانتے۔[2]

فَارْتَفَعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى مَوْضِعِ مَسْجِدِ الطَّائِفِ الْيَوْمَ، وَكَانَ مَعَهُ مِنْ نِسَائِهِ أم سلمة وزينب، فَضَرَبَ لَهُمَا قُبَّتَيْنِ، وَكَانَ يُصَلِّي بَيْنَ الْقُبَّتَيْنِ مُدَّةَ حِصَارِ الطَّائِفِ

یہ صورت حال دیکھ کر رسول اللہ ﷺ اس مقام سے اٹھ کر دوسری جگہ منتقل ہو گئے جہاں آج طائف کی مسجد ہے ازواج مطہرات میں ام المومنین زینب رضی اللہ عنہا اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا ساتھ تھیں ان دونوں کے لئے وہاں عارضی طور پر دو جھونپڑیاں بنادی گئیں آپ ﷺ دونوں جھونپڑیوں کے درمیان خالی جگہ پر قصر نمازیں ادا فرماتے رہے،

عَنْ أُمِّهَا أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَعِنْدِي مُخَنَّثٌ، فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ لِعَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي أُمَيَّةَ: يَا عَبْدَ اللهِ، أَرَأَيْتَ إِنْ فَتَحَ اللهُ عَلَيْكُمُ الطَّائِفَ غَدًا، فَعَلَيْكَ بِابْنَةِ غَيْلَانَ، فَإِنَّهَا تُقْبِلُ بِأَرْبَعٍ، وَتُدْبِرُ بِثَمَانٍ،وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:لاَ يَدْخُلَنَّ هَؤُلاَءِ عَلَيْكُنَّ

ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے ایک دن رسول اللہ ﷺ گھر تشریف لائے اس وقت گھر میں ایک مخنث موجود تھا آپ ﷺ نے سناوہ میرے بھائی عبداللہ بن ابی امیہ سے کہہ رہا تھا اگر کل طائف فتح ہو تو غیلان کی بیٹی کو ضرور دیکھنا وہ بڑی حسین وجمیل ہے جب وہ آتی ہے تو اس کے پیٹ پر چار شکنیں پڑتی ہیں اور جب جاتی ہے تو آٹھ شکنیں ظاہر ہوتی ہیں (یعنی خوب فربہ ہے) نبی کریم ﷺ نے فرمایا آئندہ یہ مخنث آپ کے پاس گھر نہ آیا کرے۔[3]

رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حکم فرمایا کہ وہ اس ذکر کو ورد زبان بنائیں اور اسی پر اپنے عقیدہ کی بنیاد رکھیں۔

قُولُوا لَا إِلَهَ إِلّا اللهُ وَحْدَهُ، صَدَقَ وَعْدَهُ، وَنَصَرَ عَبْدَهُ، وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وحده!

اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ اکیلا ہے، اس نے اپنا وعدہ پورا کردیا ہے، اپنے بندے کی امداد فرمائی ہے اور دشمن فوجوں کو اکیلے نے شکست دی ہے۔[4]

---

[1] شرح الزرقانی علی المواہب ۴؍۱۳ ، المواهب الدينة ۱؍۴۰۷، تاریخ الخمیس ۲؍۱۱۲،سمط النجوم ۲؍۲۸۶

[2] مرویات غزوہ حنین وحصارالطائف ۱؍۳۲۴

[3] صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ غَزْوَةِ الطَّائِفِ ۴۳۲۴

[4] مغازی واقدی ۳؍۹۳۷

مسلمانوں نے دشمن کو ہتھیار ڈالنے پر مجبور کرنے کے لئے کئی تدابیر اختیار کیں لیکن کوئی تدبیر کارگر ثابت نہ ہوئی، خالد رضی اللہ عنہ بن ولید روزانہ پڑاؤ سے نکل کر دشمن کو دعوت مبارزت دیتے لیکن کبھی کسی کو سامنے آنے کی جرات نہ ہوئی اور وہ کہنے لگے ہمیں قلعہ سے اترنے کی ضرورت نہیں، ہمارے پاس وافر مقدار میں غلہ موجود ہے جب یہ ختم ہو جائے گا تب ہم تلواریں لے کر اتریں گے اور مقابلہ کریں گے،

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَصَبَ الْمَنْجَنِيقَ عَلَى أَهْلِ الطَّائِفِ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قلعہ کو توڑنے کے لئے طفیل دوسی رضی اللہ عنہ کی لائی ہوئی منجنیق نصب کر کے ان پر متعدد پتھر برسائے

(مَنْجَنِيق:

یہ ایک آلہ ہے جس کے ذریعے سے ثقیل پتھر دور تک پھینکے جاسکتے تھے، اس سے قلعوں کو مسمار کرنے کا کام لیا جاتا تھا۔

فَأَمَرَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَمِلَ مَنْجَنِيقًا بِيَدِهِ، فَنَصَبَهُ عَلَى حِصْنِ الطَّائِفِ، وَيُقَالُ: قَدِمَ بِالْمَنْجَنِيقِ يَزِيدُ بْنُ زَمْعَةَ وَدَبَّابَتَيْنِ، وَيُقَالُ: الطُّفَيْلُ بْنُ عَمْرٍو،وَيُقَالُ:خَالِدُ بْنُ سَعِيدٍ قَدِمَ مِنْ جُرَشَ بِمَنْجَنِيقٍ وَدَبَّابَتَيْنِ

واقدی نے لکھا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو منجنیق تیار کرنے کا حکم دیا تو انہوں نے اپنے ہاتھوں سے منجنیق تیار کی تھی۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یزید بن زمعہ ایک منجنیق اور دو دبابے لائے تھے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے طفیل بن عمرو، عمرو بن حممہ کے بت (ذی الکفین) کو مسمار کرنے کی مہم سے واپسی پر دبابہ اور منجنیق اپنے ساتھ لائے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ خالد بن سعید، جرش سے منجنیق اور دبابے لائے تھے)

وَهُوَ أَوَّلُ مَا رُمِيَ بِهِ فِي الْإِسْلَامِ،حَتَّى إِذَا كَانَ يَوْمُ الشَّدْخَةِ عِنْدَ جِدَارِ الطَّائِفِ، دَخَلَ نَفَرٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحْتَ دَبَّابَةٍ، ثُمَّ دَخَلُوا بِهَا إِلَى جِدَارِ الطَّائِفِ لِيُحْرِقُوهُ، فَأَرْسَلَتْ عَلَيْهِمْ ثَقِيفُ سِكَكَ الْحَدِيدِ مُحْمَاةً بِالنَّارِ، فَخَرَجُوا مِنْ تَحْتِهَا، فَرَمَتْهُمْ ثَقِيفُ بِالنَّبْلِ، فَقَتَلُوا مِنْهُمْ رِجَالًا، فَأَمَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَطْعِ أَعْنَابِ ثَقِيفٍ، فَوَقَعَ النَّاسُ فِيهَا يَقْطَعُونَ

اسلام میں قلعہ شکن آلات یعنی منجنیق اور دبابہ کا استعمال پہلے پہل اسی محاصرہ میں ہوا تھا، جس سے قلعہ کی دیوار میں شگاف پڑ گیا مسلمان جانبازوں کا ایک گروہ دو دبابوں میں گھس کر نقب لگانے کے لئے قلعہ کی دیوار تک پہنچا لیکن دشمن نے ان پر اوپر سے لوہے کے جلتے ہوئے ٹکڑے پھینکے اور تیر برسائے جس سے بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شہید ہو گئے اور باقی لوگ واپسی پر مجبور ہو گئے، یہ دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگی حکمت عملی کے لئے کفار کے انگور کے باغات کا کاٹ پھینکنے اور جلا دینے کا حکم فرمایا، حکم کی تعمیل میں مجاہدین نے ان کے بہت سے باغات ویران کر دیئے گئے۔

قَالَ ابن سعد: فَسَأَلُوهُ أَنْ يَدَعَهَا لِلَّهِ وَلِلرَّحِمِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :فَإِنِّي أَدَعُهَا لِلَّهِ وَلِلرَّحِمِ

ابن سعد رحمہ اللہ کہتے ہیں جب ان کے انگور اور کھجور کے کچھ درخت کاٹے گئے تو انہوں نے اللہ اور قرابت کا واسطہ دے کر قطع و برید ختم کرنے کی درخواست کی، آپ نے فرمایا میں اللہ اور قرابتوں کے لئے ان کو چھوڑ دیتا ہوں۔

فَنَادَى مُنَادِي رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، أَيُّمَا عَبْدٍ نَزَلَ مِنَ الْحِصْنِ وَخَرَجَ إِلَيْنَا فَهُوَ حُرٌّ،فَخَرَجَ مِنْهُمْ بَضْعَةَ عَشَرَ رَجُلًا مِنْهُمْ أبو بكرة، أَنَّهُ نَزَلَ فِي بَكَرَةٍ مِنْ الْحِصْنِ

بعد ازاں رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے قلعہ کے قریب یہ آوازہ لگوایا کہ جو غلام ہم سے آ کر مل جائے وہ آزاد تصور ہوگا،اس کے نتیجے میں دس سے زیادہ غلام قلعہ سے اتر کر آپ سے آملے انہی میں ابو بکرہ نفیع بن حارث بن کلدہ بن عمرو بھی تھے وہ قلعہ کی دیوار پر چڑھ کر ایک چرخی کی مدد سے جس کے ذریعے رہٹ سے پانی کھینچا جاتا ہے لٹک کر نیچے آگئے اس لئے آپ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے ان کی کنیت ابو بکرہ رکھ دی(عربی میں چرخی کو بکرہ کہتے ہیں)۔ [1]

فَأَعْتَقَهُمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، وَدَفَعَ كُلُّ رَجُلٍ مِنْهُمْ إِلَى رَجُلٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ يَمُونُهُ

غلاموں کا اس طرح فرار قلعہ والوں کے لئے جانکاہ تھا اور آپ نے وعدہ کے مطابق ان کی آزادی کا اعلان فرمادیا اور ہر ایک کو کسی نہ کسی مسلمان کے سپرد کیا تاکہ وہ اس کے اخراجات برداشت کرے۔ [2]

وَقَدْ اُخْتُلِفَ عَلَيْنَا فِي حِصَارِهِ فَقَالَ قَائِلٌ: ثَمَانِيَةَ عَشَرَ يَوْمًا،وَقَالَ قَائِلٌ: تِسْعَةَ عَشَرَ يَوْمًا، وَقَالَ قَائِلٌ: خَمْسَةَ عَشَرَ يَوْمًا

اہل سیر میں بعض نے محاصرے کے دنوں کے بارے میں اہل سیر میں اختلاف ہے کچھ لوگ کہتے ہیں اٹھارہ روز محاصرہ رہا،بعض لوگ کہتے ہیں انیس دن محاصرہ رہا،بعض کہتے ہیں پندرہ دن محاصرہ رہا۔ [3]

وَقَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ: بِضْعًا وَعِشْرِينَ لَيْلَةً

اور ابن اسحاق کہتے ہیں بیس سے زیادہ دن محاصرہ رہا۔ [4]

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ:ثُمَّ انْطَلَقْنَا إِلَى الطَّائِفِ فَحَاصَرْنَاهُمْ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً

انس رَضِیَ اللہُ عَنْہُ بن مالک سے مروی ہے ہم نے اہل طائف کا چالیس دن محاصرہ کیا۔ [5]

مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔

قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ:وَقَدْ بَلَغَنِي أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قال لأبي بكر وَهُوَ مُحَاصِرٌ ثَقِيفًا يَا أَبَا بَكْرٍ إِنِّي رَأَيْتُ أَنِّي أُهْدِيَتْ لِي قَعْبَةٌ مَمْلُوءَةٌ زُبْدًا فَنَقَرَهَا دِيكٌ فَهَرَاقَ مَا فِيهَا فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: مَا أَظُنُّ أَنْ تُدْرِكَ مِنْهُمْ

---

[1] زادالمعاد۳؍۴۳۵،مغازی واقدی۳؍۹۳۱، عیون الآثر۲؍۲۵۱،ابن سعد ۲؍۱۲۰، شرح الزرقانی علی المواهب ۴؍۱۱

[2] زادالمعاد۳؍۴۳۴

[3] مغازی واقدی۳؍۹۲۷

[4] زادالمعاد۳؍۴۳۴

[5] صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ بَابُ إِعْطَاءِ الْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ عَلَى الْإِسْلَامِ وَتَصَبُّرِ مَنْ قَوِيَ إِيمَانُهُ ۲۴۴۲

يَوْمَكَ هَذَا مَا تُرِيدُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا لَا أَرَى ذَلِكَ

ابن اسحاق کہتے ہیں بنی ثقیف کے محاصرہ کے دوران رسول اللہ ﷺ نے ایک خواب دیکھا کہ ایک دودھ کا پیالہ آپ کے سامنے پیش کیا گیا ایک مرغ نے آ کر اس میں چونچ ماری جس سے وہ دودھ گر گیا، آپ نے یہ خواب سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بیان کیا جو خواب کی تعبیر میں بڑے ماہر اور عرب میں مشہور تھے، سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میرا خیال ہے اس مرتبہ بنو ثقیف سے جو آپ چاہتے ہیں وہ حاصل نہیں کر سکیں گے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرا خیال بھی یہی ہے۔[1]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: لَمَّا مَضَتْ خَمْسَ عَشْرَةَ لَيْلَةً مِنْ حصارهم استشاروَاسْتَشَارَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نوفل بن معاوية الديلي،فَقَالَ: مَا تَرَى؟ فَقَالَ نَوْفَلٌ: يَا رَسُولَ اللهِ، ثَعْلَبٌ فِي جُحْرٍ، إِنْ أَقَمْت عَلَيْهِ أَخَذْته، وَإِنْ تَرَكْته لَمْ يَضُرّكَ شَيْئًا فَأَمَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، فَأَذَّنَ فِي النَّاسِ بِالرَّحِيلِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب محاصرے کو تیس روز گزر گئے تو رسول اللہ ﷺ نے نوفل بن معاویہ دیلی رضی اللہ عنہ سے مشورہ فرمایا کہ ان حالات میں ہمیں کیا کرنا چاہیے؟ نوفل نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! لومڑی اپنے بھٹ میں گھس گئی ہے اگر آپ ڈٹ گئے تو پکڑ لیں گے اگر چھوڑ دیں گے تو یہ آپ کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتی، ان کا یہ مشورہ سن کر آپ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب کو حکم دیا کہ لوگوں میں کوچ کا اعلان کریں۔[2]

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ: لَمَّا حَاصَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الطَّائِفَ، فَلَمْ يَنَلْ مِنْهُمْ شَيْئًا، قَالَ:إِنَّا قَافِلُونَ إِنْ شَاءَ اللهُ ، فَضَجَّ النَّاسُ مِنْ ذَلِكَ وَقَالُوا: نَرْحَلُ وَلَمْ يُفْتَحْ عَلَيْنَا الطَّائِفُ؟فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاغْدُوا عَلَى الْقِتَالِ،فَغَدَوْا، فَأَصَابَتِ الْمُسْلِمِينَ جِرَاحَاتٌ،فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :إِنَّا قَافِلُونَ غَدًا إِنْ شَاءَ اللهُ، فَسُرُّوا بِذَلِكَ وَأَذْعَنُوا، وَجَعَلُوا يَرْحَلُونَ وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضْحَكُ،وَقَالَ سُفْيَانُ مَرَّةً، فَتَبَسَّمَ

عبداللہ رضی اللہ عنہ بن عمرو سے مروی ہے جب رسول اللہ ﷺ نے طائف کا محاصرہ کیا اور کامیابی کی کوئی صورت نظر نہ آئی تو آپ نے مال کا زیاں سمجھ کر فرمایا ہم ان شاء اللہ کل محاصرہ اٹھا کر واپس جائیں گے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر یہ بات شاق گزری وہ کہنے لگے ہم طائف فتح کیے بغیر ہی واپس چلے جائیں گے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اچھا تو کل دشمن سے لڑنے کے لئے نکلو، چنانچہ وہ دشمن کے مقابلہ میں آئے تو ان کو بہت زخم لگے، رسول اللہ ﷺ نے پھر فرمایا ہم ان شاء اللہ کل واپس چلیں گے، اب تو وہ بہت خوش ہوئے یہ دیکھ کر آپ ہنس پڑے، ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ مسکرا دیئے۔[3]

---

[1] البداية والنهاية۴۰۱/۴،ابن ہشام ۴۸۴/۲

[2] زادالمعاد ۴۳۵/۳،مغازی واقدی۹۳۱/۳

[3] صحیح بخاری كتاب المغازى باب غزوة الطائف۴۳۲۵، وكتاب الادب بَابُ التَّبَسُّمِ وَالضَّحِكِ۶۰۸۶،صحیح مسلم كِتَابُ الْجِهَادِ

یعنی کل تو واپس لوٹنے پر راضی نہ تھے اور لڑائی پر مستعد تھے مگر جب لڑائی میں زخمی ہوئے تو لوٹنے کو بہتر سمجھا اور راتنی جلدی رائے بدل گئی۔

وَقِيلَ يَا رَسُولَ اللهِ ادْعُ اللهَ عَلَى ثَقِيفٍ،فَقَالَ:اللهُمَّ اهْدِ ثَقِيفًا وَائْتِ بِهِمْ مسلمين

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب نے گزارش کی اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! آپ ان کے حق میں بددعا کریں آپ نے فرمایا اللہ نے مجھے اجازت نہیں دی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چلتے وقت یہ دعا فرمائی اے اللہ! ثقیف کو ہدایت دے اور انہیں مسلمان بنا کر لے آ۔[1]

فَلَمَّا ارْتَحَلُوا وَاسْتَقَلُّوا، قَالَ قُولُوا :آيِبُونَ تَائِبُونَ عَابِدُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ

جب واپسی کے لئے کوچ فرمایا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ہدایت فرمائی کہ اب یہ کہو "ہم واپس لوٹ رہے ہیں، اپنے رب کی عبادت کرتے ہیں اور اسی کی حمد و ثنا بیان کرتے ہیں۔"

غزوہ طائف میں شہید اسلام:

مِنْ قُرَيْشٍ، ثُمَّ مِنْ بَنِي أُمَيَّةَ بْنِ عَبْدِ شَمْسٍ: سَعِيدُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ بْنِ أُمَيَّةَ، وَعُرْفُطَةُ بْنُ جَنَّابٍ، حَلِيفٌ لَهُمْ، مِنْ الْأُسْدِ بْنِ الْغَوْثِ.قَالَ ابْنُ هِشَامٍ: وَيُقَالُ: ابْنُ حُبَابٍ.وَمِنْ بَنِي تَيْمِ بْنِ مُرَّةَ: عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقُ، رُمِيَ بِسَهْمٍ، فَمَاتَ مِنْهُ بِالْمَدِينَةِ بَعْدَ وَفَاةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.وَمِنْ بَنِي مَخْزُومٍ: عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي أُمَيَّةَ بْنِ الْمُغِيرَةِ، مِنْ رَمْيَةٍ رُمِيَهَا يَوْمَئِذٍ.وَمِنْ بَنِي عَدِيِّ بْنِ كَعْبٍ: عَبْدُ اللهِ بْنُ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ، حَلِيفٌ لَهُمْ.وَمِنْ بَنِي سَهْمِ بْنِ عَمْرٍو: السَّائِبُ بْنُ الْحَارِثِ بْنِ قَيْسِ بْنِ عَدِيٍّ، وَأَخُوهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ الْحَارِثِ.وَمِنْ بَنِي سَعْدِ بْنِ لَيْثٍ: جُلَيْحَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ.

قریش میں سے بنی امیہ بن عبد شمس میں سے سعید بن سعید بن عاص بن امیہ اور بنی اسد بن غوث سے ان کے حلیف عرفطہ بن جناب، اور ابن ہشام کے مطابق ابن حباب۔ بنی تیم بن مرہ سے عبداللہ بن ابی بکر ایک تیر کے لگنے سے مدینہ منورہ آ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد شہید ہوئے۔ اور بنی مخزوم میں سے عبداللہ بن ابی امیہ بن مغیرہ یہ بھی ایک تیر سے شہید ہوئے اور بنی عدی بن کعب سے ان کے حلیف عبداللہ بن عامر بن ربیعہ۔ اور بنی سہم بن عمرو سے سائب بن حرث بن قیس بن عدی اور ان کے بھائی عبداللہ بن حرث اور بنی سعد بن لیث سے جلیحہ بن عبداللہ شہید ہوئے۔

وَاسْتُشْهِدَ مِنْ الْأَنْصَارِ: مِنْ بَنِي سَلِمَةَ: ثَابِتُ بْنُ الْجَذَعِ.وَمِنْ بَنِي مَازِنِ بْنِ النَّجَّارِ: الْحَارِثُ بْنُ سَهْلِ بْنِ أَبِي صَعْصَعَةَ. وَمِنْ بَنِي سَاعِدَةَ: الْمُنْذِرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ.وَمِنْ الْأَوْسِ: رُقَيْمُ بْنُ ثَابِتِ بْنِ ثَعْلَبَةَ بْنِ زَيْدِ بْنِ لَوْذَانَ بْنِ مُعَاوِيَةَ.فَجَمِيعُ مَنْ

وَالسِّيَرِ بَابُ غَزْوَةِ الطَّائِفِ۴۶۲۰، مسنداحمد ۴۵۸۸، زادالمعاد۴۳۵؍۳،البداية والنهاية ۴۰۱؍۴،دلائل النبوة للبیہقی ۱۶۵؍۵، شرح الزرقانی علی المواهب ۱۴؍۴

[1] زادالمعاد۴۳۵؍۳،مغازی واقدی۹۳۷؍۳،ابن ہشام ۴۸۸؍۲،الروض الانف ۳۴۷؍۷،البداية والنهاية ۴۰۴؍۴، ابن سعد۱۲۱؍۲

أُسْتُشْهِدَ بِالطَّائِفِ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اثْنَا عَشَرَ رَجُلًا، سَبْعَةٌ مِنْ قُرَيْشٍ، وَأَرْبَعَةٌ مِنْ الْأَنْصَارِ، وَرَجُلٌ مِنْ بَنِي لَيْثٍ

انصار میں سے بنی سلمہ سے ثابت بن جذع۔ اور بنی مازن بن نجار سے حارث بن سہل بن ابی صعصعہ، اور بنی ساعدہ میں سے منذر بن عبداللہ شہید ہوئے۔ اور اوس میں سے رقیم بن ثابت بن ثعلبہ بن زید بن لوذان بن معاویہ۔ چنانچہ صحابہ کرام میں سے کل بارہ مجاہدین اسلام نے غزوہ طائف میں جام شہادت نوش کیا ان میں سات قریش میں سے اور چار انصار میں سے اور ایک بنی لیث سے تھے۔[1]

قبائل عرب کے خلاف رسول اللہ ﷺ کی یہ آخری جنگ تھی، اس کے بعد عرب کے دور دراز علاقوں سے قبائل موج در موج اور فوج در فوج اسلام میں داخل ہونے لگے، جن قبائل یا جن افراد نے اپنے پرانے ادیان پر قائم رہنے پر اصرار کیا ان کے دین میں مداخلت کیے بغیر انہیں سیاسی حفاظت میں لے لیا گیا۔

مال غنیمت کی تقسیم:

رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ، قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذِي الحُلَيْفَةِ، فَأَصَابَ النَّاسَ جُوعٌ، فَأَصَبْنَا إِبِلًا وَغَنَمًا وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أُخْرَيَاتِ النَّاسِ، فَعَجِلُوا فَنَصَبُوا القُدُورَ، فَدُفِعَ إِلَيْهِمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَ بِالقُدُورِ فَأُكْفِئَتْ، ثُمَّ قَسَمَ فَعَدَلَ عَشَرَةً مِنَ الغَنَمِ بِبَعِيرٍ، فَنَدَّ مِنْهَا بَعِيرٌ، وَكَانَ فِي القَوْمِ خَيْلٌ يَسِيرَةٌ، فَطَلَبُوهُ فَأَعْيَاهُمْ، فَأَهْوَى إِلَيْهِ رَجُلٌ بِسَهْمٍ فَحَبَسَهُ اللهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ لِهَذِهِ البَهَائِمِ أَوَابِدَ كَأَوَابِدِ الوَحْشِ، فَمَا نَدَّ عَلَيْكُمْ مِنْهَا فَاصْنَعُوا بِهِ هَكَذَا

رافع رضی اللہ عنہ بن خدیج سے مروی ہے ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ مقام الحُلَيْفَةِ (یہ مدینہ کے قریب والا ذوالحلیفہ نہیں ہے) پہنچے تو ہمیں شدت سے بھوک لگی، ہمیں مال غنیمت میں کچھ اونٹ اور بکریاں ہاتھ لگی تھیں ہم نے بھوک کی شدت کی وجہ سے ان میں سے چند اونٹ یا بکریوں کو (ذبح کر کے ان) کا گوشت برتنوں میں ڈال کر پکانا شروع کیا، نبی کریم ﷺ لوگوں سے کچھ پیچھے رہ گئے تھے جب آپ وہاں پہنچے تو آپ نے حکم دیا کہ دیگچیاں اوندھادی جائیں (کیونکہ تقسیم سے پہلے مال غنیمت میں تصرف حرام ہے) تعمیل فرمان میں فوراً دیگچیاں اوندھادی گئیں، پھر رسول اللہ ﷺ نے مجاہدین میں مال غنیمت تقسیم فرمایا اور ایک اونٹ کو دس بکریوں کے مساوی قرار دیا، ان اونٹوں میں سے ایک اونٹ بھاگا کیونکہ مجاہدین کے پاس گھوڑے بہت کم تھے اس لئے وہ اسے گھیر کر پکڑ نہ سکے، بھاگتے بھاگتے تھک گئے، اتنے میں ایک مجاہد نے اسے تیر مارا (تیر مارتے ہی) اللہ نے اسے روک دیا، نبی کریم ﷺ نے فرمایا ان جانوروں میں کبھی وحشی جانوروں کی طرح وحشت ہو جایا کرتی ہے لہذا اگر ان میں سے کوئی جانور تم پر غالب آجائے تو ایسا ہی کیا کرو۔[2]

جب ثقیف کو یقین ہو گیا کہ جب سب عرب مسلمان ہو چکے ہیں تو ہم اکیلے کیسے مسلمانوں کا مقابلہ کر سکتے تو انہوں نے اپنا ایک وفد رمضان

---

[1] ابن ہشام ۴۸۶/۲، الروض الانف ۳۴۴/۷

[2] صحیح بخاری کتاب الذبائح والقصیدباَبُ التَّسْمِيَةِ عَلَى الذَّبِيحَةِ، وَمَنْ تَرَكَ مُتَعَمِّدًا ۵۴۹۸

المبارک نوہجری میں آپ ﷺ کی خدمت میں بھیجا، آپ ﷺ نے ان سے اس شرط پر مصالحت کرلی کہ وہ مسلمان ہوجائیں، آپ ﷺ نے ان پر عثمان بن ابی العاص ثقفی رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر فرمایا

فَكَانَ غَزْوُهُمْ مِنْ تَمَامِ الْغَزْوَةِ الَّتِي شَرَعَ فِيهَا، وَالله أَعْلَمُ

اس طرح اہل عرب کے ساتھ جس جنگ کا آغاز غزوہ بدر سے ہوا تھا وہ غزوہ حنین میں ختم ہوگئی۔واللہ اعلم

خَرَجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ الطَّائِفِ فَأَخَذَ عَلَى دَحْنَاثُمَّ عَلَى قَرْنِ الْمَنَازِلِ ، ثُمَّ عَلَى نَخْلَةَ حَتّى خَرَجَ إلَى الْجِعِرّانَةِ

طائف سے کوچ کرکے آپ دَحْنَا،قَرْنِ الْمَنَازِلِ اور نَخْلَةَ سے ہوتے ہوئے پانچ ذوالقعدہ الحرام کوالْجِعِرّانَةِ پہنچے جہاں مال غنیمت پڑاہوا تھا۔[1]

ثُمَّ قَسَمَ الْغَنَائِمَ هُنَاكَ فَجَاءَهُ وَفْدُ هَوَازِنَ بَعْدَ ذَلِكَ فَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ أَخَّرَ الْقَسْمَ ليحضروا فابطؤا وَقَوْلُهُ بِضْعَ عَشْرَةَ لَيْلَةً فِيهِ بَيَانُ مُدَّةِ التَّأْخِي

یہاں پہنچ کرآپ ﷺ نے ہوزان کادس دن سے زیادہ انتظار کیا کہ شاید وہ اپنے اہل وعیال اورعزیزوں کو چھڑانے کے لئے آئیں لیکن اتنا انتظار کے بعد بھی کوئی نہیں آیا تب آپ نے مال غنیمت غانمین پرتقسیم فرمایا۔[2]

اموال غنیمت کی تقسیم:

فتح مکہ میں جومعززین قریش اسلام میں داخل ہوئے تھے ابھی تک متذبذب تھے،ایمان ابھی ان کے دلوں میں راسخ نہیں ہوا تھاان کے مولفہ القلوب(دلداری،حسن سلوک)کے لئے آپ ﷺ نے

فَأَعْطَى أَبَا سُفْيَانَ بْنَ حَرْبٍ مِائَةَ بَعِيرٍ

اپنے پانچویں حصہ میں سے ابوسفیان رضی اللہ عنہ بن حرب کوسواونٹ عطافرمائے۔[3]

ایک روایت میں ہے ابوسفیان اس وقت آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے جب نقدی اور دیگر ہرقسم کا مال ومتاع جمع تھا

فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَصْبَحْتَ أَكْثَرَ قُرَيْشٍ مَالًا!فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَالَ: أَعْطِنِي مِنْ هَذَا الْمَالِ يَا رَسُولَ اللهِ! قَالَ: يَا بِلَالُ، زِنْ لِأَبِي سُفْيَانَ أَرْبَعِينَ أُوقِيَّةً، وأعطوه مِائَةً مِنْ الْإِبِلِ،قَالَ أَبُو سُفْيَانَ: ابْنِي يَزِيدُ أَعْطِهِ!قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: زنوا ليزيد أَرْبَعِينَ أُوقِيَّةً، وَأَعْطُوهُ مِائَةً مِنْ الْإِبِلِ،قَالَ أَبُو سُفْيَانَ: ابْنِي مُعَاوِيَةُ، يَا رَسُولَ الله! قَالَ: زِنْ لَهُ يَا بِلَالُ أَرْبَعِينَ أُوقِيَّةً،وَأَعْطُوهُ مِائَةً مِنْ الْإِبِلِ، قَالَ أَبُو سُفْيَانَ:

[1] مغازی واقدی۹۳۹؍۳

[2] فتح الباری ۳۴؍۸،شرح الزرقانی علی المواهب۱۲۰؍۵

[3] ابن ہشام۴۹۲؍۲

إِنَّكَ الْكَرِيمُ، فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي! وَلَقَدْ حَارَبْتُكَ فَنِعْمَ الْمُحَارَبُ كُنْتَ، ثُمَّ سَالَمْتُكَ فَنِعْمَ الْمُسَالَمُ أَنْتَ، جَزَاكَ الله خَيْرًا!وَأَعْطَى حَكِيمَ بْنَ حِزَامٍ مِائَةَ بَعِيرٍ ثُمَّ سَأَلَهُ مِائَةً أُخْرَى فَأَعْطَاهُ

وہ دیکھ کر کہنے لگے اے اللہ کے رسول ﷺ! آج آپ قریش میں سب سے زیادہ غنی اور بڑے سرمایہ دار ہیں، رسول اللہ ﷺ اس کی بات سن کر مسکرائے اور کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! اس مال سے ہمارا حصہ ہمیں عطا فرمائیں، آپ ﷺ نے بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ ان کو ایک سو اونٹ اور چالیس اوقیہ (تقریباً سو تولہ) چاندی دے دو، ابوسفیان رضی اللہ عنہ کہنے لگے میرے لڑکے یزید کا حصہ بھی دیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان کے فرزند یزید کے لئے بھی ایک سو اونٹ اور چالیس اوقیہ چاندی دے دو، ابوسفیان رضی اللہ عنہ پھر بولے اے اللہ کے رسول ﷺ! اور میرے بیٹے معاویہ رضی اللہ عنہ کا حصہ؟ آپ ﷺ نے فرمایا اے بلال رضی اللہ عنہ! ان کے فرزند معاویہ رضی اللہ عنہ کے لئے بھی ایک سو اونٹ اور چالیس اوقیہ چاندی دے دو، اس طرح اس دن ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے تین سو اونٹ اور ایک سو بیس اوقیہ چاندی حاصل کی، ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ لڑائی اور صلح میں بے حد کریم ہیں، اللہ آپ کو جزائے خیر دے، آپ کی سخاوت انتہا کو پہنچی ہوئی ہے، حکیم بن حزام کو سو اونٹ عطا فرمائے، انہوں نے آپ ﷺ سے سو اونٹ اور مانگے تو آپ نے وہ بھی عطا فرما دیئے [1]

صفوان بن امیہ کو بھی ایک ایک سو کر کے تین سو اونٹ دیئے،

وَأَعْطَى النَّضِيرَ بْنَ الْحَارِثِ بْنِ كَلْدَةَ مِائَةً مِنَ الإبل،وَأَعْطَى الْحَارِثَ بْنَ هِشَامٍ مِائَةً مِنَ الإِبِلِ،وَأَعْطَى صَفْوَانَ بْنَ أُمَيَّةَ مِائَةً مِنَ الإِبِلِ، وَأَعْطَى حُوَيْطِبَ بْنَ عَبْدِ الْعُزَّى مائة مِنَ الإِبِلِ،وَأَعْطَى العلاء بن حارثة الثقفي خَمْسِينَ،وَأَعْطَى الأَقْرَعَ بْنَ حَابِسٍ التَّمِيمِيَّ مِائَةً مِنَ الإِبِلِ ،وَأَعْطَى عُيَيْنَةَ بْنَ حِصْنٍ مِائَةً مِنَ الإِبِلِ،وَأَعْطَى مَالِكَ بْنَ عَوْفٍ مِائَةً مِنَ الإِبِلِ،وَأَعْطَى قَيْسَ بْنَ عَدِيٍّ مِائَةً مِنَ الإِبِلِ،وأعطى أسيد بن جارية الثقفي مِائَةً مِنَ الإِبِلِ،وَأَعْطَى الْعَبَّاسَ بْنَ مِرْدَاسٍ أَرْبَعِينَ مِنَ الإِبِلِ

آپ ﷺ نے عبدالدار میں سے نضیر بن حارث کے بھائی حارث بن حارث بن کلدہ کو سو اونٹ عطا فرمائے، اور ابوجہل کے بھائی حارث بن ہشام مخزومی کو سو اونٹ عطا فرمائے، اور صفوان بن امیہ کو سو اونٹ عطا فرمائے، اور حویطب بن عبد العزیٰ کو سو اونٹ عطا فرمائے، اور علاء بن حارثہ ثقفی کو پچاس اونٹ عطا فرمائے، اور اقرع بن حابس تمیمی کو سو اونٹ عطا فرمائے، اور عیینہ بن حصن فزاری کو سو اونٹ عطا فرمائے، اور مالک بن عوف کو سو اونٹ عطا فرمائے اور قیس بن عدی کو سو اونٹ عطا فرمائے، اور اسید بن جاریہ ثقفی کو سو اونٹ عطا فرمائے، اور آپ ﷺ نے عباس بن مرداس کو چالیس اونٹ عطا فرمائے۔ [2]

جس سے وہ ناراض ہو گیا اور اس کے متعلق انہوں نے یہ اشعار کہے۔

---

[1] مغازی واقدی ۹۴۵؍۳، عیون الآثر ۲۴۲؍۲، زادالمعاد ۴۱۵؍۳

[2] عیون الآثر ۲۴۲؍۲

أَتَجْعَلُ نَهْبِي وَنَهْبَ الْعُبَيْدِ　　دبَيْنَ عُيَيْنَةَ وَالْأَقْرَعِ

آپ میری اور میرے گھوڑے عبید کی حاصل کی ہوئی غنیمت عیینہ اور اقرع کو دیتے ہیں

فما كَانَ بدروَلَا حَابِسٌ　　يَفُوقَانِ مِرْدَاسَ فِي الْمَجْمَعِ

ان دونوں کے باپ بدر اور حابس، میرے باپ مرداس پر کسی مجمع میں کوئی فوقیت نہیں رکھتے تھے

وَمَا كُنْت دُونَ امْرِئٍ مِنْهُمَا　　وَمَنْ تَضَعِ الْيَوْمَ لَا يُرْفَعِ

اور میں خود ان دونوں میں سے کسی سے کم نہیں، جس کو آپ آج نیچا کر دیں گے وہ کبھی اونچا نہ ہوگا

فَأَتَمَّ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِائَةً

تو آپ نے ان کے سو اونٹ پورے کر دیئے۔[1]

فَقَالَ رَسُولُ الله صَلَّى الله عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اقْطَعُوا لِسَانَهُ عَنِّي. فَأَعْطُوهُ مِائَةً مِنْ الْإِبِلِ

ابن اسحاق کی روایت میں یہ لفظ زیادہ ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کو سو اونٹ دے کر اس کی زبان مجھ سے بند کرو۔[2]

درج ذیل لوگوں کو پچاس سے کم اونٹ عطا فرمائے۔

طلیق بن سفیان بن امیہ بن عبدشمس۔ خالد بن اسید بن ابی العاص، شیبہ بن عثمان بن ابی طلحہ، بنو عبد الدار سے ابو السنابل بن بعکک بن حارث، ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے بھائی زہیر بن امیہ مخزومی، خالد بن ہشام بن مغیرہ مخزومی، سائب بن ابی سائب مخزومی، بنو عدی سے مطیع بن اسود، ابو جہم بن حذیفہ عدوی، احیحہ بن عدی بن خلف جمحی، بنو بکر بن عبد مناف سے نوفل بن معاویہ، علقمہ بن علاثہ بن عوف، خالد بن ہوذہ، خالد بن ولید کے بھائی ہشام بن ولید، عبد الاسد بن ہلال مخزومی۔

أَنَّ قَائِلًاقَالَ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَصْحَابِهِ يَا رَسُولَ اللهِ أَعْطَيْت عُيَيْنَةَ بْنَ حِصْنٍ وَالْأَقْرَعَ بْنَ حَابِسٍ مِائَةً مِائَةً وَتَرَكْت جُعَيْلَ بْنَ سُرَاقَةَ الضَّمْرِيّ،فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَا وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمّدٍ بِيَدِهِ لَجُعَيْلُ بْنُ سُرَاقَةَ خَيْرٌ مِنْ طِلَاعِ الْأَرْضِ كُلّهِمْ مِثْلَ عُيَيْنَةَ بْنِ حِصْنٍ وَالْأَقْرَعِ بْنِ حَابِسٍ وَلَكِنّي تَأَلّفْتهمَا لِيَسْلَمَا, وَوَكَلْت جُعَيْلَ بْنَ سُرَاقَةَ إلَى إسْلَامه

کسی صحابی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ نے عیینہ بن حصن اور اقرع بن حابس کو سو سو اونٹ دے دیئے ہیں اور جعیل رضی اللہ عنہ بن سراقہ ضمری کو کچھ نہیں دیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے عیینہ جیسے آدمیوں سے زمین بھری پڑی ہو تو ان سے اکیلا جعیل بن سراقہ بہتر ہے، میں نے تالیف قلب کے لئے انکو اتنے اونٹ دیئے ہیں تا کہ

---

[1] صحيح مسلم كتاب بَابُ إِعْطَاءِ الْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ عَلَى الْإِسْلَامِ وَتَصَبُّرِ مَنْ قَوِيَ إِيمَانُهُ ۲۴۴۳

[2] مغازی واقدی ۳،۹۴۷

وہ اسلام قبول کر لیں اور جعیل رضی اللہ عنہ کو اس کے اسلام کے سپرد کر دیا ہے۔[1] ابن سعد اور مغازی واقدی میں ہے یہ سوال پوچھنے والے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ تھے۔

عَمْرُو بْنُ تَغْلِبَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: أَعْطَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْمًا وَمَنَعَ آخَرِينَ، فَكَأَنَّهُمْ عَتَبُوا عَلَيْهِ، فَقَالَ: إِنِّي أُعْطِي قَوْمًا أَخَافُ ظَلَعَهُمْ وَجَزَعَهُمْ، وَأَكِلُ أَقْوَامًا إِلَى مَا جَعَلَ اللهُ فِي قُلُوبِهِمْ مِنَ الخَيْرِ وَالغِنَى، مِنْهُمْ عَمْرُو بْنُ تَغْلِبَ، فَقَالَ عَمْرُو بْنُ تَغْلِبَ: مَا أُحِبُّ أَنَّ لِي بِكَلِمَةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُمْرَ النَّعَمِ

عمرو بن تغلب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مال خمس میں سے کچھ لوگوں کو مال دیا اور کچھ لوگوں کو نہیں دیا جن کو مال نہیں دیا وہ ناراض ہو گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں ایسے لوگوں کو دیتا ہوں جس سے کجی اور بے صبری کا مجھے اندیشہ ہوتا ہے اور کچھ لوگوں کو اس خیر اور غنیٰ کے حوالے کر دیتا ہوں جو خیر و غنیٰ اللہ نے ان کے دلوں میں پیدا کر دی ہے ان ہی لوگوں میں عمرو بن تغلب رضی اللہ عنہ بھی ہیں، عمرو بن تغلب رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری نسبت یہ جو کلمہ فرمایا اگر اس بات کے عوض مجھے سرخ اونٹ ملتے تو بھی میں اتنا خوش نہ ہوتا۔[2]

عَنْ أَبِي قَتَادَةَ، قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ حُنَيْنٍ، فَلَمَّا التَقَيْنَا كَانَتْ لِلْمُسْلِمِينَ جَوْلَةٌ، فَرَأَيْتُ رَجُلًا مِنَ المُشْرِكِينَ قَدْ عَلاَ رَجُلًا مِنَ المُسْلِمِينَ، فَضَرَبْتُهُ مِنْ وَرَائِهِ عَلَى حَبْلِ عَاتِقِهِ بِالسَّيْفِ فَقَطَعْتُ الدِّرْعَ، وَأَقْبَلَ عَلَيَّ فَضَمَّنِي ضَمَّةً وَجَدْتُ مِنْهَا رِيحَ المَوْتِ، ثُمَّ أَدْرَكَهُ المَوْتُ فَأَرْسَلَنِي، فَلَحِقْتُ عُمَرَ بْنَ الخَطَّابِ فَقُلْتُ: مَا بَالُ النَّاسِ؟ قَالَ: أَمْرُ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ، ثُمَّ رَجَعُوا

ابو قتادہ انصاری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ حنین میں شریک ہوئے پہلے پہل مسلمانوں کو شکست ہو گئی، میں نے دیکھا کہ ایک مشرک ایک مسلمان کے اوپر غالب ہو رہا ہے، میں نے پیچھے سے اس کو کندھے پر تلوار ماری جس سے اس کی زرہ کٹ گئی اور کچھ کندھا بھی کٹ گیا، وہ پیچھے پلٹ کر مجھ سے لپٹ گیا اور مجھے اتنی زور سے بھینچا کہ موت کی تصویر میری آنکھوں میں پھر گئی، پھر وہ زخموں کی تاب نہ لا کر گر پڑا اور دم توڑ دیا اور مجھے چھوڑ دیا، پھر میری عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی تو میں نے کہا لوگوں کو کیا ہوا؟ وہ بولے یہی اللہ عزوجل کا حکم ہے، پھر مجاہدین اسلام واپس پلٹے (اور اللہ نے فتح و نصرت سے نوازا، جنگ ختم ہونے کے بعد)

وَجَلَسَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: مَنْ قَتَلَ قَتِيلًا لَهُ عَلَيْهِ بَيِّنَةٌ فَلَهُ سَلَبُهُ، فَقُلْتُ: مَنْ يَشْهَدُ لِي، ثُمَّ جَلَسْتُ، قَالَ: ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ، فَقُمْتُ، فَقُلْتُ: مَنْ يَشْهَدُ لِي، ثُمَّ جَلَسْتُ، قَالَ: ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

---

[1] الروض الانف ۷/۳۶۱، ابن ہشام ۲/۴۹۶، تاریخ طبری ۳/۹۱، البدایۃ والنہایۃ ۴/۴۱۴، ابن سعد ۴/۱۸۶، مغازی واقدی ۳/۹۴۸، السیرۃ النبویۃ لابن کثیر ۳/۶۸۳

[2] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس بَابُ مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِي المُؤَلَّفَةَ قُلُوبُهُمْ وَغَيْرَهُمْ مِنَ الخُمُسِ وَنَحْوِهِ ۳۱۴۵، البدایۃ والنہایۃ ۴/۴۱۵، شرح الزرقانی علی المواهب ۴/۲۵، السیرۃ النبویۃ لابن کثیر ۳/۶۸۴

وَسَلَّمَ مِثْلَهُ ، فَقُمْتُ فَقَالَ:مَا لَكَ يَا أَبَا قَتَادَةَ؟فَأَخْبَرْتُهُ ، فَقَالَ رَجُلٌ: صَدَقَ، وَسَلَبُهُ عِنْدِي، فَأَرْضِهِ مِنِّي،

جب نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم غنیمت تقسیم کرنے کے لئے بیٹھے تو فرمایا جس نے کوئی آدمی قتل کیا ہو اور اس کے پاس اس کا کوئی ثبوت ہو تو اس مقتول کا مال واسباب اور ہتھیار اس کو مل جائے گا، میں نے اپنے دل میں کہا کہ میرے حق میں کون گواہی دے گا؟ پھر میں بیٹھ گیا، نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے دوبارہ اعلان فرمایا تو میں کھڑا ہو گیا، اس مرتبہ پھر میں نے دل میں کہا کہ میرے لیے کون گواہی دے گا؟ اور پھر بیٹھ گیا، نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے تیسری بار پھر اپنا فرمان دہرایا تو اس مرتبہ میں کھڑا ہو گیا آپ نے فرمایا ابو قتادہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کیا بات ہے؟ میں نے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو بتایا تو اس وقت ایک آدمی (اسود رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ بن خزاعی اسلمی) نے کہا اے اللہ کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! یہ ٹھیک کہتا ہے جس آدمی کو اس نے قتل کیا ہے اس کا تمام مال واسباب میرے پاس ہے آپ اس کو راضی کر دیں کہ یہ اس مال واسباب کو میرے پاس رہنے دے،

فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: لاَهَا اللهِ إِذًا، لاَ يَعْمِدُ إِلَى أَسَدٍ مِنْ أُسْدِ اللهِ، يُقَاتِلُ عَنِ اللهِ وَرَسُولِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُعْطِيكَ سَلَبَهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:صَدَقَ، فَأَعْطِهِ،فَأَعْطَانِيهِ، فَابْتَعْتُ بِهِ مَخْرَفًا فِي بَنِي سَلِمَةَ، فَإِنَّهُ لَأَوَّلُ مَالٍ تَأَثَّلْتُهُ فِي الإِسْلاَمِ

اس پر سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے جو پاس ہی کھڑے ہوئے تھے بولے اللہ کی قسم! ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا، اللہ کے شیروں میں سے ایک شیر جو اللہ کی راہ میں اس کے رسول کے ساتھ مل کر جہاد کرتا ہے پھر رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اس کا حق تجھے ہرگز نہیں دے سکتے، نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا سیدنا ابو بکر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے ٹھیک کہا ہے اس کا مال واسباب اس کو دے دو، چنانچہ اس شخص نے وہ مال واسباب مجھے دے دیا جس کو بیچ کر میں نے بنو سلمہ میں ایک باغ خریدا اور یہ میری پہلی جائداد ہے جو اسلام لانے کے بعد میں نے پیدا کی۔[۱]

ثُمَّ أَمَرَ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ بِإِحْصَاءِ الْغَنَائِمِ وَالنَّاسِ، ثُمَّ فَضَّهَا عَلَى النَّاسِ، فَكَانَتْ سِهَامُهُمْ لِكُلِّ رَجُلٍ أَرْبَعًا مِنَ الْإِبِلِ وَأَرْبَعِينَ شَاةً. فَإِنْ كَانَ فَارِسًا أَخَذَ اثْنَيْ عَشَرَ بَعِيرًا، وَعِشْرِينَ وَمِائَةَ شَاةٍ

پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے زید رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ بن ثابت کو حکم فرمایا کہ وہ بقیہ مجاہدین اور بکریوں کی گنتی پیش کریں، پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے وہ سب مال باقی حضرات پر برابر تقسیم فرمادیا چنانچہ ہر مجاہد کے حصہ میں چار چار اونٹ اور چالیس چالیس بکریاں آئیں، جو گھوڑے سوار تھے انہوں نے سہہ گنا حصہ بارہ اونٹ اور ایک سو بیس بکریاں حاصل کیں اگر کسی کے پاس ایک سے زیادہ گھوڑے تھے تو ان کا الگ حصہ نہیں لگایا گیا۔[۲]

کیونکہ طلحہ بن عبید اللہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے اسلامی لشکر پر بہت مال صرف کیا تھا اس لئے انہیں جواد (سخی) کا اور ایک قول کے مطابق أَنْتَ الفَيَّاضُ کا لقب عطا فرمایا۔[۳]

<u>عَنْ عَبْدِ اللهِ، قَالَ:</u> لَمَّا كَانَ يَوْمُ حُنَيْنٍ آثَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاسًا فِي الْقِسْمَةِ، فَأَعْطَى الْأَقْرَعَ بْنَ

[۱] صحيح بخارى كتاب المغازى بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى :وَيَوْمَ حُنَيْنٍ إِذْ أَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْئًا وَضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُدْبِرِينَ. ثُمَّ أَنْزَلَ اللهُ سَكِينَتَهُ ۴۳۲۱

[۲] زادالمعاد۳،۴۱۵

[۳] إنارة الدجى في مغازي خير الورى صلى الله عليه وآله وسلم ۱،۴۳۴

حَابِسٍ مِائَةً مِنَ الْإِبِلِ، وَأَعْطَى عُيَيْنَةَ مِثْلَ ذٰلِكَ، وَأَعْطَى أُنَاسًا مِنْ أَشْرَافِ الْعَرَبِ، وَآثَرَهُمْ يَوْمَئِذٍ فِي الْقِسْمَةِ،فَقَالَ رَجُلٌ: وَاللهِ، إِنَّ هٰذِهِ لَقِسْمَةٌ مَا عُدِلَ فِيهَا وَمَا أُرِيدَ فِيهَا وَجْهُ اللهِ،قَالَ فَقُلْتُ: وَاللهِ، لَأُخْبِرَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے غزوہ حنین میں آپ نے مال تقسیم کرتے وقت کچھ لوگوں کو زیادہ مال دیا، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اقرع بن حابس کو سو اونٹ دیئے، اسی طرح عیینہ کو بھی اتنے اونٹ دیئے، عرب کے دوسرے ممتاز آدمیوں سے بھی ترجیحی سلوک کیا، یہ دیکھ کر ایک آدمی نے کہا اس تقسیم میں عدل وانصاف سے کام نہیں لیا گیا اور نہ اس میں اللہ تعالیٰ کی رضامندی کا خیال رکھا گیا ہے، عبد اللہ کہتے ہیں میں نے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر دوں گا۔

قَالَ: فَأَتَيْتُهُ فَأَخْبَرْتُهُ بِمَا قَالَ، قَالَ: فَتَغَيَّرَ وَجْهُهُ حَتَّى كَانَ كَالصِّرْفِ، ثُمَّ قَالَ:فَمَنْ يَعْدِلُ إِنْ لَمْ يَعْدِلِ اللهُ وَرَسُولُهُ، قَالَ: ثُمَّ قَالَ: يَرْحَمُ اللهُ مُوسَى، قَدْ أُوذِيَ بِأَكْثَرَ مِنْ هٰذَا فَصَبَرَ قَالَ قُلْتُ: لَا جَرَمَ لَا أَرْفَعُ إِلَيْهِ بَعْدَهَا حَدِيثًا

چنانچہ میں نے آکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس شخص کی یہ بات بتلائی، یہ سن کر آپ سخت ناراض ہوئے اور آپ کا چہرہ مبارک سرخ ہو گیا یہاں تک کہ میں نے آرزو کی کہ کاش! میں آپ کو یہ بات نہ بتاتا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول عدل نہیں کرے گا تو پھر کون عدل کرے گا؟ پھر آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام پر رحم فرمائے ان کو اس سے بھی زیادی تکلیف دی گئی تھی اور انہوں نے صبر سے کام لیا تھا (صبر عجیب نعمت ہے جو پیغمبروں کی خصلت ہے، جس نے صبر کیا وہ کامیاب ہوا آخر میں اس کا دشمن ذلیل وخوار ہوا) عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اس کے بعد میں نے فیصلہ کر لیا کہ آئندہ میں اس قسم کی کوئی خبر آپ کو نہیں دوں گا۔ [1]

جس منافق کا ذکر کیا گیا ہے اس کم بخت نے اتنا بھی غور نہیں کیا کہ دنیا کا مال و دولت اسباب سب پروردگار کی ملک ہیں جس پیغمبر کو اللہ تعالیٰ نے اپنا رسول بنا کر دنیا میں بھیج دیا اس کو پورا اختیار ہے کہ جیسی مصلحت ہو اسی طرح دنیا کا مال تقسیم کرے، اللہ تعالیٰ کی رضامندی کا خیال جتنا اس کے پیغمبر کو ہو گا اس کا عشر عشیر بھی دوسروں کو نہیں ہو سکتا مگر بد باطن قسم کے لوگوں کو شیوہ ہی یہ رہا ہے کہ خواہ مخواہ دوسروں پر الزام بازی کرتے رہتے ہیں اور اپنے عیوب پر کبھی ان کی نظر نہیں جاتی۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: أَتَى رَجُلٌ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْجِعْرَانَةِ مُنْصَرَفَهُ مِنْ حُنَيْنٍ، وَفِي ثَوْبِ بِلَالٍ فِضَّةٌ، وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْبِضُ مِنْهَا، يُعْطِي النَّاسَ ، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ، اعْدِلْ،قَالَ:وَيْلَكَ وَمَنْ يَعْدِلُ إِذَا لَمْ أَكُنْ أَعْدِلُ؟لَقَدْ خِبْتَ وَخَسِرْتَ إِنْ لَمْ أَكُنْ أَعْدِلُ،فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: دَعْنِي، يَا رَسُولَ اللهِ فَأَقْتُلَ هٰذَا الْمُنَافِقَ،فَقَالَ:مَعَاذَ اللهِ، أَنْ يَتَحَدَّثَ النَّاسُ أَنِّي أَقْتُلُ أَصْحَابِي، إِنَّ هٰذَا وَأَصْحَابَهُ يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ، لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ، يَمْرُقُونَ مِنْهُ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ

جابر رضی اللہ عنہ بن عبد اللہ سے مروی ہے حنین سے واپسی کے بعد جعرانہ میں آپ کے پاس ایک آدمی آیا اس وقت بلال رضی اللہ عنہ کے دامن میں کچھ

[1] صحيح مسلم كتاب الزكوة بَابُ إِعْطَاءِ الْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ عَلَى الْإِسْلَامِ وَتَصَبُّرِ مَنْ قَوِيَ إِيمَانُهُ ۲۴۴۷

چاندی تھی اور رسول اللہ ﷺ اس سے مٹھی بھر بھر کر لوگوں کو دے رہے تھے، وہ بولا محمد (ﷺ) عدل سے کام لیں، آپ ﷺ نے فرمایا تجھ پر افسوس ہو اگر میں عدل نہیں کروں گا تو کون عدل کرے گا؟ اگر میں نے عدل نہیں کیا تو یقیناً گھاٹے میں پڑا اور خسارے میں رہا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! اگر اجازت ہو تو میں اس منافق کو قتل کر دوں؟ آپ نے فرمایا معاذ اللہ! لوگ کہیں گے میں اپنے ساتھیوں کو قتل کرتا ہوں، یہ اور اس کے ساتھی قرآن پڑھیں گے لیکن وہ ان کے حلقوں سے نہیں گزرے گا یہ اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر کمان سے نکل جاتا ہے۔ (۱)

أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ، قَالَ: بَيْنَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقْسِمُ قَسْمًا، أَتَاهُ ذُو الْخُوَيْصِرَةِ، وَهُوَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ،فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، اعْدِلْ،قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : وَيْلَكَ وَمَنْ يَعْدِلُ إِنْ لَمْ أَعْدِلْ ؟قَدْ خِبْتُ وَخَسِرْتُ إِنْ لَمْ أَعْدِلْ ،فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: يَا رَسُولَ اللهِ، ائْذَنْ لِي فِيهِ أَضْرِبْ عُنُقَهُ

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں بنوتمیم کا ایک آدمی آیا جس کو ذوالخویصرہ کہا جاتا تھا اس وقت آپ ﷺ لوگوں میں مال تقسیم کر رہے تھے وہ کھڑا دیکھتا رہا، پھر کہنے لگا اے اللہ کے رسول ﷺ! عدل کرو، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم پر افسوس ہو اگر میں عدل نہیں کروں گا تو کون کرے گا؟ اور بالکل بدنصیب اور محروم ہو گیا اگر میں نے عدل نہ کیا، اس پر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھے اجازت فرمائیں کہ میں اس کی گردن مار دوں،

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:دَعْهُ، فَإِنَّ لَهُ أَصْحَابًا يَحْقِرُ أَحَدُكُمْ صَلَاتَهُ مَعَ صَلَاتِهِمْ، وَصِيَامَهُ مَعَ صِيَامِهِمْ، يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ، لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ، يَمْرُقُونَ مِنَ الْإِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، يُنْظَرُ إِلَى نَصْلِهِ فَلَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ، ثُمَّ يُنْظَرُ إِلَى رِصَافِهِ فَلَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ، ثُمَّ يُنْظَرُ إِلَى نَضِيِّهِ فَلَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ - وَهُوَ الْقِدْحُ - ثُمَّ يُنْظَرُ إِلَى قُذَذِهِ فَلَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ، سَبَقَ الْفَرْثَ وَالدَّم

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نہیں اس کو رہنے دو اس لیے کہ اس کے ساتھ ایک جماعت ہو گی تم ان کی نمازوں کو اپنی نماز اور اپنے روزے کو ان کے روزوں کے آگے حقیر سمجھو گے، یہ لوگ قرآن پڑھیں گے مگر وہ ان کے گلوں سے نیچے نہیں اترے گا، دین کے بارے میں تشدد کرتے کرتے اس سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر شکار کے جسم سے نکلتا ہے تیر انداز اس کے پھل کو دیکھتا ہے تو کوئی چیز نظر نہیں آتی، پھر اس کی لکڑی میں دیکھتے ہیں تو اس میں بھی کوئی چیز نہیں ملتی، پھر فوق میں دیکھتے ہیں تو اس میں کچھ نظر نہیں آتا حالانکہ وہ خون اور گوبر سے ہو کر نکلتا ہے۔ (۲)

نبی کریم ﷺ نے خمس میں سے اپنی رائے کے موافق کس کی کم زیادہ دیا ہو گا جب تو ذوالخویصرہ نے یہ اعتراض کیا کیونکہ باقی چار حصے

---

(۱) صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ بَابُ ذِكْرِ الْخَوَارِجِ وَصِفَاتِهِم ۲۴۴۹

(۲) صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ بَابُ ذِكْرِ الْخَوَارِجِ وَصِفَاتِهِم ۲۴۵۶

توبرابرسب مجاہدین میں تقسیم ہوتے ہیں، مگر اس کا اعتراض غلط تھا کہ اس نے نبی کریم ﷺ کی بابت ایسا گمان کیا جب کہ آپ ﷺ سے بڑھ کر بنی نوع انسان میں کوئی عادل منصف پیدا نہیں ہوا اور نہ ہو گا۔

اموال غنیمت اور انصار:

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَاصِمٍ، قَالَ: لَمَّا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ حُنَيْنٍ، قَسَمَ فِي النَّاسِ فِي المُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ، وَلَمْ يُعْطِ الأَنْصَارَ شَيْئًا، فَكَأَنَّهُمْ وَجَدُوا إِذْ لَمْ يُصِبْهُمْ مَا أَصَابَ النَّاسَ، فَخَطَبَهُمْ فَقَالَ:يَا مَعْشَرَ الأَنْصَارِ، أَلَمْ أَجِدْكُمْ ضُلَّالًا فَهَدَاكُمُ اللَّهُ بِي، وَكُنْتُمْ مُتَفَرِّقِينَ فَأَلَّفَكُمُ اللَّهُ بِي، وَعَالَةً فَأَغْنَاكُمُ اللَّهُ بِي» كُلَّمَا قَالَ شَيْئًا قَالُوا: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمَنُّ،

عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے غزوہ حنین کے موقع پر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو جو غنیمت دی تھی آپ ﷺ نے اس کی تقسیم کمزور ایمان کے لوگوں میں (جو فتح مکہ کے بعد ایمان لائے تھے) کر دی اور انصار کو اس میں سے کچھ نہیں دیا گویا کہ انہوں نے غصہ کیا کہ جو مال دوسروں کو ملا ہے ان کو کیوں نہیں ملا، آپ نے کھڑے ہو کر ان کو خطاب کیا اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کے بعد فرمایا اے جماعت انصار! کیا یہ حقیقت نہیں کہ تم گمراہ تھے پھر تم کو میرے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے ہدایت نصیب کی اور تم میں آپس میں دشمنی اور نا اتفاقی تھی تو اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعہ تم میں باہم الفت پیدا کی اور تم محتاج تھے اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعہ غنی کیا، آپ ﷺ کے ایک ایک جملے پر انصار کہتے جاتے تھے کہ اللہ اور اس کے رسول کے ہم سب سے زیادہ احسان مند ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری باتوں کا جواب دینے سے تمہیں کیا چیز مانع رہی ؟بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے ہر اشارے پر انصار عرض کرتے جاتے کہ اللہ اور اس کے رسول کے ہم سب سے زیادہ احسان مند ہیں

قَالَ: لَوْ شِئْتُمْ قُلْتُم: جِئْتَنَا كَذَا وَكَذَا،أَتَرْضَوْنَ أَنْ يَذْهَبَ النَّاسُ بِالشَّاةِ وَالبَعِيرِ، وَتَذْهَبُونَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى رِحَالِكُمْ ، لَوْلاَ الهِجْرَةُ لَكُنْتُ امْرَأً مِنَ الأَنْصَارِ، وَلَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا وَشِعْبًا لَسَلَكْتُ وَادِيَ الأَنْصَارِ وَشِعْبَهَا لأَنْصَارُ شِعَارٌ وَالنَّاسُ دِثَارٌإِنَّكُمْ سَتَلْقَوْنَ بَعْدِي أُثْرَةً، فَاصْبِرُوا حَتَّى تَلْقَوْنِي عَلَى الحَوْضِ

آپ ﷺ نے فرمایا اگر تم چاہتے تو مجھ سے اس اس طرح بھی کہہ سکتے تھے (کہ آپ آئے تو لوگ آپ کو جھٹلا رہے تھے لیکن ہم نے آپ کی تصدیق کی وغیرہ) آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم اس پر خوش نہیں ہو کہ جب لوگ اونٹ اور بکریاں لے جا رہے ہوں تو تم اپنے گھروں کی طرف اللہ کے رسول کو لے جا رہے ہو گے؟اگر ہجرت کی فضیلت نہ ہوتی تو میں بھی انصار کا آدمی بن جاتا، لوگ خواہ کسی وادی اور کسی گھاٹی کی طرف چلیں اور انصار دوسری وادی اور گھاٹی کی طرف چلیں تو میں اسی وادی اور اسی گھاٹی کی طرف چلوں گا جس کی طرف انصار چلیں گے، انصار اس کپڑے کی طرح ہیں یعنی استر جو ہمیشہ جسم سے لگا رہتا ہے اور دوسرے لوگ اوپر کے کپڑے کی طرح ہیں یعنی ابرہ، میرے بعد تم پر دوسروں کو ترجیح دی جائے گی اس وقت صبر سے کام لینا یہاں تک کہ تم مجھ سے حوض پر آ کر ملو۔[1]

[1] صحیح بخاری کتاب الخمس بَابُ مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِي المُؤَلَّفَةَ قُلُوبُهُمْ وَغَيْرَهُمْ مِنَ الخُمُسِ وَنَحْوِهِ۳۱۴۷ ، وکتاب المغازی بَابُ غَزْوَةِ الطَّائِفِ۴۳۳۰

أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، أَنَّ نَاسًا مِنَ الأَنْصَارِ قَالُوا لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حِينَ أَفَاءَ اللهُ عَلَى رَسُولِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَمْوَالِ هَوَازِنَ مَا أَفَاءَ، فَطَفِقَ يُعْطِي رِجَالًا مِنْ قُرَيْشٍ المِائَةَ مِنَ الإِبِلِ، فَقَالُوا: يَغْفِرُ اللهُ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يُعْطِي قُرَيْشًا وَيَدَعُنَا، وَسُيُوفُنَا تَقْطُرُ مِنْ دِمَائِهِمْ،قَالَ أَنَسٌ: فَحُدِّثَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَقَالَتِهِمْ،فَأَرْسَلَ إِلَى الأَنْصَارِ، فَجَمَعَهُمْ فِي قُبَّةٍ مِنْ أَدَمٍ، وَلَمْ يَدْعُ مَعَهُمْ أَحَدًا غَيْرَهُمْ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے غزوہ حنین کے موقع پر انصار کے چند لوگوں نے کہا جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اموال ہوزان میں سے کچھ مال بغیر لڑے بھڑے دلوا دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کے چند آدمیوں کو سو اونٹ دیئے، تو انصار میں سے کچھ لوگوں نے کہا اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو معاف فرمائے آپ مال قریش کو دیتے ہیں اور ہمیں نظرانداز کرتے ہیں حالانکہ ابھی تک ہماری تلواروں سے ان کے خون کے قطرے ٹپکتے ہیں، انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا تذکرہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کو بلا بھیجا اور ان کو چمڑے کے ایک خیمہ میں جمع کیا اس خیمہ میں انصار کے علاوہ کوئی بھی نہ تھا

فَلَمَّا اجْتَمَعُوا جَاءَهُمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: مَا كَانَ حَدِيثٌ بَلَغَنِي عَنْكُمْ،قَالَ لَهُ فُقَهَاؤُهُمْ: أَمَّا ذَوُو آرَائِنَا يَا رَسُولَ اللهِ، فَلَمْ يَقُولُوا شَيْئًا، وَأَمَّا أُنَاسٌ مِنَّا حَدِيثَةٌ أَسْنَانُهُمْ، فَقَالُوا: يَغْفِرُ اللهُ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يُعْطِي قُرَيْشًا، وَيَتْرُكُ الأَنْصَارَ، وَسُيُوفُنَا تَقْطُرُ مِنْ دِمَائِهِمْ،فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِنِّي أُعْطِي رِجَالًا حَدِيثٌ عَهْدُهُمْ بِكُفْرٍ

جب سب جمع ہو گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور ان سے پوچھا اے جماعت انصار! یہ میں کیا بات سن رہا ہوں، انصار کے بڑوں نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہم سر برآوردہ اور اہل رائے میں سے کسی نے یہ نہیں کہا البتہ بعض ناسمجھ نوجوانوں نے یہ کہا ہے اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو معاف فرمائے آپ مال قریش کو دیتے ہیں اور ہمیں نظرانداز کرتے ہیں حالانکہ ابھی تک ہماری تلواروں سے ان کے خون کے قطرے ٹپکتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں ان لوگوں کو دیتا ہوں جو ابھی ابھی کفر چھوڑ کر اسلام لائے ہیں، میری غرض تالیف قلب ہے

أَمَا تَرْضَوْنَ أَنْ يَذْهَبَ النَّاسُ بِالأَمْوَالِ، وَتَرْجِعُوا إِلَى رِحَالِكُمْ بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،فَوَاللهِ مَا تَنْقَلِبُونَ بِهِ خَيْرٌ مِمَّا يَنْقَلِبُونَ بِهِ، قَالُوا: بَلَى يَا رَسُولَ اللهِ، قَدْ رَضِينَا،فَقَالَ لَهُمْ:إِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ بَعْدِي أَثَرَةً شَدِيدَةً، فَاصْبِرُوا حَتَّى تَلْقَوُا اللهَ وَرَسُولَهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الحَوْضِ،قَالُوا: سَنَصْبِرُ قَالَ أَنَسٌ فَلَمْ نَصْبِرْ

کیا تمہیں یہ منظور نہیں ہے کہ دوسرے لوگ اونٹ و بکریاں لے کر گھروں کو جائیں اور تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ساتھ لے کر جاؤ، اللہ کی قسم! جو چیز تم لے کر جاؤ گے وہ اس سے بدرجہ بہتر ہے جو وہ لے کر جائیں گے، انصار نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہم اس پر راضی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے بعد تمہیں سخت قسم کی کنبہ پروری کا سامنا کرنا پڑے گا اس وقت صبر سے کام لینا حتی کہ تم اللہ اور اس کے رسول سے آملو، میں تمہیں حوض پر ملوں گا، وہ بولے ہم ضرور صبر سے کام لیں گے، انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں لیکن وقت آنے پر وہ صبر نہ کر سکے۔ [1]

[1] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس بَابُ مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِي المُؤَلَّفَةَ قُلُوبُهُمْ وَغَيْرَهُمْ مِنَ الخُمُسِ وَنَحْوِهِ ۳۱۴۷، صحیح مسلم کتاب بَابُ إِعْطَاءِ الْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ عَلَى الْإِسْلَامِ وَتَصَبُّرِ مَنْ قَوِيَ إِيمَانُهُ ۲۴۳۶

ابن اسحاق ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے گروہ انصار! تم مجھے جواب کیوں نہیں دیتے

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: قَالُوا: بَلَى، اللهُ وَرَسُولُهُ أَمَنُّ وَأَفْضَلُ، قَالَ: أَمَا وَاللهِ لَوْ شِئْتُمْ قُلْتُمْ فَصَدَقْتُمْ: أَتَيْتَنَا مُكَذَّبًا فَصَدَّقْنَاك، وَمَخْذُولًا فَنَصَرْنَاك .وطَرِيدًا فَآوَيْنَاك، وَعَائِلًا فَآسَيْنَاك !وَجَدْتُمْ فِي أَنْفُسِكُمْ يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ فِي شَيْءٍ مِنْ الدّنْيَا تَأَلّفْت بِهِ قَوْمًا لِيُسْلِمُوا، وَوَكَلْتُكُمْ إلَى إسْلَامِكُمْ ، أَفَلَا تَرْضَوْنَ يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ أَنْ يَذْهَبَ النّاسُ بِالشّاءِ وَالْبَعِيرِ وَتَرْجِعُوا بِرَسُولِ اللهِ إلَى رِحَالِكُمْ؟

وہ بولے اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہم آپ کو کیا جواب دیں؟ اللہ اور اس کے رسول کا ہی ہم پر فضل اور احسان ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میری بات کا یہ جواب دے سکتے ہو اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جب لوگوں نے آپ کو جھٹلایا ہم نے آپ کی تصدیق کی، جب آپ بے یار و مددگار تھے اس وقت ہم نے آپ کی امداد کی، جب آپ اپنے گھر سے نکالے گئے تو ہم نے آپ کو اپنے گھروں میں جگہ دی، جب آپ مفلس اور محتاج تھے تو ہم نے اپنے مال آپ پر قربان کیے، اے گروہ انصار! کیا تم اس بات پر رنجیدہ ہوئے کہ میں نے کچھ متاع قلیل چند لوگوں کو تالیف قلوب کے لئے دے دیئے تا کہ حلقہ بگوش اسلام ہو جائیں اور تمہارے اسلام و ایمان پر بھروسہ کر کے تم کو چھوڑ دیا، اے گروہ انصار! تمہیں یہ منظور نہیں ہے کہ دوسرے لوگ اونٹ و بکریاں لے کر جائیں اور تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ساتھ لے کر جاؤ؟

وَالّذِي نَفْسُ مُحَمّدٍ بِيَدِهِ، لَوْلَا الْهِجْرَةُ لَكُنْت امْرَأً مِنْ الْأَنْصَارِ، وَلَوْ سَلَكَ النّاسُ شِعْبًا وَسَلَكَتْ الْأَنْصَارُ شِعْبًا لَسَلَكْت شِعْبَ الْأَنْصَارِقَالَ: إمّا لَا فَسَتَرَوْنَ بَعْدِي أَثَرَةً، فَاصْبِرُوا حَتّى تَلْقَوْا اللهَ وَرَسُولَهُ، فَإِنّ مَوْعِدَكُمْ الْحَوْضُ، اللهمّ ارْحَمْ الْأَنْصَارَ، وَأَبْنَاءَ الْأَنْصَارِ، وَأَبْنَاءَ أَبْنَاءِ الْأَنْصَارِ قَالَ: فَبَكَى الْقَوْمُ حَتّى أَخْضَلُوا لِحَاهُمْ،وَقَالُوا: رَضِينَا يَا رَسُولَ اللهِ حَظّا وَقَسْمًا. وَانْصَرَفَ رَسُولُ اللهِ صَلّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلّمَ وَتَفَرّقُوا

اللہ کی قسم! جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے اگر میں نے ہجرت نہ کی ہوتی تو میں انصار کا آدمی بنتا اگر لوگ ایک گھاٹی کو چلیں اور انصار دوسری گھاٹی کو چلیں تو میں انصار کی گھاٹی کو اختیار کروں گا، میرے بعد تم پر دوسروں کو ترجیح دی جائے گی اس وقت صبر سے کام لینا یہاں تک کہ تم مجھ سے حوض پر آ کر ملو، اے اللہ! تو انصار، ان کی اولاد اور اولاد کی اولاد سب پر رحم فرما، راوی کہتے ہیں کہ انصار آپ کی یہ تقریر سن کر اس قدر روئے کہ آنسوؤں سے ان کی داڑھیاں تر ہو گئیں، اور وہ کہنے لگے اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہم راضی ہیں کہ ہماری قسمت میں اللہ کے رسول آئے، پھر آپ واپس آئے اور لوگ اپنے اپنے خیموں میں چلے گئے۔ [1]

اسیروں کی واپسی:

وَقَدِمَ عَلَيْهِ أَرْبَعَةَ عَشَرَ رَجُلًا مِنْ هَوَازِنَ مُسْلِمِينَ، وَجَاءُوا بِإِسْلَامِ مَنْ وَرَاءَهُمْ مِنْ قَوْمِهِمْ، فَكَانَ رَأْسَ الْقَوْمِ وَالْمُتَكَلّمَ أَبُو صُرَدٍ زُهَيْرُ بْنُ صُرَدٍ يَا رَسُولَ الله إنّا أَهْلُك وَعَشِيرَتُك، وَقَدْ أَصَابَنَا مِنْ الْبَلَاءِ مَا لَا يَخْفَى عَلَيْك . يَا رَسُولَ الله،

[1] ابن ہشام ۲/۴۹۶، مغازی واقدی ۳/۹۵۸

إِنَّمَا فِي هَذِهِ الْحَظَائِرِ عَمَّاتُكَ وَخَالَاتُكَ وَحَوَاضِنُكَ اللَّاتِي كُنَّ يَكْفُلْنَكَ، وَلَوْ أَنَّا مَلَحْنَا لِلْحَارِثِ بْنِ أَبِي شِمْرٍ وَلِلنُّعْمَانِ بْنِ الْمُنْذِرِ. ثُمَّ نَزَلَا مِنَّا بِمِثْلِ الَّذِي نَزَلْتَ بِهِ، رَجَوْنَا عَطْفَهُمَا وَعَائِدَتَهُمَا ، وَأَنْتَ خَيْرُ الْمَكْفُولِي

غنائم کی تقسیم کے بعد قبیلہ ہوزان کا ایک نو یا چودہ رکنی وفد زہیر بن صرد کی سربراہی میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اس وفد میں آپ ﷺ کے رضاعی چچا ابو برقان بھی شامل تھے جن کا تعلق بنو سعد سے تھا، انہوں نے اسلام قبول کیا اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کی اور بعد ازاں اس قبیلہ کے خطیب زہیر بن صرد نے کھڑے ہو کر عرض کیا، اے اللہ کے رسول ﷺ! ان اسیروں میں آپ کی پھوپیاں اور خالائیں اور گود کھلانے والیاں ہیں اگر ہم حارث بن شمر یا نعمان بن منذر کو دودھ پلاتے تو ہم اس کے احسان اور مروت سے محروم نہ رہتے اور آپ کی شان تو ان سب سے اعلیٰ و ارفع ہے، ہم پر جو مصیبت آئی ہے وہ آپ پر مخفی نہیں آپ ہم پر احسان فرمائیں اللہ آپ پر احسان فرمائے گا اور فی البدیہہ چند شعر پڑھے۔

أُمْنُنْ عَلَيْنَا رَسُولَ اللهِ فِي كَرَمٍ — فَإِنَّكَ الْمَرْءُ نَرْجُوهُ وَنَدَّخِرُ

اے اللہ کے رسول ﷺ آپ ہم پر کرم کریں اور احسان کریں کیونکہ آپ ہی سے ہمارے تمام توقعات وابستہ ہیں

أُمْنُنْ عَلَى نِسْوَةٍ قَدْ عَاقَهَا قدر — مُمَزَّقٌ شَمْلُهَا، فِي دَهْرِهَا غِيَرُ

آپ ایسے خاندان پر احسان کریں جس کی آزادی آپ کے دست قدرت میں ہے اور جو اس وقت سخت پریشان حال اور بدبختی زدہ ہے

أُمْنُنْ عَلَى نِسْوَةٍ قَدْ كُنْتَ تَرْضَعُهَا — إِذْ فوك مملوءة من محضها الدّرر

اللآلي إِذْ كُنْتَ طِفْلًا كُنْتَ تَرْضَعُهَا — وَإِذْ يَزِينُكَ مَا تَأْتِي وَمَا تَذَرُ

أَلَا تَدَارَكَهَا نَعْمَاءُ تَنْشُرُهَا — يَا أَرْجَحَ النَّاسِ حَتَّى حِينَ يُخْتَبَرُ

لَا تَجْعَلَنَّا كَمَنْ شَالَتْ نَعَامَتُهُ — وَاسْتَبْقِ مِنَّا فَإِنَّا مَعْشَرٌ زُهُرُ

إِنَّا لَنَشْكُرُ آلَاءً وَإِنْ قَدُمَتْ — وَعِنْدَنَا بَعْدَ هَذَا الْيَوْمِ مُدَّخَرُ

فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنَّ أَحْسَنَ الْحَدِيثِ أَصْدَقُهُ، وَعِنْدِي مَنْ تَرَوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ، فَأَبْنَاؤُكُمْ وَنِسَاؤُكُمْ أَحَبُّ إِلَيْكُمْ أَمْ أَمْوَالُكُمْ؟قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ، خَيَّرْتَنَا بَيْنَ أَحْسَابِنَا وَبَيْنَ أَمْوَالِنَا، وَمَا كُنَّا نَعْدِلُ بِالْأَحْسَابِ شَيْئًا، فَرُدَّ عَلَيْنَا أَبْنَاءَنَا وَنِسَاءَنَا! فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَمَّا مَا لِي وَلِبَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَهُوَ لَكُمْ، وَأَسْأَلُ لَكُمُ النَّاسَ، وَإِذَا صَلَّيْتُ الظُّهْرَ بِالنَّاسِ فَقُولُوا، إِنَّا لَنَسْتَشْفِعُ بِرَسُولِ اللهِ إِلَى الْمُسْلِمِينَ، وَبِالْمُسْلِمِينَ إِلَى رَسُولِ اللهِ! فَإِنِّي سَأَقُولُ لَكُمْ، مَا كَانَ لِي وَلِبَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَهُوَ لَكُمْ، وَسَأَطْلُبُ لَكُمْ إِلَى النَّاسِ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے اہل ہوزان! میں نے تمہارا بہت انتظار کیا مگر تم نے بہت دیر کر دی اب غنائم مجاہدین اسلام میں تقسیم ہو چکے ہیں مجھے سب سے زیادہ وہ بات پسند ہے جو سچی ہو اب بتاؤ کہ تم اپنا مال واسباب لینا پسند کرتے ہو یا اپنی اولاد اور عورتیں؟ زہیر رضی اللہ عنہ بن صرد نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ کی مہربانی ہے کہ آپ نے ہمیں مال واسباب اور اہل وعیال میں سے ایک چیز لینے

کااختیار دیا ہے،اونٹ، بکریاں، چاندی وغیرہ مال میں شامل ہے اور اہل وعیال عزت وناموس ہیں، شرفاء ناموس کے مقابلے میں مال کو ترجیح نہیں دے سکتے، آپ از راہ احسان ہماری اولاد اور عورتیں ہمیں عنایت فرمادیں، نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا اے اہل ہوزان! میرے اور خاندان بنو ہاشم و بنو عبد المطلب کے حصہ میں جو کچھ آیا ہے مجھے اس پر اختیار ہے اس لئے وہ سب تمہارا ہے لیکن مسلمانوں کے حصہ میں جو کچھ جاچکا ہے اس پر میرا اختیار نہیں، ظہر کی نماز کے بعد تم کھڑے ہو کر کہنا کہ ہم مسلمانوں کے لئے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو سفارشی بناتے ہیں اور رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے سامنے مسلمانوں کو سفارشی بناتے ہیں کہ ہماری عورتیں اور بچے جنہیں آپ نے لونڈی غلام بنایا ہے واپس کر دیں اور دیکھو ان لوگوں کے سامنے یہ درخواست پیش کرنے سے پہلے اپنے قبول اسلام کا اظہار ضرور کر دینا میں بھی تمہاری سفارش کروں گا

فَلَمَّا صَلّى رَسُولُ الله صَلَّى الله عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظّهرَ بِالنّاسِ قَامُوا فَتَكَلَّمُوا بِالّذِي أَمَرَهُمْ رَسُولُ الله صَلَّى الله عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا: إنّا نَسْتَشْفِعُ بِرَسُولِ الله إلَى الْمُسْلِمِينَ، وَبِالْمُسْلِمِينَ إلَى رَسُولِ الله! فَقَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمُسْلِمِينَ، فَأَثْنَى عَلَى اللهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ، ثُمَّ قَالَ:أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّ إِخْوَانَكُمْ هَؤُلَاءِ قَدْ جَاءُونَا تَائِبِينَ، وَإِنِّي قَدْ رَأَيْتُ أَنْ أَرُدَّ إِلَيْهِمْ سَبْيَهُمْ مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُطَيِّبَ، فَلْيَفْعَلْ وَمَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يَكُونَ عَلَى حَظِّهِ حَتَّى نُعْطِيَهُ إِيَّاهُ مِنْ أَوَّلِ مَا يُفِيءُ اللهُ عَلَيْنَا فَلْيَفْعَلْ؟

چنانچہ ہوزان کے خطباء نے نماز ظہر کے بعد کھڑے ہو کر تقریریں کیں اور جس طرح رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے کہا تھا وہی کہا کہ ہم مسلمانوں کے لئے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو سفارشی بناتے ہیں اور رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے سامنے مسلمانوں کو سفارشی بناتے ہیں کہ ہماری عورتیں اور بچے جنہیں آپ نے لونڈی غلام بنایا ہے واپس کر دیں، پھر رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کھڑے ہوئے اور مسلمانوں کو خطاب فرمایا آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اللہ کی شان کے مطابق حمد وثنا کے بعد فرمایا امابعد! تمہارے یہ بھائی ہوزان مسلمان ہو کر آئے ہیں میں نے اپنا اور اپنے خاندان کا حصہ ان کو دے دیا ہے، اے لوگو! بنی ہوزان تمہارے بھائی ہیں وہ اسلام کے شرف سے بہرہ ور ہو چکے ہیں میں مناسب سمجھتا ہوں کہ دوسرے مسلمان بھی ان کے قیدی واپس کر دیں، جو شخص بخوشی ایسا کرنا چاہے وہ آزاد کر دے اور جو شخص مفت آزاد نہ کرنا چاہے تو اس کے بدلے جتنے قیدی وہ آزاد کر دے گا اتنے قیدی اس کو اولین حاصل ہونے والی غنیمت سے مل جائیں گے،

فَقَالَ النَّاسُ: قَدْ طَيَّبْنَا ذَلِكَ يَا رَسُولَ اللهِ لَهُمْ، فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِنَّا لاَ نَدْرِي مَنْ أَذِنَ مِنْكُمْ فِي ذَلِكَ مِمَّنْ لَمْ يَأْذَنْ، فَارْجِعُوا حَتَّى يَرْفَعَ إِلَيْنَا عُرَفَاؤُكُمْ أَمْرَكُمْ، فَرَجَعَ النَّاسُ فَكَلَّمَهُمْ عُرَفَاؤُهُمْ، ثُمَّ رَجَعُوا إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَخْبَرُوهُ أَنَّهُمْ قَدْ طَيَّبُوا وَأَذِنُوافَهَذَا الَّذِي بَلَغَنَا عَنْ سَبْيِ هَوَازِنَ

لیکن تمام مہاجرین وانصار بیک آواز بولے اے اللہ کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! ہم اپنے قیدی بطیب خاطر مفت آزاد کرتے ہیں، رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا اتنے عظیم مجمع میں پتہ نہیں چلتا کہ کس نے خوشی سے قیدی آزاد کیے ہیں اور کس نے خوشی سے آزاد نہیں کیے اس لئے تم سب اپنے

اپنے ٹھکانوں پر جاؤ تمہارے سردار اپنی اپنی قوم وبرادری سے پوچھ کر بتائیں، چنانچہ سب لوگ واپس چلے گئے اور سرداروں نے اپنے اپنے قبیلے والوں سے پوچھ کر اطلاع دی کہ سب لوگ اپنی رضامندی سے اپنے اپنے قیدی آزاد کرتے ہیں، چنانچہ ہوزان کے چھ ہزار قیدی بچوں اور عورتوں کو رہا کر دیا۔[۱]

عُمَرَ بْنَ الخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّهُ كَانَ عَلَيَّ اعْتِكَافُ يَوْمٍ فِي الجَاهِلِيَّةِ، فَأَمَرَهُ أَنْ يَفِيَ بِهِ، قَالَ: وَأَصَابَ عُمَرُ جَارِيَتَيْنِ مِنْ سَبْيِ حُنَيْنٍ، فَوَضَعَهُمَا فِي بَعْضِ بُيُوتِ مَكَّةَ،قَالَ:فَمَنَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى سَبْيِ حُنَيْنٍ ، فَجَعَلُوا يَسْعَوْنَ فِي السِّكَكِ، فَقَالَ عُمَرُ: يَا عَبْدَ اللهِ، انْظُرْ مَا هَذَا؟فقَالَ:مَنَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّبْيِ،قَالَ: اذْهَبْ فَأَرْسِلِ الجَارِيَتَيْنِ

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب سے مروی ہے میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! زمانہ جاہلیت میں میں نے ایک دن کے اعتکاف کی منت مانی تھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پورا کرنے کا حکم فرمایا چنانچہ وہ مسجد الحرام میں اعتکاف کرنے کے لئے چلے گئے، حنین کے قیدیوں میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو دو باندیاں ملی تھیں (صحیح مسلم میں ہے ایک لونڈی ملی تھی) تو آپ نے انہیں مکہ مکرمہ کے کسی گھر میں رکھا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حنین کے قیدیوں پر احسان کیا اور تمام اسیروں کو مفت رہا کر دیا تو وہ خوشی سے گلیوں میں دوڑنے لگے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا عبداللہ! دیکھو تو یہ کیا معاملہ ہے؟ انہوں نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر احسان کیا ہے (اور حنین کے تمام قیدی مفت آزاد کر دیئے گئے ہیں) سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے سے کہا اے عبداللہ جاؤ اور ان لڑکیوں کو (جو مجھے خمس میں ملی تھی) بھی آزاد کر دو۔[۲]

وَمَنْ أَبَى مِنْكُمْ وَتَمَسَّكَ بِحَقِّهِ فَلْيَرُدَّ عَلَيْهِمْ، وَلْيَكُنْ فَرْضًا عَلَيْنَا سِتَّ فَرَائِضَ مِنْ أَوَّلِ مَا يَفِيءُ الله بِهِ عَلَيْنَا!قالوا: رَضِينَا وسَلَّمْنَا، فَرَدُّوا عَلَيْهِمْ نِسَاءَهُمْ وَأَبْنَاءَهُمْ

ابن اسحاق عمرو بن شعیب سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے قیدی مفت نہیں چھوڑنا چاہتا اسے ہر قیدی کے بدلے پہلی غنیمت سے جو ہمیں حاصل ہوگی چھ غلام دیئے جائیں گے، صحابہ بیک زبان ہو کر کہنے لگے کہ ہم اس فیصلہ پر رضامند اور خوش ہیں لیکن صحابہ رضی اللہ عنہم نے بنو ہوزان کو ان کی عورتیں اور بچے مفت واپس کر دیئے۔[۳]

قَالَ الْأَقْرَعُ بْنُ حَابِسٍ: أَمَّا أَنَا وَبَنُو تميم فلا! وقال عيينة بن حصن:أَمَّا أَنَا وَفَزَارَةُ فَلَا! وَقَالَ عَبَّاسُ بْنُ مِرْدَاسٍ السُّلَمِيّ: أَمَّا أَنَا وَبَنُو سُلَيْمٍ فَلَا! قَالَتْ بَنُو سُلَيْمٍ: مَا كَانَ لَنَا فَهُوَ لِرَسُولِ الله! فَقَالَ الْعَبَّاسُ:وَهَّنْتُمُونِي !

[۱] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس بَابٌ وَمِنَ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ الخُمُسَ لِنَوَائِبِ المُسْلِمِينَ ۳۱۳۲،۳۱۳۱،سنن ابوداودکتاب الجهاد بَابٌ فِي فِدَاءِ الْأَسِيرِ بِالْمَالِ ۲۶۹۳،عیون الآثر ۲۴۴؍۲،مغازی واقدی ۹۵۰؍۳

[۲] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس بَابُ مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِي المُؤَلَّفَةَ قُلُوبُهُمْ وَغَيْرَهُمْ مِنَ الخُمُسِ وَنَحْوِهِ ۳۱۴۴ ،صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ نَذْرِ الْكَافِرِ وَمَا يَفْعَلُ فِيهِ إِذَا أَسْلَمَ ۴۲۹۴،البداية والنهاية ۴۲۰؍۴،السيرة النبوية لابن كثير ۶۹۳؍۳

[۳] عیون الآثر ۲۴۴؍۲،ابن سعد ۱۱۷؍۲،مغازی واقدی ۹۵۲؍۳

مگر چند لوگوں نے قیدی رہا کرنے سے انکار کر دیا، اقرع بن حابس نے کہا لیکن جو کچھ میرا اور بنو تمیم کا ہے وہ آپ کے لئے نہیں، عیینہ رضی اللہ عنہ بن حصن جو متشدد قسم کے دیہاتی تھے کہا جو کچھ میرا اور بنو فزارہ کا ہے وہ آپ کے لئے نہیں ہے، اور اس بڑھیا عورت کو واپس کرنے سے انکار کر دیا جو ان کے حصہ میں آئی تھی مگر کہنے سننے سے انہوں نے بھی اسے رہا کر دیا، عباس رضی اللہ عنہ بن مرداس نے کہا جو کچھ میرا اور بنو سلیم کا ہے وہ بھی آپ کے لئے نہیں ہے، اس پر بنو سلیم نے کہا بالکل نہیں جو کچھ ہمارا ہے وہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہے، اس پر عباس بن مرداس نے کہا تم لوگوں نے میری توہین کی ہے۔[1]

وَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لوفد هوازن، وَسَأَلَهُمْ عَنْ مَالِكِ بْنِ عَوْفٍ مَا فَعَلَ؟ فَقَالُوا: هُوَ بِالطَّائِفِ مَعَ ثَقِيفٍ،فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:أَخْبِرُوا مَالِكًا أَنَّهُ إنْ أَتَانِي مُسْلِمًا رَدَدْتُ عَلَيْهِ أَهْلَهُ وَماله، وأعطيته مائَة مِنْ الْإِبِلِ

ابن اسحاق لکھتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہوزان کے وفد سے پوچھا مالک بن عوف نضری کہاں ہے؟ انہوں نے کہا وہ بنو ثقیف کے ساتھ طائف میں رہتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو خبر کر دو اگر وہ مسلمان ہو کر آجائے تو میں اس کا مال اور اس کے سب قیدی اس کو واپس کر دوں گا اور مزید اپنی طرف سے اس کو ایک سو اونٹ انعام دوں گا،

فَأَتَى مَالِكٌ بِذَلِكَ، فَخَرَجَ إلَيْهِ مِنْ الطَّائِفِ. وَقَدْ كَانَ مَالِكٌ خَافَ ثَقِيفًا عَلَى نَفْسِهِ أَنْ يَعْلَمُوا أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُ مَا قَالَ، فَيَحْبِسُوهُ، فَأَمَرَ بِرَاحِلَتِهِ فَهُيِّئَتْ لَهُ، وَأَمَرَ بِفَرَسٍ لَهُ، فَأُتِيَ بِهِ إلَى الطَّائِفِ، فَخَرَجَ لَيْلًا، فَجَلَسَ عَلَى فَرَسِهِ، فَرَكَضَهُ حَتَّى أَتَى رَاحِلَتَهُ حَيْثُ أَمَرَ بِهَا أَنْ تُحْبَسَ، فَرَكِبَهَا، فَلَحِقَ بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَدْرَكَهُ بِالْجِعْرَانَةِ أَوْ بِمَكَّةَ،وَأَسْلَمَ فَحَسُنَ إسْلَامُهُ،فَرَدَّ عَلَيْهِ أَهْلَهُ وَماله، وَأَعْطَاهُ مائَة مِنْ الْإِبِلِ، فَاسْتَعْمَلَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى مَنْ أَسْلَمَ مِنْ قَوْمِهِ

جب مالک بن عوف کو یہ خبر معلوم ہوئی تو اس نے خیال کیا کہ اگر ثقیف کو میرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جانے کی خبر ہوگئی تو وہ ضرور مجھے روکیں گے پس اس خیال سے اس نے اپنی اونٹنی کو طائف سے کچھ فاصلہ پر تیار کھڑا کر دیا اور پھر رات کو گھوڑے پر سوار ہو کر طائف سے نکل کر اونٹنی پر سوار ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جعرانہ یا مکہ مکرمہ میں ملا اور اسلام سے مشرف ہوا اور بہت اچھا اسلام لایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسب وعدہ اس کے اہل وعیال اور مال واپس کر دیئے اور اس کو ایک سو اونٹ انعام میں بھی دیئے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ان کی قوم سے حلقہ بگوش ہونے والے لوگوں پر امیر مقرر فرمایا۔[2]

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمَئِذٍ: إنْ قَدَرْتُمْ عَلَى بِجَادٍ، رَجُلٍ مِنْ بَنِي سَعْدِ بْنِ بَكْرٍ، فَلَا يُفْلِتَنَّكُمْ، وَكَانَ قَدْ أَحْدَثَ حَدَثًا، فَلَمَّا ظَفِرَ بِهِ الْمُسْلِمُونَ سَاقُوهُ وَأَهْلَهُ، وَسَاقُوا مَعَهُ الشَّيْمَاءَ، بِنْتَ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْعُزَّى أُخْتَ

---

[1] مغازی واقدی ۹۵۲/۳

[2] ابن ہشام ۴۹۱/۲، الروض الانف ۳۵۴/۷، تاریخ طبری ۸۸/۳، البدایۃ والنہایۃ ۴۱۴/۴، السیرۃ النبویۃ لابن کثیر ۶۸۳/۳

رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ الرَّضَاعَةِ،فَعَنُفُوا عَلَيْهَا فِي السِّيَاقِ، فَقَالَتْ لِلْمُسْلِمِينَ: تَعلَمُوا وَاللهِ أَنِّي لَأُخْتُ صَاحِبِكُمْ مِنْ الرَّضَاعَةِ، فَلَمْ يُصَدِّقُوهَا حَتَّى أَتَوْا بِهَا إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اسی روز رسول اللہ ﷺ نے اپنے لشکر کے افسران سے کہا کہ اگر بنی سعد میں سے بجاد تمہارے ہاتھ لگ جائے تو اس کو ہر گز نہ چھوڑنا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کو گرفتار کیا اور اس کے اہل وعیال کو ساتھ لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں روانہ ہوئے اور اسی کے ساتھ شیماء بنت حارث بن عبد العزیٰ رسول اللہ ﷺ کی رضاعی بہن بھی تھیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان لوگوں کو راستہ میں جلدی چلنے کی تکلیف دی، شیماء نے کہا اے لوگو! تم جانتے بھی ہو کہ میں تمہارے رسول کی دودھ شریک بہن ہوں تمہیں میری عزت وحرمت کا لحاظ رکھنا چاہیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کے قول کو تسلیم نہ کیا یہاں تک کہ یہ قافلہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچ گیا۔

قَالَ: فَلَمَّا أُنْتُهِيَ بِهَا إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنِّي أُخْتُكَ مِنْ الرَّضَاعَةِ،قَالَ: وَمَا عَلَامَةُ ذَلِكَ؟قالَتْ: عَضَّةٌ عَضَضْتَنِيهَا فِي ظَهْرِي وَأَنَا مُتَوَرِّكَتُكَ،قَالَ: فَعَرَفَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَلَامَةَ،فَبَسَطَ لَهَا رِدَاءَهُ، فَأَجْلَسَهَا عَلَيْهِ، وخيّرها

جب انہیں آپ ﷺ کے سامنے پیش کیا گیا تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! میں آپ کی رضاعی بہن ہوں، تو آپ نے فرمایا اس کا کیا ثبوت ہے؟ انہوں نے عرض کیا جب آپ بچپن میں بسلسلہ رضاعت ہمارے گھر میں رہتے تھے تو آپ نے مجھے کاٹ لیا تھا اور یہ کہہ کر کاٹنے کا نشان آپ کو دکھایا، آپ کو وہ واقعہ یاد آ گیا اور آپ ﷺ نے بھی اس نشان سے انہیں پہچان لیا، پھر ان کی عزت ومنزلت کے لئے کھڑے ہو گئے اور ان کے بیٹھنے کے لئے اپنی چادر مبارک زمین پر بچھادی پھر (اپنی بہن کو دیکھ کر اور حلیمہ رضی اللہ عنہا کو یاد کر کے) رسول اللہ ﷺ کی چشم مبارک سے آنسو بہہ نکلے، آپ ﷺ نے ان سے فرمایا تم مجھ سے سوال کرو پورا کیا جائے گا، تم مجھ سے سفارش کرو تمہاری سفارش قبول کی جائے گی۔

روایت ہے کہ شیماء کی قوم والوں نے ان سے کہا تھا محمد (ﷺ) تمہارے بھائی ہیں جب تم ان کے سامنے جاؤ تو اپنی قوم کے حق میں ان سے سفارش کرنا ہمیں امید ہے کہ وہ ہماری مدد فرمائیں گے چنانچہ شیماء نے رسول اللہ ﷺ سے اپنی قوم کے قیدیوں کو جن کی تعداد چھ ہزار تھی اسے بخش دینے کی سفارش کی آپ ﷺ نے فیاضی اور عظیم مہربانی سے وہ سب انہیں بخش دیئے،

وَقَالَ: إِنْ أَحْبَبْتِ فَعِنْدِي مُحَبَّةٌ مُكْرَمَةٌ، وَإِنْ أَحْبَبْت أَن أمعّك وَتَرْجِعِي إِلَى قَوْمِكَ فَعَلْتُ، فَقَالَتْ: بَلْ تُمَتِّعُنِي وَتَرُدُّنِي إِلَى قَوْمِي، وأعطاها النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثلاثة أعبد وجارية ونعما وشاء كثيرا

پھر آپ ﷺ نے شیماء کو اختیار دیا اور فرمایا اگر آپ میرے پاس قیام کرنا چاہیں تو آپ کو میرے پاس انتہائی محبت واحترام حاصل رہے گا اور اگر آپ چاہیں کہ میں آپ کو ضروری مال ومتاع دے دوں اور آپ اپنی قوم میں جاکر رہیں تو یہ بھی ہوسکتا ہے، انہوں نے عرض کیا مجھے یہی صورت قبول ہے کہ آپ جو عطا فرمانا چاہیں عطا فرمادیں اور میں اپنی قوم میں واپس چلی جاؤں، چنانچہ نبی کریم ﷺ نے احسان فرماتے

ہوئے انہیں بہت سے اونٹ، بکریاں، تین غلام اور ایک باندی عطا فرمائی اور ان کو اپنی قوم میں واپس بھیج دیا۔ (۱)

أَنَّهُ أَعْطَاهَا غُلَامًا لَهُ يُقَالُ لَهُ مَكْحُولٌ، وَجَارِيَةً، فَزَوَّجَتْ أَحَدَهُمَا الْأُخْرَى، فَلَمْ يَزَلْ فِيهِمْ مِنْ نَسْلِهِمَا بَقِيَّةٌ

ایک روایت میں ہے نبی کریم ﷺ نے مکحول نامی ایک غلام اور ایک باندی عطا فرمائی اور ان کو اپنی قوم میں واپس بھیج دیا، شیماء رضی اللہ عنہا نے ان دونوں کی باہم شادی کر دی اور ان کی اولاد ان میں باقی رہے۔ (۲)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب کی نذر:

عُمَرَ بْنَ الخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّهُ كَانَ عَلَيَّ اعْتِكَافُ يَوْمٍ فِي الجَاهِلِيَّةِ، فَأَمَرَهُ أَنْ يَفِيَ بِهِ

رسول اللہ ﷺ مقام جعرانہ ہی میں قیام پذیر تھے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے آپ سے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! میں نے دور جاہلیت میں ایک دن اعتکاف کرنے کی نذر مانی تھی وہ میں نے ابھی تک پوری نہیں کی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسے پورا کرو۔ (۳)

بلال رضی اللہ عنہ اور ابوموسیٰ اشعری کو بشارت:

عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ نَازِلٌ بِالْجِعْرَانَةِ بَيْنَ مَكَّةَ وَالمَدِينَةِ، وَمَعَهُ بِلاَلٌ فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ: أَلاَ تُنْجِزُ لِي مَا وَعَدْتَنِي؟فَقَالَ لَهُ:أَبْشِرْ،فَقَالَ: قَدْ أَكْثَرْتَ عَلَيَّ مِنْ أَبْشِرْ،فَأَقْبَلَ عَلَى أَبِي مُوسَى وَبِلاَلٍ كَهَيْئَةِ الغَضْبَانِ، فَقَالَ:رَدَّ البُشْرَى، فَاقْبَلاَ أَنْتُمَا قَالاَ: قَبِلْنَا، ثُمَّ دَعَا بِقَدَحٍ فِيهِ مَاءٌ، فَغَسَلَ يَدَيْهِ وَوَجْهَهُ فِيهِ وَمَجَّ فِيهِ، ثُمَّ قَالَ:اشْرَبَا مِنْهُ ، وَأَفْرِغَا عَلَى وُجُوهِكُمَا وَنُحُورِكُمَا وَأَبْشِرَافأَخَذَا القَدَحَ فَفَعَلاَ، نَادَتْ أُمُّ سَلَمَةَ مِنْ وَرَاءِ السِّتْرِ: أَنْ أَفْضِلاَ لِأُمِّكُمَا، فَأَفْضَلاَ لَهَا مِنْهُ طَائِفَةً

ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب نبی کریم ﷺ جعرانہ سے جو مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان میں ایک مقام ہے اتر رہے تھے تو میں آپ ﷺ کے قریب تھا آپ ﷺ کے ساتھ بلال رضی اللہ عنہ بھی تھے اسی مقام پر ایک بدو رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا جو وعدہ آپ نے کیا تھا اسے پورا کیوں نہیں کرتے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بشارت قبول کرو، اس بدو نے کہا بشارت تو آپ دے چکے (اب کچھ مال بھی عنایت کریں)، رسول اللہ ﷺ کو غصہ آ گیا آپ ﷺ بلال رضی اللہ عنہ اور ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور ان دونوں سے فرمایا اس شخص نے بشارت کو قبول نہیں کیا تم اسے قبول کرلو، دونوں صحابہ رضی اللہ عنہم کرام نے عرض کیا ہم نے بشارت قبول کی، پھر رسول اللہ ﷺ نے پانی کا ایک پیالہ منگوایا پھر آپ نے اس میں اپنے دونوں ہاتھ دھوئے، کلی کی اور منہ دھویا اس

(۱) تاريخ الخميس في أحوال أنفس النفيس ۲۲۹/۱

(۲) ابن ہشام ۴۵۸/۲

(۳) صحيح بخاری كتاب فرض الخمس بَابُ مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِي المُؤَلَّفَةَ قُلُوبُهُمْ وَغَيْرَهُمْ مِنَ الخُمُسِ وَنَحْوِهِ ۳۱۴۴ ،صحیح مسلم كتاب الايمان بَابُ نَذْرِ الْكَافِرِ وَمَا يَفْعَلُ فِيهِ إِذَا أَسْلَمَ ۴۲۹۴، البداية والنهاية ۴۲۰/۴، السيرة النبوية لابن كثير ۶۹۳/۳

کے بعد فرمایا تم دونوں اسے پی لو اور اپنے چہروں اور ہنسلیوں پر مل لو اور خوشخبری حاصل کرو، ان دونوں نے وہ پیالہ اٹھالیا اور آپ کے حکم کی تعمیل کی، ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے پردہ کے پیچھے سے کہا اپنی والدہ کے لئے بھی بچا دو، ان کی بات سن کر انہوں نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے لئے کچھ پانی اس میں چھوڑ دیا۔[1]

اس بدوی کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شاید کچھ روپے پیسے یا مال غنیمت دینے کا وعدہ فرمایا ہو گا جب وہ تقاضا کرنے آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مال کی کیا حقیقت ہے جنت تجھ کو مبارک ہو لیکن بدقسمتی سے وہ بے ادب گنوار اس عظیم بشارت سے خوش نہ ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف سے منہ پھیر لیا اور ابو موسی رضی اللہ عنہ اور بلال رضی اللہ عنہ کو یہ نعمت سرفراز فرمائی۔

تہی دستاں قسمت راچہ سود از رہبر کامل　　　　که خضر از آب حیوں تشنہ می آرد سکندر را

عمرہ کے متعلق ایک سوال:

صَفْوَانُ بْنُ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ، أَنَّ يَعْلَى كَانَ يَقُولُ: لَيْتَنِي أَرَى رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ يُنْزَلُ عَلَيْهِ، قَالَ: فَبَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْجِعْرَانَةِ وَعَلَيْهِ ثَوْبٌ قَدْ أُظِلَّ بِهِ، مَعَهُ فِيهِ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِهِ، إِذْ جَاءَهُ أَعْرَابِيٌّ عَلَيْهِ جُبَّةٌ مُتَضَمِّخٌ بِطِيبٍ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، كَيْفَ تَرَى فِي رَجُلٍ أَحْرَمَ بِعُمْرَةٍ فِي جُبَّةٍ بَعْدَمَا تَضَمَّخَ بِالطِّيبِ؟ فَأَشَارَ عُمَرُ إِلَى يَعْلَى بِيَدِهِ: أَنْ تَعَالَ، فَجَاءَ يَعْلَى فَأَدْخَلَ رَأْسَهُ، فَإِذَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحْمَرُّ الوَجْهِ، يَغِطُّ كَذَلِكَ سَاعَةً، ثُمَّ سُرِّيَ عَنْهُ، فَقَالَ: أَيْنَ الَّذِي يَسْأَلُنِي عَنِ العُمْرَةِ آنِفًا، فَالْتُمِسَ الرَّجُلُ فَأُتِيَ بِهِ، فَقَالَ: أَمَّا الطِّيبُ الَّذِي بِكَ فَاغْسِلْهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، وَأَمَّا الجُبَّةُ فَانْزِعْهَا، ثُمَّ اصْنَعْ فِي عُمْرَتِكَ كَمَا تَصْنَعُ فِي حَجِّكَ

صفوان بن یعلی بن امیہ سے مروی ہے سیدنا یعلی رضی اللہ عنہ نے کہا کاش! میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وقت دیکھ سکتا جب آپ پر وحی نازل ہوتی ہے، ابھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم جعرانہ میں مقیم تھے، دھوپ کی وجہ سے آپ پر کپڑے کا سایہ کر دیا گیا تھا اور اس میں چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ موجود تھے اتنے میں ایک اعرابی آیا وہ ایک جبہ پہنے ہوئے تھا جو خوشبو میں بسا ہوا تھا اس نے عرض کیا اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس شخص کے متعلق آپ کیا فرماتے ہیں جس نے عمرہ کا احرام باندھا ہو اور اس سے خوشبو مہلک رہی ہو؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا سوال سن کر خاموش ہو گئے، اتنے میں آپ پر وحی نازل ہونا شروع ہو گئی، فوراً ہی سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے یعلی رضی اللہ عنہ کو آنے کے لیے ہاتھ سے اشارہ کیا یعلی رضی اللہ عنہ حاضر ہو گئے اور اپنا سر (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنے کے لیے) اندر کیا، (نزول وحی کی کیفیت سے) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک سرخ ہو رہا تھا اور زور زور سے سانس چل رہا تھا، وحی ختم ہونے پر جب یہ کیفیت جاتی رہی تو آپ نے فرمایا عمرہ کے متعلق سوال کرنے والا شخص کہاں ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس شخص کو آپ کے سامنے پیش کر دیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو خوشبو تمہارے بدن میں لگی ہوئی

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ غَزْوَةِ الطَّائِفِ ۴۳۲۸ ،صحیح مسلم کتاب الفضائل بَابُ مِنْ فَضَائِلِ أَبِي مُوسَى وَأَبِي عَامِرٍ الْأَشْعَرِيَّيْنِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا ۶۴۰۵

ہوا سے تین مرتبہ دھو ڈالو اور وہ (خوشبودار) جبہ اتار دو اور پھر وہی کرو جو حج میں کرتے ہو۔ [1]

رسول اللہ ﷺ کی مدینہ منورہ واپسی:

طائف سے واپس ہو کر پانچ ذوالقعدہ کو مقام جعرانہ پر پہنچے اور وہاں تیرہ دن قیام فرمانے کے بعد اٹھارہ ذوالقعدہ کو مدینہ منورہ کا قصد فرمایا تو عمرہ کے لئے احرام باندھا اور مکہ معظّمہ میں داخل ہو کر طواف، سعی اور سر منڈانے کی رسم ادا فرمائی۔(صحیح بخاری كِتَابُ الجِهَادِ وَالسِّيَرِ بَابُ الشَّجَاعَةِ فِي الحَرْبِ وَالجُبْنِ عن جبیر رضی اللہ عنہ)

رات کا وقت تھا حاضرین کی تعداد کم تھی، آپ ﷺ باب کعبہ پر کھڑے ہوئے اور اس کے دونوں بازو دونوں ہاتھوں سے تھامے اور فرمایا کہ متعہ قیامت تک ہمیشہ ہمیشہ کے لئے حرام کیا گیا ہے، اس کے بعد بعض لوگ بے خبری میں متعہ کے مرتکب ہوئے تو آپ ﷺ نے غزوہ تبوک میں پھر اس کا اعلان فرمایا پھر اسی شب جعرانہ کو واپس ہو گئے جہاں رات گزار کر مکہ سے چھ میل دور مقام سرف پر پہنچے، پھر مَرّ الظَّهْرَانِ (وادی فاطمہ) سے ہوتے ہوئے مدینہ منورہ روانہ ہو گئے،

وقد غاب عنها شَهْرَيْنِ وَسِتَّةَ عشر يَوْمًا فقدم المدينة لثلاث بقين من ذِي الْقَعْدَةِ

اور دو مہینے اور سولہ دن کے بعد ستائیس ذی القعدہ کو مع صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مدینہ منورہ میں داخل ہوئے۔ [2]

عَنْ جَبَّارِ بْنِ صَخْرٍ الْأَنْصَارِيِّ، أَحَدِ بَنِي سَلِمَةَ، قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ بِطَرِيقِ مَكَّةَ: مَنْ يَسْبِقُنَا إِلَى الْأُثَايَةِ؟ قَالَ: أَبُو أُوَيْسٍ: هُوَ حَيْثُ نَفَرْنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَمْدُرَ حَوْضَهَا، وَيَفْرِطَ فِيهِ، فَيَمْلَأُهُ حَتَّى نَأْتِيَهُ قَالَ: قَالَ جَبَّارٌ: فَقُمْتُ فَقُلْتُ: أَنَا، قَالَ اذْهَبْ، فَذَهَبْتُ فَأَتَيْتُ الْأُثَايَةَ فَمَدَرْتُ حَوْضَهَا، وَفَرَطْتُ فِيهِ، وَمَلَأْتُهُ، ثُمَّ غَلَبَتْنِي عَيْنَايَ فَنِمْتُ، فَمَا انْتَبَهْتُ إِلَّا بِرَجُلٍ تُنَازِعُهُ رَاحِلَتُهُ إِلَى الْمَاءِ، وَيَكُفُّهَا عَنْهُ فَقَالَ: يَا صَاحِبَ الْحَوْضِ فَإِذَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ: نَعَمْ

جبار رضی اللہ عنہ بن صخر سے مروی ہے مکہ مکرمہ سے واپسی پر راستے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اثایہ نامی جگہ میں ہم سے پہلے کون پہنچے گا؟ ابو اویس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں یہ وہ جگہ تھی جہاں رسول اللہ ﷺ نے ہمیں بھیجا تھا کہ حوض پر قبضہ کرے اور ہمارے وہاں پہنچنے تک اسے بھر کر رکھے میں نے اپنے آپ کو پیش کیا نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم جاؤ، فرماتے ہیں وہاں پہنچ کر میں نے ادھر ادھر سے پتھر اکٹھے کر کے حوض بنایا اور اس میں قریبی چشمے یا کنوئیں سے پانی بھرا جب کام ختم ہو گیا تو میری آنکھ لگ گئی اور میں سو گیا اور اس آدمی کی وجہ سے ہی آنکھ کھلی جس کی سواری اس کے ہاتھ سے نکلی جا رہی تھی وہ اسے حوض سے روک رہا تھا وہ کہنے لگا کہ اے حوض والے اپنے حوض پر پہنچو میں نے دیکھا تو وہ

---

[1] صحیح بخاری کتاب الحج بَابُ غَسْلِ الخَلُوقِ ثَلاَثَ مَرَّاتٍ مِنَ الثِّيَابِ ۱۵۳۶،وکتاب فضائل القرآن بَابُ نَزَلَ القُرْآنُ بِلِسَانِ قُرَيْشٍ وَالعَرَبِ وَقَوْلِ اللهِ تَعَالَى:۴۹۸۵،وکتاب المغازی بَابُ غَزْوَةِ الطَّائِفِ۴۳۲۹،صحیح مسلم کتاب الحج بَابُ مَا يُبَاحُ لِلْمُحْرِمِ بِحَجٍّ أَوْ عُمْرَةٍ، وَمَا لَا يُبَاحُ وَبَيَانِ تَحْرِيمِ الطِّيبِ عَلَيْهِ۲۷۹۸،مسند احمد۱۷۹۴۸

[2] شرح الزرقانی علی المواهب ۲۸٫۴

نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم تھے میں نے عرض کیا بسروچشم،

قَالَ: فَأَوْرَدَ رَاحِلَتَهُ ثُمَّ انْصَرَفَ، فَأَنَاخَ ثُمَّ قَالَ:اتْبَعْنِي بِالْإِدَاوَةِفَتَبِعْتُهُ بِهَا فَتَوَضَّأَ وَأَحْسَنَ وُضُوءَهُ، وَتَوَضَّأْتُ مَعَهُ ثُمَّ قَامَ يُصَلِّي، فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهِ فَأَخَذَ بِيَدِي فَحَوَّلَنِي عَنْ يَمِينِهِ فَصَلَّيْنَا فَلَمْ يَلْبَثْ يَسِيرًا أَنْ جَاءَ النَّاسُ

پھر نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم گھاٹ پر پہنچے تو میں نے اونٹنی کی لگام پکڑ لی اور اسے بٹھادیا نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے برتن منگوا کر خوب اچھی طرح وضو کیا میں نے بھی وضو کیا اور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کھڑے ہو کر نماز عشا پڑھنے لگے، جبار رضی اللہ عنہ اپنے بیان کے مطابق وہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے بائیں پہلو میں کھڑے ہوئے تھے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے انہیں ہاتھ سے پکڑ کر دائیں جانب کرلیا اور لوگوں کے آنے تک ہم نماز پڑھتے رہے۔ (۱)

سریہ خالد رضی اللہ عنہ بن ولید (یمن کی طرف)

ذوالقعدہ آٹھ ہجری

عَنِ الْبَرَاءِ،أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ إِلَى أَهْلِ الْيَمَنِ يَدْعُوهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ، قَالَ الْبَرَاءُ: فَكُنْتُ فِيمَنْ خَرَجَ مَعَ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ فَأَقَمْنَا سِتَّةَ أَشْهُرٍ نَدْعُوهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ فَلَمْ يُجِيبُوهُ،قَالَ: ثُمَّ بَعَثَ عَلِيًّا بَعْدَ ذَلِكَ مَكَانَهُ فَقَالَ:مُرْ أَصْحَابَ خَالِدٍ، مَنْ شَاءَ مِنْهُمْ أَنْ يُعَقِّبَ مَعَكَ فَلْيُعَقِّبْ، وَمَنْ شَاءَ فَلْيُقْبِلْ فَكُنْتُ فِيمَنْ عَقَّبَ مَعَهُ، قَالَ: فَغَنِمْتُ أَوَاقٍ ذَوَاتِ عَدَدٍ

براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے طائف سے واپسی پر نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے خالد رضی اللہ عنہ بن ولید کو قبیلہ ہمدان جو یمن کا ایک بہت بڑا قبیلہ ہے دعوت اسلام دینے کے لئے روانہ کیا خالد رضی اللہ عنہ بن ولید چھ ماہ تک انہیں دعوت اسلام دیتے رہے مگر کسی نے اسلام قبول نہیں کیا، پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو روانہ کیا (تاکہ خالد رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی جو کافی عرصہ سے جہاد میں مصروف تھے اپنے گھر آسکیں) رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو روانہ کرتے وقت ہدایت کی کہ خالد رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں میں سے جو تمہارے ساتھ جانا چاہے چلا جائے اور جو مدینہ منورہ واپس آنا چاہے واپس آجائے، براء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ چلا گیا اور کئی اوقیہ (چاندی) میرے حصہ میں آئی (۲)

عروہ بن مسعود ثقفی رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام

لَمْ يَحْضُرْ عُرْوَةُ بْنُ مَسْعُودٍ وَلا غَيْلانُ بْنُ سَلَمَةَ حِصَارَ الطَّائِفِ. كَانَا بِجُرَشَ يَتَعَلَّمَانِ صَنْعَةَ الْعَرَّادَاتِ وَالْمَنْجَنِيقِ

(۱) مسند احمد ۱۷۱۵۴

(۲) دلائل النبوۃ للبیہقی ۳۹۶؍۵،صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ بَعْثِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ، وَخَالِدِ بْنِ الوَلِيدِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، إِلَى اليَمَنِ قَبْلَ حَجَّةِ الوَدَاعِ ۴۳۴۹

والدبابات فقدما وقد انصرف رَسُولَ الله، ثُمَّ أَلْقَى اللهُ فِي قَلْبِ عُرْوَةَ الإِسْلامَ وَغَيَّرَهُ عَمَّا كَانَ عَلَيْهِ فَخَرَجَ إِلَى رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فأسلم، ثُمَّ اسْتَأْذَنَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْخُرُوجِ إِلَى قَوْمِهِ لِيَدْعُوَهُمْ إِلَى الإِسْلامِ ،فَقَالَ: [إِنَّهُمْ إِذًا قَاتِلُوكَ

ابن اسحاق لکھتے ہیں عروہ بن مسعود اور غیلان بن سلمہ طائف کے محاصرے میں موجود نہیں تھے یہ دونوں جرش میں پتھر مارنے اور قلعہ کی دیواروں میں سوراخ کرنے کا فن اور گوپھن وغیرہ جنگی ہتھیاروں کی تربیت حاصل کر رہے تھے یہ دونوں اس وقت آئے جب رسول اللہ ﷺ طائف کا محاصرہ اٹھا کر مدینہ منورہ واپس جا چکے تھے، اللہ تعالیٰ نے عروہ کے دل میں اسلام ڈال دیا اور انہیں اس حالت سے بدل دیا جس میں وہ نکلے تھے وہ طائف سے نکل کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کر لیا، اور عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھے اجازت فرمائیں کہ اپنی قوم میں جا کر اپنے اسلام کا اعلان کروں اور انہیں دعوت اسلام پیش کروں، (آپ ﷺ جانتے تھے کہ ابھی تک ثقیف کے لوگوں میں پہلے کی طرح غرور وتکبر باقی ہے، اور ان کی حالت میں فی الحال کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی، اس لئے) آپ نے فرمایا وہ لوگ تمہاری دعوت کو تسلیم نہیں کریں اور خطرہ ہے کہ وہ غیظ وغضب میں تمہیں قتل کر دیں گے،

قَالَ: لأَنَا أَحَبُّ إِلَيْهِمْ مِنْ أَبْكَارِ أَوْلادِهِمْ

عروہ رضی اللہ عنہ بولے اے اللہ کے رسول ﷺ! میں ان کو ان کے اکلوتے بیٹوں سے بھی زیادہ محبوب ہوں،

اور ایک روایت میں ہے میں ان کو ان کی آنکھوں سے بھی زیادہ محبوب ہوں (اور حقیقتاً اہل طائف ان سے بہت محبت کرتے اور ان کے حکم کو واجب الاطاعت جانتے تھے)

ثُمَّ اسْتَأْذَنَهُ الثَّانِيَةَ ثُمَّ الثَّالِثَةَ، فَقَالَ: إِنْ شِئْتَ فَاخْرُجْ، فَخَرَجَ فَسَارَ إِلَى الطَّائِفِ خَمْسًا فَقَدِمَ عِشَاءً فَدَخَلَ مَنْزِلَهُ فَجَاءَ قَوْمُهُ فَحَيُّوهُ بِتَحِيَّةِ الشِّرْكِ. فَقَالَ: عَلَيْكُمْ بِتَحِيَّةِ أَهْلِ الْجَنَّةِ السَّلامِ. وَدَعَاهُمْ إِلَى الإِسْلامِ، فَخَرَجُوا مِنْ عِنْدِهِ يَأْتَمِرُونَ بِهِ

پھر عروہ نے دوبارہ اور سہ بارہ آپ ﷺ سے اجازت چاہی، آپ ﷺ نے فرمایا اگر تم چاہو تو چلے جاؤ، عروہ مدینہ منورہ سے نکلے اور چار دن کی مسافت کے بعد طائف میں پہنچے جب عشاء کا وقت آیا تو اپنے مکان میں چلے گئے، ان کی قوم ان سے ملنے کے لیے آئی اور اہل شرک کی طرح عروہ رضی اللہ عنہ کو سلام کیا تو عروہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تمہیں شرک کا سلام چھوڑ کر اہل جنت کا سلام اختیار کرنا چاہیے جو (اسلام) ہے اور ان لوگوں کو دعوت اسلام پیش کی (انہیں امید تھی کہ ان کی ہر دلعزیزی کی وجہ سے لوگ ان کی مخالفت نہیں کریں گے) تو وہ لوگ نکل کر ان کے متعلق مشورہ کرنے لگے

فَلَمَّا طَلَعَ الْفَجْرُ أَوْفَى عَلَى غُرْفَةٍ لَهُ فَأَذَّنَ بِالصَّلاةِ فَخَرَجَتْ ثَقِيفٌ مِنْ كُلِّ نَاحِيَةٍ. فَرَمَاهُ رَجُلٌ مِنْ بَنِي مَالِكٍ يُقَالُ لَهُ أَوْسُ بْنُ عَوْفٍ فَأَصَابَ أَكْحُلَهُ فَلَمْ يَرْقَأْ دَمُهُ، وَقَامَ غَيْلانُ بْنُ سَلَمَةَ وَكِنَانَةُ بْنُ عَبْدِ يَالِيلَ وَالْحَكَمُ بْنُ عَمْرِو بْنِ وَهْبٍ وَوُجُوهُ الأَحْلافِ فَلَبِسُوا السِّلاحَ وَحَشَدُوا، فَلَمَّا رَأَى عُرْوَةُ ذَلِكَ قَالَ: قَدْ تَصَدَّقْتُ بِدَمِي عَلَى صَاحِبِهِ لأُصْلِحَ بِذَاكَ بَيْنَكُمْ

جب صبح ہوئی تو عروہ نے بالاخانے پر جا کر کھڑکی میں کھڑے ہو کر اذان کہی، اذان کی آواز سن کر ہر طرف سے لوگ نکل پڑے، بنی مالک کے ایک نے جس کا نام اوس بن عوف تھا عروہ کو تاک کر ایک تیر مارا جو ان کی رگ ہفت میں آ کر لگا اور خون بند نہ ہوا، غیلان بن سلمہ، کنانہ بن عبد یالیل، حکم بن عمرو اور بنو وہب اور حلفاء کے معززین اٹھ کھڑے ہوئے اور انہوں نے جنگ کے لئے ہتھیار پہن لیے اور سب کے سب (انتقام کے لیے) تیار ہو گئے، عروہ رضی اللہ عنہ نے جو یہ کیفیت دیکھی تو کہا میں نے اپنا خون کرنے والے کو معاف کر دیا تا کہ اس کے ذریعے سے میں تمہارے درمیان صلح کرا دوں،

وَهِيَ كَرَامَةٌ أَكْرَمَنِي اللهُ بِهَا وَشَهَادَةٌ سَاقَهَا اللهُ إِلَيَّ. وَقَالَ: ادْفُنُونِي مَعَ الشُّهَدَاءِ الَّذِينَ قُتِلُوا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَاتَ فَدَفَنُوهُ مَعَهُمْ، وَبَلَغَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَتْلُهُ فَقَالَ: مَثَلُ عُرْوَةَ مَثَلُ صَاحِبِ يَاسِينَ، دَعَا قَوْمَهُ إِلَى اللهِ عَزّ وَجَلّ فَقَتَلُوه

عروہ رضی اللہ عنہ بولے مجھے اللہ نے عزت بخش کر شہادت کی اعلیٰ موت سے نوازا ہے، میرا حکم ان شہداء کا حکم ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محاصرہ طائف کے دوران شہید ہوئے اور مجھے ان ہی کے ساتھ سپرد خاک کیا جائے چنانچہ ان کی وفات ہوگئی تو لوگوں نے انہیں شہداء کے ساتھ دفن کر دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی شہادت کی خبر دی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کی مثال وہی ہے جو صاحب یٰسین کی مثال اپنی قوم میں تھی، جس نے اپنی قوم کو اللہ عزوجل کی طرف دعوت دی اور انہوں نے اسے قتل کر دیا۔[1]

[1] ابن سعد ۲۳۷/۱، مغازی واقدی ۹۶۰/۳